اذا اراد الله بعبد خیرا فقهه فی الدین

الحمد للہ سبحانہ وتعالیٰ کہ فتاوائے جلیل عدیم المثیل منبع مسائل و احکام شرع افتاء و قاطع انام مدار معتقدین اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص بحکم حسن سنیہ احسن الفتاوی مدونہ حنفیہ

اسمی

فتاوی ہندیہ

ترجمہ

فتاوی عالمگیریہ

جلد اول

مترجمہ عالم متبحر تحریر متین مولانا احتشام الدین مرادآبادی بعد نظر ثانی عالم علوم عقلی و نقلی مولوی امیر علی صاحب مترجم ہدایہ بجلد اخیر و مقدمہ و فرہنگ جو بصرف زر کثیر مطبع اودھ اخبار و مشقت و ریاضت مترجمان عالیوقار ترجمہ ہوا ہے

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی طبع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹٹیل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب فقہ اردو و فارسی وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب فقہ اُردو مذہب اہل سنت	
غایۃ الاوطار - ترجمہ اردو درمختار مترجمہ مولوی خرم علی و مولوی محمد احسن کامل چار جلدین کاغذ سفید۔	رعہ پ
عین الہدایہ - ترجمہ کامل ہدایہ ہر چہار جلد حامل المتن مترجمہ مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوائے عالمگیری وغیرہ کاغذ گندہ سفید۔	لعہ پ
اور جلدین کاغذ حنائی پر متفرق بھی فروخت کے لیے موجود ہین -	
جلد اول -	سے ر پ
جلد دوم -	للعہ پ
جلد سوم - کاغذ سفید -	للعہ پ
ایضاً - کاغذ حنائی -	للعہ پ
جلد چہارم کاغذ سفید -	للعہ پ
ایضاً - کاغذ حنائی رسمی -	سعہ پ
راہ نجات - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ	۱ر
مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری -	۳ر۶پا
حقیقۃ الصلوٰۃ - مع رسالہ و سبلے تاران -	۹ پائی
کشف المناجات - ترجمہ اُردو ملا بدنبہ از مولوی محمد نور الدین	۳ر

نام کتاب	قیمت
نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ اُردو - ہر چہار جلد یکجائی مطبوعہ نظامی کاغذ سفید۔	-
ہزار مسئلہ - شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صدروسی مسئلہ (۴) مناجات بدرگاہ باری تعالے (۵) حلیہ شریف (۶) نور نامہ (۷) چہل مسائل مولفہ مولوی عبد اللہ بن عبد السلام -	۴ر
شرح محمدی منظوم - مسائل فقیہ از محمد خان قندھاری -	۳ر
تنبیہ الغافلین - مسائل دینیہ -	
حیرت الفقہ - مسائل مشکلہ فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری -	۱ر
جواب السائلین - بطور استفتا -	۱ر۶پا
کنز الدقائق - اردو ترجمہ از مولوی محمد سلطان خان	۱۴ر
چہل مسائل فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری	۳ پائی
اشرف المسائل - از مولوی اشرف علی خان	۱۰ر
رسالہ **تجہیز و تکفین** میت از محمد عمر -	۱ر
فقہ فارسی	
ہدایہ - پنتالی پر اصل عربی اور تحت مین ترجمہ فارسی مع شرح از علمائے کلکتہ جو مدت سے بند اول ہو در مجلد کامل کاغذ سفید و حنائی۔	۵عہ پ
شرح سفر السعادت - از مولانا عبد الحق دہلوی معروف	سے ر پ

الحمد للہ الذی لا الہ الا ہو رب العرش رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین مولانا محمد و آلہ
وصحبہ وعلی عباد اللہ المصطفین الصالحین اجمعین - اما بعد مترجم ضعیف کہتا ہو کہ اس زمانہ کے ذوی عقل مخلوق پر خالق جل شانہٗ
معبود حق سبحانہٗ کی نعمتہاے عظمی سے ایک بڑی نعمت یہ ہو کہ اپنی توفیق و رحمت سے اُنکے ہاتھون مین ایک ایسی دینی
کتاب کا ترجمہ دیدیا جسپر معاملات وعبادات مین اسوقت عموماً مدار ہو یعنی فتاوےٰ عالمگیریہ کہ امام الائمہ بقیۃ السلف
حجۃ الخلف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہادات واستنباطات کا تصانیف قدیمہ وجدیدہ سے مجموعہ عزیز ہو اور تالیفات
امام ہمام محمد بن الحسن الشیبانی سے مسائل اصول کا اور جو کتابین پچھلے طبقات کی مانند مؤلفات حاکم شہید وطحاوی
وغیرہم کی بمنزلہ اصول کے ہین اُنکی منتقی ومختصرات کا مع فتاوےٰ طبقات متاخرین و اُنکی شروح وتوضیحات کا ذخیرہ
نفیس ہو اُس پاک معبود عزوجل کا شکرادا کرنا مترجم ضعیف پر واجب خاص و سب پر بعموم القیاس ہو - لقولہ ذلک
من فضل اللہ علینا وعلی الناس - اور بحکم قولہ لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس - مترجم گنہگار کو دعاء خیر کی توقع ہو کہ مین نے
باوجود تنگی معیشت وافکار زمانہ کے حتی الوسع اس ترجمہ کو موافق اصل کے بغیر کسی تصرف و تغییر کے بڑی کوشش سے
ترجمہ کیا اور سہولت وآسانی کو ملحوظ رکھا اور باوجودیکہ یہ کتاب مسائل کی قیود واشارات سے مضبوط مملو ہو با محاورہ
زبان اردو مین لایا کہ سمجھنے مین دقت نہو پھر اصل کے سہو کاتب ونقصان طبع کو دیکھکر مکرر اسکو اصل مطبوعہ کلکتہ سے
مقابلہ کیا اور اسپر بھی نہایت کثرت سے مطبوعہ کلکتہ مین سہو دیکھکر خاصہ توفیق الٰہی سے اُن مقامات کی تصحیح کی
اور مزید اطمانیت کے لیے اُنکو مع توجیہ سہو مطبوعہ وصحت ترجمہ کے علیحدہ لکھکر اس مقدمہ مین شامل کیا پھر بھی کوشش
کو اس خیال سے ناقص جانا کہ غرباء مومنین جنکے واسطے حدیث صحیح مسلم شریف مین مبارکباد فرمائی ہو کہ باوجود غربت کے
دین پر ثابت وقائم ہونگے اُنکو اس کتاب سے فیضیاب ہونا شاید اسوجہ سے مشکل ہو کہ مثلاً جا بجا ایک ہی مسئلہ مین
دو حکم مذکور ہین ایک متقدمین سے دوسرا متاخرین سے تو پہلے جاننا چاہیے کہ ان دونون امامون مین سے کون
متقدم ہین کون متاخرین اور ظاہر ومشہور الروایۃ اور روایت نوادر اور فتویٰ اور اسی پر آجکل عمل ہو یا یہی اولیٰ ہو

وغیر ذالک مین کیا اضرق ہو نا منہ لسکے بہت سی باتین ایسی تھین کہ انکے سنجانسنے سے بڑا خوف تھا کہ نا واقف آدمی دین کے پاکیزہ مسائل مین تفرقی کھاکر راہ سے بھٹکے حتی کہ اسکو اپنی نادانی سے خبر نہو اسواسطے مین نے یہ مقدمہ اسکے ساتھ لاحق کر دیا کہ پہلے اسکو سمجھکر یاد رکھین پھر شوق سے بے کھٹکے دینی مسائل کا علم خود حاصل کر لین اور یہ امید رکھین کہ اللہ تعالی انکو اس کوشش و علم کی مشقت کے ثواب مین کرامت عطا فرما دے اور انکو عالمون کے زمرے مین اٹھا دے آمین - اس مقدمہ مین شعر ختم بجاے باب و فصل کے اصل و فائدہ و تنبیہ و فرع وغیرہ الفاظ لاتا ہون اب مین پہلے علم دین کے فضائل اور فقہ کے معنی سے شروع کرتا ہون ومن اللہ تعالی التوفیق ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

العلی الحکیم

اصل - علم دین کے بیان مین جاننا چاہیے کہ حضرت رب العزۃ ذوالکبریاء والعظمۃ نے اپنے بندون کی ہدایت کے لیے جسطرح سب اگلے انبیاء و رسولون کو انکی خاص خاص امت کے لیے بھیجا تھا اسی طریقہ سے فقط ہمارے سردار خیر الخلائق حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات جن وانس کے لیے عموماً رسول نبی امی مبعوث فرمایا اور کثیر معجزات سے آپکی نبوت کو خصوصیات خاصہ عطا کین جو پہلے کسی کو نملین ازانجملہ کتاب قرآن مجید ہے کہ اسمین باوجود اختصار کے تمام حکمت و نصیحت و عبرت و حقایق توحید و احکام دین اوامر و نواہی وجملہ علوم ماضی و مستقبل مجموعہ فرمائے اسطرح کہ ہر وقت و ہر زمانہ کے لیے انکا عمل یکسان مفید ہے بعد آپ پر ایمان والے لوگون کو تمام مخلوق سے بہتر کیا اور باوجودیکہ اکثر انمین سے غریب بے پڑھے تھے مگر عربی انکی زبان تھی خوب سمجھتے تھے انکو علم دین ایسی اچھی طرح تعلیم فرمایا کہ اگلی کسی امت پر یہ کرم نہ تھا چنانچہ قرآن مجید انپر آہستہ آہستہ اتارا عیب و وضو و طہارت سیکھے تو کچھ نماز فرض فرمائی پھر پانچ وقت کی نماز فرض کی اور صدق و اخلاص سے انکے سینہ روشن فرمائے یہانتک کہ وے کامل مکمل ہوے اور جب اپنے رسول صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم کو اپنی قرب و نعمت مین بلایا تو ان اصحاب نے جو دوسرون کو مکمل کرنے کے لائق مستقیم ہوچکے تھے تمام کوشش سے اللہ تعالے کے دین کو روے زمین پر پھیلایا اور بعد انکے تابعین کے اتباع خیر القرون کا خاتمہ آیا انسے ان اماموں نے خوب حاصل کیا جو ائمہ مجتہدین کہلاتے ہین پھر انھون نے دین کے مسائل کتابون مین جمع کر دیے کیونکہ پچھلون کی نسبت حدیث مین بطور معجزہ خبر تھی کہ وے گناہون مین مبتلا ہوجاوینگے تب بھلا نور کامل کسطرح رہتا جو معاملہ پیش آتا اسمین تاریک رائے سے عمل کرکے گمراہ ہوجاتے اسی واسطے انکے اجتہادات اس امت کے لیے خصوص اس زمانہ والون کے لیے بہت غنیمت ہین پس علم قرآن و حدیث و فقہ یہی علم دین ہے جب کسی آدمی کو علم دین حاصل ہوگیا تو وہی عالم ہوجاتا ہے لکھنا پڑھنا عربی زبان جانتا ہو یا نہین - **فضائل علم و علما** - اس علم دین کی فضیلت بہت بڑی ہے - **آیات** - بہت ہین جنسے بصریح و کنایہ اسکے فضائل دریافت ہوے ازانجملہ قولہ تعالے شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط - دیکھو اپنی وحدانیت پر گواہ اپنی ذات متعالی کے ساتھ ملائکہ کو اور اہل علم کو قرار دیا جو فقیہ ربانی ہوتا ہے یہ شرف نہایت اعلے ہے - ازانجملہ قولہ تعالے یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجات - عام مومنون پر علماء کے بہت سے درجے بلند فرمائے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ عام مومن بندہ اپنے مولے عزوجل کو تمام روے زمین کے کافرون سے بلکہ اسکا

ایک بال سب کا فرزندوں سے محبوب ہی - حضرت ابن عباس سے صحیح روایت ہی کہ عام ایمان والون پر علم والون کے سات سو درجے بلندی ہی کہ ہر دو درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہی کہ جیسے پانچ سو برس کی راہ - اب یہ تو وعدہ فرمایا ہی اس خالق حی القیوم نے جسکی مخلوق کا بے انتہا اندازہ کسی کے وہم مین نہین آسکتا ہی اور وعدہ سے زیادہ ابھی تفضل باقی ہی بحکم قولہ - یوت کل ذی فضل فضلہ - اور جس کریم رحیم جل شانہ سے امید واری ہی وہ ارحم الراحمین ہی تو حاصل ہونا یقینی ہی - از انجملہ قولہ تعالے - قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون صریح نص ہی کہ علم والے اور بے علم دونون برابر نہین ہین - اسمین اشارہ ہی کہ جاننے والون کو جو کچھ معلوم ہی اسکا مرتبہ اسقدر عظیم ہی کہ اسکا بیان نہین ہو سکتا - اور یہ وہم نہ کرنا چاہیے کہ علم سے کشاف کی نحوی بلاغت اور تلویح کے مقدمات اربعہ اور ہدایہ کے مسائل مراد ہین اسلیے کہ علماء ربانی بالاتفاق حضرت صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ہین حالانکہ ان کتابون کا اسوقت وجود بھی نہ تھا بلکہ ان مین بہتیرے فلسفی پیچیدہ طول کلام سے واقف نہ تھے پس علم انکا یہی فقہ تھا جسکا بیان ہوگا - اور اکثر مخلوق اپنے خیالات سے متجاوز ہو کر معرفت صفات الٰہیہ کی روشنی سے آنکھون والے ہی نہین ہوسکے ہین اسی واسطے ماقدروا اللہ حق قدرہ الآیہ کا مصداق ہین - از انجملہ قولہ تعالے - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء - محبت طاہر عظمت کا ڈرنا تمام بندون مین سے فقط عالمون ہی کے لیے ثابت فرمایا تو ظاہر ہی کہ انکو قرب منزلت و معرفت سے حضوری ہین ذرا بھی سوء ادب نہین چاہیے کہ مبادا دو سہرون کی طرح مردود کر دیے جاوین اور مومنین سب انکے ساتھ ہین جیسے سردار لشکر کے ساتھ لشکر ہوتا ہی - از انجملہ قولہ وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون ان امثال کا سمجھنے والا فقط عالمون کو فرمایا اور کسی کو نہین فرمایا - از انجملہ قولہ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب - اسمین اللہ تعالے جل جلالہ نے اپنے ساتھ دوسرا گواہ مخلوق مین سے کتاب الٰہی کا عالم فرمایا - اور یہ بڑی فضیلت ہی - بیشک جس بندے کو اللہ تعالے نے عالم کیا وہ رسول علیہ السلام کے صدق کو گواہ کے مانند معائنہ کرتا اور پروانہ کی طرح حضرت سرور عالم رسول مکرم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرتا ہی لہذا قرآن و حدیث و فقہ سے پہلے آنکھین کھولین پھر اسوقت صدق رسالت پر گواہ ہونگے - از انجملہ قولہ تعالے وقال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ - یعنے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس تخت بلقیس لانیوالے کا یہ وصف بتلایا کہ اسکے پاس کتاب سے کچھ علم تھا تو اشعار فرمایا کہ یہ منزلت اسکو بدولت علم حاصل ہوئی - از انجملہ قولہ تعالے وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحا - دیکھو قارون کی دولت اہل علم کی نگاہون مین بلاشبہہ ہیچ تھی جب ہی تو ایسے لوگون کو جو قارون کو بڑا نصیبے والا جانتے تھے یون کہا کہ ارے جہالت کے شامت مارے لوگو جان رکھو کہ جو ایمان لاکر نیک چال چلین ہو اسکے لیے جو اللہ تعالی جل سلطانہ کی طرف سے ثواب ملتا ہی وہ قارون کے مال سے بہت بہتر ہی - از انجملہ قولہ تعالے - ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم - یعنے معاملہ کو اگر پہونچا دیتے رسول تک اور اقیون مین سے ایسے لوگون تک جنکے ارشاد پر برتاؤ کرتے ہین تو حکم والون مین سے جنکو سمجھ کی بات نکال لینے کا علم ہی وے معاملہ کو سمجھ لیتے - دیکھو علم والون کو انبیاء کے درجے سے ایسے معاملہ مین دوسرا مرتبہ کرکے ملا دیا - از انجملہ قولہ تعالے ولقد جئناہم بکتاب

فصلناہ علی علم - یعنے ہمنے تمام بندون کو ایسی کتاب پاک پہونچادی جو علم کے ساتھ صاف ظاہر بیان
فرمائی ہی - اب جو کوئی کتاب کو جاننے وہ ضرور علم کے مرتبہ پہ فائز ہی اور ہمارا مقصود علم سے یہی علم ہی جو اللہ تعالے
کے نزدیک خود محبوب ہی - ازانجملہ قولہ تعالے - فلنقصن علیہم بعلم وما کنا غائبین - یعنے جن لوگون نے رسول
کو نہ مانا اور جہالت پر قدم رکھے گئے تو ایک مقرر وقت پر ہم انکو جمع کرینگے اور انکی کرتوت سب انکو علم سے سنادینگے
یقین کرو کہ جتنی باتین تم خیال وگمان ووہم وقیاس وتخمینہ سے اپنے خزانہ مین بھرتے ہو وہ کنکر وروڑے ہین
تم چاہو انکو موتی سمجھ رکھو اور جو یقینی بات حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا دیگر انبیاء علیہم السلام
نے فرمائی اسمین تردد بیجا ہی دیکھو حضرت آدم سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین تک سب نبی نے
اسی توحید الٰہی کی خبر دی اسکے موافق نہین چلتے اور اپنے خیالات کے وہمی بات پر نازان ہوا اور حدیث صحیح کا معجزہ
سچ ہوا کہ قیامت کی نشانیون مین سے ایک یہ ہی کہ اسوقت ایسے لوگ ہونگے کہ اپنی عقل پر مغرور ہو کر
ہر ایک اپنی رائے پر نازان ہوگا اور اصلی غرض انکی فقط دنیا ہوگی اور ہر ایک اپنی خواہش پوری کرنے مین
مصروف ہوگا - ازانجملہ قولہ بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم - انھین لوگون کے سینہ مین
علم الٰہی کو فرمایا جو اہل علم ہین - اور صاف روشن بیان کیا - اب چند احادیث سننا چاہیے - امام بخاری نے
صحیح مین اور امام مسلم بن الحجاج نے اپنی صحیح مین اور اکثر اہل سنن ومسانید مثل امام احمد وترمذی وطبرانی
وغیرہم نے نہایت سچے پرہیزگار ثقہ راویون سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اذا اراد اللہ
بعبد خیرا یفقہہ فی الدین - جب اللہ تعالے کسی بندے کے ساتھ بہتر بات چاہتا ہی تو اسکو دین مین فقیہ
کر دیتا ہی - مترجم کہتا ہی کہ اگر وہم ہو کہ علم کی تعریف مین فقہ کی تعریف کرنے لگے تو جواب یہ ہی کہ فقہ
اصل مین جامع علوم ہی اور عنقریب انشاء اللہ تعالے اسکے معنی ظاہر ہوجاوینگے اور اگر کسی سمجھدار بندے
کو ہنوز ایسا ہی یہ نظر آوے کہ پچھلے زمانے مین اکثر لوگ فقیہ ہونے کے مدعی ہین مگر انھین بھلائی ظاہر نہین ہوتی ہی
تو جواب یہ ہی کہ حدیث مین یہ فقہ نہین مقصود ہی جسکا یہ لوگ دعوے کرین - فی الحدیث العلماء ورثۃ الانبیاء
یعنے اللہ تعالے کے پیغمبرون کی میراث پانے والے فقط عالم لوگ ہوتے ہین اور عالم کے لیے آسمان وزمین کی
ہر مخلوق اپنے خالق سے مغفرت مانگتی ہی - یہ حدیث سنن مین ہی اور کچھ مضمون صحاح مین ثابت ہی اس سے
ظاہر ہی کہ جب فرشتے دعا کرتے ہین تو عالم کا بڑا مرتبہ ہی اور سمجھ رکھو کہ ایمان ویقین کامل ومعرفت وعظمت الٰہی تعالے
شانہ سب سے زیادہ عالم کو ہی تو بحکم قولہ یستغفرون للذین آمنوا - فرشتون کا استغفار کرنا منصوص ہی - ترمذی
نے روایت کیا کہ خصلتان لا تجتمعان فی منافق حسن سمت وفقہ فی الدین - یعنے دو صفتین ایسی ہین کہ کسی
منافق مین جمع نہین ہوتی ہین ایک تو اچھا برتاؤ یعنے جو چال وچلن کہ اللہ تعالے واسکے رسول کو پسند
آتا ہی - اور دوم دین کی سمجھ - سراج وغیرہ مین بعضے سلف سے منافق کی ایک یہ پہچان روایت کی کہ وہ دنیا
کے کام کو مقدم رکھتا ہی آخرت کے کام پر تو مومن فقیہ کی شناخت یہ ہوئی کہ آخرت کو مقدم رکھے اور جب
فقہ پوری ہوتی ہی تو اسکو دنیا کی نمود سے بالکل برارت ہوجاتی ہی پھر بھلا نفاق کا اثر کیسے رہیگا کیونکہ وہ بھی
منافق ہی کہ اسکا ظاہر وباطن یکسان نہ ہو چنانچہ بعض احادیث مین تصریح موجود ہی - بیہقی نے بعض

صحابہ سے روایت کی کہ ایمان والون مین سب سے بہتر عالم فقیہ ہی کہ اگر لوگ اپنی ضرورت سے اُسکے پاس
جاوین تو اس سے نفع اُٹھاوین اور اگر بے پروائی کرین تو وہ اُنکی کچھ پروا نہین کرتا ہی - طبرانی نے روایت کی
کہ - لموت قبیلۃ ایسر من موت عالم - ایک عالم کے مرنے سے ایک بڑے قبیلہ کا مرجانا آسان ہی - مترجم کہتا ہی
کہ زندہ درحقیقت وہی ہی جسکو حق تعالے نے اپنی معرفت سے حیات بخشی اور یہ بذریعہ فضل علم کے ظاہر ہی اور مومن
ہمیشہ زندہ ہی اگرچہ عالم نہو اور عالم پوری زندگی کے ساتھ حیات جاوید پاتا ہی اسی واسطے اہل کفر محض مردہ
ہین اور حق تعالے نے احیاء و اموات سے دونون فریق مومنین و کافرین کو تشبیہ دی اور یہ تحقیق ہی - و
فی قول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الناس موتی و اہل العلم احیاء - یعنے سب لوگ مردہ ہین سوائے اہل علم
کے کہ وے البتہ زندہ ہین - اور مین پہلے متنبہ کر چکا کہ اہل ایمان نے جب اللہ تعالی عزوجل کو پہچانا اور رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آخرت سے عالم ہوئے تو جاہل نہین رہے اور جب فقہ سے علم کامل
حاصل کیا تو حیات کا پورا حصہ پایا واللہ تعالے اعلم - صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن وغیرہ مین حدیث ہی کہ -
الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا - یعنے لوگ تو سونے
چاندی کی سی کانین ہین جو پہلے جوہر لیے تھے وہ ایمان لانے کے بعد بہتر ہین جبکہ فقیہ ہوجاوین - اس
سے فقہ کی شرافت ظاہر ہی پس خوبی واقعی و شرافت ذاتی مین سے یہ ہی کہ ایمان والا فقیہ ہو اور اگر یہ بات
اس سے ظاہر نہو تو گویا کان کے اندر یہ کنکر تھا یا زہریلی مٹی تھی - اسکو خود کچھ شرافت نہین ہی اگرچہ وہ
سید زادہ ہو - اور بجائے اسکے جو ذلیل فقیر کہ مسلمان فقیہ ہو وہ بزرگون کے ساتھ بزرگی مین داخل ہوگا جسکا
نفع اسکو دنیا و آخرت مین حاصل ہی اور فقیہ ہونے کے لیے اللہ تعالے و اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے
احکام جاننا کافی ہی خواہ عربی زبان مین جانے یا اُردو مین حتی کہ جو عربی دان کہ خالی منطق و فلسفہ جانے وہ عالم
نہوگا اور اسکو یہ بزرگی حاصل نہوگی اور جو اُردو جاننے والا دین کی سمجھ رکھتا ہو یعنے علم دین سے آگاہ ہو وہ فقیہ
شمار ہوگا جبکہ اسکو علم یقینی ہو - حدیث مشہور مین ہی من حفظ علی امتی اربعین حدیثا من السنۃ حتی یودیہا
الیہم کنت لہ شفیعا و شہیدا یوم القیامۃ - اور ایک روایت مین ہی - من حمل من امتی اربعین حدیثا لقی اللہ
عزوجل یوم القیامۃ فقیہا عالما - یعنے میری امت مین سے جسنے چالیس احادیث یعنے احکام سنت یاد کرکے
لوگون کو پہونچا دئے تو اللہ تعالے سے فقیہ عالم ہو کر ملیگا اور قیامت کے روز مین اسکا شفیع و گواہ ہونگا - پس
ہر شخص جانتا ہی کہ خالی حدیث کے الفاظ یاد کر لینا عجب ثواب ہی کہ انکو پہونچا وے تو اس سے یہ درجہ پاوے
کہ آنحضرت صلعم نے اُسکے لیے دعا فرمائی ہی جیسا کہ دوسری حدیث مین صاف مذکور ہی حالانکہ اس کا
فائدہ یہ بھی صریح مروی ہی کہ دوسرا انکے مطالب کو اچھی طرح سمجھیگا جہان تک کہ شاید اسکی سمجھ نہین پہونچی ہی اور اس سے
خود ظاہر ہی کہ عربی زبان ہی پہونچانا کچھ ضرور نہین ہی تو جب ایک شخص خود انکو سمجھے اور احکام سے
واقف ہو خواہ کسی زبان مین مطلب سمجھ لیوے تو وہ بڑا درجہ پاوے گا اور وہین کا گھر دائمی اور معتبر
ہی پس اصل بات فقاہت کی سمجھ ہی اسی واسطے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہی کہ
فارسی زبان مین نماز پڑھنا جائز ہی اور صاحبین و سید حموی نے تصریح کردی کہ خالی فارسی کی کچھ خصوصیت

مقصود نہین ہی اس دیار سے متصل فارسی زبان موجود تھی اسواسطے فارسی کا ذکر فرمایا ہی ورنہ مثل فارسی
کے اور زبانون کا بھی یہی حکم ہی اور مترجم کہتا ہی کہ خواہ نماز جائز ہونے کا فتوے ہو یا نہ ہو اس سے
اتنا تو صاف ظاہر ہی کہ مطلب کا سمجھ لینا کسی زبان مین ہو وے اصلی غرض ہی اسی واسطے جو لوگ کہ عربی
زبان نہین جانتے ہین مگر فارسی یا اُردو خوب جانتے ہین اور دنیا کے لیے کچہری دربارون و مدرسون
مین امتحان دیتے اور نوکریان کرتے ہین اور دنیا کے مطلب کی باتین ان زبانون مین خوب سمجھتے اور
ذہن نشین کر لیتے ہین مگر نماز روزہ کے معنی بلکہ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے معنی بھی نہین سمجھتے اور نہ سمجھنے کا
قصد کرتے ہین وے ایسی ناسمجھی سے اپنے آپ کو خراب کرتے ہین اور یہ عذر کچھ قبول کے قابل نہین ہی
کہ ہم تو عربی نہین جانتے ہین ہان یہ صحیح ہی کہ تمنے نہین معلوم کیا بے پروائی کی کہ عربی زبان اتنی بھی نہ سیکھی جو
کلمۂ توحید کے معنی تو سمجھ لیتے لیکن اسمین کیا عذر رہی کہ اُردو ہی مین اسکے معنی سمجھ لو پس ضرور ہوا کہ آدمی مطلب
کو کسی زبان مین جسکو خوب سمجھتا ہو ایمان و اسلام و عقاید کا مطلب سمجھ لے اور بتوفیق الٰہی تعلیم اپنے دین کی
فقہ حاصل کرے تاکہ عالم ہو کر علما کے درجہ مین شامل ہو واللہ تعالے اعلم۔ روایت ہی کہ جو شخص دین مین فقہ
حاصل کرے اسکو اللہ تعالی رنج سے بچا دیگا اور ایسی جگہ سے اسکو رزق عطا فرما دیگا جہان سے اسکو گمان بھی
نہو۔ رواہ الخطیب باسناد فیہ ضعف۔ مترجم کہتا ہی کہ منجملہ معرفت کے یہ ہی کہ عارف کبھی غمگین نہین ہوتا بحکم شعر
ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ اور یہ ایک ایسی بات ہی کہ جسمین عوام نابینا ہوکر بھٹکتے اور طرح طرح کی باتین کرتے ہین
اور اکثر انہین سے تقدیر کے منکر ہین اور ثابت وہی ہین جو ایمان والے ہین ولیکن بعض ایمان والے اس
غلطی مین ہین کہ ہم کو تدبیر کرنا نہ چاہیے اور جو تقدیر مین ہوگا ضروری ہی اور عوام نے فقط تدبیر کا اقرار کیا
اور انکے قول سے یہ ضرر اٹھایا کہ تقدیر سے منکر ہوگئے اور عارف کے نزدیک تقدیر اور تدبیر مین کچھ منافات
نہین ہی اور اسلام مین بکثرت آیات و احادیث و آثار بلکہ بالکل دین ان دونون کے ساتھ ہی ارے یہ نہین
دیکھتے کہ جسکے حق مین جنت مقدر رہی وہ جنتی ہوگا پھر روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ حج۔ صدقہ وغیرہ سب تدابیر
جنکا ثواب جنت ہی کیون ہوتی ہین جہاد کا کیا فائدہ ہی وعظ و نصیحت سے کیا غرض ہی۔ نہین نہین خوب
یاد رکھو کہ بے شک تقدیر حق ہی جو علم الٰہی سبحانہ تعالے مین ہی وہی واقع ہوگا اسکو کسی تدبیر سے آدمی
میٹ نہین سکتا مگر تمکو کیا معلوم کہ اسکے علم مینے تقدیر مین کیونکر ہی لہذا تمکو اس سے لینا نہین چاہیے۔ تم
صرف اپنے ہوش گوش سمجھ کے موافق تدبیر سے کام کرتے رہو اور جنہون نے تقدیر سے انکار کیا وہ محض جاہل
ہین اسلیے کہ خالق علیم حکیم نے جب خلق کو پیدا کیا تو ہم پوچھتے ہین کہ وہ جانتا تھا کہ اس سے ایسے ایسے اعمال سرزد
ہونگے یا نہین جانتا تھا تو کوئی نہین شک کریگا کہ دوسری شق باطل ہی کیونکہ نہ جاننا جاہلون کا کام ہی اور بڑا
سخت عیب ہی اور خالق تعالے ہر عیب سے پاک ہی تو ضرور وہ جانتا تھا پس دنیا مین اس مخلوق سے
وہی انجام ہوگا جسکو خالق عز و جل جانتا تھا اور یہی تقدیر ہی اسی واسطے بندۂ عارف کو کبھی غم و حزن
و ہم نہین ہوتا اور اسکو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہی جہان سے گمان نہو تو رزق دینا حضرت رزاق
عز و جل سے ہی چونکہ آنحضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے احکام و پیغام پہونچاتے ہین

رات دن مصروف رہتے تھے تو رزق حاصل کرنے کی تدبیر سے معذور تھے حالانکہ پہلے بعض انبیا
کچھ پیشہ کرتے تھے چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے - اور حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی
کا کام کرتے تھے حالانکہ اُنھون نے ہمکو تقدیر کا علم سکھلایا اور خود توریت پر عمل کرنے پر مامور تھے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے افضل پیشہ جہاد تھا اور غرض پیشہ سے حصول رزق حلال ہی اور
جہاد کا مال سب حلال سے افضل ہی کیونکہ حلت وحرمت کا حکم اللہ تعالے کے اختیار مین ہی ورنہ چور تو
چوری کا مال بھی اچھا سمجھتا ہی پس اگر لوگون کی سمجھ پر موقوف ہو تو ہمارے نہ سمجھنے سے کچھ فائدہ نہین
بلکہ چور کے سمجھنے پر حلال ہوجاوے اور یہ بالکل غلط ہی پس اس شغل تعلیم توحید مین اللہ تعالے نے رزق
دیا اور جن لوگون نے اس زمانہ مین جہاد کا الزام دین اسلام پر لگایا اور اسکے کچھ معنے غلط اپنے دل سے
گڑھ لیے ویسے حقیقت مین اگلے انبیا مثل حضرت موسے علیہ السلام و داؤد و سلیمان و یوشع وغیرہم
علیہ السلام سے منکر ہین کیا یہ ممکن ہی کہ کوئی شخص انکار کرے کہ ان پیغمبرون نے جہاد نہین کیا بلکہ بڑے
زور وشور سے اسطرح کہ جب فتح پائی تو کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑا کیونکہ اسوقت یہی حکم تھا بھلا اسقدر مشہور
متواتر خبرون کو کون جھٹلا سکتا ہی پھر جہاد کا حکم شریعت حضرت عیسی علیہ السلام مین منسوخ کیا گیا - اور
نہین یہ سے بھی جان رکھو کہ اس زمانے مین منسوخ کے معنی عجیب طرح سے سمجھکر اسلام پر اعتراض
کرتے ہین حالانکہ خود شریعت توریت مین بالاجماع سب جانتے ہین کہ جہاد فرض تھا اور شریعت انجیل
مین وہ منسوخ ہوا یعنے اب اللہ تعالے نے اپنے علم وحکمت کے موافق اس حکم کی حد بتلادی اور
جاہلون کا وہم اپنے قانون پر قیاس کرکے پیدا ہوا کہ ایک وقت اپنی ناقص رائے سے ایک قانون جاری
کیا جب خرابی دیکھی تو منسوخ کیا اور علم الٰہی بالکل مطابق ہی وہان یہ معنی نہین ہین بلکہ جیسے باپ - یا استاد
اپنے لڑکے کو ابتدا مین حکم دیتا ہی کہ سبق کے ہجے اور روان کو آواز سے رٹو اور جانتا ہی کہ یہ اسوقت
تک ہی جب فن نحو کی کوئی کتاب شروع کرے جب نحو شروع کی تو پہلا حکم منسوخ کرکے اب حکم دیتا ہی
کہ بالکل خاموش غور سے مضمون مین نظر کرو اور منہ سے بولوگے تو ذہن منتشر ہوجائیگا بھلا
اسمین باپ واستاد کی کوئی جہالت ونادانی ہی ہرگز نہین اور قطعاً یہی معنی شریعت مین مراد ہین مگر
جہالت وہٹ دھرمی سے خدا کی پناہ کہ بات نہین سمجھتے خوبی سے آنکھ بند کرتے ہین کوئی عیب نہین
پاتے تو جھوٹا طوفان بہتان باندھتے ہین - واضح ہو کہ یہان علم کی فضیلت بیان کرتے ہین مختصر
فیہ اپنے مقامات مین جنکی اسوقت بحث نہین ہی عمدا ذکر کیے ہین کیونکہ یہ کتاب نفیس فتاوے فقہ کا ہی تو
عوام کی عقل ٹھیک کرنے اور جو شبہہ دلو کے انکو دیے گیے ہین یا دیے جاوین اُنسے بچانے کے
لیے بہت باتون کی ضرورت ہی - اور ازانجملہ ابن عبد البر نے معلق روایت ذکر کی کہ اللہ تعالے نے حضرت
خلیل ابراہیم علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے ابراہیم مین علیم ہون ہر علم والے کو دوست رکھتا ہون
مترجم کہتا ہی کہ وہ علم مراد ہی جس سے بندہ اپنے خالق کو پہچانے اور دار آخرت جو محمود ہی اسکی
راہ پاوے اور اگر دنیا کا علم سیکھا تو دنیا خوب پاویگا گر دنیا ملعون ہی - ابن عبد البر نے حضرت معاذ رضی

باسنا وضعیف روایت کی کہ روسے زمین پر اللہ تعالے کا امانت دار عالم ہی - اسکی تصدیق خود قرآن مجید
سے ثابت ہوتی ہی لقولہ تعالے - اخذنا میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس الآیہ - یعنی جن لوگون کو کتاب
آسمانی کا علم دیا یعنے اُنکو امانت سپرد کی تو اوسنے عہد لیا کہ اسکو لوگون پر صاف ظاہر کردیگے اور چھپاوینگے
نہین - پس صحیح ہوا کہ وے لوگ ایک بڑے عہد کے ساتھ امانت دار ہین - پھر دنیا مین یہ مشکل امتحان پیش
آیا ظاہر کرنے مین لوگ دشمن ہوے جاتے ہین اور پادری وجیسے یہودی سمجھتے کہ عالم اسلام کو عیش
و آرام کی چیزین نہین ملتی ہین اور اگر چھپاتے اور لوگون کی مرضی کے موافق بتلاتے ہین تو وے بڑے
معتقد ہوکر نذرانہ سے حاضر ہوتے ہین پس بعض ثابت قدم رہے اور بہتیرے دنیا کی عیش و وسوسۂ شیطانی
مین پڑے اور خود گمراہ و لوگون کو گمراہ کیا - ازانجملہ ابن المبارک نے اوزاعی سے اُنکا قول اور ابن عبد البر
و ابو نعیم وغیرہ نے مرفوع روایت کی کہ اس امت مین دو گروہ ایسے ہین کہ جب وے بگڑین تو سب بگڑینگے
اور جب وے ٹھیک ہون سب ٹھیک ہونگے ایک گروہ عالمون کا اور دوسرا حاکمون کا مترجم کہتا ہی کہ اسکی
تصدیق مشاہدہ کرلو کہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوجاتے ہین - اوزاعی نے کہا کہ لوگون کو تین فریق بگاڑتے
ہین عالم اور درویش اور بادشاہ - اس سے اتنا معلوم ہوا کہ عالمون کی باطنی حکومت بادشاہون سے بڑھکر ہی اور
بھی اوزاعی وغیرہ نے فرمایا کہ اسلام مین جو عالم بگڑیگا اسکی مشابہت یہود کے عالمون کے ساتھ ہوگی یعنی
عیش وعشرت دنیا و دولت کا لالچی ہوگا اور دین کا حکم لوگون کی مرضی کے موافق بتلاویگا اور پیغمبر علیہ السلام
کی شریعت بگاڑیگا بات چھپاویگا - کلام کے معنی بگاڑکر اپنے مطلب کے موافق بتلاویگا علی ہذا القیاس
جو ذمائم کہ احبار یہود مین تھے ویسے ہی ان بدعالمون مین ہوجاتے ہین نعوذ باللہ منہ الیہ اور فرمایا کہ
جو درویش بگڑیگا اسکی مشابہت نصرانی راہب کے ساتھ ہوجائیگی چنانچہ راہبون کے حالات خود مشہور
ہین - ازانجملہ قولہ علیہ السلام فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من اصحابی عالم کی بزرگی
عابد پر ایسی ہی جیسے میری بزرگی میرے اصحاب مین سے ادنے آدمی پر ہی - بڑا مرتبہ علم کا ظاہر ہوا
اور عابد جو عبادت کرتا ہی اسکا طریقہ جانتا اور اسکا علم رکھتا ہی باوجود اسکے عالم نہونے سے اسپر عالم کا شرف
زیادہ ہی اور عبادت کے فضائل خود معلوم ہین تو علم کی بزرگی قیاس کرلو - والحدیث رواہ الترمذی
وصححہ - اور ترمذی و ابن ماجہ و ابو داؤد نے روایت کی کہ فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی
سائر الکواکب - عالم کی بزرگی عابد پر جیسے چودھوین رات کے چاند کی بزرگی باقی ستارون پر ہی - ابن ماجہ
نے روایت کی کہ قیامت کے روز تین گروہ کو شفاعت کرنے کا مرتبہ حاصل ہوگا پہلے انبیاء کو پھر علماء
کو پھر شہیدون کو - یہ بڑی بزرگی ہی کیونکہ شہیدون کے فضائل و بزرگیان نہایت اعلے مرتبہ پر معروف
ہین پھر اس حدیث مین علماء کو اسپر ایک درجہ فوقیت ہی - اور طبرانی کی حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کی عبادت
کسی چیز کے ساتھ بہتر ادا نہین ہوتی جیسی علم فقہ کے ساتھ ہوتی ہی - اسکے وجود مین سے یہ ظاہر ہی کہ تعظیم
بقدر معرفت و شناخت ہوتی ہی مصرع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت ٭ تو تعظیم مین انتہا درجہ
عالم کے دل مین ہوگا اور عبادت یہی تعظیم ہی اور جو کوئی کسی چیز کو نہین پہچانتا کیسی ہی عمدہ ہو اسکی قدر

نہین کرتا ہی ولہذا فرمایا - وما قدروا اللہ حق قدرہ الآیہ - اگر کہا جاوے کہ علم سے عظمت وکبریاء الٰہی کی شناخت
ہو جاتی ہی تو مین کہونگا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ عالم آنکھون دیکھتا اور اندھا نہین ہوتا ہی وہ بیقین جانتا ہی کہ
عظمت وشان الٰہی تعالے اعظم واجل ہی کہ وہان عاجزی کا اقرار کرنا بالیقین ضروری ہی اسی واسطے علماء
زیادہ ڈرتے ہین بقولہ تعالے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء - اگر کہا جاوے کہ نصرانیون مین بڑے بڑے
علم والے ہین اگر علم سے عظمت کی معرفت ہوتی تو یہ لوگ جورو اور بیٹا نہ کہتے اسلیے کہ اس سے تو عظمت ویاکیزگی
مین بڑا نقصان ہوتا ہی اور مخلوق کی سی بات ظاہر ہوتی ہی - تو جواب یہ ہی کہ عالم سے مراد علم دین کا فقیہہ ہی اور انمین
سے ایک بھی ایسا نہین ہی بلکہ دنیا کو دین پر اختیار کر لیا ہی تو پہلی جہالت انکی یہ ہی کہ فانی کو باقی پر ترجیح دی
جب اتنی سمجھ بھی نہولی تو وہ بھلا فقہ کیا جانے - ترمذی وغیرہ نے روایت کیا کہ ایک فقیہہ اکیلا ہزار
عابدون سے زیادہ شیطان پر بھاری ہو جاتا ہی - اور طبرانی نے روایت کیا کہ تم لوگ ایسے زمانہ مین
ہو کہ تم مین فقیہہ بہت ہین خطیب کم ہین اور مانگنے والے کم اور دینے والے بہت ہین اس زمانہ مین عمل بنسبت
علم سیکھنے کے بہتر ہی اور عنقریب لوگون پر ایسا زمانہ آئیگا جسمین فقیہہ کم ہونگے خطیب بہت ہونگے
دینے والے تھوڑے اور مانگنے والے بہت ہونگے اسوقت عمل کرنے سے علم ویقین حاصل کرنا بہتر
ہوگا - مترجم کہتا ہی کہ اسوقت تو غفلت کے ساتھ گویا موت کا بھی یقین نہین ہی - اصفہانی وغیرہ نے روایت
کی کہ عالم وعابد کی منزلت مین ستر درجہ کا فرق ہی ہر دو درجہ مین اتنا فاصلہ ہی کہ تیز رو گھوڑا ستر برس مین
طے کرے - مترجم کہتا ہی کہ اس آسمان کے چکر کے بعد کسی مخلوق کو معلوم نہوا کہ کسقدر ملک الٰہی وسیع ہی
یا کیا چیز ہی اور سب سے انتہار مسافت کہانتک ہی بس اس حیرت کے ساتھ اس زمانہ مین لوگون کا دعوے
حکمت محض جہالت ہی اور حدیث صحیح کا معجزہ صادق آیا کہ قرب قیامت کا نشان یہ ہی کہ گونگے بہرے روئے زمین
کے بادشاہ ہونگے جو سفیہ وبے وقوف ہین - اگر کہو کہ دانائی ظاہر ہی تو جواب یہ کہ دنیا کے لیے جو ملعون ہی
تو کمال کیا - ابن عبد البر کی روایت مین صحابہ رض نے اعمال مین سے افضل عمل دریافت کیا اور آپ نے
برابر یہ جواب دیا کہ علم افضل ہی آنحضرت فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل کارآمد ہوتا ہی اور بے علم کے بہت عمل بھی
مفید نہین ہوتا - اور طبرانی کی روایت مین مرفوع ہی کہ قیامت مین اللہ تعالے بندون کو اٹھائیگا اور پھر
عالمون سے فرمائیگا کہ اے گروہ علماء مین نے اپنا علم تم مین جانکر رکھا تھا اور اسلیے نہین رکھا تھا کہ تمکو
عذاب دون سو جاؤ آج مین نے تمھین بخشدیا - مترجم کہتا ہی کہ یہ ان عالمون کا حال ہی جنکا علم انکے
قلب مین ہی انکو معرفت الٰہی بیقین حاصل ہی تو انکو یہ درجہ مبارک ہو اور اللہ تعالے ہمکو انکے طفیل مین بخشدے
وہو ارحم الراحمین - اور جان رکھو کہ جن عالمون کی نیت محض دنیا ہو یا ناموری ہو انکو معرفت الٰہی سے
حصہ نہین ہی کیونکہ علم کا ادنے مرتبہ یہ ہی کہ اسکو یقین ہو کہ آخرت بہ نسبت اس جہان کے اعلے واولے ہی
اور یہ تو محض چند روزہ ہی - اب حضرات صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم وائمہ مسلمین رحمہم اللہ کے اقوال سننا چاہیے
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے کمیل رحمہ اللہ کو فرمایا کہ اے کمیل مال سے علم بہت اچھا ہی علم تیرا
نگہبان اور تو مال کا نگہبان ہوتا ہی علم حاکم اور مال محکوم ہی - مال خرچ کرنے سے ناقص ہو جاوے جاتا رہے

اور علم جتنا ہو اُتنا بڑھے - آپ ہی کا قول ہی کہ روزہ دار شب بیدار جہاد کرنے والے سے بھی عالم افضل ہی
جب عالم مرتا ہی تو اسلام مین ایک رخنہ ہو جاتا ہی اُسکو کوئی بند نہین کرسکتا مگر اُس شخص سے بند ہوتا ہی جو اُسکے
بعد علم والا ہو کر اُسکی جگہ قائم ہو - ابن عباس نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ علم
و مال و سلطنت انمین سے جو چاہو پسند کرلو انھون نے عرض کیا کہ اب مجھے علم دیدیا جاوے تو اللہ تعالی
نے انکو علم دیدیا اور مال و سلطنت کو اُسکے تابع کرکے دیدیا - یعنے علم ان سب پر حاکم ہی تو جہان وہ ہوگا وہان
اُسکے محکوم بھی جاوینگے اسی واسطے تم دیکھو کہ جن بادشاہون کو علم نہین ہوتا وہ حکومت سے یعنے انصاف نہین
کرسکتے بلکہ یزید کی طرح ظلم و ایذا رسی کے مرتکب ہوتے ہین پس سلطنت و حکومت اُنکے حق مین وبال ہی - عبد اللہ
بن المبارک سے کسی نے پوچھا کہ آدمی درحقیقت کون ہین فرمایا کہ علماء ہین - پوچھا کہ بادشاہت کسکو ہی
فرمایا کہ جو دنیا سے بیزار ہین پوچھا کہ پھر ادنے درجہ والے کون ہین فرمایا کہ جو دین بیچکر دنیا کماتے ہین الحاصل
آدمی فقط عالم کو قرار دیا - کیونکہ آدمی کی پیدایش فقط کمال معرفت خالق عزوجل ہی اور یہ بدون علم کے ممکن
نہین ہی - مشکوۃ وغیرہ مین ابن عباس سے مروی ہی کہ رات مین ایک ساعت علم کا درس کرنا تمام رات
کی عبادت سے بہتر ہی اور یہ مضمون حضرت ابوہریرہ رض و ایک جماعت سلف سے شیخ حافظ ابن کثیر رح
نے تحت تفسیر قولہ یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا الآیہ نقل کیا ہی حضرت ابن
مسعود و ابن عمر رضی اللہ عنہم نے علم حاصل کرنے کی بابت بہت تاکید فرمائی کہ سیکھو اور اللہ تعالے طالب علم کو
محبت کی چادر اُڑھاتا ہی اور اس سے چھینتا نہین اگر وہ گناہ کرتا ہی تو اس سے اپنی رضامندی کرلیتا ہی - یعنے
وہ علم سے خوف کھاکر توبہ کرتا ہی پھر دوبارہ سہ بارہ ایسا ہی ہوتا ہی تاکہ اس سے چادر نہ چھینے اگرچہ گناہ ہون
یہانتک کہ اُسکو موت آجاوے - الحاصل اکابر متقدمین و اولیاء صالحین سے اسکی فضیلت مین بہت کچھ ثابت
ہوا ہی اور مین نے بہت اختصار کیا اور غرض یہ ہی کہ خود دیکھین کہ دھم بدم و ہر لحظہ جاتے ہین ساعت
بساعت انکی عمر روان ہی منزل دور دراز ہی اور توشہ و زاد راہ سے بے فکر ہین وہان ہولناک معاملہ
سامنے ہی - پس آنکھین کھولو جاگو ورنہ موت تمکو جگاویگی اُسوقت وہ ملک نظر آویگا اور پچھتانا رہجائیگا بیفائدہ
ہوگا اور اب تمکو انکھین علم کے سوائے کسی چیز سے نہ ملینگی پس علم سیکھو اور اسکا سیکھنا جہاد وغیرہ
سب سے مقدم ہی دیکھو اللہ تعالے نے فرمایا - فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین یعنے
سب مسلمان جہاد کو نجاوین یون کیون نہین کیا کہ ہر گروہ مین سے ایک ٹکڑا جاتا تاکہ دین مین سے
فقہ حاصل کرتے مترجم کہتا ہی کہ پوری آیت یہ ہی - ما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر
من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون - یعنے
مومنون کو زیبا نہ تھا کہ سب کے سب جہاد کے سفر مین چلے جاوین سو کیون نہین گیا ہر فرقہ مین سے انکا
ایک ٹکڑا تاکہ فقہ حاصل کرتے اور تاکہ عذاب الٰہی سے ڈرساتے اپنی قوم کو جب [illegible] لوٹکر
اُنکے پاس آتے اس امید سے کہ سب اللہ تعالے کی ناخوشی کے عذاب سے [illegible] علماء فقہ
کے یہان دو قول ہین اور دونون طرح علم دین حاصل کرنے کی فضیلت [illegible]

آیت سریہ کے حکم مین ہی اور سریہ وہ لشکر کہلاتا تھا جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف تشریف
نہین لیجاتے تھے اور دوسرا یہ ہی کہ لشکر کبیر کے حق مین نازل ہوئی یعنی جسمین خود آنحضرت صلعم تشریف لیگئے
پس دوسرے قول پر یہ معنی بیان ہوے کہ تمام مومنین اگر ساتھ نہین جاسکتے تھے اسوجہ سے کہ اہل وعیال
ضائع نہون اور گرد ونواح کے صوبون والے جو ہنوز مشرف باسلام نہوے تھے میدان خالی پاکر لوٹ مار نکرین
پس سب کا جانا مصلحت نہ تھا تو اچھا یہ کیون نہین کیا گیا کہ ہر قبیلہ وکنبہ کا ایک ٹکڑا سفر مین ساتھ جاتا اس غرض
سے کہ سفر مین جو احکام قرآن نازل ہوے اُنکی فقاہت حاصل کرتے اور خود دین مین فقیہ سمجھدار ہوتے
اور اس غرض سے کہ اپنی قوم کو جو وطن مین رہی تھی ڈر سناتے جب سفر سے انکے پاس واپس آتے اس
امید پر کہ قوم والے یا سکے سبب اللہ تعالے کے عذاب سے پرہیز رکھین یعنے جس چال چلن وخیالات و
برتاو سے اللہ تعالے کی ناخوشی ہوتی ہی اس سے بچے رہین۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اگرچہ جہاد سے ایک طرح معافی
بھی ہی تو دین کی فقہ حاصل کرنے سے معافی نہین ہی پس وہ موکد ہی اور حدیث مین بھی آیا کہ طلب العلم فریضة علی
کل مسلم ومسلمة یعنے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہی۔ اس حدیث کی اسنادین اگرچہ
کچھ کلام ہی لیکن بقول شیخ زرقانی رح کے حدیث حسن الاسناد ہوگئی ہی۔ اور یہ بیان آگے آویگا کہ فرض کسقدر علم ہی
اور دوسرا قول کہ آیت سریہ کے حق مین ہی اسکا بیان یہ ہی کہ بعضے یہود وغیرہ منافقون کے بہانہ وحیلہ وجھوٹی
قسمون کے عذر کا حال جب عالم الغیب عزوجل نے نازل کر دیا تو سچے مسلمان جنکو حقیقت مین بدنی تکلیف بیماری
وغیرہ کا کچھ عذر بھی تھا اپنے اوپر نفاق کا خوف کرکے ڈرے اور سب کے سب آمادہ ہوے کہ اب جو لشکر
جائیگا ہم اسکے ساتھ جاوینگے تو سریہ کے ساتھ جانے مین بھی یہی قصد ہوا حالانکہ یہان جو احکام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوتے وہ خالص معظم صحابہ جو حاضر ہوتے وہی جانتے اور دور دور والی قومون کو خبر نہوتی
حالانکہ افضل یہ معرفت وعلم فقہ ہی تو اللہ تعالے نے انکار فرمایا کہ یہ سمجھ ٹھیک نہین ہی کہ سب چلے جاوین
یون کیون نہو کہ ہر فرقہ مین سے تھوڑے جاوین اور تھوڑے یہین رہین تاکہ جو احکام نازل ہون انکو آنحضرت
صلعم سے یہان والے حاضرین سمجھ لین اور قوم والے جو سفر مین گئے ہین جب وے واپس آوین تو اُنکو
سناوین تاکہ سب کے سب ناخوشی الٰہی سے بچے رہین۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ علم دین وفقاہت
کو جہاد پر ترجیح ہی اور کیون نہین اسلیے کہ جہاد کرنے سے مال مقصود نہین چنانچہ ہزارون صحابہ اس مال
کی چیزون کو صدقہ کر دیتے تھے خصوصًا موتی وجواہرات زمرد۔ ہیرا۔ لعل۔ یاقوت اور ریشمی لباس و
جڑاو ٹیکے وغیرہ اور یہ بکثرت روایات مین مذکور ہی پھر مال مقصود نہین تو کافرون کی جان مارنا بھی کچھ مقصود نہین
ورنہ پہلے انکو ہر طرح سے سمجھانا سمجھانا راہ بتلانا اور انکو وعدہ دینا کہ اگر تم اللہ تعالے کی وحدانیت مان لو تو
ہمارے بھائی ہو ہمارا تمھارا ایک حال ہی اور نہ مانو بلکہ ہماری ذمہ داری مین رہو مگر فساد وظلم نکرو تو بھی ہم
تمھارے نگہبان ہین تم اپنے دین پر رہو دیکھو ہم کیسی سچائی وخوش اخلاقی سے اپنے پروردگار کی بندگی کرتے
ہین اور دیکھو کہ ہم دنیا کو بالکل ملعون وناچیز سمجھتے ہین اور یہ تمام مال ودولت سب بے انتہا سب ہیچ وپوچ جانتے
ہین یہان عیش وآرام نہین چاہتے کیونکہ ہمکو وہ آنکھین اللہ تعالے نے دی ہین کہ ہم آخرت کا ملک دیکھتے ہین

اور اسکے لیے یہان نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرتے ہین اسی وجہ سے اس زندگی کو غنیمت جانتے ہین ورنہ
بحکم قولہ تعالےٰ منہم من قضےٰ نحبہ ومنہم من ینتظر - ہمکو خوشی خوشی موت کا انتظار ہی تو تم خود دیکھو گے کہ بیشک
انکو علم پاک دیا گیا ہی اور بیشک نورانی عقل کے موافق اپنے خالق عزوجل کی اچھی طاعت کرتے ہین پس تم خود
جہالت چھوڑ دوگے اور اسی طرح تین مرتبہ سمجھاتے تھے پھر اگر نہ مانو تو آخر مین ہم تلوار نکالتے ہین کیونکہ خالق عزوجل
نے ہمکو حکم دیا ہی کہ تم ایسے ظالمون مفسدون جاہلون کو اس حالت پر نہ چھوڑو کیونکہ تمھاری ذات سے
کرورون مخلوق آدمی وجانورون وپرند وچرند پر ایذا وظلم ہی تو ان کرورون کی جانین ضائع ہونے سے
یہ بہتر ہی کہ تم مین سے تھوڑے ضائع ہو کر باقی علم کی راہ پر آجاوین پس مقصود اسکا بالکل علم تھا - اسیے
یہ نہین دیکھتے کہ جب فتح پاتے تھے تب بھی انکو انکے دین پر رہنے دیتے تھے مگر تابع رکھتے تھے اگر
قتل کا قصد ہوتا تو آپ بالکل مار ڈالتے اگرچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی شریعت مین بعد فتح کے
یہی حکم تھا اور شاید اللہ تعالےٰ اپنے مخلوق کو خوب جانتا ہی وے کفار سیدھے ہونے والے تھے بہرحال
جب جہاد سے مقصود یہی ہی کہ اللہ تعالےٰ کا کلمۂ توحید بلند ہو اور سب یہی معرفت پاوین تو علم اصلی مقصود ہوا
پس جہاد سے مقدم ہوا - آیت کریمہ کی تفسیر مفصل مع توضیح اشارات وحقائق کے مترجم کی تفسیر سے
طلب کرو جو ملخص عمدہ تفاسیر مثل تفسیر شیخ حافظ امام ابن کثیر وتفسیر ابو السعود وتفسیر کبیر وبیضاوی و
معالم التنزیل وسراج المنیر وافادات تبیان وغیرہا ہی مع زیادت فوائد حقائق واشارات از عرائس البیان
فی حقائق القرآن متبرک تالیف حضرت خاتم الاولیاء شہسوار میدان ولایت مولانا رکن الدین روزبہان
شیرازی رحمۃ اللہ علیہم ہی - الغرض طلب علم کے لیے اس آیت مین بھی حکم ہی کہ - فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون بالبینات والزبر - یعنے اگر تم بینات وزبر سے آگاہ نہین ہو تو جاننے والون سے پوچھو یعنی علم حاصل
کرو اور کہا گیا ہی کہ پوچھو تو بینات وزبر دریافت کرو یعنے معلوم کرو کہ آیات الٰہی مین کیونکر حکم ہی اور حدیث مین
اسکا حکم کسطرح آیا ہی یا ان دونون سے کسطرح یہ حکم نکالا جاتا ہی اور اس سے فائدہ یہ ہی کہ لوگون کی باتین
مان لینے کا حکم نہین دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اللہ تعالےٰ و اسکے رسول صلوات اللہ علیہ وعلےٰ آلہ اجمعین کا حکم
لو کیونکہ یہود اور نصاریٰ نے جو اپنے عالمون و درویشون کا کہنا اپنے اوپر فرض سمجھتے تھے انکو صریح آیت
مین مشرک فرمایا ہی تو مومنون کو حکم دیا کہ لوگون کا قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ تعالےٰ و رسول اللہ صلعم
کا حکم وحی کیونکر ہی لہذا استفتا مین جو لکھا کرتے ہین کہ علماء دین ومفتیان شرع کیا فرماتے ہین اسکو
یون لکھنا بہتر ہی کہ اللہ تعالےٰ واسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم اسمین واقعہ مین کیونکر ہی تکو معلوم
ہو تا کہ علم الٰہی حاصل ہو جسکے واسطے حکم ہی اور حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ - من سلک طریقا یطلب فیہ علما
سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ - جو کوئی کسی راہ پر اس غرض سے چلے کہ علوم الٰہی مین سے کوئی علم اسکو
ملیگا اسکی جستجو مین چلے تو اللہ تعالےٰ اس سے اسکو جنت کی راہ چلا دیگا - یعنے اسکا یہ چلنا جنت کی طرف
راہ چلنا ہوگا پس اسنے جنت کا راستہ اتنا طے کر لیا - امام احمد وحاکم کی روایت مین ہی کہ طالب علم کی رضا
کے لیے فرشتے پر بچھاتے ہین - واضح ہو کہ مخلوق جس کیفیت سے ہی وہ از راہ خلقت اسی حال پر ہی پس فرشتہ

آیت سریہ کے حکم مین ہی اور سریہ وہ لشکر کہلاتا تھا جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف تشریف
نہین لیجاتے تھے اور دوسرا یہ ہی کہ لشکر کبیر کے حق مین نازل ہوئی یعنی جسمین خود آنحضرت صلعم تشریف لیجاتے
پس دوسرے قول پر یہ معنی بیان ہوے کہ تمام مومنین اگر ساتھ نہین جاسکتے تھے اسوجہ سے کہ اہل وعیال
ضائع ہون اور گرد ونواح کے صوبون والے جو ہنوز مشرف باسلام نہوے تھے میدان خالی پاکر لوٹ مار کرین
پس سب کا جانا مصلحت نہ تھا تو اچھا یہ کیون نہین کیا گیا کہ ہر قبیلہ وکنبہ کا ایک ٹکڑا سفر مین ساتھ جاتا اس غرض
سے کہ سفر مین جو احکام قرآن نازل ہوے انکی فقاہت حاصل کرتے اور خود دین مین فقیہ سمجھدار ہوتے
اور اس غرض سے کہ اپنی قوم کو جو وطن مین رہی تھی ڈر سناتے جب سفر سے انکے پاس واپس آتے اس
امید پر کہ قوم والے اسکے سبب اللہ تعالے کے عذاب سے پرہیز رکھین یعنے جس چال چلن وخیالات و
برتاوے سے اللہ تعالے کی ناخوشی ہوتی ہی اس سے بچے رہین۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اگر جہاد سے ایک طرح معافی
بھی ہی تو دین کی فقہ حاصل کرنے سے معافی نہین ہی پس وہ موکد ہی اور حدیث مین بھی آیا کہ طلب العلم فریضۃ علی
کل مسلم ومسلمۃ یعنے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہی۔ اس حدیث کی اسناد مین اگرچہ
کچھ کلام ہی لیکن بقول شیخ زرقانی رحمہ کے حدیث حسن الاسناد ہو گئی ہی۔ اور یہ بیان آگے آویگا کہ فرض کسقدر علم ہی
اور دوسرا قول کہ آیت سریہ کے حق مین ہی اسکا بیان یہ ہی کہ بعضے یہود وغیرہ منافقون کے بہانہ وحیلہ وجھوٹی
قسمون کے عذر کا حال جب عالم الغیب عزوجل نے نازل کر دیا تو سچے مسلمان جنکو حقیقت مین بدنی تکلیف بیماری
وغیرہ کا کچھ عذر بھی تھا اپنے اوپر نفاق کا خوف کر کے ڈرے اور سب کے سب آمادہ ہوے کہ اب جو لشکر
جائیگا ہم اسکے ساتھ جاوینگے تو سریہ کے ساتھ جانے مین بھی یہی قصد ہوا حالانکہ یہان جو احکام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوتے وہ خالص معظم صحابہ جو حاضر ہوتے وہی جانتے اور دور دور والی قومون کو خبر نہوتی
حالانکہ افضل یہ معرفت وعلم فقہ ہی تو اللہ تعالے نے انکار فرمایا کہ یہ کچھ ٹھیک نہین ہی کہ سب چلے جاوین
یون کیون نہو کہ ہر فرقہ مین سے تھوڑے جاوین اور تھوڑے یہین رہین تاکہ جو احکام نازل ہون انکو آنحضرت
صلعم سے یہان والے حاضرین سمجھ لین اور قوم والے جو سفر مین گئے ہین جب وے واپس آوین تو انکو
سمجھا دین تاکہ سب کے سب ناخوشی الٰہی کے کامون سے بچے رہین۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ علم دین وفقاہت
کو جہاد پر ترجیح ہی اور کیون نہین اسلیے کہ جہاد کرنے سے مال مقصود نہین چنانچہ ہزارون صحابہ اس مال
کی چیزون کو صدقہ کر دیتے تھے خصوصًا موتی وجواہرات زمرد۔ ہیرا۔ لعل۔ یاقوت اور ریشمی لباس و
جڑاو سنگے وغیرہ اور یہ بکثرت روایات مین مذکور ہی پھر مال مقصود نہین تو کافرون کی جان مارنا بھی کچھ مقصود نہین
ورنہ پہلے انکو ہر طرح سے سمجھانا بجھانا راہ بتلانا اور انکو وعدہ دینا کہ اگر تم اللہ تعالے کی وحدانیت مان لو تو
ہمارے بھائی ہو ہمارا تمھارا ایک حال ہی اور نمانو تو بلکہ ہماری ذمہ داری مین رہو مگر فساد وظلم نکرو تو بھی
تمھارے نگہبان ہین تم اپنے دین پر رہو دیکھو ہم کیسی سچائی وخوش اخلاقی سے اپنے پروردگار کی بندگی کرتے
ہین اور دیکھو کہ ہم دنیا کو بالکل ملعون وناچیز سمجھتے ہین اور یہ تمام مال ودولت بے انتہا سب ہیچ وپوچ جانتے
ہین یہان عیش وآرام نہین چاہتے کیونکہ ہمکو وہ آنکھین اللہ تعالے نے دی ہین کہ ہم آخرت کا ملک دیکھتے ہین

اور اسکے لیے یہاں نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرتے ہین اسی وجہ سے اس زندگی کو غنیمت جانتے ہین ورنہ
بحکم قولہ تعالے منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر - ہمکو خوشی خوشی موت کا انتظار رہے تو تم خود دیکھو گے کہ بیشک
انکو علم ایک دیا گیا ہی اور بیشک نورانی عقل کے موافق اپنے خالق عزوجل کی اچھی طاعت کرتے ہین پس تم غور
جہالت چھوڑ دوگے اور اسی طرح تین مرتبہ سمجھاتے تھے پھر اگر نہ مانو تو آخرین ہم تلوار نکالتے ہین کیونکہ خالق عزوجل
نے ہمکو حکم دیا ہی کہ تم ایسے ظالمون مفسدون جاہلون کو اس حالت پر نہ چھوڑ دو کیونکہ تمہاری ذات سے
کروڑون مخلوق آدمی وجانورون وپرند وچرند پر ایذا وظلم ہی تو ان کروڑون کی جانین ضائع ہونے سے
یہ بہتر ہی کہ تم مین سے تھوڑے سے ضائع ہو کر باقی ظلم کی راہ پر آجاوین پس مقصود اسکا بالکل ظلم تھا - ارسکے
یہ نہین دیکھتے کہ جب یہ فتح پاتے تھے تب بھی انکو لشکر و زن پر رہنے دیتے تھے مگر تابع رکھتے تھے اگر
قتل کا قصد ہوتا تو اپ بالکل مار ڈالتے اگرچہ حضرت موسے علیہ السلام کی شریعت مین بعد فتح کے
یہی حکم تھا اور شاید اللہ تعالے اپنے مخلوق کو خوب جانتا ہی وہ کفار سیدھے ہونے والے تھے پھر حال
جب جہاد سے مقصود یہی ہی کہ اللہ تعالے کا کلمہ توحید بلند ہو اور سب یہی معرفت پاوین تو علم اصلی مقصود ہوا
پس جہاد سے مقدم ہوا - آیت کریمہ کی تفسیر مفصل مع توضیح اشارات وحقائق کے متبحر کی تفسیر سے
طلب کرو جو نفیس عمدہ تفاسیر مثل تفسیر شیخ حافظ امام ابن کثیر وتفسیر ابو السعود وتفسیر کبیر وبیضاوی و
معالم التنزیل وسراج المنیر وافادات تبیان وغیرہا ہی مع زیادت فوائد حقائق واشارات از عرائس البیان
فی حقائق القرآن متبرک تالیف حضرت خاتم الاولیاء شہسوار میدان ولایت مولانا رکن الدین روزبہان
شیرازی رحمۃ اللہ علیہم ہی - الغرض طلب علم کے لیے اس آیت مین بھی حکم ہی کہ - فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون بالبینات والزبر - یعنے اگر تم بینات وزبر سے آگاہ نہین ہو تو جاننے والون سے پوچھو یعنی علم حاصل
کرو اور کہا گیا ہی کہ پوچھو تو بینات وزبر دریافت کرو یعنے معلوم کرو کہ آیات الٰہی مین کیونکر حکم ہی اور حدیث مین
اسکا حکم کسطرح آیا ہی یا ان دونون سے کسطرح یہ حکم نکالا جاتا ہی اور اس سے فائدہ یہ ہی کہ لوگون کی باتین
مان لینے کا حکم نہین دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اللہ تعالے وانکے رسول صلوات اللہ علیہ وعلے آلہ اجمعین کا حکم
مانو کیونکہ یہود اور نصاریٰ جو اپنے عالمون ودرویشون کا کہنا اپنے اوپر فرض سمجھتے تھے انکو صریح آیت
مین مشرک فرمایا ہی تو مومنون کو حکم دیا کہ لوگون کا قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ تعالے و رسول اللہ صلعم
کا حکم وحی کیونکر ہی لہذا استفتا مین جو لکھا کرتے ہین کہ علماء دین ومفتیان شرع کیا فرماتے ہین اسکو
یون لکھنا بہتر ہی کہ اللہ تعالے و اسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم اس مین [illegible] کیونکر ہی تاکہ معلوم
ہو تاکہ علم الٰہی حاصل ہو جسکے واسطے حکم ہوا اور حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ - من سلک طریقا یطلب فیہ علما
سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ - جو کوئی کسی راہ پر اس غرض سے چلے کہ علوم الٰہی مین سے کوئی علم اسکو
ملیگا اسکی جستجو مین چلے تو اللہ تعالے اس سے اسکو جنت کی راہ چلا دیگا - یعنے اسکا یہ چلنا جنت کی طرف
راہ چلنا ہوگا پس اسنے جنت کا راستہ اختیار کر لیا - امام احمد وحاکم کی روایت مین ہی کہ طالب علم کی رضا مندی
کے لیے فرشتے پر بچھاتے ہین - واضح ہو کہ مخلوق جس کیفیت سے ہی وہ از راہ خلقت اسی حال پہ پیدا ہوئی [illegible]

یہ کام خالص نیت سے اللہ تعالے کے واسطے کرتے ہین جس طالب علم کو رضوان الٰہی ملتا ہو اور ملائکہ کو بھی ملتا
ہو اور نفس کا دیکھکر خوش ہوجانا کچھ چیز نہین اور نہ اسکا کچھ نفع حاصل ہو پس یہ مقام سمجھ لو - ابن عبد البر و ابن ماجہ
کی روایت سے ثابت ہو کہ سو رکعت نفل پڑھنے سے علم کا ایک باب سیکھنا بہتر ہو - اور ابن حبان کی روایت
سے ثابت ہو کہ دنیا و ما فیہا سے اچھا ہو - اور پہلے حدیث گذری کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہو
دارمی وغیرہ کی روایت مشکوۃ مین بھی ہو کہ جس آدمی کو ایسے حال مین موت آوے کہ وہ اسلام زندہ کرنے
کے لیے علم سیکھتا ہو تو جنت مین اسکے اور انبیا کے بیچ مین فقط ایک درجہ کا فرق ہوگا - اس بارہ مین آثار حضرت
ابن عباس و ابو الدرداء و حضرت عمر و اور ابن ابی ملیکہ و ابن المبارک و شافعی و عطاء و مالک وغیرہم جماعت کثیر
سلف سے مروی ہو اور علم تعلیم کرنے کے بارہ مین بھی آیات و احادیث بہت ہین مثل قولہ تعالیٰ یعلمہم الکتاب والحکمۃ
ویزکیہم - یعنے انبیا رسول بھیجا جو انکو کتاب و حکمت سکھلاتا ہو اور انکو پاک بناتا ہو - اور قولہ واذ اخذ اللہ میثاق
الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ - اور قولہ من احسن قولا ممن دعا الی اللہ - یعنے اس سے
اچھی بات کسکی ہو جو راہ الٰہی کی طرف بلاوے - یعنے تعلیم فرماوے - اور حدیث مین ہو کہ جاہل کو نہین چاہیے
کہ اپنی جہالت پر چپکا بیٹھا رہے اور عالم کو بھی نہ چاہیے کہ جاہل پوچھ کر خاموش بیٹھا رہے - یعنے وہ سیکھے
اور یہ سکھلاوے - صحاح کی حدیث مین ثابت ہو کہ بعض صحابہ آپس مین تعلیم دیتے تھے اور بعضے عبادت
کرتے تھے تو آنحضرت صلعم نے دونون کو دیکھکر کہا کہ نیک کام مین ہین لیکن عابد تو مانگتے ہین چاہے دے
یا نہ دے اور یہ تعلیم کرکے عام نفع پہونچاتے ہین اور خود آنحضرت اہل تعلیم کی مجلس مین بیٹھے اور ایک روایت
سے ثابت ہو کہ تعلیم والون کو خوشخبری دی اور آمادہ کیا اور فرمایا کہ مین مبعوث کیا جاتا فقط اسی تعلیم
کے لیے ہو اور اس حدیث سے صریح ثابت ہوا کہ اسلام مین اصلی مقصود بعثت کا تعلیم ہو اور یہی حال جملہ
انبیاء مثل موسے و یوشع و داؤد وغیرہم کا ہو اور جہاد اصلی غرض نہین ہو بلکہ بضرورت ہو - اور جسنے یہ گمان کیا
کہ اسلام مین قاعدہ ہو کہ بزور شمشیر مسلمان کیا جاوے تو یہ شخص جاہل ہو اسنے لفظ اسلام کے معنی بھی نہین
سمجھے بھلا یہ بہتان اپنی جہالت سے کیون باندھا ارے مغرور اسلام تو دل سے توحید کا نام ہو اور صورت کا
مسلمان یا زبان کا مسلمان جو دل سے توحید کا معتقد نہو وہ مسلمان نہین ہو پس بزور شمشیر زبان و صورت
کو اسلام لیکر کیا کریگا دیکھو اللہ تعالے نے فرمایا - من الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ہم
بمؤمنین - یعنے بعضے لوگ خالی زبان سے کہتے ہین کہ ہم اللہ تعالے و روز قیامت پر ایمان لائے حالانکہ وہ
ہرگز کچھ بھی ایمان والے نہین ہین - دیکھو جو ایسے کہتے تھے انکو تو اسلام نکالے دیتا ہو کہ ناپاک جھوٹے ہین تو بھلا
زبردستی کھلا کر کیون داخل کریگا ہان بزور شمشیر تو جسم تابع کیا جاتا ہو کہ ظالمانہ قانون و جور و ستم نہ کرنے
پاوے تاکہ خلق خدا امن و عافیت سے علم سیکھے اور جہاد سے تو تعلیم دینا یا افنا کرنے سے باز رکھنا اصلی مقصود
ہو اور جب یقین کامل ہو کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہو عیش و آرام بس وہین ہو تو اس جہاد مین بہت بڑے
منافع ظاہر ہین اب دیکھو کہ طعنہ دینے والے نے کیسی الٹی بات سنائی اور بہتان باندھا - وقولہ تعالے
ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون - یعنے پڑھنے پڑھانے سے اثر ہوگا تو علماء ربانی

ہوجاؤ - اس آیت سے نکلا کہ پڑھانے والا بھی پڑھانے سے فیض پاتا ہی کہ عالم ربانی ہوجاتا ہی - الغرض
علم کی فضیلت اور عالم کی بزرگی و پڑھنے و پڑھانے کے فضائل جنمین سے ادنے فضل تمام دنیا و ما فیہا سے
افضل ہی حضرت سید المرسلین پیغمبر صادق کی احادیث اور کتاب الٰہی کے آیات و سلف کے اخبار سے بہت
کچھ ثابت ہین مختصر سمجھ کے ہمنے چند روایات پر اقتصار کیا کہ جن لوگون کے حق مین سعادت ازلی
سابق ہوچکی ہی انکو تھوڑا بھی بہت کفایت کرتا ہی ورنہ بدبخت کو بہت بھی تھوڑا ہی - اب مختصر بیان علم کی
تقسیم کا سننا چاہیے - واضح ہو کہ علم کا اصلی فائدہ یہ ہی کہ مخلوق ناچیز اپنے خالق عزوجل کو پہچانے اور یہ مراد
اسوقت حاصل ہوتی ہی کہ اپنے آپکو پہچانے اسی واسطے بعض بزرگون کا قول ہی کہ جسنے اپنے آپکو پہچانا
اسنے اپنے رب کو پہچانا - اور اپنی پہچان مین سے ادنے یہ ہی کہ وہ ایک مخلوق ہی جو اپنی پیدایش مین اپنا
اختیار نرکھتی تھی - اور صحت و تندرستی قائم رکھنے یا بیماری زائل کرنے مین محتاج ہی حتے کہ ہر کام مین اسکو
اپنی محتاجی ظاہر ہوگی پھر عمر بڑھنے اور بڑھاپا پیدا ہوجانے اور آخر مرجانے مین بالکل مجبور رہی تو یہ افعال
کسی فاعل کی شان ہین اور یہ کام کسی کرنے والے مختار کی قدرت ہین کوئی مخلوق بڑا کوئی چھوٹا کوئی کالا کوئی
گورا کوئی کسی حال مین خوش اور کوئی اسکے برعکس محظوظ کسی خود مختار قدرت والے کی شان کے نمونہ
ہین تو جیسے محسوسات ظاہری اسکے مخلوق ہین ویسے ہی عقل باطن و حواس باطنی بھی اسی کے مخلوق ہین
پس عقل جو چیز اپنے تصور و خیال و قیاس مین بنا دے وہ خالق جل شانہ پر صادق نہوگا - وہ تو
اس مخلوق عقل کا مخلوق مصور ہی تو خالق عزوجل وہ ہی جو عقل کے تصرف سے اعلے و اجل ہی اب بھلا
عقل اسکی تعریف کیا بیان کریگی کہ وہ کیسا ہی اسی واسطے جو لوگ ایسے گذرے کہ انکو عقل کا دعوے
تھا انھون نے اپنی عقل ہی پہ بھروسا کیا کہ خالق عزوجل کی شان کو بھی تصور کرسکتی ہی - انکی حماقت
معرفت مین یہین سے ظاہر ہی اور ہر شخص اقرار کرتا ہی کہ جس چیز کو وہ نہین پہچانتا اسکی صفتین نہین
بیان کرسکتا حالانکہ تمام مخلوقات کسی نکسی بات مین باہم شرکت رکھتی ہین اور نہیں اتنا تو ہی کہ وہ بھی
مخلوق اور یہ بھی مخلوق ہی برخلاف اسکے خالق عزوجل بالکل مخلوق سے جدا و کچھ بھی شرکت
نہین ہی وہ قدیم یہ حادث وہ خالق یہ مخلوق وہ بے ابتدا و بغیر انتہا لازوال ہی اور یہ حادث فانی حاجتمند
محتاج ہی تو ضرور ہوا کہ وہی اپنے فضل سے مخلوقات کو اپنی صفات سے آگاہ فرما دے اور جس طرح
ہم اسکی تعریف کرین ہمکو بتلا دے اور جس طرح اسکی تعظیم و عبادت کرین ہمکو سکھلا دے اور جہان تک ہماری
سمجھ پہونچے ہمکو ہمارا آغاز و انجام بتلا دے چنانچہ اُس کریم جواد غفور رحیم نے اپنے فضل سے ہماری
جنس سے اپنا رسول بھیجا اور اُسپر اپنی کتاب نازل فرمائی تو ہمکو معلوم ہوا کہ بحکم قولہ تعالے وما خلقت الجن
والانس الا لیعبدون - ہم لوگ اسی واسطے پیدا ہوے ہین کہ اپنے خالق کو پہچان کر اسکی عبادت کرین
اور اسکی عظمت بے انتہا ہی صرف یہی زمین نہین ہی اگرچہ ہمارے حواس تو آسمان سے آگے متحیر ہین
عقل کچھ کام نہین کرتی کہ آخر آگے کہین ہی یا نہین ہی پھر ہمکو اپنی پاک صفات بتا دین جنکو ہماری عقل نے
اپنی آنکھون مین جگہ دی اگرچہ اسکو خود ادراک کی مجال نہین اور وہ بیچارا [illegible] ہی

اسکو قدیم سے کے برداشت کرنے کی تاب کہان ہی اسی واسطے اہل الحق نے بغیر چون وچرا کے اعتقاد پر استقامت
اختیار کی - پھر اپنی حمد وثنا اور تعظیم کا طریقہ بتلایا جسپر ہم صدق سے کے ساتھ عمل کرین اور آخرت اپنا فضل عظیم یہ
ظاہر فرمایا کہ جو تم کرو اُسکا ثواب تمھین کو ہی اور اُسے ثواب اسکا جنت ہی اور دنیا سے جب بندہ نکلکر نکلو اور
خواہ مخواہ نکلوگے تب پاؤگے - پھر دنیا مین تمھاری بندگی سے تمھاری عقل وروح خوش ہی اور نفس وشیطان
دشمن ہین اور دونون مین سے ہر ایک کے لیے اسباب ہین کھانے پینے کی خواہش وسردی وگرمی وزینت
وآرایش ومزہ ولذت وفخر وتکبر وخوف ودہشت اور سانپ بچھو وغیرہ موذیات کا اندیشہ اور لہو ولعب سے
کرشمہ اور طرح طرح کی رنگ برنگ چیزین جن سے کبھی سیر نہو ہمیشہ نئی نئی خواہشین وجلسہ وآرائشین آخر موت
آگئی اور آنکھ کھلی تو سب ہیچ تھا اُسکا کچھ وجود نہ رہا یہ سب فانی ہین اُنکے لیے بڑی بڑی کوششین سب برباد ہوگئین
اسوقت افسوس بیفائدہ ہی اب ظاہر ہی کہ اللہ تعالے نے بندون کو ہر طرح علم دیدیا پس اکثر بندے تو شکر کی جگہ
کفر کرکے اس دنیا کو چندہی دن سہی آراستہ کرنے لگے اور ظاہر ہی کہ ہر آرایش کے لیے پہلے اسکا علم سیکھا پھر
نتیجہ حاصل ہوا تو یہ علم اور اسکا نتیجہ دونون خراب ہین کہ بعد موت کے دونون مین سے کچھ بھی باقی نہین رہا اور
جس بدن کی آرایش وآسایش کی تھی وہ سڑ گیا پس یہ قسم علم کی علم دنیاوی ہی اور دوسرا بندہ جسنے کتاب الٰہی
وسنت رسول کی تعلیم پائی اور حق تعالے نے اسکو سمجھ عطا فرمائی اُسنے روح وعقل کو آراستہ کیا اور معرفت
الٰہی سے مقبول ہوکر ذخیرہ سعادت آخرت جمع کیا اُسکی آنکھ کھلی تو حد سے زیادہ مقام کرامت ومنزلت دیکھا تو
یہ علم واسکا نتیجہ دونون نہایت خوب ہین اور یہ فضل الٰہی ہی ہزار شکر اسپر نثار - وقد قال تعالے ما کان لنفس
ان تومن الا باذن اللہ ویجعل الرجس علے الذین لا یعقلون - اسی علم کی اول ہم تعریف لکھ چکے اور اسی علم
کے عالم بڑی کرامت والے ہین - یہی اصل حکمت ہی اور فرمایا حق تعالے نے - ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی
خیرا کثیرا - جسکو حکمت عطا ہوئی اُسکو بہت بھلائی کثرت سے دیدی گئی - اسی علم کے عالم ہونے کا حکم ہی - بقولہ تعالیٰ
کونوا ربانیین - حضرت علی وابن عباس وحسن بصری نے تفسیر مین کہا کہ علماء فقہاء حکماء ہوجاؤ - اسی فقہ کے لیے
حکم دیا تعالی قولہ لیتفقہوا فی الدین الآیہ - ہین - اور اسی علم کی نسبت حکم دیا بقولہ صلعم طلب العلم فریضۃ الحدیث یعنی
ہر عورت ومرد مسلمان پر علم سیکھنا فرض ہی اور اسی علم کا نتیجہ وہ معرفت ہی جسکے واسطے ہماری پیدایش ہی
بقولہ تعالے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون لیوحدون ای لیعرفون - یعنے ہمنے جن وانس کو اسی واسطے
پیدا کیا کہ ہماری توحید پر مستقیم ہون - اب یہان کچھ اوہام وسوالات پیدا ہوتے ہین - اول یہ کہ جب ہماری
پیدایش فقط اسی لیے ہی کہ ہم توحید وعبادت ہی کرتے رہین تو سوا اسکے جتنے کام ہین سب کہ کھانا وپینا وسونا
ونوکری وتجارت وغیرہ سب ممنوع ہونگے - تو اس سوال کے جواب کو بتوفیق الٰہی ہم سے فی الجملہ وضاحت سے
بیان کرتے ہین جاننا چاہیے کہ یہ وہم خالی عبادت وتوحید کے معنی نہ جاننے سے پیدا ہوا ہی کیونکہ وہم یہ ہوا کہ
عبادت الٰہی فقط چند افعال مخصوصہ ہین مانند نماز وروزہ وحج وزکوۃ وغیرہ کے حالانکہ عبادت تو یہ ہی کہ جسطرح
اللہ تعالے نے بندہ کا چال چلن پسند فرمایا ہی اسی کے موافق برتاو کرے تو اُسنے بندگی کی اور ایمان سے
یہ بات معلوم ہوچکی کہ بندون کے لیے یہ تمام دنیا مخلوق ہی اور بندے آخرت کے لیے مخلوق ہین پس دنیا

انکے لیے آخرت کے درجات حاصل کرنے کا کھیت ہی - تو دنیا مین تصرف جب تک بنظر آخرت ہو محبوب الٰہی ہی
اور جب اپنے نفس کی خواہش پر کام کیا تو یہی بیکاری ہی اور حق تعالے نے نفس کے لیے حظوظ وحقوق مقرر
فرمائے ہین یہ نہین ہی کہ نفس کی کوئی خواہش اُسکو مست و و بلکہ اسکے حدود ہین جنکو علم والے جانتے ہین - وقد
قال تعالیٰ تلک حدود اللہ یبینہا لقوم یعلمون - یعنی یہ حدین اللہ تعالے کی مقرر فرمائی ہین اُن لوگون کے لیے
انکو بیان فرمایا ہی جو علم رکھتے ہین پس علم یہان ایمان کا دل مین یقین کامل راسخ ہوکر روشن کرنا کیونکہ اگر ان
حدود کو جانتے تو بیان کی حاجت نہ تھی - اور حدیث مین ہی کہ اسلام مین نصرانیون کی طرح راہب ہونا نہین
ہی - تو نفس کو بھوک و پیاس سے ضعیف کردینا وغذا نہ کھانا اور خصی ہوجانا وغیرہ کچھ نہوگا بلکہ فرمایا کہ میری
امت کا راہب بننا یہ ہی کہ جہاد کرین پس جہاد کے لیے ایسا مضمحل بننا نہین بلکہ خوب تندرست و قوی ہونا
لازم ہی حتے کہ اس فتاوے و دیگر کتب مین منصوص ہی کہ شاشت وغیرہ بغرض جہاد کی قوت کے کھانا و پینا جائز ہی
جب تک حرام چیز نہو - اور خود اللہ تعالے نے فرمایا - کلوا من الطیبات واعملوا صالحا - اور قولہ احل لکم الطیبات
وقولہ والطیبات من الرزق - جملہ لذیذ و پاکیزہ چیزین کھانے پینے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ کام نیک کرو -
اور خود حدیث مین ہی کہ ان لنفسک علیک حقا - تیرے نفس کا تجھپر حق ہی - اور بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم
نے چاہا تھا کہ سونا و کھانا و لذائذ و عورتین وغیرہ ترک کردین تو انکو بشدت منع فرمایا حتے کہ مروی ہی کہ لسنے کہا کہ
تم کو میری اتباع کرنا ہی کہ نہین سوتین تو یہ سب باتین کرتا ہون اور تم سب سے زیادہ اللہ تعالے کی عظمت
وجلال کا خوف رکھتا ہون - اور کیون نہین کہ آپنے دوزخ و بہشت سب کو ملاحظہ فرمایا تھا - عظمت و شان
کبریائی مین عارف و ولی و صدیق سے بڑھکر رسول بلکہ اشرف الرسل بلکہ خیر الخلق تھے صلوات اللہ تعالے
وسلامہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ اجمعین - تو نفس کو اسطرح ہلاک کرنا خلاف طریقہ رسول قرار دیا - اور بیشک جسنے
اعضاء وحواس کا شکر نہ کیا اُسنے جہالت سے کچھ قدر نہین جانی کیونکہ عجیب حکمت آلہیہ اس خلقت مین نمایان ہی کہ
انھین سے محبت حق سبحانہ وتعالی بواسطہ ادراک لذائذ وطیبات مستوجب شکر منعم محسن کے دل مین ساری ہوکر
بذریعہ معرفت عقل کے توحیدی ایمان پر باعث ہوتی ہی کہ بندہ اپنے اعضاء وجوارح کو عبادتون ومناجات
مین بصبر وتحمل لگاتا ہی اور آخر مین بندہ کے اعضاء خود مطیع و باعث ہوتے ہین اور یہ مرتبہ صلاح وتقوے ہی
اور جسنے اس سے پہلے انکو ضائع کیا وہ جاہل گمراہ ہی آیا نہین دیکھتے کہ اگر نفس کے تباہ کرنے مین کمال ہی تو
بھوکا رہکر مرجانے والا ولی ہوکر مرتا حالانکہ سب مسلمانون کا اتفاق ہی کہ اپنی جان آپ مار ڈالنے والا جہنمی ہی
فقہ مین ثابت ہوا کہ زندگی نفس کے لیے فقیر کو کمائی کرنا واجب ہی اگر کرسکتا ہو ورنہ آخر بھیک مانگنا فرض ہی
ورنہ مرجائیگا تو جہنمی ہوگا اور اگر یہ طاقت نہو تو جس مسلمان کو اسکے حال سے اطلاع ہو اسپر خبرگیری اسقدر
کہ مر نجاوے فرض ہی چنانچہ یہ سب اس فتاوے مین مصرح منقول ہی اور ایسے ہی نماز مین ستر عورت فرض
ہی لقولہ تعالے خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیہ اور شدت حاجت کے وقت نکاح واجب ہی اور جورو کا نفقہ اور
اولاد کا نان ونفقہ وغیرہ فرض ہی تو اب ظاہر ہوا کہ جو امر فرض کردیا گیا ہی اگر وہ بغیر دوسری چیز کے ادا نہین
ہوسکتا ہی تو یہ چیز بھی ضمناً فرض کردی گئی ہی اسی واسطے اہل العلم نے کہا کہ مقدمۃ الواجب واجب مثلاً مسجد مین

نماز بجماعت واجب ہی تو اسکے معنی یہ نہین ہین کہ جب کبھی اتفاق سے ہم مسجد مین ہون اسوقت نماز قائم کیجاوے
تو ہمپر جماعت کرنا واجب ہی بلکہ اذان سُنکر حاضر ہوکر جماعت مین شامل ہوا اور یہ بغیر چلنے کے ممکن نہین ہی
تو معلوم ہوا کہ اسلیے چلنا بھی واجب ہی اور تم نہین دیکھتے کہ حدیث مین مسجد جانے کے ہر قدم کا ثواب جمیل ارشاد
فرمایا ہی اسی واسطے دور گھرسے آنا زیادہ ثواب ہی - پس نماز کے لیے نفس کی اتنی غذا رکھ ادا کرسکے واجب ہی اور
یہ چیز کسی کمائی کے حیلہ سے ممکن ہی تو کمائی واجب ہی اور حیلہ جب بغیر تعلیم ممکن نہین تو یہ علم بھی واجب ہوا جبکہ
اس سلسلہ مین ضرورت ہو - اب ہر شخص جانتا ہی کہ فرض و واجب و سنت و مستحب یہ نام اُن اعمال صالحات کے
ہین جنپر آخرت مین اجر جمیل و ثواب جزیل ہی اور قوله و اعملوا صالحا کے تحت مین داخل اور ثواب برضاے
الٰہی ملتا ہی تو اسکی رضا پر یہ برتاو ہوا اور اسی کو عبادت کہتے ہین - اور نا راضی اسکی جس فعل پر ہووے بندگی
سے خارج ہی - اگر وہم ہو کہ مباح چیز تو کچھ ضروری نہین کہ واجب ہوا اور اللہ تعالے نے منع بھی نہین فرمایا -
تو مین کہتا ہون کہ اسی وجہ سے بعض علما نے مباح سے براہ تقوے پرہیز کیا اور حدیث مین آیا کہ آدمی بکا کرتا
ہی کہ میرا مال میرا مال اور ہی تیرا مال کیا سواے اسکے کہ کھا کر برباد کیا یا پہن کر پھاڑ ڈالا یا صدقہ دیکر آخرت مین
جمع کر لیا - تو ان بزرگون نے اس سے سمجھا کہ مراد اسمین مباح کھانا پینا تھا اور جب برباد ہوا تو دنیا کی زندگی جسکا
ہر لمحہ و ہر جز جب غنیمت ہی کہ وہ چند روزہ حیات کے بعد اصلی مقام و وطن مین یہان کی کھیتی یا تجارت کا نفع
ثواب نفائس کا مجموعہ ملے اور جسمین یہ نہین وہ خواہ مخواہ برباد ہو خسارہ ہی اسی لیے حدیث سے ثابت ہی
کہ صحت و فراغت دو چیزون کی قدر نہ کرکے اکثر آدمی خسارہ مین پڑے ہین - اور حدیث سے ثابت ہی کہ
نیک آدمی کے لیے پاک مال بہت اچھا نتیجہ دیتا ہی - تو جب مباح مین مال برباد و وقت برباد گیا تو اس سے پرہیز
چاہیے - اور بعض علما نے اسکو بھی عبادت مین شامل کیا اور میرے نزدیک بھی یہی اقرب ہی واللہ تعالی اعلم
اسلیے کہ مباح ایک حد ہی جو اللہ تعالے نے مقرر فرمائی اور ثابت ہوچکا کہ اس حد تک نافرمانی نہین ہوئی تو بندگی
رہی تب تو ضرور ثواب ملیگا اور حدیث مین صدقات روزانہ شمار فرمائے ہین مثلاً کسی سے خوش خلقی سے بات
کرنا صدقہ ہی حتے کہ راستے سے کانٹا کنکر ہٹا دینا صدقہ ہی ان سب مین آدمی کا اپنی بی بی سے قریب ہونا بھی
صدقہ شمار ہی تو جنہنے اس حکمت کو نہ سمجھا اُسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ہم مین
کوئی آدمی اپنی شہوت پوری کرے تو اسمین بھی اسکو ثواب ملیگا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ شخص کسی حرام جگہ یہ
فعل کرتا تو اسپر عذاب جہنم ہوتا کہ نہوتا - عرض کیا گیا کہ ہان بیشک عذاب تھا تو آپ نے فرمایا کہ پھر حلال
مین ثواب ہی - اسمین بہت پاکیزہ اشارہ ظاہر ہی کہ شہوت و خواہش پوری کرنا شرع مین منع نہین کی گئی ہی
بلکہ مقصود شرع کا حد مقرر کرکے فرمانبرداری و نافرمانی کا امتحان ہی پس اگر نافرمانی کی تو حرام کرکے بندگی کی اطاعت
سے نکلگیا اور حلال کرنے مین فرمانبرداری کی حد کا قصد کیا تو بندگی مین رہا اور جب تک بندگی کی حد مین ہی اسکو
ثواب ہی - اور حدیث سعد رضی اللہ عنہ مین صحیح ارشاد فرمایا ہی کہ حتے اللقمۃ تجعل فی فی امرأتک - یعنے
اپنی جورو کے منھ مین جو نوالہ پہونچاتا ہی اسمین بھی تجھے ثواب ہی - بلکہ ان سب سے قوی استدلال قوله کلوا من
الطیبات الآیہ ہی کہ طیبات کھانے کا حکم دیا جاتا لذیذ غذا ضروری نہین ہی کہ بغیر اسکے مرجاوے [illegible]

مباح ہین تو مباح موافق حکم ہی جسکے ماننے مین ثواب ہی جیسے مسافر کا نماز مین قصر کرنا اگرچہ فی الاصل رخصت ہو
لیکن اللہ تعالے نے جو ہمپر صدقہ کیا اسکا قبول ہمپر واجب ہی - ہان اتنا ضروری ہی کہ جو ثواب فرض و واجب
کا ہی وہ بھلا مباح کا کب ہو سکتا ہی اور جو حدیث کمائی کر برباد کرنے و مٹی کر پھاڑنے کی بیان کی گئی اسکا بیان
اسواسطے نہ تھا کہ مباح کا مال برباد جاتا ہی کچھ ثواب نہین ملتا ہی بلکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ آدمی کا مال اسکے لیے
کیا ہی جو وہ کہا کرتا ہی کہ میرا مال میرا مال کیونکہ اسکی زندگی بس یہی چند روزہ ہی تو اسمین جو کھایا پہنا تو وہ اب رہا نہین
اور جو خیرات کر دیا وہ وہان جمع کر لیا باقی سب اورون کا حصہ ہی - اسکا اسمین سے بس یہی ہی جسکا مفصل حال ذکور
ہوا - بالجملہ اصل اسمین ایک جامع آیت کریمہ ہی جسکے سمجھنے و اسکی فقہ حاصل کرنے سے آدمی فقیہ ہو سکتا ہی
یعنے قولہ تعالے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ - یعنے حق تعالی نے فرمانبردار بندون
سے انکا جان و مال خریدا اور عوض اسکا جنت دیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف نے فرمایا کہ سبحان اللہ
یہ کمال کرم ہی کہ حقیقت مین اصل و بدل دونون پھر اسی کو دیدیے مع رضوان و فضل عظیم کے کہ یہ اسپر بڑھا دیا
پس اتنا تو سمجھ لینا ضروری ہی کہ مومن کو اپنی جان و مال مین اپنی رائے کا اختیار کچھ نہین ہی اسکو چاہیے کہ ان دونون
کو اسطرح رکھے جسطرح مالک نے حکم دیا حتے کہ اعضاء و بدن سے نماز و روزہ وغیرہ کا کام لے حتے کہ جب بیماری
سے پانی بدن پر ڈالنا مضر ہو تو تیمم کرا وے اسی واسطے اگر زخمی نے مثلاً تیمم نکیا اور نہا لیا پس مر گیا تو وہ گنہگار مرا
کیونکہ اسنے یہ اپنا زعم لگایا کہ تیمم کرنے سے میرا جی صاف نہین ہوتا ہی - ایسے ہی جسکو عذر نہین ہی اگر تیمم کیا اور
ٹھنڈے سرد پانی سے نہانے کو جی نچاہا تو گنہگار رہی اسنے نافرمانی کی - اللہم اغفرلنا بفضلک - مال کا بھی یہی حال ہی
کہ اللہ تعالے عالم الغیب ہی پھر بھی پوچھا جائیگا کہ کسطرح کمایا - پہلے بتلاؤ کہ کمائی واجب تھی کیونکہ ہم اوپر بیان
کر چکے ہین کہ کمائی ضرورت کے وقت واجب ہی پھر کس حیلہ سے کمایا ہی - نوکری - تجارت - پیشہ - تو نوکری
ایسی تھی جو ظلم و ناحق سے خالی ہو حتے کہ خلاف شرع مثلاً حکم نہ لگانا پڑے کیونکہ خلاف قانون الٰہی قسم
جو قانون ہوگا وہ نافرمانی و ظلم ہوگا کیونکہ نافرمانی خود ظلم ہی اور خلاف شرع جو قانون ہی اسکے موافق فیصلہ کرانے
کی وکالت و پیروی نہ کرے - نوکری کی جو شرطین ٹھہری ہون انکو ادا کرے - غدر و خیانت رشوت وغیرہ نہو
تجارت مین خرید و فروخت فاسد و حرام طریقہ سے نہو مثلاً کلکتہ سے ہزار من چانول کی بلٹی آئی اور ہنوز چانول نہ
دیکھے نہ ناپے تولے بلکہ خالی بلٹی پر سو روپیہ نفع سے دوسرے کے ہاتھ بیچڈالے تو یہ حرام ہی اور پیشہ کی بھی ایسی ہی
حالت ہی - پھر اگر اسنے عذر کیا کہ مین نے حرام ہونا نہین جانا تو عذر قبول نہوگا کیونکہ جب یہ پیشہ اختیار کیا
تو اسکا علم جاننا فرض تھا - اب ہم دو باتین یہان صاف بیان کر دین اگرچہ سمجھنے والا ہمارے بیان سابق سے
بھی سمجھ سکتا ہی - ایک یہ کہ علم دین و علم دنیا کی تقسیم کیونکر ہی اور دوم علم کا طلب کرنا جو فرض ہی وہ کسقدر ہی تب
فقہ کے معنی سمجھے جاوین - واضح ہو کہ عبادت اصلی تو فقط یاد الٰہی و اسکی خالص طاعات و دعا و عاجزی
و تضرع و حضوری وغیرہ ہین پھر اسمین تندرستی و نفس کی غذا و کھانا و بدن کا ڈھانپنا وغیرہ ضروریات ہین
جہانتک ضرورت ہو اور کبھی عوارض دیگر بھی حقوق کے ساتھ پیدا ہوتے ہین جیسے اہل و عیال کا نان و نفقہ وغیرہ
اور عبادت سے مقدم اسکا طریقہ جاننا - پس جو شخص تنہا کسی پہاڑ مین وہان کے میوہ جات پر بسر کرتا ہی

جہان کوئی نہین ہی تو اسکو کپڑے کی ضرورت نہین ہو اگرچہ جاہل کو وہان شیطان اپنا بندہ بنا ڈالیگا اور عالم نے
کچھ نہ کیا جبکہ علم کا نفع روک دیا اور ایسی تنہائی بعض اشارات حدیث سے منع نکلتی ہو اور بعض سے جائز بھی الغرض
یہ ایک مثال تھی اسکی تحقیق نہین منظور ہو تم یہین رہو اور دیکھو کہ تم عبادت خالصہ کے لیے بیٹھے تو جگہ کی ضرورت
ہوئی لہذا مسجد بنانے والون کے لیے بڑا ثواب ہو کہ حلال زمین پر بیٹھے پھر کھانے کی ضرورت ہوئی اور کپڑے کی یا
جورو بچہ و دیگر اقارب کے نفقہ کی تو سوال حلال نہین ہو کوئی کمائی اختیار کی پس اللہ تعالے کے حکم پر چلے تو ثواب
وہی ملیگا جو خالص یاد الٰہی کا تھا اور کمائی مین علم کی ضرورت ہو تو جب تک یہ علم حاصل کرو ثواب ملیگا بشرطیکہ
یہی نیت ہو کہ حق نفس و حق زوجہ و حق اولاد اس سے حاصل کرکے پورا کرون اور یہ نیت نہو کہ عیش دنیا اڑاؤن
کیونکہ یہ گھر تو آخرت کے لیے کھیت و منڈی ہو اگرچہ تمکو کمائی مین اللہ تعالے اسقدر روپیہ دے کہ اپنے فضل سے لذت
کے ساتھ رہو اور نیک کام کرو تو یہ علم اگرچہ دنیاوی ہو اس راہ سے ثواب ملیگا مگر ایسی چیزون کا علم نہو جو شرع مین
معصیت ہین جیسے علم موسیقی و ستار و سارنگی وغیرہ یا علم مصوری وغیرہ - تو یہان حد مباح کی ہو - علی ہذا پیشہ و تجارت
مین حرام پیشہ نہو مثل قوالی و بھیک مانگنا وغیرہ - اور تجارت حرام نہو جیسے شراب بیچنا وغیرہ - پس جو شخص انگریزی پلٹن
کے گودام کا ٹھیکہ لے جسمین شرط ہو کہ جہان اور چیزین ہین وہان یہ بھی شرط ہو کہ شراب اسقدر بہم پہونچاوے
یا گائے گھوڑے جانور کا گوشت دیا کرو تو یہ مال حرام ہوجائیگا - پس یہ حدود نوکری و تجارت و پیشہ و صنعت مین علم
سے معلوم ہونگے اور جس علم سے معلوم ہون اسمین اگرچہ ثواب اس نیت پر ہوگا جو بیان ہوئی لیکن یہ علم آخرت
و علم معرفت نہین ہو جو وہان ساتھ رہے جیسے کہ قاضی ہونے کے لیے جو علم ہو وہ بھی دنیاوی جھگڑے بکھیڑے
فیصل کرنے کے لیے ہو وہ کچھ معرفت نہین ہو - الحاصل علم دنیا ہر وہ علم ہو جسکا باقی ہونا آخرت کے ساتھ نہو
اسمین دو قسم ہین ایک وہ جو بہ نیت صالحہ سیکھا جاوے کہ وہ حد مباح مین ہو اور ثواب ملے جیسے فن تعمیر
عمارت و فن طبابت وغیرہ - اور ایسے ہی قاضی بننے کا علم متعلق بادب القاضی - تو یہ بھی ثواب مین داخل ہو اور
دوسرا وہ کہ جو حد مباح مین نہو یا صفت صالح نہو جیسے کہ اگر علم قضا محض اپنے نفس کی عیش کے لیے سیکھا تو کچھ نہین ہو
یا جیسے ستار و گانا علم موسیقی سیکھا تو محض دنیا و حرام ہو - اور علم دین ہر وہ علم ہو جسکا نتیجہ اصلاح نفس بغرض
آخرت ہو یا نفس علم آخرت و معرفت خالق عزوجل ہو اور اسکا مرتبہ بہت اعلے ہو اور دوسرا بیان یہ رہا کہ علم کا
طلب کرنا کسقدر فرض ہو تو جاننا چاہیے کہ جب کبھی ضرورت کسی شخص کو کسب معاش حلال کے لیے داعی ہو کہ وہ
علم دنیا مین سے حاصل کرے تو قسم اول مین سے اتنا کہ قدر ضرورت معاش ملجاوے ثواب و وجوب مین داخل
ہو اور اس سے زائد مباح ہو جبکہ حد مباح مین ہو اور جو چیز کہ محض لایعنی ہو اگر اسکو حاصل کرکے تضییع اوقات کرے
تو وہ جواب دیگا مثلا اس زمانہ مین یونانی فلسفہ کا سیکھنا کہ محض لایعنی اور اصح یہ ہو کہ حرام ہو - اور طب وغیرہ
مصالح عامہ کبھی بنظر عارض منجملہ واجبات ہوجاتے ہین اور اسی قسم سے ہو اس زمانہ مین ایسے فنون جیسے تعمیر
و صنعتین کہ بارود اور توپ و بندوق وغیرہ کی ایجاد وغیرہ پر قدرت حاصل ہو کیونکہ قولہ تعالیٰ واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ
و من رباط الخیل - ایسی باتون کا اشارہ فرماتا ہو بلکہ تخصیص سے اثبات کی امید ہو پس ضرور ہو کہ ایک گروہ علماء
کا ایسا ہونا چاہیے واللہ تعالے اعلم - اور رہا علم دین تو ان مین سے تو ہر مسلمان مرد و عورت پر اسقدر فرض ہو کہ

اس سے اعتقاد خالی ہو یا انہین سے بعض سے خالی ہو تو وہ کافر کہلاوے اور جب اسقدر عمل سے یا انہین
بعض سے روکا جاوے تو اسپر اس ملک سے ہجرت کرجانا واجب ہوا ور مترجم کہتا ہے کہ فقیہ عالم کا کام ہے
کہ جب وہ جانتا ہے کہ ایمان کے لیے تمام بنی آدم مکلف ہین تو وے ادنے آدمی کے لحاظ سے اسقدر پر
اکتفا کرے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ مین گواہی ادا کرتا ہون کہ سوائے اللہ تعالے
کے کوئی الٰہ معبود نہین اور گواہی ادا کرتا ہون کہ بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُسکا بندہ و رسول ہے پس
اگر کسی نے اسقدر اقرار کیا اور بعد اسکے اسی وقت مر گیا تو مجال نہین ہے کہ کوئی اُسکو کافر کہے۔ تم نہین
دیکھتے کہ صحاح کی حدیث اُسامہ رضہ مین صریح یون قصہ ثابت ہے کہ اُسامۃ بن زید سردار فوج کرکے جہاد پر
بھیجے گئے وہان عین لڑائی مین کفار کے لشکر سے جو آدمی اسامہ کا مقابل تھا اُسنے تلوار ماری کہ اسامہ رضہ کا ہاتھ
مجروح ہو گیا جب انکا وار پہونچا تو اُسنے پناہ لی اور کہا کہ لا الٰہ الا اللہ۔ مگر اُسامہ رضہ نے اس اقرار کو اسکی طرف
سے مجبوری پر محمول کرکے نہ مانا اور اسکو قتل کر دیا اس آواز کو بعض اہل لشکر نے سنا تھا اُنھون نے کہا کہ اے
سردار تم نے کیون اُسکو مار ڈالا جبکہ وہ توحید کا اقرار کرتا تھا اُنھون نے جو سمجھا تھا بیان کیا تو اہل لشکر نے کہا کہ
نہین بلکہ ہم اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرینگے جب مدینہ مین آکر آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے
اُسامہ کو بلا کر پوچھا اسامہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ میرا مجروح بازو ملاحظہ فرماوین اُسنے فقط میری تلوار کے
ڈر سے ایسا کہا تھا تو آپ نے فرمایا۔ ہلا شققت قلبہ۔ یعنے تو نے اُسکے دل کا حال کیا جانے تو نے اُسکا دل پھاڑ کر
کیون نہ دیکھا یعنے دل کا بھید اللہ تعالے کے علم مین مسلم ہے۔ اور بار بار فرماتے تھے۔ اقتلت رجلا یقول لا الٰہ الا اللہ
ارے تو نے ایسے آدمی کو مار ڈالا جو کہتا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ۔ یہان تک کہ اُسامہ کہتے ہین کہ مین ایسا خوفناک ہو گیا
کہ کاش مین آج مسلمان ہوا ہوتا۔ الحاصل اسی شہادت و کلمۂ توحید پر اکتفا کیا جاوے اور اگر کسی نے حضرت
سرور عالم و عالمیان سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے رسول و بندے ہونے کا
اقرار نکیا تو بھی کافر ہے چنانچہ صریح احادیث و محکم آیات ناطق ہین پھر اسکو اس جامع کلمہ کی تفصیل سے آہستہ آہستہ
تعلیم دیجاوے کہ جب الٰہ کوئی اور نہین ہے تو اللہ تعالے جل شانہ وہی خالق رازق مالک مختار ہے تاکہ شرک
بالکل جڑ سے جاتا رہے اور سب جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کسی مین خلاف نہ رہے اور
دنیا کے آگے آخرت پر ایمان لانا ایسا ضروری ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا بقولہ یومنون باللہ والیوم الآخر یعنی آخرت
پر ایمان کو عموما ہر ایک عرب کے لیے صریح بیان فرمایا۔ اور صحاح مین روایت ایک صحابی کی ہے جنھون نے
اپنی چھوکری کو مارا اور اللہ تعالے کے خوف سے ڈرے کہ مین نے اسکو مقدار جرم سے زیادہ مارا تو مواخذہ
ہوگا پس آنحضرت صلعم سے اپنا حال ظاہر کرکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکو آزاد کردون آپ نے حکم دیا کہ یہان
بلواو جب وہ آئی تو اس سے اللہ تعالے کو پوچھا اُسنے ٹھیک بتایا پھر اپنے آپ کو پوچھا کہ کون ہون اُسنے کہا
کہ آپ اللہ تعالے کے رسول ہین تو صحابی سے فرمایا کہ ہان اسکو آزاد کر دے یہ تو مومنہ ہے۔ اقول اسمین اشارت
ہے کہ جب بندہ اپنے خالق عزوجل کی معرفت مین ایمان رکھتا ہو تو وہ بھائی ہے اور مملوک بنانا اسی کی بھلائی
و تعلیم کے لیے ہے غیر ازینکہ ان دونون آقا و مملوک مین رشتۂ اتحاد زیادہ مستحکم ہوتا ہے کہ ولا سے وراثت

مثل قرابت کے پہونچتی ہو پس آقا خالص عبادت آلہی کے لیے فارغ ہوجاتا ہو اور مملوک اسکے لیے رزق حاصل کرلاتا ہو پس دونون دنیا سے بڑا ذخیرہ لیجاتے ہین اور اسی واسطے حدیث صحیح مین مومن پر یہ حکم لازم کیا یعنے ایمان کے خصائص مین سے قرار دیا کہ اپنے بھائی کو جسکو اسد تعالے نے اُسکا ماتحت کیا ہو وہی کھلاوے جو خود کھاوے اور وہی پہنا وے جو خود پہنے - الحاصل اُس چھوکری سے فقط اسد تعالے و رسول اللہ صلے اسد علیہ وسلم کی تصدیق یقینی پر ایمان کا اکتفا کیا کیونکہ بعلم نبوت اُسکی سچائی جانکر مومنہ فرمایا ہو پس اسی قدر سے مومن ہوگا - اور علما رجو عوام کی سمجھ سے بڑھکر انکو تکلیف دیتے ہین جاہل ہین - ایسے یہ نہین دیکھتے کہ اتباع الہوے انتہا ذالالہ ہو بقولہ افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ - اور جسنے زعم کیا کہ جنبہ جانے سے پیٹ مین درد ہوا اسنے نظر مین شرک کیا پر دقائق عالمانہ ہین سپنے نفس کو آزما دین کہ ایسے خفی شرک انمین کس حد تک پہونچے ہین جتنے کہ زید و خالد و بکر و مرزا و خان و شیخ کے ساتھ عناد اور لڑائی جھگڑے مین کس مرتبہ تک منہمک ہین اور اکثر انمین یہ تھا کہ مقام توحید مین قدم استوار کرتے اور وسائط کے ساتھ برتاؤ مین بھی احکام شریعت کا اتباع سمجھکر مشاجرہ کرتے ولیکن اسد تعالے خلاق علیم ہو جو وہ چاہے وہی ہوتا ہو - الغرض اعتقاد مین تو فضیلت اسطرح شروع ہوتی ہو پھر جب اسنے صفائی قلب مین یہ نظر دیکھی کہ پانی سے نکھیتی اگائی تو فوراً اس خطرہ کو بھی باہر رکھا دل مین آنے نہ دیا اور عالم سے پوچھ لیا کہ اُسکو دل مین جگہ دون اُسنے بتلا دیا کہ نہین نہین دیکھو بات اسطرح ہو علی ہذا القیاس یہانتک کہ تمام تفصیل سے مومن ہوگیا اور یہین سے معلوم ہوگیا کہ ایمان و علم کا محل قلب ہو اور صحابہ بلکہ عموماً تابعین رضی اسد عنہم اسی طرح علما رکھا امام تھے - یہ نہین دیکھتے کہ فقہ اکبر و عقائد نسفی وجملہ کتابین یہ اُسوقت کہان تھین اور یہین سے صفائی قلب کا طریقہ بھی اہل ایمان مین معلوم ہوگیا بخلاف اس زمانہ کے لوگون کے کہ دل مین ہزارون وسواس و کفر کے اعتقادات و خطرات جماتے ہین اور ہر وقت ہر بات کو دل مین لاتے جاتے ہین اور فکر یہ ہو کہ دل مین صفائی حاصل ہو بلکہ دل مین لا الٰہ الا اسد و محمد رسول اسد کو جگہ دے اور سب خیالات واوہام کو نکال دے پھر جتنے سرسے جو وہم آوے اسکو شرع سے پوچھ کر آنے دے اور اگر شرع اسکو وسواس شیطانی بتلاوے تو باہر کر دے - اب رہا عمل تو نماز و روزہ و حج و زکوۃ ہو - مگر نماز تو ہر مرد و عورت پر فقط پانچ وقت دن رات مین فرض ہو اور روزہ کا علم جب رمضان آوے فرض ہوگا اور حج جب مال اسقدر ہو جتنا چاہیے اور زکوۃ جب اسکے لیے مال و موسم آوے اور اگر کوئی فقیر ہو تو اسپر ان دونون کے مسائل سے اسوقت کچھ بھی نہین ہو ہان اتنا جاننا ضرور ہو کہ اسلام مین ان چیزون کے فرض ہونے کا اعتقاد ہو اور رہا انکے ادا کرنے کا طریقہ تو وہ جبھی ہوگا جب شرائط و وقت آوے - اب ایک تنبیہ باقی رہی کہ نماز مین اسکو معلوم ہوگیا کہ ستر ڈھانکنا و پاک جگہ اور وضو وغیرہ شرائط ہین اور آدمی کو حرام کھانے و کپڑے مین پرہیز کرنا فرض ہو اور پہلے ہمنے کمائی کے فرض ہونے کو مفصل بیان کر دیا ہو تو جس حیلہ سے کسب معیشت چاہتا ہو اسکے افعال بھی عبادت مین جیسا کہ اوپر تحقیق ہوچکا تو اس سے احکام الٰہی بحکمت بالغہ متعلق ہین پس آدمی پر انکا جاننا بھی فرض ہو اگرچہ یہ فرض نہین کہ وہ جملہ صنائع و حرفت و تجارات کے احکام سے واقف ہو - ہان عالم البتہ ان سب سے واقف ہوگا جہانتک عالم ہو - یہان سے ظاہر ہوا کہ جسنے یہ زعم کیا کہ ضروریات دین فقط روزہ نماز وغیرہ

خالص عبادات کے مسائل ہین اُسنے کلام بہت مجمل ومخلوط کردیا کیونکہ ان مسائل کی تعیین مین وہی تفصیل ہی جو
اوپر مذکور ہوئی ہے کہ عامی مرد پر حیض کے مسائل جاننا ضروری نہین ہی اور عورت پر اس زمانہ مین اولے
جمعہ کے مسائل ضرور نہین - اور اسکے علاوہ حرفت وصناعت وغیرہ جو حیلہ کسب معاش کا ہو اسکے مسائل کو
ضروریات مین داخل نہ کیا اور بدون اسکے خالی عبادات خالصہ کی خصوصیت سے مقصود حاصل نہین ہوتا -
اور حدیث صحیح مین جن لوگون کی دعا مین زیادہ قبولیت کی امید کی گئی انہین مسافر کو شمار فرمایا ہی اور دوسری حدیث
صحیح مین یہ مضمون ارشاد ہی کہ اکثر مسافر گردآلود سفر اُٹھائے ہوے پریشان بال ہاتھ اُٹھاکر دعا مین مانگتا ہی
اور حالت اسکی یہ ہی کہ جہان سے کھاتا ہی حرام ہی اور جہان سے پہنتا ہی حرام ہی اور حرام کی غذا سے پرورش پائی ہی
تو کہان اسکی دعا قبول ہوگی اور بعض روایات سے جملہ عبادات کی نسبت بھی ایسی کیفیت ثابت ہوتی ہی پس عبادات
اگرچہ بذات خود اصل ومقدم ہین اور یہ چیزین اُنکے لیے شرائط لیکن ادا ہونے کی حیثیت سے تقدیم ان شروط
کی علت ہی اور اختلاف حیثیت وجہت سے ہر ایک کا دوسرے پر مقدم ہونا کچھ منافات نہین رکھتا ہی - پھر جو کچھ مین
نے ذکر کیا یہ سب اس غرض سے کہ اکثر آدمی علم وعبادت فقط نماز وروزہ وغیرہ خالصہ طاعات مین منحصر جانتے
ہین اور دیگر اوقات وافعال کو بلا ثواب وخارج از طاعات سمجھکر رائگان کرتے ہین یہ قصور سمجھ کا ہی اور فقہ نام
سمجھ کا ہی پس فقیہ وہ ہی جسکو دین وایمان مین سمجھ حاصل ہو لہذا جو فضائل فقہ کے احادیث وآیات سے ثابت
ہین وہ ان بزرگون کے لیے مسلم ثابت تھے جنکو سلف وصدر اول وصحابہ وخلف وتابعین کہتے ہین -
باوجودیکہ یہ کتابین جو اسوقت موجود ہین اور جتنے مسائل انہین مندرج ہین وے اسوقت موجود نہین تھین اور
ایسے ہی یہ بھی سمجھ کا قصور ہی کہ علم دین فقط ان مسائل مین منحصر ہی جو وقایہ وہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین مدون
ہین حالانکہ انہین خشوع وخضوع وحضور قلب کا ذکر اتفاقی ہی جیسے ہذا انکبر حرام ہی وریا شرک خفی ہی اور مانند
اسکے بکثرت احکام یہان مذکور نہین ہین پس حاصل الامر یہان اسطرح جاننا چاہیے کہ بندے جو کام کرتے ہین
ہر کام کے ساتھ اللہ تعالے کا حکم متعلق ہی مثلاً یہ جائز ہی وہ حرام ہی جتنے کہ جو جائز ہی یا فرض یا واجب ہی وہ کرین اور
جو حرام یا مکروہ ہی اسکو نہ کرین اور تمام کام دو طرح ہوتے ہین ایک دل سے جنکو افعال قلب کہتے ہین اور
نیت بھی دل ہی سے ہوتی ہی اور دوم اعضاے ظاہری سے جیسے وضو کرنا و نماز کے ارکان ادا کرنا اور کسی
پیشہ یا نوکری کا کام کرنا - پھر ظاہری افعال مین کوئی ایسا فعل نہین جسکے ساتھ دل کا فعل نہ لگا ہو اور کم سے
کم نیت ہی جتنے کہ اگر صدقہ دیا اور نیت اللہ تعالے کے لیے ثواب کی غرض سے نہین ہی تو کچھ بھی ثواب نہ ہوا
اگرچہ کام نیک ہی شاید دنیا مین اسکا بدلا ملجاوے اور دل کے افعال بکثرت ایسے ہین جنکے ساتھ ظاہری اعضا
کے کام کو کچھ تعلق نہین ہی اور یہ خود ظاہر ہی - تو فقیہ وہ ہی جو ظاہر وباطن سب افعال وخطرات ووسواس کے
احکام جانتا ہی جہانتک اسکو ضرورت ہوئی یا انکشاف ہوا ہی اور جہان سے اُسنے جانا وہ اللہ تعالے عزوجل
کی کتاب مجید یعنے قرآن کریم ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پاکیزہ و اجماع صحابہ خیر الامہ
رضے اللہ عنہم ہی پھر ان تین اصول سے جو طریقہ پہچاننے کا ہی وہی اجتہاد وقیاس ہی اور اجتہاد کے لیے کچھ
شرطین ہین جو مجمل انشاء اللہ تعالے آتی ہین - پس صحابہ رضے اللہ عنہم کے دل تو سمندر کی طرح لبریز بھرے

اور پہاڑون کی طرح استوار محکم جمے ہوئے تھے اور انھین کے شاگرد حضرات تابعین اُنسے ملتے ہوئے تھے
پھر اُنکے بعد یہ کیفیت کہان رہی مگر اللہ تعالے نے انھین ایسے علما پیدا کردیے جنھون نے نور یقین وایمان و
ادب و تقوے وصدق سے اولین وسابقین ولاحقین کا طریقہ پایا اور پچھلون کے لیے جنھین موافق حدیث کے
جھوٹ پھیلتا گیا اور موٹا ہوتا و حظوظ نفس پسند کرتے گئے - اس طریقہ کو صاف بیان کردیا - خود یہ حضرات
مجتہدین بے شک فقیہ جامع تھے اور مشائخ کبار بھی انھین کے شاگرد تھے لیکن پچھلون نے یہ کیا کہ باطنی افعال
کا مجموعہ ان کتابون مین جمع نہین کیا بلکہ سوائے شاذ نادر کسی مسئلہ کے بالکل ذکر نہین کیا کیونکہ یہ میدان بہت وسیع ہے
اور خالی ظاہری اعمال و اُسکے احکام سب طرح کے ذکر کردیے تو فقہ اب انھین ظاہری افعال کا نام ہوگیا ہے
لیکن مرد متقی کو چاہیے کہ ظاہر گناہ و باطن گناہ سب کو ترک کرے باطنی گناہون کا ترک تو حدیث و تفسیر سے جن
احادیث کے ساتھ بیان ہو تعلیم حاصل کرے اور ظاہری کو فتاوے فقہ سے سیکھے واللہ تعالی ولی التوفیق
الوصل - فقہ کے بیان مین - واضح ہو کہ لغت مین فقہ کے معنی سمجھ کے ہین اور شرع مین فہم خاص جو کتاب
اللہ تعالے و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ کے قول مین ہے کہ اس سے زیادہ ایک فہم ہو قرآن مین اللہ تعالے اپنے بندے کو عنایت فرماوے
والحدیث فی صحیح البخاری - پس فقہ کے لیے اصل یہی دونون یعنے کتاب الٰہی قرآن مجید اور سنت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حدیث ہین اور فقیہ وہ ہے جو جسم ظاہر کے متعلق احکام اوامر و نواہی سے اسطرح واقف ہو
کہ دونون اصل مین سے کہان سے یہ حکم عمل کرنے کا یا نہ کرنے کا کسطرح نکلا ہے تاکہ ظاہر جسم کو ان احکام کے موافق
عمل کرنے سے ظاہری گناہون کی نجاست سے پاک اور پاکیزہ و طہارات و طاعات کے نور سے منور کرسکے جیسے
طہارت و وضو و غسل و ادائے فرائض و واجبات سے اور قرآن کی قرأت و اسمین نظر کرنے و سننے و مسجد کو
جانے وغیرہ خصال محمودہ سے آراستہ کرتا ہے اور فحش گفتگو و بد نظری و فحش باتین سننے و حرام کھانے پینے اور
چوری اور فواحش کی طرف قدم اُٹھانے وغیرہ کی نجاست و افعال مذمومہ سے اپنے آپ کو پاک رکھتا ہے - اور
تاکہ فقیہ مذکور باطن کو سچے اعتقادات و نورانی افعال و حسن صفات سے منور کرسکے اور باطن کو باطل و مذبذب
خیالات و بیہودہ اوہام و بد افعال و مذموم صفات کی تاریکی و نجاست سے پاک کرسکے اور اپنے نفس کے
عیوب اور دشمن قطعی شیطان کے مکر و وسواس پر اور ان دونون کی ظاہر و خفیہ راہون پر مطلع و آگاہ ہو
پس جب اسنے اس واقفیت سے بحکم قولہ تعالے وذروا ظاہر الاثم وباطنہ الآیہ - تمام ظاہری و باطنی گناہون سے
تقوے کیا اور توبہ و استغفار و خشوع و خضوع و خوف الٰہی سے ہر دم اپنے مالک خالق کی طرف متوجہ ہوا تو
اللہ تعالے اسکو اور ایک علم عنایت فرماتا ہے جسکا اشارہ حضرت خضر و موسی علیہما السلام کے قصہ مین بتائید حدیث
صحیح گویا مصرح ہوگیا ہے اور ابتدا اس اصلاح کی سلامت قلب ہے بحکم قولہ اذا صلحت صلح الجسد کلہ - جب وہ صلاح
پر ہوجاتا ہے تو تمام بدن صالح ہوجاتا ہے - اور بحکم قولہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک - سب سے بڑا
تیرا دشمن تیرا خود نفس ہے جو تیرے دونون پہلو کے بیچ مین ہے اس نفس کے مہلکات کو پہچاننا اور بحکم قولہ تعالے ان النفس
الامارۃ بالسوء - اسکی خواہشون کو پہچاننا اور وسواس شیطانی سے بحکم قولہ اذا مسہم طائف من الشیطان

تذکروا فاذا ہم مبصرون - متنبہ ہوکر بتوفیق الٰہی جل شانہ فوراً بچ جاتا ہی اور اگر الہام ہوا یعنی تو بلا اصرار منقطع
ہوجاتا ہی پس لوث دشمن سے پاک اور آخر حکمت الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہی اور مخلوق الٰہی اسکے فیض حکمت سے
اپنے منازل و مقامات بلند حاصل کرتے ہین اسی واسطے حدیث صحیح مین ہی کہ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف
عابد - اکیلا ایک فقیہ ہزار عابدون سے بڑھکر شیطان پر بھاری ہوتا ہی اسکی ایک رکعت دوسرون کی
ہزار رکعت سے بڑھکر ہی اور اسکی خاموشی اورون کے ہزار کلمے سے افضل ہی اور پاک ہی اللہ جل جلالہ جسنے اپنے
بعضے بندون کو سرفراز کیا اور انھین کو اسکا نفع عائد کیا اور وہ پاک حق سبحانہ تعالے ہر فقیہ کی فقہ و عابد کی
عبادت سے مستغنی ہی - پھر خوب یاد رکھو کہ صدق یقین و خلوص عبادت و طاعت کے اصلی فیض یعنی دیدار
حضرت سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک
منزلت اعلیٰ خاص ملی تھی جسمین کوئی انکا مشارک نہین ہوسکتا اور ایسے ہی انکے شاگرد یعنے طبقہ تابعین کی منزلت
مین کوئی انکا مشارک نہین ہی پھر ائمہ مجتہدین نے بتوفیق حق سبحانہ تعالے پچھلون کے لیے فہم قرآن و حدیث
کا طریقہ بتلا دیا کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہی کہ آدمی بکثرت تلاوت قرآن و تعلم تفسیر مین عمر صرف کرتا اور احادیث کا
ایک ذخیرہ جمع کرتا ہی مگر طریقہ ہدایت سے موفق نہین ہوتا بخلاف فقیہ کے اسی واسطے بعض روایات
مین ہی کہ اذا اراد اللہ بعبد خیرا یفقہ فی الدین ویلہمہ رشدہ - الہام رشد تتمہ فقاہت ہی - اور کبھی آدمی کو بکثرت
احادیث سے فقہ النفس کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہی - وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - یہ فقہ جسکا حاصل بیان
ہوا درحقیقت فقہ ہی کہ ظاہر و باطن دونون کی پاکیزگی و تقوے سے آگاہ ہوا و خطرات نفس و
وسواس شیطان سے ہوشیار ہو - لیکن ائمہ مجتہدین کے پیچھے لوگون نے تقوے ظاہر کو بنام فقہ
اور تقوے باطن کو بنام تصوف موسوم کر لیا اور کتب توضیح وغیرہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ امام
ابوحنیفہ رح کے وقت مین دونون کا مجموعہ فقہ تھا اور بیشک یہی ہونا ضرور ہی کیونکہ جسکے باطن مین تکبر و
غرور و بخل و دنیائی جاہ و منزلت و مومنون کی طرف سے بغض و عداوت و حقد و حسد و ظلم و کینہ وغیرہ
مذموم و بہیمی بھری ہوئی ہون اسکے وضو و غسل و نماز کی صورت ادا کرنے مین کیا اسیا ہی اللہم غفرانک - پھر
واضح ہو کہ متعارف فقہ کے لیے سوائے کتاب و سنت کے جو اجماع و قیاس کو بھی اصل قرار دیا ہی حالانکہ
سنت صحیحہ نے فقط اول دونون کو بیان کیا تو اسمین کچھ مخالفت نہین ہی کہ اجماع کسی حدیث پر ہوتا ہی
اور بسبب اجماع کے اس حدیث کی دلالت قطعی ہوجاتی ہی یعنے یقین ہوجاتا ہی کہ بیشک جس طرح راویون
نے نقل کیا اسمین کچھ وہم و نافہمی وغیرہ نہین ہوئی ہی باوجودیکہ روایت ہی کہ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ - میری
امت کا اتفاق کسی گمراہی پر نہوگا - اور قیاس کے معنی یہ ہین کہ ایک حکم عام تھا جسمین یہ بھی شامل تھا جو
قیاس سے نکالا گیا پس قیاس سے وہ ظاہر ہوگیا اور یہ مطلب نہین ہی کہ مجتہد کا قیاس خود کچھ ثابت
کرسکتا ہی نہین نہین بلکہ اسنے ظاہر کر دیا - پھر فقیہ کی لیاقت یہ ہوتی ہی کہ اجتہاد کرسکے اور اجتہاد نام ہی خوب
کوشش کرنے کا تاکہ آیت یا حدیث کے معنی معلوم ہوجاوین چنانچہ مثال آویگی - اور واضح ہو کہ مشہور
مجتہدین جنکے اجتہادات جمع ہوکر مشہور ہوگئے چار ہین امام ابوحنیفہ رح و امام مالک رح و امام شافعی رح

وامام احمد۔ اور بعض متاخرین نے انکے اجماع کو بھی حجت قرار دیا بلکہ امام ابو حنیفہؒ وانکے شاگرد امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ
کے اتفاق کو حجت قرار دیا ہی۔ لیکن یہ اتفاق چند اماموں کا ہی اور امت کا اتفاق اسکو نہین کہسکتے ہین اور بعضون
نے اسکا استناد حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا ہی جسمین ہی کہ فما رآہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن
یعنے مومنین جس بات کو بہتر جانین وہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر ہی اور شاید وجہ استدلال یون ہو کہ مومنون جمع
جمع کم سے کم تین پر صادق ہی تو مومنین کا اتفاق ہوگیا۔ اگر کوئی کہے کہ یہ تو چار امام رہے اور المومنون الف لام
سے استغراق ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ جسوقت استدلال کیا جاتا ہی اسوقت یہ حالت ہی کہ تمام روے زمین
مسلمان مسلک حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی پر ہین پس جس امر پر چارون ائمہ کا اتفاق ہی اسپر تمام مسلمانون کا اتفاق
ظاہر ہوا اور یہی مقصود تھا یہ انتہا رکی توجیہ ہی جو مترجم اس مقام پر بضعف استدلال ظاہر کرتا ہی۔ اور ہمارے
زمانہ مین کچھ سفیہ مدعیان فقہ ایسے ہین کہ دوسرے جس حکم اور راہ کو اختیار کرتے ہین اسپر بہت سے لوگون کا اتفاق
حجت قرار دیتے ہین مثلاً اس فتاوے مین مذکور ہی کہ قبرون پر چراغ چڑھانا مکروہ بدعت ہی چنانچہ کتاب الکراہیۃ
وغیرہ مین یہ مسئلہ ملاحظہ کرو مگر ہمارے زمانہ مین ایسے گمراہ گوشہ والے مفتی ہین کہ انکا یہ استدلال ہی کہ مسلمانو
کی پیرستی سے برابر چلا آتا ہی تو بدعت حسنہ ہوا۔ حالانکہ تمام روے زمین کے مسلمانون کا اسپر اجماع صحیح ممنوع وغیر معلوم
ہی علاوہ اسکے وہ کون اصل ہی جسپر اجماع قائم ہوا ہی۔ اور واضح ہو کہ مترجم عفاہ اللہ تعالے عنہ کے نزدیک
یہان ایک سخت اشکال وارد ہی اور وہ یہ ہی کہ ایمان قلبی صفت ہی جس سے بندہ مومن کہلاتا ہی مثلاً زبانی دعوی وصورت
بنانے وگوشت کھانے سے محقق نہین ہوتا اور اہل العلم جانتے ہین کہ آدمی اکثر اوقات اپنے آپ کو مومن جانتا ہی
مگر درحقیقت اسکے دل مین ایمان نہین ہوتا۔ آیا نہین دیکھتے کہ حق تعالے نے فرمایا۔ قالت الاعراب آمنا
اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے۔ یہ کلمہ انھون نے منافقون کی طرح جھوٹ موٹھ نہین کہا تھا بلکہ انکا زعم یہی تھا
کہ ہم ایسے ہین سو اللہ تعالے نے انکے دل کا اصلی حال آشکارا ظاہر کردیا بقولہ۔ قل لم تؤمنوا۔ کہدے کہ تم ابھی مومن
نہین ہوے۔ ولکن قولوا اسلمنا۔ ولیکن یون کہا کرو کہ ہم اسلام لائے یعنے ایمان کے لیے گردن جھکائی
اور اسکی طرف مائل ہوے اور مطیع ہوے ہین۔ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ اور ابھی تک ایمان تمھارے
دلون مین داخل نہین ہوا حالانکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے دلون مین ایمان آگیا ہی۔ پس معلوم ہوا کہ اصلی حالت
قلب کی علم الہی مین ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے کہ اللھم ثبت قلبی علے دینک۔ اے
رب میرے میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھیو۔ اور بہت کچھ تو اعراب تا ہم لوگ تھے دیکھو صحابہ رضی اللہ
عنہم کا حال کہ طبرانی وغیرہ کی حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے یہ آیت پڑھی۔ فمن شرح اللہ صدرہ
للاسلام فہو علے نور من ربہ۔ اور فرمایا کہ جب ایمان دل مین آتا ہی تو اسکے لیے سینہ کھل جاتا ہی۔ تو صحابہ
رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اسکی کوئی پہچان ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔ التجافی عن دار الغرور۔ فریب کا گھر دنیا
سے اپنا پہلو سمیٹ لانا۔ والانابۃ الی دار الخلود۔ اور ہمیشہ والی باقی کی طرف ملک کے رخ جھک جانا۔
والاستعداد للموت قبل نزولہ۔ موت آنے سے پہلے اسکے لیے سامان سفر مہیا کرنا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ صحابہ
رضی اللہ عنہم نے ظاہر حال پر اعتماد نہین کیا بلکہ نشانی دریافت کی کہ آیا ہم مین یہ صفت پائی گئی یا نہین

پس کوئی غرہ نہین ہوسکتا کہ ہم جیسے بزعم خود کہے ہوئے ہین کہ ہم مومن ہین حتے کہ انشاء اللہ تعالے بھی وہ لوگ شک
نہین کہتے ہین ویسے ہی درحقیقت ہین یا نفس کے دھوکے مین ہین جو کاشف ہو وسکے لقولہ تعالے وان یاتہم
عرض مثلہ یاخذوہ - اور کہتے سیغفر لنا - پس ایمان انہین درحقیقت نہ تھا بلکہ جہل مرکب تھا فتدبر
اور حضرت حسن بصری رحمہ نے فرمایا کہ نفاق ایسی چیز ہی کہ اس سے وہی خوفناک رہتا ہی جو درحقیقت مومن ہو
اور اس سے وہی نڈر رہتا ہی جو حقیقت مین منافق ہو - اور حسن رحمہ نے کہا کہ مین نے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ
عنہم کو پایا کہ اپنے قلب پر نفاق کا خوف رکھتے تھے - دیکھو یہ جلالت قدر اور یہ خوف اللہم انی اعوذ بک من النفاق
وفقنا یارب باعد بینی وبین النفاق وانت علے کل شئ قدیر - اور حضرت حسن کا قول اخرجہ البخاری
تعلیقا مذکور ہی اور ایک صحابی نے ایک شخص کی نسبت کہا تھا کہ - انی اراہ مومنا - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا او مسلما یعنی کہو کہ مومن یا مسلم - پس جب یہ حال ہی کہ حقیقت ایمان قلبی سے آگاہی فقط اللہ تعالی جل جلالہ کو
ہی تو اب ہم کہتے ہین کہ بعد زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جس کسی بات کی نسبت بدعت حسنہ ہونے کا اعتقاد کیا گیا
اسکی دلیل یہ ہی جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی - فما راہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن
اور ما - موصولہ کو عام لیکر ثبوت کلیہ لیا - اور کہا کہ اس بات کو بھی مومنون نے حسن جانا تو یہ بھی حسن ہوئی - پس
اسکے یقینی ہونے مین تامل ہے کہ وجوہ مشہورہ مانند استغراق نہ پایا جانا وغیرہ کے علاوہ دقیق اشکال جو مستحکم
ظاہر ہوتا ہی یہ ہی کہ مومنون کا اجماع کیونکر یقین کیا گیا اور یہ کیونکر ظاہر ہوا کہ یہ لوگ جنہون نے اس نئی بات کو
اچھا کہا ہی سب کے سب واقعی مومن ہین اور کس یقینی شہادت سے انکا مومن ہونا ثابت ہوا ہی اور کہان
سے معلوم ہوا کہ مثل اعراب کے انکو زعم نہین ہی اور کسنے انکو عقیدہ اتفاق سے مطلق محفوظ کر دیا ہی کہ انھون
نے اپنے اوپر تحقیقی مومن ہونے کا حکم لگا کر مسئلہ بدعت حسنہ قرار دیا اور کس طرح انھون نے جانا تھا کہ ان سب
مین سے ہر ایک کا خاتمہ کمال ایمان پر ہی کیون خوف نہ کیا حالانکہ مومن کی شان ہی کہ نفاق سے خوفناک رہتا ہی پس
جب ہنوز انکی نسبت مومنین ہونے کا یقین نہین ہی تو مومنین کا اجماع کیونکر یقینی ہوگا - اگر کہا جاوے کہ پھر اجماع
کی تو کوئی صورت نہین ہوسکتی ہی حالانکہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بالاتفاق حجت قطعی ہی جسکا منکر مردود
ہی تو جواب یہ ہی کہ اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ اجماع ہی کہ جنکے مومنین ہونے کا یقین ہمکو شہادت
الٰہی عز وجل سے معلوم ہوگیا اور اللہ تعالے کی شہادت سے بڑھ کر کسکی شہادت ہوگی - فقد قال تعالے
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ - وقال تعالے اولئک ہم الصادقون - وقال تعالے اولئک ہم المومنون حقا -
پس انکا اجماع بیشک مومنون کا اجماع ہی اور دوسرون کو اپنی ہستی سے باہر قدم نہ رکھنا چاہیے بھلا روا ہی کہ کوئی
دل مین اپنے زعم مین صحابہ رضی اللہ عنہم کی برابری کا دعوے کرے پس مصداق المومنون کی استدلال یقینی
کے لیے فقط صحابہ رضی اللہ عنہم ہین چنانچہ خود دوسری روایت مین حضرت ابن مسعود رضہ نے مومنون کی
تفسیر صحابہ رضہ سے بیان فرمائی ہی لیکن ناسمجھی یہانتک پہونچی کہ اگر فقدان القلب نہین تو صریح تفسیر سے بھی انکار رہوا
اور ہر مسلمان بالیقین جانتا ہی کہ ہمارا یقین تو کسی ولی اللہ کے یقین کے برابر نہین ہی اور تمام اولیاء اللہ
[illegible] صحابی کی منزلت کو نہین پہونچتے چنانچہ ائمہ مشائخ نے اسکی تصریح کر دی ہی - اسی واسطے

اولیاء اللہ میں سے بعض اکابر نے صریح ہر ایسے قول و فعل و طریقے سے انکار کیا جو عہد اول میں نہ تھا حالانکہ
ہم عوام سے اولیائے الٰہی کا ایمان جیسے سورج و ذرہ سو وہ بھی جبکہ بفضل و کرم الٰہی تعالیٰ سے ہمکو ذرہ برابر ایمان
ہوا اور امید اپنے خالق مالک سے یہی ہے کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرماوے بطفیل سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلی آلہ واصحابہ وسلم وعلیہم اجمعین پھر اگر کوئی شخص نافہمی سے جدال ایسے کرے کیا تمکو شک ہے کہ امام ابو حنیفہ
وانکے معروف متقی اصحاب و امام مالک و دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے تو میں کہونگا کہ نعوذ باللہ
من ذلک جب ہر مومن کے ساتھ حسن الظن واجب ہے تو ان اماموں کی نسبت مجھے کیونکر یہ گمان ہوگا بلکہ میرا
یہ مطلب ہے کہ مجھے علم غیب یا علم الٰہی نہیں ہو سکتا اللہم غفرانک اور جس جماعت کثیرہ کے اتفاق سے عام لوگ
اجماع مومنین کا دعوے کرتے ہیں جب ایمان پر انکا خاتمہ ہوا اگرچہ یہ امر قطعی معلوم نہیں ہو سکتا ہے بلکہ
احتمال ہے بعد موت کے ظہور حقائق سے شاید وہ [illegible] نہوں اور اگر ہوں بھی تو اصطلاح سے لائق ہے اور [illegible]
کہیں سے قولہ تعالیٰ وکونوا مع الصادقین [illegible] ہمنے مفصل ذکر کر دیا ہے اور [illegible] اور رہنا چاہیے اسے
اس بیان میں علم غیب مخصوص شان حضرت ذوالجلال کا اعتقاد [illegible] ہوا بات علم الٰہی [illegible]
تعالیٰ نے ہمکو نہ معلوم ہوگی اور بدون اسکے جو دعوے کرے گا مردود ہو جائیگا اور انکو اماموں و اولیاء اللہ کی
[illegible] و بزرگی سے تعلق نہیں ہے بلکہ مسلمان پر واجب ہے کہ انکے بزرگوں سے [illegible] انکی بزرگی کا [illegible] اعتقاد
[illegible] اجتہاد کے معنی یہ ہیں کہ آیت یا حدیث کی قوت کمال [illegible] حکم کو مستنبط کرے اور یہ کچھ [illegible]
ہو مثال اسکی یہی امام کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا [illegible] امام ابو حنیفہ رحمہ
نے منع کیا بدلیل قولہ تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا اور بحدیث [illegible] من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ
[illegible] واذا قرأ فانصتوا وبقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ [illegible] وبقول جابر [illegible]
[illegible] وراء الامام [illegible] و مانند اسکے دیگر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور امام شافعی رح نے مطلقاً واجب کہا
بدلیل حدیث عبادہ بن الصامت وصلاۃ الفجر وبقول ابو ہریرہ اقرأ بہا فی نفسک اور بحدیث لا صلوٰۃ [illegible]
بغیر فاتحۃ الکتاب وغیر ذلک اور امام مالک رح نے [illegible] صلوات جہریہ میں منع کیا اور سریہ میں روا رکھا پس [illegible]
دیکھتا ہے کہ آیات و احادیث کو جمع کرنا یا ناسخ و منسوخ پہچاننا یا تخصیص وغیرہ کرنا یا آیت قطعی کی تخصیص روایت
ظنی سے ذکرنا یہ سب شان مجتہد یا اجتہاد ہے اور اسمیں کچھ بھی قیاسات نہیں ہیں۔ اس طویل بیان سے
ظاہر ہوا کہ فقہ اصلی اور ہے اور فقہ متعارف مخصوص بافعال جوارح ہے اور مجتہد خود فقیہ بفقہ اصلی ہوتا ہے اور [illegible]
کے استنباط کیے ہوئے مسائل جانتے ہیں جو انکو جسکو ضرورت ہو [illegible] بحکم قولہ تعالیٰ
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات والزبر۔ پھر جملہ مسائل کا جاننے والا بھی کبھی عامی ہوتا ہے جبکہ [illegible]
کے لائق نہو۔ فاضل لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن حجر مکی کے رسالہ حسن الغارہ سے نقل کیا کہ امام
نووی شافعی نے شرح مہذب میں لکھا کہ مجتہد یا مستقل ہے یا منتسب۔ پس مستقل کی شرطیں بہت ہیں مثلاً
فقہ النفس و سلامۃ الذہن و ریاضۃ الفکر و صحۃ تصرف و استنباط بیداری اور ادلہ شرعیہ کا جاننا اور یہ
چیزیں اصول اور انکے عالم ہونے کے لیے ضروری ہیں مثلاً زبان عربی و اصول تفسیر و اصول حدیث وغیرہ

اور ان اصول سے اقتباس کرنا بدرایہ اور انکے استعمال مین مشاق مرتاض ہونا اور فقہ کے ساتھ اورامہات المسائل
سے واقف ہونا۔ قال المترجم اور شیخ محدث دہلوی رح نے عقد الجید وغیرہ مین اقضیہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ خلفاء سے وقوف وغیرہ کو بھی مفصل لکھا ہے۔ پھر نووی رح نے کہا کہ ایسا مجتہد
تو زمانہ دراز سے مفقود ہے اور رہا مجتہد منتسب تو اسکے چار درجہ ہین اول وہ کہ بسبب استقلال کے اپنے
امام کا مقلد نہ مذہب مین ہے نہ دلیل مین ہے ہان اسکی جانب فقط اسوجہ سے منسوب ہوتا ہے کہ اجتہاد مین اسی
کے طریقہ پر چلتا ہے یعنے اسکا اعتقاد بھی اسی طریقہ پر واقع ہوا مثلاً لفظ عین سے ایک ہی اطلاق سے معنے
حقیقی ومجازی مراد لینا وہ بھی جائز سمجھتا ہے جیسے اسکا امام۔ دوم وہ کہ مجتہد ہو مگر مقید بمذہب کہ مستقل تقریر
اصول امام خود بدلیل ہے لیکن امام کے ادلہ اصول وقواعد سے تجاوز نہین کرتا اسکی شروط مین سے ہے کہ عالم
بفقہ واصول وادلہ احکام تفصیلاً ہو اور مسالک اقیسہ ومعانی کا بصیر ہو اور تخریج واستنباط بقیاس اور
غیر منصوص مین پورا مرتاض ہو پھر بھی بسبب حدیث ونحو سے کامل وقوف نہونے کے وہ اپنے
امام کی تقلید سے خارج نہوگا اور ہمارے ائمہ اصحاب الوجوہ اسی صفت کے ہین۔ سوم یہ کہ رتبہ
اصحاب الوجوہ کو نہ پہونچے ولیکن فقیہ امام کے مذہب کا حافظ ہو اسکو تقریر وتحریر دلائل وتصویر وتمہید
بیان کرسکتا اور تزییف وترجیح دے سکتا ہو اور یہ صفت اکثر اصحاب الترجیح آخر صدی چہارم والون کی ہے
جنھون نے مذہب کی ترتیب وتحریر کی ہے اور چہارم اہل تقلید محض ہین کہ تقریر دلیل وتحریر اقیسہ مین ضعیف
ولیکن حفظ مذہب ونقل روایات وفہم مشکل مین قوی ہین ایسے لوگ مذہب کی کتابون سے جو فتوے نقل
کرین وہ معتبر ہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ طبقات ائمہ حنفیہ وطبقات مسائل جو
مین نے آگے نقل کیے ہین وہ ضروری حفظ کے قابل ہین تاکہ اس فتاوے مین استفادہ مین عوام
کو لغزش نہو اور مجتہد وغیر مجتہد کے اقوال مین امتیاز رکھین اور مجتہدون مین بھی مستقل ومجتہد فی المذہب
اور فی المسائل واصحاب وجوہ واصحاب ترجیح مین امتیاز رکھین لہذا ضرور ہوا کہ جن امامون وفقہاء وعلماء
کے اقوال اس کتاب مین مذکور ہین مختصر انکا حال اور زمانہ وانکی تالیفات سے آگاہ کردون۔ التوفیق
من اللہ عزوجل۔

اول فصل - در تذکرہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وفقہاء وعلماء حنفیہ خصوص جنکا ذکر اس فتاوے مین
آیا ہے۔ اس فتاوے مین اکثر فقہاء وعلماء کا صریح نام اور کتاب کا حوالہ عام ہے اور ان کتابون مین سے
بعضے متاخرین کے تالیفات ہین متقدمین اہل اجتہاد مین سے کسی کی تصحیح پر اعتماد کیا گیا اگرچہ بعضے
خود مجتہد فی المذہب یا فی المسائل یا اصحاب ترجیح سے نہو مثلاً شرح نقایہ برجندی۔ یا ابو المکارم
وغیرہ اگرچہ غالبات کتابون سے بطور تائید نقل کیا گیا اور اصل کسی معتمد سے مذکور ہے اور بعض کتابین
تالیف اصحاب ترجیح وتشریح وبعضے از مجتہد فی المذہب ہین اور اصول کتب مین سے تصنیفات امام
امام محمد بن الحسن ہین جیسے زیادات ومبسوط وغیرہ اور عنقریب تمام ہین انشاء اللہ تعالے متفرق ضروریات
وفوائد اصطلاحات سے آگاہی ہوگی اور وہین بیان ہوگا کہ مبسوط امام محمد رحمہ اللہ ومبسوط شیخ سرخسی وغیرہ

کیون کہتے ہین چنانچہ اس فتاوے مین بکثرت اسی لفظ سے حوالہ مذکور ہی پس اس تذکرہ سے دو فائدے
منجملہ فوائد کے نہایت اہم وضروری ہین۔ اول یہ کہ علما کے تذکرہ مین انکی تصانیف سے خصوص ایسی
تصنیف کی تصریح کردی جائیگی جس سے اس فتاوے مین حوالہ ہی تاکہ اس کتاب کا مرتبہ معلوم رہے اور جب
دو کتابون سے مختلف حوالہ یا ایک ہی مین کوئی مسئلہ مخالف مذہب مذکور ہو تو مستفید اسکو پرکھ لے اور ایسا
نہ کرے کہ نادانی سے ضعیف کو قوی اور اسکا اُلٹا عمل مین لاوے اور خاتمہ مین انشاء اللہ تعالی اُن کتابون کی
بھی تصریح کردیجائیگی جنکو محققین علماے حنفیہ نے کسی خاص علت سے جو وہان مذکور ہوگی لائق اعتماد
نہین تصور فرمایا ہی۔ دوم یہ کہ علما و فقہا مین سے مجتہد و مقلد وغیرہ اور مقدم و موخر کو پہچانے تاکہ موخر
کو مقدم یا برعکس نہ کرے اور یہ امر اہل تقلید کو موخر کرنے مین ظاہر مفید ہی اگرچہ اہل اجتہاد مین سے بعضے محققین
کی رائے پر اشکال ہوگا جو کہتے ہین کہ مرتبہ اجتہاد فی الجملہ یا مطلقاً ختم نہین ہوا کیونکہ اس صورت مین تقدیم
چندان مفید نہین ہی ولیکن ابن الصلاح و نووی نے کہا کہ مجتہد مستقل بعد ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالے
کے مفقود ہوگیا اور در المختار مین کہا کہ قد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد یعنے علماء نے ذکر کیا ہی کہ مستقل
مجتہد تو مفقود ہوگیا اور میزان شعرانی مین سیوطی رح سے نقل ہی کہ بعد ائمہ اربعہ کے صرف شیخ ابن جریر
نے یہ دعوے کیا مگر مسلم نہین رکھا گیا ہی مترجم کہتا ہی کہ ان لوگون نے قول پر قولہ تعالے فلولا نفر من
کل فرقۃ منہم طائفۃ الآیہ مین مجتہد ہونے کا علم فرض کفایہ ہی کما فے العالمگیریہ وغیرہ وہ اب منقطع ہوگا اذ شعرانی
نے کہا کہ ہان اب بھی مستقل مجتہد ہوسکتا ہی اور نہین کی کوئی دلیل نہین ہی خصوص جبکہ قدرت الٰہیہ عظیم
اور عجائب قرآن غیر فنا ہی ہین۔ مولانا بحر العلوم نے شرح مسلم و شرح تحریر مین کہا کہ ان نے قسم اجتہاد
بھی ان لوگون نے بلا دلیل علامہ نسفی پر ختم کردی اور اسی سبب سے چارون ائمہ کی تقلید واجب کی مگر یہ سب
ان لوگون کی ہوسات بلا دلیل شرعی بلکہ علم غیب کے دعوے نہایت مذموم ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ اسلام
مین ایسے ادعا سے لوگ محض جہال رہجاوینگے اور بعض آیات الٰہی عز وجل منقطع ہونگی اور بڑا سخت فساد
برپا ہوگا بلکہ صواب وہی ہی جو امام شعرانی وغیرہ نے کہا کہ علم غیب مخصوص بجناب باری تعالے ہی اور
اجتہاد بجمیع اقسام ختم ہونے پر کوئی دلیل نہین ہو اختتام دیگر اقسام بھی محل تامل ہی اور ہر متقدم کو متاخر
پر راہ صواب ہر مسئلہ مین حاصل ہونا ضروری نہین ہی کیونکہ صواب کا علم ازجانب حق جل وعلا ہوتا ہی
و یدل علیہ قولہ تعالے ففہمنٰہا سلیمان الآیہ۔ چنانچہ اُنکے باپ حضرت داؤد علے نبینا وعلیہ السلام کو تفہیم
نہوئی اور بیٹے سلیمان علیہ السلام کو علم وحکمت اور اس مسئلہ مین صواب کی تفہیم عطا ہوئی۔ فذلک
من فضل اللہ تعالے۔ پھر جن اقوال پر فتوے دیا گیا اگرچہ انکو ترجیح ہی لیکن یہ حکم کلیہ نہین کیونکہ عموم بلوی و تغیر
اوضاع و احوال وغیرہ کو بھی دخل ہوتا ہی جسکے مرجوح ان اسباب کے ساتھ کبھی راجح ہوکر فتوے
کے لیے متعین ہوجاتا ہی اور یہ صرف ایسے راجح و مرجوح احکام مین ہی جنمین دونون طرف دلائل موجود
ہین جسکے اسی جہت سے راجح و مرجوح ہوے اور عوام کی طرح یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ زمانہ کو دیکھکر
خالص ممنوع احکام کبھی جائز ہوجاتے ہین جیسے بعضے ملاحدہ کا شیوہ ہی جنکا یہ گمان ہی کہ احکام شرع

شخصی یا جمہوری مصلحت ورائے پر بدون پابندی از جانب الٰہی عز وجل بنائے گئے ہین اور باب التقوی
مین انشاء اللہ تعالے توضیح آویگی - اور فتاوے اہل سمرقند یا فتاوے آہو وغیرہ سے جو کچھ مذکور ہی اسکے یہ معنی
ہین کہ اس زمانہ کے مشائخ نے جو فتوے دیے وے سب یکجا کیے گئے پس فتاوے کے احکام پر دلیل
معلوم کرکے اعتماد ہوتا ہی یا جو اُسکے مانند ہو جیسے کسی معتمد کتاب مین اُس سے بغیر تصنیف نقل کیا جاوے
اور اس کتاب مین یہی ہی کہ ذخیرہ وغیرہ کے اعتماد پر نقل کیا گیا لہذا مشقت بیجا کی ضرورت نہ تہی کہ اس فتوی کا
حال دریافت ہو - واضح ہو کہ ان کتابون کی فہرست علیحدہ لکھنا اور علمار کا تذکرہ زمانہ مقدم و متوسط معلوم
ہونے کے لیے جدا لکھنا بیکار تطویل ترک کرکے مترجم نے یہی مختصر اختیار کیا کہ کتابون کا حال خود انکے
مصنفون کے ذیل مین آجاوے لہذا علماء رحمہم اللہ تعالے کے ذکر مین دونون فائدے حاصل ہین اور
تیسرا افضل فائدہ یہ کہ صالحین کے تذکرہ سے رحمت الٰہی عز وجل نازل ہوتی ہی - واضح ہو کہ اجتہاد جسکے سبب سے مجتہد
کو مجتہد کہتے ہین اس سے استنباط درحقیقت حکم الٰہی عز وجل حاصل کرنا اسطرح کہ جو احکام الٰہی منصوص
وظاہر ہین انھین سے مخفی حکم معلوم کر لینا تاکہ افعال ہمیشہ عبودیت کے پابند رہین اور ایسی راہ پر ہون
جو کج راہ شیطانی سے جدا اور مستقیم ہو اور اسکی مختصر توضیح یہ ہو کہ ملک آخرت یہان بالکل اس نگاہ سے
جو سر کی آنکھون مین ہی پوشیدہ ہو اور وہ ایسا ملک ہو کہ جسکی کیفیت ان حواس مین نہین آتی اگرچہ بعض عقول
خوب جانتے ہین اور انکو کچھ بھی مشکل نہین مثلاً یہ امر دشوار ہوگیا کہ کوئی آدمی کسی وقت ایسے حال مین
ہو کہ اُسکا دماغ حرکت نہ کرے حالانکہ اس زمانہ کے ایسے لوگ جو ہر محسوس فن مین [illegible]
گنے جاتے ہین اسکو محال جانتے ہین پھر بھی عوام لوگ باوجود محسوس ہونے کے اس سے متعجب ہین اور
ملک آخرت مین حرکت فکری نہین ہی پھر کس دماغ سے دریافت کرسکتے ہین اور رہا نور عقل وہ بغیر
فضل الٰہی عز وجل کے حاصل نہین ہوتا - لہذا اس سے محروم ہو کر جو اس کو عقل سمجھتے ہین پھر جو اس سے
دنیاوی چیزین جب نہین جانتے تو آخرت سے کیونکر آگاہ ہون چنانچہ عصائے موسیٰ علیہ السلام مین جو
مردانی تھا جسکا ظہور بمعجزہ ہوتا کہ وہ اژدہا بن جاتا اسکو ہرگز نہین ادراک کرسکتے تھے اسی طرح ہر چیز
محسوس مین حکمت بالغہ الٰہی موجود ہی اور غیر محسوس کا ذکر جدا رہا پس جب آدم علیہ السلام اس دنیا مین
آئے اور یہان کی چیزون سے انتفاع کی ضروری اجازت ہوئی اور آدمیون مین خواہش نفس ہر طرح
کے انتفاع کی طرف راغب کرنے والی موجود ہی حالانکہ ہر چیز کے عجائب آثار سے ایسے اثر کو تمیز کرنا مشکل
ہوا جو راہ آخرت و مرضی الٰہی سے برگشتہ و خلاف نہو تو اللہ تعالے نے اپنے فضل سے ایک راہ مقرر فرمائی
جو مستقیم ہو کر مضرت سے امان ہی اور میری مراد مضرت سے یہ ہی کہ دنیاوی حیات و حاجات کے یا جو
راہ آخرت کے موثر کہ غضب الٰہی مین لاوے ورنہ بہت چیزین ایسی طرح اپنا اثر دکھلاتی ہین کہ مثلاً سرعت
آدمی انکو اپنی خواہش مین بہت پسند کرتا ہی لیکن ملک آخرت سے نادان ہو کر تمیز نہین کرسکتا
حالانکہ اسکی پسند نادانی ہی جو اسکو سخت مضر ہی پس اس راہ کو اپنے انبیاء و رسل صلوات اللہ تعالے
علیہم اجمعین کی وساطت سے خلق کو تعلیم فرمایا اور اس خاص طریقہ مین نہایت بلیغ حکمت ہی جسکا بیان

کیون کہتے ہین چنانچہ اس فتاوے مین بکثرت اسی لفظ سے حوالہ مذکور ہی پس اس تذکرہ سے دو فائدے
منجملہ فوائد کے نہایت اہم و ضروری ہین - اول یہ کہ علما کے تذکرہ مین انکی تصانیف سے خصوص ایسی
تصنیف کی تصریح کردی جائیگی جس سے اس فتاوے مین حوالہ ہی تاکہ اس کتاب کا مرتبہ معلوم رہے اور جب
دو کتابون سے مختلف حوالہ یا ایک ہی مین کوئی مسئلہ مخالف مذہب مذکور ہو تو مستفید اسکو پرکھ لے اور ایسا
نہ کرے کہ نادانی سے ضعیف کو قوی اور اسکا اُلٹا عمل مین لاوے اور خاتمہ مین انشاء اللہ تعالی اُن کتابون کی
بھی تصریح کردیجائیگی جنکو محققین علماے حنفیہ نے کسی خاص علت سے جو وہان مذکور ہوگی لائق اعتماد
نہین تصور فرمایا ہی - دوم یہ کہ علماء و فقہاء مین سے مجتہد و مقلد وغیرہ اور مقدم و موخر کو پہچانے تاکہ موخر
کو مقدم یا برعکس نہ کرے اور یہ امر اہل تقلید کو موخر کرنے مین ظاہر مفید ہی اگرچہ اہل اجتہاد مین بعضے محققین
کی رائے پر اشکال ہوگا جو کہتے ہین کہ مرتبہ اجتہاد فی الجملہ یا مطلقاً ختم نہین ہوا کیونکہ اس صورت مین تقدیم
چندان مفید نہین ہی ولیکن ابن الصلاح و نووی نے کہا کہ مجتہد مستقل بعد ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالے
کے مفقود ہوگیا اور در المختار مین کہا کہ قد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد یعنے علماء نے ذکر کیا ہی کہ مستقل
مجتہد تو مفقود ہوگیا اور میزان شعرانی مین سیوطی رح سے نقل ہی کہ بعد ائمہ اربعہ کے صرف شیخ ابن جریر
نے یہ دعوے کیا مگر مسلم نہین رکھا گیا ہی مترجم کہتا ہی کہ ان لوگون نے قول پر قولہ تعالے فلولا نفر من
کل فرقۃ منہم طائفۃ الآیہ - مین مجتہد ہونے کا حکم فرض کفایہ ہی کما فی المعالم وغیرہ وہ اب منقطع ہوگا اور شعرانی
نے کہا کہ ہان اب بھی مستقل مجتہد ہو سکتا ہی اور نہین کی کوئی دلیل نہین ہی خصوص جبکہ قدرت الٰہیہ عظیم
اور عجائب قرآن غیر متناہی ہین - مولانا بحر العلوم نے شرح مسلم و شرح تحریر مین کہا کہ اونے قسم اجتہاد
بھی ان لوگون نے بلا دلیل علامہ نسفی پر ختم کردی اور اسی سبب سے چارون ائمہ کی تقلید واجب کی مگر یہ سب
ان لوگون کی ہوسات بلا دلیل شرعی بلکہ علم غیب کے دعوے نہایت مذموم ہین - مترجم کہتا ہی کہ اسلام
مین ایسے ادوار سے لوگ محض جہال رہجاوینگے اور بعض آیات الہی نعوذ باللہ منقطع ہونگی اور بڑا سخت فساد
برپا ہوگا بلکہ صواب وہی ہی جو امام شعرانی وغیرہ نے کہا کہ علم غیب مخصوص بجناب باری تعالے ہی اور
اجتہاد بجمیع اقسام ختم ہونے پر کوئی دلیل نہین و اختتام دیگر اقسام بھی محل تامل ہی اور ہر متقدم کو متاخر
پر راہ صواب ہر مسئلہ مین حاصل ہونا ضروری نہین ہی کیونکہ صواب کا علم از جانب حق جل وعلا ہوتا ہی
و یدل علیہ قولہ تعالے ففہمناہا سلیمان الآیہ - چنانچہ اُنکے باپ حضرت داؤد علے نبینا وعلیہ السلام کو تفہیم
نہوئی اور بیٹے سلیمان علیہ السلام کو علم و حکمت اور اس مسئلہ مین صواب کی تفہیم عطا ہوئی - فذلک
من فضل اللہ تعالے - پھر جن اقوال پر فتوے دیا گیا اگرچہ انکو ترجیح ہی لیکن یہ حکم کلیہ نہین کیونکہ عموم بلوی و تغیر
اوضاع و احوال وغیرہ کو بھی دخل ہوتا ہی جس سے کہ مرجوح ان اسباب کے ساتھ کبھی راجح ہوکر فتوے
کے لیے متعین ہوجاتا ہی اور یہ صرف ایسے راجح و مرجوح احکام مین ہی جنمین دونون طرف دلائل موجود
ہین جس سے کہ اسی جہت سے راجح و مرجوح ہوے اور عوام کی طرح یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ زمانہ کو دیکھکر
خالص ممنوع احکام کبھی جائز ہوجاتے ہین جیسے بعضے ملاحدہ کا شیوہ ہی جسکا یہ گمان ہی کہ احکام شرع

شخصی یا جمہوری مصلحت و رائے پر بدون پابندی از جانب الٰہی عزوجل بنائے گئے ہین اور باب الفتوی
مین انشاء اللہ تعالیٰ توضیح آویگی۔ اور فتاوے اہل سمرقند یا فتاوے آہو وغیرہ سے جو کچھ مذکور ہو اسکے یہ معنی
ہین کہ اس زمانہ کے مشائخ نے جو فتوے دیے وے سب یکجا کیے گئے پس فتاوے کے احکام پر دلیل
معلوم کرکے اعتماد ہوتا ہے یا جو اسکے مانند ہو جیسے کسی معتمد کتاب مین اُس سے بغیر تضعیف کے نقل کیا جاوے
اور اس کتاب مین یہی ہے کہ ذخیرہ وغیرہ کے اعتماد پر نقل کیا گیا لہذا مشقت بعید کی ضرورت نہین ہے کہ اس فتوی
کا حال دریافت ہو۔ واضح ہو کہ ان کتابون کی فہرست علیحدہ لکھنا اور علماء کا تذکرہ زمانہ متقدم و متوسط معلوم
ہونے کے لیے جدا لکھنا بیکار تطویل ترک کرکے مترجم نے یہی مختصر اختیار کیا کہ کتابون کا حال خود انکے
مصنفون کے ذیل مین آجاوے لہذا علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے ذکر مین دونون فائدے حاصل ہین اور
تیسرا افضل فائدہ یہ کہ صالحین کے تذکرہ سے رحمت الٰہی عزوجل نازل ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ اجتہاد جسکے موصوف
کو مجتہد کہتے ہین اس سے استنباط و حقیقت حکم الٰہی عزوجل حاصل کرنا اسطرح کہ جو احکام الٰہی منصوص
و ظاہر ہین انھین سے مخفی حکم معلوم کرلینا تاکہ افعال ہمیشہ عبودیت کے پابند رہین اور ایسی راہ پر ہون
جو ہر طرح راہ شیطانی سے جدا اور مستقیم ہے اور اسکی مختصر توضیح یہ ہے کہ ملک آخرت یہان بالکل اس نگاہ سے
جو سر کی آنکھون مین ہے پوشیدہ ہے اور وہ ایسا ملک ہے کہ جسکی کیفیت ان حواس مین نہین آتی اگرچہ بعض عقول
خوب جانتے ہین اور انکو کچھ بھی مشکل نہین مثلاً یہ امر دشوار ہوگیا کہ کوئی آدمی کسی وقت ایسے حال مین
ہو کہ اُسکا دماغ حرکت نہ کرے حالانکہ اس زمانہ کے ایسے لوگ جو ہر محسوس فن مین ہمہ تن مشغول
گنے جاتے ہین اسکو محال جانتے ہین پھر بھی عوام لوگ باوجود محسوس ہونے کے اس سے متعجب ہین اور
ملک آخرت مین حرکت فکری نہین ہے پھر حس و دماغ سے دریافت کرسکتے ہین اور رہا نور عقل وہ بغیر
فضل الٰہی عزوجل کے حاصل نہین ہوتا۔ لہذا اس سے محروم ہو کر اس کو عقل سمجھتے ہین پھر حواس سے
دنیاوی چیزین جب نہین جانتے تو آخرت سے کیونکر آگاہ ہون چنانچہ عصائے موسیٰ علیہ السلام مین جو
مر ذاتی تھا جسکا ظہور معجزہ ہوتا کہ وہ اژدہا بن جاتا اسکو ہرگز نہین ادراک کرسکتے تھے اسی طرح ہر چیز
محسوس مین حکمت باللہ الٰہی موجود ہے اور غیر محسوس کا ذکر جدا رہا پس جب آدم علیہ السلام اس دنیا مین
آئے اور یہان کی چیزون سے انتفاع کی ضروری اجازت ہوئی اور آدمیون مین خواہش نفس ہر طرح
کے انتفاع کی طرف راغب کرنے والی موجود ہے حالانکہ ہر چیز کے عجائب آثار سے ایسے اثر کو متمیز کرنا مشکل
ہوا جو راہ آخرت و مرضی الٰہی سے برگشتہ و خلاف نہو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک راہ مقرر فرمائی
جو سیدھی مستقیم ہو کر مضرت سے امان ہے اور میری مراد مضرت سے یہ ہے کہ دنیاوی حیات و حاجات سے باہر جو
راہ آخرت کے موثر غضب الٰہی مین لاوے ورنہ بہت چیزین ایسی طرح اپنا اثر دکھلاتی ہین کہ ظاہر مین تو
آدمی انکو اپنی خواہش مین بہت پسند کرتا ہے لیکن ملک آخرت سے نادان ہو کر تمیز نہین کرسکتا
حالانکہ اسکی پسند نادانی ہے جو اسکو سخت مضر ہے پس اس راہ کو اپنے انبیاء و رسل صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ
علیہم اجمعین کی وساطت سے خلق کو تعلیم فرمایا اور اس خاص طریقہ مین نہایت بلیغ حکمت ہے جسکا بیان انشاء

یہان گنجایش نہین رکھتا چنانچہ آخر عہد مین خاتم المرسلین سیدنا و مولانا محمد صلوات اللہ تعالے علیہ وعلی
آلہ و اصحابہ اجمعین کی بعثت عامہ سے جو آپ کا خاصہ ہی تمام سب مخلوق پر متعین کر دیا جسکا اصلی نتیجہ یہ ہی کہ اس
فناگاہ سے نکلکر اصلی قرارگاہ آخرت مین ایسی نعمتون و اوصاف کے ساتھ متمکن ہون جو اُنکے خیالات و اوہام
سے باہر ہین اور علم اُسکا علم قلبی ہی اسی واسطے اس امت کے فقہا و علما جو ریاضی و فلسفہ وغیرہ مین کامل نہ
تھے قطعاً متفق ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی فرد افضل نہین ہوسکتا اور ظاہر
ہی کہ وے سب رضی اللہ عنہم ان فنون رسمی سے ماہر نہ تھے بلکہ علم الآخرۃ مین البتہ کامل و مکمل تھے اور یہ علم
اسی طرح حاصل ہوتا ہی کہ ظاہری شریعت پر عامل رہے یعنے دنیاوی زندگانی مین افعال و اعمال کو اسی طریقہ
پر رکھے جو وحی رسالت سے تعلیم ہوا اور ایسے آثار کی طرف قدم نہ بڑھاوے جو اسکو مضر ہین اور اُنکے علاوہ
جو خاصہ بندگی و اطاعت ہی اُسمین قائم رہے پس اہل ایمان نے اس طریقہ کو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے
واسطے سے حاصل کیا اور وہی طبقہ تابعین رضی اللہ عنہم کا ہی اور انھین دو طبقہ کی نسبت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے بہتر ہونے کی خبر فرمائی ہی پھر اُنکے بعد جو طبقہ آیا اُسمین اختلاط نیک و بد شروع ہوا اور یہ ظاہر ہی کہ
نفس کی خواہش طرح طرح کی اور افعال کے طریقے عجیب عجیب پیدا ہوتے ہین تو ضرور ہوا کہ حکمت بالغہ الہیہ
مین جب بحکم قولہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ تمام دین پورا ہو چکا ہی ضرور قرآن پاک و حدیث شریف مین سب موجود
ہو اور بینات ہی لیکن ظہور اسکا بنور فضل ممکن ہی حالانکہ نور عقل پر خواہش نفس کا پردہ چھا جاتا جیسا کہ حدیث صحیح مین
متاخر زمانہ کے لیے آیا تو اللہ تعالے نے کچھ بندے ایسے کر دیے جو ہر زمانہ مین ہر طرح کے افعال کو نور عقل
سے صراط المستقیم کے احاطہ سے باہر نہونے دینے کے لیے مقید کرتے بلکہ اسکے لیے پابندان خواص کو
قاعدہ بتلا دیا کہ جس سے مدد پاوین کیونکہ قاعدہ کو خواص سے مناسبت ہی اور اگلی امتون مین بعض عہد مین
کثرت سے انبیاء ہوتے چنانچہ ہر فرقہ و شہر مین و ہر قوم مین ایک نبی جداگانہ ہوتا جو خفی وحی سے اُنکو اُنکے فعل
جدید کا حکم بتلاتا اور اس امت مین یہ مقصود اسی امت کے علماء رحمہم اللہ تعالے سے حاصل ہوا اور اسمین
دو فائدے ظاہر ہین اول یہ کہ حکم وحی مخالف نہین ہوسکتا تو ضرور ہی کہ پابندی مین تنگی تھی اور اس امت پر
اللہ تعالے نے رحمت فرمائی کہ ہر مجتہد کو مصیب قرار دیا پس پابندی فعل سے ثواب ویسا ہی حاصل ہوا اور تعین
قید کی سختی جاتی رہی۔ دوم آنکہ مجتہد امتی کو اس درجہ سے ثواب عظیم ملا اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
بزرگی ظاہر ہوئی اور یہین سے اس روایت کے معنی سمجھو کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنے میری امت
کے عالم لوگ جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء اور اس مقام پر بہت سے علوم ہین جنکو بضرورت اختصار کیا جاتا ہی
پس اجتہاد یہی رہا کہ آیات و احادیث کو دیکھکر اُس سے حکم دریافت کر لینا لہذا ضرور ہوا کہ مجتہد وہ شخص ہو جو اللہ
تعالے کا مطیع و رحمت کیا ہوا بندہ و عقل نورانی والا نیکوکار ہو جو ضرور آخرت ہی کی طرف مائل ہوگا اور یہی
سب مجتہدون کا اجمالی حال ہی اور بعد حضرات تابعین کے بھی بہت مجتہد بڑے ہوئے ہین اور حضرات
سلف رضی اللہ عنہم اگرچہ سب کامل و اعلے رتبہ اجتہاد والے تھے لیکن انھون نے قواعد و اصول نہین
کیے بلکہ احادیث کو محفوظ رکھا اور نہین لکھا اسی لیے پچھلے مجتہدون کی طرف زیادہ احتیاج ہوا اور انھین کی

نسبت سے لوگ حنفی و شافعی مشہور ہوگئے اور ہرگز یہ مراد نہین ہو کہ ہمکو خاصتہ انھین سے غرض ہو بلکہ اتنی بات ہو کہ ضرور ہمارے افعال کو مکلف کیا گیا ہو اور وہ ان نورانی عقول کے قواعد منضبطہ سے بآسانی و بلا اعتنا و معلوم ہوجاتے ہین ورنہ تمام خیر از شر مشکل ہوگا اور علم آخرت سے اسطرف مشغول ہوکر مخمصہ مین پڑنا مشقت لاطائل ہو اور چونکہ مقصود تعبد و ثواب ہو وہ اجتہاد مجتہد قبول ہونے سے حاصل ہو لہذا علم الآخرۃ کے لیے فارغ ہونے کی غرض سے اپنے افعال کے پابند کرنے کو یہ آسان قبولیت ہو اور راحل مقصود علم الآخرۃ ہو پس غیر مقلد ہونا نورانی عقل والے یعنے مجتہد سے بلا خلاف مسلم ہو فلیتامل فیہ - پھر شرائط اجتہاد وغیرہ اپنے باب مین مذکور ہوچکے یہان انھین مجتہدون کا تذکرہ مقصود ہو اور چونکہ یہ کتاب فقط اجتہاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق ہو لہذا جملہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالے مین سے فقط امام و انکے اتباع رحمہم اللہ تعالے کا تذکرہ مخصوص ہوا اور چونکہ ولادت باسعادت امام رحمہ اللہ تعالے کی ۸۰ھ ہجری کی پہلی صدی مین ہوئی لہذا اسی صدی سے شروع کیا جاتا ہو - اور واضح ہو کہ دیگر تذکرات و تراجم سے مترجم انھین اوصاف علماء کو اختیار کریگا جو واقعی فضائل ہین اور مانند جدل وغیرہ کے جو حقیقت مین فضل نہین ہو ترک کریگا اور اسی طرح جو بطریق مبالغہ یا تعصب یا رجم بالغیب کوئی مدح ہوگی بخوف الٰہی عزوجل اسکو بھی ترک کریگا اور جو فضیلت اسکے نزدیک ثابت ہوگی وہ لکھنا عین عدل ہو - ومن اللہ تعالے عزوجل التوفیق والعصمۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم -

المائۃ الاولے - اس صدی مین حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالے بھی دنیا مین موجود تھے ولیکن تذکرہ مین فقط ائمہ حنفیہ کا بالخصوص بیان منظور رہی جیسا کہ معلوم ہوچکا لہذا اسلاف کبار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے فضائل مثل اسد الغابۃ وغیرہ سے استفادہ کرنا چاہیے اس مختصر مین ائمہ حنفیہ کا حال سنو - الامام ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالے - آپ کے حق مین ایک جماعت نے غلو کیا تو یہانتک کہا کہ انھین کے اجتہاد پر حضرت امام مہدی علیہ السلام آخر زمانہ مین جب پیدا ہوکر امام ہونگے عمل کرینگے حتے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی جب نازل ہونگے ولیکن اسکو بعض محشیین درالمختار نے رد کیا ہو اور بیشک ایسا غلو معصیت ہو کیونکہ غیب کی خبر بدون وحی کے کیونکر مقطوع ہوگی اور علم غیب کا مدعی ہونا بڑی معصیت ہو اور بعض نے آپ کی شان مین الفاظ حقارت استعمال کیے اور یہ بھی بہ نیت تنقیص معصیت ہو - لہذا مترجم ایسے افراط و تفریط سے نظر بفضل الٰہی تعالے گریز کرکے جو اسکے نزدیک آپ کے حالات و اوصاف سے صحیح و باب فضائل مین درست ثابت ہوتے ہین لکھتا ہو - امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس اجتہادی طریقہ کے جو حنفیہ کہلاتا ہو امام ہین اور یہ انکی کنیت ہو اور نام آپ کا نعمان بن ثابت ہو اور اس سے اوپر نسبت مین اختلافی دو قول ہین - اول نعمان بن ثابت بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن نوشیروان کسریٰ یعنے بادشاہ فارس ہذا ہو الذی ارتضاہ القاری رحمہ اللہ فی رسالتہ فی رد القفال اور خیرات الحسان ابن حجر المکی مین ہو کہ اکثر علماء اسی پر ہین کہ امام رح کا دادا اہل فارس سے تھا - قول دوم ثابت بن زوطی بن ماہ - اسی طرف صاحب تہذیب و صاحب تقریب کا میلان ہو - یہ لوگ کہتے ہین کہ زوطی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبہ تھا - بعض نے قول اول کی ترجیح مین کہا کہ خطیب بغدادی نے اپنی

اسناد کے ساتھ اسمعیل بن حماد بن الامام سے مؤکد بحلف روایت کی کہ ہم اہل فارس سے آزاد ہیں ہم پر کبھی رقیت
نہیں طاری ہوئی اور اسی روایت میں ہے کہ ثابت رحمہ اللہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے حضور میں
لائے گئے جنکے لیے آپ نے مع اولاد برکت کی دعا فرمائی - وقد نوقش فیہ من حیث الاسناد فاللہ اعلم اور بعض
نے ہر دو قول میں توفیق دینے کی کوشش کی اسطرح کہ قول اول بہ نسبت آبا و اجداد صحیح ہے اور وے سب
احرار فارس سے ہیں اور قول دوم بہ نسبت جد فاسد یعنی نانا کے ہے اور کہا کہ کسی عورت میں رقیت ہونا کچھ عیب نہیں ہے
ورنہ جو عیب کا قائل ہوگا اُسنے گویا بعض ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم میں عیب لگایا تو مردود ہوگا اور گویا حضرت اسمعیل
بن ہاجر علیہ السلام میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر اور نبی صدیق ہیں عیب لگایا تو کافر ہوگا
مترجم کہتا ہے کہ دونوں میں کوئی قول بوجہ عیب ہر طرح ممنوع ہے بلکہ بڑی معصیت ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ -
امام رحمہ اللہ تعالیٰ بقول راجح سنہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور اسوقت سے پیچھے تک کوفہ و بصرہ وغیرہ
میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت زندہ موجود تھی - صغر سنی میں امام کے والد نے انتقال
فرمایا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی والدہ سے نکاح ثانی کیا چنانچہ اس
ویتیم نے حضرت امام کی گود میں پرورش پانے کا فضل حاصل کیا اور بچپن ہی میں ذکی ہونہار بیدار تھے
کہتے ہیں کہ امام شعبی تابعی رحمہ اللہ کی رہبری سے آبائی پیشہ تجارت سے چندے منہ موڑ کر علم میں مشغول ہو
اور چار ہزار مشائخ تابعین و کبار اتباع سے تفقہ کرکے فقیہ کامل ہوئے حتیٰ کہ بعضے اساتذہ و مشائخ نے آخر
میں انکے اجتہاد پر عمل کیا جیسے وکیع بن الجراح و عاصم بن ابی النجود احد القراء المعروفین - امام رح
میانہ قد مائل بدرازی گندم گون خوش تقریر شیریں بیان محسن اہل ایمان کریم الخلق خوبصورت نیک سیرت
تھے - قال المترجم وقد قالوا انہ تابعی امام مجتہد حافظ ثقہ ورع زاہد تقی کثیر الخشوع والتضرع
دائم الصمت - علاوہ علماء حنفیہ کے شافعیہ میں سے خاتم الحفاظ ابو الفضل ابن حجر عسقلانی و جلال الدین
السیوطی و ابن حجر المکی وغیرہم نے امام رح کے فضائل میں منفرد رسالے لکھے وقیل لیس للعسقلانی فیہ تالیف
منفرد واللہ اعلم - واضح ہو کہ امام رح کے تابعی ہونے میں اختلاف ہے بعض نے نفی کی اور بعض نے اثبات کیا اور
یہی راجح ہے وقد قیل وہو الصواب - نفی کرنے والے بعضے کہتے ہیں کہ کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں ہوئی
ہے اور بعضے بر تقدیر تسلیم کہتے ہیں کہ تابعی ہونے کے لیے صحابی سے روایت و سماع بھی شرط ہے اور یہ پایا نہیں
گیا - اور اہل اثبات اپنے ثبوت میں منجملہ دلائل کے ذکر کرتے ہیں کہ حافظ دارقطنی نے فرمایا کہ ابوحنیفہ رح
نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ملاقات نہیں پائی - سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ
کے لیکن انکو فقط آنکھ سے دیکھا اور انسے کچھ نہیں سنا - کما فی خاتمۃ صحیح البخاری للقسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور تاریخ
ابن خلکان میں بھی تاریخ خطیب بغدادی رح سے حضرت انس رض کو دیکھنا مذکور ہے - کما ذکر ذلک فی مرآۃ الجنان
للیافعی و رجال القراء للجزری وغیرہما و یقال نص علیہ ابن الجوزی والنووی والذہبی والولی العراقی و ابن
حجر العسقلانی والسیوطی کما نص علیہ الحافظ الخطیب والدارقطنی رحمہم اللہ تعالیٰ قلت وکفاکہم قدوۃ
اور ابن حجر مکی نے کہا کہ ذہبی کا یہ قول کہ ابوحنیفہ رح نے صغر سنی میں انس بن مالک کو دیکھا ہے صحیح و تحقیق ہے

کما فی الشامی عن الخیرات - اور قسطلانی رح نے شرح الصحیح کے باب من لم یر الوضوء الخ کے تحت مین لکھا کہ ابن ابی اوفی کا نام عبد اللہ ہی جو کوفہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے سب سے پیچھے ۸۷ہجری مین فوت ہوے اور انکے نابینا ہوجانے کے بعد ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے انکو دیکھا - ابن حجر مکی نے لکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے چار کو ابو حنیفہ رح نے دیکھا اور بعض نے کم و بعض نے زیادہ کہا اور چار صحابہ حضرت انس بن مالک و عبد اللہ بن ابی اوفی و سہل بن سعد و ابو الطفیل رضی اللہ عنہم ہین اور بعضے کہتے ہین کہ کسی صحابی کو نہین دیکھا مگر زمانہ پایا ہی لیکن صحیح وہی قول اول ہی - اقول حضرت انس رض کے دیکھنے پر ائمہ علماء مذکورین متفق ہین پس ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تابعی ہونے کے لیے اسی قدر کافی ہی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جملہ اقوال اجتہادی انکے قطعیہ ہوجاوین جیسا کہ بعض نادانون نے زعم کیا اور کیونکر ہوگا کہ جن اکابر کے تابعی صاحب روایت و صحبت و کثرت ملازمت پر اتفاق ہی انپر یہ اجماع نہین ہی بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایسا اجماع نہین ہی اور یہ امر واضح ہی اس سے منکر نہوگا مگر مجادل متعصب ہوا و ہوس یعنی جناب الٰہی مین خلوص نیت و طلب آخرت نہین رکھتا اور اپنی رائے ناقص سے دین الٰہی عز و جل مین فتنہ و رخنہ پیدا کرنا چاہتا ہی - اور یہ جو کہا گیا کہ تابعی ہونے کے لیے روایت یا سماعت شرط ہی تو یہ قول مرجوح و غیر مختار ہی - قال الشیخ ابن حجر فی نخبۃ الفکر و ہو التابعی من لقی الصحابی - تابعی وہ ہی جسنے صحابی سے ملاقات پائی ہو قال وہذا ہو المختار - یہی مختار ہی اور قاری رح نے شرح الشرح مین کہا کہ عراقی نے فرمایا کہ اسی پر اکثر علماء کا عمل ہی اور بیان کیا کہ یہی ظاہر حدیث یعنی قولہ ص طوبیٰ لمن رآنی و لمن راے من رآنی - سے متوافق ہی کیونکہ حدیث مین سوائے دیکھنے کے سماعت و روایت کچھ بھی شرط نہین ہی قلت اصطلاح مذکور اگر غیر مرجح بلکہ مختار تسلیم کیا وے تو اصطلاح حادث ہی اس سے عموم حدیث کی تخصیص مسلم نہین ہی خصوص جبکہ دیدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل الحق کے نزدیک خاص نعمت بے بدل ہی اور کفار کے دیکھنے اور فضیلت سے محروم ہونے کا خلجان نہ کرنا چاہیے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکی بینائی کی نفی فرمائی لقولہ تعالیٰ تراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون - اسی واسطے امت قاطبۃً متفق ہی کہ ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو کبھی اعلیٰ درجہ کا ولی نہین پہونچ سکتا بلکہ حدیث صحیح کے مضمون مین تامل کرو کہ زمین و آسمان بھر سونا خیرات کرنے کو کسی صحابی کے آدھے مد جو کے برابر نہین فرمایا پس کسی قسم کی مساوات محال ہی فاستقم - اور اگر کہا جاوے کہ اصطلاح مذکور بنظر مقصود فن روایت ہی پس جسنے صحابی سے نہین سنا وہ روایت نہین کرسکتا تو رواۃ الدین مین شمار نہوگا تو اسکو تسلیم کرنے مین مضائقہ نہین ہی و لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ عموم حدیث سے جو فضیلت ثابت ہوئی وہ بھی منتفی ہو غایت آنکہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث سے جو معنی ثابت ہوے انکے موافق تابعی ہین اور لوگون کے اصطلاحی معنی پر تابعی نہین ہین اور یہ کچھ مضر نہین ہی کیونکہ اصلی مقصود اتنا ہی کہ حدیث سے جو فضل تابعی ہی وہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حاصل ہوا و الحمد للہ رب العالمین - اور عینی رحمہ اللہ نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے روایات بھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے ذکر فرمائین اور علی القاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مین نے مسند الامام کی شرح مین اسکو ثابت کردیا اور شاید یعنی برین قول کہ بلوغ از شرط روایت نہین ہی علی ما ذکر فی الاصول ولیکن مرجع اسکا اسناد صحیح کی طرف

ثبوت کے لیے تمام شرائط معتبرہ ضرور ہوگا وما قیل ان الحدیث لعلہ ثبت عند الاعلے باسناد صحیح بدلیل انہ
استدل بہ علی الحکم والضعف عند الاسفل تخص باسنادہ براو نازل فلیس بشی لانہ لایفید القطع ومجرد الاحتمال لایکفی وقد
قد استدل محمد رحمہ اللہ فی موطاہ بآثار فی اسانیدہا من ہو مجروح ومتکلم فیہ علے انہ للمبتدع ان یقول قد
ثبت عند محمد صحیح ما ثبت بہذا الاعتماد ولولاہ لما قال بذلک وبالجملۃ فہذا التفطنی لسلے کثیر افسادا فی الدین فلیتامل
فیہ وقد ذکرنے ان شیخنا المحقق البارع الہمام الزاہد الورع الصدوق الامین السید الدہلوی سلمہ اللہ تعالے
یبغی تابعیۃ الامام ولکنی لم اسمع منہ شیئا فی ذلک ولا عثرت علے کلامہ لاغراضی عن مجاولات اصحاب الزمان
لما رأیت طلباتہم تمیل الی ما تہوی انفسہم وتعرض عن الآخرۃ فرایت الخمول اولے من التمول فلو کان کما ذکر لی
یحتمل عندی من ذلک شی فان الرضا رضا فاقا اعد لیس من شان المومن فلیمت بالشیخ الصالح البارع اذا التجزوھم
عندی ہو الثبوت فالقول بخلافہ من جملۃ النفاق واما وجہ الکلام ہہنا فغیر مصروف الیہ رضی اللہ تعالے عنہ
پھر بعض نے امام رح کے حافظ فقہ ہونے مین بھی وہم کیا۔ اور منشاء وہم ظاہرا انکا یہ زعم ہی کہ امام رحمہ اللہ حدیث
مین قلیل البضاعۃ تھے بنا برآنکہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہی کہ امام رح کو فقط سترہ حدیثین پہونچین۔ اور
یہ زعم کہ اس سے روایت حدیث جاری نہین ہوئی اور یہ کہ بعض اہل حدیث نے انپر طعن کیا فمنہم من زعم انہ کان
سی الحفظ ومنہم من زعم انہ کان یسوغ الروایۃ بالمعنی وتفوہ بان بضاعتہ فی العربیۃ کانت مزجاۃ وغیرہ ذلک
من الترہات ولیکن انمین سے کوئی صحیح وتحقیق نہین ہی چنانچہ ابن خلدون نے خود قلیل الحدیث کا قول متعصبین
مبغضین کے نام سے منسوب کرکے لکھا اور رد کردیا بقولہ ولا سبیل الی ہذا المعتقد فی کبار الائمۃ لان الشریعۃ
انما توخذ من الکتاب والسنۃ۔ یعنی بزرگ اماموں کے حق مین ایسے اعتقاد کی کوئی راہ نہین ہی کیونکہ شریعت تو
کتاب الٰہی سبحانہ وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے لیجاتی ہی۔ حاصل یہ کہ جو کوئی قرآن وحدیث سے
خوب آگاہ نہو تبیسے اجتہاد مین مشروط ہی وہ مجتہد کیونکر ہوگا حالانکہ امام رحمہ اللہ مجتہد مقدم ومسلم ہین پھر یہ قول بعضوں
واہی ہی قال ویدل علے انہ من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتماد مذہبہ بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ فیما بینہم یعنی
امام رحمہ اللہ کے بزرگ مجتہدین حدیث مین سے ہونے پر یہ دلیل ہی کہ ان لوگون نے امام کے اجتہاد پر
اعتماد کیا اور انکے درمیان معتبر رہا خواہ بطریق رد یا قبول۔ مترجم کہتا ہی کہ امام کے فقیہ مجتہد ہونے کا انکار
باوجودیکہ انکے ہمعصر اہل اجتہاد کے شہادات مثبت موجود ہین محض جدال ومکابرہ ہی اور حق سے چشم پوشی نہین
بلکہ روگردانی ہی اور بعد تسلیم کے حافظ الحدیث وآثار ہونے سے انکار گمراہی ہی یا جہالت ونادانی۔ حالانکہ
حافظ الطحاوی رحمہ اللہ کا اقرار ہی اور دیکھتے جاتے ہین کہ حافظ ذہبی وابن حجر وغیرہما امام رحمہ اللہ کی چار ہزار
مشائخ کی شہادت دیتے ہین وحافظ مزی ذہبی وابن حجر وغیرہم نے امام کو طبقہ حفاظ محدثین مین شمار کیا ہی
اور شافعی رح نے ہر فقیہ کو عیال ابی حنیفہ رح مین داخل کیا فکان الجہل عن معنی الفقہ اعمہ الطاعن او التعصب
اعماہ۔ اور ذہبی رح کے تذکرۃ الحفاظ مین ہی کہ ابو حنیفہ رح سے وکیع بن الجراح ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت
وابو عاصم وعبد الرزاق وعبید اللہ بن موسے وبشر بن کثیر رحمہم اللہ نے روایت کی ہی مین کہتا ہون کہ یہ اکابر
اعلے درجہ کے ثقات ہین جنسے صحیحین وغیرہ مین باصل اعتماد روایات ہین وقال الذہبی رح اور ابن معین رح

نے ابوحنیفہ رح کے حق مین فرمایا کہ لاباس بہ ولم یکن متہما - بعض الافاضل رحمہم اللہ نے لکھا کہ ابن حجر وغیرہ نے
تصریح کردی کہ ابن معین رحمہ اللہ کا یہ قول بمنزلہ لفظ توثیق ہے - علی بن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ ثقہ
لاباس بہ تھے قال وکان شعبۃ رح حسن الرای فیہ - یعنے شعبہ رحمہ اللہ امیر المومنین فی الحدیث علی مافی جامع الترمذی
رح امام ابوحنیفہ کے حق مین اچھا اعتقاد رکھتے تھے وقال ایضًا ابوحنیفہ رح سے سفیان ثوری وابن المبارک و
حماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون نے روایت کی ہے - مین کہتا ہون کہ یہ سب بھی اکابر
ثقات وائمہ حدیث سے ہین اور بعضے مقبول مجتہد وذکر فی المغنی لبعض ہولاء رحمہم اللہ تعالے وقد ذکر غیر واحد ان امام
الجرح والتعدیل الشیخ یحیی بن معین رحمہ اللہ قد وثقہ غیر مرۃ - اور کی رح نے ابن عبد البر مالکی رح سے نقل کیا کہ جن
لوگون نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی اور انکی توثیق کی وہ ایسے آدمیون سے بہت زائد ہین جنھون نے انپر
طعن کیا - ویقال ان الخطیب ضعفہ وہذا لیس لشئی وقد ذکرت ذلک للشیخ البارع الہمام الزاہد الورع الصدوق الامین (؟)
السید الدہلوی رح فغضب وقال ما للخطیب وتضعیف الامام ہو احق بتضعیف نفسہ - وتلک لطیفۃ حفظتہا منہ رضی اللہ
عنہ - ثم رایت البدر العینی رحمہ اللہ قد سبقہ الیہا رحمہ اللہ تعالے - اور جب یہ معلوم ہوچکا کہ ائمہ حفاظ متقنین مذکورین
رحمہم اللہ تعالے نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت وتوثیق کی تو کیا اب بھی حق پسند متدین متقی کے کان یہ سنینگے
کہ امام سیئ الحفظ تھے یا مجتہد مسلم مگر قلیل العربیۃ تھے والعجب کہ اصول وفروع مین تبحر ودقت نظر ووسعت فکر وبدایع
اسلوب ولطائف معانی جو دوسرون کو انکے طفیل مین حاصل ہوتا ہے کیونکر آنکھین بند کرکے بلا دلیل بلکہ مناقض صریح
کسی زبانی مدعی کا دعوی تسلیم کرینگے - ہان شاید یہ یقین کرین کہ مدعی خوف الہی سے عاری ونفس کا تابع کامل ہے
اگرچہ اپنے کو علماء مین شمار کرے ولکن لم ینتفع بعلمہ ولیس ہذا من علم الآخرۃ فی شئی لاقلیلا ولا کثیرا - رہا قلت روایت کا وہم
تو یہ اسی قدر سے دور ہوسکتا تھا کہ باوجود تقدم وفضل حضرات شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے روایات حدیث انسے
بہت کم ہین اور عجب کہ واہم کو ابوحنیفہ رح کی طرف بدگمانی کرنے کا ثمرہ ملا اور یہ نہین کہ فضیلت وقبول الہی عزوجل جو
عین مقصود ہے کثرت روایت وغیرہ کا نتیجہ نہین ہوتا ورنہ خلفاء راشدین مہدیین رضی اللہ عنہم وعن الصحابۃ کلہم اجمعین
کو تقدم نہوتا وقد اشار الیہ الامام مالک رحمہ اللہ تعالے ان لیس العلم بکثرۃ الروایۃ ولکنہ نور یضعہ اللہ تعالے فی القلب
بھلا کوئی عالم بلکہ مومن گمان کریگا کہ اونے صحابی جو روایات مجموعہ مین سے شاید بہت کم جانتے تھے اس زمانہ کے
متکلم ومحدث مفسر فقیہ اصولی جدلی وغیرہ طومار سے کم تھے - ہرگز نہین کیونکہ مومن سفیہ نہین ہوتا - یہان مجھے ایک مسئلہ
یاد آیا کہ کسی نے اپنی جورو کی طلاق پر قسم کھائی اگر فلان مومن مرد سفیہ ہو تو امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے کہ طلاق
واقع نہوگی کیونکہ مومن سفیہ نہین ہوتا - مترجم کہتا ہے کہ یہ عمدہ استنباط ہے - از قولہ تعالے ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم
الا من سفہ نفسہ الآیہ - فان المعنی لا احد یرغب عنہا الا السفیہ فمن لم یرغب عنہا وہو المومن لیس بسفیہ فلا تقع الطلاق
- اور واضح ہو کہ فلان مومن کو بصفت موصوف بیان کرنے مین یہ فائدہ ہے کہ مومن ہونا نفس مسئلہ مین قید داخل
ہے ورنہ کسی مسلمان کا نام لینا اگرچہ ظاہر شرع مین مضر نہو لیکن فی الواقع مخالج ہے کیونکہ بسا اوقات آدمی اپنے
حق مین ایمان کا جزم کرتا ہے ولیکن کثرت غلبہ نفس وہوا سے اسکو نفاق کا تمیز نہین ہوتا ولا ترى کثیرا من الناس (؟)
یعتقدونہ (؟) بانہ مومن ولیس معہ من الایمان الا الاسم بلکہ مومن ہی نفاق سے خائف ہوتا ہے اور مطمئن منافق ہے

کما روی عن الحسن البصری رحمہ اللہ باسناد صحیح - اور بخاری رح نے ایک جماعت سلف سے یہ خوف بروایت حسن رح
تعلیقا ذکر کیا اور باوجود اس فضل وکمال کے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان
رضی اللہ عنہ سے جنکو آنحضرت صلعم نے منافقین بتلائے تھے قسم لی کہ میں تو انمیں سے نہیں ہوں حتے کہ
انھون نے تسکین کر دی - فلم یعرف المومن من المنافق الا من عرفہ اللہ تعالے وہم الصحابۃ رضی اللہ عنہم نحو قولہ
تعالے اولئک ہم المومنون حقا وقولہ اولئک ہم الصادقون وقولہ واولئک ہم المفلحون وقولہ لقد تاب اللہ علی
النبی والمہاجرین والانصار الی قولہ انہ بہم رؤف رحیم اسی واسطے قولہ فما رآہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن الحدیث مین
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ نے مومنون کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے تفسیر فرمائی ہے اسواسطے کہ وہی بالقطع مومنین ہین
تو انکے اجماع پر مومنین کا اجماع ہونا صادق ہے [illegible] سے ظاہر ہوا کہ بعضے نادان جو اکثر اختراعات پر دس بیس ہزار یا کم و بیش مسلمانون
کا اتفاق کرنا مومنون کا اجماع حجت قرار دیکر بہتر تصور کرتے ہین خطا بلکہ خطا در خطا ہے کیونکہ ان لوگون مین سے کسی کے
حق مین قطعی حکم مومن ہونے کا نہین ہو سکتا جب تک کہ ایمان پر اسکا خاتمہ نہو اور یہ بھی معلوم نہین ہو سکتا اور رہو
بھی تو پھر اجتماع متصور نہین ہے وہذا السانح لعلہ لا تجدہ من غیرنا واللہ تعالے اعلم وعلمہ اتم اس مقام کو اللہ تعالے
پر تقوے و دیانت کے ساتھ غور کر کے استقامت کے طریقہ سے محفوظ رکھنا چاہیے وایاک والجدال فانہ داء عضال
فاستغفر اللہ تعالی لی ولک انہ ہو الغفور الرحیم مسئلہ اجتہاد یہ امام مذکورۃ بالا سے ظاہر ہوا کہ قرآن مجید مین سے فقط
آیات احکام جاننا جو مجتہد کے لیے مشروط ہے متبحر کے نزدیک ناقص شرط ہے وکذا فی جانب الحدیث ایضا اگرچہ
مخالف اکثر علماء ہو بلکہ میرے نزدیک متبحر تحفظ معانی تمام کلام الٰہی سبحانہ تعالی کا تھا اور اکثر از جانب سنن مع امثال
وغیرہ بسبب تعدد ترجیح کے ضرور ہے یا یہ مراد ہو کہ معانی آیات احکام واحادیث بالحاق معانی مقصودہ انہ مخصص
وامثال وغیرہ ہو مثلا قولہ تعالی اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا الآیہ یعلم بان المعنی اذا اردتم القیام حین کنتم غیر معذورین عن استعمال
الماء ولا فاقدین القدرۃ علیہ ولا طاہرین عن ہذا الحدث فیتحقق بذلک من العذر ما ذکر فی التیمم وما اذا وجد ماء [illegible]
والماء المشکوک علی اجتہاد وماء لو توضأ بہ عطش وما ذکر فی حدیث عمر رضی اللہ عنہ عند مسلم من جمعہ صلی اللہ علیہ
وسلم الصلوات من غیر تجدید الوضوء بکل واحد ومن مسح الخف مقام الغسل وما اذا کان جنبا والماء یکفی لوضوءہ وما اذا
نسی الماء فی رحلہ وما اذا اخذ الاب ماءہ وغیر ذلک مما فیہ تطویل ہہنا بلا طائل لکونہ استطرادا فلیتأمل [illegible] اور یہ جو کہا
گیا کہ امام رحمہ اللہ روایت بالمعنی کو حدیث کہتے تھے گویا اعتراض مع اعتذار ہے یعنی قلت روایت کا یہ سبب ہوا
کہ امام رح حدیث کو بالمعنی روایت کرنا جائز جانتے تھے - فان قلت ہذا التخصیص بابی حنیفۃ رح فان عامۃ الروایات انما
ہی بالمعنی کما فی علل الترمذی رح قلت ما فی علل الترمذی من قولہم انما ہو المعنی ارید بہ انہ لم یتیسر لنا حفظ الفاظ الحدیث
کما ہی من لفظ وترکیب بل ربما وقع فیہا تغیر یسیر او کثیر ولذلک یقال للروایۃ المتحدۃ مع الاخری نحوہ او بمعناہ والحافظ
المتقن اعتمادہ علی احدہما ازید من الاخری لکون اتقان رواتہا اتقن من الاخری وذلک الامر تجدہ فی الصحاح
اظہر منہا فی روایات البخاری حیث اورد الروایۃ الواحدۃ بالفاظ ربما یختلف بہا الاحکام او یستنبط من احدہما
ما لا یستنبط من الاخری فیجعل کانہما روایتین والذی ظن بابی حنیفۃ رح من تجویزہ الروایۃ بالمعنی انما ارید بہا الحکم المستفاد
منہا فضربہا من الاجتہاد فلو صح ذلک عنہ لا شک فی عدم القبول لانہ مع قطع النظر عن الاختلاط بتعین معنی الحدیث

فیما اوی الیہ اجتہادہ و ذلک المجتہد مع کونہ محتملا للخطاء اذ لا خلاف فی ان لا نقطع باصابۃ المجتہد بالکلیۃ و فیہ من المفاسد ما لا یخفی
علی الفطن المتامل فان قیل قد ثبت عن السلف نحو قولہم ان من السنۃ کذا و ہذا نوع من الروایۃ بالمعنی علی المعنی
الذی جعل منکرا یقال بل اخبار بفعل شوہد من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر مدخل للاجتہاد فیہ - لیکن یہ ادعا بھی باطل
ہے کیونکہ ایک فقیہ مجتہد کی طرف ایسے نادان قول سے بدگمانی کیجائیگی جسکے مفاسد کسی ادنے آدمی پر مخفی نہون اور
کیسے ایسے تغیر کو آنحضرت صلعم کا فرمودہ کہنے سے آپ کی طرف غیر فرمودہ کا نسبت کرنے والا ہوگا جسکے بارہ
مین وعید شدید ہے اور خبر متواتر ہے پھر کیونکر ثقات ائمہ متفق علیہم ایسے شخص کو اپنا مستند سمجھکر اُس سے روایت کرینگے
پس قائل نے فقط امام ابوحنیفہ رح کی طرف نہین بلکہ اُنسے روایت کنندہ ثقات علما پر بھی عیب لگایا بلکہ اقرب وہ
قول ہے جو ابن خلدون وغیرہ نے لکھا یعنے امام رحمہ اللہ روایت مین اور آنحضرت صلعم کی طرف کلام کی نسبت
کرنے مین کمال احتیاط و ادب مرعی رکھتے اور غالبًا یہ روا نہین رکھتے تھے کہ معنی روایت کو آپ کی طرف منسوب
کیا جاوے بلکہ وہی کلام بالفاظہ محفوظ ہونا چاہیے اور مانند اسکے شروط مین پوری رعایت کرتے لہذا اُن بعد
جب ائمہ رواۃ نے آسانی کردی تو انکی روایات مین تکثیر ہوگئی - فان قلت ما بالہ یقول فی القضاء بالبینۃ کالثابت
عیانًا و ہہنا لا یقول بہ یقال فی القضاء اجراء حکم کما امر بہ الشرع ولا تعلق لہ بالقطع وعدمہ للعلم بالواقع حتی انہ لیس للقاضی
ان یعتقد بانہ فی نفس الامر علی ما شہد وا بہ الا تری الی بطلان حکم القضاء بدلیل ما فی الحدیث ان یکون بعضکم الحن بحجتہ
کما فی الصحاح واما ہہنا فالمقصود القطع بما فی نفس الامر و ذلک بالتواتر او الشہرۃ ولذلک قیل خبر الواحد لیس فی القطعیۃ
کالآیۃ و حاشاہم ان یردوا بذلک ان لیس الحدیث بما ہو فی حق اللزوم والتعبد کالآیۃ حتی لو قطع بانہ حدیث کان
کالآیۃ فی ذلک بل انما معنی ہذا القول عدم القطع بہ کالقطعی بمعنی یتعلق بالاسناد فان قیل فیما یقول بوجوب قراءۃ الفاتحۃ
بتمامہا اقرار الدلیل علیہ الا ما جاء من الحدیث و ہو علی غیر شروطہ یقال ان المجیء علی غیر شروطہ لا یستلزم عدم القبول مطلقا بل انما یستلزم ضعفا من تعقبہ
ہو دون ثبوت المتواتر فلذلک اوجب العمل فیما یوجب ذلک و فرق بین الفرض والواجب و ہذا مما استحسنہ بعض شراح
المنہاج - علاوہ اسکے قلت روایت کو فضل وکمال ذاتی سے تعلق نہین کیونکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے
مرویات بہت قلیل ہین بہ نسبت دوسرون کے رضی اللہ عنہم اجمعین باوجودیکہ انکے تقدم و فضل پر اجماع ہے - و ہذا
جلی لمن لہ خلوص نظر الی المقصود من حصول رضوان اللہ تعالی فی جملۃ الاعمال والافعال وان کان للجدال
فیہ کثیر مجال وان خفی لمن تحیر بتسویلات النفس فی تیہ الضلال اعاذنا اللہ تعالی مع المومنین من الخسران فی
الحال والمآل - اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے عقد الجید مین لکھا کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے زمانہ مین
سب سے اعلم تھے حتی کہ شافعی رح نے فرمایا کہ فقہ مین سب لوگ ابوحنیفہ رح کے عیال ہین - مترجم کہتا ہے کہ فقہ
مسائل عملی یعنے اجتہادی احکام جنکا برتاؤ جوارح و مشاعر ظاہرہ سے متعلق ہے شعبہ فقہ القلب ہے پس جسقدر اصل احکم ہو
اُسی قدر فرع اتم ہے اور اصل عین تقوی القلب کا اتم ہے پس یہ لفظ و نیز امام شافعی رح کی طرف سے شہادت
قوی وکامل ہے اور سمجھدار اسکی بہت کچھ قدر جانیگا و من اللہ تعالی عزوجل التوفیق اور امام رح کے فقیہ و عالم
علوم الآخرۃ و طہارۃ و تقوی و خصائل حمیدہ و اخلاق پسندیدہ اور اعراض از دنیا و رجوع بآخرت وغیرہ فضائل
کی طرف خطیب وغیرہم نے باسناد اور پچھلون نے اعتماد پر تعلیقًا بہت سے اکابر علماء سے نقل فرمائین انھین مین

شداد بن حکیم و مکی بن ابراہیم یعنے ثلاثیات بخاری رح کے ایک راوی ثقہ حیث قال البخاری رح حدثنا المکی بن ابراہیم حدثنا یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ - اور ابن جریج و عبد اللہ بن المبارک و سفیان الثوری و عبد اللہ بن داؤد و احمد بن حنبل و خلف بن ایوب و ابراہیم بن عکرمہ مخزومی و شقیق بلخی و ابو بکر بن عیاش و ابو داؤد صاحب السنن و امام شافعی و وکیع بن الجراح و معمر بن راشد اھ. اصحاب الزہری و یحیے بن معین رح و الذہبی رح فی کتابہ فی مناقب ابی حنیفہ رح و الخطیب عن یحیے بن معین عن یحیی بن سعید القطان و یزید بن ہارون و امام مالک رحمہم اللہ تعالے اور خطیب رح نے روایت کی کہ ابن عیینہ رح نے کہا کہ میری آنکھوں نے ابو حنیفہ رح کے مثل نہین دیکھا اور عبد اللہ بن المبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ رح علم و خیر کے کوہ تھے اور وکیع رح نے کہا کہ ابو حنیفہ بڑے امین اور رضائے الٰہی کو سب پر مقدم رکھنے والے اور راہ خدا مین ہر سختی کے متحمل اگرچہ ان پر تلوارین پڑین و مکی بن ابراہیم نے روایت کی کہ مین نے علمار کوفہ مین سے کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ پرہیزگار نہین دیکھا - شعرانی رح نے میزان کبرے مین لکھا کہ امام ابو حنیفہ رح کے کثرت علم و ورع و دقت مدارک و استنباط پر اگلون و پچھلون نے اجماع کیا ہو اور ابراہیم بن عکرمہ نے کہا کہ مین نے اپنی عمر مین امام ابو حنیفہ رح سے بڑھا ہوا کوئی علم و زہد و عبادت و تقوے مین نہین دیکھا - مترجم کہتا ہی کہ روایات مین اسقدر کثرت ہو کہ لوگون نے مفرد رسائل لکھے ہین اور بعضے مانند مؤلفہ ذہبی رح و سیوطی رح کے زیادہ مبسوط و معتبر ہین - اور امام سیوطی و ایک جماعت نے زعم کیا کہ حدیث صحیح مسلم لو کان الدین عند الثریا لنالہ رجال من ہولاء وفی روایۃ من ابناء فارس وفی روایۃ رجل مکان رجال - اسمین بروایت رجل بصیغہ واحد امام ابو حنیفہ رح اور بروایت رجال مع اصحاب کے محمل صحیح ہین اور بعضون نے مع ائمہ حدیث محمل رکھا وہو الاقرب - اور جنہون نے ابو حنیفہ و انکے اصحاب کو خارج کر کے دیگر ائمہ کو محمل ٹھہرایا انکا قول تعصب سے بھرا ہوا قابل التفات نہین ہو واللہ تعالی اعلم - واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کے فضائل مین زیادہ کلام کی ضرورت نہین جبکہ بقول شعرانی رح اگلے پچھلے متفق ہین ولیکن افسوس ایسے لوگون پر ہی جو اپنے آپ کو امام رح کا مقلد خیال کرتے ہین حالانکہ سوائے زبانی گفتگو کے اپنے مقدم و امام کی کسی صفت و خصلت کا تتبع نہین رکھتے پس اصلی مقدم و قطعی پیشوا آنحضرت صلعم کی سنن ضائع کرنے مین زیادہ گم ہونگے اگرچہ اپنے آپ کو عالم سمجھین کیونکہ تقوے و علم کا محل قلب ہو نہ زبان ہان زبانی علم اسی دنیا مین کار آمد ہی - و نعوذ باللہ من علم لا ینفع و بقول امام غزالی رح کے علم الآخرۃ ان بیوع و اجارات و سلم و حیض و نفاس پر نہین ہو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات پر رجوع کرنے سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہو و الحمد للہ الی الفضل ہان طہارت ظاہرہ کے لیے و حرام و شبہات سے محفوظ و حدود الٰہی پر قائم رہنے کے لیے ان علوم کا جاننا ضروری ہو اور اصل اقتدا و تقلید جس سے رضائے الٰہی عز و جل حاصل ہو وہی ہو جسطرح مقتدی و امام نے انمین سرگرمی ظاہر کی اور اگر نعوذ باللہ تعالے رضائے الٰہی عز و جل نہو بلکہ اسکا خشم ہو تو ابو حنیفہ رح کیونکر راضی ہو سکتے ہین اور کیا فائدہ اللہم وفقنا ایانا و جمیع المسلمین للایمان و لما ترضی بہ عنا ربنا و یکون لنا نجاۃ بالآخرۃ و انت مولانا ارحم الراحمین آمین - پھر جن لوگون نے امام ابو حنیفہ رح کے حق مین کلام کیا وہ سب غیر مقبول واہی اقوال ہین اور بہتیرے اقوال تو بدیہی البطلان ہین جیسے مرجیہ ہونا وغیرہ ذلک اور بہت پسندیدہ ہو قول تاج السبکی رحمہ اللہ کا کہ اگلے امامون کے ساتھ ادب کا طریقہ مرعی رکھنا چاہیے اور انمین باہم ایک نے دوسرے کو جو کچھ کہا اگرچہ بظاہر طعن معلوم ہو جیسے

معاملہ ابوحنیفہ وسفیان ثوری رحمہما اللہ تعالے ومالک وابن ابی ذئب یا نسائی واحمد بن صالح یا امام احمد وحارث
محاسبی وغیرہم تا زمانۂ عزالدین بن عبد السلام وتقی الدین بن الصلاح تو ہمکو ان معاملات پر غور نہین چاہیے مگر
جبکہ دلیل واضح سے تنبیہ کیجاوے اور ان اقوال سے قطعی پرہیز چاہیے کیونکہ بیشتر فہم سے باہر ہین جیسے صحابہ
رضی اللہ عنہم کے معاملہ مین سکوت کے سواے چارہ نہین دیکھتے ہین کیونکہ حق تعالے عالم الغیب عزوجل نے
بقولہ اولٓئک ہم الصادقون اور قولہ رضی اللہ عنہم ومانند اسکے آیات بینات سے انکی تحسین فرمائی ہے - مترجم کہتا ہے
کہ ابن حجر رحمہ نے ابن عبد البر رحمہ سے بھی نقل کیا کہ بعض اصحاب حدیث کے حق مین معیوب رکھا کہ انھون نے امام
ابوحنیفہ پر مذمت کا افراط کیا فقط اس بات سے کہ قیاس کو حدیث پر مقدم کیا ہے حالانکہ ابوحنیفہ رحمہ نے سواے تاویل
کے بعض اخبار احاد مین کسی حدیث کو رد نہین کیا اور ایسا فعل ابراہیم نخعی واصحاب ابن مسعود وغیرہم سے ثابت
ہے - پھر لکھا کہ علماے امت مین کوئی نہین جو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرکے رد کردے کیونکہ
کہ اس سے فاسق غیر عادل ہونا اسپر لازم ہوجائیگا کہاں یہ کہ امام بنایا جاوے اور قیاس پر تو فقہاے امصار
کا عمل چلا آتا ہے - مسند خوارزمی سے عینی وغیرہ مین یہ قطعہ حضرت عبد اللہ بن المبارک کی طرف نسبت کرکے لکھا
ہے ؎ حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ ؛ فالقوم اعداء لہ وخصوم ؛ کضرائر الحسناء قلن لوجہہا ؛ حسدا وبغضا انہ لدمیم ؛
وفی الکلام اشارات تطمئن النفوس بہا عن برودۃ جہدہا فیما لیس لہا بلاغ الیہ الا بتوفیق من اللہ عزوجل ولکل مقام
فی الوصول الی حضرت الرضوان یحسدہ من دونہ اولی درجۃ اخری من الصفات وہذا لیس بحسد یعاقب علیہ کیف و
قد علمت جوازہ فی العلم من قولہ علیہ السلام لا حسد الا فی اثنین ولیس العلم الا سبیل الحصول وہذا غایۃ المقصود فلیتفکر
ایاک وان تظن بہم سوء بل محض النصح فی الوصول الی مقامہ حیث لا ینافر کہ فیہ غیرہ کالتخصص فی المحسوسات مع
اتحاد النوع بل الصنف وقد ذکر ابن کثیر رحمہ اللہ فی التفسیر روایۃ عن عبد اللہ بن المبارک رحمہ قطعۃ املاہا ملے من
بلغہا الی فضیل بن عیاض رحمہ مخرجہ الی الجہاد وفی الطرسوس اولہا ؎ یا عابد الحرمین لو ابصرتنا ؛ لعلمت انک
فی العبادۃ تلعب ؛ مع ان الناس اطالوا الکلام فی مدح فضیل رحمہ فلیتامل - اور مسند خوارزمی مین اتباع قیاس
طعن کو اچھی تفصیل سے دفع کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ والنکے اصحاب پر اصحاب الراے کا الزام باطل
ہے بلکہ برعکس ہے کیونکہ غایت اتباع حدیث سے ضعیف الاسناد حدیث تک قیاس پر مقدم رکھتے ہین اقول شارح
منہاج البیضاوی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے ثم قال الخوارزمی اور ہمارے بیان کی تصدیق ان وجوہ سے ظاہر
ہے - اول یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ احادیث مرسلہ کو حجت رکھتے ہین - قلت وافقہ رحمہ اللہ فی ذلک الامام احمد ومالک
رحمہما اللہ تعالے والمشہور عن الامام الشافعی رحمہ عدم قبول المراسیل اما مطلقا او الا مراسیل ابی العالیہ ومالک اولما
اجتمع علیہ علی اختلاف بین الشافعیۃ واللہ اعلم - ولذلک قال بنقض الوضوء بالقہقہۃ علے خلاف القیاس لحدیث الا
مع انہ مرسل ونصت الشافعیۃ فی المسئلۃ علی القیاس ولم یحتجوا بالمرسل مع انہ من جیاد المراسیل عند ابی داؤد رحمہ اللہ تعالی
ثم قال اور وجہ دوم یہ کہ قیاس چار قسم ہے ایک موثر جو اصل وفرع مین باشتراک معنی موثر ہو مثلاً حرمت لواطت بر قیاس
وطی فی الحیض بعلت اذی اگرچہ حرمت لواطت خود منصوص ہے اور جیسے حرمت بعض مسکرات غیر منصوصہ بر خمر بعلت موثرہ
سکر وغیر ذلک من الجلی والخفی - اور قسم دوم قیاس مناسب باشتراک معنی مناسب درمیان اصل وفرع - اور سوم قیاس

شبہ باشتراک مشابہت احکام ظاہرہ درمیان اصل وفرع اور چہارم قیاس مطرد باطراد معنی میان اصل وفرع پس امام شافعی رہ کے نزدیک جملہ اقسام مذکورہ قیاس مع استصحاب وغیرہ حجت ہین مگر امام ابوحنیفہ رہ کے نزدیک قیاس موثر تو بالاتفاق حجت ہی اور قیاس طرد مین اصحاب حنفیہ مختلف ہین اور باقی اقسام قیاس بالاتفاق باطل ہین حجت نہین ہین پھر کیونکر کہا جاتا ہی کہ احادیث کے سوا رائے پر عامل ہین گویا کہنے والے کو معنی اجتہاد اور قیاس سے غفلت ہی اور خالی احادیث سرسری روایت کرنا اور سمجھ لینا معلوم ہی - اور وجہ سوم یہ کہ باوجود حجت قیاس کے جب حدیث ضعیف سے مدار عمل ہو تو حدیث ہی کو لیکر قیاس ترک کرتے ہین چنانچہ حدیث ابن مسعود رضا در بارہ وضو از نبیذ تمر کو باوجود ضعف کے لے لیا اور اسی مورد پر مخصوص رکھا اور دیگر اشربہ مین قیاس پر عمل کیا حالانکہ اشتراک موثر موجود ہی چنانچہ دیگر ائمہ نے قیاس ہی پر عمل کیا ہی - میزان شعرانی رہ مین ہی کہ جسنے یہ طعن کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قیاس کو احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مقدم کرتے ہین یہ ایسے شخص سے صادر ہوا جو ابوحنیفہ رہ سے تعصب کرتا اور دلیری سے بغیر پرہیزگاری کے انکی طرف باتین لگاتا ہی اور اس سے غافل ہی جو اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا - ان السمع والبصر والفؤاد الآیہ اور فرمایا - ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہل یکب الناس فی النار علے وجوہہم الا حصائد السنتہم - اور ابوجعفر شیرازی رہ نے بسند متصل روایت کیا کہ ابوحنیفہ رہ نے فرمایا کہ واللہ اس شخص نے ہمپر جھوٹ باندھا جسنے کہا کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہین حالانکہ بعد نص کے قیاس بیفائدہ ہی اور روایت ہی کہ ابوحنیفہ رہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو ہمکو پہونچ جاوے وہ ہمارے سر آنکھون پر ہی میرے مان باپ آپ پر قربان ہون اور ہمکو اس سے مخالفت کی مجال نہین ہی اور جو صحابہ سے آوے ہمارے سر آنکھون پر اور جو تابعین سے پہونچے اسمین ہم غور کرینگے - اور ایک روایت مین ہی کہ ہم پہلے قرآن مجید پر عمل کرتے ہین یعنی احادیث رسول اللہ صلعم سے اسکے معنی خوب سمجھکر اسپر عمل کرتے ہین پھر جب کتاب مجید مین نہین پاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ڈھونڈھتے ہین پھر جب نہ پاوین تو حضرات خلفاے راشدین یعنی حضرت ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کے قضایا پر پھر بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قضایا پر الی آخر ما قال رحمہ اللہ تعالے قال المترجم یہی علم ماخوذ ہی حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے جو معروف ہی اور سیوطی رہ وایک جماعت علما نے تنصیص کی ہی کہ امام رہ کا ایسا ہی قول جیسا مذکور ہوا صحیح ثابت ہوا ہی اور بیشک بحث اجتہاد وادراک معانی ایک فہم ایمانی ہی جو محض تفضل الٰہی عزوجل ہی اور قد صح فی حدیث علی رضی اللہ عنہ قولہ فہم یعطی لہ فی القرآن - اور علما جانتے ہین کہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمامتر مظہر معانی قرآن پاک ہین انہین مغایرت اتنی ہی خیال کرو جتنی اجمال وتفصیل مین سمجھتے ہو پس بسا اوقات معنی ظاہر مین کچھ سمجھتا ہی اور آیات واخبار کے فیض علم اور حکم و اشارات کے نور سے معنی حق حاصل کرلیتا ہی - اور فتوحات مکیہ مین ابن العربی رہ نے بسند متصل امام رہ سے روایت کیا کہ فرماتے تھے کہ لوگو تم دین الٰہی عزوجل مین اپنی رائے کی بات سے پرہیز کرو اور ہمیشہ ایسی بات کو لازم کئے رہو جو رسول اللہ صلعم کی سنت کے تابع ہی اور جو اس سے باہر ہو وہ گمراہی ہی اور کہتے تھے کہ جو کوئی میری دلیل کو نہ پہچانے اسکو میرے قول پر فتوے دینا حرام ہی اور فرماتے تھے کہ اپنے اوپر سلف

رحمہم اللہ تعالے کے آثار لازم کر لو اور لوگون کی رائے سے بچو اگرچہ وے اپنی رائے کو کیسے ہی آراستہ کرین کیونکہ حق با
طلب پر ظاہر ہوجاتی ہی اور تم تو صراط المستقیم پر ہو اور فرماتے تھے کہ تم بدعت اور تکلف نئی بات نکالنے سے بچو اور
وہی رسی مضبوط پکڑے رہو جو سلف رضی اللہ عنہم مین تھی اور ایک مرتبہ علم کلام کے سوال مین فرمایا کہ بدعت ہی تم آثار
سلف و انکے طریقہ کو اپنے اوپر لازم رکھو اور ایک مرتبہ سماع حدیث مین فرمایا کہ اسکا سننا بھی عبادت ہی اور فرمایا کہ لوگ ہمیشہ
بہتری مین رہینگے جبتک انمین کوئی حدیث طلب کرنے والا رہیگا اور جب وے علم کو بغیر حدیث کے طلب کرینگے تو
تباہ ہونگے - عقود الجواہر المنیفہ مین ہی کہ امام رح نے فرمایا کہ لوگون کی باتون سے مجکو ضعیف الاسناد حدیث زیادہ
محبوب ہی - واضح ہو کہ ان روایات و اقوال سے جو امام کے معروف مذہب کے طریقہ سے یہ بات ظاہر ہی کہ
بعض لوگون کے مطاعن انکے حق مین صحیح نہین ہین اور انکی ... کے نقل نفس و تعصب ... یہان جدال کرنا لا یعنی بلکہ
معصیت ہی اور زیادہ موہم اور منشاء جدال چند اقوال ہین اول وہ جو خطیب ... ذکر کیے ہین اور وجہ ثبوت اسکے
ثبوت ہی مین کلام ہی تو آستیے ایک بزرگ عالم مجتہد صاحب فضائل ... کے حق مین اگر ... ایک منکر فعل ... ہین
کا جو افعال نفاق و شیوہ منافقین سے ہی قرار دینا محل تعجب ہی حالانکہ بر تقدیر ثبوت کے وہی تاویلات جو دیگر ائمہ
و ثقات کی طرف سے دفع مطاعن مین معروف ہین بلکہ عامۂ ثقات روات سے دور کرنے مین مشہور ہین یہان بھی
ضروری تھین علاوہ برین خطیب رح کی طرف سے انکو طعن سمجھنا بھی غیر ضروری ہی چنانچہ ابن حجر رح نے کہا کہ خطیب رح
کی غرض ان اقوال کے جمع کرنے مین فقط یہی ظاہر ہی کہ ایک مرد کے حق مین کہنے والون کی جو کچھ باتین روایت
کیجاتی ہین انکو بمقابلہ ان اقوال فضائل کے جو اسکے حق مین ذکر کیے گئے ہین جمع کر دے اور طریقہ مستمرہ اصحاب
سنن کے موافق ان اقوال کی اسناد سے کلام نہین کیا اور اسکا منشاء نہین ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کی منزلت گھٹا دے
اور یہ بات اسکے تصنع سے ظاہر ہی کہ اسنے فضائل بدلائل نقل کیے اور پھر قادحین کے اقوال باسناد ضعیفہ و مجہولہ
روایت کر دیے اور ظاہر ہی کہ مجروح و مجہول شخص کی اسناد سے جو روایت ہی وہ کسی عام مسلمان کے حق مین
روا نہین رکھ سکتا تو امام ابو حنیفہ رح کے حق مین کیونکر مسلم ہوگی اور اگر ارادہ قدح ہی مسلم کر لیا جاوے تو یہ بعینہ
فتح القدیر کا جواب کافی ہی جبکہ نظر تقوی سے غافل نہ رہیے اور اگر کہا جاوے کہ خطیب ہی پر اعتماد نہین بلکہ نسائی
صاحب سنن نے لکھا کہ ابو حنیفہ رح حدیث مین قوی نہین ہین - تو ایسی جرح مبہم کہ جسکا کچھ پتا نہین لگتا ہی کیونکر بخلاف
ظاہر و باہر مسلم ہوگی بلکہ اولی یہ ہی کہ اسکے یہ معنی لگاتے جاوین کہ قولہ لیس بالقوی یعنی باتون مین زیادہ قوی نہ تھے
کہ بہت باتین کرتے ہون - کیونکہ تحدیث بمعنی مصطلح مین کوئی وجہ جرح کی بیان نہین ہوئی - پھر اگر کہا جاوے کہ کیا یہ
نہین چنانچہ امام بخاری رح نے ضعفاء مین لکھا کہ نعمان بن ثابت کوفی مرجیہ تھے لوگ انکی حدیث و رائے سے
ساکت ہوے - تو جواب یہ ہی کہ رائے کا غلغلہ اپنے معنی کے خلاف اسوقت کے کانون مین بھر گیا جیسے پیشتر ہوا
حالانکہ بالاتفاق قیاس اصل معمولی و معتمد علیہ ہی تو ظاہر ہی کہ مدار اسکا محض اختلاف لفظی پر ہی لہذا یہ جرح نہو کسی
جرح کے جو حدیث کے اصول مین مبین ہی جب یہان خالی رائے سے طعن ہی تو وہ بعد ظہور حال کے رفع ہوئی اور
یہی گویا وجہ سکوت از حدیث تھی کما یدل علیہ تقدیم الرای فی قولہ سکتوا عن رایہ و حدیثہ - اسی وجہ سے بعض بزرگون نے
حقیقت حال کا انکشاف ہوگیا انھون نے اہل طعن کی زبان روکی اور جو ثناء و صفت بیان کی او ... حدیث

روایت کی چنانچہ خود امام بخاری رح نے چند ثقات متقنین کا انسے روایت کرنا بیان کیا اور کہا کہ روی عنہ عباد بن العوام وابن المبارک وابن ہشیم ووکیع ومسلم بن خالد وابو معاویۃ الی آخرہ - اور یہ لوگ خود حدیث مین امام ہین پھر انکی روایت کے بعد کیونکر انکار کا محل صحیح رہیگا اور اگر یہ وہم ہو کہ انکے واسطے سے کتنے روایت کیا ہی تو لامحالہ قولہ سکتوا عن حدیثہ مستمر رہا تو جواب یہ ہی کہ جن لوگون پر حال مشتبہ رہا اور قیاس کو رائے وغیرہ منکرات مین داخل سمجھتے رہے انھون نے باسناد وغیرہ اسکو قبول کیا لہذا اہل التباس کا اجتناب کچھ امام رح کو مضر نہین ہی کیونکہ اللہ تعالی عزوجل ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی پر انسے روایت وقبول کو فرض نہین فرمایا اسی وجہ سے روایت نکرنے والے بھی گنہگار نہین ہین جبکہ انکی طرف موافق شیوۂ ایمان کے نیک گمان ہی اور مجتہد نے اگر دوسرے مجتہد سے خلاف مین انکار کیا تو عوام کی یہ حالت مساوی نہین آیا نہین دیکھتے کہ احکام مختلف ہین چنانچہ مجتہد کو ایک دوسرے کی تقلید روا نہین ہی حتے کہ اہل نظر تک بہ اتفاق روا نہین رکھا گیا تو ضرور ہی کہ مجتہد کی رائے اجتہادی جسطرف مودی ہو وہ اسکے نزدیک دوسرے مجتہد کی رائے خلاف صواب ہی ورنہ کیا یہ جائز جانتے ہو کہ مجتہد دوسرے کی رائے صواب سے جان بوجھ کر مخالفت کرتا ہی اور ایسی حالت مین اسکی رائے اجتہادی سے دوسرے کی خطا پر ہم یقین نہین کر سکتے کیونکہ عوام کی راہ تقلید ہی ولیکن تقلید اسکو مستلزم نہین کہ عمل کرنے و ثواب لینے کے لیے ایک حکم شرع الٰہی اپنے طریقہ سے حاصل کرے تو ضرور دوسرے مفتی فقیہ کو خاطی بھی کہے کما زعمہ شرذمۃ من المتاخرین بلکہ مجتہد کو بھی ضرور نہین کہ دوسرے مجتہد کو خطا پر یقین کرے کیونکہ اپنے آپ کو صواب پر غالب گمان کرتا ہی یقین نہین پھر غیر کو خطا پر یقین کیونکر کریگا - اسی واسطے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وائمہ تابعین رح مین باوجود اختلاف طریقہ عمل کے باہم اتحاد وخلوص مین کسی طرح کا اختلاف نہ تھا اور یہی ائمہ مجتہدین وصلحاء امت کا طریقہ چلا آیا ہی ہان تغیر اسباب بزرگی کے انجاب المرء براءیہ ہمیشہ منکر ہی جیسے کوئی لا یعنی دعوی اجتہاد مین سرگرم ہو یا تقلید شخص کو کل حال ومسئلہ مین اپنے اوپر فرض کر لے بلکہ اس زمانہ مین تو ہر شخص دوسرے سے اوسکے خلاف مین بغض کرتا ہی اور سراسر اپنا مقلد بنانا چاہتا ہی اور اسکا نام بغض فی اللہ رکھا ہی حالانکہ شیوہ سلف سے خود منحرف ہی اور عوام کو ایسے امور کی تکلیف دیتا ہی کہ جو انکی سمجھ سے باہر اور انکے حق مین باعث ضلالت ہی اور وہ خود بھی اس معصیت مین ہر ایک کا ساہم بنتا ہی ونعوذ باللہ تعالی من الضلال اور علامہ محدث شیخ محمد طاہر فتنی نے مغنی وخاتمہ مجمع البحار مین لکھا کہ ابو حنیفہ رح عالم عابد ورع تقی امام علوم شرع تھے اور بعضی باتین جیسے قرآن کو مخلوق کہنا اور معتزلہ کیطرح بندون کو قادر کہنا یا جبر وغیرہ ہونا ایسی باتین جو انکی طرف منسوب کی گئی ہین بیشک امام رح ان باتون سے پاک ہین اور یہ بالکل صریح ظاہر ہی اور اسی طرح ابن الاثیر رح نے جامع الاصول مین اور صاحب مشکوۃ نے اسماء الرجال مین اسکو مصرح لکھا ہی - یہانتک اہل علم کے رسائل وغیرہ سے استنباط کر کے جو کچھ مختصر لکھا گیا درحقیقت وافی ثبوت اس امر کا ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کے حق مین بیشک یہی کہنا چاہیے جو محققین علماء نے مجتمع یا متفرق بیان کیا کہ تابعی مجتہد امام زاہد عابد متورع متقی صاحب فضائل جلیلہ تھے اور چونکہ نفوس اسوقت اعتدال سے خارج ہین لہذا ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین واجلہ تابعین رحمہم اللہ تعالی سے کم رتبہ ہین جیسے معاصرین ومتاخرین سے بڑھے ہوئے ہون

واللہ تعالے اعلم

المائۃ الثانیۃ۔ دوسری صدی کے فقہا حنفیہ۔ ابراہیم الصائغ بن میمون المروزی۔ فقیہ محدث صدوق تھے روی عن ابی حنیفۃ وعطاء وعنہ حسان بن ابراہیم وغیرہ واخرج عنہ البخاری تعلیقا وابو داود والنسائی مسندا۔ زرگری و ڈھالنے کا پیشہ اختیار کیا تھا اور صاحب الفضل الہبا و تھے کہ ابو مسلم خراسانی کو مکرر بسبب منکرات شرعیہ کے سختی منع فرمایا آخر اسنے سنہ ۱۳۱ ہجری مین شہر مرو مین آپ کو شہید کیا مروزی منسوب بمرو بخلاف قیاس ہے۔ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق کوفی فقیہ محدث ثقہ ہین مولد سنہ ۱۰۰ ہجری شہر کوفہ ہے اور امام ابو حنیفہ رح وابو یوسف رح سے فقہ وحدیث حاصل کی اور آپ سے وکیع وابن مہدی نے روایت کی اور یہی کافی ہے کہ شیخین امام بخاری ومسلم نے آپ سے تخریج کی آپ سنہ ۱۶۰ھ مین فوت ہوے آسد بن عمرو بن عامر بجلی از اولاد جریر بن عبد اللہ البجلی صحابی رضی اللہ عنہ امام ابو حنیفہ کے تلمذ مین اصحاب عشرہ مین سے طویل الصحبۃ فقیہ محدث ثقہ ہین بعد ابو یوسف رح کے خلیفہ رشید کے واسطہ اور قاضی واسط و بغداد ہوے امام احمد ویحیی بن معین نے توثیق کی اور امام احمد ومحمد بن بکار واحمد بن منیع نے آپ سے حدیث روایت کی اور وفات سنہ ۱۸۸ھ یا سنہ ۱۹۰ھ مین ہوئی۔ حمزہ بن حبیب زیات کوفی۔ ابو عمارہ کنیت از قراء سبعہ مشہورین سنہ ۸۰ھ مین پیدا ہوے۔ محدث صدوق زاہد پرہیزگار تھے امام ابو حنیفہ سے بہت سی روایتین رکھتے تھے امام مسلم نے آپ سے تخریج کی اور سنہ ۱۵۶ھ یا کم مین وفات پائی۔ حماد بن ابی حنیفہ زاہد عابد پرہیزگار محدث فقیہ تھے۔ ابن عدی نے کہا کہ حافظہ اچھا نہ تھا۔ بعد قاسم بن معن کے کوفہ کے قاضی ہوے اور سنہ ۱۷۶ھ مین انتقال فرمایا۔ حفص بن غیاث بن طلق النخعی ابو عمر الکوفی۔ فقیہ محدث ثقہ زاہد متقی منجملہ ان اصحاب امام کے تھے جنکے حق مین فرمایا کہ انتم مسار قلبی وجلاء حزنی۔ اخذ الحدیث من الثوری وہشام بن عروۃ وعاصم وغیر واحد وروی عنہ احمد ویحیی بن معین والقطان وغیر واحد واخرج عنہ اصحاب الصحاح وغیرہ نے آخر عمرہ اور سنہ ۱۹۴ھ مین وفات پائی۔ حکم بن عبد اللہ بن سلمۃ البلخی ابو مطیع۔ علامہ کبیر ہین فقہ اکبر امام اعظم رح سے روایت کی اور کہتے تھے کہ میرے نزدیک رکوع وسجدہ مین تین بار تسبیح کہنا فرض ہے اور عبد اللہ بن مبارک آپ کے علم و دیانت کی وجہ سے تعظیم کرتے تھے وکان محدثا روی من الامام وابن عون ومالک وغیرہم وروی عنہ احمد بن منیع وخلاد بن اسلم وجماعۃ فی الحدیث لینا سنہ ۱۹۹ھ مین وفات پائی۔ حکایت ہے کہ خلیفہ نے والی بلخ کے نام جو خط بھیجا اسمین اپنے ولیعہد کی نسبت لکھا کہ۔ اٰتیناہ الحکم صبیا۔ جب آپ نے سنا تو امیر بلخ کے پاس جا کر کئی بار فرمایا کہ تم لوگ دنیاوی رغبت مین کفر تک پہونچ گئے امیر بلخ نے آبدیدہ ہوکر سبب پوچھا تو آپ نے منبر پر چڑھ کر مجمع مین اپنی داڑھی پکڑ کر رو رو کر فرمایا کہ یہ خطاب الٰہی عزوجل بحق یحیی پیغمبر علیہ السلام ہے جو کوئی کسی اور کو یہ کلمہ کہے وہ کافر ہے تمام لوگ رونے لگے اور جو آدمی یہ خط لاے تھے بھاگ گئے رحمہ اللہ تعالے۔ حفص بن عبد الرحمن البلخی معروف نیشاپوری۔ محدث فقیہ ثقہ تھے نسائی نے آپ سے روایت کی ہے پہلے نیشاپور کے قاضی ہوے پھر چھوڑ کر عبادت مین مشغول ہوے اور سنہ ۱۹۹ھ مین وفات پائی کہتے ہین کہ جب عبد اللہ بن المبارک نیشاپور مین تشریف لاتے تو ضرور آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ حماد بن دلیل قاضی مدائن۔ اُن اصحاب امام مین سے تھے جنکے حق مین فرمایا کہ یہ لوگ قضا کی صلاحیت رکھتے ہین کنیت ابو زید ہے اور شروطی کے لقب سے معروف ہین جب کوئی شیخ فضیل رح سے مسئلہ پوچھتا تو کہتے کہ ابو زید سے پوچھ لو۔ ابو داود رح نے سنن مین آپ سے تخریج کی ہے۔ خالد بن سلیمان۔ امام اہل بلخ از اصحاب فتوی سنہ ۱۹۹ھ مین چوراسی برس کے ہوکر وفات پائی داود بن نصیر الطائی ابو سلیمان

محدث ثقہ فقیہ زاہد معروف نہایت پرہیزگار تھے بیس برس امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہے - وثقہ ابن معین وغیرہ وروی عنہ ابن عیینۃ واخرج عنہ النسائی - آپ کے حکایات معروف ہیں ۱۶۱ھ یا ۱۶۲ھ میں وفات پائی - کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے باپ سے کچھ دینار میراث پائے انکو کسب حلال جانکر ایک ایک دانگ روز خرچ کرتے اور گوشہ اختیار کیا تھا اور دعا کی کہ انکے ختم پر میری وفات ہو چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور امام ابو یوسف کو بسبب اختیار عہدۂ قضا کے محبوب نرکھتے اور امام محمد کیطرف متوجہ ہوتے تھے اور صاحبین رح کو جب کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو دونوں صاحب انھیں کے پاس جاتے تھے - آپ اولیاء کے زمرہ میں معدود ہیں زفر بن ہذیل بن قیس العنبری - ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے - ابوحنیفہ رح اپنے اصحاب میں آپ کی تکریم کرتے تھے اور آپ کے خطبہ نکاح میں امام رح نے فرمایا کہ ہذا زفر امام من ائمۃ المسلمین الخ - زفر اور داؤد طائی میں برادرانہ اتحاد تھا پس داؤد رح نے عبادت بخلوت اختیار کرلی اور زفر رح نے خلوت وجلوت دونوں کو جمع کیا - شداد نے اسد بن عمرو سے پوچھا کہ ابو یوسف اور زفر میں کون افقہ ہے فرمایا کہ زفر اورع ہیں شداد نے کہا کہ میں فقہ میں پوچھتا ہوں فرمایا کہ پوری فقہ یہی تقوی ہے جس سے بزرگی ہوتی ہے روایت ہے کہ عہدۂ قضا سے انکار کرنے میں دو مرتبہ انکا مکان ڈھایا گیا مگر قبول نکیا - زفر فقیہ محدث ہیں ابونعیم نے کہا کہ ثقہ مامون ہیں ۱۵۸ھ میں بصرے میں وفات پائی - زہیر بن معاویہ بن خدیج کوفی ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اصحاب امام میں محدث ثقہ فقیہ تھے وثقہ یحیی بن معین وغیرہ - سمع عن الاعمش ومن فی طبقتہ وروی عنہ یحیی بن القطان واخرج عنہ اصحاب الصحاح ۱۷۲ھ یا ایک سال زائد میں وفات پائی - سفیان بن عیینۃ - محدث ثقہ حافظ فقیہ امام حجت ہیں ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے کہتے تھے کہ مجھے پہلے امام ابوحنیفہ رح نے محدث بنایا ہے - اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے بکثرت تخریج کی ہے امام شافعی رح نے فرمایا کہ اگر امام مالک وسفیان بن عیینۃ نہوتے تو حجاز سے علم جاتا رہتا - یکم رجب ۱۹۸ھ مکہ معظمہ میں وفات پائی اور حجون کے پاس مدفون ہوئے - شریک بن عبداللہ کوفی اصحاب امام میں داخل ہیں امام آپ کو کثیر العقل کہتے تھے - تقریب میں ہے کہ پہلے شہر واسط کے قاضی تھے پھر کوفہ کے مقرر ہوئے - عالم زاہد عابد عادل صدوق اور اہل ہوا و بدعت پر سخت گیری کرنے والے تھے آخر عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا ۱۷۷ھ میں وفات پائی امام مسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی ہے شقیق بن ابراہیم بلخی - ابوحنیفہ وعباد بن کثیر واسرائیل سے روایت کی اور ابو یوسف رح سے کتاب الصلوۃ پڑھی اور مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں رہے فقیہ زاہد عابد معروف ومشہور ہیں انکا قول ہے کہ رضاے الٰہی چار چیز میں ہے روزی میں امن و کام میں اخلاص و شیطانی رسوم سے عداوت اور موت سے موافقت - ۱۹۴ھ میں شہید ہوئے متوکل کامل تھے اور زمرۂ اولیاء اللہ تعالی میں انکی کرامات وافعال و ارشادات معروف ہیں - شعیب بن اسحاق بن عبدالرحمن القرشی الدمشقی - ابوحنیفہ رح کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ جید تھے انکو مرجیہ کی تہمت دیگئی ہے امام بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی اور دوسری صدی کے ۱۸۹ھ یا ۱۸۸ھ میں فوت ہوئے - عمرو بن میمون بن بحر بن سعد بن رماح بلخی - محدث ثقہ فقیہ صاحب علم وفہم وصلاح تھے بغداد میں آکر امام ابوحنیفہ رح کی صحبت میں داخل ہو کر فقہ حاصل کی مدت تک نیکی کے ساتھ قاضی رہے آخر عمر میں نابینا ہو کر ۱۷۱ھ میں وفات پائی - امام ترمذی رح نے آپ سے تخریج کی ہے - عافیت بن یزید بن قیس الازدی اصحاب ابوحنیفہ رح میں با اکرام فقیہ محدث ثقہ تھے - اعمش وہشام بن عروہ سے حدیث بھی سنی اور نسائی نے آپ سے

تخریج کی ہے سنہ [illegible] میں وفات پائی۔ عبد الکریم بن محمد جرجانی۔ فقیہ محدث مقبول تھے امام ابوحنیفہ رح سے راوی ہیں اور ترمذی
نے آپ سے تخریج کی ہے اور بعد [illegible] میں وفات پائی۔ عبد اللہ بن المبارک بن الواضح الحنظلی المروزی۔ سنہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے
ابتدا میں لہو و لعب میں مصروف تھے ایک روز باغ میں بڑا شراب کا جلسہ جمع کیا صبح ہوتے اپنے سرہانے درخت کے
ایک پرندے سے خواب میں سنا کہ یہ آیت پڑھتا ہے۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ وما نزل من الحق۔ اسی وقت سے
تائب ہو کر عابد ہو گئے اور سفر کر کے امام ابوحنیفہ کی صحبت میں آئے اور دیگر ائمہ کبار و اعلام اخیار سے بھی حدیث وغیرہ
کی سماعت کی اور بستان المحدثین میں تفصیل احوال مرقوم ہے اور اول حدیث از کتاب نقل فرمائی بقولہ حدثنا یونس عن
الزہری عن السائب بن یزید ان شریکا الحضرمی ذکر عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذاک رجل لا یتوسد بالقرآن۔
امام نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں آپکا ترجمہ ذکر کیا اور فقہ و علم و زہد و جہاد وغیرہ فضائل نقل کر کے لکھا کہ اجتمعت فیہ
خصائل الخیر کلہا۔ یعنی عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ میں خیر کے جملہ خصائل جمع کر دیے گئے تھے اور نقل کیا کہ ائمہ اعلام میں
جتنے فضائل انکے بیان ہوئے ہیں اور کسی کے مذکور نہیں ہیں اور روایت ہے کہ امام مالک سوائے ابن المبارک رح کے اور
کسی کے واسطے جگہ نہیں چھوڑتے تھے اور یہ امر گویا مجمع علیہ ہے کہ جامع فضائل و فواضل تھے اور جہاد سے واپس ہوتے وقت
موضع ہیت میں ماہ رمضان سنہ ۱۸۱ھ میں مسکینوں کی طرح وفات پائی رحمہ اللہ تعالی نقل ہے کہ وفات کے وقت اس حالت سے بستر
خاک پر جان دیتے ہوئے دیکھکر آپ کا غلام نصر نام جو معتبرین رواۃ حدیث سے ہے رونے لگا آپ نے پوچھا تو کہا کہ مجھے
ایسی تکلیف کی حالت اسوقت رلاتی ہے آپ نے کہا کہ مت رو کہ میں نے اللہ تعالی سے دعا کی تھی کہ پروردگار تو گروں کی
طرح زندہ رہوں اور مسکینوں کے ساتھ میری وفات ہو سو اللہ تعالی کی حمد و ثنا ادا کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہوا۔ مروزی نسبت بہ مرو
بعض نے کہا کہ خلاف قیاس ہے اور بعض نے اسکی توجیہ خلاف میں کہا کہ مروی کپڑا معروف منسوب بجانب مرو گاؤں جو واقع عراق قریب
کوفہ ہے اور یہ مرو واقع خراسان ہے فاحفظہ۔ مترجم کہتا ہے کہ اس تذکرہ سے استفادہ بطریق اعتبار اس اصل کی تصدیق کرتا ہے جو حدیث صحیح معروف
فی باب القدر سے صریح مستفاد ہے کہ قبولیت ازلی کو کوئی فعل منافی مضر نہیں کیونکہ آخر وہی لطف ازلی دستگیر ہو کر منزلت عالیہ
میں لیجاتا ہے اور طرد ازلی کو کوئی طاعت و عبادت موافق مفید نہیں کہ آخر انجام خراب ہو جاتا ہے جیسے قصہ بلعم باعورا معروف
ہے اللہم انی اعوذ بک من الطرد وسوء الخاتمۃ۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ عیسی بن یونس کوفی محدث ثقہ فقیہ جید تھے
حدیث کو اعمش و مالک رحمہ اللہ تعالی سے سنا اور فقہ کو ابوحنیفہ رح کے اصحاب سے حاصل کیا۔ خلیفہ مامون نے آپکو بشکر تکریم
حدیث کے دس ہزار روپیا بطور ہدیہ بھیجے آپ نے واپس کر دیے اسنے گمان کیا کہ کم سمجھکر پھیرے تو دو چند کر دیے۔ الغرض آپ نے
پھیر دیا اور فرمایا کہ یہ خاک بمقابلہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق قبول نہیں ہے۔ پینتالیس جہاد و پینتالیس حج ادا کیے
امام بخاری و مسلم وغیرہ نے آپ سے تخریج کی ہے اور سال وفات سنہ ۱۸۷ھ ہے رحمہ اللہ تعالی۔ علی بن مسہر القرشی الکوفی۔ از اصحاب
ابوحنیفہ رح جامع فقہ و حدیث تھے ثقہ صاحب روایت و درایت ہیں اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے کہتے ہیں کہ
امام سفیان الثوری رح نے انہیں کے واسطہ سے فقہ ابوحنیفہ رح کو اخذ کیا ہے۔ عبد اللہ بن ادریس بن یزید بن عبد الرحمن الکوفی
فقیہ عابد محدث ثقہ جید تھے ابوحنیفہ رح سے ہر چیز میں روایت کی و اعمش و ابن سعید وغیرہم سے بھی راوی ہیں اور آپ سے
امام مالک و ابن المبارک وغیرہم نے روایت کی اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے اور سنہ ۱۹۲ھ میں وفات
پائی۔ علی بن ظبیان الکوفی۔ قاضی القضاۃ فقیہ محدث عارف با ورع تھے حسن خلق سے ہمیشہ بوریے پر اجلاس کرتے

ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔ وفات ۹۲ھ میں ہوئی۔ عمرو بن الدار۔ امام تابعی فقیہ جید محدث مقبول تھے
ابوحنیفہ رح سے فقہ حاصل کی اور امام نے بھی انسے حدیث روایت کی ہے **فضیل بن عیاض** بن مسعود التمیمی۔ عالم ربانی
عارف ہیں ولی زاہد عابد ثقہ محدث فقیہ صاحب کرامات تھے۔ ابتدا میں رہزنی کرتے تھے ایک روز متاثر ہو کر توبہ کی
اور کوفہ میں آکر امام ابوحنیفہ رح کی خدمت سے فقہ و حدیث کو لیا اور متعدد ائمہ سے سماعت کی امام شافعی و ابن مہدی
وغیرہم نے آپ سے روایت کی اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے اور اولیا کے تذکرہ میں آپ کے
حالات و کرامات بسط لکھے ہیں اور ابن کثیر نے ابن عساکر کی تخریج سے ذکر کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے طرسوس میں جہاد کو جاتے ہوئے
ایک شخص کو جو حرم محترم جاتا تھا چند اشعار لکھوائے کہ فضیل رح کو یہ خط دیدینا اسنے مکہ معظمہ پہونچ کر آپ کو دیا اولہ یا عابد الحرمین
لو ابصرتنا + لعلمت انک فی العبادة تلعب + فضیل دیکھکر روئے اور کہا کہ میرے بھائی نے مجھے نصیحت فرمائی ہے
پھر اُس شخص کو ایک حدیث املا فرمائی اپنی اسناد سے ابوہریرہ رض سے مرفوع کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے
ایسی عبادت پوچھی جو جہاد کی برابری کرے آپ نے پوچھا کہ تو ہمیشہ رات و دن بلا درنگ نماز میں قیام کر سکتا ہے اور ہمیشہ
روزہ رکھ سکتا ہے اسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو مجھ سے نہو سکیگا فرمایا کہ قسم ہے کہ اگر تو اسکو بھی کرتا تب بھی جہاد کے
یکروزہ ثواب کو نہ پہونچتا وقد اوردت الحدیث فی التفسیر مترجما - بالجملہ غایت شہرت سے آپ کے ذکر فضائل کی
حاجت نہیں ہے رحمہم اللہ تعالی - **قاسم بن معن** بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ عنہ - ابوحنیفہ رح کے
ان اصحاب میں سے تھے جنکو فرمایا کہ انتم مسار قلبی و جلاء حزنی - فقیہ محدث بلیغ العربیة زاہد سخی با مروت تھے ابو حاتم نے
کہا کہ ثقہ صدوق مکثر الروایة ہیں - فی الصحاح عنہ کثیر، ۱۷۵ھ میں وفات پائی - **لیث بن سعد** بن عبدالرحمن رحمہ اللہ تعالی
تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ میں نے بعض مجامیع میں لکھا دیکھا کہ حنفی المذہب تھے - ۹۲ھ میں پیدا ہوئے فقیہ محدث ثقہ
صدوق جید صاحب ثروت و مقدرت تھے سال میں پانچہزار دینار کی آمدنی تھی مگر کثرت ایثار و سخاوت سے کبھی زکوة
واجب نہوئی تھی صحاح میں آپ سے روایات موجود ہیں اور ائمہ اخبار نے آپ سے روایت کی و کرامات کا تذکرہ طول ہے
۱۷۵ھ میں وفات پائی - **مسعر بن کدام** کوفی طبقہ کبار اتباع میں سے ہیں - نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا کہ آپ سفیان بن عیینہ
و سفیان الثوری کے استاد ہیں آپ کی جلالت قدر و حفظ و اتقان متفق علیہ ہے اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج
کی - آپ نے امام ابوحنیفہ و عطا و قتادہ سے روایت کی - ۱۵۵ھ میں وفات پائی - **مندل** - بن علی کوفی اصحاب امام ابوحنیفہ میں
فقیہ محدث صدوق تھے ابوداؤد و ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی ہے ۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۶۷ھ میں وفات پائی - **محمد بن**
الحسن بن الفرقد الشیبانی امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں آپ فقہ و حدیث و لغت میں امام ہیں حدیث کو ابوحنیفہ و ابویوسف و مسعر
و ثوری و مالک اور ابن دینار و اوزاعی وغیرہم سے سنا اور آپ سے امام شافعی و ابوعبید القاسم بن سلام اور ابوحفص کبیر احمد بن حفص
و معلی بن منصور و ابوسلیمان جوزجانی و موسی بن نصیر رازی و اسمعیل و علی بن مسلم و محمد بن سماعہ و ابراہیم بن رستم و ہشام بن عبیداللہ
و عیسی بن ابان و محمد بن مقاتل و شداد بن حکیم وغیرہم نے سنا - ابوعبید رح نے کہا کہ میں نے آپ سے زیادہ ماہر قرآن الہی نہیں
دیکھا اور عربیت و نحو و حساب میں ماہر تھے - مترجم کہتا ہے کہ فتاوی کتاب الشروط میں امام محمد رح کا قول لغت میں حجت قرار دیا
ہے - شامی نے کہا کہ مثل ابوعبید و اصمعی و خلیل و کسائی کے امام ہیں لغت میں آپ کی تقلید واجب ہے چنانچہ ابوعبید نے باوجود
جلالت قدر کے آپ کے قول سے حجت پکڑی جیسے ابوالعباس رح نے اور ثعلب نے سیبویہ کے ہمسر قرار دیا اور انکا

قول حجت مانا۔ امام محمد رحمہ کے فضائل جامع علوم اور کثیر التصانیف ہونا و ذکی و بیدار ہونا وغیرہ عموماً مشہور و معروف ہیں اور
امام شافعی و احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے انکی تصانیف سے استفادہ کا اقرار کیا اور اہل تذکرہ نے انکے فضائل بہت طویل
کیے ہیں اور وہ جو بعض تاریخوں سے دکھایا بعضے فضلاء نے انکا اور امام ابو یوسف رح کا معاملہ تو نقل کیا محض لغو و مہمل ہے جیسے
عموماً مورخین کے رطب و یابس جمع کرنے کا دستور ہوتا ہے لیکن عجب اس سے نقل کر دینا اُن بعض کا بطریق اثبات ہے
غفر اللہ تعالیٰ لنا ولہم وہو الغفور الرحیم۔ امام محمد رح نے سنہ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ علاوہ نوادر معلی و ابن سماعہ و ہشام وغیرہ کے
آپ کی خاص مشہور تصانیف یہ ہیں۔ مبسوط۔ زیادات۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ نوادر۔ نوازل۔ رقیات
ہارونیات۔ کیسانیات۔ جرجانیات۔ کتاب الآثار۔ موطا۔ ہیں سرخسی رح نے لکھا کہ سیر کبیر آخر تصنیفات سے ہے اور مبسوط
سب سے اول ہے اسی واسطے اسکو اصل کہتے ہیں اور اصول انکے چھ کتب ہیں۔ معروف کرخی ائمہ اولیاء الٰہی میں سے
معروف ہیں قطب الوقت مستجاب الدعوات تھے باپ آپکا فیروز نام نصرانی تھا آپکی کوشش سے راہب نصرانی و لیکن
نے ہرچند شرک تثلیث میں کوشش کی آپ جواب میں توحید ہی کہتے رہے آخر اسی حال میں بھاگ کر حضرت امام السید المعروف
علی بن موسیٰ رضا علیہ وعلیٰ آبائہ الصلوات والسلام کے پاس آکر مسلمان ہو گئے چند روز بعد جب گھر واپس ہوئے تو والدین
نے پوچھا کہ آخر تو نے کس دین کو اختیار کرنا چاہا فرمایا کہ میں نے دین حق پایا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کامل
کیا والدین بھی یہ سنکر مسلمان ہو گئے پھر آپ داؤد طائی شاگرد امام ابوحنیفہ رح کی صحبت میں علوم ظاہر و باطن سے کامل ہوئے
شامی میں ہے کہ آپ سے سری سقطی رح نے علوم ظاہری سے مرتبہ احسان و قبول تام حاصل کیا اور ۲۰۰ھ میں آپ نے
وفات پائی۔ نوح بن ابی مریم ابو عصمہ مروزی۔ فقہ کو امام ابوحنیفہ و ابن ابی لیلیٰ سے حاصل کیا اور حدیث کو حجاج بن ارطاۃ
و زہری وغیرہ سے اور تفسیر کو کلبی رح سے اور مغازی کو ابن اسحق سے حاصل کیا اسی سبب جامع مشہور ہوئے شیخ ابو حاتم
کہا کہ سوائے صدق کے سب میں جامع ہیں۔ اہل حدیث و نقاد الرجال کے نزدیک آپ غیر مقبول بلکہ وضاع میں سے
ہیں اور سنہ ۱۷۳ھ میں وفات پائی۔ نوح بن دراج کوفی فقیہ ہیں شاگرد امام ابوحنیفہ رح ہیں اور نیز زفر و ابن شبرمہ و ابن ابی لیلیٰ سے
بھی حاصل کی اور حدیث کو زفر و اعمش و سعید بن منصور سے روایت کرتے ہیں لیکن ابن معین رحمہ اللہ نے کذاب لکھا ہے اور
ابن ماجہ نے آپ سے اور نوح بن ابی مریم سے تفسیر میں تخریج کی ہے ۱۸۲ھ وفات پائی۔ وکیع بن الجراح بن ملیح بن عدی کوفی
فقہ و حدیث کے امام حافظ ثقہ زاہد عابد اکابر تبع تابعین میں سے شیخ شافعی و احمد وغیرہم ہیں۔ اصحاب [illegible]
میں آپ کا فقہ حاصل کرنا امام ابوحنیفہ سے مذکور ہے ظاہر اس سے کم نہیں کہ آپ نے فی الجملہ [illegible] امام سے [illegible]
طریقہ حاصل کیا واللہ اعلم۔ اور حدیث بھی امام سے روایت کی اور ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رح کے قول پر فتویٰ [illegible]
اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ میں نے وکیع سے کوئی افضل نہیں دیکھا۔ اصحاب صحاح [illegible] ابن المبارک و
ایک جماعت ائمہ ثقات نے آپ سے تخریج کی ہے و قد اطال الراوی فضائلہ۔ توفی سنہ ۱۹۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ یعقوب
بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عقبہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کنیت ابو یوسف سنہ ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے فقہ
پہلے ابن ابی لیلیٰ سے پھر امام ابوحنیفہ رح سے حاصل کی اور اصحاب امام میں مقدم ہوئے اور قاضی القضاۃ و افقہ العلماء
وغیرہ خطاب سے ملقب ہوئے حدیث کو امام اور ایک جماعت ائمہ ثقات مثل سلیمان تیمی و ہشام بن عروہ وغیرہم سے سنا اور
مشہور ہے کہ آپ سے الامام محمد و امام احمد و بشر بن الولید و یحییٰ بن معین و احمد بن منیع وغیرہم نے روایت کیا اور احمد بن حنبل

و یحیی بن معین و علی بن المدینی نے روایت حدیث میں آپ کے بارہ میں اختلاف نہیں کیا اور کتاب العشرہ والخراج تصنیف
مشہور ہی والامالی و نوادر وغیرہ معروف ہیں علماء نے انکے بارہ میں بہت تطویل کی اور بعضوں نے سخت سست لکھا واعلم
عند اللہ عز وجل سنہ ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔ یحیی بن سعید القطان امام حدیث ثقہ متقن باہیبت بالاتفاق ائمہ میں سے
ممتاز ہیں سنہ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۹۸ھ میں وفات پائی اور مروی ہو کہ امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوی دیتے تھے۔
یوسف بن یعقوب یعنی امام ابو یوسف کے فرزند فقیہ محدث قاضی جہت غربی بغداد تھے سنہ ۱۹۲ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالی
یوسف بن خالد السمتی۔ مولی بنی لیث جو بسبب نیک چال چلن کے سمتی یعنی حسن السمت مشہور ہوئے امام ابوحنیفہ کے
اصحاب میں سے فقیہ محدث صاحب بصیرت تھے ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی ولیکن تقریب میں متروک لکھا ہو اور
طحاوی نے مزنی سے روایت کی کہ یوسف بن خالد اہل الخیار میں سے ہیں قلت لعلہ ہذا القول لابی حاتم فی بعضہم کان من
خیار عباد اللہ ولکنہ کان یکذب یعنی رجالاً ثبتین ما القی الیہ فقیہ میں تکلما بالکذب فافہم۔ یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ کوفی ابو سعید
کنیت تھی۔ چالیس اصحاب ابی حنیفہ جنھوں نے کتب میں تدوین کی انہیں سے آپ عشرہ متقدمہ میں سے تھے جامع
فقہ و حدیث ہیں اور حدیث میں حافظ ثقہ متقن متورع ہیں۔ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا کہ علی بن المدینی نے
کہا کہ کوفہ میں بعد امام ثوری کے آپ سے زیادہ کوئی اثبت نہ تھا اور نسائی نے آپ کو ثقہ حجت لکھا ہو ولہ فضائل جمۃ فی
تاریخ الخطیب وغیرہ مات سنہ ۱۸۲ھ اور صحاح میں آپ سے تخریج موجود ہو رحمہ اللہ تعالی
المائۃ الثالثۃ۔ حسن بن زیاد کوفی۔ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں بیدار مغز دانشمند فقیہ تھے سنت نبوی کے بڑے محب
و متبع تھے چنانچہ بحکم حدیث البسوہم مما تلبسون۔ اپنے ممالیک کو اپنے مثل کپڑا پہناتے تھے۔ امام ابوحنیفہ سے کثیر الروایۃ ہیں
ایک مرتبہ ایک شخص کو فتوی دیا پھر جانا کہ مجھ سے خطا ہوئی تو منادی کرائی کہ میں نے فلان روز فلان مسئلہ کے جواب میں خطا
کی ہو جسنے پوچھا تھا وہ آکر صحیح کر لے۔ باوجود فضائل جمہ کے محدثین کے نزدیک ضعیف و متروک الحدیث ہیں اور ظاہر السبب
نقصان حافظہ کے ہوگا کیونکہ جب قاضی مقرر ہوئے تو اجلاس پر اپنا علم سب بھول جاتے یہانتک کہ اپنے اصحاب سے پوچھ کر
حکم کرتے پھر دوسرے وقت سب علم میں حافظ ہوتے لہذا قضا سے استعفا دیا کما ذکرہ السمعانی رح واخذ عنہ محمد بن سماعۃ و محمد
بن شجاع و علی الرازی و عمرو بن مہیر والخصاف رح۔ وفات آپ کی سنہ ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ من تالیفہ المجرد والامالی۔ حسن بن ابی مالک فقیہ
ثقہ تھے امام ابو یوسف رح سے فقہ لی اور انسے محمد بن شجاع نے اور سنہ ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ موسی بن سلیمان جوزجانی۔ ابو سلیمان
کنیت ہو فقیہ تبیر المذہب محدث حافظ اور معلی بن منصور کے مشارک ہیں امام محمد رح سے فقہ پائی اور امالی کو لکھا اور حدیث کو امام ابو یوسف
وابن المبارک سے بھی سنا اور کتب اصول امام محمد کو لکھا و انکی سیر صغیر و نوادر معروف ہیں سنہ ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ جہاں فتاوی میں نسخہ
ابی سلیمان کو ہو انھیں سے مراد ہو یعنی اصول کتب میں آپ کے لکھے ہوئے ہیں یہ لفظ ہو۔ زہد و عبادت کی وجہ سے عہدہ قضا
سے انکار کیا رحمہ اللہ تعالی۔ یزید بن ہارون الواسطی ابو خالد امام فقیہ محدث ثقہ سمع عن الائمۃ کابی حنیفۃ والثوری و روی عنہ ابن
معین و ابن المدینی سنہ ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔ عصام بن یوسف البلخی ابو عصمہ برادر ابراہیم بن یوسف فقیہ محدث ہیں ابو حاتم نے
ثقات میں لکھا اور روایت میں چوک جاتے تھے امام ابو یوسف سے فقہ حاصل کی ولیکن نماز میں رفع الیدین کیا کرتے تھے سنہ ۲۱۰ھ
میں وفات پائی۔ حسین بن حفص فقیہ جید و محدثین کے طبقہ کبار عاشرہ میں سے صدوق تھے مسلم و ابن ماجہ نے آپ سے روایت
لی۔ فقہ ابو یوسف سے حاصل کی اور اصفہان کے قاضی رہے اسی لیے فقہ حنفی وہاں جاری ہوئی سخی زاہد تھے سنہ ۲۱۲ھ

مین انتقال فرمایا - ابراہیم بن رستم مروزی - فقیہ محدث ثقہ تھے سمع الحدیث عن اسد بن عمرو البجلی ومالک والثوری وسعید وحماد بن سلمہ وحدث عنہ احمد بن حنبل وزہیر بن حرب - اور فقہ کو امام محمد سے حاصل کیا اور جم غفیر نے انسے حاصل کی اور قضا ر کے قبول سے انکار کیا حج سے واپسی مین نیشاپور مین ۲۱۱ھ مین وفات پائی - معلی بن منصور الرازی - فقیہ از ثقات حفاظ حدیث مین فقہ مین امام ابو یوسف وامام محمد کے اصحاب کبار مین سے ہین اور حدیث کو مالک ولیث وحماد اور ابن عیینہ سے سماعت کیا اور انسے ابن المدینی وابن ابی شیبہ نے وامام بخاری نے غیر جامع مین ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا - صاحب تقوی وتدین اور متبع سنت تھے ۲۱۱ھ مین انتقال فرمایا - امام ثانی وربانی کے کتب وامالی دنوادر آپ سے مروی ہین ضحاک بن مخلد بن مسلم البصری - امام ابوحنیفہ کے اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ متقن تھے ابوعاصم کنیت ونبیل سے معروف تھے اصحاب صحاح ستہ نے انسے تخریج کی ۲۱۲ھ مین فوت ہوے - ثلاثیات بخاری کے رواۃ مین سے ہین اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ الامام فقیہ تھا بڑا زاہد صالح متدین امام وقت تھے ابوسعید بردعی نے انسے فقہ پڑھی اور انھون نے اپنے والد حماد وحسن بن زیاد سے پڑھی اور حدیث عمر و بن ذر اور مالک بن مغول وابن ابی ذئب وقاسم بن معن وغیرہم سے سنی اور انسے سہل بن عثمان وعبد المومن بن علی نے سماعت کی اور ۲۱۲ھ مین جوان انتقال کیا جامع فقہ ورد قدریہ ومرجیہ مین تالیف ہین - بشر بن ابی ازہر نیشاپوری کوفہ کے مشہور فقہا مین سے ثقہ محدث ہین فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث ابن المبارک وابن عیینہ وشریک سے سنی وانسے علی بن المدینی ومحمد بن یحیی ذہلی نے روایت کی ۲۱۳ھ مین فوت ہوے امام ابو یوسف سے فقہ کی روایات انسے مروی ہین خلف بن ایوب بلخی - امام محمد وزفر کے اصحاب مین سے فقیہ محدث عابد زاہد صالح تھے فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث اسرائیل و اسد بن عمرو اور معمر سے سنی اور انسے امام احمد وابوکریب وغیرہم نے روایت کی ولی جامع الترمذی عنہ فضلتان لاتجمعان فی منافق حسن سمت وفقہ فی الدین - مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت مین رہے اور طریق زہد حاصل کیا - انکے مسائل مین ہے کہ مین ایسے شخص کی گواہی قبول نکرونگا جو مسجد مین فقیر کو سوال پر خیرات دے - ایک دفعہ سخت بیمار ہوے تو اصحاب سے کہتے کہ مجکو نماز کے لیے کھڑا کرو اور تکبیر کے وقت تک مدد و پھر چھوڑ دینا پس باقی نماز تند رستون کی طرح ادا کر لیتے جب سلام پھیرتے تو شدت ضعف سے گر پڑتے - لوگون نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ مرض فرمان الہی کی برابری نہین کرسکتا - اور ایسے ہی حکایات بہت لطیف بکثرت مروی ہین عارف باللہ تعالی صالح تھے جنکے طفیل مین دوسرون کی نجات ظاہر ہوتی ہے ۲۱۵ھ مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالی فتاوی مین آپ سے اپنے استاد اسد رح سے مسائل مروی ہین - محمد بن عبد اللہ بن المثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک الانصاری صحابی رضی اللہ عنہ واکثر کہا جاتا ہے محمد بن المثنی جیسے احمد بن محمد بن حنبل کو احمد بن حنبل کہتے ہین - امام زفر کے اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ جید تھے ائمہ صحاح ستہ نے آپ سے بکثرت روایت کی وامام احمد وابن المدینی نے بھی عسکر بغداد وبصرہ کے قاضی رہکر ۲۱۵ھ مین وفات پائی - ابراہیم بن الجراح الکوفی فقیہ محدث تھے فقہ وحدیث کو امام ابو یوسف سے اخذ کیا اور امالی کو لکھا اور ۲۱۷ھ مین انتقال فرمایا - علی بن معبد بن شداد الرقی - امام احمد کے طبقہ مین سے فقیہ محدث ثقہ مستقیم الحدیث حنفی المذہب تھے امام محمد سے جامع صغیر وکبیر روایت کی اور حدیث کو امام محمد وامام شافعی وابن المبارک ومالک وغیرہم ائمہ سے سنا اور انسے اسحاق بن منصور ویحیی بن معین ویونس بن عبد الاعلی ومحمد بن اسحاق وغیرہم ثقات کثیر نے روایت کیا واخرج عنہ الترمذی والنسائی اور ۲۱۸ھ مین انتقال فرمایا

محمد بن حفص المعروف بابی حفص الکبیر البخاری - فقیہ ومحدث ہین تلمیذ امام محمد اور صالح زاہد معروف

فقیہ ہین - تذکرات مین لکھا ہو کہ آپکے زمانہ مین امام بخاری صاحب صحیح آئے اور فتوی دینے لگے آپنے انکو منع کیا کہ
تم لائق فتوی نہین ہو مگر انھون نے نہ مانا ایک روز لوگون نے دریافت کیا کہ دو لڑکون نے ایک گائے کا دودھ پیا
تو کیا حکم ہو امام بخاری نے جواب دیا کہ انمین حرمت رضاعت متحقق ہو گئی - فقہا نے یہ حال دیکھکر ہجوم کرکے انکو بخارا سے
نکالدیا - فاضل لکھنوی مرحوم نے اپنے رسالہ تراجم مین یہ قصہ لکھکر کہا کہ ہمارے اصحاب کی کتابون مین یون ہی مذکور ہو لیکن
امام بخاری کی دقت نظر و متانت استنباط وجودت فکر سے مجھے یہ قصہ بعید معلوم ہوتا ہو - منتظم کہتا ہو کہ بیشبہہ یہ قصہ جعلی
کسی نے الحاق کیا ہو ورنہ بخاری جیسے دقیق الاستنباط مین کہان اسکے صریح دقائق و دقیق اجتہادات اور کہان یہ بالکل
جہالت کا قصہ جو سخت تعجب کا باعث ہو اور ہرگز قابل تسلیم نہین ہو امام بخاری کی وسعت نظر و فکر کمال اشتہار سے مستغنی
از بیان ہو اگر کوئی مستور الحال آدمی ہوتا تو شاید اشتباہ ہو جاتا مگر واضع نے فضیحت ہونے کو یہان تعصب سے کور ہو کر یہ قصہ
وضع کیا ہکذا ینبغی الاعتقاد بشان الائمۃ واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال شداد بن حکیم بلخی - امام زفر کے اصحاب مین سے فقیہ
محدث و احمد بن ابی عمران شیخ الطحاوی کے استاد تھے - ابو عاصم ضحاک بن مخلد آپنے بعد وفات امام ابو حنیفہ رح کے انکی
صحبت اختیار کی - پہلے آپنے قضا سے بلخ کے انکار کیا پھر ایک مدت بعد خود چاہی تو لوگون نے ملامت کی فرمایا کہ پہلے
میرے سوا اور لوگ صالح تھے اب خوفناک ہون کہ شاید مجھسے مواخذہ کیا جاوے - خلف بن ایوب سے روایت ہو کہ ایک
مرتبہ آپکی جورو نے باندی کے ہاتھ آپکے پاس طعام سحری بھیجا اسکو دیر ہو گئی تو جورو نے باندی کو تہمت کیا آپنے
فرمایا کہ جانے دو مگر اسنے ہٹ کی آپنے اثنائے گفتگو مین کہا کہ کیا تو علم غیب جانتی ہو کیونکہ تہمت کرتی ہو اسنے کہا کہ ہان جانتی
ہون آپنے امام محمد رح کو صورت حال سے آگاہ کرکے حکم مانگا امام رح نے کہا کہ نکاح کی تجدید کرو اور وجہ یہ تھی کہ عورت مرتدہ کے
حکم مین ہو گئی لہذا بعد توبہ کے اس سے دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوئی ۲۱۰ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالی - عیسی بن ابان بن صدقہ
قاضی ابو موسی - حافظ الحدیث فقیہ جید تھے فقہ امام محمد سے اور حدیث اسمعیل بن جعفر و ہشیم بن بشیر و یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ
و امام محمد وغیرہم سے حاصل کی اور کثیر الحدیث تھے - ابن سماعہ کی روایت مین ہو کہ ابتدا مین امام محمد رح کی مجلس سے نفرت
کرتے اور کہتے کہ ہم حافظ الاحادیث ہو کر ایسی مجلس مین نہین جاتے جہان حدیث سے مخالفت ہو ایک روز باصرار ہمنے لیجا کر بٹھایا
امام محمد رح نے فرمایا کہ اے بھتیجے تمنے کس بات مین ہماری مخالفت دیکھی ہو تب انھون نے پچیس مقامات مین حدیث سے اعتراض کیا امام محمد
جیتے گئے اور ہر ایک کا جواب بدلائل شرعیہ و اصول حدیث مع شواہد وغیرہ اچھی شرح و بسط سے دیا کہ انکو پوری تسکین ہو گئی تو پھر
امام محمد رح کی صحبت ضروری سمجھکر چھ مہینے تک انسے فقہ کو اخذ کیا - اور نوادر کو روایت کرتے ہین ۲۲۱ھ مین انتقال فرمایا - کتاب الحج
آپکی تصنیفات سے ہو - نعیم بن حماد بن معاویہ مروزی محدث صدوق فقیہ عارف فرائض ہین - حدیث مین انکو حجت کہا جاتا
ہو - ابن عدی نے ان احادیث کو جمع کرکے کہا کہ انکے سوائے باقی احادیث آپکی روایت مستقیم ہین - ابن معین و بخاری کے
شیخ ہین اور امام ابو حنیفہ رح سے [illegible] روایت کیا ہو مدت تک مصر مین تھے جب قرآن مخلوق ہونے کا قول نہ
چھوڑنے کے سبب کفر کا فتوی دیا تو وہان سے نکالے گئے اور آخر قید مین ۲۲۹ھ مین وفات پائی - فرج مولی امام ابو یوسف
فقیہ جید و محدث ثقہ ہین جماعت ائمہ حدیث مثل شیخین و امام احمد نے آپکی توثیق کی اور حدیث لی ہو - طحاوی نے بواسطہ
شیخ احمد بن ابی عمران کے انسے روایت کی کہ امام ابو یوسف جب کسی کی ملاقات سے کراہت کرتے تو تکیہ پر سر رکھکر کہتے کہ کہدو
کہ قاضی تکیہ پر سر رکھا ہو وہ گمان کرتا کہ ابھی سوتے ہین لہذا واپس جاتا فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی ۲۲۲ھ مین وفات پائی

اسمٰعیل بن ابی سعید الجرجانی - امام محمد کے اصحاب میں فقیہ محدث ہیں - حدیث کو یحییٰ القطان و ابن عیینہ رحمہ سے بھی سنا
و من عجائب توالیفہ فی الفقہ البیان اور وفیہ اجوبۃ مسائل عن محمد ثم اعترض علیہا وفات [illegible]ھ میں ہوئی - علی بن
الجعد بن عبید الجوہری البغدادی - امام ابو یوسف کے اصحاب میں حافظ الحدیث ثقہ متقن تھے حدیث کو شعبہ و جریر
بن عثمان و شیبہ و مالک وغیرہم سے سنا - آپ سے امام بخاری و ابو داؤد و ابن معین وغیرہم نے روایت کیا اور حدیث کو کمال
حفاظت سے ایک ہی لفظ پر ہمیشہ روایت کرتے - ابو حاتم نے کہا کہ میں نے ایسا کوئی نہیں دیکھا ملی نے کہا کہ وہ جہمیہ
سے تھے میں عبدوس رحمہ نے کہا کہ یہ غلط مشہور ہو گیا بلکہ آپکا بیٹا قاضی بغداد البتہ قول جہم بن صفوان کا قائل تھا -
۱۳۳ھ میں پیدا ہوئے ۲۳۰ھ میں انتقال کیا - نصر بن زیاد نیشاپوری فقیہ محدث امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ثابت
قدم تھے فقہ امام محمد سے اور حدیث ابن المبارک سے لی اور ۲۳۳ھ میں انتقال فرمایا - محمد بن سماعہ بن عبید اللہ کوفی فقیہ
محدث حافظ صدوق تھے فقہ صاحبین سے اور حدیث بھی اور لیث بن سعد سے بھی حاصل کی - اخذ عنہ احمد بن ابی عمران
ابو علی الرازی و عبد اللہ بن جعفر وغیرہم ۲۳۳ھ میں فوت ہوئے - نوادر ابن سماعہ از صاحبین و ادب القاضی و محاضر و سجلات
معروف ہیں - حاتم بن اسمٰعیل الاصم بلخی اولیاء کبار میں معدود اور صاحب مقامات ہیں فقہ و طریقت کو شقیق بلخی سے
لیا - آپ کا قول ہے کہ بغیر فقہ کے عبادت کرنے والا جیسے چکی چلانے کا گدھا - امام احمد نے انسے پوچھا کہ آدمیوں سے کیونکر
خلاصی ہو فرمایا کہ یا تو انکو کچھ قرض دیکر پھر نہ مانگے یا انکے حقوق ادا کرکے اپنے حقوق نہ چاہے یا انکے مکروہات کو نفس
اٹھاوے اور خود رنج نہ پہونچاوے اور صحیح یہی ہے کہ حاتم اصم مشہور ہو گئے درحقیقت بہرے نہ تھے ۲۳۷ھ میں وفات پائی
بشر بن الولید بن خالد کندی - امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے فقیہ محدث ثقہ متدین صالح عابد تھے امام ابو یوسف
سے امالی کو روایت کیا اور حدیث کو دیگر ائمہ سے بھی مانند مالک و حماد بن زید رحمہم اللہ کے سنا اور آپ سے ابو داؤد و ابو یعلیٰ
و ابو نعیم وغیرہم نے روایت کی و قال الدارقطنی ہو ثقہ - بعد کبر سنی کے ۲۳۸ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ - ابو داؤد بن
رشید خوارزمی - امام محمد و حفص بن غیاث کے اصحاب میں سے فقیہ محدث ثقہ تھے یحییٰ بن معین رحمہ نے توثیق کی اور امام
مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ و نسائی نے آپ سے روایت کی اور امام بخاری رحمہ نے بھی ۲۳۹ھ میں وفات پائی - نوادر میں
آپ کی کتاب بنام نوادر داؤد بن رشید مشہور ہے اور فتاوی میں اسی سے حوالہ ہے - ابراہیم بن یوسف بن میمون بن قدامہ
بلخی اپنے وقت کے شیخ اکمل محدث ثقہ فقیہ تھے - ابو حنیفہ کے اصحاب میں آپکو بہت توقیر حاصل تھی مدت تک امام
ابو یوسف کی صحبت میں رہے - حدیث کو سفیان بن عیینہ و وکیع و اسمٰعیل بن علیہ و حماد بن زید سے سنا تھا اور امام مالک
سے صرف یہ حدیث - مالک عن نافع عن ابن عمر رضی کل مسکر خمر و کل مسکر حرام - سبب یہ ہوا کہ مجلس میں قتیبہ بن سعید ہوتے
تھے جنھوں نے امام مالک سے کہا کہ یہ شخص ارجاء ظاہر کرتا ہے یعنی مرجیہ ہے امام مالک نے مجلس سے اٹھا دیا جس
سے یہی ایک حدیث سماعت کرنے پائے - حدیث کو فقہ کے بعد حاصل کیا اور امام ابو یوسف سے روایت کرتے تھے کہ
امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ کسی کو ہمارے قول پر فتوی دینا نہیں جائز ہے جبتک یہ نہ جانے کہ ہمنے کہاں سے لیا ہے یعنی
دلیل از شرع نجانے - روایت ہے کہ ہر روز بعد نماز فجر کے بلخ کے گرد پھرتے جو قبر شکستہ دیکھتے اسکو ہاتھ سے درست
کر دیتے اور راستوں کو صاف کرتے اور ظہر کو ویرانہ میں مسجد تھی وہاں جا کر اذان دیتے اور فقہا و زہاد و عباد جمع
ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھتے - ایک دفعہ امیر بلخ نے فقہا سے کہا کہ میں آپ کے شیخ سے چند باتیں دریافت کرنا

چاہتا ہون مگر میرے پاس نہین آتے - اُنھون نے کہا کہ کسی کے پاس نہین جاتے - کہا کہ مین جاؤن کہنے لگے کہ مگر وے بات نہ کرینگے پان ویرانہ والی مسجد مین بعد نماز کے تو کہنا کہ ہمکو اللہ تو شاید تیری طرف متوجہ ہونگے لسنے یہی کہا پھر جوابات حاصل کرنے کے بعد کہا کہ مین بلخ کا حاکم ہون اگر کوئی خدمت ضروری ہو تو بجا لاؤن آپ بلا تامل فرما دین - آپ یہ سنکر رونے لگے اور فرمایا کہ میرا خون پانی ہوگیا کہ مین نے تیرے ایک سپاہی کو دیکھا جسنے کبوتر پر اپنا باز چھوڑا جسکے صدمہ مہ چنگل سے وہ کبوتر زمین پر لوٹتا تھا مگر وہ سپاہی کچھ رحم نہین کرتا تھا - امیر نے تمام قلمرو مین حکم جاری کیا کہ ہرگز کوئی شخص شکاری جانور نہ پالے - امام نسائی نے آپ کی توثیق ظاہر کی اور آپ سے روایت کی ہے وفات سنہ ۲۴۱ھ مین ہوئی - یحیی بن اکثم مروزی - فقیہ محدث صدوق تھے آخر فرائض مین آپ سے حکایت لطیفہ اس فتاوی مین مذکور ہے - حدیث امام محمد وابن المبارک وسفیان وغیرہم سے سنی اور آپ سے ترمذی نے اور غیر جامع مین بخاری نے روایت کی خطیب نے کہا کہ بدعت سے سلیم وسنت پر مستقیم تھے - سنہ ۲۴۲ھ مین انتقال فرمایا - ہلال بن یحیی بن مسلم - فقیہ محدث تھے - امام ابو یوسف وزفر سے فقہ اور ابو عوانہ وغیرہ سے حدیث سنی اور آپ سے شیخ بکار بن قتیبہ نے روایت کی سنہ ۲۴۵ھ مین وفات پائی ہے ایک کتاب شروط مین اور دوسری احکام مین آپ سے معروف ہین - خالد بن یوسف بن خالد السمتی - فقیہ محدث ہین - ابو حاتم نے کہا کہ جو احادیث اپنے والد کے سوا اورون سے روایت کین معتبر ہین سنہ ۲۴۹ھ مین وفات پائی - ایوب بن حسن نیشا پوری - فقیہ مستجاب الدعوات شاگرد امام محمد ہین سنہ ۲۵۱ھ مین فوت ہوے - اسحاق بن بہلول - فقیہ حافظ محدث شاگرد حسن بن زیاد وغیرہ فقہ مین وشاگرد اپنے باپ کے وابن عیینہ ووکیع وغیرہم کی حدیث مین ہین سنہ ۲۵۲ھ مین فوت ہوے منتخبا وفقہ مین تالیف ہے - احمد بن عمر بن مہیر خصاف رح کنیت ابو بکر ہے فقیہ اجل محدث زاہد ورع تھے فقہ اپنے باپ وحسن بن زیاد سے پڑھی اور حدیث اپنے باپ وعاصم وابو داؤد طیالسی ومسدد بن مسرہد بن مسرہل وابن المدینی وفضل بن دکین وغیرہم سے سنی نعلین وموزہ دوزی کی کمائی سے بسر کرتے تھے سنہ ۲۶۱ھ مین وفات پائی - تصنیفات مین سے کتاب الخراج وکتاب الحیل وکتاب الوصایا وکتاب الشروط صغیر وکبیر اور کتاب المناسک وکتاب الرضاع وکتاب المحاضر والسجلات کتاب ادب القاضی - کتاب النفقات - احکام العصیر - ذرع الکعبۃ - کتاب الوقف - وکتاب اقرار الورثۃ - کتاب الفقر وکتاب المسجد والقبر ہین اس فتاوی مین کثرت سے آپ کی تصانیف سے حوالہ ہے - ابراہیم بن ادہم البلخی - فقیہ محدث صدوق زاہد معروف از اولیاء الٰہی عزوجل صاحب کرامات مشہورہ ہین بادشاہی ترک کرکے زاہد ہوے مدت تک ابو حنیفہ سے علم حاصل کیا پھر فضیل بن عیاض سے خرقہ ارادت پہنا اور تقریب مین ہے کہ ثقہ صدوق زاہد معروف اور سنہ ۲۶۲ھ مین فوت ہوے - محمد بن احمد بن حفص - معروف بہ ابو حفص صغیر فقہ مین اپنے والد ابو حفص کبیر کے شاگرد اور طالب حدیث مین امام بخاری کے رفیق تھے سنہ ۲۶۴ھ مین فوت ہوے - محمد بن شجاع الثلجی بالثاء المثلثۃ والجیم لانہ نسبۃ الی الثلج وقیل لانہ من اولاد ثلج بن عمر بن مالک - فقہ مین شاگرد حسن بن مالک وحسن بن زیاد ہین اور حدیث مین یحیی بن آدم وابو اسامۃ ووکیع وغیرہم ائمہ کے ہین علم کے دریا تھے اہل حدیث نے تشبیہ کی تہمت کے سبب ترک کیا اور کہا گیا کہ تشبیہ کی تائید مین احادیث وضع کرتے تھے - اور جواب دیا گیا کہ انھون نے مشبہہ کے رد مین کتاب لکھی پھر کیونکر یہ تہمت درست ہو سکتی ہے - سنہ ۲۶۶ھ مین وفات پائی ہے تصانیف مین سے کتاب تصحیح الآثار - نوادر کتاب المضاربۃ - المناسک الکبیر - الرد علی المشبہۃ ہین - اس فتاوی مین بعض مشائخ بلخ سے ہے

انکے اساتذہ بڑے بڑے ہین وہ کوئی بات بے اصل معتمد نہین کہتا ہے واللہ اعلم۔ نصیر بن یحیی البلخی۔ تلمیذ ابو سلیمان الجوزجانی سنہ ۲۶۸ھ
مین فوت ہوے وفتاوی مین حوالہ ہے۔ محمد بن الیمان سمرقندی۔ از طبقۂ ابی منصور ماتریدی متوفی سنہ ۲۶۸ھ وله معالم الدین وغیرہ۔
بکار بن قتیبہ قاضی مصری۔ فقہ از یحیی بن ہلال رازی و امام زفر۔ حدیث از ابو داؤد الطیالسی واقرانہ وروی عنہ ابو عوانہ
وابن خزیمہ فی صحیحہما والطحاوی المتوفی سنہ ۲۷۰ھ از تصانیف کتاب الشروط وکتاب المحاضر والسجلات اور کتاب الوثائق والعہود۔
محمد بن سلمہ بلخی۔ فقیہ کامل ہین شداد بن حکیم و جوزجانی سے اور بغداد مین محمد شجاع بلخی سے فقہ پڑھی اور انسے ابو بکر اسکاف
نے حاصل کی اور سنہ ۲۷۸ھ مین وفات پائی۔ حکایت ہے کہ ابو نصر محمد بن سلام کو قبل وفات کے وصیت کی کہ اپنی زبان اہل القلم
کے حق مین روکو۔ بادشاہون و امیرون کے دروازہ پر مت جاؤ۔ دنیا مت چاہو ورنہ اپنے خالق عزوجل و آخرت کو نہ پاؤگے
اور اگر آخرت چاہو تو اللہ تعالی راضی ہوگا اور دنیا بھی ملجائیگی۔ آپکے استنباطات سے فتاوی مین حوالہ ہے۔ محمد بن ازہر
خراسانی۔ مرجع فتاوی و نوازل تھے سنہ ۲۷۹ھ مین فوت ہوے۔ سلیمان بن شعیب از اصحاب امام محمد رح فقیہ ہین نوادر کو
لکھا اور انسے طحاوی نے روایت کی سنہ ۲۷۸ھ مین فوت ہوے۔ احمد بن ابی عمران شیخ الطحاوی فقیہ محدث ہین فقہ از ابن سماعہ
و بشر بن الولید۔ اور حدیث از علی بن عاصم و شعیب بن سلیمان و علی بن الجعد و محمد بن المثنی۔ ابن یونس نے تاریخ مین توثیق
کی سنہ ۲۸۰ھ مین فوت ہوے۔ احمد بن محمد بن عیسی برتی۔ فقیہ محدث ہین فقہ از ابو سلیمان و یحیی بن اکثم۔ اور حدیث عن جمع من الائمہ
خطیب نے کہا کہ ثقہ حجت ہے سنہ ۲۸۰ھ مین فوت ہوے۔ محمد بن احمد بن موسی۔ فقیہ محدث مرضی ہین سنہ ۲۸۱ھ مین فوت ہوے۔
عبد الحمید بن عبد العزیز قاضی القضاۃ بغدادی فقیہ ثقہ متقی ہین فقہ از عیسی بن ابان وغیرہم سے پڑھی اور آپ سے طحاوی
و ابو الطاہر دباس وغیرہ نے لیا سنہ ۲۹۲ھ مین فوت ہوے ومن تصانیفہ المحاضر والسجلات وادب القاضی فی الفرائض۔
محمد بن مقاتل رازی۔ اصحاب امام محمد مین سے فقیہ محدث تھے حدیث طبقۂ وکیع سے سنی وقیل ضعیف فی الحدیث۔
موسی بن نصر رازی از اصحاب محمد رح کنیت ابو سہل تھی آپ سے ابو سعید بردعی و ابو علی دقاق نے فقہ حاصل کی ہے۔
ابن عبد اللہ رازی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ و محمد رح کے فقہ مین اور امام مالک کے حدیث مین شاگرد ہین ابن حبان نے ثقہ
کہا کہ ثقہ ہین ابو حاتم نے کہا کہ صدوق ہین ولہ کتاب النوادر وغیرہ۔ علی الرازی۔ عالم عارف زاہد ورع ہین شاگرد حسن
ہین کتاب الصلوۃ مشہور تصنیف ہے۔ ہدایہ مین انکو مقلدین مین گنا ہے لاکن بعض متاخرین کو اصحاب ترجیح مین شمار کیا گیا ہے
فاضل لکھنوی مرحوم نے لکھا کہ لوگون کی فضیلت زمانہ پر موقوف نہین بلکہ بحسب قوت و اصابت ہے اسی واسطے شمس الدین
احمد ابن کمال پاشا اور ابو السعود عمادی باوجود کثرت تاخر کے اصحاب ترجیح سے ہین قلت قد اشرت الی ما ہو الحق عندی فی
بحث الاجتہاد و مراتبہ۔ ابو علی الدقاق۔ فقیہ زاہد معروف ہین تفقہ علی موسی بن نصر الرازی و اخذ عنہ ابو سعید البردعی ولہ
کتاب الحیض۔ احمد بن اسحق جوزجانی ابو بکر تلمیذ ابو سلیمان الجوزجانی فقیہ معتبر ہین کتاب الفرق والتمییز وکتاب التوبہ تالیف کی ہین
المائۃ الرابعۃ۔ صدی چہارم۔ محمد بن سلام بلخی ابو نصر۔ فقیہ معاصر ابو حفص کبیر ہین سنہ ۳۰۵ھ مین فوت ہوے اس فتاوی
مین آپکا ذکر جا بجا آیا ہے۔ محمد بن خزیمہ۔ از مشائخ بلخ صاحب اختیارات فی المذہب ہین سنہ ۳۱۱ھ مین فوت ہوے۔ احمد
بن الحسین ابو سعید بردعی۔ فقیہ معروف ہین تفقہ علی اسمعیل بن حماد و ابی علی الدقاق و اخذ عنہ ابو الحسن الکرخی والدباس
والطبری سنہ ۳۱۷ھ مین شہید ہوے۔ مکحول نسفی تلمیذ ابی سلیمان رح متوفی سنہ ۳۱۸ھ انکی کتاب لولویات وکتاب الشعاع ہے
اسمین امام ابو حنیفہ سے یہ روایت درج ہے کہ جسنے نماز مین رفع الیدین کیا اسکی نماز فاسد ہے۔ فاضل لکھنوی مرحوم نے اس سے

انکار کیا اور کہا کہ کیونکر ایسے فعل سے نماز فاسد ہوگی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور زعم کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے اس مسئلہ میں کچھ ثابت نہیں ہوتا غیر از یکہ انکا مذہب عدم الرفع ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے متعصب مجتہد اس دلیل سے کہتے ہیں کہ یہ عمل کثیر ہے اور بحکم اسکنوا فی الصلوۃ نماز میں سکون کا حکم ہے اور مجھے خوف ہے کہ شاید کسی رکن رکوع وغیرہ کو کثیر بنا دیں۔ و لہذا یقول الفاضل اللکنوی الی اللہ المشتکی من صنیع ہولاء۔ اور مترجم کہتا ہے کہ اللھم اہدہم و فقہم العمل للآخرۃ واجعل ہم الدنیا ہونا علیہم ولا تجعلنا من قلت فہیم و یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون۔ ویا اہل الاسلام اتقوا اللہ عزوجل و کونوا عباد اللہ اخوانا۔ احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی۔ فقیہ معتمد محدث ثقہ جید ہیں اور کثرت اشتہار سے حاجت تطویل نہیں ہے سمع الحدیث عن والدہ محمد بن سلامہ و یونس بن عبد الاعلی و بحر بن نصر وغیرہم و روی عنہ الطبرانی و ابوبکر المقری وغیرہم اور آپ سے ابوبکر محمد بن منصور دامغانی نے فقہ حاصل کی۔ وفات آپ کی ۳۲۱ھ میں ہوئی آپ کی تصانیف کثیرہ مفیدہ معروف ہیں جیسے معانی الآثار۔ مشکل الآثار۔ احکام القرآن۔ مختصر الطحاوی۔ شروح جامع کبیر و صغیر۔ کتاب الشروط۔ کتاب السجلات والوصایا والفرائض۔ تاریخ کبیر۔ مناقب ابی حنیفہ۔ نوادر و اختلاف الروایات وغیرہا۔ اسحق بن ابراہیم شاشی۔ شیخ عالم ثقہ ہیں جامع کبیر امام محمد کو زید بن اسامہ عن ابی سلیمان عنہ روایت کیا ۳۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن عبد الرحمن شرقی کنیت ابوحامد محمد بن یزید سے کتب حفص بن عبد الرحمن کو روایت کیا اور ۳۲۶ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن احمد ابوبکر الاسکاف البلخی۔ فقیہ جلیل ہیں محمد بن سلمہ سے پڑھا اور ان سے فقیہ ابوجعفر نے پڑھا ۳۳۳ھ میں فوت ہوئے تیس سال سے وفات تک دائم الصوم تھے فتاوی میں اکثر حوالہ ہے۔ احمد بن عباس ابونصر سمرقندی فقیہ جید ہیں ابوبکر احمد بن اسحق تلمیذ ابوسلیمان سے فقہ پڑھی اور ان سے جماعت کثیر نے استفادہ کیا آخر کفار حرب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ محمد بن محمد بن محمود ابومنصور ماتریدی۔ مشائخ معروف میں سے معتمد صاحب زہد و کرامات ہیں تصحیح عقائد و رد اہل اہواء و البدعہ میں تصانیف معروف ہیں و فقہ میں بھی ماخذ الشرائع ہے ۳۳۳ھ میں با وضو فوت ہوئے۔ محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ المعروف بحاکم الشہید فقیہ متبحر حافظ الحدیث ہیں اور ابوعبد اللہ حاکم صاحب مستدرک آپ سے مستفید ہیں کتاب منتقی و کافی و مختصر حاکم آپ سے معروف ہیں کافی میں اصول کتب امام محمد سے چن لیا اور مکررات کو حذف کردیا اور یہ تو حقیقت بہت مشکل کام ہے اور شاید مجموع معانی لگ گئے ہوں واللہ اعلم ۳۳۴ھ میں بر طبق آپ کی دعا کے اہل بغاوت نے آپ کو شہید کر دیا۔ احمد بن حفص صفار بلخی ابو القاسم الصفار شاگرد نصیر بن یحیی تلمیذ ابن سماعہ و استاد ابوحامد احمد بن حسین مروزی ۳۳۶ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن سہل ابوحامد السمرقندی متوفی ۳۳۷ھ شاگرد محمد بن الفضل السمرقندی۔ عبید اللہ بن الحسین بن دلال ابوالحسن الکرخی۔ فقیہ امام ثقہ عابد زاہد متورع کثیر الصوم والصلوۃ المتولد ۲۶۰ھ شاگرد ابوسعید بردعی و استاد ابوبکر الجصاص و ابوعلی الشاشی و ابوالقاسم التنوخی و ابوعبد اللہ الدامغانی و ابوالحسن القدوری وغیرہم ہیں محدث ہیں شاگرد اسمعیل بن اسحق و محمد بن عبد اللہ الحضرمی و استاد ابن شاہین وغیرہ ہیں ۳۴۰ھ میں وفات پائی مختصر کرخی و شرح جامع صغیر و کبیر وغیرہ معروف ہیں۔ عبد اللہ بن محمد بن یعقوب سبذمونی معروف باستاذ فقیہ کثیر الحدیث ہیں فقہ کو ابوحفص صغیر اور حدیث کو موسی بن ہارون و مشائخ بلخ سے سنا اور آپ سے ابن مندہ نے بکثرت روایت کی و قیل ضعیف فی الحدیث اور ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ احمد بن محمد بن عبد الرحمن ابوعمرو الطبری۔ شاگرد ابوسعید البردعی ہیں ۳۴۰ھ میں فوت ہوئے قاری رحمہ اللہ نے کہا کہ طبقہ طحاوی میں شمار ہیں شروح جامع صغیر و کبیر آپ سے تالیف ہیں۔

اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل الحکیم السمرقندی صاحب علم و حکمت آپ ہیں سمعانی رح نے کہا کہ بڑے نیکوکار مشہور تھے فقہ و کلام میں شاگرد ابو منصور ماتریدی اور تصوف میں مرید ابو بکر الوراق ہیں ۳۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ علی بن محمد بن ابو داؤد اصحاب کرخی رح میں عارف فنون عدیدہ تھے ۳۴۲ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن محمد بن حامد طواویسی فقیہ زاہد متقی عابد پرہیزگار کنیت ابو بکر تھی۔ شاگرد محمد بن نصر مروزی و محمد بن الفضل بلخی ہیں ۳۴۴ھ میں فوت ہوئے فتاویٰ میں حوالہ ہے۔ احمد بن محمد ابو علی الشاشی یعنی تاشقندی۔ شاگرد ابو الحسن الکرخی ہیں ابو جعفر ہندوانی کے معاصر ہیں حدیث تدریس کو شیخ سے قبول کیا جیسے ابو بکر الدامغانی فتویٰ پر مامور ہوئے ۳۴۴ھ میں فوت ہوئے۔ ابراہیم بن احمد بن ابو اسحٰق العزرمی۔ فقیہ محدث ثقہ ہیں ابو سعید عبد الرحمن بن الحسن وغیرہ محدثین سے سماعت کی اور حاکم نے آپ سے بہت سی روایت کی ۳۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔ علی بن الطحاوی رح باپ کے نظیر فقیہ محدث ہیں۔ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی صاحب سنن وغیرہ سے حدیث کی سماعت و روایت کی ۳۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن محمد نیشاپوری معروف بقاضی الحرمین۔ فقیہ کامل تھے ۳۵۱ھ میں فوت ہوئے شاگرد ابو الطاہر الدباس و کرخی ہیں مدت تک حرمین کے قاضی رہے۔ محمد بن الحسن المعروف بابن الفقیہ شاگرد شیخ کرخی وغیرہ ہیں دین و علم و عمل و اجتہاد و ورع و عبادت میں معروف ہیں ۳۵۹ھ میں وفات پائی۔ حسن بن علی بن الطحاوی عالم فقیہ تھے ۳۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن سہل ابو عبد اللہ التاجر۔ امام کبیر ہیں شاگرد ابو العباس احمد بن ہارون متوفی ۳۴۹ھ ہیں۔ محمد بن جعفر بن طرخان استرآبادی مثل اپنے والد کے فقیہ محدث ثقہ ہیں متوفی ۳۴۸ھ۔ محمد بن احمد بن عباس عیاضی فقیہ سمرقندی تلمیذ ابو سلمہ وغیرہ متوفی ۳۹۱ھ۔ محمد بن ابراہیم الضریر المیدانی عارف مذہب ہم عصر شیخ عیاضی ہیں ۳۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بن عبد اللہ البلخی ابو جعفر ہندوانی شیخ جلیل القدر فقیہ معروف ہیں شاگرد ابو بکر الاعمش تلمیذ ابو بکر الاسکاف وغیرہ و استاد فقیہ ابو اللیث وغیرہ ہیں ۳۶۲ھ میں فوت ہوئے فتاویٰ میں آپ پر بہت حوالہ ہے۔ حسن السیرافی النحوی علاوہ نحو کے صاحب فنون متعددہ و صاحب فضائل زہد و تقویٰ و خشوع و عفت و حسن خلق وغیرہ ہیں۔ افتی خمسین سنۃ علی مذہب ابی حنیفۃ وتولی القضاء ببغداد نحوا من اربعین اور اپنے ہاتھ کی مزدوری یعنی کتابت سے کھاتے تھے اور قرأت قرآن و تذکرہ زہد و ذکر آخرت پر بے اختیار روتے تھے اور دیر تک غمگین رہتے تھے احادیث کثرت سے روایت کیں آخر ۳۶۸ھ میں وفات پائی۔ احمد بن علی بن الحسین ابو بکر الجصاص الرازی۔ امام عصر فقیہ محدث زاہد عفیف تھے فقہ ابو سہل الزجاج شاگرد کرخی سے اور حدیث ابو حاتم رازی و عثمان دارمی و ابن قانع وغیرہم سے حاصل کی۔ اور آپ سے محمد بن یحییٰ جرجانی و محمد بن احمد زعفرانی و ابن سلمہ و محمد بن احمد النسفی وغیرہ فقہائے بغداد نے فقہ اور ابو علی و حاکم نے حدیث روایت کی۔ من توالیفہ شرح مختصر الکرخی والطحاوی والجامع وکتاب احکام القرآن وادب القضاء واصول الفقہ وغیرہا قیل ہو من اصحاب التخریج والصواب انہ من المجتہدین فی المسائل ۳۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن الفضل بن جعفر ابو بکر البخاری۔ امام کبیر معتمد فی الروایۃ کثیر الفتاویٰ۔ اس فتاویٰ میں بہت حوالہ ہے۔ تلمیذ استاد سبذمونی و استاذ قاضی ابو علی النسفی و اسمٰعیل الزاہد وغیرہم وفی فضلہ حکایات ۳۷۱ھ یا ۳۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ نصر بن محمد بن احمد ابو اللیث السمرقندی فقیہ محدث زاہد متورع تھے کتب امام محمد وغیرہ حفظ تھیں۔ شاگرد فقیہ ابو جعفر ہندوانی ہیں من توالیفہ تفسیر ضخیم ونوادر الفقہ والنوازل وخزانۃ الفقہ وتنبیہ الغافلین۔ احمد بن حسن بن علی ابو حامد المعروف بابن الطبری

حافظ الحدیث عالم مفسر زاہد متورع شاگرد ابوالحسن الکرخی و ابوالقاسم الصفار ہیں اور حدیث میں تلمیذ احمد بن حفص المروزی و احمد بن عبدالرحمن المرغزی ہیں خطیب نے کہا کہ مجتہدین علماء میں سے آپ کے مثل حافظ متقن حاوی ماثورات نہیں دیکھا گیا۔ ماہ صفر ۴۶۳ھ میں فوت ہوئے تاریخ بدیع تالیف معروف ہے۔ احمد بن مکحول النسفی۔ فقیہ محدث عارف مذہب معروف ہیں فقہ اپنے باپ سے اور حدیث ابوسہل ہارون بن احمد اسفرائینی اور احمد بن ملان المقری سے حاصل کی مولد ۳۱۳ھ اور سال وفات ۳۷۹ھ ہے۔ محمد بن محمد بن سہل بن ابراہیم بن سہل نیشاپوری ابونصر فقیہ معروف ہیں امام الحرمین نے انکے لیے مجلس تدریس مقرر کر دی تھی اسی پر بیت العلم قائم رہے اور ۴۸۷ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ عبدالکریم بن محمد بن موسیٰ بخاری۔ شاگرد استاذ سبذموتی افقا ہیں سے ہیں ۳۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ احمد بن عمرو بن موسیٰ بخاری کی معروف بکنیت ابونصر العراقی۔ فقیہ محدث ہیں حدیث کو ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی سے سنا و روایت کیا اور ۳۳۰ھ میں بخارا میں فوت ہوئے۔ عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بزدوی جد فخرالاسلام علی بزدوی کے دادا ہیں شاگرد امام ابومنصور ماتریدی اور ۳۹۰ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن احمد بن محمد المعروف بزعفرانی۔ فقیہ ثقہ تھے شاگرد شیخ ابوبکر الرازی ہیں اس فتاوے میں زعفرانی کے نام سے حوالہ ہے اور ہدایہ میں بھی آپکا ذکر ہے بعض نے کہا کہ زعفران واقع بغداد کی طرف اور بعض نے کہا کہ زعفران فروشی کی طرف نسبت ہے ۳۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ حسن بن داؤد سمرقندی۔ ابوعلی شاگرد ابوسہل الزجاج تلمیذ کرخی ہیں ۳۹۵ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن یحییٰ بن مہدی جرجانی۔ فقیہ محقق ہیں ہدایہ میں آپ کو اصحاب التخریج میں شمار کیا۔ کنیت ابوعبداللہ ہے شاگرد ابوبکر الرازی و استاذ ابوالحسن القدوری و احمد بن محمد ناطفی ہیں ۳۹۸ھ میں فوت ہوئے۔ یوسف بن محمد جرجانی۔ فقیہ جلیل مفتی وقائع و نوازل ہیں شاگرد ابوالحسن الکرخی ہیں۔ اس فتاوی میں آپ کی معروف تالیف بنام خزانۃ الاکمل سے حوالہ ہے اور یہ کتاب چھ مجلد میں جامع اصول و فتاوی ہے اور اسی میں لکھا ہے کہ میری یہ کتاب خزانۃ الاکمل اصحاب حنفیہ کی بڑی کتابوں کو مانند کافی مؤلفہ حاکم و ہر دو جامع امام ربانی و زیادات و مجرد و منتقی و مختصر کرخی و شرح طحاوی و عیون المسائل وغیرہ کو حاوی ہے۔ ۳۹۸ھ میں فوت ہوئے۔ حسین بن علی بصری۔ ابوعبداللہ فقہاء متکلمین میں سے بحث و مناظرہ کے وسواس میں مبتلا ہو کر آخر معتزلی کے داغ سے موسوم ہوئے اور ۳۹۹ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن محمد بن سفیان الدباس ابوالطاہر۔ شیرۂ انگور فروخت کرتے تھے لہذا دباس کہلاتے ہیں اور دبس دوشاب انگور کو کہتے ہیں شاگرد ابوحازم القاضی تلمیذ عیسیٰ بن ابان ہیں اپنے زمانہ کے فقیہ حنفی صحیح الاعتقاد عارف روایات مذہب اور اہل سنت سے ہیں امام محمد کے جامع صغیر کو مرتب کیا۔ اس فتاوی میں ابوطاہر دباس کے نام سے جہاں حوالہ ہے آپ ہی مراد ہیں وقد ذکر عنہ صاحب الاشباہ عنہ القواعد فی ضبط الفروع۔ سعید بن محمد بردعی ابوسعید۔ از اصحاب امام طحاوی محدث فقیہ تھے مسائل میں آپ سے حوالہ مذکور ہے۔ نصر بن احمد عیاضی مرجع علماء و فضلاء و مفتی وقائع و نوازل ہیں شاگرد اپنے باپ کے جو تلمیذ ابوبکر جوزجانی ہیں و استاذ ایک جم غفیر کے ہیں۔ علی بن سعید رستغفنی سمرقندی۔ شاگرد امام ماتریدی ہیں کہتے تھے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور آپ کے استاذ کہتے کہ مجتہد کو جب حکم صواب حاصل نہوا تو وہ اجتہاد میں خطا کر گیا۔ اقول دونوں استاذ و شاگرد میں ظاہرا لفظی اختلاف ہے کیونکہ دو مجتہدوں میں جب ایک کا اجتہاد دوسرے کے متضاد واقع ہوا تو درحقیقت ایک ہی صحیح ہوگا اور ضرور دوسرا خطا ہوا اور اس سے شیخ رستغفنی منکر نہونگے اور جب مجتہد نے موافق حکم شرع کے اپنی کوشش

کو پورا صرف کیا تو جو کچھ اسپر واجب تھا اُسنے ادا کیا پس اسکا طریقہ صواب ہی جسپر اللہ تعالیٰ عزوجل نے ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہی پس اس معنی مین مجتہد اگر حکم مین چوک گیا تب بھی راہ صواب سے نہین چوکا یعنی ثواب کا مستحق ہوا اور اس سے امام ماتریدی بھی منکر نہونگے - امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حکم تو ایک ہی ہی لیکن مجتہد ہر ایک مصیب ہی اگرچہ اسنے حکم حق کو نہ پایا ہو پس وہ طلب کرنے مین راہ صواب پر ہی - اقول حاکم شرع کے حق مین حدیث مین ثواب مین بھی تفاوت آیا ہی چنانچہ اگر حکم مین صواب کو پاوے تو دو قیراط اور اگر چوک جاوے تو ایک قیراط ہی اور ظاہر مجتہد کے حق مین بھی ایسا ہی حکم ہوگا فاللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ مرجع الکل - احمد بن محمد بن منصور دامغانی - فقیہ محدث معروف زاہد مین شاگرد امام طحاوی و کرخی و ابو سعید بردعی مین سکنا بہین جہان دامغانی مذکور ہی آپ ہی مراد ہین - ابو سہل الزجاجی فقیہ جید شاگرد کرخی رح وہ مولف کتاب ریاض ہین شیشہ گری کا پیشہ کرتے تھے - علیثمہ بن خیثمہ بن محمد نیشاپوری - قاضی ابو الہیثم بہاے ہوز ویاے تحتیہ و ثاے مثلثہ بروزن دلیم فقیہ مفتی ہین شاگرد قاضی الحسین احمد بن محمد نیشاپوری تلمیذ قاضی ابو الطاہر دباس شاگرد قاضی ابو حازم عبد الحمید رحمہم اللہ تعالیٰ - جہان کتاب مین اسطرح آیا ہی کہ قاضی ابو الہیثم نے تینون قاضیون یا قضاۃ ثلثہ سے ذکر کیا جیساکہ کتاب القضاء مین آیا ہی تو مراد انکے اساتذہ موصوفین ہین واللہ تعالیٰ اعلم - عبد الرحمن بن محمد الکاتب شاگرد ابو بکر محمد بن الفضل تلمیذ استاذ سبذمونی ہین - حافظ اصول مذہب ماہر وقائع و نوازل مفتی فقیہ ہین اور کثرت تبحر سے حاکم کا لقب ہی اور اکثر معتبرات مین نام عبد الرحمن مذکور ہی اور بعض کتابون مین ابو عبد الرحمن کنیت اور محمد نام مذکور ہی چنانچہ اس فتاوے مین بھی حاکم ابو عبد الرحمن آیا ہی اور بعض نسخ مین عبد الرحمن ہی واللہ اعلم - ابو حفص سفکردری - فقیہ زاہد معروف ہین علامہ زندویسی نے آپ سے فقہ حاصل کی - عبد اللہ بن الفضل خیزاخیزی فقیہ معروف شاگرد ابو بکر محمد بن الفضل ہین اور بعض نے نام عبد الرحمن بن الفضل ذکر کیا ولیکن سمعانی و شغناتی و قاری نے عبد اللہ پر اعتماد کیا - ابو جعفر بن عبد اللہ استروشنی قصبۂ استروشنہ نواح سمرقند کے ہین استروشنہ مین اول بسین مہملہ و دوم منقوطہ ہی شاگرد ابو بکر محمد بن الفضل و ابو بکر الجصاص ہین فصول استروشنیہ آپ کی تالیف سے کتاب مین بہت حوالہ ہی اور آپ سے قاضی عبید اللہ ابو زید دبوسی بدال مہملہ و باء موحدہ و سین مہملہ صاحب الاسرار نے تفقہ کیا - یحیی بن علی بن عبد اللہ بخاری زندویسی فقیہ زاہد متورع ہین شاگرد ابو حفص سفکردری و محمد بن ابراہیم میدانی و عبد اللہ بن الفضل خیزاخیزی ہین اس کتاب مین زندویسی کے لفظ سے اکثر حوالہ ہی زندویس کی نسبت سے معروف ہی اور لفظ بزاء منقوطہ و نون و دال مہملہ و واو و یاے تحتیہ و سین مہملہ ہی اور نظم زندویسی سے مراد آپ کی یہی معروف تالیف ہی اور منجملہ مشہور تالیفات کے کتاب روضۃ العلماء ہی - محمد بن اسحاق بخاری کلاباذی - شاگرد شیخ محمد بن الفضل ہین فقیہ معروف مولف کتاب تعرف - حسن بن احمد بن مالک زعفرانی - فقیہ معروف ثقہ کنیت ابو عبد اللہ ہی آپ نے جامع صغیر کو مبوب و مرتب کیا اور زیادات کو بھی اور احکام قربانی مین ایک کتاب تالیف کی اور اضاحی زعفرانی سے اس فتاوی مین یہی مراد ہی - اسمعیل بن حسن بن علی ابو محمد

فقیہ زاہد معروف شاگرد محمد بن الفضل رح المتوفی سنہ … ھ - محمد بن موسی خوارزمی ابو بکر جامع مسند الامام فقیہ محدث ہین - قاری نے ابن الاثیر کی مختصر غریب الحدیث سے نقل کیا کہ پانچوین صدی کے اول مین جو لوگ مجدد دین امت مین شمار ہین انہین سے آپ بھی ہین - کسی کے طرف سے صلہ قبول نہ کرتے تھے اور خطیب نے کہا کہ ہم سے ابو بکر برقانی نے آپ سے حدیث روایت کی اور اکثر آپ کو نیکی سے یاد کیا کرتے تھے اور کہتے کہ آپ نے اکثر فرمایا ہی کہ ہمارا دین بوڑھی عورتون کا دین ہی اور اسمین ہمسے کلام کرنا روا نہین ہی اقول یعنی توحید الٰہی عز وجل معرفت حق سبحانہ تعالی ہی اور یہ فعل بھی تخلیق الٰہی ہی تو کسی شخص کو معرفت پیدا کرنے کی قدرت نہین لہذا بواسطہ نبوت و رسالت جو ہدایت ہوئی وہ عین صواب ہی محمد بن عبد الجبار بن احمد سمعانی تمیمی مروزی صاحب انساب سمعانی فاضل متورع محدث ثقہ ہین اور آپ حنفی المذہب تھے پھر آپ کے بیٹے نے شافعی مذہب اختیار کیا اسلیے اولاد شافعی المذہب ہوئی - اقول یعنے اولاد مین جو درجہ تمیز نہین رکھتے تھے وہ سہل الحصول طریقہ والد پر رہے اور دادا کا طریقہ بعید و اسکی تعلیم دشوار سمجھے اور یہ غرض نہین ہی کہ باپ کا طریقہ لے لینا کوئی اچھی رسم ہی اور جو درجہ تمیز پر تھے انکو اسی جانب ترجیح نظر آئی جیسے اور علماء شافعیہ گذرے ہین کیونکہ ان اجتہادی اعمال سے حصول مقصود ثواب ہی تو جب تک بنظر اتباع سنت ہو ہر مجتہد کے اجتہاد مین حق تعالی ثواب عطا فرماتا ہی جیسا کہ اس امت کے فضائل مین معروف ہی پھر یہان ایک مسئلہ انتقال مذہب کا پیش آویگا جسکے جواب مین علماے وقت نے عجیب تعصبات سے عام مشکل عوام پر ڈالدی خواہ اسوجہ سے کہ عوام کی سمجھ سے بڑھکر معاملہ کیا یا اسوجہ سے کہ ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند؛ اور ابن الہمام نے اسکو رد کردیا بدلیل ان احادیث کے جنمین اختیاری چند احکام مین سے آسان ڈھونڈھنا آیا ہی - پھر واضح ہو کہ فتاوی کے باب التعزیر مین نقل کیا کہ اگر کوئی حنفی منتقل ہو کر شافعی ہو جاوے تو اسکو تعزیری سزا دیجاوے برخلاف اسکے اگر شافعی حنفی ہو جاوے اور یہ تعصب سے خالی نہین ہی - محمد بن احمد بن محمود النسفی - فقیہ عارف زاہد ورع عفیف قانع ہین شاگرد ابو بکر الرازی ہین - احمد بن محمد بن عمر - معروف بابن سلمہ فقیہ معتمد مرجع اہل علم و فضل ہین - فقہ کو ابو بکر الجصاص رح سے اور حدیث کو اپنے باپ سے سنا - دن مین روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے اور سنہ ۱۵ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے - محمد بن احمد کماری - فقیہ عارف محدث عدل ہین شاگرد ابو بکر الرازی ہین اور حدیث مین تلمیذ بکر بن احمد رح اور آپ سے آپ کے بیٹے اسمعیل قاضی واسطی نے اخذ کیا اور سنہ ۱۲ھ مین فوت ہوے - ابراہیم بن اسلم شکانی - فقیہ محدث ہین فقہ مین شاگرد شیخ محمد بن الفضل اور حدیث مین ابو محمد بن عبد اللہ المزنی ہین - حکایت کرتے ہین کہ جب ہم فارغ التحصیل ہوے تو انہون نے فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ بلخی سے آئے تھے ہمکو امام محمد بن الفضل نے انکے پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم اپنے مشکل مسائل کا تذکرہ کرنا تاکہ تم انکو مانوس ہون اور وحدت اختیار کرنے سے جو وحشت انکو ہی وہ رفع ہو جاوے سنہ ۲۳ھ مین فوت ہوئے

قال المترجم انسان کی کمال فقہ پہلے اپنے نفس کی تہذیب و مجاہدہ و ریاضت اور خلوت و تنہائی سے تکمیل ہی اور بعد ترقی کے پھر عالم کثرت مین فضیلت و ثواب ہی اور علماے آخرت کا یہی داب بیان کیا گیا ہی اور یہ حکایت اسکے واسطے تلمیذ اشارت ہی فافہم واللہ تعالے اعلم - مسعود بن محمد بن موسی خوارزمی ابو القاسم رحمہ اللہ فقیہ معتمد ہین والد ماجد انکے شاگرد شیخ جصاص رح ہین

اُسنے فقہ پڑھی اور ۴۲۴ھ ہجری مین فوت ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی
کنیت ابو علی ہو اور جہان اس فتاوے مین ابو علی نسفی آیا ہو یہی مراد ہین - فقیہ محدث ثقہ ہین بخارا مین ابو بکر محمد
بن الفضل اور ابو عمرو محمد بن محمد بن صابر اور ابو سعید بن خلیل بن احمد سنجری سے اور بغداد مین عبد اللہ بن عبد الرحمن
الزہری و علی بن عمر بن محمد سے اور کوفہ مین محمد بن عبد اللہ بن الحسین الہروی سے اور مکہ معظمہ مین احمد
بن ابراہیم سے اور ہمدان مین احمد بن علی بن دلال سے اور ری مین جعفر بن عبد اللہ بن یعقوب رازی سے
اور مرو مین محمد بن عمرو مروزی سے اور ایسے طبقہ کے فقہا و محدثین سے علم حاصل کیا اور آپ سے ایک
جم غفیر نے فقہ و حدیث کو حاصل کیا - ۲۳ - شعبان ۴۲۴ھ مین فوت ہوے - احمد بن محمد بن احمد بن جعفر
القدوری - ابو الحسن کنیت تھی ۳۶۲ھ مین پیدا ہوے - چوتھے طبقہ کے فقہا مین سے معروف و مستند ہین
سمعانی نے کہا کہ فقیہ محدث صدوق ہین - عراق مین ریاست مذہب حنفیہ آپ پر منتہی ہوتی - حدیث و فقہ آپ نے
ابو عبد اللہ محمد بن یحیی جرجانی شاگرد امام جصاص سے پڑھی اور آپ سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاۃ
دامغانی رحمہ نے روایت کی - تو الیف و تصانیف بہت ہین از انجملہ قدوری متن معروف ہو شرح مختصر کرخی
تجرید و تقریب وغیرہ ہین ۴۲۸ھ مین فوت ہوے - قال المترجم اسی سال مین رئیس الفلاسفہ ابو علی بن سینا یعنی
حسن بن عبد اللہ بن سینا مصنف شفا و اشارات وغیرہ جو شاگرد احمد بن عبد اللہ زاہد اور اسمعیل زاہد وغیرہ
ہو انتقال کیا اسی وجہ سے بعض نے اس فلسفی فاضل کو حنفیہ مین سے معدود کیا مگر درحقیقت اکثر اولیاء کو
اس شخص کے دین مین کلام ہو واللہ اعلم بالصواب - اسحق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن محمد المتوفی ۴۲۹ھ
فقیہ محدث صدوق ہین - خطیب نے لکھا کہ مین نے کچھ علم آپ سے لکھا ہو - آپ کے والد بھی جو ۴۰۱ھ ہجری
مین فوت ہوے فقیہ محدث صدوق ہین ولیکن فقہ مین محمد بن جریر الطبری رح کے مذہب پر تھے - عبید اللہ
بن عمر بن عیسی - قاضی ابو زید الدبوسی - المتوفی ۴۳۰ھ فقیہ معروف ہین تالیفات مین سے کتاب الاسرار
تقویم الادلہ - امد الاقصی وغیرہ معروف ہین - اس فتاوی مین حوالہ آیا ہو - محمد بن محمد بن مکحول النسفی المتوفی
۳۱۸ھ - فقیہ محدث ہین راوی از جد خود و ہارون بن احمد استرآبادی ہو ولہ من الغرائب ما ذکر فی بعض المواضع
من الغایۃ - ہیثم بن ابی الہیثم القاضی - فقیہ محدث شاگرد اپنے باپ کے المتوفی ۳۱۰ھ ہین - جعفر بن
محمد نسفی شہر نسف یعنی نخشب مین پیدا ہوے فقیہ محدث صدوق ہین - شاگرد ابو علی نسفی و زاہد بن احمد سرخسی
و ہارون بن احمد استرآبادی و ابو محمد رازی و محمد بن احمد غنجار و ابو الہیثم محمد وغیرہم ہین - بیشتر تالیف حدیث
مین ہو - صاعد بن محمد بن احمد نیشاپوری - فقیہ محدث صدوق ہین صاعد نیشاپوری سے آپ ہی مراد ہین شاگرد
قاضی ابو الہیثم و جماعہ محدثین المتوفی ۴۳۲ھ ہجری رحمہ اللہ تعالے - محمد بن منصور بن مخلص نوقدی شاگرد
فقیہ ابو جعفر ہندوانی و محدث محمد بن الحسین یزدی رہ ہین مدت تک سمرقند کے مفتی رہے ۴۳۴ھ مین
وہین فوت ہوے - حسین بن علی بن محمد بن جعفر صیمری - فقیہ محدث صدوق شاگرد فقیہ ابو نصر محمد بن سہل بن
ابراہیم و ابو بکر محمد خوارزمی و محدث ابو الحسن دارقطنی و محمد بن احمد جرجانی ہین و قدر و ی عنہ الخطیب
رحمہ اللہ محمد بن احمد بن محمود بن محمد مایمرغی نسفی - فقیہ محدث ہین حدیث کو حجاز مین سنا اور مصری محقق

بن منصور امام مدینہ سے روایت کی اور آپ سے نجم الدین عمر بن محمد نسفی نے روایت کی جنکا نام نجم الدین نسفی اس
فتاوے میں بہت آیا ہی - محمد بن احمد بن محمد سمنانی - شیخ فقیہ محدث صدوق ہیں حنفی المذہب و اشعری الاعتقاد
ہیں حدیث کو نصر بن احمد بن خلیل و ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی و عبد اللہ بن محمد رازی وغیرہم سے سنا اور
آپ سے خطیب بغدادی نے سنا و لکھا ہی ۴۴۴ھ ہجری میں فوت ہوئے - احمد بن محمد بن عمرو ناطفی - عراق
کے فقہاے کبار میں سے صاحب فتاوے فقیہ محدث ہیں اور اس فتاوے میں جہان ناطفی ہی کے
اجناس کا حوالہ ہی آپ کے تالیفات اجناس و فروق و واقعات وغیرہ سے اجناس مراد ہی اور ناطف
حلواے معروف ہی چونکہ اسکو بناکر فروخت کرتے اسی لیے ناطفی مشہور ہیں فقہ میں ابو عبد اللہ جرجانی کے
و حدیث میں ابو حفص بن شاہین وغیرہ محدثین کے شاگرد ہیں - عبد اللہ بن حسین ناصحی - فقیہ ثقہ جید
ہیں شاگرد قاضی ابو الہیثم وغیرہ اور خود بعہد سلطان محمود سبکتگین قاضی بخارا رہے اور ۴۴۷ھ میں فوت
ہوئے - محمد اسمعیل محدث لاہوری بخاری کے سادات عظام میں سے امام علوم دین تھے سلطان مسعود
غزنوی کے وقت میں لاہور میں آکر ساکن ہوئے سب سے پہلے آپ ہی نے علما میں سے لاہور کو اپنے قدم
سے مشرف کیا اور آپ سے ہزاروں اہل کفر نے شرف اسلام پایا ۴۴۸ھ میں انتقال فرمایا - عبد العزیز
بن احمد بن نصر بن صالح بخاری شمس الائمہ حلوائی - بعض نے کہا کہ منسوب بحلوا ہیں اور بعض نے کہا منسوب
بقصبہ حلوان - فقیہ معتمد محدث ثقہ جید معروف و مشہور ہیں حدیث شریف کی بہت تعظیم کرتے تھے - فقہ میں
شاگرد شیخ ابو علی نسفی - اور حدیث میں تلمیذ شیخ ابو شعیب صالح بن محمد بن صالح اور ابو سہل احمد بن محمد انماطی و
و ابو اسحق رازی وغیرہم جماعت محدثین ہیں اور شرح معانی الآثار طحاوی کو محمد بن عمر بن حمدان
سے روایت کیا اور آپ ہی سے شمس الائمہ بکر زرنجری و انکے والد و شمس الائمہ سرخسی و محمد بن الحسین و انکے
دو فرزند شیخ الاسلام علی بزدوی و صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد اور قاضی جمال الدین احمد بن عبد الرحمن
ابو النصر وغیرہم نے تفقہ کیا اور حافظ الحدیث عبد العزیز بن محمد نخشبی نے اپنے معجم میں آپ کو اپنے
شیوخ میں شمار کیا اور لکھا کہ میں نے آپ سے امالی کو سنا - مترجم کہتا ہی کہ اس فتاوے میں آپ سے
اور آپ کے معروفین شاگردوں سے بہت کچھ مذکور ہی اور مترجم کے نزدیک اصوب یہ ہی کہ آپ بارہا
فقہا تلامذہ کو حلوا کھلاتے اور انسے درخواست کرتے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالے مجھے فرزند صالح سعید عطا
فرماوے چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا پس آپ حلوائی معروف ہوگئے آپ کی تالیفات میں سے مبسوط و نوادر
وغیرہ معروف ہیں - ۴۴۸ھ میں قصبہ کش واقع بخارا میں فوت اور محلہ کلاباد بخارا میں مدفون ہوئے
- عبد الواحد بن علی بن برہان الدین عکبری - فقیہ نحوی متکلم لغوی مورخ ادیب تھے ابو القاسم
کنیت تھی - حنبلی سے حنفی ہوگئے - قدوری رح کے شاگرد ہیں اور حدیث ابن بطہ وغیرہ رحمہم اللہ تعالے
سے سماعت کی - عادت کریمہ یہ تھی کہ کربند کی ازار نہیں پہنتے تھے اور سر کو چادر سے نہ ڈھکتے ۴۵۶ھ
میں انتقال فرمایا - منسوب بجانب عکبر جو دجلہ پر بغداد سے دس فرسخ مشرق ہی - مترجم کہتا ہی کہ اسی قصبہ
سے ابو القاسم عبد اللہ بن حسین عکبری محدث نحوی ادیب حنبلی مؤلف اعراب القرآن ہیں جو

قریب سنہ ۱۶ھ مین فوت ہوے رحمہم اللہ تعالے - عبد العزیز بن محمد نسفی حافظ حدیث ثقہ فقیہ جلیل ہین سلفی نے کہا کہ مین نے مونس ساجی رحسے آپ کا مرتبہ پوچھا فرمایا کہ مثل ابو بکر الخطیب و محمد بن علی الصوری کے حفاظ حدیث مین سے ہین - ابن مندہ رحنے کہا کہ حفظ و اتقان مین یگانہ تھے اور مین نے ایسا دقیق الخط سریع الکتابۃ والقراءۃ نہین دیکھا - مدت تک حافظ جعفر المستغفری سے علم حاصل کیا اور بغداد مین محمد بن محمد بن غیلان سے بھی استفادہ پایا اور سنہ ۵۶ھ مین نسف مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالے - اسمعیل بن احمد بن اسحاق بن شیت رحمہ اللہ تعالے ابو القاسم الصفار چنانچہ اسی کنیت سے کتاب مین بہت حوالہ ہی - فقیہ محدث معروف ہین زاہد ورع متقی صادق تھے امر حق مین کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈرتے - بارہا خاقان کو ملامت فرمائی - آخر اسنے آپ کو سنہ ۶۱ھ مین شہید کر دیا رحمہ اللہ تعالے مترجم کہتا ہی کہ صحیح حدیث پاک مین ہی کہ جہاد مین افضل جہاد وہ کلمہ حق ہی جو سلطان جائر کو کہا جاوے - مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابو القاسم الصفار رحمہ اللہ کو یہ افضل جہاد حاصل ہوا انشاء اللہ تعالے پس عمدہ شہید ہوے علی بن حسین السغدی - رکن الاسلام چنانچہ اسی لقب و نام سے کتاب مین بہت حوالہ ہی فقہ مین شاگرد شمس الائمہ سرخسی ہین اور شرح سیر الکبیر سرخسی کو انسے روایت کیا - حدیث ایک جماعت محدثین سے پڑھی وقایع و نوازل مین مفتی جید ہین - شرح جامع کبیر وغیرہ آپ سے یادگار ہین - ایام تحصیل مین بہت تنگی سے بسر کرتے تھے اور دولت علم کو دولت فانیہ دنیاویہ پر مقدم کرتے چنانچہ آپ کا قصہ زہد عبرت کا مطولات مین اس امر کا نمونہ ہی کہ علماء آخرت ایسے ہی مردان حق عز و جل ہوتے ہین - علی مخدوم جلابی غزنوی از سادات حسنی اولیاء مین معروف ہین جامع علم ظاہر و باطن عابد زاہد متقی صاحب کرامات ہین اصحاب ابو القاسم گورگانی و ابو سعید ابو الخیر و ابو القاسم قشیری محدث وغیرہم ہین لاہور مین آکر رہے سفینۃ الاولیا وغیرہ کتابون مین آپ کے مبسوط حالات مندرج ہین - اور آپ کی تالیفات مین سے کشف المحجوب بہت متداول ہی اسی کتاب مین آپ نے لکھا کہ ایک دفعہ مین ملک شام مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے سوتا تھا خواب مین دیکھا کہ مین مکہ معظمہ مین موجود ہون ناگاہ حضرت سید عالم سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لائے تو مین دیکھتا ہون کہ آپ ایک پیر مرد کو بچون کی طرح گود مین لیے ہوے ہین مین نے ادب سے سلام کیا اور آپ کے مبارک قدمون کو چوم لیا اور دل مین خیال کرتا ہون کہ یہ پیر مرد کون ایسا خوش قسمت ہی کہ جسپر آپ ایسے لطف کو مبذول فرما رہے ہین آپ نے فورًا مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ ابو حنیفہ مومنین اہل سنت کا امام ہی انتہی کلامہ مترجما سنہ ۶۵ ہجری مین انتقال فرمایا اور لاہور مین اپنی خانقاہ مین مدفون ہوے - جلاب محلہ غزنی کا نام ہی - احمد بن محمد سمنانی - مثل باپ کے اشعری الاعتقاد اور حنفی المذہب تھے فقہ و حدیث مین اپنے والد ماجد کے شاگرد ہین فقیہ محدث معتمد ہین خطیب بغدادی نے آپ سے بھی حدیث کو لکھا ہی - قاضی ابو عبد اللہ دامغانی کے داماد ہین سنہ ۶۶ ہجری مین انتقال فرمایا - کہتے ہین کہ عقیدہ اشعریہ مین بہت غلو فرماتے تھے اقول میرے نزدیک صحیح بات یہ ہی کہ شیخ موصوف کو آیات بینات و احادیث کریمہ مین عقلی اوہام و وڈرانا بہت

گران تھا اور تاویلات سے روکتے اور جو مسائل متعلق بہ صفات مقدسہ حضرت حق سبحانہ تعالے ہیں انمیں فکر تشبیہ و تنزیہ کے سوائے غکر اور اکی سے منع فرماتے اور جیسے قدرت اللہ مقدسہ کو اسباب سے منوط تصور کرنے سے روکتے تھے لہذا ارباب زمانہ نے انکے احوال کو ایسی عبارت سے تعبیر کیا اور یہ درحقیقت عدم توجہ و توفیق بمقصود شیخ ہو وقد کان الشیخ فقیہا محدثا ثقۃ صدوقا حسن الاخلاق رحمہ اللہ تعالی واللہ اعلم بالصواب - علی بن عبد اللہ خطیبی - فقیہ زاہد عابد قائم اللیل رقیق القلب موفق و کامل تھے اور مدینہ منورہ میں [illegible] ہجری میں فوت ہوئے آپ کے واسطے قصص و فضائل مطولات میں مذکور ہیں - اسمعیل بن حمد کماری قاضی ابو علی الواسطی - فقیہ محدث المتوفی [illegible]ھ ہیں اسعد بن محمد کرابیسی نیشاپوری - جمال الاسلام ابو المظفر - فقیہ ادیب عالم فروع و اصول ہیں [illegible] ہجری میں فوت ہوئے - شاگرد علاء الدین تلمیذ سید الاشرف رحمہ اللہ ہیں فروق کرابیسی آپ کی تالیف معروف سے اس فتاوے میں حوالہ ہے - احمد بن محمد ابو نصر الفقیہ معروف باقطع فقیہ صاحب شاگرد ابو الحسن القدوری ہیں تاتاریوں سے جہاد میں آپ کا ہاتھ کٹ گیا تھا اس سے اقطع کہلائے [illegible]ھ میں فوت ہوئے آپ کی شرح قدوری کا بنام شرح القدوری الاقطع اس کتاب میں حوالہ ہے - عبد العزیز بن عبد الرزاق مرغینانی المتوفی [illegible]ھ جامع فروع و اصول ہیں اور آپ کے چھ بیٹے سب مفتی تھے چنانچہ ایک گھر سے سات مفتی نکلتے تھے مگر منجملہ فرزندان موصوفین کے شیخ ابو الحسن علی بن عبد العزیز مرغینانی اور شمس الائمہ محمود بن عبد العزیز اوزجندی معروف ہیں - محمد بن علی بن محمد بن الحسین قاضی القضاۃ - ابو عبد اللہ الدامغانی - فقیہ معتمد محدث جید ہیں - فقہ حسن بن علی صمیری سے اور حدیث اپنے استاد صمیری و محمد بن علی صوری وغیرہ سے پڑھی اور آپ سے سمعانی کے مشائخ عبد الوہاب بن مبارک انماطی و حسین بن حسن مقدسی وغیرہم نے روایت کی عقیلی نے کہا کہ مشائخ میں آپ مانند پہاڑ کے مستحکم و بلند تھے اور مجلس میں مثل شیخ ابو اسحاق شیرازی کے لطائف و ظرائف وارد ہوتے کہ نزہت خاطر اہل مجلس ہوتی اور حشمت و مہابت و حسن و عقل میں امام ابو یوسف سے مشابہت و یکجائی تھی [illegible]ھ میں فوت ہوئے - اسمعیل بن محمد حاجی فقیہ ثقہ حسن الطریقہ تھے [illegible] ہجری میں فوت ہوئے - احمد بن منصور ابو النصر اسبیجابی - المتوفی [illegible] ہجری آپ کی شرح مختصر الطحاوی سے اس فتاوے میں بہت حوالہ ہے بعد وفات سید ابو شجاع کے آپ ہی مرجع انام ہوئے - فقہ اپنے ملک کے علما یعنی اسبیجاب واقع سرحد تاتار سے حاصل کی پھر وہاں سے سمرقند میں آکر بحسن اخلاق مفتی و مرجع رہے - محمد بن اسحق بن ابراہیم ابو الحسن الباقرحی از خاندان قصار - فقہ و حدیث میں علم حدیث کو ابو الحسین احمد بن محمد واعظ و ابو علی حسن بن احمد بن شاذان وغیرہم سے حاصل کیا اور [illegible] ہجری میں فوت ہوئے اور آپ کے والد ماجد اسحق بن ابراہیم المتوفی [illegible]ھ فقیہ فاضل محدث صدوق ہیں جن سے خطیب نے احادیث لکھی ہیں عبد الکریم بن ابی حنیفہ اندقی - فقیہ زاہد متورع محدث ہیں فقہ کو ابو محمد بن احمد حلوائی و ابو الطاہر وغیرہ سے پڑھا اور حدیث بھی انھیں سے پڑھی اور آپ سے عثمان بن علی البیکندی نے روایت کی ہے [illegible]ھ میں فوت ہوئے - علی بن محمد بن الحسین فخر الاسلام ابو الحسن البزدوی - [illegible]ھ میں پیدا ہوئے فقیہ ماہر اصول و فروع مرجع انام

مفتی حنفیہ تھے حفظ مذہب مین ضرب المثل ہین۔ تصانیف مفیدہ بہت یادگار ہین جیسے اصول مین متن معتمد معروف باصول فخر الاسلام بزدوی۔ وشرح مبسوط گیارہ مجلدات مین وشروح جامعین صغیر وکبیر وتفسیر قرآن وغناء الفقہاء وامالی وغیرہ تالیفات اصول وفروع وتفسیر وحدیث مین ہین۔ حکایت ہے کہ آپ کے زمانہ مین ایک عالم شافعی المذہب ہر ایک سے مناظرہ کرتا اور غالب آتا تھا کہ علماء وفضلاء نے جمع ہوکر آپ سے کہا کہ آپ اس عالم سے مناظرہ فرمادین ورنہ ہم سب شافعی ہوجاوینگے۔ آپ نے فرمایا کہ مین مرد گوشہ نشین ہون مجھے مناظرہ سے کچھ کام نہین ہے آخر انکے اصرار سے اس عالم کے پاس گئے۔ اسنے مناقب شافعی رحمہ اللہ کو بیان کرنا شروع کیا اور زیادہ زور دیا کہ ہمارے امام نے تین مہینہ مین کلام شریف حفظ کرلیا تھا آپ نے ایسی باتون سے معلوم کیا کہ مرد مجادل ہے اور حقائق فضائل سے خود واقف نہین ہے فرمایا کہ قرآن مجید تو دین وایمان ہے اور خود اسکو ایک امیر کے بیان کا دوسالہ فرحساب وکتاب ایکبار سنکر حفظ سناویا جس سے وہ سخت شرمندہ ہوا آپ ۴۸۲ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ اقول انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس مین اہل الفکر کے لیے علماء آخرت اور علماء دنیا کے افتراق کے واسطے تنبیہ لطیف ہے فلیتفکر۔ احمد بن محمد بن صاعد بن محمد استوائی۔ شیخ الاسلام ابومنصور قاضی القضاۃ فقیہ محدث شاگرد والد صاعد بن محمد ہی جد بزرگ ومحدث ابوسعید صیرفی رح وغیرہم اور آپ سے شیخ زاہر ووجیہ وعبدالخالق وغیرہم نے روایت کی۔ ۴۳۲ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ محمد بن الحسین بن محمد بن الحسین البخاری المعروف بخواہرزادہ شیخ الاسلام ابوبکر فقیہ فاضل متبحر ہین اس فتاوے مین آپ سے بہت کچھ منقول ہے اور اکثر مقام مین امام خواہرزادہ پر اکتفا کیا گیا جس سے آپ ہی مراد ہین اگرچہ دیگر علما بھی اس لقب سے معروف ہین۔ فارسی مین اسکے معنی بہن کا بیٹا۔ چونکہ آپ قاضی ابوثابت محمد بن احمد بخاری کی ہمشیرہ کے فرزند ہین اسوقت مین آپکو کہہ یا الشتہا باین لقب امتیاز دیا گیا جو مشہور ہوگیا۔ حدیث آپ نے شیخ ابونصر احمد بن علی حازمی اور حاکم ابوعمر محمد بن عبدالعزیز قنطری وابوسعید بن احمد اصفہانی وابوالفضل منصور بن عبدالرحیم وغیرہم سے سماعت کی اور بخارا مین متعدد مجالس مین حدیث کو املا کیا اور آپ سے عثمان بن علی بیکندی وعمر بن محمد نسفی نے روایت کی۔ محدث سمعانی شافعی رح نے کہا کہ آپ سے ہمکو فقط شیخ عثمان بن علی بیکندی کے واسطہ سے حدیث پہونچی ہے۔ تصانیف آپ کی معروف ہین ازانجملہ مختصر وتجنیس ومبسوط خواہرزادہ سے کتاب مین بہت حوالہ ہے ۴۸۳ھ مین فوت ہوئے۔ محمد بن عبداللہ ناصحی نیشاپوری قاضی القضاۃ ابوالحسن فقیہ محدث ادیب عارف المذہب تھے شاگرد وپدر خود وعبداللہ ناصحی تلمیذ قاضی ابوالہیثم عن قاضی الحرمین عن القاضی ابی الطاہر الدباس عن القاضی ابی حازم رحمہم اللہ تعالے اور حدیث کو شیخ ابوسعید صیرفی وغیرہ رحمہم اللہ تعالے ائمہ حدیث سے سنا اور بغداد وخراسان وغیرہ مین اسکو روایت کیا چنانچہ محمد بن عبدالواحد دقاق وعبدالوہاب وغیرہم نے آپ سے روایت کی اور عہد سلطان الپ ارسلان مین نیشاپور کے قاضی رہے۔ اکثر شیخ ابوالمعالی بن ابومحمد جوینی شافعی سے مسائل مین کلام کرتے اور شیخ موصوف نے جودت طبع کی تعریف فرمائی ہے ۴۸۴ھ مین مراجعت حج سے خراسان مین انتقال فرمایا

علی بن الحسین بن علی نیشاپوری ابو الحسن مؤلف تفسیر نیشاپوری۔ فقیہ مفسر ہین لباس مین سنت طریقہ بہت ملحوظ تھا۔ علم کو حسین بن علی صیمری سے حاصل کیا۔ نیشاپور مین پہونچکر زاہد ہوکر سلاطین سے ملاقات ترک کردی۔ ایک روز ملک شاہ سلجوقی نے کہا کہ آپ نے ہمارے پاس کیون آنا ترک فرمایا تو کہا کہ اسلیے کہ تو عالمون کی زیارت سے بہتر بادشاہ ہوا اور مین بادشاہون کی زیارت سے بدتر عالم نہ ہون۔ ۴۶۸ھ مین انتقال فرمایا۔ محمد بن عبد الحمید سمرقندی علاؤ الدین ابو حامد رحمہ اللہ فقیہ شاگرد شیخ اشرف علوی ہین ابتدا مین مناظرات کیا کرتے تھے آخر مین ترک کرکے زاہد عابد ہوگئے آپ سے اصول فقہ مین بذل النظر واعتقادمین ہدایہ وغیرہ معروف ہین۔ مؤلف فروق کرابیسی شیخ ابو المظفر جمال الاسلام سعد کرابیسی وشیخ الاسلام نظام الدین عمر بن صاحب الہدایہ آپ کے شاگرد ہین ۵۵۲ھ مین فوت ہوئے۔ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی شمس الائمہ ابو بکر امام علامہ فقیہ محقق معروف ہین اس فتاوے مین آپ سے بہت کچھ منقول ہے۔ ابن کمال پاشا رومی نے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا۔ ابتدا مین اپنے والد کے ساتھ بغداد مین بقصد تجارت وارد ہوے وہان شیخ شمس الائمہ حلوائی سے یہان تک علوم حاصل کیے کہ برہان الائمہ عبد العزیز بن عمر بن مازہ وشمس الائمہ محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور رکن الدین مسعود اور عثمان بن علی بیکندی آپ کے شاگرد ہین۔ فضل وکمال مین اوصاف سے مستغنی ہین اور عالم آخرت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بادشاہ کو کلمہ حق کہا جس سے وہ بادشاہ نہایت ناخوش ہوا اور آپ کو ایک کنوئین مین قید کیا چنانچہ اس کنوئین کے منہ پر شاگرد آپ سے استفادہ حاصل کرتے اور اسی حال مین آپ نے تلامذہ کو مبسوط اپنی زبانی شرح لکھوائی۔ اقول ظاہرا یہ حاکم کی کافی کی شرح ہے اور اسی حال مین شرح کتاب العبادات وشرح کتاب الاقرار اپنے نورانی علم سے لکھوائی ہے چنانچہ اسکے آخر مین لکھا ہے کہ ہذا آخر شرح کتاب العبادات باوضح المعانی وادجز العبارات املاء المحبوس فی محبس الاشرار اور ایک کتاب اصول فقہ وشرح سیر الکبیر املا فرمائی اور جب کتاب الشروط تک پہونچے تو آپ کو قید سے رہائی ہوئی اور آپ فرغانہ کی طرف چلے گئے وہان امیر حسن نے تکریم آپ کو اپنے مکان مین اُتارا اور شاگرد بھی وہان پہونچے تو آپ نے شرح مذکور کو کامل کرادیا۔ علاوہ انکے مختصر الطحاوی وکتب امام محمد کی بھی شروح لکھین۔ آپ نے ۴۰۰ھ ہجری کے دسوین عشرہ مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔ روایت ہے کہ جب ظالم نے آپ کو قید کرکے اوزجند کی طرف روانہ کیا تو جہان راستہ مین نماز کا وقت آتا تھا خود بخود آپ کے بند کھل جاتے اور آپ تیمم یا وضو سے اذان کہکر تکبیر کے ساتھ نماز پڑھتے اور سپاہی دیکھتے کہ ایک جماعت سبز پوش آپ کے پیچھے مقتدی ہین جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو سپاہیون سے فرماتے کہ آؤ میرے ہاتھ باندھو۔ سپاہی متحیر ہوکر عرض کرتے کہ اے خواجہ ہم حضور سے ایسی گستاخی اب کیونکر کرسکتے ہین فرماتے کہ مین حکم الٰہی عزوجل کا مامور بندہ ہون جہان تک ممکن ہے اسکا حکم بجا لایا کہ قیامت کو مبتلا نہون اور تم لوگ اس ظالم کے تابعدار ہو جہان تک کرسکو کرو تاکہ اسکے ظلم سے بچو۔ نقل ہے کہ جب اوزجند مین پہونچے تو ایک مسجد مین اذان سنکر داخل ہوے۔ امام نے اقامت کے بعد آستین مین ہاتھ اندر رکھے ہوے تکبیر کہی آپ نے انکار کیا تو اسنے کہا کہ تکبیر مین کچھ خلل ہے فرمایا کہ اندر ہاتھ رکھکر تکبیر کہنا عورتون کی سنت ہے پس مردون کی

سنت کا اقتدا رچاہتا ہون کہ آستین سے ہاتھ نکال کر تکبیر کہتے ہین لوگون نے پہچان لیا کہ امام حنفی ہین۔ رحمہ اللہ تعالےٰ رحمۃ واسعۃ تامۃ کاملۃ بفضلہ سبحانہ تعالےٰ۔ احمد بن عبد الرحمن قاضی جمال الدین ابو النصر ریغذمونی شاگرد والد خود وقاضی ابو زید دبوسی واحمد بن عبد اللہ خیزاخیزی ہین واخذ عنہ ابنہ محمد بن احمد وحفدہ عماد بن محمد وتوفی سنہ ۴۹۳ھ ہجری۔ محمد بن محمد بن الحسین بزدوی۔ صدر الاسلام ابو الیسر جامع اصول وفروع صاحب تالیفات ہین شاگرد اسمٰعیل بن عبد الصادق عن عبد الکریم عن ابی منصور الماتریدی عن الجوزجانی واستاد نجم الدین نسفی وعلاء الدین محمد بن احمد سمرقندی مؤلف تحفۃ الفقہاء سنہ ۴۹۳ھ ہجری مین فوت ہوے رحمہ اللہ تعالےٰ۔ محمد بن عبد الحمید بن عبد الرحیم معروف بہ خواہرزادہ فقیہ محدث ہین مرو مین اسوقت حنفیہ مین آپ سے زیادہ کوئی حدیث واسکی کتابت مین متوغل نہ تھا سنہ ۴۹۴ھ ہجری مین فوت ہوے۔ یحییٰ بن عبد اللہ ناصحی۔ قاضی القضاۃ ابو صالح فقیہ متبحر عارف مذہب شاگرد پدر خود والمتوفی سنہ ۴۹۸ھ ہجری رحمہ اللہ تعالیٰ علی بن محمد سمنانی۔ فقیہ ابو القاسم تلمیذ قاضی القضاۃ محمد بن علی دامغانی کبیر واصول وکلام مین شاگرد محمد بن احمد بن الولید رحمہم اللہ تعالےٰ المتوفی سنہ ۴۹۹ھ ہجری یا ۴۹۳ یا ۴۹۷ ہین۔ ولہ روضۃ القضاۃ فی ادب القضاۃ وفی الفقہ والتاریخ۔ احمد بن علی ترمذی شیخ ابو بکر الوراق۔ فقیہ صاحب بصیرت وماہر علوم صفات قلب ہین چنانچہ حج کی منزل سے یہ کہکر واپس ہوے کہ ایک منزل مین مجھ سے سات سو گناہ کبیرہ سرزد ہوے آپ کی تالیف شرح مختصر الطحاوی معروف ہے اور کتاب مین ذکر ہوا ہے۔ وراق وہ شخص جو قرآن مجید واحادیث وغیرہ کی کتابت بہت کرتا ہو ظاہراً کتابون کے لکھنے مین مشہور ہون۔ محمد بن جعفر بن محمد بن عمر بن محمد بن مستغفر نسفی۔ فقیہ محدث ہین۔ عبد العزیز بن محمد نخشبی سیلئے نسفی نے معجم شیوخ مین آپکا ذکر کیا اور لکھا کہ آپ نے شیخ یعقوب بن اسحاق اسلامی وعبد الملک بن مروان بن ابراہیم وغیرہ سے حدیث حاصل کی۔ محمد بن احمد بن حمزہ سمرقندی از سادات حسنی معروف بسید ابو شجاع فقیہ متبحر ہین رکن الاسلام علے السغدی وحسن ماتریدی کے معاصر ہین جس فتوے پر اس زمانہ مین ان تینون کے دستخط ہوتے وہ بہت معتمد ہوتا تھا۔ اس فتاوے مین آپ سے صحیح اقوال بنام معروف منقول ہین۔ ہبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ بعلبکی فقیہ عالم شاگرد قاضی ابو جعفر محمد بن احمد سمرقی۔ ولہ کتاب فی اختلافات الامام وصاحبیہ رحمہم اللہ تعالیٰ میمون بن محمد بن محمد مکحولی نسفی۔ ابو المعین فقیہ معروف ہین جنسے علاء الدین ابو بکر محمد سمرقندی مؤلف تحفۃ الفقہاء نے فقہ حاصل کی آپ کی تالیفات مین سے تبصرہ وتمہید قواعد التوحید ومناہج وشرح جامع کبیر وغیرہ ہین۔ علی بن بندار یزدی قاضی القضاۃ شاگرد قاضی ابو جعفر تلمیذ جصاص رازی ہین۔ جامع صغیر کی شرح لکھی جس سے تہذیب شرح جامع صغیر والے نے بہت کچھ نقل کیا اور وہ آپ کا ہوتا ہے۔ علی بن محمد واسطی۔ فقیہ معروف تلمیذ ابو عبد اللہ بصری شاگرد کرخی ہین واستاد حسین بن علی صیمری رحمہ اللہ۔ اسحٰق بن شیث امام صفار اسی لقب سے کتاب مین جابجا حوالہ ہے فقیہ ثقہ ہین برتنون کی تجارت سے صفار کہلاتے تھے حدیث کو نصر بن احمد بن اسمٰعیل کیا ان سے سماعت وروایت کیا۔ اسمٰعیل بن عبد الصادق فقیہ معتمد ہین شاگرد عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی جد فخر الاسلام کے

استاد ابو الیسر صدر الاسلام جنکا اوپر ذکر ہو چکا۔ احمد بن اسحاق الصفار شیخ ابو نصر جہان ابو نصر الصفار
مذکور ہے آپ ہی مراد ہین بخارا سے ہجرت کر کے مکہ معظمہ مین رہے اور وہان آپ سے علم شایع ہوا
حافظ حدیث و فقہ ہین۔ حاکم نے تاریخ نیشاپور مین لکھا کہ آپ حج کے ارادہ سے ہماری طرف آئے اور حدیث
کو ہم علم مین سے تلاش کیا اور مکہ معظمہ مین ساکن رہے۔ اور طائف مین فوت ہوئے۔ محمد بن علی بن الفضل
زرنجری۔ شاگرد شیخ شمس الائمہ حلوائی ہین جنکے حق مین استاد رہ نے بسبب خدمت والدہ کے
استاد کی زیارت نہ کرنے کے بد دعا فرمائی کہ درس مین رونق نہو چنانچہ سوائے آپ کے بیٹے بکر زرنجری
کے کسی نے آپ سے علم نہین پایا۔ زرنجر معرب زرہ گر قصبہ بخارا ہے۔ محمد بن محمد بن احمد بن یوسف شرف الرؤساء
خوارزمی۔ امام فقہ و حدیث و ادب ہین استاد برہان کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ رحمہم اللہ تعالے سے شیخ
طاہر بن حمزہ۔ سغدی شمس الاسلام یا شمس الائمہ امام فروع و اصول عارف مذہب ہین کتابون مین حوالہ
آیا ہے۔ مفتی معروف استاد شیخ نجم الدین نسفی ہین۔ چھٹی صدی کے فقہا و علما۔ ابراہیم بن محمد بن اسحاق
دہستانی۔ مضافات مازندران کے رہنے والے تھے شاگرد دامغانی تلمیذ صیمری سے فقہ حاصل کی اور آپ سے
عبد الملک بن ابراہیم ہمدانی مؤلف طبقات حنفیہ و شافعیہ نے پڑھا۔ سنہ [illegible] ہجری مین فوت ہوئے۔ علی
بن عبد العزیز بن عبد الرزاق۔ امام ظہیر الدین مرغینانی ساکن مرغینان ہین۔ بعض نے لکھا کہ صاحب
خلاصہ کے نانا ہین اور بعض نے کہا کہ ماموں ہین۔ شاگرد والد خود عبد العزیز و برہان کبیر عبد العزیز
و سید ابو شجاع وغیرہم۔ آپ سے آپ کے بیٹے حسن بن علی و احمد بن عبد الرشید والد صاحب خلاصہ
وغیرہ نے فقہ حاصل کی اور سنہ [illegible] ہجری مین فوت ہوئے۔ کتابون مین آپ سے حوالہ آیا ہے اور بعض مورخین
نے لکھا کہ فتاوے ظہیریہ آپ ہی کی تصنیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ فتاوے ظہیریہ کے مؤلف شیخ ظہیر الدین
محمد بن احمد بن عمر بخاری ہین۔ محمد بن محمد بن ابو با قدوانی مضافات سمرقند کے ہین۔ شیخ
جلیل واعظ مفسر ہین سنہ [illegible]ھ مین نماز جمعہ سے واپسی مین گھوڑے سے گر کر فوت ہوئے۔ عثمان
فضلی بن ابراہیم بن محمد از اولاد ابو بکر محمد بن الفضل ہین عالم صالح فقیہ محدث ہین حدیث مین اکثار کیا
سنہ [illegible] ہجری مین فوت ہوئے۔ فتاوے فضلی سے آپ ہی کا اشارہ ہے اور بعض نے زعم کیا کہ
امام ابو بکر محمد بن الفضل کے فتاوے ہین۔ والاصوب ہو الاول۔ محمد بن الحسین ارسابندی فخر الدین
ابو بکر ملقب بفخر القضاۃ فقیہ محدث حسن الاخلاق متواضع تھے۔ فقہ و حدیث مین شاگرد علاء الدین مروزی
ہین۔ سمعانی نے کہا کہ شہر مرو مین عبد الرحمن بن محمد کرمانی نے آپ سے حدیث کی روایت فرمائی ہے
کیونکہ میری صغر سنی مین آپ نے سنہ ۱۲ھ ہجری مین وفات پائی۔ آپ کی تالیف مین تقویم الادلہ مختصر لطیف
ہے۔ بکر بن محمد بن علی زرنجری۔ شاگرد شمس الائمہ حلوائی در فقہ و حدیث اور نیز حدیث کو ابو سہل احمد بن علی
ابیوردی و حافظ ابو حفص عمر بن منصور و یوسف بن منصور و ابراہیم بن علی طبری و حافظ احمد بن محمد بلخی
و میمون بن علی و محمد بن عبد العزیز قنطری وغیرہم محدثین سے روایت کی۔ یگانہ فقہ و حدیث مین حافظ
متقن ضرب المثل ملقب بہ شمس الائمہ و ابو حنیفۃ الاصغر ہوئے۔ وقائع و نوازل مین معتمد مفتی تھے۔

علم حساب و تواریخ سے بھی ماہر تھے بلخ میں ابوجعفر احمد بن محمد بن احمد نے اور سرخس میں محمد بن یعقوب کاشانی اور سمرقند میں محمد بن علی اور بخارا میں عبد الحلیم بن محمد نے آپ سے روایت حدیث کی سنہ ۵۱۲ ہجری میں فوت ہوئے - محمد بن طاہر بن عبد الرحمن سغدی سمرقندی - فقیہ جید شاگرد صدر الاسلام ابو الیسر ہیں - المتوفی سنہ ۵۱۵ ہجری رحمہ اللہ تعالے - خلف بن احمد ابو القاسم شاگرد عبد العزیز بلخی فقہائے عراق میں سے ہیں سنہ ۵۱۵ھ میں فوت ہوئے - احمد بن محمد بن الفضل خیزاخیزی - فقیہ ابو النصر امام جامع بخارا شاگرد والد خود و شیخ محمد بن الفضل تلمیذ بند موسے کذا قیل و روی عنہ محمد بن ابو النصر و توفی سنہ ۵۱۸ھ - محمد بن احمد بن عبد الرحمن ریغدمونی - المتوفی سنہ ۵۱۸ ہجری فقیہ محدث متدین متورع صاحب سکون و وقار ہیں - فقہ و حدیث میں اپنے والد و جد امجد و سلمان بن ابراہیم بن احمد سرخسی کے شاگرد ہیں - محمد بن عبد اللہ بن فاعل مجد الائمہ سرخکتی - مرجع علما رحاجت طریقہ حسنہ تھے شاگرد علما سمرقند و بخارا اور حدیث میں تلمیذ ابو المعالی محمد بن محمد بن زید ہیں اور آپ سے ایک جماعت کثیر نے روایت کی اور ضیاء الدین محمود بن بندنیجی نے فقہ پڑھی - سنہ ۵۱۸ ہجری میں فوت ہوئے - مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کاشانی - ابو المعالی رکن الدین فقیہ محدث بے نظیر ہیں - فقہ میں شاگرد شمس الائمہ سرخسی اور حدیث میں شاگرد ابو القاسم عبید اللہ بن عمر خطیب کاشانی و ابو النصر محمد بن الحسین کشانی ہیں - آپ سے امام صدر شہید حسام الدین نے روایت کی سنہ ۵۲۰ ہجری میں فوت ہوئے - مختصر مسعودی آپ کی تالیف معروف ہے - عبد الملک بن ابراہیم فقیہ شاگرد ابراہیم بن محمد وہستانی - متوفی سنہ ۵۲۱ ہجری - حسین بن محمد بن خسرو بلخی - حافظ حدیث جامع علوم شرعیہ مؤلف مسند ابی حنیفہ مع تخریج متوفی سنہ ۵۲۴ ہجری - عبد العزیز بن عثمان از اولاد محمد بن الفضل معروف بہ فضلی - فقیہ جید عارف مذہب قاضی بخارا جنکی حسن سیرت معاملہ قضا رمیں معروف ہے متوفی سنہ ۵۲۳ھ - عبد العزیز بن عثمان نسفی - فقیہ محدث شاگرد برہان الدین کبیر ہیں صاحب تالیفات حسنہ متوفی سنہ ۵۲۳ھ - محمد بن ہبۃ اللہ حلبی قاضی حلب فقیہ زاہد متوفی سنہ ۵۳۴ ہجری - ابراہیم بن اسمعیل بن احمد بن اسحاق بن شیث المعروف بزاہد صفار - رکن الاسلام ابو اسحق فقیہ متورع زاہد ہیں آپ کے آبا و اجداد فاضل علمائے حنفیہ میں سے گذرے ہیں - آپ امام وقت عالم عامل ہیں راہ حق میں کسی کی ملامت سے خوف نہ کرتے تھے آپ کو سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے لاکر شہر مرو میں بسایا - آپ نے فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور آثار الطحاوی کو سنا اور سیر کبیر کو ابو حفص سے سنا اور حدیث اپنے والد ماجد اور عمر بن منصور اور عبد الملک بن عبد الرحمن وغیرہم سے سنی اور صفر یعنی کانسہ کے برتن بیچنے سے صفار کہلاتے تھے - کتاب تخلیص الزاہد و کتاب السنہ والجماعۃ وغیرہ تصنیف فرمائیں حسن بن منصور قاضی خان وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں سنہ ۵۳۴ ہجری میں بخارا میں فوت ہوئے - اور حماد بن ابراہیم الصفار آپ کے بیٹے عالم محدث جید ہیں باپ کے علاوہ اسمعیل بن احمد بن الحسین البیہقی وغیرہم سے حدیث پڑھی اور سمعانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ میں نے بخارا میں آپ سے ملاقات پائی مگر کچھ سماعت نہیں کی ہے - علی بن محمد بن اسمعیل بن علی بن احمد سمرقندی اسبیجابی سنہ ۵۴۴ ہجری میں پیدا ہوئے - اس فتاوے میں آپ سے بہت حوالہ ہے -

فقیہ عالم معرفت وحفظ مذہب مین امام وقت ہین۔ علی بن ابی بکر صاحب ہدایہ وغیرہ نے آپ سے فقہ پڑھی مختصر طحاوی ومبسوط وغیرہ کے شروح آپ سے معروف ہین ۵۳۵ ہجری مین فوت ہوئے۔ محمد بن محمد بن الحسین۔ منہاج شریعہ امام وقت ہین صاحب ہدایہ نے کہا کہ مین نے کثرت علم وفضل وبرکت مین آپ کا مثل نہین دیکھا ۵۳۵ھ مین فوت ہوئے۔ عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ۔ ابو محمد حسام الدین صدر الشہید فتاوے مین صدر الشہید وحسام الدین والصدر الحسام وغیرہ سے آپ کا ذکر خیر ہے۔ فقیہ محدث امام متبحر ہین شاگرد برہان کبیر عبد العزیز یعنے والد خود اور باہیبت وتمکین تھے صاحب محیط وصاحب ہدایہ وغیرہ نے آپ سے علم پڑھا۔ تالیفات کثیرہ رکھتے ہین از انجملہ فتاوے کبرے وصغرے وشرح ادب القاضی للخصاف شرح جامع صغیر، واقعات وشرح منتقی وغیرہ ۵۳۶ھ مین ایک کافر کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ عبد المجید قفسی ہروی۔ شاگرد فخر الاسلام بزدوی وغیرہ وقاضی بلاد روم المتوفی ۵۳۶ھ۔ عبد الغافر فقیہ محدث جید مولف کتاب مجمع الغرائب فی غریب الحدیث المتوفی ۵۳۶ ہجری۔ عمر بن محمد بن احمد بن اسمعیل نسفی معروف بمفتی الثقلین۔ یعنی مشہور ہے کہ آپ سے جن وانس دونون فتوے لیتے تھے۔ ابو حفص کنیت ونجم الدین لقب تھا۔ اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے۔ فقیہ محدث جید۔ نحوی ادیب لغوی حافظ ہین شاگرد صدر الاسلام ابو الیسر وغیرہ وایک جماعت کثیر کے اونکو ایک جلد مین جمع کیا ہے اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد نسفی ابو اللیث احمد بن عمر نے پڑھا اور صاحب ہدایہ وابو بکر احمد بلخی معروف بظہیر نے آپ سے بعض آپ کی تصانیف کو پڑھا اور عمر بن محمد عقیلی نے آپ سے روایت کی۔ تصانیف کثیرہ رکھتے ہین از انجملہ التیسیر فی التفسیر۔ النجاح فی شرح الصحاح شرح بخاری شریف جسکے خطبہ مین اپنی اسناد کو مصنف تک بچاس طرق سے بیان کیا ہے۔ منظومۃ الفقہ۔ المواقیت طلبۃ الطلبہ شرح الفاظ کتب حنفیہ۔ نظم جامع صغیر وغیرہ ۵۳۷ ہجری مین فوت ہوئے اور متن معروف کنز الدقائق آپ کی تصنیف نہین بلکہ حافظ الدین نسفی رحمہ اللہ کی ہے۔ واضح ہو کہ اہل عرب جب کسی سے ملاقات کرنا نہین چاہتے تو کہدیتے ہین انصرف یعنے پھرجا اور دین جا اور اصطلاح نحو مین منصرف وہ لفظ جسپر کسرہ وتنوین بقل اعرابی منع نہوا اور غیر منصرف وہ کہ جسپر کسرہ وتنوین نہ آوے لیکن جب وہ نکرہ کر دیا جاوے تو منصرف ہوجاتا ہے اور اسکو منکر کہتے ہین اور محاورہ مین جس شخص کی شناخت ومعرفت سے انکار کیا جاوے وہ منکر ہے اب ایک لطیفہ سنیے کہ ہمارے شیخ نجم الدین رحمہ اللہ جب مکہ معظمہ پہونچے تو وہان علامہ زمخشری مجاور گوشہ نشین تھے انسے ملاقات کو گئے اور دروازہ بجایا اندرون سے پوچھا کہ کون ہے کہا کہ عمر۔ جواب دیا کہ۔ انصرف یعنے مین نہین ملونگا تم لوٹ جاؤ۔ شیخ نے اسکو نحوی لطیفہ مین ملایا کہ عمر منجملہ ان الفاظ کے ہے کہ جو غیر منصرف ہوتے ہین اور زمخشری کے جواب مین کہا کہ یا شیخ عمر منصرف نہین ہوتا ہے۔ علامہ نے فوراً جواب دیا کہ اذا نکر صرف۔ جب منکر کیا جاوے تو منصرف ہوجاتا ہے یعنے جب اسکی شناخت سے مالک مکان انکار کرے تو واپس ہوجاوے (واپس نہین جاتا ۱۲) اور لطیفہ یہ کہ لفظ عمر جب تک معرفہ ہو غیر منصرف ہے اور اگر کسی نکرہ چیز کا نام رکھا جاوے تو منصرف ہوجاویگا۔ فافہم۔ محمود بن عمر زمخشری ابو القاسم ملقب بفخر خوارزم اور بسبب مجاورت مکہ کے ملقب بجار اللہ

صر و معتزلی لغوی ادیب نحوی بلیغ ہیں تفسیر کشاف و حقائق و اساس و ربیع و مفصل و مقامات وغیرہ تصانیف کثیرہ رکھتے ہیں اعتقاد میں معتزلی اور فروع میں حنفی تھے ۔ تفسیر میں نحو و بلاغت و بیان کے سوائے علم تفسیر سے غافل ہیں اس سبب سے کہ کلام الٰہی سبحانہ کے معانی بزبان پاک حضرت رسالت صلعم و صحابہ و تابعین حاصل ہوتے اور علامہ کو بسبب بیماری اعتزال کے حدیث میں غفلت ہے اکثر موضوع احادیث سے استدلال کیا اور سوء تعبیر و طعن باکابر سے کام لیا اسی لیے بعض ائمہ علما نے اس کتاب پر نظر کرنا حرام لکھا مترجم کہتا ہے کہ بیشک بعض مقامات میں آنحضرت صلعم و صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم پر بھی طعن نکلتا ہے اگرچہ مولف کا مقصود نہو ولیکن مرویات تابعین و صحابہ رضہ میں سے بہت کچھ لکھتا ہے اگرچہ انکی تحقیق نہیں جانتا اور صحیح و ضعیف و موضوع میں فرق نہیں کرسکتا اسی واسطے بہت خوفناک چیز ہوگئی اور میرے نزدیک جن لوگوں نے انکو مرویات سے غافل کہا تو شاید یہی غفلت مراد ہوگی ورنہ کثرت سے اقوال کو معلق لایا ہے اور ایسی غفلت بغیر معرفت علم حدیث و آثار کے اور بغیر طریقہ سنت کے ممکن الزوال نہیں ہے چنانچہ بیضاوی رحمہ اللہ نے بھی جابجا اسی کی تبعیت میں غلطی اٹھائی ہے چنانچہ مرد متدین عارف بصیر غیر متعصب کو دونوں تفاسیر اور تفسیر محدث محقق حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ دیکھنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے اور صاحب سراج المنیر نے جابجا نقل موضوعات پر طعن کیا ہے ۔ علی بن عراق بن محمد خوارزمی ابو الحسن فقیہ معروف مولف تفسیر خوارزمی متوفی ۵۳۹ھ ہجری عبد الرشید بن ابی حنیفہ بن عبد الرزاق ولوالجی ۔ ابو الفتح ۴۶۷ھ ہجری شہر ولوالج واقع بدخشان میں پیدا ہوئے اور شیخ ابوبکر القزاز و علی بن حسن برہان بلخی سے فقہ پڑھی اور ۵۴۰ھ ہجری میں فوت ہوئے فقیہ محقق معتمد مولف فتاوے ولوالجیہ ہیں ۔ کتاب میں اس فتاوے سے بہت کچھ منقول ہے ۔ محمد بن یوسف بن احمد قنطری نیشاپوری ۔ شاگرد ابو الفضل کرمانی فقیہ المتوفی ۵۴۴ھ ۔ احمد بن صدر الاسلام بزدوی ۔ ابو المعالی صدر الائمہ فقیہ مفتی المتوفی ۵۴۲ھ ۔ بزدہ قلعہ نسف ہے ۔ طاہر بن احمد بن عبد الرشید بن الحسین بخاری ۔ فقیہ مجتہد فی المسائل بقول ابن کمال پاشا و علامہ فرید شاگرد اپنے والد کے و اپنے ماموں ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی و حماد بن صفار و قاضی خان کے ہیں ۵۴۲ھ میں فوت ہوئے ۔ خلاصۃ الفتاوے و خزانۃ الواقعات و نصاب معروف و مشہور ہیں ۔ اس فتاوے میں آپ کی تصانیف سے بہت حوالہ ہے ۔ مطلق واقعات سے یہی کتاب مراد ہے بخلاف واقعات ناطفی و واقعات حسامیہ کے ۔ حسن بن علی بن عبد العزیز مرغینانی ۔ ظہیر الدین کبیر فرغانہ کے قصبہ مرغینان کے رہنے والے تھے ۔ فقیہ محدث معروف و مشہور ہیں شاگرد برہان الدین کبیر و شمس الائمہ اوزجندی و زکی الدین خطیب مسعود بن حسن کاشانی تلمیذ سرخسی و استاذ طاہر صاحب خلاصہ و ظہیر الدین محمد بن احمد صاحب فتاوے ظہیریہ و قاضی خان اوزجندی وغیرہم المتوفی ۵۴۲ھ رحمہم اللہ تعالیٰ ۔ آپکے اقوال منیفہ کا بہت حوالہ مذکور ہے ۔ عبد الرحمن بن محمد کرمانی ۔ ابو الفضل رکن الدین و رکن الاسلام شاگرد فخر القضاۃ محمد بن حسین ارسابندی و استاذ عبد الغفور بن لقمان کردری و محمد بن یوسف سمرقندی و عمر بن عبد الکریم بخاری وغیرہم ۔ مولف تجرید مع شرح مسمی بایضاح و شرح جامع کبیر و فتاوے و اشارات وغیرہ ۔ المتوفی ۵۴۳ھ ہجری ۔ شیخ عبد

بن لقمان نے استاد کے تجرید کی شرح مسمی بالمفید والمزید لکھی ہے جس سے حوالنقل کیا جاتا ہے - محمد بن محمد
بن محمود شیخ رضی الدین سرخسی معروف بہ امام سرخسی تلمیذ صدر الشہید رحمہ اللہ مولف محیط دس مجلد و محیط
چار مجلد و محیط دو مجلد اور ہر سہ کا مجموعہ محیط رضوی و محیط سرخسی کہلاتا ہے جس سے اس فتاوے میں بہت
حوالہ ہے المتوفی ۵۴۴ہجری - محمد بن عبد الرحمن بخاری علاء الدین زاہد استاذ صاحب ہدایہ و
عمر بن محمد عقیلی و شاگرد احمد بن عبد الرحمن ریغذمونی المتوفی ۵۴۶ھ - علی بن حسن بن محمد بلخی ابو الحسن
برہان بلخی شاگرد برہان الدین کبیر عبد العزیز و استاد عبد الرشید ولوالجی و محمد بن یوسف عقیلی و برابیعق وغیرہم
المتوفی ۵۴۸ہجری - احمد بن عمر بن احمد نسفی ابو اللیث مجد النسفی شاگرد والد خود محدث جید و آپ
سے سمعانی نے صحبت ملاقات پائی ۵۵۱ھ میں مکہ رحج کے راستہ میں قطاع الطریق کے ہاتھوں
شہید ہوئے - عثمان بن علی بن محمد بیکندی بخاری - ابو عمرو فقیہ محدث متورع عابد زاہد شاگرد امام ابوبکر محمد
بن ابی سہل سرخسی و استاذ صاحب ہدایہ وغیرہم ۵۵۲ہجری میں فوت ہوئے - بیکند قریب بخارا
کے ایک شہر تھا جس میں تین ہزار مکان فقط فقرا کے تھے سمعانی نے کہا کہ میں نے انکے آثار خود دیکھے
ہیں یعنی بعد ویران ہو جانے کے یہ نشان ظاہر تھے - محمد بن مسعود بن الحسین کاشانی - شیخ ابو الفتح فقیہ
متبحر ہیں شاگرد اپنے والد مسعود مولف مختصر مسعودی و ابو القاسم علی بن احمد کلاباذی وغیرہ - عہدہ
قضا پر پہونچے تھے ۵۵۲ہجری میں فوت ہوئے - صاعد بن محمد بن عبد الرحمن بخاری اصفہانی
ابو العلاء ابن الراستانی فقیہ محدث شاگرد علی بن عبد اللہ خطیبی - المتوفی ۵۵۲ہجری - احمد بن علی بن
عبد العزیز بلخی - ابوبکر ظہیر بلخی - شاگرد نجم الدین نسفی و مرغینانی و اسبیجابی - وغیرہم مولف شرح جامع صغیر
المتوفی ۵۵۳ہجری - عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ نیشاپوری خرقی - شاگرد جمال الدین ابو النصر ریغذمونی
المتوفی ۵۵۳ہجری - ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ عقیلی فقیہ فاضل اور مولف تاریخ حلب کمال الدین
عمر بن احمد کے دادا ہیں المتوفی ۵۵۴ہجری - محمد بن ابی بکر صابونی بزدوی - ابو الطاہر شاگرد ابراہیم
الصفار و احمد بن عبد الرحمن و ابو الیسر بزدوی اور بخارا میں آپ سے سمعانی شافعی نے حدیث لکھی المتوفی
۵۵۵ہجری - محمد بن نصر بن منصور مدینی - شاگرد صدر الاسلام بزدوی و فخر الاسلام بزدوی اور
سمعانی نے کہا کہ میں نے آپ سے ابو العباس مستغفری کے دلائل النبوۃ کو سنا ہے - المتوفی ۵۵۵ہجری
محمد بن یوسف حسینی ابو القاسم ناصر الدین سمرقندی امام جلیل القدر مفسر محدث فقیہ واعظ مجتہد تھے مولف
کتاب نافع - و فتاوے ملتقط و خلاصۃ المفتی وغیرہ جنکے اس فتاوے میں حوالہ جات ہیں المتوفی ۵۵۶ہجری
حسن بن نصر الاسلام بزدوی - شاگرد عم خود شیخ صدر الاسلام بزدوی المتوفی ۵۵۷ہجری - علی بن
مسعود بن الحسین کاشانی - فقہ اپنے چچا مسعود بن الحسین مولف مختصر مسعودی و برہان الائمہ کبیر و محمد بن الحسین
ارسابندی سے حاصل کی - ابو الفتح الخاقانی و قد سمع منہ السمعانی رح المتوفی ۵۵۷ہجری - عبد الغفور بن لقمان
کردری - ابو المفاخر شرف القضاۃ تاج الدین شمس الائمہ منسوب بشہر کردر در واقع خوارزم عابد زاہد شاگرد
ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی و مولف مفید و مزید و متن اصول الفقہ و شرح جامع صغیر و کبیر

شرح زیادات از استاد خود - کتاب حیرۃ الفقہا، وکتاب کلمات کفریہ - المتوفی سنہ ۵۶۲ ہجری - اس فتاوی مین بعض تصانیف سے قلیل حوالہ ہے - محمد بن صدر الشہید حسام الدین - شاگرد فقہ وحدیث مین اپنے والد کے ہین بغداد مین اپنے والد سے حدیث روایت بھی فرمائی اور سنہ ۶۱۱ ہجری مین فوت ہوئے - جعفر بن عبداللہ بن ابی جعفر قاضی القضاۃ ابو عبداللہ دامغانی - دامغان واقع خراسان کے فقیہ محدث مشہور ہین فتاوی مین آپ سے نقل ہے سنہ ۵۹۶ ہجری مین فوت ہوئے - محمد بن محمود فخر الدین سجستانی - فقیہ حمید المتوفی سنہ ۵ ہجری رحمہ اللہ تعالی - محمد بن ابی بکر المعروف بہ امام زادہ چوغی - واعظ صوفی مفتی بخارا - شاگرد مجد الائمہ سرخکتی وشمس الائمہ بکر زرنجری ورضی الدین نیشاپوری وغیرہم وتصوف مین مرید خواجہ یوسف ہمدانی رح - آپ نے برہان الاسلام زرنوجی وعبید اللہ بن ابراہیم محبوبی وشمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری سے فقہ پڑھی سمعانی نے بخارا مین آپ سے روایت لکھی - مولف شرعۃ الاسلام فقہ مین وآداب الصوفیہ تصوف مین معروف ہین - مصنف جواہر مضیہ نے لکھا کہ مین نے شرعۃ الاسلام کو دیکھا نہایت مفید کتاب ہے - مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین بھی پائی جاتی ہے اگر وہی ہو لیکن شک نہین کہ موجودہ نسخہ مین بہت سے احادیث موضوعہ وواہیہ منکرہ داخل ہین لہذا سمعانی رح کی شاگردی سے گمان قوی ہے کہ یہ وہ شرعہ نہین ہے یا اسمین تحریف وتغییر کی گئی ہے واللہ اعلم - محمد بن ابی القاسم خوارزمی ابن المشائخ بقالی رحمہ اللہ فقیہ محدث حسن الاعتقاد کریم النفس ہین مورخ نے لکھا کہ شاگرد علامہ جار اللہ زمخشری ہین انھین سے علوم پڑھے اور حدیث بھی انسے سنی اور دیگر محدثین سے حاصل کی سنہ ۵۷۶ ہجری مین فوت ہوئے - مورخ نے علوم کثیرہ کا عالم ہونا بیان کیا ہے - لیکن یہ ظاہر ہے کہ حدیث مین استاد زمخشری خود محض بے اعتبار ہین تو شاگردی بھی حرف گیری سے خالی نہین بلکہ مورخین کی توسیع تحریر مبالغہ پر محمول ہوکر ساقط ہوجاتی ہے حالانکہ اسلام کے علوم نہایت تاکید سے ہدایت کرتے ہین کہ یقینی سچ کہو اور وہ بھی تھوڑا ورنہ دراز تقریر کو قطعی نہ کرو - بالجملہ زبان عربی ونحو وغیرہ سے ماہر تھے اور علوم فقہیہ مین بھی تالیفات رکھتے ہین اور منجملہ تالیفات کے ایک فتاوے جمع التفاریق - اذکار الصلوۃ تنبیہ علی اعجاز القرآن - وغیرہ معروف ہین - اس فتاوے مین بقالی سے حوالہ منقول ہے اور مورخ نے کہا آٹا دال وغیرہ بیچنے سے بقال کہلائے - مترجم کہتا ہے کہ مجھے یہ تحریر مورخ کی رائے معلوم ہوتی ہے جسمین سہو ہوا کیونکہ ایسے شخص کو فامی بولتے تھے البتہ ہندوستان مین یہ رواج ہے اور وہان اسمین تامل ہے - ہان ترکاری فروشی سے نسبت ہوسکتی ہے واللہ اعلم - عالی بن ابراہیم ناصر الدین ابو علی غزنوی - اصولی وفقیہ مفسر مولف مشارع مع شرح منابع ور فقہ وغیرہ المتوفی سنہ ۵۸۲ ہجری - احمد بن محمد بن عمر ابو النصر زاہد الدین عتابی ساکن عتاب محلہ بخارا عالم زاہد متبحر معروف - مولف بسیط شرح زیادات عتابی وفتاوے عتابیہ جن سے اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے وشروح جامع صغیر وکبیر وغیرہ المتوفی سنہ ۵۸۶ ہجری - عماد الدین بن شمس الائمہ بکر زرنجری - شاگرد والد خود واستاد جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی وشمس الائمہ بکر بن عبد الستار کردری وغیرہ المتوفی سنہ ۵۴۳ھ - ابو بکر بن مسعود بن احمد کاشانی - ملک العلما علاء الدین شاگرد علاء الدین محمد سمرقندی مولف تحفۃ الفقہا ومیمون مکحولی ومجد الائمہ سرخکتی واستاد پسر خود محمود

بن ابی بکر و احمد بن محمود مولف مقدمہ غزنویہ ہیں - آپ کی تصانیف میں سے بدائع شرح تحفۃ الفقہاء و سلطان المبین
فی اصول الدین بہت عمدہ ہیں ۵۸۷ھ ہجری میں فوت ہوئے - احمد بن محمود بن ابو بکر صابونی - فقیہ فاضل ہیں
صابون بناتے تھے آپ نے اصول میں ہدایہ و کفایہ اور کلام میں بھی ہدایہ و مختصر ہدایہ تالیف کیں - شمس الائمہ
کردری آپ کے شاگرد ہیں ۵۸۰ھ میں فوت ہوئے - عبد الکریم بن یوسف بن محمد ساکن دینار واقع استرآباد
ابو النصر علاء الدین دیناری حاوی فروع و اصول مولف فتاوے دیناری - المتوفی ۵۹۰ھ ہجری - ابن النجار
نے کہا کہ میں نے آپ کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہیں پائی - مطہر بن الحسین بن سعد قاضی القضاۃ جمال الدین یزدی
خاندان علماء و فضلا میں سے جلیل القدر ہیں جامع صغیر زعفرانی کی شرح تہذیب نام لکھی اور مشکل الآثار طحاوی
اور نوادر ابو اللیث کو ملخص و مختصر کیا - ایک فتاوے اور شرح مختصر القدوری لکھی - رکن الدین محمد بن عبد الرشید
کرمانی مولف جواہر الفتاوے آپ کے شاگرد ہیں - سیوطی رح نے حسن المحاضرہ میں لکھا کہ آپ کے ماتحت بارہ
مدارس تھے جنمیں بارہ سو طلبا پڑھتے تھے ۵۹۱ھ ہجری میں فوت ہوئے حسن بن منصور بن محمود اوزجندی
فخر الدین قاضی خان - امام مشہور معروف مجتہد فی المسائل شاگرد محمود بن عبد العزیز اپنے دادا اور ظہیر الدین
مرغینانی و ابو اسحق بن ابراہیم صفاری ہیں و استاد جمال الدین محمود حصیری و شمس الائمہ کردری و نجم الائمہ وغیرہ
ہیں تالیفات میں سے فتاوے قاضی خان و شرح زیادات و جامع صغیر و ادب القضاء وغیرہ معروف ہیں -
قاسم بن قطلوبغا نے کہا کہ قاضی خان سے جس مسئلہ کی تصحیح کی وہ اوروں پر مقدم ہوگی کہ وہ فقیہ النفس ہیں -
۵۹۲ھ ہجری میں فوت ہوئے - یوسف بن حسین بن عبد اللہ بدر ابیض شاگرد برہان بلخی ۵۹۳ھ ہجری میں دمشق
میں فوت ہوئے - احمد بن محمد بن محمود غزنوی شاگرد محمد بن علی علوی حسنی و صاحب بدائع تلمیذ صاحب
تحفۃ الفقہاء وغیرہ مولف روضہ و مقدمہ غزنویہ وغیرہ المتوفی ۵۹۳ھ ہجری - علی بن ابی بکر مرغینانی برہان الدین
ابو الحسن صدیقی المتوفی ۵۹۳ھ ہجری - فقیہ فاضل جید زاہد عابد پرہیزگار ہیں آپ کے فضل کا قاضی خان وغیرہ
نے اقرار کیا - شاگرد مفتی الثقلین نجم الدین نسفی و صدر شہید حسام الدین و صدر شہید تاج الدین و ضیاء الدین بندنیجی
و عثمان بیکندی و قوام الدین احمد بن عبد الرشید والد صاحب خلاصۃ الفتاوے و بہاء الدین علی اسبیجابی وغیرہم -
مولف کتاب معروف متداول ہدایہ و کفایہ و منتقی و تجنیس و مزید و مختارات النوازل وغیرہ جنمیں سے ہدایہ
بہت معروف و متداول ہے آپکے شاگرد جم غفیر مثل آپ کی اولاد شیخ الاسلام جلال الدین محمد و نظام الدین عمر اور
پوتے شیخ الاسلام عماد الدین بن ابی بکر اور مثل شمس الائمہ کردری و جلال الدین محمود استروشنی و برہان الاسلام
زرنوجی وغیرہم - آپ کے نصائح میں سے یہ مضمون محفوظ ہے کہ فرمایا جو شخص عالم ہوکر شرع الٰہی میں ہتک کرے وہ
بڑا فتنہ ہے اور جو شخص جاہل ہوکر عالم عابد بنے وہ اس سے بڑھکر فتنہ ہے پس مومن دیندار کے لیے دنیا میں یہ دو
بڑے فتنے ہیں قال المترجم تجاوز اللہ عن سیئاتہ و غفر لہ و لوالدیہ و اولادہ ہر عالم کو اپنی ذات پر خوف ہے کہ شاید ان
دونوں میں سے ایک کا مصداق نہو لہذا مترجم بھی اہل الحق سے مستدعی ہے کہ اسکے لیے خالصاً لوجہ اللہ
تعالی دعا فرماویں کہ اسکا خاتمہ بخیر ہو آمین یا ارحم الراحمین - شیخ موصوف یعنی صاحب ہدایہ رحمہ اللہ تعالی سے روایت
ہے کہ سبق کو چہارشنبہ کے روز شروع کرانے کا انتظار کرتے اور یہ حدیث روایت کرتے کہ ما من شئ بدئ یوم الاربعاء

الا تم یعنی جو چیز روز چہار شنبہ کو شروع کیجاوے وہ پوری ہی ہو جاتی ہے مترجم کہتا ہے کہ فاضل لکھنوی مرحوم مغفور نے کتب حدیث مین سے بہی اسکا نشان پایا ہے چنانچہ فاضل مرحوم کے فوائد بہیہ مین دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اور شیخ موصوف فرماتے کہ امام ابو حنیفہ رح یہی کیا کرتے تھے۔ قال المترجم بعض روایات مین روز چہار شنبہ کے نسبت نحس مستمر مروی ہوا ہے اور دیگر روایات سے اسکی تفسیر ظاہر ہوئی کہ کافرون و منافقون و مشرکون کے حق مین ہمیشہ کے لیے بعد ہلاک قوم ہود کے یہ استمرار ہوا لہذا جو شخص مومن ہو ضرور انشاء اللہ تعالے کے اسکے حق مین یہ روز مبارک ہوگا اسی واسطے اقوام ہندوستان بسبب عدم ایمان کے اس روز مبارک کے اپنے اوپر منحوس ہونے کے معتقد ہین فلیتنبہ واللہ اعلم۔ عمر بن عبد الکریم بخاری بدر الدین فقیہ شاگرد ابو الفضل کرمانی واستاد شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری۔ المتوفی سنہ ۹۴۲ ہجری۔ عمر بن محمد بن عمر شرف الدین ابو حفص عقیلی از اولاد عقیل بن ابی طالب بفتح العین شاگرد صدر شہید و جمال الدین ربیفد مونی واستاد شمس الائمہ کردری وغیرہ المتوفی سنہ ۹۶ ہجری۔ محمد بن عمر بن عبد اللہ نیشاپوری شیخ ابو بکر رشید الدین امام فقیہ معتمد مولف فتاوے رشید الدین جس سے اس کتاب مین بہت حوالہ ہے اور شرح تکملہ وغیرہ معروف و مشہور ہین سنہ ۹۷ ہجری مین فوت ہوے۔ احمد بن محمد خطیب خوارزم موفق الدین شاگرد نجم الدین نسفی و جار اللہ زمخشری۔ واستاد ناصر الدین مولف لغت مغرب و قد ذکرہ السیوطی فی البغیہ و توفی سنہ ۹۸ ہجری۔ حسن بن خطیر ابو علی نعمان فقیہ محدث مفسر وغیرہ۔ کہتے تھے کہ مین نے مذہب امام ابو حنیفہ رح کو نقل کیا اور اپنے اجتہاد کے موافق اسکی تائید و تشئید کی ہے۔ حمیدی کی جمع بین الصحیحین کی شرح تجہ نام لکھی اور ایک کتاب اختلاف صحابہ و تابعین و فقہاء مین تصنیف فرمائی سنہ ۹۸ ہجری مین وفات پائی۔ علی بن احمد بن مکی حسام الدین رازی۔ مفتی بمذہب حنفیہ۔ مولف شرح قدوری بنام خلاصۃ الدلائل و تنقیح المسائل آپ ہی کو صاحب جواہر مضیہ نے حفظ کیا اور اسکی احادیث کی بسیط تخریج لکھی سنہ ۹۸ ہجری مین فوت ہوئے۔ مسعود بن شجاع بن محمد شیخ برہان الدین فقیہ شاگرد برہان الدین بلخی۔ واستاد محمد بن یوسف اسیض و داود بن ارسلان وغیرہ المتوفی سنہ ۹۹ ہجری۔ محمد بن یوسف بن علی غزنوی بغدادی۔ محدث جلیل مستند شاگرد فقہ مین عبد الغفور بن لقمان کردری کے اور حدیث مین ابو الفضل بن ناصر وغیرہ کے واستاد رشید عطار و شیخ منذری باجازت المتوفی سنہ ۹۹ ہجری۔ محمد بن عراق قزوینی معروف بہ طاوسی شاگرد رضی الدین نیشاپوری واستاد جم غفیر المتوفی سنہ ۶۰۰ ہجری۔ احمد بن محمد بن نوح غزنوی جمال الدین فقیہ فاضل استاد حسن بن علی نحوی و مؤلف فتاوے حاوی قدسی اور چونکہ شہر قدس مین اسکو جمع کیا اسلیے حاوی قدسی نام رکھا المتوفی سنہ ۶۰۰ ہجری۔ حسین بن علی عماد الدین ابو القاسم لامشی محدث فقیہ ثقہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین کسی کی ملامت سے خوف نہ کرتے شاگرد شمس الائمہ حلوائی اور حدیث مین ابو بکر محمد بن الحسن بن منصور نسفی مولف واقعات و فتاوے احمد بن موسی کشی شاگرد نجم الدین نسفی و مولف مجموع النوازل اپنی شیخ ابو اللیث سمرقندی ابو بکر محمد بن الفضل اور ابو حفص کبیر وغیرہم کے فتاوے جمع کر دیے۔ زیاد بن الیاس فرغانی استاد صاحب ہدایہ وغیرہ۔ حسن بن نصر بن ابراہیم الحاکم الکشی شاگرد مسعود بن الحسین صاحب مختصر مسعودی اور خود مرتبہ حاکم تک پہونچا۔ احمد بن عبد الرشید بخاری فقیہ متبحر معروف

مولف شرح جامع صغیر - استاد صاحب ہدایہ ولیسر خود مولف خلاصہ - **رضی الدین** نیشاپوری مولف طریقۃ الرضویہ
ہو استاد رکن الدین امام زادہ محمد بن ابوبکر وفضل رکن الطاؤسی وغیرہم - حماد بن ابراہیم الصفاری قوام الدین بخاری
عالم ثقہ خاندانی ہو استاد برہان الاسلام زرنوجی و افتخار الدین صاحب خلاصہ وغیرہ - محمود بن عبدالعزیز اوزجندی
شمس الائمہ شاگرد امام سرخسی - محمد بن ابی بکر معروف بجمیر الوبری خوارزمی اس فتاوے میں آپ کے معروف نام
سے حوالہ آیا ہے شاگرد ابوبکر محمد بن علی زرنجری و مولف کتاب الاصناحی وغیرہ - چونکہ وبر یعنے اونٹ کے بالون
کا کام کرتے تھے لہذا وبری کہلاتے تھے - عبدالکریم بن محمد مدینی رکن الائمہ صباغی اور کبھی اس فتاوے میں
فقط رکن صباغی پر اقتصار ہوا ہے شاگرد صدر الاسلام ابوالیسر بزدوی و استاد نجم الدین مختار زاہدی مولف
قنیہ وغیرہ اور مولف شرح قدوری وغیرہ - عمر بن محمد بن عبداللہ بسطامی - شیخ ابوشجاع بلخی فقیہ حافظ محدث
جید مفسر جامع استاد صاحب ہدایہ اور خود بڑے مشائخ سے اجازت حاصل رکھتے تھے - اسی واسطے فتاوے
مین بعض مقام پر آپ کی نسبت بعضے مشائخ معروفین نے کہا کہ وہ بڑا شخص ہے اور اسکے مشائخ بڑے بڑے عالی
ہین سمعانی شافعی نے آپ سے مرو اور بلخ و ہرات و بخارا و سمرقند مین حدیث سنی کما ذکرہ بنفسہ فی کتاب الانساب
اشرف بن ابوالوضاح محمد بن السید ابوشجاع بغدادی - استاد عبدالمجید بن اسمعیل قاضی بلاد روم و علاء الدین
محمد سمرقندی وغیرہم - **عبدالعزیز** بن عمر بن مازہ ابومحمد برہان الدین کبیر و برہان الائمہ والصدر الماضی والصدر الکبیر
ان القاب سے ظاہر ہے کہ بڑے فقیہ جید امام تھے - شاگرد امام سرخسی تلمیذ حلوائی و استاد صدر سعید
تاج الدین و صدر شہید حسام الدین یعنے دونون فرزند رشید آپ کے اور استاد ظہیر الدین کبیر شیخ علی بن عبدالعزیز
مرغینانی - برہان الاسلام زرنوجی نے اپنے شیخ صاحب ہدایہ سے نقل کیا کہ شیخ عبدالعزیز رحمہ نے اس خیال
سے کہ اکثر طالب علم دوسرے سبق کو میرے پاس آتے ہین انکو تمام وقت سبق پڑھاتے اور اپنے دونون
صاحبزادون صدر سعید و صدر شہید کو سب سے پیچھے دوپہر کو پڑھاتے جسکی برکت سے دونون اپنے وقت
مین اکثر فقہاء پر فوقیت لیگئے - **نجم الائمہ بخاری** - مفتی بخارا و خوارزم بلا مدافع تھے ہمعصر برہان کبیر و علاء حمادی
و برہان ظاہر اور استاد فخر الدین بدیع وغیرہ - محمد بن احمد سمرقندی علاء الدین ابوبکر شاگرد میمون مکحولی و ابوالیسر
بزدوی و استاد ابوبکر بن مسعود صاحب بدائع و ضیاء الدین محمود بن الحسین استاد صاحب ہدایہ کے ہین
مولف کتاب تحفۃ الفقہاء جسپر صاحب بدائع کی شرح ہے - محمد بن الحسین بن ناصر بندنیجی ضیاء الدین شاگرد
علاء الدین ابی بکر سمرقندی - وسمع صحیح مسلم من محمد بن الفضل النیشاپوری سمع من عبدالغافر الفارسی عن الجلودی
عن الامام مسلم کذا ذکرہ صاحب التذکرہ واللہ اعلم آپ سے صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی اور تمام مسموعات کی
اجازت حاصل کی - وکان ذلک ۵۴۴ھ - حامد بن محمد ریغذموی جلال الدین ابوالنصر مولف محاضر و شروط
شاگرد اپنے باپ و دادا کے ہین - محمد بن الحسن بن محمد کاشانی ابوعبداللہ برہان الدین حافظ الحدیث شاگرد
نجم الدین نسفی و استاد اشرف بن نجیب ابوالفضل کاشانی و شمس الائمہ محمد بن عبدالکریم ترکستانی معروف بہ
برہان الائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ - محمد بن صدر سعید بن صدر کبیر برہان الائمہ مجتہد فی المسئلہ تھے شاگرد والد خود تاج الدین صدر سعید و
عم خود صدر شہید و استاد فرزند خود طاہر بن محمود ہین - مولف محیط برہانی و ذخیرہ و تجرید و شرح جامع صغیر

وشرح ادب القاضی للخصاف و واقعات وغیرہ ازین جملہ اس فتاوے میں محیط و ذخیرہ و تجرید سے بہت حوالہ ہے
علی بن عبد اللہ بن عمران فخر المشائخ عمرانی شاگرد علامہ زمخشری ہیں۔ محمد بن عبد اللہ صائغی معروف بقاضی
سدید شاگرد فخر الدین ابی بکر ارسابندی اور سید ابوشجاع علوی سمرقندی وغیرہ ہیں اور انھیں سے حدیث روایت
کی چنانچہ سمعانی نے آپ سے روایت کی ہے وکان حسن الاخلاق کثیر العبادۃ محدثا جیدا فقیہا۔ محمد بن احمد
بن ابی سعد مؤلف فتاوے ملخص المتوفی سنہ ہجری۔ محمود بن عبید اللہ بزدوی۔ شیخ الاسلام علاء الدین شاگرد
عبد العزیز بن عثمان نسفی شاگرد برہان کبیر وغیرہ مولف کتاب عون متوفی سنہ محمود بن احمد ابو المحامد جمال الدین
استاد شمس الائمہ کردری مولف کتاب خلاصۃ الحقائق جسکی نسبت قاسم بن قطلوبغا نے کہا کہ زمانہ نے اس کتاب کی
مثل نہیں دیکھی۔ عبد الرحمن بن شجاع بغدادی۔ شاگرد والد خود شیخ شجاع ہیں المتوفی سنہ ہجری۔ ناصر
بن عبد السید ابو المکارم عراقی خوارزمی۔ معتزلی حنفی خلیفہ زمخشری مولف مغرب وغیرہ۔ عبد المطلب بن الفضل
افتخار الدین حدیث کی روایت عمر بسطامی دمشقی اور سعد سمعانی وغیرہ سے رکھتے ہیں رئیس حنفیہ تھے سنہ میں فوت
ہوئے محمد بن یوسف بن الحسین معروف با بن الابیض شاگرد والد خود یوسف بدر ابیض شاگرد علاء سمرقندی۔ فقیہ
معروف قاضی عسکر ہیں من اشعارہ الا کل من لا یقتدی بائمۃ ؛ فقسمتہ ضیزی عن الحق خارجۃ ؛ فخذہم عبید اللہ
عروۃ قاسم ؛ سعید ابو بکر سلیمان خارجۃ ؛ ان اشعار میں فقہاء سبعہ مدینہ کو جو تابعین تھے جمع کر دیا ہے۔ عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود اور عروہ یعنے ابن الزبیر اور قاسم بن محمد بن الصدیق و سعید بن المسیب و ابو بکر بن
عبد الرحمن بن حارث بن ہشام و سلیمان بن یسار اور خارجہ بن زید بن ثابت رضے اللہ عنہم اجمعین۔ محمد بن محمد
بن محمد عمیدی سمرقندی۔ رکن الاسلام ابو حامد شاگرد رضی الدین نیشاپوری در علم خلاف۔ ابن خلکان نے
کہا کہ رضی الدین سے علم خلاف کو چار رکن نے حاصل کیا ایک رکن عمیدی دوم رکن الدین طاؤسی سوم رکن الدین
امام زادہ اور چہارم کا نام یاد نہیں ہے۔ عمیدی سے مستفید بہت ہیں جنمیں سے ایک نظام الدین احمد بن جلال الدین
ابو المحامد محمود بن احمد بن عبد السید بخاری حنفی معروف تحصیری ہیں۔ اور واضح ہو کہ ابن خلکان کو عمیدی کی نسبت
معلوم نہوئی اور شیخ سمعانی نے بھی نہیں ذکر کیا اور ظاہرا نسبت عمید علامہ معانی و بیان کی طرف ہو واللہ اعلم
سعید بن سلیمان کندی مؤلف ارجوزۃ الحدیث مسمی بشمس المعارف وانس العارف جسکو قاہرہ میں روایت
کیا المتوفی سنہ ہجری۔ قاسم بن الحسین صدر الافاضل خوارزمی۔ ابو محمد مجد الدین فصیح بلیغ شاگرد برہان الدین
ناصر مؤلف مغرب۔ ومن تالیفاتہ التخمیر شرح التفصیل والتوضیح شرح المقامات وشرح المحصل فے البیان وغیرہا۔
عمر بن زید بن بدر موصلی زین الدین فقیہ محدث مؤلف کتاب مغنی در حدیث وقد شاع فی حیاتہ وقد قری علیہ
رحمہ اللہ تعالے۔ محمد بن احمد بن عمر بخاری ظہیر الدین شاگرد شیخ حسن بن علی ظہیر الدین مرغینانی وغیرہم۔
اس فتاوے میں استاد کو بنام ظہیر الدین مرغینانی یا حسن بن علی مرغینانی بیان کیا گیا ہے اور شاگرد کی کتاب
فتاوے ظہیریہ یا فوائد ظہیریہ سے حوالہ ہے المتوفی سنہ ہجری۔ بدیع بن منصور قزوینی۔ فخر الدین مفسر فقیہ
شاگرد نجم الائمہ بخاری و مولف منیۃ الفقہاء و استاد مختار بن محمود زاہدی صاحب قنیہ وغیرہ۔ امام سیوطی
رحمہ اللہ کے شاگرد شمس الدین محمد بن علی مالکی نے آپ کو مفسرین میں بیان کیا اور کہا کہ سنہ ہجری میں سیوا

۲۰۵

میں مقیم تھے وہیں فوت ہوئے۔ عیسیٰ بن ملک عادل سیف الدین ابو بکر علامہ فنون فقہ و حدیث و بلاغت
وغیرہ جو آٹھ برس مصر میں بادشاہ رہے شاگرد جمال الدین محمود حصیری وقد سمع مسند احمد و روی عنہ۔ اپنے وقت میں
علماء کی بڑی قدر کرتے اسلیے بڑا مجمع ہوگیا اور مانند سلطان عالمگیر اورنگ زیب کے آپ کے وقت میں بھی بہت
کتابیں بحسن ترتیب جمع ہوئیں جیسے لغت جامع کبیر مجموعہ صحاح و جمہرہ ابن درید وغیرہ و ترتیب مسند احمد بابواب فقہ
والسہم المصیب فی الرد علی الخطیب وغیر ذلک اور خود جامع کبیر امام محمد کی شرح ضخیم لکھی علاوہ کتب عروض وغیرہ
کے المتوفی ۶۲۴ھ ہجری۔ یوسف بن محمد خوارزمی ابو یعقوب سراج الدین سکاکی ماہر بلاغت و جامع فنون
عجیبہ و طلسمات وغیرہ معروف فاضل ہے۔ محمد بن عثمان بن محمد علیاباذی سمرقندی حسام الدین عالم فاضل شاگرد
محمد بن محمود استروشنی ہیں و استاد شیخ عبد الرحیم بن عماد الدین صاحب فصول عمادیہ ہیں آپ نے فتاوے
کامل اور تفسیر مطلع المعانی وغیرہ تصنیف کیں۔ عبید اللہ بن ابراہیم جمال محبوبی شاگرد امام زادہ محمد بن ابی بکر و شمس الائمہ
عمر بن بکر زرنجری و قاضی خان اوزجندی وغیرہ و استاد و پسر خود احمد یعنی والد تاج الشریعہ مؤلف وقایہ و حافظ الدین
کبیر بخاری و حمید الدین ضریر و بہاء الدین اسبیجابی و ابو بکر احمد بن علی ظہیر بلخی وغیرہم۔ المتوفی ۶۳۰ھ ہجری۔ محمد بن محمود
بن الحسین استروشنی۔ مجد الدین صاحب فصول استروشنیہ وغیرہ شاگرد صاحب ہدایہ و سید ناصر الدین شہید سمرقندی و
ظہیر الدین بخاری صاحب فتاوے ظہیریہ وغیرہ المتوفی ۶۳۲ھ ہجری۔ خواجہ معین الدین چشتی قطب وقت عارف
معروف ہیں خلیفہ و مرید شیخ عثمان ہارونی ہیں و معاصر شیخ نجم الدین کبریٰ و شیخ شہاب سہروردی قدس اسرارہم و شیخ
حضرت قطب بختیار کاکی اوشی و شیخ فرید شکر گنج و نظام اولیا و خواجہ نصیر چراغ دہلی و مولانا فخر الدین رحمہم اللہ تعالیٰ المتوفی
۶۳۳ھ۔ یوسف بن احمد نجم الدین خاصی۔ شاگرد صدر شہید و مؤلف فتاوے وغیرہ۔ محمود بن احمد حصیری
جمال الدین منسوب بحصیر محلہ شاگرد امام قاضیخان در فقہ و مؤید طوسی وغیرہ در حدیث المتوفی ۶۳۶ھ ہجری در دمشق۔
محمد بن عبد الستار شمس الائمہ کردری شاگرد امام زادہ مؤلف شرعۃ الاسلام و عمر زرنجری و قوام الدین صفار و
بدر الدین ورسکی و شرف الدین عقیلی و نور الدین صابونی ہیں۔ اور آپ کے اجل اساتذہ میں سے امام قاضیخان
و صاحب ہدایہ ہیں۔ آپ سے آپ کے خواہر زادہ محمد بن محمود بن عبد الکریم و حمید الدین ضریر و حافظ الدین کبیر بخاری
وغیرہم نے پڑھا۔ آپ نے امام غزالی کی کتاب منخول کی رد میں رسالہ لکھا و جنیز کردری آپ ہی کی تالیف ہے۔
حسام الدین محمد اخسیکثی مؤلف مختصر حسامی جسکی امیر کاتب اتقانی و عبد العزیز بخاری وغیرہ نے شروح لکھیں
آپ سے محمد بن محمد بخاری وغیرہ نے فقہ پڑھی۔ محمد بن محمود ترجمانی خوارزمی فقیہ مرجع الانام علاء الدین
المتوفی ۶۴۴ھ ہجری۔ حسن بن محمد صغانی یعنی چغانی جو لاہور میں پیدا ہوئے اور غزنین میں پرورش
پائی اور بغداد میں رہے محدث فقیہ لغوی صدوق امام ہیں۔ دمیاطی نے کہا کہ شیخ صالح صدوق اور فقہ و
حدیث میں امام ہیں بالجملہ نہایت شہرت سے محتاج تطویل نہیں اور مشارق الانوار جو ہندوستان میں بہت
معروف ہے آپ ہی کی تالیفات میں سے ہے۔ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن ملک داؤد خلاطی۔ امام فقیہ محدث جید
ہیں شاگرد جمال الدین حصیری وغیرہ مؤلف تلخیص جامع کبیر و تعلیق صحیح مسلم وغیرہ اور آپ سے قاضی القضاۃ
احمد سروجی نے فقہ پڑھی۔ بکیر ترکی ناصری۔ نجم الدین فقیہ عارف بصیر شاگرد عبد الرحمن بن شجاع

ومولف حاوی ودرفقہ وغیر ذلک - المتوفی سنہ ہجری - محمد بن محمود خوارزمی خطیب شاگرد نجم الدین طاہر بن محمد وغیرہم - محمد بن احمد سراج الدین فقیہ امام حافظ شاگرد شمس الائمہ کردری واستاد مختار زاہدی صاحب قنیہ وغیرہ - احمد بن محمد شرف الدین عقیلی شاگرد جد خود شرف الدین عمر ومؤلف شرح جامع صغیر وغیرہ - مختار بن محمود زاہدی ابوالرجاء نجم الدین معتزلی حنفی - مؤلف مجتبی شرح قدوری وقنیۃ المنیہ یعنے بدیع قنیہ پر زیادات کرکے قنیہ نام رکھا حاوی زاہدی وغیرہ - چونکہ بلاتحقیق روایات لکھنے سے ان کتابون کا اعتبار ساقط ہوچکا لہذا علما نے تصریح کردی کہ جب تک تائید حاصل نہو زاہدی کی روایات معتبر نہین ہین وقد فصلناہ فی موضعہ - علی بن سنجر بغدادی ابن السباک شاگرد ظہیر الدین محمد بن عمر بخاری واستاد مظفر الدین احمد صاحب مجمع البحرین وغیرہ - مؤلف شرح جامع کبیر وغیرہ - علی بن محمد نجم العلما حمید الدین الضریر - فقیہ معروف مستند شاگرد شمس الائمہ کردری واستاد حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی صاحب کنز الدقائق وغیرہ ومؤلف شرح جامع کبیر ونافع وغیرہ - محمد بن سلیمان بن الحسن القدسی معروف بابن النقیب - فقیہ زاہد عالم مفسر جامع فنون مختلفہ ومؤلف تفسیر ضخیم جس سے بڑی تفسیر امام سغرانی نے نہین دیکھی جسمین پچاس تفاسیر کو جمع کیا اور حقائق ومعارف واعراب ولغت وغیرہ کو بھی شامل کیا اور اسکا نام تحریر وتحبیر واقوال ائمۃ التفسیر رکھا - محمود بن محمد لولوی بخاری فقیہ محدث مفسر شاگرد برہان الاسلام زرنوجی وغیرہم مؤلف حقائق المنظومہ وغیرہ شہید سنہ ہجری - ہبۃ اللہ بن احمد طرازی شاگرد جلال الدین عمر خبازی ومؤلف شرح جامع کبیر وشرح عقیدہ طحاوی وغیرہا - عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی ابوالفضل مجد الدین شاگرد شیخ جمال الدین حصیری حافظ فتاوے وواقعات مفتی ماہر اصول وفروع ومؤلف مختار وشرح آن اختیار جس سے اس کتاب مین بہت حوالہ ہے اور وہ فقہا مین بہت مستند ومعتمد تھے کہ متون مین شامل کی گئی ہے المتوفی سنہ ہجری - محمد بن محمد ابوالفضل برہان نسفی فقیہ مفسر محدث مولف عقائد نسفی جسکی شروح تفتازانی وغیرہ کے معروف ہین المتوفی سنہ ہجری - برہان الدین محمود بن ابی الخیر فقیہ عالم محدث ہین - مشارق الانوار کے مصنف شا اور سلطان غیاث الدین بلبن کے وقت مین ہندوستان کے علما مین مقدم تھے - نقل کیجاتی ہے کہ جب سات برس کی عمر تھی ایک مرتبہ راہ مین مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کی سواری آئی اور ہجوم مین اپنے باپ سے جدا ہوگیا جب قریب پہونچا تو مین نے مولانا کو سلام کیا - مولانا نے دیکھکر فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھے الہام فرمایا ہے کہ یہ لڑکا ایسا عالم ہوگا کہ اپنے زمانہ مین فرد ہوگا پھر روانہ ہوکر تامل سے فرمایا کہ الہام الہی تعالے نے مجھ سے کہلاتا ہے کہ ایسا عالم ہوگا کہ بادشاہ جسکے دروازے آوے - آپ کا قول ہے مجھ سے ایک گناہ کبیرہ یعنے چنگ سننے کا مواخذہ ہوگا سنہ ہجری مین فوت ہوئے - احمد بن علی بن ثعلب بعلبکی مظفر الدین امام زاہد حافظ فروع واصول وثقہ تھے شاگرد تاج الدین علی بن سنجر تلمیذ صاحب فتاوے ظہیریہ وغیرہ ہین اور مؤلف کتاب مجمع البحرین جو متون سے مرتبہ مین ہے - آپ سے رکن الدین سمرقندی وناصر الدین نے مجمع پڑھی ہے - محمد بن عبد الرشید بن نصر بن محمد کرمانی ابوبکر رکن الدین امام جلیل فقیہ محدث ہین - مؤلف جواہر الفتاوے وحیرۃ الفقہا وغیرہ

جس سے اس کتاب میں حوالہ ہے اور ابو الفضل کرمانی کے فتاوے کو غرر المعانی میں جمع کیا۔ محمد بن عبد الکریم
ترکستانی خوارزمی شمس الدین برہان الائمہ امام فقیہ متبحر ہیں آپ سے مختار زاہدی مؤلف قنیہ نے پڑھا
اشرف بن نجیب اشرف الدین شاگرد شمس الائمہ کردری وغیرہ۔ محمد بن محمد مایمرغی فخر الدین شاگرد
شمس الائمہ و استاد شیخ عبد العزیز بخاری وغیرہ۔ محمد جلال الدین ابو الفتح ابن صاحب ہدایہ شیخ مذہب
حنفیہ اپنے وقت میں تھے۔ عمر نظام الدین شیخ الاسلام ابن صاحب ہدایہ مثل اپنے بھائی کے ہیں مؤلف
جواہر الفقہ و فوائد وغیرہ۔ محمد بن عبد العزیز بن محمد بن صدر الشہید۔ معروف بصدر جہان بخاری۔ لوگوں
میں معظم و مکرم تھے۔ محمود ترجمانی مکی۔ شرف الائمہ مکی برہان الدین امام وقت اور ہمعصر احمد بن اسمٰعیل
تمرتاشی و محمود تاجری ہیں۔ عماد الدین بن صاحب ہدایہ مانند اپنے دونوں بھائیوں کے ہیں مؤلف
ادب القاضی اور آپ کے بیٹے ابو الفتح عبد الرحیم نے فصول عمادیہ آپ ہی کے نام پر لکھی ہے۔ احمد بن عبید اللہ
محبوبی ملقب بصدر الشریعہ اکبر اور شمس الدین معروف امام مؤلف تلقیح العقول فی الفروق۔ نظام الدین شاشی
فقیہ شاشی معروف ہیں۔ ابو القاسم توحی امام فقیہ محدث شاگرد حمید الدین ضریر و استاد وجیہ الدین لوہی
و سراج الدین دہلوی و شمس الدین خطیب وغیرہ ہیں۔ میمون بن محمد ابو المعین مکحولی استاد علاء الدین ابو بکر
سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء و مؤلف مناہج و قواعد التوحید و شرح جامع کبیر وغیرہ۔ عبد الرحیم بن عماد الدین
بن صاحب ہدایہ ابو الفتح زین الدین مؤلف فصول عمادیہ جس سے اس کتاب میں بہت حوالہ ہے اور علماء
نے اس کتاب کو مقبول رکھا ہے۔ ابو العباس قونوی احمد بن مسعود۔ فقیہ معروف مؤلف شرح عقیدہ طحاوی
و تقریر شرح جامع کبیر وغیرہ۔ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی۔ امام فقیہ مفسر شاگرد شمس الائمہ
کردری وغیرہ ہیں۔ اور زیادات کو شیخ احمد بن محمد عتابی سے پڑھا اور آپ کی تالیفات متداولہ میں سے کنز الدقائق
اور وافی مع شرح کافی اور منار مع شرح کشف الاسرار اور مصفی شرح منظومہ نسفیہ اور مستصفی شرح النافع۔ مدارک
التنزیل تفسیر۔ وغیر ذلک اور حکایت ہے کہ تاج الشریعہ نے جب سنا کہ آپ شرح ہدایہ لکھنا چاہتے ہیں تو منع فرمایا
یہ حقیر کام ہے چنانچہ آپ نے وافی وغیرہ کو مستقل تصنیف کیا اور بعض اہل علم نے زعم کیا کہ تاج الشریعہ کے منع
کرنے کے یہ معنی تھے کہ اس کتاب کی شرح آپ کی لیاقت نہیں ہے لیکن یہ زعم محض ناقص ہے اور مترجم کے
نزدیک باطل و وہم ہے ورنہ کتب متداولہ مع تفسیر کے اجازت دینا اور شرح ہدایہ سے ممانعت بے معنی ہوگا
فافہم واللہ اعلم۔ قاضی القضاۃ ابو العباس احمد بن ابراہیم سروجی۔ شارح ہدایہ تا کتاب الایمان و مناسک
وغیرہ۔ حسن بن علی بن حجاج سغناقی حسام الدین شاگرد حافظ الدین کبیر وغیرہ ہیں۔ مؤلف نہایہ شرح جس سے فتاوی
میں حوالہ ہے۔ آپ سے قوام الدین محمد بن محمد کاکی مؤلف معراج الدرایہ نے پڑھا اور سید جلال الدین کرلانی
مؤلف کفایہ نے پڑھا۔ اسمٰعیل بن عثمان قرشی دمشقی رشید الدین ابن المعلم امام وقت فقیہ مفسر محدث و جامع
فنون نہایت متقی زاہد ہیں شاگرد جمال حصیری و شیخ محدث سخاوی اور شیخ ابن زبیدی محدث۔ و استاد ابن حبیب
وغیرہ اور آپ کی وفات سے ایک مہینہ بعد آپ کے بیٹے یوسف بن اسمٰعیل فقیہ محدث نے انتقال فرمایا۔ داؤد
بن داؤد ملطی۔ نجم الدین فقیہ اصولی و استاد جم غفیر المتوفی ۷۱۱ھ ہجری۔ سراج الدین عمر بن محمود معروف بابن السراج

شاگرد والدخود وغیرہ - علاؤ الدین عبد العزیز بن احمد بخاری شاگرد حافظ الدین کبیر بخاری وغیرہ واستاد
قوام الدین کاکی وغیرہ و مؤلف کشف الاسرار شرح اصول بزدوی و تحقیق شرح حسامی وغیرہ جو متداول ہین - یوسف
بن عمر بن یوسف صوفی شیخ کبیر عالم نحریر ہین - آپ سے فضل اللہ صاحب فتاوی صوفیہ نے علم حاصل کیا - آپ
کی تالیفات مین سے جامع المضمرات شرح قدوری معروف و مشہور ہے - عثمان بن علی بن محجن زیلعی - ابو محمد فخر الدین
فقیہ نحوی فرضی قاہرہ مین امام استاد محقق تھے تالیفات مین سے شرح جامع کبیر وغیرہ سب سے زیادہ تبیین
الحقائق شرح کنز الدقائق متداول معتبر معروف ہے اقول اس فتاوی مین تبیین سے بہت حوالہ ہے - عبید اللہ صدر
الشریعۃ اصغر بن مسعود بن تاج الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ اکبر محبوبی - علامہ اصولی فقہی معروف ہین وقایہ کی
شرح آپ سے متداول داخل درس ہے و تنقیح و توضیح بھی اور مختصر الوقایہ و مقدمات اربعہ وکتاب الشروط وکتاب المحاضر
وغیرہ متعدد مقبول تالیفات ہین - شمس الدین یحیی اودی یعنے فیض آباد کے قریب اودھ کے رہنے والے
محدث فاضل مشہور تھے اور شیخ نصیر چراغ دہلوی نے آپ کی مدح مین یہ شعر کہا ہے سالت العلم من احیاک حقا -
فقال العلم شمس الدین یحیی - احیا بمعنی زندہ کرنا یعنے مین نے علم سے پوچھا کہ تجھے کس نے جیسا چاہیے احیا کیا
ہے تو علم نے فرمایا کہ میرے سچے محیی شیخ شمس الدین یحیی ہین - حضرت نظام الاولیاء رحمہ اللہ کے مرید ہین
اور زمانہ سلطان غیاث الدین تغلق کا تھا - شاگرد مولانا ظہیر الدین بھکری وغیرہم رحمہم اللہ تعالے -
نقل ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء نے ایام طالب علمی مین آپ سے چند سوالات پوچھے جنکے جواب مین عرض
کیا کہ مین ابھی اسی مقام تک پہونچا ہون اور یہ مشکلات مجھیر بھی رہی ہین حل نہین ہوئین تو شیخ نظام رہ نے
آپ کو بٹھلا کر سب مشکلات مشرح حل کر دیے جس سے آپ کو شیخ رحمہ اللہ کی طرف بہت اعتقاد راسخ
ہوگیا - قال المترجم بقول حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت - تمام اولیاء
سابقین عالم علامہ گذرے ہین اور اسی رتبہ سے بفضل الٰہی بہت عروج بلند پایا وقد قال اللہ تعالی انما یخشی
اللہ من عبادہ العلماء الآیہ بالیقین بغیر علم کے جاہل ولی نہین ہوتا - اور عوام نے جو دھوکا اٹھایا کہ جاہل صوفیہ
کو علم باطن حاصل ہے محض گمراہی ہے ان لوگون نے اپنی سمجھ پر اعتماد کیا اور بزرگون کی راہ چھوڑ دی ورنہ ایسا
نہ کہتے اللہ تعالے عزوجل اپنے فضل سے ہم جاہلون کو ہدایت فرماوے آمین - جلال الدین عبد اللہ بن
فخر الدین احمد معروف بابن الفصیح عراقی کوفی جامع علوم اور حدیث کے نہایت طالب صادق تھے - حافظ
ذہبی و جزری سے حدیث سنی اور کامل فائق ہوئے - قوام الدین محمد بن محمد کاکی شاگرد علاء الدین عبد العزیز
بخاری و حسام الدین سغناقی وغیرہم ہین - معراج الدرایہ شرح ہدایہ و عیون المذاہب جامع اقوال ائمہ اربعہ
تالیفات معروف ہین - ابراہیم بن علی طرسوسی نجم الدین قاضی القضاۃ فقیہ اصولی مولف فتاوی
طرسوسیہ و انفع الوسائل وغیرہ - امیر کاتب العمید بن امیر عمر و اتقانی - قوام الدین لطف اللہ - شاگرد احمد بن
اسعد خریفغنی تلمیذ حمید الدین ضریر وغیرہ متعصب حنفی تھے شرح ہدایہ مسمی بہ غایۃ البیان تصنیف کی نقل ہے کہ
دمشق مین امیر نائب السلطنت حنفی کو رفع الیدین کرتے دیکھکر فتوے دیا کہ نماز باطل ہوگئی بر مذہب امام ابو حنیفہ
قاضی تقی الدین سبکی شافعی رہ نے سنکر اس قول کی تردید کی پس امیر کاتب نے رفع الیدین کے ابطال مین رسالہ

تصنیف کیا اور مدار اسکا مکحول نسفی کی روایت پر ہوا - فاضل لکھنوی رحمہ اللہ مؤلف التراجم نے بعد اس نقل کے قول بطلان پر تشنیع کی اور جزم کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اسمین کوئی روایت نہین ہے اور لکھا کہ بطلان کا قول کیونکر صحیح ہوسکتا ہے جس مسئلہ مین کہ روایات صحیحہ بکثرت موجود ہین - اقول لقد صدق فیما قال وسبقہ بہ الشیخ محمود بن احمد قونوی جمال الدین الفقیہ قاضی دمشق المتوفی سنہ [illegible] ہجری واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - علاء الدین مغلطائی بن قلیج ترکی - امام علم حدیث و فقہ و کثیر الحفظ ہین منجملہ تالیفات کثیرہ کے تلویح شرح الصحیح یعنے صحیح بخاری کی شرح اور شرح ابن ماجہ معروف ہین - عمر بن اسحٰق بن احمد ہندی غزنوی ابوحفص سراج الدین امام وقت فقیہ علامہ محقق شاگرد امام زاہد شیخ وجیہ الدین دہلوی و شیخ شمس الدین خطیب دہلوی و ملک العلماء سراج الدین ثقفی دہلوی و شیخ رکن الدین بدایونی جو انکے تلامذہ ابوالقاسم تنوخی شاگرد حمید الدین ضریر ہین - پھر مصر مین جاکر قاضی القضاۃ ہوے - توشیح شرح ہدایہ ناتمام - شرح زیادات و شرح جامعین صغیر و کبیر - شرح المختار کتاب التصوف - شرح جمع الجوامع وغیرہ معروف ہین وفات بقول کفوی سنہ [illegible] ہجری مین اور یہ قول علامہ سیوطی و صاحب کشف الظنون سنہ [illegible] ہجری کا ہین ہولی - شیخ حمید الدین دہلوی جنکی مدح ابن کمال پاشا نے لکھی ہے - شارح ہدایہ الشرح نفیس - احمد بن ابراہیم مرغینانی ابوالعباس شہاب الدین مولف منبع شرح مجمع البحرین در فقہ و شرح مغنی در اصول فقہ - عبد اللہ بن محمد قرشی محی الدین جامع علوم تھے فقیہ محدث ہین تخریج احادیث ہدایہ وغیرہ معروف ہین - محمد بن محمد بن محمود بابرتی امام علامہ فقیہ محدث جامع فنون ہین فقہ مین شاگرد قوام الدین کاکی وغیرہ اور استاد سید محقق شریف علی جرجانی وغیرہ منجملہ تالیفات کثیرہ کے عنایہ شرح ہدایہ سے اس فتاوے مین بہت حوالہ ہے - محمد بن یوسف بن الیاس قونوی شمس الدین محدث فقیہ جامع - ابن حبیب نے کہا کہ اپنے وقت کے امام علم و عمل و زہد و تقوی و علامہ قدوہ تھے - شرح مجمع البحرین اور درر البحار وغیرہ معروف تالیفات ہین - علاء الدین علی سیرامی استاد سراج الدین قاری ہدایہ جو استاد ابن الہمام ہین - سید یوسف شاگرد مولانا جلال الدین رومی اور مولف یوسفی شرح لب الالباب بیضاوی وغیرہ مدفون دہلی - قاضی عبد المقتدر استاد قاضی شہاب دولت آبادی مدفون دہلی حوض شمسی آپ کا شعر ہے ؂ غوض در یک مسئلہ دین اے فتی ٭ بہتر است از الف رکعت بار یا - مسعود بن عمر علامہ تفتازانی علامہ معروف و مشہور ہین اور تلویح آپ ہی کی تصنیف ہے - ابوبکر بن علی بن محمد حدادی مصری عالم عامل محدث مفسر فقیہ زاہد صاحب کرامات تھے ہر روز پندرہ سبق پڑھاتے - صاحب تالیفات کثیرہ ہین ازانجملہ کشف التنزیل تفسیر ہے اور جوہرۃ النیرہ شرح قدوری چار مجلد اور سراج الوہاج شرح قدوری آٹھ مجلد فقہ مین انسے اس فتاوے مین حوالہ مذکور ہے اور بحث افتاء مین کچھ ذکر موجود ہے - علاء الدین الاسود مشہور بخواجہ قرہ مولف عنایہ شرح وقایہ المتوفے سنہ [illegible] ہجری - سید جلال الدین کرلانی خوارزمی مرجع خاص و عام شاگرد حسام مغناقی مولف نہایہ و عبد العزیز بخاری مولف کشف بزدوی اور استاد ناصر الدین والد حافظ الدین بزازی مولف فتاوی بزازیہ و سعد غدبوس مولف جواہر الفقہ وغیرہم - تالیفات مین سے کفایہ شرح ہدایہ متداول معروف ہے - ناصر الدین محمد بن شہاب شاگرد سید جلال کرلانی مولف کفایہ و استاد پسر خود حافظ الدین صاحب فتاوے بزازیہ وغیرہ المتوفی سنہ [illegible] ہجری ۱۲

فضل اللہ بن محمد بن ایوب ماجو - فقیہ اصولی صاحب طریقت وحقیقت شاگرد یوسف بن عمر صوفی مولف جامع المضمرات شرح قدوری - و مرید خاص شیخ فیض اللہ بن صدر الدین بن بہاء الدین زکریا ملتانی - و مولف فتاوے صوفیہ - ابن کمال رحمہ نے کہا کہ یہ فتاوے کتب غیر مشہورہ میں سے ہے اگر اصول سے مطابقت معلوم نہو تو خالی اسکی روایت پر اعتماد نہیں ہو سکتا ہے - محمود بن احمد بن عبید اللہ تاج الشریعۃ امام معروف مؤلف وقایۃ الروایہ جسکو اپنے پوتے صدر الشریعۃ اصغر کے حفظ کے لیے ہدایہ سے منتخب کیا اور فتاوے و واقعات وشرح ہدایہ وغیرہ تالیفات کیں - طاہر بن اسلام خوارزمی سعد غدبوش - شاگرد جلال کرلانی وغیرہ ومؤلف کتاب لطیف جواہر الفقہ وغیرہ - محمد بن محمد بن شہاب بزازی - فقیہ اصولی امام وقت جامع علوم متداولہ ہیں مولف فتاوے بزازیہ وغیرہ - المتوفی ۸۲۷ھ ہجری - عمر وبن علی قاری الہدایہ سراج الدین - ہدایہ پڑھانے میں معروف وقاری ہوئے تھے - استاد شیخ ابن الہمام وغیرہ ومولف فتاوے قاری ہدایہ وفیہا شیئی - محمود بن احمد بن موسی قاضی القضاۃ عینی - منسوب بجانب عینتاب فقیہ محدث جامع فنون ذکی الطبع قوی الحفظ سریع الکتابت ہیں شاگرد فقہ میں جمال یوسف ملطی وعلاء سیرامی اور حدیث میں زین عراقی وشیخ تقی الدین وغیرہم - منجملہ تالیفات کے بنایہ معروف بعینی شرح ہدایہ و رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق معروف بہ عینی شرح الکنز وغیرہ سے اس فتاوے میں زیادہ حوالہ ہے ومنہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح المجمع وغیرہا - المتوفی ۸۵۵ھ ہجری - محمد بن عبد الواحد شیخ کمال الدین ابن الہمام فقیہ محقق معروف امام وقت محدث اصولی شاگرد قاری الہدایہ وغیرہ فقہ واصول میں اور تلمیذ ابو زرعہ عراقی وجمال حنبلی وشمس شامی وغیرہ حدیث میں ہیں - فتح القدیر شرح ہدایہ آپ کی تالیفات میں سے متداول ہے جس سے اس فتاوے میں حوالہ ہے کہتے ہیں کہ رتبہ ترجیح تک ظاہر میں اور ابدال وقت تک باطن میں تھے ولیکن مترجم کے نزدیک یہ کلام کسی قدر سہولت ہے اور یوں کہنا چاہیے کہ علامہ عارف عامل منجملہ اہل اللہ تعالے سے تھے واللہ اعلم بالصواب - محمد بن فرامرز مشہور بمولے خسرو - عالم علوم وفلاسفہ شاگرد برہان الدین ہروی شاگرد تفتازانی قاضی قسطنطنیہ معروف ہیں مؤلف غرر الاحکام مع شرح درر الحکام جو بنام غرر فی الدرر معروف ہے - اور حاشیہ تلویح وغیرہ - المتوفی ۸۸۵ھ ہجری - عبد اللطیف بن عبد العزیز معروف بابن الملک چونکہ آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام فرشتہ تھا اسلیے ابن الملک کے نام سے مشہور ہوئے - فقیہ مشہور اور حافظ متون حدیث بکثرت اور ماہر اکثر علوم تھے - تالیفات اکثر مفید ومتداول ہیں جیسے حدیث میں مشارق الازہار شرح المشارق - واصول میں شرح المنار اور فقہ میں مجمع البحرین کی شرح جس سے اس فتاوے میں بہت نقل ہے اور شرح وقایہ اور رسالہ علم تصوف وغیرہ - فخر الدین عجم شاگرد سید شریف جرجانی مؤلف مشتمل الاحکام صاحب کشف الظنون نے مولے برکلی کا قول نقل کیا کہ یہ کتاب منجملہ کتب واہیہ غیر معتبرہ کے متداول ہوئی ہے - الیاس بن ابراہیم ماہر علوم وفنون تیز طبع سریع الکتابۃ رقیق القلب تھے فقہ اکبر کی شرح معروف ہے سلطان مراد خان کے عہد میں بروسا کے مدرس رہے - اور وہیں فوت ہوئے - ابراہیم بن محمد حلبی امام محدث فقیہ مدقق ہیں - مؤلف ملتقی الابحر وغنیۃ المستملی یعنی کبیری ومختصر معروف بصغیری - وغیرہ معروف ہیں - محمد بن محمد عرب زادہ رومی - فحول علماء میں سے محقق ومدقق مدرس قسطنطنیہ مؤلف شرح وقایہ وعنایہ

شرح ہدایہ وغیرہ ہین۔ محمد بن محمد بن مصطفے عمادی معروف با بوالسعود مفسر ماہر بلاغت وفنون ادبیہ ومحقق علوم نقلیہ
عقلیہ فقیہ محدث مفسر ہین شاگرد مؤید زادہ تلمیذ جلال دوانی ہین تفسیر ارشاد العقل السلیم معروف بہ تفسیر ابوالسعود
آپکی مشہور تالیف ہی صاحب کشف الظنون نے لکھا کہ بعد بیضاوی کے یہی تفسیر حسن اعتبار و اعتماد مین
بیضاوی سے بڑھکر رتبہ اشتہار کو پہونچی اور خطیب المفسرین کا خطاب دیا گیا رحمہ اللہ تعالے۔ عبد العلی بن
محمد بن حسین برجندی۔ جامع اصناف علوم فقیہ محدث زاہد شاگرد ملا اصفہانی و ملا منصور ومعین الدین کاشی و
کمال الدین شیخ حسین وکمال الدین مسعود شروانی وسیف الدین احمد تفتازانی وغیرہم۔ مؤلف شرح
مختصر الوقایہ معروف برجندی اور اس شرح برجندی سے بھی اس فتاوے مین بعض مواضع مین حوالہ مذکور ہی
اور غالبًا وہ تائیدی قول یا ظاہر شق ہی اور یہ تخریج یا ترجیح نہین بلکہ نقل پر اعتماد ہی اور میرے نزدیک اسکے
منقولات اصولی طور پر باعتماد حدیث یا اثر ہین اگرچہ اکثر متاخرین ماوراء النہر کے مختارات سے خلاف ہو اور
اسکی وجہ یہ ہی کہ اکثر اساتذہ ماوراء النہر کی توجہ احادیث کی جانب کمتر رہگئی تھی بوجہ ایک اصل کلی پر اعتماد
کر لینے کے کہ جملہ مسائل ہمارے مذہب کے مستخرج از اصول کتاب وسنت ہین لہذا ہمکو مکرر نظر کی حاجت نہین
اور اسوجہ سے ایک خلل عظیم یون واقع ہوا کہ جزئیات منصوصہ مخالف قیاس جسکے دیگر وجوہ پر موافق قیاس رکھے گئے
ہین جیسے نقض الوضوء بقہقہہ اور ایسے مسئلہ مین بعض روایت متوافق قیاس بھی اصحاب مین سے کسی امام سے مروی
ہوئے تو ان مشائخ نے اسی روایت کو ترجیح دیکر اصل مذہب قرار دیا حالانکہ عند التحقیق اصل مذہب وہی قول
ہی جو خلاف قیاس بوجہ ورود نص ہی لہذا ایسے محققین متاخرین مثل شیخ ابن الہمام وابن کمال پاشا و قاسم
بن قطلوبغا وغیرہم اور انکے متبعین مانند برجندی وغیرہ کے اقوال وتحقیقات قابل نظر واعتبار ہین اور انکی
مخالفت میرے نزدیک اپنے کچھ متقدم مشائخ بخارا و بلخ وغیرہ مرجح ہی اگرچہ بالکلیہ نہو کیونکہ علامہ قاری
و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم نے افادہ فرمایا ہی کہ ان اساتذہ رحمہم اللہ تعالے کا توغل فن حدیث مین کمتر
ظاہر ہوتا ہی اور ہم لوگ اگرچہ مقلدین ہین لیکن بہ قول ولوالجی وابن قطلوبغا وغیرہم کے جسکو نظر کی اہلیت ہو اور
اُسنے اپنے آپ کو بندۂ ہوا وہوس بنا کر صرف اسقدر لا ابالی طریقہ پر اکتفا کیا کہ اقوال منتخب الفہم ورین
سے کسی قول پر عمل کرے تو اُسنے اجماع مومنین ومسلمین سلف وخلف سے مخالفت کی کیونکہ جس مقلد کو اہلیت نظر کی
نہین ہی اسپر تو یہ لازم ہی کہ کسی اہل نظر سے پوچھے جو کچھ وہ بتلادے اسی پر خواہ مخواہ عمل کرنا پڑیگا اور جب یہ بات
معلوم ہوئی تو مین کہتا ہون کہ شرح برجندی کو بھی ایسی کتابون مین داخل کیا گیا ہی جنپر کچھ اعتبار بدون
موافقت اصول وکتاب معتمد کے نہین ہوسکتا ولیکن میرے نزدیک یہ حد سے تجاوز ہی ظاہرا
قائل نے اس کتاب کو اچھی نظر سے مطالعہ نہین کیا ہی یا اسکو کتاب وسنت سے حظ وافی نہ تھا ورنہ وہ کبھی
اسکو مثل جامع الرموز وغیرہ کے قرار نہ دیتا اور میرے نزدیک یہ شرح محققانہ ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب
محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب تمرتاشی۔ امام بے نظیر فقیہ قوی الحافظہ کثیر الاطلاع وحید فرید تھے شاگرد
شمس الدین محمد شافعی غزی رحمہ اللہ تعالے کے اور رجب سنہ ۹۹۰ ہجری مین قاہرہ گئے تو وہان مؤلف بحر الرائق
شرح کنز الدقائق شیخ زین بن نجیم مصری اور امین الدین بن عبد العال وعلی بن حنائی وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور

امام مفتی معروف ہوئے شمس الدین لقب تھا تالیفات نہایت لطیف و مستند ہین جیسے تنویر الابصار فقہ مین بسبب
تدقیق کے بہت معروف ہی و معین المفتی و مواہب الرحمن و فتاوے تمرتاشی و شرح زاد الفقیہ و رسالہ حرمت قراءۃ
خلف الامام و رسالہ تصوف مع الشرح وغیرہ ہین - تنویر الابصار متن لطیف کی شرح خود فرمائی اسکا منح الغفار
اور اسپر شیخ الاسلام خیر الدین رملی کا حاشیہ ہی اور بہت مشہور شرح علامہ حصکفی کی در المختار نام ہی - واضح ہو کہ تنویر پا اسکی
شرح سے فتوے دینا نہین چاہیے جیساکہ باب افتا رمین بیان کیا گیا ہی اور اسکی یہ وجہ نہین ہی کہ کتاب غیر معتمد ہی
بلکہ اسوجہ سے کہ نہایت تنگی عبارت و لحاظ قیود صریح و ضمنی وغیرہ سے مفتی سے اکثر غلطی واقع ہونے کا احتمال قوی
ہی کیونکہ فقہیہ مسائل وہین قیود سب معتبر ہوتے ہین جیساکہ مذہب تحقیق ہی اور بحث افتا رمین سے فی الجملہ ذکر ہوا ہی لہذا
افتا کے لیے واضح سلیس فتاوے مثل اس فتاوے عالمگیریہ کے ہونا چاہیے چنانچہ جو شخص دونون فتاوے
پر غور نظر سے مطالعہ رکھے اسکو خود ظاہر ہوجائے گا کہ تنگ عبارت در المختار سے سمجھنے مین بیشتر غلط واقع ہوتا ہی
اور یہی حال اشباہ والنظائر وغیرہ کا ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب - شیخ عمر بن ابراہیم بن محمد معروف بہ
ابن نجیم مصری سراج الدین فقیہ محقق کامل الاطلاع شاگرد اپنے برادر معظم شیخ زین بن ابراہیم مصری مولف
بحر الرائق ہین و لیکن تحقیق حق کے طور پر اپنے استاد کی شرح بحر الرائق پر جا بجا اپنی شرح نہر الفائق مین تخطیہ
کیا ہی - اس فتاوے مین بحر الرائق و نہر الفائق دونون سے بہت حوالہ مذکور ہی - شیخ زین العابدین بن
ابراہیم مصری - استاد شیخ عمر موصوف و برادر معظم - علامہ محقق مدقق شاگرد شیخ شرف الدین بلقینی و شہاب الدین
و امین الدین بن عبد العال و ابو الفیض سلمی وغیرہم و استاد شیخ تمرتاشی مولف تنویر الابصار و برادر خود
شیخ عمر بن نجیم مولف نہر الفائق وغیرہم - تالیفات مین سے بحر الرائق و اشباہ و نظائر وغیرہ معروف ہین و لیکن فتاوی
ابن نجیم معتبرات مین سے نہین ہی کما ذکر فی الافتار - خیر الدین بن احمد رملی فاروقی - مفسر محدث
فقیہ صوفی شیخ الحنفیہ مین شاگرد سراج الدین صاحب فتاوے سراجیہ وغیرہ - مولف فتاوے سائرہ
و فتاوے خیریہ وغیرہ علامہ محقق معروف ہین ایک جماعت نے آپ سے استفادہ کیا اور مدح مین طول دیا ہی
محمد بن علی بن محمد حصکفی منسوب بحصن کیفا - فقیہ نحوی معروف مولف در المختار شرح تنویر الابصار و شرح ملتقی
الابحر وغیرہ المتوفی ۱۰۸۸ ہجری - ابراہیم بن حسین معروف بہ بیری زادہ مفتی مکہ معظمہ شیخ حنفیہ فاضل
محقق شارح اشباہ والنظائر وغیرہ - عنایت اللہ محمد لاہوری ابو المعارف عالم عارف محقق ہین تالیفات مین
سے ملتقط الحقائق شرح کنز الدقائق معروف ہی - شیخ نظام رئیس علما جنھون نے فتاوی عالمگیریہ کو
جمع کیا ہی - خاتمہ واضح ہو کہ اس فتاوے و عموماً کتابون مین اکثر نام مطلقاً بدون کسی قید تعریفی کے ذکر کرتے ہین -
حالانکہ اس نام مین بحسب اوضاع متعدد یا بحسب معنی نوعی یا جنسی اشتراک ہوتا ہی لہذا تنبیہ کیجاتی ہی -
ذکر اسماء و القاب اکابر سب سے پہلے تبرک کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع کرتا ہون
کہ جہان کتابون مین یہ پاک لقب مذکور ہی مراد اس سے اللہ تعالے کے پاک رسولون مین سے خاص حضرت
سیدنا و مولانا سید الاولین و الآخرین خیر الخلائق کلہم اجمعین محمد مصطفے احمد مجتبیٰ بن عبد اللہ رسول اللہ ہین
صلے اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین اجمعین - صحابہ وہ پاک مومنین جنھون نے انحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ پر واقعی ایمان لائے اور وے سب افضل الامۃ ہین انہین سے خلفاء راشدین
جہان فقہ مین مذکور ہین حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ عنہم ہین عشرہ مبشرہ ان
چارون خلفاء راشدین کے ساتھ سعد بن ابی وقاص وسعید بن زید وعبد الرحمن بن عوف وزبیر بن العوام
وطلحہ بن عبید اللہ وابو عبیدۃ بن الجراح ہین - ابن عباس سے حضرت عباس کی اولاد مین سے
فقط عبد اللہ بن عباس مقصود ہوتے ہین - فضل بن عباس وغیرہ کوئی مراد نہین جیسے ابن مسعود سے فقط عبد اللہ
بن مسعود اور ابن عمر سے عبد اللہ بن عمر وابن زبیر سے عبد اللہ بن الزبیر مقصود ہین - فقہاء انہین کو عبادلہ
کہتے ہین اور محدثین بجائے ابن الزبیر کے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو لیتے ہین - تابعین وے مومنین
جنھون نے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کسی کم ایک کو دیکھا ہو اور خاصکر اُسی کو ذکر کرتے ہین جسنے کچھ
دین کی بات روایت کی ہو - سلف صالحین خصوص صحابہ رضی اللہ عنہم اور عموماً صحابہ وتابعین وخلف
فقط تابعین رضی اللہ عنہم - بعض نے کہا کہ تیسری صدی شروع تک والے سلف ہین والاول اصوب واللہ اعلم -
تابعین کے دیکھنے والے تبع تابعین ہین جیسے اکثر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالے - ان علماء مین متقدمین ومتاخرین کا
کہنا اصل ہے اور بعضے مجازاً سلف وخلف یہان بھی بولتے ہین جیسے درحقیقت سلف صحابہ رض ہین اور خلف
تابعین ہین مگر کبھی سلف سب کو کہتے ہین اور شرح الشمائل ابن حجر المکی مین ہے کہ صدر اول کا لفظ فقط سلف
صالحین ہی پر بولا جاتا ہے اور وے تینون قرن والے بزرگ ہین - فقہاء حنفیہ مین امام سے مراد ابو حنیفہ رح
اور کبھی امام اعظم وغیرہ بولتے ہین - محمد وامام محمد یعنی محمد بن الحسن الشیبانی شاگرد ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالے
حسن یعنی حسن بن زیاد اور حدیث مین حسن البصری سے - جیسے ابن ابی لیلی فقہ مین محمد بن عبد الرحمن بن یسار
الکوفی اور حدیث مین انکے باپ مراد ہین - صاحب المذہب یعنی ابو حنیفہ رح - صاحبین سے یعنی
امام ابو یوسف وامام محمد رحمہما اللہ تعالے - باوجودیکہ امام کے شاگرد بہت ہین اسوجہ سے کہ امام ابو یوسف
نے اول فقہ امام کو تالیف سے اور خصوص قاضی القضاۃ ہونے سے پھیلایا اور امام محمد کی تصانیف نہایت
کثرت سے ہوئین پس گویا یہی صاحبین ہوئے کیونکہ فقہاء کو انہین سے روایات مذہب بہت ملین تو لفظ صاحبین
پر اقتصار ہوا اور کسی قدر زفر وحسن سے بھی لہذا انکا ہر جگہ نام لکھدینا آسان ہوا - ائمہ ثلثہ رح یعنی امام مع
صاحبین رح اور مترجم نے کہین ائمہ ثلثہ لکھا اور کہین کہا کہ ہمارے تینون امامون کے نزدیک
اور زفر رحمہ اللہ تعالے کا قول اگرچہ اعتبارا ذکر کرتے ہین مگر اسیطرح کہ ائمہ ثلثہ وزفر رح کے نزدیک اور انکو
ملاکر ائمہ اربعہ نہین کہتے بلکہ ائمہ اربعہ جہان آوے وہان امام ابو حنیفہ وامام مالک وامام شافعی وامام احمد
رحمہم اللہ مراد ہونگے - شیخین فقہاء حنفیہ مین ابو حنیفہ وابو یوسف ہین اور حدیث مین امام بخاری ومسلم ہین اور
صحابہ مین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہین - طرفین انہین ابو حنیفہ ومحمد ہین - قولہم عندہم جمیعاً یعنی
بالاجماع ان سب کے نزدیک مراد اس سے ائمہ ثلثہ رح کا اتفاق ہے - امام ثانی وامام قاضی یعنی
ابو یوسف رح اور امام ربانی محمد ہین - خصاف وجصاص وقدوری وماتریدی وغیرہ مترجم مین مذکور ہوئے
اور انہین ابو العباس بہت کم ہے ہان کرخی سے ابو الحسن مراد ہین اور حضرت معروف کرخی جو اُنسے متقدم ہین مراد نہین

ہوتے اور واضح ہو کہ فقہاء عراق کے نام کے ساتھ وصفی طولانی لقب نہین ہوتے ہین بلکہ ہیثیہ وغیرہ جو رواج مین
آ گئے ہین انسے معرفت ہی بخلاف علماء ماوراء النہر وغیرہ کے کہ یہان لوگون نے انکے القاب لکھے ہین جیسے
شمس الائمہ اور چند فقہاء کا لقب ہی مثل شمس الائمہ حلوائی و شمس الائمہ زرنجری و شمس الائمہ کردری و شمس الائمہ اوزجندی
ولیکن جہان خالی شمس الائمہ مذکور ہی وہان مراد شمس الائمہ سرخسی ہین و باقیون کے ساتھ حلوائی وغیرہ کی طرف نسبت
بھی مذکور ہوتی ہی اور شیخ الاسلام اکثر مراد خواہرزادہ ہین اور فضلی رح جہان مطلق مذکور ہی مراد شیخ امام
جلیل ابو بکر محمد بن الفضل الکماری البخاری ہین - ذکر کتب جہان اصل مذکور ہی یعنے جیسے کسی حکم کی نسبت
آیا کہ ایسا ہی اصل مین مذکور ہی تو اس سے امام محمد رح کی مبسوط مراد ہی کیونکہ اسکو سب سے مقدم تصنیف فرمایا
تھا پھر جامع صغیر کو پھر جامع کبیر پھر زیادات پھر سیر صغیر پھر سیر کبیر کذا فی غایۃ البیان وغیرہ - اس مبسوط کو ایک جماعت
متاخرین نے شرح کیا از انجملہ شیخ الاسلام معروف بہ خواہرزادہ ہین انکی شرح کو مبسوط کبیر کہتے ہین و شرح
شمس الائمہ حلوائی وغیرہ اور یہ شروح اگرچہ درحقیقت شروح ہین لیکن شارح نے اپنے کلام کو امام محمد رحمہ اللہ
کے کلام سے مختلط ذکر کیا لہذا کبھی مبسوط شمس الائمہ حلوائی یا مبسوط شیخ الاسلام خواہرزادہ بولا جاتا ہی
بلکہ اس فتاوے مین اکثر اسی کے مانند الفاظ سے حوالہ مذکور ہی لہذا اس امر کو یاد رکھنا چاہیے تاکہ تشویش نہو اور
یہی حال شروح جامع صغیر مین ہی کہ کتاب دراصل محمد رح کی تصنیف اور شارحین نے شرح مین اپنا کلام
غیر متمیز خلط کیا لہذا جامع صغیر قاضیخان یا جامع صغیر فخر الاسلام بزدوی کہتے ہین حالانکہ مراد یہی ہی کہ شرح
جامع صغیر قاضیخان وغیرہ اور اس فتاوے مین مترجم نے کہین شرح کا لفظ بڑھا دیا اور کہین اسی طور سے چھوڑ دیا ہی
لیکن واضح رہے کہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی سے اطلاق کے وقت شرح مبسوط نہین مراد ہی بلکہ حاکم شہید
المتوفی ۳۳۴ھ ہجری کی تالیف کافی کی شرح مراد ہی یعنے کافی مولفہ حاکم کی شرح سرخسی کو مبسوط سرخسی بولتے ہین
اور فتاوے مین اس سے حوالہ جابجا مذکور ہی یہ تو مبسوط کا مذکور ہوا جسکو اصل بولتے ہین اور جہان روایت اصول
بلفظ جمع مذکور ہی اس سے امام محمد رح کی چھ کتابین سب مراد ہین جنکا ذکر ابھی ہو چکا کذا فی رد المحتار اور تعالیق الانوار
مین ہی کہ بعض نے سیر صغیر کو انمین نہین لیا ہی اور طحطاوی نے کہا کہ بعض نے سیر کبیر کو بھی نہین لیا عنایہ مین ہی
کہ اصول صرف چار ہر دو جامع و زیادات و مبسوط ہین اور یہی نتائج الافکار مین بھی مذکور ہی بالجملہ جس حکم کی نسبت
لکھا گیا کہ اصول کی روایت ہی یا اصول مین یون ہی آیا ہی اس سے مراد بظاہر قول رد المحتار ہر شش کتب مین اور
بقول عنایہ و نتائج الافکار صرف چار مین پس بقول اول جو حکم سیر مین ہو وہ بھی ظاہر الروایۃ و ظاہر المذہب ہی
اور بقول دوم نہین ہی بلکہ وہ غیر ظاہر الروایۃ ہی جیسا کہ نتائج الافکار مین تصریح کر دی ہی اور خاتم علماء
فرنگی محل رحمہ اللہ تعالے نے مفتاح السعادۃ سے نقل کیا کہ انہم یعبرون عن المبسوط والزیادات والجامعین بروایۃ الاصول
دون المبسوط والجامع الصغیر والسیر الکبیر بظاہر الروایۃ ومشہور الروایۃ انتہی شاید کاتب کا سہو ہی کیونکہ سیر صغیر اسمین
سے بالکل ساقط ہی اور مبسوط و جامع صغیر کو مکرر لایا ہی اور شک نہین کہ مبسوط اصل اتفاقی ہی پھر اگر یہ مراد ہو
کہ اسکی روایت کو ظاہر الروایۃ و روایۃ اصل دونون کہتے ہین تو اقوی سے ضعیف کی طرف ترقی ایسے مقاصد
مین مہمل ہی پھر سیر کبیر سے صغیر مقدم و مشہور تر ہی اور مبسوط سب سے زائد باوجودیکہ اسکو غیر مشہور الروایۃ مین لایا ہی

فلیتامل فیہ اور شاید توفیق اسطرح معقول ہی کہ روایۃ الاصول وظاہر الروایہ وظاہر المذہب اس مجموعہ کے نشان کے واسطے جھ کتابین سب ہین غیر از ینکہ روایۃ الاصول انہین سے فقط چار سے مخصوص ہی اور مشہور الروایہ باقیون سے جیسا کہ قول دوم ہی ولیکن ظاہر الروایہ مثل روایۃ الاصول ہونا الیق ہی اگرچہ لفظ اصطلاحی قرار دیکر کسی معنی مین مضائقہ نہین ہی واللہ تعالی اعلم اور عنقریب اسمین کلام آویگا انشاءاللہ تعالی - محیط جس سے اس فتاوے مین بہت حوالہ ہی کہین مطلق مذکور ہی اور کہین محیط السرخسی مذکور ہی پس محیط سے جہان مطلق مذکور ہو محیط برہانی مؤلفہ امام برہان الدین مراد ہی اور ذخیرہ بھی انھین کی تالیف سے ہی اور محیط السرخسی سے امام رضی الدین سرخسی کی محیط مراد ہی - اور تراجم مین طبقات اور حلیہ سے چند محیط کا حال ذکر کیا مگر انکا نشان ظاہر نہین ہوتا ہی - ان محیطات مین سے عمدہ ترتیب محیط سرخسی کی ہی کہ ہر اصل فقہی اول پھر روایات اصول پھر نوادر پھر فتاوے کو ذکر کیا ہی -

تتمہ - حاکم شہید محمد بن محمد المتوفی سنہ ۳۳۴ ہجری ہین اور حاکم فقہ مین وہ ہی کہ جملہ فرعیات با اصول فقہی محفوظ رکھتا ہو اور اصول الفقہ سے ماہر ہو اور بعض نے اسکی مقدار بیان کی ہی اور حدیث کی اصطلاح مین بھی حاکم کی تعریف مین اختلاف اسیطرح مذکور ہی کما فی تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی للشیخ السیوطی رح ولیکن مترجم کے نزدیک فقہ مین جملہ فروع کے حفظ سے مقید کرنا اس جہت سے مشکل ہی کہ نوازل و وقائع تا قیامت باقی ہین اللہم الا ان یراد بہ ما یروی فیہ حکم من المجتہد - بخلاف حدیث کے کہ وہان انضباط ظاہر ہی اور اسی اصطلاح پر صاحب مستدرک کو حاکم کہتے ہین - الصدر الشہید یعنے حسام الدین رح و مترجم نے اسی اختصار پر کہین کہین نام مشہور دیا ہی صرف اسی لقب پر اقتصار کیا ہی - صدر الشریعۃ الاکبر احمد بن جمال الدین المحبوبی صدر الشریعۃ الاصغر عبداللہ بن مسعود صاحب نقایہ و شرح وقایہ - تاج الشریعہ محمود بن احمد صدر الشریعہ اکبر مولف وقایہ - ابو المکارم شارح وقایہ - ابن عابدین رح نے کہا کہ مرد مجہول ہی یعنے اسکے حال و علم و کمال سے تاریخی تذکرہ نہین ملتا ہی -

الباب - ذکر طبقات فقہاء و طبقات مسائل و ذکر کتب معتبرہ و غیر معتبرہ وغیرہ فقہاء کا ذکر اس باب سے مقدم کرنا طریقہ تفہیم کے مناسب نظر آیا کیونکہ عوام کو جب انکے مختصر حالات و زمانہ سے وانکے رتبہ و تصنیفات سے آگاہی حاصل ہو تو انکی تقسیم طبقات کی راہ سے اور انکے اجتہادی مسائل کی تقسیم زیادہ سمجھ سے قریب ہوگئی اور پوری بحث دیکھنے پر یہ امر زیادہ واضح ہوگا انشاءاللہ تعالی - واضح ہو کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب اس دار فانی مین نازل فرمایا تو اولاد آدم کے واسطے احکام عبودیت ظاہری و باطنی فرض کیے اور باطنی سے میری مراد وہ احکام ہین جو قلب سے متعلق ہین جیسے تصدیق آخرت و حشر وغیرہ و عفو ہمت جیسے طوبیت وغیر ذلک اور چونکہ عقل جو شہوات وغیرہ سے گوندھی ہی اس راہ مین مستقل نہین لہذا حق سبحانہ تعالی نے بر وفق رحمت کاملہ اپنے بندون کو عدم معرفت مین معذور فرمایا اس حد تک کہ اپنا خاص بندہ مقبول رسول مبعوث فرمادے چنانچہ انکے واسطے سے جو احکام و اخبار نازل فرمائے وہ امور و اقعیہ کی سچی خبرین ہین اور انہین بدگمانی کرنا سوائے کج فہمی صریح کے جو کسی خواہش پسند آدمی کو کسی

خواہش نفسانی کی وجہ سے عارض ہو کچھ اختلاف متصور نہین بخلاف ایسے لوگون کے جو امور آلٰہیہ و موجودات مین عقل کو
مستقل سمجھکر گفتگو کرتے ہین کہ خود بدیہی ظاہر ہی کہ ایک دوسرے سے مخالف رائے ظاہر کرتا ہی تو لامحالہ ایک کا
جھوٹا ہونا ضرور تسلیم کرنا چاہیے مثلاً حکمت فلسفہ کو یقینی کہتے ہین حالانکہ افلاطون کے نزدیک جسم ہیولی و صورت
سے مرکب نہین بلکہ بسیط ہی اور ارسطو کے نزدیک ہیولی جو ہر جزو ہی تو لامحالہ ایک کا قول غلط ہی حالانکہ پہلے
اسکو عقلمند مان لیا گیا تھا پس صریح ظاہر ہی کہ عقل یہان کسی یقین کو مفید نہین خصوص جبکہ خود عقلمند ایک وقت پر کچھ
رائے مضبوط سمجھتا ہی اور دوسرے وقت اسکے خلاف پر جزم کرتا ہی اور اسمین کسی منصف کو شک نہوگا پھر ان
عقلمندون کے ماننے والے زیادہ احمق ہین اسلیے کہ یہ خود معترض ہین کہ ہمارے نزدیک فلان شخص سب سے
زیادہ عقیل ہی یعنی خود ہم مین ایسی عقل نہین جو اسکی برابری کرین تو پھر ان بیوقوفون کے اسکو عقیل جاننے و
نجاننے کا بھی کچھ اعتبار نہین ہی بخلاف اخبار و احکام رسالت کے کہ جسقدر انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ تعالےٰ
عزوجل نے مبعوث فرمائے سب ایک ہی کلمہ پر متفق ہوئے یعنی اللہ تعالےٰ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود
نہین اور تمہارے لیے آخرت برحق ہی اور حضرت آدم علیہ السلام سے دس پشت تک برابر یہی توحید چلی آئی
جہان تک حضرت خالق عزوجل نے مقدر فرمایا پھر توحید مین شرک پھیلنا شروع ہوا اور برابر اللہ تعالےٰ کے رسولون
نے اہل عقل و ماننے والون کو راہ آلٰہی سبحانہ تعالےٰ بتلائی جس سے وے مقصود کو پہونچے یہان تک کہ
خاتمہ و قرب قیامت پر اللہ تعالےٰ نے سب سے افضل و اکرم حضرت مولانا و نبینا رسول اللہ عزوجل محمد صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین اجمعین کو مبعوث فرمایا اور بندون کو اپنا دین حق تعلیم
فرمایا اور آپ کی وزارت و صحابت کے لیے بحکم کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر
الآیہ نہایت عمدہ بندے منتخب و مقدر فرمائے چنانچہ جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا اور ظاہر و باطن خالص توحید
پر گناہ سے ایک روز بھی ہوا اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات سے واقف ہو وہ صاف قلب آواز
سے انکی افضل الامۃ ہونے کا اقرار دل سے کریگا اور درحقیقت افضل الرسول کے اصحاب کا بھی افضل ہونا
لازم ہی جنھون نے ایسی تعلیم حاصل کی کہ مصداق رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ہوئے اور راہ آلٰہی مین کوشش و جہاد
کا حق ادا کیا کہ انسے پیچھے انکے اصحاب یعنے تابعین مصداق قولہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
ہوئے اور قولہ لمن رأی من رأنی الحدیث سے بشارت عظیم پائی پس صدق ایمان و امانت و صلاح
ظاہر و باطن انمین محبوب تھی انکے بعد جو زمانہ آیا اسمین تصدیق و اخلاص کو تنزل ہونا شروع ہوا والاصل
ما فی صحیح مسلم من قولہ الامانۃ نزلت فی جذر قلوب الرجال الحدیث لیکن بعضے اسی طریقہ سلف صالحین و صدر
اول پر قائم رہے اور لوگون کی ہدایت کی اور غایت شفقت سے انکو عذاب آلٰہی کی طرف جانے سے روکا
اور کمال کوشش انکی اصلاح قلب پر تھی اور چونکہ صلاح باطن کے ساتھ صلاح ظاہر منوط ہی لہٰذا حسد اوہام و
شبہات و معاصی جوارح وغیرہ سے بچنے کے لیے افعال محمود و مشروع کی تلقین فرمائی اور ممنوع سے منع فرمایا
پس انھون نے بھی صدق ایمان کی علامت خوب ظاہر کی اور چونکہ یہ امر منصوص ظاہر ہی کہ ہر زمانہ متاخر مین
نور ایمان کی قلت اور فشاء کی کثرت ہوگی لما فی الصحیح من قول انس رضی اللہ عنہ الذی سمعہ من نبینا صلے اللہ علیہ وسلم

اور ظاہر نصوص سے ہر زمانہ کے وقائع جو ایک طرز پر نہین ہوتے پچھلون سے نہین نکل سکتے لہذا انکے لیے ایک قاعدہ بنایا جس سے نور ایمان کی کمی کا جسے نقصان فی الجملہ ہوجاوے اور اپنے اعمال ظاہری و قلبی کے واسطے حکم الٰہی سبحانہ تعالے معلوم کرسکین اور جہان تک ممکن ہوا خود نظائر و احکام و وقائع کو استخراج کر دیا اور انکے بعد انکے اصحاب نے بھی اتباع کیا ولیکن فضل اول کو ہی ولہذا قال الشافعی رحمہ اللہ من اراد التبحر فی الفقہ فھو عیال لابی حنیفۃ رحمہ اللہ ـ پھر چونکہ شروع اعمال بغرض حصول ثواب و نفس کو پابند شرع رکھنے کے ہین حالانکہ ایمان قطعی منصوص ہی تو فروع مین رحمت الٓہیہ وسعت تامہ کو مقتضی ہوئی اور ہر مجتہد کی راے اجتہادی پر اعطاء ثواب کا وعدہ فرمایا بدین معنے ہر مجتہد ٹھیک راہ پر ہی اگرچہ فنا فی حالت مین در باطن ایک ہی مصیب ہوگا لیکن اصلی غرض ثواب ہی اس راہ سے ہر ایک مصیب ہی اسیواسطے اختلاف امت عین رحمت ہوا لہذا طرق اجتہادی راہ سے انہین تمائز ظاہر ہوا اور سب کے سب اس راہ سے حق پر ہین کہ ہر ایک کو ان اعمالون پر ثواب ہی اور معلوم ہوچکا کہ ان اعمال سے یہی غرض ہی کہ ثواب و صفائی قلب سے عین الیقین و قرب رب العلمین کی بزرگی حاصل کیجاوے اور یہ ملگیا کیونکہ اجتہاد مین قصور نہین ہوا اسیواسطے جو کوئی اجتہاد کے بھی لائق نہوا اسکا فعل ہوا و ہوس پر مبنی ہوجاویگا اور وہ گمراہ ہوگا لہذا عوام کو حکم ہی کہ اہل تقوی و اجتہاد سے راہ پوچھین پس جب فقیہ بزرگ متقی پسندیدہ امام مجتہد ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مثلاً پوچھا گیا تو وہ ایک سے دوسرے کو ملتا چلا آیا اور اہل لیاقت و صلاحیت نے انسے طریقہ اجتہاد بھی سیکھا کہ جو بات اسوقت نہین واقع ہوئی اسکا حکم خود اسی طریقہ سے نکال سکین پھر جہان تک یہ صلاحیت بمشیت الٰہی تعالی قائم رہی کہ اس طریقہ مین جد و اجتہاد کرین تب تک انھون نے ایسا کیا آخر یہ بھی لیاقت و امانت مرتفع ہوئی اور رشد و ذہن مرجع ہوا تو ان لوگون نے اپنی کوتاہی پر یقین کیا کیونکہ آدمی اپنے نفس کو خوب جانتا ہی لہذا اسی طریقہ کو لازم پکڑا اسی جہت سے بوجہ پابندی طریقہ اجتہاد کے حنفیہ و شافعیہ وغیرہ فرق ہوگئے اور درحقیقت یہ سب ایک اصل توحید پر قائم ہین خواہ وے افعال جوارح مین کسی طرز پر ثواب کا ذخیرہ جمع کرین کیونکہ ہر ایک دوسرے کو نظر محبت سے سامان آخرت جمع کرتا دیکھکر خوش ہوتا ہی اور جانتا ہی کہ اللہ عزوجل اپنے فضل سے اس طریقہ سے بھی ثواب و رضامندی عطا فرماتا ہی مثلاً منفعت حاصل کرنے کے ہر طریقہ سے تجارت کرنے پر متولی و سرپرست ہر ایک سے خوش ہی اسی اجتہادی راہ سے انہین طبقات ہین ـ اول مجتہدین طبقہ عالیہ جنھون نے قرآن مجید و سنت و اجماع سے قواعد اصولی بناے جن سے بطریق قیاس مسائل کا استنباط بغالب امید ثواب ممکن ہوا اور یہ اسوقت کے مصالح و متاخرین کی قوت ایمان کے موافق تھا اور یہ ایک رحمت الٰہی اس امت مرحومہ کے واسطے مخصوص ہوئی اور یہ طبقہ مستقل مجتہد تھے جنکو اصول یا فروع مین اپنے مانند کسی مجتہد کی تقلید روا نہین تھی ولیکن کتاب و سنت جنکی اتباع مفروض و متعین ہی اگر اسمین کسی مسئلہ کا حکم نہین ملا اور نہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے قطعی ثابت ہوا بلکہ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسکو لیتے تھے اور اپنے قیاس کو ترک کرتے تھے اور یہ اسوجہ سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خیر الامۃ ہین لانہ نور

و قوت ایمان مین مساوات نہین ہوسکتی ہو - پھر ان ائمہ مجتہدین مین باعتبار تفاوت مشارب کے تمایز ہو اور انکی اجتہادات
کا اشتہار بھی متفاوت ہو اور منجملہ انکے جنکا مذہب شائع ہوا امام ابوحنیفہ رح و مالک بن انس و ثوری و
شافعی و ابن ابی لیلے و اوزاعی و احمد بن حنبل و داؤد اصفہانی ہین ولیکن انہین سے بھی امام ابوحنیفہ رح و مالک
و شافعی و احمد رحمہم اللہ تعالے کا مشرب زیادہ مشہور ہوگیا اور انہین سے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب
زیادہ شائع ہوا اور محدث دہلوی رح کے انصاف مین ہو کہ اقوی اسباب اشتہار مین سے یہ ہو کہ مشیت
الہی عزوجل سے امام ابو یوسف رح قاضی دار الخلافہ ہوئے جس سے تمام سلطنت مین فقہ حنفی پر مدار ہوا اور بعد
انکے بھی اسی فقہ کے ماہر اکثر قضاۃ ہوتے چلے آئے اور امام محمد رحمہ اللہ کی کثرت تصانیف سے تمام شیوع
و اشتہار ہوگیا حتے کہ بعض ائمہ مشہورین نے بھی ان کتابون کو بامعان نظر دیکھا اور امام فقیہ ربانی شافعی
رحمہ اللہ نے لوگون کو فقہ مین عیال امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرار دیا - اور کفوی وغیرہ کے بیان سے یہ بھی وجہ
نکلتی ہو کہ امام رحمہ اللہ کے شاگردون مین اہل اجتہاد علما بہت کثرت سے تھے جنکی اتباع لوگون مین خود
مرغوب تھی لہذا کثرت ہوگئی - اور کفوی کے طبقات مین ہو کہ اصحاب حنفیہ مین سے بہت لوگ ملکون و شہرون
مین متفرق ہوئے چنانچہ مشائخ عراق سے بغداد وغیرہ مین اور مشائخ بلخ و بخارا و خراسان و سمرقند
و شیراز و طوس و آذربایجان و ہمدان و سرغان و دامغان و مازندران و خوارزم و غزنین وغیرہ سے
ان ملکون و شہرون مین شہرت ہوگئی اور چونکہ یہ لوگ خود علماء جید فقہاء متدین تھے انکی تصانیف و تذکیر سے
زیادہ شیوع ہوا اور امالی و توالیف و فتاوے کی بہت کثرت ہوگئی - پس ان فقہا مین چھہ طبقے ہین
اور مع مقلدین سات ہین - اول طبقہ مجتہدین مستقل جنکا انتساب بھی کسی طرف نہین جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
و شافعی وغیرہم - دوم طبقہ مجتہد مستقل جو کسی طرف منتسب ہو جیسے امام محمد رحمہ اللہ و ابو یوسف
و زفر کہ باوجود استقلال کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منتسب ہین اور جیسے مزنی رحمہ اللہ کہ شافعی رح
کی طرف منسوب ہین - سوم اکابر متاخرین کہ جنکو قواعد مقررہ اصول و قیاسات فروع سے استنباط وقائع
و نوازل کی قدرت تامہ ہو جیسے خصاف و طحاوی و کرخی و حلوائی و سرخسی و جصاص وغیرہم اور بعض نے بزدوی
و قدوری و قاضی خان و صاحب ہدایہ و برہان الدین صاحب ذخیرہ و محیط اور طاہر بن احمد صاحب نصاب و
خلاصہ اور انکے امثال کو انھین مین داخل کیا ہو اور ظاہر یہ کہ تتبع نظر سے یون مقرر کیا گیا ہو اور میرے نزدیک
اسمین تامل ہو واللہ تعالے اعلم - چہارم اصحاب تخریج کہ جنکو اجتہاد کی قدرت فی الجملہ ہو کیونکہ اصول و فروع
کے احاطہ سے قول مجمل و مبہم کی تفصیل کرسکتے ہین اور بعض نے ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ کو اسی طبقہ مین داخل
کیا ولیکن عجب ہو جیسا کہ فاضل لکھنوی مرحوم نے کہا باوجودیکہ قاضیخان وغیرہ کو سوم مین شامل کیا اور میرے
نزدیک اسمین ظاہری تتبع کافی نہین ہو اور قوت ایمانی کی ترقی پر اسکا مدار اوسے ہو اگرچہ نفس تصدیق قابل کمی و
زیادتی نہین سہی - پھر مترجم کو اسمین بھی تامل ہو کہ ان لوگون کو جنکا نام اسمین شمار کیا گیا یا اور جو علما اس قرن
مین موجود تھے کیا درحقیقت ایسے تھے کہ انکو اقوی نوع اجتہاد کی قدرت نہ تھی پنجم طبقہ اصحاب ترجیح ہین
جیسے امام قدوری و صاحب ہدایہ وغیرہما تو انکی شان فقط یہ ہو کہ بعض روایات کو بعض پر ترجیح دے سکتے ہین

باین قول کہ یہ اصح ہی یا اولی ہی یا اوفق بالقیاس یا لوگون کے حق مین زیادہ آسان ہی یا اوجہ ہی وغیرہ ذلک اور صاحب البحر الرائق نے شیخ ابن الہمام کو بھی اسی طریقہ مین شمار کیا اور کفوی نے ابن کمال پاشا اور مفسر ابو السعود کو داخل کیا اور بعض نے ابن الہمام کو رتبہ اجتہاد تک کامل کہا ہی - وانت لو تاملت فی الامر لظہر لک ان المنزلین للناس منازلہم انما موقع نظرہم کثیرۃ القیل والقال وحفظ الاقوال من غیر عدو والجدل من علم الدین وانما الاعلم عندہم من طال اذیال لسانہ فی اقامۃ حجج الجدال العاریۃ عن الاہتداء بتوفیق اللہ تعالی عزوجل فلا عبرۃ فی کثیر مما حکموا فیما الاعلم بذلک لاحد الا اللہ عزوجل وہو اعلم بالمہتدین - ششم طبقہ جنکو فقط اتنی قدرت ہی کہ اقوی و قوی و راجح و صحیح و ضعیف و ظاہر الروایۃ و ظاہر المذہب و نوادر مین تمیز کرسکین جیسے شمس الائمہ کردری و حصیری و نسفی وغیرہم اور انھین مین سے وہ علماء بھی ہین جنھون نے متون تالیف کیے جیسے صاحب مختار و وقایہ و کنز وغیرہ انکی شان یہ ہی کہ اپنی کتابون مین اقوال ضعیفہ مردودہ کو نقل نہین کرتے ہین - طبقہ ہفتم وہ اہل علم جو طبقہ ششم سے بھی ادنی ہین تو وے محض مقلد ہین انپر لازم ہی کہ کسی فقیہ کی تقلید کرین اور طبقہ ششم تک کسی نوع کا اجتہاد نہین کرسکتے اور ابن کمال پاشا رحمہ اللہ نے کہا کہ ان لوگون کو کچھ تمیز نہین بلکہ جو روایت پاتے ہین کیسی ہی ہو اسکو یاد کر لیتے ہین پس خرابی انکی اور اسنے زیادہ اسکی جو انکی تقلید کرے کذا نقلہ الفاضل اللکنوی رحمہ اللہ تعالے اور امام نووی رحمہ اللہ کی شرح المہذب سے کی رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ مجتہد یا تو مستقل ہی اور اسکی شرطون مین سے یہ ہی کہ فقیہ النفس و سلیم الذہن ہو اور فکر مین مرتاض او صحیح التصرف والاستنباط ہو اور بیدار و دلائل شرعیہ سے عارف و انکی شروط کا جامع با وجود درایت کے انکے استعمال مین مرتاض اور امہات مسائل فقہ سے ہوشیار اور انکا حافظ ہو اور یہ تو زمانہ دراز سے معدوم ہوگیا اور یا مجتہد منتسب ہوگا اور اسکی چار قسمین ہین اول وہ کہ امام کی تقلید کسی اصول و فروع مین نہ کرے کیونکہ خود اجتہاد مین مستقل ہی اور امام کی طرف نسبت بوجہ سلوک طریقہ اجتہاد ہی - دوم مقید بہ مذہب کہ ادلہ امام و قواعد سے تجاوز نہین کرسکتا اور یہ اصحاب الوجوہ ہین - سوم رتبہ وجوہ سے کم لیکن اولہ مذہب امام کی تقریر و تحریر و ترجیح و تضعیف کرسکتا ہی اور یہی اصحاب ترجیح آخر چوتھی صدی تک تھے - چہارم مذہب کی حفظ و نقل مین قائم و مشکل کا عارف ہی لیکن تحریر قیاسات و تقریر دلائل مین کمزور ہی تو اسکا فتوی جو کتب مذہب سے نقل کرے معتبر ہوگا مترجم کہتا ہی کہ اس عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اس زمانہ مین فتوے اُسی شخص عالم کا معتبر ہی جو حفظ مذہب و نقل و فہم مشکل مین مستقیم اور فی الجملہ نظر کی اہلیت رکھتا ہو اگرچہ تحریر دلائل مین پورا نہو اور قیاسات کی تقریر مین جن سے معانی کی توضیح ہوتی ہی کامل نہو پس سائل کو مذہب سے آگاہ کرے جسمین ہوا و ہوس یا خالی رطب یابس روایات مین سے کسی روایت پر مدار نہو کیونکہ اہلیت نظر سے کوئی زمانہ خالی نہین ہی اور اگر کسی شخص نے تعبیر ایسی لیاقت کی دلیری کی تو وہ جہنم کا پل ہی کہ خود عذاب مین رہا اور دوسرے اُسپر سے پار ہوگئے - اور عنقریب یہ بحث افتا مین ذکر آتا ہی

واللہ تعالی ہو الہادی الی سبیل الرشاد

الوصل طبقات مسائل - مسائل کے تین طبقہ ہین - اول مسائل اصول اور وے امام محمد رح کی

چار یا چھ کتابون کے مسائل ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور انھین کو ظاہر الروایہ بھی کہتے ہین ان اصول مین
سے مبسوط اول و اصل ہی اور امام محمد رحمہ اللہ سے اُسکو اکثرون نے روایت کیا از انجملہ اشہر روایت
ابو سلیمان جوزجانی رح ہی اور اسی کے قریب روایت ابوحفص رحمہ اللہ ہی پھر اسکے نسخہ متعدد ہین ایک نسخہ
شیخ الاسلام ابوبکر معروف بہ خواہرزادہ اور یہ درحقیقت شرح ہی اور ایسے ہی مبسوط السرخسی والحلوانی
رحمہم اللہ تعالی اور پہلے مذکور ہوا کہ مبسوط سرخسی سے علی الاطلاق شرح کافی مراد ہی اور کفوی نے
کہا کہ ظاہر الروایۃ کے مسائل بین سے حاکم شہید کے منتقے کے مسائل ہین اور امام محمد رحمہ اللہ کی کتابون
کے بعد یہ کتاب مذہب کے لیے اصل ہی مگر ان ملکون مین اب مفقود ہی اور حاکم کی کتاب کافی بھی
اصول مذہب مین سے ہی اور اسکی بھی جماعت مشائخ نے شرح کی ہی از انجملہ شرح شمس الائمہ سرخسی و شرح
قاضی اسبیجابی معروف ہین - اقول منتقے اگرچہ اب مفقود ہی لیکن ذخیرہ وغیرہ مین اس سے بہت کچھ
نقل موجود اور اس فتاوے مین انھین کتابون سے بہت کچھ حوالہ ہی اسی واسطے یہ فتاوے اصول مذہب
دریافت کرنے کے لیے بہت معتمد ہے کہ اگر کوئی شخص ایک نسخہ کتاب الاصل کا لاوے تو اسپر
اعتماد اسوجہ سے نہ ہوگا کہ کتاب الاصل عموماً متداول نہین رہی جسپر وثوق ہو بخلاف نقل کے جو اس فتاوے
مین متواتر متوارث موجود ہی - طبقہ دوم مسائل مذہب ہین سے غیر ظاہر الروایۃ کے مسائل ہین
اور مراد اسے وہ مسائل ہین جن کو ائمہ سے سوائے ان کتب مذکورہ کے اور کتابون مین روایت
کیا گیا خواہ امام محمد رحمہ اللہ کی دوسری کتابون مین جیسے کیسانیات وجرجانیات ورقیات وہارونیات
وغیرہ اور غیر ظاہر الروایۃ اسلیے کہتے ہین کہ امام محمد رح سے یہ کتابین اسطرح ظاہر مشتہر مروی نہین ہوئین
جیسے پہلی کتابین ہین اور خواہ سوائے امام محمد رحمہ اللہ کے اورون کی کتابون مین جیسے حسن بن زیاد کی
مجرد جسمین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اصلاً اور صاحبین وغیرہ سے تبعاً مرویات ہین اور اسی قسم مین کتب
امالی ہین اور امالی جمع املا ہی اور املا یہ ہی کہ فقیہ کے گرد اسکے تلامذہ دوات و قلم کے ساتھ بیٹھے اور جو کچھ
اجتہادات وہ بولتا گیا یہ لوگ اُسکو لکھتے گئے اسی طرح متعدد مجالس مین مجموعہ ایک کتاب ہوگئی اور حدیث
مین بھی ایسا طریقہ موجود تھا اور ظاہر اسی موافقت سے فقہیات مین بھی متقدمین فقہا مین جاری تھا
اسلیے کہ اللہ تعالے نے انکے اذہان سیال مخلوق فرمائے تھے اور اسی قسم سے ہین متفرق روایات
متفرق تلامذہ کے پاس جنکو نوادر کہتے ہین جیسے نوادر ابن سماعہ و ابن رستم یعنے ابراہیم و نوادر ہشام وغیرہ از
امام محمد رحمہ اللہ و نوادر بشر عن ابی یوسف وغیرہ پس انکو نوادر یا تو اس وجہ سے کہتے ہین کہ متفرق روایات
ہین یا اسوجہ سے کہ بظاہر مخالف اصول ہین پس مشائخ نے انکی صحیح محمل یعنے تاویل بیان کی اور بسا اوقات
اصول مین جزئیہ مذکور نہین مگر نوادر مین ہی اور کبھی نوادر مین اگرچہ منفرد ہی لیکن تخریج مسائل سے مخالفت
پیدا ہوتی ہی کیونکہ اکثر اصول مین مسائل فقہیہ کے انواع و اصناف کے قلیل مسائل مذکور ہوئے تاکہ انھین کے
مقابلہ پر تفریعات کیجاوین اور دقیق النظر آدمی کو مختصر کتب متون مین سے ہر بات مین یہ طریقہ ظاہر
ہوسکتا ہی کیونکہ ہر صنف کے مسائل و اسکے تفریعات کو ایک اصل مقید شامل ہی اسی واسطے جامع صغیر کو جامع

کہتے ہین باوجود یکہ بہت صغیر ہی کیونکہ قیود و مسائل خود احکام متعدد ہین ولیکن سواے صاحب لبۂ بصیرت کے کسی کو
استخراج پر اعتماد نہین رہا ہی اور شروح جامع صغیر مثل شرح قاضیخان وغیرہ البتہ جید معتمد ہین اور فتاوے
مین اس سے بیشتر حوالہ ہی طبقہ سوم مسائل فتاوے ہین اور انھین کو واقعات و نوازل کہتے ہین
اور یہ مسائل وہ ہین جنکو مشایخ متاخرین نے بقوت اجتہاد ایسے وقایع مین استخراج کیا جنمین ائمۂ متقدمین سے
کوئی روایت نہین ہی اور ایسی کتابون مین سے اول کتاب شیخ ابوالليث فقیہ نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی
رحمہ اللہ نے جمع فرمائی اور نوازل اسکا نام رکھا اسمین اپنے شیوخ و مشایخ متاخرین محمد بن مقاتل رازی و
محمد بن سلمہ و نصیر بن یحیی وغیرہم کے فتاوے جمع کیے اور جابجا اپنے آپ جو کچھ اختیار کیا وہ بھی لکھدیا
یعنے مثلاً کوئی حکم کسی مسئلہ مین شیخ سے نقل کیا اور اسپر خود راضی نہین ہوئے تو لکھا کہ میرے نزدیک
یون مختار ہی لہذا اس فتاوے مین جہان اسطرح آیا ہی کہ اسی کو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا اسکے یہی معنی ہین
کیا تو مشایخ سے اس مسئلہ مین مختلف دو حکم مذکور ہین انمین سے خود ایک کو قوی سمجھکر لکھدیا کہ میرے نزدیک
یہ مختار یعنے اقوی ہی یا اپنے نزدیک اس حکم کے علاوہ دوسرا حکم اجتہادی جدید مختار ہی پھر یہ کتاب ان واقعات
مین اصل ہی اور اسکے بعد دوسرون نے اسکی طرح جمع کردین جیسے مجموع النوازل والواقعات
از ناطفی رحمہ اللہ و واقعات صدر شہید حسام الدین رحمہ اللہ اسمین بھی اختیارات صدر شہید اکثر مذکور
ہین چنانچہ فتاوے مین جابجا آیا کہ اسی کو صدر شہید نے اپنے واقعات مین اختیار فرمایا ہی پھر انکے بعد مشایخ نے
اصول روایات کے ساتھ غیر ظاہر الروایۃ و امالی و نوادر و واقعات کو مختلط جمع کردیا جیسے جامع فتاوے قاضیخان
و خلاصہ وغیرہ اور بعض نے ایک نوع تمائز کے ساتھ جمع کیا جیسے محیط شمس الائمہ سرخسی چنانچہ انھون نے
پہلے مسائل اصول کو لکھا پھر غیر ظاہر الروایۃ یا مشہورۃ الروایۃ کو پھر امالی و نوادر کو پھر فتاوے کو اور یہ
عمدہ ترتیب ہی خصوص اس زمانہ کے لحاظ سے بہت نافع ہی کیونکہ اب اسقدر تمائز بھی معدوم ہو گیا۔
خواہ قلت ادراک و علم سے اور خواہ اصول وغیرہ مفقود ہونے سے اور بے شبہہ یہ سستی بہت ضرر ہوئی کہ کتب
اصول امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ گم کردی گئین اور اب چند کتابین متاخرین کی تصانیف سے شائع و معتمد ہین انمین
سے بعض متون ہین اور بعض انھین کی شروح ہین اور بعض بنام فتاوے معروف ہین۔ واضح ہو کہ اہل علم مین
یہ قول مشہور ہی کہ متون مین جو حکم مسئلہ لکھا ہی وہ حکم شروح سے مقدم ہی اور جو شروح مین ہی وہ فتاوے
سے مقدم ہی پس اگر شروح مین ایسی بات پائی جاوے جو متون سے مخالف ہی تو متون کا حکم لیا جائیگا اور وجہ
یہ بیان کرتے ہین کہ متون اسی واسطے ہین کہ ظاہر مذہب کو نقل کرین۔ مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہ
قاعدہ شروح مبسوط وغیرہ و اس طبقہ کے واسطے متوافق تھا کیونکہ متون سے مراد اصول ہی جنکو اب
متون کہتے ہین اور فتاوے سے مراد خالی متاخرین کے استخراجی مسائل ہین جنکو واقعات کہتے ہین پس
مراد یہ تھی کہ جب کتب اصول مین کوئی حکم ملا اور شیخ شارح نے اسکے خلاف لکھا ہی تو شرح کا حکم ترک کیا جاوے
اور اصل کا لیا جاوے کیونکہ وہی اصل مذہب ہی اور جو شروح مین ہی وہ فتاوے پر مقدم اس جہت سے
کہ شرح فوائد قیود مسئلہ ہین تو گویا یہ مسائل خود اصل مین مذکور ہین بخلاف واقعات کے کہ ان مین

مفروض ہی کہ صریح یا ضمنی روایت امام سے نہین ہی بلکہ بقاعدہ اجتہادی متاخرین نے استخراج کیا ہی ہان یہ
ممکن ہی کہ کہین اشارہ اسکی طرف اصل مین ہو اسی واسطے بعض مسائل استخراجی مین لکھا کہ اس مسئلہ کی کوئی روایت
کسی کتاب مین امام محمد رح سے نہین آئی ولیکن فلان شیخ نے یون کہا اور فلان نے اسطرح پر لکھا کہ یہی صحیح ہی اور
امام محمد رحمہ اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہی پس بطریق اشارہ مذکور ہونا داخل مذکور نہین ہی بخلاف شروح
کے کہ فائدہ قید یعنے مفہوم روایت ایک حجت معتبرہ ہی تو وہ ضمنی مذکور ہی پس اس بیان سے ظاہر ہوگیا
کہ اس قاعدہ کے معنے کہ متون شروح پر اور شروح فتاوے پر مقدم ہین یہ ہین اور اس وقت مین جو متون
و شروح و فتاوے موجود ہین انکے حق مین یہ قاعدہ ٹھیک نہین ہوتا کہ اسلیے کہ شروح اسوقت ہر طرح
کے نوادر و امالی وغیرہ سے مملو ہین اور اگر بوجہ شہرت کتاب و تواتر کے تقدم ہو تو قطع نظر اسکے کہ دلیل
مذکور یعنے قولہ کیونکہ متون نقل مذہب کے لیے ہین الخ جاری نہین رہتے یہ بھی ظاہر ہی کہ جملہ شروح متواتر
درجہ تک نہین ہین حالانکہ کتابون کی تواتر وعدم تواتر کی بحث جداگانہ ہی علاوہ اسکے جنکو اسوقت فتاوے
کہتے ہین وہ خالی نوازل و واقعات کا مجموعہ نہین ہین بلکہ ہر طرح کے روایات اصول مع نوادر وغیرہ
اسمین موجود ہین خصوص اس فتاوے عظیم کو دیکھو کہ غالباً جملہ روایات ہدایہ و وقایہ وغیرہ خواہ انہین کے
حوالہ سے یا مبسوط وغیرہ اصول کے حوالہ کے اسمین موجود ملینگے اور زائد اس سے بہت سے روایات اصول
کا نشان ملجائیگا پھر کیونکر شرح نقایہ قہستانی و شرح ابو المکارم کا اعتبار ہوگا اور اس فتاوے کا اس سے
کم۔ اور حق تو یہ ہی کہ اکثر متون متداولہ اس لائق ہین کہ اصول کی روایات اس فتاوے سے ایکر انکی شرح
لکھی جاوے کیونکہ ایک جم غفیر علما نے اصول سے ان روایات حاصل ہونے کی تصدیق کی اور کسی نے
انکار نہین کیا تو اخبار بحد تواتر پہونچ گیا خصوص جبکہ مسندین بادشاہ عالمگیر انار اللہ تعالے برہانہ کی سعی موفورہ
پر اعتماد قوی ہی کہ اصول جن سے حوالہ ہی اسنے بالاعتماد بہم پہونچائین تھین پس یہ کتاب جسکو فتاوے کہا جاتا
ہی ان شروح متداولہ سے زیادہ مستند ہی - بالجملہ مجموعی حالت اس فتاوے بے نظیر کی یہ نہین ہی کہ اسپر وہ
معنی صادق آوین جو قاعدہ مذکورہ مین لفظ فتاوے سے مراد ہین اور جسنے یہ وہم کیا کہ اسوقت کے اطلاق
کے موافق الفاظ قاعدہ کا انطباق ہی اسنے خطا کی بلکہ مراد قاعدہ سے وہی ہی جو ہم نے اوپر بیان کر دی
ہی اب اس قاعدہ اور اس فتاوے مین جو نسبت ہی وہ یہ ہی کہ فتاوی مذکورہ مجمع ہی روایات اصول و کافی و
منتقی و امالی و نوادر و فتاوے کا اور ان احکام کے طبقات اوپر بیان ہو چکے ہین اور حالت یہ ہی کہ جس قسم کا
مسئلہ پیش آیا اور اسکا حکم اس کتاب سے چاہا گیا تو دیکھا جاوے کہ اصول و کافی و منتقی مین کہین مذکور ہی خواہ
ذخیرہ و محیط و مبسوط و جیسے وغیرہ کسی کے حوالہ سے ہو پس وہ حکم ظاہر الروایہ ہی اور وہی ظاہر المذہب ہی
اور اسی پر عمل ہی کہ اس سے کچھ مخالفت نہین ہی اور اگر ظاہر الروایۃ مین بھی ملا اور شروح مین اسکا حکم
برخلاف ظاہر الروایۃ ملا تو ظاہر الروایۃ پر اعتماد ہی اور شرح کو ترک کیا جائیگا مگر درصورت واحدہ اور اگر
ظاہر الروایۃ مین نہین ملا بلکہ فقط شرح مین ہی تو بلا مخالفت اسکو لینا چاہیے اور اگر شرح کے حکم سے فتاوے
شیخ مین بھی مخالفت ملا تو شرح مقدم ہی اور اگر خالی کسی فتوے مین ہی تو اسی پر اعتماد کرنا مقید بن ہوا بس

قاعدہ مذکورہ کے معنے اس کتاب پر اسطرح منطبق ہین مگر واضح ہو کہ اس تقدیم مین اہل علم نے یہ قید لگائی ہی
کہ یہ حکم تقدیم کا اُسوقت ہی کہ نیچے کے طبقہ مین مصرح کسی حکم کی نسبت صحیح ہونا مذکور نہو چنانچہ مسئلہ فرائض مین کہ
ایک شخص نے چچا کی دختر اور ماموں کا پسر چھوڑا تو خیر الدین رملی نے فتوے دیا کہ کل ترکہ چچا کی
دختر کا ہی اور اس فتوے کے یہ معنی ہین کہ خیر الدین رحمہ اللہ نے ظاہر الروایۃ کا حکم مسائل کو نقل کر دیا اور یہ
معنی نہین ہین کہ مسئلہ مین اجتہاد کر کے جواب دیا کیونکہ یہ حکم ظاہر الروایۃ مین خود مذکور ہی چنانچہ اس فتاوے کے
فرائض کو دیکھو اور اسی مسئلہ مین دوسرا حکم ظاہر الروایۃ کا یہ بھی مذکور ہی کہ کل ترکہ ماموں زاد بھائی کا ہی
شامی نے رد المحتار مین کہا کہ اس مسئلہ مین تصحیح موجود ہی کہ دونوں حکم ظاہر الروایۃ کے ہین اور کہا کہ خیر الرملی
رحمہ اللہ نے جو فتوے مین نقل کیا اسکی نسبت جامع المضمرات مین تصریح کر دی گئی کہ وہی صحیح ہی اور کہا کہ جہان
کہین ایسا واقع ہو تو ہم پر اسی حکم کی اتباع لازم ہوگی جسکے صحیح ہونے پر تصریح کر دی جاوے۔ اس بیان
سے یہ بات بھی نکل آئی کہ کبھی اصول سے خود مختلف دو روایتین ملتی ہین تو انہین تصحیح پر مرجع ہی اور اگر نہو یا ظاہر
الروایۃ مطلق اور حکم شرح مصحح ہو تو انکا حکم بحث الافتاء سے تلاش کرنا چاہیے۔ پھر واضح ہو کہ یہان
ایک یہ قول معروف ہی کہ متون کا حکم مقدم ہی شروح پر اور شروح کا فتاوے پر۔ اور متون سے مراد وہ
مخصوص کتابین ہین جو نقل مذہب کے لیے ملتزم ہین اور اصل اسکی وہی قاعدہ ہی جو اوپر مذکور ہوا کہ اصول
کا حکم مقدم ہی اور چونکہ کتب اصول اسوقت مفقود ہو گئی ہین تو بجاے انکے متون داخل کیے گیے۔ اور یہ مشکل ہی
اسواسطے کہ متون متداولہ مین اکثر ایسے مسئلے بھی ہین جنکا اصل مذہب مین وجود نہین ہی جیسے باب طہارت مین
مسئلہ دہ دردہ کہ اصل مذہب مین نہین ہی اور اکثر مسائل مشائخ کے تخاریج ہوتے ہین چنانچہ ہدایہ دیکھو ہان شاید
مختصر کرخی و مختصر الطحاوی وغیرہ مین ایسا ہو ولیکن اب تو وہ بھی مفقود ہین اور کمال اعتبار اسوقت وقایہ و کنز
و قدوری پر ہی بلکہ انہین پر انحصار ہو گیا اور بعضے مختار مؤلفہ عبد اللہ بن محمود موصلی متوفی ۶۸۳ھ ہجری
و مجمع البحرین مؤلفہ احمد بن علی بغدادی المتوفی ۶۹۴ھ ہجری متون مین داخل کرتے ہین۔ اور ظاہر اتفاق
یہ ہی کہ ان ائمہ نے جس حکم کو مذہب سمجھا ہی اور اسکو قوت و صحت مین مثل ظاہر الروایۃ جانا اسکو مختلط کر دیا حتے
کہ سب مذہب قرار دیا گیا لہذا اس قول پر اکثر متفق ہین کہ جو کچھ متون مین ہی اُسکے صحیح ہونے کا التزام کیا گیا
ہی پس جو مسائل ان کتابون کے حوالہ سے ملین انکی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ گویا یہ مؤلف تصحیح کرتا ہی لیکن ایسی
صورت مین اگر ظاہر الروایۃ صریح اسکے خلاف ملے تو آیا ظاہر الروایۃ پر اعتماد ہوگا یا انکی التزامی تصحیح پر
یہان اصلی مرجع اسطرف ہوگا کہ گویا ایک کتاب مین روایت آئی کہ یہ حکم ظاہر الروایۃ ہی اور اس متن مین
روایت آئی کہ نہین بلکہ یہ ظاہر الروایۃ ہی جبکہ یہ معلوم ہو کہ حکم متن کا تحقیقاً بھی نہین ہی اور یہ دراصل کتاب
کے متواتر و مشہور ہونے پر راجع ہی اور اُسکے یہ معنے ہین کہ بعض کتابین اسوجہ سے معتبر نہین ہین کہ تواتر
ہمکو پہونچنا ثابت نہین ہی اور یہ بحث بھی انشاء اللہ تعالے آتی ہی بالجملہ اگر متون کو مقدم کیا جاوے
تو قول مذکور کے یہ معنے ہوسکتے ہین کہ جو وقایہ مین مذکور ہی وہ شرح وقایہ سے مقدم ہی وانا اقول اذا تاملت
القاعدۃ وجدتہا مجحۃ لا یؤول الی مدرجۃ و ملت لدی ان الاصل ما ذکر من القاعدۃ اولا و ہذہ مصححۃ منہا

فتاوی - پس صواب یہ ہی کہ یون کہا جاوے قاعدہ اصول مین جو کچھ ہو وہ شروح پر مقدم اور شروح کا فتاوی پر
مقدم ہی واللہ تعالے اعلم - اور یہان یہ بھی مذکور ہی کہ متون اسواسطے مخصوص ہین کہ امام ابوحنیفہ رحمہ کے
اقوال ذکر کرین ولیکن یہ بھی مخدوش ہی کیونکہ کثرت سے صاحبین کے اقوال بلا ذکر خلاف سیلیے گئے بسبب
فتوے ہی - پھر اگر قاعدہ تقدیم متون مانکر اس فتاوے سے انطباق کیا جاوے تو اسکا یہ اثر یاد رکھنا
چاہیے کہ جو مسئلہ اصول ستہ و اُسکے مانند منتقے و کافی مین سے منقول نہو بلکہ ان متون سے منقول ہو تو
یہ بھی اصول مین داخل کیا جاوے پس شروح یا فتاوے پر اسکو تقدیم ہوگی اور ادنے یہ ہی کہ متون کا حکم
اہل مذہب کے نزدیک مذہب قرار دیا جائیگا اور جب متون کو ناقل مذہب امام مخصوص مان لیا جاوے
تو فتوے کے وقت اسکے قواعد کے موافق یہ امام کا مذہب قرار دینا چاہیے اور ابھی معلوم ہو چکا کہ متون سے
کون کون کتابین مراد ہین از انجملہ مختصر الطحاوے وغیرہ بھی ہین ولیکن اس زمانہ مین مختصر الطحاوی عموماً متداول
و متواتر نہین رہی اگرچہ تھوڑا زمانہ ہوا کہ لوگون مین متواتر ہو چکی تھی لہذا اس زمانہ مین اگر بسبیل شذوذ دو چار کے
پاس ہو تو اسپر یہ حکم نہ ہوگا جو کنز و قدوری وغیرہ پر ہی کیونکہ اسمین خوف الحاق و تخویف وغیرہ پیدا ہو گیا
ہی اب ہم چند اصطلاحات مسائل نقل کرکے انشاء اللہ تعالے لکھینگے کہ افتا کیا ہی اور کس شخص سے صحیح
ہی اور کس کتاب سے چاہیے اور کن کتابون سے فتوے دینا نہین روا ہی واللہ تعالی ہو الموفق والمعین
اصطلاحات مسائل - بعض الفاظ نفس احکام سے متعلق ہین جیسے واجب و جائز وغیرہ اور بعضے
اس سے نوع تعلق رکھتے ہین مثلاً حکم اجماعی یا اتفاقی یا اختلافی وغیرہ اور مترجم کو یہان جسقدر مناسب
نظر آوینگے مختلط بیان کریگا - واضح ہو کہ فرض وہ ہی کہ جو قطعی دلیل سے بلا معارض ثابت ہوا اور یہ اوامر و نواہی
دونون کو شامل ہی اور اکثر اسکا اطلاق انھین افعال مین ہی جنکا کرنا مقصود ہی لہذا فرض وہ فعل ہوا
جسکے بجا لانے کا حکم اسطرح ثابت ہوا کہ قطعی بلا معارض ہی اور واجب وہ کہ قطعی بنوع معارض ہی پس فرق
دونون مین فقط اعتقاد کی راہ سے ہی اور اسپر بعض احکام مبنی ہین مثلاً منکر فرضیت کا فر ہوگا و نیز عمل
کرنے مین جیسا وہ ضروری ہی ویسا ہی یہ ضروری ہی اسی واسطے بقدر آسان قراءت قرآن نماز مین فرض
ہی اور پوری سورۂ فاتحہ واجب ہی مگر پورے فاتحہ ترک کرنے سے نماز کا اعادہ واجب ہی اور یہ جو لکھا گیا
کہ نقصان کے ساتھ ادا ہو گئی یا اسی کے معنی مین فرائض ادا ہو جانے پر اور الفاظ لکھتے ہین اس سے نفس
فرائض کا پورا وادا و جائز ہونا وغیرہ مراد ہی ورنہ نماز ادا نہ ہوگی کیونکہ اعادہ واجب ہی اور واجب ترک کرنے
سے بالاجماع مستحق عذاب جہنم ہوتا ہی حالانکہ لوگون نے ظاہری الفاظ دیکھکر واجبات مین لاپروائی و سستی
اختیار کر لی ہی مثلاً رکوع و سجدہ مین ترک طمانینت بقدر تین تسبیح کے جبکہ اسقدر راجح قول پر واجب ہی اگرچہ
ادنے مقدار جسپر رکوع کا اطلاق ہو فرض ہی تو عوام اہل علم جواز بتلا دیتے ہین حالانکہ فقہا کی مراد جواز سے
ادلے قدر مفروض ہی نہ جواز نماز اور یہ یاد رکھنا چاہیے پس نماز واجب الاعادہ ہی - اور جن افعال مین ترک
مقصود ہی یعنے شرع مین ممنوع و منہی عنہ ہین انھین فرض کی نظیر حرام ہی اور جسکی حرمت ثابت ہوئی اسکی حرمت
سے انکار کفر ہی اور واجب کی نظیر مکروہ تحریمی ہی اور اس تقریر مین زیادہ توضیح کی ضرورت اسوجہ سے

فرض

واجب

حرام

مکروہ تحریمی

نہین ہی کہ عموماً اہل ایمان و اسلام فرض و واجب اور حرام و مکروہ جانتے یا سمجھتے ہین مگر یہ یاد رکھنا چاہیے جو شرح المنیہ و رد المحتار وغیرہ مین ہی کہ اکثر اوقات فقہا اپنی کتاب مین واجب ایسے مقام پر بولتے ہین جو فرض ہی جیسے نماز جمعہ یا اعم از فرض و واجب مراد لیتے ہین اسی سے بعض شارحین نے کہا کہ اسکی فرضیت کا اعتقاد واجب و عمل واجب ہی اور اسی قبیل سے ہدایہ وغیرہ مین قول امام محمد رحمہ اللہ کہ ایک دن اگر دو عیدین جمع ہون ایک واجب و دوسری سنت الی آخرہ یعنے جمعہ و نماز عید الفطر یا الضحے اور اس سے یہ فائدہ نکل آیا کہ سنت کا اطلاق کبھی واجب پر ہوتا ہی کیونکہ نماز عید ہمارے نزدیک واجب ہی اور کبھی فرض ایسی چیز پر بولتے ہین کہ بدون اسکے فعل صحیح نہو اگرچہ وہ رکن نہو جیسے کہا کہ نماز کے فرائض مین سے تحریمہ ہی باوجودیکہ نماز مین اس سے دخول حاصل ہوتا ہی اور کبھی فرض ایسی چیز پر بھی بولتے ہین جو نہ فرض ہی اور نہ شرط ہی - کراہت جہان مطلق ہی تو مراد کراہت تحریمی ہی ورنہ تنزیہی بتنصیص ہوگی اور کبھی قرینہ کی دلالت پر تنزیہی مراد لیتے ہین ذکرہ النسفی فی المستصفے و صاحب البحر وغیرہما اور اس فتاوے کی کتاب الکراہتہ مین بھی سفیے الحیلہ مذکور ہی اور بعض نے عبادات و معاملات کی راہ سے تفریق کی ہی والکلام فیہ طویل - سنت سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل و قول ہی اور جو کوئی فعل آپ نے کسی دوسرے کو کرتے دیکھا اور منع نفرمایا یا اسکو برقرار رکھا وہ بھی سنت ہی اور جہان مطلق سنت کسی امر کی نسبت لکھا گیا اس سے سنت الرسول صلوات اللہ تعالی علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم مراد ہی اور سنت کا اطلاق سنت خلفاء و صحابہ رضے اللہ عنہم پر بھی آتا ہی و فی الحدیث علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین - اور پہلے معلوم ہوچکا کہ خلفاء راشدین سے چارون خلفاء صحابہ رضے اللہ عنہم مراد ہوتے ہین اور اسی سے کہا گیا کہ تراویح کا بجماعت ادا کرنا سنت حضرت عمر بن المنبر والمحراب امیر المومنین عمر بن الخطاب ہی حالانکہ آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جماعت سے پڑھانے کا حکم کیا تھا - اور کبھی سنت ایسے فعل پر بولتے ہین جو بدلیل سنت کے واجب ثابت ہوا ہی جیسے نماز عید چنانچہ اوپر گذرا اور جیسے جماعت سے نماز ادا کرنا ہمارے نزدیک جماعت واجب ہی و فی البحر الرائق وغیرہ کبھی سنت سے مستحب مراد لیتے ہین اور برعکس بھی اور یہ قرائن سے عالم کو معلوم ہوجاتا ہی تمہ - جہان اس فتاوے مین یون مذکور ہی کہ مثلاً مدعا علیہ کا قول قبول ہوگا اور مدعی پر گواہ لانے واجب ہین یہان واجب سے شرعی معنی نہین مراد ہین یعنے اسپر شرع نے یہ امر واجب نہین کر دیا کہ خواہ مخواہ گواہ لاوے بلکہ یہ غرض ہی کہ اگر اسکو اپنا حق ثابت کرانا منظور ہی تو اسکو گواہ لانے کی ضرورت ہی یا یون کہا جاوے کہ اگر یہ حق لینا چاہے تو ظاہر شرع واجب کرتی ہی کہ گواہ لاوے اور ظاہر شرع کی قید اسواسطے ہی کہ اگر وہ شخص جھوٹے گواہ لایا اور فریب سے حکم حاصل کرلیا تو قاضی کا حکم بطور شرع ہوجائیگا جبتک گواہون کا عیب دروغ ظاہر نہو مگر شرع نے اسکو حلال نہین کیا بلکہ اسی زندگی تک یہ حکم رہا اور عاقبت مین وہ ماخوذ ہوگا جواز ضد منع سے ہی اسکو کہتے ہین یعنے جو شرعاً منع نہین ہی اور یہ مباح و مندوب و مکروہ تحریمی و واجب سب کو شامل ہی کما فی حلیۃ المحلی وغیرہا اور شرح المہذب امام نووی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ یجوز کبھی بمعنے یصح اور کبھی بمعنی یحل آتا ہی یعنی کبھی جب بولتے ہین کہ یہ جائز ہی تو مراد یہ کہ صحیح ہی اور کبھی جائز یعنے

سنت

کراہت

واجب بمعنی شرعی نہین

جواز

حلال ہی اور عقد الفرید شرنبلالی مین ہی کہ کوئی عقد نافذ ہونے سے اسکا حلال ہونا لازم نہین ہی چنانچہ غائب پر
حکم قضا شمس الائمہ وغیرہ کے نزدیک نافذ ہی اگرچہ مذہب مین حلال نہو اور فاسق کی گواہی پر حکم صحیح ہی اگرچہ
خلاف مذہب ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اسکی مثالین کثرت سے موجود ہین اور مثلاً بیوع فاسد مین قبضہ سے ملک
صحیح ہونے کا حکم ہی باوجودیکہ حلت لازم نہین اور غاصب نے مغصوب چیز کا اجارہ دیا تو صحیح ہونے کا حکم
ہوگا۔ اگرچہ حلال نہین ہی اور ہبہ سے رجوع صحیح ہی اگرچہ حلال نہین ہی پس صحت کو حلت لازمی نہین ہی اور یہ مقام
نہایت حفاظت سے یاد رکھنا چاہیے اور فتاوے کے باب اجارات اور استیجار عبادات وغیرہ مین بہت سمجھکر
استفادہ لینا چاہیے وعلی ہذا مقابر مین قراءۃ القرآن موافق بعض روایات کے ائمہ کے نزدیک جائز نہین ہی
اور اجارات مین عقد اجارہ کو جائز کہا تو اس سے اول روایت کی تضعیف جیسا کہ بعض نے زعم کیا ہی وہم ہی اور
بعضون نے فقہ نجاننے کے سبب اسکو مخالف حدیث و آثار گمان کرکے طعن کیا اور یہ بھی بیوقوفی ہی کیونکہ احکام
کی جہات مختلف ہوتی ہین آیا نہین دیکھتے کہ قاضی کو مدعی کے گواہون پر بعد عدالت دریافت کرلینے کے
حکم دیدینا جائز ہی اگرچہ درواقع گواہ دروغ ہون اور علے ہذا ہر مرد کا کھانا پکانا بہ حکم قضا واجب نہین
اگرچہ براہ دیانت اسپر واجب ہی اور نظائر اسکے فروع مین بہ کثرت بہت واضح موجود ہین جنکے نسبت
مسئلہ مذکورہ مین بہت خفا رہی اور باب عبادات مین بھی ایسا اطلاق آیا ہی چنانچہ جس نماز مین کوئی
فسادہی کبھی اسکو کہدیتے ہین کہ جائز ہی اسیواسطے شارح لکھتا ہی کہ مراد یہ ہی کہ مع الکراہتہ جائز ہی یا کہتے ہین
کہ صحیح ہی یعنے باطل نہین ہی اور اباحت وکراہت سے خالی ہونے کا لحاظ نہین کرتے ہین۔ پس جہان کسی
حکم کی نسبت جائز ہی یا صحیح ہی استعمال ہوا اور دوسرے مقام پر اسکی نسبت مکروہ ہونے کا حکم ہی تو
دونون مین مخالفت تصور نہ کرنا چاہیے بلکہ تتبع وغور سے دیکھنا چاہیے اور بیوع مین لکھا کہ شیرۂ انگور
ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جائز ہی جو اس سے شراب بناویگا۔ اور کتاب الکراہتہ وغیرہ مین تفسیر اسکی
مکروہ ہی اور بعض شروح نقایہ مین اسی مقام پر تصریح کردی کہ صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک بکراہت
جائز ہی **قال المترجم** ہندوستان مین ہندؤن کا مردہ جلانے کو جلانے والے کے ہاتھ لکڑیان وغیرہ
بیچنا اسی معنی مین جائز ہونا چاہیے وفی الکراہتہ مسئلۃ فی الاکفان فلیراجعہا للاعتبار۔ اور نیز بیوع مین لکھا کہ
اسطرح بیع جائز ہی کہ کون ثمن بڑھاتا ہی اور یہ بیع نقرار ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اسی سے اس زمانہ مین نیلام
کی بیع جائز ہی جبکہ دیگر شرائط موجود ہون ولیکن معروف یہ شرط ہی کہ مشتری کو خیار عیب یا خیار رویت
نہوگا پس اگر مبیع کی طرف اشارہ ہی یعنے سامنے مشار الیہ ہی تو خیار عیب خود ساقط یا بشرط ساقط ہوسکتا ہی
اور خیار رویت کا سقوط خلاف مقتضائے عقد ہی اسی طرح دیگر امور کو بھی لحاظ رکھنا چاہیے اور مسلمان پر
واجب ہی کہ ان امور کا معاملات مین برتاؤ نہ رکھے جو حرام کی طرف مودی ہون اور بہتر ہوگا کہ پہلے مبیع
کو دیکھ بھال رکھے۔ اور یہ جو عوام مین چٹھی ڈالنے کی بیع ہوتی ہی کہ مثلاً بیس روپیہ کی گھڑی پر بیس آدمیون نے
ایک ایک روپیہ کی چٹھی اپنا نام کاغذ پر لکھکر گولی بنا کر دیا اور مجموعہ سے ایک بچے نے ایک پرچہ یا
گولی اٹھالی جسکا نام ہوا اسنے ایک روپیہ مین وہ گھڑی پائی اور باقی محروم رہے اور یہ الکل لال کر

بیس روپیہ ملے تو یہ بیع قطعاً حرام اور قمار یعنے جوا ہی اور مالک کو باقیون کے روپیہ حرام اور پانے والے کے پر دو
مین بھی بسبب فساد بیع کے تصرف حرام ہی اور قمار کا گناہ اُسپر و باقیون و پانے والے سب پر ہوگا اور حق عزوجل
اسطرح ناحق مفت حرام خوری جائز نہین فرماتا ہی

اجزاء - اولے کافی کو کہتے ہین قالہ البیضاوی فے المنہاج و ہذا کقولہم اجزاء الصوم عن الکفارۃ -
یعنے مثلاً قسم مین کوئی حانث ہوا اور تنگدست ہوگیا تو فرمایا کہ روزے سے کفارہ اسکو اجزاء ہی اور بہت جگہ
ایسے مقامات مین لکھا ہی کہ اسکو روزے سے کفارہ ادا کرنا کافی ہی - اور یہان ایک لفظ اجازت ہی مثلاً زید نے
عمرو سے ایک کتاب اس شرط سے خریدی کہ مجھے خیار ہی یعنے زیادہ سے زیادہ تین روز کی جاکر خریدی
پھر انھین تین دن مین اجازت دی تو بیع جائز ہی یعنے خیار ساقط کردیا اور یہ حقیقت مین اسنے قبول کو تمام
ہونے سے روکا تھا - اور جیسے مریض نے تہائی سے زائد مال کی وصیت کی پھر مرگیا پس اگر وارثون
نے اجازت دیدی تو جائز ہی یعنے مریض کا فعل جو زائد مین انکے حق مین تصرف تھا جائز رکھا - واضح ہو کہ فرض

سب سے اول ہی پھر واجب پھر سنت مؤکدہ پھر سنت اور کبھی مستحب بولتے ہین پھر مستحب اور کبھی مندوب بولتے ہین
کبھی نفل اور کبھی تطوع کہتے ہین اور کبھی عربی لفظ ینبغی اور فارسی سزاوار اور اُردو چاہیے ہی کہتے ہین پھر لا باس یا اُردو مین
مضائقہ نہین ہی - فتح القدیر ادب القاضی مین ہی کہ لا باس بہ کا استعمال مباح مین اور جسکا ترک کرنا اولے ہی
بہت آیا ہی اور رد المحتار مین بحر الرائق کے جہاد و جنائز سے نقل کیا کہ لا باس بہ کا استعمال اگرچہ اکثر ایسے
امور مین ہی جنکا ترک اولے ہی لیکن کبھی مندوب مین بولتے ہین اور لفظ ینبغی کو لکھا کہ متاخرین نے اسکو
اکثر مندوبات ہی مین استعمال کیا لیکن متقدمین کے بول چال مین اسکو واجبات مین استعمال کیا گیا ہی
قال المترجم اس کتاب مین جہان متقدمین کی عبارات مین آیا وہان اسکو متاخرین کی اصطلاح پر محمول
کرنے مین تامل چاہیے ہی - واضح ہو کہ کلمہ لا باس بہ کا ترجمہ کبھی یون آیا کہ کچھ ڈر نہین ہی کیونکہ باس
زبان عربی مین جنگ و خوف و تنگی و تکلیف و بے چینی و مرض وغیرہ مین مستعمل ہوا ہی اور چونکہ شرع آدمی
کی نفسانی شہوات مین تقییدی احکام سے درازرسی کو تنگ کرتی ہی اور اسکو جہنم مین جانے سے روکتی ہی تو جن
افعال مین یہ تنگی نہین ہی انکے مناسب لا باس کا ترجمہ مضائقہ نہین ہی مناسب معلوم ہوا واللہ تعالے اعلم

قالوا صیغہ جمع ان لوگون سے کہا - اور ترجمہ مین بنظر مقام کبھی کہا کہ مشائخ نے فرمایا اور کبھی اماموں نے
فرمایا پس متقدمین ائمہ کے اس فرمانے پر اکثر کا اتفاق جاننا چاہیے اور یہ درحقیقت قوت قول کی دلیل ہی اور
جہان مشائخ مین مستعمل ہی تو یہ قول نہایہ وعنایہ و بنایہ کے ایسے مقام پر استعمال ہوتا ہی جہان کسی نے خلاف
بھی کیا ہو اور فتح القدیر مین لکھا کہ صاحب ہدایہ کی عادت لفظ قالوا مین یہ ہی کہ اختلاف اور ضعف کیطرف
اشارہ کرے اور تفتازانی کے حاشیہ کشاف سے بھی فاضل لکھنوی نے ایسا ہی عموماً نقل کیا لیکن
فتح القدیر سے ایک اشارہ نکلتا ہی کہ عموماً اسپر دلالت نہین ہو سکتی بلکہ جسکی عادت ہو اسکے کلام
مین اختلاف وضعف پر محمول ہو سکتا ہی مترجم کہتا ہی کہ تتبع سے بھی اقوی واظہر ہی واللہ اعلم اور
میرے نزدیک یہ بات ایسے مقام پر ہی جہان ظاہر مذہب سے کسی قدر خلاف قول مشائخ مہذب ال[illegible]

بیان ہوا اور نیز میرے نزدیک دلالت ضعف پر بوجہ عدم ظہور دلائل ہو اور سکے بنا بمعنی ضعف کے فقط عدم
قطع بہ قوت ہین یعنے جس طریقہ پر مسائل فرعیہ کی صحت پر قطع ہوتا ہو اس سے آگاہی نہوئی بوجہ اسکے کہ تمام دلیل
یا تمہ پر وثوق علمی نہوا ورنہ اگر کسی دلیل کا جو موجب ضعف ہو علم ہوا تو وہ ضعیف صریح ہو خصوص جبکہ بہت اہل
قول صحیح ہو ہیں اس فتاوے مین ہر جگہ اسکے ضعیف ہونے پر قطع کرنا نچاہیے جب تک کہ پوری بہت درایت
وفہم و روایت سے کام نہ لیا جاوے - قیل اُردو مین کہا گیا یعنے کہتے ہین کہ جو حکم بہ لفظ قیل بیان
کیا جاوے یا ترجمہ مین کہا گیا سے مصدر ہو تو وہ ضعف سے اشارہ ہو اور ایک گونہ دلالت اسطرح
پر بھی سمجھی جاتی ہو کہ قالوا مین جب فاعل ظاہر معروف ہو یعنے مشائخ نے کہا تب ضعف کی طرف
اشارہ کیا جاتا ہو تو قیل مین اس سے زیادہ ضعف سمجھا گیا کہ فاعل بھی مجہول کر دیا گیا ولیکن تتبع سے حق یہ
ظاہر ہوتا ہو کہ ایسا لازمی نہین ہو اور مترجم نے اکثر قیل کا ترجمہ یون کیا کہ بعض نے کہا یا بعض کا
قول ہو - لفظ قضاء جہان مستعمل ہو مراد اس سے قاضی کا وہ حکم ہو جو مجلس فیصلہ حکومات مین بطریق
شرعی اسطرح صادر ہو کہ لازم و مبرم ہو چونکہ اکثر مواقع پر اس طرح لکھا کہ (قاضی نے قضا کی یا حکم
قضا دیا یا قضا فرمائی) اُردو عبارت مین عوام کے لیے بہت مشتبہ و مستکرہ نظر آیا لہذا خالی لفظ
حکم پر اکتفا کیا گیا ہو مگر مخصوص ایسے مقامات پر جہان گواہی و دعوی وغیرہ کے مانند دلالت اس امر
کی موجود ہو کہ مراد حکم قضا ہو - اور یہ اسوجہ سے کہ قاضی کا ہر ایک حکم ایسا نہین ہوتا ہو کہ وہ حکم قضا
و حکم مبرم کہا جاوے مثلا ایک شخص نے آکر کہا کہ یہ چوپایہ میرے پاس فلان شخص کا کرایہ پر ہو اور وہ یہان
موجود نہین اور نہ اسکا وکیل ہو تو کیا آپ مجھے حکم دیتے ہین کہ مین اسکو دانہ چارہ دون - یعنے اس غرض سے
حکم حاصل کیا کہ مالک سے یہ خرچہ واپس لے ورنہ بدون حکم قاضی ایسا کرنے مین وہ محسن شمار ہوگا
کہ محکمہ قضا سے نالش کرکے کچھ واپس نہین لے سکتا ہو تو یہان قاضی کو روا ہو کہ بدون گواہون کے
التفات نہ کرے اور چاہے گواہون پر بھی کچھ حکم نہ دے اور چاہے کرایہ سے نفقہ دلوائے اور چاہے
مستاجر سے دلوائے ولیکن قاضی کا یہ حکم بمنزلہ حکم قضا کے مبرم نہوگا و اسی طرح کثرت سے اسکے نظائر
موجود ہین کیونکہ قاضی تمام امور صلاح و اصطلاح کا ناظر ہو اور جملہ امور مین حکم دیتا ہو کچھ خصومت و نالش ہی
پر منحصر نہین ہو اور کہین یہ مناسب نظر آیا کہ اسکی جگہ جو اس زمانہ مین اُردو بول چال مین عموماً معروف ہو
یعنے ڈگری اسکو لکھدی کیونکہ اس سے زیادہ مختصر و اوضح لفظ مجھے اور نہین نظر آیا اور مقصود پر بھی خوب
منطبق ہو اور عوام کو اس لفظ مین التباس بھی نہین ہو چنانچہ اگر مثلا کمشنر نے جو حاکم عدالت الوقت
ہو حکم دیا تو وہ خواہ مخواہ ڈگری نہین سمجھا جائیگا اور اگر ڈگری دی تو اس سے فیصلہ کا حکم قطعی مبرم
واجب سمجھا جاتا ہو اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ قاضی کا حکم قضا بمنزلہ اسوقت کے اہل تسلط
کے ہو بلکہ وہ بطریق شرع ہو اور یہ بطریق عقلی قانون اور یہ کچھ لفظ سے متعلق نہین چنانچہ جو مقدمہ
اسوقت بہ قانون اسلام فیصل ہوا وہ حق فیصلہ ہو اور جو حکم اسپر ہو وہ ڈگری ہو اور اگر کوئی وہمی
و متعصب کرے کہ یہ لفظ قضا عربی ہو اسکو انگریزی لفظ مین ترجمہ کیا گیا تو یہ خلاف تھا

وہم ویجا تعصب ہی کیا یہ معلوم نہین کہ عموماً فقہی کتابون حتے کہ متون مین بھی اور اصول الفقہ مین یہ بات مذکور ہی
کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فارسی مین نماز تجویز فرمائی تھی اور یہ بات فارسی مین ترجمہ کرنے سے کہین زائد ہی
اور جامع الرموز وغیرہ مین تصریح کر دی کہ فارسی کی کوئی خصوصیت نہین ہی بلکہ ہر زبان عجم مین جائز ہی اور
اسی وجہ سے دیکھو آیات واحادیث کا ترجمہ اردو وغیرہ مین موجود ہی اور عموماً اسی اصل پر تراجم کا
رواج ہی اگرچہ نماز کسی ترجمہ سے روا نہین جیسا کہ صحیح قول امام اعظم رحمہ اللہ سے اتفاقی کہا گیا
ہی پس اردو زبان مجموعہ لغات سنسکرت و بھاشا و عربی و فارسی و ترکی وغیرہ ہی پھر کوئی وجہ نہین کہ
بھاشا سے کچھ انکار نہو اور دیگر زبان منکر ہوجاوے اور یہ فقط رسم کی پابندی و عادت کی بنیاد پر ہی
ہان اگر کسی دین باطل کے ملتی الفاظ مین سے جو منکرات مین سے ہون کوئی لفظ اپنے یہان شایع کیا
جاوے تو وہ البتہ بوجہ شرعی منکر ہونے کے جائز نہین ہی یا کسی باطل دین کے احکام حق ہونا یا عمدہ
ہونا ظاہر کیے جاوین تو منکر ہی ورنہ شرعًا بدلائل فروع و اصول و قول امام متبوع رحمہ اللہ تعالےٰ کوئی
وجہ انکار نہین ہی اور فے الجملہ اطناب یہان مین نے اسوجہ سے کیا کہ شاید بعض لوگ خلاف تدین
و دیانت کے بطریق جدال اسپر اعتراض کرتے ہین فاتقوا اللہ تعالےٰ یا اولے الالباب فان خیارکم
احسنکم اخلاقا کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والخلق الحسن یا وافق دین اللہ تعالےٰ باتباع ما جاء
بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم حیث آمن بہ وقد قال صلعم لا یؤمن احدکم حتے یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ وقال اللہ
تعالےٰ اعدلوا ہو اقرب للتقوےٰ - اور تعصب واتباع عادت ایک سخت بیماری ہی کہ نفس کے مالوف
پر کبھی منکر نہین ہوتا اور غیر مالوف و خلاف عادت پر متعجب و اس سے متنفر ہونے لگتا ہی اسلوسطے
بکثرت عیوب نفس و نفاق و ہوا و ہوس کا مجمع بلا استنکار رہجاتا ہی - عندہ - یعنے مثلاً امام رحمہ اللہ
کے نزدیک - اس سے ظاہر ہی کہ امام رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہی - عنہ مثلاً محمد رحمہ سے روایت ہی اس سے
انکا مذہب ہونا ضرور نہین ہی اور بعضے مشائخ سے بھی اسی طرح لایا کہ عن الفقیہ ابی بکر رحمہ اللہ یعنے مثلاً کہا کہ فقیہ
ابوبکر البلخی رحمہ اللہ سے مروی ہی تو یہان دو احتمال ہین ایک یہ کہ انھون نے حکم روایت کیا اور یہ احتمال
غیر مجتہد مشائخ مین جنکو اجتہاد فے المسائل کا درجہ نہین ہی اظہر ہی اور مجتہد فے المسائل مین ضعیف ہی اسلیے
کہ غالبًا وہ مسئلہ اصول و نوادر وغیرہ مین بھی ہوتا ورنہ کہا جائیگا کہ اصحاب رواۃ مین سے یہ منفرد راوی ہین
تو مثل حدیث کے یہ روایت غریب ہی یا درصورت مخالف روایت موجود ہونے کے غریب منکر ہی بلکہ قوی احتمال
یہ ہی کہ خود کہا و اجتہاد کیا یا اپنے مثل کا قول نقل کیا ہی - اوجہ صیغہ اسم تفضیل ہی اور جہان کسی مسئلہ
کے آخر مین اصحاب ترجیح مین سے کسی کا قول اسطرح آیا کہ اوریہی اوجہ ہی تو مراد یہ ہی کہ از راہ دلائل و
نظائر و بلحاظ ہر وطرق قیاسات اسکو زیادہ قوت ہی - اوفق یعنے اصل فقہ سے یہ حکم زیادہ موافق پڑتا ہی
اور لفظ اشبہ یا اشبہ بالفقہ یا ہمارے اصحاب کے قول سے زیادہ مشابہ ہی یہ تخریجات مشائخ کے ساتھ
بولتے ہین یعنے اصحاب تخریج مین سے دو فقیہ کا قول ایک ہی مسئلہ مین باہم مغائر یا بتفصیل و اجمال ذکر کیا اور انمین
سے ایک قول کو صاحب ترجیح نے کہا کہ اشبہ وغیرہ ہی تو مراد یہ ہی کہ ہمارے ائمہ کا جو طریقہ فقہ ہی اس سے یہ زیادہ

مشابہ ہی یا انکا قول جو اُسکے نظائر مین ہی اس سے زیادہ مشابہ ہی یا صواب سے مشابہ مراد ہو بالجملہ یہ الفاظ ترجیح
مین سے ہین اور بزازیہ مین ہی کہ اشبہ سے یہ مراد ہی کہ نصوص مین نص سے زیادہ مشابہ براہ درایت ہی
اور روایات مین براہ روایت راجح ہی پس اسی پر فتوے ہونا چاہیے - الیق زیادہ لائق یعنی صلاح کاری
و پرہیزگاری یا اس چال سے چلنے مین زیادہ لائق ہی جیسا محل ہو اور بعض الفاظ بحث افتا مین آتے ہین
انشاء اللہ تعالے - ظاہر الروایۃ و مشہور الروایۃ و نوادر وغیرہ مصطلحات اوپر مذکور ہوچکے ہین -
عامہ مشائخ اس سے مراد اکثر مشائخ ہوتے ہین یعنے جہان کہا گیا کہ عامہ مشائخ کا یہی مذہب ہی تو مراد یہ کہ
مشائخ مین سے اکثر اسی طریقہ پر گئے ہین - تطوع و اسی سے ماخوذ لفظ متطوع عبادات مین نفل و اسکا
ادا کرنے والا اور معاملات مین نیکی و احسان کرنے والا اور اکثر ترجمہ مین کہا گیا کہ وہ متطوع شمار ہوگا یا قرار دیا جائیگا
اسلیے کہ دراصل ثواب تطوع کا بہ نیت ہی اور جب اسنے نالش کرکے معاوضہ چاہا تو ظاہر یہ تھا کہ اسنے مفت
احسان کا قصد نہین کیا حالانکہ کتاب مین اسکو متطوع کہا تو اشارہ ہی کہ حکم مین وہ مضمن وغیرہ نہین ٹھیرایا
جائیگا بلکہ متطوع ٹھیرایا جائیگا جو عوض کا مستحق نہین ہوسکتا اور رہا ثواب کا مستحق تو وہ حکم سے متعلق نہین ہی حتی
کہ جسنے نماز ادا کی اسکے نمازی ہونے کا حکم دیا جائیگا اور ثواب کا عالم الغیب اللہ تعالی عزوجل ہی جیسی اسکی نیت
ہوگی ویسا پاویگا - مگر یہان نمازی ٹھیرایا جائیگا نہ منافق و مرائی وغیرہ - المشائخ وقف نہ الفائق مین ہی کہ
مشائخ سے وہ فقہا مراد ہین کہ جنھون نے امام رحمہ اللہ کو نہین پایا المتقدمین اس لفظ سے وہ فقہا مراد ہین
جنھون نے امام یا صاحبین مین سے کسی کو پایا ہو - متاخرین جنھون نے ائمہ ثلثہ مین سے کسی کو نہین پایا -
بعض لوگون مین اسطرح تقسیم مشہور رہی کہ سلف تو امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ سے لیکر امام محمد رحمہ اللہ تک
ہین اور خلف متقدمین امام محمد رحمہ اللہ سے شمس الائمہ حلوائی تک ہین اور متاخرین حلوائی سے لیکر
حافظ الدین بخاری تک ہین اور یہ سرسری تقسیم ہی چنانچہ اس فتاوے جلد اول مین بعض متاخرین وہ شمار
کیے جو حلوائی سے پہلے ہین اور یہ جو ذہبی رحمہ نے لکھا کہ دوسری صدی ختم تک متقدمین ہین اور تیسری صدی
شروع سے متاخرین ہین تو یہ اصطلاح اصول حدیث و اسماء الرجال سے اوفق ہین اور قرون ثلثہ بھی اسی کی
ہین اور پہلے مذکور ہوچکا ہی کہ سلف کا اصلی اطلاق صحابہ رضی اللہ عنہم پر اور خلف کا تابعین رحمہم اللہ تعالی پر ہی
اور کبھی صحابہ و تابعین سب کو سلف صالحین بولتے ہین اور یہان فقہا مین سلف و خلف بطریق تشبیہ
مجاز ہی یعنے وضع اصطلاحی سے مجاز ہی یا یہ جدید اصطلاح ہی واللہ اعلم - الاصح جن دو حکمون مین سے
ایک کو اصح کہا تو مراد یہ کہ دوسرا بھی صحیح ہی یعنے اجتہادی سعی مین یا بسبب نوع عمل کے مثلا وضو مین دو دو مرتبہ
اعضاء کا دھونا اور تین تین مرتبہ ولیکن ایسی صورت مین دونون صحیح اور دوم احسن وغیرہ کہلاتا ہی تتمہ
اصول مین ایسے الفاظ سے اسطرح استدلال متعین نہین ہی چنانچہ کتاب مجید مین یہان کافرون سے
مومنون کو اہدی یعنے بڑھکر راہ راست پر فرمایا وہان یہ معنی مراد نہین کہ کافر بھی ہدایت پر ہین مگر مومن انسے
بڑھے ہوئے ہین کیونکہ کافرون کو صریح گمراہ اور اضل وغیرہ فرمایا ہی اور یہ بحث مفصل تفسیر
مترجم مین مذکور ہی بالجملہ ہمارے نزدیک اصول مین مفہوم سے استدلال متعین نہین مگر

بدلائل دیگر چنانچہ فقہ کی اصولی کتابون مین مذکور ہی اور اشباہ والنظائر کتاب القضا مین ہی کہ ادلہ کتاب وسنت و
اجماع کی طرح کلام الناس کے مفہوم سے بھی ظاہر مذہب مین حجت لینا جائز نہین ہی اور سیر کبیر مین جو امام رحمہ اللہ
نے اس سے حجت لینا جائز کہا ہی وہ خلاف ظاہر المذہب ہی کما فی دعوے الظہیریۃ - اور رہا مفہوم الروایۃ تو وہ
حجت ہی جیسا کہ غایۃ البیان کتاب الحج مین ہی قال المترجم مثلا قولہم جاز عندہما خلافا لمحمد رحمہ اللہ
یعنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ و امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بخلاف قول امام محمد رحمہ اللہ کے جائز
ہی مگر مترجم جلد اول نے یون لکہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ و ابویوسف کے نزدیک جائز ہی اور امام محمد
کے نزدیک نہین جائز ہی - اور باب صفۃ الصلوۃ کافی مین ہی کہ التخصیص فی الروایات یدل علی نفی
ما عداہ - یعنے روایات مین تخصیص اسکے ماسولے کی نفی پر دلیل ہی مترجم کہتا ہی کہ کافی کی یہ مراد
ہی کہ وضع مسئلہ مین جب کوئی تخصیص کی گئی تو حکم اس قید کی طرف راجع ہوگا اور دلیل ہوگا کہ ماسولے مین
یہی حکم ثابت نہین ہی مثلا اگر کہا گیا کہ اگر ایک شخص نے شیرہ انگور خریدا اور قبل قبضہ کے متغیر ہوا تو یہ
حکم ہی اسمین قبل قبضہ کے متغیر ہونا قید ملحوظ ہی حتے کہ اگر قبل قبضہ کے اور بعد قبضہ کے دونون حال مین متغیر
ہونے کا حکم ایک ہوتا تو یہ قید بیفائدہ تھی کیونکہ کلام اصحاب فقہ مین مفہوم مقصود ہوتا ہی بخلاف نصوص
کے کہ وہان یہ مقصود نہین رکہا گیا اور یہی دونون جگہ فرق ہی کما صرح بہ الحموی فی حاشیۃ الاشباہ ولیکن
ایسی صورت مین چاہیے کہ ایک شخص کا لفظ بھی ملحوظ ہو یعنے شخص مرد وعورت دونون کو شامل ہی حتے کہ خریدار
مرد ہو یا عورت ہو حکم یکسان ہی مگر مترجم کے نزدیک اسمین اشکال ہی اسواسطے کہ کثرت سے مسائل
ایسے نظر آوینگے کہ انمین مثلا کہا واذا اشتری الرجل متاعا لہ آخرہ حالانکہ مرد کی کوئی خصوصیت نہین
عورت خریدے تو بھی وہی حکم ہی الا آنکہ یون کہا جاوے کہ ایسی درایات علوم مین ابتدائی ضروری
ہین کہ اگر اتنی بھی سمجھ نہو تو اسکو نقل کرنا ممنوع ہوگا - مین کہتا ہون کہ بسا اوقات مفہوم دوسرے
مقام کی تصریح سے صاف ظاہر ہوا کہ اس مقام مین مقصود نہ تھا اور ایسے ہی قولہم جاز عندہما
خلافا لمحمد مثلا اکثر ایسا ظاہر ہوا کہ خلاف امام محمد رحمہ اللہ کا مطلقا جواز ہونے مین نہین بلکہ انکے نزدیک
تفصیل ہی پس معنی یہ ہین کہ شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک اسی طرح علے الاطلاق جیسا مذکور ہوا جائز ہی اور امام
محمد رحمہ اللہ خلاف کرتے ہین یعنے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اطلاقا جائز نہین بلکہ تخصیص جائز
ہی اور دوسری قسم مین جائز نہین ہی اور قہستانی نے جامع الرموز شرح نقایہ کتاب الطہارۃ مین لکہا
کہ روایت مین مفہوم المخالفۃ مثل مفہوم الموافقۃ کے بلا خلاف معتبر ہی جیسا کہ مصنف نے اپنی شرح وقایہ
کتاب النکاح مین ذکر کیا ہی ولیکن زاہدی کے اجارات مین ہی کہ معتبر نہین ہی اور حق بات یہ ہی کہ روایت
مین مفہوم المخالفۃ معتبر ہی لیکن یہ اکثری ہی کلی نہین ہی جیسا کہ نہایہ کی کتاب الحدود مین ذکر فرمایا ہی
مترجم کہتا ہی کہ وسیع النظر اگر بتدقیق سے کلام فقہاء کو مطالعہ کرے تو بیشک اسکو ظاہر
ہوجائیگا کہ جو نہایہ مین مذکور ہی وہی صحیح ہی اور حق یہ ہی کہ قیود جن سے تخصیص حکم مقصود ہی اور نفی از مخالف
اسنے اطلاع بھی بغیر ایک نظر احاطہ کے اور بغیر فی الجملہ اطلاع بظواہر اصول الفقہ کے ممکن نہین ہی

کیونکہ جہان حکم اجماعی ہی وہان کسی دفعہ کی ضرورت نہین تو اہتمام ایسے قیود کا بھی ملحوظ نہین جبکہ فی الاصل
تخصیصی قید نہین ہان نفس مسئلہ مین حکم فرعی کے قیود ضروری ہین اور یہین سے ادراک کرنا چاہیے
کہ جامع صغیر نہایت کبیر ہی اس معنے کے یہی معنی ہین کہ ہر قید مسئلہ ہی - قال المترجم یہ بحث مشکل ہی اور
وضاحت کے لیے تمہید و توسیع چاہتی ہی اور یہ مختصر مقدمہ اسکو متحمل نہین اور عوام کو اس سے زیادہ غرض
متعلق نہین ہی البتہ یہ تنبیہ مقصود ہی کہ مترجم جلد اول نے ہر جگہ خلاف کے ترجمہ مین حکم مذکورہ کے برعکس
آگے تصریح کر دی ہی اور مین نے ہر جگہ ایسا نہین کیا بلکہ جہان دوسرے مقام سے خلاف کے
یہی معنی معلوم ہوئے وہان تصریح کر دی ورنہ بانشد مذکورہ سابقہ کے کہ بخلاف قول امام محمد رحمہ اللہ
کے شیخین کے نزدیک جائز ہی وغیر ذلک عبارات سے احتیاط کر دی ہی چنانچہ اگر وہان خلاف معتبر ہی تو
حکم ظاہر ہوگیا ورنہ مذکورہ سے خلاف ظاہر ہوا اور اسیقدر فقیہ معتبر سے ہم کو پہونچا ہی فافہم - حکم اجماعی
اس سے مطلقا یہ مراد ہی کہ ائمہ حنفیہ نے اس حکم پر اجماع کیا ہی اور یہ بمعنی اتفاق ہی اور یہ مقصود نہین کہ اجماع
دلیل شرعی جو قطعی ہی یہان موجود ہی اور جہان اجماع اہل ایمان یا اہل السنۃ کا مراد ہی وہان صریح
مذکور رہی اور ایسے ہی جہان چارون ائمہ کا اجماع مقصود ہی وہان بھی تصریح کر دی ہی - اور اکثر مقامات مین
ائمہ کا اجماع یا انکا اجماع ہی یا سب کا اتفاق ہی اس سے تینون امامون کا اجماع و اتفاق مراد ہی
اگرچہ دیگر اصحاب حنفیہ مثل امام زفر وغیرہ کے متفق نہون عندہم جمیعًا انکے سب کے نزدیک اور
کبھی ترجمہ کیا کہ سب ائمہ کے نزدیک یعنے تینون امامون کے نزدیک - عندنا ہمارے نزدیک - ہمارے
اصحاب کے نزدیک - ہمارا مذہب ہی - ہمارے اصحاب کا یہی قول ہی - یہ سب الفاظ متقارب ہین اور مراد
اس سے ائمہ حنفیہ و مشرب حنفیہ کا متفق ہونا اور اشارہ دیگر ائمہ مثل مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا مخالف ہونا - مثلا
کہا کہ محدود القذف کی گواہی مطلقًا ہمارے نزدیک مردود ہی یعنے مذہب حنفیہ مین یا ائمہ حنفیہ کے نزدیک
کیونکہ بسا اوقات ائمہ حنفیہ مین سے بعض اصحاب بھی مخالف ہوتے ہین مگر مذہب جو قرار پایا انکے
خلاف اثر سے خالی ہی تو مراد مذہب ہی ورنہ سب کا اتفاق مراد ہی اور خصوص اشارہ اس سے دیگر ائمہ
اہل مذہب کے خلاف پر ہی اگرچہ اصحاب حنفیہ مین سے بھی کوئی مخالف ہو لا روایۃ لہذہ فی
الکتاب - اس مسئلہ کی کوئی روایت کسی مین نہین ہی مراد اس سے یہ ہی کہ اس مسئلہ کے لیے
کوئی حکم صریح امام محمد رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی معروفہ متداولہ کتابون مین سے کسی کتاب
مین نہین ہی اور نیز یہ مسئلہ جو بیوع مین مثلا لایا تو مراد یہ کہ کتاب البیوع و کتاب الاجارہ و کتاب الہبہ
والشفعہ وغیرہا مین کہین نہین ہی پس جہان جہان بیع کے معنی بعض اوضاع پر متحقق ہوجاتے ہین جیسے
ہبہ بعوض آخر مین بیع ہی یا قسمت یا شفعہ وغیرہ کے مسائل ہین تو ان مفصل کتب مین بھی نہین ہی اور
اس سے نوادر کی نفی مقصود نہین ہوتی چنانچہ خود ہی جابجا بعد اس قول کے نوادر سے ذکر کیا
ہان اگر نوادر مین بھی نہ ہوا اور لکھا کہ لیکن مشائخ نے تخریج کی اور باہم اختلاف کیا تو یہ
دلالت ہی کہ نوادر مین بھی نہین ہی اور کبھی کسی تخریج کی ترجیح مین کہا کہ اطلاق امام محمد رحمہ اللہ

اسی پر دلالت کرتا ہی یا امام رحمہ اللہ نے بھی صغیر مین اسی طرف اشارہ کیا ہی اور یہ صریح ہی کہ یہ مسئلہ کسی کتاب مین نہونا بدین معنے ہی کہ صریح مذکور نہین ہی اگرچہ اشارہ موجود ہو۔ قولہم لقائل ان یقول کذا ولقائل ان یقول کذا ۔ یعنے حکم مسئلہ صریح مذکور نہین اور تخریج مین دو طرف تردد اسوجہ سے ہی کہ دونون طرح قیاسی دلائل و مقیس علیہا نظائر متقارب ملتے ہین تو فروع مظنونہ مین کسی طرف انقطاع نہین ہو سکتا بلکہ یون بھی کہ سکتا ہی اور دوسرا یا وہی خود اسیطرح بھی ظن کر سکتا ہی قال المترجم ایسی صورت مین اقرب یہ ہی کہ مفتی مقلد مختار رہوگا کہ چاہے جس قول پر فتوے دیوے اور ایسا مفتی اپنی ذات کے لیے موذی و محل خطر ہی اور اگر اسکو نظر اہلیت ہی اور اُسنے صاحب تخریج کے دلائل معلوم کرکے متنادی الطرفین ہونے سے خارج پایا بوجہ اسکے کہ احادیث یا آثار متنوعہ سے موافقت یا ترجیح ملی تو وہ ترجیح دیوے اور یہ ترجیح وہ نہین ہی جسکے ختم ہونے کا حافظ الدین بخاری رحمہ اللہ پر جزم کیا گیا ہی کیونکہ وہ ترجیح روایات مجتہد واحد مین یا دو مجتہد مین جبکہ متخالف ہون تحقیقی واقع ہوتی ہی اور یہ ترجیح افتا بقواعد مقررہ اصحاب تخریج وغیرہ مین ہی اور شاید کہ یہی فرق ہو جو اقرار انسداد باب ترجیح و ایصار بطریق ترجیح ہی چنانچہ انشاء اللہ تعالے عنقریب آتا ہی اور بعض فضلا نے دوسرے طور پر توفیق دی ہی۔

تنبیہ۔ واضح ہو کہ فقہ مین اکثر خلاف و مخالفت وغیرہ الفاظ کا استعمال ہوا ہی اور اردو زبان و محاورہ مین ان الفاظ سے ایک طرح کی خصومت کی بو آتی ہی کیونکہ عموما اسی معنی مین کان عادی ہوگئے ہین ولیکن ائمہ علما و فقہا مین جو اہل تقوے و دیانت تھے جنھون نے ہمہ تن اپنے آپ کو اپنے حقیقی مالک خالق جل سلطانہ و تعالے شانہ کے بندے کامل بننے کی کوشش مین صرف کیا تھا کبھی یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ ان مین کسی طرح کی خصومت تھی کیونکہ ایمان کا نور متحد ہی اور مومن کا ایک بال تمام دنیا و ما فیہا سے کہین افضل و محبوب ہی پس جسقدر ایمان کامل اسی قدر اتحاد و اصل و محبت تام ہوگی اور اسی سبب سے کہ ایمان کامل تھے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین الفت بحد کمال تھی اور ان سب کی محبت آن حضرت اکرم الخلق صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ اجمعین سے بحد کمال تھی اسی طرح اورون کو قیاس کرو بلکہ مراد یہ ہی کہ ایک کے نزدیک دلائل شرع سے دوسرے کے اجتہاد سے مغایر حکم صحیح ثابت ہوا اور مجتہد اپنے اجتہاد کا پابند کیا گیا ہی تو ضرور اسپر اسی حکم کی پابندی ازجانب حق تعالے لازم آئی جو اسی نے اجتہاد سے ظاہر کرنے کی توفیق پائی تھی اور اسمین ایک خاصہ رحمت الٰہی تھی جو عوام کو بھی پہونچی اور اسیطرح یہ سلسلہ رحمت برقرار رہا اور اس رحمت آلہیہ کو تنگ و محدود نہ کرنا چاہیے ورنہ اپنے اوپر تنگی کرنا لازم ہوگا اور حدیث صحیح مین ہی کہ جسنے دین کو اپنے ساتھ سخت کرانا چاہا اسپر دین غالب ہوجاتا ہی یعنے وہ مغلوب ہو کر آخر امور دین سے پہلو تہی کرتا ہی تو فاسق ہوجاتا ہی کما فی البخاری وغیرہ۔ بالجملہ مخالفت کا کسی امام کی طرف نسبت دینا حقیقت مین مجازی معنے ہین کیونکہ ایک نے دوسرے کے خلاف اجتہاد کرنے کا قصد نہین کیا تو حقیقت مین وہ خلاف کرنے کا فاعل نہین ہی بلکہ اجتہاد سے جب حکم ایسا نکلا کہ وہ دوسرے کے حکم اجتہادی سے مغایر ہی تو دونون اجتہادون کے حکم اور نتیجہ مین مغایرت ہوئی اسکو

مخالفت کہا یعنے دونون حکم باہم متخالف ہین بالکل یکسان نہین ہین پھر دونون کے مجتہدون کی طرف تخالف
کی نسبت مجازاً بیان کی اور اس سے غرض یہ اظہار ہی کہ دونون کے اجتہاد سے حکم متخالف نکلا ہی۔ اور یہ
جو لوگون نے علم جدل وغیرہ فقہ مین داخل کیا اور جس سے بادشاہون و وزیرون کے دربار مین مباحثہ و
مناظرہ وغیرہ کے جلسہ کرنے لگے یہ ہرگز علم دین نہین ہی اور نہایت مذموم ہی واللہ تعالی اعلم پس اسی جدل کے
آثار سے ہی کہ انہین ایک نے دوسرے کے امام کو خصم وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا اگرچہ ظاہری تاویل سے
اس لفظ کو صلاحیت پر بھی محمول کر سکتے ہین اگرچہ استکراہ اس سے ظاہر ہی اور بقول امام غزالی علیہ الرحمہ کے
جو بات سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ماثور نہو ایسی نئی بات پر ایک زمانہ کا اتفاق ہونا بھی تجھے
دھوکے مین نہ ڈالے اور تو اسی طریقہ سلف پر مضبوطی اختیار کر و اللہ تعالے ہو الموفق۔ الخمر
الفاظ قرآنیہ مین سے ہی اور مشہور یہ ہی کہ امام رحمہ اللہ نے اسکو اوسکے دلالت مین شراب انگوری والے کے مثل
پر منطبق کیا اور دیگر اشربہ محرمہ کو اُسکے حکم مین شامل قرار دیا بدلیل آنکہ ہر مسکر حرام ہی اور متاخرین کے
پاس اسمین طویل بحث ہی اور مفہوم اسکا مترجم کی تقریر سے کسیقدر خلاف ہی اور اہل مشرب کے نزدیک
گو وہی تقریر زیادہ مستند ہو مگر مترجم نے اپنی فہم کے موافق کلام کیا یعنے امام رحمہ اللہ کی مراد یہی ہوگی
کہ اوسکے مراد اس لفظ خمر سے اس حیثیت سے کہ نص مین ممانعت کے وقت نازل ہوا تھا وہی خمور
ہین جو اسوقت خمر معروف تھین اور جو پھر ایجاد ہوئین انکو بصفت سکر شامل ہی اور اکثر ایسا ہی کہ نزول
کے وقت بدلالت خاصہ لفظ کے ایک معنی اوسکے لیے گئے اور دیگر شمولی افراد قرار دیے
گئے چنانچہ تفسیر کی مہارت سے اسکے نظائر بہت ظاہر ہین اور فائدہ اسکا یہ ہی کہ اوسکے مراد تو قطعی
ہوگا بدین معنی کہ حرمت قطعی ہی و دیگر سے احتراز واجب ہی اگرچہ بنظر فرق فرض و واجب کے دوسرے
افراد سے تکفیر متعلق نہو پس جو امام بخاری رحمہ اللہ نے تعریض کی اور حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کا قول الخمر ما خامر العقل الخ پیش کیا وہ امام رحمہ اللہ پر وارد نہین کیونکہ وہ بھی ماخامر العقل
کو حرام بمعنی ثانی کہتے ہین چنانچہ صحیح مسائل مذہب اس بات پر دال ہین کہ مسکر حرام ہی لیکن فرق
منصوص و مشمول کا ہی جس سے چند احکام متفرع ہین مانند تکفیر منکر حرمت و یکسان حرمت قلیل و
کثیر فرد منصوص و اسکی نجاست زائد از قدر درہم علی ما ہو مذہب الجمہور وان خالفت فی النجاسة
ثمر ذمة ممن لم یحصل اسلہ درجتہ فہم الاسرار فاللہ اعلم۔ اور افراد غیر منصوصہ مین یہ بات نہین ہی پس
امام سے جو روایت ہی کہ خمر مخصوص بشراب انگوری ہی بر تقدیر صحت اسکے معنے موافق اصول تفسیری
کے یہی ہین کہ نزول کا فرد اوسکے یہی ہی اور یہ معنی نہین ہین کہ کسی فرد دیگر غیر موجود وقت نزول کو شامل
نہین ہی چنانچہ منافقین کے افراد اولیہ وہی ہین جو نزول کے وقت تھے اور بالاجماع ما بعد تمام
کے اہل نفاق کو تا قیامت شامل ہی آیا نہین دیکھتے کہ خطاب یا ایہا الذین آمنوا کا تا قیامت سب کو ہی
اگرچہ بقاعدہ نحو نداء حقیقتاً انہین حاضرین سے مخصوص ہوتا ہی و ست حقق ہذا فی موضعہ من الاصول کما
ہو مسلم کے نزدیک جو معنے ظاہر ہوئے اور بلا تکلف ہین انپر محمول کیا اور تقریر ہدایہ سے

اگر یہی مراد ہو تو بہا ورنہ معلوم نہین کہ کسی بزرگ سے تائید ملتی ہی اور اگر نہ ملے تو بھی امر حق مین احتیاج نہین
ہی - پھر مترجم کہتا ہی کہ جب خمر کے لفظ مین یہ کلام ہی تو کتاب الاشربہ مین مترجم نے خمر کو اسی لفظ سے
تعبیر کیا اور باقی کتاب مین لفظ شراب سے ترجمہ کیا الا ما شاء اللہ تعالے - **الثوب** اصل زبان مین پہننے کا کپڑا
مگر فقہا نے کہا کہ ادنے مقدار اسکی اسقدر رہی کہ اس سے نماز جائز ہو جاوے کما فی الایمان وغیرہا
وانما قلنا کذلک لما زعمنا واضع العرب لم یحضر له فیه نیته ادنی ما یجوز به الصلوة عند الوضع لما لم یعرفوا الصلوة
قبل ظہور الاسلام - پس جہان کپڑا ترجمہ کیا گیا وہ اسی ثوب کا ترجمہ ہی وعلے ہذا یہ ٹوپی وغیرہ کو شامل نہ
ہوگا اور ایسے ہی بچھونا وغیرہ چنانچہ کتاب الایمان مین خود مصرح ہی صرف مترجم کو یہ تنبیہ مقصود ہی کہ اسنے
ثوب کا ترجمہ کپڑا لکھا ہی اور ایسے ہی بہت الفاظ اور ہین جنہین عموم وخصوص وغیرہ کے فرق سے
احکام بدل جاتے ہین مثلا دار و منزل و بیت وغیرہ چنانچہ فارسی مین بھی انکا مطابقی ترجمہ مفرد لفظ سے
نہین ہو سکتا علے ما صرح به فی الکتاب کیونکہ انکے نزدیک خانہ بولتے ہین اور ہمارے یہان گھر کا لفظ یا مکان
کوئی بھی کافی نہین ہی اور ایسے جملہ الفاظ باب تشاکلات و تشابہات اور فرہنگ مین مع لغات مبسوط ہین
الجمع وما فی معناہ - واضح ہو کہ عربی زبان مین کمتر جمع تین ہی اور زائد کی طرف بعض صیغون مین نو
تک انتہا ہی اور انکو جمع قلت کے اوزان کہتے ہین اور باقیون مین کوئی حد نہین ہی اور وہان ایک یہ بھی قاعدہ
ہی کہ الف لام داخل ہو کر معنے استغراق لیتے ہین اور پھر ادنے مقدار کی طرف معنے جمعیت کا لحاظ
نہین رہتا ہی یا رہتا ہی علے ما فصل فی الاصول - اب مین کہتا ہون کہ جن مترجمین نے جمع کے صیغے
اپنی زبان مین ترجمہ کر دیے اور حکم مسئلہ کا مدار معنی جمعیت پر ہی تو انھون نے سخت غلطی اٹھائی اور بڑی
خطا کی اسواسطے کہ ہماری زبان مین یا فارسی مین کمتر جمع دو ہی اور جہان مدار حکم کا الف لام استغراقی
پر ہی وہان ترجمہ نہین ہو سکتا کیونکہ ہماری زبان مین ایسا الف لام ہی موجود نہین اور نہ کوئی حرف دیگر
اسکا قائم مقام ہی اور اگر عمدًا کوئی لفظ مانند کل یا سب وغیرہ کے قائم کیا گیا تو بیان مسئلہ محض بیکار
ہوگا کیونکہ اب تو صریح لفظ آگیا اور ترجمہ سے مقصود عربی زبان سمجھنا نہین ہوتا بلکہ یہ جاننا کہ ہماری زبان
مین ایسے بول چال مین کیا حکم ہی پس جسنے ایسا فقرہ ترجمہ کیا اسنے غلطی کی بیان اسکا اسطرح
ہی کہ مثلا مسئلہ اقرار یا نکاح مین ایک مرد نے کہا کہ اسکے مجھپر دراہم ہین یا جو میری مٹھی مین درہمون سے
ہین وہ اسکے ہین تو عربی زبان مین جب کہا کہ علی له دراهم تو اسپر تین درم لازم ہونگے کیونکہ یہ ادنے
مقدار جمع کی یقینی ہی اسلیے کہ اس سے کم نہین ہو سکتے اور اس سے زائد لازمی نہین جب تک کہ مقر کسی
عدد کا اقرار نہ کرے اور اردو زبان مین اگر اقرار کرے کہ مجھپر زید کے روپیے ہین تو دو لازم ہو
پس ایسے مقامات مین مترجم نے عربی فقرہ مع ترجمہ و حکم لکھکر اپنی زبان کی تصریح کر دی ہی اور
دوسری مثال از مسائل نذر مثلا کہا کہ للہ تعالے علے صوم جمعة - اللہ تعالے کے واسطے مجھپر
ایک جمعہ کا روزہ ہی یا جمعہ کا روزہ ہی تو ایک جمعہ کا روزہ موافق نذر کے جب چاہے ادا کر دے اور
اگر اسی مہینہ یا اسی سال مین سے کہا ہو تو اسیطرح ہوگا - اور اگر کہا کہ للہ علے صوم جمع تو بجائے جمعہ

مفرد کے صیغہ جمع لایا اور یہ جمع قلت ہی پس یقیناً نذر ادا ہونے کے لیے زیادہ سے زیادہ دس جمعہ روزے
رکھے اگرچہ اوسنے مقدار تین ہی ہاین حکم یقینی طور سے ادا ہوجانے کا مذکور ہوا اور اس صورت مین اگر اردو
ترجمہ کرکے بدون اصل عبارت عربی کے یہ حکم لکہا تو صریح غلطی ہی کیونکہ اردو مین یہ ترجمہ ہوا کہ اللہ تعالے
کے واسطے مجہپر جمعون کے روزے ہین اور ہمارے یہان جمع قلت وکثرت کی کوئی تفصیل نہین ہی تاکہ تہائی
مقدار قلت معلوم ہو۔ اور اگر کہا کہ للہ علی صوم الجمع یعنے صیغہ جمع کو الف لام سے محلی لایا تو امام
رحمہ اللہ کے نزدیک وہی دس جمعہ کا اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک تمام عمر کے جمعہ کے روزے
اسپر واجب ہین اور یہ ایسی صورت ہی کہ اسکا ترجمہ ممکن نہین ہی کیونکہ اگر الجمع کا ترجمہ جمعون کہا جاوے تو
باوجودیکہ امام رحمہ اللہ کے مذہب پر بھی مترجم نے جو حکم دس جمعہ واجب ہونے کا ترجمہ کیا خطا ہی لیکن اسی قدر
جیسی صورت ورسم مین سب کے قول پر کہ صاحبین رح کے موافق عمر بہر کے جمعہ کا حکم اسکے ترجمہ پر لگانا
محض غلط ہی اسلیے کہ الجمع عربی مین الف لام سے مستغرق ہوسکتا ہی اور ترجمہ اردو مین تو کوئی حرف استغراق
کا نہین آیا اور اگر الجمع کا ترجمہ کل جمعون یا سب جمعون کے ساتھ مقید استغراق ناقص لایا جاوے تو خیر صاحبین رح
کا قول درست ہوسکتا ہی ولیکن امام صاحب کے موافق فقط دس جمعہ کا حکم غلط ہوجائیگا کیونکہ الف لام
تو استغراق کے معنے مین ہونا ضروری نہین ہوتا اسی لیے امام رحمہ اللہ نے اوسکو نہین لیا بخلاف صریح لفظ
کل کے کہ اسمین اس احتمال کو گنجایش نہین ہی لہذا ضرور ہوا کہ ایسے مقامات مین فقرہ بعینہ نقل کرکے
اسکا ترجمہ مناسب حکم کے لکہکر توضیح کردیجاوے اور مترجم نے جہان تک اسکو توفیق عطا ہوئی ہی ایساہی
کیا ہی اور اسیطرح تقدیم شرط وتاخیر جزا وبالعکس اور دیگر مختلف مواضع اصول کی رعایت مین
علی قدر التوفیق اہتمام کیا ہی اور بعض مواضع کا ذکر آویگا انشاء اللہ تعالے بحث جمع اوسکے مناسبت سے
یہان بغرض خاص ادا کی گئی۔

الوصل فی الافتار ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے عزوجل نے فرقان مجید قرآن عظیم جامع [illegible] وکتب سابقہ
مع عظیم برکات خاصہ عطا فرمایا اور اسکے ساتھ آنحضرت اکرم الاولین والآخرین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کو بحکم حدیث صحیح اوتیت جوامع الکلم۔ احادیث حکمت جامع عطا فرمائین پس کتاب وسنت مین سب کچھ
موجود ہی اور جو شخص تفاسیر کی مہارت رکھتا ہو اور تقوی ودیانت سے مرتاض ہو اسکو وقتاً فوقتاً موافق توفیق الٰہی
سبحانہ عزوجل کے ایسے ایسے علوم انمین سے حاصل ہوتے ہین کہ وہ خود متحیر ہوکر تسبیح الٰہی عزوجل مین مستغرق
ہوجاتا ہی اور یہ علوم تو اعلی رحمت الٰہی عزوجل ہی بلکہ ارتیاض وحسن عبودیت وخلوص عبادت سے لطائف
اسرار مرغوب ظاہر ہوجاتے ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقولہ تفکر ساعة من اللیل خیر من احیائہا
علی ما ذکرہ فی تفسیر الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بنحوہ ومعناہ اما فی المشکوة فبلفظ تدارس العلم ساعة الی اخرہ یعنی
رات مین ایک ساعت علم مین بغور ایمانی فکر کرنا تمام رات نفلی عبادت سے بہتر ہی۔ پس
تحقیق ہوجاتا ہی اور مضائقہ نہین کہ اوسنے لطیفہ فکر جسپر عموماً اس زمانہ مین اہل علم بے فکری سے راغب
ہین لکہا جاوے اور وہ مال وجاہ وہوا وہوس ہی حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہی ان اللہ اشتری من المؤمنین

انفسہم واموالہم الآیۃ اور امر مقدر ہی کہ اضطراب و ہوس قلب مفید زیادت نہین اور اسباب کو عمل مین لانا اجماع
انبیا و صلحا و امت کے خلاف ہی اور تعلق بمشیت ایک معصیت ہے یعنے اللہ تعالے واناتر ہی کہ رزق کیونکر
مقدر فرمایا ہان ضرور مقدر فرمایا ہی پس ہمکو مشیت سے بحث کرنا کہ ہم اسباب ظاہرہ کام مین نہ لاوینگے مشیت
کو پکڑینگے یہ معصیت ہی جیسے یہ کہنا کہ ہم تو تقدیر پر بیٹھے رہینگے حالانکہ تقدیر ضرور برحق ہی اور اسکا منکر
بے وقوف ہی کیونکہ اللہ تعالے خالق عزوجل نے جسوقت ہمکو پیدا کیا ہمارے ہر فعل و ہر حال کو جو
موت تک ہونگے سب جانتا تھا اور اسکا علم ہرگز خلاف نہین ورنہ اسکے عالم الغیب ہونے کے اعتقاد
سے جو ہمپر فرض عین ہی انکار لازم آئیگا اور یہ کفر ہی کیونکہ نعوذ باللہ تعالے ہم کبھی اسکو جاہل نہین
سمجھ سکتے ہین اور جو کوئی یہ عیب لگاوے کہ وہ نہین جانتا تھا تو وہ جاہل کافر ہی رہا یہ وسوسہ کہ پھر وہ
کیون عذاب کریگا یہ اسکی حکمت سے بحث ہی جو کبھی کسی آدمی کو نہین معلوم ہو سکتی وہ کہان سے اتنا
علم لاویگا پس اس سے بحث بیوقوفی ہی علاوہ اسکے وہ جو چاہے کرے اور جو کریگا وہ اپنی پیدا کی ہوئی
مخلوق پر کریگا پھر اسکے اختیارات تو ہم یقین کرتے ہین کہ وہ سب طرح مختار ہی جو چاہے کرے اب
ہم اس سے کیونکر بحث کر سکتے ہین کہ ہمارے حق مین کیا مقدر فرمایا ہی اور کیون ایسا مقدر فرمایا ہی
تو یہ کہنا کہ ہم بیٹھے رہینگے تقدیر سے لپٹنا ہوا جو معصیت ہی بلکہ یون کہو کہ ہم تقدیر پر یقین کیے ہوئے ہین
اور متوکل ہین وقد قال تعالے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا الآیۃ اور سب کام کیے جاؤ جو مستکو نیک
بتلائے گئے ہین دیکھو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جنپر یہ آیت نازل ہوئی اور جنکے طفیل مین ہمنے ہدایت
پائی ہی وہ متوکلین کے سردار ہوکر سب نیکیان کرتے تھے تمہاری نظر کس طرف ہی ذرا ہوش
سے غور کرو - بالجملہ تقدیر حق اور اسکا منکر سخت جاہل ہی اور توکل و تقدیر کے یہ معنی سمجھنا کہ کاہل بنے بیٹھے رہو
محض جہالت ہی بلکہ نفس کو نیک کام مین لگاؤ جو حکم ہی کیونکہ اول آیت کے حکم سے تم اسکو اپنے خالق کے
ہاتھ فروخت کر چکے اب خالق نے جو اسکو حکم دیا اسمین لگاؤ اور جو کچھ کماؤ اسکو نفس کے کھلانے
پلانے وغیرہ مین موافق حکم کے صرف کرو اور جسقدر نفس کو سونے و آرام دینے کا حکم ہی وہ بھی کرو - اور
جو کچھ مال تجارت وغیرہ سے نفس کماوے وہ بھی تمہارا نہین ہی بلکہ بیچی ہوئی چیز نے کمایا اور
اسی طرح کمایا جس طرح تجارت وغیرہ حلال ہی جب تم نے عہد پورا کیا اور خیانت نہ کی تو تمکو جنت ملی جسکے آگے
دونے مثال یہ ہی کہ یہ تخت و تاج تمام روے زمین سب گھورے سے بھی کمتر ہی اور بے شک تمہارے
حواس وہان تک نہین پہونچ سکتے ہین پس رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو سچ مانو اور یقین کرو نہین تو یہی چند روز
بعد موت کے وقت جانوگے اور اسوقت محض بے فائدہ ہی پھر تو یہان سے بھی بدتر ٹھکانا جہنم ہی
اب دیکھو کہ کوئی فعل آدمی کا خواہ کھانا پینا ہو سونا ہو یا کوئی ہو جبکہ بحکم الٰہی ہو کوئی برباد نہین بلکہ عبادت
ہی اسلیے کہ عبادت تابعداری حکم کی ہی اور سمجھو معنے قولہ تعالے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
اور دیکھو حدیث ان لنفسک علیک حقا - اور قولہ تعالے اللّٰھم تجعل فی فی امرائک - اور اس سے ظاہر
ہی کہ خود انسان فقیر ہی اگرچہ مال کثیر رکھتا ہو جبکہ ایسا مومن ہی اور کافر حقیر ہی اگرچہ مال اپنا سمجھے

وقولہ تعالے ومن اراد الآخرۃ وسعی لہا سعیہا الآیہ اور فرمایا کہ۔ کلا نمد ہولاء وہولاء من عطاء ربک الآیہ پس جسنے آخرت چاہی اُسکے لیے دنیا تو بواسطہ پیچھے ہوئے نفس کے تبعاً ہی اور آخرت اصلاً ہی اور جسنے دنیا چاہی اسکو یہی ملی اور وہان کچھ نہین ہی اور نصوص سے صحیح ہوا کہ جو کافر نیکی کے کام کرین وہ برباد اس معنے مین ہونگے کہ جو چیز اسنے اختیار کی یعنے دنیا وہ عوض دیدیجائیگی وقولہ علیہ السلام الا ان الدنیا ملعونۃ الحدیث تو جسنے دنیا کے لیے اہل کفر سے نزاع کیا وہ درحقیقت ایمان نہین لایا اسی واسطے یہود کا دعوی جھوٹ بتلایا لقولہ قل ان کانت لکم الدار الآخرۃ عند اللہ الآیہ اور موت کی تمنا اسکا نشان بتایا پس صادق الایمان کو زندگی فقط اسلیے عزیز ہی کہ خوبیان زیادہ جمع کرلے اور پھر موت عزیز ہی اسی واسطے صحابہ رضی اللہ عنہم صادق الایمان تھے تو فرمایا۔ ومنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ اور کوئی انمین سے حسنات کا معاوضہ دنیاوی نہین چاہتا تھا چنانچہ صحاح مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات مین کہ اکثر انمین سے قولہ تعالے اذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا الآیہ سے اپنی جانون پر خوف کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پاک ہونے مین سرتاج تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے صحابی تھے اور اگلی کتابون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت مین ہی کہ فقیر ہونگے اور آپ کے اصحاب فقراء ہونگے اسکے یہی معنی ہین پس عثمان رضے اللہ عنہ اس اصل سے فقیر تھے اور ترمذی مین بعض صحابہ کو جسنے محبت کا دعوے کیا تھا فرمایا کہ جسکو مجھ سے محبت ہو جلد اسکی طرف فقر دوڑتا ہی دیکھ تو کیا کہتا ہی انھون نے یہی مصمم کیا باوجودیکہ صحابہ رضے اللہ عنہم سب جان آپ پر قربان کرتے تھے پھر انمین مال کی راہ سے تونگر بھی تھے ولیکن بحدیث المرء مع من احب فقیر جامع ذخائر سعادات تھے اور وہ بحدیث نعم المال الصالح للرجل الصالح کبھی بواسطہ مال اور کبھی بواسطہ افعال وغیرہ انکو حاصل ہوتے تھے پس سوا کافر منکر کے جسکو سمجھ نہین ہوتی ہی ایسے مسلسل صحیح معتمد لطائف سے کون منکر ہوسکتا ہی اور کیونکر اسپر حق پوشیدہ رہیگا اور کیونکر اپنے نفس کو آراستہ نہین کریگا۔ اب جاننا چاہیے کہ اصلی مقصود آرایش اپنے نفس کی ہی اور وہی اسکے لیے ان آیات الٰہی مین تفکر کا عمدہ نتیجہ ہی پس افتاء درحقیقت سب سے پہلے اپنی نفس کو ہی اور پھر دوسرون کو جو بچارے قرآن وحدیث سے آگاہ نہین ہوئے ہین انکی اصلاح حال کے مطابق ہی انکو فتوے لینے اور عالم کو فتوے دینے کا حکم ہی الافتاء بحث اجتہاد سے معلوم ہوچکا کہ فقہ ابتدائی کمال انسانی ہی اور تکمیل اعمال موافق اس علم کے ہونے والی ہی اور اعمال سے ترقی بجانب کمال ومرتبہ احسان ہی جو بحصول رضوان حق عز وجل ہی اور درحقیقت کمال یہی ہی پس مجتہد کو بوجہ خود بینائی حاصل ہونے کے ہر حال مین مکائد نفس وشیطان سے احتراز بتوفیق الٰہی تعالے ممکن ہی پس اسکی ترقی بجانب اعلے جسکے مراتب بے انتہار ہین بہت فائق ہی دو وجہ سے ایک یہ کہ ذاتی تزئین وتحسین اخلاق وتحصیل مرضیات الٰہی سبحانہ واحتراز از مکروہات غیر مرضیہ بروجہ اتم واکمل اسکو حاصل اور دوسری وجہ یہ کہ دوسرے اہل ایمان کو جو بمرتبہ اجتہاد نہین ہین اپنی بینائی سے آنکھون والا کرکے عملی اسفار آخرت مین راہ جہنم سے پھیر کر شاہراہ

جنت کی طرف لیے جاتا ہی اور ہر شخص کو موافق اُسکے تعلقات دنیاوی کے مخلص تبلاتا ہی مثلاً ایک بندہ مومن تجارت
کرتا ہی اور دوسرا مزدوری کرتا ہی تو عملی کام دونون کے یکسان نہین چنانچہ تاجر کو جن مکائد نفس و شیطان کا
مخمصہ ہی وہ مزدور کے دام فریب سے مغایرت رکھتا ہی اگرچہ باطنی وساوس مین دونون یکسان بھی ہون لیکن
اصل مین فقیہ بندہ عارف ہی جس سے باطنی امراض وظاہری خدشات سب سے نجات کی راہ حاصل کرکے
خالص مرضیات تک وصول ممکن ہو اور ہر وقت مین ایسے لوگ موجود ہین اور یہ اللہ تعالے کی رحمت مومنین پر
اور محبت کا قرینہ ہی اور البتہ فیوض الٰہی سبحانہ تعالے ہر زمانہ مین ہر شان مین ایک خاص طریقہ فائض
ہین بندہ مومن نیک نیت خالص موحد کو چاہیے کہ توحید مین اسکا قدم استوار ہو پس جو طریقہ سلف صالحین
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین تھا اس سے تجاوز نہ کرے اعتقاد مین اور نہ اعمال مین ہان ویسے اعمال
بے شک دشوار ہین تو فرائض و واجبات ہی سہی یعنے مع سنن مؤکدہ اور ہر ایک کے ساتھ قلبی افعال بھی ہین
مثلاً تکبیر امر ہی اور خشوع واجب و نیت خالص فرض ہی اور یہ افعال قلب پر آدمی کے اختلاف باطن سے
مختلف ہین مثلاً بعض شخص اپنی حیات مین مغرور نہین مگر نامرد اور بد دل ہی تو اسکو دلیری کی تعلیم واجب
ہی چنانچہ یہ بھی ایک باعث ہی کہ اس زمانہ مین جسکو فقہ کہتے ہین وہ افعال باطنہ کی بحث سے بالکل خالی
ہی الا قدر قلیل بلکہ اسمین فقط افعال جوارح سے بحث ہی ولیکن عالم فقیہ سے دونون قسم اعمال دریافت
کرکے اپنے زاد راہ و توشۂ آخرت کو درست کرنا لازم ہی اور یہی دریافت کرنا استفتا ہی اور اسکا جواب افتا
ہی اور ایسے ہی عالم مفتی کے حق مین صادق ہی قولہ علیہ السلام فقیہ واحد اشد علے الشیطان من الف
عابد الحدیث اور متاخرین نے کہا کہ فقیہ مجتہد علے الاطلاق تو مدت سے نہین رہا ولیکن اسمین شک نہ کرنا چاہیے
کہ ہر زمانہ مین بفضل الٰہی تعالے ایسے لوگ ضرور موجود رہتے ہین جو اہل ایمان و طالبان آخرت کے لیے
ہر طرح کے اقوال ضعیفہ و باطلہ جنکا مبنی راہ مستقیم سے کجی کی طرف ہی متمیز کرلین اور شاہراہ رضا و ہدایت پر
جماعت مخلصین کے ساتھ روانہ ہون ولقد قال تعالے والذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا و ذریاتنا
قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما الآیۃ - پس اہل تقوے ہر کس وناکس کے اقوال پر اعتماد نہ کرین کیونکہ جو شخص
خالی رطب و یابس روایتون کو جمع کرتا ہی اور انکے اصول و دلائل وغیرہ سے آگاہ نہین اور نہ اسکو اُنمین
تمیز ہی تو بقول علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ کے اُسکے لیے عاقبت کی خرابی اور جو اُنکی تقلید کرے
اُسکی بربادی و ہلاکی ہی اور یہ دام فریب کہ تمیز روایات و فہم دلائل بھی اس زمانہ مین کسی کو حاصل نہین ہی
وسوسہ شیطانی ہی جن لوگون نے جہال کو اپنا مفتی عالم بنایا وہ عالم حق نہین جانتا تو نائب شیطان سے کم
نہین اور جنھون نے اسکو پیشوا کیا ہزار ہزار افسوس اور وے کسقدر وسواس شیطان کو قبول کرتے ہین
اور اہل الحق ہمیشہ قلیل ہین اور راہ حق کا ہادی ہمیشہ عوام مین مبغوض ہی جیسا کہ امام غزالی علیہ الرحمہ نے
حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ کا قول صریح ذکر فرمایا پس اے لوگو دیکھو کہ کس سے تم اپنے لیے
عاقبت و جنت کا سامان جو جواہر سے کہین زیادہ بیش قیمت ہین لیتے ہو پس اہل صدق و صفا و حاشیہ بوستان
بساط مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگو اور یہ جو کتابین ہین جنمین مخصوص اعمال جوارح مذکور ہین ان مین بھی

ہر طرح کے اقوال کا مجموعہ ہی تو اُنکے لیے جو قواعد چاہئیین وہ ہین بعض رسائل سے ملتقط کرکے لکھے دیتا ہون
تاکہ اسی سے فتوے حاصل کرنا ان اعمال مین آسان ہو باسد تعالے التوفیق۔ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ
نے کتاب القضا فتح القدیر مین فرمایا کہ اصولیین کی رائے اس امر پر مستقر ہی کہ مجتہد ہی مفتی ہوتا ہی یعنے فتوے دینا
حقیقت مین فقط مجتہد کا کام ہی اور جو مجتہد نہین بلکہ مجتہدون کے اقوال اسکو یاد ہین تو وہ حقیقی مفتی نہین ہی اس سے
جب سوال و دریافت کیا جاوے اور استفتا رلیا جاوے تو اُسپر واجب ہی کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مانند
کسی مجتہد کا قول بطور نقل وحکایت کے بیان کردے یعنے جواب مین کہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول
اس مسئلہ مین فلان کتاب مین مذکور ہی اس سے ظاہر ہوگیا کہ ہمارے زمانہ مین جن موجودہ لوگون کا فتوی
ہوتا ہی وہ درحقیقت فتوی نہین ہی بلکہ کسی مفتی کا کلام نقل کردیا جاتا ہی کہ اسکو مستفتی اختیار کرے۔ اب ایسے
مجتہد سے نقل لانا بھی دو ہی طرح سے ہوسکتا ہی ایک یہ کہ اس ناقل مفتی سے مجتہد تک کوئی مسلسل سند ہو
یعنے ناقل کہے کہ مجھسے میرے استاد رحمہ اللہ فلان بن فلان نے بیان فرمایا جنھون نے اپنے اُستاد
رحمہ اللہ فلان بن فلان سے سنا تھا الے آخرہ اور دوسرے یہ کہ کسی کتاب معروف ومشہور سے نقل کرے
جو مجتہد سے اسوقت تک ہاتھون ہاتھ معروف چلی آئی ہی یعنے ایسی کتاب نہو کہ کسی وقت مین نایاب یا کمیاب
ہوگئی یا ابتدا ہی مین معروف نہین ہوئی تھی علے ہذا اگر ہمارے زمانہ مین نوادر کے بعض نسخے پائے گئے
تو جو احکام مسائل اسمین مذکور ہون انکو امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرنا حلال نہوگا کیونکہ
وہ ہمارے زمانہ مین ہمارے دیار مین مشہور نہوئی اور دست بدست نہین پہونچی یعنے وہ ابتدا ہی مین
معروف نہ تھی اور اسپر بھی ہمارے یہان مشتہر نہوئی۔ ہان اگر نوادر سے کوئی نقل مشہور ومتداول کتاب مثل
ہدایہ ومبسوط وغیرہ مین پائی جاوے تو اُسکا اعتبار والبتہ فقط اسوجہ سے ہوگا کہ یہ کتاب جسمین نقل ہی
معروف ومتداول ہی **قال المترجم** مبسوط سے مراد امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف نہین بلکہ مشروح یا
سرخسی رحمہ اللہ کی شرح کافی مراد ہی۔ پھر لکھا کہ اگر ناقل مفتی کو مجتہدون کے مختلف اقوال یاد ہین اور اسکو
دلائل کی شناخت نہین اور نہ اسکو اجتہاد کی قدرت ہی یعنے فی الجملہ اجتہاد بطریق ترجیح بھی نہین کرسکتا
تو کسی مفتی کے قول پر قطع نہ کرے کہ اسی کو فتوے کے لیے متعین کردے بلکہ جملہ اقوال کو مستفتی کے
لیے نقل کردے وہ انہین سے جس قول کو اصوب جانے اختیار کرلے ایسا ہی بعض جوامع مین کہا
ہی اور میرے نزدیک اسپر سب کا نقل کرنا واجب نہین ہی بلکہ کوئی قول نقل کردے کیونکہ
مقلد کو اختیار ہی کہ جسکی چاہے تقلید کرے کذا فی فتح القدیر۔ مترجم کہتا ہی کہ بعض اخبار مین آیا کہ استفت
قلبک وان افتوک الحدیث۔ اور روایت قابل حجت ہی واللہ اعلم پس بمقتضاے قولہ وان افتوک یہ خطاب
عامی کو ہی مفتی کو نہین اور باوجودیکہ اسکو استفتاء قلبی کا حکم ہی تو اسکی صورت یہی ہی جو بعض جوامع سے
ظاہر ہی اور معنے یہ ہین کہ مفتی کبھی حالت باطنی سے آگاہ نہین ہوتا کیونکہ مستفتی نے ظاہر نہین کیا اور
بحکم قولہ الاثم ما حاک صدرک الحدیث مستفتی کا دل فتوے پر جمتا نہین تو دیگر اقوال کو جو حال کے موافق
ہوگا اور اصوب واوفق جانے اختیار کریگا پس میرے نزدیک مفتی کے لیے بھی احوط اور مستفتی کے لیے

بھی اصوب وہی ہو جو بعض جوامع مین مذکور ہو فاللہ تعالی اعلم - اس بیان مین تین باتین لائق اہتمام ہین -
اول کسی مجتہد کا قول نقل کرے یعنے جس قول پر فتوے دیتا ہو اور عنقریب آتا ہو کہ علماے حنفیہ نے
مطلقاً یا خاص خاص قسم کے مسائل مین ائمہ حنفیہ مین سے کسی کو مخصوص کیا ہو - دوم جیسی کتاب سے
فتوے جائز ہو مثلاً مشہور متداول ہو اور دیگر شروط آتی ہین - سوم اقوال نقل کر دے یا کسی قول
کو متعین کر دے - اور مترجم کے نزدیک اقوال کا حکایت کرنا اصوب ہو اور فتاوے سراجیہ مین
ہو کہ کسی شخص کو فتوے دینا روا نہین ہو مگر اسصورت مین کہ علما کے اقوال جانتا ہو اور یہ پہچانتا ہو کہ انھون
نے کہان سے یہ قول کہا ہو اور آدمیون کے معاملات سے واقف ہو پھر اگر وہ شخص علما کے اقوال کو یاد رکھتا
ہو مگر یہ نہین جانتا کہ کہان سے کہا ہو تو اسلیے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاوے اور وہ جانتا ہو کہ جن علما کا مذہب
اسنے اختیار کیا ہو وے سب اس مسئلہ مین اس قول پر متفق ہین یعنے جواز یا عدم جواز پر مثلاً تو مضائقہ
نہین کہ یون کہدے کہ یہ جائز ہو یا نہین جائز ہو اور یہ قول اسکا بطریق حکایت ہوگا اور اگر ایسا مسئلہ ہو کہ
جسمین انھون نے اختلاف کیا تو مضائقہ نہین کہ یہ فلان کے قول مین جائز ہو اور فلان کے قول مین
نہین جائز ہو اور اسکو یہ اختیار نہین ہو کہ چھانٹ کر بعض کے قول پر فتوے دے جب تک انکی حجت
کو نہ پہچانے - مترجم کہتا ہو کہ یہ صریح اس امر کا موید ہو جو مین نے زعم کیا اور اس سے ایک
امر یہ بھی ثابت ہوتا ہو کہ اگر اصحاب کے اقوال کی حجتین دریافت کر لے تو اسکو روا ہو کہ بقوت حجت کسی کے
قول کو فتوے کے لیے مختار کرے اور اسی معنی مین مترجم نے فتاوے مین تحت ترجمہ بعض اقوال
کی ترجیح کر دی ہو اور مترجم کو اصحاب ترجیح اصطلاحی ہونے کا دعوے ہرگز نہین ہو ہان میرے
نزدیک یہ بڑا مفسدہ اور سخت دھوکا شیطان کا ہو کہ جسقدر مومنین موجود ہین بحال ظاہر سب مثل بہائم
کے ہین کہ انکو اقوال مذکورہ کتب مین سے ضرور کسی قول پر جسپر چاہین عمل کرنا چاہیے اور خود اپنے دین
کے واسطے احتیاط اور اپنے نفس کے مغرورات مین صواب اختیار کرنے کی راہ نہین ہو اور حق یہ ہی
کہ جنکو اس زمانہ مین علما کہتے ہین انھین کی ذات سے رد و قدح وجدال و ناموری وغیرہ مفاسد کے
آثار نہایت قوی پیدا ہوتے ہین پس اصوب و احوط یہ ہو کہ جو شخص اپنے فعل خالص لوجہ اللہ عز وجل کے لیے
اور عاجزی کے ساتھ توفیق کا خواستگار و خوفناک رہے اسکو اسی پر فتوے دینا واجب
ہو اور اہل جدال و مرار و ہوا پرست لوگون کے افعال سے خوف و کچھ پروا نہ کرے پس اگر انھون
نے حق کو رد کر کے دنیا مین ناموری حاصل کی تو انکا یہی نتیجہ ہو انکو اور انکے نتیجہ کو چھوڑ دے اور کہدے
واتقوا اللہ یا اہل الکلام والسلام - اور فاضل لکھنوی نے نقل کیا کہ فتاوے قاسم بن
قطلوبغا مین فتاوے ولوالجیہ سے نقل ہو کہ جو شخص اسی بات پر اکتفا کرے کہ مسئلہ کے اقوال و وجوہ
مین سے اسکا فتوے و عمل کسی قول یا کسی وجہ کے موافق ہو جاوے اور جاہیے جس قول و جس وجہ پر
عمل یا فتوے ہو وے اور کچھ بھی غور و نظر اسمین نہ کرے کہ ان افعال مین سے باوجود اختلاف کس کو
ترجیح ہو تو وہ جاہل ہو اسنے مومنین متقدمین کے اجماع کو توڑ دیا - اور اسی فتاوے مین دوسرے

مقام پر ہو کہ آدمی اسوقت دو قسم کے موجود ہین ایک وہ جو محض مقلد ہو یعنے جسکو نظر و غور کی لیاقت بالکل نہین ہو اور دوسرے وہ کہ جسکو نظر کی لیاقت ہو پس قسم اول پر تو اسی کا اتباع واجب ہو جسکو مشائخ نے صحیح کہا ہو اور دوسرے فریق پر واجب ہو کہ جو اسکے نزدیک مرجح ہو اسپر عمل کرے مگر فتوے اسی پر دے جسکو مشائخ نے صحیح کہا ہو کیونکہ فتوے لینے والا اس سے وہی پوچھتا ہو جو اہل مذہب کے نزدیک مذہب ٹھہرا ہو **قال المترجم** عوام کے لیے حقیقت مین اجتہادی مذاہب مین سے کوئی مذہب نہین ہو بلکہ اصل وہ مومن باللہ عز وجل و بما جاء بہ النبی صلعم ہو جیسے غیر عوام بھی پھر جو حکم الٰہی تعالے وہ کسی عالم سے واقعہ نازلہ مین حکم حاصل کر لیتا ہو اور وہی اسکے لیے مذہب ہو حتے کہ اگر ایک نے اسکو فتوے دیا اور اسنے عمل کیا پھر دوسرے نے برخلاف فتوے دیا تو اگر اسنے دوسرے کو زیادہ پرہیزگار جانا تو آیندہ اسکے فتوے پر عمل کرے اور پہلا عمل صحیح رہا حتے کہ اگر محکمہ قضا مین پیش ہوگا تو قاضی اسپر پہلے عمل کی نسبت مواخذہ نہین کر سکتا چنانچہ اس فتاوے کی کتاب القضا مین معتبرات سے یہ بحث اچھی طرح منقول ہو پھر تصحیح مشائخ پر سائل کو فتوے دینا فقط اتنے خیال سے واجب کیا کہ مشائخ ترجیح کے متعرض ہوگئے ہین اور شاید یہ خوف کیا کہ اہل جہالت بدون علم کے فتوے دیوین اور گمراہ کرین جیسے خود گمراہ ہین تو واقعی یہ احتیاط بتوفیق ہو اور اہل تقوے بہت کم ہین ولیکن عوام کو یہ نہین پہونچتا کہ اپنے سے خلاف وضع پر عمل کرنے والے پر انکار و جدال و تکذیب کرین جیسے اس زمانہ مین مشاہدہ ہو بلکہ سیرت سلف صالحین پر قائم رہین اور آپس مین متفق ہوکر کوشش کرین کہ ہم سب اس زمانہ مین لامحالہ منقرض ہوکر آخرت مین مغفور و مسرور ہون کیونکہ جن افعال کا شریعت و سنت مین ہونا معلوم ہو وہ راہ کفر کے افعال مین ہرگز نہین ہین پھر کیونکر تکفیر کرنی جائز ہو اللہ اللہ خوف کرو کہ تم کسی کو کافر بناکر خارج کرو اور وہ مومن ہو - اگر تم سے ایک آدمی ایمان پاتا تو موافق حدیث صحیح کے نایاب و عزیز الوجود چیز سے بہتر ہو حالانکہ اسکے برعکس تم خارج کرتے ہو اور جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو خارج نہین فرمایا جنکو قطعًا جانتے تھے اور بعض کو حقیقتاً سے نہین بتلایا اور یہی کہا مردوا علے النفاق لا تعلمہم اللہ یعلمہم الآیہ پس دیکھو کہ کتنا بڑا فرق بلکہ برعکس معاملہ تم نے اختیار کیا - ہان حدیث مین بقولہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم - اجازت بقید وضوح فرمائی ہو - جیسے اس زمانہ مین کوئی رسالت انبیا و مرسلین و وجود ملائکہ و شیاطین و وحی و معجزات کا انکار کرے اور وحی الٰہی کو خیالات مرد آدمی بتلاوے اور شریعت کو قانونی مصلحت کہے اور مانند اسکے تو یہ کھلا کافر ہو اسکو جو شخص مسلمان و مومن کہے وہ خود کافر ہو اور اسکا فتنہ اہل اسلام پر شیطان سے زیادہ مضر ہو خصوص جبکہ نظر کو دنیا کی آرائش و زینت پر کمال رغبت ہو اور جنہنے عموماً آنکھین آخرت سے بند کرکے اسی طرف متوجہ کر دی ہین اسلیے کہ انہین غلبہ حواس بہیمیہ کی قوت ہر روز قوی ہو بالجملہ کسی مسلم کی تکفیر پر فتوے دینا نہین چاہیے مگر جبکہ کھلا ہوا کفر دیکھا جاوے اور معلوم کیا جاوے ورنہ کسی کے دل کے بھید پر عذاب کرنے کو تکفیر نہین جائز ہو اور یہ کلام درمیان مین آگیا تھا اب مین پھر رجوع کرتا ہون - واضح ہو کہ اقوال جنپر فتوے دینا چاہیے

کس ترتیب و تخصیص سے قرار دیے گئے ہین اور یہ اقوال اسوقت کن کتابون سے لینے چاہیے اور کن
کتابون سے لینا نہین جائز ہی ایک دراز بحث ہی مگر مختصر طور پر فوائد بعض الافاضل سے انتخاب کرتا ہون
اقوال پر فتوے دینے کا کلیہ قاعدہ فتاوے سراجیہ مین اسطرح مذکور ہی کہ جب کسی قول پر
ائمہ حنفیہ متفق ہون یعنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وصاحبین بالقصد وباقی بالتبع متفق ہون تو مفتی اسی پر فتوے
دیوے اور اگر مختلف ہون تو فتوے مین اختلاف ہی بعض نے کہا کہ علے الاطلاق امام ابوحنیفہ
رحمہ اللہ کے قول پر فتوے ہی یعنے چاہیے عبادات کے مسائل ہون یا اور کسی قسم کے ہون سب مین
علے الاطلاق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتوے ہی اگر انکا قول موجود ہو پھر امام ابویوسف
رحمہ اللہ کے قول پر پھر امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر پھر انکے بعد قول زفر رحمہ اللہ وحسن بن زیاد ہی اور
بعض نے کہا کہ اگر امام ابوحنیفہ ایک طرف ہون اور صاحبین ایک طرف ہون تو مفتی کو اختیار ہی کہ چاہے
جس قول پر فتوے دے مگر قول اول اصح ہی یعنے مطلقًا امام کے قول پر فتوے دیوے درصورتیکہ
مفتی خود مجتہد نہو یعنے صاحب اجتہاد فی المذہب یا صاحب ترجیح نہو فہذا محصل کلامہ اور حاوی قدسی
مین ایسی صورت مین قوت دلیل کا اعتبار کیا ہی یعنے جسکی دلیل قوی ہو اسی پر مفتی فتوے دے۔ قال
بعض الافاضل رح دونون قول مین اختلاف نہین ہی اسطرح کہ حاوی کا قول ایسے شخص کے حق
مین ہی جسکو ترجیح کی قدرت ہو اور سراجیہ مین مراد وہ مفتی ہی جو صاحب ترجیح نہو اقول یہ توفیق ظاہر ہی
ولیکن ممکن ہی کہ حاوی نے فقط صاحب تمیز پر اکتفا کیا ہو جسکا مرتبہ صاحب ترجیح سے کم ہی اور اسکا وجود ہر زمانہ
مین ہوتا ہی وہ منقطع نہین ہی کما قال ابن قطلوبغا رح وسیاتی۔ اور غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مین ہی کہ علمار
نے عبادات مین امام اعظم رح کے قول پر فتوے قرار دیا ہی اور استقرا سے بھی ایسا ہی وقوع ثابت ہوا
جبتک کہ امام سے کوئی روایت موافق قول مخالف کے نہین پائی گئی جیسے مستعمل پانی کی طہارت وغیرہ مین ہی اور
قضا۔ الاشباہ والنظائر مین ہی کہ باب القضار کے متعلق مسائل مین فتوے امام ابویوسف کے قول پر ہی
کما فی القنیہ والبزازیہ۔ اقول اس فتاوے کی کتاب القضار مین بھی ایسا ہی منصوص ہی اور بیری زادہ کی
شرح الاشباہ مین ہی کہ شہادات مین بھی امام ابویوسف کے قول پر فتوے ہی مگر سترہ مسائل مین امام زفر رح کے
قول پر فتوے ہی جنکو مین نے علحدہ رسالہ مین تحریر کیا ہی۔ اور فتاوی الخیریہ کتاب الشہادات مین ہی کہ ہمارے
نزدیک یہ بات مقرر ہوچکی کہ فتوے وعمل فقط امام اعظم ہی کے قول پر ہوگا اس سے امام ابویوسف وامام محمد رح
دونون یا ایک کے قول کی طرف تجاوز نہوگا مگر بضرورت انتہی اقول شاید علامہ خیرالدین نے کتاب القضار
والشہادات کے مسائل مین امام ابویوسف کے قول کو لینا بضرورت قرار دیا ولیکن اس فتاوے مین معتبرات
سے منقول ہی کہ جب امام ابویوسف قاضی ہوئے اور لوگون کے اختلاط اور وقائع ومعاملات کے برتاو کو معائنہ
کیا جس سے انکو زیادہ علم حاصل ہوا تو انھون نے خلاف کیا اور جو قول اجتہادی دوسرا ہوا اسی پر فتوے ہی
پس اس توجیہ سے ضرورت ظاہر نہین ہوتی ہی اور شاید لفظ ضرورت سے ایک عام معنی مجازی مراد لیے ہون جو
ایسے وجوہ کو بھی ضرورت مین رکھے وہذا تکلف بعید فافہم۔ یہان تک تو ان اقوال کا بیان ہوا جو ان ائمہ حنفیہ سے

مروی ہین اب رہے ایسے مسائل جنمین ان اصحاب ثلثہ سے کوئی قول صریح نہین ہی تو حاوی قدسی مین ہی کہ جب کسی واقعہ
مین ان ائمہ سے کوئی قول ظاہر نہ پایا جاوے اور مشائخ متاخرین نے اسکا حکم نکالا اور سب ایک قول پر متفق ہین تو وہی
لیا جاوے اور اگر انمین اختلاف ہو تو اکثر مشائخ کا جو قول ہی وہ لیا جاوے بشرطیکہ ایسے ہون جیسے مانند طحاوی و ابو حفص و
ابو جعفر و ابو اللیث وغیرہ کے اعتماد کیا جاتا ہی اور اگر انسے بھی کوئی جواب ظاہر نہین ملا تو مفتی کو چاہیے کہ اسمین تأمل و غور
و کوشش سے نظر کرے تاکہ ایسا حکم نکل آوے کہ عہدہ افتا کا ذمہ پورا ہو یا اس سے عہدہ برائی کے قریب ہوپنچے
اور یہ نچاہیے کہ لا اُبالی اسمین کوئی حکم لکھدے ۔ اقول ظاہر امتاخرین مشائخ سے اہل ترجیح تک شامل مراد ہین ۔
جنکو کسی رتبہ کے اجتہاد کا منصب ہی پھر مفتی کو غور و نظر و اجتہاد کا حکم یعنی کوشش بلیغ ہی یا مخصوص باصحاب ترجیح ہو
واللہ اعلم اور ولوالجیہ سے اوپر مذکور ہوا کہ بلا ترجیح کے مختلف اقوال مین سے جس قول پر چاہیے عمل کر لینا جہالت
و خلاف اجماع ہی اور در المختار مین علامہ قاسم ابن قطلوبغا رح کی تصحیح القدوری سے لایا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ کبھی چند اقوال
کو بلا ترجیح کے نقل کر دیتے ہین اور کبھی ترجیح و تصحیح کرتے ہین لیکن تصحیح مین اختلاف کرتے ہین یعنے بعض نے
ایک قول کو اور بعض نے دوسرے قول کو صحیح کہا تو ایسی صورت مین مرجح و صحیح کیونکر معلوم و متعین ہوا ور کیسے
عمل کیا جاوے تو جواب یہ ہی کہ جیسے طور پر انھون نے عمل کیا اسی پر عمل کرین باعتبار رواج متغیر ہونے اور لوگون کے
حالات بدلنے وغیرہ کے اور جو لوگون پر آسان و نرم ہوا ور جسپر عملدرآمد ظاہر چلا آتا ہوا ور جسکی دلیل قوی ہو یعنے ان امور
کے اعتبار سے مشائخ کے عمل کے موافق ہم بھی ان اقوال مین سے ایک قول اختیار کرینگے اور جو شخص ان امور کی راہ
قول کو ممیز کرے ایسا شخص ہر زمانہ مین ضرور ہوتا ہی پس وہ بطریق تحقیق اسکا ممیز معلوم ہوتا ہی گمان ہی گمان نہین ہوتا
ہان جو اسوقت ایسا ہو کہ ان وجوہ سے تمیز نہ کر سکے اسکو چاہیے کہ خود بری الذمہ ہونے کے لیے ایسے شخص سے
رجوع کرے جو تمیز کر سکتا ہی ہذا التحصیل کلامہ اقول اس کلام سے کئی باتین تحقیقی ظاہر ہین اول یہ کہ مشائخ اصحاب ترجیح کبھی
تصحیح مین اختلاف کرتے ہین ولیکن تحقیق یہ ہی کہ دونون قول اپنے اپنے محل پر صحیح ہوتے ہین اور درحقیقت یہ تصحیح مین
اختلاف نہین ہی اور نظیر اسکی یہ ہی کہ مثلاً کپڑے غصب کیے ہوئے پر سیاہ رنگ سے قیمت مین زیادتی نہین بلکہ نقصان
ہونا امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہی جو انکے زمانہ کے لحاظ سے صحیح تھا کیونکہ بنو امیہ کے عہد سلطنت مین سیاہ رنگ عیب تھا اور
صاحبین کے زمانہ مین عہد سلطنت عباسیہ مین یہ رنگ مرغوب ہوا تو اس سے قیمت کی زیادتی کا قول جو صاحبین سے
مروی ہی صحیح ہی حتی کہ اگر کسی عہد یا ملک مین سیاہ رنگ عیب شمار ہونے لگے تو فتوی کے لیے وہی امام رح کا قول صحیح ہوگا
پس یہ حکم باعتبار تغیر احوال ہی اور دونون صحیح ہین ایسے ہی ہر زمانہ مین صاحب ترجیح ان اسباب مذکورہ کی جہت سے تصحیح کرتے
ہین ہان موافق بحث اجتہاد کے کبھی بقوت دلیل بھی مختلف تصحیح واقع ہوتی ہی بایں طور کہ ایک کو قوت ایک قول کی اور دوسرے
کو دوسرے قول کی ظاہر ہوئی جیسے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالی مین ارکان اجتہاد سے ایسا اختلاف واقع ہوا اور سب
بعینہٖ راہ حق پر ہین کہ اتباع حکم الٰہی و سنت رسالت پناہی صلعم مین ہر ایک نے کوشش کی اور ہوا و ہوس سے نفس کو روکا
اور یہ ایک ہی طریق سے آسان ہی جو منصب صاحب ترجیح کے لائق ہی پس رنگ کی مثال جو مترجم نے اوپر ذکر کی تغیر العرف
سے متعلق تھی اور دوم یعنے ارفق مین کلام بعض مواضع فتح القدیر مین مبسوط ہی اور اصل اسمین قولہ علیہ السلام
لن یشاد والدین احد الا غلبہ الحدیث ہی اور مؤید اسکا قولہ فی قصۃ البقرۃ التی امر بذبحہا بنو اسرائیل ولکن شددوا

قدس اللہ تعالے علیہم الحدیث ہی یعنے جب دو قول بدلیل اجتہادی ظاہر ہوئے اور رجحان دونون طرف برابر ہی
اور ایک انمین سے ارفق و آسان ہی تو عوام کو فتوے دینے مین مفتی اسیطرف میل کرے اور اسکی مثالین بہت
ہین اور اسی قسم سے ہی اس زمانہ کا عام واقعہ تمباکو پینے کا چنانچہ بعض نے سخت تشدد کو راہ دے کر
اسکو حرام نکالا حالانکہ یہ استخراج نہین ہی بلکہ ہوس ہی کیونکہ حرمت کی دلیل کوئی نہین پائی جاتی اسلیے کہ حرام
تو منصوص قطعی ہی اور یہان ظنی نص بھی موجود نہین اور اگر مکروہ تحریمی مراد ہی تو بھی ظاہر نہین الا بدلیل ضعیف الاسناد
وضعیف الدلالۃ ہان کراہت تنزیہی وغیر تنزیہی اباحت مین تردد بدلائل ہی اور وجہ دوم کے لیے عموم بلوے
موید ہیں لائق فتوی قول دوم ہی کیونکہ مفتی فقیہ نہین کہ عوام کو حرام مین مبتلا کرے فلیتامل فیہ۔ وظہور تعامل
کے یہ معنی ہین کہ صالحین سے اسکا عملدرآمد چلا آتا ہو جو دلیل شرعی پر مبنی ہونے کی دلیل ہی اور بعضے
متاخرین کے کلام اس امر کے شاہد ہین کہ لوگون مین ایسا معاملہ جاری ہو ولیکن مترجم کہتا ہی کہ یہ سہو ہی اور ائمہ
مین سے جسنے ایسا کہا وہ اشارہ ہی کہ سلف صالحین سے پیچھے اسکا حادث ہونا ظاہر نہین ہوا بسبب قرب
زمانہ کے اور ہمارے وقت مین یہ بات نہین ہی اور اس دیار ہندوستان مین تو بالکل اسکا اعتبار نہین ہی
اس واسطے کہ کثرت سے خلاف شرع امور بلا انکار ظاہر شائع ہین اور امر تحقیق اسمین تفصیل ہی یعنے جو معاملہ
ایسا ہی کہ رکن شرعی مین سے کوئی امر فوت نہین لیکن وہی چیز جسکی شرط بہ تعامل ہی یعنے بلا نزاع رضامندی
تو اسمین اعتبار ہی مثلاً استصناع علے خلاف القیاس بسبب تعامل الناس جائز ہی حالانکہ بالاتفاق ابتدائی بیع
نہین ہی تو انتہا مین جب بنانے والے نے چیز بنائی اور بنوانے والے نے پسند کر لی یا نہین تو رد کر دی اور
باہم کچھ نزاع نہوا تو معلوم ہوا کہ تعامل بمعنی باہمی رضامندی ہی جو شرط بیع یا متمم رکن قبول و ایجاب ہی علی ما حققہ
بالتقریر المعقول علی انعقاد البیع بالایجاب والقبول۔ پس واضح ہو گیا کہ مفتی کسی حال مین راہ شرع سے جسکی پابندی
نفس ہوا پرست پر فرض ہی بلا دلیل شرعی تجاوز نہین کر سکتا اور یہ جو اس زمانہ مین بعض جہال ملحدین برادر
دجال نے اپنے متبعین کو سکھلایا کہ شرع ایک جمہوری مصلحت ہی اور اوقات و اوضاع کے تغیر سے اسمین
تغیر لازمی ہی محض شیطانی راہ ہی اور اسکا معتقد کافر ہی اسلیے کہ راہ آخرت مستقیم ایک ہی جسکے سلوک
کے لیے نفس کو جو شیطانی ہوسات کا بالطبع مطیع ہی ایک مسلک مستقیم سے تجاوز نہ کرنے پر پابند
کیا گیا ہی پس جب آخرت کا اعتقاد و نور ایمان حاصل ہی جسمین تبدیلی نہین تو شاہراہ واضح مین تبدیلی محال ہی وقد
قال تعالے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ پھر جس اوضاع و اطوار کی طرف زمانہ مین تبدیلی
ہوئی اگر لوگون نے ان اطوار کو خلاف عدل و خلاف صواب اختیار کیا تو خود انھین اطوار کی طرف میل کرنا صریح
ظلم قبیح ہی اور اگر عدل کے ساتھ ہی تو تبدیلی کیونکر ہوئی اسلیے کہ راہ اول محض عین عدل تھی تو لامحالہ تبدیلی
بجانب ظلم ہوئی ہی۔ اور اصل بات یہ ہی کہ تحقیق آخرت و ایمان توفیق مین ایسے ہوئے جنھون نے فناء
دنیا کو بعین الیقین مشاہدہ کیا اسلیے قصہ معاشرت کوتاہ کر کے خلوت اختیار کی اور یہ عمدہ نہین
بلکہ اقوی و اصوب یہ ہی کہ تمدنی طرز کے ساتھ عام جماعت کو دروازہ آخرت تک بہ تمام عدل آراستہ
کیا وہ اور پسندیدہ شیوہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین تھا پس اشاعت علم الٰہی

وحسن اخلاق وتعلیم عدل وتہذیب نفس مین کامل مرشد تھے اور جن ملکون کو تابع کرتے انکے حق مین نہایت خوبی وبالکل بھلائی چاہتے اور یہی اسلام کا حکم عام ہی - بالجملہ مفتی وعالم کو یہ اختیار نہین ہی کہ خود کوئی حکم دے ہان شرع کی نیابت مین کہ سکتا ہی کہ شرع سے یہ حکم جائز ظاہر ہوا اور جب کسی حکم پر موافق کتاب و سنت کے یقین کرے تو کہ سکتا ہی کہ خمر حرام و عدل واجب و تکبر حرام ہی اور یہ اُسکا حکم نہین ہی بلکہ شرع کی طرف سے نقل ہی اور کلمات کفر یہ ہین ہی کہ جو مجتہد کی طرف سے حکم اختیاری خیال کرے یعنے جو کچھ چاہے حکم دیسکتا ہی وہ کافر ہی پس مفتی درحقیقت اس مرتبہ کی وجہ سے جو اللہ تعالی نے اسکو اپنے فضل سے عنایت کیا ہی اس کام کے لیے محکوم ہی کہ مسائل کے احکام عوام کو باجتہاد و استخراج بتلا دے اور تمام کوشش صرف کرے لہذا حاوی مین کہا کہ عہدہ افتا کو کوشش سے گو حتے الوسع پورا کرے اور لا اُبالی بات نہ کہے اور صاحب تصحیح القدوری نے مقلد غیر ممیز کے حق مین کہا کہ وہ ممیز کی طرف رجوع کرے تاکہ خود بری الذمہ ہوجاوے پھر اگر کوئی کہے کہ یہ کلام تو صاحب ترجیح کے لیے ہی کیونکہ اُسی کو ایسی تمیز حاصل ہوتی ہی اور وہ بقول علامہ مقلدین ختم ہوا اور بعد صاحب الکنز کے کوئی نہین ہوا تو جواب یہ ہی کہ بر تقدیر تسلیم اس دعوے کے صاحب تصحیح القدوری کے کلام سے یہ مراد ہونا مسلم نہین ہی اس دلیل سے کہ اسنے فرمایا کہ ولا یخلو الوجود عن تمییز ہذا حقیقۃ لا ظنا - یعنے ایسا ممیز ہر زمانہ مین موجود ہوتا ہی جو محض گمان وخیال پر نہین بلکہ حقیقت مین ایسے اقوال کو تمیز کرسکتا ہی و فی البحر جب ایک کو صحیح کہا گیا اور فتوے دوسرے پر تو موافق متون پر عمل کرنا اولے ہی - قال المترجم متون جامع روایات اصول ہین وفیہ ما فیہ واللہ اعلم وایضا فی البحر فی مصرف الزکوۃ جب تصحیح مختلف ہو تو واجب ہی کہ ظاہر الروایۃ کی تلاش بلیغ کرین اور اسی کو مرجع قرار دین وفیہ فی کتاب الرضاع جب فتوی مختلف ہو یعنی ایک قول کے نسبت لکھا گیا کہ اسپر فتوے ہی اور دوسرے قول پر بھی یہی لکھا گیا تو جو قول انہین سے ظاہر الروایۃ ہو اسی کو ترجیح ہی قال المترجم ان عبارات مین غور سے اس امر کی تائید ملتی ہی جو مترجم نے اوپر ذکر کیا ہی اور یہ بحث فقط روایات کی جہت سے ہی بنا بر ینکہ خالی مقلدین کو دلائل سے بحث کی اجازت نہین ہی ولیکن غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مین بحث تعدیل الارکان مین لکھا کہ تجھے یہ بات معلوم ہوگئی کہ قومہ وجلسہ مین سے ہر ایک مین طمانیت بمقتضاے دلیل واجب ثابت ہوتی ہی یعنے جیسا کہ امام ابو یوسف وغیرہ سے مروی بھی ہی دلیل سے بھی وہی ثابت ہوتا ہی پھر لکھا کہ شیخ ابن الہمام نے فرمایا کہ درایت سے عدول نہین چاہیے جبکہ کوئی روایت اسکے ساتھ موافق ہو قال المترجم یعنے جب مذہب مین اقوال مروی ہون اور ایک قول ان مین سے اصول شرع سے متوافق ہو تو اس قول سے مخالفت نہین کرنی چاہیے گویا اسقدر علم کو مظنونات مین واجب العمل ہونے کے لیے مسلم رکھا ہی اور ظاہر اشارح نے جو لکھا کہ یہ بات تجھے معلوم ہوگئی اسمین علم سے یہی معنی مراد لیے ورنہ فرعیات مظنونہ ہونا اتفاقی ہی اسوجہ سے کہ حق عمل مین یہ ظن بمنزلہ علم ویقین ہی فافہم وسیاتی المزید فیہ - وفی وقف البحر جب مسئلہ مین دو قول ایسے ہین کہ ہر ایک کو صحیح کہا گیا ہی تو ایک قول پر فتوی دینا و اسکے موافق حکم قضا رجاری کرنا جائز ہی وفی قضاء الفوائت متی جب ظاہر الروایۃ مین کوئی مسئلہ نہو اور غیر ظاہر الروایۃ مین پایا جاوے تو اسی کو لینا متعین ہوجاتا ہی قال المترجم یہ بحث بھی روایت ہی

مقصود ہی اور دونون قول مصححہ مین سے کسی کی ترجیح کا حکم نہین دیا اور یہ حکم بظاہر تصحیح القدوری کے قول سے مخالف
ہی کیونکہ اسمین تمیز کرنے کا حکم مذکور ہی اور پوشیدہ نہین کہ حکم قضار ایسی صورت مین مختلف ہوسکتا ہی اور مفتی بھی مستفتی کے
موافق مدعا قول پر فتوی دیسکتا ہی اور زیادہ اشکال اسوقت ہی کہ مدعی و مدعا علیہ مین سے ایک کے موافق ایک قول
اور دوسرے کے موافق دوسرا قول ہو مگر یہی کہا جاسکتا ہی کہ حکم قاضی ملزم واقع ہوا اور مجھے معلوم ہی کہ حکم قضار فی نفسہ ملزم نہین
ہوتا مگر جبکہ شرع کی اجازت سے بدلیل الزامی واقع ہو اور یہان حق دلیل ہین دونون مساوی ہین پس اگر قاضی دوسرا
قول اختیار کرتا تو روا تھا اور اگر اسکا ایک قول بجواز اختیار کرنا ملزم ہو تو مدعی اپنے حق مین یقین پر کیونکر ہوگا مگر یہی کہا
جاسکتا ہی کہ حکم قضا ظاہراً و باطناً نافذ ہوتا ہی اور اسمین مشائخ و متاخرین علمار ترجیح کے اقوال کیسے مضطرب ہین کما لایخفی
علی من مارس ہذا الفن - علاوہ ازین عدم نفاذ قضار ظاہراً و باطناً کی بھی روایت موجود ہی اور خود امام رح سے بہتیری
صورتون مین بطلان حکم قضار کا حکم روایت کیا گیا ہی مثلاً جبکہ گواہون کا کاذب ہونا یا غلام ہونا یا محدود القذف ہونا ظاہر
ہوجاوے پس معنی یہ کہ حجت شرعیہ کا پورا نہونا ظاہر ہو تو حکم ملزم نہوگا لہذا حکم ملزم کامل الحجۃ ہوا اور قولہ علیہ السلام لعل بعضکم الحن
بحجتہ الحدیث سے متوافق عدم نفاذ قضار ہی اور بقول ابن الہمام رح درایت سے جو روایت توافق ہو اس سے عدول
روا نہین ہی پس ظاہر اصحیح راجح وہی قول ہی جو تصحیح القدوری مین مذکور ہی وفی شرح الاشباہ لبیری زادہ رح نقلاً عن
شرح الہدایۃ لابن الشحنۃ رح جب کوئی حدیث صحیح ہوجاوے اور مذہب کے خلاف ہو تو اس حدیث پر عمل کیا جائیگا
اور یہی مذہب قرار دیا جائیگا اور اسپر عمل کرنے سے حنفی مذہب ہونے سے مقلد مذکور باہر نہین ہوجائیگا کیونکہ امام اعظم
رحمہ اللہ سے صحیح روایت آئی ہی کہ جب کوئی حدیث صحیح ہوجاوے تو وہی میرا مذہب ہی قال المترجم ایسا ہی بعض ائمہ
شافعیہ نے کہا کہ صلوۃ الوسطی بقول شافعی نماز فجر ہی اور حدیث مسلم مین نماز عصر ثابت ہوئی تو لکھا کہ شافعی رح کا یہی
مذہب ہوا اور غالباً اہل دیانت بلا تعصب کے اپنے اپنے اماموں سے ایسا ہی روایت کرتے ہین کہ یہ چارون مذاہب
تو درحقیقت ایک ہی ہین کیونکہ سب ہی سنت و حدیث کی طرف مستند ہین اور جن لوگون نے باہم جدائی و تفریق کرکے
تعصب کو راہ دی اور اتفاق باہمی جو صحابہ رضی اللہ عنہم مین تھا جسپر اللہ تعالی جل شانہ نے اپنے حبیب رسول
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان رکھا تھا اسکو برباد کیا تو مین نہین جانتا سوا اسکے کہ وے سخت گنہگار
ہین جنھون نے اہل السنۃ والجماعت مین تفرقہ ڈالا اور ایسی باتین پیدا کین جن سے آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ناراضی ظاہر ہی اور بکثرت سے احادیث دلالت کرتی ہین کہ آپس مین اتحاد و اتفاق ضروری ہی اور عمل
کی صورت مین اختلاف ہونا کچھ بھی مضر نتھا دیکھو صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین باہم اعمال کو بصورتہاے
مختلفہ بہ نیت خالصہ ثواب الہی ادا کرتے اور کسی کو دوسرے کی طرف خیال بھی نہ ہوتا پھر ملال کا کیا ذکر ہی -
پھر مترجم کہتا ہی کہ اس مقام پر ایک بات ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ بعض مسائل ایسے ہین جنمین احادیث صحیحہ کئی وارد
ہین اور بغیر علم والے آدمی کو یہ نظر آتا ہی کہ انسے مختلف احکام نکلتے ہین حالانکہ جب علم والا انمین فکر صحیح کو دخل دیکر اجتہاد و
کوشش کرتا ہی تو سب مین اختلاف نہین رہتا ایک حکم نکلتا ہی لیکن دوسرا علم والا اسمین دوسرے طریقہ سے فکر کرتا ہی تو سب مین اتفاق
ہوکر دوسرا حکم نکلتا ہی مگر دونون طریقے فکر کے علیحدہ علیحدہ ہین اس بنا پر کہ مثلاً آیت جو قطعی ہوتی ہی اسکو حدیث احاد سے تخصیص
کرسکتے ہین یا نہین پس ایک مجتہد کے نزدیک کرسکتے ہین اور دوسرے کے نزدیک نہین اور دونونکے دلائل اپنے مقام پر مذکور ہین ایسی صورت

توفیق احادیث کے راہ مین تفاوت ہوگا اور ایسے ہی عمل کی صورت مین تفاوت نکلیگا مگر جب معنی کو دیکھو کہ
حق تعالے عزوجل نے ہر مجتہد کے فعل پر اپنے فضل سے ثواب عطا فرمایا ہی تو دونون ایک ہین یان اعمال
جو ہر طرح خلوص نیت سے ثمرہ ثواب دیتے ہین جبھی مستقیم ہین کہ ایمانی نیت صحیح ہوا ور وہ یہی ہی کہ حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے متوافق ہوا ور یہی
لوگ اہل السنۃ والجماعۃ ہین فافہم واستقم اور فاضل لکھنوی نے تزئین العبارہ ملا علی قاری رح سے نقل کیا
کہ قاری رح نے لکھا کہ کیدانی نے اپنے رسالہ خلاصہ مین عجیب بات لکھی کہ نماز کے اندر جو افعال حرام ہین انمین سے
دسوان فعل التحیات کے آخر مین انگشت شہادت سے اشارہ کرنا جیسے اہل حدیث کا عمل ہی یعنی ان لوگون کا جو حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ہین اور یہ قول کیدانی کا خطاء عظیم وجرم جسیم ہی اور اسکا سبب یہ واقع ہوا
کہ یہ شخص قواعد اصول سے جاہل اور روایات فروع کے مراتب سے نادان ہی اور اگر ہم کو اسکی طرف نیک گمان
کرنا ہو تا جس سے ہم اسکے قول کی تاویل کرتے ہین تو ضرور اسکا کفر صریح اور ارتداد صحیح ہوتا یعنی ہم اسکو مومن گمان
کرکے یہ تاویل کیے دیتے ہین کہ اسکی مراد یہ ہی کہ اس وضع سے اشارہ نہ کرے جیسے اہل حدیث مٹھی بند کرکے یا حلقہ
کرکے اشارہ کرتے ہین اور یہ مراد نہین کہ حدیث مین جسطرح آیا ہی وہ حرام ہی ورنہ بھلا کسی مومن کو حلال ہو سکتا
ہی کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے اسطرح ثابت ہوا کہ متواتر کے قریب پہونچ گیا ہی اسکو
حرام بتلاوے اور جمہور صحابہ رض سے لیکر آخر تک علما متفق ہین اسکے جواز سے انکار کرے اور حال یہ کہ
کہ ہمارے امام اعظم رح نے فرمایا کہ کسی کو یہ حلال نہین کہ ہمارا قول اختیار کرے جب تک اسکا ماخذ کتاب مجید
یا سنت شریف یا اجماع امت یا قیاس جلی سے معلوم نہ کرلے اور شافعی رح نے فرمایا کہ جب حدیث صحیح ہوجاوے
جس سے میرا قول خلاف پڑے تو میرے قول کو دیوار سے مارو اور حدیث مناسبہ پر عمل کرو اور جب یہ بات
معلوم ہو چکی تو ہم کہتے ہین کہ اگر امام رحمہ اللہ سے کوئی صریح روایت اس مسئلہ مین نہوتی تو انکی تبعین پر لازم تھا
کہ جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا اسپر عمل کرین اور یہ علما کرام متبعین پر لازم ہی
عوام کس شمار مین ہین اور ایسے ہی اگر امام رح سے یہ ثابت ہوتا کہ انھون نے اشارہ کرنے کو منع
کیا اور خیر الانام علیہ السلام سے اسکا اثبات ہوا تو کوئی شک نہ تھا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہوا وہی لازم ہی پھر بھلا یہان تو اس مسئلہ مین امام سے جو روایت ہی وہ سند صحیح سے
مطابق وموافق ہی بس جو عدل پر قائم اور ظلم سے باز رہا وہ ضرور جانیگا کہ سلف وخلف کے اہل تقوے کی
یہی راہ ہی اور جو اس سے پھرا وہ جہنمی گمراہ ہی اگرچہ لوگون مین بڑا بزرگ مشہور ہو انتہے کلامہ مترجما اور
دوسرا رسالہ مسمے بتدہین التزئین مین لکھا کہ جو شخص اس امر کا قائل ہو کہ فتوے اسی قول پر ہی کہ اشارہ نہ کیا جاوے
تو وہ شخص اس امر کا مدعی ہوا کہ مین مجتہد فے المسئلہ ہون اور یہ ایسے مسئلہ مین ہو سکتا ہی جسمین
امام رح سے دو روایتین یا امام سے ایک اور صاحبین سے دوسری روایت ہو پھر بھی باوجود اسکے
یہان دلیل ترجیح کی ضرورت ہوگی کیونکہ بلا مرجح کے ترجیح مقبول نہین ہی پس اگر امام رح سے
دو روایتین پائی جاوین تو وہی روایت راجح ہوگی جو احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

مطابق ہوا اور جمہور علمار است کے موافق پڑے اور یہان تو عدم اشارہ پر فتوی صریح مخالف ہو دیگر مشائخ معتبرین
کے قول سے جنھون نے فرمایا کہ فتوی اسی قول پر ہو کہ اشارہ عمل مین لایا جاوے اور وہ بلا خلاف سنت
ہو انتہے کلامہ مترجمًا۔ مترجم کہتا ہو کہ ایسا ہی فاضل لکھنوی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہو اور اسمین شک نہین کہ احادیث
اگرچہ صریح موجود ہون انمین بحث لمجتہادی ضروری ہو اور عموماً مدعیان علم کو درجۂ اجتہاد حاصل نہین ہو لیکن مجھے
یہ یقین نہین ہو کہ اجتہاد و ترجیح بھی ختم ہو کر لوگ عوام کالانعام رہگئے ہین جنکو دلائل مفصلہ مدونہ ائمہ علمار مین
نظر کرنے اور سمجھنے اور احادیث و آیات کے ظاہر معانی سمجھنے کی بھی لیاقت نہین ہو اور یہ کیونکر الٹی بات بلکہ
مہمل و متناقض کلام کہا جاتا ہو جبکہ خود مسائل مدللہ و عبارات فقہیہ و تفاسیر و احادیث بلکہ لغویات منطق و
فلسفہ کا عالم جانتے ہین اور علامہ و مدقق وغیرہ القاب سے سرفراز سمجھے جاتے ہین گویا ایسے الفاظ عمدًا کذب
و افترا ربلباس لاباس بہا مزین کر لیے گئے ہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ اور حق ظاہر
یہی ہو جو عبارات علامہ قاسم صاحب تصحیح القدوری و شیخ محقق ابن الہمام و علامہ قاری رحمہ سے واضح ہوا۔ پھر اگر
کہا جاوے کہ صاحب ترجیح یا کم از کم صاحب تمیز ہونے سے وہ مرتبہ مقلد سے خارج نہوا اور اسکو روا ہو کہ اہل
اجتہاد مین سے کسی کے قول پر عمل کرے تو روایات فقہیہ اسکو کافی ہین اور جب مجتہد نہین تو اسکو تفسیر و حدیث
مین بحث سے فائدہ نہین بلکہ تضییع اوقات ہو تو مین کہونگا کہ استغفر اللہ تعالے ہرگز یہ بات صحیح نہین ہو
چنانچہ اوپر و لوالجیہ سے منقول ہوا کہ فتوے یا عمل کسی وجہ مسئلہ سے بغیر نظر کیے ہوئے کافی سمجھنا جہالت و
خرق اجماع ہو اور لا ابالی ایسی حرکت سے بری الذمہ نہوگا علاوہ اسکے جو مفاسد عظیمہ اسمین موجود ہین وہ
تعجب ہو کہ ایسے لوگون پر کیونکر مخفی رہے جنکو عالم و علامہ و محقق و مدقق وغیرہ طولانی القاب سے یاد کیا
جاتا ہو ظاہرا انکو سوا ے الفاظ مین طول کلام کے اصلی نتیجہ علم پر نظر کی توفیق نہوئی و اعوذ باللہ من علم لا ینفع
دیکھو اصلی نفع علم کا مثل اخلاق و اصلاح نفس و انسداد مکائد شیطان ہو جسکہ قوت ایمان سے لائق قبولیت
بارگاہ کبریائی عز شانہ و جل سلطانہ ہو جاوے اور کتب فقہیہ مین اس سے بہت ہی کم بحث ہو اور وہ بھی بالتبع چنانچہ
اسطرف اشارہ ہو و تصریح نکر رگذرچکی اور یہان برعکس اسکے علم سے حضرت عالم علامہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ علم حدیث
و تفسیر پر نظر بیجا ہے حالانکہ احادیث شریفہ و آیات منیفہ و قصص عبرت و اشارات لطیفہ نہایت پاکیزہ الطاف
آلہیہ اسکو درجۂ قبول تک رسائی کے لیے متکفل ہین اور جب اپنے اُنسے مُنہ موڑا تو نشانہ شیاطین بنا اور
انجام ہلاکت ہو اور فقہیہ کتب مین خالی چند اعمال جوارح سے بحث ظاہری ہوتی ہو اسی واسطے علمای قلوب
یعنی اکابر اولیا ر اللہ تعالے لئے جنکو ظاہری صور تہا ے افعال کے علاوہ اصلی معانی و ثواب سے بالقصد
بحث رہتی ہو اور حقیقت مین وہی فقیہ ہین ان علمار کو علمار ظواہر کہتے ہین۔ بالجملہ راہ حق عز و جل تمام
جدال و شیطانی خیال سے پاک محض منور و مستقیم راہ ہو جو چاہیے بقول مولوی روم علیہ الرحمہ علم دین
فقہ است و تفسیر و حدیث + ان علوم سے حاصل کرے اور راہ ہدی اختیار کرے سو اللہ تعالے ہو الہادی
و نعوذ باللہ من الضلال۔ واضح ہو کہ جب کوئی مسئلہ ظاہر الروایت مین نہین ملا اور نوادر وغیرہ غیر
ظاہر الروایت مین ملا تو اسکا لینا مقلد کو لازم ہو کما ہو فی البحر اور معنی یہ ہین کہ نوادر وغیرہ سے اسکو

کسی معتمد کتاب متداول مین نقل کیا گیا ہو فافہم - جامع المضمرات مین ہی کہ مفتی کو حلال نہین ہی کہ کسی متروک
وجہ قول پر بغرض کسی نفع کے فتوے دیوے و کتاب القضاء من الاشباہ مین ہی کہ بزازیہ کے باب المہر سے
واضح ہی کہ مفتی ایسے قول پر فتوے دیگا جو اسکے نزدیک اصلاح کے لیے لازمی معلوم ہو اور حموی رح نے حواشی
مین کہا کہ شاید اس قول مین مفتی سے مراد وہ ہی جو اہل اجتہاد سے ہو ورنہ جو مفتی مقلد ہو وہ تو اسی قول پر فتوی
دیگا جو صحیح ہو خواہ اسمین مستفتی کے لیے مصلحت ہو یا نہو اور شاید مراد مقلد ہو مگر ایسے مسئلہ مین جسمین دو قول
ایسے ہین کہ ہر ایک صحیح کہا گیا ہی تو اسکو روا ہی کہ دونون مین سے وہ قول اختیار کرے جسمین مستفتی کے حق مین
اصلاح ہو - قال المترجم قول دوم اشبہ ہی کیونکہ اصلاح کرنا عموماً ہر اسکے لائق آدمی پر فرض ہی جیسے
افساد عموماً حرام ہی اور اسی قول پر دلالت کرتا ہی وہ قول جو اشباہ مین شرح مجمع و حاوی قدسی سے لایا کہ وقف
کے مسائل مین اسی قول پر فتوے لازم ہی جو وقف کے واسطے زیادہ نافع ہو قال المترجم وجہ دلالت یہ کہ
یہان بطور قاعدہ کلیہ کے ہر مفتی پر خواہ مجتہد ہو یا مقلد ہو ایسا کرنا لازم ہی فافہم واللہ اعلم - اس تمام بیان سے
واضح ہوا کہ ہر شخص افتاء کی لیاقت نہین رکھتا ہی اور جو لیاقت رکھتا ہو اسپر احتیاط واجبی ضرور ہی ہان عوام مقلدین
کو اپنے حق مین عمل کرنے کے لیے جبکہ وہ کسی قول کو ظاہر الروایت یا کتاب اصولی یا مانند اصول مین
پاوین عمل کرین مگر فتوے نہ دین اور جہان مختلف اقوال پاوین تو تصحیح پر عمل کرین اور مساوی تصحیح مین
ایک ہی واقعہ مین دونون پر عمل نہین کر سکتے اور اختیار اپنے لازم ہوگا جیسے راجح لازم ہوتا ہی اور کتاب القضاء
مین بھی اسکی بحث مذکور ہی وہان بھی رجوع کرنا چاہیے و بالجملہ تدین کے لیے اپنے لازم ہی کہ اقوی و اثبت
پر عمل کرین اور اشکال ہو تو حل کرلین اور یہ روا نہین ہی کہ مختلف متضاد اقوال پر جس طرح جب چاہین عمل
کرنے لگین کیونکہ اسطرح شرع سے لعب و لہو حرام ہی یعنی مثلاً ایک مسئلہ مین آیا کہ بعض کے نزدیک
جائز اور بعض کے نزدیک نہین جائز ہی تو مقلد کو یہ روا نہین ہی کہ جس قول پر جب چاہے عمل کرے
بلکہ باستفتاء قلبی اسپر ایک کا اختیار لازم ہی مگر آنکہ دوسرا راجح ظاہر ہو جاوے پس وہی لازم ہوگا
اور پہلا عمل باطل نہوگا اور آیندہ اسی اختیار پر عامل رہے اگرچہ اسپر کوئی امر لازم آیا جاتا ہو مثلاً ناجائز
اختیار کرنے سے کبھی اسکو جائز کی ضرورت پڑے تو اسپر ناجواز لازم رہیگا فافہم واللہ تعالے اعلم -
الفائدہ جن مسائل پر فتوی ہی یا جو مرجح ہین انکے الفاظ و علامات ہماری کتابون مین بہت ہین اور بعضے
بہ نسبت دوسرے کے زیادہ موکد ہین چنانچہ صحیح کے بہ نسبت فتوے زیادہ قوی ہی یعنی یہ صحیح ہی اس سے
بڑھکر اسی پر فتوی ہی - فے الفتاوی الخیریہ صحیح و اشبہ جو علامات ترجیح ہین اسنے فتوے زیادہ موکد ہی
اور اس سے بڑھکر بہ یفتی یعنی اسی پر فتوے دیا جاوے اور صحیح سے بڑھکر اصح ہی اور احتیاط سے بڑھکر
احوط ہی - فی البزازیہ اشبہ کے معنی اشبہ بمنصوص یعنے حکم منصوص سے زیادہ مشابہ ہی براہ روایت و
راجح براہ روایت تو اسی پر فتوی ہوگا - فی خزانۃ الروایات نقلاً عن جامع المضمرات شرح القدوری افتاء
کے علامات یہ ہین - اسی پر فتوی ہی - اسی پر فتوے دیا جاوے اسی پر اعتماد کیا جاوے - اسی کو ہم
لیتے ہین - ہم اسی کو اختیار کرتے ہین - اسی پر اعتماد ہی - اسی پر آج کے روز عمل ہی - اس زمانہ مین

اسی پر عمل ہوتا ہی - یہی صحیح ہی - یہی اصح ہی - یہی ظاہر ہی - یہی اظہر ہی - یہی مختار ہی - اسی پر ہمارے مشائخ نے
فتوی دیا ہی - ہمارے مشائخ کا اسی پر فتوی ہی - یہی اشبہ ہی - یہی اوجہ ہی اور اسی کے مانند دیگر علامات ہین
فی حواشی الطحطاوی اور اسی پر عرف جاری ہی اور اسی کو ہمارے علمار نے لیا ہی اور یہی متعارف ہی - فی القنیہ جب
دو امام معتبرین باہم تعارض ہو ایک نے کہا کہ یہ صحیح ہی اور دوسرے نے اپنے حکم کو اصح کہا تو لفظ صحیح سے اتفاق
کیا لہذا صحیح کا لینا اولی ہوگا فی الدر المختار اگر کسی روایت کی نسبت کتاب معتمدین لکھا کہ اصح یا اولے یا اوفق ہی یا مانند
اسکے لکھا تو مفتی کو اسپر فتوے دینے کا اختیار ہی اور اسکے مخالف پر جسکی نسبت کرکے اصح لکھا ہی اسپر بھی فتوے
دیسکتا ہی یعنی دونون مین سے جسپر چاہے فتوے دیوے اور جہان صحیح یا ماخوذ یا مفتی بہ یا بہ یفتی لکھا ہو اسکے خلاف
فتوی نہین دیسکتا ہی لیکن اگر مثلاً ہدایہ مین لکھا ہو کہ یہی صحیح ہی اور کافی مین لکھا کہ وہی صحیح ہی تو یہ اور وہ دونون
مین سے جو اقوی والیق واصلح ہو اسکو اختیار کرے - فی رد المحتار اصح مقابل صحیح ہو اور صحیح مقابل ضعیف
حواشی اشباہ بیری زادہ ایسا اکثری ہی ورنہ شرح المجمع مین مقابل شاذ بھی آیا ہی - بیان اُن کتابون کا
جنسے فتوی دینا جائز اور جنسے نہین جائز ہی جن کتابون سے فتوی دینا جائز ہی وہی کتابین ہین جنپر ہر طرح
اعتماد ہو اور انکا ذکر طبقات مسائل کے ذکر مین اجمالاً آگیا ہی اور انکی تفصیل مین خارج از وسعت تطویل ہی اور اختصار
اسطرح لائق ہی کہ جن کتابون سے فتوے نہین جائز ہی انکو یہان بیان کردیا جاوے تو ایسی صفت وحالت
کے علاوہ جن کتابون کا حوالہ اس فتاوی مین مذکور ہی انپر اعتماد روا ہی - واضح ہو کہ کلیہ قاعدہ افتا رین قضار
فتح القدیر شیخ ابن الہمام کا قول مذکور ہوچکا کہ اگر نوادر کتابون مین سے کوئی اسوقت دستیاب ہو تو اسپر
اعتماد نہین ہوسکتا ہی کیونکہ وہ امام محمد رح کے زمانہ مین مشتہر نہ تھین تو اس زمانہ مین کیا اعتبار رہوگا ہان نوادر
سے اگر کسی معتمد کتاب مثل ہدایہ ومبسوط وغیرہ مین منقول ہو تو اس کتاب معتمد سے اسپر اعتماد ہوگا علے ماہو
مفصلاً - رد المحتار مین شیخ ہبۃ اللہ بعلبکی کی شرح اشباہ سے نقل ہی کہ ہمارے شیخ صالح رحمہ نے کہا کہ ایسی کتابون
سے فتوے دینا روا نہین ہی جو مختصر ہین جیسے نہر الفائق اور عینی کی شرح کنز الدقائق اور در المختار شرح
تنویر الابصار وغیرہ اقول یعنے ایسی کتابون مین تنگی عبارت واختصار اسقدر ہی کہ کمتر مطالب کا وضوح ہوتا ہی پس
اسلیے افتا روا نہین ہی پھر کہا کہ اور ایسی کتابون سے بھی فتوی نہین جائز ہی جنکے مصنفون کا حال نہین کھلا
کہ وہ لوگ کس درجہ کے تھے یا کون تھے جیسے ملا مسکین کی شرح کنز الدقائق اور جیسے جامع الرموز قہستانی
شرح نقایہ اور ایسی کتابون سے بھی افتا نہین جائز ہی جنمین اقوال ضعیفہ نقل کیے گئے ہین جیسے
زاہدی کی تصنیف سے قنیہ ہی پس ایسی کتابون سے افتا نہین روا ہی مگر جبکہ یہ معلوم ہوجاوے کہ کہان سے
نقل کرتا ہی اور اس سے نقل صحیح ہی اقول اس فتاوے مین قنیہ سے اکثر مسائل لایا ہی اور بیشتر ان مین
سے تحقیق ہین مگر بعض مین تامل ہی اور بعض کے لیے معتبرات سے تائید موجود ہی اور واضح ہو کہ جامعین
رحمہ اللہ تعالے نے ایک ہی مسئلہ مین جسکے چند وجوہ ہین اکثر ایسا التزام کیا ہی کہ ہر وجہ کو علیحدہ
کتاب کے حوالے سے نقل کیا اگرچہ جملہ وجوہ ایک ہی کتاب مین موجود ہون اور اس سے اشارت ہی کہ اصل
مسئلہ ان سب کتابون مین موجود ہی ولیکن مترجم کو تمنا رہی کہ کاش جملہ وجوہ ایک معتبر اصول سے

نقل کرکے بالمعنی دوسرون مین موجود ہونے کا حوالہ دیا جاتا و لیکن جہان بعض وجوہ دوسری کتابون مین نہین
ہین صرف اسی مین ہین جس سے نقل کیا گیا تو ایسی صورت مین سواے اس طریقہ کے جو اس کتاب مین ہو کوئی
چارہ نہین ہی پھر واضح ہو کہ مسئلہ مین جو وجوہ کہ معتبرات سے منقول ہین انپر اعتماد کرنے مین کوئی اشکال نہین ہی
ہان جو وجہ کہ مثلاً قنیہ یا اسکے مانند کتاب سے نقل ہی انمین بغیر تامل کے فتوے مین اشکال ہی اور در المختار
وغیرہ سے اس فتاوی مین نقل ہی نہین ہی اور عینی شرح الکنز جسکو در المختار کے مانند قرار دیا گیا اگرچہ اس سے
نقل ہی لیکن انکا غیر معتبر ہونا بسبب مختصر ہونے کے ہی اور جب مطول و واضح و معتبر روایت اصل موجود ہی تو درحقیقت
اعتماد اسی پر رہا اور در المختار و نہر و شرح الکنز عینی گویا مسودات ہین پھر شیخ موصوف رحہ نے فرمایا کہ کتاب اشباہ
والنظائر کو بھی ایسی ہی مختصر کتابون مین لاحق کرنا چاہیے جنسے فتوی دینا نہین جائز ہی کیونکہ اسمین بھی ایسی شدت تقصیر
عبارت سے مضمون ادا کیا گیا کہ اسکے معنی یون سمجھ مین نہین آتے جبتک کہ اصل کی طرف جہان سے حکم لیا گیا ہی رجوع
نہ کیا جاوے بلکہ بعض مواضع مین ایسا اختصار ہی جس سے اداے معنی مین خلل واقع ہوگیا ہی چنانچہ جسنے اصل
سے ملا کر اسکو خوب ملاحظہ کیا اسپر یہ بات روشن ہوجاتی ہی اور جب یہ حال ہی تو مفتی کو ضرور یہ خوف رکھنا چاہیے
کہ اگر اسی کتاب پر اختصار کرے تو غلطی مین نہ پڑجاوے لہذا ضرور ہوا کہ اس کتاب کے حواشی یا اصل ماخذ کی
طرف رجوع کرکے تب جواب لکھے پس معلوم ہوگا کہ در المختار کی طرح یہ کتاب بھی اس قابل نہین ہی کہ اس سے فتوے
دیا جاوے قال المترجم بیان سے معلوم ہوا کہ افتا کے لیے عدم اعتبار جو مذکور ہوا تو ان سب کتب مذکورہ مین
یکسان جہت سے نہین ہی بلکہ قنیہ مین بوجہ نقل روایات ضعیفہ و باعتزال مصنف ہی اور باقی کتب مین بوجہ ایجاز و اختصار یا عدم
اشتہار کے ہی اگرچہ اس امر مین کہ انمین سے کسی سے فتوے دینا نہین جائز ہی یکسان ہین یا پھر کبھی عدم جواز اسوجہ
سے ہوتا ہی کہ کتاب مذکور متداول و مشہور نہین جیسے نوادر وغیرہ کہ خود نوادر کے نسخہ سے اگر دستیاب ہوجاوے تو فتوی
دینا روا نہوگا اور نہ اسپر اعتماد ہوگا ہان کسی معتبر و مشہور مین اگر اس سے نقل ہو تو وہ اس مشہور پر اعتماد ہی چنانچہ فتح القدیر
کتاب القضا سے مذکور ہوچکا ہی اور وجہ اسکی یہ ہی جو ملا علی قاری رح نے تذکرۃ الموضوعات مین لکھا کہ کلیہ قواعد مین
سے یہ بات قرار پائی ہی کہ قرآن مجید کی تفاسیر کو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یا مسائل فقہیہ کو نقل کرنا ہر
کتاب سے روا نہین ہی بلکہ فقط انھین کتابون سے جائز ہی جو ہاتھون ہاتھ متداول مشہور چلی آتی ہون کیونکہ جو
کتابین مشہور نہ ہوئین یا وہ متداول نہین رہین تو انپر اعتماد نہین رہا اس لیے کہ یہ احتمال و خوف پیدا ہوگا کہ انمین
زندیق و ملحد لوگون نے جا بجا اپنی طرف سے لاحق نہ کر دیا ہو اور ظاہر ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بد
لوگون نے جھوٹی احادیث بنائین باوجودیکہ پرکھنے والے موجود تھے جنھون نے آخر پرکھ لیا تو بھلا ان کتابون
پر کیونکر اطمینان ہوسکتا ہی جو کسی کو زبانی یاد بھی نہین ہین بخلاف ان کتابون کے جو ہاتھون ہاتھ متداول مشہور چلی آتی ہین
انمین یہ احتمال نہین ہی کیونکہ انکے صحیح نسخے متعدد موجود ہین انتہی کلامہ مترجماً و قال المترجم یہ اصل نہایت
نفیس و بہت مفید ہی اور یہان سے تنبیہ حاصل کرنا اور یاد رکھنا چاہیے کہ بعض لوگون نے جو تفسیرین لکھنا
شروع کین اور انمین ہر طرح کے رطب و یابس و شاذ و غیر مشہور وغیرہ روایتین بھر دین انکی ایسی تفاسیر
بالکل بے اعتبار ہین بلکہ عوام کے لیے نہایت مضر ہین کہ وہ کیونکر قوی و ضعیف کی تمیز کرسکتے ہین اور

اسی قبیل سے وہ روایات ہین جو شیخ سیوطی رہ نے ابو عبید کے فضائل القرآن سے اتقان مین نقل کردین اگرچہ انکی اسانید کے نسبت صحیح و حسن لکھدیا لیکن جب وے ایک غیر مشہور و غیر متداول تالیف سے ہین تو محض غیر معتبر ہین بھلا انکی تصحیح و تحسین پر کیا اعتبار ہی حالانکہ اس سے عوام مین عجیب غلغلہ پیدا ہوگیا لہذا ہوشیار رہنا چاہیے کہ ایسے روایات و اقوال کا کچھ اعتبار نہین ہی اور یہ ظاہر ہی کہ مصحف مجید جو متواتر و مشہور چلا آتا ہی وہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے باشاعت حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ متداول ہی اسی واسطے مترجم نے اردو تفسیر مین بتوفیق الٰہی سبحانہ تعالے ایسی روایات کو نہین لیا بلکہ صحاح مشہور و معتمد روایات کو ائمہ ثقہ و ثقات مشہورین مثل حافظ عماد الاسلام والمسلمین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے وغیرہم سے نقل کیا ہی واللہ ولی الاتمام والحمد للہ رب العالمین اور اس سے نقل احادیث مین غیر مشہور و متداول کی مثال بھی ظاہر ہی اور اسکا ضرر بھی واضح ہی اور اگر سیوطی رحمہ اللہ نے غیر مشہور و متداول سے نقل کیا تو اسپر اعتماد نہین ہوجائیگا کیونکہ جبکا غیر متداول ہونا مسلم ہی وہ کیونکر متداول ہوگی اور اسمین اجتہاد و استنباط کو دخل نہین ہی کیونکہ مطلوب نفس حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اور ایسے دیگر اخبار و آثار مین اجتہاد کو گنجایش نہین بخلاف مسائل نوادر کے فقہیات مین سے ہین کہ انمین قیاس و استنباط کو گنجایش ہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ نوادر سے جو حکم معتبرات مین منقول ہو اسکے معتبر ہوجانے کا حکم جو فتح القدیر وغیرہ مین مذکور ہی اسکے یہ معنی نہین ہین کہ وہان تک مشہور و متداول تھے یا نقل سے متداول ہوگئے کیونکہ نوادر کے غیر مشہور ہونے کو پہلے ہی مان لیا گیا ہی بلکہ یہ معنی ہین کہ جس معتبر کتاب مین نقل ہی اسکا مولف خود صاحب اجتہاد تھا تو اسنے حکم مذکورہ نوادر کو صحیح پایا اور نقل کیا تو درحقیقت اعتماد اس شخص ناقل کے اجتہاد پر ہی ہان اعتضاد البتہ بڑھ گیا اور ظاہر الروایت مین جب حکم مذکور نہو اور غیر مین ہو تو اسی کو لینا متعین ہی جیسا کہ بحر الرائق مین لکھا تو یہ اسی اعتضاد کی وجہ سے ہی ورنہ فقط وے واسکا حکم یکسان ہی لہذا اگر نوادر کا حکم بتضعیف مذکور ہو تو ترک کیا جائیگا اور متاخرین کا فتوے مختار ہوگا واللہ تعالے اعلم اور نوادر اگرچہ امام محمد رہ کے استنباط ہون اور امالی اگرچہ امام ابو یوسف رہ کے مرویات و مجتہدات ہون مگر غیر مشہور و غیر متداول ہونے کی قطعی انکی طرف نسبت نہین کر سکتے اور اسی سے ظاہر ہی کہ مولف اگرچہ عالم کبیر ہو جبتک اسکی تصنیف محقق او مشہور و متداول

نہو غیر معتبر ہی وفی مقدمۃ العمدۃ لبعض الافاضل نقلا عن بعض رسائل ابن نجیم رحمہ اللہ فی بعض صور الوقف ردا علی بعض معاصریہ رہ نقلا عن المحیط البرہانی کذب الی آخرہ یعنے شیخ ابن نجیم رہ کے ہمعصر فاضل نے محیط برہانی کا حوالہ دیا تو ابن نجیم رہ نے جواب مین لکھا کہ محیط برہانی کے حوالہ سے نقل کرنا جھوٹ ہی کیونکہ محیط برہانی تو مفقود ہوگئی ہی جیسا کہ شارح منیۃ المصلی مین شیخ ابن امیر الحاج نے تصریح کردی ہی اور اگر مین یہ بھی فرض کرلون کہ اس زمانہ والون مین سے کسی کو نہین ملی مگر ہمارے ہمعصر کو ہاتھ لگ گئی تو بھی اس سے فتوے دینا اور نقل کرنا روا نہین ہی جیسا کہ کتاب القضا فتح القدیر مین مصرح مذکور ہی انتہی مترجما اور نیز ابن نجیم رہ کے فوائد زینیہ سے سید حموی شارح اشباہ نے نقل کیا کہ قولہم وضعوا ابواب سے فتوی دینا حلال نہین ہی بلکہ مفتی پر واجب ہی کہ صریح نقل سے جواب دے جیسا کہ فقہا نے تصریح کردی ہی انتہا مترجما۔ اقول اسکے معنے

یہ ہین کہ بنا بر اصولی قواعد کے مسئلہ واقع کا حکم بطریق نتیجہ نہین نکالیگا اور نہ ضوابط فقہیہ سے جواب دے مثلاً لکھے
کہ اصل وضابطہ اس جنس کے مسائل مین یہ ہو لہذا اس جزئیہ کا جواسی جنس سے ہو یہی حکم ہوا بلکہ مفتی پر یہی واجب ہو
کہ خاص اس صورت کو بطور جزئیہ مخصوصہ کے کسی بسیط و معتمد فتاوے سے نقل کر دے پھر واضح ہو کہ یہ حکم اس زمانہ
کے مفتیون کے واسطے ہو جبکہ کوئی مجتہد نہین ہو ورنہ جو شخص بدرجہ اجتہاد فائز ہو خواہ کسی مرتبہ کا اجتہاد رکھتا ہو
وہ ضرور اجتہادی طریقہ سے جواب دے جبکہ اسپر تقلید ممنوع ہو یا وہ ترجیح دیوے اگر اسی قدر قدرت ہو
فافہم - اور اگر کہا جاوے کہ کبھی قواعد و اصول مین صریح جزئیہ بطریق استنباط مذکور ہوتا ہو تو کلیہ مذکورہ سے
اسکو مستثنی کرنا چاہیے تو جواب یہ ہو کہ نہین بلکہ علے الاطلاق نہ ضوابط و اصول سے استنباط کرکے
اور نہ اسکے جزئیہ مستخرجہ مذکورہ سے دونون طرح افتا نہین جائز ہو کیونکہ اصول سے مقصود طریقہ استخراج
ہو نہ بیان مستنبطات پس اکثر ہوتا ہو کہ تسہیل فہم کے لیے کوئی حکم بطور مثال مستنبط کیا گیا حالانکہ فی نفسہ وہ ہندیہ
یا مستقیم نہین ہو اور نظیر اسکی منطق مین انواع نازلہ و اجناس صاعدہ وغیرہ اور فلاسفہ مین قدم العقل وغیرہ ہین پس
یقین نہین کہ فی نفس الامر یون ہی ہو بخلاف فروع کے چنانچہ شیخ موصوف نے حواشی اشباہ مین لکھا کہ جو حکم فرعی
کہ کتب فرعیہ سے مخالف کسی کتاب اصولی مین مذکور ہو اسکا کچھ اعتبار نہین ہو جیسا کہ فقہا نے تصریح کر دی ہو انتہی
مترجماً - بالجملہ اس زمانہ مین مفتی کو چاہیے کہ قواعد و ضوابط مانند اشباہ و نظائر یا اصول سے استنباط کرکے فتوی
نہ دے بلکہ صریح نقل کرے اور یہ نقل بھی کتاب اصولی و ضوابط سے نہو اور کتاب مفقود و غیر متواتر
مانند محیط برہانی و نوادر وغیرہ کے نہو اور مختصرات مانند درالمختار و نہر الفائق و کنز وغیرہ کے نہو جس سے سمجھنے
مین اکثر غلطی ہو جاتی ہو مفتی اسکے قیود سے غافل ہو کر واقعہ فتوے کے موافق خیال کر لیتا ہو حالانکہ ایسا نہین
ہوتا - اور ایسی کتاب سے نقل نہو جسپر بوجہ عدم تحقیق و تنقید کے اعتبار نہین ہو نوازل فقیہ ابو اللیث مین ہو کہ شیخ
ابو نصر سے پوچھا گیا کہ ہمارے پاس چار کتابین ہین نوادر ابن رستم یعنے ابراہیم اور ادب القاضے
للخصاف اور مجرد حسن و نوادر ہشام تو بھلا یہ کتابین جو ہمارے ہاتھ لگی ہین ہمکو انہین سے فتوے دینا جائز ہو
فرمایا کہ جو علم ہمارے اصحاب حنفیہ سے بطور صحیح پہونچا وہ محبوب و مرضی ہو ولکن فتوی دینا ایسا امر ہو کہ مین کسی
شخص کے لیے روا نہین دیکھتا کہ ایسے قول پر فتوی دے جسکو وہ نہین سمجھا یعنے اسکو معلوم نہوا کہ اسکا استخراج و
استنباط کس طریقہ دلیل سے ہوا ہو جو صحیح و مستقیم ہو اور وہ اپنے اوپر لوگون کا بوجھ نہ اٹھاوے ہان اگر ایسے مسائل
ہون کہ ہمارے اصحاب سے مشہور ظاہر ہین تو مجھے امید ہو کہ شاید انپر اعتماد کرنے کی گنجایش ہو کذا
فی العمدہ مترجماً موضحاً اور مترجم کہتا ہو کہ شیخ ابو نصر کے قول سے یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ مفتی جب تک اس حکم
کا ماخذ نجانے تب تک اسکو فتوی دینا جائز نہین ہو اور یہی امام اعظم رح سے بھی مشہور و صحیح ہوا ہو کہ
کسی کو ہمارے قول پر فتوی دینا روا نہین ہو جب تک اسکو یہ معلوم نہو جاوے کہ ہمنے کہان سے یہ
قول کہا ہو ولیکن مقلدین علما نے کہا کہ یہ اہل الاجتہاد فی الجملہ کے حق مین ہو اور میرے نزدیک اس سے
اہل تمیز تحقیق کا لائق بن جانا جائز نہین نکلتا ہو اور شیخ ابو نصر کے قول سے یہ بات بھی ثابت ہوتی کہ
اگر ایسا شخص ہو جو درجہ اجتہاد تک نہین پہونچا ہو تو اسکو امام ولکے اصحاب کے قول پر بطریق

حسن الظن کے اعتماد کر لینے مین گنجایش معدوم ہوتی ہی ولیکن یہ ضرور ثابت ہو جاوے کہ یہ قول مشایخ
اصحاب کا قول ہی اور اسکے واسطے درجہ شہرت کافی ہی وعلی ہذا کتب معتبرہ متداولہ پر اعتماد جائز ہی پس جو کتابین
غیر معتبر ہین وہ خارج ہوئین اور جو معتبر ہین مگر متواتر ومتداول نہین ہین وہ بھی خارج ہوئین جیسے محیط برہانی
وغیرہ فی العمدۃ للفاضل المرحوم اور منجملہ غیر معتبر کتابون کے نقایہ کی شرح جامع الرموز منسوب بشمس الدین محمد قہستانی
مفتی بخارا ہی چنانچہ ابن عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ مین لکھا کہ قہستانی تو ایک ایسا شخص ہی جیسا رات
کو لکڑیان جمع کرنے والا کہ محض بے تمیزی سے تر وخشک وجو ہاتھ آیا اٹھایا اور اسکی یہ حالت اسی بات سے
ظاہر ہی کہ زاہدی معتزلی کی کتابون سے استناد کرتا ہی اور علامہ علی القاری نے رسالہ شم العوارض
فی ذم الروافض مین ایک جگہ لکھا کہ مولانا عصام الدین نے قہستانی کے حق مین سچ فرمایا کہ شیخ الاسلام
ہروی کے شاگردون مین سے یہ قہستانی نہین ہی نہ بڑون مین اور نہ چھوٹون مین بلکہ اسکے زمانہ مین کتاب
فروشی بلکہ کتاب فروشی کا دلال تھا اور اپنے وقت کے لوگون مین تو کوئی اسکو فقہ دانی یا کسی علم کا عالم
نہین جانتا تھا قاری نے کہا کہ اس قول کی تصدیق مین یہ ظاہر دلیل ہی کہ اس شرح جامع الرموز مین
وہ ہر طرح کے قوی وضعیف وصحیح وسقیم اقوال کو بغیر تحقیق وتدقیق کے جمع کرتا چلا جاتا ہی جیسے رات کا لکڑیان
جمع کرنے والا ہوتا ہی۔ منجملہ غیر معتبرات کے مختصر الوقایہ کی شرح ابو المکارم ہی چنانچہ ابن عابدین نے
تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین کہا کہ مقلد پر تو یہ واجب ہوتا ہی کہ اپنے امام کے مذہب کا اتباع کرے اور سرخ
لباس پہننے مین ظاہر امام کا مذہب وہی ہی جو مذکورہ بالا علما متقدمین نے نقل کیا یعنے مکروہ ہی اور وہ
مذہب نہین ہی جو ابو المکارم نے نقل کیا کیونکہ ابو المکارم ایک مرد مجہول ہی کچھ معلوم نہین ہوتا کہ کون شخص اور
کس وقت مین اور کہان تھا اور اسلیے اس کتاب کی بھی یہی کیفیت ہی اقول یعنے قابل اعتماد اس وجہ سے
نہین ہی کہ ناقل کا جب تک حال معلوم نہو تب تک اسکے نقل کو ثقہ کی نقل معتمد نہین کہہ سکتے ہین لہذا کتاب بھی
غیر معتمد رہی اور اگر کسی نے ان اقوال منقولہ کو جانچ لیا تو اعتبار اسکے جانچنے کا ہوا تب اسکی ضرورت
نہین رہی فافہم۔ منجملہ کتب غیر معتبرہ کے فتاوے ابراہیم شاہی ہی اور شیخ نصیب القاری بدیوانی نے اپنے استاد
ملا شیخ حاکم سنبھلی سے نقل کیا یہ فتاوے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا تصنیف کیا ہوا مشہور مگر قابل
اعتبار نہین ہی اور شیخ حاکم ہمزمانہ بادشاہ جلال الدین اکبر مین تھے۔ اور انہین غیر معتبرات
مین سے ہی چنانچہ تالیفات نجم الدین مختار بن محمود بن محمد زاہدی معتزلی ہین یہ شخص اعتقاد مین معتزلی تھا اور
فروع مین حنفی تھا جسنے ۶۵۸ھ مین انتقال کیا پس اسکی تالیفات مین سے قنیہ وحاوی زاہدی ومجتبیٰ
شرح قدوری وزاد الائمہ وغیرہ ہین اور یہ سب غیر معتبرات ہین چنانچہ ابن عابدین نے تنقیح الفتاوے الحامدیہ
مین کہا کہ مذہب حنفیہ مین معتبر کتابون مین جو منقول ہی اسکے خلاف زاہدی کی نقل معارض نہین
ہو سکتی ہی چنانچہ ابن وہبان نے فرمایا کہ قنیہ کا مؤلف جو کچھ نقل کرتا ہی اگر وہ قواعد حنفیہ کی نقل سے
مخالف ہو تو قنیہ کی نقل پر التفات نہ کیا جاویگا جب تک کہ اسکی موافقت مین کسی کتاب معتبر سے
نقل موجود نہو۔ اور ایسا ہی شرح الفائق مین بھی مذکور ہی اور دوسرے مقام پر لکھا کہ زاہدی کی تالیف حاوی

تو ضعیف روایتون کے نقل کرنے مین مشہور ہی - اقول زاہدی کے ان تالیفات مین جن بیات مسائل بہت
کثرت سے مذکور ہین اور اسمین شک نہین کہ روایات ضعیفہ و اکثر واہیہ اور بلا ثبوت بھی ہین اور بعضے صریح
مخالف منقول صحیح اور بعضے مخالف منصوص قطعی ہین ولیکن فقہا رمتاخرین نے انکو پہچانکر جدا کرلیا اور اسی
وجہ سے تنبیہ فرمائی مگر اس زمانہ مین جب ایسی قوت حاصل نہین ہی تو کمال دقت و پریشانی واقع ہوئی اور
افسوس کہ اگر ان بزرگون نے اسکو منقح و ممیز کردیا ہوتا تو ایسی وقت نہوتی پھر اس فتاوی مین قنیہ وغیرہ سے جابجا
حوالہ مذکور ہی اور گمان یہ کیا جاتا ہی کہ علمار جامعین نے تنقید کے بعد نقل کیا ہوگا مگر میرے نزدیک آدمی پر اسکے
قدین کی راہ سے واجب ہی کہ ایسی روایات پر اعتماد نہ کرے مگر جبکہ اسکی تائید کسی معتبر کتاب سے منقول ملجاوے
کیونکہ اس فتاوے مین اکثر ایسا ہوا ہی کہ اصل کسی معتمد سے نقل کرکے قنیہ وغیرہ سے اسکی تائید ذکر کی گئی ہی پس
سوائے تائیدی نقول کے باقیون مین احتیاط لازم ہی اور واضح ہو کہ حاوی دو ہین ایک حاوی زاہدی جو غیر
معتبر ہی اور اسی کے نسبت ابن وہبان نے فرمایا کہ روایات ضعیفہ نقل کرنے مین مشہور ہی یعنی مجموعہ روایات
ضعیفہ ہی اسی واسطے اس فتاوی مین حاوی زاہدی سے کوئی نقل مجھے یاد نہین ہی اور دوسری حاوی قدسی
اور یہ حاوی منجملہ معتبرات کے ہی اور اس فتاوی مین اسی حاوی سے حوالہ مذکور ہی اسی واسطے جہان حاوی
لایا وہان حاوی قدسی سے تصریح کردی ہی اور واضح ہو کہ ترجمہ مین جابجا فقط حاوی پر اکتفا کیا گیا ہی تو یہان
تنبیہ کیجاتی ہی کہ جہان حاوی ہی اس سے حاوی قدسی مراد ہی از انجملہ سراج الوہاج شرح مختصر القدوری تالیف
ابوبکر بن علے الحدادی ہی چنانچہ کشف الظنون مین مولانا برکلی سے نقل لایا کہ یہ شرح بھی منجملہ غیر معتبرات
کے ہی اور مترجم کہتا ہی کہ غالبًا کثرت اشتغال تدریس سے مؤلف رحمہ اللہ تعالے کو اسکی تحقیق و تنقید
کی طرف توجہ کا وقت نہین ملا ورنہ مؤلف عالم علامہ ہین اور یہ بات اکثر واقع ہوئی کہ مصنف فی نفسہ علامہ
متبحر ہین مگر تصنیف کسی علت خاصہ سے قابل اعتبار نہین ہی از انجملہ مشتمل الاحکام فخر الدین رومی چنانچہ
ترجمہ شیخ مذکور مین کشف الظنون نے مولانا برکلی سے اس کتاب کا غیر معتبر ہونا بھی نقل فرمایا ہی از انجملہ
فتاوی صوفیہ شیخ فضل اللہ صوفی شاگرد جامع المضمرات چنانچہ کشف الظنون مین مولانا برکلی سے نقل کیا
کہ یہ کتاب بھی معتبرات مین سے نہین ہی تو اسکی روایت پر عمل جائز نہین ہی جب تک معلوم نہو جاوے کہ یہ
اصول کے موافق ہی اقول اس زمانہ مین اکثرون کی رائے پر یہ موافقت ظاہر نہین ہوسکتی بسبب فقدان
درجہ اجتہاد کے اور اگر کسی معتمد اصل مذہب سے موافقت معلوم ہوئی تو اس کتاب سے استغنار
ہوا اور بحمد اللہ تعالے کہ اس فتاوی مین اس کتاب سے کچھ نقل نہین ہی از انجملہ فتاوے ابن نجیم ہی
اور از انجملہ فتاوی طوری ہی چنانچہ ملا مسکین کے شرح الکنز پر ابو السعود ازہری کے حاشیہ سے رد المحتار
مین منقول ہی کہ یہ دونون فتاوی غیر معتبرہ ہین اقول ان دونون سے بھی اس کتاب مین کچھ منقول نہین
ہی اور شرح الکنز ملا مسکین خود غیر معتبر واہی ہی - از انجملہ خلاصہ کیدانی ہی - یہ کتاب بھی محض واہی غیر معتبرہ
کتابون مین سے ہی اگرچہ دیار ما ورار النہر مین بہت کثرت سے شایع ہی اور لوگ اسکو حفظ کرتے ہین اور
ان شہرون مین اسکا اسطرح مقبول ہونا عجیب بات ہی اسلیے کہ اس خلاصہ مین علاوہ مخالفت

منصوص کے اصول الفقہ سے بھی مخالفت موجود ہی پھر بھی وہان کے اہل علم غافل رہے جس سے یہ افسوس ہوتا ہی
کہ اصول کتاب وسنت اور علم حدیث وسیرت سے وہ ملک خالی ہوگیا اور یہ مقام عبرت ہی کہ علم حدیث سے بے اعتنائی
کا نتیجہ ایسا ہوتا ہی اور حضرت امام ابو حنیفہ رح نے سچ فرمایا کہ لوگ جب تک حدیث حاصل کرنے پر جھکے رہینگے
تب تک اچھے رہینگے اور جب اسکو ترک کرینگے تو برباد ہونگے اس رسالہ مین بہت سی باتین مخالف معتبرات بلکہ
غلط ہین چنانچہ لفظ تکبیر بروقت تحریمہ کے واجب لکھا ہی حالانکہ معتبرات مین تصریح ہی کہ وہ سنت ہی اور محرمات مین
لکھا ہی کہ آواز سے بسم اللہ پڑھنا اور کچھ چہرہ کا داہین یا بائین موڑکر التفات کرنا اور بغیر عذر کے ستون
یا ہاتھ وغیرہ پر تکیہ دینا اور غیر مشروع موقع پر ہاتھ اٹھانا لیے آخرہا - فاضل مرحوم نے لکھا کہ یہ سب
مخالف اکثر معتبرات ہین چنانچہ علما کے نزدیک ان مین سے بعض تو مکروہ بھی نہین ہین ہان بعض کو انھون نے
مکروہ کہا ہی - قال المترجم ظاہرا مؤلف رسالہ نے مکروہ کو باب عبادات مین بمعنی مکروہ تحریمی قرار دیا
چنانچہ اصطلاحات کے ذکر مین سے فی الجملہ بیان ہوچکا ہی پھر جب یہ چیزین مکروہ تحریمی ہوئین تو مولف کے نزدیک
حرام ہوئین کیونکہ حق عمل مین دونون برابر ہین مترجم کے نزدیک بھی جو کتاب عوام کے واسطے بنائی جاوے
جس سے عمل مقصود ہو تو چاہیے کہ اسمین حکم عملی ہی مقدم رکھا جاوے مثلاً اس زمانہ مین لوگ رکوع وسجدہ
مین تین تسبیح پوری نہین کرتے حالانکہ بحسب الدلیل اصح یہ ہی کہ یہ مقدار واجب ہی جس سے نماز کا اعادہ
واجب ہی تو اکثر نیم ملا جنکو خطرہ ایمان کہا جاتا ہی ظاہری عبارات علما پر نظر کرکے جواز نماز کا حکم دیدیتے
ہین حالانکہ جواز سے علما کی مراد اولے قدر مفروض ہی نہ اولے صلوٰۃ پس عذاب جہنم کا مستوجب
رہا اس سے فائدہ مترتب نہین ہوا کیونکہ اصلی مقصود حصول رضاے حق تعالے اور حصول جنت و نعیم
آخرت ہی پس لازم ہی کہ یون حکم دیا جاوے کہ نماز ادا نہین ہوئی جبکہ اسنے تین تسبیح سے کم طمانینت کی
ہی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے کو فرمایا تھا کہ (صل فانک لم تصل) یعنے
پھر نماز پڑھ کہ تو نے ہنوز نہین پڑھی ہی اور اس سے ظاہر ہوا کہ خلاصہ کیدانی مین مکروہ کو حرام لکھنا
دو باتون پر مبنی ہی ایک یہ کہ باب عبادات مین اسنے مکروہ سے تحریمی سمجھا یا علے الاطلاق مکروہ سے تحریمی
مراد لیا ہی اور دوم یہ کہ حق عمل مین دونون برابر ہین پس ابتدائی رسالہ مین اگرچہ حرام کے ساتھ قید
لگائی کہ منصوص قطعی ہو مگر براہ اعتقاد ورنہ حق عمل مین مکروہ تحریمی وحرام کو یکسان لکھا ہی اور یہان محرمات
عملی کا شمار بیان کیا ہی پس اسمین مکروہ بھی حرام ہی ہان جن باتون مین اسنے افراط کیا ہی اور وہ مکروہ بھی
نہین ہین جیسے اشارہ سبابہ جو شرح ہدایہ وشرح وقایہ وغیرہ سے مخالف ہی - پھر واضح ہو کہ جن کتابون
کی نسبت معلوم ہوا کہ غیر معتبرہ ہین خواہ اسوجہ سے غیر معتبر ہون کہ انکے مصنفین کے حال سے اطلاع
نہین ہی یا اسوجہ سے کہ انکے مصنفون کا غیر معتبر ہونا معلوم ہوگیا یا اسوجہ سے کہ باوجود مصنف
کے معتبر ہونے کے اسکی کتاب مین ہر طرح نے رطب ویابس جمع ہین یا اسوجہ سے کہ مصنف معتبر
وکتاب بھی بشہادت بالیقین معتبر تھی لیکن درمیان مین بدرجہ تواتر نہین رہی بلکہ عموماً مفقود ہوگئی
جیسے فقہ مین محیط برہانی وحدیث مین مسند امام احمد وفضائل القرآن ابو عبید وغیرہ یا اور کسی وجہ سے

تو ان کتابون کا حکم یہ ہی کہ جو انمین سے صافی ہی لیا جاوے اور جو مکدر ہی وہ چھوڑا جاوے پھر جو لیا گیا وہ بھی غور
و تامل کے بعد دیکھکر کہ معتبرات و اصول سے مخالف نہو وے لیا جائیگا اور مسند امام احمد بذات خود بہت مستند ہی
لیکن عموماً بدرجہ انقطاع پہونچ گیا تو اب اس سے مامون نہین ہوسکتی کہ اسمین اہل الحاد و مبتدعین مثل روافض وخوارج
کے کچھ گھٹا دین بڑھا دین اسوجہ سے جو روایات اسمین مقرر ہون انپر باصول مذکورہ بالا اعتماد کیا جائیگا اور
جب کوئی مومن خالص جسکے دل مین نفاق وضعف نہو اپنے آغاز و انجام پر نظر کریگا اسکو معلوم ہوجائیگا کہ میرے
لیے قرآن مجید متواتر و احادیث مین کتب متواترہ وفقہ مین کتب متواترہ نہایت کافی ہین جیسے اعمال روزہ
و نماز و تسبیح و اذکار مین سے جو اعمال باجماع امت ثواب و بہتر وسیلے ذخیرہ آخرت ہین وہ اسکے لیے کافی
و وافی ہین جبکہ وہ دار الاخرت و قیامت پر یقین رکھتا ہی اس زمانہ مین مترجم کے نزدیک تمام اہل ایمان کے لیے
یہی راہ صواب ہی جس سے وہ دنیا مین باہم متفق و برادرانہ محبت سے بسر کرکے آخرت مین مغفور و مرحوم ہوویں جان
پھر واضح ہو کہ جسقدر احادیث ایسی کتابون مین وارد ہین جنکا فن فقہ وغیرہ مین اعتبار رہی تو درحقیقت کتاب مولف
کو اسی فن فقہ مین معتبر رکھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسکی احادیث بھی سب صحیح ہون
اور اس سے یہ بھی لازم نہین آتا کہ ان بزرگون کا اعتبار فن فقہ مین بھی ساقط ہوجاۓ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی رحمہ اللہ تعالے نے ہدایہ کے نسبت اول شرح سفر السعادت مین لکھا کہ غالب اشتغال آن استاد
در حدیث کمتر بود یعنی شیخ مصنف ہدایہ کا شغل حدیث مین بہت کم رہا ہوگا اور ایسے ہی ملا علی قاری رحمہ اللہ نے
اپنے رسالہ موضوعات مین تحت روایت لکھا۔ کہ یہ حدیث نہین بلکہ اسکی اصل بھی حدیث مین نہین ہی اور لکھا
کہ اگر صاحب النہایہ اور دوسرے شارح ہدایہ نے اسکو اپنی شروح مین وارد کیا ہی تو انکی نقل کرنے کا کچھ اعتبار
نہین ہی کیونکہ وے لوگ کچھ محدثین نہین تھے اور نہ انھون نے یہ نقل کیا کہ محدثین مین سے کس نے اسکو
اخراج کیا ہی اقول واضح ہو کہ خشک فقیہ جسکو روایات فقہیہ پر بہت عبور ہوا اور حدیث سے وقوف نہو کمتر درجہ
کا فقیہ ہوجاتا ہی اور ہر عالم ذی بصیرت جانتا ہی کہ فقہ جسکے فضائل بہت مروی ہین وہ عیوب نفس و مکر شیطان
سب سے واقف ہونے کا نام ہی اور خالی صوم و صلوٰۃ و بیع و وکالت وغیرہ کے مسائل پر انحصار نہین ہی بلکہ
یہ تو حفظ چند روایات کا ہی لہذا احادیث سے علم نہایت ضروری ہی جس سے عالم ربانی و مصداق آیات قرآنی
ہوجاتا ہی واللہ تعالے ہو الہادی لسبیل الرشاد و بہ العصمۃ والسداد والوصل فی المرحمۃ واضح ہو کہ خطبہ
کتاب مین مترجم نے اشارہ کیا کہ خاصہ رحمت الہیہ عزشانہ وجل سلطانہ بعثت محبوب محمود احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم ہی نزول قرآن پاک ہادی لولاک کما حققہ العارف فی العوارف اور حظ کامل
اسکا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملا اور لاحقین تابعین رحمہم اللہ تعالے مین اور آخر کم ہونا شروع ہوا حتی کہ اس
زمانہ مین بسبب جہالت و ہوا و ہوس کے ایمان ہی مین بڑا فتور ہوا تو اعمال کا کیا ذکر ہی اور جب عربی زبان سمجھ مین
نہ آوے تو عامی آدمی کیونکر علم سے حصہ پا دیگا اور بحکم قولہ انما بعثت معلما کے علم دین ہر مومن کے لیے فرض
ضروری ہی اور وہ فقط فقہ نفس و سمجھ ہی نہ خاص عربی زبان لہذا علماء ربانی نے اسکو ہمارے مادری زبان مین
ترجمہ کر دیا جس سے اسقدر علم حاصل کرلیا کہ تقوی ممکن ہو آسان ہوا اور یہی تقوی سب کرامت ہی لقولہ ان

اکرمکم عند اللہ اتقاکم الآیہ - اب یہان دو مقام ہین اول آنکہ ترجمہ شرعا جائز ہی دوم ترجمہ کے معنی و آداب کیا ہونگے
اور اس ترجمہ فتاوی کے التزامات خصوصا - واضح ہو کہ جواز ترجمہ کے لیے اصل تو نصوص قرآن ہین کیونکہ ہمکو یقین ہی
کہ انبیاء علیہم السلام کی گفتگو عربی نہ تھی اور حدیث مین ایک صحابی رض کو یہودی زبان سیکھنے کا حکم کیا گیا اور امام
ابو حنیفہ رح نے فارسی مین نماز کا جواز سمجھا اور شرح حسامی مین تصریح کر دی کہ فارسی کی تخصیص مقصود نہین بلکہ سوا
عربی کے سب زبانین یکسان ہین پھر فتوی عدم جواز نماز پر بوجہ خصوصیت نظم قرآنی ہی اور ترجمہ مین کچھ شبہ نہین ہی
یہ مختصر بیان مقام اول تھا - اب بیان مقام دوم یہ ہی کہ ترجمہ کے معنی از قسم اعتراف لفظی سب لوگ جانتے و سمجھتے
ہین فہی ادارہ دال علیہ لسان بلسان آخر من حیث انہ دال اصل اللسان - اسمین قید حیثیت سے میری غرض یہ ہی کہ
مطابقت معنی والتزام عبارت واشارت وغیرہ کا لحاظ مثل اصل کے واجب ہی اور محصل مراد کا ادا کرنا معتبر نہین
ہی وعنقریب مشاکلات و متشابہات کی فصل مین کچھ بیان آویگا اور یہان ایک مثال لکھتا ہون کہ مثلا قولہ یا ایہا الذین
آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا الآیہ مین یون نہ کہنا چاہیے کہ ای ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو اور تم کو
وضو نہو تو تم الی آخرہ یا یون مت کہو کہ دھو ڈالو ہاتھون کو کہنیون سمیت بلکہ کہو کہ کہنیون تک کیونکہ کہنیون سمیت
کہنے سے امام زفر رح کا مذہب ساقط ہو جائیگا حالانکہ اسی فتاوی عالمگیری کا مین نے ترجمہ قلمی جو بعض نوابی
ریاستون مین ہوا ہی ایسا ہی ترجمہ اپنی مراد کے موافق دیکھا - پھر اگر وہم ہو کہ ایراد التعبیر علی المراد وقلما نسوق علی الرای
مین عرب کا محاورہ برعکس ہی تو جواب یہ کہ معنی یہی ہین جو ہم بولتے ہین اور ایسے ہی قولہم ترک الی کذا مین ہی کما سیاتی
سنتے کہ اگر محاورہ کا لحاظ نہو تو کبھی ترجمہ غلط ہوگا اور کبھی مستنکر جیسے ضرب فی الارض کا ترجمہ رفتن در زمین
ایک کراہت کے ساتھ ہی اور سیر بر روی زمین عمدہ ہی اور یہ باب ترجمہ اپنے آداب کے ساتھ دراز تفصیل چاہتا ہی
اسمین سے یہان صرف اسقدر رکہتا ہون کہ اعلی ترجمہ وہ ہی جس سے مطابقی دلالت کا مفہوم اصل ترجمہ سے
بعینہ ظاہر ہونے کے علاوہ وجوہات باشارہ وکنایہ ظاہر ہوئی تھی وہ بھی باقی رہے اور مترجم ضعیف عفا اللہ عنہ
نے اس ترجمہ مین جہانتک توفیق دی گئی ایسے مقامات کو نہایت اہتمام سے ملحوظ رکھا ہی باوجودیکہ ضیق فرصت
اسقدر رہتی کہ بارہ جزو ماہواری اصل کتاب کے مجھے ترجمہ کرنا پڑتے تھے اور اسپر بھی معیشت مین بہت تنگی تھی بحمد اللہ تعالی
کہ یہ ترجمہ پورا ہوا اللہ تعالے جل شانہ کی رحمت سے امید ہی کہ اس ترجمہ کو اپنے کرم سے ہر دل عزیز و نافع فرماوے
اور اپنے فضل سے مترجم اپنے بندہ ضعیف گنہگار کو بخشدے وہو اولی ارحم الراحمین و نعم المولے و نعم المجیب
الفصل اغلاط نسخ الاصل کے بیان مین - اس فتاوے کا کوئی قلمی نسخہ جسپر اعتماد ہو مترجم کو دستیاب
نہین ہوا ان مطبوعہ نسخے جو مختلف مطابع مین چھپے ہین نظر سے گذرے غالبا مطبوعہ کلکتہ جو عموما علما زمانہ
مین بہت مستند سمجھا گیا ہی وہی باقیون کا منقول عنہ ہی اور اسکے بعض حواشی سے یہ بات البتہ ظاہر ہی کہ
اسکی طبع وصحت کے وقت متعدد نسخے قلمی بکمال اہتمام مع کتب لغات موجود تھے اور شاید اسی اہتمام پر
نظر سرسری اس امر کا باعث ہوئی کہ اسکی صحت پر تمام وثوق مشتہر ہو رہا ہی چونکہ ترجمہ کے شرائط سے ہی کہ مترجم
کو اصل کی ادراک سے بہرہ وافی ہو جاوے تب اسکو دوسری زبان مین لاسکتا ہی لہذا بتوفیق اللہ عزوجل امین
تا مقدور کوشش کی نظر رہی جسکے عمدہ نتائج سے ایک یہ ہی کہ اس معتمد اصل یعنی مطبوعہ کلکتہ مین بھی بکثرت

اغلاط ظاہر ہوئے ازانجملہ بعضے ایسے بھی ہین کہ ذمہ وار صحت نے منقول عنہ سے اس باعث سے مخالفت کی کہ اسکے زعم مین منقول عنہ کا یہ مقام سہو یا غلط تھا حالانکہ اسنے اپنی اصلاح مین خود غلطی اٹھائی لیکن اصل عبارت حاشیہ پر لکھدی جس سے صحت مقام دستیاب ہوجانے پر اسکا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور دیگر مقامات مین ظاہر نہین ہوتا کہ منقول عنہ اسی طرح سہو کے ساتھ اسکو حاصل ہوئی یا طبع کی بے اعتدالی ہو اور چونکہ علاوہ ایک عظیم فائدے کے بنظر ترجمہ بھی مزید احتیاط اسی مین ہو کہ ان مقامات مین سے چند خفیف و چند قابل اہتمام نظر مواضع کو مقدمہ مین لکھدون جو مطبوعہ کلکتہ سے بعد طبع ترجمہ مقابلہ کرنے کی توفیق حاصل ہونے مین نظر آئی اگرچہ جس اصل سے ترجمہ کیا گیا تھا بوقت ترجمہ اسی اصل کی فروگذاشت کا زعم تھا وہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ تعالے

کتاب الصلوۃ باب چہارم مسئلۃ الخلاصہ - لفظ غزال فقط بزا معجمہ مسطور ہو اور ظاہرا صحیح عزال بعین مہملہ اول زا معجمہ پھر مہملہ ہو - باب ہشتم مسئلہ کافی مین لا یلتقی بصیغہ نفی مسطور ہو اور صواب میرے نزدیک بصیغہ اثبات ہو۔ کتاب الزکوۃ باب اول مسئلہ مبسوط سرخسی مین لکھا وادی الزکوۃ من السائمۃ - اور صواب من الدراہم ہو واللہ اعلم - اسقدر نمونہ لکھا گیا واضح ہو کہ پہلے مترجم کو اسطرح انتخاب اغلاط کا خیال نہ تھا اور مطبوعہ کلکتہ کی مجلد اول و مجلد دوم تا خاتمہ کتاب السیر مالک عاریت کو واپس کرچکا تھا کہ یہ عزم ہوا لہذا کتاب النکاح الی السیر کی قابل غور اغلاط سے حاشیہ ترجمہ پر تنبیہ کردی گئی ہو وہی نمونہ خیال فرمایا جاوے - اور جاننا چاہیے کہ کتاب البیوع سے آخر تک اغلاط بہت زائد و فاحش ہین بطور نمونہ لکھا جاتا ہے -

کتاب البیوع باب پنجم فصل دوم مسئلہ سراج الوہاج مین لکھا فاحصتہ من الثمر - اور صواب من الثمن ہو باب ہشتم فصل سوم مسئلہ محیط قولہ فہذا مقطوع والصواب منقطوع - ایسے اغلاط بہت ہین - فصل ہفتم مسئلہ محیط ولو ان رجلا اشتری عبدا الی قولہ ولم یقبل البائع - یہ خطا ہو اور صواب وان لم یقبل البائع - اور اسی فصل مین الکافی من اشتری عبدا ثم باعہ من آخر الی قولہ فان کان الرد بقضاء ربینہ - سہو ہو اور صواب یہ کہ بقضاء ببینتہ کہا جاوے - باب ۱۳ قولہ البدائع اشتری عبدا بنقرۃ الی قولہ ان یستر والفضۃ - صواب یہ کہ ان یرد الفضۃ کیونکہ ثمن کو بائع مسترد نہ کریگا - باب پانزدہم الحادی باع الرجل المتاع برنج دہ یازدہ الی قولہ ثم باعہما - والصواب باعاہما اور آخر فصل پنجم مین قولہ لعشر الحنطۃ ولنصف عشر الشعیر - یہ کاتب کا سہو فاحش ہو اور صواب لنصف عشر الحنطۃ وعشر الشعیر ہو واللہ اعلم وانما جعلتہ من سہو الکاتب لان ذلک ادنی ان لا ترتاب فی شان الاکابر والائمۃ بسوء الظن فافہم - باب ۲۰ فصل احکار الفتاوے الکبری الکسب مالا من حرام الی قولہ ودفع غیرہا واشتری - صحیح او اشتری - ظاہر ہو کہ واو سے معنی فاسد ہوتے ہین - اسی مسئلہ مین قولہ وہو قول الکرخی - ظاہر التصحیف کاتب ہو فافہم

کتاب ادب القاضی باب ۲۵ - التاتارخانیہ لو ان رجلا قدم رجلا الی قولہ وبہ اخذ بعض المشائخ علی انہ الخ ظاہرا یہان عبارت ساقط ہو اور صواب وبعضہم علی انہ یا مانند اسکے ہو -

کتاب الشہادات باب ۳ فصل ۳ - لو لم یذکر بصیغۂ واحد کی جگہ تثنیہ چاہیئے باب ۵ - مسئلہ ظہیریہ کے بعد و ذکر الفقیہ ابو اللیث الخ مین حدود - بدال کی جگہ براء مہملہ چاہیئے - **باب ۷ فصل ۲** - قولہ و ذکر فی المنتقی اذا شہدوا علی دار الرجل انہ لہ قولہ فلیس لہ ذلک - صواب لیس ذلک الخ ہی کما لا یخفی -
کتاب الرجوع عن الشہادۃ باب ۶ - الحاوی قولہ نحوہما - غلط ہی صواب بحوہما ای بحجوم الامۃ المکا
کتاب الوکالۃ باب اول الحاوی وکیلان الخ صواب بالنصب ہی و باب سوم الہدایہ و قال لا یجوز - یہ غلط ہی والصواب لا یجوز - کما فی نسخ الہدایۃ علی اصل معروف - باب ۷ - مسئلہ قاضیخان قولہ ذا لا یقبل لک با مر الخ غلط الکاتب والصواب لا یقبل ذلک - اور اسی باب کے فصل الوکیل لقبض العین مسئلہ مبسوط مین قولہ وجہ الاستحسان الخ ٹھیک نہین ہی ظاہرا یہان عبارت ساقط ہی مثلا یون کہا جاوے وفی الاستحسان لا یکون متطوعا وجہ الاستحسان الخ لان الاستحسان لم یذکر راسا حتی یتعلق بہ التوجیہ فافہم - باب دہم قولہ واستاجر لی بعیرا بدرہم ونصف الخ مترجم کہتا ہی کہ خطائے فاحش ہی اور صحیح وصواب اسطرح ہی کہ استاجر لی بعیرا بدرہم فاستاجر لہ بعیرا بدرہم ونصف الخ یعنی ان الماخوذ زاد علی الاجر الذی سماہ لہ الموکل حتی صار مخالفا واما بدون ذلک فلیس یظہر للحکم المذکور وجہ فافہم واللہ تعالی اعلم بالصواب -

کتاب الدعوے اس کتاب مین سے بھی بطور نمونہ چند اغلاط یسیرہ و اغلاط فاحشہ جو اس فتاوے کے نسخ مین سے اعلے اعتمادی مطبوعہ کلکتہ مین مترجم کے نزدیک ظاہر ہوئی ہین لکھتا ہی کیونکہ جب اس مطبوعہ سے بہتر کوئی نسخہ قلمی یا مطبوعہ مترجم کو نہین ملا اور اسکی نظر مین یہ مقامات خطا سے خالی نہین تو یہی طریقہ احوط و انفع ہی کہ ان مقامات کو لکھ دیا جاوے تاکہ مترجم کو خود سہو کی صورت مین معذور رکھا جاوے یا صواب کی حالت مین دعاے مغفرت و ثواب سے اہل الحق محروم نفرماوین اور آیندہ اس فتاوے کی تصحیح جو مدار افتاء سمجھنے کے قابل ہی ممکن ہو فاقول و باللہ تعالے توفیق الصواب باب دوم فصل دوم کذا فی الخلاصۃ وان ادعی عینا الخ مین بیا رتحتیہ لکھا اور صواب میرے نزدیک عنب یعنی انگور ہونا و بار موحدہ ہی - اسی باب و فصل قریب آخر مین قولہ کذا فی الفصول العمادیہ لو ادعی علی آخر انہ قبض منہ کذا قفیز حنطۃ اما فواجب علیہ ردہا ان کانت قیمتہا قائمۃ الخ اقول صواب یہ کہ لفظ قیمتہا ساقط کیا جاوے اور کہا جاوے کہ فواجب علیہ ردہا ان کانت قائمۃ کیونکہ رد العین مین قیام قیمت کی شرط لگانا خلاف امانت بلکہ بے معنے ہی کیونکہ عین شی قائم ہونے کی صورت مین قیام قیمت کے کچھ معنی نہین ہین اور اگر قیام قیمت سے یہ مراد لیجاوے کہ وہ شی مال متقوم باقی ہو تو بھی خلاف امانت ہی علاوہ ازین جب فرض مسئلہ گیہون مین ہی جو مثلی ہوتا ہی نہ قیمی تو قیام قیمت کی کوئی وجہ نہین ہی اسی واسطے آگے فرمایا وان کانت ہالکۃ او مستہلکۃ فرد مثلہا - ہان یہ دعوے خطا ہی اسلیے کہ امانت وار و صورت ہلاک و ودیعت کے مطلقاً ضامن نہین ہوتا اسی واسطے تقریر دعوے کے ہر سہ وجوہ خطا سے خود تصحیح فرمائی کہ بعد انکار امانت کے مثل غاصب کے ضامن ہوگیا ہو تب آبہر والے مثل واجب ہی و ہذا امر آخر فافہم - باب دوم فصل سوم کذا فی المحیط دفی دعوے غصب نصف الدار شائعا الی قولہ لان غصب نصف الدار شائعا لا یکون کل الدار فی یدہ الخ اقول الصواب ان یقال لان غصب

نصف الدار شائعًا لا یتصور الا ان یکون کل الدار فی یده - کیونکہ نسخہ موجودہ کے موافق تقریب تمام نہین بلکہ دلیل
مناقض دعوی ہی یا محض مہمل ہی اور یہ مقام خطاء فاحش ہی اور مترجم کے نزدیک جو عبارت صحیح ہی اسکی صحت
پر بعض مقام شروط وغیرہ مین دلالت موجود ہی فلیراجع - باب سوم فصل دوم کذا فی المحیط وان ادعی
علیہ ودیعۃ بسبب القرض نسخہ قوله لان المدعی لو کان استهلک الودیعۃ الخ اقول بجاے مدعی کے مدعا علیہ
صحیح ہی وبعید ہذا قوله کذا فی الکافی وعن ابی یوسف ومحمد رح ان المدعی الی قوله فقال ما استقرضت منه شیئا
ولا غصبت منه شیئا ولا تجاحدت علی السبب الخ اقول یہ بھی خطاے فاحش ہی کہ واو حرف عطف مع لاے نفی
دونون غلط ہین جس سے حکم مین اثبات کی جگہ نفی ہوگئی اور صواب یہ ہی کہ ولا غصبت منه شیئا تجاحدت علی السبب
الخ اور توجیہ اسکی اہل العلم پر ظاہر ہو سکتی ہی تطویل کی گنجایش نہوگی - اسی باب کی فصل سوم صفحہ انتالیس سے
اخیر مین قوله فالصواب انه لا یحلفه اقول الصواب لا یحلفه - اور بعد اسکے صفحہ چالیس مین شرطیہ قوله فالاستحلاف
علی ثلثة اوجه - تیسری وجہ تصحیح نہین ہی فلیتنبہ [illegible] - باب پنجم کذا فی الذخیرة رجل [illegible]
قوله [illegible] ان یحضر ولم اترکہ الخ یون ہی ان یحضر [illegible] واحد [illegible] ہی اور صواب [illegible] صحیح ہی اور ولم اترکہ [illegible]
حرف عطف کما لا یخفی - اور اسی کے تھوڑی دور بعد دوسرے صفحہ مین قوله کذا فی الذخیرة لو باع النصف الی
قوله واوصی اخر المصف - صحیح النصف ہی اور اسی سے کچھ بعد قوله ان الذی دفع الیه المال عنده ہذا الرجل الخ
یون ہی موہم کتابت عند بلفظ ظرف لکھا اور صحیح عبد بمعنی غلام ہی - پھر اسکے دورسے کے بعد صفحہ ۵۹ مین قوله کذا
فی خزانة المفتین وان قال المولی اودعنی ہذه الجاریة عبد فلان الخ اقول یہ بھی فاحش اغلاط مین سے
ہی یعنی عبد فلان باضافت کیونکہ حکم مذکور اس وجہ سے نہین ہوتا اگرچہ منجملہ وجوہ مسئلہ کے فلان کے
غلام کا ودیعت رکھنا بھی ہی ولیکن حکم مین مغایرت تشخیص ہی پس صواب یہ ہی کہ کہا جاوے اودعنی
ہذه الجاریة عبدی فلان - یعنے میرے غلام نے جسکا فلان نام ہی بدلیل قوله وان قال المولی قد سلمت الیک
وہبتها للذی اودعنی الا انه لیس بعبدلی الخ وکذا بدلیل قوله اقرار المولی ان فلانا عبده - فلیتامل - باب ششم
صفحہ ۷۳ - کذا فی الفصول العمادیہ والمحیط والذخیرة وعلی ہذا اذا ادعی رجل انه کان للاب علی بن ابی القاسم
بن محمد علیک کذا الخ زلة قلم الناسخ والصواب علی بن القاسم - ایک ورق بعد قوله اما لو ادعی الکفیل ان
الاصیل ادی ہذا المال او ابراه المدعی صح کذا فی الخلاصة اقول الصواب ان الکفیل ادی ہذا المال یعنے ان الکفیل
ادعی اداء الاصیل فافہم ایضا باب ششم صفحہ ۸۲ قوله کذا فی فتاوی قاضیخان والاستشراء من غیر المدعی علیه فی کونه اقرارا
بانه الملک للمدعی نظیر الاستشراء من المدعی حتی الخ اقول الصواب نظیر الاستشراء من المدعی علیه حتی الخ یعنی ان المدعی لو
طلب شراء المدعی من غیر المدعی علیه فهو نظیر طلب شراءه من المدعی علیه فی کون ہذا الفعل اقرارا من المدعی بانه لا ملک له فی ذلک
الشیٔ یعنی اگر مدعی نے وہ چیز جسپر اپنی ملک کا دعوی کرتا ہی سواے مدعا علیه کے کسی دوسرے سے خرید لی چاہی یعنی اس
درخواست کی کہ اسکو میرے ہاتھ فروخت کردے تو مدعی کی طرف سے غیر سے یہ درخواست کرنا مدعا علیه سے ایسی
درخواست کرنے کی نظیر اس بارہ مین ہی کہ اس چیز مین میری ملک نہین ہی اقول اسوجہ سے کہ خریدنے سے مقصود حصول ملک ہی
کیونکہ اشارہ [illegible] اقرار [illegible] حاصل نہ تھی [illegible]

بہذا العین فاقام المدعی علیہ البینۃ انہ اشتری منہ ہذا العین فوفق المدعی بانہ کان تصدق علی فلما جحد فی اشتریتہ
منہ قبلت یقال بل فی البینتین والا فالدفع صحیح وتمام الکلام فی مسائل المقام فتامل ۔ اسی سے تھوڑی دور بعد
قولہ کذا فی المحیط استعار من آخر دابۃ وہلکت الدابۃ لے قولہ وقال انہا نفقت فثبتت بینۃ الخ اقول الصواب
انہا نفقت تقبل بینۃ الخ یعنی ان العاریۃ ہلکت تحت المستعیر لا من فعلہ فثبت ان الہلاک وقع عن غیر مضمون فلیطل
فتامل ۔ وابتدا صفحہ ۴۴ مین قولہ فان قضینا ر اِنہا تقبل الخ ۔ اور صحیح وان بحرف واو چاہیے باب ہشتم صفحہ
۴۹ ۔ فتاوے قاضیخان فی نوادر ہشام قال سالت محمدا عمن تزوج المراۃ ثم ادعی انہ اشتراہا ممن لا یملکہا
الخ مترجم کہتا ہے کہ یون ہی لفظ المراۃ ۔ اور لفظ لا یملکہا ۔ بصیغہ نفی مذکور ہے اور ایسی حالت مین مسئلہ غیر صحیح ہوا ہے
اور صحیح میرے نزدیک بفعل مضارع مثبت اور بجاے مراۃ کے امۃ یعنی یون ہے کہ عمن تزوج امۃ ثم ادعی انہ
اشتراہا ممن یملکہا ۔ یعنی ایک مرد نے ایک باندی سے نکاح کیا پھر یہ دعوی کیا کہ مین نے اس باندی کو ایسے
شخص سے خریدا ہے جو اس باندی کا وقت بیع کے مالک تھا یعنی سپرد کرنے کے وقت تک جو تتمہ بیع ہے اور
مراد ابطال نکاح مع حقوق وعدم رقیت اولاد وغیرہ ہے تو ایسے گواہ قبول نہونے کا امام محمد رح نے حکم دیا اور
کہا کہ اُسوقت قبول ہونگے جب یہ گواہی دین کہ بعد تزوج کے اُسنے ایسے شخص سے اُسکو خریدا جو مالک تھا
کیونکہ محتمل ہے کہ قبل اس نکاح کے مدعی نے خرید کر اسی مولے کے ہاتھ بیچڈالی ہو جسنے اب اسکے ساتھ نکاح کر دیا
ہے ۔ پس اگر صحیح یہی ہے جو مترجم نے لکھا تو ترجمہ مین یہ مقام یون ہی صحیح کرنا چاہیے واللہ تعالے اعلم بالصواب
باب نہم مسائل متفرقہ صفحہ ۱۲۱ ۔ وفی المنتقی رجل شہد علی رجل انہ اعتق الخ اس مسئلہ مین یہ زبنی بزا معجمہ
سب جگہ مسطور ہے اور صواب یہذی بذال منقوطہ از ہذیان ہے فافہم ۔ باب نہم فصل چہارم کذا فی الخلاصۃ
والجمع فی الطاحونۃ من وفاق الطحن الے قولہ وسئلہ یحکی عن الامام الثانی فی المنشور فی الولائم اذا حسبہا فی حجرہ فاخذہ
احد ان کان ہیا زبلہ وحجرہ لذلک الخ اقول اس عبارت مین زبلہ ہر جگہ بزاء منقوطہ وباء موحدہ مسطور ہے اور مترجم
کے نزدیک وفاق بلفظ ذیل بذال منقوطہ ویاے تحتیہ ہے اور اسی عبارت مین مسطور ہے کہ ۔ الا اذا سبق احرازہ
تناول الاخذ بان جمیع المبسوط فی زبلہ بعد وقوع المنشور فیہ علی قصد الاحراز ۔ اقول ہکذا وقع لفظہ جمیع
علی فعیل بصلۃ فی زبلہ ۔ والصواب عندی علی صیغۃ الماضی الجملۃ من بان یقال الا اذا سبق احرازہ تناول الاخذ با
جمع المبسوط من ذیلہ الخ یعنی احراز حاصل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ کشادہ کیا ہوا دامن لٹائی چیز اٹھین گرنے کے
بعد اسکو اپنی حرز مین کر لینے کے قصد سے سمیٹ لے وقال المترجم اس فتاوے کے بعض مواضع دیگر
مین کتاب دیگر مین یہ مسئلہ بر وجہ صواب بھی مذکور ہے فلیحفظ ہذا المراجعۃ ۔ باب دہم آخر صفحہ ۱۳۵ ۔ قولہ الصغری سے
کتاب الحیطان جدار بین اثنین وہی الی قولہ ارفعہ فی وقت کذا او لیشہد الخ الصواب بالواو لا بحرف التردید ۔
ایضاً صفحہ ۱۳۷ ۔ فتاوی قاضیخان ۔ الصحیح فتاوے قاضیخان العاشر ۱۴۰ ۔ کذا فی المحیط فی کتاب الحیطان تطول ثم
وسفل لاخر الی قولہ وقال لا یضع فیہ اقول الصحیح من الوضع موضع سفل ولیمنع من الصنع عادۃ فافہم الثانی عشر ۱۴۷ ۔
الوجیز للکردری لو ان رجلا توفی فجاء قوم الے المقاضی الے لفظہ وقد ترک امالا ۔ اقول اموالا ۔ الی قولہ فان قالوا لنا
شہود وحضور بقیمہا الی حاضر المجلس ۔ اقول الصواب فی ہذا المجلس ۔ الے قولہ او اشتہران فلانا مات اقول کذا یوجد

اشہر علی الفعل والصواب اشتہر من الاشتہار ای استفاض - اس سے ایک صفحہ بعد قولہ کذا فی القنیۃ رجل
مات فی بلدۃ ومالہ وترکتہ فی ید اجنبی حیث توفی الی قولہ منقطعا عن ہذہ البلدۃ التی جعل القاضی - اقول الصواب
ان یقال عن ہذہ البلدۃ التی توفی فیہا جعل القاضی - باب سیزدہم سے کچھ پہلے قولہ وصدقہ الذی سے
یدہ المال بذلک ومایۃ لایعلم المیت وترک وارثا غیرا او ترک وارثا غائبا اقول ہذا وصدہ وترک وارثا مع
حرف العطف والظاہر عندی ترک الواو وہناک سقوط واللہ اعلم - باب چہاردہم فصل اول شروع
وعن ابی یوسف ومحمد انما قدر المدۃ - الصواب قدرا علی الثلثۃ - فصل دوم محیط السرخسی فان کان باع الجاریۃ
مع احد الولدین الی قولہ ولو ان البائع صدقہ دلالۃ فیما ادعی - اقول کذا فی النسخۃ ولا یبعد فیہ زند والصواب ولا
یعنی بایدیہ - اس سے کچھ بعد قولہ ولو جنی علی احدہما اخذ المشتری - الصحیح واخذ المشتری - پھر اس سے دو سطر بیچھے
قولہ واخذ المشتری دیۃ وارثہ بالولاء - الصواب عندی دیتہ وارثہ - یعنی اسکی دیت کو اور اسکی میراث کو - فصل سوم
شروع قولہ او ولد مکاتبہ الذی ولدتہ فی الکتابۃ - الصحیح ولد مکاتبۃ بالتانیث فصل چہارم شروع - وادعیتہ
وقیل ان تلد منی - الصحیح وادعیتہ قبل الخ یعنی حرف عطف غلط ہی فصل ہشتم - الحاوی وان ادعی الرجل النکاح الی
قولہ وان ملکہ امہ صارت الخ اتصال ضمیر بلفظہ ملکہ سہو خطا ہی اور صحیح بدون ضمیر یعنی ملک امہ - اسکے آخر
فصل نہم ۱۷۶ - شروع قولہ ولم یعتق من الاولاد اختلفوا فیہ - صحیح وہل یعتق الخ بطریق استفہام - فصل یازدہم
محیط السرخسی ہذا اذا کان الابوان مسلمین فی الاصل الی قولہ لکن لایقبل - الصحیح لیقتل من القتل - یعنی صغیر جسکے
اسلام کا حکم بالتبعیۃ دیا گیا ہی اگر بعد بلوغ کے اسلام سے منکر بالغ ہو تو مرتد ہی اور اسمین یہ فرق ہی کہ
برخلاف مرتد کے اگر یہ منکر ہو تو قتل نہ کیا جائیگا ہان اگر اقرار کے بعد پھر منکر ہوا اور یہ دونون باتین بعد
بلوغ کے پائی جاوین تو مثل مرتد کے ہی - فصل چہاردہم سے کچھ پہلے قولہ لموالی الام کذا فی المبسوط الظاہر
لموالی الام - فصل چہاردہم صفحہ ۱۸۷ - قولہ کذا فی محیط السرخسی وان ادعی ولد امۃ مکاتبۃ لاتصح دعوتہ الخ اقول
یہ بھی ایک فاحش غلطی ہی کیونکہ امۃ مکاتبۃ یعنے اپنی مکاتبہ باندی کے بچہ کی نسب کا دعوے یہ حکم نہین رکھتا ہی
اور صواب یہ ہی کہ مکاتبۃ بضمیر ہی اور یہ امۃ کا مضاف الیہ ہی اور معنے یہ ہین کہ اپنی مکاتبہ باندی کے مملوکہ
باندی کے بچہ کا دعوے نسب کیا مثلا اسکی باندی مکاتبہ نے خود مختاری تجارت مین کوئی باندی خریدی
جسکے بچہ ہوا اور اسکی مالک یعنے مکاتبہ مذکورہ کے مالک نے اسکے نسب کا دعوے کیا فافہم - فصل پانزدہم
قولہ کذا فی المحیط رجل مات وترک ابنا فجاءت امراۃ الی قولہ فصدقہ الغلام واقامت البینۃ اقول لفظ
فصدقہ مین ضمیر کا مرجع اگر عورت ہی تو فصدقہا چاہیے مگر آنکہ مرجع قول یا دعوے مذکور قرار دیکر تکلف
کیا جاوے فافہم اگر کہا جاوے کہ پھر قولہ واقامت البینۃ مین حرف واو ہوگا کیونکہ لڑکے سے تصدیق
پائی گئی پس حرف تردید ظاہر ہی تو جواب یہ کہ نہین بلکہ طفل نے اپنے حق مین تصدیق کی جو باب ہم
موثر نہین لہذا عورت نے اسکو بگواہی ثابت کردیا فلیتدبر - باب پانزدہم صفحہ ۱۹۵ - واقر المشتری
بذلک ونکل لا یرجع المشتری اقول الظاہر او نکل بحرف الترددید صفحہ ۱۹۷ - کذا فی الخلاصۃ المشتری جاریۃ لہ
او شجرۃ الی قولہ وان قتل اخذ منہ عشرۃ الاف اقول الصواب وان قبل واخذ منہ الخ - اور اسی صفحہ کے

آخر سطر مین قولہ ولا یرجع علی البائع بقیمۃ الشجر ویجبر المشتری صواب میرے نزدیک بقیمۃ الثمر یعنے بجاے شجر کے ثمر چاہیئے - باب ششم و ہم سے کچھ پہلے قولہ کذا فی المحیط من ضمن الثمن للمشتری عند الشراء اسے قولہ بعد وجوب الثمن علے البائع اقول الصواب بعد وجوب اداء الثمن او یاول الکلام الی ہذا المعنی اور اس سے ایک صفحہ بعد باب ششم و ہم مین قولہ ولا یجعل حر من جہۃ المستحق الصحیح لا یجعل حرا بالنصب - باب ہفتد ہم صفحہ ۲۱۱ قولہ بقرلہ بہبتہ او قبض او ما اشبہہ ذلک کذا فے المحیط - اقول الصواب بہبۃ وقبض ای بقید بالہبۃ مع القبض -

کتاب الاقرار باب دوم سے کچھ پہلے قولہ لان الفسخ یجوز دہا فی کل موضع لبطل الاقرار الخ اقول یہ مقام بھی مترجم کے فہم پر مغلقات عبارات مین ہو والصواب عندہ ان یقال لان الفسخ ثبت یجوز دہا ثم فے کل موضع الی آخرہ اور آیندہ صفحہ ۲۱۵ کے اول سطر مین سہو و تغالط رسم الخط مین سے کتابت بلفظ کلما یکال ویوزن ہے یعنے کل ما یکال ای کل شیء دخل تحت الکیل او الوزن باب دوم صفحہ ۲۱۹ - قولہ کذا فی الظہیریہ ولو قال لفلان علی الف درہم فیما اعلم او فی علمی او فیما علمت قال ابو یوسف الخ اقول الصواب قال ابو حنیفۃ رح واللہ اعلم بالصواب - اور صفحہ ما بعد مین قولہ کذا فی خزانۃ المفتین ولو قال لہ علے الف درہم فے قضاء فلان الی قولہ او فی فقہہ الخ الصواب او فے فقہہ - اسی کے کچھ بعد قولہ ان شاء تعالے الظاہر ان شاء اللہ تعالے - بل ہو الصواب - اس سے ایک صفحہ پیچھے قولہ کذا فی محیط السرخسی ولو قال اکثر ہا لسے طلقتہا اکثر ہا طلاقی - اقول المعنی او اکثر ہا طلاقا فی الخ فافہم - ایضاً سہم ۲۲ - مسئلہ واقعات حسامیہ قولہ مقدار الارض ای مقدار الارض اور اسی صفحہ کے آخر مین مسئلہ منتقی جو ذخیرہ مین منقول ہی قولہ وان کان فی النزع ضرر واجب المقران بعطیہ - اقول الصواب وان کان فے النزع ضرر وجب علی المقر الخ اور ۲۲۷ باب ہذا مین غایۃ البیان شرح الہدایہ ولو قال لفلان علی درہم مع کل درہم الی قولہ ولو نظر الی عشرۃ بعینہا وقال لفلان علے مع کل درہم من ہذہ الدراہم ہذہ الدراہم الخ اقول اگر لفظ ہذہ الدراہم اخیر کا بلفظ جمع ہی تو حکم مذکور یعنی گیارہ درم واجب ہونا محل تامل ہی اور اگر ہذا الدرہم بلفظ دراہم ہو تو حکم مذکور ظاہر ہی کیونکہ تعیین باشارہ بلفظ واحد کی صورت مین عشرہ معینہ کے ہر درم کے ساتھ معیت مجازی ہی تو گیارہ واجب ہونگے اور اگر ہذہ الدراہم بلفظ جمع ہون تو ایک ہی ہونا ضرور نہین خصوص جبکہ معنی جمعیت کا بطلان لازم آتا ہی اللہم الا ان یقال زیادۃ الواحد علی العشرۃ بجمعہا مع المعیۃ وفیہ نظر و تفصیل الکلام لا یتحملہ المقام - باب چہارم مسئلہ اولے مین وجوہ ثلثہ کی تیسری وجہ لکھی بلفظ وثالثہا ان یبہم الاقرار الخ اقول غلطی مشوش ہی اور میرے نزدیک صحیح لفظ یبہم ہی یعنے کتاب مین یبہم از بہت یا اباء جو کچھ ہو ذکر کیا اور مترجم اسکو ابہام سے یبہم مضارع کا صیغہ صحیح جانتا ہی فلیتدبر - اور اسی سے کچھ بعد قولہ فکذا اذا اقر الصبی ہکذا قالوا کذا فے الذخیرہ - صبی کو فاعل اقرار ظاہر کیا اور صواب للصبی ہی - باب پنجم ۲۳۲ ہکذا فی المبسوط واذا کان العبد بین رجلین اذن لہ احدہما ان لہ کتب فانہ یجوز اقرارہ ہذا فے حصتہ الذے اذن لہ وجمیع مال ہذا العبد الخ اقول اسی نقش سے مال ہذا العبد لکھا اور صواب یہ ہی وجمیع ما لہذا العبد یعنے جملہ وہ جو اس غلام کے واسطے ہی - ایضاً دوسرے صفحہ ما بعد مین قولہ

کذا فی المبسوط ولو قال لفلان علی مائة درہم ولفلان او لفلان فللاول علیہ نصف المائة - اقول یہانتک تو ٹھیک ہی پھر لکھا
والنصف للثانی یحلف لکل واحد من الآخرین علیہ اقول اسکا ترجمہ یہ ہوا کہ اور نصف دوسرے کا ہوگا الخ اور یہ غلط
ہی صواب یہ کہ والنصف الثانی یحلف یعنی بقیہ نصف حصہ کے لیے اس سے باقی دونون مین سے ہر ایک کے
واسطے اس سے قسم لیجائیگی - پھر لکھا - الا ان یصطلحا علیہ فیکون بینہما نصفین علی مائة درہم - اقول یہ آخر کا لفظ
یعنی علی مائة درہم - مترجم کے نزدیک غیر محصل ہی ظاہرا یہ لفظ سہو قلم ناسخ ہی اور مقصود صرف اسی قدر ہی کہ لیکن اگر
دونون آدمی باہم صلح واتفاق کرلین تو باقی نصف دونون مین مساوی ہوگا - فلیتامل - باب ششم قولہ
کذا فی الکنز ولو قال لہ علی الخ الصحیح ولو قال لہ یعنی علی صیغة الواحد - اور اسی سے آگے مسئلہ کافی کے بعد جو مسئلہ
لکھا اسمین لکھا کہ فعند ابی حنیفة رح یلزمہ الدراہم وتسعة دنانیر - اقول یعنی یلزمہ تلک الدراہم المعہودة وہی العشرة
وکذا فی کل موضع من المسألة - پھر اسی مسئلہ مین لکھا - ووقع فی بعض نسخ ابی حفص یلزم الدراہم فی ہذا الفصل
ان علیہ عشرة دنانیر الخ اقول لفظ یلزم الدراہم اس عبارت مین غیر مربوط واقع ہوا اور صواب میرے
نزدیک اسکا حذف ہی یعنی یون لکھا جاوے ووقع فی بعض نسخ ابی حفص فی ہذا الفصل ان علیہ الی آخرہ
اور اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ ثم ماتت قبلہ ولہا ورثة یجوزون میراثہا بجیم از جواز مسطور ہی اور صواب
بحاء مہملہ ہی فاحفظہ - اور اس سے دو ورقکے بعد صفحہ ۲۴۳ - آخر قولہ کذا فی الکافی مریض وہب عبدا الخ اسمین
لکھا - ان العبد لہذا الوارث الآخر واقر انہ کان الخ والصواب عندی بحرف التردید یعنے او اقر انہ
کان الخ اور اس سے دو ورقکے بعد صفحہ ۲۴۷ مین کذا فی التحریر شرح الجامع الکبیر رجل باع عبدہ فی
صحتہ من رجل الخ اسمین لکھا فلیس للمشتری ان یشارک غرماء المشتری المیت فی سائر اموال المیت الخ اقول
لفظ غرماء المشتری المیت مین لفظ مشتری سہو کاتب ہی فقط غرماء المیت چاہیے ہی اور مین نے اسکو غلطی پر محمول
کیا اور اقالہ کی تاویل کرکے میت کو واپس ملنا جدید بیع قرار نہ دی تاکہ میت بدین معنی ایک نوع کا مشتری
ہوجاوے پس یہ اسوجہ سے نہین کیا کہ مفروض مسئلہ مین واپسی مشتری کی بقضاء قاضی ہی اور وہ ہر وجہ سے
فسخ ہوتی ہی بیع جدید بمانند اقالہ در حق غیر متعاقدین نہین ہوتی ہی فلہذا قطعا یکون خطاء من الناسخ
فافہم - پھر اس سے اگلے صفحہ کے شروع سطر مین لفظ بقیمة بدون ضمیر کے زلہ قلم ہی بقیمتہ مع الضمیر
چاہیے - اور اسی صفحہ مین طویل مسئلہ کذا فی المبسوط رجل لہ علی رجل الف درہم الخ مین لکھا وان کان
الوارث الوکیل دون الآمر الخ اور اسکا ترجمہ یہ ہوسکتا ہی کہ اگر وارث فقط وکیل ہو نہ موکل و اقول مقصود
سے مخالف ہی اور صواب یہ ہی کہ وان کان وارث الوکیل الخ یعنے یہ شخص موکل کا وارث نہو بلکہ وکیل کا
وارث ہو الی آخرہ - باب دوازدہم ۲۷۱ - کذا فی المبسوط ولو ان رجلا اعتق عبدہ فقال لہ بعد
ذلک الخ قولہ قطعت یدک وانت حربی فی دار الحرب اخذت من مالک کذا الخ یعنے اذ قال اخذت من مالک
الخ فافہم اور اسکے مابعد صفحہ مین قولہ کذا فی المحیط ولو اعتق امتہ ثم قال الخ وفیہ وقال ابو یوسف الصحیح
ابو یوسف اور اسکے آگے قولہ کذا فی الحاوی ولو اقر انہ فقأ عین فلان عمدا ثم ذہبت عین الفاقی
بعد ذلک وقال المفقوء عینہ فقأت عینی وعینک ذاہبة فالقول قول المفقوء عینہ کذا فی المبسوط قال المترجم

اس مسئلہ مین سقوط عبارت ظاہر ہی ورنہ بدون اسکے محصل نہین معلوم ہوتا پس صواب وتصحیح میرے نزدیک یہ عبارت ہی وقال المقفورۃ عینہ فقارت عینی وعینک ثابتۃ وقال الفقاء فی الاجل فقارت عینک وعینی ذاہبۃ الی آخرہ اور شاید چین کے لیے ذاہب مثل ذاہبۃ کے روا رکھا گیا ہی فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب - باب سیزدہم اول مسئلہ مین قولہ واذا اقران لفلان وفلان مع ستۃ کاسے فی ہذا الخ اقول یہ عبارت بھی سخت محرف ہی اور صواب میرے نزدیک یہ ہی کہ واذا اقر انہ لے وفلان وفلان مع ستۃ کا رالے آخرہ فافہم - اور اسکے بعد دوسرا مسئلہ قولہ ابن سماعۃ عن محمد رح فی رجل قال لہذا الرجل سے فی ہذا العبد الف دراہم والعبد عبد المقر قال ہذا عبدی علے ان ذلک دین سے فی رقبتہ الا ان یکون فیہ کلام یدل علے انہ شریک سے فی رقبتہ بالف درہم بان یقول الخ - قال المترجم ترجمہ اس مسئلہ کا میرے نزدیک اسطرح ہی کہ ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے روایت کی کہ زید نے مثلاً کہا کہ اس عمرو کے اس غلام مین ہزار درم ہین اور یہ غلام اسی زید کا ہی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ اقرار اسطرح رکھا جائیگا کہ اسقدر مال اس غلام کے رقبہ مین قرضہ ہی لیکن اگر اس مذاکرہ مین کوئی بات ایسی ہو جس سے یہ دلالت نکلے کہ یہ شخص اس غلام کے رقبہ مین مقر کا شریک ہی تو البتہ شرکت کا ہوگا اور ایسی بات کی یہ صورت ہی کہ مثلاً زید نے کہا ہو کہ مین نے یہ غلام خریدا ہی اور اس عمرو کے اسمین ہزار درم ہین تو یہ قرار دیا جائیگا کہ ہزار درم کے رقبہ مین شرکت ہی ہکذا ظہر للمترجم واللہ تعالے اعلم - وایضاً باب مذکور (۲۶۷) کذا فی المحیط ولو قال یا فلان لکم علی الف درہم الخ وفیہ ولو قال انتم یا فلان لکما الخ پس یا تو مراد یہ کہ پہلے بلفظ جمع لکم کہا پھر منادی واحد سے تفسیر کی پھر لکما بلفظ تثنیہ بیان کیا اور شاید انتما یا فلان ہو یعنے اول وآخر تثنیہ ہو واللہ اعلم - باب ہیجدہم (۲۸۱) کذا فی المحیط واذا قال الرجل للمراۃ انی اریدلے قولہ حضر الشہود وہذہ المقالۃ الخ اقول الواو فیہ غلط الکاتب باب شانزدہم دوسرے صفحہ مین قولہ ہکذا فی المحیط لو قال الرجل لامراتہ انت طالق اقول الصواب لامراۃ علی التنکیر والا فلا فائدۃ فی جعل التطلیق اقرارا فی اثبات النکاح حیث فرضت المراۃ امراتہ فافہم - ایضاً صفحہ دوم محیط السرخسی اذا اقرت المراۃ انہا امۃ فلان لے قولہ بالضع باتۃ ظاہرۃ یدل علے ان المقرلہ - اقول الظاہر ان یقال بالضع باتۃ ظاہرۃ وہذا یدل الخ او ظاہرہ یدل - اسی باب مین ۲۸۵ - کذا فی التحریر شرح الجامع الکبیر للمنتقی عبد قال لرجل انا ابن امتک وہذہ امی امۃ لک ولدت فی ملکک ولکنی حرما ولدت الاآخر - اقول یون ہی الاآخر مذکور ہی والصواب عندی ما ولدت الاحرا - یعنی مین نہین پیدا ہوا مگر آزاد - اور اول ولدت فعل معروف مؤنث اور فاعلہ وہی امتہ ہی اور حکم مذکور کی وجہ یہ ہی کہ اسنے باندی مذکورہ کی نسبت بیان کیا کہ تیری باندی تیری ملک مین جنی ہی اور اس سے لازم نہین کہ اسی مقر کو جنی اور نہ اسکا اقرار اسکی مان ہونے یا مان کا باندی ہونے یا اسکی ملک مین بچہ جننے مین باندی پر لازم - اور یہ جو اسنے کہا کہ مین اسی کا بیٹا ہون تو لازم نہین کہ اسکی ملک مین پیدا ہوا ہو کیونکہ بالفعل اسنے مان کی نسبت تو قبل کی مملوکہ ہونے کا اقرار نہین کیا لہذا اسی کا قول معتبر ہوا فافہم - باب ہفتدہم شروع مسئلہ قولہ اذا کان لہ جاریۃ حبلے وبالولد اذا کان الخ الصواب بالوالد بمعنی پدر - اور اسی مسئلہ مین قولہ اما فیما یلزمہ

من الحقوق فاقراره صحیح - یون یلزمها بضمیر مونث مسطور ہی اور صواب یلزمهما بضمیر تثنیہ مذکر ہی اور مراد مقر
اور مقر لہ ہین اور ضمیر اقرارہ راجع بجانب مقر ہی یا ہر واحد بمعنی آنکہ حق بعد قبول مقر لہ ہی فافہم - اور یہی کے
تھوڑی دور بعد قولہ ہذا اذا ابق العبد وحدہ او مع امہ فی حالۃ الصحۃ فاذا ملک العبد الخ الصواب فاما اذا ملک
العبد الخ صفحہ ۲۹۰ - کذا فی الحاوی و بر جاریۃ ثم اقر انہا کانت مدبرۃ الی آخرہ الی قولہ واستخدمها و وطئها فصار - اقول
معنی ظاہر ہین اگر جملہ فعلیہ رکھا جاوے یعنے وجاز استخدامها الی آخرہ - باب ہیزدہم کذا فی محیط السرخسی ولو
اقر ان ہذا العبد الذی فی یدیہ عبد لفلان اشتریتہ منک بالف درہم ونقدتہ الثمن - اقول سہو من الناسخ والصواب
منہا بالخطاب یعنی ونقدتک الثمن - صفحہ ۲۹۴ - فی مسئلۃ التحریر قولہ محیط السرخسی رجل وکل رجلا ببیع جاریۃ لے
قولہ وکذلک الجاریۃ المامورۃ اذا اشتراہا مسلم اقول الصواب الجاریۃ المأسورۃ - یعنی وہ باندی جو اہل اسلام
مین سے کسی کی مملوک تھی اور اسکو حربی کافر قید کرکے لے بھاگے تھے اور صفحہ آیندہ مین بعد مسئلہ مذکورہ بالا کے
قولہ ولو کان الآمر قد مات ثم اقر الوکیل بشراء ہذا العبد فان کان العبد فی یدہ بعینہ او فی ید البائع الخ اقول المسئلہ
مشکلۃ عندی ولعل الصواب لم یدفع الثمن مکان قولہ یدفع - ثم قولہ فی آخرہا ویلزم بیع المیت اقول الصواب
ویلزم البیع المیت یعنی ان ہذا البیع یلزم فی حق الموکل الذی مات یعنی انہ یلزم ذلک فی ترکتہ - پھر اس سے دو صفحہ
کے بعد قولہ کذا فی المبسوط لو ان رجلا اشتری من رجل سلعۃ الخ مین الوجہ الثانی کے بیان مین لکھا - فابی فرد
علیہ بالبینۃ کان لہ الخ اقول یہ بھی فاحش اغلاط مین سے ہی اور میرے نزدیک اسمین تو شک نہین کہ بجاے
لفظ بالبینۃ کے بنکولہ صحیح ہی ہان یہ احتمال ہی کہ شاید اسقدر عبارت بھی ہو کہ فردعلیہ بنکولہ فان لم یسبق منہ الجحود
کان لہ ان یخاصم بائعہ - کیونکہ یہی مقصود مقام ہی خواہ عبارت موجود ہو یا نہو کما لا یخفی علی الفطن الماہر - باب نوزدہم
۱۳۰ - کذا فی المحیط قال ہو شریکی فیما فی ہذہ الحانوت الخ مین قولہ ومن اصحابنا من وافق - اقول وافق از موافقت
غیر مرضی ہی اور وفق از توفیق صحیح ہی - اسی باب کے آخر مسئلہ مین جو مبسوط سے منقول ہی از راہ فقہ ذی الوجہین ہی
کیونکہ بر قیاس مسئلہ متقدمہ مال دستاویز کا وجوب قرضدار پر قبل الاقرار واقع ہوا پس لامحالہ لازم نہین کہ قبل اقرار کے
جو کچھ اسکی کمائی ہو بر وجہ شرکت ہو کیونکہ ظہور شرکت مین مستند اسکا اقرار ہی اور وجود دستاویز مین وجود مقر کے قبضہ مین بر خلاف
اقرار معتبر ہو سکتا ہی اور نہین بھی ہو سکتا ہی فلیتامل فی المقام اگرچہ ارجح وہی ہی جو کتاب مین مذکور ہی واللہ تعالی اعلم - باب
بستم کذا فی الحاوی ولو اقر انہ قبض ما فی ضیعۃ فلان من طعام او ما فی نخلہ ہذا من تمر وانہ قبض الخ لعل الصواب او انہ
قبض واللہ تعالے اعلم - باب بست وسوم ۳۱۱ فتاوی قاضیخان لو قال لفلان علی نصف درہم ودینار وثوب
فعلیہ نصف کل واحد منہا - اقول اگر منہا کی ضمیر مثنیٰ بجانب دینار و ثوب ہی تو لفظ ایضا بھی چاہیئے ورنہ صواب
میرے نزدیک منہا بضمیر تانیث ہی اور مرجع ہر سہ اشیاء مذکورہ ہین - اس سے کچھ بعد مسئلہ قال محمد رح رجل لہ غلام
مین قولہ فان کانت قیمتہا علی السواء وقعت المفاوضۃ - اقول لفظ مفاوضۃ غلط ہی اور صواب لفظ مقاصہ بقاف
و تشدید صاد ہی ای تصیر کل واحد منہا قصاصا عن الآخر - پھر اسی مسئلہ مین لکھا - ولا یضمن کل واحد منہا لصاحبہ قیمۃ ما اشتری
کل ولا یرجع احدہما الی آخرہ اقول لفظ کل بھی مہمل ہی اور احتمال ہی کہ کاتب کے قلم سے سہواً زائد ہو گیا اور
اصوب احتمال مترجم کے نزدیک یہ ہی کہ عبارت یون ہوگی - قیمۃ ما اشتری کما لا یرجع احدہما الی آخرہ یعنی کوئی دوسرے

کے لیے خرید کردہ کی قیمت کا ضامن نہوگا جیسے قیمت فروخت کردہ کو واپس نہین لے سکتا ہی فافہم والمطلوب لایرخص لی فی ہذا المختصر

کتاب الصلح باب اول ۳۱۵ - قولہ ابدا وحی یموت لایجوز کذا فی المحیط لعل الصواب ابدا او حتے یموت الخ باب دوم صفحہ ۳۱۸ المبسوط رجلان لہما علے رجل الف درہم - مین قولہ وان کان دینہما واجبا فاداہ احدہما الخ اقول الصواب واجبا باداہ احدہما - یعنی ان احدہما عاقل بائع الرجل بدابتہ فوجب الدین بادائہ ہذا الواحد فافہم باب سوم صفحہ ۳۲۳ کذا فی المحیط الصلح من النفقۃ ان کان علی شے یجوز للقاضی تقدیر النفقۃ بہ کالنفقۃ الے آخرہ اقول الصواب کالنقدین الی آخرہ فلیتامل - پھر دوسرے صفحہ کے آخر مین تاتارخانیہ نقلا عن العتابیہ سے کے بعد مسئلہ اذا صالح الرجل بعض تجار مصالخ مین قولہ فان کان صالح علی اکثر من قیمتہم بما یتغابن الناس فیہ الخ مترجم کے نزدیک سہو فاحش مشوش ہو والصواب بما لایتغابن الناس فیہ - فلیتامل فیہ - باب چہارم صفحہ ۳۲۶ بعد خلاصہ کے مسئلہ طویلہ امراۃ استودعت رجلا الخ مین قولہ حتے لو اقام صاحب المتاع بینۃ بعد ذلک علے ما ادعے من المتاع لم یکن لہا علے المودعین الخ اقول یون ہی لفظ لہا بضمیر تانیث مذکور ہی اور تکلف بتاویل بعید کا محتاج اور ظاہر صحیح بضمیر مذکر ہونا چاہیئے فلیتامل - پھر اسکے بعد دوسرے صفحہ کے آخر مین بعد الحاوے مسئلہ اذا کانت الدار فی ید رجل فادعی یعنی ہذا القابض ادعی ان فلانا تصدق بہا علیہ وانہ قبضہا یعنی ان القابض قبض تلک الدار منہ بجہۃ الصدقۃ وقال فلان بل وہبہا لک یعنی انہ انکر الصدقۃ وقال بل وہبتہا لک - اسکے بعد لکھا فان اقر الذی فی یدیہ انہا ہبۃ بعد الصلح او جحد رب الدار الہبۃ والصدقۃ جمیعا قبل الصلح نعلی ما ذکرنا - اقول یہ عبارت غیر محصلہ ہی والصواب عند المترجم علی وجہ التصحیح ان یقال فان اقر الذی فی یدیہ انہا ہبۃ بعد الصلح او جحد رب الدار الہبۃ والصدقۃ جمیعا قبل الصلح - لم یبطل الصلح ولا رجوع علی ما ذکرنا - یعنی پھر اگر صلح کے بعد قابض نے اقرار کر دیا کہ بیشک دار مذکور اسکی طرف سے ہبہ ہی تھا یا مالک مکان نے صلح سے پہلے ہبہ وصدقہ دونون سے منکر ہوکر صلح کر لی ہو بہرحال صلح باطل نہوگی اور رجوع نہین ہوسکتا اور شاید کہ بجاے فان اقر کے وان اقر ہوا و جملہ ہو اور جملہ عاطفہ یعنی قولہ او جحد رب الدار الی آخرہ کی توجیہ کیجاوے - بالجملہ مقام مین توجیہ و تصحیح ضرور ہی فاللہ تعالے اعلم - باب ششم صلح العمال کے ابتدائی مسئلہ مین قولہ اولیا خذ رب الثوب ثوبہ - محل تخطیہ ہو اور قولہ کذلک اذا صالحہ علی دنانیر وان دفع الصلح علے ان یکون الثوب لرب الثوب او للقصار - محل استشباہ ہی اگرچہ ترجمہ سے توجیہ دریافت کیجاوے لیکن غالب گمان مترجم کا بجانب سقوط عبارت وتحریف وتصحیف ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب - باب ہفتم شروع مسئلہ قولہ لو باع منہ عبدا بالف درہم سود وتم صالحہ علے الف او مائۃ اقول میرے نزدیک یہ حرف تردید غلط ہی صواب واو ہی اگرچہ قولہ او بہرجتہ مین حرف التردید صحیح ہی صفحہ ۳۲۷ قولہ فکذا اذا قبض بعد راس المال اقول الصواب بعض راس المال لیزید فی الاجل کذا فی محیط السرخسی صفحہ ۳۲۹ المبسوط اذا اجار الکفیل بالنقص مما کفل سے فی المکیلات والزرعیات الخ یون ہی تمام مسئلہ مین زرعیات بزا منقوطہ مسطور ہی اور ظاہر صحیح ذرعیات بذال منقوطہ ہی اور شاید ترجمہ مین موزونات لکھ گیا اور مذروعات ساقط ہی پس جاننا چاہیے کہ مذروع سے وہ چیزین مراد ہین جو گزون سے ناپی جاتی ہین جیسے کپڑے وغیرہ اور

انکو سلم کے طریقہ سے خرید و فروخت کیا گیا ہی پس حکم مذکور ان چیزون مین بھی جاری ہی فافہفظہ - باب ہشتم سے کچھ پہلے جو مسئلہ مذکور ہی اسمین لفظ اسلم بمعنی مسلمان ہوا اور بمعنی عقد سلم ٹھہرایا دونون معنی مین بقصد ہر دو معنی بلفظ مشترک علیحدہ لائے ہیں سے مذکور ہی لہذا ہر جملہ مین مناسب معنی لینا چاہیے پھر واضح ہو کہ اسی مسئلہ مین قولہ ولو صالح المسلم منہا علی راس مال المسلم الخ لفظ منہا بضمیر مونث غلط ہی اور صواب منہما بتثنیہ ہی اور المسلم ای الذی صار مسلما - اور سلم ٹھہرانے والا یا رب السلم مراد نہین ہے کہ ضمیر منہا یا راجع بجانب حنطہ یا خمر یا تاویل بجانب سلم ہو وے ورنہ فی الجملہ معنی فاسد ہو جاوینگے فلیتامل صفحہ ۲۴۳ بعد خلاصہ کے مسئلہ وان صالحہ من العیب علی ثوب بعینہ الخ مین بیان الاصل کا فقرہ انہ تعذر الرد علی المشتری - بوجہ صلۂ حرف علی کے موہم ہو گیا اور وجہ ایہام تعلق علی متعلق قریب یعنی لفظ الرد ہی اور یہ مراد نہین ہی بلکہ تعلق بلفظ تعذر مراد ہی اگرچہ متعلق بعید ہی فلیتنبہ - بالجملہ ایسے اغلاط جنکی شان خفیف ہو اس کتاب مین بہت ہین اور حق الوسع بتوفیق اللہ سبحانہ وتعالی ترجمہ مین انکا لحاظ رکھا گیا ہی اب تطویل کو چھوڑ کر دوسری کتاب یعنی مضاربت کے کچھ اغلاط بیان کرنا چاہیے

کتاب المضاربت باب اول صفحہ ۱۹۳ کے آخر سطر مین قولہ وکان الدین علیہ علی حالہ رب الدین ہذا قول ابی حنیفۃ رح وعندہما الخ قولہ والخسران علیہ قریب دو سطر کے عبارت مکرر واقع ہوئی ہی اور مابعد صفحہ کے دوسری سطر مین قولہ ولو کان الدین علی ثلث - مین لفظ ثلث غلط ہی اور ثواب لفظ ثالث ہی اسی طرح تیسری سطر مین فقال الآخر کی جگہ فقال لآخر صحیح ہی باب سیزدہم صفحہ ۱۳۴ - قولہ وان زادت قیمتہا - الصواب قیمتہما بعد ذلک کان العتق باطلا ایضا کذا فی المبسوط پھر اسی صفحہ مین قولہ الا انہ یثبت لرب المال الخیاران الاولان کذا فی المحیط - مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہان بھی خطاء فاحش ہی اور غالب گمان یہ ہی کہ یہ کاتب کا سہو نہین بلکہ اصل کتاب مین یون ہی واقع ہوا اور صواب میرے نزدیک یون کہنا چاہیے کہ یثبت لرب المال الخیاران الاخیران - اگر کہا جاوے کہ محیط کی غلطی پر محمول کرنا جرأت ہی تو جواب دیا جائیگا کہ نہین نہین محیط مین غلط نہین بلکہ یہان غلط ہی پھر اگر اس سے تعجب کیا جاوے تو مترجم سے سننا چاہیے جس سے یہ معاملہ حل ہو اور تعجب زائل ہو - واضح ہو کہ اس فتاوے مین جملہ مسائل خواہ اصول مذہب سے ہون یا متاخرین مشائخ کے استخراج و علماء مفتیین کے فتاوے ہون اکثر معتبرات مثل محیط و ذخیرہ وفتاوے قاضیخان ومتون ہدایہ وغیرہ و تالیفات حاکم شہید مثل منتقی وغیرہ سے منقول ہین اور جامعین رحمہم اللہ تعالے نے بغرض قوت و کثرت نقل مع ایجاز و اختصار کے یہ عمدہ نفیس طریقہ اختیار کیا کہ ایک مسئلہ مثلا کسی اصل معتمد متداول سے شروع کیا پھر اگر وہ مسئلہ بجمیع وجوہ و تفاریع اسی اصل مذہبی یا متن معتمد مین موجود ہی تو اسی پر اکتفا کر کے دیگر معتبرات کا حوالہ دیدیا کہ یون ہی فلان وفلان کتابون مین بھی منقول ہی تاکہ نقل مین شہرت کے قریب پہونچ جاوے لیکن ایسا بہت کم ہی جملہ تفاریع و مقاسیس و مستخرجات وہان نہین ہوتے ہین کیونکہ مستخرج مین تو جو تفریع و تخریج دوسری کتاب مین ہی بعد ختم عبارت اصل وحوالہ کے اس کتاب سے نقل کر دی اگر سب تفاریع ہون ورنہ قدر موجود اسمین سے اور باقی کے لیے دوسری کتابون سے اسی طرح جہانتک ملا ہی سب جمع کیا گیا اور تفاریع پر بھی جابجا متعدد حوالے بغرض تقویت

ذکر کیے ہین اور کبھی بنظر اختصار مع فائدہ کامل کے ایک کتاب معتمد سے دو ایک تفریع پھر دوسری سے ایک دو
پھر باقی تیسری و چوتھی وغیرہ سے نقل کین تاکہ سب مین موجود ہونا اصل کا ظاہر ہو کیونکہ تفریع پر اصل ضرور ہی جس سے
اسکا درجہ تواتر کو پہونچ گیا۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب مین مقصد کی طرف رجوع کرتا ہون اور وہ یہ ہی کہ بیان
ابتدا رسالہ جو نقل ہوا اسمین اول و دونون خیار ہین سے ایک تضمین ہی اور اس اصل منقول عنہ مین خیارات کی ترتیب
اسی طرح رکھی گئی ہی پھر انجام کار محیط سے جو تفریع نقل کی اسمین خیاران اولان لایا حالانکہ بنظر ابتدائی ترتیب کے
ایک خیار تضمین بھی حاصل ہو ولیکن تضمین کا اختیار صحیح نہین لان الاعسار لایوجب له خیار التضمین بل موجبه عکس ذلک
یان اعسار کا موجب اعتاق ہی یا استسعا یعنی چاہے اپنا حصہ آزاد کرے یا اس سے سعایت کرا دے اور چونکہ
خیاران اولان کہنے مین خیار تضمین حاصل ہوتا ہی تو یہ خلاف مقصود اور غلط ہوا لہذا مترجم نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ خیاران
اخیران کہا جاوے۔ کیونکہ ابتدائی مسئلہ مین اعتاق و استسعا جسکا وہ مختار رہوا ہی ترتیب مین اخیرین ہین۔ پھر جو
مین نے کہا تھا کہ محیط پر غلطی کا الزام نہین ہو سکتا کیونکہ غالبًا اس کتاب مین تضمین اخیر ہوگا اور اعتاق و
استسعا ہی دونون اول ہونگے تو اسکا آخرین خیاران اولان کہنا صحیح ہوگا اس سے معلوم ہو گیا کہ درحقیقت یہ
جو فقط عبارت کے التقاط و اقتباس مین واقع ہوا کہ ملتقط کو یہ خیال نہین رہا کہ ہمارے یہان ابتدا مین ترتیب
خیار کیونکر ہی فافہم فہذا سانح عزیز والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی مولانا و سیدنا محمد رسول
رب العالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اس مطبوعہ نسخہ مین جہان سقوط عبارات و تحریف کا احتمال ہی وہ بہت
سخت ہی چنانچہ اسکی مثالین گذر چکین اور آوینگی انشاء اللہ تعالے اور جیسے صفحہ ۹۴۳ باب دہم مین لکھا کذا فی المبسوط
اختصم رجلان فی حائط فاصطلحا علی ان یکون اصله لاحدهما وللآخر موضع جذوعه وان یبنی علیه حائطا معلوما ویحمل
جذوعا معلومة لایجوز کذا فی محیط السرخسی۔ ظاہر عبارت تو اسی قدر ہی کہ دو آدمیون نے ایک دیوار مین
جھگڑا کیا پھر باہم اس شرط سے صلح کر لی کہ اصل دیوار انمین سے ایک کی ہو اور دوسرے کے لیے ایک
تو اس دیوار مین سے اسکی دھنیان رکھنے کی جگہ ہو اور دوسرے یہ کہ وہ اسپر ایک اور دیوار جسکی مقدار معلوم ہی
بنا دے اور اسپر بتعداد معلوم دھنیان رکھے تو یہ جائز نہین ہی کذا فی محیط السرخسی اور ظاہر وجہ یہ ہی کہ دوسرے
کی شرط جدید حق کا احداث ہی ورنہ دیوار مین سے ایک کی اصل اور دوسرے کا مواضع شہتیر ہونے
پر یا یہی صلح جائز ہونی چاہیے اور ایسے ہی صلح اسطرح کہ ایک کی دیوار اور دوسرے کے لیے فقط
حق احداث دیوار جدید اسکے اوپر جیسے مذکور ہوا بے شک ناجائز ہونی چاہیے اور اس سے قیاس
ہو سکتا ہی کہ مختلط بھی جائز نہو لیکن اسمین دوسرے کے لیے دیوار متنازعہ مین سے بھی مواضع شہتیر مشروط
ہین فیفیہ تامل فلیتامل۔ اور بعض ایسے اغلاط کتابت ہین جنپر صریح غلطی کا وثوق ہی جیسے کتاب الودیعۃ
سے چند سطور پہلے قولہ وان اخذها کرها لاضمان علیه۔ الصحیح لاضمان علیه۔ اور ایسے اور مقامات پر ایسے بہت تغیر
کتاب مین جنپر التفات نہین کیا گیا ہی

کتاب الودیعۃ باب چہارم (۳۴۷) کذا فی القنیہ قال خلف رح سالت اسدا عمن له علی آخر الف درہم الخ
اقول لفظ الف غلط فاحش ہی اور صواب یہ ہی کہ فقط درہم کا لفظ لکھا جاوے یعنی ایک کا دوسرے پر فقط

ایک درم آتا تھا پس قرضدار نے قرضخواہ کو دو درم دیے الی آخر المسئلہ - باب ششم صفحہ ۴۰۸ - کتب الکراہی وجہ العدد اقول الصواب العد وبالبوا و اور آخر صفحہ مین فلما لصدقۃ المودع ای فلم لصدقۃ - اور یہان اگرچہ معنی ٹھیک ہو جاتے ہین ولیکن بحسب البیان سہو ظاہر ہے - اور صفحہ مابعد مین قولہ فصدقہ فی التوکیل - الصواب فصدقہ - باب ہشتم المحیط رجلان اودعا رجلا الف درہم فمات المستودع وترک ابنا الخ یون ہی ابنا بصیغہ جمع مسطور ہے اور صواب بلفظ مفرد ہے باب دہم ۹۹۴ - کذا فی المحیط رجلا استقرض من رجل خمسین درہما فاعطاہ غلۃ ستین الخ ظاہرا یہ ترجمہ ہوا کہ ایک نے دوسرے سے پچاس درم قرض مانگے پس اسنے غلہ کے ساٹھ درہم دیدیے - واقول لفظ غلۃ بغین ولام دتا رکھنا یہان غلط ہے اور صواب غلطا بطا ہے اور معنی یہ کہ پس اسنے غلطی سے اسکو ساٹھ درم دیدیے - چنانچہ دوسرے مسئلہ مین جبکہ قرضخواہ نے بجاے پچاس قرضہ کے غلطی سے ساٹھ وصول کرلیے ہین لفظ غلط کو صحیح لکھا ہے - دوسرے صفحہ مین قولہ فقبضہا وضاعت قال ہو قابض حقہ ولا یضمن شیئا کذا فی المحیط اقول قبضہا بضمیر مونث صحیح نہین ہے اور صواب میرے نزدیک قبضہما بضمیر تثنیہ ہے اور اس سے آگے قولہ لا یعلم کما ہی قال ابو حنیفہ رح اقول الصواب لا یعلم کم ہی یعنی مقدار عددی معلوم نہین اور کما ہی سے عین حقیقت سے لاعلمی مقصود نہین ہے فافہم واللہ تعالے اعلم -

کتاب العاریت باب اول ۵۰۴ - قولہ فیکون مرضیا ہکذا فی السراج الوہاج - اقول الصواب فیکون قرضا - یعنے جب استہلاک عین الشئ کی اجازت دی تو یہ چیز اسپر قرض ہوگئی عاریت نہین رہی فافہم - ابتدائی باب پنجم مین ہے کہ واطلاق محمد فی الکتاب یدل علیہ فلا ضمان وبہ کان یفتی الخ اقول لفظ فلا ضمان قلم ناسخ کی روانی ہے غیر مربوط وزائد ہے والصواب ان یقال واطلاق محمد رح فی الکتاب یدل علیہ وبہ کان یفتی شمس الائمۃ السرخسی رح کذا فی الذخیرہ - باب ہفتم سے چند سطر پہلے قولہ ولو کانت عقد جوہر او شیئا نفیسا الخ یون ہی نفیس بنون ویار و سین مسطور ہے اور مترجم کے نزدیک صحیح اس مقام پر نفیس بنون وفا ہے اور مراد اس سے مقابل خسیس ہے اور شرع مین نفیس وخسیس مین فرق بھی بعض احکام مین معتبر ہے چنانچہ بیع تعاطی مین جو لوگ اسکو جائز رکھتے ہین انمین بعض کے نزدیک خسیس مین جائز ہے نہ نفیس مین اور اصح یہ ہے کہ ہر دو مین جائز ہے کما فی بیوع الہدایہ وغیرہا

کتاب الہبۃ باب دہم صفحہ ۵۵۹ کذا فی فتاوی قاضیخان امراۃ وہبت مہرہا من الزوج الخ اس مسئلہ مین لکھا - ان کانت قدحا قدر المدرکات - اسی طرح اس فقرہ مین اسم بلفظ قدح اور خبر بلفظ قدر بقاف و دال درا مہملہ مسطور ہے اور معنی مہمل - اور صواب میرے نزدیک لفظ قد بقاف و دال مشدد ہے اور رد ہی اسم مضاف بضمیر راجع بجانب عورت مذکورہ اور وہی خبر مضاف بجانب مدرکات ہے یعنی ان کان قدہا قد المدرکات یعنی اگر اس عورت کا قد وقامت اتنا ہو جتنا بالغہ عورتون کا قد ہوتا ہے فافہم -

کتاب الاجارہ باب ششم صفحہ ۵۹۳ قولہ وان جاوز الی الفارسیۃ فبدرہمین - اقول یون ہی فارسیہ بفا و را منسوب بلفظ فارس ظاہر ہوتا ہے اور صواب بقاف و دال یعنی قادسیہ ہے جو حیرہ وایک مقام معروف عراق ہے - باب ششم ۶۰۳ مسئلہ محیط مین بعد خلاصہ کے او کان المستاجر استاجر رجلا یقوم

علی الدابۃ مین لکھا - وان رای الصلاح فی بیع الدابۃ بان اتاہم المستاجر - اقول یون ہی لفظ اتاہم بظاہر ایتان سے
مشتق مذکور ہی اور معنی مہمل ہین اور صواب یہ ہی کہ اتہم مشتق از اتہام لکھا جاوے اور معنی یہ ہین کہ قاضی کے نزدیک
مستاجر مرد متہم ہی پس یہ بہتر معلوم ہوا کہ فروخت کردے فافہم واللہ تعالے اعلم - باب دہم صفحہ ۴۰۶ - مین قولہ کذا
فی المحیط فان سمی الطعام دراہم الی قولہ ونفی بتسمیۃ الطعام اقول یون ہی نفی بنون وفا ر مذکور ہی اور صواب بنون وعین
ونون یعنی لفظ تعنی جمیع کلم ہی اور اسی صفحہ مین قولہ فالمرضع فیہ الی العرف کذا فی المحیط - اقول صواب لفظ المرجع بجیم بجاے
المرضع بضاد منقوطہ ہی اور صفحہ آئندہ مین قولہ فان زادہا احد من ولدہا فلہم ان یمنعوہ - یون ہی زادہا بدال اور یمنعوہ بتقدیم
عین بر نون مذکور ہی اور صواب فان زارہا احد من ولدہا فلہم ان یمنعوہ الخ ہی - باب یازدہم مین قولہ وروی ابن سماعۃ
عن ابن سعد بن معاذ المروزی عن ابی حنیفۃ رح - اقول اسمین بکلی احتمال غلط ہی اور کتاب مین ایک مقام پر ابوعصمہ
سعد بن معاذ مروزی نام مذکور ہی پس شاید کہ ابن سماعہ نے بواسطہ سعد بن معاذ رح کے روایت کی ہو تو لفظ
ابن غلط ہی اور شاید کہ روی ابوعصمۃ سعد الی آخرہ ہو مگر اول اقرب ہی یا راوی دونون ہون واللہ اعلم - اور
افحش التحریفات مین سے باب شانزدہم مین قولہ کذا فے فتاوی قاضیخان وان استاجرہ لیکتب لہ غناء بالفارسیۃ
او بالعربیۃ المعصیۃ فالمختار انہ یحل لان الممنوع لا یحل لہ الاجر وانی الفزارۃ کذا فی الوجیز للکردری اور یہ منجملہ اُن مقامات
کے ہی کہ مترجم کو اسکی تصحیح میسر نہوئی یعنی جس عبارت سے اصل کتاب مین معانی کا استخراج ہی اور شاید مقصود
مسئلہ یہ ہو کہ فارسی یا عربی یا اردو وغیرہ کسی زبان مین راگ لکھنے کے لیے اجارہ پہ مقرر کرنا درصورتیکہ
وہ معصیت ہووے کیا حکم رکھتا ہی تو ظاہرا مزدور کو اجرت حلال ہی اور اگر اسکے پڑھنے کے لیے مزدور کیا تو حلال
نہین ہی کیونکہ فقط لکھنا درحقیقت راگ نہین ہی اور پڑھنا اسی طریقہ سے البتہ حرام ہی وقال المترجم یہ جواب جو مذکور
ہوا ظاہر الطریق حکم ہی ورنہ براہ دیانت جب فرض کر لیا گیا کہ عبارت معصیت ہی تو لکھنا حرام ہی پس الکتاب
مال لفعل حرام ہوا جو دیانت مین حرام ہوا ولیکن متاخرین نے فتوی دیا کہ سحر وجادو کا تعویذ لکھنے کی مزدوری حلال
ہی کما فی القنیۃ قال المترجم قنیہ کا یہ مسئلہ صحیح نہین ہی کیونکہ صحت اسکی بر اصول معتزلہ ممکن ہی یعنے اس زعم
پر کہ جادو فی نفسہ کوئی اثر کی چیز نہین بلکہ خالی اوہام ودستکاری ہوتی ہی جیسا کہ معتزلہ کا مذہب مشہور ہی اور کشاف
نے تفسیر مین اسکی تصریح کر دی ہی اور بنا بر اعتقاد جماعت اہل السنت کے سحر ٹھیک ہی اور ایسا تعویذ لکھنا قطعی
حرام وفساد ہی اور مزدوری قطعی حرام وخبیث ہی پس قنیہ کا ایسا تفرد مردود ہی اور فتاوے مین اس سے
منقول ہونا تجھے غرہ مین نہ ڈالے کیونکہ بکثیر ایسے اقوال نقل ہوئے ہین جو خلاف مذہب وخلاف اصول ہین فافہم
واللہ تعالے اعلم بالصواب - پھر کلام اصل مسئلہ مین جبکہ غنا ء مذکور فحش ومعصیت نہو یعنے مثلا اشعار مباح
ہون کہ اگر بلحن ستنگر پڑھے جاوین تو غناء ہوجاوین تو اسکی اجارہ کتابت کی صحت واجرت کے حلت مین کلام
نہین اور وہ بیشک جائز ہی اور راگ انکے گانے کے واسطے مزدوری کرنا تو بیشک بنا بر فقہی اصل کے
اجارہ منعقد اور اجرت لازم مگر حرام وخبیث ہوگی اور یہ باب اس اجارہ مین دشوار ہی یعنی ایک طرح سے
بنظر حکم کا جواب اور ایک نظر دیانت اسکی حلت وحرمت کا جواب پس لازم ہی کہ باب مذکور مین محتاط رہے
اور ظاہری حکم کا جواب دیکھکر کہ صحیح ہی غرہ نہو جاوے تا وقتیکہ باب دیانت مین اسکا حکم نہ پاوے

اور اگر اس مغالطہ کی اصل تلاش کرنا منظور ہو تو باب اجارہ اور کتاب الکراہتہ دونوں پر غور نظر سے مطالعہ کرے
جبکہ اصول ایمانی یعنے کتاب اللہ تعالے والسنت سے اور اصول الفقہ سے اور اصول فقہی سے فی الجملہ بہرہ
رکھتا ہو اور مترجم کو اس مختصر میں پورے بیان کی بھی گنجایش نہیں صرف اس سے اشارات پر اکتفا کرنا چاہیے
واللہ تعالی ہو الملہم للصدق والصواب وہو الہادی والیہ المرجع والمآب - اسی باب مین متفرقات سے کچھ پہلے
قولہ کذا فے التاتارخانیہ وان وصفوا لہ موضعًا الی قولہ وان اسموا لہ لحدا الاشقا - والصواب وان لم یسموا لہ لحدا اولا شقا
یعنے مزدور سے یہ نہین بتلایا کہ لحد کھودے یا شق کھودے اسلیے آخرہ اور موجودہ عبارت مہمل ہے یا بغیر
معنی ہے کما لا یخفی - باب ہفتم مین قولہ وفی اجارۃ الدار وعمارۃ الدار - اقول واو عاطفہ درمیان مین خطا ہے اور صواب
بدون واو کے ہے جیسا کہ اوسکے تامل سے ظاہر ہوجاتا ہے اور اسی طرح قولہ وکذلک کل سترۃ - مین لفظ
سترۃ مہمل ہے ظاہرا لفظ کل شئے یا اسکے مانند کوئی لفظ ہونا چاہیے جو عمارۃ الدار وغیرہ کے مناسب ہو
فافہم باب نوزدہم قولہ کذا فے المحیط واذا باع القاضی بید ابدین المستاجر الخ مسئلہ غیاثیہ مین لکھا کہ ولو علم المشتری
ان الدار مستاجرۃ لیس لہ ان یفسخ المشتری ویصبر حتے تنقضی مدۃ الاجارۃ الخ اقول اسی طرح جمیع نسخ مین
پایا جاتا ہے اور بظاہر یہ غلط ہے پھر اگر یہ معنی ہین کہ مشتری کو وقت خرید کے یہ علم تھا کہ مبیع کسی کے پاس اجارہ مین
ہے تو آیا مشتری کو خیار ہوگا یا نہین تو یہ مسئلہ کتاب البیوع مین مذکور ہے ولیکن قولہ ان یفسخ المشتری کی جگہ صواب
ان یفسخ البیع ہے اور اگر یہ معنی ہین کہ مشتری کو بعد اسکے معلوم ہوا کہ مبیع مستاجرہ بصیغہ مجہول ہے تو صواب یون ہے کہ
ان الدار مستاجرۃ لہ ان یفسخ البیع او یصبر الے آخرہ یعنی فہو بالخیار ان شاء فسخ العقد واسترد الثمن ان نقدہ
وان شاء صبر حتے تنقضے مدۃ الاجارۃ وہذا ہو الاصوب واللہ تعالے اعلم اور اس سے ایک ورق کے
بعد مطبوعہ مطبع اصل مین جو وقت الترجمہ پیش نظر تھی یون لکھا کان لہ ان تترکہ الاجارۃ فان تترک الاجارۃ فان
حفر واجری - اور مترجم نے وقت ترجمہ کے اسکی تصحیح مین تکلف کیا اور سمجھا کہ یون ہو سکتا ہے فان لم تترک الاجارۃ
فان حفر الخ پھر اصل کلکتہ سے معلوم ہوا کہ لفظ فان تترک الاجارۃ - بالکل نہین ہے یعنے مطبوعہ مطبع مین
کاتب نے زائد کردیا اور مصحح نے فروگذاشت کی ہے - پھر اس سے کچھ بعد قولہ عن محمد رح فے روایۃ کان علیہ
الاجر کاملا وعنہ فی روایۃ کان اقول یون ہی مسطور ہے اور صواب وعنہ فی روایۃ لا - یعنے لا اجر علیہ - پھر اس سے
ایک صفحہ کے بعد قولہ یجب ان یستقی الزرع فے الارض باجر المثل کذا فی الکبری - اقول یون ہی جمیع نسخ مین
یستقی از استقا بمعنی پانی وسینے وسینچنے کے مذکور ہے اور یہ غلط ہے اور صواب یستبقی از استبقا یعنی باقی
رکھنا اور چھوڑ رکھنا وغیرہ ہے اور معنی یہ ہین کہ اجر المثل کے عوض بس زمین مین کھیتی باقی چھوڑنے کا حکم واجب ہے
اور محصول یہ ہے کہ اگر کھیتی اُکھاڑنے کا حکم دیا جاوے تو اصلاح نہین بلکہ کاشتکار کا سخت نقصان ہوگا
اور اگر چھوڑنے کا حکم ہو تو مفت مالک زمین کا نقصان ہے لہذا واجب ہے کہ یون حکم دیا جاوے کہ ایسی زمین کا
جو کچھ کرایہ ہوتا ہے اُسکے عوض یہ زمین کھیتی تیار ہونے تک مستاجر پاس باجارہ ازجانب قاضی لازم ہے اگر مستاجر
پسند کرے اور اگر اپنی کھیتی اُکھاڑنے پر راضی ہو تو اُسنے خود اپنا نقصان گوارا کیا اور اس صورت مین
مالک زمین کو رضامندی اختیاری نہین ہے بلکہ وہ اس عوض پر مستاجر پاس چھوڑنے کے لیے مجبور

کیا جائیگا جیسے بیچ دریا مین کشتی کا اجارہ منقضی ہونے کی صورت مین مالک کشتی باجر المثل سوار رکھنے پر مجبور کیا جاتا ہی پھر اس سے کچھ دور بعد مسئلہ محیط مین بعد الخلاصۃ قولہ وان کان فی موضع تکون الاجرۃ علی المستاجر الخ یون ہی تمام نسخون مین یکون الاجیر مذکور ہی اور صواب یکون الحفر بحا رحطی دفا ز و رار مہملہ ہی اور یہ جملہ عطف ہی شروع مسئلہ کے قولہ استاجر حانوتین بالمار فی موضع یکون الحفر علی المواجر عادۃ - پھر اس سے کچھ بعد قولہ استاجر من آخر حانوتا سنۃ فظہر الحانوت الی مسجد فمضت سنۃ وقد سرق الخ اقول مطبوعہ کلکتہ وغیرہ مین یون ہی محرف مسطور ہی اور صواب یون ہی استاجر من آخر حانوتا سنۃ وظہر الحانوت الی مسجد فمضت ستۃ اشہر وقد سرق - یعنی بجائے فظہر کے جو بصیغہ ماضی از ظہور ظاہر ہوتا ہی وظہر بواو وبفتح الظار وسکون ہار بمعنی پشت ہی اور بجائے فمضت سنۃ کے جسکے معنی ایک سال گذر گیا فمضت ستۃ اشہر ہی یعنی چھ مہینے گذر چکے - اور بعد تامل بصیغہا کے واضح ہوجاتا ہی کہ یون ہی صواب ہی جسطرح مترجم نے زعم کیا واللہ تعالے ہو الملہم للصواب والیہ المرجع فی المبدأ والمآب - پھر اس سے کچھ بعد مسئلہ ذخیرہ مین قولہ لاتنفسخ العقد بموتہ واذا کان عاقدا یرید الوکیل الخ اقول صواب وان کان عاقدا یعنی بحرف واو وان وصلیہ ہی نہ بحرف شرط وظرف - پھر اس سے بعد مسئلہ ابوحنیفہ مین قولہ سکن المستاجر بعد موت المواجر فالمختار للفتوے جواب الکتاب وہو عدم الاجر قبل طلب الاجر - قال المترجم یون ہی مسطور ہی اور اسقدر وجازت مخل مقصود ہی کیونکہ جواب مذکور کے یہ معنی ہوئے کہ طلب اجرت سے پہلے اجب بعد مدت نہونا - حالانکہ مقصود یہ ہی کہ اگر مالک کے اجرت مانگنے سے پہلے اسنے سکونت کی ہی تو اسکی اجرت کچھ نہوگی پس صواب یہ ہی کہ وہو عدم الاجران سکن قبل طلب الاجر - یعنی اجرت طلب کیے جانے سے پہلے سکونت کی اجرت کچھ نہوگی - اور اشارہ ہی کہ اگر مستاجر سے اجرت طلب کی گئی پھر بھی وہ رہتا رہا تو اسپر واجب ہوتی رہیگی چنانچہ یہ مسئلہ مصرح مذکور ہی - پھر اس سے کچھ بعد قولہ وترکہ فی یدہ ورثتہ بالاجر المسمی الا باجر المثل - اقول یون ہی نسخ مین الا بحرف استثنار مسطور ہی اور صواب بحرف نفی ہی - اور روا ضح ہو کہ مطبوعہ کلکتہ مین کہی یہان بلکہ تمام کتاب مین بجائے ربیع براء و یار تحتیہ وعین مہملہ کے ربع ببار موحدہ مسطور ہی - وفی مطبوعۃ المطبع قبیل الرابع والعشرین قولہ فیتشرفیہ لصاحب احکام الغصب اقول الصواب سائر احکام الغصب وفیما تیلوہ من مسئلۃ الوجیز قولہ ان یامر الموجر علی ان یرفع اقول المعنی ان کان ہذا الفعل بامر المواجر لے آخرہ - باب بستم مین قولہ ولم تیصبہا مع المکان یجب الاجر کذا فی العیابیہ اقول ظاہر معنی یہ ہوسکتے ہین کہ جگہ ہوتے ہوئے اگر قائم نہ کیا تو کرایہ واجب ہوگا ولیکن صواب بجائے مکان کے امکان بزیادت الف یعنی لم تیصبہا مع الامکان - اور اسی کے بعد قولہ ان اوقد قبل ما اوقد الناس اقول قبل بقاف وموحدہ غلطی کاتب ہی اور معنی یہ ہوسکینگے کہ لوگون کی آگ روشن کرنے سے پہلے اسنے تنور مین آگ جلائی - اور صواب مثل بمیم ومثلثہ ہی یعنی ویسی آگ جلائی جیسی اور لوگ جلایا کرتے ہین یعنی اس سے زیادہ نہین کی اگرچہ کمی کی ہو کیونکہ کمی کی صورت مین بدرجہ اولے ضامن نہوگا فافہم - اس سے ڈیڑھ صفحہ کے بعد قولہ وان ارتفعا الے القاضی فقضی علیہ اقول یون ہی قضی علیہ از مصدر قضار مذکور ہی اور معنی مین اہمال ظاہر ہی اور صواب میرے نزدیک از قص لقص بقاف وصاد مہملہ صیغۂ تثنیہ ماضی معروف یعنی وقصا علیہ اور مراد یہ کہ دونون نے قاضی سے یہ تمام قصہ و واقعہ نقل کیا - باب بست وچہارم بعد

محیط کے مسئلہ ولو استاجر خیاطا لیخیط لہ ثوبا - مین لفظ مین خفیف اور معنی مین فاحش تغیر کا نقرہ قولہ ان تکل بتسلیم نفس الخیاط
اسی طرح خیاطت بصیغہ مصدر مسطور ہی اور صواب خیاط اسم فاعل ہی - اور کتاب مین ایسے اغلاط کہ بجاے اغیر مجہول فاعل
کے اغراز اغرار اور بجاے دور وزکے دہ روز بہت ہین - باب بست وہشتم مسئلہ منتقی ولو کانت سفن کثیرۃ - مین قولہ
کذلک القصار اذا کان علیہا حمولۃ - اقول یون ہی قصار بقاف دصاد ورا مسطور ہی جسکے معنی دھوبی وکندی گر وغیرہ ہین
ولیکن بالکل غیر مربوط ہی اور شاید صواب بجاے اسکے جمال کا لفظ ہو فافہم واللہ تعالی اعلم - ومطبوعہ مطبع مین قبل بست وہفتم
کے للاعمل بھولا کے الاجل چاہیے ہی - پھر اسی باب بست وہشتم مین قولہ کذا فی الذخیرۃ ولو استاجر من یجیئ بالبنا فھو صحیح
کذا فی محیط السرخسی اقول یون ہی تمام نسخ مین بالبنا آخر را مہملہ سے یعنی آگ مذکور ہی اور مترجم کے نزدیک البنا دآخر دال
مہملہ سے اسم فاعل از ندنبون ودال مشددہ ہی من ندا الصیر اذا توحش بعد الالف والالس فلیتامل واللہ اعلم - اور جملہ بریشان
کرنے والے اغلاط کے اس باب کے آخر مین قولہ لو قال الرجل للحمال ولو بشرط - اقول یون ہی بواو عاطفہ ولو مسطور ہی
اور صواب بدل واو الف ودا یعنی دا بصیغہ امر از ہدا وہ ہی فافہم - باب سی ام مطبوعہ مطبع مین باب انیس سے کچھ پہلے قولہ کذا فی
الوجیز للکردری استاجر ارضا اجارۃ فلا یترتب واشتری الاشجار الخ اقول لفظ فلا یترتب قلم ناسخ کی نہایت خراب روانی زائد ہی
اور بجاے اسکے ظاہر الفظ طویلہ ہی یعنی لفظ اجارۃ طویلہ - فافہم - باب سی ویکم قریب آخر کے قولہ ثم اختلفا قبل القبض فی
مقدار الاجل کان القول قول الاسکاف ولا یتحالفان کذا فی الذخیرۃ اقول یون ہی تمام نسخ مین لفظ مقدار الاجل
مسطور ہی اور معنی یہ ہونگے کہ مقدار مدت مین دونون نے اختلاف کیا ولیکن مترجم کے نزدیک یہ غلط ہی اور صواب
مقدار الاجر یعنی اجرت کی مقدار مین دونون نے قبل قبضہ کے اختلاف کیا فافہم واللہ تعالے اعلم - اور بہت
قریب الختم قولہ واذا دفع ثوبا الی الصباغ لیصبغہ بعصفر الی قولہ فی صفۃ ما تعین بہ - اقول اس لفظ ما تعین مین بھی تردد ہی
اور معنی ظاہر ہین والظاہر ما فی الترجمۃ واللہ تعالے اعلم - باب سی ودوم قولہ استاجر مسحاۃ للعمل فقال لا ارید الاجر
بل لعمل لی مقبضا للمسحاۃ من الخشب ثم طالب الاجر ان کان لما طلب لہ قیمۃ فیجب اجر المثل والا فلا کذا فی الوجیز للکردری
اقول مترجم اس وجارت سے قاصر ازادراک ہوا اور ظاہر اقیمۃ مضاف بضمیر غائب غلط ہی صرف قیمۃ بلفظ نکرہ ہی اور
مراد یہ ہی کہ موا جرنے مستاجر سے لکڑی کا بینٹ اسکے لیے چاہا تھا پس حکم یہ دیا ہی کہ جو چیز چاہی تھی اگر اسکی کچھ قیمت
ہوتی ہو تو اجارہ فاسد منعقد ہوگا پس اجر المثل واجب ہوگا اور اگر اس چیز کی کچھ قیمت نہو تو اجرت کے صریح
نفی کرنے اور بے قیمت چیز مانگنے سے بدلالت معلوم ہوگیا کہ عاریت دیا ہی پس مستاجر کا باجارہ طلب کرنا مہمل ہوکر
اسکو عاریت ملنا ثابت رہگیا تو اسپر کچھ کرایہ واجب نہوگا کیونکہ اجارہ منعقد نہوا اور ضمان واجب نہوگی کیونکہ اجازت
مالک کیوجہ سے غصب متحقق نہوا ہکذا ظہر للمترجم فاللہ تعالی اعلم - قولہ کذا فی جواہر الفتاوی اذا استقرض الوصی والمتولی
لا الصغیر - اقول الصواب للصغیر - پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ ثم بدا لہ ان یمنع من ذلک لانہ غیر لازم کذا فی
النسفی اقول صواب میرے نزدیک یون ہی ثم بدا لہ ان یمنع من ذلک فلہ ذلک لانہ غیر لازم اور اسکی تصویب تھوڑے
تامل سے واضح ہوگی - پھر اس سے دورکے بعد قولہ ثم یجبر بہا دیا مرہا بتخلیط الدار وتسلیم الدار الی الثانی کذا فی الحاوی للفتاوی
اقول الصواب بتخلیص الدار کما لا یخفی قولہ کذا فی القنیہ وفی جامع الفتاوی ولو استاجر رجلا لیبنی لہ منارۃ اسکے قولہ ثم قال
اقدر ان احفر البقیہ اقول الصواب لا اقدر ان احفر البقیۃ کما لا یخفے - اسی کے پیچھے قولہ قال محمد فیمن غصب قول المسوا

فیمن غصب فافہم - اور اس سے کچھ بعد قولہ فلو قال اردت المالک - اقول الصواب اردت الملک - پھر اس سے ڈیڑھ صفحہ بعد بجاے فان لم یصل کے فان لم یفعل اور بجاے الصحتی فالزیادۃ کے الصحۃ فالزیادۃ چاہیے - پھر اس سے دو ورق کے بعد نسخہ مطبوعہ میں قولہ کذا فی المحیط رجل استاجر حجرۃ موقوفۃ الخ میں لکھا فان لم یخرج اخرجہ من الحجرۃ فے یدہ الا اذا خاف وان کان الخ بعد تامل کے واضح ہوا کہ یہاں قولہ فی یدہ الا اذا خاف محض روانی قلم کاتب دغلط ہے پس اصل مطبوعہ کلکتہ سے تصدیق کرکے یقین ہوگیا - واضح ہو کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وضع مسئلہ کسی شی معین میں فرض کرکے دوسری تفریع میں سولے لیکے دوسری چیز موضوع قرار دیتے ہیں اور یہ غلطی نہیں ہے بلکہ اشارہ ہے کہ اصل مسئلہ میں خواہ یہ فرض کیا جاوے یا وہ موضوع مانا جاوے حکم میں تغیر نہیں ہے اور ایک میں جو حکم مذکور ہوا ہے وہی دوسرے میں یکساں ہے اور ان دونوں میں اتفاقی علت دریافت کرکے دوسری چیزوں کو انھیں پر قیاس کر سکتے ہیں اور یہی تخریج کے معنی ہیں مثال اسکی وہ مسئلہ ہے جو محیط میں نقل کیا بقولہ وفی الاصل اذا استاجر عشرا من الابل الی مکۃ بعبد بعینہ او بغیر عینہ فان کان العبد بعینہ فالاجارۃ جائزۃ وان کان بغیر عینہ فالاجارۃ فاسدۃ ثم اذا کان العبد بعینہ حتی جازت الاجارۃ فہلک العبد قبل التسلیم بعد ما استوفی المعقود علیہ کان علی المستاجر اجر مثل الدار الی آخرہ اور یہ معلوم ہے کہ دار کا مسئلہ میں ذکر ہی نہیں آیا ہے پس اشارہ ہے کہ ان دونوں سے ایک دوسرے کی جگہ مفروض ہونے میں یکساں ہے فلیتامل فیہ فان

ہذا غایۃ توجیہ المقام واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال

کتاب المکاتب باب اول فی قولہ واما الذی یرجع لنفس الرکن لے قولہ الداخل سے فی صلب العقد من البدل - اقول لفظہ من البدل تحتاج فتامل - باب پنجم قولہ کذا فی التاتارخانیہ ولو کاتب عبدین مکاتبۃ واحدۃ - اس مسئلہ طویلہ میں لکھا - فیسلم للمدبر من قیمتہ و یسعی فیما بقی و ہو ثلثۃ و ثلثون ثم الخ اقول الصواب ثلثۃ و ثلثون و ثلث درہم ثم الی آخرہا اور جسکو فن حساب میں ادنے مہارت ہو اسپر یہ غلطی پوشیدہ نہیں ہو سکتی ہے - ایک صفحہ کے بعد کذا فی الہدایہ ولو کاتبہ فی صحتہ علی الف درہم میں لکھا وان کان المولی قد قبض ذلک سنۃ خمسمائۃ - اقول لعل الصواب ان یقال قبض ذلک سنۃ الاخمسمائۃ فلیتامل فیہ - باب ہفتم بعد کافی کے اذا کاتب الرجلان کے مسئلہ میں ہر ایک جگہ نصف ما بقی مذکور ہے اور شاید النصف بلام تعریف عہدی ہو اور ما بقی اسکا بدل ہو کیونکہ مقصود ما بقی کا وصول کرنا اور وہ نصف ہے اور ظاہر عبارت سے یہ نکلا کہ باقی نصف کا آدھا اسنے وصول کیا اور یہ چوتھائی ہوا فلیتامل فیہ - باب ہشتم کذا فی الکافی واذا قتل عبد المکاتب رجلا خطاء میں لکھا لتسلیم لہ نفسہ - یعنی لتسلیم بروزن تفعیل مصدر لکھا ولیکن صواب لتسلم بصیغہ مضارع از سلامت ہے

کتاب الولاء باب اول کذا فی المبسوط رجل اشترے عبدا من رجل ثم ان المشتری الی قولہ اذا کان البائع یجحدا قول الصواب یجحد من الجحود جسکو اردو میں مکر جانا بولتے ہیں - ومن المواضع التی ینبغی فیہا التامل قولہ فی الباب الثانی فی الفصل الاول ومنہا ان لا یکون للعاقد وارث وہو ان لا یکون من دارث اقول ہذا وجد فی النسخ وقد طوینا الکشح عن البحث فیہا فلیبحث الرجل الصالح الذی یمشی بالصلاح دون الفساد ویصلح المقام واللہ تعالے ولی الجود والانعام - اور کتاب الاکراہ سے کچھ پہلے قولہ ویستحلف علی المال بالیہ لم تعطنی - اقول الصواب لم تعطنی علی صیغۃ المخاطبۃ الحاضرۃ فافہم

کتاب الاکراہ - کذا فی فتاوے قاضیخان قال محمد رح لو ان لصا غالبا اکرہ رجلا الی قولہ و لو اکرہ علی ان یطلقہا ثلثا ولم یدخل بہا فطلقہا و غرم لہا نصف المہر اقول یون ہی نسخون مین موجود ہی اور صواب میرے نزدیک یون ہی کہ فطلقہا واحدۃ و غرم لہا الی آخرہ کیونکہ مقصود یہ ہی کہ باوجود مخالفت کرنے مکرہ کے اس سے تاوان و اپس لیگا جبکہ نتیجہ ایک ہی لازم آیا اور وہ نصف مہر تاوان بھرنا اگرچہ تطلیق واحد مین بینونت غلیظہ جو تین طلاق کے ساتھ ہوتی ہی لازم نہین آئی ولیکن یہ امر دیگر ہی فافہم - باب دوم تاتارخانیہ کے بعد و لو ان المرأۃ ہی التی اکرہت حتی تزوجہا الی مسئلہ طویلہ علینی شرح ہدایہ کے آخر مین لکہا فکان کما لو زنیت بالمسمی نصا و لو رضیت نصا فعلی قول ابی حنیفۃ للاولیاء حق الاعتراض وان کان الزوج کفوا فلہا ولیا رحق الاعتراض عند ابی حنیفۃ لعدم الکفاءۃ و نقصان المہر الی آخرہا - اس مسئلہ مین دو جگہ کاتب کا سہو ہی ایک تو اس عبارت سے پہلے درصورتیکہ شوہر کفو نہو اور دخول واقع نہوا ہو لکہا عند ابی حنیفۃ لعدم الکفاءۃ لنقصان المہر - ان دونون توجیہ کے درمیان سے واو عاطفہ چہوڑ دیا اور یہ غلطی سہو ہی - اور دوم یہان البتہ مخلجہ شدیدہ ہی اور وجہ یہ ہی کہ درصورتیکہ شوہر نے اس عورت سے دخول کیا ہی دو صورتین ہین ایک یہ کہ عورت نے زبردستی سے دخول کرنے دیا اور دوم یہ کہ خوشی سے راضی ہوئی پس زبردستی کی صورت مین اگر شوہر کفو ہی تو لکہا کہ عورت یا اولیا رکسی کو اعتراض کی گنجایش نہین ہی اور اگر کفو نہو تو دونون کو اعتراض کی گنجایش ہی اور بخوشی و رضامندی کی صورت مین یہ تفصیل مذکور نہین ہی بلکہ یہ بیان ہی کہ عورت مذکورہ مہر مسمی پر بدلالت راضی ہوگئی تو ایسا ہوا کہ گویا صریح راضی ہوئی اور صریح رضامندی کی صورت مین اولیا رکو اعتراض کا حق حاصل ہی اگرچہ شوہر اسکا کفو ہو - پس اگر قولہ وان کان الزوج کفوا - ہو اور وان وصلیہ قرار دیا جاوے تو یہ معنی ہوسکیہ جو مذکور ہوئے اور کلام تام ہونے کے یہ معنی ہونگے کہ پس اولیا رکو امام اعظم رح کے نزدیک اعتراض کا حق دو وجہ سے حاصل ہوا ایک تو کفو نہونا اور دوسرے مہر کم ہونا اور صاحبین کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے اولیا رکو اعتراض کا حق ہوگا - مترجم کہتا ہی کہ دخول رضامندی کی صورت مین کفو و غیر کفو کی تفصیل مذکور نہین ہی کیونکہ پھر یہ تفریع غیر مذکور پر لازم آویگی - اور اگر تفریع مذکورہ کے یہ معنی لیے جاوین کہ امام کے نزدیک اولیا رکو دو وجہ سے حق الاعتراض حاصل ہوا کرتا ہی اور صاحبین کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کی وجہ سے ہوتا ہی تو تفصیل کا ذکر نہونا کچھ مضر نہین ہی و ہذا ہو الصواب ولیکن تفصیل مدار رہونا دفع نہوا اور یہ توجیہ تو اس نسخہ کی عبارت کی ہی اور اگر قولہ وان کان الزوج کفوا جملہ مستقلہ لیا جاوے ولیکن بجاے اسکے وان لم یکن الزوج کفوا لیا جاوے تو سب خلجان سے نجات ہوجاتی ہی اور معنی یہ ہوتے ہین کہ درصورت برضامندی دخول کے بدلالت رضامندی مہر مسمی پر ثابت ہوئی اور اسکا وہی حکم ہی جو صریح رضامندی کی صورت مین جبکہ شوہر کفو ہو مذکور ہوا یعنی اولیا رکو حق اعتراض حاصل ہی یعنی صاحبین کے نزدیک نہین چنانچہ معلوم ہوچکا اور اگر شوہر کفو نہو تو اولیا رکو حق الاعتراض عند الامام بدو وجہ حاصل ہی کیونکہ امام کے نزدیک قلت مہر کی صورت مین اولیا رکو اعتراض کا اختیار ہوتا ہی اور صاحبین کے نزدیک فقط عدم کفو سے اعتراض کا حق ہی کیونکہ اولیا رکو اسی قدر عار سے تعرض ہوتا ہی - اس تقریر سے تفصیل بھی موجود ہی اور استدلال بھی بموقع ہی اور تفریع بموقع لازم نہین آتی ہی کیونکہ امام کے نزدیک اولیا رکو دو طرح کا حق اعتراض اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی طرح کا حق ہونا اس باب اکراہ سے متعلق نہین ہی

کیونکہ اسکے بیان کا موضع کتاب النکاح باب الکفو ہی اور یہان محض افادہ مکررہ سمجھا جائیگا اور تفصیل کا سقوط اس مقام پر عیب ہی فلیتامل فیہ واللہ تعالی اعلم بالصواب - پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ کذا فی المبسوط ولو اکرہ الموکل والوکیل بالقید والمشتری بالقتل ضمن الوکیل لاغیر ہذا اذا کان المشتری مکرہا بالقتل ضمن علی الشراء الخ اقول ضمن آخر کا غلط محض ہی اور صواب صرف اسی قدر ہی کہ مکرہا بالقتل علی الشراء کما لایخفی علی من لہ ادنی مسکۃ - پھر اسکے بعد قولہ کذا فی المبسوط ولو اکرہ علی ان یبیع مال المکرہ او اشتری بمالہ - اقول الظاہر او یشتری بمالہ - پھر اس سے ایک صفحہ کے بعد مسئلہ مبسوط مین بعد محیط سرخسی کے ولو اکرہ بوعید تلف الخ مین لکھا وان اقربہا کان علیہ الکفارۃ والصواب وان قربہا یعنی عورت سے قربت وجماع کر لیا - پھر اس سے کچھ دور بعد المبسوط ولو اکرہ علی کفارۃ یمین قد حنث الخ مین قولہ فان کان قیمۃ ادنی العبید مثل ادنے الصدقۃ - اقول الصواب مثل ادنی النفقۃ یعنی بجاے صدقہ کے نفقہ صحیح ہی - پھر اسکے بعد ولے طویل مسئلہ مبسوط مین ایک فقرہ ساقط ہونے کا احتمال ہی چنانچہ لکھا ولو قال للہ علی ان اتصدق بثوب ہروی او مروی بعینہ فتصدق بہ الخ اور مترجم کے نزدیک صواب یہ ہی کہ ولو قال للہ علی ان اتصدق بثوب ہروی او مروی فاکرہ علی ثوب ہروی او مروی بعینہ فتصدق بہ - یعنی نذر کرنے والے نے بطور نکرہ ایک ہروی یا مروی کے صدقہ کرنے کی نذر کی تھی اور مکرہ نے اسکو کسی معین ہروی یا مروی صدقہ کرنے پر مجبور کیا فافہم واللہ تعالے اعلم - باب سوم کے اول مسئلہ طویل مین کئی جگہ خطا رہی اول قولہ وان اتفقا علی ان البیع بینہما کان تلجیۃ ثم اجازہ احدہما لم یجز جمیعا - اقول غلط ہی اور صواب یون چاہیے ثم اجازہ احدہما لم یجز حتے یجیزا جمیعا - یعنی ایک کی اجازت دینے سے بیع جائز نہو جائیگی جبتک دونون اجازت نہ دین یعنی دونون کی اجازت سے گویا جدید بیع ہو جائیگی - پھر اسکے دو سطر بعد لکھا ولو تواضعا علی ان یجیزا انہما تبایعا - صواب یخبرا از اخبار ہی نہ از اجازت - پھر اس سے آٹھوین سطر مین لکھا لو تصادقا علی انہ لم یحضرہما بنیۃ - اقول بنیۃ یعنی گواہی غلط ہی اور صواب نیت کا لفظ ہی - اسی طرح اس سے دس سطر بعد لکھا ولو قال فی السر یرید ان یظہر بیعًا علانیۃ اسی طرح یرید ویظہر بصیغہ غائب لکھا اور صحیح بصیغہ متکلم بنون ہی - باب چہارم شروع مین قولہ فان وقع فی قلبہ ان ہذا القدر من الحبس والقید نعمۃ - یون بنون وعین لکھا ہی اور ظاہر النقمۃ بنون وقاف ویا ماننا اسکو کوئی لفظ ہو دوسرے اور ایسے اغلاط بہت ہین -

کتاب الحجر - باب دوم فصل اول قولہ کانت قیمتہ علی عاقلتہ عندہما جمیعًا کذا فی المحیط - اقول الاوثق بالاصول ان یقال عندہم جمیعًا فاللہ تعالے اعلم - باب سوم - کذا فی التاتارخانیہ المحبوس بالدین اذا کان یسرق فی الخ یسرق آخر قاف کے ساتھ غلط ہی اور صواب یسرف بفا ہی اور کتاب الماذون سے پہلے بعد تبیین کے مسئلہ واقعات مین قولہ لا اجلس مع المدعی فلہ ذلک کذا فی العینی شرح الہدایۃ اقول غلط فاحش ہی اور صواب یہ ہی کہ یہان عبارت ساقط ہو گئی یون چاہیے کہ فقال الغریم لا اجلس مع غلامہ واجلس مع المدعے الخ کما لا یخفے علی من لہ ذوق سلیم وطبع مستقیم -

کتاب الماذون باب دوم قولہ کذا فی المبسوط ولو اشتری عبد اعلی انہ بالخیار فسرا ومتصرف فلم ینہہ فہو رضا بالبیع او لحقہ دین اولا قبضہ او لم یقبضہ لم یصر محجورا من وقت البیع - اقول یہانتک عبارت غیر محصل ہی

مترجم کو محل معلوم ہوئی ہان لگے جو عبارت مذکور ہی یعنی وفی نسخہ اذا راہ الی آخرہا وہ البتہ صحیح ہی۔ پھر اس سے ایک صفحہ
کے بعد یہ مسئلہ مسطور ہی کذا فی المبسوط واذا کان العبد کلہ لرجل فقال المولی لاہل السوق الخ اس مسئلہ کا ترجمہ اس مقام
سے درست کر لینا چاہیے اذا کان العبد کلہ لرجل۔ اگر کوئی غلام پورا کسی شخص کا ہو۔ فقال المولےٰ لاہل السوق
پھر مولےٰ نے بازار والون سے کہا کہ۔ اذا رأیتم عبدی ہذا یتجر فسکت ولم انہہ فلا اذن لہ فی التجارۃ جب تم دیکھو کہ
مین نے اپنے اس غلام کو تجارت کرتے دیکھا اور اسپر مین خاموش رہا کچھ منع نہ کیا تو مین اسکو تجارت کی اجازت نہین
دونگا یعنی میرا یہ فعل اس غلام کے حق مین تجارت کی اجازت نہین ہی۔ ثم رآہ یتجر فسکت ولم ینہہ لا یصیر ماذونا فی
التجارۃ کذا فی المغنی۔ پھر اس غلام کو خرید فروخت کرتے دیکھا اور خاموش رہا اور اسکو منع نہ کیا تو غلام مذکور ماذون
التجارۃ نہو جائیگا یہ مغنی مین ہی۔ باب سوم سے کچھ پہلے قولہ فرق ابو حنیفۃ بین الحجر والاذن عندہ لا یثبت الحجر بخبر الواحد اقول
الظاہر ان یقال فان عندہ لا یثبت الی آخرہ۔ اسی باب مین باب چہارم سے ڈیڑھ ورق پہلے مسئلہ مبسوط مین جسکا
شروع یہ ہی کذا فی المغنی فاذا حل الاجل کان العبد بالخیار الی آخرہا۔ لکھا کان تسلیمہ جائزا عندہم حتی یتوی علی الغریم۔ اقول
صواب یہ ہی کہ کہا جاوے حتی یتوی مال علی الغریم۔ یعنی جو کچھ قرضدار پر ہی ڈوب جاوے۔ پھر باب چہارم سے ایک
صفحہ پہلے قولہ وان شاء رجع الی العبد بنقصان العیب الذی حدث عندہ من الثمن یعنی فی الجنایۃ فی الوطی۔ اقول الصواب
عندی فی الجنایۃ او فی الوطی فافہم۔ باب چہارم کذا فی المغنی ولو اقر بذلک بعد ما باعہ القاضی الی قولہ ولکن ان اعطوہ
ذلک وکاتب بہ انفسہم جاز۔ الصواب وطابت بہ انفسہم اور قولہ ثم یرجع بہ علی الکفیل الغرماء کذا فی المبسوط۔ والصواب ثم یرجع
بہ الکفیل علی الغرماء فلیتامل۔ اور قولہ کذا فی المغنی ولو ان الغرماء لم یقدروا علی المشتری الی ان قال حتی لو کانوا اربعۃ واختار
اخذ ضمان القیمۃ۔ اقول الصواب واختار واحد منہم اخذ ضمان القیمۃ۔ اور آخر مین قولہ او لم یجز البیع فی شئ من
العبد کذا فی المحیط حرف او ظاہر اغلاط ہی صرف واو عاطفہ چاہیے۔ اسی طرح ایک صفحہ کے بعد قولہ فضمنوہ قیمتہ صحیحا
او الحکم الخ۔ صواب فالحکم ما ذکرنا الخ ہی۔ اسی طرح ایک ورق کے بعد قولہ کذا فی المحیط ولو لم یقبضہ المشتری ولکنہ باعہ
الخ مین قولہ سلم العبد لہ لو لم یکن لہ علی الرجل۔ صواب ولم یکن لہ الخ ہی اور اس مسئلہ مین کچھ بعد قولہ فیرجع بنقصان القیمۃ علی
البائع ان لم یکن للبائع الخ اقول حرف ان شرطیہ غلط ہی اور صواب اسکا ترک ہی یعنی علی البائع لم یکن للبائع اسلے
آخرہ فافہم اور باب پنجم سے ایک صفحہ پہلے قولہ کذا فی المبسوط عبد ماذون علیہ دین باعہ المولےٰ من رجل
واعلمہ بالدین۔ شاید صواب اعلمہ از اعلام بمعنی اخبار ہی واللہ تعالےٰ اعلم۔ اور باب پنجم کے قریب قولہ ولو امر المولےٰ
عبدہ الماذون بکفل الرجل صحیح لرجل بلام جارہ ہی اور اسکے بعد قولہ فیضیع بہ مالہ۔ صحیح فیتضیع بنون بعد ضاد وشدۃ وطاء ہی
باب پنجم کذا فی فتاوےٰ قاضیخان العبد الماذون اشتری عبدا الخ مین لکھا لا یصیر الثانی محجورا او لم یکن۔ اقول الصواب
ولو لم یکن قال المترجم اس قسم کے اغلاط بہت کثرت سے ہین ان سب کے استقصا مین تطویل مخل ہی۔ باب ششم
کذا فی المحیط واذا کان علی الماذون دین الخ مین لکھا ویستوفی ان کان علی الماذون دین۔ ظاہرا یستوی کا یستوفے
لکھا ہی یا یستوی فی ذلک۔ ہو وے واللہ اعلم۔ اس سے ایک صفحہ کے بعد قولہ کذا فی العینی شرح الہدایہ لو کان
العبد صغیرا او کان صغیرا حرا او معتوہا فاقروا بعد الاذن انہم قد اقروا لہ بہذا قبل الاذن کان القول قولہم کذا فی المبسوط
یعنی غلام صغیر یا طفل آزاد صغیر یا مرد معتوہ سے اجازت تجارت حاصل ہونے کے بعد اقرار کیا کہ ہم نے اس شخص کے

لیے اجازت حاصل ہونے سے پہلے اقرار کیا تھا تو قول انہیں ہر ایک کا قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی ایضاً
باب ششم قولہ کذا فی المبسوط فان کان المولی اقر بالف درہم ثم اقر بالف درہم وکان الخ اقول ایک مرتبہ اور چاہیے ثم
اقر بالف درہم یعنی تین مرتبہ ہزار ہزار درہم کا اقرار کیا اور اس سے تھوڑا بعد قولہ والمسئلۃ بحالہا و بیع العبد بالف
درہم فانہ یبدأ بدین البائع وما بقی بعد ذلک فہو بین غرماء العبد ویستوی ان کان العبد فی صحۃ المولی او فی مرضہ کذا فی المبسوط
اقول اسمین میرے نزدیک خطا ہی کہ بیع العبد بالف درہم اور صواب یون ہی کہ بیع العبد بالفی درہم یعنی دو ہزار درم
کو فروخت کیا گیا - باب ہشتم قولہ کذا فی المغنی ولو کان عبد المحجور اجرہ مولاہ الی قولہ قول المستاجر او فی المسئلۃ الظاہر ولو
فی الخ کذا فی التاتارخانیہ قال محمد رح العبد اذا باع و اشتری الخ مسئلہ مغنی مین کئی جگہ بجاے مشتری کے بائع کی تصویت مترجم
کا زعم ہی اور شاید کہ باعتبار وصف مالکان کے مشتری سے تعبیر کیا گیا اگرچہ فی الحال کے وصف سے بائع ہو و بالجملہ
ففی المقام تامل لا تسود وجوہ الصفحات بذکر الوجوہ فتامل فیہ واللہ تعالے اعلم بحقیقۃ الحال - قریب باب نہم کے قولہ
کذا فی المحیط وان نقص کان النقصان فی رقبۃ المحجور لانہ اذا بیع الخ اقول والصواب عندی ثم اذا بیع الخ فافہم - باب نہم کذا فی
فتاوے قاضیخان واذا اذن المسلم لعبدہ الکافر الی قولہ وہو مولاہ - الصواب وہو مولاہ یعنی وہ اور اسکا مولے
دونون - اور اسی مسئلہ مین قولہ فان کان صاحب الدین الاول کافرا فی الدینین الخ اقول اس مقام پر عبارت ایسی طور سے
ساقط ہی کہ مترجم سے اسکی تصحیح محل تامل ہی پس انتظار چاہیے یہانتک کہ کوئی دوسرا صحیح نسخہ دستیاب ہو واللہ تعالے
اعلم پھر اس سے تھوڑی دور بعد قولہ ولو کان احد الغرماء مسلما شہد لہ کافران والآخران شہد اقول اما ان نکلت والآخران
کافران شہد الخ واما ان عنیت ہذا المعنی بنوع تکلف من دلالۃ المفہوم فافہم - پھر اس سے تھوڑی دور بعد کذا فی المغنی واذا
اذن المسلم لعبدہ الکافر الخ مین لکھا ثم ادعے علے العبد دین الف درہم - اقول الصواب ان یقال ثم ادعی رجل حر
علے العبد الخ کما لا یخفی علے المتامل - باب یازدہم کذا فی المغنی ولو کان للماذون دار من تجارتہ الخ مین لکھا وعلی ہذا لو شہد
علی الماذون فی حائط الخ اقول لفظ شہد از شہادت تو صحیح نہین ہی بلکہ صواب اشہد مجہول از اشہاد ہی والفرق بینہما مما لا یخفے
علی الماہر فی الفن بحسب تعلق المقام - باب دوازدہم کذا فی المحیط ولا یجاب ابی الماذون تزویج امتہ الخ مین قولہ لا من المولی
کی جگہ لا من الولی چاہیئے - اسی باب مین صفحہ ۵۷ کذا فی المغنی وفی ماذون شیخ الاسلام الخ مین قولہ اجر او استاجر
یوثق ذلک - اقول الصواب یوثق ذلک - باب سیزدہم کذا فی الکافی واذا باع الماذون من رجل عشرۃ اقفزۃ الخ مین لکھا وقال
قال ابیعک ہذہ الحنطۃ وہذا الشعیر ولم یسم کلیہما کل قفیز بدرہم اقول ظاہر احرف سے یہ معنی سمجھے کہ بائع نے دونون کے
حق مین ہر قفیز بایک درم نہین بیان کیا ولیکن یہ غلط ہی اور تامل سے سمجھے ظاہر ہوگا کہ صحیح یون ہی ولم یسم کیلہما کل قفیز
بدرہم - پس قولہ کل قفیز بدرہم متعلق بلفظ ابیعک ہی اور لم یسم کیلہما معترضہ ہی اسوجہ سے کہ ہذہ الحنطۃ وہذا الشعیر تسمیہ کیل
بھی ممکن ہی بالجملہ یہ مراد نہین ہی کہ ہر قفیز ایک درم کا حساب نہین بتلایا بلکہ مراد یہ ہی یہ حساب تو بتلایا مگر ڈھیری کے سب کیل
نہین بتلائے - اسی باب مین کذا فی فتاوی قاضیخان ولو اشتری ثوبا من رجل بعشرۃ دراہم الخ صفحہ ۱۸۱ قولہ ولو اشترط
کل فرع بدرہم - الصواب ولم اشترط بصیغہ متکلم اور اسی باب کے صفحہ ۱۹۲ مین قولہ علی قول ابی حنیفۃ رح یبرا فی الوجہین
جمیعا کذا فی المحیط اقول وجدت بخطی علی ہامشہ انہ ہکذا وجدت النسخ بالاثبات وفیہ نظر علی اصل الامام فلینظر فیہ واللہ تعالی اعلم
کتاب الشفعۃ باب اول کذا فی محیط السرخسی واذا اشتری ارضا مبذورۃ لہ لے قولہ تقوم الارض مبذورۃ و غیر ج

بحصتہما کذا فی المحیط السرخسی اقول الصواب فتقوم الارض مبذورۃ وغیر مبذورۃ فیرجع الخ باب ہشتم صفحہ ۱۴۰ کذا فی المبسوط
واذا اشتری ارضا فیہا نخل او شجر الخ قولہ تقسیم الثمن علی قیمۃ الارض والنخل والتمر یوم العقد فما اصاب اقول الصواب ان یقال
یقسم الثمن علی قیمۃ الارض والنخل والتمر وعلی قیمۃ الارض والنخل فما اصاب الخ - اور دوسری سطر مین قولہ فانی اخذہا الصواب
احدہما اسی طرح دوسرے صفحہ مین وجزہا ثم جاء الشفیع - یعنی ہو او عاطفہ وجزہا خطاء ہے واو حذف کرنا چاہیے - باب نہم
قولہ کذا فی التاتارخانیہ ولو قال المشتری او وکیلہا ہکذا - اقول الصواب انا وکیلہا یعنی بجائے او کے انا چاہیے باب دہم ابتدا
باب مین قولہ فالقول قول المشتری والایتحالفان الصحیح ولا یتحالفان اور آخر صفحہ مین وان اقاما جمیعا البینۃ فالبینۃ بینۃ البائع
عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح وہو قول ابی حنیفۃ رح - اقول الظاہر ان یقال عند ابی یوسف رح ومحمد رح وہو قول ابی حنیفۃ رح
واللہ اعلم - دوسرے صفحہ مین کذا فی البدائع وفی المنتقی بن سماعۃ عن محمد رجل اشتری من رجل دارا ولہا شفیعان فانی الیہ
احدہما بطلت شفعتہ الصحیح رجل اشتری من رجل دارا ولہا شفیعان فانی الیہ احدہما بطلت شفعتہ ایک ورق بعد قولہ کذا فی المحیط
واذا اشہد البائعان الخ مین لکھا و الشفیع مقر انہ علم منذ ایام الصواب مقر انہ علم منذ ایام اور باب یازدہم سے کچھ پہلے قولہ فضیت
بالبیت بینہما الصاحب الشہر اقول میرے نزدیک لفظ بینہما خطاے فاحش ہوا اور صواب یہ کہ لفظ ساقط کیا جاوے اور اسکے بعد
قولہ لانہ ثبت سبق شراء احدہما اقول الصواب عندی لانہ لم یثبت الی آخرہ - اور اسکے بعد قولہ منذ شہرین کلما وقت شہود ہما بعلت
الصواب منذ شہرین کلما وقت شہود ہما بعلت الی آخرہ باب یازدہم کذا فی المحیط واذا وکل رجل الشفیع الی قولہ حتی اخذہا ثم علم بذلک
اقول ہکذا فی النسخ علم من التلاقی والصواب عندی اعلم من الاعلام والوجہ مما لایخفی عند المتامل - پھر اس سے کچھ بعد اغلاط
فاحش مین سے قولہ واذا وکل رجلین بالشفعۃ فلاحدہما ان یخاصم الآخر - اقول والصواب لی المعنی ان یقال فلاحدہما ان یخاصم
بدون الآخر الی آخرہ والحاصل ان احد الوکیلین ینفرد بالخصومۃ ولا ینفرد بالقبض فلو ان احدہما خاصم بدون الآخر جاز ولو
اراد احدہما ان یاخذ الثمن فی یدہ من البائع او المشتری فلیس لہ ذلک - یعنی حاصل المقام یہ ہے کہ اگر ہر دو وکیل مین سے
ایک نے مخاصمہ ونالش سے فیصلہ چاہا تو تنہا اس کام کو کرسکتا ہے یعنی حکم حاکم حاصل کرلے پھر اگر تنہا ایک نے چاہا
کہ دار مشفوعہ پر قبضہ کرلے تو بدون دوسرے کے ایسا نہین کرسکتا ہے پس ہر ایک وکیل خصومت مین منفرد ہوسکتا ہے
اور قبضہ مین نہین ہوسکتا ہے باب چہاردہم مسئلہ اولے مین قولہ وان کان الرد بالعیب قبل قبض الدار وان کان بقضاء
اقول صاحب تصحیح یا ناسخ نے جملہ اول وان کان الرد - کو بواو وان وصلیہ قرار دیکر علامت ظاہر کی اور عبارت ماقبل
سے متعلق کردیا اور جملہ دوم وان کان بقضاء کو بواو قرار دیا مگر مترجم کے نزدیک اس عبارت مین بحسب المعنی
غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ جملہ اول عطف ہے مضمون سابق پر اور جملہ دوم مین واو عاطفہ غلط ہے اس واو کو ترک و دور
کرنا واجب ہے اور حاصل مسئلہ یہ ہے کہ دار بیعہ مین اگر عیب پاکر واپس کیا تو دو صورتین ہین ایک یہ کہ قبضہ کرنے کے بعد
واپس کیا اور دوم یہ کہ قبضہ سے پہلے واپس کیا پس اول صورت مین اگر بغیر حکم قاضی واپس کیا تو دوبارہ شفیع
کو شفعہ مین لینے کا اختیار ہوجائیگا اور اگر بحکم قاضی ہو تو نہین - اور دوسری صورت مین اگر بحکم قاضی واپس کیا تو
نہین لے سکتا ہے وہذا معنی قولہ وان کان الرد بالعیب قبل قبض الدار ان کان بقضاء فلا شفعۃ للشفیع الی آخرہ
بالجملہ جس صورت مین واپسی متعاقدین کے حق مین فسخ بمعنی اقالہ ہوا اور دوسرون کے حق مین بیع جدید ہو تو شفیع
کو اس جدید بیع کی راہ سے مکرر شفعہ حاصل ہوگا فلیتامل اور واضح ہو کہ صورت عدم القبض کے بغیر حکم قاضی واپس کرنے

کو امام محمد رح کے نزدیک بیع جدید کے معنی مین نہین قرار دیا ولیکن شیخین کے قول پر مشائخ کا اختلاف نقل کیا کہ بعض کے نزدیک تجدید شفعہ ہوگی اور بعض کے نزدیک نہوگی اس تجدید شفعہ نہونے کا قول اس اصل پر ہوگا کہ قبل قبضہ کے واپسی بسبب عیب کے شیخین کے نزدیک ہر طرح فسخ بیع ہی اور اقالہ کے معنی مین نہین ہی اور ظاہر یہی قول اصح معلوم ہوتا ہی پس ائمہ ثلثہ کا اجماع ہوجائیگا بدلیل مسئلہ ذخیرہ کے جو اسکے بعد مذکور ہی یعنی اذا سلم الشفیع الشفعۃ ثم ان المشتری رد الدار علے البائع الی آخرہ کیونکہ اسمین کوئی اختلاف نقل نہین کیا ہی پھر واضح ہو کہ ذخیرہ کی اس عبارت مین بھی کاتب نے دو جگہ فاحش غلطی کی ہی اول قولہ ان کان الرد بسبب ہو فسخ جدید من کل وجہ۔ اقول جدید کا لفظ غلط مہمل ہی اور صواب یہ کہ اسکو ترک کر کے یون کہا جاوے بسبب ہو فسخ من کل وجہ۔ اور فسخ قدیم نہ تھا جسکا جدید متصور ہو۔ دوم قولہ سواء کان الفسخ بسبب ہو فسخ من کل وجہ او بسبب ہو فسخ من وجہ جدید من وجہ کذا فی الذخیرہ ظاہر عبارت یہ معلوم ہوتی ہی کہ او بسبب ہو فسخ من وجہ وبیع جدید من وجہ الخ اگرچہ اس مقام پر ایجاز عبارت پر محمول کر کے موصوف مذکور کی تقدیر ممکن ہی۔ باب ہفتدہم کذا فی الظہیریہ رجل اشتری دارا وقبضہا فارادالشفیع اخذہا الی قولہ لایصدق ولایجعل خصما للشفیع۔ اقول لایجعل بصیغہ نفی غلط فاحش ہی اور صواب علی الاثبات یعنی لایصدق ویجعل الخ ہی۔ یعنی مشتری کے قول کی تصدیق نہوگی اور جب نہوئی تو وہ شفیع مقابلہ مین خصم قرار دیا جائیگا حتی کہ وہ اپنا حق ثابت کر کے مشتری سے لیگا اور اگر تصدیق ہوتی تو مشتری مستودع ہوکر خصم نہوسکتا۔ اور واضح ہو کہ مشتری کا یہ قول بعتہا عن فلان وخرجت من یدی کما فی النسخۃ اولیقال بعتہا من فلان واخرجتہا من یدی کما ہو عندی۔ یعنی مین نے اس دار کو فلان کے ہاتھ فروخت کیا اور اپنے ہاتھ سے نکال دیا۔ پس یہ قول مشتری کا اس امر کی توضیح ہی کہ خالی عقد بیع نہ تھا بلکہ عقد کے ساتھ مین نے اپنے قبضہ سے نکالکر اسکے قبضہ مین دیدیا پھر اسنے میرے قبضہ مین بطور امانت و ودیعت کے دیا ہی پس میرا قبضہ اسوقت قبضہ امانت ہی فافہم۔ اس سے کچھ دور بعد قولہ لان ہذا الدار بیا اقربالبیع۔ الصحیح لما اقر الخ۔ اور اسی باب مین کذا فی التاتارخانیہ رجل فی یدیہ دار الخ مین قولہ وان الی ذلک اخذ الشفیع الدار ودفع الثمن ویرد۔ اقول یون کہنا چاہیے ودفع الثمن علے البائع ویرد الی آخرہ کما لایخفی علے المتامل۔ اور واضح ہو کہ قولہ کذا فی الکافی الاستحقاق بحق سابق علی العقد یبطل العقد وبحق متاخر عنہ لایبطلہ پھر اسکے بعد لکھا والشفیع کما یتقدم علی من قام مقام المشتری۔ قال المترجم یون ہی ان نسخون مین مسطور ہی اور اس عبارت کے مہمل ہونے مین شک نہین اور مترجم زیادہ اسکے غور مین وقت نہین پاتا ہان سرسری میرے نزدیک صواب یہ ہی کہ والشفیع کما یتقدم علی المشتری یتقدم علی من قام مقام المشتری۔ یعنی جیسے مشتری پر شفیع کو تقدم ہی ویسے ہی جو مشتری کی جگہ قائم ہوا اسپر بھی شفیع کو تقدم ہی۔ وعلی ہذا عبارت مین سے ایک فقرہ نادر رہ گیا فافہم

کتاب القسمۃ باب دوم اسکے ظاہر فاحش اغلاط مین سے ہی کذا فی الکافی رجل مات وترک ثلثۃ بنین وترک خمسۃ عشر خابیۃ خمس منہا مملوۃ خلا وخمس منہا خالیۃ والکل۔ اقول اسمین سے ایک فقرہ نادر رہ گیا اور وہ مطبوعہ کلکتہ سے بھی ساقط ہی اور صواب یہ کہ وخمس منہا الی انصافہا والکل الی آخرہ۔ اسی باب دوم مین قولہ وکان لصاحب الثلثۃ ربعہ من خمسۃ دراہم کذا فی فتاوے قاضیخان۔ بجاے ولوکان بواو عطف کے فکان بفا تفریع واجب ہی۔ اور اس سے کچھ بعد باب جہالت کی غلطی یہ ہی کہ الاب۔ ایک سطر مین اور ان یقسم دوسری سطر مین لکھا ہی لا الا کما الا ان جمیع البدن ہی قال المترجم ظاہر اصحت کی حالت مین نقوش اصل کے سواے معانی کتاب پر لحاظ کر کے اگر صحت کی توفیق ثابت نہین ہوئی اور اسکے

مقامات ولیکن مترجم کو تعجب ہوا کہ بعضے صحیح مقامات اصل میں کس وجہ سے عبارت بدل گئی چنانچہ کتاب السیر مجلد دوم
کے ایک مقام سے ظاہر ہوگا جسکے حاشیہ پر مترجم نے مفصل ذکر کیا ہے باب سوم شروع میں وذکر الخصاف وان بین
رجلین نصیب کل واحد لاینتفع بہ بعد القسمۃ فطلب القسمۃ الخ اقول یون ہی طلب بصیغہ مفرد مذکور ہے ولیکن مترجم کے نزدیک غلط ہے
بنا برانکہ جب حصہ بعد تقسیم کے کسی کا اسقدر رہے کہ قبل تقسیم کے جو انتفاع ممکن تھا وہ حاصل نہو سکے تو قاضی ایسی تقسیم
بدرخواست واحد نہیں کر سکتا ہے اور یہ اصل مذکور ہو چکی پھر باوجود اسکے یہ حکم کیونکر صحیح ہوگا اور علاوہ اسکے ما بعد میں قولہ و
ان طلب احدہما القسمۃ کے معنی نہونگے یا مناقض ہوگا پس صواب میرے نزدیک وطلبا القسمۃ بصیغہ تثنیہ ہے فافہم واللہ تعالے
اعلم - اور ایسے ہی ایک ورق بعد قولہ وشرط الترک میں صواب دونوں کا باتفاق شرط لگانا چاہیے یعنی وشرطا الترک لایجوز
عندہما ویجوز فی قول محمد کذا فی فتاوی قاضیخان اور ایسے ہی دو ورق بعد قولہ فان کان لکل واحد میں تثنیہ لازم ہے یعنی فان
کان لکل واحد منہما نصیبہ بحقہ وقد دخل الطریق ومسیل الماء فی القسمۃ الی اخرہ اور اس سے ایک ورق کے بعد مسئلہ یا میں عبارت
مذکور ہے وان کان بین رجلین دار اقتسما علی ان یاخذ احدہما الدار والاخر نصف الدار جاز وان کانت الدار افضل قیمۃ من نصف الدار کذا
فی المحیط - قال المترجم اس عبارت میں تحریف ایسے طور پر واقع ہوئی کہ تصحیح میں سخت دقت ہے پس اگر بطریق باہمی صلح کے
ہوتا تو دوسرے دار پر محمول کیا جاتا جیسا مسائل ما بعد میں مذکور ہے ولیکن مذکور باہمی اقتسام ہے اور شاید یہ معنی ہوں کہ اقتسام
بدین طریق کیا کہ دونوں کے حصص میں کامل دار او نصف دار کی نسبت ہو ولیکن یہ بھی اقتسام نہیں بلکہ نوع اصطلاح ہے پھر واحد
واحد میں باوجود عدم اختلاف جنس کے جواز کی صورت کیونکر ہوگی کیونکہ نہ اختلاف جنس اور نہ معنی اختلاف جنس جیسا کہ
قسمت میں معنی معاوضہ سے انفکاک نہیں ہوتا اور تخصیص اس امر کا کہ دار از راہ قیمت کے جا ہے نصف سے افضل ہو
اس خلجان کو رفع نہیں کرتا فلیتامل فانہ موضع تامل - باب ششم اوائل میں قولہ والکیل والموزون جمیعا لاحدہما اقول الصواب
لا احدہما اور اسکے کچھ بعد قولہ الا ان یکون قسم الذی لم یرد المال سہما اقول یون ہی سہما مسطور ہے اور یہ تشنیع الاذہان کے
لیے مترجم نے چھوڑا اگرچہ مطلب ظاہر ہے - پھر دوسرے صفحہ میں دو غلطیاں لفظ میں یسیر اور معنی میں فاحش ہیں اول قولہ
فان کان المقسوم شیئا واحدا حقیقۃ او حکما - اقول بجائے اوکے واو چاہیے ہے اور دوم اسی مسئلہ کے ہوا لختم کے قریب
قولہ لایبطل الا بانتشار السکنی - اقول حرف استثناء الا غلط ہے اور صواب فقط لا نافیہ ہے وہ قطع المترجم و تامل فیہ باب ہشتم
اوائل میں قولہ وعلی المیت دین فجاء الغرماء - اقول ظاہرا فجاء الغرماء صحیح ہے بنظر عبارت ما بعد کے فافہم - ایک ورق بعد
قولہ کان الغرماء المیت الثانی ان یطلبوا القسمۃ - اقول اسکے معنی تو بظاہر بہت صاف شستہ ہیں کہ میت دوم کے
قرضخواہوں کو درخواست تقسیم کا اختیار حاصل ہے ولیکن مترجم کے نزدیک بسبب المقسوم غلط ہے اور صواب یہ ہے ان یبطلوا ای
یعنی قرضخواہان میت دوم کو تقسیم و بٹوارہ باطل کر دینے کا اختیار رہے آدر ملحق باب یازدہم قولہ ولایجبر المستحق علیہ کذا فی
المحیط صواب لایخیر ہے از باب تخییر اور باب جبر سے نہیں ہے باب یازدہم شروع صفحہ ۹۴۳ قولہ لا یقع لہ فی القسمۃ الا ثمانیۃ
اذرع - والصواب ان یقال القسمۃ الثانیۃ عشرۃ اذرع متصلا بدار ولا یقید اعادۃ القسمۃ کذا فی المحیط - باب سیزدہم
قولہ اقر احدہما الاعمل ببیت - اقول لم یقع عندی من لفظ الاعمل معنی ولعلہ التبیع بزلۃ قلم الناسخ فالصواب عندی اقر احدہما
ببیت منہ بعینہ لرجل وانکر لشریکہ الی قولہ کذا فی شرح الطحاوی

کتاب المزارعۃ باب سوم صفحہ ۷۷۴ - میں عبارت اسطرح مذکور ہے وکذلک اذا قال ازرعت فیہا بکراسب فہکذا و بغیر

کراب فبکذا فالمزارعۃ جائزۃ - اور اسکے بعد لکھا وکذلک اذا قال مازرعت منہا بکراب فبکذا و مازرعت منہا بغیر کراب فبکذا فالمزارعۃ جائزۃ - پس فرق دونون مین یہ ہے کہ اول مین لفظ فیہا سے ضمیر اس زمین کی طرف راجع کی اور بدون استقلال ذکر فصل کے قولہ وبغیر کراب فبکذا - کو اول جملہ پر عطف کر دیا اور توزیع ابعاض کی اسی سے سمجھی گئی اور دوسرے مسئلہ مین بجاے فیہا کے منہا سے تبعیض اور قولہ مازرعت منہا بغیر کراب عطف جملہ بر جملہ سے استقلال واضح کر دیا ورنہ فی المعنی بہت کم فرق ہے کما لایخفی غیر ان المسائل ترکہا الاحکام بجریان تلک الالفاظ - قال المترجم اللہ تعالی عز وجل کے واسطے تسبیح وحمد ہے کہ جہانتک اپنے فضل سے اپنے بندہ عاجز کو توفیق عطا فرمائی اس کتاب احکام مین مسائل کے الفاظ اور وجوہ تعلق حکم وغیرہ پر بخوبی لحاظ رکھا گیا اگرچہ اصل عربی کے بار وجزو ماہواری ترجمہ کرنے کی صورت مین خالی کتابت کی مہلت مین استعجاب کیا جاتا ہے کہان اسکا ترجمہ کرنا اور اغلاط الاصل وغیرہ کو دیکھنا اور الفاظ کی رعایت اور وجوہ تعلق الحکم بالالفاظ کا لحاظ اور سواے اسکے بہت امور ہین جو بکمال نظر اس ترجمہ کو دیکھنے سے انشاء اللہ تعالے اہل العلم کو ظاہر ہونگے پس اگر بہتری وخوبی پاوین تو سب حمد وثنا حضرت مولی حق سبحانہ وتعالے کے واسطے ہے جسنے اپنے عاجز بندہ کو توفیق عطا فرمائی ورنہ وہ جیسا لغو ہے خود ہی خوب جانتا ہے بلکہ نہایت لغویت سے اپنے آپ کو نہین پہچانتا ہے ورنہ خوب ہوتا اگر اپنے کو پہچانتا لہذا صالحین امت وبندگان نیکوکار سے امید ہے کہ مترجم کو دعاے مغفرت سے فراموش نفرما دین کیونکہ اسکو کسی فضل کی خواستگاری نہین بلکہ مغفرت الٰہی وعفو جرائم ورحمت حق سبحانہ تعالی کی امید واری ہے وان ربی تبارک وتعالے عفو جواد ملک کریم غفور رحیم وصلی اللہ تعالے علے سیدنا ومولینا عبدہ ورسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین باب چہارم اسی صفحہ کے آخر مین - ودفع نخیلہ الی رجل معاملۃ بالنصف علی ان یلقحہ الصواب علی ان یلقحہ یعنی من اللقح - باب نہم آخر باب مین متصل باب دہم کے قولہ ولو اراد المزارع التلع فاراد رب الارض ذلک من غیر رضاء المزارع اقول محصل اس عبارت کا ظاہر الغلط ہے بظاہر کچھ عبارت ساقط ہوگئی ہے مثلا یون کہنا چاہیے - ولو اراد المزارع القلع واراد رب الارض ان یتملک حصتہ بالقیمۃ فلرب الارض ذلک الے آخرہا - اور مترجم نے اسی عبارت کے معنی کو ترجمہ مین ذکر کیا ہے فتدبر فیہ - باب سیزدہم - اول مسئلہ مین قولہ انہ سرق الزرع وہذا الان - اقول صواب میرے نزدیک ہذا لان - بلام تعلیل ہے - باب نوزدہم کذا فی الخلاصۃ قال محمد فی الاصل اذا دفع الرجل ارضہ الی آخرہ اس مسئلہ مین لکھا ہے استہلاک المزارع الکرب الذی - ظاہر صواب الکرب الذی الخ ہے - باب بستم بیان کفالت ومزارعت مین یہ عبارت مذکور ہے وان کان البذر من جہۃ رب الارض فلما نتجاوزا ان شرطا فی المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ اولم یشترط فان شرط تصح الکفالۃ والمزارعۃ جمیعا کانت مشروطۃ فی العقد ام بعدہ لانہ کفل بمضمون امکنہ استیفاؤہ من الکفیل الی آخرہا - اقول اس عبارت مین ظاہر تامل ہے کیونکہ جب عقد مزارعت مین کفالت مشروط ہے اور مزارعت اس شرط سے ہے کہ کاشتکار بذات خود کام کرے تو کفالت اگرچہ امر مضمون کے لیے واقع ہوئی لیکن کفیل سے بعینہ عمل کاشتکار کا استیفاء ممکن نہین ہے پس قولہ فان شرط تصح الکفالۃ والمزارعۃ جمیعا کانت مشروطۃ فی العقد ام بعدہ منظور فیہ ہے شاید یہ خود ہو لکھ گئے کہ لکھا کہ فاما اذا اشترط فی المزارعۃ عمل المزارع بنفسہ فان کانت الکفالۃ مشروطۃ فی العقد فسد تا وان لم تکن صحت المزارعۃ وبطلت الکفالۃ لانہ کفل بما لا یمکن استیفاؤہ من الکفیل لان عمل المزارع لا یمکن استیفاؤہ من غیرہ - پس صواب میرے نزدیک یہ ہے کہ بجاے فان شرط کے فان لم یشترط ہو - اور اسکی توضیح یہ ہے کہ یہان دو باتین ہین ایک تو عقد مزارعت جس مین کبھی یہ

شرط ہوتی ہے کہ کاشتکار خود کام کرے اور کبھی نہین ہوتی ہے - دوم عقد کفالت اور وہ کبھی عقد مزارعت کے اندر مشروط
ہوتا ہے بدین معنی کہ مزارعت اس شرط سے قرار پائی کہ مزارع مثلاً کفیل دیگا اور کبھی عقد مزارعت مین مشروط نہین ہوتا ہے
جب یہ ظاہر ہوگیا تو جس صورت مین بیج از جانب مالک زمین ٹھہرے ہین تو کاشتکار پر کار زراعت واجب ہے مگر نہ خاص
بذات خود بلکہ یہ فعل زراعت کا اسکی طرف سے پورا ہونا چاہیے پس اسکی کفالت صحیح ہے - پس کتاب مین اگر موافق زعم مترجم کے
ہو تو اسکے معنی مع الشرح یون ہونگے - وان کان البذر من جهة رب الارض - اگر عقد مزارعت مین بیج مالک زمین کی طرف
سے ٹھہرے ہوون حتی کہ کاشتکار کے ذمہ کام امر لازم ہوگا - فلا یخلو اما ان شرط فی المزارعة عمل المزارع بنفسه اولم یشترط... تو
کفالت کا حکم بیان کرنے کے واسطے اس تفصیل کا معلوم ہونا ضرور ہوگا کہ عقد مزارعت مین کاشتکار کے ذمہ بذات خود کام کرنا
مشروط کیا گیا ہے یا نہین کیا گیا (فان شرط) اقول غلط والصواب ان یقال (فان لم یشترط) تصح الکفالة والمزارعة جمیعاً - پس اگر عقد مزارعت
مین کاشتکار کے ذمہ بذات خود کام کرنا مشروط نہو تو ایسی صورت مین کفالت انجام وہی فعل کاشتکاری کی صحیح ہوگی پس کفالت
و مزارعت دونون عقد ہر حال مین صحیح ہونگے خواہ - کانت مشروطة فی العقد ام بعده - عقد کفالت اسی عقد مزارعت کے اندر مشروط
ہو یا بعد عقد مزارعت کے پھر عقد کفالت واقع ہوا ہو اسلیے کہ عقد مزارعت مین جب کاشتکار پر بذات خود کام مشروط نہین ہے
تو اسپر خالی یہ واجب ہے کہ کار زراعت کو پورا کر دے خواہ بذات خود یا کسی اپنے نوکر یا مددگار وغیرہ سے اور جب کفیل نے
اسکی طرف سے کفالت کی تو ایسے امر کی کفالت کی جو کاشتکار پر لازم تھا اور اسطرح لازم تھا کہ کفیل بھی اسمین نیابت کر سکتا ہے
پس کفالت صحیح ہوگی - لانه کفل بمضمون امکنه استیفاؤه من الکفیل - کیونکہ کفیل نے ایسے فعل مضمون کی کفالت کی جسکا
پورا کرا لینا کفیل کے ذات سے ممکن ہے - یعنی مکفول بہ مین دونون صفتین ہین ایک تو یہ کہ جس فعل کی کفالت کی وہ
مکفول عنہ پر لازم و مضمون تھا اور دوم یہ کہ اسکا پورا ہونا کفیل سے بھی ممکن ہے پس دونون باتون کو بیان کیا اول
بقوله لان العمل مضمون علی المزارع یجبر علیه القاضی و قد لزمه هذا العمل بحکم المزارعة - کیونکہ یہ کام مکفول عنہ یعنی کاشتکار پر مضمون
ہے بدین معنی کہ اسکو پورا کرنے کے لیے اسپر جبر کیا جائیگا اور یہ اسپر عقد مزارعت قبول کرنے کی وجہ سے لازم آیا ہے دوم
بقوله - وامکن استیفاؤه من الکفیل - اور اسکو کفیل سے بحکم کفالت پورا کرا لینا ممکن ہے اور واضح ہو کہ اسکے بعد عبارت
مسطور ہے فان اخذ المکفول له و الکفیل الخ - اقول واو غلط ہے اور لفظ مکفول له فاعل اور کفیل مفعول بہ واقع ہوا ہے اور
اس تفریع مین یہ بیان ہے کہ کفیل نے اگر بحکم کفالت کام انجام دیا تو اسکا دیا لیگا یا بصفت تبرع ہوگا - پس بیان مذکورہ
بالا سے واضح ہوا کہ اگر عقد مزارعت مین مزارع کا بذات خود کام مشروط نہو تو کفالت کی دو صورتین ہین یا تو کفالت عقد
مزارعت مین مشروط ہوگی یا بعد کو واقع ہوگی پس یہ دونون صورتین کفالت کی اس تقدیر پر جائز ہین - اب رہا بیان
اس امر کا کہ جب مزارعت مین مزارع کا بذات خود کام کرنا شرط ہو تو اسمین بھی کفالت کی دو صورتین ہین یا تو عقد
مزارعت مین مشروط ہوگی یا بعد کو واقع ہوگی پس اس تقدیر پر اگر کفالت عقد مزارعت مین شرط ہو تو مزارعت و کفالت
دونون باطل ہین اور اگر بعد کو واقع ہوئی تو مزارعت صحیح و کفالت باطل ہے اور اسی کو بیان کیا بقوله فاما اذا شرط فی المزارعة
عمل المزارع بنفسه الی آخره - بالجملہ مترجم کے نزدیک اس مسئلہ مین دو جگہ غلطی ہے اول تو فاحش غلطی قوله فان شرط
تصح الکفالة الخ ہے اور صواب فان لم یشترط الخ ہے اور دوم قوله اخذ المکفول له و الکفیل الخ مین واو عاطفہ درمیان فاعل
و مفعول بہ کے غلط ہے اور صواب اسکا ترک ہے - قال المترجم حمد وثنا خالص اللہ تعالے عز وجل کو ہے جسنے اس ضعیف

تو باوجود اسقدر عجلت و کثرت ترجمہ کے ایسے اغلاط کی توفیق تصحیح عطا فرمائی فلہ الحمد فی الاولے والآخرۃ و الحمد للہ رب العالمین۔

کتاب المعاملہ باب دوم کذا فی التاتارخانیہ واذا دفع الرجل نخیلا معاملۃ الی رجلین علی ان یلقحا والی آخر المحیط اس مسئلہ مین فان کان لیعلم ان السقی لا یوثر الی قولہ وان شرط علی رب الارض۔ ایک سطر عبارت مکرر داقع ہوئی ہے تنبیہ ہونا چاہیے۔ اور اس سے چار ورق کے بعد اسی باب مین کذا فی التاتارخانیہ ناقلا عن العتابیہ رجل لہ شجرۃ تعرف فی ملک الغیر ونبت العروق اقول ایک شخص کا ایک درخت ہے جسکی جڑین دوسرے کی زمین تک پھیلین اور وہان ان جڑون سے پودے پیدا ہوئے۔ فوہب صاحب الشجرۃ تلک التالات لامن صاحب الارض یعنی مالک درخت نے یہ پودے کسی غیر کو نہ مالک زمین کو ہبہ کر دیے فان کانت التالات تنقلبن لو قطعت الشجرۃ لم تجز الہبۃ وان کانت لا تنقلبن فالہبۃ جائزۃ کذا فی الفتاوی الکبرے۔ اقول یہ قید کہ مالک درخت نے یہ پودے مالک زمین کو نہین بلکہ کسی دوسرے کو ہبہ کیے اسوجہ سے ہے کہ امام کے نزدیک ہبہ مشاع اپنے شریک کو جائز ہے اس سے احتراز کے لیے وضع مین تغیر کیا تو مالک زمین کی شرکت منظور فیہ ہے حتے کہ اسکے حق مین ہر طرح جائز ہونا۔ یا مفہوم یہ کہ اسکے حق مین نہین جائز ہے جس وجہ سے کہ غیر کے حق مین جواز کا حکم دیا گیا مثلا تو بھی منظور فیہ ہے کیونکہ ان مسائل مین مفہوم معتبر ہے۔ خیر اس بیان استطرادی سے قطع نظر کرکے مترجم کہتا ہے کہ قولہ تنقلبن بلام از تلبس خواہ مثبت جیسے شق اول مین ہے خواہ منفی جیسے شق دوم مین مسطور ہے میرے نزدیک غلط ہے بلکہ مہمل ہے اور صواب میرے نزدیک بتا بر تانیث حرف مضارعہ و یا ر تحتیہ و با ر موحدہ و شین معجمہ تیبس از یبس ہے و المعنی پس اگر یہ پودے ایسے ہون کہ درخت کاٹے جانے پر خشک ہو جاوین تو ہبہ جائز نہوگا اور اگر ایسے ہون کہ اس حالت پر خشک نہو جاوینگے یعنی بطور مستقل خود درخت ہو گئے ہین تو ہبہ جائز ہے فافہم

کتاب الذبائح باب اول دو ورق بعد کذا فی القنیہ ولو قال بسم اللہ وصلی اللہ علی محمد الی المحیط مین قولہ وان اراد التبرک یذکر۔ الصواب اراد التبرک بل الخ یعنی تفعل از برکت صحیح ہے۔ باب دوم درندگان وحشی مین سے ذو ناب کی تعداد بیان کرنے مین لکھا والسمور والدلق والذب والقرد والفیل ونحوہ فلا خلاف فی ہذہ الجملۃ الا فی الضبع فانہ حلال عند الشافعی اقول مترجم اس کتاب الذبائح مین بسبب ضیق فرصت واتفاقیہ ہجوم علالت کے بہت پریشان رہا لہذا اہل کرم معذور فرماوینگے جہان تک توفیق حاصل ہوئی کوشش کی گئی بعد اعتذار کے مترجم کہتا ہے کہ اس عبارت مین کئی جگہ خلل ہو مثلا شہد ہیراول دلق بدال مہملہ ولام و قاف یہ لفظ معرب دلہ ہے اور اسکے معنی ہین سنگ یعنی صحرائی یعنی جنگلی بلی یہان مراد نہین کیونکہ سمور بری کو پہلے ذکر کر دیا ہے بلکہ قاقم مراد ہے جسکی پوستین و آدن وغیرہ بیش قیمت گنی جاتی ہے اور اسکو بھی قاقم کہتے ہین پوستین قاقم نہین کہتے جیسے سمور و سنجاب کا حال ہے حالانکہ یہ بھی دونون جانور صحرائی درندہ ہین اور اسی طرح پوستین وغیرہ کا انتفاع اسکے گران بہا شمار کیا جاتا ہے۔ دوم الذب نسخہ اول مین ذال منقوطہ و بار موحدہ مسطور ہے اور یہ گاو دشتی یا سمر لگاہ ہے جسکا جنور مشہور ہے لیکن بالاتفاق اسکی حرمت و اسکا درندہ ہونا دونون ٹھیک نہین ہے لہذا صواب بدال مہملہ بمعنی خرس یعنی ریچھ ہے اور وہ بالاتفاق حرام ہے۔ سوم القرد والفیل۔ اول لفظ بقاف و را و دال بیرو ویے نقطہ مسطور ہے او صحیح ہے لیکن ظاہرا تصحیح کرنے والے نے یا کاتب نے اسکو قرا و بالضم بمعنی کنہ سمجھکر

دوسرے لفظ کو فیل بقاف و میم ولام لکھدیا لیکن صحت کرنے والے سے عجب ہی کہ اسنے درست رکھا۔ واضح ہو کہ قراد بالضم بڑی
گناہ کلنی یا چیچڑی کے اقسام مین سے ہی مگر بڑی کلنی کو حلمہ کہتے ہین اور اسی لفظ کا ترجمہ مترجم جلد اول نے اپنے محاورہ سے بڑی
گلی لکھا اور گلی بکاف عربی وہان کی زبان مین کلنی یا چیچڑی کو کہتے ہین مگر بعض عالم سہارنپور نے اسکو شاید گلی بکاف فارسی پڑھا
اور اسی بنا پر حلمہ کا ترجمہ بڑی گلی غلط قرار دیکر رد کیا تھا اور یہ تردید براہ نفسانیت نہین ہوتی ہی بلکہ ہم سب اسوجہ سے معذور ہین
کہ شرع والا ہمپر حاکم ہی ناچار ہمکو روا نہین کہ اسکے پاکیزہ مصفا احاطہ مین کوئی تنکا باقی چھوڑین پس خالص مقصود یہ کہ اگر ہم مین سے
کوئی اپنی خدمتگذاری مین کہین چوک جاوے تو دوسرا شفقت سے بواجبی حکم شرعی اسکی اصلاح کر دے اور سہو مین کچھ عیب نہین
ہی کیونکہ اس سے بشریت خالی نہین ہوسکتی الا من عصمہ اللہ تعالےٰ عزوجل۔ چنانچہ فاضل لکھنوی نے اغرقہ اللہ تعالی بفضلہ فی
بحار رحمتہ سبحانہ عزوجل اپنے حاشیہ عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ جنایات کتاب الحج مین قراد کا بوزنہ ترجمہ کر دیا۔ لہذا تنبیہ کردینا
واجب ہی کہ کوئی شخص اس حکم کو جو وہان مذکور ہی بوزنہ یعنے بندر کے واقعہ پر محمول نہ کرے بلکہ جو معنی مذکور ہوئے
وہی مراد ہین واللہ اعلم اور رہا قرد بالکسر بدون الف بمعنی بندر اور یہی یہان مراد ہی اور دوسرا لفظ فہد جسکو فارسی مین یوز
و ہندی مین چیتا کہتے ہین یہان صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ وہ درندہ صحرائی ذو ناب یا ذو مخلب نہین ہی اور صواب
میرے نزدیک لفظ الفیل بفاء و یاء تحتیہ و لام ہی یعنی ہاتھی اور وہ بے شک موذی درندہ ہی خواہ گوشت ہی اسکی غذا ہو یا نہو
اور اسکے حرام ہونے پر اتفاق ہی اور عوام کے قول سے کہ اسمین بہتا ہوا خون نہین ہوتا ہی بحث کرنا مہمل ہی۔ حاصل یہ
عبارت مذکورہ مین مترجم کے نزدیک بجائے ذب بذال منقوطہ کے صواب دب بدال مہملہ ہی اور بجائے فہد کے صواب
فیل ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب اور اسی صفحہ کے آخر مین قولہ واذا اخذ قرحۃ تقیا کذا فی الظہیریہ بغور نظر سے تصحیح کرنا چاہیے
اور باب سوم سے دو سطر پہلے قولہ ان اعلقت ایا ما فلا باس اقول الصواب اعلفت باب سوم مین وجیز کردری سے بعد
فتاوی کبری کے مذکور ہی ولو انتزع الذئب راس الشاۃ وہی حیۃ تحل بالذبح بین اللبۃ واللحیین اور معنی یہ ہوئے کہ اگر بکری
کے زندہ ہونے کی حالت مین بھیڑیے نے اسکی سری کو جدا کر لیا تو دونون جبڑون و لبہ کے بیچ مین ذبح کرنے سے
حلال ہوجائیگی اقول ظاہر مراد یہ ہی کہ جیسے انسان کے سر مین کاسہ کی ہڈی ہوتی ہی ویسے اوپر کی ہڈی اسنے نوچ کر
جدا کر لی آور قولہ وہی حیۃ سے یہ مراد ہی کہ اس زخم سے اسکی حیات باقی رہی تو دونون جبڑون و لبہ کے بیچ کا جو مقام باقی
اسکے ذبح کرنے سے حلال ہوجائیگی اور اگر یہ مراد نہو تو سری پوری الگ کر ڈالنے سے جبڑے و لبہ باقی نہین جنکے
بیچ سے ذبح کیا جاوے اور اگر یہ مراد لیجاوے کہ لحیین و لبہ کے بیچ کا مقام اگرچہ جبڑا نہو تو بھی اس امر دیگر سے مخلص
نہین کہ ہلاکت اسکی اسی زخم سے ہوگی نہ ذبح سے اللہم الا ان یقال ان العبرۃ لتقدم المجروح المہلکۃ علی الذبح فی
الصید ولیس ہذا عندی بشئ۔ اور اگر اصل نسخہ مین بجائے تحل کے لا تحل ہو تو کچھ اشکال نہین ہی یا شاید بجائے قولہ ولو انتزع الذئب
کے ولو بتر الذئب یا۔ ولو انتر الذئب ہو اور نتر بمعنی سے کھینچنا یا تباہ و کوفتہ کرنا مراد ہو مگر نہ اسقدر کہ جس سے حکم ہلاکت مین
ہوجاوے چنانچہ قولہ وہی حیۃ سے اس وہم کو دفع کر دیا بالجملہ مقام محل تامل ہی اور مترجم کو غور کرنے کا وقت نہین ملتا ہی واللہ
تعالی ہو الموفق لمن اراد حسن السلوک فی طریق الآخرہ نعم المولی ونعم النصیر

کتاب الاضحیۃ باب اول کے صفات اضحیہ مین قولہ ولو کان فلک انسان شاۃ۔ الصواب فی ملک انسان۔ باب ثالث قسم
صفحہ ۲۶۰ سم وکذلک ان اراد بعضہم العقیقۃ عن ولد و ولد لہ من قبل۔ اقول الصواب ان یقال عن ولد ولد لہ یعنی ایسے فرزند

جو اسکا قبل ازین پیدا ہوا ہی

کتاب الکراہیتہ باب یازدہم کذا فی الحاوی للفتاوے اذا اکل الرجل اکثر من حاجتہ لیتقیأ قال الحسن رح لا باس بہ
وقال رأیت انس بن مالک رضہ یاکل الخ قال المترجم ابتدا رمین سرسری نظر سے بلحاظ اس اصل کے کہ ہماری کتابون مین
جہان حسن مطلقاً آوے تو مراد حسن بن زیاد ہین مترجم کو یہان بھی زعم ہوا کہ حسن بن زیاد مراد ہین اور یہ اوفق بمقام معلوم
ہوتا تھا لہذا مین نے قولہ رأیت انس بن مالک کی جگہ مالک بن انس امام مدینہ کیے از ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالی صحیح جانا
اگرچہ ترجمہ مین اصل کے موافق رکھا ولیکن حاشیہ پر کچھ لکھا تھا اور بنا بر اس طریقہ کے کہ جہانتک ممکن ہوا ہی اصل سے
مخالفت نہین کی گئی ہی چنانچہ مقدمہ مین یہ التحاب بھی اسی احتیاط کی وجہ سے ہی مگر اسکی تصحیح اسطرح کی گئی کہ مراد حضرت
حسن بصری امام تابعی معروف ہین اور اصل مذکورۂ بالا سے بھی مخالفت اس توجیہ سے مرتفع ہی کہ قولہ وقال رأیت
انس رضہ گویا تقیید ہی کہ حسن رضہ سے وہ مراد ہین جنھون نے حضرت انس کو دیکھا پس بمنزلہ الحسن البصری صریح ذکر کے ہوا
فافہم اور شاید توجیہ یہی حاشیہ پر ذکر ہو۔ پھر دوسرے صفحہ مین قولہ ومن السنتہ ان یاکل الطعام من وسطہ فی ابتداء الاکل
کذا فی الخلاصتہ اقول میرے نزدیک مسئلہ جو بیان طریقہ سنت کے واسطے تھا وہ بیان خلاف سنت ہوگیا کیونکہ صحاح مین
صریح ممانعت ابتدا رمین درمیان طعام سے کھانا کھانے سے آئی ہی اور روا نہین ہی کہ ائمہ رحمہم اللہ تعالی کی طرف اسکو
منسوب کیا جاوے پس صواب یہ کہ کاتب نے غلطی کی اور صحیح ومن السنتہ ان لا یاکل بصیغہ نفی ہی فاحفظہ وایضاً باب
یازدہم صفحہ ۱۲۱ کذا فی السراجیہ ۃ ذکر محمد رح حدیثاً او حمل الی قولہ وکذا الماء اذا غلب وصار مستقذراً طبعاً کذا فی القنیہ اقول یہ دا
قنیہ کے منقولات مین سے ہی اور ظاہر امعنی یہ ہین کہ ایسے ہی پانی کا حکم ہی کہ جب اسمین آدمی کا پسینا یا ناک کے رینٹ
یا آنسو گرین اور پانی غالب رہے تو اسکا پینا روا ہی اور وہ از راہ طبیعت کے پلید ہوگیا کذا فی القنیہ اور مترجم کہتا ہی کہ شاید
قولہ وکذا المرقتہ پر عطف ہو یعنی نہ پیا جائیگا ولیکن قولہ اذا غلب کا فائدہ کم ظاہر ہوتا ہی ہان یہ کہا جاسکتا ہی کہ یہ اسواسطے
کہا کہ باوجودیکہ پانی غالب ہونے کے بھی جبکہ طبعاً مستقذر رہے تو پیا نجائیگا اور مترجم کہتا ہی کہ طیبات حلال ہونے کا حکم جو کلام مجید
مین مذکور ہی اس آیت کی تفسیر اردو مین مترجم نے تفصیل کافی جمع کی ہی وہان سے پوری نظر حاصل کرکے تب اس
روایت پر غور کرنا واجب ہی ورنہ اعتبار نہین چاہیے واللہ تعالی اعلم باب دوازدہم سے ملحق اس باب کے مسئلہ جمیع
جواہر الفتاوے سے نقل کیا اور حکم یہ دیا کہ اٹکل سے معاوضہ دینا جائز ہی واقول یہ بنا بر اس روایت کے کہ ایک لپ
یا دو لپ بھر مین ربوا کا حکم جاری نہین جیسا کہ بیوع مین معلوم ہوا پس مراد خمیر سے اسقدر کہ اسکا وزن یا کیل مین لانا مقصود
نہین ہی جیسے ایک لوئی برابر مثلاً ورنہ اگر مقدار عفو سے زائد ہو تو اسطرح اٹکل روا نہین ہی اور واضح ہو کہ روٹی کا قرض و آٹے
کا قرض وغیرہ سابق مین مذکور ہوچکا ہی پس مفتی بتامل فتوے دیوے واللہ تعالی ہو الموفق باب دوازدہم کذا فے
فتاوے قاضیخان والصحیح فی ہذا انہ ینظر الی العرف والعادۃ دون الترد وکذا فی الینابیع اقول کذا فی النسخ الترد بالراء
ولعل الصحیح التودد بالواو وباب ہفتدہم مسئلہ سماع ورقص بمانند صوفیہ وغیرہ مین لکھا فیہ معنی یوافق احوال القوم فیوقفہ عنیحز مین بتقدیم فا
بر قاف مسطور ہی پس شاید مراد توفیق امور خیر وطاعات ہو۔ اور ممکن ہی کہ بتقدیم قاف بر فا از ایقاف ہو اور معنے یہ کہ اس
متوافق معنی سے ایسا اثر واقع ہوتا کہ جسکو سنتے سے کھڑا کر دیتا ولیکن زبان عربیت سے بعید و اعجمی ہی اور شاید کہ لفظ
فیوفقہ براء ودو قاف از ترقیق بمعنی نرم و رقیق کرنے کے ہو یعنی جس سے دل رقیق ہوتا اور یہی مترجم کے نزدیک اصوب ہی

واللہ اعلم باب بست و سوم کذا فی الغیاثیہ قال اذا لم یکن للعبد شعر فی الجبهة فلا بأس للتجار ان یعلقوا علی جبهته شعرا لانہ یوجب زیادۃ فی الثمن وہذا دلیل علی انہ اذا کان للخدمۃ ولا یرید معہ انہ لا تفعل ذلک کذا فی المحیط۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ مسئلہ عجیب ہے اور اس نسخہ کی بھی غلطی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ عبارت ظاہر اً موافق اصل یعنی محیط کے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ تو اصل الشعر عورتوں میں باوجود تزین جائز ہونے کے بالاتفاق حرام ہے اور غش ایسی صورت میں ظاہر ہے علاوہ ازیں جبہہ غلام کے بال سے ثمن میں گرانی عموماً خلاف معہود ہے بلکہ یہ عیب ہے جس سے ثمن میں نقصان ہوگا پس مترجم کا گمان یہ ہے کہ یہ مسئلہ دراصل محرف و مصحف واقع ہوا ہے اور صواب وہ ہے جو فتاوے قاضیخان سے اسکے بعد مذکور ہے یعنی ولا بأس للتاجر حلق شعر جبهة الغلام لانہ یزید فی الثمن الی آخرہ پس محیط کا منشا سہو لفظ یحلقوا واقع ہوا جسکو قلت تامل سے یعلقوا بعین پڑھا گیا اور تعلیق شعر کی تصویب کے لیے ابتدائی فقرہ پڑھا گیا یعنی جبھی اسکو ضرورت ہوگی کہ بال خود نہوں تو لکھا واذا لم یکن للعبد شعر فی الجبهة الی آخرہ بالجملہ مترجم کے نزدیک صواب وہی ہے جو قاضیخان میں ہے واللہ تعالے اعلم بالصواب اور واضح ہو کہ منجملہ غیر معتبر کتابوں کے فتاوے غرائب ہے اگرچہ مولف رحمہ اللہ نے خود اسکا نام غرائب فتاوے رکھکر اعلان کردیا کہ اسمیں متاخرین کے وہ فتاوے نقل کیے جاتے ہیں جو غریب ہیں اور غریب وہ اقوال کہلاتے ہیں جو اس جنس و اہل سے تنہا واقع ہوئے جیسے پردیسی مسافر اپنے وطن والوں سے آوارہ تنہا ہوتا ہے پس انکے غیر معتبر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ جب اسکی روایت کی تائید حاصل نہو کسی دوسری معتبر کتاب سے یا اصل سے تب تک توقف چاہیے اور اگر بجاے موافقت و تائید کے مخالفت ظاہر ہو تو اسکا ترک کرنا ضروری ہے فاللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم باب بست و دوم سے دو سطر پہلے قولہ قال محمد رح اذا وقت الفتنۃ الصواب اذا وقعت الفتنۃ۔ باب سی ام۔ کذا فی القنیہ سئل محمد بن مقاتل الی ان قال ولکن لو تصدق بمنزلۃ کان حسنا اقول الظاہر ان یقال بثمنہ لکان حسنا الی المحیط۔ اور قولہ کذا فی الغرائب وفی الیتیمۃ سئل علی بن احمد الی قولہ وہو لا یقدر علی اداء اقول الصواب وہو لا یقدر علی اداء ہذا القدر بنفسہ الی آخرہ التاتارخانیہ۔

کتاب الرہن باب اول فصل چہارم صفحہ ۲۲۵ قولہ والتمر والزرع فی البناء کذا فی التہذیب الصواب والبناء بالعطف اور اس سے چار سطر بعد باؤ انہا بذال منقوطہ مسطور ہے اور اصح بزاء منقوطہ ہے اور اس سے دو سطر بعد قولہ فرہنہا الوصی الکبار اقول ظاہر معنی یہ ہیں کہ وصی نے بالغوں کے پاس اسکو رہن کیا ولیکن صواب میرے نزدیک الوصی والکبار بواو عطف ہے اور اسی سے قولہ صفقۃ واحدۃ زیادہ موافق ہے اور اس سے چار سطر بعد قولہ ورہن المریض یصح ان کانت قیمتہ اکثر الخ ظاہر جملہ شرطیہ قید صحت ہے ولیکن یہ غلط ہے اور صواب میرے نزدیک وان کانت بواو وان متصلہ ہے فافہم فصل پنجم بعد ایک صفحہ کے کذا فی الکافی ولو استدان الوصی علی الورثۃ الخ میں قولہ لایخلو اما ان کانت الورثۃ کلہم کبارا او صغارا فان استدان۔ اقول اسمیں سے ایک شق ساقط ہے اور صواب یہ ہے کہ یوں کہا جاوے الورثۃ کلہم کبارا او صغارا او کبارا وصغارا فان استدان الی آخرہ وہذا ظاہر بادنی تامل لمن لہ ادنی مہارۃ باب سوم شروع مسئلہ میں بجاے قولہ لینظر الی قیمتہ یوم القبض الی الدین کے والی الدین بواو عاطفہ چاہیے اور قریب باب چہارم کے قولہ ولو تزوجہا علی مہر مسمی واعطاہا بمہر المثل رہنا اقول یوں ہی سب نسخوں میں علی مہر مسمی مسطور ہے اور یہ ظاہر و قطعی غلط ہے اور میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ بمانند علی غیر مہر مسمی وغیرہ کے یہاں اس معنی میں کوئی لفظ کہا جاوے کیونکہ جب مہر مسمی ہو تو اسکا مسئلہ اوپر گذر ہوا اور نیز آیندہ عبارت بالکل غیر مربوط ہے۔ لہذا غیر مسمے چاہیے کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت میں نکاح صحیح اور

مہر المثل واجب ہوتا ہی بدین معنی کہ گویا مقدار مہر المثل اس نکاح مین مسمی ہی اور یہ نہین کہ نکاح بدون مہر کے ہو کر پھر
مہر المثل واجب ہوتا ہی جیسا کہ بعض اکابر کا زعم ہی وہذہ فائدۃ جدیدۃ من المترجم پھر واضح ہو کہ اسی مسئلہ مین آگے لکھا ہی لفظ
بجمیع مہر المثل ولہ المتعۃ یعنی ضمیر مجرور مذکر مسطور ہی اور یہ بھی مترجم کے نزدیک محض غلط ہی اور صواب لہا بضمیر تانیث
چاہیے اگر کہا جاوے کہ شاید مراد یہ ہو کہ رہن اس صورت مین عورت کے پاس تلف ہو کر اسپر ضمان واجب ہوئی جبکہ اسکے
سبب مہر کچھ بھی نہین رہا بلکہ ساقط ہو چکا بعد وجوب کے کیونکہ طلاق قبل الدخول واقع ہوئی تو شاید اسپر متعہ کی قیمت بعوض
رہن کے واجب ہوا اور وہ شوہر کے واسطے ہوگی تو جواب یہ ہی کہ مسئلہ موضوع بتلف الرہن نہین ہی اور بعد سقوط مہر المثل
کے رہن تلف ہونے سے اسپر ضمان واجب نہوگی کیونکہ طلاق قبل الدخول سے مہر مطلقا واجب نہ رہا تو رہن ودیعت کے
حکم مین ہوگیا پس ضمان واجب نہوگی اور مین کہتا ہون کہ اس سب سے علاوہ قول ما بعد اسکے منافی ظاہر ہی یعنی ثم
فی القیاس لیس لہا ان تحبس الرہن بالمتعۃ پس تلف رہن کی صورت متصور نہین ہی اور جسکو فقہ مین ادنی مہارت ہو وہ ان دونون
مقام کے فاحش غلط ہونے کو قطعی یقین کریگا کما زعم المترجم واللہ تعالے اعلم۔ باب چہارم اس باب مین بھی افحش اغلاط
مین سے ہی قولہ فی الاصل ومن ہذا الجنس کسوۃ الرقیق واجرۃ ظئر ولد الراہن اقول یون ہی الراہن بصیغہ اسم فاعل مسطور ہی
اور معنی یہ ہین کہ ایسے ہی راہن کے فرزند کی دائی کی مزدوری بھی راہن پر ہی اور مترجم کے نزدیک یہ ایسی غلطی ہی کہ
سرسری ذہن لغزش کھاتے ہین اسلیے کہ راہن کے بچہ کا رہن ہونا مشکل ہی اور اگر یہ کہا جاوے کہ حاملہ باندی اپنے
رہن کی اور بچہ اسکا راہن کا نطفہ ہی تو جواب یہ ہی کہ وہ باندی ام ولد ہی اور وہ مالیت مطلقہ نہین ہی تو مرہون نہین ہو سکتی
کیونکہ بیع نہین ہو سکتی ہی اور راہن اپنے فرزند کو رہن وبیع وغیرہ مالکانہ تصرف مین نہین لا سکتا کیونکہ مالک کا خود
اپنا اسکی مملوکہ سے اصلی آزاد ہوتا ہی اگرچہ مملوکہ آزاد نہو وہذا مما لا خلاف فیہ بین المسلمین۔ بالجملہ صحیح وصواب میرے
نزدیک لفظ رہن بصیغہ مصدر ہی اور مراد اس سے مرہون بصیغہ اسم مفعول ہی والحاصل اجرۃ ظئر ولد المرہون مثلاً
راہن نے اپنی مملوکہ قنہ باندی رہن کی جسکے مرتہن پاس بچہ ہوا اور وہ مملوکہ کے شوہر کا نطفہ ہی اور راہن کا غلام
ہی تو اسکی پرورش کی مزدوری راہن پر ہوگی فافہم۔ اسی طرح فاحش غلطی ہی قولہ وما یجب علی الراہن اذا اداہ الراہن
بغیر اذنہ الخ اقول غلط ہی اور صواب میرے نزدیک یون ہی اذا اداہ المرتہن بغیر اذنہ ای بغیر اذن الراہن یعنی جو
خرچہ راہن پر مرہون کے لیے واجب تھا اسکو مرتہن نے پورا کر دیا تو دو صورتین ہین ایک یہ کہ راہن کے حکم سے
پورا کیا تو اسکا یہ بھی بمانند قرضہ کے راہن سے لے لیگا اور دوم یہ کہ راہن کے بغیر حکم کیا تو احسان وعنایت
ہی اسکے واپس لینے کا استحقاق نہین رکھتا ہی وہذا معنی قولہ اذا اداہ المرتہن بغیر اذن الراہن فہو متطوع فافہم باب
ششم کذا فی الکافی ولو قضی الراہن للمرتہن من الدین الی ان قال ولو ہلکت الجاریۃ تہلک بالثلث و
ذلک مائۃ وستۃ وثلثان اقول یہ بھی غلط ہی اور صحیح یون ہی وذلک مائۃ وستۃ وستون وثلثا درہم۔ اور یہ اظہر
ہی واضح ہو کہ اعور وعوراء کا ترجمہ کہین مین سے کانا ویک چشم لکھا اور یہ ہماری زبان مین کسی ایک آنکھ کا دیدہ
جاتے رہے ہوئے آدمی کو کہتے ہین اور کہین لکھا کہ ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہے اور یہ اسوجہ سے واقع
ہوا کہ مثلا عیوب بیوع مین بعض صورتون مین بدون خیار رویت حاصل ہونے کے صرف خیار عیب کی وجہ سے
مشتری کو واپسی کا اختیار دیا حالانکہ اصل کی راہ سے اسکو واپسی کا اختیار نہونا چاہیے اس جہت سے کہ کانا ہونا

ایسا عیب جو نہیں کہ کسی پر مخفی رہے اور نقاب کی وجہ سے نہ دیکھنا مستوجب خیار رد دیتا ہے نہ خیار عیب پس مراد وہاں دوسرا ترجمہ یعنی خالی بینائی کا زوال ہے اور یہ عموماً مخفی ہو سکتا ہے فلیحفظ فانہ ینفعک فی کتب الفقہ جدا باب بازدہم کذا فی خزانۃ الاولا الاولاد رہن المتفاوض رہنا فوضعہ عند شریکہ الی ان قال ویرد المطلوب علی المرتہن نصف قیمۃ الرہن - اقول یہ بھی غلط ہے والصواب ان یقال ویرجع المطلوب الی آخرہا کیونکہ جب کل قرضہ بمقابلہ رہن کے ساقط ہوا لیکن شریک غیر مرتہن نے اپنا حصہ وصول کر لیا اور رہن فاسد تھا تو مرتہن ضامن ہوا پس اپنے حصہ کے قدر نہیں بلکہ بقدر حصہ شریک کے ضامن ہوگا لہذا نصف قیمت ضمان دے اور مترجم کے بیان سے ظاہر ہوا کہ کتاب میں جو لکھا ہے کہ نصف قیمت واپس لیگا واس تقدیر پر ہے کہ دونوں شریک کا قرضہ مساوی تھا اور مراد یہ ہے کہ جسقدر حصہ شریک کو قرضہ مرتہن سے نسبت ہو وہی حصہ قیمت واپس لیگا حتی کہ اگر مثلاً ایک تہائی و دو تہائی کی نسبت ہو تو دو تہائی یا ایک تہائی واپس لیگا ولیکن اختلاف اثمین اوپر مذکور ہو چکا ہے فلیتدبر - اور باب دوازدہم سے متعلق قولہ فصار بالتضعیف اربعۃ واربعین سہما اثنان وعشرون فی الولد الثانی وسہمان فی القائمۃ الخ - اقول یہ بھی میرے نزدیک غلطی ہے بلکہ اس سے اوپر کی عبارت بھی غلط ہے یعنی قولہ فصار کلہ اثنین وعشرین سہما فی القائمۃ وقد ذہب بالعور نصفہ الخ - قال المترجم صواب وصحیح میرے نزدیک یوں ہے کہ فصار کلہ اثنین وعشرین - پس یوں ترجمہ کے بائیس سہام ہوئے - ومنہا سہم فی القائمۃ - ازانجملہ ایک سہم بمقابلہ قائمہ باندی کے ہے - وقد ذہب بالعور نصفہ حالانکہ ایک چشم ہونے سے اسکا نصف جاتا رہا یعنی ایک سہم کا آدھا جاتا رہا - فانکسر فصار بالتضعیف اربعۃ واربعین سہما - پس کسر واقع ہوئی تو تمام سہام کو دوچند کرنے سے چوالیس ہوئے - اثنان وعشرون فی الولد الاول - ازانجملہ بائیس تو ولد اول کے مقابلہ میں ہیں - وعشرون فی الولد الثانی - اور بیس حصہ بمقابلہ ولد دوم کے ہیں وسہمان فی القائمۃ ذہب بالعور سہم - اور دو سہم بمقابلہ قائمہ کے تھے جن میں سے ایک سہم بسبب کانی ہونے کے گیا یعنی ایک باقی رہا پس چوالیس میں سے تینتالیس رہے اور ایک جاتا رہا اور یہی امام محمد رح کے قول کے معنی ہیں کہ چوالیس سہام میں سے ایک جزو قرضہ جاتا رہا کذا فی الکافی - مترجم کہتا ہے کہ اس وضاحت سے ترجمہ کرنے کے بعد خود توجیہ بیکار ہو گئی اور حاصل یہ ہے کہ قولہ فصار کلہ اثنین وعشرین سہمانی القائمۃ غلط ہے بجائے اسکے صواب یوں ہے فصار کلہ اثنین وعشرین ومنہا سہم فی القائمۃ - اور قولہ اثنان وعشرون فی الولد الثانی محض غلط ہے صواب یہ ہے اثنان وعشرون فی الولد الاول وعشرون فی الولد الثانی - کیونکہ ولد ثانی کے مقابلہ میں بائیس نہیں ہیں اسلیے کہ یہی نصف قرضہ کے سہام ہیں اور وہ تنہا فرزند اول کے مقابلہ میں مسلم ہیں اور سوائے اسکے باقی نصف قرضہ کے بائیس سہام قائمہ و اسکے فرزند پر متوزع ہیں ایک اور دس کی نسبت سے چنانچہ بائیس میں سے دو سہام بمقابلہ قائمہ کے اور بیس بمقابلہ اسکے بچہ کے ہیں - قال المترجم یہ سب اس صورت میں ہے کہ اسی حال پر راہن نے فک رہن کر لیا ہو اور اگر کسی فرزند کی قیمت بڑھ جانے کے بعد اسنے انفکاک کیا تو حکم بدل جائیگا مثلاً قائمہ کے کانی ہونے کے بعد فرزند اول کی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر اسنے فک رہن کیا تو قائمہ کے مقابلہ میں قرضہ کا ایک تہائی اور فرزند اول کے مقابلہ میں دو تہائی ہوگا پھر قائمہ و اسکے فرزند کے درمیان تہائی کے گیارہ جزو ہونگے اور نصف قائمہ بسبب ایک چشم ہونے کے زائل ہوئی تو بائیس کیے گئے پس فرزند اول کے حصص چوالیس ہوئے اور مجموعہ چھیاسٹھ ہوا جنمیں سے ایک سہم گیا اور قرضہ کے چھیاسٹھ جزو میں سے ایک جزو کم کر کے باقی ادا کرے اور اگر اول بچہ کے نرخ میں زیادتی نہوئی بلکہ قائمہ کانی ہونے کے بعد اسکے فرزند کی قیمت بڑھکر دو ہزار درم ہو گئی پھر اسنے فک رہن کیا

تو تخریج مین فرق ہوگا اور حساب اسطرح ہوجائیگا کہ نصف قرضہ بمقابلہ اول کے اور نصف بمقابلہ قاتلہ دوم کے
ہوگا پھر قاتلہ کے نصف کو اکیس سہام پر اسطرح پھیلایا جائیگا کہ ایک بمقابلہ قاتلہ کے اور بیس بمقابلہ اسکے فرزند کے
ہونگے اور بسبب نصف قاتلہ زائل ہونے اور کسر واقع ہونے کے دوچند کرکے بیالیس ہوئے اور اسی قدر سہام
فرزند اول کے مقابلہ مین ہوئے تو جملہ چوراسی سہام ہوئے لہذا تمام قرضہ کے چوراسی سہام سے ایک سہم کم کرکے باقی
ادا کرے اسی طریقہ سے قیمت کا تفاوت سے مسئلہ کی تخریج اسی نسبت مذکورہ بالا پر لگانا چاہیئے فلیتامل فیہ اور واضح ہو کہ
اگر قاتلہ کے کانی ہوجانے کے بعد فرزند اول کی قیمت مین کمی آگئی مثلاً ہزار درم سے پانچسو رہگئے تو ابتدا مین جو قرضہ متعلقہ
دو فرزند اول پر نصفا نصف تھا وہ تین تہائی ہوکر بمقابلہ فرزند کے صرف تہائی رہجائیگا پھر قاتلہ والے فرزند پر دو تہائی ہوگا اب
وہ دونون مین گیارہ حصص پر ہوا اور یہ دو تہائی ہے تو تہائی مین کسر واقع ہوگی لہذا بائیس کرکے اسمین مقابلہ اول کے گیارہ
سہام ملاکر مجموعہ تینتیس کیا اور سے پس جملہ قرضہ کے تینتیس سہام مین سے ایک سہم وضع کرکے باقی بتیس سہام ادا کرکے فک رہن
کرلے اور اسی طور پر اس جنس کے مسائل کا استخراج کرنا چاہیئے اور مترجم کے لیے اپنی کریم النفس اور پاک باطنی کے ہاتھ دعا
مغفرت فرمانی چاہیئے وان لی ہو الغفور الرحیم ولہ الحمد فی الاولی والآخرۃ وہو ارحم الراحمین باب دوازدہم ابتدا مین قولہ الوجہ
الثالث اذا کان الرہن فی ید المرتہن۔ اقول والصواب عندی ان یقال فی ید الراہن کیونکہ اگر مرتہن معروف ہو تو مخاصمت موقوف
بالکل باطل ہوگی وہذا ظاہر جدا اور اگر کہا جاوے کہ مرہون تو مقبوض ہوتا ہے اور قبضہ راہن کا اعتبار نہین ہے کما قال محمد رح من
ان الرہن لایکون الا مقبوضا پھر قبضہ راہن مین ہونے کو کیونکر صحیح کیا گیا تو جواب اسی قدر کافی ہے کہ آیندہ قولہ فیما اذا کان الرہن
فی ایدیہما او فی ید الراہن خود موجود ہے بلکہ میری تصحیح وتصویب کے واسطے شاہد عدل یہی ہے اور حل یہ ہے کہ لزوم رہن غیر قبضہ
مرتہن یا اسکے قائم مقام مانند وکیل یا عادل کے شرط ہے اور وہ بروقت عقد کے ہے اور یہان کلام بروز خصومت ہے اور جائز ہے
کہ بروز خصومت راہن کے قبضہ مین ہو بعد از انکہ رہن لازم ہوگیا ہے پھر واضح ہو کہ یہان ایک چوتھی صورت بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے
کہ مرہون ایک مدعی اور راہن کے قبضہ مین ہو۔ اور جواب یہ ہے کہ سابق التاریخ کے لیے حکم ہوگا اور اگر تاریخ نہو یا مساوی ہو تو
قابض کے لیے حکم ہوگا واللہ تعالے اعلم

کتاب الجنایات

یہان سے آخر تک اس نسخہ مین جس سے ترجمہ ہوا ہے بہت کثرت سے فاحش اغلاط مین خصوصاً
جبکہ مترجم نے اسکو بارہ جزو ماہواری کے حساب سے ترجمہ کیا تو اہل ایمان اسکو جز و معذور فرماوینگے کہ ایسی غلطیون پر ہر جگہ
تنبہ ہونا مشکل ہے اور اکثر یہ مقامات مطبوعہ کلکتہ مین بھی یون ہی غلط ہین واللہ اعلم اور مین معدودے چند اغلاط اس کثیر مجموعہ
سے بلا تفریق نسخ لکھے دیتا ہون واللہ تعالی الموفق۔ باب نہم ۴۰۹۔ قولہ والخلاف فی الصبی العاقل فی الصحیح حتی یضمن عبر العاقل
میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ حتی لا یضمن یعنے بجاے (ضامن ہوگا) کے (ضامن نہین ہوگا) چاہیئے۔ باب یازدہم ۴۲۹
قولہ فیضرب فی ثانین القیمتین ورثۃ الحر وورثۃ المکاتب بنصف قیمۃ المکاتب۔ اقول یہ غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ ورثۃ الحر بالدیۃ وورثۃ
المکاتب الخ یعنی یہ صحیح نہین ہے کہ آزاد اور مکاتب دونون کے ورثہ ان دونون قیمتون مین مکاتب کی آدھی قیمت کے
حساب سے شریک کیے جاوینگے بلکہ صحیح یہ ہے کہ آزاد کے ورثہ تو مقدار دیت کے حساب سے اور مکاتب کے ورثہ اسکی
نصف قیمت کے حساب سے شریک قرار دیے جاوینگے مثلاً دیت دس ہزار اور مکاتب کی نصف قیمت ایک ہزار ہے تو دونون
کا استحقاق اسطرح ہوا کہ گیارہ مین سے دس تو ورثۃ الحر کے اور ایک ورثہ مکاتب کا پس دونون قیمت کو جمع کرکے

اسی حساب سے بانٹ لین حتی کہ اگر مثلاً دونون قیمت کا مجموعہ بائیس ہزار ہو تو بیس ورثۃ الحر کے اور دو مکاتب کے وارثون
کے ہونگے اور جہان کہین کتاب مین یہ عبارت مذکور ہو اسکا حساب اسی طریقہ سے ہوگا۔ باب سیزدہم صفحہ ۴۳۸ قولہ ولو کان
ہذا العبد فقأ عین الامۃ فدفع بہا۔ شاید عبارت یون ہو۔ فقأ عین الامۃ والامۃ فقأت عینہ فدفع بہا یا یہی مراد ہو واللہ اعلم۔ تصحیف
الفاظ کے اغلاط بہت ہین انکو مین نہین لکھتا مثال کے طور پر ایک لطیفہ لکھے دیتا ہون یہی باب صفحہ ۴۴۴ کذا فی محیط السرخسی
ولو کان الجانی جاریۃ فوطئہا لا یصیر مختاراً للفداء الا اذا احبلہا۔ یون ہی نسخون مین ہی ظاہرا پڑھا نہین گیا اور بکر طبیعت مین
قطرہ فیض الہامی پہونچا مگر سوئی نہین بنا اگر جیم کا پیٹ خالی کرکے تشدید لام دور کیجاتی اور بیچ مین با موحدہ داخل کیجاتی
تو حبل ہوجاتا

کتاب الوصایا باب سوم صفحہ ۵۰۰ قولہ وہو سہمان من ستۃ التصحیح من تسعۃ صفحہ ۵۱۲ قولہ وہو یخرج من الثلث لم یعتق لتفرد
من الوارث الخ لا وہ فیما ہہنا من التامل والرجوع الی نسخۃ معتمدۃ حتی تطمئن النفوس باب ہفتم صفحہ ۵۳۲ کذا فی المبسوط شام سات
محمد الی قولہ قال یوقف الثلث لہما ثم ان الورثۃ ولا یرجع حقہ۔ صواب یہ ہی کہ یوقف الثلث لہما ولا یرجع حصتہ الخ باب نہم صفحہ ۵۴۹
قولہ وقال ابو القاسم رح یکون وصیا و قول محمد۔ اقول بجاے ابو القاسم کے ابو یوسف صحیح ہی اور شروع صفحہ ۵۶۶ مین قولہ قبل
قبولہ صحیح قبل قولہ ہی

کتاب المحاضر والسجلات اسمین بھی کثرت ہی مثلاً صفحہ ۶۵۸ محضر دعوی ثمن الدہن مین قولہ کذا من دہن سے من کا لفظ
رہ گیا اور قولہ احدہما ان دعوی الاقرار لیس بصحیح بدعوی الحق مین الصحیح کا لفظ زائد و غلط ہی اور آخر مین قولہ لصحۃ البیع وجوب مین وجوب
بوادعا لکھنا چاہیے اور قولہ احدہما مین صحیح تو ہمین احدہما ہی یہ ایک صفحہ کا حال ہی۔

کتاب الشروط واضح ہو کہ فقیہ کے امتحان وسعت نظر و غزارۂ علم کے لیے یہی کتاب متعین ہی اور فقہ مین نہایت انفع و ادق
ہی چنانچہ ماہر الفقہ میرے بیان سے اتفاق کریگا اسکے اغلاط کی تصحیح مین اسی دقت نظر درکار ہی اور الحمد للہ تعالی کہ اسمین بھی
کوشش کی گئی اور اغلاط بہت ہین۔ مثلاً ایک جگہ کتاب خرید و فروخت مین لکھا۔ من عداین ہوذہ۔ اور صحیح بخاری وغیرہ کی
روایت مین عداء بن خالد بن ہوذہ ہی۔ اور خود اس کتاب مین دوسرے مقام پر یون ہی لکھا ہی

کتاب الحیل فصل ہشتم شروع مسئلہ مین قولہ قبل ان تیزوجہا قبل ان تزوجتک الخ الصواب قبل ان تزوجتک یعنی بصیغۂ امر
صحیح ہی فصل چہاردہم آخر قولہ فردہ بخیار الشرط و بعود المہر۔ یون ہی ان نسخون مین ہی اور صواب یون ہی کہ فردہ بخیار الرؤیۃ کیونکہ
خیار شرط اتنی مدت تک اتفاقی نہین اور سیاق سے مباینت ہی بالجملہ اسکی غلطی ادنے التفات سے ظاہر ہی اور صفحہ ۸۴۵
آخر مین قولہ صار المامور قابضا دین الامر۔ صحیح میرے نزدیک بجاے قابضا کے قاضیا ہی یعنی ادا کرنے والا۔ اور صفحہ ۸۵۱
کے آخر مین قولہ فاذا دخل من الشہر الاول۔ میرے نزدیک غلط ہی اور صحیح بجاے اول کے آخر ہی یعنی دوسرا مہینہ چنانچہ تامل سے
پوشیدہ نہوگا مسائل شتی بعد کتاب الخنثی صفحہ ۸۷۶ وان اکرہہا علی الخلع وقع الطلاق ولا یسقط المال۔ یون ہی ان
نسخون مین ہی اور یہ صحیح نہین ہی صواب میرے نزدیک بجاے لا یسقط کے لا یجب ہی یعنی عوض خلع کا مال عورت پر واجب نہوگا
اور خلع چونکہ ہمارے نزدیک طلاق بائن ہی اور وہ مرد کا فعل ہی اور اسپر اکراہ نہین ہی تو گویا اسنے طلاق دی حالانکہ طلاق مکرہ
بھی ہمارے نزدیک واقع ہوجاتی ہی لہذا طلاق واقع ہوجائیگی اور عورت جسپر اکراہ کیا گیا ہی اسپر مال واجب نہوگا۔ اور یا
اسکی تصحیح مین بجاے مال کے مہر کہا جاوے یعنی عورت کا مہر اسکے ذمہ سے ساقط نہوگا اگر دین ہو۔ اگر کہا جاوے کہ بدل خلع

کا مہر ہونا واجب نہین ہی تو توجیہ اسکی دو طرح ہی ایک یہ کہ اطلاق خلع مین بدل قدر مہر کہین گویا یون کہا کہ عورت کو بعوض اپنے مہر کے خلع کرا لینے پر مجبور کیا اور دوم یہ کہ لا یسقط المہر کی دلالت سے یہی وجہ مذکور ہوا اور یہی مراد ہی اور راجح توجیہ میرے نزدیک یہی ہی کہ المال کی جگہ المہر چاہیے اور یہ مسئلہ سابق بعض کتب مین مذکور ہو چکا ہی فتذکر۔

کتاب الفرائض - ذوی الارحام کے صنف دوم کے خاتمہ پر قولہ ولو ابوب الام کی جگہ صواب یوں ہے ابوا الام ہی یا باب العول مین قولہ بان کان ہناک اثنین ونصفا کالزوج مع الاختین لاب وام ومع الام - یہان لفظ مع الام یا تو سہو کاتب سے واقع ہوا یا یون ہو دے کہ الزوج مع الاختین لاب وام او اختین لام مع الام یعنی نصف دو دو تہائی جمع ہونے کی مثال یہ ہی کہ شوہر ہو جسکا نصف ہی اسکے ساتھ ایک مان و باپ سے میت کی دو بہنین ہون جنکا دو تہائی ہی یا شوہر کے ساتھ ماوری دو بہنین جنکا تہائی ہو مع مان کے ہون فلیتامل فیہ باب دوازدہم مناسخہ صفحہ ۹۰۳ مین مسئلہ اعند وجود المولی الخ مین قولہ والاخت لام السہمان مین صحیح میرے نزدیک سقوط ہی یعنی وللاخت لاب سہمان بھی چاہیے ہی فلیتدبر باب چہاردہم متشابہ الفرائض مین قولہ اخوان لاب ولم وام ورثہا حدہما عن البنت ثلثہ ارباع المال والاخر ربعہ الخ مین صواب یہ مسئلہ میرے نزدیک فقط اخوان لاب وام ہی مقصود ہی اور عطف وام یا تو سہو کاتب ہی اسلیے کہ چچا زاد بھائیون مین سے ایک نے میت کی دختر سے نکاح کیا تو نصف جورو کا اور باقی نصف کا چوتھائی اپنے عصوبت رحم سے اسکے شوہر کا مجموعہ تین چوتھائی پایا پھر یہین مان کے ہونے نہونے کو کچھ دخل نہین ہی اور اگر میت کی مان مراد ہی تو مان کے ہوتے ہوتے انکو اسطرح مل ہی نہین سکتا کیونکہ مان ذوی الفروض مین سے ہی اور چچا زاد بھائی ذوی الارحام مین سے پس سوا اسکے مجھے کچھ نہین سوجھتا کہ مان انہین دونون بھائیون کی ہی اور مان کا ذکر کرنا فقط استحجاب کی صورت ظاہر کرنے کو ہی یعنی دونون سگے بھائیون نے میت کا ورثہ پایا اور انکی مان محروم رہی پھر مسئلہ مین یہ تشویش ہنوز باقی رہیگی کہ دونون بھائیون کی مان یہ کیا ضرور ہی کہ میراث سے محروم ہو جائے ہی کہ وہ میت کی جورو ہو فکر کرنا چاہیے اور علاوہ اسکے میت کے داماد کی جورو کا حق میراث شرعًا اپنے شوہر کی ملک نہونے سے جواب عرفی ہو جاوے فافہم اسی طرح اسکے مابعد کا مسئلہ بھی ہی اور مجھے زیادہ گنجایش نہین ہی فلیحرر واللہ تعالی الموفق

باب مشکلات و مشتبہات یہ باب وسیع ہی اسکا احاطہ کرنا بہت مشکل ہی لیکن بقول مشہور کہ جسکا سب ملنا ممکن نہو اسکا تھوڑا ملنا ہو تو چھوڑنا چاہیے مناسب نہین ہی کہ اسکو بالکل ترک کیا جاوے لہذا مین بقدر مستحضر انواع مختلفہ سے لاتا ہون والتوفیق من اللہ عزوجل اسمین مجمل قول یہ ہی کہ کسی زبان کو جب دوسری زبان مین ترجمہ کیا جاوے تو اکثر یہ فرق ہوتا ہی کہ لفظ ظاہر اس زبان مین خود معنی مراد نہین دیتا مگر محاورہ البتہ شائع ہی مثلا قولہم ترک الی کذا لفظی معنی یہ کہ چھوڑا اسکے جانب حالانکہ مراد یہ ہوتی ہی کہ یہ چھوڑ کر وہ اختیار کیا تو جب تک اسی محاورہ پر ترجمہ نہو بالکل غلط ہو جائیگا - اور کبھی اسوقت کے عرف و عادت نجاننے سے زمانہ موجودہ کے عرف و عادت پر محمول کرنے مین غلطی ہوتی ہی اور کبھی احکام کے تعلق مین تفاوت ہوتا ہی دونون کی مثال اسطرح ہی کہ اگر سیاہ رنگ دیا تو رنگریز نے کپڑا عیبدار کر دیا مگر وجہ یہ تھی کہ اسوقت بادشاہ نے اس رنگ کو عمومًا معیوب کر دیا تھا کہ تمام ملک مین اسکا اثر پھیل گیا اور لوگ اسی پر جم گئے تو ظاہر ہی کہ کپڑے کے مالک نے کاریگر کی نسبت خلاف کا زعم کر لیا اور شرعی احکام باہمی نفاق و اختلاف دور کرنے کے لیے ہین اسی واسطے بیع ایسے تمام شرائط سے فاسد ہوتی ہی جنسے منازعت و مخالفت پیدا ہو اور اب یہ رنگ ایسا نہین ہی جس سے یہ خیال ہو کہ کپڑا بگاڑ دیا اگرچہ مالک کی غرض حاصل نہو چنانچہ اس زمانہ کے تھوڑے دنون بعد ہی جو بادشاہ ہوئے انھون نے عمدًا پہلون سے مخالفت کے لیے

اسی رنگ کو پسندیدہ کر دیا۔ اور حکم کا تعلق عربی مین بسبب فعل مقدم ہونے کے پہلے ہی ہوجاتا ہی قبل جملہ تمام ہونے کے
اگرچہ بدون توقف کے باقی الفاظ بولنے سے انکا اعتبار مثل ارکان جملہ کے ہی جیسے کہ طلقتک انشاء اللہ تعالی مین یعنی زید اپنی
جورو سے بولا کہ طلاق دیدی مین نے تجھکو انشاء اللہ تعالی تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ طلقتک۔ طلاق دیدی
مین نے تجھکو۔ پھر رک کر کہا کہ انشاء اللہ تعالے۔ تو طلاق پڑجائیگی بخلاف اردو کے کہ اسمین پہلے فضلات مذکور ہوکر
آخر مین فعل آتا ہی چنانچہ محاورہ یہ ہی کہ انشاء اللہ تعالے مین نے تجھے طلاق دی یا مین نے تجھے انشاء اللہ تعالی طلاق دی۔
دونون صورتون مین طلاق واقع نہوگی لہذا جب کہا کہ انشاء اللہ تعالی پھر خاموش ہوکر کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی تو
طلاق پڑجائیگی پس جہان کتاب مین یون مذکور ہی کہ طلاق دینے کے بعد اگر خاموش ہوکر یا جدا کرکے انشاء اللہ تعالی
کہے تو طلاق پڑجاتی ہی اسکو اپنی زبان مین اسطرح سمجھو کہ اگر انشاء اللہ تعالی کہکر خاموش ہونے کے بعد طلاق دی تو طلاق
پڑجائیگی رہگئی یہان ایک صورت کہ اگر اسنے یون کہا مین نے تجھے۔ خاموش ہوکر کہا۔ انشاء اللہ تعالی۔ خاموش ہوکر کہا
طلاق دی تو اس صورت مین کیا حکم ہی کیونکہ اصل مین یہ صورت خاص اس فقرہ مین نہین ہوسکتی ہی پس طلاق واقع نہوگی
اور غرض یہان بیان تفارق ہی نہ استخراج مسائل اسی قبیل سے مسئلہ اجارات ہی کہ آجرتک الیوم لکذا بدرہم یعنی اجارہ کیا
مین نے تجھکو آج کے روز اس کام کے لیے بعوض ایک درم کے اور کہا کہ دن بھر یہ کام کر دینے پر پوری مزدوری ہوگی
اور آجرتک لکذا الیوم بدرہم یہ کام پورا ہونے پر مزدوری ہوگی یعنی دونون صورتون مین تقدیم عمل وتاخیر مدت اور تقدیم مدت و
تاخیر عمل کی بدلنے سے فرق ہی حالانکہ اردو مین وجہ فرق اسوجہ سے ظاہر نہوگی کہ تعلق حکم دونون کے ساتھ بعد دونون کے
ذکر کے ہوگا اسلیے کہ فعل ہمیشہ متاخر ہوتا ہی پس یہ زبان کا فرق ہی اور کبھی تفاوت بوجہ وضع ومعانی کے ہوتا ہی اور
اسی طرح اسباب متعدد ہین تو ضرور ہی کہ ترجمہ مین ان امور کا لحاظ رہے ورنہ غلطی ہوگی اور مین نے بحث اصطلاحات مین
ذکر کر دیا ہی کہ قولہم لِلّٰہ تعالے صوم مجمع وصوم مجمع دونون کا ترجمہ اردو مین فقط یہی ہوگا کہ اللہ تعالے کے واسطے مجھپر چھ
روزہ ہین حالانکہ دونون کا حکم عربی مین مختلف ہی اور ایسے ہی قولہ للہ علی کذا کذا اور للہ علی کذا وکذا دونون مین فرق ہی باوجودیکہ
نفس ترجمہ کے لیے لفظ مناسب نہین عطف کا کیا ذکر ہی اب مین چند مقامات دیگر بتوفیق الٰہی عز وجل ذکر کرتا ہون از انجملہ
اگر عاریت لینے والے نے چوپایہ کو مالک کے اصطبل مین واپس کر دیا تو ضامن نہوگا (زیادہ تطویل منظور نہین ہی اور
نہ تحقیق مسئلہ بلکہ مثال منظور ہی تو احکام پر بھی نظر نہین ہی) یہان دو طرح سے لحاظ چاہیے اول یہ کہ یہان اصطبل
گھوڑے کے لیے معروف ہی تو وہم ہوگا کہ شاید یہ حکم اس صورت مین ہی کہ چوپایہ گھوڑا ہو حالانکہ انکا عرف عام تھا
چنانچہ شراح نے لکھا کہ اصطبل وہ جگہ جو چارپایون کے لیے ہو تو گا وخانہ بھی اصطبل ہی اور دوم یہ کہ انکی عرف مین
اصطبل مکان کے احاطہ کے اندر ہوتا تھا اور باہر خلاف دستور تھا اسی سے یہ حکم مطلقاً مذکور ہی اور یہان اکثر باہر ہوتا ہی
اور کمتر احاطہ کے اندر خصوصاً جبکہ مکان وسیع نہو تو ایسی صورت مین اصطبل کے اندر داخل کر جانے سے ضمانت سے خارج
نہوگا اگر ضایع ہوجاوے تو ضامن ہوگا چنانچہ شارحین نے صاف لکھدیا ہی وقالوا فیہ اشارۃ بان الاصطبل لوکان خارج الدار
ضمن یہ اور یہ بھی وہم نہو کہ اصطبل وہ ایک مکان خاص وضع کا جو معروف ہی کہ چہار دیواری کے اندر کھلے در متعدد دیتے
ہوتے ہین کیونکہ چارپایہ کے لیے جو جگہ مقرر ہو وہ اصطبل ہی پس تھان کو بھی شامل ہی فافہم۔ از انجملہ باب اجارات مین
ہی کہ لاتصح الاجارۃ للمعاصی کا ترجمہ یعنی جو چیز معصیت ہی اسکے لیے اجارہ کرنا صحیح نہین جیسے گانے کا

اجارہ - پس یہان عدم صحت راجع بجانب عقد ہی اور جامع الرموز مین ہی والاجر یطیب وانکان السبب حراما یعنی مزدوری
حلال ہوتی ہی اگرچہ سبب حرام ہو - اور چلپی کے حواشی مین بھی اجرة المزینة کے نسبت ایسا ہی لکھا اور وہ مشہور ہی پس کبھی
جواز کا حکم حلت اجرت کی راہ سے دیا گیا ہی اور قاعدہ مذکورہ آخر مین اگرچہ اختلاف معروف ہی اور اس فتاوے مین بھی منقول
اور صحیح یہی ہی کہ جہان عقد صحیح نہین ہی وہان اجرت بھی حلال نہین ہی کیونکہ خبیث سبب سے اسکا حصول ہی جیسے اجر عسب التیس
وحلوان الکاہن صریح منصوص ہی لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر جگہ فساد عقد سے حرمت اجرت کا حکم صحیح نہین ہی مثلاً کسی شرط
سے اجارہ فاسد ہوا تو اجر المثل حلال ہی پس باب اجارات مین کہین بوجہ حلت اجـرت کے جواز کا حکم ہی اور کہین
براہ صحت عقد کے تو ہر جگہ جہان جواز مذکور ہی یہ استدلال نہین ہو سکتا کہ فعل مذکور جائز ہی حتے کہ اس زمانہ مین جو یہ
طریقہ جاری ہی کہ کسی شخص کو ایک مدت تک کے لیے اس غرض سے اجارہ لیتے ہین کہ اسکے ثواب سب مستاجر کے لیے
اور مستاجر کے سب گناہ اسپر ہین محض ناجائز ہی اور علی ہذا بیع بھی جائز نہین ہی اور شاید کہ جو مال عوض لیا ہی وہ اجیر کو
حلال ہو واللہ تعالی اعلم (ازانجملہ اغماء کا ترجمہ بیہوشی خالی از خلل نہین ہی کیونکہ بیہوشی کے اسباب مختلف و احکام مختلف ہین
اسی طرح اسکا مقابل مفیق جسکو افاقہ ہو ولیکن مجنون کا مقابل عاقل ہی مگر ہمارے اسکے کبھی کہتے ہین کہ جنون سے اسکو
افاقہ ہوا اور یہ مرض سے افاقہ کے مثل ہی اور علی ہذا صاحی کا ترجمہ ہوشیار جو مقابل سکران ہی اسوقت سب طرح مناسب ہی
کہ سکران کا ترجمہ بیہوش ہو اور پہلے گذرا کہ اردو مین اسکا ایہام ظاہر ہی (ازانجملہ حجامت بمعنی پچھنے دینا اور احتجام پچھنے دلوانا
اور روزہ مین یہ فعل مباح ہی کہ پچھنے دلوا وے لیکن اس سے پچھنے لگانا جائز نہین ثابت ہوتا پس اگر ترجمہ مین کہا کہ پچھنے
لگائے تو غلط کیا اور صحیح یون کہنا چاہیے کہ پچھنے لگوائے یا پچھنے دلوائے کیونکہ جائز احتجام ہی نہ حجامت قال فی المحیط
وغیرہ علیہ ما نقل غیر واحد لمن احتجم فاستفتی ممن یوخذ عنہ الفقہ فافتی لفساد صومہ فاکل لم یکفر لان علی العامی العمل بفتوی
المفتی فہو معذور فی ذلک وان اخطا المفتی انتہی وقال ایضا ولو بلغہ حدیث افطر من احتجم فاکل لم یکفر لانہ اعتمد علی ما ہو
الاصل - یعنی محیط مین لکھا کہ اگر ایک عامی یعنے فقہ کے مسائل نجاننے والے آدمی نے پچھنے ڈلوائے اور وہ روزہ
سے تھا اسکو شبہہ ہوا تو اسنے ایک ایسے عالم سے حکم پوچھا جس سے فقہ کا حکم لیا جاتا تھا اسنے فتوی دیا کہ تیرا روزہ
فاسد ہوگیا پس اسنے عمداً کچھ کھا لیا تو اسکا روزہ جاتا رہا لیکن اسپر کفارہ لازم نہ آویگا کیونکہ عامی آدمی پر یہی واجب ہی کہ مفتی
جو فتوے دے اسپر عمل کرے تو یہ بیچارہ اسمین معذور رہا اگرچہ اسکے مفتی نے یہان غلطی کی ہی اور یہ بھی محیط مین لکھا
کہ اگر پچھنے ڈلوانے والے کو یہ حدیث پہونچی جسکے معنی یہ ہین کہ جسنے پچھنے ڈلوائے اسکا روزہ افطار ہوگیا پس
اسنے اس حدیث سے آگاہ ہوکر عمداً کھا لیا تو بھی اسپر کفارہ لازم نہ آویگا کیونکہ اسنے ایسی چیز پر اعتماد کیا جو
اصلی حجت ہی یعنی حدیث پر اعتماد کرکے روزہ توڑا ہی قال المترجم اس بیان سے بہت فوائد نکلتے ہین اور اگر اہل اسلام
آخرت پر اپنا دل جما دین اور ذرا نفس سے مخالفت کرکے موت ہاذم اللذات کو یاد کرین تو باہم انمین نفاق و حسد
و بغض و رد و قدح وغیرہ کبائر فواحش نہ رہین اور آپس مین شیر و شکر ہو جا دین اللہم وفقنا وانت الہادی و اغفر لنا فقد آخر فنا
بذنوبنا (ازانجملہ قولہم لا یزاد علی المسمی مثلاً ایک عقد اجارہ پانچ درم پر ٹھہرا اگر عقد فاسد ظاہر ہوا اور کام ہوگیا اور حکم یہ ہوا کہ
اجر المثل دیا جاوے مگر مسمی سے زیادہ نہ دیا جاوے پس یہ ایک حرف گویا اصطلاحی ہی اسکے معنی سے واقف ہونا ضروری
پس فرض کرو کہ اجر المثل یہان پانچ یا سات درم ہی اور فرض کرو کہ چار درم ہی تو کرمانی یعنی فتاوی ابو الفضل مین لکھا ہی

کہ اسکے معنی یہ ہین کہ جو مقدار مسمی ہوئی ٹھہر گئی تھی مثلاً شال مین پانچ درم تو اگر یہ اجر المثل کے برابر ہو پس اجر المثل بھی پانچ درم ہو یا اجر المثل سے زیادہ ہو مثلاً چار ہی درم تھا تو اس صورت مین اجر المثل یعنی پانچ یا چار درم دیئے جاوین اور اگر اجر المثل سے کم ہو مثلاً دو سات درم ہی تو اس صورت مین مقدار مسمی یعنی پانچ ہی درم دیئے جاوینگے پس اس کلمہ کے یہ معنی ہین جو مذکور ہوئے کہ اجر المثل دیا جاوے مگر مسمی سے زائد نہ کیا جائیگا اور خلاصہ حکم مسئلہ کا یہ نکلا کہ جب ایسی صورت واقع ہو تو اجر المثل دیا جاوے اگر مقدار مسمی کے برابر ہو ورنہ مقدار مسمی دیجاوے انتہی از انجملہ قولہم زیادۃ یتغابن الناس فیہا وزیادۃ لا یتغابن الناس فیہا - یہ کلام بھی بمنزلہ اصطلاح کے ہی اور توضیح یہ ہی کہ تغابن دراصل خسارت ہی پس زیادۃ یتغابن الناس فیہا کے یہ معنی ہوئے کہ ایسی زیادتی جسمین لوگ خسارت اُٹھاتے ہین اور لا یتغابن فیہا وہ زیادتی جسمین خسارت نہین اُٹھاتے ہین اور مراد یہ ہی کہ اتنی کمی بیشی جسکو لوگ برداشت کر لیتے ہین کما صرح بہ بعض الشارحین - جامع الرموز مین ہی کہ زیادۃ یتغابن الناس فیہا - ای یتحمل الناس بہا - اور مترجم کے نزدیک شاید یتحامل الناس ہو یعنی لوگ اسقدر زیادتی برداشت کر لیتے ہین یا رسم مین انپر یہ بار ڈال دیا جاتا ہی یا وے اسقدر سے چشم پوشی کرتے ہین بہرحال کچھ ہو اسکا مدار عرف پر نہین ہی بلکہ اسکا بیان یہ ہی کہ وہی ما قوم بہ مقوم واحد دون الکل ای یرغب بشبہ انہ بذلک القدر واحد من المقومین یعنی جو زیادتی برداشت ہو سکتی ہی اسقدر ہی کہ چند اندازہ کرنے والون مین سے ایک اتنے دامون کو اندازہ کرے یعنی اگر اسکو رغبت ہو تو اتنے کو خریدنے پر اندازہ کرے اور باقی لوگ بھی تو یہ زیادتی برداشت ہی اور کہا کہ غبن یسیر یہ ہوا کہ وہ اندازہ کرنے والون مین سے ایک مثلاً نو درم کو دوسرا دس درم کو اندازہ کرے اور اگر کسی نے دس درم کو اندازہ نہ کیا تو دس مین غبن فاحش ہی اور یہی ایک درم وہ زیادتی ہوگی جو برداشت نہین کیجاتی ہی قال وہ یفتی کذا فی الصغرے اور فتاوی صغرے مین لکھا کہ غبن متحمل وغیر متحمل یا غبن یسیر و غبن فاحش کی یہ تفسیر ایسی ہی کہ اسی پر فتوی دیا جاوے اور محیط مین لکھا کہ یہی صحیح ہی اور اندازہ کرنے والون کا اندازہ فقط انھین چیزون مین معتبر ہوگا جنکے دام شہر مین کٹے نہون اور اگر ایسی چیز ہو جسکے دام شہر مین کٹے ہین تو ایک پیسہ بڑھانا بھی غبن فاحش ہی انتہے ما فی المحیط مترجم کہتا ہی کہ صغرے کا قول کہ اسی پر فتوی دیا جاوے اور محیط کا کہ یہی صحیح ہی اشارہ ہی کہ اسکی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ بعض نے کہا کہ دس مین نصف درم غبن فاحش ہی اور بعض نے کہا کہ نہین ایک درم فی ڈھائی غبن فاحش ہی اور یہ اقوال کسی اصل کی جانب مستند نہین ہین بخلاف تقویم کے پس وہی صحیح ہی فتامل فیہ از انجملہ قولہم جاز تصرف الاب فی امر ابنہ الکبیر المجنون اذا کان جنونہ مطبقا - اطباق ڈھانپ لینے کے معنی مین مستعمل ہی اور سب کا اتفاق بھی اسی معنی مین اطباق ہی کما فی قولہم اطبق الناس علی ذلک - پس بعض مترجمین نے جنون دائمی ترجمہ کیا اور یہ غلط ہی کیونکہ آیندہ افاقہ کی تفریع بے معنی ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ اسکی مقدار مین اختلاف ائمہ ہی کہ وہ ایک مہینہ ہی یا ایک سال ہی اور بعض مشائخ نے عقود و احوال کے اختلاف پر مبنی کیا ہی کسی مین ایک مہینہ اور کہین ایک سال مقدر کی پس اختلاف نہوگا اور نظیر اسکی شہادت ہی کہ کہین دو گواہ کافی ہین اور کہین چار اور اسی سے امام شافعی رحمہ نے فرمایا کہ رضاعت مین ایک عورت گواہ کیون نہ معتبر ہو جیسا کہ حدیث سے استنباط ہوتا ہی اور جواب یہ کہ تنہا عورت کی شہادت بدون مرد کے شرع مین معہود نہین ہی و تمام الکلام فی الاصول - پھر واضح ہو کہ جنون و اغما مین فرق یہ ہی کہ مجنون بالکل مسلوب العقل ہوتا ہی یعنی جب تک وہ مجنون رہتا اور متکلمین وغیرہ کے نزدیک اسمین مناقشہ ہوگا کہ افا

ہے کے وقت اعادہ عقل معدوم لازم آتا ہی والدفع سہل اور اغما رمین عقل بالکل سلب نہین ہوتی بلکہ مغلوب ہوجاتی ہی اور اغما
مجہول مستعمل ہی مغمی علیہ جسپر اغمار طاری ہوا اور اہل لغت اسکو بیہوش لکھتے ہین حالانکہ جنون کی بھی یہی تفسیر ہی اور زیادہ نشہ
مین بھی بیہوشی ہوتی ہی توجسنے مغمی علیہ کا ترجمہ فقط بیہوش لکھا اسنے رعایت سے انحراف کیا فافہم ازانجملہ برذون اگرچہ
لغت مین مختلف معانی مین تعمل ہی لیکن فقہار اسکو خالص عربی گھوڑے کے سوا دوغلے گھوڑے مین استعمال کرتے
ہین ازانجملہ لفظ خمر ہی جسکا ترجمہ شراب لکھا جاتا ہی اور مترجم کے نزدیک یہ ہوا کثر خواص سے سرزد ہوتا ہی عوام کا کیا ذکر ہی اور
اسکی وجہ یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ رح سے قوی روایت ہی کہ منصوص حرمت فقط خمر کی ہی اور وہ شراب انگوری ہی حتے کہ انسے
روایت کیجاتی ہی کہ ماسوائے اسکے حرام نہین ہی اور مترجم نے اگرچہ بنظر وفاق وتحقیق کے یہان یہ تاویل سمجھ لی کہ نزول
تحریم خمر کا شراب انگوری پر ابتدائً تھا اور دیگر اشربہ اسمین ثانیاً داخل ہین اور عدم حرمت کے معنی بنا پر اصطلاح
کے ہین کہ دلیل قطعی بلا معارض ہو حالانکہ کراہت تحریمی یہان وہی حرام ہی جیسے نکاح مین فساد اور بطلان یکسان ہی
اور نظیر اسکی خطاب صلوٰۃ وزکوٰۃ مثلاً بکلام یا ایہا الذین آمنوا ۔ مخاطبین موجودین کے ساتھ اولاً متعلق ہی اور قیامت
تک مومنون کے ساتھ ثانیاً اور یہ بحث اصول مین مشرح ہی ولیکن مترجم کے زعم سے یہان بحث نہین ہی یہان تو
اختلافی شارب پر نظر ہی پس باذق و کمپنی و مثلث وغیرہ بھی شراب ہین حالانکہ حکم مین اختلاف ہی لہذا ترجمہ کے ساتھ تنبیہ شرط
ہی کہ حکم مذکور شراب خمر کے ساتھ ہی یا کسی دوسری شراب سے ورنہ مطلقاً ترجمہ شراب مین بھی تشویش بنا بر قول امام
اعظم رح کے موجود ہی تنبیہ مترجم نے عام کتاب مین سوائے کتاب الاشربہ کے جہان شراب ترجمہ کیا وہ خمر کا ترجمہ ہی
اور کہین لفظ بلا ترجمہ چھوڑ دیا اور کتاب الاشربہ مین خمر کا ترجمہ نہین کیا اور دیگر اشربہ کو شراب باذق و شراب مثلث یا
فقط کمپنی وسیکی کے لفظ سے لکھا ہی فاحفظہ ازانجملہ لفظ بسر ورطب وغیرہ ہین اور کتاب الایمان مین انکی تحقیق کی زیادہ
ضرورت ہی مثلاً قسم کھائی کہ بسر نہ کھاؤنگا تو جاننا چاہیے کہ شروع مین جو نکلتا ہی وہ طلع ہی پھر جب بندھا تو سیاب ہی
پھر جب سبز ہوگیا تو اسیدا دہی پھر خلال ہوتا ہی پھر جب بڑا ہوجاتا ہی تب بسر کہلاتا ہی فارسی مین غورہ خرما بولتے
ہین لہذا بسر کا ترجمہ کیری مشتبہ ہی کیونکہ ہمارے عرف مین مثلاً آم کی کیری ابتدا سے کیری ہی ازانجملہ شحم چربی
واضح ہو کہ ائمہ رحمہم اللہ تعالے کے عرف کے موافق مذکور ہی کہ شحم البطن نہ کھاؤنگا تو شارح نے کہا کہ کلیہ کی چربی پر
قسم ہوگی تو آنتون کی چربی اور ہڈی سے مختلط چربی کھانے سے حانث نہوگا اور جو چربی پشت پر ہی جسکو گوشت چربیلا
اور ریشہ ہی کہتے ہین اس سے بھی حانث نہوگا اور اختیار شرح مختار مین فرمایا کہ ہمارے عرف مین چربی کا لفظ
پشت کے ایسے گوشت پر کبھی واقع نہین ہوتا انتہے مترجماً ازانجملہ بیت ۔ منزل ۔ دار ۔ ان الفاظ کا ترجمہ جن لوگون
نے گھر وحویلی وغیرہ لکھا ہی انھون نے اپنے اوپر سخت ذمہ داری اس امر کی لازم کرلی کہ ان الفاظ سے مختلف
احکام کا تعلق انکے ترجمہ مین ویسا ہی باقی رہیگا آیا تو نہین دیکھتا کہ بلفظ خانہ بزبان فارسی کا حکم بدل جاتا ہی چنانچہ بیوع
وغیرہ مین خود مصرح ہی تو تجھے نہین معلوم کہ خانہ کا ترجمہ گھر نہین دوسرا ہوگا واضح ہو کہ بیت فقہار کے استعمال
مین چار دیواری وچھت ہو اور دروازہ علیحدہ خاص ہو تو ہمارے عرف مین یہ کوٹھری پر صادق ہی اور لائق شب
یعنے رات بسر کرنے کے لائق ہونا بنظر اصل معتبر ہی منزل جو بیوت کو شامل ہو اور دار ان سب کو محیط ہی اور
اسمین اختلاف عبارات ہی کہ دار فقط ساحت کو بدون عمارت کے کہتے ہین یا نہین تو بعض نے کہا کہ ہان اور اسی

قبیل سے قول شاعر ہے ؎ الدار دار وان زالت حوائطها + والبيت ليس ببيت بعد تهديم + یعنی دار تو دار رہتا ہے اگرچہ اسکی دیوار دیواری زائل ہو جاوے مگر بیت بعد منہدم کر دینے کے بیت نہیں رہتا - وعلی ہذا دار کے لیے عمارت شرط نہیں ہے - اور بعض نے کہا کہ نہیں اور اس فتاوی میں بعض مقام پر اسکو صریح بیان کیا ہے - وفی الجامع الرموز الدار المنزل باعتبار دورانها ولذا تسمى به البلدة لاحاطتها باهلها - یعنی دار کہتے ہیں منزل کو اس اعتبار سے کہ دیوارین اسکی دائر ہوتی ہیں پھر بلد کو دار کہنے لگے کہ وہ اپنے رہنے والون کو محیط ہوتا ہے - اقول اسمین دار کی تفسیر خاص سے کی گئی وہ منزل ہے - ولیکن احاطہ کا اعتبار کیا - وذکر غیر واحد ان الدار اسم المجموع العرصة والبناء وكذا في المغرب - الا انهم قالوا انها اسم للعرصة عند العرب والعجم یعنی اہل مغرب میں لکھا کہ دار نام ہے میدان مع عمارت دونون کا اور شارح مختصر نے کہا کہ فقہاء نے زعم کیا کہ عرب وعجم کے نزدیک دار خالی میدان کا نام ہے صاحب کافی رحمہ نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے بدلیل اس مسئلہ کے کہ قسم کھائی کہ دار میں نہ جاؤنگا پھر کھنڈل ہو جاوے اور دیوارین گر جانے کے بعد داخل ہوا تو حانث نہوگا - یہان سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جنہوں نے یہ زعم کیا کہ اسمین اختلاف نہیں کہ دار میں دیوار احاطہ شرط ہے اور اختلاف اسمین ہے کہ بعد اسکے منہدم ہونے کے دار رہا یا نہیں تو یہ زعم ضعیف ہے کیونکہ مسئلہ کافی میں خرابہ کو دار نہیں مانا گیا - پھر واضح ہو کہ باب قسم میں اکثر عرف ومقصود کا بھی لحاظ ہوتا ہے بالاتفاق اگرچہ حقیقت مہجورہ اولی ہے یا عرف مروجہ اسمین اختلاف اصول معروف ہوا شاید فوات مقصود کی وجہ سے حنث نہوا ہو اگرچہ باعتبار زبان کے خرابہ مذکورہ دار ہو وے فلیتامل فیہ اور بعض شروح مختصر الوقایہ میں ہے کہ ہمارے عرف میں سرایے کا لفظ مرادف دار ہے اور کفایہ میں ہے کہ وہ سلطان کے دار کا نام ہے اقول بیع فتاوی میں بھی اسی طرح مصرح ہے - جامع الرموز میں ہے کہ خانہ کا لفظ دار ومنزل دونون کو شامل ہے اور یہی بیوع الفتاوے میں مصرح ہے اور لکھا کہ حجرہ نظیر بیت ہے - مترجم کہتا ہون کہ ہمارے عرف میں گھر وخانہ ایک معنی میں و بیت وکوٹھری وحجرہ نظائر ہیں اور احاطہ میں منزل وحویلیان ہوتی ہیں اور دومنزلہ وچار منزلہ اطلاقات معروف ہیں تو مفتی کو مسائل بیوع واجارہ ووکالت وغیرہا میں تامل سے فتوے دینا ضرور ہے از انجملہ قریہ و بلد ہیں اور سواد بھی اسی ذیل میں ہے اور تو جانتا ہے کہ مکہ ومدینہ زادہما اللہ شرفا وتعظیما شہر ہیں وقد قال تعالی رجل من القريتين عظيم - تو ان پر قریہ کا اطلاق فرمایا اور علی ہذا البلد اگر شہر ہے تو وارد ہوتا ہے قولہ تعالے والبلد الطيب يخرج نباته الآية اور مترجم نے آپ کی تفسیر میں بقدر توفیق اسکی تفصیل ذکر کردی ہے وہان سے دیکھنا چاہیے اور قصبہ کے لیے لفظ ظاہر نہیں ہے پس عمران وآبادی وبستی نظائر اور گاؤن وقصبہ وقریہ نظائر اور شہر وبلد نظائر ظاہر ہوتے ہیں واللہ تعالے اعلم جامع الرموز وغیرہ میں ہے کہ بلد نام ایسی آبادی کا ہے کہ دار ہا وعمارات ہامع راضیہ کو محیط ہو جیسے شہر اور وہ کشادہ میدان کہ اسمین نباتات نہوا اور واضح ہو کہ دار الحرب ودار الکفر اقل بناسبت ہے اور علماء میں دار الحرب کی تفسیر میں اختلاف معروف ہے اور میرے نزدیک اسی کو ہجرت سے ملحق کرنا چاہیے نصوص احکام ربوا وجمعہ وجماعات وغیرہ میں پس جہان اسلام مغلوب وحدود وشرع وشعائر اسلام جاری نہون اور مسلمین کے لیے قاضی وغیرہ نہو مگر ہر آدمی اپنے ذاتی فرائض ادا کر سکتا ہو تو وہان سے ہجرت کرنا واجب نہیں ہے ولیکن مستحب ومندوب ہے اور کبھی قریب بوجوب ظاہر ہوتا ہے لقولہ علیہ السلام انا بری من مسلم بین ظهرانی المشركين میں ایسے مسلم سے بری ہون جو مشرکون کے ساتھ انکے روبرو آباد ہو ولیکن میرے نزدیک یہ تاویل اسطرح ہے کہ وے مشرک اسکو ادائے فرائض سے مانع ومزاحم ہون اور تحقیق اسمین یہ تھا واللہ تعالے اعلم کہ دیانت واستعداد واستعداد رسکی اسوقت جو شرط تھے انمین سے معلوم ہے

یہ واجب کردیا گیا کہ وہ ایسی جگہ آباد نہو ورنہ مقتول ہونے پر دیت کا یا استنصار پر تصرف کا مستحق نہوگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم
اور ہندوستان مین ابھی تک یہ فتویٰ) دیا نجاوے کہ مثلاً سود کا معاملہ مثل دار الحرب کے جائز ہی کیونکہ یہ آل خود ضعیف ہی
تو صریح نص کے خلاف نہین ہوسکتا تم نہین دیکھتے کہ شرع مین اگر کفار عہدشکنی وغدر کرین یا ہمارے ساتھ خیانت کرین تو بھی
ہم کو انکے ساتھ غدر کرنا یا خیانت کرنا جائز نہین ہی اور علیٰ ہذا جمعہ قائم رکھا جاوے اور اسمین فضل عظیم وفقیہ کے فقاہت
کی دلیل ہی اور جو کوئی فساد کرے اور خلق اللہ تعالیٰ کو ذخیرہ آخرت سے باز رکھے وہ ظالم تبہ کار ہی نعوذ باللہ منہ۔ ازانجملہ بستان کرم
پس جسنے کرم کا ترجمہ باغ انگور لکھا یا بستان کا باغ تو یہ خلاف فقہ بہ این معنی ہی کہ ہمارے یہان باغات مین چہار دیواری نہین
ہوتی اور چہار دیواری کے باغ کو اکثر پھلواری بولتے ہین اگرچہ اسمین انگور ہون لہذا خیال رکھنا چاہیے کہ کرم باغ
انگور جسمین چہار دیواری ہو اور درمیان مین زمین قابل زراعت نہو بخلاف بستان کے کہ اسمین متفرق اشجار سے درمیانی
زمین قابل زراعت ہوتی ہی یہی فرق ہی مترجم کہتا ہی کہ جہان لسنے کرم لکھا یا بستان لکھا اس سے تو یہ معنی سمجھنا چاہیے
اور جہان کہین باغ انگور ترجمہ کردیا اور حاشیہ وغیرہ پر تنبیہ نہین کی وہان احاطہ دار سمجھنا چاہیے ورنہ چہار دیواری کا باغ
انگور لکھا ہی پھر سمجھے یہ وہم نہو کہ اس سے کیا نقصان ہی کہ باغ انگور کہو یا احاطہ دار کہو کیونکہ اسمین بعض احکام مین تفاوت ہوگا
مثلاً عقد اجارہ بلفظ باغ انگور لازم ہونے کے بعد مستاجر نے دیکھا تو بغیر چہار دیواری پایا اور اسنے دیکھا کہ بغیر دیوار کے مجھسے
حفاظت نہین ہوسکتی تو وہ عقد کو فسخ نہین کرسکتا بخلاف اسکے اگر اجارہ بلفظ کرم واقع ہوا تو رد کرسکتا ہی اور یہان سے
یہ بھی سمجھا گیا کہ مسائل مین ہر جگہ چہار دیواری کا لفظ لانے کی ضرورت نہین ہی اگرچہ اصل سے ایک گونہ تحریف باغ ترجمہ
کرنے مین ہو لیکن مقصود مین فرق نہوگا مگر جہان چہار دیواری کو حکم مین دخل ہی وہان ضرور ہی اور ایسی حالت انواع احکام
مین ہر باب کے مسائل مین ہوتی ہی لیکن یہ جرأت تغیر کی نچاہیے اور علیٰ ہذا محصل مرام کو اپنی عبارت مین تقدیم وتاخیر
منضبط کرنا بھی سخت خطر ہی کیونکہ قیود کے مسائل پر رسائی ایک متبحر کا کام ہی نسال اللہ تعالیٰ العصمۃ والسداد وہو ولی الانعام
ازانجملہ بنت لبون اسکے لفظی معنی تو دودھ والی اونٹنی کا مادہ بچہ اور لغت مین وہ بچہ مادہ جسپر تین سال گذرے ہون پس
اگر کوئی شخص اسطرح ترجمہ کرے تو غلط ہوگا اسلیے کہ فقہاء کا استعمال موافق شرع کے ہی اور شرع مین بنت لبون وہ ہی جسپر
دو سال ہوکر تیسرے مین ہوا اور اسی طرح حقہ مین لغت کے چہ سالہ کی جگہ شرع مین سہ سالہ معتبر ہی اور یون ہی جذعہ مین لغوی
پنجسالہ کی جگہ شرع مین چہار سالہ معتبر ہی لہذا ترجمہ مین ہوشیاری چاہیے ازانجملہ بکری کا لفظ ہماری زبان مین بھیڑی سے
متمیز ہی اور بضرورت مترجم نے جہان بکری لکھا ہی وہ شاۃ کا ترجمہ ہی اگرچہ نقص کے ساتھ ہی ولیکن جہان غنم کا ترجمہ بکری آئی
وہ مطابق ہی مگر جہان مسئلہ کا حکم بکری وبھیڑی سے بدلتا ہی وہان بدون ترجمہ کے عین لفظ لکھا گیا ہی اور تفصیل بیان اسکا
یہ ہی کہ قاموس ومحیط سے بشہادت جامع الرموز ظاہر ہوتا ہی کہ جسپر صوف وادن ہو اسکو ضان کہتے ہین جیسے ہمارے یہان
تبت کی بکریان اور کشمیر مین بھی پائی جاتی ہین اور جسپر بال ہوتے ہین جیسے عموماً ہندوستان مین ہوتی ہین اسکو معز کہتے
ہین اور غنم کا لفظ ان دونون کو شامل ہی اور یہی حال لفظ شاۃ کا ہی (ش ا ت) اور یہ واحد پر بولتے ہین یعنے شاۃ
کے لفظ مین وحدت فردی معتبر ہی بخلاف غنم کے اور جمع شاۃ کی شیاہ بشین وی والف وہاء اور شیخ ابو المکارم نے
شرح نقایہ کتاب الزکوٰۃ مین لکھا کہ قسم ضان مین مذکر کو کبش کہتے ہین اور مترجم نے کہین کہین مینڈھا اسکا ترجمہ کیا ہی اور
مادہ کو نعجہ کہتے ہین جسکے ترجمہ مین بھیڑی لکھا ہی اور معز کے نر کو تیس بولتے ہین اور مادہ کو معز کہتے ہین اور مترجم نے

کہین بکرا و بکری لکھا ہی اور شاۃ عام ہی کہ ضان معز کے مذکر و مونث سب کو شامل ہی اس سے ظاہر ہوا کہ شاۃ مین تا تانیث
نہین بلکہ تا وحدت ہی فافہم - ازانجملہ بیاع جامع الرموز مین نقل کیا کہ بیاع جو لوگون کا مال کچھ اجرت لیکر فروخت کر دے
کذا فی وکالۃ الذخیرہ و سیاستے لک زیادۃ تفصیل اور مترجم کہتا ہی کہ اگر مال نہ بکا تو اجرت کا مستحق نہو گا کذا فی الاجارات - لیکن
اگر وقت کے لیئے مزدور ہو تو چاہیے جسقدر اموال اسوقت مین فروخت کرے مقرری مزدوری پاویگا اور چاہیے کچھ
فروخت نہو تب بھی مزدوری کا مستحق ہوگا ولیکن اس صورت مین بیاع نہو گا واللہ اعلم ازانجملہ تخلیہ خالی کرنا - پس اگر کسی نے دار
فروخت کیا تو اسکو ذاتی اسباب سے خالی کر کے قفل کی کنجی دیدینا نزد مشتری کے یا جبکہ وہ آنکھون سے دیکھتا ہو اور اگر اسباب
پہ ہو تو حق مستاجر سے خالص کر دینا وغیرہ اور ایسے ہی اجارہ دینے مین تخلیہ اسکی ضرورت سے ہوگا اور مترجم نے اکثر مقام
پر روک ٹوک دور کر دینا لکھا ہی وقال فی الرہن التخلیۃ یعنی رہن کو مرتہن کے سپرد کر دینا اور یہ درحقیقت عام لفظ و اولے
مقصود ہی اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ منقولات مین تخلیہ سے سپردگی نہین ہوتی ہی جب تک انگلیون سے گرفت نہو
کما فی فتاوے ابی الفضل الکرمانی اور توضیح تجھکو کتاب البیوع کے ملاحظہ سے معلوم ہوگی حاصل یہ کہ تخلیہ ایک طریقہ تسلیم کا ہی
اور بیشک غیر منقول مین تخلیہ سے سپرد کرنا قبضہ ہوتا ہی ازانجملہ تزوج بروزن تصرف بیہقی نے کہا کہ زن کردن و شوی کردن
یعنی مرد نے تزوج کیا تو معنی یہ کہ جورو کی اور عورت نے خاوند کیا و جامع الرموز مین کہا کہ اساس و دیوان وغیرہما مین ہی کہ
متعدی بخود ہوتا ہی اور بحرف با بھی ہوتا ہی اور حرف من سے متعدی نہین ہوتا اگرچہ انکے کلامون مین کثرت سے موجود
ہی مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ کہ عربی زبان مین تزوجہا و تزوج بہا - بولتے ہین اور تزوج منہا - نہین بولتے ہین پھر واضح
ہو کہ فقہا نے جہان لکھا کہ تزوج بہا - یا منہا تو انکی یہ مراد ہی کہ اسنے اپنے نکاح مین اس عورت کو لے لیا اور یہ معنی نہین ہین
کہ کسی اور سے اسکا نکاح کر دیا - بخلاف تزویج بروزن تصریف کے کہ لغت مین بقول بیہقی (مرد کو جورو اور عورت کو خاوند
دینا) اور فقہا نے جب کہا کہ زوجہا - یا - زوج بہا - یا زوج منہا - تو یہ مراد ہوتی ہی کہ کسی اور کے نکاح مین اسکو دیدینا - چونکہ تزوج
و تزویج دونون کا تعدیہ بخود و بحرف با ہوتا ہی لہذا فقہا نے من کے صلہ سے دونون مطلب مین فرق کر دیا پس اگر
مرد نے وکیل نکاح سے کہا کہ زوجنیہا - میرے نکاح مین اسکو دیدے اور اسنے کہا کہ زوجتکہا - تو نکاح منعقد ہوگا اور جب
کہا کہ تزوجت منہا - مین نے عورت کو اپنے نکاح مین کر لیا حالانکہ تزوجت بہا کے معنی زوجتہا کے ہو سکتے ہین کیونکہ دونون
مین سے ہر ایک بخود و بحرف با متعدی ہوتا ہی - بعض مترجمین نے ناسمجھی سے اس فرق کو ضائع کر دیا چنانچہ بیوع کے
مسئلہ مین اشتری جاریۃ و زوج بہا الی آخرہ جو اس غرض سے موضوع ہی کہ خریدکردہ باندی پر مشتری کے خالی نکاح کر دینے
سے قبضہ ہو جاتا ہی یا نہین - اس شخص نے یون ترجمہ کیا کہ باندی خریدی اور اس سے نکاح کر لیا حالانکہ قطع نظر الفاظ کے
یہ سخت غفلت ہی اسلیے کہ خریدنے کے بعد ملک یمین حاصل ہونے سے نکاح کی صورت کیونکر ہوگی - فافہم - یہان مجھے ایک
لطیفہ یاد آیا کہ روافض مین سے ایک غالی فرقہ ہی جو حضرت صدیق اکبر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر اور حضرت فاروق
خلیفہ دوم کو کافر کہتا ہی حالانکہ یہ فرقہ خود کافر ہی کیونکہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ جو کوئی دوسرے کو کافر کہے تو دونون مین سے
ایک ایسا ہو جاتا ہی یعنی اگر کہنے والا سچا ہی تو دوسرا کافر ہی اور اگر جھوٹا ہی تو کہنے والا خود کافر ہی اور غالی رافضی کے
قول مین ہم بالیقین جانتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اکبر بخصوص آیات و شہادت الٰہی و کثرت
احادیث و شہادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلے درجے کے مومنین تھے اور اللہ تعالے نے سب بڑھکر کسی کی

شہادت ہوگی پس بالیقین معلوم ہوا کہ یہ فرقہ خود کافر ہی - اب سنیے کہ بعض واعظین نے کہا کہ حضرت شہربانو جو بادشاہ
یزدگرد کی بیٹی تھین جب حضرت فاروق اعظم نے فارس پر جہاد کیا تو یہ بھی فتح کے بعد گرفتار ہو کر آئین اور حضرت فاروق رضی
نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیدین چنانچہ حضرت علی اکبر وغیرہ شہدائے کربلا انھین کے بطن پاک سے ہین پس
اگر غالی رافضہ کا قول صحیح ہوتا تو جہاد صحیح نہوتا تو حلت کی کیا صورت تھی باوجودیکہ اہل بیت مین سے یہ حضرات بھی ہین جنکے
واسطے تطہیر ثابت بنص قرآنی ہی پس فرقہ رافضی مذکور کذاب ہی - قال المترجم ہذا علی قول من قال بعدم الحق ثم التزوج
وہناک من قال بذلک وقیل الاول اثبت واللہ تعالی اعلم - پھر واضح ہو کہ جامع الرموز مین لایا کہ لا یجوز المناکحۃ بین بنی آدم و
انسان الماء والجن کما فی السراجیہ یعنی آدم زادے اور آبی انسان یا جن سے باہم نکاح کا عقد نہین جائز ہی جیسا کہ فتاوے
سراجیہ مین ہی ولیکن قنیہ مین حسن بصری رح سے نقل کیا کہ دو مردون کی گواہی پر جنیہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہی اور
جامع الرموز مین لایا کہ لا یصح نکاح الشافعیۃ لانہا صارت کافرۃ بالاستثناء علی ما روی عن الفضلی ومنہم من قال تزوج
بناتہم کذا فی المحیط - یعنی لکھا کہ جو عورت کہ شافعیہ مسلک پر ہو اسکے ساتھ نکاح صحیح نہین ہی کیونکہ استثناء سے وہ کافرہ
ہو گئی یعنی موافق قول شافعی رح کے جب اس سے پوچھا جاوے کہ تو مومنہ ہی وہ کہیگی کہ ہان انشاء اللہ تعالی پس انشاء اللہ کہنے
سے وہ بوجہ شک کے کافرہ ہوئی اور یہ حکم امام فضلی سے روایت کیا گیا ہی اور ان مشائخ مین سے بعض نے کہا
کہ شافعیون کی دخترون سے نکاح کر لینا جائز ہی کذا فی المحیط - مترجم کہتا ہی کہ امام فضلی و اس طبقہ کے مشائخ سب فقہا رہے تھے
لہذا انکی طرف کسی مجہول راوی کا بلکہ بغیر رواۃ کے خالی خیالی قول کا منسوب کردینا خود غیر معتمد ہی خصوصاً ایسا قول کہ فقیہ
کی شان سے نہین بلکہ محض خلاف شان ہو آیا کسی شخص کو روا ہی کہ امام شافعی رحمہ اللہ و انکے اتباع کو کافر کہے نعوذ
باللہ من ذلک کیونکہ شافعیہ عورت کی کیا خصوصیت ہی پس تو دیکھتا ہی کہ یہ لوگ کیسے رطب و یابس روایات جمع کرتے ہین
اور اسلام مین فتنہ پھیلاتے ہین - جاہل متعصب خود اپنی جہالت سے فتنہ مین پڑتا ہی اپنے تعصب کا نام اسلام سمجھتا ہی حالانکہ
ائمہ علماء متفق ہین کہ امام شافعی رحمہ اللہ اسلام کے امامون مین سے ایک عالم امام ہین اور انکو کافر کہنا خود کفر ہوگا
جیسا کہ ائمہ علماء کا زعم ہی فاتقوا اللہ واللہ شدید العقاب - ازانجملہ تنجیز - ت ن ج ی ز - فی الحال واقع کرنا یہ مقابل تعلیق
کا ہی جو کسی چیز کے ساتھ اٹکانا ہوتا ہی پس طلاق و عتاق معلق یہ ہی کہ اگر تو نے پیاز کھایا تو تجھکو طلاق ہی یا تو آزاد ہی اور
منجز یہ ہی کہ تجھکو مین نے طلاق دی یا آزاد کیا اور تنجیز در اصل تعجیل ہی من قولہم ناجزا بناجز یعنی نقد بنقد - ازانجملہ تبر سونا
جامع الرموز مین ہی کہ سونا و چاندی سکہ سے پہلے تبر ہین اور کبھی تانبا و پیتل لوہا بھی تبر کہلاتا ہی ولیکن سونے کے ساتھ مخصوص
ہو سکتے ہین مترجم کہتا ہی کہ مین نے پتر کے ساتھ ترجمہ کیا ہی پ ت ر اور جہان جس قسم کا ہو وہ بھی تصریح کر دیا ہی اور نقرہ گداختہ
چاندی ہی ازانجملہ ثمر - ہمارے عرف مین قریب ہی کہ سوائے پھل کے اور کسی چیز پر نہ بولا جاوے البتہ مجازاً جب کہین
کہ تمنے کیا پھل پایا تو مطلق فائدہ خواہ آدمی سے ہو یا درخت سے حتے کہ فعل سے بھی اور عرب کی زبان مین مطلقاً جو چیز
کہ درخت سے بلا کسی کی صنعت کے حاصل ہو اور یہ محفوظ رکھنا چاہیے دو وجہ سے ایک وجہ یہ کہ جو حکم وہان مذکور ہی کہ
اسمین عرفی عرف پر محمول کرنے سے اشکال نہو - مثلاً لا یاکل من ثمر ہذہ النخلۃ - اس کھجور کے ثمر سے نہ کھاؤنگا اسطرح قسم
کھائی تو ہر اُس چیز پر واقع ہوگی جو اس درخت سے پیدا ہو بلا کسی کی صنعت کے اور کھائی جاوے حتے کہ پتی و چھال
و شاخ پر نہین بلکہ طلع و خلال و بلح و بسر و رطب و تمر و جمار پر واقع ہوگی اور جمار شحم النخل یعنی گوند ہی اور دبس پر بھی

یعنی تاڑی مگر جب پکا ڈالی جاوے تو نہین اور وجہ دوم یہ ہو کہ جو حکم وہان مذکور ہو اگرچہ بعبارت اردو مذکور ہو اسکو بعبارت
عربی سمجھکر حکم کو منطبق کرنا چاہیے اور ہماری زبان مین اگر قسم کھائی کہ اس درخت کے ثمر سے نکھاؤنگا تو میرے نزدیک
شروع مول سے آخر پھل تک واقع ہوگی اور گوند وغیرہ سے حنث کہ تاڑی پر واقع نہونا چاہیے واللہ تعالے اعلم فان
قیل الثمر عرفی یراعی فیہ اصل معناہ قلت لا بل ما استعمل فیہ عندنا بعد النقل کما لا یراعی فی الالفاظ الاعجمیۃ عند العرب الا ما
استعملوا فیہ بعد النقل فافہم از انجملہ جدول جمع جداول پتلی سی نالی جس سے جس کا پانی کنوئین سے نکالکر بہتا ہوا کیاری مین
جاتا ہو اور باغ مین اس سے چوڑا ہو تو ساقیہ ہو جمع اسکی سواقی گویا نالہ ہوا اگرچہ اتنا گہرا نہو اور اس سے چوڑا نہر ہو ذکرہ العینی
فی شرح الکنز وغیرہ - از انجملہ التحری تہ باب نکاح مین جا بجا ہو کہو کہ نکاح فاسد ہوگا یا باطل ہوگا یا حرام ہوگا سب یکسان ہین کیونکہ
فاسد بھی حرام ہو جیسا کہ قاضیخان و کرمانی و نہایہ و مستصفی وغیرہ مین ہو کذا فی جامع الرموز از انجملہ حشیش کہ معروف ترجمہ گھاس
ہو اور دراصل نباتات جو ساق دار نہون اور عامہ لغات مین سوکھی گھاس کو حشیش کہا ہو اور کما ۃ گھاس نہین بلکہ زمین کے
اندر رکھی ہوئی چیز کے مثل ہو از انجملہ قولہم خیاط استاجر عبد التخیط معہ فترک الخیاط عملہ - یعنی درزی نے کسی کا غلام
مزدوری پر اجارہ لیا پھر خیاط نے اپنا کام چھوڑ دیا - تو بعض شراح نے بیان کیا کہ خود کرتا رہا ہو یا یہ پیشہ چھوڑے تب اجارہ
ٹوٹیگا اور ظاہر یہ ہو کہ فقط تنہا کرنا اختیار کیا - وقد فصلہ المترجم از انجملہ الخص بالضم نہایہ مین وہ بیت کہ نرکل و پھوس و لکڑی
وغیرہ سے بنائین مگر فقہا اسکو چھت کی چار دیواری پردہ کو کہتے ہین جو نرکل وغیرہ سے بنا لیا جاتا ہو - از انجملہ الخراج جو زمین و
باغ پر لگان ہو ولیکن دو قسم کا ہوتا ہو اول خراج مقاسمہ یعنی بٹائی اور وہ پیداوار مین سے کوئی جزو معین ہو جسکو بادشاہ
سب لوگون کی طرف سے انکے بیت المال کے لیے پیداوار پر مقرر کرتا ہو جیسے چہارم پیداوار وغیرہ اور زراعت کا خرچہ
نکال دینے کے بعد باقی کا چہارم وغیرہ لیا جاتا ہو اور ہر زمین و باغ کی طاقت پر مقرر ہوتا ہو ولیکن نصف سے زیادہ نہین
ہوسکتا ورنہ ظلم ہوگا اور ایسے ہی اسکا ادا ہونا پیداوار پر ہو حتے کہ اگر زمین مین کسی وجہ سے کچھ پیدا نہوا تو یہ خراج بھی واجب
نہ ہوگا اور اگر کسی نے سال دو سال کا خراج پیشگی دیدیا تو جائز ہو کیونکہ سبب یعنی زمین لائق پیداوار موجود ہو کذا ذکرہ
بعضہم اور مترجم کہتا ہو کہ یہ غلط ہو بلکہ خراج موظف مین البتہ ایسا جائز ہو اور خراج مقاسمہ مین گیہون وغیرہ اموال ربویہ کی صورت
مین سود ہو جاویگا فافہم قسم دوم خراج موظف جو بنام اگان ہمارے یہان معروف ہو اور اسکو خراج وظیفہ و مقاطعہ بھی
کہتے ہین اور وہ کچھ نقد یا اناج بغیر جنس پیداوار جو امام کسی زمین یا باغ پر مقرر کرے لیکن اندازہ اسکا بقدر وظیفہ عدل ہوگا
چنانچہ جس زمین کو خراجی پانی پہونچے اسپر حضرت فاروق اعظم رضہ نے اہل السواد کے ہر جریب گیہون یا جو پر ایک صاع
مقرر کیا تھا اور رطبہ کے ہر جریب پر پانچ درہم یعنی سوا روپیہ سے کچھ زیادہ مقرر فرمایا تھا علے ہذا یہی کہا گیا ہو کہ اس سے
زیادہ کرنا ظلم ہو اور نوشیروان عادل نے بھی اگرچہ بکا سب جزیہ ہو اسی قدر مقرر کیا تھا اور جزیہ اسلام مین
تذلیل کرنے کے لیے نہین تھا جیسا کہ قولہ تعالے یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون سے سمجھا گیا بلکہ آیت کے معنی یہ ہین
کہ اسلام چھوڑکر انھون نے ایسا اختیار کیا پس انکو راہ حق پر آمادہ کیا تھا کیونکہ اسکو اسلام سے انکو نعمت ایمان ملتی
تھی اور سب کے برابر درجہ ملتا تھا اور جزیہ کی مقدار جسکو نوشیروان عادل نے مقرر کیا تھا اس سے بھی کم یعنی آدھا
اسکا مومن سے لیا جائیگا تاکہ وہ تھوڑے سے کام سے فراغت پاکر اللہ تعالے کی توحید و عبادت کرے اور اللہ تعالی
کو اسی بندہ عارف کی تسبیح و عبادت پسند ہو - اور جامع الرموز مین ہو کہ خراج خواہ موظف ہو یا مقاسمہ ہو اسکی شرح

کر اینا صحیح ہی کیونکہ وہ جنگی فوج کا حق انکی حفاظت وغیرہ کے عوض مین واجبی ہی اور بعض نے کہا کہ مراد فقط مثوظف ہی جو ہر
سال مقرری ہوتا ہی اور مقاسمہ مراد نہین جو پیدا وار پر ہوتا ہی کیونکہ وہ ہنوز ذمہ واجب نہین ہوا ہی از انجملہ خارج۔ کہ
بحسب اللغۃ خروج کا اسم فاعل ہی اور اصطلاح الدعوی مین جو شخص کہ غیر قابض مدعی ہو ومن ذلک قولہم ولو ادعے
خارجان عینا فی ید ثالث اور معنی یہ کہ دو غیر قابض نے تیسرے کی مقبوضہ مال عین کا دعوی کیا یعنی تیسرے پر یہ دعوی کیا
کہ یہ مال عین ہماری ملک ہی اور تیرے قبضہ مین ناحق ہی۔ از انجملہ الدابۃ - اصل لغت مین جو زمین پر چلے یا رینگے اور بدین معنی
حشرات الارض چیونٹی وغیرہ کو بھی شامل ہی اور وضع ثانی مین چارپایہ ہے اور کہا گیا کہ وضع ثالث مین گھوڑے سے مخصوص
ہوا اور مراد وضع سے نقل عرفی ہی اور فقہا کے اطلاق مین اختلاف ہی چنانچہ ہدایہ وغیرہ مین از راہ عرف کے دابہ کا
لفظ گھوڑے وگدھے وخچر کو شامل لیا اور اسی وجہ سے حسب موقع مترجم نے کہین سواری کا جانور چوپایہ ترجمہ کردیا
اور شرنبلیہ مین اسکو ہر چارپایہ کے واسطے مطلقاً لیا اسی سے مترجم نے حسب موقع چوپایہ ترجمہ کیا اور مفردات مین کہا کہ
گھوڑے کے لیے مخصوص ہی لہذا جہان موقع یہی ہوا وہان گھوڑا ترجمہ کیا ہی از انجملہ دیوان اور فقہ مین دیوان القاضی سے
وہ خریطہ مراد ہی جسمین چکین و دستاویز و محضر و نقل پروانہ متولی اوقاف و تقدیر نفقات وغیرہ کا غذات ہون۔ از انجملہ قولہم
ما ذاب لک علیہ مراد یہ ہی کہ بعد دیگر جو تیرا فلان پر ثابت ٹھہرے یا واجب نکلے لہذا کفالات مین جہان اسطرح مذکور ہی
یہی مراد ہی از انجملہ روایت کا لفظ ہی جامع الرموز وغیرہ مین کہا کہ لغت مین نقل کو کہتے ہین اور عرف فقہا مین کسی فقیہ
سے کوئی فرعی مسئلہ نقل ہونا خواہ فقیہ مذکور سلف مین سے ہو یا خلف مین سے اور جب کبھی خلف کے قول سے مقابلہ
ہو تو روایت مخصوص بسلف ہوتی ہی واضح ہو کہ قولہ روایۃ عنہ اسکے یہ معنی کہ اس امام سے ایسا روایت کیا جاتا ہی جائز
ہی کہ اسکا مذہب یہ ہو یا نہو بخلاف عندہ کے کہ جب کہا جاوے کہ فلان کے نزدیک تو ظاہر یہ کہ اسکا مذہب ہی
از انجملہ رباط بمعنی رسی و بندش و منہ قولہم من حل رباط سفینۃ فغرقت اور رباط قیام سرحد کفار پر بغرض جہاد یا
حفظ سرحد و تغور و منہ قولہ علیہ السلام رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہا از انجملہ رقبی بمانند قول فقہا لا تصح الرقبی
اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک رقبی یہ ہی کہ دوسرے سے کہے کہ میرا گھر تیرے لیے رقبی ہی اگر مین تجھسے پہلے مرا تو
وہ تیرے لیے ہی اور اسی کے قریب عمری ہی قاضیخان نے ذکر کیا کہ عمری یہ کہنا کہ اگر مین تجھسے پہلے مرا تو یہ گھر تیرے
لیے ہی اور اگر تو مجھسے پہلے مرا تو میرے لیے ہی اور دوسری تفسیر یہ ہی کہ اپنا گھر دوسرے کے لیے اسکی مدۃ العمر
تک کردینا اس شرط سے کہ جب مرے تو واپس ہی یعنی عمری دینے والے کو یا اسکے وارث کو واپس ہی قال وتصح العمری
اور یہان صحت سے یہ مراد ہی کہ اسطرح دینا صحیح ہی اور شرط مذکور باطل ہی حتے کہ وہ گھر جسکو دیا ہی اسی کے وارثون
کو ملیگا تنبیہ منجملہ مشابہات احکام کے ہمارے بولی مین یہ کہنا کہ یہ گھر تیرا ہی اور یہ گھر تیرے لیے ہی اور یہ گھر تیری
ملک ہی - تو اول محتمل اقرار ہی اور جھگڑے کے وقت ہبہ کا دعوے کرنے والا باطل قرار دیا جاویگا کیونکہ اقرار
وہبہ تو حجت قوی ہی اگرچہ دوسرے کے حق مین حجت نہو تو اسی نے گویا اقرار کیا اور پھر دعوے کیا کہ مین نے
ہبہ کیا تھا تو اول اقوی ہوگا اور بدون گواہون کے تصدیق نہوگی - اور قول دوم ہبہ ہی اور تیسرا صریح اقرار
ملک ہی اسی واسطے مترجم نے رقبی وعمری کی تفسیر مین تیرے لیے کہا اور تیرا ہی نہین کہا فاحفظہ فان ذلک لمہم
از انجملہ لفظ ریحان نباتات مین سے خوشبودار کذا فی الاختیار شرح المختار وکذا فی المغرب اور فقہا کے نزدیک

جنکی ڈنڈی مثل اسکی پتیون کے خوشبو دار ہو جیسے آس وورد یا فقط پتیان خوشبو دار ہون جیسے یاسمین - اسطرح جامع الرموز
مین مذکور ہی اور آئین نازل سے دیکہنا چاہیے اور لکہا کہ جامع ابن بیطار مین ہی کہ وہ ہر درخت کی کلیان ہین اور اطلاق
مخصوص جس سے عرق کہینچا جاوے مشتہر ہو گیا ہی آزانجملہ رق رقت پتلا پن اور رقیق جسمین کوئی جز و آثار دی کا نہو اور
واضح ہو کہ عبارات فقہا مختلف ہین صدر الشریعۃ کی بعض عبارات سے نکلتا ہی کہ رقیا ہدون ملک کے نہین پایا جاتا ہی اور
مستصفی وغیرہ مین ہی کہ کفار جو دار الحرب مین ہین سب کے سب رقیق ہین مگر کسی کے مملوک نہین ہین قال المترجم اس مقام
کی تحقیق مین کلام طویل ہی یہان گنجایش نہین ہی میرا مقصود صرف یہ ہی کہ مترجم نے رقیق کا اگر ترجمہ کیا ہی تو محض مملوک لکہا ہی
اور کثرت سے فقہا رقیق کو بمقابلہ آزاد و مدبر و مکاتب و ام الولد و معتق البعض و ما انعقد فیہ سبب الحریۃ - استعمال کرتے ہین
کما لایخفی علی من مارس الفن آزانجملہ روث تشا یہ ہی کہ لغت مین ذی جا فرجا نور کے گوبر کو کہتے ہین مگر فقہا اسکو فقط سرگین
یعنی گوبر کے معنی مین بولتے ہین تو لید و مینگنیان داخل نہین ہونگی اور یہ جامع الرموز مین لکہا ہی اور عذرہ پلیدی ہی کہ آدمی
و مرغی و کتا وغیرہ کے پیخانہ کو شامل ہی اور غائط آدمی مین زیادہ مستعمل ہی اور مقصود تحقیق لغت نہین بلکہ تنبیہ ہی اور خرء و
خراءۃ کبوتر وغیرہ کی بیٹ ہی اور کبہی آدمی کے ساتہ کنایہ ہوتا ہی ومنہ قولہ علمکم نبیکم کل شئ حتے الخزارۃ الحدیث - سرقین معرب
سرگین ہی آزانجملہ رصاص کہ لغت مین رانگ قلعی کے معنی مین ہی پس درم کی صفت مین ملتبس ہوتا ہی کہ رانگے کے ہون جالانکہ
رصاص درم وہ ہین جنپر ملمع ہو صریح یہ جامع الرموز تنبیہ اقسام درم مین بہت ان کتب فقہ مین مذکور ہین اور متفرق بیان ہوئے
ذکر کیے ہین اور یہان مختصر طور پر رکہتا ہون کہ منجملہ اقسام کے زیوف درم بالضم مصدر زافت الدراہم زیفا یعنی میل کی
وجہ سے مردود ہوگئے کما فے القاموس یا جمع زیف ہی جسمین تانبا وغیرہ ملا کر کہراپن کہو دیا گیا ہو کما فی طلبۃ الطلبۃ - اور قاموس
نے جو انکو مردود کہا تو معنی یہ ہین کہ وے رد کر دیے جاتے ہین لیکن پوشیدہ نہین کہ خالی بیت المال انکو پہیرتا ہی کہ وہ کہرے
کے سوا نہین لیتا اور باہمی معاملات مین مردود نہین ہین پس اظہر قول دوم ہی - دوم نبہرج بتقدیم با بر یا نون معرب
نبہرہ یعنی ناسرہ جسمین کہوٹ ہو اور واضح ہو کہ زیوف و نبہرہ دونون قسم مین میل سے چاندی زیادہ ہوتی ہی لیکن فرق
یہ ہی کہ زیوف کو تاجر نہین پہیرتے اور نبہرہ کو تاجر بہی نہین لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ نبہرہ جسکا سکہ مٹ گیا ہو ذکرہ
صدر الشریعۃ فے القضا پس اس صورت مین زیوف نبہرہ واحد ہین صرف سکہ موجود و معدوم ہونے کا فرق ہی - سوم
ستوقہ وہ درم جسمین تانبا و پیتل یا جستہ غالب ہو اور چاندی کم ہو وقد قیل انہا المقیر بالعروض - چہارم رصاص یہ فقط درم
کی صورت ہوتے ہین اپنر چاندی کا ملمع ہوتا ہی اور یہ درحقیقت درم نہین ہین کذا مرح بہ غیر واحد - واضح ہو کہ اقسام یہان
بحسب العین کئی ہین اسطور سے بیان ہو سکتے ہین کہ درم یعنی صورت مخصوص با چاندی مین ہی یا نہین - قسم دوم بطریق اگر
نہو تو موجود نہین اور اگر ہو تو رصاص ہی اور قسم اول مین خالص ہو یعنی ادنی میل جو بمنزلہ مستہلک ہی تو وہ قسم معروف ہین دو قسم
چاندی ہو تو دراہم بیض سپید درم ہین اور کبہی واضح بولتے ہین لیکن زیادہ مکسور و غلہ کے مقابلہ مین آتا ہی اور اگر سیاہ چاندی
ہو تو دراہم سود یعنی سیاہ درم ہین اور اگر غیر خالص ہو پس اگر میل زیادہ ہو تو ستوقہ ہین اور اگر چاندی غالب ہو زیوف
و نبہرہ ہین اور وہ دہیا وسیاہ درحقیقت صفت جودت و رداءت کے اعتبار سے ہین نہ باعتبار عین کے کیونکہ شرعا اس صفت
سے نفس چاندی کا تفاوت معتبر نہین ہی جیسا کہ باب الربوا مین معلوم ہو چکا - اور صحاح پورے درم اور مکسورہ شکستہ
اور نظیر اسکی پورا روپیہ اور دوانیان یا چار چونیان مثلا اور دراہم غلہ چہپیل کہ خالص و زیوف و نبہرہ و ستوقہ ملا کر

ہون بخلاف رصاص کے کہ وہ درحقیقت غیر جنس ہو اور ثنائی وثلاثی وغیرہ جیسا کہ ہدایہ مین مذکور ہو اس سے یہ غرض ہو کہ دو
ملکر ایک درم ہو جیسے مثلا اٹھنیان کہ دو ملکر ایک روپیہ ہوا اور ثلاثی مین ملکرا ور رباعی علی ہذا القیاس و قولہ کالعدالی الیوم
بفرغانۃ جیسے فی زماننا فرغانہ مین عدالی رائج ہین تو دراہم کے اقسام ذاتی سے انکا خروج نہو گا صرف فرق سکہ سے نامون
مین ہوگا تو عدالی جس بادشاہ نے سکہ رائج کیا نام رکھا گیا ہو اور نظیر اسکی چہرہ شاہی وجیپوری وکلدار وغیرہ اشرفیان ہین اور
بغیر سکہ کے خالی چاندی گداختہ مانند طمغاجی و وہ دہی وہ دہی اور زخمدار وغیرہ اقسام ہین اور زخمدار کے معنی قریب اسکے ہین
جیسے ہمارے یہان کٹاؤ کی چاندی وانیٹ کا سونا وغیرہ بولتے ہین فاحفظ المقام واللہ اعلم بالصواب آز انجملہ لفظ رہن بمعنی گرو
مفردات مین ہو کہ جو اودھار و قرض کی مضبوطی کے لیے رکھا جاوے - اور اکثر کتب مین ہو کہ لغت مین رہن کے معنی مال کو روک
رکھنا خواہ کیسا ہی مال ہو - اور شرع مین اودھار و قرض کی وجہ سے ایسا مال جو قیمت دار ہو روک لینا جس سے قرضہ لینا ممکن ہو اور
جامع الرموز مین کہا کہ مراد یہ ہو کہ قرضہ اس مال کی قیمت دام سے بھر پایا ممکن ہو - مین کہتا ہون کہ بھر پانے کی قید محض
سہو ہو اور صحیح وہ ہو جو برجندی نے کہا کہ بھرپور قرضہ اس سے وصول ہوجانا شرط نہین ہو بلکہ تھوڑا یا سب اس سے
وصول ہوجانا ممکن ہو تنبیہ - اودھار یا قرض - اس سے مترجم کی یہ غرض ہو کہ مثلا زید نے عمرو کے ہاتھ دس روپیہ کو
اودھار ایک چیز بیچی تو دس روپیہ عمرو پر اودھار کہا وینگے اور عموما مترجم اسکی جگہ قرضہ لکھتا ہو اور قرض نہین کہا وینگے
کیونکہ وہ عین شی پر مخصوص ہو جیسے کہ اگر دس روپیہ اس سے نقد لیے تو قرض ہین اور اسکو مترجم قرض بدون زیادت بولا
لاتا ہو اور اگر ایک پیمانہ گیہون قرض لیے تو یہ بھی قرض ہین اور احکام مین بعض صورتون مین تفاوت ہو اور عوام یہ فرق
نہین کرتے ہین قرضہ اودھار کی جگہ قرض و برعکس بولتے ہین لہذا مفتی جب فتوے دیگا اور ایسی صورت مین تو بعض
جگہ غلط و خطا ہوگا اور مثال اسکی یہ ہو کہ زید نے عمرو سے ایک من گیہون قرض لیکر گھر مین بھر رکھے ہنوز خرچ نہ کیے تھے
کہ عمرو نے اپنا اودھار مانگا اور زید نے بازار سے یا کسی سے ایک من گیہون دلوادیے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اوانھو نکو
عین مال کا واپس کرنا لازم تھا جبکہ بعینہ موجود ہو - اسی طرح ایک من قرض کا دعوی کیا اور معاوضہ دس روپیہ لیے
اور مفتی نے جواز کا فتوی دیا حالانکہ ایک من قرض نہ تھے بلکہ قرضہ اودھار بیع سلم کے تھے مثلا اسنے سلم ایک من کی ٹھہرائی
تھی تو اس صورت مین صحیح نہین ہو کیونکہ استبدال دین مین ہو پس اگر وہ اودھار کہتا تو مفتی صحیح جواب دیتا ولیکن ا
قرض کہا جس سے دھوکا ہوگا لہذا ایسے مقامات مین مفتی کو تنبیہ رہنا چاہیے تاکہ عوام جہال کو غلط فتوی نہ دیوے
تنبیہ عوام لوگ رہن کو اپنے قرضہ کا عوض بطریق منفعت سمجھتے ہین اور یہ بالکل جہل و ظلم ہو جیسے کہ مال مرہون سے ہر
طرح طرح کے نفع اٹھاتے ہین اور یہ بالکل حرام ہو اور رہن تو یہ ہو کہ مال اپنی نگہبانی مین رکھنا ہوتا ہو اور جو کچھ اسکا منافع
ہو وہ سب راہن کا ہو صرف اسکا قرضہ البتہ دستتا اولے قرضہ نہین ہو اگر وہم ہو کہ ایک تو اودھار دوسرے
اور دوسرے یہ بیگار رکھا دے تو جواب یہ کہ اسمین دو فائدے ہین ایک یہ کہ اگر راہن نے قرضہ نہ دیا تو حسب شرائط
اسکے دامون سے وصول کرلے اور دوم یہ کہ اگر راہن مرا اور اسپر بہتون کا قرضہ ہو تو ترکہ جو کچھ ہاتھ آوے اسمین سب
قرضخواہ حصہ رسد شریک ہونگے بخلاف مرتہن کے کہ وہ اس رہن کا حقدار ہو اس سے سب قرضہ بھرپور لیگا جو بچے
وہ وارثون کو پھیر دیگا - بعض فقہا نے جائز جانا کہ مرہونہ گائے کو مرتہن اپنے پاس سے دانہ چارہ دے تو اسکا دودھ
کھاوے مین کہتا ہون کہ یہ اس نے حکم پر کہ دودھ اسکی کھلائی کے سوا نہین کھانا چاہیے مگر میرے نزدیک یہ بھی حلال نہین ہو

اور واجب ہی کہ اسمین اختلاف ہو جیسے ودیعت کے روپیہ سے تجارت کا نفع مستودع کو حلال ہی یا نہین تو ضعیف ہی کہ ہان اور صواب ہی کہ نہین کیونکہ مرتہن نے اپنا چارہ غیر کی ملک مین ڈالکر اس سے وہ دودھ حاصل کیا ولہذا بعضون نے راہن سے اجازت لینا شرط کر لیا ہی اور یہ صورت البتہ براہ حکم جواز کے ہو سکتی ہی جبکہ وہ قرضہ سے نفع کھینچنا نہ چاہتا ہو — اور بعض نے یہان اس زمانہ والون کے کاروبار چلنے کے لیے عینہ کی تدبیر نکالی اور اسمین بھی سخت اختلاف ہی کذا فی المسائل فی الفتاوی ازانجملہ ارب - بالضم انگور وبہی وسیب وغیرہ کا شیرہ جو خفیف جوش دیکر گاڑھا کیا گیا ہو اور صراح مین کہا کہ آنچہ ہر چیز کہ خاثر باشد یعنی بہتا یا گاڑھا ہو اور لکھا کہ طلا کو کہتے ہین اور مراد اس سے وہی شیرہ انگور خفیف جوش دیا ہوا ہی اور یہ قسم شراب ہی جیسا کہ کتاب الاشربہ مین ہی وقال الشاعر ؏ البق وابرغوث قد شربا دمی - شرب الطلا من کف المی اغید + اور طحطاوی کے بعض عبارات حاشیہ در المختار سے فقط شیرہ کے معنی ظاہر ہوتے ہین پس شاید آب خاثر مراد ہو جیسا کہ بعض جگہ خود مصرح لکھا ہی اور شاید کہ استعمال فقہا رمین عام ہو اور یہ اقرب ہی واللہ اعلم اور قول فاضل سہارنپوری کہ رب یعنی مربی ہی سہو ہی فلیتدبر ازانجملہ زیوف اور یہ قسم دوم ہی اور پر مفصل ذکر ہو چکا ہی ازانجملہ زطی - قال فی الصراح زط گروہے از مردم زطی یکے از ایشان وقال صدر الشریعۃ الزط جیل من الناس بالعراق نسب الیہم الثوب الزطی - قلت الجیل الجیم علی وزن فیل یعنی زط ایک قوم کے لوگ عراق مین رہتے ہین وے ایک قسم کا کپڑا بنتے ہین جو زطی کہلاتا ہی - ازانجملہ قولہم زیادۃ یتغابن الناس فیہ - ایسی زیادتی کہ لوگ لینے مین مغبون ہو جاتے ہین - اور معنی یہ ہین کہ جس چیز کے دام شہر مین کچھ نہون کہ ہر کوئی جانتا ہو بلکہ اندازہ کرنے سے جتنے کو ٹھہرے تو جب کوئی ایک اندازہ کرنے والا بھی مثلا دس سکے دو آنہ اوپر کو اندازے تو یہ دو آنہ ایسی زیادتی ہی کہ اتنا خسارہ لوگ اٹھا لیتے ہین سو قدر مفصلا - ازانجملہ زقاق ہو زائغہ مربع و مستطیل و مستدیر و عطف وغیرہ الفاظ جو کتاب الشفعہ مین مذکور ہین پس زقاق کوچہ ہی اگر سیدھا چلا گیا ہو اور دونون طرف محلہ آباد ہی اور انتہائی کوچہ بند نہو بلکہ نافذ ہو تو بمنزلہ مرعام کے ہی اگرچہ بہت سے مسائل مین فرق ہی اور یہ کوچہ نافذہ ہی اور یہ اگر وہان بند ہو تو غیر نافذہ ہی اور ممکن ہی کہ محلہ چہار دیواری سے گھرا ہو اور انتہا سے کوچہ پر باب بنا ہو یعنی دروازہ ایسے مقام پر ہو کہ باہر جنگل و بیابان غیر آباد ہی اور اگر کچھ تھوڑی دور [illegible] اگر موڑ کسی طرف سے بشکل مستطیل ہو کہ ☐ چارون خطوط میں [illegible] برابر مگر چارون برابر نہون اور سب زاویہ قائمہ ہون اسطرح حادہ و منفرجہ نہون تو زائغہ مستطیلہ ہی اور غالبا زائغہ حادہ و منفرجہ بھی بسبب اکثر حکم مثل مستطیلہ کے ہی اور اگر مربع ہی کہ مثل مستطیلہ کے ہوتا ہی مگر صرف اسکے چارون اضلاع مساوی ہوتے ہین تو مربعہ ہی اور اگر کوچہ سے بعد زاویہ [illegible] کوچہ در کوچہ ہو تو عطف وغیرہ ہین اور انھین مین مقام اتصال پر دو یہ زمین کو [illegible] سے پیدا ہو جاتے ہین اور اکثر لوگ اس شان سے کہ ان اصطلاحات کے واقف ہین ولیکن نمونہ کے طور پر بعض صورتین درج کیجاتی ہین - اول کوچہ غیر نافذہ طویلہ جسکی جانب [illegible] ہین اسکے مثل کوچہ ہون پس [illegible] اسکی صورت یہ ہی جو ذیل میں درج ہی

کوچہ طویلہ غیر نافذہ

پس کوچہ طویلہ والے چھوٹے کوچون [illegible] شفعہ کے مستحق نہین کیونکہ غیر نافذہ ہونے سے خود اس کوچہ مین استحقاق منحصر ہی اور اگر نافذ ہونے تو البتہ سب کا استحقاق اس شان سے ہوتا جو باب شفعہ مین مذکور ہوئی - اور معنی اسکے کہ کوچہ خروج کی راہ نہین ہی یہ ہین کہ بڑے کوچہ

کے سوا اور پار نہین ہی بلکہ انتہا پر مکان سے بند ہی اور زائغہ وہ کبھی ہی جو شکل پارۂ دائرہ کے مستدیر ہو یا مستطیل خواہ اس
کوئی کوچہ نکلا ہو یا نہین پس کبھی نصف دائرہ سے زائد کبھی برابر اور کبھی کم ہوتا ہی خواہ کوچہ نافذہ مین یا غیر نافذہ
مین ہو اور کبھی زائغہ کے اندر زائغہ ہوتی ہی اور کبھی نافذہ اور کبھی غیر نافذہ ہوتی ہی اور محلہ کبھی مربع اور کبھی مستطیل ہوتا ہی

صورتین درج ذیل ہین۔

اور رہے دریبہ وغیرہ تو انکی شکل دہلی و آگرہ مین معروف و ہر شہر مین مشہور ہی فافہم۔ از انجملہ لفظ سائر سب اور باقی ولیکن استعمال
فقہا اخیر معنی مین بدون مقیم اس امر کے کہ بقیہ داخل ہین یا نہین جو عامہ کے لفظ مین معتبر ہی اور اوپر مذکور ہوا سکی
مخفف سہ یکے یعنی مثلث اور صراح مین کہا کہ میفختج یعنی می پختہ۔ اور باذق بذال منقوطہ معرب بادہ لفظ فارسی کہ شیرہ انگور اندک
پختہ ہو سے تو قد سابق مین مذکور ہوا سکر قسم شراب و سکر النہر۔ نہر کو بند کر دیا۔ سکران مقابل صاحی یعنی جو نشہ مین چور ہو
اور بیہوش کے ترجمہ اور مغمی حلیہ کے ترجمہ مین التباس سخت ہی۔ سائق ہانکنے والا اگرچہ پیچھے سے ہانکے اور جو آگے سے مہار پکڑ کر
لے چلے وہ قائد ہی اور قاید تو اندھے آدمی کا بھی ہوتا ہی ومنہ الحدیث وکان قائد کعب رضی اللہ عنہ اور سائق بھی ومنہ الحدیث
یسوق الناس امامہ۔ ولیکن سائق مشتق مین تامل چاہیے۔ سہو۔ جو آدمی سے اسطرح غلطی ہو جاوے کہ اگر دیکھ لیتا تو
ٹھیک کر سکتا تھا ولیکن نظر چوک گئی۔ اور یہ سہو انسان کے واسطے گویا عرض لازم سمجھا گیا ہی اور یہی سہو صاحب ہدایہ
سے دربارہ متعہ ہوا کہ امام مالکؒ کے نزدیک جائز لکھ دیا حالانکہ بالاتفاق حرام ہی اور اسلیے متاخرین نے بغیر
تحقیق کیے انکی اتباع کی۔ اور صاحب شرح وقایہ سے کئی مقام پر ایسا سہو ہوا ہی وقیل انہ لاعیب فی السہو بل فی الخطاء
خطا قصور نظر و کمی استعداد ہی۔ سکنی رہنے کا ٹھکانا خواہ کرایہ پر ہو یا ذاتی مکان ہو سجل وہ نوشتہ جو قاضی اپنی مہر و
دستخط سے اور پوری تحقیقات مقدمہ کے ساتھ اس شخص کو دیوے جو نالش مین سچا ثابت ہوا ہی اور شاید کہ نقل ڈگری

اس زمانہ مین ایسے ہی ہوتی ہو۔ سریہ چھوٹا لشکر جسکے ساتھ خود سلطان یا خلیفۂ اسلام نہ جاوے۔ سیبہ اونٹ بیل وغیرہ جو کسی فاسد اعتقاد پر یا بتون کے نام چھوڑا گیا ہو والتحقیق فی تفسیر المترجم۔ سنجاب ایک جانور ہو ساتھ لگا دینا ترجمہ ملازمت کا ہو۔ شجہ زخم سر و چہرہ کذا فسرہ بعض شراح الحدیث وشائع یہی اول ہو۔ شجہ موضحہ جسمین ہڈی کھلجاوے۔ شبکہ جال وجال بیدار۔ شحم چربی جو رواج نہو کہ وہ سمن ہو اور شحم النخل یعنی جمار اور شحم البطن پیٹ کی چربی اس سے مراد کلیہ کی چربی ہو اور اختیار شرح مختار مین کہا کہ ہمارے عرف مین پیٹھ کی چربی پر شحم کا اطلاق کبھی نہین آتا۔ یہ جو مذکور ہوا الفت کی تحقیق منت بلکہ قسم کھانے کی صورت مین اسکے موافق حکم ہوگا۔ شیراز دودہ کو آگ دیکر پانی نکال دیتے ہین۔ شرکت۔ دو قسم شرکت ملک یعنی کسی چیز کا مالک ہونا شرکت مین واقع ہو جیسے باپ سے دو بیٹون نے ایک مکان میراث پایا اور حکم مین دونو مانند اجنبی کے ہین اور اگر دونون شراکت مین خریدین تو بھی یون ہی ہو۔ اور دوم شرکت بعقد ہو یعنے دونون عقد شراکت قرار دین پس وہ شرکت مفاوضہ وعنان وصنائع وتقبیل چار قسم ہو شرب پانی کا کوئی معلوم حصہ و مقدار خواہ جانداد کے لیے یا زمین وغیرہ کے لیے ہو۔ شہر۔ اسکے مشہور معنی تو شہر کے ہین ولیکن یہ عوام ہندوستان مین ہو اور اطلاق عرب مین وا اولو کبھی کہتے ہین اور ہمسایہ نے کے لوگ شامل ہوتے ہین پس مدار اسکا رستہ شہر داماد پر ہو اور تحقیق اسکی فتاوے کے بعض مقام پر خود موجود ہو۔ صحن الدار احاطہ کے بیچ کا چوک یا چوک صفہ کا شانہ جو مغربی شہرون مین معروف ہو صولجان چوگان۔ صحرا کا ترجمہ جنگل ہوتا ہو اور اطلاق فقہا ایسے میدان وسیع پر ہو جسمین نبات نہو۔ صاحب الشیء پس صاحب ہر ایک ایسے شخص و چیز کو بولتے ہین جو دوسرے کسی خاص ذریعہ سے متعلق ہو جیسے صاحب خانہ وصاحب قلم وصاحب من وصاحب ایمان وصاحب دعوی ومدعی علیہ۔ پس صاحب الشرط فارسی مین دار وغہ ہو اور یہان کے عرف مین کوتوال کہنا چاہیے اور اسلام مین یہ شخص نہایت متدین عالم منصف ہوتا تھا۔ صاحب ہوئے جو بلا دلیل شرعی اپنے نفس کے خوش معلوم ہونے اور پسندیدگی سے ایک کام اختیار کرے سنہ اگرچہ ظاہر مین وہ روزہ نماز وذکر وتسبیح معلوم ہوتا تھا مگر مذموم ہو کیونکہ اس جاہل نے گویا دعوی کیا کہ ثواب ورضاے الٰہی عزوجل کا طریقہ میری عقل خود سمجھ سکتی ہو اور یہ شیطان کا فریب ولے کے نفس کا دھوکا ہو عقل کو یہ قدرت نہین ورنہ پیغمبر نہ بھیجے جاتے اور نہ بھیجے گئے تھے تو بدعت سے نہ ڈرا علما نے کہا کہ عرفہ کے روز میدان مین کھڑے ہونا جیسے بعضے جاہلون نے عوام کو بتلایا تھا کہ حاجیون کے طریقہ پر ثواب ملتا ہو تو یہ بدعت وگناہ سخت ہو کیونکہ صحابہ وتابعین سے منقول نہین اور شرع مین کوئی دلیل نہین تو بدعت ہوا اور بدعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب افعال سے بدتر قرار دیا ہو۔ ضان اون والی بکری ومعز بالون والی اور غنم دونون کو شامل ہو اور یون ہی شاۃ بھی کسی قسم کی ہو۔ ولیکن شاۃ واحدہ وشیاہ جمع اور غنم جنس ہو قاموس ومحیط۔ واضح ہو کہ یہ نام اقسام کے ہین اور قسم ضان کے مادہ کو نعجہ اور نر کو کبش کہتے ہین اور قسم معز کے مادہ کو معز و نر کو تیس بولتے ہین کذا قال ابو المکارم۔ طین گیلی مٹی خواہ کہگل۔ ظلہ۔ بردوشا حن سے باہر جانے کا راستہ ہو اور عینی نے کہا کہ ظلۃ الدار دروازہ سے اوپر شل صفہ کے ہوتا ہو اور یہی صحیح ہو اور بردوشا دہلیز ہو۔ اور ظلہ مین عمارت شرط نہین اسکا راستہ شاہراہ کو ہوتا ہو اور زینہ سے حاشیہ مین مترجم نے توضیح کر دی ہو۔ عصیدہ۔ ایک قسم کا مالیدہ وحلوا مسکہ وخرما وغیرہ سے مالکر بنتا ہو۔ عمری سابق مین گذرا عقار۔ سوائے درم ودینار کے جملہ اموال ولیکن فقہا کے نزدیک زمین وباغ ومکان غیر منقولات پر بولتے ہین عاریہ نفع کا بغیر عوض مالک کر دینا۔ عدل۔ مصدر انصاف اور مرد عدل رہن مین درمیانی عادل جسپر دونون اتفاق

کرین اور شرط نہین کہ فی الواقع عادل ہو اور شہادت وغیرہ مین عادل وہ کہ کبیرہ گناہون کا مرتکب نہو اور صغیرہ پر اصرار نکرے
اور صواب اسکا خطا پر غالب ہو۔ عود۔ لوٹ آنا اور پہلی حالت پر ہوجانا اور اعادہ معلوم اگرچہ محال ہی یا بسبب رفع موانع
کے سابق حالت موجودہ کا ظہور ہوا ہی بہرحال پہلے وہ حالت ہوجاوے جسکا حکم یکسان ہی۔ عہدہ ذمۂ قدیمی نوشتہ وعقدہ و
اسکے ثمرات وغیرہ۔ بالجملہ اسمین اتفاق ہی کہ عہدہ کا لفظ ان معانی کے واسطے آتا ہی اور بوجہ عدم رجحان کے اشتراک
تسلیم کیا گیا ہی اور جب اشتراک ہی تو مسئلہ کفالت مین کفالت بعہدہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نہین صحیح ہی اور دلیل انکی خود
ظاہر ہی کہ بوجہ اشتراک مذکور کے مراد متعین نہین ہوسکتی لہذا کفالت باطل ہوئی اور صاحبین رحمہما اللہ تعالے کے نزدیک
کفالت بعہدہ صحیح ہی اور مراد اس سے ضمانت درک ہوگی۔ اور تمام بحث کتب مین ہی اور ضمان درک سے یہ مراد ہی
کہ مثلاً مشتری نے کسی بائع سے ایک غلام خریدا مگر اسکو احتمال ہوا کہ شاید کسی غیر کا غلام ہو جو استحقاق ثابت کرکے
مجھسے لے لے تو میرا ثمن ڈوب جاوے پس اپنے بائع سے ضمانت طلب کی کہ اگر ایسی صورت واقع ہو تو وہ کسی شخص
کو ضامن دیوے کہ میرے ثمن تلف سے محفوظ رہے پس جو شخص ضامن ہو وہ درک کا ضامن ہوگا اور جو بیعنامہ لکھا جاوے
اسمین بیع کا عقد اور مبیع کا حلیہ اور ثمن کی نوع وصفت و وزن لکھنے اور پورے ہونے کے بعد لکھے کہ فلان شخص بن
فلان جو فلان قوم کا ہی وہ مشتری کے لیے ضامن ہوا کہ ہر طرح کا درک جو مشتری کو بعد بیع کے اس مبیع مین
پیش آوے تو مجھپر خلاص اسکا واجب ہی اور اسپر اعتراض ہوا کہ کفیل پر بعینہ اس غلام کا مستحق سے لیکر مشتری
کو دینا واجب نہین ہی اور یہ ایسی شرط ہی جو کفیل کے امکان سے خارج ہی لہذا کفالت باطل ہوگی لہذا کہا گیا کہ یون لکھے
تو کفیل پر یا تو مبیع کا خلاص کرکے سپرد کرنا واجب ہی یا اسکا ثمن واپس دینا واجب ہی اور چونکہ اسطرح کفالت سے
ایک نوع جہالت ایسی ہی جو بعض علما کے نزدیک کفالت کو باطل کرتی ہی لہذا بعض اہل شروط نے یون لکھا
تو کفیل پر وہ بات واجب ہوگی جو شرع واجب کرے وعلی ہذا وقت رفع ہوجائیگی حتے کہ اگر مستحق نے
اجازت دی تو مبیع یا نہین تو ثمن سپرد کریگا اور تمام یہ بحث کتاب الشروط مین مفصل مذکور ہی وہان سے رجوع
کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ مین نے شروط و نوشتہ جات کا تعلق ظاہر کرنے کے لیے اس مقام پر یہ توضیح
کردی ہی فافہم واللہ تعالے اعلم۔ از انجملہ عجلہ۔ بفتحتین گردونہ جسپر بوجھ کھینچ لاتے ہین اور دولاب یعنی
چرخ جس سے پانی کھینچتے ہین اور کنوئین کے منہ پر ایک لکڑی رکھتے ہین اور بالکسر مشک اور ایک قسم گھاس کی ہی
اور بعض شراح نے تصریح کردی کہ مسئلہ فتاوے مین عجلہ اول معنی مین ہی۔ ولیکن ترجمہ مین جھگڑا ہو یا باعتبار حکم مسئلہ کے
تکمیل وغیرہ کو بھی شامل ہو۔ عقد در اصل اطراف جسم مین جمع کرنا اور شرعاً عبارت از ایجاب و قبول لیکن مع اس ارتباط
کے جسکو شرع معتبر رکھتی ہی اور اشارہ سے اسکا تعین جائز نہین ہی کیونکہ وہ امر اعتباری ہی اور عقد نافذ تو اعم ہی اور
لازم اخص ہی کیونکہ نافذ ایسا عقد ہوتا ہی جسکا رفع کرنا ممکن ہی اور لازم وہ ہی جسکا رفع ممکن نہو اور نافذ سے منعقد اعم ہی چنانچہ
نکاح فضولی منعقد ہی صحیح ہی مگر نافذ نہوگا پس جہان جہان ان الفاظ کا استعمال ہو ترجمہ مین انہین الفاظ سے لایا جاتا فہر و ازین
اور واضح ہو کہ ہدایہ بیوع مین فرمایا۔ البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کانا بلفظی الماضی۔ اور محشی نے ایجاب و
قبول کے رکن ہونے کی وجہ سے اعتراض کیا کہ جب وہ نفس ایجاب و قبول ہی تو منعقد سے اسکا خارج ہونا لازم
آتا ہی لہذا ینعقد بمعنی یلزم لیکر تفسیر کی کہ ای البیع یلزم بالایجاب الخ۔ اور یہ غلط ہی بدو وجہ اول آنکہ انعقاد اعم از

مانند ہی جو اعم از لازم ہی پس اعم الاعم سے تفسیر لازم آئی جیسا کہ ابھی بیان ہوچکا اور دوم آنکہ آیندہ و قول صاحب ہدایہ
واذا تم الایجاب والقبول لزم البیع - مستدرک ہوگا کیونکہ محشی کے نزدیک انعقاد عین لزوم ہی فافہم فانہ سانح نافع عصفر
بالضم فارسی مین کسم ہی یہان معروف کسم ہی اور ایسے الفاظ باعتبار زبان و محاورہ کے مشتبہ ہین - رطبہ عینی نے کہا کہ
کی زبان مین برسیم و قرطم ہی اور غایۃ البیان مین لکھا کہ رطبہ نام قضیب کا ہی جب تک رطب ہو یعنی نباتات کی ڈنڈی جب تک
تازہ رہے اور مترجم کہتا ہی کہ رطبہ گندنا ہی چنانچہ خود فتاوے مین بعض مقام پر تصریح کی کہ وہ کئی سال تک زمین
مین رہتا ہی - اور برسیم و قرطم شاید صحیح ہو جسکی کیفیت معلوم نہین ہی اور علی ہذا علک اور علک البطم - عینی نے کہا کہ
بعض کا قول ہی کہ علک اسود چبانے مین روزہ ٹوٹ جائیگا اگرچہ ضرورت کی وجہ سے لاچار ہوا اور علاوہ روزے کے
عورت کے لیے مکروہ نہین ہی اور مرد کے لیے مکروہ ہی اور کفایہ مین لکھا کہ سوائے حالت روزہ کے عورتون کے لیے
علک البطم مکروہ نہین ہی کیونکہ انکے حق مین یہ بجائے درک کے ہی اور مردون کے لیے اسوجہ سے مکروہ ہی کہ اسمین
عورتون کی مشابہت ہی - اور عینی نے ہاشمہ و دامعہ وغیرہ اقسام ورم مین کسی قدر توضیح لکھی جسکا ذکر کرنا چندان مفید
نہین ہی - اور لکھا کہ آمہ وہ زخم سر ہی جو ام الراس تک پہونچ گیا ہی اور تیسیر الوصول مین ذکر کیا کہ منقلہ وہ زخم ہی جس سے
چھوٹی ہڈیان ظاہر ہوجاوین دخوارے بعض نے کہا کہ سپید گندم اور شرح سنن ترمذی مین نقی کو بنون و قاف یعنی خوار
لکھا اور یہ میدہ ہی ولیکن اصل فتاوی مین وردی دخواری وخشکارقین اقسام گیہون کے لکھے ہین پس صواب وہی مذکور
اول ہی یعنی گندم سپید اور وردی گندم سرخ ہی اور جسنے مہارت فقہ سے بہرہ پایا ہی وہ جانتا ہی کہ یہی صحیح ہی اور
جانتا ہی کہ یہی فقہاء کی مراد ہی واللہ اعلم اور صراح مین لکھا کہ ملارت چادر - وقال العینی عصفر و بوزہر القرطم یعنی کسم کے
پھول ہین جیسا ترجمہ ہی اور لکھا کہ جنایت فقہاء کی اصطلاح مین ایسے جرم پر بولتے ہین جو نفوس و اطراف مین واقع ہو - اقول
یعنی اگر قتل نفس ہو تو جنایت ہی اور اگر کسی عضو مین اسنے زخم وغیرہ پہونچایا تو یہ بھی جنایت ہی - مین کہتا ہون کہ اخص اصطلاح
انکی قتل و جنایت ہی اور مجازاً اموال و حیوانات پر بھی تعدی کو جنایت مالک پر بولتے ہین وقال العینی قول الفقہاء ظلة
الدار یریدون بہا السدۃ التی فوق الباب - اور لکھا کہ تبر ترب روہ ٹکرا جو کان سے نکالا گیا ہو - اقول اور نقرہ جب وہ
گلایا گیا ہو اور مصوغ جب ڈھالا گیا ہو - ازانجملہ عطب فی قولہم عطبت الدابۃ قال العینی وغیرہ ای ہلکت اور ضمان مین
جیسی ہی کہ سواری کے وجہ سے یا لادنے کی وجہ سے ہلاک ہوا ہو - اور قہستانی نے نقل کیا کہ تبر سونا و چاندی جب
تک سکہ نہون اور بعد سکہ کے عین ہین اور کبھی پیتل تانبے لوہے پر بھی بولتے ہین ولیکن زیادہ خصوصیت اسکو سونے سے
ہی - اقول صواب وہی ہی جو عینی رحمہ نے بموافقت اہل اللغۃ ذکر کیا ہی مگر آنکہ کوئی تصریح اصطلاح فقہاء کی معلوم ہو
ازانجملہ عرض کا لفظ لغت مین سوائے روپیہ و اشرفی کے باقی ہر طرح کے اسباب و مال کو کہتے ہین جیسا کہ صراح و مغرب
وغیرہ مین ہی اور فقہاء کی اصطلاح مین روپیہ و اشرفی و اشیائے ماکول و ملبوس کے علاوہ صرف اسباب و اموال منقولہ
کے ساتھ خاص ہی اور اسی وجہ سے مترجم نے ہر جگہ عرض یا عروض لکھدیا - تنبیہ - جہان مترجم نے اسباب لکھا ہی وہ ایک
خاص اصطلاح پر عروض کا ترجمہ ہی اسکو یاد رکھنا چاہیے - ازانجملہ عقار کہ اصل لغت مین زمین و درخت و متاع پر بولتے ہین
کما فی الصحاح وغیرہ اور شرع مین زمین جسپر عمارت ہو یا نہو اور عمادی مین ہی کہ عقار فقط اسی زمین کو کہتے ہین جسپر عمارت
ہو اور بعض نے اسکو قبول نہین کیا کیونکہ عمارت کی شرط عقار مین نہین ہی - اقول صحیح ہی اس سبب سے کہ عقار و دار کو معطوف

لاتے ہین اور کبھی زمین کھیت وغیرہ کو عقار بولتے ہین پس ضرور ہوا کہ دار کو عمارت کے ساتھ مخصوص لیا جاوے سواد
عراق جیسا کہ صراح وغیرہ مین آیا ہی وہ حدیثۂ الموصل سے عبادان تک از عذیب سے حلوان تک ہی اور سواد البلد اسکے قریہ
کہلاتے ہین کما فی القاموس عتق آزادی اور فروع عتق سے مراد مدبر کرنا مکاتب کرنا۔ اور ام ولد بنانا عطن وہ کنوان جس سے
ہاتھون کھینچکر پانی لیتے ہین اور ناضح وہ ہی جس سے بیل واونٹ وغیرہ سے بھرتے ہین۔ اور بعض نے کہا کہ ہر عطن وہ ہی
جسکے گرد جانورون کو سیراب کرکے آسایش دیتے ہین اور مراد ایک ہی ہی غزل بغین منقوطہ کاتنا اور سوت۔ اور
اگر کہا کہ تیرا غزل نظر آوے تو غلام آزاد ہی یا تجھپر طلاق ہی مقام تردد ہوگا بخلاف اسکے تیرے غزل سے نفع لون
تو غلام آزاد ہی کہ یہان سوت متعین ہی۔ غیضہ صراح وغیرہ مین معانی مذکور ہین اور صواب وہ ہی جو ترجمہ مین لکھا گیا
کہ گنجان درختون کا جنگل مراد ہی اور حاشیہ احیار مین بعض لغات سے اسکی تصریح کردی ہی۔ غصب فقہا نے لکھا کہ حکم
اسکا اثم ہی یعنی دوزخ کا استحقاق اگر جان بوجھکر غیر کا مال ہی لیا ہو وعلی ہذا تاوان دیکر اسکو چھٹکارا نہوگا جب تک توبہ نکرے
غیبت غائب ہونا اور بیوع مین اگر دام یا چیز دونون کے قریب موجود ہو مگر دونون اسکو نہ دیکھتے ہون تو غائب
ہی اور اسی طرح جو چیز معین کرنے سے متعین ہوسکتی ہی جیسے اناج مثلا تو اسکو جب تک متعین یا مشار نہ کرین وہ دین ہی عین
نہین ہی اگرچہ قریب موجود ہو اور غیبت منقطعہ کا ترجمہ اسی لفظ سے لازم ہی کیونکہ صحیح یہ ہی کہ یہ اصلاح جیسے لغت سے
بحسب المعنی مختلف ہی ویسے ہی بحسب مقام مختلف ہی چنانچہ باب نکاح مین اقرب ولی کی غیبت منقطعہ کے وقت اس سے
نیچے والے درجہ کا ولی مختار ہوجاتا ہی تو غیبت منقطعہ سے اس مقام پر اصح یہ ہی کہ اتنی مدت کی آمد و رفت کی دوری
مراد ہی کہ عقد کی خواہش کرنے والا اتنے دنون انتظار نہ کرے اور بعض نے کہا کہ تین روز کی مدت سفر جس سے
قصر جائز ہوتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ قصر کے واسطے تو مسافت معتبر ہی حتے کہ ریل جو اس زمانہ مین بہت تیز رفتار ہی بلحاظ مسافت
کے قصر کا جواز ہی اگرچہ تین روز نہ لگین اسوجہ سے کہ مسافت مذکورہ جواز کے لیے اوسط رفتار سے معتبر تھی اگرچہ
تیز رفتار سے یا شب و روز چلنے سے اتنے روز کی راہ نہوتی تو جیسے تیز رو اور شب روز رفتار کا اعتبار جاتا رہا نون مین
نہ رہا ویسے ہی ریل مین نہوگا۔ بخلاف مسألہ نکاح کے کہ یہان وقت کے لحاظ سے ہی پس جب تک یہ معلوم نہو حق
کا منتقل ہونا نہ چاہیے واکثر فقہا نے کہا کہ ایک مہینہ کی راہ غیبت منقطعہ ہی اقول اس زمانہ مین ریل کے سفر سے
تین روز مین طی ہوتا ہی پس باب نکاح مین تامل سے فتوی دینا واجب ہی اور شرح طحاوی مین امام محمد رح سے
پچیس مرحلہ مذکور ہی اور دوسری روایت مین بیس مرحلہ اور ظاہر ہی کہ مرحلہ کے سہل و دشوار گزار ہونے سے
تفاوت ہوگا اور بعض نے کہا کہ غیبت منقطعہ یہ کہ سال مین آمد و رفت قافلہ کی وہان سے صرف ایکبار ممکن ہو
اور اسی کو قدوری رحنے اختیار کیا ہی۔ اقول اس قول کا آمد و رفت کا اعتبار کیا اور اس زمانہ مین ریل پر آمد و رفت
باوجود بہت دوری کے جلدی ممکن ہوگی۔ اور بعض نے کہا کہ غیبت منقطعہ سے غائب وہ شخص ہوگا جسکا پتہ ٹھیک نہو
اسطرح کہ شہرون مین مارا مارا پھرتا ہو کہین قیام نہ رکھتا ہو یا بالکل پتہ معلوم نہو اور اسی کو سغدی رحنے اختیار کیا ہی
از انجملہ غش یعنے میل بالکسر ہی اور غش بالفتح لغت مصدر ہی اور مراد اس سے پیتل یا تانبے وغیرہ کا میل درم و دینار مین
اور اناج کے ساتھ پانی وغیرہ کا میل کیونکہ حدیث من غش فلیس منا۔ کا سبب اناج کے اندر پانی وغیرہ کا میل تھا
اور فقہا جہان غالبہ غش وغیرہ بولتے ہین وہان کوئی جرم معین کے آمیزش کا غلبہ مراد لیتے ہین فافہم۔ غلہ جب درمون کے

ساتھ بولتے ہین تو مراد ہر قسم کے کھوٹے کھرے و میل و بے میل کے درم ہین اور اکثر انکے ساتھ مخصوص ہی جنمین میل ہو
بدون خالص کے اور جب کہتے ہین کہ غلّۃ الدار یا غلّۃ الوقف تو منافع وقف و کرایہ مکان وغیرہ مراد ہوتی ہی پس معنی غلہ
سے اسی طرح ہین۔ غبن فاحش و غبن یسیر و قولہم تیغابن الناس یعنی تحمل الناس۔ لوگ اسکو اٹھا لیتے ہین اور یہ باستقدار ہی
کہ سب اندازہ کرنے والے نہین بلکہ بعض اتنے کو اندازہ کرین اور مراد اندازہ کرنے والون سے وہ لوگ جنکو اسمین بصیرت
ہو اور یہ نہین کہ مثل خریدار کے ہون اور پہ عینی وغیرہ نے کہا کہ غبن یسیر یہ ہی کہ ایک آدمی مثلاً نو درم کو اور
ایک دس کو اندازہ کرے اور اگر کوئی دس کو اندازہ نہ کرے تو غبن فاحش ہی اور اسی پر فتوے دیا جاوے
کذا فی فتاوے الصغرے اور یہی صحیح ہی اور یہ ایسی چیز مین ہی جسکے دام شہر مین معروف نہون ورنہ ایک
پیسہ بھی غبن فاحش ہوگا کذا فی المحیط۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس لفظ کے ترجمہ مین اشکال ہی۔ غلو۔ ایک چیز مین
حد سے تجاوز کرنا پس مبتدع غالی وہ ہی کہ توحید کی حد سے تجاوز کر کے شرک مین چلا جاوے۔ مجموع النوازل مین ہی
کہ اگر کسی مومن نے ایسے شخص کو قتل کر ڈالا جو حضرت خلیفہ اول و خلیفہ دوم رضی اللہ عنہما کو برا کہتا تھا ایسے لفظون سے
جو عرف مین توہین ہی یا انپر لعنت کرتا تھا تو قاتل پر قصاص نہوگا کیونکہ قاتل نے ایسے شخص کو قتل کیا جو کافر
تھا کیونکہ حضرات شیخین کو برا کہنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف عائد ہوتا ہی اور لعنت کرنا اور برا کہنا ایسے
کلام کو کہتے ہین جس سے کسی آدمی کی آبرو مین عیب لگے اور اسمین اختلاف ہی کما فی الخلاصۃ۔ فیئ الزوال سایہ جو زوال
جو وقت آفتاب ڈھلنے کے شروع ہو اور فیئ الغنیمۃ ما افاء اللہ علی رسولہ جو بغیر قتال حاصل ہوا اور تمام تفصیل فتاوے
مین ہی۔ فنک و فنیکتین دونون آن بالون کے جو نیچے کے ہونٹھ کے بیچ سے داڑھی تک ہوتے ہین جسکو عنفقہ
کہتے ہین۔ فار موش چوہا اور بتشدید الراء بھاگنے والا اور اصطلاح فقہا مین جو شخص مرض الموت مین ہو ورثہ کے ساتھ ایسا
فعل کرے جس سے لازم آوے کہ وہ عورت کی میراث سے بھاگتا ہی۔ فرس گھوڑا لیکن عربی زبان مین یہ اسم جنس ہی
کہ مادہ گھوڑی پر بھی بولا جاتا ہی خواہ عربی ہو یا نہو اور امام محمد رح سے ایک روایت ہی کہ وہ عربی مخصوص ہی کما فی المغرب
ولیکن فتاوے ذخیرہ و شروط فتاوے ظہیریہ وغیرہ سے ظاہر ہی کہ وہ عربی سے مخصوص نہین ہی اور خیل کا لفظ بلا اختلاف
سب قسم کو شامل ہی۔ فقیر۔ اصطلاح فقہا مین وہ شخص جسکے پاس مال ہو مگر اتنا نہو کہ نصاب زکوۃ پورا ہو جاوے
یعنے فقیر وہ ہی جسکے پاس زکوۃ واجب ہونے کے لائق مال نہو اور مسکین وہ ہی جسکے پاس کچھ مال نہو یہ ہمارے
فقہا حنفیہ کے نزدیک ہی اور بعض فقہا نے کہا کہ مسکین کے پاس مال نہونا شرط نہین ہی کقولہ تعالے
واما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر۔ پس مساکین انکو فرمایا جنکے پاس کشتی موجود تھی اور تحقیق اسکی مترجم کی
تفسیر مین ہی واللہ الملہم والموفق والمعین۔ فتوے۔ مقدمہ باب افتاء مین گذرا فور علی الفور فی الفور جیسے مسئلہ وجوب الحج
علے الفور مین ہی ابن الاثیر رح نے نہایہ مین کہا کہ فور ہر چیز کا اسکا اول ہی اور شریعت مین کسی فعل کو اسکے اول
اوقات امکان مین جلد ادا کرنا اور مترجم کہتا ہی کہ علی ہذا جسکے پاس محرم مین حج واجب ہونے کا سب سامان جمع ہوگیا
تو اسپر اسی مہینہ مین حج ادا کرنا فرض نہین کیونکہ یہ اوقات حج نہین مین بلکہ فوراً اسکے حق مین اسی سال کے ختم کا ذی الحجہ
فواکہ جمع فاکہہ ایسی چیزین بطور مزہ اٹھانے و ذائقہ لینے کے کھانا جنسے غذا یا دوا کرنا مقصود نہو اور سرخسی رح نے
کہا کہ بطیخ یعنی خربزہ فواکہ مین سے نہین ہی حتے کہ جس نے قسم کھائی کہ فواکہ نہ کھاؤنگا پھر اسنے خربزہ کھایا

توقسم نہ ٹوٹیگی علے قول السرخسی رحمہ اللہ۔ فراش دراصل بچھونا اور کنایہ عورت سے جو اولاد کی خواہش سے مرد کا بچھونا
ہوتی ہو اور اصطلاح فقہا رمین جو کپڑا بچھایا ہوا ہو یا بوریا وغیرہ ہو۔ قرام نقاف پردہ رقیق باریک اور اکثر لٹکایا جاتا ہو
قریہ اسکو وہر چیز جو ترہی کے طور پر پھوٹتے ہین قریہ کبھی مقابل بدو کے آتا ہو کما فی قولہ تعالے وما ارسلنا من قبلک
الا رجالا من اہل القری الآیہ۔ اور کبھی شہر کے مقابل آتا ہو جیسے یہ مدینہ ہو قریہ نہین یا یہ مصر ہو قریہ نہین ہو اور کبھی شہر کو
کہتے ہین کما فے قولہ علی رجل من القریتین عظیم یعنی مکہ ومدینہ اگر کہا جاوے کہ ہندوستان مین ایک چیز قصبہ
کہلاتی ہو تو مترجم کہتا ہو کہ فقہی احکام مین اگر وہان کی ضرورت سے قاضی ونائب ہو وحدود شرع جاری ہون تو وہ
شہر کے حکم مین ہو اور اگر ایسا نہو تو قریہ ہو اور اس زمانہ مین صواب یہ ہو کہ لوگ قصبات مین جمعہ وجماعات قائم کرین۔ قول
کہنا وگفتگو اور بعضے شراح نے لکھا کہ لفظ جہر پر دلالت کرتا ہو اور مترجم کہتا ہو کہ نہین بلکہ قول کبھی دل ہی دل کی
بات کو کہتے ہین کما فے قولہ تعالے قال انتم شر مکانا واللہ اعلم بما تصفون۔ بدلیل قولہ تعالے لم یبدہا لہم۔
اور چونکہ قراءۃ یہی قول ہو لہذا قراءۃ نفسی مترجم کے نزدیک دل ہی دل مین ہو اور اسی سے اسکے نزدیک نماز
جہریہ مین قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے احادیث اسی قراءۃ نفسی پر بلا تکلف محمول ہین اور اسی طرح التحیات کے بارہ
مین تعلیم فرمایا کہ قل التحیات للہ والصلوات الخ باوجودیکہ اسکی قراءۃ جہر سے نہین ہوتی ہو فافہم فانہ سانح عزیز۔
قیمت کسی چیز کی مالیت بدرم ودینار کسی اندازہ کرنے والے کا اندازہ ہو جو اس چیز کے مساوی ہوتی ہو بخلاف ثمن کے
کہ وہ کبھی زائد کبھی کم ہوتا ہو ذکرہ غیر واحد من الشراح پس ثمن کا ترجمہ قیمت سے غلط ہو اور اس سے اصلی حکم مین بڑا
فرق پڑجائیگا فافہم۔ قصب نرکل اور قصب معمولی نرکل کی چٹائی ہوتی ہو نہ اور چیز۔ قرطالہ ٹوکرا وقد ذکرت فے الترجمۃ بانیہ
کفایۃ اور عرجون کی نسبت بعض نے لکھا کہ شاخون کی ٹوکری ہوتی ہو والصواب ما فے الترجمۃ۔ قطعی ثم۔ مترجم
نے اسکو علی الثبات کا ترجمہ لکھا ہو اور اس سے مراد یہ ہو کہ علم پر قسم ہو کیونکہ جسنے مثلاً کوئی کام خود کیا وہ قطعی جانتا
ہو اور دوسرے نے اس سے جانا ہو تو وہ علم پر قسم کھاوے۔ قوم۔ واضح ہو کہ قوم کا لفظ فقط مردون کے ساتھ
مخصوص ہو اگرچہ وہ سب کو شامل ہوگا یہ یاد رکھنا چاہیے قنا پردہ۔ خوشہ خرما واحمر قانی سخت سرخ۔ اور یہ مختلف
مقامات مین اپنے موقع پر آیا ہو شاۃ قنیہ جو بکری پالنے کے لیے ہو وقد جاءت فے البیوع۔ کتب جسکو ہم لوگ
کتب کہتے ہین کفالت لغت مین ضم وضمان ہو کما فے القاموس اور تعدیہ بباء ہو پس مکفول بہ تسترضہ ہو اور
عن سے تعدیہ مدیون کے لیے یعنی مکفول عنہ قرضدار ہو اور علامہ نسفی نے کہا کہ کفالت بالنفس مین بھی یہی کہتے ہین
ولیکن امام اسبیجابی رح نے کہا کہ اسپر مکفول بہ فقط بولتے ہین اور قرضخواہ کے لیے لام سے پس مکفول لہ وہ قرضخواہ
ہو جسکے واسطے کفالت کی گئی اور اسی کو طالب بھی کہتے ہین اور جو ضامن ہوا وہ کفیل ہو اگرچہ عورت ہو یعنی کفیلہ نہ بولینگے
جیسا کہ مغرب وغیرہ مین مصرح ہو یہ تو لغت ہو اور شرع کی اصطلاح مین اپنا ذمہ دوسرے کے ساتھ ملانا براہ مطالبہ
یعنی کفالت سے غرض اصلی یہ کہ مطالبہ جیسا اصیل سے ہوگا ویسا کفیل سے ہوگا اور براہ قرضہ نہین ہوتا یعنی یہ غرض نہین
ہوتی کہ جیسے اصیل پر قرضہ ہو ویسے ہی کفیل پر ہوگیا کیونکہ قرضہ متعدد نہوگا اور ذمہ لغت مین عہد ہو پھر مجازاً اسکو نفس وذات
کے لیے استعارہ کیا پس یہ جو کہتے ہین کہ اسکے ذمہ واجب ہوا تو مراد یہ کہ اسکی ذات پر واجب ہوا اور یہ پوری بحث
اصول مین ہو اور مسئلہ فلان میرا آشنا ہو یا فلان آشنا ہو براہ لغت فلان کفیل نہوگا مگر عرف سے کفیل ہوجائیگا اگر

اور اسی پر فتوے دیا جاوے کذا فی المضمرات اور مترجم کہتا ہی کہ ہمارے عرف مین بالکل کفیل نہوگا اور اسی پر فتوی
دیا جاوے کیونکہ اس سے الہیان ہی نہ ذمہ واری مسئلہ یا ذاب لک علیہ یعنی جو تیرا اسپر ثابت ہوا ور مترجم کہتا ہی کہ جو
تیرا اسپر نکلے - یہ بھی اسی کے مثل صحیح ہی - مسئلہ پیچھا پکڑا گیا کفیل و قرضخواہ نے اسکی ملازمت اختیار کی - ملازمت اصل مین
شدت سے مطالبہ ہی کہ اس سے جدا نہین ہوتا ہی اسکے ساتھ لازم ہوگیا اور صورت اسکی یہ ہوتی ہی کہ طالب اسکے ساتھ
ہوگیا جہان جاوے ساتھ جاتا ہی - مفلس وہ ہی جو فلس والا ہوگیا یعنی پہلے روپیہ و اشرفی والا تھا اب کوڑیون و پیسے والا
ہوگیا پھر مطلق محتاج فقیر کو کہنے لگے اور مفلس بتشدید لام وہ شخص ہی جسکے واسطے قاضی نے یہ حکم دیا ہو کہ یہ مفلس ہی تاکہ
کوئی اسکے ساتھ معاملہ نہ کرے اور کوئی اسکو قید کے لیے نہ لاوے - کفو برابری و مساوات اور شرع مین مخصوص امور مین
مساوات ہی اور قریش کے ساتھ دیگر عرب و عجم والے کفو نہین ہین تو سلطان بھی ایسی عورت کا کفو نہین جو سید ہی لیکن فتاوی
محیط وغیرہ مین ہی کہ عالم مرد عورت علویہ کا کفو ہی کیونکہ شرف علم نسب سے زیادہ ہی - کاریز - فقہا کے نزدیک پانی کا راستہ
جو زمین کے نیچے ہو اور جب کھلا ظاہر ہو تو عین و چشمہ و نہر ہی اور جدول پتلی نالی پھر اس سے بڑی ساقیہ پھر
نہر ہی فافہم فانہ نافع جدًّا از انجملہ کرباس کہ بعضون نے ٹاٹ ترجمہ کیا اور یہ سہو ہی بلکہ وہ سوتی کپڑا ہی اور اس سے
بڑھکر ریشمی قز ہوتا ہی مگر میلا اور اس سے اعلے ریشمی ہی صاف کیا ہوا اور دیباج بہت گران بہا ہوتا ہی صرح بہ بعض
الشراح - کراع - اسم جماعت خیل کا اور کراع پایہ گوسپند و سوائی دیگر - وقولہم الکراع والسلاح گھوڑے و ہتھیار - کماۃ
شروح وقایہ مین ہی کہ حشیش ایسی گھاس جسکی ساق ڈونڈی نہو اور عامہ لغات مین خشک ہونا لکھا ہی اور تر کو کلاء کہتے
ہین اور کماۃ کو لکھا کہ وہ نبات نہین ہی بلکہ زمین مین ایک چیز رکھی ہوئی ہی اقول غالبا وہ ہی جسکو چھتری بولتے ہین
اور اس سے علاج بعض روایات مین مذکور ہی کشش سابق مین تفصیل گذری - کتابت مصدر کاتب عبدہ یعنے
مکاتبت کے معنی مین ہی جیسا کہ اساس مقدمہ مین ہی اور امام راغب نے کہا کہ کتابت خریدنا غلام کا اپنی جان کو
اپنے مولے سے بعوض اس مال کے جو اپنی کمائی سے ادا کریگا اور شرع مین آزاد کرنا مملوک کو باعتبار ہاتھ کی
کمائی کے فی الحال اور باعتبار رقبہ کے وقت ادائے مال کے - کراہت جو مکروہ ہی امام محمد رح کے نزدیک
حرام ہی اور حرمت اسکا مرادف ہی اور شیخین کے نزدیک اقرب بحرام ہی اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ جسکے جواز
کی دلیل ارجح ہو تو اسکو لاباس بہ بولتے ہین یعنی اسمین مضائقہ نہین ہی اور اسی سے کہا گیا کہ لاباس مین باس ہی
اور ذبائح الہدایہ مین ہی کہ جو حلال ہو اسکو لاباس بولتے ہین اور جو حرام ہو اسپر مکروہ بولتے ہین اور یہ اسکی وہ
کا حکم ہی جسکو تحریمی کہتے ہین اور تنزیہی اقرب بحلال ہی اور واضح ہو کہ شاید مراد امام محمد رح کی فعلی تفسیر ہی کیونکہ
فعل مین حرام و مکروہ تحریمی یکسان ہین اور فرق معنوی ہی اور یہی جاننا چاہیے کہ بعض ابواب مین حرام و مکروہ
تحریمی مین کچھ فرق نہین جیسے نکاح ہذا الملتقط من الشروح - مسئلہ سیری تک کھانا مباح ہی اور اس سے زیادہ حرام
اور طفل مذکر کو حریر و دیباج پہنانا مکروہ ہی اور مفضض و مذہب کا استعمال جائز ہی وفیہ نظر حرف کلما - اوّل مین قیل
ہرگاہ قیل ہر وقت وقیل ہر زمان - اور مترجم نے کہا کہ ہر بار - اور قہستانی نے لکھا کہ یہی مختار ہی اقول شرح رضی وغیرہ
سے تائید پائی جاتی ہی - پھر مترجم کہتا ہی کہ اصل مین ایک وضع کا واقع ہونا مقصود ہی تو معنی قولہم کلما کان کذا کان کذا -
ہر بار جب ایسا واقع ہو تو ایسا ہوگا جیسے ہر بار کہ سورج نکلے تو دن ہوگا اور ہرگاہ و ہر زمان اسکو لازم ہین

لیکن اصلی مقصود جگہ و زبانہ نہین ہی بلکہ یہ وضع ہی۔ کرم باغ انگور اور فقہار کے استعمال مین کبھی عام باغ انگور کو کہتے ہین
اور کبھی ایسی زمین کو جسکے گرد چار دیواری ہو اور اسمین فقط انگور کے درخت ہون اور یہی معروف ہی اور کرم اور بستان
مین فرق یہ ہی کہ بستان کے گرد چار دیواری تو ہوتی ہی مگر اسمین متفرق اقسام کے درخت ہوتے ہین اور زمین قابل
زراعت ہوتی ہی اور حائط عرب مین نخلستان تھا ہی کہ رواج کے موافق اسکے گرد چار دیواری کر دیتے تھے کنیسہ کلیسا
معبد یہود یا عموماً کفار یعنی بدھ وغیرہ کا فی القاموس یا کنشت معبد یہود۔ کود۔ واضح ہو کہ سینچنے کے لیے نہرین دریاؤن
سے جاری کیجاتی ہین اور اس نہر مین جا بجا چیدار دہانے ہوتے تھے پس جس شخص کو پانی کی ضرورت ہوئی اُسنے اپنی
زمین و باغ کا دہانہ کھول لیا کہ پانی جاری ہو گیا اور اگر نہر صغیر ہی تو ہر ایک باری باری سے مقرری ایام مین پانی لیتا تھا
پس اس دہانہ کو کوہ کہتے ہین اور انہار کئی قسم کے ہین ایک قدرتی جیسے گنگا وجمنا وغیرہ اور دوم سلطانی جو بادشاہ و
امام وقت کے مصلحت سے کھود دی گئی اور اسمین تمام مسلمانون کا حق ہی اور انھین کی راے سے اسکا پانی بطور
خراج ہوگا یا مقاسمہ اور بادشاہان کفر کے انہار اسی خراج مین شامل ہین اور سوم جو کسی عام نے کھود دی اور یہ قریب
نہر اعظم و سلطانی ہی اور چہارم نہر خاص ایک قوم کی مگر اسقدر کثیر ہین کہ داخل شمار نہین اور بعض مقامات پر مذکور ہو چکا کہ
غیر داخل شمار جب سو سے زیادہ ہون اور بعض نے اسکے سوا ے تفسیر کی۔ پنجم نہر خاص جو قوم داخل شمار ہو مثلاً
بقول مذکور تعداد یا کم ہون۔ ششم نہر اخص جو ایک شخص کی ہو اور بیان ہر ایک کی احکام و تفصیل ہی۔ گو بر ترجمہ مین
وابیہ تفصیل گذری۔ لوز بادام و لوزینہ قسم حلوا جسمین لوز مع میوہ جات ہون۔ لبنۃ القمیص خشک پیراہن گو کھر
۔ لیطہ چادر۔ حرف لو کلام فقہار مین اکثر ایسے پیرایہ سے آتا ہی کہ تصریحات نحو کے موافق حکم مین تغیر ہوتا ہی حالانکہ
حکم شرط وجزا کا ہی پس معنی وغیرہ کے اشارات سے لو کبھی بمعنی ان ہوتا ہی جیسے جواب جملہ اسمیہ مصدر بفا ہوتا ہی
اگرچہ فی الاصل ماضی بلازم ہونا چاہیے فعلی ہذا ایسے مقامات پر اسکا ترجمہ حرف شرط سے کرنا چاہیے فافہم فانہ نافع
ایسے ہی حرف علی۔ کبھی شرط کے لیے آتا ہی اور کلام فقہار مین بکثرت شائع ہی مثلاً تزوجہا علی ان لایخرجہا اور
کبھی اُردو مین بھی بولتے ہین کہ اسپر اس سے نکاح کیا کہ اسکو اسکے وطن سے باہر نہ لیجا یگا اور مراد شرط ہی یعنی
اس شرط پر کہ الی آخرہ پس عینی و چلپی وغیرہ نے تصریح کر دی کہ فقہار اسکو ایسے معنی مین استعمال کرتے ہین کہ
جس سے سمجھا جاوے کہ مابعد شرط ماقبل ہی پس حاصل معنی کی راہ سے اسمین اور ان حرف شرط مین کچھ فرق نہین کہ
کہ وہ شرط پر داخل ہوتا ہی اب مین کہتا ہون کہ یہ زبان عربی کے لیے ہی اور اُردو مین جو مثالی مذکور ہوئی اس سے
اردو زبان کے حرف پر یا اسپر کا قاعدہ مستخرج ہو سکتا ہی۔ ولیکن میری غرض یہ تنبیہ ہی کہ اکثر ایسے مقام پر مین نے
تصریح کر دی ہی کہ اس شرط پر کہ الی آخرہ۔ مجوس معرب میر گوش مدعی نبوت اور روایات و آثار مین مجوس اُن
مشرکون مین ہین جو بدتر مشرک ہین اور آثار مین ہی کہ معتزلہ وغیرہ جو لوگ اسلام کا نام لیکر اس امر کے قائل ہین کہ ہم لوگ
اپنے افعال کے خود مختار ہین وے اس امت کے مجوسی ہین اور صحیح ثابت و متفق علیہ ہی کہ مجوس کے
ساتھ وہ معاملہ کیا جاوے جو بت پرستون سے ہوتا ہی حتے کہ انکا ذبیحہ جائز نہین ہی اور شہرستانی نے ملل ونحل
مین لکھا کہ یہ ایک قوم تھی جنکو آسمانی کتاب دی گئی تھی مگر انھون نے بعد زمانہ کے اسمین تبدیل و تحریف کی پس
اللہ تعالی نے اسکو سب قوم سے اٹھا لیا اور صبح کو یہ لوگ ویسے ہی رہگئے اور شیطان نے انکی صرف کتابون مین

ناپاک مسائل لکھدیے جیسے ماں سے نکاح کرلینا اور بیٹی سے نکاح کرنا اور صواب یہ ہی کہ مجوس بھی قوم زردشت
آتش پرست ہی جنکے یہان یہ سب باتین جائز ہین اور دنسے دو خدا کے صاف صاف قائل ہین نیک کامون کا پیدا
کرنے والا ایزد کہتے ہین اور بد کامون کا پیدا کرنے والا شیطان یا دیو کہتے ہین اور مطلب انکا یہ ہی کہ آدمی کے اندر
اسی کے ہاتھون سے گویا بواسطہ اسباب ظاہری کے نیک افعال ایزد پیدا کرتا ہی جیسے زمین کے اندر سے بواسطہ
بیج و تخم کے کھیتی وغیرہ اور اسی طرح شیطان کے پیدا کرنے کے قائل ہین پس انکا برسالت صالحین نے اسپر تشنیع کی ہی
اور عجب کہ ہمارے زمانہ مین معتزلہ و رافضہ و خارجی فرقے تو خود اپنے آپ پیدا کرنے کے قائل ہین بلکہ عموماً مسلمان بھی نظر
رکھتے ہین اللھم غفرانک اعوذ بک من الشرک - مبارأۃ - یہ کہ دونون مین سے ہر ایک دوسرے کو بری کرے
یعنی دو آدمیون مین معاملہ تھا ہر ایک نے دوسرے سے اپنے حقوق کا سمجھوتا کرلیا پھر ہر ایک نے دوسرے کو کہدیا
کہ تو میرے تمام حقوق سے جو کچھ اسوقت تک بھول چوک کے ہون بری ہی یا جان بوجھکر بری کردیا اور اسی طرح عورت
سے مبارأۃ کرنا اسی معنی مین ہی - کہا گیا کہ - باراۃ بالف بعد را رہی اور مطرزی نے کہا کہ برارت سے مشتق ہی تو ہمزہ چھوڑنا
خطا ہی - ماجن جیسے مفتی ماجن وہ شخص کہ جسکو یہ پروا نہو کہ اس نے حیلہ گری سے کیا شرارت سکھائی کذا فی المغرب - مشمش
زرد آلو - مجنون مقابل عاقل - سکران مقابل صاحی - مغمی علیہ مقابل مفیق - معز مقابل ضان - قباے محشو جسکے
بیچ مین بھرا ہو - مشغلہ زیور معروف - ملحفہ چادر از لحف پیچیدن - ملازمت و مفلس کا بیان ہوچکا - ملاعبت جورو
سے خوش باشی کرنا - مجوز جو منقسم و متقرر ہو - مشجوج جسکو زخم شجہ پہونچا ہو - فاعل شجاج کہلاویگا - مثلث سہ گوشہ و قسم
شراب معروف - مصلیہ بھونی ہوئی گوشت کی بوٹی ہو یا اور چیز - مقلیہ بھونے ہوئے گیہون کے دانہ ہون اور اناج
وغیرہ - مذنب مع ذنب - کیری جو دم کی طرف سے گدرانا شروع ہوئی ہو - مفہوم مخالف بیان حکم جن شرائط پر کہ
اگر شرائط بغرض تقیید ہون تو انکے خلاف شرائط پر خلاف حکم ہوگا - پس ہمارے نزدیک اصول مین اسکا اعتبار
نہین ہی اور فروع مین شارح وقایہ وغیرہ نے لکھا کہ معتبر ہی بلا خلاف ولیکن صاحب قنیہ نے اجارات مین لکھا کہ معتبر نہین
ہی اور صحیح یہ ہی کہ معتبر ہی مگر اکثری نہ کلی جیسا کہ صاحب نہایہ نے حدود مین تصریح کردی ہی - مکعب ایک قسم کا چمڑے
کا ہوتا ہی پاؤن و ساق کے بیچ کی ہڈی تک یعنی ٹخنہ تک اور مکعب کھیل بھی ہوتا ہی مراد اول ہی - مفضض اور مذہب جیسے
چیزین جن مین چاندی و سونے سے پتر وغیرہ جڑکر خوبصورت کیا جاوے اور سیف مفضض جسکے قبضہ پر چاندی پتر
سے چڑھی ہو اور پانی سے ملمع نہووے اور قدح مفضض جسکے کنارے پر حلقہ یا جوڑ چاندی سے ہو اور اصح یہ ہی کہ مقام
چاندی کو منہ سے نہ لگاوے اور سابق مین قنیہ وغیرہ سے مذکور ہوا کہ جائز ہی مگر روایت معتبر نہین ہی - مضامین وہ نطفہ
مین جو نرون کی پشت مین ہین پس اگر کسی نے فلان شخص کے چوپاؤن کے مضامین خریدے تو باطل ہی اور
اگر جفتی کھائی نر و مادہ نے تو اسکا فروخت و خرید کرنا بھی باطل ہی اور یہ ملاقیح ہین کہ باردار جفتی سے اسکو موجود
جانور قرار دیا - منصف قسم شراب - معازف بعین مہملہ و زاے منقوطہ جمع معزف قسم طنبور جسکو اہل یمن بناتے ہین
کذا فی المغرب اور قہستانی نے کہا کہ جسنے یہ گمان کیا کہ وہ آلہ لہو ہی جیسے مزمار وغیرہ تو غلط کیا اور اصوب یہ ہی
کہ فقہا کے کلام مین جہان فقط معازف بلفظ جمع مذکور ہی وہان معزف کو غلبہ دیکر آلات لہو و لعب کو اسمین شامل کرکے
معازف جمع کردیا پس مراد معزف و بربط و طنبور و مزمار و صنج یعنی جنگ و عود و طبل و دف وغیرہ سب ہین پس سب

کی بیع حرام ہے اور جسنے انمین سے کسی کو توڑ ڈالا اسپر ضمان نہوگی اگر بحکم امام ہو ورنہ حکم اختلافی ہے - ملازق وملاصق
چسپان وملا ہوا اور گھر ایک دوسرے سے ملا ہوا - منعت ایسے لوگون کا جتھا جو روک سکین ومانع ہون - مبتوتہ عورت
جسکو بالکل تین طلاق سے علیحدہ کردیا گیا ہو یا بائن دی گئی ہو - متقصم پہونچے کا جوڑ - مسح بھیگا ہاتھ پہیرنا - مینہ مین
لکھا کہ عورت کو اسکے شوہر نے چاہا اور عورت کو سر دھونا مضر ہے تو کہا گیا کہ سر دھونا چھوڑ دے اور انکار
نکرے اور بعض نے کہا کہ مسح کرلے - مہنہ ثوب خوار کم قیمت ہر وقت کے استعمال کے لیے - مقلمہ نہی - مقراض
قینچی - مستنقع جہان پانی جمع ہوجاوے - مشائخ - واضح ہو کہ امام ابوحنیفہ رح و انکے تلامذہ متقدمین ہین اور انکے بعد
متاخرین کہلاتے ہین پہر قریب زمانہ امام کے مشائخ ہین جنکا علم وسیع و ارتیاض زیادہ ہے - مصادرہ - کسی کو
شکنجہ کرنا ذکرہ البیہقی فی المصادر - ملک مطلق - مثلا مطلق ملک کا دعوی کیا یعنی کسی سبب سے مقید نہین کیا - ابوالمکارم
نے کہا کہ مراد ملک مطلق سے وہ کہ لیسے اسباب سے ہو جو مقید تملیک ہین جیسے خرید وہبہ وغیرہ - نتاج بھی اسی قسم
سے ہوگا اور شہادت نتاج کے یہ معنی ہین کہ گواہ نے بچے کو اسکی مان کے پیچھے دیکھا تھا اور یہ شرط نہین کہ مان کے
پیٹ سے جدا ہوتے معائنہ کیا تھا - مرتی فتیل نل کھلانے پانی پیٹ مین جانے کا - متطیب جس تیل مین بنفشہ وگلاب
وغیرہ کے تازہ پھول ڈالکر خوشبودار کیا ہو - مشعوذ بازیگر - اور یہ کتاب الشہادات مین آیا ہے کہ مشعوذ کی گواہی قبول
نہوگی - مسئلہ سوجا - مبتدع جو کوئی دین مین بلا دلیل شرعی کوئی بات نکالے وہ دو قسم ہین اول اعتقاد مین جیسے
معتزلہ وروافض وخوارج وغیرہ ہین لیکن روافض مین سے جو فرقہ کہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتا ہے
وہ مبتدع ہے اور جو خلفاے راشدین سے منکر ہو وہ کافر ہے کذا فی الخلاصہ - مجلس ایک نشست مین کسی کام مین مشغول
ہونا جب تک وہی کام رہے مجلس واحد ہے اور اگر دوسرا کام شروع کردیا تو مجلس بدل گئی - عورتون کا مجلس وعظ
مین حاضر ہونا مکروہ ہے ذکرہ فخرالاسلام کذا فی الکافی - متکلم ایک فریق اسلام مین ہے جو عقائد اسلامیہ کو دلائل عقلیہ سے
ثابت کرتے ہین اور مبتدعین سے بحث کرتے ہین پس اگر انکی مراد یہ ہو کہ ہمارے واسطے اعتقاد قرآن وحدیث
ہو ولیکن انکے طور پر ثابت کردینا چاہیے کہ اسلامی عقائد کسی عقل سے خلاف نہین بلکہ عقل انسے منور ہوتی ہے اور
عقل کو خود یہ سمجھ آتی ہے کہ مخلوق عقل کو یہ تاب نہین کہ خالق عزوجل کو احاطہ کرلے تو ایسے لوگ خالص قرآن و
حدیث کے پابند ہین اور غزالی رح وغیرہ کے نزدیک اسمین ثواب ہے اور یہ بات فقط عالم حکیم ربانی مین ہوگی ولیکن
ہمارے علماء سے روایت ہے کہ متکلم مبتدع ہے امام ابویوسف رح سے روایت ہے کہ متکلم کے پیچھے نماز جائز نہین
اگرچہ وہ حق ہی تکلم کرے کذا فی الظہیریہ - مبنیہ عمارت بنا ہوا الدار اسم للعرصۃ المبنیۃ فی العرف کذا فی الشروط
مسلم سپرد کیا ہوا وقولہم لقد باعہ وسلمہ وما ابق قط یعنی مین نے غلام مشتری کو اس بیع مین سپرد کیا تھا لانکہ سپرد کے
پاس تا وقت التسلیم وسپرد کرنے کے نہین بھاگا تھا کذا اشیر الیہ فی المحیط والذخیرۃ والتحفۃ والکافی والنہایۃ وغیرہا اور
بعض نے گمان کیا کہ وہ زمانہ ماضی مین کبھی نہین بھاگا تھا نہ بائع کے پاس سے اور نہ اور کسی کے پاس سے اور
یہ گمان غلط ہے - مجازفہ فی القاموس وغیرہ جزاف معرب گزاف انکل سے بلا وزن وپیمانہ کے فروخت کرنا ولینا
ذکرہ المطرزی - مذروع گزون سے ناپا ہوا وفی المذروع الذی لم یبین حصۃ کل ووجد المشتری اکثر فالزیادۃ لہ
کذا فی الفتاوے اور قاضی خان نے کہا کہ یہ حکم قضاء ہے نہ دیانۃ - فاحفظہ - مساومۃ خریدنے کو چکانا اور شرع

مین متاع کو بیع کے لیے پیش کرنا بیع وام ذکر کرنے کے فافہم - ومن باع صبرۃ طعام - ڈھیری اناج بلا وزن و
پیمانہ کے - مؤنۃ فی قولہم لحمل و مونۃ - یعنی بوجھ ہی جسکے اُٹھانے مین لادنے یا حمال کی ضرورت ہی اور بعض نے
کہا کہ جو مجلس قضا تک بلا کرایہ مفت نہ اُٹھایا جاوے اور بعض نے کہا کہ جو ایک ہاتھ سے نہ اُٹھ سکے کذا فی الکرمانی
منفسخ - لغت مین نقض اور شرع مین عقد کا دور کرنا بلا زیادت و نقصان کے سابق حال پر ہوجاوے
ظلۃ الدار رباط جسکی ایک طرف اس دار کی دیوار پر ہو اور دوسری طرف دوسری دار پہ یا ستونون پہ خارج دار
ہو - مرافق بعض نے کہا کہ حقوق ہین اور یہ ظاہر الروایۃ ہی - اور امام ابو یوسف سے ایک روایت مین وہ مطبخ وغیرہ
کو بھی شامل ہی - منزل - لغت مین موضع نزول اور اصطلاح مین دار سے کم اور بیت سے زیادہ اور کم سے کم
دو بیت ہون ذکرہ المطرزی - ولیکن نہایہ مین کہا کہ منزل جسمین بیوت و صحن چھت دار ہو اور جسمین آدمی مع
عیال رہے اور دار جسمین بیوت و منازل و صحن غیر مسقف ہو - وما قیل یومر بالقلع ای یومر برفع البناء والعرش
مخلہ عطیہ - و م تفسیرہ - نبہرہ ناسرہ و رصاص لے ممو سہ جسپر چاندی کا پانی ہو - نفقتہ فقط طعام یا مع کپڑا
یا مع سکنی اختلاف اقوال اور یہ اسوقت ہی کہ نفقہ و سکنی یا نفقہ و کسوۃ کہا ہو - ناوق - معرب ناو ناوہ چوبک
میان خالی مثل نل کے مؤید الفضلا - معتوہ - در شرح جسکی بعض باتین مثل دیوانہ و بعض مثل ہوشیار ہون
نہ مؤید - نفر از سہ تا دہ یا از یک - نوائب جمع نائبہ حادثہ و شرعا جو سلطان اپنی رعیت پر انکی مصلحت و بہتری
کے لیے باندھے جیسے حفاظت راہ و کوچون کے پھاٹک وغیرہ اور بعض نے کہا کہ جو سلطان کی طرف سے ملا ہو
نازل ہو اگرچہ ناحق ہو و قال والاصح ضمان النوائب والصواب انہ لا یفتی بہ لان اکثرہا ظلم - اقول مکس آمدنی
کا بھی جواب اسی مسئلہ سے ہی - نجاست غلیظہ جو بدلیل قطعی ثابت ہوا ور خفیفہ جسکی دلیل ظنی ہو جامع الرموز
بعض فقہا نزاہت کی راہ سے مکروہ کو ناجائز کہتے ہین - نقد ہو گیا یہ مترجم لاتا ہی کہ تجارت کے
متاع فروخت ہو کر نقد حاصل ہوا - ناضح کنوان جس سے اونٹ بیل وغیرہ سے سینچا جاوے - وصیف
خادم خواہ غلام ہو یا باندی ہو اور کہا گیا کہ طفل ہو وے ولیکن ظاہر یہ ہی کہ طفولیت کی قید ملحوظ نہین رہی
ہی - ودیعت جو چیز امانت رکھی گئی تاکہ مستودع اسکی حفاظت کرے - او تجھیل ودیعت یہ کہ وارثون سے اسکو
بیان نہ کیا اور بغیر پہچنوائے مرگیا تو ودیعت ہر دو رگ ... گردن جنکے کاٹنے سے ذبح ہوجاتا ہی - وجاہت
لوگون مین آبرو ہونا اور باب شہادت مین ایسی حالت معتبر ہی کہ اسکے جھوٹ بولنے سے اسکو شرم و عار
ایسی دامنگیر نظر آوے کہ عام کے خیالات سے جو اسکے جانب ہون منافض ہو - واقف وقف کرنے والا
اور موقوف علیہم جنپر وقف کیا اور سبیل وقف عام ہی کہ لوگون پر ہو یا عمارات مساجد وغیرہ پر ہو - ورس
نباتات مین سے خوشبو معروف ہی - ولی - ماخوذ از ولایت بالکسر جیسے مولیٰ علی مریم و سے فی
المقدمۃ ولی الامر خداوندگاری کردگار رانیدہ کام کا سرپرست ہوا اور جائز ہی کہ تولیہ سے ہو یعنی کسی شخص
کو والی و مالک کرنا - اور باب نکاح مین ولی کے حقوق اپنے ذاتی بھی ہوتے ہین مثلا بعض وجوہ سے عورت
کے حق مین بہتر ہو مگر ولی کو نسب کی راہ سے ناگوار ہو تو اسکا حق ملحوظ ہوگا - وکیل جسکی طرف سے کام سپرد
کرکے بجائے اپنے ہر طرح یا تخصیص سے قرار دیا گیا اور اسکا اطلاق مذکر و مونث و مفرد و جمع سب پر یکسان ہی

کما فی القاموس تم بحمد اللہ الذی لا الٰہ الا ہو سبحانہ العزیز العلیم وارجو منہ ان یجعلہ خالصا لوجہ الکریم ویغفرلی وللمؤمنین بفضلہ العمیم وہو حسبی نعم المولیٰ ونعم الوکیل۔

خاتمۂ کتاب از مترجم

ذکر فتاوے عالمگیریہ و اسکے متعلقات۔ واضح ہو کہ بحث افتاء و استفتاء سے ادنیٰ توجہ پر یہ امر ظاہر ہی کہ وقائع و سوانح کسی حد تک محدود نہیں تو اصول مذہب کے جوابات قیامت تک کے واقعات و نوازل کو مکتفی نہیں اور خود مشاہدہ ہی کہ مثلاً ریل پر نماز پڑھنا اور نیلام کی چیز خریدنا سابق مین انکے وجود نہونے سے متاخرین کے فتاوی تک مین انکا حکم مذکور نہین ہی غرضکہ یہ بات قطعی ہی کہ اصول کتب مذہب کے ساتھ فتاوے مشائخ کی ضرورت ہی اور ایک جماعت متاخرین مشائخ نے جنہین صاحب ہدایہ بھی ہین واقعات و نوازل کو علیحدہ تالیف فرمایا اور شیخ سرخسی مؤلف محیط نے جو امام سرخسی کبیر سے متاخر ہین بہت کچھ مجموعہ کیا تاہم احتیاج کا ہاتھ ہنوز پھیلا ہوا تھا اور فتاوی درالمختار وغیرہ اگرچہ بتحقیق و تدقیق مین مختصر نفیس ہی ولیکن علامہ بعلبکی و ایک جماعت علماء نے تصریح کردی کہ اس سے فتوی دینا معتبر نہین اور وجہ اسکی فقط تنگی و تدقیق ہی علاوہ اسکے بہت سے جزئیات اسمین مذکور نہین الا باشارات خفیہ جو قیود کے ماہر کی سمجھ مین آسکتے ہین اور پھر بھی قیود کے استنباط سے مفتی کو فتوے دینا جائز نہین ہی پس ظاہر ہوا کہ مانند درالمختار کا وجود و عدم اس مقصد کے حق مین برابر ہی اور حاجت کا ہاتھ ویسا ہی خالی ہے پس عین اس حالت مین اللہ تعالے نے اپنے بندون پر اپنے سایہ عاطفت سے رحم فرمایا یعنی ہندوستان مین حامی اسلام متشرع متقی متمسک سنت متبع شریعت مہتدی ہادی حامل لواء المؤمنین خلیفۃ اللہ فی العالمین ناصر الدین المتین السلطان ظل اللہ فی الارض علی المہتدین الامام العادل الکبیر اورنگ زیب محمد عالمگیر انار اللہ تعالے برہانہ وافاض علیہ شآبیب غفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جنانہ کو پیدا فرمایا جسنے حفظ شریعت پر قدم جمایا اور علماء و مشائخ وقت کو اکرام کے ساتھ اپنے سایہ دولت مین جمع فرمایا اور شیخ الوقت عمدۃ العلماء العلامہ الامام الشیخ النظام رحمہ اللہ تعالی کی امامت مین اس انصرام کی درخواست کی کہ اصول مذہب یعنی معروف کتب مسند امام محمد بن الحسن الشیبانی و فتاوے مشائخ مجتہدین متقدمین اور ترتیب وار جوابات مشائخ متاخرین مع نوادر و واقعات جمع ہو جاوین کہ بندگان الٰہی جل شانہ کے افعال و اعمال حسن نظام باقی رہین اور اس دیار جہالت مین اتباع شریعت و تمسک بسنت کا قیام ہو اور چونکہ خود بادشاہ کا رزق خفیہ اپنے ہاتھ کی مشقت سے تھا اور بیت المال خزانہ عامہ معمور ہو رہا تھا لانکہ ہر قوم و ملت رعایا و برایا آسودہ حال و فارغ البال تھے پس سلطنت کی سرپرستی مین خزانہ والی جسکی تعداد کثیر کا احاطہ علم الٰہی مین ہی اس کار خیر مین صرف کر کے متعدد نسخ و صحاح اصول اور بیشمار معتمد کتب و شروح ائمہ و فتاوی مشائخ و تالیفات علماء کو کمال احتیاط و وثوق کے ساتھ جمع فرماکر ان علماء کی جماعت عظیم کو جنکی تعداد اکثر ایک سو کی پانچ گونہ یعنی پانچسو مشتہر ہی یہہ نوادر جواہر یعنی کتب فقہ و شریعت تفویض فرمائین۔ ان مشائخ منتجبین علماء کبار و فضلاء نامدار نے کمال حزم و احتیاط سے اصول و فتاوے واقعات و نوازل و شروح و تخریجات و نوادر کو بعینہ انتخاب و بلفظ التقاط بدون اختصار و تنگی کے کمال باریک بینی و عمدہ تبحر علمی سے ابواب و فصول فقہیہ

معروفہ ترتیب کے مطابق اور قواعد استفتا ووسکے موافق جمع فرمایا واللہ در ہم ثم للہ در ہم کہ جس خوبی وخوش اسلوبی سے
رعایات وشرائط ہر ہی فرماے ہین ایک عارف اصول وماہر شریعت اسکی قدر کرسکتا ہو وبحمد اللہ سبحانہ تعالے ایک
ایسا نفیس مجموعہ ظاہر ہوا جسقدر فروع واحکام وفتاوے کہ جن نظام امین مندرج ومنوع ہین اپنے اپنے ماخذ ومخرج
سے واقف ہونیکے لیے ایک محقق علامہ کو اپنی عمر تباہ کرنی پڑتی شاید اسوقت بھی وقوف نہوتا کیونکہ ان نفائس جواہر
کو وہ کہان پاتا اور ایسا بیشگرف مجموعہ ہاتھ آتا کہ کتب اصول جنکے دیکھنے کو مدت سے بہت سی آنکھین مشتاق
تھین اور جنکے فیض علمی کے مطالعہ پر ہزارون دل اپنی جانین فدیہ دیتے تھے آخر محروم ومایوس اس جہان سے
گذر گئے اب اس مجموعہ کی بدولت ہم کو یہ دولت عظمی بلا مشقت مفت ملتی ہے جزاہم اللہ تعالے خیر الجزا اور نہایت
لطف یہ ہے کہ اصول کی روایات کے ساتھ نوادر والا رات کا التقاط وشروح کے قواعد واستنباطات وفتاوے
کے متفرق ومتکلف جوابات اور متقدمین ومتاخرین کے ترتیب بنایع کے ساتھ افادات اور نوادر اجتہادات ونفائس
اصول الفقہ کے موافق اصول فقہیات اور کثرت سے اوضاع وفروعات بالجملہ بیان کی طاقت سے بالاتر خوبیان
اس مجموعہ نادرہ مین یکجا ہین حق بجانب ہے کہ آنکھین اس سے منور اور دل اسپر والہ وشیدا ہین پھر یہی نہین کہ قال
تر بیشک کی طرح معاملات کے مسائل وتصویرات ہون بلکہ آداب ولباس وطریق سنت کے اتباع کی حرکات
وسکنات اور فرائض وواجبات ومستحبات ومکروہات اور عبادات ومعاملات اور اخلاق وعادات سب کو جمع فرمایا ہے
فالحمد للہ حمدا کثیرا وجزاہم اللہ کبیرا۔ تمام مومنین ومسلمین پر تا قیامت اس نعمت عظمی کا شکریہ واجب ہے اور سلطان عادل
انار اللہ برہانہ اور علماے اعلام قدس اللہ اسرارہم کے لیے حضرت ملک منعام کبیر متعال سے وفور رحمت اور قرب
منزلت کی استدعا بصدق دلی کرتے ہین۔ اللہم رب اجعلہم من عبادک الصالحین واجعلہم من الفائزین واجعل سعیہم مشکورا واعطہم
جزیل جزاہم موفورا فقبلک وانت الغفور الشکور وادخلنا برحمتک فی عبادک الفائزین وانت ارحم الراحمین یہ انکی ہی کیا
سعی مشکور ہے جس سے بکمال اطمینان قاضی کا حکم قضا اور مفتی کا فتوی مستند ہوتا ہے اور یہ انھین کا فیض موفور ہے جس
تحقیقات علامہ فقیہ متون کے شروح مین اسکے حوالے سے معتمد ہے یہی وہ مجموعہ ہے جو نام کو تو فتاوے اور
حقیقت مین اصول ومتون وتخریجات وفتاوے وشروح نوادر کا ذخیرہ جامع کبیر مبسوط زیادات شافی کافی ہدایہ
فقیہ ہے وہی محیط بسیط ہے جو شروط استفتار کے جامع اور علما کے گھٹنے ٹیک کر اسپر جھکنا اسکے اعتماد کی برہان لامع
اور اہل ہم مہم کی قاطع ہے آج اسی پر مدار ہے اور مفتی مستند عالم معتمد کا اسی پر اعتبار ہے کیونکہ کنز اور در المختار سی مختصرات سے
مفتی کا فتوی دینا غیر مختار خلاف تصریح علماے کبار ہے جس سے مفتی ساقط الاعتبار ہے یہ نعمت عظمی اور دولت کبری اگرچہ ایسی
بے شمار اوصاف رکھتی ہے جسکا شکریہ اہل اسلام سے ادا نہین ہوسکتا او جس حدتک اسکی قدر کرین اسکا شمار تھوڑا ہے لیکن
صد افسوس کہ دور زمانہ وقضاے مقدر سے اسوقت اہل علم کمتر بلکہ شاذ ونادر کے حکم مین ہوگئے اور جو باقی ہین تنگی معیشت سے
پریشان اور اتفاقی اسباب کی کشمکش مین حیران ہین اور جو لوگ دولتمند وفارغ البال ہین وہ علم سے بے بہرہ بلکہ شوق
ومتنفر اور ناول وافسانہاے خیالی ولہو ولعب مین خوش گذران اور موت سے غافل ومعرفت خالق عز وجل سے
جاہل اور باوجود کمال بے عقلی کے دعوے عقل مین زبان دراز ہین ہان یہ معجزہ مخبر صادق علیہ السلام قابل شنید ہے
کہ اہل اسلام کے گذشتہ کے وقت غریب لوگ دین اسلام پر ثابت قدم ہونگے [illegible] ایسے وقت مین جہان تک

یہ علوم بجاے زبان عربی کے اُردو مین جلوہ گر ہون عین صواب ہو اسی زمن کے لیے عارفان صاحب بصیرت نے
قرآن پاک کا ترجمہ بھی اردو مین کر رکھا تھا جو کام آیا مگر ہنوز تفسیر و حدیث و فقہ کی بہت بڑی حاجت باقی ہو - کہان ہین
امراء ذوی دولت و روسا و الا منزلت کہان ہین صاحبان ملک و عزت کچھ اسطرف توجہ فرمائین - کیا انھون نے
صرف دنیاے ناپایداری کی شان و شوکت پر بھروسا کر لیا ہو کیا آخرت مین خالی ہاتھ جانا پسند کیا ہو کیا مال کثیر لہو و لعب
مین برباد کرنے سے ایسے کامون مین صرف کرنا بہتر اور پوری ناموری و عزت نہین ہو - دیکھیے کب اسکا جواب ملتا ہو
بقول شخصے نقار خانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا ہو مگر فی الحال تو پردۂ غیب سے ایک عجیب سامان نظر آیا اور حق
عزوجل کی کارسازی نے کہان سے ابر رحمت برسایا جس سے غریب اہل اسلام کی خشک کھیتی ہری ہو گئی اور ہر طرف
سے صداے تحسین و آفرین بلند ہو واہ ری نام آوری جسکو خداے عزوجل عطا کرے یہ کسی کا حصہ مخصوص نہین یعنی اس فتاوی
بیمثال کے ترجمہ و عام فیض کی جانب ایک رئیس دریا دل با مروت سنجیدہ خصلت عالی ہمت امیر کبیر ذی ہوش صاحب شعور
ذو الاخطاب مشہور نزدیک و دور جناب منشی نول کشور صاحب سی - آئی - ای - دام اقبالہ نے توجہ فرمائی اور
کیسی عالی ہمتی و دلجوئی سے راقم مترجم کو اپنا مشاور بنایا اور کمال شوق سے پوری عالی ہمتی سے جو دوسرون کے لیے نظیر
ہونی چاہیے اسکا ترجمہ کرایا - آلٰہی تیری ذات پاک ہو تو ہر چیز پر قادر مختار ہو جیسے تیری مخلوق مین سے سلطان عادل
عالمگیر کا نام نامی اس فتاوے عربی سے صفحۂ ہستی پر برقرار ہو - اسی طرح تیرے فضل و کرم سے امید ہو کہ اس ترجمہ
عظیم الشان سے اس رئیس والا شان کا نام گرامی تا قیامت ناموری کے ساتھ پایدار ہو جسکے سایہ دولت مین ایسا
یادگار کام انجام ہوا جسکی نظیر خود وہی سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ کا اہتمام ہو اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے
اصل سے بھی کہیں زائد اس ترجمہ سے عموماً اہل اسلام کو مستفید فرماوے اس رئیس والا ہمت عالی نہمت کا شکریہ صدق
و راستی و خوش اخلاقی کے ساتھ تمام اہل اسلام پر واجب ہو کیونکہ وہ بیمثال فتاوے جسکا حال ابھی بیان ہوا اب اسے
ہر دل عزیز و عام پسند خوبصورت لباس مین جلوہ گر ہو کہ ہر شخص جسکو علم اگرچہ تھوڑا ہو جتنے کہ اردو پڑھ سکتا ہو ادنی
توجہ کے ساتھ بخوبی اس سے مستفید ہو سکتا ہو ترجمہ بہت سلیس اُردو زبان مین عام فہم ہو - اصل کتاب مین خود یہ
التزام مشتہر ہوا ہو کہ مسئلہ علیحدہ شروع کیا پھر جسقدر صورتین اس مسئلہ کی مین جہان تک جہان سے ہم پہونچین
بحوالہ کتاب نقل فرمائین - مترجم ضعیف نے اصل کی خوبیون کو بحال خود باقی رکھا کچھ کمی بیشی نہین کی - اور علماے ماہرین
و فقہاے کاملین فقہ کے مسائل و انکے قیود و اشارات سے خوب واقف ہین وہ میرے التماس کی قدر فرماوینگے کہ فقہی مسئلہ
کو عربی زبان سے کسی دوسری زبان مین ترجمہ کرنا اسوجہ سے بہت سخت مشکل ہو گیا کہ الفاظ مین قیود سے مفہوم معتبر ہو پس
ضرور ہوا کہ ہر لفظ کی جگہ دوسری زبان کا ایسا لفظ لانا چاہیے جس سے اصل کے موافق مفہوم و اشارہ و کنایہ بحال خود باقی
رہے اور بسا اوقات وضع و تقدیم و تاخیر کو اصل حکم مین دخل ہوتا ہو پس اسکا لحاظ فرض ہو اور اصل مسئلہ و صورت و اسکے
قیود و اشارت کو بخوبی سمجھ لینے کے بعد ترجمہ کی عبارت کو مستقل نظر سے اسی اندازہ پر دیکھا جاوے اگر متوافق ہین
تو بہتر ورنہ تا امکان متوافق کرنا چاہیے اب مترجم مختصر حال ترجمہ و مترجم عرض کرتا ہو کہ جب رئیس الاخطاب موصوف الذکر
نے اس ضعیف امیر علی بن السید الاعظم معظم علی غفر اللہ لہما کو باصرار اس خدمت پر مامور فرمایا تو مین نے ایک نظر حقارت
اپنی بے بضاعتی پر ڈالی اور ایک نگاہ تجمل اس فتاوے عظیم الشان پر دوڑائی ایک حالت عجیب نظر آئی و لیکن آخر

فضل حق سبحانہ تعالےٰ پر بھروسا کیا جسنے اس رئیس اعظم کو اس کام کی جانب مائل فرمایا اور مجھ سے ترجمہ کرایا کہ کو اس
کام پر لگایا کیونکہ افعال عباد کا خالق اوسکی ذات ہے وہی خالق ہے اور افعال اوسی کے ظہور ہیں آخری اطمینان بھی ظہور
قدرت الٰہیہ مین موجب سرور ہے تاکہ مترجم کو یہ شعور رہے کہ عام علوم ربانیہ ناسخ و منسوخ و تفسیر و تقلید و مناظرہ و تحصیل
وغیرہ مین توغل و استفادہ کامل ہوا تھا بحمد اللہ تعالےٰ کہ ہر علوم منقولات و اصولین و فقہ و حدیث و تفسیر کی طرح
نیک کام مین ممد ہوئے اگرچہ اسمین علوم الدین اصل ہین اور یہ التماس اسوقت باطمینان پیرایہ قبول سے مشرف ہوگا کہ
ترجمہ کے وہ مقامات نظر سے گذرین جہان بسبب نادانی جماعت کے آگین سے تصحیح و غلط نسخہ کا امتیاز مرتفع ہوا ہے اور جو
اسکا مقدمہ کہ باب اغلاط نسخ الاصل سے ظاہر ہوگا مین نے بنظر مزید احتیاط مقدمہ مین درج کردیا اسکے سوا
ترجمہ مین بعینہ اصل کتاب کو بدون کسی تغیر و تبدیل وضع کے باقی رکھنے مین کوشش بلیغ کی اور آداب ترجمہ کو حتی الوسع
ملحوظ رکھا اور تمام حمد و ثنا اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے کہ جسنے یہ اہم کام اس حسن توفیق کے ساتھ مجھ سے ضعیف بندے سے
انجام کو پہونچایا کہ ترجمہ مین اصل سے کچھ و اشارات کو مع ترکیب کی مداخلت کے اور سلیس عبارت کی رعایت اور غلط
نسخہ کی تصحیح اور توافق با اصول کا لحاظ رکھا گیا حالانکہ مین نے تنگی قرب مخمصہ و پریشانی مین اسکو اصل کتاب کے بارہ جزو
ماہواری کے حساب سے ترجمہ کیا کیونکہ مہینہ مین بارہ جزو اصل عربی کا لکھنا ہی اکثر احباب کی نظر مین سخت دشوار تھا
ترجمہ کرنا اور ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھنا درکنار۔ اور یہ محض توفیق و قدرت الٰہی جل شانہ ہے فللہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ
اور واضح ہو کہ اس کتاب کی جلدین اولین آخر کتاب السیر تک اول مین ایک صاحب نے سہل انگاری سے بغیر
معنی ترجمہ سمجھے ہوئے ترجمہ فرمائین کہ بکثرت مقامات مہمل عبارت ہوگئی شاید انکے نزدیک ترجمہ بنسبت تصنیف
کے مشکل نہ تھا اور مزید برآن یہ کہ اصل کا بخوبی سمجھ لینا ترجمہ کے لیے شرط نہین جیسا کہ اکثر عوام کا خیال ہے لہٰذا
والاخطاب رئیس عالی ہمت دام اقبالہ نے دونون جلدون کو مکرر ترجمہ کرایا جسمین سے جلد اول آخر کتاب الحج
تک جناب مولوی احتشام الدین صاحب نے ترجمہ فرمائی اور دوسری جلد کتاب النکاح سے آخر تک مع جلد سوم
و چہارم یعنی ختم کتاب تک اسی راقم کا ترجمہ ہے اور مجھے افسوس ہوا کہ خفیف حصہ جو زیادہ توضیح سے ترجمہ کے لائق
تھا مجھ سے علیحدہ رہا ولیکن اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بعید نہین ہے کہ وہ بھی میرے ترجمہ سے چھپ جاوے
وہو ربی علی کل شیء قدیر۔ اور جاننا چاہیے کہ بعض ریاست مین اسی کتاب کا ترجمہ ہوا جسمین اول تو یہ تصرف و تغیر
کیا گیا کہ اسکے مسائل کے ہر جزئیہ و ہر صورت کو مترجم نے اپنی رائے سے علیحدہ کر کے مثل بالابند کے مسئلہ مسئلہ
علیحدہ کیا اور یہ تغیر نامرغوب ہے اور دوم سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ مترجم نے عبارات حتی کہ آیات کے ترجمہ مین
ایسی تقدیم و تاخیر کی کہ جس سے احکام مین سخت غلطی واقع ہوگئی چنانچہ اول کتاب الطہارت کی آیت قولہ تعالےٰ
یاایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ کا ترجمہ یون لکھا کہ اے ایمان والو جب تم ارادہ کرو نماز کا تو دھو ڈالو اپنے منہ اور
ہاتھون و پیرون کو ٹخنون و کہنیون سمیت اور مسح کرو اپنے سر کا۔ راقم کو اس ترجمہ پر بلحاظ صیانت شریعت کے افسوس
ہوا کیونکہ اس سے امام محمد کا مذہب باطل و ترتیب امام مالک و شافعی کے نزدیک فرض و امام ابوحنیفہ کے نزدیک
سنت ہے وہ باطل بلکہ اس ترجمہ پر یہ ترتیب غلط فرض ہوئی جاتی ہے اور بانی اسکے ترجمہ مین سخت نقص تھے جس سے راقم
نے براہ حمیت و صیانت شریعت آگاہ کیا اور جواب مین راقم کا ترجمہ طلب کیا گیا کہ اس سے اصلاح کر لیجاوے

چونکہ اسوقت تک زیر طبع بقالب طبع سے فارغ ہوکر پیش ہی - والحمد للہ علی ذلک مترجم ضعیف ارباب علم و فضل و اصحاب اسلام و توحید کی خدمت مین التماس رکھتا ہی کہ وہ اپنے نفس کو خطا سے معصوم نہین بناتا ہی بلکہ وہ بشر سراسر خطا و سہو ہی اور اپنے لیسے کام مین حتے الوسع سعی و کوشش کی جس سے شریعت الٓہیہ و سنت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عام اہل اسلام و ایمان کو آگاہی ہو لہذا جہان اسکی خطا پر آگاہ ہون اسکو مطلع فرماین یا خود اصلاح فرماوین اور اگر ایک حرف قبول ہو تو حضرت باری تعالے مین اسکے لیے مغفرت کی دعا فرماوین کیونکہ جب مخلوق کے افعال بھی مثل اسکی ذات کے خالق عز و جل کی مخلوق ہین تو سب حمد و ثنا اللہ تعالی ہی کو سزاوار ہی اور مترجم کو کچھ افتخار نہین مگر حسن توفیق الٓہی جل شانہ پر اعتبار و اعتماد ہی بلکہ اس تہیدستی کے ساتھ اسکو یکہ و تنہا سفر آخرت کے انتشار سے تمنا بقول سعدی علیہ الرحمۃ یہ ہی ؎ غرض نقشی ست کز ما یاد ماند :: کہ ہستی را نمی بینم بقائے :: مگر صاحبدلے روزے برحمت :: کند بر حال این مسکین دعائے :: اللہم تقبلہ منا وکف عنہ لسان المجادلین و اغفرلی بفضلک بطفیل سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ مقدمہ فتاوے ہندیہ ترجمہ فتاوے عالمگیریہ ساعت سعید و آوان حمید ماہ ربیع الاول ۱۶ سنہ ۱۳۱۳ ہجری مطابق ماہ اگست ۱۸۹۵ء انگریزی بار دوم حلیہ طبع سے پیراستہ ہوا اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے اہل عالم کو اس سے مستفید و مستفیض فرماوے بمنہ و کرمہ

فرہنگ فتاویٰ ہندیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وعلی جمیع عباد اللہ الصالحین اجمعین اما بعد جب یہ فتاویٰ الفضل و توفیق الٰہی سبحانہ تعالےٰ پورا ترجمہ ہوا تو جن الفاظ کا ترجمہ اپنے مقام پر غیر مناسب یا غیر ممکن یا میرے نزدیک ناگوار یا موہم تھا انکو بطور فرہنگ کے آخر کتاب مین لاحق کیا تاکہ دقت نہو واسأل اللہ تعالےٰ النصر والعصمۃ عن الخطاء والزلۃ۔ وھو حسبی ونعم المولیٰ ونعم النصیر

الالف

اللفظ	المعنی
اجارہ	لغت مین منفعتون کا بیچنا۔ اور شرع مین خالی منافع کی بیع بالقصد جائز نہین ہی لہذا شرعاً حکم مین بیع منافع ہی اور حق عقد مین نہین ہی لیکن کتاب الحیل مین اسپر ایک سخت اشکال مذکور ہی وہان سے معلوم کرنا چاہیے۔ موجر وہ شخص جو اجارہ دیوے کسی چیز کو۔ اسکو آجر بمد الف بھی کہتے ہین اور فقہاء اسکو مواجر بھی کہتے ہین اور یہ بھی صحیح ہی کما حققہ العینی۔ اور اجیر بوزن امیر جو اپنی ذات کو اجارہ دیوے یعنی نوکر و مزدور۔ مستاجر جو اجارہ لیوے بکسر الجیم اور مستاجَر بفتح جیم وہ چیز جو اجارہ لی گئی جسکو مترجم اجارہ کی چیز لکھتا ہی۔ اَجر بالفتح واُجرۃ بالضم مزدوری۔
اصطبل	وہ جگہ جو چوپایہ کے لیے مہیا کی گئی ہو۔ تھان۔ اور دیار مغرب مین یہ احاطہ کے اندر ہوتا تھا۔ اونٹون کے اصطبل کو مبارک اور بکریون کے مقام کو مرابض کہتے ہین۔
اقط	پنیر و جغرات۔
اغماء	ایسی بیہوشی جو بغیر نشہ و صدمہ کے ہو اور اہل لغت مطلق بیہوشی کہتے ہین اسمین عقل مغلوب ہوجاتی ہی بخلاف جنون کے کہ اسمین عقل سلب ہوتی ہی اور مغمی علیہ جسپر بیہوشی طاری ہو اسکا مقابل مفیق ہی جیسے مجنون کا مقابل عاقل۔
انزال	بکسر اول اُتارنا اور کنایہ ہی مرد یا عورت کے بلذت جماع منی نکل جانے سے وفی جامع الرموز مرد و عورت یا چوپایہ زندہ کے وطی سے بلا انزال وضو نہین ٹوٹتا بلکہ آلۂ تناسل دھونا واجب ہی کما فی صوم النظم من کتاب ... کر ... مین غسل واجب ہونا البتہ مذکور ہی۔ اور بالفتح نزل جو مسافر مہمان کے لیے ... مین اور ...

اللفظ	المعنے
	وغیرہ کے جو خوشہ اُترین -
اِحبال	باب افعال حاملہ کر دینا - بالفتح جمع حبل بمعنی حمل وبمعنی رسّی -
انذار	ڈرسنانا - جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نافرمانون کو عذاب دوزخ سے منذر رہتے تھے -
اسارۃ	بدی کرنا - بُرا کرنا - وقالوا - دوزخ سے کم سزا کا کام - اور مترجم جلد اول اکثر اسکا ترجمہ معنی لغوی لکھ دیتا ہی -
انتقال	ایک جگہ سے دوسری جگہ ہوجانا - اسی سے موت کو کہتے ہین - اور نماز مین ایک رکن سے دوسرے رکن پر انتقال - قہستانی نے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک فرض ہی اور رکوع وسجدہ سے سر اُٹھانا امام محمد رح کے نزدیک فرض ہی مگر متون مشہورہ مین اسکا ذکر نہین ہی اقول شاید اقامۃ الصلوۃ سے نکالا ہو ورنہ فرض کا اطلاق خلاف اصطلاح ہی اور شاید وجوب مراد ہو -
استبرار	فقہ مین باندی کا رحم حمل سے پاک دریافت کرنا بذریعہ حیض کے اور یہان تین حیض کا نصف نہین بلکہ ایک ہی حیض سے برا ءۃ ثابت ہوجاتی ہی -
ارش	وہ عوض مالی جو کسی زخمی کرنے یا عضو تلف کرنے والے پر زخمی کے لیے واجب ہو -
استیلاد	باندی کو جسکی ملکیت حقیقۃً یا حکماً ثابت ہو اسطرح اپنے تصرف مین لانا کہ اسکو حمل رہے پھر اگر بچہ ہوا یا اسقاط پیٹ گرا کہ خلقت پوری ظاہر ہوگئی تھی تو باندی ام الولد ہوگئی کہ اسکی بیع وغیرہ ہمارے نزدیک جائز نہین ہی اور بعد الموت وہ خود آزاد ہوجائیگی -
استخفاف	کسی چیز کو ہلکا وخفیف جاننا ہی اسکے ساتھ برتاؤ ایسا کرنا جس سے یہ ثابت ہو -
استہزار	ٹھٹھا کرنا خواہ باتون سے یا کسی فعل سے اور اول اصل ہی -
اسراف	جسقدر حکم شرع ہی اس سے زیادہ خرچ کرنا اور یہ احوال واشخاص کی راہ سے مختلف ہی چنانچہ دوآنہ کے مزدور کو تنزیب کا انگرکھا اسراف ہی -
اتجار	تجارت اختیار کرنا - تاجر سوداگر وتاجر فروش -
اضطجاع	کروٹ سے لیٹ جانا اور کبھی مطلقا لیٹ کر آرام لینے کو کہتے ہین - اصل بالتا رہی -
ازار	لنگی - تہبند - اور جب پاجامہ دوختہ قطع خاص ہو تو سراویل کہتے ہین -
اعمے	اندھا اور اگر ایک آنکھ ہو تو اعور ہی اور واضح ہو کہ کبھی ایسے شخص کو بھی اعمی کہتے ہین کہ جسکے خالی بینائی نہو جیسے موتیا بند مین ہوتا ہی -
اقالہ	بیع پھیر لینا باہمی رضامندی سے اور وہ غیر دین کے حق مین ایسا ہی کہ گویا مشتری نے پھر بائع کے ہاتھ بیچ ڈالی - اور اسکا فائدہ باب الاقالہ مین ظاہر ہوگا -
ادوات	دوکاندار کے کام کی چیزین جیسے پالو دہ والے کے برتن اور آلات کاریگر کے اوزار وہتھیار

اللفظ	المعنی
	جیسے بڑھئی کی آری وغیرہ -
ابقع	جامع الرموز مین لکھا کہ نجاست کھانے والا کوا اور اسود کالا کوا اور صراح مین زاغ پیر لکھا - اور مین نے ہرسہ اقسام زاغ کو ذابح و بعض مقامات مقدمہ مین لکھدیا ہی -
احرام	لغت مین بمعنی منع و باز رکھنا - قالہ ابن الاثیر اور شرع مین چند چیزون کا واجب کرنا اور چند چیزون سے روکنا جیساکہ ہدایہ کے باب التمتع مین ہی -
احتجام	پچھنے دلوانا - حجامت - پچھنے دینا -
اجر المثل	ایسے کام کے مثل کام کی جو کچھ اجرت ہوتی ہو - مہر المثل - ایسی عورت کے مثل عورت کا جسقدر مہر ہوتا ہو -
ازج	ایک قسم کی عمارت ہی کہ بیش طاق کی طرح خمیدہ بناتے ہین -
اجر مسمی	وہ اجرت جو عقد کے وقت موجر و مستاجر مین ٹھہری ہو -
احول	بھینگا - جو ایک کو دو دیکھتا ہو - جسکو حول کی بیماری ہو -
انقیاد	فرمانبرداری کرنا - حکم ماننا -
انبساط الازواج	مرد و عورت مین گلے لگانے و بوسہ لینے وغیرہ کی بے تکلفی سے ظاہر ہو کہ جورو مرد ہین -
اقرار	اپنے اوپر یا دوسرے پر کسی غیر کے حق کا اقرار کرنا -
استثنا	متعدد چیزون مین سے بعض کو نکال لینا اور عالمانہ طور پر اسکی تعریف اصول مین ہی - قسم و طلاق وغیرہ کے ساتھ انشاء اللہ تعالے کہنا -
اہل بدعت	جو لوگ دین مین خواہ اصول مین ہو یا فروع مین ہو بدون دلیل شرعی کے کوئی بات نئی پیدا کرین اکثر اعتقاد کے بدعتی کو اہل ہوا کہتے ہین - مبتدع جمع مبتدعین -
اصیل	وہ کہ جسپر دراصل حق لازم تھا اسکی کفالت سے کفیل پر آیا -
استیفا	سب لے لینا - بھرپور وصول پانا -
احصار	خانہ کعبہ تک پہونچنے مین روک حائل ہونا خواہ مرض ہو یا دشمن وغیرہ -
اعیان	جمع عین جو بمقابلہ دین ہو اور کبھی معانی کے مقابلہ مین بولتے ہین -
اتلاف	تلف کر دینا -

الباء

اللفظ	المعنی
بنج	بنون و جیم معرب بنگ جسکو لغت مین اجوائن خراسانی لکھا - بھنگ - مکروہ تحریمی ہی -
بساط	فرش - بچھونا -

اللفظ	المعنی
بطریق	رومی سردار وحاکم صوبہ وشہر۔ جمع بطارقہ۔
بروی	عمدہ اقسام خرما مین سے ایک قسم ہے۔
برذون	بالکسر جامع الرموز مین لایا کہ ترکی گھوڑا یا خچر یا گدھا۔ اور منتخب وغیرہ مین تفصیل طویل ہے اور اکثر استعمال کتب فقہ مین عربی گھوڑے کے مقابل ہے یعنی دوغلا گھوڑا۔
بُر	بالضم وراء مہملہ۔ گیہون۔
بز	بالفتح وزاء منقوطہ سوتی کپڑے۔ بزاز۔ انکا بیچنے والا۔ اور ہمارے استعمال مین سوتی واونی وریشمی سب کا بیچنے والا بزاز ہے۔
بیطار	جو چوپایہ وغیرہ جانور وںکا علاج کرتا ہے اور بزغ اسکے نشتر دینے کو کہتے ہین۔ جیسے آدمی مین فصد ہے۔
بجر	بفتحتین ناف نکل آنا اور اسکی جڑ بھاری پڑجانا۔
بگنی	بالفتح وکاف فارسی شراب کہ جو وجوار وچانول وغیرہ سے بناتے ہین۔
بلایہ	بدکارہ وفاسق ونابکار فاحشہ۔ اور۔ بلابچہ۔ حرامزادہ ظاہر امخفف بلایہ بچہ۔
باذق	گدر چھوارے کا پانی پکاکر تھوڑا سا اُڑ اسنے کے بعد باذق شراب کہلاتا ہے۔
بُسر	غورہ خرما۔ کیری جو بڑی ہوچلی ہو۔ اور کیا ستہ البسر ھنقو دالنخل ہے۔
بیت	جسجگہ رات گذاری جاوے لیکن عرف مین اس مطلب کے لائق چہار دیواری وچھت ودروازہ دار ہو یعنی جیسے ہمارے یہان کوٹھری ہوتی ہے۔ جامع الرموز وغیرہ مین لکھا کہ ماوای آدمی خواہ شی وتچھر کا ہو خواہ لون کا
بلد	آبادی کا نام ہے کہ عمارات ومکانات در بقعہ کو محیط ہو۔ مین کہتا ہون کہ قریہ سے بڑا ہونا بھی معروف ہے۔
بُستان	باغ چہار دیواری کا جسمین متفرق درخت اسطرح ہون کہ زراعت کرنا بھی ممکن ہو بخلاف کرم کے۔
بغاث	بغین معجمہ قسم پرندکہ مردار خوار ہے۔ کہا گیا کہ گج یا گدھ ہے اور اوس وخزرج کی سخت لڑائی والا دن یوم البعاث بعین مہملہ ہے۔
بذر کتان	السی کے بیج کہ وہ بھی السی مشہور ہین۔
بنت لبون	لغت مین وہ مادہ بچہ جسپر تین سال گذرے ہون مگر شرع مین دو سال معتبر ہین اور یہی کمی حقہ وجذعہ مین معتبر ہے۔
بیعہ	عبادت خانہ یہود جیسے کلیسا عبادتخانہ نصاریٰ اور کبھی مجازاً ایک دوسرے کے لیے مستعمل ہے۔
بینہ وبرہان	فقہا کے عرف مین گواہون کے لیے ہے گویا گواہ کا ہونا دعوی کے لیے برہان وبینہ ہین۔ اسی واسطے ایک گواہ کو بینہ نہین کہتے الا مجازاً۔
بیاع	وہ شخص جو اجرت پر لیکر لوگون کا مال فروخت کرے کذا فی وکالۃ الذخیرۃ۔

اللفظ	المعنی
بکری	شاۃ کا ترجمہ ہی اکثر شاۃ کا لفظ بھیڑی وغیرہ کو بھی شامل ہی۔ جدی دودھ پیتا ہوا بزغالہ ہی۔
	حرف پ
پیداوار	اکثر کھیتی وغیرہ مین مستعمل ہوا اور ثمر کا ترجمہ جہان ہی پھل لکھا گیا ہی اور حرف ث مین دیکھو۔
پلیدی	عذرہ کا ترجمہ ہی جسکے معنی آدمی کا پیخانہ۔
پیچھا پکڑنا	ملازمت کا ترجمہ ہی اور تحقیق اسکی باب مشکلات و متشابہات مین دیکھو۔
	حرف ت
تخلیہ	خالی کر دینا۔ تنہائی کر دینا۔
تافہ	تھوڑی حقیر چیز۔ بے مزہ جسمین کچھ مزہ نہو۔
تزوج	نکاح مین لینا و تزویج نکاح مین دینا۔
تماثیل	جمع تمثال۔ آدمیون کی مورتین و بت بقولہ تعالی ماہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون۔ اور کبھی مجازاً پھول پتی وغیرہ کی تصویر کو کہتے ہین۔
ترویج	بازار معاملہ رواج دینا چلن چلانا۔
تبر	سکہ سے پہلے سونا و چاندی تبر ہین اور سکہ کے بعد عین ہین اور کبھی تانبہ و پیتل و لوہے کو بھی کہتے ہین لیکن سونے کے ساتھ اسکا زیادہ مخصوص استعمال ہی جامع الرموز۔ تبر تبار وبار۔ کا ترجمہ تبر بیت کیا گیا ہی۔
تلجیۃ	ظاہر مین بیع وغیرہ کا عقد کرنا حقیقت مین نہین۔
تدبیر	شرع مین مملوک کا بعد موت آزاد قرار دینا بدون تفصیل کے جامع الرموز۔
تہایو	مشترک چیز مین باہمی رضامندی سے منفعت حاصل کرکے باری مقرر کرنا۔
تابہ	توا۔ معرب اسکا طابق۔ اور بمعنی چھاپہ بھی مستعمل ہی۔
تابخانہ	حمام اور باورچی خانہ جسمین تنور ہو۔
تنور	معروف جسمین روٹی لگاتے ہین۔
تمغاجی	جو کوتوال کی طرف سے اجناس پر مہر کرکے محصول لیتا ہی۔ اور نقرۂ طمغاجی کھری ہی۔
تکہ	ازار بند کذا فی الغیاث۔
تفکہ	میوہ کھانا۔ اور فقہ مین جس سے غذا و دوا مقصود نہو بلکہ مزے و عیش کے لیے کھا دین۔
تالہ	پودا۔
تمویہ	ملمع اور دھوکا کرنا و بمعنی مکر و فریب و تملق منتخب۔
تشذیب	بذال منقوطہ درخت انگور وغیرہ کو پیراستہ کرنا۔

اللفظ	المعنے
ترجیع	آواز دوہری کرکے باریک سے بلند کرکے قرارت کرنا - اورمصیبت مین انا ﷲ وانا الیہ راجعون کہنا -

حرف ث

اللفظ	المعنے
ثمر	پہل - جو کچھ درخت مین لگے بدون کسی کے ساخت کے مثل طلع وخلال وبلح وبسر ورطب وثمرو جمار وخام وبس کے -
ثرید	گوشت مع شوربا مین روٹی ڈال کر ملا دیتے ہین اور کبھی خفیف پکاتے بھی ہین جیسے ہندوستان مین ٹکڑے ہوتے ہین -

حرف ج

اللفظ	المعنے
جُبن	پنیر -
جزاف	معرب گزاف - مثلاً گیہون کی ڈھیری جسکی ناپ وتول کچھ معلوم نہتی اسکو کسی قدر دام کو بیچا تو اسنے گیہون کو بطور جزاف بیچا - اور کام کو بغیر سوچے سمجھے آسان کرلینا -
جزور	بالفتح ذبح کرنے کے اونٹ خواہ نر ہو یا مادہ ہو - جمع جزر بضمتین آتی ہے -
جوشیدہ	جوش دیا ہوا -
جوزینہ	حلوا جسمین جوز پڑکر بنتا ہے بمانند لوزینہ جیسے ہندوستان مین اخروٹ کا حلوا سوہن -
جمد	برف - جم جانا - عین چشمہ بے آب - جامد بستہ -
جدع	بدال بے نقطہ - ناک - کان - ہاتھ - ہونٹھ - کاٹنا - مجدوع جو ایسا کیا ہوا ہو -
جذع	بذال نقطہ دار - اونٹ کا بچہ کتاب الزکوۃ دیکھو اور فصل مشکلات ومتشابہات - جذع درخت کی پالو شہتیر خواہ تراشیدہ ہو یا نہو - دھینان -
جوزجانیات	بعضے مسائل نوادر جو امام محمد رح سے علاوہ اصول کے مروی ہین بنام کیسانیات وجوزجانیات وغیرہ نسبتی نامون سے معروف ہین وہذا القدر یکفی -
جانی	جنایت کنندہ - جنایت جرم قتل یا جرح وزخم وغیرہ - اکثر اطلاق ظلم وتعدی کے جرم پر ہے -
جوال	معرب گوال - تھیلا - گون -
جفن	پلک - تلوار کا میان - بڑا پیالہ -
جل	جھول مگر گھوڑے کے لیے مخصوص ہے اور ون کے لیے مجازاً - اکاف پالان خر -
جعل	وہ مزدوری جو بھاگے غلام پکڑ لانے والے کے لیے شرعاً مقرر ہے - مجازاً مزدوری -
جناح	گناہ یا اسی کا معرب ہو - بال - جناح الدار معروف -

اللفظ	المعنے
	حرف چ
چکتی	عربی الیہ فارسی دنبہ۔
چھپایہ	ترجمہ دابہ ہی۔
	حرف ح
حرہ	عورت آزادہ خواہ اصلی یا آزاد ہوگئی ہو اور باندی ومملوکہ ولونڈی اسکے مقابلہ مین ہی۔
حرمت رضاع	جو دودھ کی وجہ سے حرمت ہو۔
حق حضانت	پرورش طفل صغیر کا حق۔
حسنہ	جو کام شرع سے ثواب ملنے کا ثابت ہو۔
حجام	پچھنے لگانے والا۔ اور نائی کو حلاق کہتے ہین۔ اور مجازاً ایک دوسرے پر بھی آتا ہی۔
حریم	گرداگرد چشمہ وکنوان ونہر کا ہر ایک کی ضرورت سے شرع مین حد مقرر ہی۔
حظیرہ	جو جانورون کے رہنے کے لیے جنگل مین لکڑیون وکانٹون سے روندھکر بنا دیتے ہین اور کبھی مہمانون کے لیے بناتے ہین۔
حفید	ناتی پوتے۔
حشو	بھرتی جو قبا وغیرہ کے تہ مین بھری جاتی ہی۔ اور حشو خرما ناکارہ۔
حدید	لوہا اور تیز وھاردار ہتھیار وہر چیز۔
حامی زین	لکڑی یا کوہان زین مین نکلا ہوا معروف۔
حرز	جای محفوظ جسطرح کہ اپنے پاس رہنے کے لیے محفوظ ہو سکے مثلاً انگوٹھی کو انگلی مین ڈال لینا۔ اور معتبر نہین ہی کہ ایسی طرح ہو کہ کوئی ڈاکہ ڈالنے والا اور زبردستی لینے والا۔ اسکو نہ لے سکے مثلاً لوہے کے صندوق مین قفل کرنا ضرور نہین ہی بلکہ جسطور پر یہ چیز محفوظ رہ سکتی ہو ضائع نچھوٹے۔
حریر	ریشمی کپڑا۔
حاصلات	پیداوار ہر چیز کی ومنافع۔
حقیبہ	باردان۔
حصن	قلعہ وگڑھی واستوار۔
حیلولہ	درمیان مین حائل ہونا۔
	حرف خ
خمار	اوڑھنی۔
خلع	رسی سے گردن نکال دینا عورت کا اپنے شوہر سے کسی مال پر طلاق بائن لے لینا عند الحنفیہ۔

اللفظ	المعنی
خلخال	پازیب ویسکے مانند۔
خز	سیلا ریشم یا میل کا کپڑا۔
خشرانی	قسم گیہون کی ملک ماوراء النہر مین معروف ہی۔
خان	کاروان سرائے۔
	حرف د
دملج	بازو بند۔
دردی	تلچھٹ۔
درب	دریچہ اور سرحد کا راستہ۔
دعائم	جمع دعامہ ستون۔
دلب	چنار۔ کچنار و قسم جانور دیکھو مقدمہ۔
دودھیا درم	سپید چاندی کے درم۔
دکان	چبوترہ۔ جہان متاع و اسباب بیچنے کے لیے اوپر رکھا ہو۔ معروف۔
	حرف ذ
ذوات القیم	وہ چیزین جنکے بجائے انکی قیمت ہوسکتی ہو اور مثل نہین ٹھیک پڑتا۔
ذی رحم	جس سے پیٹ کا ناتا ملا ہو بخلاف نکاحی رشتہ والے کے۔
	حرف ر
رداء	چادر۔ جو چادر کی طرح اوڑھی جاوے۔
رقعہ	عینی نے کہا کہ رقعۃ الثوب غاشیۃ یعنی کپڑے کی گندگی۔
رقبہ	گردن۔ اور تمام جسم سے تعبیر ہوتی ہی۔
رصاص	قلعی ایک قسم کا رانگ ہی اور درم رصاص یعنی ملمع کیا ہوا۔
رتقاء	وہ عورت جسکو رتق کا مرض ہوا اور عیوب البیوع مین مذکور ہی۔
رہص	پشتہ کنکروں و پتھروں کا۔
رضخ	جو جہاد مین عورتوں وغیرہ ایسی خدمت کرنے والوں کو دیا جاتا ہی جنکے لیے کوئی حصہ شرع مین مقرر نہین کیا ہی۔
رساتیق	جمع رستاق پرگنہ۔
ریح السبل	آنکھ مین ایک قسم کی بیماری ہی اور بیوع کے عیوب مین مذکور ہی۔
رحم	بچہ دان جس سے اولاد ہوتی ہی پھر اولاد کی اولاد جہانتک ہون رحم مین ناتا رکھتی ہین۔

المعنے	اللفظ
حرف ز	
ہرتال-	زرنیخ
باریک آواز سے خوش الحان کرنا-	زمزمہ
حرف س	
بسا پند مجھلی وکسا و وزنگ کی-	سھوکت
ایک قسم کی دوا معروف ہو جو پت کے لیے دیتے ہین-	سقمونیا
ڈورا جسکو عورتین سلنگہ کہتی ہین-	سلکہ
فیصلہ قاضی مہری و دستخطی جسکی نظیر ڈگری ہو-	سجل
اسباب جو فروخت کے لیے ہو-	ساعہ
روپیہ ایک شہر مین دیا کہ دوسرے شہر مین وصول کریگا تاکہ راہ کے خطرے سے بچے-	سفتجہ
قسم گیہون جو سینچی زمین سے پیدا ہوا اور یہی اسکا مقابل ہو کہ فقط مینہ کے پانی سے پیدا ہو-	سقی
ملازم ہونا ہر وقت قرضدار کے ساتھ رہنا تاکہ اسکے کسب سے قرضہ وصول کرے-	ساتھ لگا دینا
حرف ش	
پارچہ ٹکڑا-	شقہ
جال- دام- خانہ دار-	شبکہ
کچی اینٹون کا سنوار رکھنا-	شرج اللبن
جانور ہو مقدمہ دیکھو-	شقراق
حرف ص	
درگذرنا-	صفح
مفلس نادار محتاج-	صعلوک
معرب چوگان-	صولجان
جمع صک معرب چک و مقدمہ دیکھو-	صکوک
جنگل بے نبات-	صحرا
حرف ع	
وطی شبہہ وغیرہ مین کہ بلا نکاح صحیح ہو جوتا وان دینا پڑے-	عقر
جسکے قریب کا انتقال ہوگیا اور لوگ اس سے ماتم پرسی کرین-	عزادار
جو گھوڑے وغیرہ کے ساز مین معروف ہو-	عذار

اللفظ	المعنی
عریش	مچان انگور کے باغ وغیرہ میں بناتے ہیں۔
عدالی	قسم درم۔

حرف غ

اللفظ	المعنی
غلق	کلیدان ۔ دربند ۔ کھٹکا۔
غطریفیہ	قسم درم۔
غلہ	حاصلات ۔ پیداوار۔

حرف ف

اللفظ	المعنی
فالیز	پالیز ۔ خربزہ وغیرہ کی معروف ہے۔
فورہ	جلدی بلا تاخیر۔

حرف ق

اللفظ	المعنی
قمقمہ	آفتابہ و معروف۔
قائد	آگے سے جانور وغیرہ کو لے چلنے والا اور سائق پیچھے سے ہانکنے والا۔
قصاص	بدلا خواہ کسی عضو کا ہو یا جان کا۔

حرف ک

اللفظ	المعنی
کراع	گھوڑے۔
کاریز	زمین کے اندر ہی اندر پانی کا راستہ۔
کرم	چار دیواری کا باغ انگور۔
کوزہ	پانی پینے کا مٹکا۔

حرف گ

اللفظ	المعنی
گوبر	سرگین و سرقین کا ترجمہ۔

حرف ل

اللفظ	المعنی
لوزینہ	جس حلوا میں لوز پڑا ہو۔
لینہ	گنڈی۔

حرف م

اللفظ	المعنی
مزورہ	ماش و مونگ وغیرہ ۔ مصالحہ دیکر پکاتے ہیں۔
مزاح	دل لگی۔

اللفظ	المعنی
متعہ	جو طلاق دی ہوئی عورت غیر مدخولہ و غیر مہر مسمی کو دیا جاوے۔ اور متعۂ شیعہ حرام ہے۔
مری	نرخرہ پانی و اناج کا راستہ۔
مساقات	بٹائی پر درخت دینا جیسے معاملہ۔
مقاصہ	ادلا بدلا کر دینا۔
مولی العتاقہ	آزاد کرنے سے جو ولایت باقی رہتی ہے۔
	حرف ن
ناوک	تیر۔
نبل	قسم تیر اور کشاب بھی۔
نوائب	جمع نائبہ ٹکس۔
نتاج	پیدائش۔
	حرف و
ورس	خوشبودار گھاس کی قسم ہے۔
وصیف	چھوکرا یا چھوکری۔
ودیعت	حفاظت کے لیے امانت رکھنا۔
وداجین	رگہائے گردن۔
	حرف ہ
ہجین	دوغلا گھوڑا۔
ہزیمت	بھاگ جانا۔
ہمیان	ہمیانی معروف۔
ہزل	ٹھٹھول کے طور پر ایسا کام جو کبھی قصد سے کیا۔
	حرف ی
یمین	قسم۔

فہرست ابواب وفصول فتاوی ہندیہ ترجمہ فتاوی عالمگیریہ جلد اول

اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقہہ فی الدین
اسمی
فتاوی ہندیہ
ترجمہ
فتاوی عالمگیریہ
جلد اول
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد یہ ترجمہ جلد اول فتاوی عالمگیری سلیس اردو زبان مین ہی

کتاب الطہارۃ

اسمین سات باب ہین

باب اول وضو کے بیان مین۔ اسمین پانچ فصلین ہین۔ فصل اول فرائض وضو کے بیان مین

اصل اسمین یہ آیت کریمہ ہی۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔ یعنی اے ایمان والو جب ارادہ کرو تم نماز کا تو دہو و منہ اپنے اور ہاتھ اپنے کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سرون پر اور دہو و پانون اپنے ٹخنون تک۔ پس وضو مین چار فرض ہین۔ پہلا فرض۔ چہرہ کا دھونا ہی دھونے سے مراد ہی پانی بہا دینا اور مسح سے مراد ہی تری پہونچانا یہ ہدایہ مین لکھا ہی شرح طحاوی مین ہی کہ ظاہر روایت کے بموجب وضو مین پانی کا بہانا شرط ہی پس جب تک پانی کے قطرے نہ بہینگے وضو جائز نہ ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ وضو مین پانی کے قطرون کا بہنا شرط نہین ہی پس برف کا حکم یہ ہی کہ اگر اس سے وضو کرے پس اگر دو یا زیادہ قطرے بہ گئے تو بالاجماع وضو جائز ہی اور اگر نہ بہے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی صحیح امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا قول ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ ظاہر روایت مین چہرہ کی حد مذکور نہین یہ بدائع مین لکھا ہی۔ مغنی مین ہی کہ چہرہ سر کے بال جمنے کے مقام سے دونون جبڑون کے آثار اور ٹھوڑی کے نیچے تک سے کانون کی لو تک ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اگر سر کے اگلے حصے کے بال صلع کی وجہ سے گر پڑے ہے تو صحیح یہ ہی کہ وہان پانی پہونچانا واجب نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اور جسکے سر کے بال اتنے نیچے تک جمین کہ چہرہ کی حد مین آجا وین تو اسپر اُن بالون کا دھونا واجب ہی جو اس مقام سے نیچے جمین جہان تک

غالبًا بالون کے جمنے کی حد ہوتی ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - آنکھون کے اندر پانی پہونچانا نہ واجب ہی نہ سنت اور
پلکون کی جڑون اور آنکھون کے کنارون مین پانی پہونچانے کے لیے آنکھون کے کھولنے اور بند کرنے
کا تکلف نہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - فقیہ احمد رح بن ابراہیم سے مروی ہی کہ چہرہ دھوتے وقت
آنکھون کو بہت زور سے بند کرنا جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی - آنکھ کے کویہ پر یعنے اُس گوشۂ چشم پر جو ناک سے ملا ہوا
ہی پانی پہونچانا واجب ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر آنکھین دُکھتی ہون اور چیپڑ ظاہر ہون تو اگر آنکھین بند
کرنے مین وہ چیپڑ باہر رہتے ہون تو اُنکے نیچے پانی پہونچانا واجب ہی ورنہ واجب نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی
ہونٹھ بند کرتے وقت جسقدر کھلے رہین وہ چہرے مین شامل ہین اور جو چھپ جائین وہ مُنھ کے ساتھ ہین یہی صحیح ہی
یہ خلاصہ مین لکھا ہی داڑھی یا چہرے اور کانون کے بیچ مین جو سپیدی ہی وضو مین اُسکا دھونا واجب ہی
طحاوی نے اپنی کتاب مین ایسا ہی ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ یہی صحیح ہی اور اکثر مشائخ کا یہی مذہب ہی یہ ذخیرہ مین
لکھا ہی - مونچھون اور بھوون کے بال اور داڑھی کے بال جو ٹھوڑی کی جڑ پر ہین اُنکو دھووے اور جس جگہ
سے بال جمے ہین وہان پانی پہونچانا واجب نہین لیکن اگر بال تھوڑے ہون اور جہان سے وہ جمے
ہون وہ جگہ کھلی ہوئی ہو تو وہان پانی پہونچانا واجب ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - نصاب مین ہی کہ اگر وضو
کرنے والے کی مونچھین بڑی ہون اور وضو کے وقت اُنکے نیچے پانی نہ پہونچے تو وضو جائز ہی اسی پر فتوی
ہی - غسل کا حکم اسکے برخلاف ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی داڑھی کا حکم یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
چوتھائی داڑھی کا مسح فرض ہی یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح سے
یہ مروی ہی کہ داڑھی کے اوپر پانی بہانا فرض ہی اور یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ زاہدی مین
لکھا ہی - اور جو بال ٹھوڑی سے نیچے لٹکتے ہین اُنکا دھونا واجب نہین یہ دونون محیطون مین لکھا ہی اگر ٹھوڑی
کے بالون پر پانی بہایا پھر وہ بال مُنڈ ولے تو ٹھوڑی کا دھونا واجب نہین - اور اسی طرح اگر بھنوین یا
مونچھین منڈائین یا سر پر مسح کیا پھر منڈایا یا ناخن تراشے تو اعادہ لازم نہوگا یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی دوسرا فرض وضو کا دونون ہاتھون کا دھونا ہی - ہمارے تینون عالمون
کے نزدیک کہنیان بھی دھونے مین داخل ہین یہ محیط مین لکھا ہی اعضاء وضو پر اگر کچھ زیادہ مرکب ہو جیسے زائد
انگلی یا ہتیلی تو اُسکا دھونا واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر کسی کے شانے پر دو ہاتھ پیدا ہون تو جو
ہاتھ پورا ہو وہی اصلی ہاتھ ہی اُسکا دھونا واجب ہی اور دوسرا زائد ہی اس زائد مین سے اسقدر کا دھونا
واجب ہوگا جتنا اصلی ہاتھ کے ایسے مقام کے سامنے ہی جسکا دھونا فرض ہی اور جتنا ایسے مقام سے مقابل
نہین اُسکا دھونا واجب نہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - بلکہ اُسکا دھونا مستحب ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی فتاوی
ماوراء النہر مین ہی کہ اگر وضو مین دھونے کے مقامون مین سے سوئی کے سر کے برابر خشک باقی رہگیا یا ناخنون
کی جڑون مین خشک یا تر مٹی بھری ہو تو وضو جائز نہوگا اور اگر ہاتھ مین خمیر لگا ہو یا مہندی تو وضو جائز ہوگا
دبوسی رح سے پوچھا گیا تھا کہ اگر آٹا گوندھنے مین گوندھا ہوا آٹا کسی کے ہاتھ مین لگ کر خشک ہو گیا پھر اُسنے وضو
کیا تو اسکا کیا حکم ہی انھون نے کہا کہ اگر آٹا تھوڑا لگا ہی تو وضو جائز ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی جو مقام ناخنون کے نیچے ہی

وہ بھی اعضاے وضو مین شامل ہو اگر اسمین گندھا ہوا آٹا بھرا ہوا ہو تو اُسکے نیچے پانی پہونچانا واجب ہو یہ خلاصہ مین اور اکثر معتبر کتابون مین لکھا ہو۔ شیخ امام زاہد ابو نصر صفار رحمہ نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہو کہ اگر ناخن اتنے بڑے ہون کہ اُنکے نیچے انگلیون کے سرے چھپ جاوین تو اُنکے نیچے پانی پہونچانا واجب ہو اور اگر چھوٹے ہون تو واجب نہین ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر اتنے بڑے ہون کہ انگلیون کے سرون سے بھی نکل جاوین تو سب کا یہی قول ہو کہ اُنکے نیچے کے مقام کا دھونا واجب ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہو۔ جامع صغیر مین ہو کہ ابو القاسم سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر کسی کے ناخن لمبے ہون کہ انمین میل جا رہے یا کوئی شخص مٹی کا کام کرتا ہو یا کوئی عورت مہندی مین انگلیان رنگے یا وہ شخص جو چمڑے کو پکا کر صاف کرتا اور چھیلتا ہو کہ اُسکے ناخنون مین میل جا رہے یا رنگریز ان سب کا وضو جائز ہو یا نہین تو انھون نے جواب دیا کہ ان سب کا ایک حال ہو اور وضو سب کا جائز ہو اسلیے کہ اُنکو ان چیزون سے بچنے مین حرج ہو اور فتوی جواز پر ہو شہر والے یا گانون والے مین کچھ فرق نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اسی طرح اگر روٹی پکانے والے کے ناخن بڑھے ہوئے ہون تو اُسکا بھی یہی حکم ہو یہ زاہدی مین جامع اصغر سے نقل کیا ہو۔ اور خضاب جب جم جاوے اور خشک ہو جاوے تو وضو اور غسل پورا ادا نہین ہوگا یہ سراج الوہاج مین وجیز سے نقل کیا ہو اور مجموع النوازل مین ہو کہ اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو تو اُسکو حرکت دینا سنت ہو اور اگر ایسی تنگ ہو کہ اُسکے نیچے پانی نہ پہونچتا ہو تو اُسکو حرکت دینا فرض ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور یہی ظاہر روایت ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ تیسرا فرض وضو کا دونون پانون دھونا ہو ہمارے تینون عالمون کے نزدیک ٹخنے بھی پانون دھونے مین داخل ہین۔ اور ٹخنا وہ اُبھری ہوئی ہڈی پنڈلی کی ہو جو قدم کے اوپر ہوتی ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی کا ہاتھ یا پانون کٹ جاوے اور کہنی اور ٹخنے مین سے کچھ باقی نہ رہے تو اُنکا دھونا ساقط ہو جائیگا اور اگر باقی رہے تو واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہو۔ اور جس مقام سے کٹا ہو اُسکے دھونے کا بھی یہی حکم ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ تتمہ مین ہو کہ خجندی رحمہ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی کا پانون رہ جاوے اور ایسا ہو جاوے کہ اگر اُسکو کاٹو تو خبر نہو تو کیا اُسپر وضو مین پانون دھونا واجب ہوگا انھون نے جواب دیا کہ واجب ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اگر پانون پر تیل ملا پھر وضو کرنے مین پانون دھوئے لیکن چکنائی کی وجہ سے پانون پر پانی کا اثر نہوا تو وضو جائز ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ مجموع النوازل مین ہو کہ اگر کسی کے پانون پھٹ گئے ہون اور انمین وہ چربی بھرے پھر پانون دھوئے اور اس چربی کے نیچے پانی نہ پہونچے تو اس بات پر غور کرے کہ اگر اُسکے نیچے پانی پہونچانا نقصان کرتا ہو تو وضو جائز ہو اور اگر نقصان نہین کرتا تو وضو جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہو اور اگر اُسکو سی لے تو ہر صورت مین جائز ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہو کہ اگر کسی کے اعضا مین شگاف ہو اور اُسکے دھونے سے عاجز ہو تو اس شگاف کے دھونے کا فرض اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا اور اُسکے اوپر پانی بہا لینا لازم ہوگا اب اگر اُسکے اوپر پانی بہانے سے بھی عاجز ہو تو مسح کافی ہو اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو تو مسح بھی اُس سے ساقط ہو جاویگا آس پاس دھو لے اور اُس جگہ کو چھوڑ دے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اگر کسی کے زخم ہو اور اُس زخم کا چھلکا اوپر کو اُٹھ گیا ہو اور اُس زخم کے سب کنارے اُس چھلکے سے ملے ہوئے ہین مگر جسطرف سے پیپ نکلتی ہو وہ کنارہ چھلکے سے جدا ہو گیا تو اگر وضو مین وہ چھلکا او

سے ڈھل گیا اور اُس چھلکے کے نیچے پانی نہ پہونچا تو وضو جائز ہی اسلیے کہ جو کچھ چھلکے کے نیچے ہی وہ کھلا ہوا نہین پس اُسکا غسل بھی فرض نہین - یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر وضو کے کسی عضو مین قرحہ ہی جیسے دمل وغیرہ اور اُسپر پتلا چھلکا ہی وضو کرتے مین اُس چھلکے پر پانی بہا لیا پھر اُس چھلکے کو اُتار ڈالا تو اب اُسپر اس چھلکے کے نیچے کا غسل واجب ہی یا نہین جواب یہ ہی کہ جب وہ چھلکا اُتارا اگر اسوقت وہ زخم بالکل اچھا ہو گیا تھا اسطرح کہ چھلکے کے اُترنے سے کچھ ایذا نہ معلوم ہوئی تو اس موضع کا دھونا اُسپر واجب ہی اور اگر وہ چھلکا زخم اچھا ہونے سے پہلے اُترا اسطرح کہ اسکے اُترنے مین ایذا ہوئی تو اگر اُسمین سے کچھ نکلا اور بہا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر کچھ نہ نکلا تو اُس موضع کا دھونا واجب نہین اور ٹھیک جواب یہ ہی کہ دونون صورتون مین دھونا واجب نہین فوائد قاضی امام رکن الاسلام علے السغدی مین مذکور ہی کہ اگر بعض اعضاء وضو پر مکھیون یا پسوون کا گوہ لگا ہوا در وضو مین پانی اُسکے نیچے نہ پہونچے تو وضو جائز ہوگا اسلیے کہ بچاؤ اُس سے ممکن نہین ہی - اور اگر مچھلی کی کھال یا چبائی ہوئی روٹی لگ گئی ہو اور خشک ہو گئی ہو اور وضو کرتے مین پانی اُسکے نیچے نہ پہونچے تو جائز نہین اسلیے کہ بچاؤ اُس سے ممکن ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی عضو کا ایک ٹکڑا خشک رہجاوے اور اُسی عضو کی تری اس ٹکڑے پر پہونچائی جائے تو جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر ایک عضو کی تری دوسرے عضو پر پہونچائی جاوے تو وضو مین جائز نہین غسل مین جائز ہی بشرطیکہ وہ تری ٹپکتی ہوئی ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص پر بارش کا پانی پڑ گیا یا وہ بہتی ہوئی نہر مین داخل ہو گیا تو وضو اُسکا ہو گیا اور اگر تمام بدن پر پانی پہونچ گیا تو غسل بھی ہو گیا مگر کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اُسپر اور واجب ہوگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی چوتھا **فرض** وضو کا سر کا مسح کرنا ہی اور وہ بقدر ناصیہ یعنی موے پیشانی کے فرض ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - مختار یہ ہی کہ مقدار ناصیہ کی بقدر چوتھائی سر کے ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی - اصح قول کے بموجب مسح مین ہاتھ کی تین انگلیان لگانا واجب ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی - پس اگر ایک انگلی یا دو انگلیون سے مسح کیا تو ظاہر روایت کے بموجب جائز نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اگر انگشت شہادت اور انگوٹھے سے اس طرح مسح کرے کہ وہ کھلے ہوے ہون اور اُنکے بیچ مین جسقدر ہتیلی ہی وہ بھی سر کو لگا دے تو بھی مسح جائز ہو جاویگا اسلیے کہ انگشت شہادت اور انگوٹھا دو انگلیان ہین اور اُنکے بیچ مین جسقدر ہتیلی ہی ایک انگلی کی مقدار وہ ہی پس سب تین انگلیان ہو گئین یہ محیط مین اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر انگلیون کے سرون سے سر کا مسح کرے اگر پانی اُنسے ٹپکتا ہوا ہی تو جائز ہوگا اور اگر ٹپکتا ہوا نہو تو جائز نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر کسی کے سر پر لمبے بال ہین اور تین انگلیون سے ان بالون پر مسح کیا تو اگر وہ مسح اُن بالون پر ہوا جنکے نیچے سر ہی تو وہ مسح سر کے مسح کے قائم مقام ہو جاویگا اور اگر ایسے بالون پر مسح کیا جنکے نیچے ماتھا یا گردن ہی تو جائز نہوگا - اگر سر کے گرد دونون گیسو بندھے ہون جیسے عورتین باندھ لیا کرتی ہین تو اگر مسح گیسوون کے سرے پر کیا تو ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک اس شرط پر جائز ہی کہ اُن گیسوون کو نیچے نہ لٹکا وے اسلیے کہ اُسنے ایسے بالون پر مسح کیا جنکے نیچے سر ہی اور عامہ مشائخ کا مذہب یہ ہی کہ وہ مسح جائز نہین خواہ اُن گیسوون کو لٹکا وے یا نہ لٹکا وے یہ محیط مین لکھا ہی - کانون کا مسح سر کے مسح کے قائم مقام نہین ہو سکتا یہ سراجیہ مین لکھا ہی - اگر کسی کے ہاتھ مین تری ہو اور اُس سے مسح کر لے تو جائز ہی خواہ وہ تری اُس پانی کی ہو جو اُسنے

برتن مین سے لیا ہو یا با زن دھوئی ہون اُنکی تری ہاتھ مین باقی ہو یہی صحیح ہی - لیکن اگر سر کا یا موزہ کا مسح کیا اور تری ہاتھ مین باقی رہی تو اُس سے پھر سر کا یا موزہ کا مسح جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کسی عضو سے تری لے لی تو اُس سے مسح جائز نہین خواہ اُس عضو کو دھویا تھا یا اُسپر مسح کیا تھا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر برف سے مسح کرے تو ہر صورت مین جائز ہی اور فقہا نے اسمین کچھ فرق نہین کیا ہی کہ اُسمین سے تری ٹپکتی ہوئی ہو یا نہو یہ فتاوی برہانیہ مین لکھا ہی - اور اگر سر کو منھ کے ساتھ دھو لیا تو مسح کے قائم مقام ہو جاویگا لیکن مکروہ ہی اسلیے کہ جسطرح حکم ہی یہ صورت اُسکے خلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر سر کچھ منڈا ہی اور کچھ نہین منڈا اور جہان سے نہین منڈا ہی وہان سے مسح کیا تو جائز ہی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی - اور حجت مین ہی کہ اگر سر پر سامنے کی طرف مسح نہ کیا اور پیچھے کی طرف یا داہنی یا بائین طرف یا بیچ مین مسح کیا تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - ٹوپی پر اور عمامہ پر مسح کرنا جائز نہین ہی اسیطرح عورت کو اپنی اوڑھنی پر مسح کرنا جائز نہین ہی - لیکن اگر پانی ایسا ٹپکتا ہوا ہو کہ بالون تک پہونچ جاوے تو بجای مسح کے جائز ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہ اُس صورت مین ہی جب پانی مین رنگ نہ آجاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور افضل یہ ہی کہ عورت مسح اوڑھنی کے نیچے کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر عورت کے سر پر خضاب لگا ہو اور وہ خضاب پر مسح کرے اگر اُسکے ہاتھ کی تری خضاب کے ساتھ مل کر خالص پانی کے حکم سے نکل گئی تو مسح جائز نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی

دوسری فصل وضو کی سنتون کے بیان مین

وضو مین چودہ سنتین ہین یہ متون مین مذکور ہی - منجملہ اُنکے بسم اللہ پڑھنا ہی - بسم اللہ پڑھنا ہمیشہ وضو مین سنت ہی یہ قید نہین کہ جب سوتے سے اُٹھکر وضو کرے تبھی بسم اللہ پڑھے - وضو کی ابتدا مین بسم اللہ پڑھنے کا اعتبار ہی اور اگر ابتدا مین بھول گیا اور جب بعض اعضا کو دھو چکا اُسوقت یاد ہوا اور پھر بسم اللہ پڑھی تو سنت ادا نہوگی مگر کھانا کھانے مین اور اسی طرح کے اور کامون مین بسم اللہ کا یہ حکم نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر ابتدا وضو مین بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو وضو تمام کرنے سے پہلے جب یاد آوے تب پڑھ لے تاکہ وضو اُس سے خالی نہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور استنجا کرنے سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھے اور بعد کو بھی پڑھے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - جب ستر کھلا ہوا ہو یا موضع نجاست مین ہو تو بسم اللہ نہ پڑھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - طحاوی اور مولانا فخر الدین مایمرغی نے کہا ہی کہ سلف سے یہ منقول ہی کہ وضو مین بسم اللہ یون پڑھے - بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام - خبازیہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اگر ابتدا ے وضو مین لا الہ الا اللہ یا الحمد للہ یا اشہد ان لا الہ الا اللہ پڑھ لے تو سنت بسم اللہ پڑھنے کی ادا ہو جائیگی یہ قنیہ مین لکھا ہی - اور منجملہ وضو کی سنتون کے ابتدا وضو مین گٹون تک تین بار دونون ہاتھون کا دھونا ہی - کہا گیا ہی کہ یہ فرض ہی اور مقدم کرنا اُسکا سنت ہی فتح القدیر اور معراج اور خبازیہ مین اسی کو اختیار کیا ہی - اور اصل مین امام محمد کے قول مین بھی اسی کی طرف اشارہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور ہاتھ دھونے کا طریقہ یہ ہی کہ اگر برتن چھوٹا ہو تو بائین ہاتھ سے برتن کو پکڑ کر داہنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے پھر داہنے ہاتھ سے برتن پکڑے اور اسی طرح بائین ہاتھ پر پانی ڈالے اور اگر برتن بڑا ہو جیسے مٹکا تو اگر اُسکے ساتھ برتن چھوٹا بھی ہو تو اسی طرح عمل کرے جو اول مذکور ہوا اور اگر چھوٹا برتن نہو تو بائین ہاتھ کی انگلیان بند کرکے برتن مین داخل کرے اور اُس سے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالے اور انگلیون کو ایک دوسرے

بدل کر ہاتھ کو پاک کرلے پھر داہنا ہاتھ برتن مین ڈالے اور اُس سے بایان ہاتھ پاک کرلے یہ مضمرات مین لکھا ہے
اور یہ ایسی صورت مین ہے جب ہاتھ پر کوئی نجاست نہ لگی ہو اور اگر ہاتھ پر نجاست بھی لگی ہو تو اُسکے پاک
کرنے کی کوئی اور تدبیر کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے - اور اسمین اختلاف ہے کہ ہاتھ استنجا کرنے سے پہلے
دھووے یا بعد کو دھووے اور راجح یہ ہے کہ دونون بار دھووے ایک بار قبل استنجا کرنے کے اور ایک بار بعد
استنجا کرنے کے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور منجملہ وضو کی سنتون کے کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا ہے
اور سنت یہ ہے کہ اول تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے اور ان دونون مین سے ہر ایک کے لیے
ہر بار نیا پانی لے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور کلی کرنے کی حد یہ ہے کہ تمام مُنھ کے اندر پانی پھر جاوے اور ناک
مین پانی ڈالنے کی حد یہ ہے کہ جہان تک ناک کا چمڑا نرم ہے یعنے نرمہ بینی تک پانی پہونچ جاوے یہ خلاصہ
مین لکھا ہے اگر کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا ترک کریگا تو صحیح یہ ہے کہ گنہگار ہوگا اسلیے کہ وہ دونون منجملہ سنت
مؤکدہ کے ہین اور سنت مؤکدہ کا چھوڑنا بُرائی ہے بخلاف سنن زوائد کے اسلیے کہ اُنکے چھوڑنے
مین برائی نہین آتی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر پانی ایک بار ہاتھ مین لے کر اسی سے تین کلیان کرے
تو جائز ہے اور اگر پانی ایک بار چلو مین لے کر اسی کو تین بار ناک مین ڈالے تو جائز نہین اسلیے کہ ناک مین پانی ڈالنے
مین مستعمل پانی اس چلو مین لوٹ کر آجاویگا اور یہ صورت کلی کرنے مین نہین یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر پانی چلو
مین لے کر تھوڑے پانی سے کلی کرے پھر باقی پانی ناک مین ڈالے تو جائز ہے اور اگر اسکا اُلٹا کرے تو جائز نہین
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور منجملہ وضو کی سنتون کے مسواک کرنا ہے مسواک ایسے درختون کی لکڑی
سے بنانا چاہیے جو تلخ ہوتے ہین اسلیے کہ اس سے بدبو مُنھ کی پاک ہوتی ہے اور دانت مضبوط ہوتے ہین
اور معدہ قوی ہوتا ہے اور چاہیے کہ مسواک کی لکڑی تر ہو اور بقدر چھوٹی اُنگلی کے موٹی ہو اور ایک بالشت لمبی
ہو مسواک کرنے کے لیے اُنگلی لکڑی کے قائم مقام نہین ہوسکتی البتہ اگر لکڑی نہ ملے تو اس صورت مین داہنے
ہاتھ کی اُنگلی لکڑی کے قائم مقام ہوسکتی ہے یہ محیط اور ظہیریہ مین لکھا ہے اور عورتون کے واسطے درخت بطم کا گوند چابنا
مسواک کے قائم مقام ہوجاتا ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے مستحب ہے مسواک داہنے ہاتھ مین اسطرح پکڑنا کہ چھوٹی اُنگلی
مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے رکھے اور باقی اُنگلیان مسواک کے اوپر
یہی مذکور ہے نہر الفائق مین - وقت مسواک کرنے کا وہی ہے جو کلی کرنے کا وقت ہے یہ مذکور ہے نہایہ مین - دانتون کے اوپر کی
جانب اور نیچے کی جانب مین مسواک کرے اور دانتون کی چوڑائی مین مسواک کرے اور ابتدا مسواک کی داہنی جانب
سے کرے یہی ہے جوہرۃ النیرہ مین - جس شخص کو مسواک کرنے سے قے آنے کا خوف ہو وہ مسواک کرنا چھوڑ دے
لیٹ کر مسواک کرنا مکروہ ہے یہ مذکور ہے سراج الوہاج مین - اور منجملہ وضو کی سنتون کے داڑھی کا خلال کرنا ہے
قاضی خان نے جامع صغیر کی شرح مین لکھا ہے کہ تین بار مُنھ دھو لینے کے بعد داڑھی کا خلال کرنا ابو یوسف رحمہ کے
نزدیک سنت ہے اور یہی قول لیا گیا ہے یہی لکھا ہے زاہدی مین اور مبسوط مین ہے کہ یہی اصح ہے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے
اور طریقہ داڑھی مین خلال کرنے کا یہ ہے کہ داڑھی مین انگلیان ڈال کر نیچے کی جانب سے اوپر کی جانب کو
خلال کرے شمس الائمہ کردری سے یہی منقول ہے یہ لکھا ہے مضمرات مین - اور منجملہ وضو کی سنتون کے انگلیون مین

خلال کرنا ہی اور وہ یہ ہی کہ انگلیاں انگلیون مین اسطرح ڈالے کہ اُنسے پانی ٹپکتا ہوا ہو یہ بالاتفاق سنت موکدہ ہی یہ نہر الفائق مین مذکور ہی انگلیون مین خلال کرنا سنت اس حالت مین ہی کہ پانی اُنکے بیچ مین پہونچ چکا ہو اور اگر پانی نہ پہونچا ہو اس سبب سے کہ بند ہون تو خلال کرنا واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور انگلیون کا پانی مین داخل کر دینا قائم مقام خلال کرنے کے ہوجاتا ہی اگرچہ پانی جاری نہو - اور ہاتھون کے خلال مین اولی یہ ہی کہ انگلیون مین انگلیاں ڈالے اور پاؤن کے خلال مین بائین ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرے اور داہنے پاؤن کی چھوٹی انگلی سے شروع کرکے بائین پاؤن کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور انگلی نیچے کی طرف سے ڈالے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور وضو کی سنتون مین سے تین بار دھونا ہی اُن اعضا کو جنکا دھونا فرض ہو جیسے دونون ہاتھ اور منہ اور پاؤن یہ محیط مین لکھا ہی - ایک بار اچھی طرح دھونا فرض ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور دوبار دھونا سنت موکدہ ہی موافق مذہب صحیح کے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اچھی طرح دھونے کے معنی یہ ہین کہ پانی کل عضو پر پہونچے اور ٹپکنے لگے اور اُس سے پانی کے قطرے ٹپکین یہ خلاصہ مین لکھا ہی - فتاوی حجہ مین لکھا ہی کہ اعضا کو ہر مرتبہ ایسا دھونا چاہیے کہ اس تمام عضو پر پانی پہونچ جاوے جسکا دھونا وضو مین واجب ہی اور اگر اول مرتبہ ایسا دھویا کہ تھوڑا سا عضو خشک رہ گیا پھر دوسرے مرتبہ کے دھونے مین تھوڑے سے خشک ٹکڑے پر پانی پہونچا پھر تیسرے مرتبہ مین سارا عضو دھل گیا تو یہ تین مرتبہ کا دھونا نہوا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر صرف ایک ایک بار عضو دھویا اسوجہ سے کہ پانی گران تھا یا سردی تھی یا کوئی اور حاجت تھی تو مکروہ نہین ہی اور گنہگار نہوگا اور اگر کوئی ایسا سبب نہین تو گنہگار ہوگا یہ سراج الدرایہ مین لکھا ہی - اور اگر تین مرتبہ سے زیادہ دھویا واسطے طمانینت قلب کے ایسی حالت مین کہ اُسکو شک واقع ہوا تھا یا دوسرے وضو کی نیت کر لی تو اسمین مضائقہ نہین یہ نہایہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور منجملہ وضو کی سنتون کے پورے سر کا مسح ہی ایک بار یہی متون مین لکھا ہی اور زیادہ طہارت اسمین ہی کہ دونون ہتھیلیاں اور انگلیاں اپنی سر کے اگلے حصہ پر رکھکر پچھلے حصہ کی طرف کو اسطرح لے جاوے کہ سارے سر پر ہاتھ پھر جاوے پھر دو انگلیون سے کانون کا مسح کرے اسطرح کہ پانی انکا مستعمل نہوا ہو یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص ہمیشہ پورے سر کا مسح بغیر عذر چھوڑ دیا کرے تو گنہگار ہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہی - اور منجملہ وضو کی سنتون کے کانون کا مسح ہی - کانون کو آگے سے بھی مسح کرے اور پیچھے سے بھی مسح کرے اُسی پانی سے جس سے سر کا مسح کیا ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اگر کانون کے مسح کے واسطے نیا پانی لے ایسی حالت مین کہ پہلی تری بھی باقی تھی تو بہتر ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اگر کانون کو اگلی طرف سے منہ دھونے کے ساتھ مسح کرلے اور پچھلی طرف سے سر کے ساتھ مسح کرے تو بھی جائز ہوگا مگر افضل وہی صورت ہی جو اول مذکور ہوئی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - کانون کے اوپر کی طرف انگوٹھون کے اندر کی طرف سے مسح کرے اور کانون کے اندر کی طرف دونون انگشت شہادت کی اندر کی طرف سے مسح کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور منجملہ وضو کی سنتون کے نیت ہی - مذہب یہ ہی کہ وضو کرنے کے لیے ایسی عبادت کی نیت کرے جو بغیر طہارت کے صحیح نہین ہوتی یا اُس ناپاکی کے رفع ہونے کی نیت کرے جو بے وضو ہونے کے سبب سے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - نیت کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ یون کہے کہ میری نیت یہ ہی کہ مین یہ وضو نماز کے لیے کرتا ہون اللہ کے رضامند کرنے کے واسطے - یا میری نیت یہ ہی کہ بے وضو رہنے کی ناپاکی دور ہو جاوے

یا میری نیت پاک ہوجانے کی ہی یا میری نیت یہ ہی کہ نماز پڑھنا جائز ہوجاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور نیت اُسوقت کرے جسوقت منہ دھوتا ہی اور محل نیت کا دل ہی اور زبان سے کہنا اُسکا مستحب ہی یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہی منجملہ وضو کی سنتون کے ترتیب ہی - اور وہ یہ ہی کہ اللہ نے جسکا ذکر اول کیا ہی اسکو اول کرے تبیین مین لکھا ہی قدوری نے نیت اور ترتیب اور پورے سر کے مسح کو مستحبات سے شمار کیا ہی اور صاحب ہدایہ اور محیط اور تحفہ اور ایضاح اور وافی نے انکو سنتون مین داخل کیا ہی اور یہی اصح ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور منجملہ وضو کی سنتون کے موالات ہی اور موالات سے مراد یہ ہی کہ ایک عضو کو دھوکر اُسکے بعد ہی دوسرا عضو بھی دھووے اور حد اُسکی یہ ہی کہ اعتدال کے موسم مین پچھلے عضو کے دھونے سے قبل پہلا عضو خشک نہو جاوے گرمی کی شدت اور ہوا کی شدت اور سردی کی شدت کا اعتبار نہین البتہ وضو کرنے والے کی حالت یکسان رہنے کا اعتبار کیا جاتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - وضو مین تفریق کردینا یعنی بعض اعضا کو دھوکر کچھ توقف کے بعد باقی اعضا کو دھونا اگر بغیر عذر ہو تو مکروہ ہی اور اگر کوئی عذر ہو مثلاً پانی تمام ہوجاوے اور اُسکی طلب مین جاوے یا اسی طرح کی اور کوئی وجہ ہو تو صحیح یہ ہی کہ منع نہین غسل اور تیمم کے درمیان مین تفریق کردینے کا بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

تیسری فصل مستحبات وضو کے بیان مین

وضو کے مستحبات متون مین جو مذکور ہین اول سیدھی طرف سے ابتدا کرنا یعنی پہلے داہنا ہاتھ دھوکے پھر بایان ہاتھ دھووے اور پہلے داہنا پانون دھولے پھر بایان پانون دھووے اور موافق مذہب صحیح کے اسی کا نام فضیلت ہی اور اعضاء وضو مین جسقدر دوسرے عضو ہین انمین داہنے عضو کا بائین عضو پر مقدم کرنا مستحب ہی مگر کانون کا حکم اسکے برخلاف ہی لیکن اگر کسی کے ایک ہی ہاتھ ہو یا دوسرے ہاتھ مین کوئی بیماری ہو اسوجہ سے دونون کا مسح ساتھ نکرسکے تو وہ اول داہنے کان کا مسح کرے پھر بائین کا کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی دوسرا مستحب وضو مین گردن کا مسح ہی اور وہ دونون ہاتھون کی پشت سے کرنا چاہیے لیکن حلقوم کا مسح بدعت ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اس موقع پر اور بھی کچھ سنتین اور آداب فقہا نے لکھی ہین - سنت ہی کہ پانون دھوتے وقت داہنے ہاتھ مین برتن کو پکڑے اور پانی داہنے پانون پر اوپر کی طرف سے ڈالے اور بائین ہاتھ سے اُسکو ملے اسی طرح تین بار اُسکو دھووے پھر بائین پانون پر اوپر کی طرف سے پانی ڈالے اور اُسکو بھی ملے یہ محیط مین لکھا ہی - اور منجملہ سنتون کے ہی ہاتھون اور پانون کے دھونے مین انگلیون کے سرون کی طرف سے شروع کرنا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور یہی محیط مین لکھا ہی - اور مسح مین سر کے اگلے حصہ سے شروع کرنا سنت ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی - کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین بھی ترتیب کا لحاظ کرنا یعنی پہلے کلی کرنا پھر ناک مین پانی ڈالنا ہمارے نزدیک سنت ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور انمین اچھی طرح مبالغہ کرنا سنت ہی یہ کافی اور شرح طحاوی مین لکھا ہی - روزہ دار کو خوب اچھی طرح کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا سنت نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اچھی طرح کلی کرنا یہ ہی کہ غرغرہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی - اور اچھی طرح ناک مین پانی ڈالنا یون ہوتا ہی کہ دونون نتھنون مین پانی ڈالکر اوپر کو چڑھاوے یہان تک کہ پانی ناک کے اُس مقام تک پہونچ جاوے جو سخت ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اصل مین مذکور ہی کہ ادب یہ بھی ہی کہ پانی مین اسراف نہ کرے اور کمی بھی نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہ اس صورت مین ہی جب پانی نہر کا ہو یا اپنی ملک ہو اور اگر ایسے پانی سے وضو کرے جو طہارت کرنے والون پر وقف ہو تو پانی صرف کرنے مین زیادتی اور اسراف کرنا حرام ہی کسی کا اسمین خلاف نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور ہر عضو کو دھوتے وقت یہ پڑھے

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہی وہ نہین ہی کوئی شریک واسطے اُسکے اور گواہی دیتا ہون مین کہ بیشک محمد اُسکے بندے ہین اور رسول ہین۔ اور وضو کرتے مین ایسی باتین نہ کرے جو آدمیون سے کیا کرتے ہین یہ مُحیط مین لکھا ہی اگر کسی بات کہنے کی ضرورت ہو اور یہ خوف ہو کہ اسوقت بات نہ کہنے مین یہ ضرورت فوت ہو جائیگی تو ایسی حالت مین بات کرنا ترک ادب نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور وضو کے سارے کام اپنی ذات سے کرے اور جب وضو کر چکے تو یہ پڑھے۔ سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک و اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ یعنی پاکی بیان کرتا ہون مین تیری ای اللہ اور حمد کرتا ہون مین تیری گواہی دیتا ہون مین کہ نہین ہی کوئی معبود مگر تو مغفرت طلب کرتا ہون مین تجھسے اور توبہ کرتا ہون تیری طرف اور گواہی دیتا ہون مین کہ نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد بندے اُسکے ہین اور رسول اُسکے اور جس کپڑے سے مقام استنجا کو پونچھے اُسی کپڑے سے اور سارے اعضاے وضو کو نہ پونچھے اور استنجے سے فارغ ہونے کے بعد وضو مین قبلہ کی طرف مُنھ کرے اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد یا وضو کرتے مین یہ پڑھے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین یعنی ای اللہ بنا مجکو توبہ کرنے والون مین سے اور بنا مجکو پاک ہونے والون مین سے۔ اور جب وضو کر چکے تو دو رکعت نماز پڑھے جبکہ وقت مکروہ نہو اور جب وضو کر چکے تو اپنے برتن مین دوسری نماز کے وضو کے لیے پانی بھر رکھے یہ محیط مین لکھا ہی اور جو پانی وضو سے بچے اُسمین سے ایک قطرہ کھڑا ہو کر قبلہ کی طرف مُنھ کرکے پی لے۔ اور مٹی کے برتنون سے وضو کرے اور کپڑون پر وضو کا پانی نہ گرنے دے یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اور اپنے ہاتھون کو جھاڑے نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ کلی کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لے۔ ناک مین بھی داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائین ہاتھ سے ناک سنکے یہ خزانۃ الفقہ مین لکھا ہی جو ابو اللیث کی تصنیف ہی۔ اور خلف بن ایوب سے یہ منقول ہی کہ وضو کرنے والے کو مناسب ہی کہ جاڑون کے موسم مین اول اپنے اعضا کو پانی سے اسطرح تر کرے جیسے تیل ملتے ہین پھر اُنپر پانی بہا دے اسلیے کہ جاڑون کے موسم مین پانی اعضا کے اندر اچھی طرح اثر نہین کرتا یہ بدایع مین لکھا ہی اور آداب وضو مین سے ہی کہ اعضا کو ملے اور کانون کے سوراخ مین چھنگلی انگلی ڈالے اور وقت سے پہلے وضو کرلے۔ اور پانی ڈالتے مین مُنھ پر ہاتھ لیپ نہ مارے جیسے جاہل ہاتھ مارتے ہین اور اونچی جگہ مین بیٹھے یہ تبیین مین لکھا ہی برتن کی دستگی کو یعنی جہان سے برتن کو پکڑتے ہین اس مقام کو تین بار دھوے اور نرمی کے ساتھ اعضا کو دھووے اور وضو مین جلدی نہ کرے اور دھونے اور خلال کرنے اور ملنے کو پورا پورا ادا کرے اور مُنھ اور ہاتھ اور پاؤن کے دھونے کی جو حدین ہین اُنسے کچھ اور زیادتی کردے تاکہ اُن حدون تک دُھل جانے کا یقین ہو جاوے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ اور مُنھ دھونے مین اوپر کی طرف سے شروع کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور وضو پاک جگہ مین کرے اسلیے کہ وضو کے پانی کی بھی تعظیم ہی یہ نہر الفائق مین مضمرات سے نقل کیا ہی۔ اور چھوٹا برتن ہو تو اسکو بائین طرف رکھے اور اگر بڑا برتن ہو جسمین ہاتھ ڈال کر چلو سے پانی لیتا ہو تو داہنے طرف رکھے اور نیت مین زبان و دل دونون کو شریک کرے اور ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھے اور کلی کرتے وقت یہ پڑھے اللھم اعنی علی تلاوۃ القرآن وذکرک وشکرک وحسن عبادتک یعنی ای اللہ مدد کر میری تلاوۃ قرآن پر اور اپنے ذکر پر اور اپنے شکر پر

اور اپنی عبادت کی خوبی پر- اور ناک مین پانی ڈالتے وقت یہ پڑھے اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ ولا ترحنی رائحۃ النار ای اللہ سنگھا مجکو خوشبو جنت کی اور نہ سونگھا مجکو بو نار کی اور منھ دھوتے وقت یہ پڑھے اللھم بیض وجھی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ یعنی ای اللہ اجلا کر منھ میرا جس روز اجلے ہونگے بہت سے منھ اور سیاہ ہونگے بہت سے منھ اور جب داہنا ہاتھ دھووے تو یہ پڑھے اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا یعنی ای اللہ نامۂ اعمال میرا میرے داہنے ہاتھ مین دیجیو اور حساب میرا آسانی سے کیجیو - اور جب بایان ہاتھ دھووے تو یہ پڑھے اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظہری یعنی ای اللہ نہ دیجیو نامۂ اعمال میرا میرے بائین ہاتھ مین اور نہ میرے پیٹھ کے پیچھے سے - اور جب سر کا مسح کرے تو یہ پڑھے اللھم اظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک یعنی ای اللہ سایہ دے مجکو اپنے عرش کے نیچے جس روز نہوگا کوئی سایہ مگر تیرے عرش کا سایہ اور کانون کے مسح کے وقت یہ پڑھے اللھم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ یعنی ای اللہ کر تو مجکو اُن لوگون مین سے جو سنتے ہین قول کو اور مانتے ہین اُسکو جو اچھا ہوتا ہی - اور جب گردن کا مسح کرے تو یہ پڑھے اللھم اعتق رقبتی من النار یعنی ای اللہ بچا گردن میری آگ سے اور جب داہنا پانون دھوئے تو یہ پڑھے اللھم ثبت قدمی علی الصراط یوم تزل الاقدام یعنی ای اللہ ثابت رکھ دونون پانون میرے صراط پر جس دن پھسلینگے پانون - اور جب بایان پانون دھوئے تو یہ پڑھے اللھم اجعل ذنبی مغفورا وسعیی مشکورا وتجارتی لن تبور یعنی ای اللہ کر میرے گناہون کو بخشا ہوا اور میری کوشش کو مقبول اور میری تجارت نہ برباد ہونے والی اور ہر عضو کے دھونے کے بعد درود پڑھے اور ایک مد سے پانی کی مقدار کم نہ کرے یہ تبیین مین لکھا ہی - وضو تین طرح کے ہوتے ہین اول فرض اور وہ وضو اس شخص کا ہی جسکا وضو نہین نماز کے کھڑے ہوتے وقت - دوسرے واجب اور وہ وضو ہی طواف کعبہ کے لیے اگر بے وضو طواف کریگا تو جائز ہوگا مگر واجب ترک ہوگا - تیسرے وضو مستحب اور اُسکی کوئی گنتی نہین اُسی کی قسمون مین سے ہی سوتے وقت وضو کرنا و وضو کی محافظت کرنا یعنی جب وضو ٹوٹے اُسی وقت وضو کرلے تاکہ ہر وقت با وضو رہے اور اسی قسم سے ہی وضو کرنا بعد غیبت کرنے کے اور بعد شعر پڑھنے کے اور اسی قسم سے ہی وضو پر وضو کرنا اور اسی قسم سے ہی قہقہہ سے ہنسنے کے بعد وضو کرنا اور اسی قسم سے ہی غسل میت کے واسطے وضو کرنا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی

چوتھی فصل مکروہات وضو کے بیان مین مکروہات مین سے ہی سختی کے ساتھ پانی منھ پر مارنا اور بائین ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اور داہنے ہاتھ سے ناک سنکنا بغیر عذر کے یہ خزانۃ الفقہ مین لکھا ہی جو ابو اللیث کی تصنیف ہی اور مکروہات مین سے ہی تین بار مسح کرنا نیا پانی لے کر اور وضو کر لینے کے بعد رومال سے پونچھ لینے مین کچھ مضائقہ نہین تبیین مین لکھا ہی - اور مکروہ ہی کہ کسی برتن کو اپنے وضو کے واسطے خاص کرے کہ اس برتن سے سوا اُسکے اور کوئی وضو نہ کرے جیسے یہ مکروہ ہی کہ مسجد مین کوئی جگہ اپنی نماز کے واسطے خاص کرلے یہ وجیز مین لکھا ہی جو کردری کی تصنیف ہی

پانچوین فصل وضو کی توڑنے والی چیزون کے بیان مین وضو توڑنے والی چیزون مین ہی جو چیز دونون راستون سے نکلے پاخانہ اور پیشاب اور ہوا جو پاخانہ کے مقام سے نکلے اور ودی اور مذی اور منی اور کیڑا اور پتھری - پاخانہ کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی تھوڑا ہو یا بہت اور یہی حکم ہی پیشاب کا اور ہوا کا جو پاخانہ کے مقام سے نکلے یہ محیط مین لکھا ہی -

اور وہ ہوا جو مرد اور عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے موافق مذہب صحیح کے وضو کو نہین توڑتی لیکن اگر کسی
عورت کا پیشاب اور پایخانہ کا راستہ مل گیا ہو اُسکے لیے وضو کر لینا مستحب ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو کسی پیٹ
مین آر پار زخم ہوا اور اسمین سے ہوا نکلے تو وضو نہین ٹوٹتا جسطرح ایسی ڈکار سے نہین ٹوٹتا جسمین بدبو آتی ہو
یہ قنیہ مین لکھا ہو اگر پیشاب عضو تناسل کی ڈنڈی مین اُتر آوے تو اس سے وضو نہین ٹوٹتا اور اگر قلفہ مین یعنی اُس
کھال مین جسکی ختنہ کرتے ہین اُتر آوے تو وضو ٹوٹ جاویگا یہ لکھا ہو ذخیرہ مین - اور صحیح یہی ہو یہ لکھا ہو بحر الرائق مین
- اور اگر عورت کی اندر کی فرج سے پیشاب نکلا باہر کی فرج سے نہین نکلا تو وضو ٹوٹ جاویگا - اور جس مرد کا
عضو تناسل کٹ گیا ہو اگر اُسکے پیشاب کے مقام سے کوئی ایسی چیز نکلے جو مشابہ پیشاب کے ہو پس اگر اُسکے بند
کرنے پر قادر ہو اسطرح کہ اگر چاہے روک لے اور جو چاہے نکال دے تب تو وہ پیشاب ہو وضو اس سے ٹوٹ جاتا ہو
اور جو وہ اسپر قادر نہین تو نہین ٹوٹتا جب تک خود نہ بہے یہ قاضی خان مین ہو - فتاوی مین ہو کہ جب ظاہر ہو جاوے کہ خنثی مرد دن
مین شامل ہو تو اُسکی دوسری فرج بمنزلہ زخم کے ہو اسمین سے جو نکلیگا اس سے وضو نہ ٹوٹیگا جب تک نہ بہے
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور یہی فتاوی قاضی خان اور ذخیرہ اور محیط سرخسی اور اکثر معتبرات مین لکھا ہو - اور اکثر کا یہ مذہب
ہو کہ اُسپر وضو واجب ہو جاتا ہو یہ تبیین مین لکھا ہو - اعتبار کے قابل وہی پہلا قول ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہو
اگر کسی مرد کے عضو تناسل مین زخم ہوا اور اُسمین دو سوراخ ہون ایک ایسا ہو کہ اسمین سے وہی چیز نکلتی ہو جو
پیشاب کے راستے مین بہتی ہو اور دوسرا ایسا ہو کہ اُس سے وہ نکلتا ہو جو پیشاب کے راستے مین نہ بہتا ہو تو پہلا
سوراخ بمنزلہ سوراخ ذکر کے ہو جب پیشاب اُسکے سر پر ظاہر ہوگا تو وضو ٹوٹ جائیگا اگرچہ نہ بہے اور دوسرے
سوراخ سے اگر کچھ ظاہر ہو تو جب تک وہ نہ بہے نہین وضو نہین ٹوٹیگا - اگر کسی شخص کو پیشاب نکل آنے کا خوف ہو اس
سبب سے وہ پیشاب کے سوراخ مین روئی رکھ لے اور اگر روئی نہ رکھے تو پیشاب نکل آوے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین
اور جب تک پیشاب روئی مین ظاہر نہو جاوے تب تک اُسکا وضو نہین ٹوٹتا یہ فتاوی قاضی مین لکھا ہو - اگر
کسی شخص کی کانچ باہر نکل آوے اور اُسکو ہاتھ سے یا کپڑے سے پکڑ کر اندر ڈال لے تو اُسکا وضو ٹوٹ جائیگا اسلیے کہ کچھ
نجاست اُسکے ہاتھ کو لگیگی - اور شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے لکھا ہو کہ کانچ کے نکلنے ہی سے وضو ٹوٹ جاتا ہو یہ ذخیرہ مین
لکھا ہو - مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہو اور ودی سے بھی ٹوٹ جاتا ہو اور جو منی بغیر شہوت کے نکلے اُس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہو
مثلاً کوئی بوجھ اُٹھایا یا بلند جگہ سے گرا اور منی نکل آئی تو وضو واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہو - مرد کی منی بستہ اور سپید رنگ ہوتی ہو
اور بو اسکی ایسی ہوتی ہو جیسے درخت خرما کی کلی مین اور اسمین چپکاہٹ ہوتی ہو اور اُسکے نکلنے سے عضو سست ہو جاتا ہو
اور عورت کی منی پتلی زرد رنگ ہوتی ہو اور مذی پتلی مائل بہ سپیدی ہوتی ہو اور جب کوئی شخص حالت شہوت مین اپنی
عورت کے ساتھ اختلاط کرتا ہو اُسوقت ظاہر ہوتی ہو اور اُسکے مقابل مین عورت سے جو نکلتی ہو اُسکو قذی
کہتے ہین - اور ودی پیشاب ہوتا ہو گاڑھا اور بعض نے کہا ہو ودی وہ ہو جو مجامعت کرکے غسل کرنے کے
بعد نکلتی ہو اور پیشاب کے بعد نکلتی ہو یہ تبیین مین لکھا ہو - کیڑا اگر پایخانہ کے مقام سے نکلے تو اُس سے وضو ٹوٹتا ہو
اور اگر عورت یا مرد کے پیشاب کے مقام سے نکلے تو بھی یہی حکم ہو اور یہی حکم ہو پتھری کا یہ فتاوی قاضی مین لکھا ہو
اگر کوئی اپنے عضو کے سوراخ مین قطرہ ڈالے پھر وہ نکل آوے تو وضو نہین ٹوٹتا جیسے کہ روزہ نہین ٹوٹتا

یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر تیل سے حقنہ کیا پھر وہ بکر نکلا تو دوبارہ وضو کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جو چیز پیچھے کی
طرف سے اندر کو جاوے اور پھر نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہی اسلیے کہ ضرور ہی کہ اندر سے کچھ تری اسمین لگ آئی ہی
اگرچہ دخول اسکا پورا نہو مثلاً ایک کنارہ اُسکا ہاتھ مین ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور وضو توڑنے والی چیزون سے ہی
وہ بھی جو ان دو رستون کے سوا اور طرف سے نکلے اور بہے ایسی طرف جو پاک کی جاتی ہی خون ہو یا کچلو ہو یا پیپ ہو
یا پانی جو کسی بیماری کے سبب سے نکلے بہنے کے معنی یہ ہین کہ زخم کے سر سے اوپر کو اُٹھکر نیچے کو اُترے
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی خون جب زخم کے سر سے اوپر کو اُٹھے تو وضو نہین توڑتا
اگرچہ سر زخم سے زیادہ جگہ مین ہو جاوے یہی ظہیریہ مین لکھا ہی اور فتوی اسی پر ہی کہ نہین ٹوٹتا ہی وضو اس قسم کی صورت
مین یہ محیط مین لکھا ہی خون اور کچلو ہوا اور پیپ اور پانی زخم کا اور آبلہ کا اور وہ پانی جو بیماری کی وجہ سے ناف مین
سے نکلے یا چوچی مین سے نکلے یا آنکھ مین سے نکلے یا کان مین سے نکلے سب کا ایک حکم ہی موافق مذہب اصح کے یہ
زاہدی مین لکھا ہی اگر کان مین تیل ڈالا اور وہ دماغ مین کچھ دیر ٹھہرا پھر کان یا ناک کی طرف سے بہ گیا تو اُس سے
وضو نہین ٹوٹتا - امام ابو یوسف سے منقول ہی کہ اگر منھ کے راستے سے نکلیگا تو اُسپر وضو واجب ہوگا اسلیے کہ منھ سے
نکلیگا تو معدے مین ہوکر آویگا اور معدہ محل نجاست ہی پس وہ قے کے حکم مین ہوگیا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کوئی
چیز کو ناک کے راستے سے اوپر کو چڑھایا پھر وہ منھ کی طرف سے منھ پھر نکلی تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر کان کی طرف
سے نکلی تو نہین ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر نہانے مین کچھ پانی کان کے اندر داخل ہوگیا اور وہان
رکا رہا پھر ناک کی طرف سے نکلا تو اُسپر اور وضو لازم نہین آتا یہ محیط مین لکھا ہی - اور نصاب مین ہی کہ یہی اصح ہی
یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی لیکن اگر وہ کچلو ہوبن جائیگا تو اس سے وضو ٹوٹ جائیگا یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر کان سے پیپ
یا کچلو ہو نکلے اگر بغیر درد کے نکلا تو وضو نہین ٹوٹیگا اور اگر درد کے ساتھ نکلا تو وضو ٹوٹ جاویگا اسلیے کہ جب وہ
درد کے ساتھ نکلا تو ظاہرا کسی زخم سے نکلا ہی یہ منقول ہی فتوی شمس الائمہ حلوائی کا یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی ہی ذخیرہ مین اور
تبیین مین اور سراج الوہاج مین - امام محمد رح نے اصل مین ذکر کیا ہی کہ اگر زخم سے تھوڑا سا خون نکلا اور اسکو پونچھ ڈالا
پھر نکلے پھر پونچھ ڈالے تو اگر خون ایسا تھا کہ اسمین سے جسقدر پونچھ لیا ہی اگر نہ پونچھتا تو بہ جاتا تو اس صورت مین وضو ٹوٹ جائیگا
اور اگر نہ بہتا تو نہ ٹوٹیگا اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ زخم سے تھوڑا سا خون نکلا اور اسپر راکھ یا مٹی ڈالدی پھر وہ
ظاہر ہو پھر وہ ایسا ہی کرے تو ایسی حالت مین بھی یہی لحاظ کیا جائیگا کہ اگر کل جمع ہوتا تو بہتا یا نہ بہتا یہ ذخیرہ مین لکھا
ہی خون سر کی طرف سے ایسی جگہ کو اُترے جہان حکم پاک کرنے کا ہی مثلاً ناک یا کان تو وضو ٹوٹ جائیگا یہ محیط
مین لکھا ہی ناک مین جہان تک پاک کرنے کا حکم ہی وہ مقام ہی جہان تک ناک نرم ہی یہ ملتقط مین لکھا ہی اگر تھوک سے خون
نکلے تو یہ اعتبار کیا جائیگا کہ خون غالب ہی یا تھوک اگر دونون برابر ہین تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اس امر کا اعتبار رنگ سے
ہوتا ہی اگر سرخ رنگ ہی تو وضو ٹوٹ جائیگا اگر زرد ہی تو نہین ٹوٹیگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر وضو والے کو کسی چیز کے
منھ مین دابنے یا مسواک کرنے سے خون کا اثر معلوم ہو تو اُسکا وضو نہین ٹوٹنے کا جب تک خون کا بہنا معلوم نہو یہ
ظہیریہ مین لکھا ہی اگر آنکھ مین کوئی زخم ہوا اور اُسمین سے خون نکلکر آنکھ کے اندر ہی دوسری جانب کو پہونچا تو وضو
نہین ٹوٹیگا اسلیے کہ وہ خون ایسی جگہ نہین پہونچا جسکا دھونا واجب ہو یہ کفایہ مین لکھا ہی زخم کو دابنے سے خون نکلا اور اگر

تو دبانے سے تو نکلتا تو محمد کا یہی قول ہے کہ وضو ٹوٹ جائیگا یہ وجیز کردری میں لکھا ہے اور یہی ٹھیک ہے یہ قنیہ میں لکھا ہے اور یہی
اوجہ ہے یہ شرح منیہ میں لکھا ہے جو حلبی کی تصنیف ہے اگر کسی آبلہ کو چھیل ڈالا اور اُس میں سے پانی یا پیپ وغیرہ بہی اگر وہ زخم
کے سر سے بہی تو وضو ٹوٹیگا ورنہ نہ ٹوٹیگا یہ حکم اُس صورت میں ہے جب وہ اپنے آپ نکلے اور اگر دبانے سے نکلے
تو وضو نہ ٹوٹیگا اسلیے کہ جو کچھ نکلا وہ نکالا گیا خود نہیں نکلا یہ ہدایہ میں لکھا ہے ناک سنکنے میں جما ہوا خون مسور کے دانہ
کے برابر نکلا اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر چیچڑی کسی کے عضو کو لگ کر چوسے اور خون سے پر
ہو جاوے تو اگر چھوٹی ہے تو وضو نہ ٹوٹیگا جیسے مکھی اور مچھڑ کے چوسنے سے نہیں ٹوٹتا اور اگر بڑی ہے تو وضو ٹوٹ جاویگا
اسی طرح جونک اگر کسی کے عضو کو چوسے اور خون سے پر ہو جاوے تو بھی وضو ٹوٹ جائیگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر کسی
کی آنکھ کی رگ میں سے ناسور کی طرح پانی بہا کرتا ہو تو وہ بمنزلہ زخم کے ہے جو اُسکے اندر سے بہیگا وضو توڑیگا یہ فتاوے
قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی کی آنکھ میں سے ورم کی وجہ سے یا کسی اور بیماری کی وجہ سے ہمیشہ پانی بہا کرتا ہو تو ہر وقت
نماز کے واسطے تازہ وضو کا حکم ہوگا اسلیے کہ احتمال ہے کہ وہ پیپ یا کچلو ہو یہ تبیین میں لکھا ہے۔ کیڑا جو زخم کے سر
سے نکلے اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی کو رشتہ کی بیماری ہو تو اُسکا حکم بھی مثل کیڑے کے
ہے اگر اُس سے پانی بہے تو وضو ٹوٹیگا یہ ظہیریہ میں لکھا ہے اور وضو توڑنے والیوں میں سے قے بھی ہے اگر پت یا کھانا یا
پانی منھ بھر کر قے کے طور پر نکلے تو وضو توڑیگا یہ محیط میں لکھا ہے اور منھ بھرنے کی حد صحیح یہ ہے کہ بغیر دقت اور تشدد
کے اُسکو روک نہ سکے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر پانی پیا پھر قے میں صاف پانی نکلا تو وضو ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج
میں فتاوی سے نقل کیا ہے اگر قے میں بھر منھ بلغم آوے تو اگر سر کی طرف سے اُترا ہے تو وضو نہ ٹوٹیگا اور جو معدہ سے آیا ہے تو
امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ٹوٹ جائیگا یہ حکم اسوقت ہے جب
قے میں خالص بلغم ہو اور اگر کسی اور چیز کے ساتھ ملا ہو جیسے کھانا وغیرہ تو اگر کھانا غالب ہوگا وضو ٹوٹیگا ورنہ نہ ٹوٹیگا یہ
محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر قے میں خون آوے اگر بہتا ہوا خون سر سے اُترا ہے تو بالاتفاق وضو ٹوٹیگا اور اگر خون بستہ ہے تو بالاتفاق
نہ ٹوٹیگا اور اگر معدہ سے آیا ہے اگر خون بستہ ہے تو بالاتفاق وضو نہ ٹوٹیگا لیکن اگر منھ بھر کر ہوگا تو وضو ٹوٹیگا اور اگر بہتا ہوا ہے
تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب وضو ٹوٹیگا اگرچہ منھ بھر کر نہو یہ شرح منیہ میں لکھا ہے اور یہی مختار ہے تبیین میں لکھا ہے
اور اسی کو عامہ مشائخ نے صحیح کہا ہے یہ بدائع میں لکھا ہے اگر تھوڑی تھوڑی قے اسطرح آوے کہ سب جمع ہو تو منھ بھر کر ہو جاوے
تو امام محمد کا یہ قول ہے کہ اگر سبب اُن سب کا ایک ہی تھا تو وضو ٹوٹیگا ورنہ نہ ٹوٹیگا مضمرات میں لکھا ہے کہ یہی اصح ہے اگر ایک مرتبہ
جی متلا کر قے آئی اور وہ متلی موقوف نہوئی اور اسی میں دوبارہ قے آئی تو سبب اُن دونوں کا ایک ہے اور اگر ایک مرتبہ کی متلی
موقوف ہونے کے بعد دوبارہ قے آئی تو سبب مختلف ہے یہ کافی میں لکھا ہے جو چیز آدمی کے بدن سے ایسی نکلی جس سے
وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں ہوتی جیسے تھوڑی سی قے اور خون جو بہے نہیں یہ تبیین میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ کافی میں لکھا ہے اور
منجملہ وضو توڑنے والیوں کے نیند ہے جو کروٹ سے لیٹنے میں ہو نماز میں ہو یا غیر نماز میں اس حکم میں فقہا میں سے کسی کا خلاف
نہیں اور یہی حکم ہے اُسکا جو ایک کولے پر ٹیکا دے کر سووے یہ بدائع میں لکھا ہے اور یہی حکم ہے اُسکا جو چت لیٹ کر سووے
یہ بحر الرائق میں لکھا ہے اگر بیٹھ کر اسطرح سووے کہ دونوں سرین اپنی دونوں ایڑیوں پر رکھے جیسے کوئی اوندھا ہو جاتا ہے
تو اسپر وضو واجب نہیں اور یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر کسی ایسی چیز پر سہارا دیکر سووے کہ اگر وہ ہٹا لیجا

تو گر پڑے تو اگر مقعد زمین سے جدا ہو تو بالاجماع وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر جدا نہیں تو صحیح یہ ہو کہ نہ ٹوٹیگا یہ تبیین مین لکھا ہو
اگر کھڑا ہوا سو وے یا بیٹھا ہوا سو وے اگرچہ زمین پر ہو یا عماری مین ہو یا رکوع کرتا ہوا سو وے یا سجدہ کرتا
ہوا سو وے تو اگر حالت نماز مین ہو تو کسی صورت مین وضو نہین ٹوٹتا اور اگر خارج نماز ہو تب بھی یہی حکم ہو مگر سجدہ کی صورت
مین یہ شرط ہو کہ ہیئت مسنون کے مطابق ہو اسطرح کہ پیٹ اسکا رانون سے اوپر اٹھا ہوا ہو اور بازو اسکے پہلوون سے
جدا ہون اور اگر یہ ہیئت نہوگی تو وضو ٹوٹ جائیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہو ظاہر روایت مین نیند کے غلبہ سے سو جانے اور
عمدا سونے مین کچھ فرق نہین اور امام ابو یوسف رح سے یہ منقول ہو کہ عمدا سونے مین وضو ٹوٹ جاتا ہو اور صحیح وہی ہو جو ظاہر
روایت مین ہو یہ محیط مین لکھا ہو مریض اگر کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اور سو جاوے تو اسکے حکم مین اختلاف ہو صحیح
یہ ہو کہ وضو اسکا ٹوٹ جاتا ہو یہ محیط اور تبیین اور بحر الرائق مین لکھا ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہو اگر بیٹھا ہوا
سویا اور جھک جھک جاتا ہو اور بار بار مقعد زمین سے جدا ہو جاتی ہو تو شمس الائمہ حلوائی کا یہ قول ہو کہ ظاہر مذہب یہ ہو
کہ وضو نہین ٹوٹتا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اگر بیٹھا ہوا سوتا تھا اور منھ کے بل گر پڑا یا پہلو کے بل گر پڑا تو اگر وہ
گرنے سے پہلے ہوشیار ہو گیا یا گرتے گرتے ہوشیار ہو گیا یا سوتا ہوا گر پڑا اگر گرنیکے بعد فورا ہوشیار ہو گیا تو وضو نہین ٹوٹتا اور اگر
تھوڑی دیر سوتا رہا پھر جاگا تو وضو ٹوٹتا ہو یہ تبیین مین لکھا ہو اگر چار زانو بیٹھ کر سویا تو وضو نہین ٹوٹتا اور یہی حکم ہو اس صورت کے
سونے مین کہ دونون پانون ایک طرف کو پھیل جاوین اور دونون سرین زمین سے ملے ہون یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور اگر
جانور کی سواری مین جسکی پیٹھ ننگی ہو سو گیا پس اگر چڑھاو پر جانے یا برابر جگہ جانیکی حالت مین ہو تو وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر
اتار کی طرف جانے کی حالت ہو تو یہ نیند وضو توڑنا شمار ہوگی یہ محیط مین ہو اور اگر ایسے جانور کی پیٹھ پر سویا جسپر اکاف
کسی ہو تو اسکا وضو نہ ٹوٹیگا اگر کوئی تنور کے سر پر بیٹھا ہوا سو گیا اور پانون لٹکا دیے تو وضو ٹوٹیگا یہ فتاوی قاضی خان مین
لکھا ہو اگر پہلو پر لیٹا ہوا اونگھ جاوے تو اگر زور کی اونگھ ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر خفیف ہو تو نہین ٹوٹیگا اور زور کی اونگھ اور
خفیف اونگھ مین فرق یہ ہو جو اپنے قریب کی باتین سنتا ہو تو خفیف اونگھ ہو اور جو قریب کی اکثر باتون کی اسکو خبر نہین تو زور
کی اونگھ ہو یہ محیط مین لکھا ہو اور یہی فتوی منقول ہو شمس الائمہ سے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور وضو توڑنے والیون مین سے
بیہوشی اور جنون اور غشی اور نشا ہو بیہوشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہو تھوڑی ہو یا بہت اور جنون اور غشی اور نشے سے بھی ٹوٹ جاتا
ہو اور اس باب مین بعض مشایخ کے نزدیک نشے کی حد یہ ہو کہ عورت مرد مین تمیز نہ کرے اسی قول کو صدر الشہید نے اختیار
کیا ہو اور صحیح وہ ہو جو شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہو اور وہ یہ ہو کہ اسکی چال مین کچھ لغزش ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور وضو توڑنے
والیون مین سے قہقہہ ہو اور حد قہقہہ کی یہ ہو کہ وہ بھی سنے اور اسکے برابر والے بھی سنین اور ہنسی اسکو کہتے ہین کہ وہ خود سنے
برابر والے نہ سنین اور تبسم وہ ہو کہ نہ وہ سنے اور نہ اسکے برابر والے سنین یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ قہقہہ مارنا ان سب نمازون کے
اندر جن مین رکوع اور سجدہ کیا جاتا ہو ہمارے نزدیک نماز اور وضو دونون کو توڑ دیتا ہو یہ محیط مین لکھا ہو اور قہقہہ عمدا ہو یا بھول کر
ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور جو قہقہہ نماز سے خارج ہو اس سے طہارت نہین جاتی اور ہنسی سے نماز جاتی رہتی ہو وضو
نہین جاتا اور تبسم سے نہ نماز جاتی ہو نہ وضو۔ اگر سجدہ تلاوت مین یا نماز جنازہ مین قہقہہ مارا تو وہ سجدہ اور نماز باطل ہوگی وضو نہین
ٹوٹیگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو۔ لڑکا اگر نماز مین قہقہہ مارے تو وضو نہین ٹوٹتا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر نماز کے اندر
سوتے مین قہقہہ مارا تو صحیح یہ ہو کہ اس سے وضو اور نماز دونون نہین ٹوٹینگے یہ تبیین مین لکھا ہو۔ حاکم ابو محمد رح کوفی کا

یہ قول ہی کہ وضو اور نماز دونون ٹوٹ جائینگے اورعامہ متاخرین نے احتیاطا اسی کو اختیار کیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر
نماز مظنونہ مین قہقہہ مارا تو اصح یہ ہی کہ وضو ٹوٹ جائیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر ایسی نماز مین قہقہہ مارا کہ عذر کی حالت سے
اشارون سے نماز پڑھتا تھا یا سوار تھا اور نفل اشارون سے پڑھتا تھا یا فرض بسبب عذر کے اشارون سے پڑھتا تھا
تو وضو ٹوٹیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ قہقہہ جسطرح وضو کو توڑتا ہی اسی طرح تیمم کو بھی توڑتا ہی غسل کی طہارت کو نہین توڑتا اور
بعض کا قول ہی کہ غسل کی طہارت کو بھی وضو کے چارون اعضا مین سے باطل کر دیتا ہی پس غسل کرنے والے نے
جب نماز مین قہقہہ لگایا تو نماز اسکی باطل ہوگی اور جب تک تازہ وضو نہ کرلے نماز پڑھنا جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی
صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور وضو توڑنے والیون مین سے ہی کھلی ہوئی مباشرت جب کھلی ہوئی مباشرت کرے عورت
کے ساتھ اسطرح کہ ننگا ہو اور شہوت سے ایستادگی ہو اور دونون کی شرمگاہین مل جاوین تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح
کے نزدیک استحسانا وضو ٹوٹ جائیگا اور امام محمد کے نزدیک وضو نہین ٹوٹیگا اور یہی قیاس ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور
نصاب مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی اور ینابیع مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر دونون کی شرمگاہین مل جاوین
تو عورت کا وضو ٹوٹنے کے لیے مرد کو شہوت ہونا ضرور نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ مرد کے عورت کو مساس کرنے سے یا عورت
کے مرد کو مساس کرنے سے وضو نہین ٹوٹتا یہ محیط مین لکھا ہی اپنے ذکر کو چھوے یا دوسرے کے ذکر کو چھوے تو ہمارے
نزدیک وضو نہین ٹوٹتا یہ محیط مین لکھا ہی کھلی ہوئی مباشرت دو عورتون مین ہو یا مرد اور امرد لڑکے مین ہو تو بھی امام ابوحنیفہ رح
اور امام ابو یوسف کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اگر ایسی مباشرت دو مردون مین ہو یہ
معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ شک کے مسائل بھی انھین مسائل سے میل رکھتے ہین اصل مین ہی کہ اگر کسی کو یہ شک ہوا
کہ فلانے عضو کا وضو کیا ہی یا نہین اور یہ شک اسکو اول بار ہوا تھا تو اُس موضع کو دھولے جسمین شک ہی اور اگر اکثر
یہی ہوتا ہی تو اس شک کا کچھ اعتبار نہین یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب شک وضو کرنے کی حالت مین ہوا اور اگر وضو سے
فارغ ہونے کے بعد شک ہو تو اُسکی طرف التفات نہ کرے اور جس شخص کو وضو تھا اور اب وضو ٹوٹنے مین شک
ہوا تو وضو اُسکا باقی ہی۔ اور اگر بے وضو تھا اور طہارت مین شک ہوا تو بے وضو ہی۔ اس مسئلہ مین غالب گمان پر عمل
نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔

دوسرا باب غسل کے بیان مین اور اسمین تین فصلین ہین پہلی فصل غسل کے فرضون مین

اور وہ تین ہین
کلی کرنا ناک مین پانی ڈالنا سارے بدن کو دھونا یہی متون مین لکھا ہی کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کی حد باب وضو
مین خلاصہ سے بیان ہو چکی جنب نے اگر پانی پی لیا اور منھ مین سے پھینکا نہین تو وہی کلی کے بدلے کافی ہی اگر سارے
منھ مین پہونچ جاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر اُسکا کوئی دانت کچھ خالی ہی اسمین کچھ باقی رہگیا یا اُسکے دانتون کے بیچ
مین طعام باقی ہی یا اسکی ناک مین تر رینٹھ ہی تو اصح یہ ہی کہ غسل پورا ہوگیا یہ زاہدی مین لکھا ہی احتیاط یہ ہی کہ کھانے کو
دانتون کے خلون مین سے نکال کر اُسپر پانی بہالے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی خشک رینٹھ اگر ناک مین ہی تو غسل پورا نہ ہوگا یہ
زاہدی مین لکھا ہی۔ اور اگر گندھا ہوا آٹا ناخون مین لگا ہی تو غسل پورا نہوگا اور میل ہی تو مانع غسل نہین اور
گانون والے اور شہر والے اسمین برابر ہین اور خشک اور تر مٹی اگر ناخونون مین ہی تو مانع غسل نہین اور حریم ساز
اور رنگریز کے ناخونون مین جو بھرا ہوتا ہی وہ مانع غسل ہی اور بعض کا قول ہی کہ بسبب حرج اور ضرورت

مانع غسل نہین اسلیے کہ ضرورت کے مقامات تو اسمین مستثنیٰ ہوتے ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر بدن کے اوپر مچھلی کا پوست یا چابی ہوئی روٹی لگی ہی اور خشک ہوگئی ہی اور نہانے مین پانی اسکے نیچے نہ پہونچا تو غسل جائز نہوگا اور اگر مکھی یا مچھر کا گوہ ہو تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر اسکے چھپک نکلی ہو اور چھلکے اُسکے اوٹھ گئے ہون مگر کنارے ملے ہوئے ہون اور چھلکون کے نیچے پانی نہ پہونچے تو مضائقہ نہین پھر اگر چھلکے اُتر جاوین تو دوبارہ غسل نہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ آنکھون کے اندر پانی ڈالنا واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ بالون کی جڑون مین اگر پانی پہونچ جاوے تو عورت کو غسل مین اپنی چوٹی کھولنا ضرور نہین اور اپنے گیسوون کا کھولنا ضرور ہی یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہون تو اُنکے درمیان مین پانی پہونچانا واجب ہی اور مرد کو اپنی داڑھی کے بیچ مین پانی پہونچانا فرض ہی جسطرح کہ اُسکی جڑون مین پانی پہونچانا واجب ہی اور بالون کے بیچ مین پانی پہونچانا واجب ہی اگرچہ گندھے ہوئے ہون یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر عورت نے اپنے سر پر گاڑھی خوشبو اسطرح لگا دی کہ پانی بالون کی جڑون مین نہ پہونچ سکے تو اُسپر اُس خوشبو کا دور کرنا واجب ہی تاکہ پانی بالون کی جڑون مین پہونچے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ بالی اور انگوٹھی اگر تنگ ہون تو اُنکو ہلانا واجب ہی اگر کان مین بالی نہو اور پانی جب اوپر سے گذرے تو سوراخ کے اندر بھی داخل ہوجاتا ہی تو کافی ہوا اور نہ جاتا ہو تو پانی کو داخل کرنا چاہیے لیکن پانی کے سوا لکڑی وغیرہ کے ڈالنے کا تکلف نہ کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ ناف کی ٹونڈی مین پانی پہونچانا واجب ہی اور خوب اچھی طرح پانی پہونچنے کے لیے اسمین انگلی بھی ڈالنا چاہیے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جس شخص کا ختنہ نہین ہوا اگر اُسنے جنابت سے غسل کیا اور ذکر کی لٹکی ہوئی کھال کے اندر پانی نہ پہونچا تو جائز ہی یہ محیط اور واقعات ناطفی مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی مستحب یہ ہی کہ اس کھال کے اندر پانی داخل کرے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی عورت پر باہر کی فرج کا دھولینا غسل جنابت اور حیض اور نفاس مین واجب ہی اور وضو مین سنت ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور فتاوی غیاثیہ مین لکھا ہی کہ عورت غسل کے وقت انگلی اپنی فرج مین داخل نہ کرے اور یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر تیل ملا اور پانی بہایا اور بدن نے پانی کو قبول نہ کیا تو جائز ہی یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی۔ **دوسری فصل غسل کی سنتون مین** سنت یہ ہی کہ دونون ہاتھون کو پہونچون کے کنارہ تک تین بار دھووے پھر اپنی شرمگاہ کو دھووے اور اگر نجاست بدن پر لگی ہو تو اُسکو دور کرے پھر اسی طرح وضو کرے جیسے نماز کے لیے کرتا ہی مگر دونون پانون نہ دھووے یہ ملتقط مین لکھا ہی غسل مین شرمگاہ کو پہلے دھولینا سنت ہی خواہ نجاست اسمین ہو یا نہو جسطرح باقی بدن کے دھونے سے پہلے وضو کرلینا سنت ہی وضو ہو یا نہو یہ مضمرات مین لکھا ہی حسن کی روایت یہ ہی کہ سر کا مسح بھی نہ کرے اور صحیح یہ ہی کہ مسح کرلے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور یہی ہی فتاوی قاضی خان مین پھر تین بار اپنے سر پر اور تمام بدن پر پانی ڈالے یہ زاہدی مین لکھا ہی صحیح یہ ہی کہ پہلی مرتبہ پانی ڈالنا فرض ہی اور دو بار سنت ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پانی ڈالنے کا طریقہ یہ ہی کہ پہلے تین بار پانی داہنے مونڈھے پر ڈالے پھر تین بار پانی بائین مونڈھے پر ڈالے پھر تین بار اپنے سر اور تمام بدن پر ڈالے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ پھر اپنے نہانے کی جگہ سے ہٹ جاوے تب پانون دھووے یہ محیط مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب ایسی جگہ نہاتا ہو جہان پانی جمع ہو وے اور اگر تختے یا پتھر پر نہاتا ہو تو پانون کے دھونے مین

تاخیر نہ کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - یہان کچھ اور بھی سنن اور آداب مشائخ نے بیان کیے ہین سنت ہی کہ
پہلے اپنے دل مین نیت کرے اور زبان سے یہ کہے کہ میری یہ نیت ہی کہ یہ غسل جنابت کے دور ہونے کے لیے
کرتا ہون یا یہ غسل جنابت کے لیے کرتا ہون - پھر دونون ہاتھ دھوتے وقت بسم اللہ پڑھے پھر استنجا کرے یہ
جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اور سنت ہی کہ پانی مین نہ اسراف کرے نہ کمی کرے اور غسل کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے
اور تمام بدن کو اول مرتبہ مل لے اور ایسے موقع پر نہاوے جہان اُسکو کوئی نہ دیکھے اور ہرگز کسی سے بات نہ کرے اور بعد
غسل کے موٹے کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے یہ منیہ مین لکھا ہی **تیسری فصل** اُن چیزون کے بیان مین جن سے غسل
واجب ہوتا ہی اور وہ تین ہین منجملہ اُنکے جنابت ہی اور وہ دو سبب سے ہوتی ہی - ایک یہ کہ منی دفق و شہوت کے ساتھ خارج ہو
بغیر دخول کے چھونے سے یا دیکھنے سے یا احتلام ہو یا ہاتھ کے عمل سے منی نکلے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مرد سے نکلے یا
عورت سے سوتے ہون یا جاگتے ہون یہ ہدایہ مین لکھا ہی - شہوت کا اعتبار منی کے اپنے مکان سے جدا ہونے کے وقت
کیا جاتا ہی اور سپیاری سے نکلنے کے وقت نہین کیا جاتا یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر احتلام ہوا یا کسی عورت کی طرف دیکھا اور منی اپنی
جگہ سے شہوت سے جدا ہوئی پھر اسنے اپنے ذکر کو دبا لیا یہان تک کہ شہوت اُسکی ساکن ہو گئی پھر منی بہی تو اُسپر امام ابو حنیفہ رح
اور امام محمد رح کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک واجب نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر جنابت کے بعد
بغیر پیشاب اور بغیر سوئے نہایا اور نماز پڑھی پھر باقی منی نکلی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور
امام ابو یوسف کے نزدیک واجب نہوگا لیکن سب کے نزدیک یہ حکم ہی کہ اس نماز کو نہ لوٹاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر پیشاب
کرنے یا سونے یا چلنے کے بعد منی نکلی تو بالاتفاق غسل واجب نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر کسی شخص کو احتلام ہوا اور منی
اپنی جگہ سے جدا ہوئی لیکن سپیاری کے سرے پر نظاہر ہوئی تو غسل واجب نہوگا یہ فتاوی قاضی مین لکھا ہی
اگر کسی شخص نے پیشاب کیا اور اُسکے ذکر سے منی نکلی اگر اُسکے عضو مین تندی تھی تو غسل واجب ہوگا اور اگر سست تھا تو
وضو اُسپر لازم ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر کسی عورت سے اُسکے شوہر نے مجامعت کی اور پھر وہ عورت نہائی پھر
اُسکے بدن سے اُسکے شوہر کی منی نکلی تو اُسپر وضو واجب ہوگا غسل واجب نہوگا - اگر کوئی شخص سونے سے
جاگا اور اُسنے اپنے بچھونے پر یا اپنی ران پر تری پائی اور اُسکو احتلام بھی یاد ہی اگر یقین ہو کہ وہ منی ہی یا یقین ہو
کہ وہ مذی ہی یا شک ہو کہ وہ منی ہی یا مذی تو اُسپر غسل واجب ہی اور اگر یقین ہی کہ وہ ودی ہی تو غسل واجب نہوگا - اور
اگر تری پاوے مگر احتلام یاد نہین اب اگر یقین ہو کہ وہ ودی ہی تو غسل واجب نہوگا - اور اگر یقین ہی کہ وہ منی ہی تو غسل واجب ہوگا
اور اگر یقین ہو کہ مذی ہی تو غسل واجب نہوگا - اور اگر شک ہو کہ وہ منی ہی یا مذی تو امام ابو یوسف کا یہ قول ہی کہ جب تک احتلام کا یقین
نہو غسل واجب نہوگا اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک واجب ہوگا - قاضی امام ابو علی نسفی نے کہا ہی کہ حسام نے اپنے نوادر
مین امام محمد کا یہ قول نقل کیا ہی کہ اگر کوئی شخص جاگے اور اپنی سپیاری پر تری پاوے اور خواب اُسکو یاد نہو اگر سونے سے پہلے
اُسکے عضو مین تندی تھی تو اُسپر غسل واجب نہین لیکن اگر یہ یقین ہو جاوے کہ یہ منی ہی تو غسل واجب ہوگا اور اگر سونے سے
پہلے اُسکا عضو سست تھا تو اُسپر غسل واجب ہوگا - شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ یہ صورت اکثر واقع ہوا کرتی ہی اور
لوگ اس سے غافل ہین پس اسکو یاد کر لینا واجب ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر احتلام اور انزال کی لذت اُسکو یاد
ہو اور تری نہ پاوے تو غسل واجب نہین اور ظاہر روایت مین عورت کا بھی یہی حکم ہی اسلیے کہ عورت پر غسل واجب

ہونے مین یہ شرط ہی کہ منی اُسکی باہر فرج کی طرف نکلے اسی پر فتوی ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص بیٹھا
ہوا سووے یا کھڑا ہوا سووے یا چلتا ہوا سووے پھر جاگے اور تری پاوے تو اُسکا حکم اور لیٹ کر سونے والے
کا برابر ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر بچھونے پر منی پائی جاوے اور مرد یہ کہے کہ عورت کی منی ہی اور عورت کہے
کہ مرد کی منی ہی تو اصح یہ ہی کہ احتیاطاً دونون پر غسل واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص کو غش آجاوے اور
بعد افاقہ کے وہ اپنے زانو پر یا کپڑے پر مذی پاوے تو اُسپر غسل واجب نہین - اور یہی حکم ہی نشے کا اور
حکم نبیذ کے مثل نہین یہ محیط مین لکھا ہی - کوئی شخص سوتے سے جاگا اور احتلام اُسکو یاد ہی لیکن کوئی تری ظاہر نہین
ہوئی اور تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد مذی نکلی تو اُسپر غسل واجب نہین - رات مین احتلام ہوا صبح جاگا اور تری
نہ دیکھی پھر وضو کیا اور فجر کی نماز پڑھ لی پھر منی نکلی تو اُسپر غسل واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور وہ اپنی نماز کا اعادہ
نہ کریگا اور اسی طرح اگر نماز مین احتلام ہوا اور انزال نہوا یہان تک کہ نماز پوری کر لی پھر انزال ہوا تو نہاویگا مگر نماز کا
اعادہ نہ کریگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - دوسرا سبب جنابت کا دخول ہوتا ہی - دخول دونون راستون مین سے کسی
راستہ مین جب سپیارہ چھپ جاوے تو فاعل اور مفعول یہ دونون پر غسل واجب کر دیتا ہی انزال ہو یا نہو یہی درست
مذہب ہی ہمارے علمار کا یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کسی کا سپیارہ کٹا ہوا ہو
تو بقدر سپیارے کے ذکر داخل کرنے سے اُسپر غسل واجب ہوجاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور اگر چوپایے
جانور کے دخول کرے یا مردے کے یا ایسی چھوٹی لڑکی کے جسکے مثل کی لڑکیون کے ساتھ مجامعت نہین کیا کرتے
تو بغیر انزال کے غسل واجب نہین ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور صحیح یہ ہی کہ جس لڑکی کے محل جماع مین دخول اسطرح ممکن
ہو کہ اسکے اندر کا پردہ پھٹ کر دونون راہین ایک نہو جاوین تو وہ مجامعت کے قابل ہی یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی اگر کسی عورت کی فرج سے باہر باہر مجامعت کی جاوے اور منی اُسکے رحم مین پہونچ جاوے خواہ وہ بکر ہو یا ثیبہ
تو غسل اُسپر واجب نہوگا اسلیے کہ غسل کے دو سبب ہوتے ہین یا انزال یا سپیارے کا داخل ہونا ان مین سے ایک
بھی نہ پایا گیا لیکن اگر اسکو حمل رہ جاوے تو غسل واجب ہوگا اسلیے کہ انزال پایا گیا یہ فتاوی قاضی مین لکھا ہی اور
اگر حمل رہ جاوے تو وقت مجامعت کے اُسپر غسل واجب ہوگا اور اسی وقت سے ساری نمازین لوٹا دیگی یہ ملتقط مین
لکھا ہی - اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میرے پاس جن آیا کرتا ہی اور اُسکے ساتھ مین وہی کیفیت پاتی ہون جو اپنے
شوہر کی مجامعت مین پاتی ہون تو اُسپر غسل واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر دس برس کا لڑکا عورت سے
مجامعت کرے تو عورت پر غسل واجب ہوگا اور لڑکے پر واجب نہوگا لیکن اس لڑکے کو بھی حکم غسل کا دیا جاویگا تاکہ
اُسکو عادت پڑے جیسے کہ اُسکو نماز کا حکم عادت ہونے کے لیے کیا جاتا ہی اور اگر مرد بالغ ہو اور لڑکی نابالغ ہو مگر مجامعت
کے قابل ہو تو مرد پر غسل واجب ہوگا اور اُس لڑکی پر واجب نہوگا اور اگر کوئی خصی مجامعت کرے تو فاعل اور مفعول
دونون پر غسل واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر اپنے عضو پر کپڑا لپیٹ کر دخول کرے اور انزال نہو تو بعضون نے
کہا کہ غسل واجب ہوگا - اور بعضون کا قول اور وہی اصح بھی ہی کہ اگر کپڑا ایسا پتلا ہو کہ فرج کی حرارت اور لذت
محسوس ہو تو غسل واجب ہوگا اور ایسا نہو تو واجب نہوگا - اور زیادہ احتیاط کا حکم یہی ہی کہ دونون صورتون مین غسل
واجب ہوگا - اگر خنثی مشکل اپنے ذکر کو کسی عورت کی فرج یا دبر مین داخل کرے تو دونون پر غسل واجب نہوگا

اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ اپنے مثل دوسرے خنثی کی فرج مین داخل کرے اور اگر کوئی مرد خنثیٰ مشکل کی فرج
مین دخول کرے تو بھی غسل واجب نہوگا - اور یہ سب حکم اس صورت مین ہی جو انزال نہو لیکن اگر انزال بھی ہو تو انزال
کے سبب سے غسل واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منجملہ غسل واجب کرنے والیوں کے حیض و نفاس ہی
جب حیض و نفاس کا خون نکل کر عورت کی باہر کی فرج تک پہونچ جاوے تو غسل واجب ہوگا اور جب تک نہ پہونچے
تو وہ خون نکلا نہین اسلیے حیض نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی عورت کے اگر بچہ پیدا ہوا اور خون ظاہر نہو گیا اُسپر بھی
غسل واجب ہوتا ہی اصح یہ ہی کہ واجب ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی غسل نو طرح کا ہوتا ہی ان مین سے تین طرح کا
غسل فرض ہی جنابت کا اور حیض کا اور نفاس کا اور ایک واجب ہی اور وہ مردہ کا غسل ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
کافر اگر جنب ہوا پھر مسلمان ہوا تو اُسپر غسل واجب ہوگا ظاہر روایت مین - اگر کافر عورت کا خون بند ہوا
پھر مسلمان ہوئی تو اُسپر غسل واجب نہوگا - اڑکی جب حیض کے ساتھ بالغ ہو تو حیض بند ہونے کے بعد اُسپر غسل واجب
ہوگا اور لڑکا جب احتلام کے ساتھ بالغ ہو تو اصح یہ ہی کہ اُسوقت اُسپر غسل واجب ہوگا یہ زاہدی مین لکھا ہی اور
زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ سب صورتون مین غسل واجب ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اور چار غسل
سنت ہین جمعہ کے دن اور عیدین کے دن اور عرفہ کے دن اور احرام کے وقت اور ایک مستحب ہی اور وہ غسل
کافر کا ہی جب وہ مسلمان ہوا اور جنب نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - جمعہ کے دن کا غسل نماز کے واسطے
ہوتا ہی یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اگر فجر کے بعد غسل کیا پھر وضو ٹوٹ گیا پھر وضو کرکے جمعہ کی نماز پڑھی یا نماز
جمعہ کے بعد غسل کیا تو سنت ادا نہوگی - اگر جمعہ اور عید ایک دن مین جمع ہوگئے اور مجامعت بھی کی پھر غسل کیا
تو تینون غسل ادا ہو جاوینگے یہ زاہدی مین لکھا ہی - کافی مین ہی کہ اگر صبح سے پہلے غسل کیا اور اُسی سے جمعہ کی نماز
پڑھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک جمعہ کے غسل کی فضیلت مل گئی اور ابو الحسن کے نزدیک نملی یہ فتح القدیر
مین لکھا ہی بعض مشائخ نے ان غسلون کو بھی مندوب لکھا ہی غسل وصول مکہ کے واسطے اور مزدلفہ مین ٹھہرنے
کے واسطے اور مدینہ مین داخل ہونے کے واسطے اور مجنون کا غسل جب اچھا ہو اور لڑکے کا غسل جب اپنی عمر کے حساب
سے بالغ ہو یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اسی کے مثل ہین جنب کے مسائل - اگر وقت نماز تک غسل مین تاخیر کرے تو گنہگار
نہین ہوتا یہ محیط مین لکھا ہی - شیخ سراج الدین ہندی نے اجماع نقل کیا ہی اس بات پر کہ جسکا وضو نہو اُسپر وضو اور جنب
اور حیض والی اور نفاس والی عورت پر غسل اسی وقت واجب ہوتا ہی جب نماز اُسپر واجب ہو یا کسی ایسے کام کا ارادہ کرے
جو بغیر وضو اور غسل کے نہین ہو سکتا اور بغیر اسکے واجب نہین ہوتا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - مثلاً نماز اور سجدۂ تلاوت
اور قرآن کا چھونا اور مثل اسی کے اور کام یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - ظاہر الروایت مین کم سے کم پانی جو غسل کے
واسطے کافی ہو ایک صاع ہوتا ہی اور وضو کے واسطے ایک مد - ہمارے بعض مشائخ کا یہ قول ہی کہ ایک صاع
غسل کے واسطے اُسوقت کافی ہوتا ہی جب غسل مین وضو کو ترک کردے اور اگر غسل کے ساتھ وضو بھی کرے
تو ایک مد سے وضو کرے اور اسکے علاوہ ایک صاع سے غسل کرے اور اکثر مشائخ کا مذہب یہ ہی کہ ایک صاع
غسل اور وضو دونون کے واسطے کافی ہی اور یہی اصح ہی - بعض مشائخ نے یہ کہا ہی کہ جو کم سے کم مقدار پانی
کے کافی ہونے کی بیان کی گئی ہی - لیکن یہی مقدار لازم نہین ہی بلکہ اگر کسی کو اس سے بھی کم کافی ہوجاوے تو

توکم کرلے اور جو کافی نہو تو اس مقدار پر اسقدر بڑھائے جسمین اسراف نہو اور کمی بھی نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر
مد سے کم پانی مین اچھی طرح وضو کرلے تو جائز ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور ایک مد کی مقدار وضو کے
واسطے اُسی وقت ہی جب استنجا کرنا نہو اور استنجا بھی کرنا ہو تو ایک رطل سے استنجا کرے اور ایک مد سے
وضو کرے اگر موزے پہنے ہوے ہی اور استنجا کرنا بھی نہین ہی تو وضو کے واسطے ایک رطل کافی ہی اور یہ ساری
مقدارین لازم نہین ہین اسلیے کہ انسانون کی طبیعتین مختلف ہوتی ہین یہ شرح مبسوط مین لکھا ہی عورت اور مرد اگر
ایک برتن سے غسل کرین تو کچھ مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی اگر جنب سو وے اور بغیر وضو کیے اپنی عورت
سے قربت کرے تو مضائقہ نہین اور اگر وضو کرلے تو بہتر ہی اگر کھانے پینے کا ارادہ کرے تو چاہیے کلی کرلے اور
ہاتھ دھو لے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

تیسرا باب پانیون کے بیان مین اسمین دو فصلین ہین پہلی فصل اُن چیزون کے بیان مین

جنسے وضو جائز ہی تین طرح کے پانیون سے وضو جائز ہی پہلے جاری پانی اور جاری پانی وہ ہی جسمین تنکا بہہ جاوے
یہ کنز اور خلاصہ مین لکھا ہی یہ ایسی حد ہی جس سے جاری پانی کے پہچاننے مین کوئی دقت نہین ہوتی یہ شرح وقایہ مین
لکھا ہی بعض کا قول یہ ہی کہ جاری وہ پانی ہی جسکو لوگ جاری سمجھتے ہون اور یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی نصاب مین
لکھا ہی کہ فتوی اس پر ہی کہ جب تک جاری پانی کا مزہ یا رنگ یا بو نجاست کے ملنے سے نہ بدلے تب تک وہ نجس
نہین ہوتا یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر جاری پانی مین کوئی نجس چیز ڈالدین جیسے مردار اور شراب تو جب تک اُسکا رنگ یا مزہ
یا بو نہ بدلیگی تب تک وہ نجس نہوگا یہ غنیۃ المصلی مین لکھا ہی اگر کتا کسی نہر کی چوڑائی روک لے اور اُسکے اوپر سے پانی
جاری ہو تو اگر جسقدر پانی اُسکو لگتا ہی وہ کم ہی اُس سے جو کتے سے بچا ہوا ہی تب تو اس کتے کے مقام سے نیچے
کی طرف وضو جائز ہوگا اور اگر کم نہین تو نہین جائز ہوگا فقیہ ابو جعفر نے کہا ہی کہ مین نے اپنے مشائخ کو اسی قول پر پایا ہی یہ
شرح وقایہ مین لکھا ہی اور محیط مین بھی یہی ہی اور تجنیس مین جو صاحب ہدایہ کی تصنیف ہی اسی کی تصحیح ہی یہ بحر الرائق مین
لکھا ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسے پانی سے وضو کرنے مین کچھ مضائقہ نہین جب تک اسکی تینون صفتون
مین سے کوئی صفت نہ بدلے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی اور نصاب مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی
اگر نہر کے اس کنارے سے اُس کنارے تک مردار پڑا ہو اور وہ پانی کے کم ہونے کی وجہ سے نظر آتا ہو یا صاف
ہونے کی وجہ سے تو اس نہر کا اکثر پانی اُس مردار سے ملتا ہی اگر اُسنے نہر کا عرض روک لیا ہو اور اگر وہ مردار
نظر نہین آتا یا نصف سے کم عرض مین ہی تو اکثر پانی اس نہر کا اُس مردار سے نہین ملتا یہ محیط مین لکھا ہی اگر چھت
پر نجاست پڑی تھی اور اُسپر مینہ برسا اور پرنالے مین سے پانی بہا اگر نجاست پرنالے پاس تھی اور کل پانی یا اکثر پانی
یا نصف پانی اُس نجاست سے ملکر آتا ہی تو اس پرنالے کا پانی نجس ہی ورنہ پاک ہی اور اگر نجاست چھت پر متفرق پڑی تھی
اور پرنالے کے سرے پر نہ تھی تو اس پرنالے کا پانی نجس نہوگا اور جاری پانی کے حکم مین ہوگا یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی اور بعض فتاوی مین لکھا ہی کہ ہمارے مشائخ کا یہ قول ہی کہ مینہ جبتک برس رہا ہی تب تک اُسکا پانی جاری پانی کے حکم
مین ہی یہانتک کہ اگر چھت پر نجاستون سے ملے پھر کپڑے کو لگ جاوے تو کپڑا نجس نہین ہوگا جبتک اس پانی مین نجاست کا اثر ظاہر نہو چھت پر
نجاست پڑی تھی مینہ برسا اور چھت ٹپکی اور کپڑے پر پانی پڑا تو صحیح یہ ہی کہ اگر مینہ ابھی تک بند نہین ہوا تو چھت کے سوراخ

مین سے جو پانی گرا ہو وہ پاک ہے یہ محیط مین لکھا ہو متابیہ مین ہو کہ یہ حکم جب ہو جب وہ پانی نجاست سے متغیر نہ ہوگیا ہو یہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہو اور اگر مینہ کے تھم جانے کے بعد چھت کے سوراخ مین سے پانی ٹپکا تو وہ پانی نجس ہوگا یہ محیط مین
لکھا ہو اور نوازل مین ہو کہ ہمارے متاخرین مشائخ نے کہا ہو کہ یہی مختار ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو نہر یا کاریز کے پانی
مین اگر نجاست پڑی ہو اور نجاست کے قریب سے کوئی پانی لے تو جائز ہو اور وہ پانی پاک ہو بشرطیکہ اسکا مزہ یا رنگ
یا بو نہ بدلی ہو نہر کا پانی اگر اوپر سے بند ہو جاوے تو اسکے جاری ہونے کا حکم نہین بدلتا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا
ہو اگر مسافر کے ساتھ ایک بڑا پرنالہ اور برتن پانی کا ہو اور پانی کی اسکو حاجت بھی ہو اور پانی ملنے کی امید بھی ہو مگر
یقین نہو تو شیخ ابوالحسن رحمہ کا یہ قول منقول ہو کہ وہ اپنے کسی رفیق کو یہ حکم کرے کہ پرنالے کے ایک طرف سے
پانی ڈالے اور خود اس پرنالے مین سے وضو کرے اور پرنالے کی دوسری طرف ایک پاک برتن رکھدے تاکہ وہ
پانی اسمین جمع ہو جاوے تو وہ پانی جو اس برتن مین جمع ہوا ہو پاک اور پاک کرنے والا ہوگا اور یہی صحیح ہو یہ ذخیرہ
مین لکھا ہو ایک چھوٹے حوض مین سے کسی نے نہر نکالکر پانی جاری کیا اور اس سے وضو کیا پھر یہ پانی نیچی
جگہ مین جمع ہوگیا وہان سے ایک اور شخص نے نہر بناکر پانی جاری کیا اور اس سے وضو کیا تو سب کا وضو جائز ہوگا اگر
دونون مکانون مین کچھ مسافت ہو اگرچہ کم ہو اور یہی حکم ہو اس صورت مین کہ جب ایک گڑھے مین سے دوسرے
گڑھے مین پانی جاتا ہو اور ان دونون کے بیچ مین بیٹھکر کوئی وضو کرے یہ محیط مین لکھا ہو اگر بہت سے آدمی
نہر کے کنارے پر صفین باندھکر بیٹھین اور وضو کرین تو جائز ہوگا اور یہی صحیح ہو یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہو اگر حوض
چھوٹا ہو اور ایک طرف سے اسمین پانی آتا ہو اور دوسری طرف سے نکلتا ہو تو اسکے سب طرف وضو جائز ہو اور
اسی پر فتوی ہو کچھ اسکی تفصیل نہین کہ اگر وہ چار گز کا لمبا چار گز کا چوڑا ہو یا اس سے کم ہو تو جائز ہو اور جو زیادہ لمبا
چوڑا ہو تو جائز نہو یہ شرح وقایہ مین لکھا ہو اور یہی زاہدی اور معراج الدرایہ مین لکھا ہو چھوٹے حوض کا پانی
نجس تھا اسمین ایک طرف سے پاک پانی داخل ہوا اور دوسری طرف سے حوض کا پانی بہنے لگا تو فقیہ ابوجعفر کا
یہ قول ہو کہ جب دوسری طرف سے حوض کا پانی بہا اسی وقت سے اس حوض کی طہارت کا حکم ہوگا اور اسی کو
اختیار کیا ہو صدر الشہید علیہ الرحمۃ نے یہ محیط مین لکھا ہو اور نوازل مین لکھا ہو کہ اسی حکم کو ہم لیتے مین یہ
تاتارخانیہ مین لکھا ہو اور اگر دوسری طرف سے وہ حوض جاری نہین ہوا مگر بلا توقف لوگ اسمین سے پانی نکال
رہے ہین تو بھی پاک ہو گا یہ ظہیریہ مین لکھا ہو اور بلا توقف پانی نکالنے سے یہ مراد ہو کہ ایک مرتبہ پانی لینے
سے دوسری مرتبہ پانی لینے تک پانی کا آنا موقوف نہو یہ زاہدی مین لکھا ہو حمام کے حوض کا پانی فقہا کے
نزدیک پاک ہو اگر اسمین کسی نجاست کا گرنا معلوم نہو پس اگر کوئی شخص حوض مین ہاتھ ڈالے اور اسکے ہاتھ پر
نجاست لگی ہو اگر پانی ٹھہرا ہوا ہو نل کے راستہ سے بھی اسمین کچھ نہ داخل ہوتا ہو اور نہ اسمین سے کوئی برتن
سے پانی نکالتا ہو تو نجس ہو جاویگا اور اگر اسمین سے برتنون سے پانی نکالا جاتا ہو اور نل کے راستہ
سے اس حوض مین کچھ نہ آتا ہو یا اسکا آنا ہو تو اکثر کا یہ قول ہو کہ وہ نجس ہو جاویگا اور اگر لوگ اسمین سے پانی
اپنے برتنون سے نکالتے ہون اور نل کے راستہ سے بھی اس حوض مین پانی آتا ہو تو اکثر کے نزدیک نجس نہین ہوگا
یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ محیط مین لکھا ہو جاری پانی کا کوئی وصف سبب نجاست سے بدل جاوے

اور اسکی نجاست کا حکم کیا جاوے تو اب اسکی طہارت کا حکم نہ کیا جائیگا جب تک اور پاک پانی اسمین ملکر اُسکے اوصاف
کے تغیر کو دور نہ کردے یہ محیط مین لکھا ہی دوسرا پانی جس سے وضو جائز ہی وہ بند پانی ہی جب کثیر ہو تو وہ جاری
پانی کے حکم مین ہی ایک طرف نجاست پڑنے سے وہ سب نجس نہین ہوتا لیکن جب رنگ یا مزہ یا بو بدل جاوے
تو نجس ہوجاویگا اسی پر سب علمار کا اتفاق ہی اور اسی کو تمام مشائخ نے لیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسمین
جس مقام پر نجاست گرے اسکا یہ حکم ہی کہ اگر وہ نجاست نظر آتی ہو تو موضع نجاست کے نجس ہوجانے پر اجماع
ہی اور مقام نجاست سے بقدر ایک چھوٹے حوض کے ہٹکر وضو کرنا چاہیے اور اگر نجاست نظر نہ آتی ہو تب
بھی مشائخ عراق کے نزدیک یہی حکم ہی اور مشائخ بخارا کے نزدیک نجاست گرنے کے مقام سے
وضو کرنا جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور چھوٹے حوض کی مقدار چار گز لمبائی
چار گز چوڑائی ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی اور امام ابو یوسف رح سے یہ منقول ہی کہ اگر بڑے گڑھے مین پانی جمع ہو تو جاری
پانی کے حکم مین ہی جب تک اسکے اوصاف نہ بدلینگے تب تک نجس نہین ہوگا اسمین کچھ تفصیل نہین یہ فتح القدیر
مین لکھا ہی اور فرق قلیل پانی اور کثیر پانی مین یہ ہی کہ اگر بعضے پانی کا اثر بعضے مین پہونچے اسطور پر کہ ایک
طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف پہونچے تو قلیل ہی اور نہ پہونچے تو کثیر ہی اور ابو سلیمان جوزجانی
نے یہ کہا ہی کہ اگر دس گز لمبا دس گز چوڑا ہو تو ایک طرف کا اثر دوسری طرف نہین پہونچتا اور اسی کو لیا ہی عامہ
مشائخ نے یہ محیط مین لکھا ہی اور گہرائی یہ معتبر ہی کہ چلو سے پانی لینے مین کھل نہ جاوے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا
ہی اس مسئلے مین اعتبار کپڑے کے گز کا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور وہ
گز عام رواج کا چھ مٹھیون کا ہوتا ہی بمقدار چوبیس انگشت کے یہ تبیین مین لکھا ہی اگر حوض مدور ہوگا تو اڑتالیس گز کا
اعتبار ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اسی مین زیادہ احتیاط ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر بڑے حوض مین جو بوجہ
گر نجاست نہ معلوم ہو تو اس سے وضو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور فتاوے مین ہی کہ ایک
بڑا گڑھا ہو گرمیون مین اسمین پانی نہین ہوتا اور جانور اور آدمی اسمین پاخانہ پھرتے ہین سردی کے موسم مین
اسمین پانی بھر جاتا ہی اور اسپر برف بھی جمتا ہی پس جو پانی اس گڑھے مین داخل ہوتا ہی اگر نجس جگہ مین داخل ہوتا ہی
تو پانی اور جو برف اسپر بندھ جاتا ہی نجس ہی اگرچہ بعد اسکے کثیر ہوجاتا ہو اور اگر پاک جگہ مین داخل ہوتا ہی اور وہان
ٹھیر کر بقدر دہ در دہ کے ہو کر تب نجس جگہ مین پہونچتا ہی تو پانی اور برف دونون پاک ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی
اگر بانس کے درختون کی جڑ مین یا ایسے کھیت مین جسکے درخت گھنے آپس مین ملے ہوے ہون پانی جمع ہو تو
اگر دہ در دہ ہو تو اس سے وضو جائز ہی اور بانسون کا باہم ملا ہونا پانی کے باہم ملے ہوے ہونے کا مانع
نہین اگر ایسے حوض مین وضو کیا جسمین بالکل کائی جمی ہوئی ہی اگر وہ ہلانے سے ہلجاوے تو اس مین وضو جائز ہی
یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کسی حوض پر برف جم گیا ہی اگر وہ ایسا پتلا ہی کہ پانی کے ہلنے سے ٹوٹ جاتا ہی تو اسمین
وضو جائز ہی اور اگر حوض پر برف جدا جدا ٹکڑے ٹکڑے ہو اگر اتنا بہت ہو کہ پانی ہلانے سے نہ ہلے تو اسمین وضو
جائز نہین اور اگر تھوڑا ہو اور پانی کے ہلانے سے ہلجاوے تو اسمین وضو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی بڑے حوض
پہ برف جم گیا اور کسی نے اسمین سوراخ کرلیا اگر سوراخ کے اندر کی طرف بھی وہ جما ہوا برف متصل ہی تو

اسمین وضو جائز نہین ورنہ جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر پانی اُس سوراخ مین سے نکل کر اس برف کے اوپر
اسقدر پھیل گیا کہ اگر چلو سے پانی لو تو اسکے نیچے کا برف کھل نہین جاتا تو اسمین وضو جائز ہی ورنہ جائز نہین اور اگر
پانی سوراخ مین اسطرح ہی جیسے طشت مین پانی ہوتا ہی تو بھی وضو اسمین جائز نہین لیکن اگر وہ سوراخ دہ در دہ ہوگا
تو اسمین وضو جائز ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر پانی جانے کی نالی بنی ہوئی ہوا اور اُسکا پانی جم جاوے
تو اگر پانی نالی کے تختون سے جدا ہو اگرچہ کم ہو تو وہ حوض کے حکم مین ہی وضو اُس سے جائز ہی اور اگر پانی
نالی کے تختون سے ملا ہوا ہی تو جائز نہین ہی یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اوپر سے حوض دہ در دہ سے کم ہو
اور نیچے سے دہ در دہ سے کم ہو یا زیادہ ہو اور اوپر اُسکے نجاست پڑی ہو اور اُس حوض کے نجس ہونے کا حکم کیا
جاوے پھر اوپر سے پانی کم ہو کر وہان تک پہونچ جاوے کہ اب وہ حوض دہ در دہ ہو جاوے تو اصح یہ ہی کہ اسمین
وضو اور غسل جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر حوض دہ در دہ سے کم ہی مگر وہ حوض گہرا ہی پھر اسمین نجاست
پڑ گئی اُسکے بعد وہ حوض پھیل کر دہ در دہ ہو گیا تو وہ نجس ہوگا اور اگر حوض مین نجاست پڑی اور اُسوقت وہ دہ در دہ
تھا پھر اُسکا پانی کم ہوا اور اب وہ حوض دہ در دہ سے کم ہو گیا تو وہ پاک ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایک
گڑھے مین پانی بھرا ہوا تھا اور اُسکی نجاست کا حکم کیا گیا تھا پھر اُسکا پانی جذب ہو گیا اور وہ اندر سے خشک
ہو گیا تو اُسکی طہارت کا حکم کیا جائیگا اب اگر پانی اسمین دوبارہ آوے تو اسمین دو روایتین ہین اصح یہ ہی کہ اب
اُسکی نجاست نہ لوٹیگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی تیسرا پانی جس سے وضو جائز ہی وہ کنوؤن کا پانی ہی کنوین
کا سب پانی جن چیزون کے گرنے سے نکالا جاتا ہی وہ دو قسم ہین اول وہ کہ جنکے گرنے سے پانی
نکالنا واجب ہو اگر کنوین مین نجاست گرے تو اُسکا پانی نکالنا چاہیے اور باجماع سلف وہ پانی نکالنا ہی اُس
کنوین کی طہارت ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اونٹ یا بکری کی مینگنیان اگر کنوین مین گرین تو جبتک وہ بہت نہون تب تک
کنوان نجس نہین ہوتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور امام ابوحنیفہ رح کا قول یہ ہی کہ بہت وہ ہی جسکو
دیکھنے والا بہت سمجھے اور کم وہ ہی جسکو دیکھنے والا کم سمجھے اسی پر اعتماد ہی یہ تبیین مین لکھا ہی بہت وہ ہین کہ کوئی
ڈول لینے خالی نہو اور جو ایسا نہو تو کم ہین یہی صحیح ہی یہ امام سرخسی کی شرح مبسوط اور نہایہ مین لکھا ہی اور
جامع صغیر مین ہی کہ صحیح یہ ہی کہ ثابت اور ٹوٹی اور تر اور خشک مین کچھ فرق نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اس حکم مین
لید اور گوبر اور مینگنی مین کچھ فرق نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور جنگل اور شہر کے کنوؤن مین کچھ فرق نہین یہ تبیین
مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی اسلیے کہ ضرورت کبھی شہر مین پڑتی ہی جیسے حمامون مین اور مسافرخانون مین یہ محیط مین
لکھا ہی اگر کنوین مین کوئی بکری یا کتا یا آدمی مرے یا کوئی جانور پھول جاوے یا پھٹے بڑا جانور ہو یا چھوٹا جانور تو سارا پانی
نکالا جاویگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر اُسکے بال گر جاوین تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر بکری کے
برابر کوئی جانور گر جاوے اور زندہ نکال لیا جاوے تو صحیح یہ ہی کہ اگر وہ نجس العین نہین ہی اور اُسکے بدن پر کوئی
نجاست بھی نہین اور اُسکا منھہ بھی پانی مین داخل نہین ہوا تو نجس نہین ہوگا اور اگر اُسکا منھہ پانی مین داخل ہوا تو اُسکے
جھوٹے کا حکم جاری ہوگا پس اگر جھوٹا اُسکا پاک ہی تو پانی پاک ہی اور نجس ہی تو پانی نجس ہوگا اور کل نکالا جائیگا اور
اگر جھوٹا اُسکا مشکوک ہی تو پانی بھی مشکوک ہوگا اور کل نکالا جائیگا اور اگر جھوٹا اُسکا مکروہ ہی تو پانی مکروہ

ہی

ہی اُسکا نکالنا مستحب ہی - اور اگر وہ جانور نجس العین ہی جیسے سور تو پانی نجس ہوجائیگا اگرچہ مُنھ اُسکا پانی مین داخل نہوا
ہو اور صحیح یہ ہی کہ کتا نجس العین نہین ہی جب تک اُسکا مُنھ نہ داخل ہوا ہو پانی نجس نہین ہوتا یہ تبیین مین لکھا
ہی اور یہی حکم ہی اُن سب جانورون کا جن کا گوشت نہین کھایا جاتا جیسے درندے وحشی اور پرند اگر وہ زندہ
نکل آوین اور مُنھ انکا پانی مین نہ پہونچے تو صحیح یہ ہی کہ پانی نجس نہین ہوتا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مردہ کا غسل سے
پہلے اور بعد نجس ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی مسلمان مردہ اگر کنوین مین گرجائے اگر قبل غسل کے گریگا تو پانی خراب ہوجائیگا
اور اگر بعد غسل کے گریگا تو پانی خراب نہوگا یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - بچہ اگر پیدا ہوتے وقت رووے اور
پھر مرجاوے تو حکم اُسکا بڑے آدمی کا سا ہی اگر غسل کے بعد کنوین مین گریگا تو پانی خراب نہوگا اور اگر نہ رووے
تو اگرچہ کئی بار غسل دینے کے بعد کنوین مین گرے تب بھی پانی خراب ہوجائیگا - اگر شہید تھوڑے پانی مین گرے تو
پانی خراب نہوگا اور اگر اُس سے خون بہیگا تو پانی خراب ہوجائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - جب کنوین کا
کل پانی نکالنا واجب ہو لیکن اُسمین سوت جاری ہونے کے سبب سے کل پانی نہ نکل سکے تو دوسو ڈول نکالے
جائین یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی آسان ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ ایسے دو آدمیون سے
پوچھا جاویگا جنکو پانی کی مقدار مین نظر ہوا ورجسقدر پانی وہ کنوین مین بتائین اُسقدر نکالا جاوے اور یہی حکم فقہ
کے موافق ہی یہ کافی مین ہی اور مبسوط مین جو امام سرخسی کی تصنیف ہی اور تبیین مین لکھا ہی اگر کوئی مرغی یا بلی یا کبوتر یا ممولا
اُسمین اور جانور مرجاوے لیکن نہ پھولے نہ پھٹے تو چالیس یا پچاس ڈول نکالے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور
یہی ظاہر تر ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اگر کنوین مین چوہا یا چڑیا مرجاوے اور مردہ نکلے لیکن پھولے نہین تو اُسکے
نکال لینے کے بعد بیس سے تیس ڈول تک نکالے جاوینگے یہ محیط مین لکھا ہی - اور چوہے کے نکال لینے سے پہلے
جو پانی نکالا جاوے اسکا اعتبار نہین یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اسمین کچھ فرق نہین کہ چوہا کنوین کے اندر مرے
یا کنوین کے باہر مرے پھر اسمین ڈال دیا جاوے اور تمام حیوانات کا یہی حکم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی
اگر چوہے کی دم کاٹ کر پانی مین ڈال دی جاوے تو تمام پانی نکالا جاویگا اور اگر کٹاؤ کی جگہ موم لگا یا جاوے
تو اُسی قدر پانی نکالنا واجب ہوگا جسقدر چوہے مین واجب ہوتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اور اگر اُسمین
سوسمار گر کر مرگیا تو ایک روایت مین بیس یا تیس ڈول نکالے جاوینگے - اگر سام ابرص کنوین
مین گر کر مرجاوے تو ظاہر روایت مین بیس ڈول نکالے جاوینگے اور ممولہ چوہے کے حکم مین ہی اور
ورشان جو ایک جانور ہوتا ہی وہ بلی کے حکم مین ہی اور اُسکے گرنے سے چالیس یا پچاس ڈول نکالے
جاوینگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور جو چوہے اور مرغی کے درمیان مین ہو وہ چوہے کے
حکم مین ہی اور جو مرغی اور بکری کے بیچ مین ہو وہ مرغی کے حکم مین ہی یہی ظاہر الروایۃ ہی یہ تاتارخانیہ مین
لکھا ہی اور اسی طرح ہمیشہ اُسکا حکم چھوٹے جانور کا ہوتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی کنوین کے
پاک ہونے سے ڈول اور رسی اور چرخ اور کنوین کا گرداگرد اور ہاتھ بھی پاک ہوجاتا ہی یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی - اگر کنوین مین کوئی نجس لکڑی یا نجس کپڑے کا ٹکڑا گر پڑے اور اُسکا نکالنا ممکن نہو یا غائب
ہوجائے تو اُس کنوین کے پاک ہونے کے ساتھ وہ کپڑا اور لکڑی بھی پاک ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی

کسی کنوین مین سے بیس ڈول نکالنا واجب تھے اسمین سے پہلا ڈول نکال کر ایک پاک کنوین مین ڈال دیا تو اس کنوین مین سے بھی بیس ڈول نکالے جاوینگے - اور اس مسئلہ مین اصل یہ ہو کہ دوسرا کنوان بھی اسی قدر ڈولون سے پاک ہوتا ہو جسقدر ڈولون سے پہلا کنوان پاک ہوگا جسوقت اسمین سے وہ ڈول نکالا گیا تھا جو دوسرے کنوین مین ڈالا گیا - اگر دوسرا ڈول ڈالا جائیگا تو انیس ڈول نکالے جاوینگے اگر دسوان ڈول ڈالا جائیگا تو ابو حفص رح کی روایت کے بموجب گیارہ ڈول نکالے جاوینگے اور یہی اصح ہو یہ بدائع مین لکھا ہو - اگر ایک کنوین مین سے چوہا نکال کر دوسرے کنوین مین ڈالا گیا اور پہلے کنوے مین سے بیس ڈول بھی نکال کر دوسرے کنوین مین ڈال دیے گئے تو اب دوسرے کنوین مین سے اس چوہے کو نکال کر بیس ڈول نکالنا واجب ہونگے جیسے پہلے کنوین کا حکم تھا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - دو کنوین ایسے تھے کہ جنمین دونون سے بیس ڈول نکالنا واجب تھے اور ایک مین سے بیس ڈول نکالے گئے اور دوسرے مین ڈالے گئے تب بھی اسمین سے وہی بیس ڈول نکالنا واجب ہونگے اور اگر ایک کنوین مین سے بیس ڈول نکالنا واجب تھے اور دوسرے مین چالیس ڈول نکالنا واجب تھے پس جسقدر ایک کنوین مین سے نکالنا واجب تھا وہ اسمین سے نکالکر دوسرے کنوین مین ڈالا گیا تو دوسرے مین سے چالیس ڈول نکالے جاوینگے اور اصل اسمین یہ ہو کہ یہ دیکھینگے کہ جس کنوین مین سے پانی نکالا گیا اسمین سے کسقدر ڈول نکالنا واجب تھے اور جسمین وہ ڈالا گیا اسمین سے کسقدر ڈول نکالنا واجب تھے اگر دونون مین سے برابر ڈول نکالنا واجب تھے تو اسی قدر رہینگے اور اگر ایک کے زیادہ تھے تو کم اس زیادہ مین داخل ہوجاوینگے اور اسی طرح ہو یہ کہ اگر تین کنوین ہون اور ہر ایک مین سے بیس ڈول نکالنا واجب ہون اور دو کنوون مین سے جسقدر پانی نکالنا واجب تھا وہ نکال کر تیسرے کنوین مین ڈال دیا تو تیسرے کنوین مین سے چالیس ڈول نکالے جاوینگے یہ بدائع مین لکھا ہو - اور اگر اسمین ایک کنوین مین سے نکال کر بیس ڈول ڈالین اور دوسرے مین نکالکر دس ڈول ڈالین تو تیس ڈول نکالے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - اور اگر ایک مین سے بیس ڈول نکالنا واجب ہون اور دوسرے مین سے چالیس اور دونون مین جسقدر پانی نکالنا واجب تھا وہ نکال کر تیسرے پاک کنوین مین ڈال دیا تو تیسرے مین سے چالیس ڈول نکالے جاوینگے اسی اصل کے بموجب جو ہم اول بیان کر چکے ہین اور اگر ایک کنوین مین سے چالیس ڈول نکالنا واجب تھے اسمین ایک ڈول نکال کر اس کنوین مین ڈال دیا جسمین سے بیس ڈول نکالنا واجب تھے تو چالیس ڈول نکالے جاوینگے یہ بدائع مین لکھا ہو - اور نوادر مین ہو کہ ایک چوہا ایک مٹکے مین مر گیا اور اس مٹکے کا پانی ایک کنوین مین ڈال دیا گیا تو امام محمدؒ کا یہ قول ہو کہ اس کنوین کا اسقدر پانی نکالا جاویگا کہ اس مٹکے کے پانی سے جو اسمین ڈالا گیا ہو اور بیس ڈول سے زیادہ ہو یہی اصح ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - اور فتاوے مین ہو کہ اگر ایک قطرہ اس مٹکے کے پانی سے کنوین مین ڈال دیا یا دسے تو اسمین سے بیس ڈول نکالے جاوینگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - اور اگر چوہا مٹکے مین پھٹ جاوے اور ایک قطرہ اسکے پانی مین سے کنوین مین ڈال دیا جاوے تو اس کنوین کا سارا پانی نکالا جاویگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو - اگر پانی کا کنوان نجاست کے چہچہ کے قریب ہو تو وہ پاک ہو جب تک اسکا مزہ یا رنگ یا بو نہ بدلے یہ ظہیریہ مین لکھا ہو اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک چند گزون کے فاصلہ کا اعتبار نہین اگر نجاست کا کنوان دس گز کے فاصلہ پر ہو اور وہان

اثر اسکا پانی کے کنوین مین آوے تو پانی کا کنوان نجس ہوجاویگا اور اگر ایک گز کے فاصلہ پر ہو اور اثر نہ آوے تو پانی کا کنوان پاک ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کنوے مین سے چوہا پایا اور کوئی جانور بلا اور یہ معلوم نہین کہ کب گرا تھا اور پھولا بھی نہین تو اگر اسکے پانی سے وضو کیا تھا تو ایک دن رات کی نماز لوٹا دینگے اور جس جس چیز کو وہ پانی لگا تھا اسکو دہو دینگے اور اگر پھول گیا تھا یا پھٹ گیا تھا تو تین رات دن کی نمازین پھیرینگے یہ امام ابوحنیفہ رح کا قول ہی اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کا یہ قول ہی کہ کسی نماز کو نہ پھیرینگے جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کب گرا تھا یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اور اگر اسکے گرنے کا وقت معلوم ہوجاوے تو اسپر اجماع ہی کہ اسی وقت سے وضو اور نمازین پھیرینگے اور اگر اسی پانی سے آٹا گوندھا گیا تھا تو استحسان یہ ہی کہ اگر وہ جانور جو کنوے سے نکلا پھٹا ہوا تھا تو تین دن سے جو آٹا اس کنوے کے پانی سے گوندھا ہی وہ نہ کھاوینگے اور اگر نہ پھٹا تھا تو ایک دن سے جو آٹا اس کنوے کے پانی سے گوندھا ہی وہ نہ کھاوینگے یہی قول اختیار کیا ہی امام ابوحنیفہ رح نے یہ محیط مین لکھا ہی - دوسرے وہ کہ جس مین پانی نکالنا مستحب ہی اگر کنوین مین چوہا گر جاوے تو بیس ڈول نکالنا مستحب ہی اور بلی اور مرغی مین جو چھوٹی پھرتی ہو چالیس ڈول نکالنا مستحب ہین اسلیے کہ ان جانورون کا جھوٹا مکروہ ہی اور اکثر یہ ہوتا ہی کہ پانی گرنے والے جانور کے منھ تک پہونچتا ہی یہان تک کہ اگر یقین ہوجاوے کہ پانی ان حیوانات کے منھ تک نہین پہونچا تو کچھ پانی نہ نکالا جاویگا - اور اگر مرغی چھوٹی نہ پھرتی تھی تو کچھ پانی نہ نکالا جاوے یہ سارے مسائل ظاہر الروایۃ کے ہین جہان پانی نکالنا مستحب ہی وہ بیس ڈول سے کم نہین اور اسی طرف کو اشارہ کیا ہی امام محمد نے نوادر مین جو ابراہیم نے انسے روایت کی ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور مکروہ پانی سے دس ڈول نکالنا چاہیین یہ خلاصہ اور نہایہ اور فتح القدیر مین لکھا ہی - اور بدائع مین فتاوے سے نقل کیا ہی کہ اگر بکری گرے اور زندہ نکلے تو اطمینان قلب کے واسطے بیس ڈول نکالنا چاہیین نہ پاک کرنے کے واسطے یہان تک کہ اگر نہ نکالے اور وضو کرے تو جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی

دوسری فصل ان چیزون کے بیان مین جنسے وضو جائز نہین

خربوزہ اور ککڑی اور کھیرے اور گلاب کے پانی سے وضو جائز نہین اور نہ کسی شربت سے اور سوا اسکے اور پتلی چیزون سے جیسے سرکہ یہ فتاوے قاضی مین لکھا ہی اور نہ نمک کے پانی سے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور صابون کے پانی اور اشنان کے پانی سے بھی وضو جائز نہین اگر اسکا پتلا پن جاتا رہے اور گاڑھا ہوجاوے - اور اگر پتلا پن اور لطافت اسکی باقی ہے تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اس پانی سے بھی وضو جائز نہین جو انگور کے درختون سے نکلے یہ کافی اور محیط اور فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی اوجہ ہی یہ بحر الرائق اور نہر الفائق مین لکھا ہی اور اسی مین زیادہ احتیاط ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہی - اگر پانی مین خزان کے موسم مین پتون کے گرنے سے اسکا مزہ یا رنگ یا بو بدل جاوے تو ہمارے عامہ اصحاب کے نزدیک اس سے وضو جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور زعفران اور زردچوب اور کسم کے پانی سے وضو جائز ہی اگر پتلا ہو اور پانی غالب ہو - اور اگر سرخی غالب ہو اور گاڑھا ہوجاوے تو اس سے وضو جائز نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر پھٹکری یا عفص پانی مین ڈالا جاوے تو اس سے وضو جائز ہی بشرطیکہ نگینے مین اسکے نقش ظاہر نہون اور اگر ظاہر ہونگے تو نہین جائز ہوگا یہ بحر الرائق مین تجنیس سے نقل کیا ہی

اور اگر ذرا پانی یا مٹی یا لو یا گچ یا چونے کے ملنے سے یا بہت دنون تک رہنے سے متغیر ہو جاوے تو اُس سے
وضو جائز ہی یہ ہدایع مین لکھا ہی اور اگر سیل کے پانی سے وضو کرے تو جائز ہی اگرچہ اُسین بالو ملا ہو جبکہ پانی غالب ہو
اور پتلا ہو یعنی پانی ہو یا کھاری پانی اور اگر پانی بند ہو جاوے جیسے گیلی مٹی تو اس سے وضو جائز نہین اور اسی طرح
وضو اُس پانی سے جائز ہی جسمین چنے یا باقلا بھگوئے جاوین اور اُسکا رنگ اور مزہ بدل جاوے لیکن اُسکا پتلا پن جاتا
رہے اگر اسمین چنے یا باقلا بھگوئے جاوین اور باقلا کی بو آجاوے تو اس سے وضو جائز نہین یہ فتاوی قاضی
خان مین لکھا ہی اگر پانی مین ایسی چیز پکائی جاوے جس سے اُسکا ستھرا کرنا مقصود ہو جیسے اشنان اور صابون
تو بالاجماع اُس سے وضو جائز ہی لیکن جب وہ بستہ ہو جایگا تو نہین جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر روٹی پانی مین
بھگوئی جاوے اور پانی کا پتلا پن باقی رہے تو اس سے وضو جائز ہی اور اگر بستہ ہو جاوے تو جائز نہین یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی۔ نزے پانی مین جب اور پاک بہتی ہوئی چیزین ملین جیسے سرکا اور دودھ اور نبیذ کا زلال اور
مثل اُسکے اور کچھ اسطرح ملجاوین کہ اب اسکا نام پانی نرہے تو اس سے وضو جائز نہین پھر اس بات کو
دیکھنا چاہیے کہ اگر جو چیز پانی مین ملی ہی اُسکا رنگ پانی کے رنگ کے مخالف ہی جیسے دودھ اور کسم کا پانی اور زعفران
وغیرہ تو غلبہ کا اعتبار رنگ سے کیا جاویگا اور اگر وہ رنگ مین مخالف نہین اور مزے مین مخالف ہی جیسے سپید انگور
کا افشردہ اور اُسکا سرکہ تو مزے کا اعتبار کیا جاویگا اور اگر رنگ اور مزے دونون مین مخالفت نہین تو یہ دیکھا جایگا
کہ مقدار مین کون زیادہ ہی اور اگر مقدار مین بھی دونون برابر ہون تو اسکا حکم ظاہر روایت مین مذکور نہین فقہا نے
کہا ہی کہ احتیاطًا اس پانی کو بمقابلہ دوسری چیز کے مغلوب سمجھینگے یہ بدایع مین لکھا ہی امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہی کہ نبیذ
تمر سے یعنے اُس پانی سے جسمین چھوارے بھگوئے گئے ہون وضو کرے اور اسکے ہوتے ہوئے تیمم نہ
کرے یہ جامع صغیر مین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اسی طرح اکثر متون مین اور کتاب الصلوۃ مین لکھا ہی کہ نبیذ
تمر سے وضو کرے اور اسکے ساتھ تیمم بھی کرے تو میرے نزدیک بہتر ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے
اور نبیذ تمر سے کسی حالت مین وضو نہ کرے اور امام محمد کا یہ قول ہی کہ احتیاطًا وضو اور تیمم دونون کو جمع کرے ان دونون
مین سے اگر ایک کو بھی چھوڑیگا تو جائز نہین اور دونون مین کسی کو مقدم کرے اور کسی کو مؤخر کرے تو جائز ہی
یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اسد بن عمرو اور نوح بن ابی مریم اور حسن نے امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت کی ہی
کہ انھون نے امام ابو یوسف رح کے قول کی طرف رجوع کیا اور صحیح یہی آخر قول امام ابوحنیفہ رح کا ہی موافق قول ابو یوسف
کے یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جو امام قاضی خان کی تصنیف ہی اور فتوی ابو یوسف رح کے قول پر ہی یہ عینی شرح کنز
مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب وہ میٹھا ہو اور مائل بہ ترشی ہو لیکن جب اُسمین جوش آجاوے یا وہ سخت ہو جاوے یا اُسپر
جھاگ آجاوین تو اُس سے بالاتفاق وضو جائز نہین اسلیے کہ اُسمین نشا ہوگا یہ بیان اُسکا ہی اگر وہ کچا ہو یہ
شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر تھوڑا سا پکایا جاوے تو اس سے وضو جائز ہی خواہ میٹھا ہو خواہ تلخ ہو خواہ نشا
لانے والا ہو اور یہی اصح ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین مفید اور مزید سے نقل کیا ہی ابو طاہر دباس نے کہا ہی کہ اس سے
وضو جائز نہین اور یہی اصح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور مفید اور
مزید مین مذکور ہی کہ اگر پانی مین چند چھوارے ڈال دیے جاوین اور وہ میٹھا ہو جاوے لیکن پانی کا

اسپر سے جاتا نہ رہے اور وہ پتلا بھی ہو تو اس سے وضو جائز ہی اسمین ہمارے اصحاب کا خلاف نہین یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اسکے سوا اور چیزون کے زلال سے وضو جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اسی طرح جب زلال چھاج کی طرح گاڑھا ہو جاوے تو اس سے وضو جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی - نبیذ سے غسل کرنے مین ہمارے مشائخ کا اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ اس سے وضو جائز ہی یہ شرح مبسوط مین لکھا ہی اور یہی کافی اور فتاوی عتابیہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور مفید مین ہی کہ اصح یہ ہی کہ اس سے نہانا جائز نہین اسلیے کہ دونون ناپاکیون مین سے غسل ہونے کی ناپاکی بڑھکے ہی اور ضرورت غسل کی بہ نسبت وضو کے کم ہوتی ہی پس غسل کا وضو پر قیاس نہین ہوسکتا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور جامع صغیر حسامی مین ہی کہ یہی اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور نبیذ تمر سے اگر وضو یا غسل کرے تو اسمین نیت شرط ہی جیسے تیمم مین نیت شرط ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر نرا پانی ہو جو وہ ہو تو اس سے وضو جائز نہین - اور اگر اس سے وضو کیا پھر نرا پانی مل گیا تو وضو ٹوٹ گیا یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی - اگر مرد پانی پر قادر ہوا تو نبیذ تمر سے وضو کرے اور اگر مشکوک پانی پر اور نبیذ تمر پر اور مٹی پر قادر ہوا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نبیذ تمر سے وضو کرے اور سے نہ کرے اور امام ابویوسف کے نزدیک مشکوک پانی سے وضو کرے اور تیمم کرلے اور نبیذ تمر سے وضو نہ کرے اور امام محمد کے نزدیک تینون کو جمع کرے ایک کو بھی چھوڑیگا تو جائز نہین اور آگے پیچھے ہونا انکا برابر ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - ہمارے اصحاب اس بات پر متفق ہین کہ مستعمل پانی پاک کرنے والا نہین اور اس سے وضو جائز نہین اور اسکے پاک ہونے مین اختلاف ہی امام محمد کا قول ہی کہ وہ پاک ہی اور یہی روایۃ ہی امام ابوحنیفہ سے اور اسی پر فتوے ہی یہ محیط مین لکھا ہی جس پانی سے حدث دور کیا جاوے یا وہ عبادت کے لیے صرف کیا جاوے تو صحیح یہ ہی کہ جسوقت وہ عضو سے جدا ہوا مستعمل ہو گیا یہ ہدایہ مین لکھا ہی - برابر ہی کہ چھوٹا حدث ہو یا بڑا ہو یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر دونون بازو دھوئے اور کسی آدمی نے انکے نیچے ہاتھ لیجا کر اس پانی سے دھویا تو یہ جائز نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر بے وضو نے یا جنب نے یا حیض والی عورت نے جو پاک ہو چکی ہو پانی لینے کے لیے اپنا ہاتھ پانی مین داخل کیا تو ضرورت کی وجہ سے وہ پانی مستعمل نہین ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اسی طرح اگر مٹکے مین کوزہ گر گیا اور اسکے نکال لینے کے لیے کہنی تک ہاتھ اسمین ڈالا تو بھی مستعمل نہین ہوگا لیکن اگر ٹھنڈا کرنے کے لیے ہاتھ یا پاؤن برتن مین ڈالا تو وہ پانی مستعمل ہو جاویگا ضرورت نہونے کے سبب سے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور امام ابویوسف سے یہ روایت مشہور ہی کہ پانی کے مستعمل ہونے کے لیے پورے عضو کا داخل ہونا ضرور ہی یہ محیط مین لکھا ہی - ایک انگلی یا دو انگلیون کے داخل ہونے سے پانی مستعمل نہین ہوتا اور ہتھیلی کے داخل ہونے سے مستعمل ہو جاتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر جنب ڈول کے ڈھونڈھنے کے لیے کنوئین مین غوطہ لگا وے تو امام ابویوسف رح کے نزدیک انکی جنابت اسی طرح باقی رہتی ہی اور پانی بھی اپنی حالت پر رہتا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک دونون پاک ہین - اور امام ابوحنیفہ رح سے ایک روایت یہ ہی کہ دونون نجس ہین اور ایک یہ ہی کہ آدمی پاک ہو جاتا ہی اسلیے کہ پانی بدن سے جدا ہونے سے پہلے مستعمل نہین ہوتا اور یہ روایت زیادہ موافق ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی تبیین مین - اور اگر نماز کے لیے نہانے کو غوطہ لگایا تو بالاتفاق پانی خراب ہو جاویگا یہ نہایہ مین لکھا ہی - اگر

حیض والی عورت کنوئین مین گر جائے اگر خون بند ہونے کے بعد گری ہی اور اب اسکے اعضا پر نجاست بھی نہین تو اُسکا حکم مثل جنب کے ہی اور اگر خون بند ہونے سے پہلے گری ہی تو وہ مثل پاک شخص کے ہی اسلیے کہ اُس گرنے کے سبب سے وہ حیض سے نکل نہ جاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور یہی لکھا ہی فتاوے قاضی خان مین اگر اعضاے وضو کے سوا اور کسی کو دھووے جیسے ران کو یا پہلو کو تو اصح یہ ہی کہ پانی مستعمل نہوگا اور اعضاے وضو کو دھو ویگا تو مستعمل ہوجاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور اگر ٹھنڈ لانے کے لیے سر کو بھگویا اور وہ باوضو تھا تو وہ پانی مستعمل نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر کسی پاک شخص نے مٹی یا آٹا یا میل چھوڑانے کے لیے وضو کیا یا پاک شخص ٹھنڈا ہونے کے واسطے نہایا تو پانی مستعمل نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - بے وضو اگر ٹھنڈا ہونے کے واسطے یا دوسرے کو سکھانے کے واسطے وضو کرے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک پانی مستعمل ہوگیا اور امام محمدؒ کے نزدیک مستعمل نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - جامع صغیر حسامی مین ہی کہ لڑکے کے وضو کرنے سے بھی آیا پانی مستعمل ہوجاتا ہی مختار یہ ہی کہ اگر لڑکا سمجھ والا ہی تو پانی مستعمل ہوجاتا ہی ورنہ مستعمل نہین ہوتا یہ مضمرات مین لکھا ہی - اگر کھانا کھانے کے واسطے یا کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے تو پانی مستعمل ہوجاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر عورت نے اور کے بال اپنے بالون مین ملائے تھے پھر وہ ملائے ہوئے بال دھوئے تو پانی مستعمل نہوگا یہ سراج الوہاج اور ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر مقتول کا سر دھویا جو اُسکے بدن سے جدا ہوگیا تھا تو پانی مستعمل ہوجاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر جنب نے غسل کیا اور کچھ پانی اُسکے غسل کا برتن مین ٹپک گیا تو برتن کا پانی خراب نہوگا لیکن اگر پانی اُسکے بدن پر خوب بہ کر برتن مین پہونچا تو خراب ہوجاویگا اور اسی طرح حمام کا حوض بھی امام محمدؒ کے قول کے بموجب خراب نہین ہوتا جب تک کہ مستعمل پانی اُسپر غالب نہوجاوے یعنی پاک کرنے کی صفت اُسمین سے نہین کھوتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - میت کے دھونے سے جو پانی بہے وہ نجس ہی امام محمدؒ نے اصل مین اسکو مطلق بیان کیا اور اصح یہ ہی کہ اگر اُسکے بدن پر نجاست نہین ہی تو پانی مستعمل نہوگا مگر امام محمدؒ نے اسکو مطلقًا اسواسطے کہا ہی کہ میت اکثر نجاست سے خالی نہین ہوتی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر سرکے سے یا گلاب کے پانی سے وضو کیا تو سب کا یہ قول ہی کہ وہ مستعمل نہین ہوتا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - مستعمل پانی اگر کنوئین مین گر جاوے تو اُسکو خراب نہین کرتا مگر جب اُس پر غالب ہوجاوے تو خراب کرتا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور انہین مسائل سے ملتے ہوے یہ مسئلے ہین - ہر شی کے پسینے مین اسکے جھوٹے کا اعتبار کیا جاتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - گدھے اور خچر کا پسینہ یا لعاب اگر تھوڑے پانی مین گر یگا تو اُسکو خراب کردیگا اگرچہ تھوڑا گرے یہ محیط مین لکھا ہی - کپڑے کو اگرچہ بہت سا لگ جاوے تو بھی ظاہر روایت مین جواز صلوۃ سے مانع نہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی - جھوٹا آدمی کا پاک ہی اور اسی حکم مین شامل ہی جنب اور حیض والی عورت اور نفاس والی عورت اور کافر مگر شراب پینے والا اور جسکے منہ مین سے خون نکلتا ہو اگر وہ اُسی وقت پانی پیئین تو اُنکا جھوٹا نجس ہوگا اور اگر کئی بار تھوک نگلین تو صحیح قول کے بموجب منہ پاک ہوجاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر شراب پینے والے کی مونچھین لمبی لمبی ہون تو پانی نجس ہوجاویگا اگرچہ ایک ساعت کے بعد پانی پیئے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی عورت کا جھوٹا اجنبی مرد کو جیسے اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کو مکروہ ہی لیکن وہ ناپاک ہونے کی وجہ سے نہین بلکہ لذت پانے کی وجہ سے ہی یہ نہر الفائق

مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ گھوڑے کا جھوٹا بالاجماع پاک ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی - اسی طرح جھوٹا اُن چرند اور پرند
جانورون کا جنکا گوشت کھایا جاتا ہی پاک ہی مگر چھوٹی ہوئی مرغی اور اونٹ اور بیل جو نجاست کھاتے ہون انکا جھوٹا
مکروہ ہی یہان تک کہ اگر مرغی اس طرح قید ہو کہ اُسکی چونچ اُسکے پاؤن کے نیچے نہ پہونچتی ہو تو مکروہ نہین
اور اگر پہونچتی ہو تو چھوٹی ہوئی مرغی کے حکم مین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور جھوٹا ان جانورون کا جن کا خون بہتا نہین
ہی پانی مین رہتے ہون یا سوا اُنکے ہون پاک ہین یہ تبیین مین لکھا ہی - اور جو کیڑے گھرون مین رہتے ہین جیسے سانپ
اور چوہا اور بلی اُنکا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہی یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور مکروہ ہی کہ کسی کے ہاتھ بلی
چاٹے اور وہ اُسکے دھونے سے قبل نماز پڑھے اور مکروہ ہی کہ بلی کا جھوٹا کھانا کھائے یہ تبیین مین لکھا ہی -
اور یہ مالدار کے لیے مکروہ ہی اسلیے کہ وہ اور کھانا بدل سکتا ہی لیکن فقیر کے لیے ضرورت کی وجہ سے مکروہ نہین
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر بلی نے چوہا کھایا اور اسی وقت پانی پیا تو وہ پانی نجس ہو جائیگا اور اگر ایک دو ساعت
ٹھہر کر پیا تو نجس نہین ہوگا یہ صحیح ہی یہی ظہیریہ مین لکھا ہی - درندون پرندون کا جھوٹا مکروہ ہی اور امام ابو یوسف رح سے
یہ روایت ہی کہ اگر وہ اسطرح قید ہون کہ اُنکا مالک جانتا ہو کہ اُنکی چونچ پر کوئی نجاست نہین تو مکروہ نہین اور اسی روایت
کو مشائخ نے مستحسن سمجھا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اسی طرح اُن پرند جانورون کا جھوٹا جنکا گوشت نہین کھایا جاتا پاک اور
مکروہ ہی بطور استحسان کے یہ مبسوط مین لکھا ہی - اگر اچھے پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو کرے تو
مکروہ ہی اور اچھا پانی نہو تو مکروہ نہین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی - کتے اور سور اور درندے چوپایون کا جھوٹا نجس
ہی یہ کنز مین لکھا ہی - پانی کے مٹکے سے پانی ٹپکتا ہو بس اگر کتا اس مٹکے کو چاٹے تو وہ پانی جو اُس مٹکے مین ہی
پاک ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - کتے کے چاٹنے سے برتن تین بار دھو دے یہ ہدایہ مین لکھا ہی خچر اور گدھے
کا جھوٹا مشکوک ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ پاک ہی اور شک اسمین ہی کہ وہ اور کو بھی پاک کرتا ہی یا نہین یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی قول ہی جمہور کا یہ کافی مین لکھا ہی - اگر ان دونون کے سوا اور پانی نہین تو دونون سے
وضو کرے اور تیمم کرے اور ان دونون مین سے جسکو مقدم کریگا جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور دونون
مین سے ایک پر اکتفا جائز نہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور ہمارے نزدیک افضل یہ ہی کہ وضو کو مقدم کرے اور
دھو دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اگر گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کرتا ہی تو وضو کی نیت مین اختلاف ہی اور زیادہ
احتیاط اسمین ہی کہ نیت کر لے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اگر گدھے کا جھوٹا پانی مین گر جائے تو اس سے وضو جائز
ہی جب تک کہ اُسپر غالب نہو جائے جیسے مستعمل پانی کا حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - چمگادڑ کے پیشاب اور
بیٹ سے پانی اور کپڑا خراب نہین ہوتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور جسمین خون جاری نہین وہ پانی مین
مر جاوے تو پانی نجس نہین ہوتا جیسے مچھر اور مکھی اور بھڑ اور بچھو وغیرہ اور پانی کے جانورون کے پانی مین مرنے سے
بھی پانی خراب نہین ہوتا جیسے مچھلی اور مینڈک اور کیکڑا - اور پانی کے سوا اور چیز مین مرے تو بعض کا قول یہ ہی کہ
مچھلی کے سوا اور چیز کے مرنے سے وہ خراب ہو جاتی ہی اور بعض کا قول یہ ہی کہ خراب نہین ہوتی اور یہی صحیح
ہی - اور دریائی مینڈک اور زمین کے مینڈک برابر ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی ابو القاسم الصفار نے کہا ہی
کہ یہی قول ہم اختیار کرتے ہین یہ مضمرات مین لکھا ہی - اور صحیح یہ ہی کہ اسمین فرق نہین کہ پانی مین مرے یا

باہر رہے پھر پانی مین ڈال دین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اگر پھول جاوے تب بھی یہی حکم ہی مگر وہ پانی پینا مکروہ ہوتا ہی
اسلیے کہ اُسکے اجزا پانی مین ملجاتے ہین اور اُسکا کھانا جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور پانی کے وہ جانور ہین جنکی
پیدایش اور رہنے کی جگہ پانی ہو اور اُنسے جدا ہین وہ جانور جو پانی مین رہین مگر پانی مین پیدا انہون اُنسے پانی خراب
ہوجاتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر غبار نجس پانی مین گرجائے تو اُسکا اعتبار نہین مٹی کا اعتبار ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اگر
لکڑی مین نجاست یا گوبر لگ جاوے اور جل کر راکھ ہوجاوے اور تھوڑے پانی مین گرجاوے تو امام محمد رح کے
نزدیک پانی خراب نہوگا اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ مردار کے بال اور ہڈی پاک ہی اور اسی حکم مین ہی پٹھا اور
کھر اور سم اور چرا ہوا سم اور سینگ اور پشم اور اون اور پر اور دانت اور چونچ اور ناخن اور اسی حکم مین ہی آدمی
کے بال اور ہڈی اور یہی صحیح ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی یہ جب ہی کہ بال منڈے ہوے ہون یا کٹے ہوے
ہون لیکن اگر اکھڑے ہوے ہون تو نجس ہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور جو مردہ جانور کا اور
وہ جو اُسکے شکم مین ہو اور باہر نکلے ہوے انڈے کا چھلکا اور بچا جو ماں کے پیٹ سے گر گیا ہو اور ابھی
تر ہو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور مشک کا نافہ اگر ایسا ہو کہ پانی پہونچنے
سے خراب نہو تو پاک ہی اور راجح یہ ہی کہ وہ ہر حالت مین پاک ہی اور ذبح کیے ہوے جانور کا بھی بالاتفاق پاک ہی
یہ تبیین مین لکھا ہی۔ خنزیر کے تمام اجزا نجس ہین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اگر مردار کی ہڈی کنوئین مین گرجاوے
اور اُسپر گوشت یا چکنائی لگی ہو تو نجس ہوجائیگا ورنہ نجس نہوگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ اگر آدمی کا چمڑا یا اُسکا چھلکا پانی
مین گرے اگر وہ تھوڑا ہو جیسے پاؤن کے تسگافون مین سے اُترتا ہی یا مثل اسکے ہو تو اس سے پانی خراب نہین ہوتا
اور اگر بہت ہو یعنی ناخن کے برابر ہو تو پانی خراب ہوجاتا ہی اور ناخن کے گرنے سے پانی خراب نہین ہوتا یہ خلاصہ مین لکھا ہی
جس چمڑے کی حقیقی دباغت کیجاوے دواؤن سے یا حکمی دباغت کیجائے یعنی مٹی لگا کر یا دھوپ مین سکھا کر یا ہوا مین
ڈال کر تو پاک ہوجاویگا اور اُسپر نماز اور وضو اسکے ڈول سے جائز ہوگا مگر آدمی اور سور کے چمڑے کا یہ حکم نہین یہ
زاہدی مین لکھا ہی دباغت حقیقی کے بعد اگر چمڑے کو پانی لگے تو پھر نجس نہین ہوجاتا اور دباغت حکمیہ کے بعد بھی اظہر
یہی ہی کہ پھر نجس نہین ہوتا یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اور جسکا چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہی اسکا چمڑا ذبح سے بھی پاک ہوجاتا
ہی اور اسی طرح خون کے سوا تمام اجزا ذبح سے پاک ہوجاتے ہین یہی مذہب صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ وہ کوزے
جو گھر مین ادھر ادھر اسلیے رکھ دیتے ہین کہ مشکون کا پانی اُنسے نکالین تو اُس سے پانی پینا اور وضو کرنا بھی جائز ہی جب تک
یہ نہ معلوم ہو کہ اُنپر نجاست لگی ہی۔ جو بلی سے بھاگ کر پانی کے پیالے پر ہو کر گذرا تو شمس الائمہ حلوائی نے یہ ذکر کیا
کہ اگر بلی نے اُسکو زخمی کردیا تھا تو پیالہ نجس ہوجائیگا ورنہ نجس نہین ہوگا اور شرح طحاوی مین یہ لکھا ہی کہ ہر صورت مین نجس ہوگا
اسلیے کہ وہ بلی کے خوف سے اکثر پیشاب کر دیتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور آدمی کو ایسے
حوض سے وضو جائز ہی جسمین یہ خوف ہو کہ شاید اسمین نجاست پڑی ہو مگر یقین نہو اور اسپر یہ واجب نہین کہ اُسکا
حال پوچھے اور جب تک اسمین نجاست کا یقین نہو اس سے وضو نہ چھوڑے اسلیے کہ اثر سے بھی ثابت
ہوا ہی۔ یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر اُسکو نجس سمجھتا تھا اور اُس سے وضو کر لیا پھر معلوم ہوا کہ وہ پاک تھا تو اُس سے وضو
جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ درندہ جانور تھوڑے سے پانی پر ہو کے گذرا اگر گمان غالب یہ ہو کہ اُسنے پانی پیا ہی

تو نجس ہو جائیگا ورنہ نجس نہوگا یہ بحر الرائق مین مجتبیٰ سے نقل کیا ہی فتاوی عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر جنگل مین تھوڑا پانی پایا تو اُس سے لیکر وضو کرنا جائز ہی اور اگر اُسکا ہاتھ نجس ہو اور اُسکے ساتھ کوئی چیز بھی نہین جس سے پانی اُسمین سے نکالے تو اپنا رومال پانی مین ڈال دے اور رومال سے پانی ہاتھ پر گریگا تو ہاتھ پاک ہو جائیگا اور اگر اُس پانی کے کنارہ پر علامت کتے کے داخل ہونے کی پائی اگر وہ پانی سے اسقدر قریب ہو جس سے یہ معلوم ہو کہ کتا یہان سے پانی پی سکتا ہی تو وضو نہ کرے اور اگر ایسا نہو تو اُس سے وضو کرنے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر لڑکے اور گاؤن والے ڈول اور رسی پر ہاتھ لگاتے ہون تو ڈول اور رسی پاک ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی جب تک نجاست کا یقین نہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اگر لڑکے نے اپنا ہاتھ یا پاؤن پانی کے کوزے مین ڈال دیا اگر جانتا ہی کہ ہاتھ اُسکا یقینا پاک ہی تو اُس سے وضو جائز ہی اور اگر اُسکا پاک یا ناپاک ہونا نہین جانتا تو مستحب یہ ہی کہ اور پانی سے وضو کرے اور باوجود اسکے اگر اُس سے وضو کر لیگا تو جائز ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص اپنے پاؤن دھو کر اُس پانی مین داخل ہوا جو حمام کے صحن مین گرا ہوا ہی اور پھر باہر نکلا پس اگر اُس حمام مین کسی جنب کا جانا معلوم نہین ہوا تو جائز ہی اگرچہ پھر پاؤن نہ دھوئے اور اگر اُسمین کسی جنب کا نہانا معلوم ہوا تو امام محمد کی روایت کے بموجب پاؤن دھونا لازم نہین اور یہی ظاہر ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر اپنے اعضا رومال سے پوچھے اور رومال خوب بھیگ گیا یا اُسکے اعضا سے کسی کپڑے پر بہت زیادہ پانی ٹپکا تو اُس کپڑے کے ساتھ نماز جائز ہی اسلیے کہ مستعمل پانی امام محمد کے نزدیک پاک ہی اور وہی مختار ہی - اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگرچہ نجس ہی لیکن اس موقع پر ضرورت کی وجہ سے اُسکی نجاست کا اعتبار ساقط ہو جائیگا یہ بدائع مین لکھا ہی مستعمل پانی کا پینا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور جامع الجوامع مین ہی کہ جب تھوڑا پانی نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاوے اگر اُسکے اوصاف یعنے رنگ اور بو اور مزہ بدل جاوے تو اُسکو کسی طرح کام مین نہ لاوے اور مثل پیشاب کے ہوگا اور اگر ایسا نہو تو اس سے جانورون کو پانی پلانا اور مٹی بھگونا جائز ہی مگر وہ مٹی مسجد مین نہ لگائی جاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - جاری پانی مین پیشاب کرنا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - بند پانی مین پیشاب کرنا مکروہ ہی اور یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - حوض مین کسی قسم کا شیرہ جمع ہی اُس مین پیشاب پڑ گیا اگر وہ حوض دہ دردہ ہی تو خراب نہین ہونے کا اور اگر کم ہو ویگا تو خراب ہو جاویگا جیسے بند پانی خراب ہو جاتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی

چوتھا باب تیمم کے بیان مین اور اسمین تین فصلین ہین **پہلی فصل** ان چیزون کے بیان مین جو تیمم مین ضروری ہین - اُن مین سے نیت ہی کیفیت اُسکی یہ ہی کہ ایسی عبادت مقصودہ کی نیت کرے جو بغیر طہارت کے صحیح نہین ہوتی - طہارت کی نیت کرنا یا نماز کے مباح ہونے کی نیت کرنا تایم مقام نماز کے ارادے کے ہی - حدث کے تیمم اور جنابت کے تیمم مین تمیز فرض نہین یہان تک کہ اگر جنب نے بارادہ وضو تیمم کیا تو جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور نصاب مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر جنازہ کی نماز کے لیے یا سجدۂ تلاوت کے لیے تیمم کیا تو جائز ہی کہ اُس سے فرض نماز بھی پڑھ لے اسمین کسی کا اختلاف نہین یہ محیط مین لکھا ہی - اگر زبانی قرآن پڑھنے کے لیے یا قرآن مین دیکھکر پڑھنے کے لیے یا زیارت قبور کے لیے یا دفن میت کے لیے یا اذان کے لیے یا اقامت کے لیے یا مسجد مین داخل ہونے کے لیے یا مسجد سے خارج ہونے کے لیے تیمم کیا یا اس طور کہ مسجد مین

با وضو داخل ہوا تھا پھر وضو ٹوٹ گیا یا قرآن چھونے کے لیے تیمم کیا اور اُسی تیمم سے نماز پڑھی تو تمام علما کے نزدیک جائز نہیں یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اگر سجدہ شکر کے واسطے تیمم کرے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُس تیمم سے فرض نماز نہین پڑھ سکتا اور امام محمد کے نزدیک پڑھ سکتا ہے اسلیے کہ سجدہ شکر امام محمد رح کے نزدیک عبادت ہے اُن دونون کے نزدیک نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - اگر سلام کے واسطے یا سلام کا جواب دینے کے واسطے تیمم کرے تو اُس سے نماز کا ادا کرنا جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اگر تیمم اسواسطے کرے کہ دوسرے کو سکھانا منظور ہے اور نماز کا ارادہ نہین ہے تو تینون اماموں کے نزدیک اُس سے نماز جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - کافر نے اگر مسلمان ہونے کے لیے تیمم کیا اور مسلمان ہوا تو اُسکو اُس تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہین نزدیک امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد کے یہ خلاصہ مین لکھا ہے - بیمار کو دوسرا شخص تیمم کراتا ہے تو نیت مریض پر ہے نہ تیمم کرانے والے پر یہ قنیہ مین لکھا ہے - اور منجملہ ضروریات تیمم کے دو مرتبہ ہاتھ مارنا ہے ایک سے منھ کا مسح ہے اور دوسرے سے دونون ہاتھون کا مسح کہنیون تک یہ ہدایہ مین لکھا ہے - کہنیون کا بھی مسح کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے حلیہ مین ہے کہ اپنے منھ کی کھلی ہوئی کھال پر اور بالون کے اوپر اوپر مسح کرے موافق قول صحیح کے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اور یہی ہے فتح القدیر مین - عذار کا مسح بھی شرط ہے یہی منقول ہے ہمارے اصحاب سے اور آدمی اس سے غافل ہین یہ زاہدی مین لکھا ہے - ہتھیلی پر بھی مسح کرے یا نہین صحیح یہ ہے کہ نہ مسح کرے اور ہاتھ مارنا کافی ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے اگر ایک ہی ضرب سے منھ اور ہاتھون پر مسح کرے تو جائز نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اگر ایک ہاتھ سے منھ کا مسح کیا اور دوسرے ہاتھ سے ایک ہاتھ کا مسح تو منھ اور ہاتھ کا مسح جائز ہوگیا اور دوسرے ہاتھ کے لیے دوسری ضرب لگا دے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر تیمم کا ارادہ کرے اور زمین مین لوٹے اور تمام بدن کو ملے اگر مٹی اُسکے منھ اور ہاتھون اور ہتھیلیون پر پہونچ گئی تو جائز ہے اور نہ پہونچی تو جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے جس شخص کے دونون ہاتھ پہونچون سے کٹ گئے ہون وہ اپنی بانہون پر مسح کرے اور جسکی بانہین بھی کٹ گئی ہون وہ موضع قطع پر مسح کرلے اور کہنیون کے اوپر سے ہاتھ کٹا ہو تو مسح واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر دونون ہاتھ شل ہوجادین تو ہاتھ اپنے زمین پر پھیرلے اور منھ اپنا دیوار پر لگالے یہی کافی ہے اُسکو اور نماز نہ چھوڑے یہ ذخیرہ کی پانچوین فصل مین تھوڑے قبل فصل تیمم کے لکھا ہے - اور اگر تیمم کے لیے ہاتھ مٹی پر مارے اور مسح کرنے سے پہلے حدث ہوا تو مسح اس ضرب سے جائز نہین جسطرح وضو مین بعد غسل بعض اعضا کے حدث ہوجاوے یہی کہا ہے سید ابو شجاع نے - اور قاضی اسبیجابی نے کہا ہے کہ جائز ہے جیسے کسی نے دونون ہاتھون مین پانی لیا تھا اُسوقت حدث ہوا پھر پانی کا استعمال کیا - خلاصہ مین ہے کہ اصح یہ ہے کہ وہ اُس مٹی کا استعمال نہ کرے اسی کو اختیار کیا ہے شمس الائمہ نے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے - اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین پورا لینا ہے اعضا کو ظاہر روایت مین دونون عضوون پر پورا پورا مسح کرنا تیمم مین واجب ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور یہی مختار ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے یہان تک کہ اگر کوئی شخص بھوؤن کے نیچے اور آنکھون کے اوپر مسح نہ کرے تو جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - تیمم مین انگوٹھی اور کنگن کا نکال لینا ضرور ہے یہ خلاصہ مین

لکھا ہی دونون نتھنون کے بیچ مین جو پردہ ہی اُسپر بھی مسح کرے اور اگر انگلیون کے بیچ مین غبار داخل نہین ہوا تو انکا
خلال کرنا واجب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین پاک مٹی ہی۔ تیمم کرے پاک
چیز پر جو جنس زمین سے ہو یہ تبیین مین لکھا ہی - جو چیز ین جل کر راکھ ہو جاوین جیسے لکڑی اور گھانس اور مثل انکے اور جو
چیز پگھل کر نرم ہو جاوے جیسے لوہا اور کانسا اور تانبا اور شیشہ اور سونا اور چاندی اور مثل اُنکے وہ جنس زمین
سے نہین ہین اور جو ایسے نہون وہ جنس زمین سے ہین یہ بدائع مین لکھا ہی پس جائز ہی تیمم مٹی پر اور ریتی پر
اور شورے پر جو زمین سے بنا ہو نہ پانی سے اور گچ پر اور چونے پر اور سرمے پر اور ہرتال پر اور گیرو پر
اور گندھک پر اور فیروزہ پر اور عقیق پر اور بلخش پر اور زمرد پر اور زبرجد پر یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور یاقوت
اور مرجان پر یہ تبیین مین لکھا ہی اور پختہ اینٹ پر بھی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور یہی ہی ظاہر الروایۃ ہی یہ تبیین
مین لکھا ہی - اور مٹی کے پکے ہوے برتن یعنے سفال پر بھی تیمم جائز ہی لیکن اگر اسپر ایسی چیز کا رنگ
ہو جو جنس زمین سے نہین ہی تو جائز نہین یہ خزانۃ الفتاوی مین لکھا ہی - اور پتھر پر تیمم جائز ہی خواہ اُسپر غبار ہو
یا نہو مثلاً دُھلا ہوا ہو یا چکنا ہو خواہ پسا ہوا ہو یا بے پسا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور سرخ مٹی پر اور
سیاہ مٹی پر اور سپید مٹی پر تیمم جائز ہی یہ بدائع مین لکھا ہی - اور زرد مٹی پر تیمم جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور سبز مٹی
پر تیمم جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور تر زمین پر اور گیلی مٹی پر تیمم جائز ہی یہ بدائع مین لکھا ہی - اور اسفیدہ
مردار سنگ پر تیمم جائز ہی جو کان سے نکلے نہ اُسپر جو اور کسی چیز سے بنایا جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی نمک
اگر پانی سے بنا ہو تو بالاتفاق اُسپر تیمم جائز ہی اور اگر نمک پہاڑی ہو تو اُس مین دو روایتین ہین اور دونون
مین سے ہر ایک کی فقہانے تصحیح کی ہی لیکن جواز پر فتوے ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - زمین جل جاوے اور
اُسکی مٹی پر تیمم کرے تو اصح یہ ہی کہ جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر پسے ہوئے موتیون پر یا بے پسے پر تیمم کرے
تو جائز نہین - اگر سونے یا چاندی پر تیمم کرے اگر پگھلے ہوے ہین تو جائز نہین اور اگر پگھلے ہوے نہین ہین اور مٹی
مین ملے ہوے ہین اور غلبہ مٹی کا ہی تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور راکھ اور عنبر اور کافور اور مشک پر
تیمم جائز نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - جمے ہوے پانی سے تیمم جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر مٹی پر قدرت ہو تب بھی
غبار پر تیمم جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی - اور غبار سے تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ کپڑے
پر یا نمدے پر یا تکیہ پر یا مثل اُنکے اور طاہر چیزون پر جنپر غبار ہی دونون ہاتھ مارے پس جب غبار اُسکے
دونون ہاتھون پر پڑے تو تیمم کرے یا اپنا کپڑا جھاڑے اور جب اُس سے غبار اُٹھے تو اپنے ہاتھ غبار کی طرف
ہوا مین اُٹھا دے اور جب غبار اُسکے ہاتھون پر پڑے تو تیمم کرے یہ محیط مین لکھا ہی - اگر غبار مُنھ پر اور ہاتھون
پر پڑ گیا اور اُسنے تیمم کی نیت کرکے انپر مسح کر لیا تو جائز ہی اور اگر مسح نہین کیا تو جائز نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی -
اگر دونون ہاتھ اپنے گیسوون پر یا جو پر یا اسی طرح کے اور دانون پر رکھے اور اُسکے ہاتھون کو غبار لگ گیا اور اُسکا
اثر ظاہر ہوا تو اُس سے تیمم جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر نہین ظاہر ہوا تو نہین جائز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا
ہی اگر مٹی مین کوئی ایسی چیز مل جاوے جو زمین کی جنس سے نہین ہی تو غالب چیز کا اعتبار ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر
مسافر کیچڑ یا دلدل مین ہو اور وہان خشک مٹی نہ ملے اور اُسکے کپڑے پر یا زمین پر غبار بھی نہین تو اپنے کپڑے پر

یا بعضے جسم پر کیچڑ لگا دے اور جب وہ خشک ہوجاوے تو اس سے تیمم کرے لیکن جب تک وقت کے جاتے رہنے کا خوف نہو تب تک تیمم نہ کرے اسلیے کہ اسمین بلا ضرورت منھ پر مٹی بھرنگی اور وہ صورت مثلہ کی ہو اور اگر اسی کیچڑ سے تیمم کرے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک جائز ہو اسلیئے کہ مٹی منجملہ اجزائے زمین کے ہو او جو اسمین پانی ہو وہ ہلاک ہونے والا ہو یہ بدائع مین لکھا ہو - اور اگر مٹی پر پانی غالب ہو تو اس سے تیمم جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو - نجس کپڑے کے غبار سے تیمم جائز نہین لیکن اگر غبار کپڑے کے خشک ہوجانے کے بعد پڑا ہو تو جائز ہو یہ نہایہ مین لکھا ہو - زمین پر جب نجاست لگ جائے پھر وہ خشک ہوجائے اور اسکا اثر جاتا رہے تو اسپر تیمم جائز نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو - اور منجملہ ان چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین تین انگلیون سے مسح کرنا ہو - تین انگلیون سے کم سے مسح کرنا جائز نہین جیسے سر اور موزون کا مسح یہ تبیین مین لکھا ہو - اور منجملہ ان چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین یہ ہو کہ پانی پر قادر نہو - جو شخص پانی سے ایک میل دور ہو اسکو تیمم جائز ہو مقدار مین یہی مختار ہو خواہ شہر کے باہر ہو خواہ شہر کے اندر اور یہی صحیح ہو اور برابر ہو کہ مسافر ہو یا مقیم یہ تبیین مین لکھا ہو - شہر کے اندر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم جائز نہین اور اسی طرح ان قریون مین جسکے رہنے والے اُنسے جدا نہین ہوتے یا اکثر لوگ دن مین جدا نہین ہوتے اور بعضے سے اسکا جواز منقول ہو اور صحیح یہ ہو کہ جائز نہین اور یہ خلاف اس حالت مین ہو کہ اول پانی کی جستجو کرے اور ڈھونڈھنے سے پہلے بالاجماع تیمم جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور ٹھیک قول یہ ہو کہ میل تہائی فرسخ کی ہو چار ہزار گز طول مین ہر گز چوبیس انگشت کا اور ہر انگشت کی چوڑائی چھ جو ہوتی ہو اس طرح کہ ہر جو کا پیٹ دوسرے جو کی پیٹھ سے ملا ہو یہ تبیین مین لکھا ہو اور مسافت کا اعتبار ہو نہ وقت کے خوف کا یہ ہدایہ مین لکھا ہو - درندے کے خوف یا دشمن کے خوف مین بھی تیمم جائز ہو خواہ خوف اپنی جان کا ہو یا مال کا یہ عتابیہ مین لکھا ہو - یا سانپ یا آگ کا خوف ہو یہ تبیین مین لکھا ہو - اور اسی طرح اگر پانی کے پاس چور ہو یا کوئی موذی ہو تو تیمم کر لے یہ قنیہ مین لکھا ہو - اور منتقے مین ہو کہ اگر ودیعت کے ضائع ہونے کا خوف ہو یا قرضدار کے تقاضے کا خوف جسکا قرض نہین دے سکتا تو تیمم جائز ہو یہ زاہدی اور کفایہ مین لکھا ہو - اگر عورت کو اپنا خوف ہو اس سبب سے کہ پانی فاسق کے پاس ہو تو بھی تیمم جائز ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو - اسی طرح اگر اپنی پیاس کا یا اپنے ساتھی رفیق کی یا اہل قافلہ مین سے کسی اور شخص کی یا اپنے سواری کے جانور کی یا اپنے ایسے کتون کی جو چوپایون کی حفاظت کے لیے یا شکار کے لیے ہین پیاس کا خوف ہو فی الحال یا آیندہ اور اسی طرح اگر آٹا گوندھنے کی ضرورت ہو تو جائز ہو شوربا پکانے کی ضرورت کے لیے جائز نہین - جنب کو اگر یہ خوف ہو کہ نہانے مین سردی سے مرجائیگا یا بیمار ہوجائیگا تو تیمم جائز ہو یہ حکم بالاجماع اس صورت مین ہو جب شہر سے باہر ہو اور اگر شہر کے اندر ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہی حکم ہو امام ابو یوسف اور امام محمد کا خلاف ہو اور یہ خلاف اُس صورت مین ہو جب اُسکے پاس اتنے دام نہون کہ حمام مین نہا سکے اور جو یہ ہوسکے تو تیمم بالاجماع جائز نہین اور نیز خلاف اُس صورت مین ہو جب پانی گرم نہین کرسکتا اور جو گرم کرسکتا ہو تب بھی تیمم جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - جب محدث کو یہ خوف ہو کہ اگر وضو کریگا تو سردی سے مرجاویگا یا بیمار ہوجائیگا تو تیمم کرلے یہ کافی مین لکھا ہو - اور اسی کو اسرار مین اختیار کیا ہو

اور اصح یہ ہی کہ بالاجماع اسکو تیمم جائز نہین یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ اسکو تیمم جائز نہین یہ خلاصہ اور
فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر مریض کو پانی ملے لیکن یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے مرض بڑھ جائیگا یا صحت
مین دیر ہو جائیگی تو تیمم کرے اور اسمین فرق نہین کہ حرکت سے مرض بڑھ جاوے جیسے بیماری رشتہ کی یا دست
آتے ہون یا پانی کے استعمال سے مرض زیادہ ہو جاوے مثلاً چیچک نکلی ہو یا اسی طرح کی اور بیماری ہو یا کوئی
وضو کرانے والا نملے اور خود وضو نکرسکے لیکن اگر کوئی خادم ملے یا مزدور مقرر کرنے کی اجرت ہو یا اسکے پاس
کوئی ایسا شخص ہو کہ اگر اس سے مدد لیگا تو وہ مدد کریگا تو ظاہر مذہب کے بموجب تیمم نکرے اسلیے کہ وہ پانی پر قادر
ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور یہ خوف اسطرح معلوم ہوتا ہی کہ یا تو اسکو علامت سے یا تجربہ سے گمان غالب
ہو یا کوئی طبیب کامل مسلمان جسکا فسق ظاہر نہو خبر دیوے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی
تصنیف ہی اگر چیچک نکلی ہو یا زخم ہون تو اکثر کا اعتبار کیا جائیگا محدث ہو یا جنب ہو جنابت مین اکثر بدن کا اعتبار
کرینگے اور حدث مین اکثر اعضا وضو کا اعتبار کرینگے اگر بدن اکثر صحیح ہوا اور تھوڑے مین زخم ہو تو صحیح کو دھووے
اور زخمی پر اگر ہو سکے مسح کرے اور اگر اسپر مسح نہو سکے تو ان لکڑیون پر مسح کرے جو ٹوٹی ہڈی پر باندھتے ہین
یا پٹی کے اوپر اور غسل اور تیمم کو جمع نکرے اگر آدھا بدن صحیح ہوا اور آدھا زخمی ہو تو مشائخ کا اسمین اختلاف ہی
اور اصح یہ ہی کہ تیمم کرے اور پانی کا استعمال نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی محیط مین لکھا ہی اور جمیع العلوم
مین ہی کہ کلۂ ابلق اور بارش اور سخت گرمی مین تیمم جائز ہی یہ زاہدی اور کفایہ مین لکھا ہی مسافر جب کنوئین پر
پہونچے اور اسکے پاس ڈول نہو تو تیمم کرے اور اگر ڈول ہو اور رسی نہو تو بھی تیمم کرے فقہا نے کہا
ہی کہ یہ حکم جب ہی کہ اسکے پاس کوئی کپڑا کنوئین مین ڈالنے کے لائق نہو اور اگر ہو تو تیمم نکرے اور اگر اسکے رفیق
کے پاس ڈول اسکی ملک ہو اور اسکے رفیق نے کہا کہ تو ٹھہر یہان تک کہ مین پانی بھر لون پھر تجکو دونگا تو
مستحب یہ ہی کہ انتظار کرے اور اگر تیمم کر لیا اور انتظار نہ کیا تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر نہر کے
اوپر پانی بستہ ہو گیا ہو اور اسکے نیچے پانی ہی اور اسکے کاٹنے کا آلہ بھی موجود ہی تو تیمم نہ کرے اور بعض کا قول ہی
کہ اس صورت مین تیمم کرے اور فقط بستہ پانی یا برف ہو اور اسکے پاس آلہ اسکے پگھلانے کا ہو تو
تیمم نکرے اور ظاہر یہی پہلا حکم ہی دونون صورتون مین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی کوئی شخص دار الحرب مین قید
ہو اگر کفار اسکو وضو اور نماز سے منع کرین تو تیمم کرے اور اشارون سے نماز پڑھلے پھر جب نکلے
تو اسکا اعادہ کرے اور یہی حکم ہی اس شخص کا جس سے کوئی یون کہدے کہ اگر تو وضو کریگا تو مین تجکو قید کرونگا
یا قتل کرونگا تو وہ بھی تیمم کرکے نماز پڑھے پھر اعادہ کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جو شخص قید خانے
مین قید ہو وہ تیمم سے نماز پڑھے اور پھر اس نماز کا وضو کرکے اعادہ کرے اسلیے کہ عجز آدمیون کے فعل
سے واقع ہوا اور آدمیون کے فعل سے اللہ کا حق ساقط نہین ہوتا اور اگر سفر مین قید ہوا تو تیمم کرکے
نماز پڑھے اور پھر اسکا اعادہ نہ کرے اسلیے کہ عجز حقیقی کے ساتھ عذر سفر کا بھی مل گیا اور اکثر سفر مین
پانی کا نملنا ہوتا ہی پس ہر طرح سے عدم متحقق ہوا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اصل یہ ہی کہ جب پانی کو اس طرح
استعمال کر سکے کہ اسکی جان کو یا مال کو کچھ نقصان نہ پہونچے تو پانی کا استعمال واجب ہی اور اگر معمولی قیمت سے

زیادتی ہو تو وہ بھی نقصان ہی تو اُسپر وضو لازم نہین اور معمولی قیمت کی صورت مین وضو لازم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین پانی کا طلب کرنا ہی جس مسافر کو یہ گمان ہو کہ پانی قریب ملیگا اُسکو ایک غلوہ تک پانی طلب کرنا واجب ہی اور اگر گمان غالب نہو اور کوئی خبر نہ دے تو طلب کرنا واجب نہین یہ کافی مین لکھا ہی اگر پانی ملنے کا شک ہو تو طلب کرنا مستحب اور شک نہو تو بے طلب تیمم کر لینے مین تارک افضل نہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور غلوہ چار سو گز کا ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر کسی اور کو طلب کرنے کے لیے بھیجدے تو خود طلب کرنے کی کوئی حاجت نہین اور اگر بغیر طلب کیے ہوئے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر اُسکے بعد طلب کیا اور پانی نہ ملا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اعادہ واجب ہی امام ابو یوسف رح کے نزدیک واجب نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر پانی قریب ہو اور اُسے خبر نہو اور اُسکے قریب کوئی ایسا شخص بھی نہو جس سے پوچھے تو تیمم جائز ہی اور اگر اُسکے سامنے کوئی ایسا شخص تھا جس سے پوچھ سکتا ہی اور نہ پوچھا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر اُس سے پوچھا تو اُسنے قریب پانی بتایا تو وہ نماز جائز نہوئی جیسے کوئی شخص آبادی مین اُترے اور پانی طلب نہ کرے تو اُسکا تیمم جائز نہوگا اور اگر اول اُس سے پوچھا اور اُسنے نہ بتایا پھر اُسنے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی پھر اُسکے بعد قریب پانی بتایا تو نماز جائز ہوگئی اسلیے کہ جو کچھ اُسپر واجب تھا وہ اُسنے کر لیا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر اُسکے رفیق کے پاس پانی ہی اور اُسکو یہ گمان ہی کہ اگر مانگیگا تو وہ دیدیگا تو تیمم جائز نہوگا اور اگر وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ نہ دیگا تو تیمم جائز ہی اور اگر اس دینے مین شک ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر مانگے اور وہ دیدے تو نماز کو لوٹا دے یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی لکھا ہی شرح زیادات مین جو عتابی کی تصنیف ہی اور اگر نماز شروع کرنے سے پہلے انکار کر دے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیدے تو اعادہ نہ کرے اور اگر یہ کہے کہ بغیر معمولی قیمت کے نہ دونگا اگر اُسکے پاس اُسکی قیمت نہو تو تیمم کرے اور اگر ہو تو تیمم نہ کرے اور اگر اُسکے لینے مین بہت نقصان ہو اور وہ یہ ہی کہ دوچند قیمت معمولی سے بیچتا ہو اور اُس سے کم نہ بیچتا ہو تو تیمم کرے یہ کافی مین لکھا ہی اور جس جگہ پانی کمیاب ہو گیا ہی وہان سے جو قریب تر موضع ہو وہان کی قیمت سے پانی کی قیمت کا اعتبار کیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جو شخص تیمم کر کے نماز پڑھتا ہی اُسنے اپنے رفیق کے پاس پانی دیکھا اب اگر غالب رائے اُسکی یہ ہو کہ وہ اُسکو پانی دیدیگا تو اپنی نماز کو قطع کر دے اور اگر اسمین شک ہو تو اُسی طرح نماز پڑھتا رہے جب نماز تمام کر چکے تو اُس سے مانگے اگر وہ دیدے تو وضو کر کے نماز لوٹا دے اور اگر انکار کرے تو نماز پوری ہو گئی پھر اگر انکار کرنے کے بعد دیدے تو جو نماز پڑھ چکا وہ نہ لوٹیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی دوسری

فصل اُن چیزون کے بیان مین جو تیمم کو توڑتی ہین

جو چیزین وضو کو توڑتی ہین وہ تیمم کو بھی توڑتی ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر پورے پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو جاوے جو اُسکی حاجت سے زیادہ ہو تب بھی تیمم ٹوٹتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کسی جنب نے غسل کیا اور کچھ ٹکڑا خشک رہگیا اور پانی ختم ہو چکا تو جو جنابت اُسکی باقی رہگئی ہی اُسکے واسطے تیمم کر لے پھر اگر حدث ہو تو حدث کے واسطے تیمم کرے پھر اگر اسقدر پانی ملے کہ دونون کو کافی ہی تو دونون مین صرف کرے اور اگر اُن دونون مین خاص ایک کے واسطے کافی ہی تو اُسی مین صرف کرے اور دوسرے کا تیمم باقی رہیگا اور اگر ایسا ہی کہ دونون پورے نہین ہو سکتے مگر اُن دونون مین سے ایک جو نسا چاہے وہ ہو سکتا ہی یعنی چاہے پہلے وضو کرے چاہے وہ ٹکڑا جو خشک رہگیا ہی اُسکو دھو لے اور امام محمد رح کے نزدیک حدث کا تیمم دوبارہ کرے اور امام ابو یوسف رح کے

نزدیک تیمم کا اعادہ نہ کرے اور اگر اُس سے وضو کرلیا تو جائز ہی اور بالاتفاق یہ حکم ہی کہ جنابت کے واسطے
دوبارہ تیمم کرے اور اگر اُس پانی کے ملنے سے پہلے حدث کے واسطے تیمم نہین کیا تھا اور اُس ٹکڑے کے
دھونے سے پہلے حدث کا تیمم کیا تو امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز
ہی اور اول اصح ہی اور جو وہ پانی اُن دونون مین سے کسی کے لیے پورا نہین تو دونون کا تیمم باقی رہیگا جنب کے
بدن پر خشک ٹکڑا باقی رہگیا تھا اور اُسکو تیمم سے پہلے حدث ہوا تو دونون کی نیت کرکے ایک تیمم کرے پھر اگر دونون
کے واسطے تیمم کرنے کے بعد اسقدر پانی ملا جو ایک کے لیے کافی ہی خواہ کوئی سا ہو تو بدن کے ٹکڑے کو دھوکے
اور امام محمد رح کے نزدیک حدث کے لیے دوبارہ تیمم کرے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر وہ پانی ان دونون مین سے
خاص ایک کے لیے کافی ہی اور دوسرے کے واسطے کافی نہین ہوسکتا تو اسی کو دھونے اور دوسرے کے
حق مین تیمم باقی رہیگا یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی اگر غسل مین اُسکی پیٹھ پر کوئی ٹکڑا خشک رہگیا اور وضو کرنے مین بعض اعضا
کا دھونا بھول گیا اور پانی اُن دونون مین سے ایک کے لائق ہی تو اُن دونون مین سے جسمین چاہے اُس پانی
کو صرف کرے لیکن اعضاے وضو مین صرف کرنا بہتر ہی یہ شرح زیادات مین لکھا ہی جو عتابی کی تصنیف ہی مسافر بے وضو
ہی اور کپڑے بھی اُسکے نجس ہین اور اُسکے پاس پانی اسقدر ہی کہ ان دونون مین سے ایک کے لیے کافی ہی تو اُس سے
نجاست دھووے اور حدث کے لیے تیمم کرے اور اگر پہلے تیمم کرے پھر نجاست دھووے تو تیمم دوبارہ کرے اسلیے
کہ اُسنے جب تیمم کیا تھا تب وہ ایسے پانی پر قادر تھا کہ جس سے وضو کرسکتا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر پانی سے وضو کیا اور
نجس کپڑون سے نماز پڑھی تو نماز ہوجا دیگی مگر وہ اس کام مین گنہگار ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جس مرض کی
وجہ سے تیمم جائز ہوا تھا جب وہ مرض دور ہوجاتا ہی تو تیمم ٹوٹ جاتا ہی مسافر نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا اسی حال
مین اسکو ایسا مرض ہوگیا جس سے تیمم مباح ہوتا ہی پھر اگر مقیم ہوگیا تو اس تیمم سے نماز جائز نہوگی اسلیے کہ
رخصت تیمم کے سبب جدا جدا ہونے کے سبب سے ایک رخصت کا شمول دوسری رخصت مین نہین ہوسکتا
اور پہلی رخصت اب بالکل نیست ہوگئی یہ فصول عمادیہ کی کتاب الطہارت کی مریضون کے احکام مین لکھا ہی اگر پانی پر سوتا
ہوا گذرا تو اصح یہ ہی کہ کل کے نزدیک تیمم نہین ٹوٹیگا یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر پانی پر گذرا اگر وہان کسی درندے کے
خوف سے یا دشمن کے خوف سے اُتر نہین سکتا تو تیمم نہین ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اسی طرح
اگر کنوین پر پہونچا اور اُسکے ساتھ ڈول رسی نہین یا پانی ملا مگر اُسکو پیاس کا خوف ہی تو تیمم نہ ٹوٹیگا اور اصل
اسمین یہ ہی کہ جس چیز کے موجود ہونے سے تیمم منع ہوجاتا ہی اُس چیز کے موجود ہوجانے سے تیمم ٹوٹ جاتا ہی اور
جو چیز ایسی نہین اُس سے تیمم نہین ٹوٹتا یہ بدائع مین لکھا ہی اگر پانی پر گذرا اور وہ تیمم کیے ہوئے تھا لیکن وہ اپنے تیمم
کو بھول گیا تو اسکا تیمم ٹوٹ جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی بہت سے آدمی تیمم والے تھے کسی شخص نے یہ کہا
کہ اس پانی سے تم مین سے جو چاہے وہ وضو کرلے اور وہ صرف ایک کے واسطے کافی ہو تو اُن سب کا تیمم باطل
ہوجائیگا اور اگر یہ کہا کہ یہ پانی تم سب کے لیے ہی اور اُسپر انھون نے قبضہ کرلیا تو تیمم نہین ٹوٹیگا یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر
وہ سب ایک کو اجازت اُس پانی کی دیدین تو امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک اُسکا تیمم ٹوٹ جائیگا
لیکن بہ قیاس قول امام ابو حنیفہ رح کے نہین ٹوٹیگا اور صحیح یہ ہی کہ سب کے نزدیک تیمم ٹوٹ جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

اگر مسافر کو جنگل مین مشکے وغیرہ مین پانی رکھا ملے تو اُسکا تیمم نہین ٹوٹیگا اور اُسکو اُس پانی سے وضو کرنا بھی جائز نہین لیکن اگر پانی بہت ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ پینے کے لیے بھی ہو اور وضو کے لیے بھی تو جائز ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو کسی شخص نے سفر مین تیمم کیا اور پانی اسقدر ملا کہ اگر ایکبار اُن اعضا کو دھووے جنکا دھونا فرض ہو تو کافی ہو اور اگر بطور سنت کے دھوویگا تو کافی نہین اُسکا تیمم ٹوٹ جائیگا یہی مختار ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اگر کوئی شخص تیمم کے بعد مرتد ہو گیا تو تیمم نہین ٹوٹتا ہے کہ اگر پھر مسلمان ہو گیا اور اسی تیمم سے نماز پڑھی تو ہمارے نزدیک جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو تیسری فصل تیمم کے متفرق مسائل کے بیان مین تیمم مین سات سنتین ہین ہاتھون کو مٹی پر رکھ کر آگے کو لانا اور پیچھے کو لیجانا اور اُنکو جھاڑنا اور اُنگلیون کو کھولنا اور اُسکے اول مین بسم اللہ پڑھنا اور ترتیب کا لحاظ کرنا اور درمیان مین توقف نہ کرنا یہ بحر الرائق اور نہر الفائق مین لکھا ہو اور طریقہ تیمم کا یہ ہو کہ دونون ہاتھ اپنے زمین پر مار کر آگے کو لاوے پھر پیچھے لیجاوے پھر اُنکو اُٹھا کر جھاڑے یہ تبیین مین لکھا ہو اسقدر جھاڑے کہ مٹی جھڑ جاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور پھر اُس سے اپنے منھ کا مسح کرے اسطرح کہ کچھ باقی نہ رہے پھر اسی طرح اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور دونون ہاتھون پر کہنیون تک مسح کرے یہ تبیین مین لکھا ہو ہمارے مشائخ نے کہا ہو کہ بائین ہاتھ کی چار انگلیون کے سرون سے داہنے ہاتھ کے اوپر کی جانب کہنیون تک مسح کرے پھر بائین ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کے نیچے کی طرف پہونچے تک مسح کرے اور بائین انگوٹھے کے اندر کی جانب کو داہنے انگوٹھے کے اوپر کی جانب پر پھیرے پھر بائین ہاتھ کا مسح اسی طرح کرے اس مین احتیاط زیادہ ہو یہ محیط سرخسی اور بدائع مین لکھا ہو اگر وقت کے داخل ہونے سے پہلے تیمم کر لے تو ہمارے نزدیک جائز ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور ایک تیمم سے جتنا چاہے فرض اور نفل پڑھے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہو جس شخص کو گمان غالب ہو کہ آخر وقت مین پانی ملجاویگا اور پانی کی جگہ تک اس شخص سے ایک میل کا فاصلہ ہو تو آخر وقت تک تاخیر کرنا مستحب ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہو خجندی نے کہا ہو کہ آخر وقت جواز تک تاخیر کرے اور دوسرے نے کہا ہو کہ آخر وقت استحباب تک اور یہی صحیح ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اگر پانی کے ملنے کی امید نہو تو تاخیر نہ کرے اور وقت مستحب مین تیمم کرکے نماز پڑھ لے یہ بدائع مین لکھا ہو اور یہی شرح طحاوی اور کافی مین ہو کہ سفر مین ایک جنب ہو اور ایک حیض والی عورت ہو جو حیض سے پاک ہو چکی اور وہان ایک میت بھی ہو اور پانی صرف اسقدر ہو کہ ایک کے لیے کافی ہو پس اگر وہ پانی انہین سے کسی کی ملک ہو تو اسی پر اُس پانی کا صرف اولی ہو اور اگر وہ پانی اُن سب کی ملک ہو تو کسی پر صرف نہ کیا جاوے اور سب کے لیے تیمم مباح ہو اور اگر وہ پانی مباح ہو تو جنب اُسکے صرف مین اولے ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اور یہی اصح ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو اور اسی طرح اگر حیض والی عورت کے بدلے کوئی بے وضو ہو تو وہ پانی جنب پر صرف کیا جائیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہو اگر باپ بیٹے کے درمیان مین پانی ہو تو باپ اُسکے صرف کے واسطے اولی ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اگر جنب کے ساتھ صرف اسقدر پانی ہو کہ وضو کے لیے کافی ہو تو تیمم کرے اور وضو واجب نہین مگر آنکہ جنابت کے ساتھ ایسا حدث ہو جو موجب وضو ہو اگر محدث کے ساتھ صرف اسقدر پانی ہو کہ پورا وضو نہین ہو سکتا صرف بعض اعضا کے غسل کو کافی ہو تو وہ تیمم کرے بعض اعضا کو نہ دھووے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہو تیمم کر لیا اور اُسکے سامان مین پانی تھا جو اُسکو معلوم نہ تھا یا اُسکو بھول گیا تھا اور نماز پڑھ لی تو امام ابو حنیفہ رح

اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی امام ابو یوسف رح کا اسمین خلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی خلاف اس صورت مین ہی کہ وہ
پانی اُسنے خود رکھا ہو یا کسی غیر نے اُسکے حکم سے رکھا ہو یا بغیر حکم رکھا ہو مگر اُسکو معلوم ہوا اور اگر اُسکو معلوم نہین تو بالاتفاق
نماز کا اعادہ نہ کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور وقت مین یاد آنا اور وقت کے بعد یاد آنا برابر ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر اپنا خیمہ
ایسے کنوین پر قائم کیا کہ جسکا مُنہ ڈھنکا گیا ہی حالانکہ اسمین پانی ہی مگر اسکو نہین معلوم ہوا یا نہر کے کنارے پر تھا
اور وہ واقف نہ تھا اور تیمم کرکے نماز پڑھ لی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور امام
ابو یوسف کا اسمین خلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی جب شک ہو یا گمان غالب ہو کہ پانی ہو چکا اور نماز پڑھ لی اور پھر
پانی پایا تو بالاجماع اس نماز کو لوٹاویگا - اگر اسکی پیٹھ پر پانی ہی یا اسکی گردن مین لٹک رہا ہی یا اُسکے سامنے
ہی اور اُسکو بھولکر تیمم کر لیا تو بالاجماع جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر پالان مین پانی لٹک رہا تھا اگر اُسپر
سوار تھا اور پانی سامان کے پیچھے تھا اور اُسکو بھول کر تیمم کر لیا تو جائز ہوگا اور اگر پانی پالان کے سامنے تھا تو
جائز نہین اور اگر ہانکنے والا ہو پس اگر پانی سامان کے پیچھے تھا تو جائز نہین اور اگر سامنے تھا تو جائز ہی اور اگر
آگے سے کھینچتا تھا تو ہر صورت مین جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر مریض وضو اور تیمم پر قادر نہو اور اُسکے
پاس کوئی وضو کرانے والا اور تیمم کرانے والا نہو تو امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہ نماز نہ پڑھے
شیخ امام محمد بن الفضل نے کہا ہی کہ مین نے کرخی کی جامع صغیر مین دیکھا ہی کہ جس شخص کے دونون ہاتھ اور
دونون پاؤن کٹے ہون جب اُسکے مُنہ پر زخم ہو تو بغیر طہارت کے نماز پڑھے اور تیمم نہ کرے اور پھر اُس
نماز کا اعادہ نہ کرے یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی قیدی کو نہ پانی ملا اور نہ ستھری مٹی ملی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام
محمد رح کے نزدیک نماز نہ پڑھے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی یہ جب ہی کہ زمین کو یا دیوار کو کسی شی سے
کھود نہین سکتا اور اگر کھود سکتا ہی تو مٹی نکالے اور تیمم کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایضاح مین ہی کہ کسی شخص کا یہ حال ہی
کہ اگر وضو کرتا ہی تو پیشاب جاری ہوگا یعنی سلس البول ہوگا اور جو وضو نہ کرے تو ایسا نہوگا تو اُسکے واسطے تیمم
جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی کوئی شخص جنگل مین ہی اور اُسکے ساتھ زمزم کا پانی قمقمہ مین بند ہی اور اُسکا مُنہ
رانگ سے ٹانکا گیا ہی تو تیمم جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر جنازہ حاضر ہوا اور ولی اُسکے سوا کوئی دوسرا ہو
اور یہ خوف ہی کہ اگر وضو کریگا تو نماز فوت ہو جاویگی تو تیمم جائز ہی اور ولی کے واسطے جائز نہین یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین
لکھا ہی اور ولی جسکو وضو کی اجازت دے اُسکو بھی تیمم جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی جو شخص ولی پر مقدم ہی اگر وہ حاضر
ہو تو ولی کو بھی بالاتفاق تیمم جائز ہی اسلیے کہ اُسکو بھی نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہی اور اسی طرح ولی کو
اُسوقت بھی تیمم جائز ہی جب وہ کسی اور کو نماز کی اجازت دیدے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی ایک جنازہ کی نماز تیمم سے
پڑھ چکا پھر دوسرا جنازہ آیا اگر پہلے اور دوسرے کے درمیان مین اتنی مہلت ہی کہ جاوے اور وضو کرکے
پھر آوے اور نماز پڑھے تو تیمم کا اعادہ کریگا اور اگر اتنی دیر نہین ہوئی کہ جتنی دیر مین یہ سب کام کر سکے تو اُسی
تیمم سے نماز پڑھ لے اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی عید کی نماز مین نماز شروع کرنے سے پہلے
اگر وقت جاتے رہنے کا خوف نہو تو امام کے واسطے تیمم جائز نہین اور اگر ہو تو جائز ہی یہ بحر الرائق مین
لکھا ہی مقتدی کو اگر یہ خوف نہو کہ وضو کرنے مین عید کی نماز فوت ہو جاویگی تو تیمم جائز نہین ورنہ جائز ہی

اگر امام یا مقتدی نے تیمم سے عید کی نماز شروع کی پھر حدث ہوا اور تیمم کر کے اسی پر باقی نماز کو بنا کیا تو بلا خلاف جائز ہی اور یہی حکم ہی بالاجماع اُس صورت مین کہ وضو سے نماز شروع کی تھی اور وقت کے جاتے رہنے کا خوف ہی اور اگر وقت کے جانے کا خوف نہین پس اگر اُسکو یہ امید ہی کہ امام کے نماز تمام کرنے سے پہلے شامل ہو جاویگا تو بالاجماع تیمم جائز نہین اور جو یہ امید نہین تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک تیمم کر کے بنا کرے اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کا اسمین خلاف ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اصل یہ ہی کہ جس جگہ ادا فوت ہوتی ہو اور اُسکا قائم مقام کوئی نہو تو تیمم جائز ہی اور جو اسطرح فوت ہو کہ اسکا کوئی قائم مقام بھی ہو جیسے جمعہ کی نماز تو وہان تیمم جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر دو شخصون نے ایک جگہ سے تیمم کیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کئی بار ایک جگہ سے تیمم کرے تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی جنب کو جنازہ کی نماز کے لیے اور عید کی نماز کے لیے تیمم جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی جس شخص کو تیمم کا یقین ہو وہ اپنے تیمم کی حالت پر جب تک حدث کا یقین نہو اور جس شخص کو حدث کا یقین ہی اُسکا حدث باقی ہی جب تک تیمم کا یقین نہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی تیمم پر تیمم کرنا عبادت نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی اور مسافر کو جائز ہی کہ اپنی باندی کے ساتھ وطی کرے اگرچہ جانتا ہو کہ پانی نملیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہی اور اس سے کسی نصرانی نے کہا کہ پانی لے تو وہ اسی طرح نماز پڑھتا رہے اور اُسکو نہ توڑے اسلیے کہ نصرانی کا کلام کبھی بطور تمسخر کے بھی ہوتا ہی پس شک کی صورت مین نماز قطع نہ کرنا چاہیے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اُس سے مانگے اگر وہ دے تو نماز کا اعادہ کرے اور جو نہ دے تو نماز کا اعادہ نہ کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی

پانچوان باب موزون پر مسح کرنے کے بیان مین موزون پر مسح کرنا رخصت ہی اور اگر اُسکو جائز جانکر عزیمت اختیار کرے تو اولی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اس باب مین دو فصلین ہین **پہلی فصل اُن امور کے بیان مین جو موزون پر مسح جائز ہونے مین ضرور ہین** منجملہ اُنکے ہی یہ بات کہ موزہ ایسا ہو کہ اُسکو پہنکر سفر کر سکے اور پے در پے چل سکے اور ٹخنے ڈھک جاوین ٹخنون سے اوپر ڈھکنا شرط نہین یہان تک کہ اگر ایسا موزہ پہنا کہ جسمین ساق نہین اگر ٹخنے چھپ جاتے ہین تو اُسپر مسح جائز ہی اور مجلد جراب پر مسح جائز ہی اور مجلد جراب وہ ہی کہ جسکے اوپر اور نیچے چمڑا لگا ہو یہ کافی مین لکھا ہی اور منعل وہ ہی جسکے تلے مین فقط چمڑا ہو جیسے عرب کی جوتی پاؤن کے نیچے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور جراب ثخین یعنی سخت وہ ہی کہ مجلد اور منعل نہو لیکن پنڈلی پر بغیر باندھے تھمی رہے اور جو اسکے نیچے ہی وہ نظر نہ آتا ہو اسی پر فتوی ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اگر ٹخنون تک کی جراب پہنی اور اُسمین سے اُسکے ٹخنے یا قدم فقط ایک یا دو انگشت کی مقدار نظر آتے ہین تو اُسپر مسح جائز ہی اور وہ بمنزلہ اُس موزہ کے ہی جس پر ساق نہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر جرموق پہنے پس اگر وہ تنہا پہنے اور ٹاٹ کی یا مثل اُسکے اور کسی چیز کے بنے ہوے ہون تو اُنپر مسح جائز نہین اور اگر ادھوڑی وغیرہ کے ہین تو جائز ہی اگر اُنکو موزون کے اوپر پہنے تو اگر وہ ٹاٹ کے یا مثل اُسکے اور کسی چیز کے ہون تو اُنپر مسح جائز نہین لیکن اگر ایسے پتلے ہون کہ اُنکے نیچے تری پہونچتی ہو تو جائز ہی اگر وہ ادھوڑی وغیرہ کے ہون تو اس بات پر اجماع ہی کہ اگر اُنکو حدث کے بعد موزون پر مسح کرنے سے پہلے یا موزون پر مسح کرنے کے بعد پہنا ہی تو اُنپر مسح جائز نہین اور اگر حدث سے پہلے پہنا تو اُنپر مسح ہمارے نزدیک جائز ہی

یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر دونون پاؤن مین موزے پہنے اور ایک موزہ پر جرموق بھی پہنا تو جائز ہی کہ اُس موزہ پر مسح
کرے جسپر جرموق نہین ہی اور جرموق پر مسح کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور موزہ پر موزہ پہنے تو مثل
جرموق کے ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر دو تہے موزے پہنے تو بھی اُنپر مسح جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور تصحیح یہ
ہی کہ ان موزون پر جو ترکی نمدون سے بنتے ہین مسح جائز ہی اسلیے کہ اُنکو پہنکر سفر طی ہو سکتا ہی یہ شرح مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی
کی تصنیف ہی جاروق مین اگر پاؤن چھپ جاوین اور ٹخنہ یا پاؤن کی پیٹھ فقط ایک یا دو انگشت نظر آتی ہو تو مسح جائز
ہی اور اگر ایسا نہو لیکن اسکے چمڑے مین پاؤن چھپ جاوین تو اگر جاروق کو سیکر ملا دے تو اُنپر مسح جائز ہی اور اگر کسی
چیز سے اُنکو باندھ کر ملا دے تو جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر لوہے یا لکڑی یا شیشے کے موزہ بنا وے تو اُنپر مسح
جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن چیزون کے جو موزہ کے مسح کے جائز ہونے مین ضرور ہین یہ ہی کہ اُسکے
اوپر کیجانب سے مسح ہاتھ کی تین انگلیون کے برابر کرے موافق قول اصح کے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی تین چھوٹی انگلیون
کے برابر یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی موزے کے نیچے کیجانب یا ایڑی پر یا ساق پر یا اُسکے اطراف مین یا ٹخنے پر
مسح جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر ایک پاؤن پر بقدر دو انگشت کے مسح کرے اور دوسرے پر بقدر پانچ انگشت کے
تو جائز نہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی موزہ پر ایسی جگہ پر مسح کرنیکا اعتبار نہین جو پاؤن سے خالی ہی اگر اُس خالی جگہ مین اپنے
پاؤن لیجاکر مسح کرے تو جائز ہی اور اُسکے بعد اُسکا پاؤن اُس جگہ سے جدا ہو جاتے تو دوبارہ مسح کرے یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی اگر کسی شخص کے ایک پاؤن پر زخم ہوا اور نہ وہ اُسکے دھونے پر قادر ہو نہ اُسکے مسح پر تو اُسکو دوسرے
پاؤن پر مسح جائز ہی اسی طرح اگر پاؤن ٹخنہ کے اوپر سے کٹ گیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ٹخنہ کے نیچے سے کٹا اور مسح
کرنے کی جگہ بقدر تین انگشت کے باقی ہی تو دونون پاؤن پر مسح کریگا ورنہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی اگر جرموق چوڑا ہی اور
اُسکے اندر ہاتھ ڈالکر موزہ پر مسح کر لیا تو جائز نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن چیزون کے جو موزہ کے مسح جائز
ہونے مین ضرور ہین یہ ہی کہ مسح تین انگشت سے کرے یہی صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر ایک ہی
انگلی سے مسح کرے اور نیا پانی نہ لے تو جائز نہین اور اگر ایک انگلی سے تین مرتبہ تین جگہ مسح کرے اور ہر مرتبہ
نیا پانی لے تو جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر انگوٹھے اور اُسکے پاس کی انگلی سے مسح کرے اگر دونون کھلی ہوئی ہون
تو جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر مسح اسطور پر کرے کہ تین انگلیان رکھدے کھینچے نہین تو جائز ہی مگر سنت
کے خلاف ہی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اگر انگلیون کے سرے سے موزہ پر مسح کرے تو اگر پانی ٹپکتا ہوا ہو تو جائز
ہی ورنہ جائز نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر مسح کرنے کی جگہ پر پانی یا مینھ بقدر تین انگشت کے پڑے یا ایسی گھاس
پر چلے جو مینھ کے پانی مین بھیگی ہوئی ہو تو کافی ہی اور موافق اصح قول کے اوس بھی مینھ کے حکم مین داخل ہی
یہ تبیین مین لکھا ہی دھونے کی جو تری باقی ہو اُس سے مسح جائز ہی برابر ہی کہ ٹپکتی ہو یا نہ ٹپکتی ہو مسح کے بعد جو ہاتھ
مین تری باقی ہو اُس سے مسح جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی طریقہ مسح کا یہ ہی کہ اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیان داہنے
موزہ کے اگلے حصہ پر رکھے اور بائین ہاتھ کی انگلیان بائین موزہ کے اگلے حصہ پر رکھے اور انگلیون کو کھولے ہوئے
پنڈلی کی طرف ٹخنون سے اوپر تک کھینچے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی یہ بیان طریقہ مسنون کا ہی
یہان تک کہ اگر پنڈلیون کی طرف سے انگلیون کی طرف کو کھینچے یا دونون موزون پر عرض مین مسح کرے تو

مسح ہوجاتا ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور اگر ہتیلی کو رکھکر یا صرف انگلیون کو رکھکر کہینچے تو یہ دونون صورتین حسن ہین اور احسن یہ ہے کہ سارے ہاتھ سے مسح کرے اگر ہتیلی کے اوپر کیجانب سے مسح کرے تو جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ اندر کی جانب سے مسح کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے مسح مین خطوط کا ظاہر ہونا ظاہر روایت مین شرط نہین یہ زاہدی مین لکھا ہے اور یہی ہے شرح طحاوی مین لیکن مستحب ہے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہے مسح کئی بار کرنا سنت نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے موزون پر مسح کرنے کے واسطے نیت شرط نہین یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اگر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اور نیت تعلیم کی کی نہ طہارت کی تو صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُن چیزون کے جو مسح مین ضرور ہین یہ ہے کہ موزہ پہننے کے بعد جو حدث کا اثر ہو وہ پوری طہارت پر ہو جو موزہ پہننے سے پہلے یا اُسکے بعد کامل ہوچکی ہو یہ محیط مین لکھا ہے یہان تک کہ اگر پہلے دونون پانون دھوئے پھر دونون موزے پہنے یا اگر ایک پانون دھوکر اُسپر موزہ پہن لیا پھر دوسرا پانون دھویا اور اُسپر موزہ پہنا پھر حدث سے پہلے طہارت پوری ہوگئی تو جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اگر دونون پانون دھوکر دونون موزے پہن لیے پھر طہارت پوری ہونے سے پہلے حدث ہوا تو مسح جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہے اور حدث مین موزے پہنے اور پانی مین گھس گیا اور موزون کے اندر پانی داخل ہوگیا اور دونون پانون دُھل گئے پھر اور اعضا کا بھی وضو کرلیا پھر حدث ہوا تو اُسپر مسح جائز ہے یہ تبیین مین لکھا ہے گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کیا اور تیمم کیا اور اُسپر موزے پہنے پھر حدث ہوا اور پھر گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کیا اور تیمم کیا تو موزون پر مسح کرے اور گدھے کے جھوٹے کے عوض نبیذ تمر ہوا اور باقی مسئلہ اسی حالت پر ہو تو موزہ پر مسح نہ کرے یہ کافی مین لکھا ہے اور فتاوے مین ہے کہ گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کیا اور موزے پہنے اور تیمم نہ کیا یہان تک کہ حدث ہوگیا تو وہ گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کرے اور موزون پر مسح کرے پھر تیمم کرے اور نماز پڑھ لے یہ سراج الوہاج اور محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ جس شخص نے حدث کا تیمم کیا ہو اُسکو موزہ پر مسح جائز نہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے جبکو موزے پہننے کے بعد یا قبل جنابت ہوگئی اُسکو موزون پر مسح جائز نہین مگر اُس صورت مین کہ جنابت کے واسطے تیمم کرے اور حدث کے واسطے وضو کرے اور دونون پانون دھوے پھر موزے پہنے پھر مدت مسح تک جب وہ وضو کرے اُسکو مسح جائز ہوگا پھر اگر پانی کے ملنے سے اُسکی جنابت عود کرے تو یہ حکم ہوگا کہ گویا اب مجنب ہوا ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ جنب نے غسل کیا اور اُسکے جسم پر کوئی ٹکڑا باقی رہگیا پھر اُسنے موزے پہنے پھر اُس ٹکڑے کو دھویا پھر حدث ہوا تو مسح کرنا جائز ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر اعضاے وضو مین سے کوئی مقام ایسا باقی رہگیا جہان پانی نہین پہونچا پھر اُسکے دھونے سے قبل حدث ہوا تو مسح جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہے اور منجملہ اُن چیزون کے جو مسح مین ضرور ہین یہ ہے کہ مدت مسح مین مسح ہو اور مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور انکی راتین ہین یہ محیط مین لکھا ہے برابر ہے کہ وہ سفر سفر طاعت ہو یا سفر معصیت ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہے موزہ پہننے کے بعد حدث ہوا اُسوقت سے مدت کی ابتدا معتبر ہوتی ہے یہان تک کہ اگر کسی نے فجر کے وقت وضو کرکے موزے پہنے پھر عصر کے وقت اُسکو حدث ہوا پھر اُسنے وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا تو اگر دوسرے دن کی اُسی ساعت

مدت مسح کی باقی ہی جس ساعت مین اول روز حدث ہوا تہا اور اگر مسافر ہی تو چوتھے روز کی اُسی ساعت تک
مدت مسح کی باقی رہیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - مقیم نے مدت اقامت مین سفر کیا تو سفر کی اقامت پوری کرے
یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور اگر اقامت کا مسح پورا ہو چکا پہر سفر کیا تو موزہ نکال کر پانون دہوے یہ محیط مین لکھا ہی
مدت اقامت پوری ہونے کے بعد مسافر نے اقامت کی تو وہ اپنے موزہ نکالے اور پانون دہوے
اور اگر مدت اقامت کے پورے ہونے سے پہلے اقامت کرے تو مدت اقامت پوری کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی -
معذور کو اگر وضو کے وقت عذر موجود نہ تہا اور اُسنے موزے پہنے تو اُسکو مدت معلومہ تک مسح جائز ہی مثل
تندرستون کے - اور اگر وضو کرتے وقت یا ایک موزہ پہنتے وقت پیدا ہوا تو مسح وقت مین جائز ہی خارج
وقت مین جائز نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور منجملہ اُن چیزون کے جو تیمم مین ضرور ہین یہ ہی کہ موزہ بہت
پہٹا ہوا نہو بہت پہٹے ہونے کی مقدار پانون کی چہوٹی تین انگلیان ہین یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور شرط
یہ ہی کہ بقدر پوری تین انگلیون کے ظاہر ہو جاوے برابر ہی کہ روزن موزہ کے نیچے ہو یا اوپر یا ایڑی
کی طرف یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر شگاف موزہ کی ساق مین ہی تو مسح کا مانع نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور چہوٹی انگلیون
کا وہان اعتبار ہی کہ جب انگلیون کے سوا کوئی اور جگہ کُہل جاوے اور اگر انگلیان ہی کُہل جاوین تو معتبر یہ ہی کہ تین
انگلیان کُہلین کوئی سی اُنگلیان ہون یہان تک کہ اگر انگوٹھا اور اُسکے برابر کی اُنگلی کُہل گئی حالانکہ چہوٹی تین انگلیون
کے برابر ہین تو مسح جائز ہی اور اگر انگوٹھا اور اُسکے برابر کی دونون اُنگلیان کُہل گیئن تو مسح جائز نہین اور جس شخص
کی اُنگلیان کٹ گئی ہون اُسکے موزہ کے روزن کا اعتبار دوسرے شخص کی انگلیون سے کیا جائیگا یہ جوہرۃ النیرہ
و تبیین مین لکھا ہی ایک موزہ کے روزن جمع کیے جاوینگے دونون کے نہ جمع کیے جائینگے یہان تک کہ اگر ایک
موزہ مین بقدر ایک انگشت کے روزن ہو اور دوسرے مین بقدر دو انگشت کے تو مسح اُنپر جائز ہوگا اگر
ایک موزہ مین روزن آگے کی جانب ایک انگشت ہو اور ایڑی پر ایک انگشت ہو اور کسی اور طرف اسی قدر ہو تو
مسح نہین جائز ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی پہر وہ سوراخ جو جمع کیے جاتے ہین کم سے کم اسقدر ہون کہ جسمین ایک بڑی
سوئی جاسکے اور جو اس سے بہی چہوٹا ہی وہ معتبر نہین ہوگا اور سیون کے سوراخون مین شامل ہوگا - مانع مسح سے
وہ چوڑا سوراخ ہی جس سے اسکے نیچے کا بدن کُہلجاوے یا ملا ہوا ہو لیکن چلتے وقت کُہل جاوے اور پانون ظاہر ہو لیکن
جب اندر کا بدن نہ کُہلے تو مانع مسح نہین اگرچہ بڑا سوراخ ہو - اگر موزہ اوپر سے کُہلجاوے اور اسکے اندر چمڑے کا استر
یا کپڑے کا استر موزہ مین سلا ہوا ہی تو مانع مسح نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور موزہ اور جراب اور چاروق جو پانون کے اوپر کیطرف سے
چیرے ہوے ہون اُنمین گُنڈیان اور سوراخ ہون جنکے لگانے سے موزہ پانون کو ڈہک لے وہ سب چیرے موزون کے حکم مین
ہی اور اگر پشت قدم اُنسے کچہ ظاہر ہوتی ہو تو وہ موزہ کے روزنون کے حکم مین ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی دوسری فصل مسح کی
توڑنے والی چیزون کے بیان مین وضو کی توڑنے والی چیزین اور موزون کا نکالنا اور اسی طرح ایک موزہ کا
نکالنا اور مدت کا گذرنا مسح کو توڑتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب پانی ملتا ہو لیکن اگر پانی نہ ملے تو مدت کے
گذرنے سے مسح نہین ٹوٹیگا بلکہ اسی مسح سے نماز جائز ہوگی یہان تک کہ اگر مدت گذری اور وہ نماز کے اندر ہی
اور پانی نہین ملتا تو نماز اسی طرح پڑہتا رہے یہی اصح ہی یہ محیط اور فتاوی قاضی خان اور زاہدی اور جوہرۃ نیرہ مین

مین لکھا ہی اور بعض مشائخ سے منقول ہی کہ نماز فاسد ہوجاویگی اور یہی اشبہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر موزے نکالے
اور وہ ظاہر ہی تو صرف پاؤن دھونا اُسپر واجب ہونگے اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جب مدت مسح کی گذر جائے
یہ ہدایہ مین لکھا ہی - جس شخص کو اپنے موزے نکالنے مین یہ خوف ہی کہ موزے نکال لینے سے اُسکے پاؤن
سردی کی وجہ سے رہ جاوینگے تو اُسکو مسح جائز ہی اگرچہ مدت دراز ہوجاوے جیسے اُن لکڑیون پر مسح
جائز ہوتا ہی جو ٹوٹی ہڈی پر باندھی جاوین یہ تبیین اور بحر الرائق مین لکھا ہی اکثر قدم نکل آوے تو پورے پاؤن نکل
آنے کے حکم مین ہی یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر موزہ چوڑا ہی جب پاؤن اُٹھاتا ہی تو ایڑی نکل جاتی ہی اور جب
پاؤن رکھتا ہی تو پھر اپنی جگہ پر آجاتی ہی تو اُسپر مسح جائز ہی - جسکے پاؤن ٹیڑھے ہوجاوین اور وہ پنجون کے بل
چلتا ہو اور ایڑی اپنی جگہ سے اُٹھ گئی ہو تو اُسکو بھی موزون پر مسح جائز ہی جب تک پاؤن اُسکا ساق کی طرف
کو نکل نجاوے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور اگر دو تہ کے موزے پہنے اور ایک تہ اُتار لی تو
دوسری تہ پر مسح کا اعادہ نکرے اور یہی حکم ہی اس صورت مین جب موزون پر بال ہون اُنپر مسح کرے
پھر بال اُتار ڈالے یہ محیط مین لکھا ہی - اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ موزہ پر مسح کیا پھر اُسکے اوپر کا پوست
چھیل ڈالا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر جرموقون کے اوپر مسح کیا پھر جرموق نکال ڈالے تو موزون پر مسح کا اعادہ
کرے یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر ایک جرموق نکالا تو اسی موزہ پر مسح کرے جو ظاہر ہو گیا اور دوسری
جرموق پر مسح کا اعادہ کرے بموجب ظاہر روایت کے یہ بدائع اور فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور
اگر بعد پوری طہارت کے موزے پہنے اور اُنپر مسح کیا پھر اُسکے ایک موزہ مین پانی داخل ہوا اگر ٹخنے تک
پانی پہونچا اور سارا پاؤن دھل گیا تو اُسپر دوسرے پاؤن کا غسل واجب نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور
یہی حکم ہی اس صورت مین جب اکثر قدم تر ہوجاوے اور یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر وضو کیا اور ہڈی
ٹوٹنے کی جگہ پر لکڑیان باندھین اور اُنپر مسح کیا اور دونون پاؤن دھوئے اور موزے پہنے پھر حدث
ہوا تو وضو کرے اور اُن لکڑیون پر اور موزون پر مسح کرے اور اگر وہ زخم اُس طہارت کے ٹوٹنے سے پہلے
اچھا ہوجاوے جس پر موزے پہنے ہین تو وہ اُس زخم کے موقع کو دھوئے اور موزون پر مسح کرے اور
اگر اس طہارت کے ٹوٹنے کے بعد اچھا ہو تو موزون کو نکالنا چاہیے یہ سراج الوہاج اور ظہیریہ مین لکھا ہی اور
اسی کے میل مین جبیرہ پر مسح کرنا ہی یعنی اُن لکڑیون پر جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھی جاتی ہین یہ مسح امام ابوحنیفہ رح
نزدیک نہ فرض ہی بلکہ واجب اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی اور بحر الرائق مین لکھا ہی - اور یہ مسح اُسوقت کرے
جب اُنکے نیچے دھونے یا مسح کرنے پر قادر نہو باین طور کہ پانی پہونچنے سے یا اُنکے کھولنے سے ضرر ہوتا ہو یہ
شرح وقایہ مین لکھا ہی - اور وہ شخص مسح کرے جسکو کھولنے مین اسوجہ سے ضرر ہو کہ وہ ایسی جگہ ہی کہ پھر اُنکو
خود نہین باندھ سکتا اور نہ اُسکے پاس کوئی اور باندھنے والا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اور اگر ٹھنڈے پانی سے
دھونا نقصان کرتا ہو اور گرم پانی سے دھونا نقصان نکرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا لازم ہی یہ شرح جامع صغیر
مین لکھا ہی جو قاضی خان کی تصنیف ہی اور یہی ظاہر ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر نقصان نکرے تو اُسکا چھوڑنا
امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جائز ہی اور امام محمد اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین اور مشابہ یہی ہی کہ ترجیح

یہ ہو کہ امام نے اُن دونوں کے قول کی طرف رجوع کیا - اور عیون اور حقائق مین ہو کہ احتیاطاً فتوے انھین دونون کے
قول پر ہو یہ شرح نقایہ مین لکھا ہو جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہو - اگر جبیرہ زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو اگر اُسکو کھولنا
اور زخم پر مسح کرنا دونون نقصان کرے تو جسقدر زخم کے مقابل اور جسقدر صحیح بدن کے مقابل ہو سب پر مسح
کرے اور اگر مسح نقصان کرے اور کھولنا نقصان نہ کرے تو اسقدر پہاسے پر مسح کرے جو زخم کے سرے پر ہی
اور اُسکے آس پاس دھولے - اور اگر نہ کھولنا نقصان کرے نہ زخم پر مسح کرنا تو زخم پر مسح کرے اور اُسکے آس
پاس دھولے - اور زخم ہو یا داغ ہو یا ہڈی ٹوٹ گئی ہو سب کا حکم ایک ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہو - اگر اکثر
جبیرہ پر مسح کرلیا تو کافی ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو - اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہو - آدھے جبیرہ
پر یا اُس سے کم پر بالاجماع مسح جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - اگر فصد کھولانے والے نے پٹی پر مسح
کیا پہاسے پر مسح نکیا تو کافی ہو اور اسی پر اعتماد ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو - اور مضمرات مین ہو کہ ایسا فتوی
اسی پر ہو یہ شرح نقایہ مین لکھا ہو جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہو - پٹی کی دونون گرہون کے درمیان مین جو ہاتھ
کھلا رہجاتا ہو اُسپر مسح کافی ہو اور یہی اصح ہو یہ شرح وقایہ مین لکھا ہو اور صغیری سے ہو کہ یہی اصح ہو
اور اسی پر فتوی ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو - اگر زخم اچھا نہین ہوا اور بغیر اُسکے جبیرہ گر پڑے تو دھونا لازم نہین اور مسح
بھی باطل نہین ہوگا اور اگر اچھا ہونے کے بعد گرے تو مسح باطل ہوگا اور خاص اُس جگہ کا دھونا واجب ہوگا یہ کافی
اور محیط مین لکھا ہو - وضو کیا اور دوا لگی ہوئی تھی اُسکے اوپر پانی بہالیا پھر اس جگہ کے اچھے ہوجانے کے
بعد دوا گر گئی تو دھونا لازم ہوگا اور اگر بغیر اچھے ہوئے گر گئی تو دھونا لازم نہوگا یہ محیط مین لکھا ہو اگر ناخن
ٹوٹ جاوے اور اُسپر دوا لگائی جاوے اگر اُسکا چھٹانا نقصان کرتا ہو تو اُسکے اوپر مسح کرلے اور اگر مسح بھی
نقصان کرتا ہو تو اُسکو چھوڑ دے - اعضا پھٹے ہوئے ہون تو اگر ہوسکے تو اُنکے شگافون پر پانی بہا دے
اور اگر یہ نہوسکے تو اُنپر مسح کرے اور اگر یہ بھی نہین ہوسکتا تو اُنکو چھوڑ دے اور اُنکے آس پاس دھولے یہ
تبیین مین لکھا ہو - زخم کی پٹی پر مسح کیا پھر وہ گر گئی اور دوسری بدلی تو بہتر یہ ہو کہ دوبارہ مسح کرے یہ ذخیرہ
مین لکھا ہو - کسی شخص کی انگلی مین زخم ہوا اور اُسپر مرہم لگا دے اور زخم سے زیادہ جگہ پر لگ جاوے پھر وضو
کرنے مین اُسپر مسح کرے تو اگر پوری پٹی پر مسح کرے تو جائز ہو - اور یہی حکم ہو فصد کھلانے والے کے حق
مین اسی پر فتوے ہو - کسی شخص کی باہون پر زخم ہو اور اُسکو پانی کے برتن مین ڈبویا تاکہ اُنپر مسح ہوجاوے
تو جائز نہین اور پانی خراب ہوجاویگا لیکن اگر ہاتھون کی انگلیون یا ہتھیلیون پر ہو تو وہ دُھل جاویگا اور پانی مستعمل ہوگا
اگرچہ اُسنے مسح کا ارادہ کیا تھا یہ خلاصہ مین لکھا ہو - جبیرہ پر مسح کرنا اور زخم کے پہاسے پر مسح کرنا اُسکے تلے کے بدن کے دھونے
کے برابر ہو بدل نہین ہو یہان تک کہ اگر جبیرہ صرف ایک پاؤن پر ہو تو اُسپر مسح کرے اور دوسرے پاؤن
کو دھووے یہ تبیین مین لکھا ہو اور اس مسح کی کوئی مدت مقرر نہین ہو اور اسمین بھی کچھ فرق نہین ہو کہ اُسکو
باوضو باندھے یا بے وضو باندھے یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور چھوٹا بڑا حدث یعنی بے وضو اور حالت غسل مین ہونا
برابر ہو اور اُسکے مسح مین باتفاق روایات نیت بھی شرط نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اور ایکبار مسح کافی ہو یہی
صحیح ہو یہ محیط مین لکھا ہو اگر اوپر کی پٹی دور ہوجاوے تو نیچے کی پٹی پر مسح کا اعادہ واجب نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہو

پانون کے دھونے اور موزہ کے مسح کو جمع نہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے ایک پانون مین زخم ہی اور
اُسپر جبیرہ بندھا ہوا ہی پھر اُسنے وضو کیا اور جبیرہ پر مسح کیا اور دوسرے پانون کو دھویا پھر ایک موزہ پہنا تو
صحیح یہ ہی کہ موزہ پر مسح جائز نہین اور اگر جبیرہ پر مسح کرکے دونون موزے پہنے تو دونون موزون پر مسح جائز ہی
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی شخص کے ایک پانون مین پھوڑا ہوا اور اُسنے دونون پانون دھوکے اور دونون موزے
پہنے پھر اُسکو حدث ہوا اور دونون موزون پر مسح کیا اور اسی طرح بہت سی نمازین پڑھین پھر موزہ نکالا تو
معلوم ہوا کہ پھوڑا پھوٹ گیا اور اُس سے خون بہا مگر یہ نہین معلوم کہ کب پھوٹا تو شیخ امام ابوبکر محمد ابن الفضل سے
منقول ہی کہ اگر زخم کا سرا خشک ہوگیا ہو اور اس شخص نے موزہ طلوع فجر کے وقت پہنا تھا اور بعد عشا کے نکالا
تو فجر کا اعادہ نہ کرے باقی نمازون کا اعادہ کرے اور اگر زخم کا سرا خون مین تر ہو تو کسی نماز کا اعادہ نہ کرے
یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے زخم کو باندھا اور وہ بندھن تر ہوگیا اور وہ تری باہر تک آگئی تو وضو ٹوٹ گیا
ورنہ نہین ٹوٹا اور اگر وہ بندھن دوہرا تھا اور بعض مین سے تری باہر آئی اور بعض مین سے نہ آئی تو بھی وضو ٹوٹ جاویگا
یہ تاتارخانیہ کے نواقض وضو مین لکھا ہی۔ دستانون پر مسح جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر دوسرے شخص سے اپنے
موزہ پر مسح کرایا تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ عورت موزون کے مسح کے حکم مین مثل مرد کے ہی اسلیے کہ جو سبب موزون
کے مسح جائز ہونے کا ہی وہ دونون مین برابر ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔

چھٹا باب اُن خونون کے بیان مین جو عورتون سے مختص ہین وہ خون تین قسم کا ہی حیض اور
نفاس اور استحاضہ اس باب مین چار فصلین ہین **پہلی فصل حیض کے بیان مین** حیض وہ خون ہی جو رحم سے
بدون ولادت کے نکلے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر پاخانے کے مقام کی طرف سے خون نکلے تو حیض نہین اور جب
وہ بند ہووے تو غسل مستحب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ خون کا حیض ہونا چند باتون پر موقوف ہی منجملہ اُنکے وقت ہی اور
وہ نو برس کی عمر سے ہی سن ایاس تک یہ بدائع مین لکھا ہی ایاس کا وقت پچپن برس کی عمر مین ہوتا ہی یہ خلاصہ مین
لکھا ہی اور یہی سب قولون مین ٹھیک ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی پر اعتماد ہی یہ نہایہ اور سراج الوہاج مین لکھا
ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی پھر اُسکے بعد جو خون نظر آویگا وہ ظاہر مذہب مین حیض نہوگا اور
مختار یہ ہی کہ اگر خون قوی ہوگا تو حیض ہوگا یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی اور منجملہ اُنکے نکلنا خون کا ہی
فرج خارج تک اگرچہ گدی کے گرجانے سے ہو۔ پس جب تک کچھ گدی خون اور فرج خارج کے درمیان مین
حائل ہی تو حیض نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک عورت حیض سے پاک تھی اور اُسنے گدی پر خون کا اثر دیکھا تو جس وقت
سے گدی اُٹھائی اُسی وقت سے حیض کا حکم ہوگا اور جس عورت کو حیض آرہا ہی اُسنے گدی اُٹھائی اور خون
کا اثر نہ پایا تو اسی وقت سے خون بند ہونے کا حکم ہوگا جس وقت سے گدی رکھی تھی یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی
حیض کے خون مین سیلان شرط نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اُسکا خون ان چھ رنگون مین
سے ایک رنگ کا ہو سیاہ ہو یا سرخ ہو یا زرد ہو یا تیرہ رنگ ہو یا سبز ہو یا خاکستری رنگ ہو یہ نہایہ مین لکھا ہی اور
گدی پر کے رنگ کا اعتبار اُسوقت کا ہی جب اُسکو اُٹھاوین اور وہ تر ہو نہ اُس وقت جب وہ خشک ہو یہ محیط مین لکھا ہی
اگر ایسا ہو کہ جب تک کپڑا تر ہی تب تک خالص سپیدی ہو اور جب وہ خشک ہو جاوے تب زرد ہو جاوے تو اُسکا

تو اُسکا حکم سپیدی کا ہی اور اگر سرخی یا زردی دیکھی اور بعد خشک ہونے کے وہ سپید ہوگئی تو جس حالت مین دیکھا تھا اُس حالت کا اعتبار کیا جائیگا اور تغیر کے بعد جو حالت ہوئی اُسکا اعتبار نہین یہ تجنیس مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مدت حیض کی ہی کم سے کم مدت حیض کی ظاہر روایت مین تین دن اور تین راتین ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اکثر مدت حیض کی دس دن اور دس راتین ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ کامل مدت طہر کی اس سے پہلے ہو چکی ہوا ور رحم حمل سے خالی ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر دو خون کے درمیان مین طہر آجاوے اور سب خون حیض کی مدت کے اندر ہون تو حیض ہوگا اور اگر ایک خون حیض کی مدت سے باہر ہو جاوے مثلاً ایک روز خون آیا اور نو دن تک طہر رہا اور پھر ایک روز خون آیا تو حیض نہوگا اسلیے کہ آخر کا خون مدت حیض کے اندر نہین اور اس روایت کے بموجب حیض کی ابتدا اور انتہا طہر سے نہین ہوتی اور یہ روایت امام محمد کی ہی امام ابو حنیفہ رح سے اور امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت کی ہی کہ اگر دو خونون کے درمیان مین طہر آجاوے تو اگر وہ پندرہ روز سے کم ہی تو اُنکو جدا نہین کریگا اور اکثر متاخرین نے اسی پر فتوی دیا ہی اسواسطے کہ اُسمین فتوی پوچھنے والے اور فتوی دینے والے دونون پر آسانی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی ہی زاہدی مین اور اسی روایت کا لینا آسان ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اسی پر صدر الشہید حسام الدین کی رائے قائم ہوئی ہی اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی پس اگر دس دن سے زیادہ نہو تو وہ طہر اور خون سب حیض ہونگے برابر ہی کہ اُس عورت کو اول ہی بار حیض آیا ہو یا عادت مقرر ہو اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو اگر عورت کو اول ہی بار حیض آیا ہی تو دس دن حیض کے سمجھے جاوینگے اور اگر اُسکی عادت مقرر ہو تو حیض کی جو مدت معلوم ہی وہ حیض سمجھی جاویگی اور طہر کی جو مدت معلوم ہی وہ طہر سمجھی جاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور ابتدا حیض کی طہر سے جائز ہی اگر اس سے پہلے خون ہوا ور ختم ہونا اُسکا بھی طہر پر جائز ہی اگر اُسکے بعد خون ہو یہ تبیین مین لکھا ہی اگر پندرہ روز یا اس سے زیادہ کا طہر ہو تو اُن دونون خونون مین فاصل سمجھا جاویگا پس اُن دونون مین سے ہر ایک کو یا صرف ایک کو حیض سمجھینگے جسطرح ممکن ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی کم سے کم مدت طہر کی پندرہ روز ہین اور اکثر کی کچھ انتہا نہین لیکن اگر عادت مقرر کرنے کی حاجت ہو مثلاً کوئی عورت ایسی حالت مین بالغ ہوئی کہ اُسکو ہمیشہ خون آتا ہی تو ہر مہینہ کے دس دن حیض سمجھے جاوینگے اور باقی طہر یہ ہدایہ مین لکھا ہی

دوسری فصل نفاس کے بیان مین

نفاس وہ خون ہی جو ولادت کے بعد آوے یہی متون مین لکھا ہی اگر بچہ پیدا ہوا اور خون نہ ظاہر ہوا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک غسل واجب نہوگا اور یہی روایت ہی امام محمد رح سے اور مفید مین ہی کہ یہی صحیح ہی لیکن بچہ کے ساتھ نجاست نکلنے کی وجہ سے اُسپر وضو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک غسل واجب ہوگا اکثر مشائخ نے یہی قول اختیار کیا ہی اور اسی پر صدر الشہید رح فتوے دیتے تھے یہ محیط مین لکھا ہی اور ابو علی دقاق نے کہا ہی کہ اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ مضمرات مین لکھا ہی - اور فتاوے مین ہی کہ وہی صحیح ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اگر اکثر بچہ باہر نکل آیا تو وہ نفاس ہوگا ورنہ نہوگا اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ بچہ بدن کے اندر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوے اور اکثر باہر نکل آوے - اگر بچہ کی تھوڑی خلقت ظاہر ہوگئی جیسے اُنگلی یا ناخن یا بال تو وہ بچہ ہی اُسکے نکلنے سے عورت کو نفاس ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اُسکی خلقت مین سے کچھ ظاہر نہین ہوا تو نفاس نہوگا اور جو کچھ نظر آیا ہی اگر ہو سکیگا تو

حیض ہوگا ورنہ استحاضہ ہوگا اگر بچہ کے نکلنے سے پہلے بھی خون آیا اور بعد بھی خون آیا اور بچہ کی کچھ خلقت ظاہر
ہوگئی تھی تو جو خون اُس بچہ کے نکلنے سے قبل آیا وہ حیض نہوگا اور جو بعد کو آیا وہ نفاس ہوگا اور اگر اُسکی خلقت ظاہر نہوئی
تھی تو جو قبل اسقاط کے آیا اگر وہ حیض ہوسکیگا تو حیض ہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہی اگر بچہ ناف کی طرف سے پیدا ہوا اسطرح کہ اُسکے
پیٹ مین زخم تھا وہ پھٹ گیا اور اسطرف سے بچہ نکل آیا تو وہ حکم ہوگا جو زخم سے خون جاری ہونے کی صورت مین ہوتا ہی
نفاس نہ سمجھا جائیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی لیکن اگر ناف سے بچہ نکلنے کے بعد فرج کی طرف سے بھی خون آوے تو نفاس
ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر دو توام بچے پیدا ہون تو نفاس اول بچے کے پیدا ہونے کے وقت سے ہوگا یہ کافی
مین لکھا ہی اور دو توام بچون کی شرط یہ ہی کہ اُن دونون کی ولادت مین چھ مہینے سے کم فاصلہ ہو اور اگر چھ مہینے یا اُس سے
زیادہ ہون تو دو حمل اور دو نفاس ہونگے اور اگر تین بچہ پیدا ہون اور پہلے اور دوسرے کی ولادت مین چھ مہینے
سے کم کا فاصلہ ہو اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے کی ولادت مین چھ مہینے سے کم کا فاصلہ ہو لیکن پہلے اور تیسرے
کے درمیان مین چھ مہینے سے زیادہ ہون تو صحیح یہ ہی کہ ایک حمل سمجھا جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہی کم سے کم نفاس وہ ہی کہ جبتک
خون آوے اگرچہ ایک ہی ساعت ہو اور اسی پر فتوی ہی اور اکثر نفاس ہمارے نزدیک چالیس دن ہین یہ سراجیہ مین
لکھا ہی اور اگر چالیس دن سے خون زیادہ ہوا تو چالیس روز اُس عورت کے لیے جسکو اول مرتبہ نفاس آیا اور معمول عادت
کے دن اُس عورت کے لیے جسکو نفاس کی عادت مقرر ہی نفاس ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی چالیس دن کے درمیان مین
جو دو خونون کے درمیان مین طہر آجاوے وہ بھی امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نفاس سمجھا جاویگا اگرچہ پندرہ دن ہو یا
اُس سے زیادہ اسی پر فتوی ہی نفاس کی عادت لیکے ایک بار خلاف ہونے سے امام ابویوسف رح کے نزدیک
بدل جاتی ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی

تیسری فصل استحاضہ کے بیان مین اکثر مدت حیض و نفاس کے بعد
کم سے کم مدت طہر کے درمیان جو خون نکلا ہو تو اگر اُسکو اول مرتبہ خون آیا ہی تو جسقدر اکثر مدت حیض کے بعد ظاہر ہوا
اور اگر اُسکی عادت مقرر ہی تو جسقدر معمولی عادت کے بعد ظاہر ہوا وہ استحاضہ ہی اور اسی طرح وہ خون جو کم سے کم
مدت حیض سے کم ہو اور اسی طرح وہ خون جو بہت بوڑھی عورت سے ظاہر ہو یا بہت چھوٹی لڑکی سے ظاہر ہو
استحاضہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی طرح وہ خون جسکو حاملہ عورت ابتدا مین دیکھے یا ولادت کی حالت مین بچہ نکلنے سے
قبل دیکھے استحاضہ ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی

چوتھی فصل حیض اور نفاس اور استحاضہ کے احکام مین حیض
اور نفاس اور استحاضہ کا حکم جبھی ثابت ہوتا ہی جب خون نکلے اور ظاہر ہو ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب یہی ہی اور تمام
مشائخ اسی پر ہین اور اسی پر فتوی ہی یہ محیط مین لکھا ہی جو احکام حیض و نفاس مین مشترک ہین وہ آٹھ ہین منجملہ اُن احکام کے یہ ہی کہ حیض والی
اور نفاس والی عورت سے نماز ساقط ہوجاتی ہی اور پھر اُسکی قضا بھی نہین یہ کفایہ مین لکھا ہی اول مرتبہ جو خون نظر
آوے اُسی وقت عورت نماز چھوڑ دے بعضے فقیہ نے کہا ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین نوازل سے
نقل کیا ہی اور یہی صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی جس نماز کے وقت مین حیض یا نفاس آوے اُسوقت کا فرض اُسکے ذمہ سے
ساقط ہوجاویگا نماز پڑھنے کے لائق وقت رہا ہو یا نہ رہا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر آخر وقت مین نماز شروع کی پھر
حیض ہوگیا تو اُسپر اُس نماز کی قضا لازم نہین لیکن اگر وہ نماز نفل ہوگی تو قضا لازم ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی حیض والی
عورت کے واسطے یہ مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت ہو تو وضو کرے اور اپنے گھر مین نماز پڑھنے کی جگہ مین آن بیٹھے اور جتنی دیر مین

نماز ادا کرتی اتنی دیر تک سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑھتی رہے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور صغری مین ہی کہ حیض والی عورت
جب آیت سجدہ کی سنے تو اُسپر سجدہ واجب نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے یہ ہی کہ اُسپر روزہ حرام ہوگا
اگر اُسکی قضا ہوگی یہ کفایہ مین لکھا ہی- نفل روزہ شروع کیا اور حیض آگیا تو احتیاطاً قضا لازم ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور
منجملہ اُن احکام کے یہ ہی کہ حیض والی عورت اور نفاس والی عورت اور جنب پر مسجد مین داخل ہونا حرام ہی برابر ہی
کہ اُسمین بیٹھنے کے لیے ہو یا اُس مین گذر جانے کے لیے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی- تہذیب مین ہی کہ حیض والی عورت
مسجد جماعت مین نہ داخل ہو اور حجہ مین ہی کہ حیض والی عورت کو اُسوقت مسجد مین داخل ہونا جائز ہی جب
مسجد مین پانی ہو اور کہین اور نہ ملے اور یہی حکم ہی اس صورت مین جب جنب کو یا حیض والی عورت کو درندے کا
یا چور کا یا سردی کا خوف ہو تو مسجد مین ٹھہر جانے مین مضائقہ نہین اور اولی یہ ہی کہ مسجد کی تعظیم کے لیے
تیمم کر لے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم مین ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی جو مکان جنازہ
کی نماز کے لیے یا عید کی نماز کے لیے بنایا جاوے اصح یہ ہی کہ اُسکے لیے حکم مسجد کا نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی-
حیض والی عورت کو اور جنب کو زیارت قبور مین مضائقہ نہین یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے یہ ہی کہ
حیض والی اور نفاس والی عورت کو طواف خانہ کعبہ کا حرام ہی اگرچہ مسجد سے باہر طواف کرین یہ کفایہ مین لکھا ہی اور
اسی طرح جنب کو بھی طواف حرام ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے یہ ہی کہ قرآن پڑھنا حرام
ہی- حیض والی اور نفاس والی عورت اور جنب ذرا بھی قرآن نہ پڑھین پوری آیت ہو یا کم ہو دونون موافق
قول اصح کے حرام ہونے مین برابر ہین لیکن اگر کم آیت سے پڑھین اور قرات کا قصد نہ کرین مثلاً شکر کے
ارادہ سے الحمد للہ کہین یا کھانا کھاتے وقت یا اور وقت بسم اللہ پڑھین تو مضائقہ نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی-
اور ایسی چھوٹی آیتین جو باتین کرنے مین زبان پر آجایا کرتی ہین حرام نہین جیسے ثم نظر اور لم یولد یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر
جنب قرآن پڑھنے کے واسطے کلی کرے تو قرآن پڑھنا حلال نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جنب اور حیض والی اور نفاس والی عورت کو توریت اور انجیل اور زبور کا پڑھنا
مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر معلمہ یعنی پڑھانے والی عورت کو حیض آجاوے تو اُسکو لائق ہی کہ لڑکون کو ایک ایک
کلمہ سکھا دے اور دو کلمون کے درمیان مین توقف کرے اور قرآن کے ہجے اُسکو مکروہ نہین یہ محیط مین
لکھا ہی اور ظاہر روایت مین قرات قنوت کی بھی مکروہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ تجنیس اور ظہیریہ
مین لکھا ہی جنب اور حیض والی عورت کو دعائین پڑھنا اور اذان کا جواب دینا اور مثل اسکے اور چیزین جائز ہین یہ
سراجیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے حرمت قرآن چھونے کی ہی حیض والی کو اور نفاس والی کو اور
جنب والی کو اور بے وضو کو قرآن کا چھونا جائز نہین لیکن اگر قرآن ایسے غلاف مین ہو جو اُس سے
جدا ہو جیسے تھیلی یا ایسی جلد ہو جو اُس مین سلی ہوئی نہو تو جائز ہی اور جو اُس سے متصل ہو تو جائز
نہین یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی- اور صحیح یہ ہی کہ
قرآن کے حاشیون اور اُس سفیدی کا جہان قرآن لکھا ہوا نہین ہی چھونا بھی جائز نہین ہی یہ تبیین
مین لکھا ہی اور اعضا سے طہارت کے سوا اور اعضا سے چھونے مین اور جو اعضا دھو لیے

اُنسے وضو کے پورے ہونے سے پہلے چھونے مین اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ منع ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی جو کپڑے پہنے ہوئے ہین اُنسے بھی قرآن کا چھونا جائز نہین - اور اُنکو تفسیر اور فقہ اور حدیث کی کتابون کا چھونا بھی جائز نہین مگر آستینون سے چھونے مین مضائقہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہی درہم یا لوح یا اور کسی چیز پر اگر پوری آیت قرآن کی لکھی ہو تو اُسکا چھونا بھی جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اگر قرآن فارسی مین لکھا ہو تو اُن سب کو اُسکا چھونا امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مکروہ ہی اور اسی طرح صحیح قول کے بموجب امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور نیز اُسکا چھونا جنہین قرآن کے سوا اور اسناد کا ذکر لکھا ہوا ہی ان سب پر عامہ مشائخ نے ایک حکم کیا ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور جنب اور حیض والی عورت اور نفاس والی عورت کو قرآن کا دیکھنا مکروہ نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور جنب اور حیض والی کو ایسی کتابت لکھنا جسکی بعضی سطرون مین قرآن کی آیت ہو مکروہ ہی اگرچہ وہ اُسکو پڑھتے نہین اور جنب قرآن کو لکھے نہین اگرچہ کتاب زمین پر رکھی ہوا اور نہ اپنا ہاتھ رکھے اگرچہ آیت سے کم ہو امام محمد رح نے کہا ہی کہ بہتر ہی میرے نزدیک نہ لکھے اور اسی کو لیا ہی مشائخ بخارا نے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی بچون کو قرآن دیدینا مضائقہ نہین اگرچہ وہ بے وضو رہتے ہون یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے جماع کا حرام ہونا ہی اور یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہی اور مرد کو جائز ہی کہ ایسی عورتون کے بوسے لے اور اُنکو پاس لٹا وے اور تمام بدن سے لذت حاصل کرے سوا اُتنے بدن کے جو گھٹنے اور ناف کے درمیان مین ہی نزدیک امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر مجامعت کی اور جانتا ہی کہ حرام ہی تو اُسپر توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ نہین اور مستحب یہ ہی کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ اُن احکام کے خون کے بند ہونے کے وقت غسل واجب ہوتا ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی اگر اکثر مدت حیض جو دس دن ہین گذر چکین تو غسل سے پہلے بھی وطی حلال ہی پہلی ہی بار حیض آیا ہو یا عادت والی ہو اور مستحب یہ ہی کہ جب تک وہ غسل نہ کرے وطی نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر حیض کا خون دس دن سے کم مین بند ہو جائے تو جبتک وہ نہا نہ لے یا اُسپر آخر وقت نماز کا اسقدر نہ گزر لے کہ جو تحریمہ اور غسل کو کافی ہو تب تک اُسکی وطی جائز نہین اسلیے کہ نماز اُسی وقت واجب ہوتی ہی کہ جب آخر وقت نماز سے اسقدر موجود ہو یہ زاہدی مین لکھا ہی پورے وقت کا گذرنا کہ خون اول وقت مین بند ہوا اور اسی بند ہونے کی حالت مین تمام وقت گذر جائے شرط نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی اگر خون عادت کے دنون سے کم مین بند ہو تو اُس سے قربت کرنا بھی مکروہ ہی اگرچہ وہ نہالے جبتک اُسکی عادت کے دن پورے نہو جائین لیکن اُسپر بطور احتیاط کے روزہ و نماز لازم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر دس دن سے کم مین خون بند ہوا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی وطی حلال نہوگی جبتک وہ نماز نہ پڑھ لے پھر اگر پانی ملا تو قرآن پڑھنا حرام ہو جاویگا وطی حرام نہوگی ہمارے نزدیک یہ زاہدی مین لکھا ہی خجندی نے کہا ہی کہ یہی اصح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جس عورت کو اول ہی بار حیض آیا ہو اور دس دن سے کم مین وہ پاک ہو جاوے یا عادت والی عورت اپنی عادت سے کم دنون مین پاک ہو جاوے تو وضو اور غسل مین اسقدر

اسقدر تاخیر کریگی کہ نماز کے لیے وقت مکروہ نہ آجاوے یہ زاہدی مین لکھا ہی وہ احکام جو حیض سے مختص ہین پانچ
ہین عدت اور استبرا کا تمام ہونا اور بلوغ کا حکم اور طلاق سنت اور بدعت مین فرق یہ کفایہ مین لکھا ہی اور پھر روزون
کے اتصال کا قطع نہونا یہ تبیین اور مضمرات کے کفارہ ظہار کے بیان مین لکھا ہی استحاضہ کا خون مثل نکسیر کے ہی
جو ہمیشہ جاری ہی روزہ اور نماز اور وطی کا مانع نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی ایک مرتبہ بدلنے سے عادت امام ابو یوسف رح
کے نزدیک بدل جاتی ہی اسی پر فتوے ہی یہ کافی مین لکھا ہی اگر دو پورے طہر کے درمیان مین خون آوے
اور زیادہ دن آنے مین یا کم دن آنے مین یا عادت سے پہلے آجانے مین یا بعد کو آنے مین یا دونون
باتون مین عادت کے خلاف ہو تو عادت وہی مستمر ہوجاویگی حقیقی خون ہو یا حکمی یہ جب ہی کہ وہ دس دن سے
زیادہ نہوجاوے اور اگر زیادہ ہو تو جو اسکی معمولی عادت ہی وہ حیض ہوگا اور اسکے سوا استحاضہ ہوگا اور عادت
نہ بدلیگی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی حکم نفاس کا ہی پس اگر نفاس عادت کے خلاف دونون تک آیا اور چالیس دن سے
زیادہ نہوا تو عادت بدل جائیگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر نفاس کی کچھہ عادت مستمر رہی اور کبھی چالیس دن سے زیادہ ہوگیا
تو جسقدر عادت کے دن ہین وہی نفاس سمجھے جاوینگے برابر ہی کہ معمولی عادت خون پر ختم ہو یا طہر پر امام
ابو یوسف رح کے نزدیک یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جس عورت کی عادت مقرر ہی اور اب خون اسکا بند نہین ہوتا اور
حیض کی عادت کے دنون مین اور مکان مین یعنی یہ کہ حیض مہینے کے کونسے عشرہ مین ہوتا تھا اور وہ مین شبہہ
پڑگیا تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر کوئی گمان غالب بھی نہو تو نہ وہ حیض ٹھہراوے نہ طہر بلکہ احتیاط پر عمل
کرے اور ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور جن چیزون سے حیض والی عورتین بچتی ہین اُنسے بچتی رہے تبیین
مین لکھا ہی پس فرض اور واجب اور سنت مؤکدہ پڑھے اور موافق صحیح قول کے نفل نہ پڑھے اور قرآن
صرف بقدر فرض و واجب کے پڑھے اور صحیح یہ ہی کہ فرض کی دونون رکعتون مین چھوٹی سورتین پڑھے یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی اور اگر صرف بعض مین شبہہ ہو مثلاً طہر مین اور حیض کے داخل ہونے مین شبہہ ہو تو ہر نماز کے وقت
کے لیے وضو کرے اور اگر طہر مین اور حیض سے فارغ ہونے مین شک ہو تب استحسان یہ ہی کہ ہر نماز کے وقت
کے واسطے غسل کرے نجم الدین نسفی نے لکھا ہی اور صواب یہ ہی کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی
اصح ہی اور یہ مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور رمضان مین کسی
روز روزہ کا افطار نہ کرے لیکن اُس مہینے کے گذرنے کے بعد حیض کے دنون کی قضا اُسپر واجب ہوگی پس
اگر یہ بات معلوم ہو کہ حیض اُسکا رات مین شروع ہوتا تھا تو اُسپر بیس روز کی قضا آویگی اور اگر یہ معلوم ہو کہ دن
مین حیض شروع ہوتا تھا تو احتیاطاً بائیس روز کی قضا آویگی اور اگر دن رات کے شروع ہونے مین بھی شبہہ
ہو تو اکثر مشائخ کا یہ قول ہی کہ بیس دن کی قضا آویگی اور فقیہ ابو جعفر کا یہ قول ہی کہ بائیس دن کے روزے احتیاطاً
قضا کرے خواہ روزے ملاکر رکھے یا جدا جدا رکھے یہ اُسوقت ہی جب دورہ اُسکا معلوم ہو مثلاً یہ بات
کہ ہر مہینے مین آتا ہی اور اگر دورہ بھی معلوم نہین تو اگر یہ بات معلوم ہی کہ حیض اُسکا رات سے شروع
ہوتا تھا تو احتیاطاً پچیس دن کی قضا کرے خواہ ملاکر رکھے یا جدا جدا اور اگر یہ بات معلوم ہی کہ حیض دن مین
شروع ہوتا تھا تو اگر ملاکر روزہ رکھے تو احتیاطاً بتیس دن کی قضا کرے اور اگر جدا جدا رکھے تو اڑتیس دن

کی اور جو یہ بھی نہین معلوم تو اگر ملا کر روزے رکھے تو بتیس دن کی قضا کرے اور جدا جدا رکھے تو اڑتیس دن کی قضا
کرے یہ اُس صورت مین ہی کہ جب رمضان پورے تیس دن کا ہوا اور جو کم کا ہو تو سینتیس دن کی قضا کرے
یہ مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی عادت والی عورت جب اپنی ولادت کے خون دیکھے اور اپنی
عادت بھول جاوے تو اگر خون اُسکا چالیس دن سے زیادہ نہوا اور چالیس دن کے بعد پورا طہر ہوا تو جسقدر
نمازین چھوٹی ہین اُنکا اعادہ نہ کریگی اور اگر خون چالیس دن سے زیادہ ہوگیا یا زیادہ نہوا لیکن چالیس دن کے بعد طہر
پندرہ دن سے کم ہوا تو اُسپر یہ لازم ہی کہ اپنے دل مین سوچے اگر کچھ گمان غالب عادت کے دنون کا ہو تو اُسی کو
عادت سمجھے اور اُسی پر عمل کرے اور اگر کچھ گمان غالب نہو تو احتیاطًا چالیس روز کی سب نمازین قضا کرے اور اگر
خون اُسکا اب پھر بند نہین ہوتا تو دس روز تک انتظار کرے پھر یہ چالیس روز کی نمازین دوبارہ قضا کرے یہ محیط مین لکھا
ہی کسی عورت کو اسقاط ہوا اور اسمین شک ہی کہ اُسکے بعض اعضا کی خلقت ظاہر ہوئی تھی یا نہین اور خون بند
نہین ہوتا تو اگر اُسکے حیض کی عادت کے جو دن ہین اُنکے اول مین اسقاط ہوا ہی تو بقدر عادت کے دنون کے
بالیقین نماز کو چھوڑ دے اسلیے کہ اُسکو یا حیض ہی یا نفاس پھر غسل کرے اور جسقدر طہر کی عادت ہی اُتنے دنون
تک بطور شک کے نماز پڑھے اسلیے کہ یا اُسکو طہر ہی یا نفاس پھر جب تک حیض کی عادت کے دن ہین تب تک
بالیقین نماز چھوڑ دے اسلیے کہ اُسکو نفاس ہی یا حیض ہی پھر اگر وقت اسقاط سے چالیس دن پورے ہوچکے
تو غسل کرے اور جب تک طہر کی عادت کے دن ہین بالیقین نماز پڑھے اور اگر پورے نہین تو جسقدر چالیس دن
کے اندر ہین تب تک بطور شک کے نماز پڑھے اور اُسکے بعد بطور یقین کے نماز پڑھے پھر ہمیشہ یہی کرتی رہے
اور اگر بعد ایام حیض کے اسقاط ہوا تو وہ اُسی وقت سے جب تک اُسکی حیض کی عادت کے دن ہین بطور شک
کے نماز پڑھے پھر حیض کی عادت کے دنون مین بالیقین نماز چھوڑ دے اور حاصل اس سب کا یہ ہی کہ شک
کے لیے کوئی حکم نہین ہوتا اور احتیاط واجب ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی معذور کے احکام بھی اسی
سے متصل ہین اول مرتبہ ثبوت عذر کے واسطے یہ شرط ہی کہ ایک نماز کے پورے وقت تک برابر عذر
رہے اور یہی اظہر ہی اسی طرح عذر کا منقطع ہونا بھی اُس وقت ثابت ہوتا ہی جب نماز کے ایک پورے وقت تک
عذر منقطع رہے یہان تک کہ اگر نماز کے بعضے وقت مین خون آیا پورے وقت مین نآیا پھر اُسنے بطور معذورون
کے وضو کرکے نماز پڑھی پھر وہ وقت خارج ہوکر دوسری نماز کا وقت داخل ہوا یا اُسی بعضے وقت مین خون
منقطع ہوگیا تو اُس نماز کا اعادہ کرے اسلیے کہ تمام وقت مین عذر موجود نہوا اور اگر دوسری نماز کے وقت
مین عذر منقطع نہوا یہان تک کہ وہ وقت نکل گیا تو نماز کا اعادہ نہ کرے اسلیے کہ پورے وقت مین عذر موجود
ہوا عذر کے باقی رہنے کی شرط یہ ہی کہ کوئی وقت نماز کا اُسپر ایسا نہ گذرے کہ اسمین وہ عذر موجود نہو تبیین مین
لکھا ہی مستحاضہ عورت اور وہ شخص جسکو سلس البول کی بیماری ہی یا دست جاری ہین یا بار بار ریح نکلتی ہی یا نکسیر
جاری ہی یا کوئی زخم جاری ہی جو بند نہین ہوتا یہ سب لوگ ہر نماز کے وقت کے واسطے وضو کرین اور اُس سے اُس وقت
مین جو فرض ونفل چاہین پڑھین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر وضو کرتے وقت خون جاری تھا اور نماز
پڑھتے وقت بند تھا اور پھر دوسری نماز کے تمام وقت مین بھی بند رہا تو اُس نماز کا اعادہ کرے یہ شرح منیۃ المصلی مین

لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جب نماز کے اندر خون بند ہوا اور دوسری نماز کے سارے وقت مین بھی بند رہا یہ مضمرات مین لکھا ہی معذور کا وضو فرض نماز کا وقت خارج ہونے سے اسی حدث سے ٹوٹ جاتا ہی جو اول ہو چکا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر معذور عید کی نماز کے لیے وضو کرے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اُس سے ظہر بھی پڑھ سکتا ہی اور یہی صحیح ہی اسلیے کہ عید کی نماز بمنزلہ نماز ضحیٰ کے ہی اگر ایک بار ظہر کی نماز پڑھنے کے لیے ظہر کے وقت مین وضو کیا اور دوسری بار اُسی ظہر کے وقت مین عصر کے واسطے وضو کیا تو اُن دونون کے نزدیک اُس سے عصر پڑھنا جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور طہارت اُس وضو کی اُسوقت ٹوٹتی ہی جب وہ وضو کرے اور خون جاری ہو یا وضو کے بعد وقت نماز مین خون جاری ہوا اور اگر وضو کے بعد خون بند رہا یہانتک کہ وہ وقت نکل گیا تو وہ وضو باقی ہی اور اُسکو اختیار ہی کہ اسی وضو سے نماز پڑھے جبتک خون جاری نہین ہوا یا کوئی دوسرا حدث نہین ہوا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر وقت نماز مین بلا حاجت کے وضو کیا تھا پھر خون جاری ہوا تو اسی وقت کی نماز پڑھنے کے لیے دوبارہ وضو کرے اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جب اُسنے سیلان کے سوا کسی دوسرے حدث کے لیے وضو کیا پھر خون بہنے لگا یہ کافی مین لکھا ہی کسی شخص کے چیچک نکل رہی تھی اور اُس مین سے رطوبت جاری تھی پھر اُسنے وضو کیا پھر ایک دوسری جگہ سے رطوبت جاری ہو گئی جو پہلے جاری نہ تھی تو اُسکا وضو ٹوٹ جائیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اسی طرح اگر ناک کے ایک نتھنے سے خون جاری تھا اور اُسنے وضو کیا پھر دوسرے نتھنے سے خون جاری ہو گیا تو اُسپر دوسرا وضو لازم ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی جس عورت کو استحاضہ تھا اُسنے وضو کیا اور نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھی تو وقت نماز کا نکل گیا تو وہ نماز ٹوٹ جائیگی اور احتیاطًا اُسپر قضا لازم ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر معذور اس بات پر قادر ہی کہ باندھنے سے یا روئی رکھنے سے خون کو بند کر سکتا ہی یا بیٹھنے مین خون جاری نہین ہوتا کھڑے ہونے مین جاری ہوتا ہی تو اُسکا بند کرنا واجب ہی اور اُسکے بند کر لینے کی سبب سے اب صاحب عذر نہین رہتا لیکن حیض والی عورت اگر گدی رکھکر خون بند کرے تو اُسکو حیض ہی رہتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی نفاس والی یا استحاضہ والی عورت اگر روئی رکھ لے تو وہ نفاس یا استحاضہ سے نہین نکلتی یہ تجنیس مین لکھا ہی اگر آنکھ مین سے درد کی وجہ سے یا کسی آنکھ کی رگ مین سے ہر وقت پانی جاری ہو تو نماز کے ہر وقت کے لیے وضو کرے اسلیے کہ اُسکے پیپ ہونے کا احتمال ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر کسی کا زخم بہتا تھا اور اُسپر کپڑا باندھ لیا تھا پھر اُسپر قدر درہم سے زیادہ خون لگ گیا یا اُسکے پہننے کے کپڑے پر لگ گیا اگر ایسی حالت ہی کہ جو دھووے تو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی دوبارہ نجس ہو جاویگا تو اُسکے بغیر دھوئے نماز پڑھنا جائز ہی اور جو ایسا نہین تو جائز نہین یہی مختار ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی جسکی ناسور جاری ہو یا زخم سے خون بہنے لگے تو وہ آخر وقت تک انتظار کرے اگر خون بند نہو تو وقت کے نکلنے سے پہلے وضو کرکے نماز پڑھ لے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی

ساتوان باب نجاستون کے بیان مین اور اُسکے احکام مین اس باب مین تین فصلین ہین

پہلی فصل نجاستون کے پاک کرنے کے بیان مین

نجاستون کے پاک کرنے کے دس طریقہ ہین منجملہ اُنکے دھونا ہی نجاست کا پاک کرنا جائز ہی پانی سے اور ہر بہتی ہوئی پاک چیز سے جس سے نجاست دور ہو سکے جیسے سرکا اور گلاب اور سوا اُسکے اور چیزین جنسے کپڑا بھگو کر نچوڑین تو نچڑ جاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور جو نہ نچڑے جیسے تیل تو اُس سے نجاست دور کرنا جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی

حکم ہی چھاچ اور دودھ اور شیرہ کا یہ تبیین مین لکھا ہی اور ان بہتی ہوئی چیزون سے جنسے نجاست دھلتی ہی
مستعمل پانی بھی ہی اور یہ امام محمد رح کا قول ہی اور ایک روایت امام ابوحنیفہ رح سے بھی ہی اور اسی پر فتوے ہی
یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر نجاست نظر آتی ہو تو عین نجاست دور کیجاوے اور اُسکا اثر بھی دور کیا جاوے اگر وہ چیز اُس
قسم کی ہو کہ اُسکا اثر دور ہوجایا کرتا ہی اس مین عدد کا اعتبار نہین یہ محیط مین لکھا ہی اگر ایک ہی مرتبہ کے دھونے
مین نجاست اور اُسکا اثر چھوٹ جاوے تو وہی کافی ہی اور اگر تین مرتبہ مین بھی نہ چھوٹے تو اسوقت تک
دھووے جبتک وہ بالکل چھوٹ جاوے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور اگر وہ نجاست اس قسم کی ہو کہ اُسکا اثر بغیر مشقت
کے دور نہین ہوتا باین طور کہ اسکے دور کرنے مین پانی کے سوا کسی اور چیز کی حاجت جیسے صابون وغیرہ
کی تو اُس دور کرنے مین تکلف نہ کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی طرح گرم پانی سے دھونے کا تکلف نہ کرے
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اسی بنا پر فقہا نے یہ کہا ہی کہ اگر کسی کے ہاتھ یا کپڑا مہندی یا کسی اور ایسے رنگ
مین رنگ جائین جو نجس ہوگیا ہو تو جب دھوتے دھوتے اُسکا پانی صاف ہوجاوے تو پاک ہوگیا اگرچہ رنگ
باقی ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر کوئی شخص نجس گھی مین ہاتھ ڈالدے یا اُس کپڑے کو لگ جاوے پھر اُس ہاتھ یا کپڑے
کو پانی سے بغیر اشنان کے دھووے اور اثر گھی کا اُسکے ہاتھ پر باقی رہے تو وہ پاک ہوجاویگا اسی کو اختیار کیا ہی فقیہ
ابو اللیث نے اور یہی اصح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر نجاست نظر آنے والی نہو تو اُسکو تین بار دھووے یہ محیط
مین لکھا ہی اور جو چیز نچڑ سکتی ہو اُسمین ہر مرتبہ نچوڑنا شرط ہی اور تیسری مرتبہ خوب اچھی طرح نچوڑے
یہان تک کہ اگر پھر اُسکو نچوڑین تو اُسمین سے پانی نہ گرے اور ہر شخص مین اُسکی قوت کا اعتبار ہی اور اصول
کے سوا ایک روایت مین یہ بھی ہی کہ ایک مرتبہ نچوڑنا کافی ہی اور یہی قول زیادہ آسانی کا ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور
نوازل مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اول مین زیادہ احتیاط ہی یہ محیط مین لکھا ہی
اور اگر ہر بار نچوڑا اور قوت اُسمین زیادہ ہی لیکن کپڑے کے بچانے کے لیے اُسنے اچھی طرح نہ نچوڑا
تو جائز نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر تین مرتبہ دھویا اور ہر مرتبہ نچوڑا پھر اُسمین سے ایک قطرہ
ٹپک کر کسی چیز پر لگ گیا اگر اُسکو تیسری مرتبہ خوب نچوڑ لیا ہی ایسا کہ اگر اُسکو پھر نچوڑین تو اُسمین سے پانی نہ گرتا تو کپڑا
اور ہاتھ اور جو قطرہ ٹپکا ہی سب پاک ہین اور اگر ایسا نہین نچوڑا تو سب نجس ہین یہ محیط مین لکھا ہی اور جو چیز نچڑ نہین
سکتا وہ تین مرتبہ دھونے اور ہر مرتبہ خشک کرنے سے پاک ہوتا ہی اسلیے کہ خشک کرنے مین بھی نجاست
کے نکالنے کا اثر ہوتا ہی اور خشک کرنے کی حد یہ ہی کہ اُسکو اسقدر چھوڑ دے کہ پانی کا ٹپکنا اُس سے
موقوف ہوجائے سوکھ جانا شرط نہین یہ تبیین مین لکھا ہی یہ جب ہی کہ نجاست کو اُسنے خوب پی لیا ہو
اور اگر نجاست کو نہ پیا یا تھوڑا سا پیا ہو تو تین بار کے دھونے سے پاک ہوجاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
کسی عورت نے گیہون یا گوشت شراب مین پکائے تو امام ابو یوسف رح کا قول ہی کہ پھر تین بار پانی مین
پکا وے اور ہر مرتبہ خشک کرے اور امام ابوحنیفہ رح کا قول ہی کہ وہ کبھی پاک نہونگے اور اسی پر فتوی
ہی یہ مضمرات مین نصاب اور کبرے سے نقل کیا ہی اگر ایسی چیز نجس ہوجاوے جو نچوڑی نہین
جاسکتی اور نجاست پی جاوے مثلاً چھڑی کو نجس پانی سے طمع کیا یا مٹی کا برتن یا اینٹ تازی

بھی ہوئی ہون اور اُنپر شراب پڑجاوے یا گیہون پر شراب پڑجائے اور وہ اُسکو جذب کرکے پھول جاوین
تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک پاک پانی سے تین بار چھری ملمع کیجاوے اور اینٹ اور برتن کو تین بار دھووین
اور ہر بار خشک کرین تو پاک ہوجاوینگے اور گیہون کو پانی مین بھگو دین یہانتک کہ وہ پانی کو اسی طرح
پیلین جیسے شراب کو انھون نے پیا تھا پھر خشک کیے جاوین تین مرتبہ اسی طرح کیا جاوے تو طہارت
کا حکم کیا جاویگا اور اگر نہ پھولے ہون تو تین مرتبہ دھووین اور ہر مرتبہ خشک کرین لیکن یہ شرط ہی کہ اسمین شراب کا
مزہ یا بو نہ باقی ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اینٹ پرانی ہو تو اسکو ایک دفعہ تین بار دھولینا کافی ہی یہ خلاصہ مین لکھا
ہی۔ اگر شہد نجس ہوجاوے تو وہ ایک کڑھائی مین ڈالا جاوے اور اُسمین پانی ملا دین اور اسقدر جوش دین
کہ پانی خشک ہوکر جسقدر شہد تھا وہ باقی رہجاوے تین بار اسی طرح کیا جاوے تو وہ پاک ہوجائیگا فقہا
نے کہا ہی کہ اسی طرح جہاج بھی پاک ہوسکتی ہی۔ نجس تیل کو تین مرتبہ اس طرح دھووین کہ اسکو ایک برتن
مین ڈالین پھر اُسی کے برابر اُسمین پانی ڈالین پھر اُسکو ہلاوین اور چھوڑ دین یہانتک کہ تیل اوپر آجاوے وہ
اوپر سے اُتار لیا جاوے یا برتن مین سوراخ کردیا جاوے تاکہ پانی نکل جاوے اسی طرح تین بار کیا جاوے
تو وہ پاک ہوجاویگا یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ نجس کپڑا تین برتنون مین دھویا جاوے یا ایک ہی برتن مین تین بار
دھویا جاوے اور ہر بار نچوڑا جاوے تو وہ پاک ہوجاوے اسلیے کہ دھونے کی عادت اسی طرح جاری ہی
اگر نہ پاک ہو تو لوگون پر دقت پڑے۔ اور نجس عضو کو کسی برتن مین دھونے کا اور ایسے جنب کا جسنے
استنجا نکیا ہو کسی پانی مین نہانے کا حکم مثل کپڑے کے ہی اور پانی اور برتن ناپاک ہوجاویگا اور اگر
چوتھے برتن مین بھی دھووین تو اُسکا پانی کپڑا دھونے کی صورت مین پاک کرنے والا باقی رہیگا اور عضو دھونے
کی صورت مین پاک کرنے والا باقی نرہیگا اسلیے کہ عبادت مین صرف ہوا تو مستعمل ہوجاویگا یہ کافی مین لکھا
ہی اور وہ تینون برتنون کے تینون پانی نجس ہونگے لیکن اُنکی نجاست مین فرق ہوگا پہلا پانی جب کسی کپڑے کو
لگیگا تو وہ تین بار دھونے سے پاک ہوگا اور دوسرے پانی لگنے مین دو بار دھونے سے اور تیسرے پانی مین
ایک بار دھونے سے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ تنویر مین لکھا ہی اور جب دو پانی دوسرے کپڑے کو
لگیگا تو اُسکا وہی حکم ہوگا جو پہلے کپڑے مین تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور تیسری بار کے دھونے مین تیسرا برتن
بھی پاک ہوجاویگا جیسے کہ کاسہ کی دستگی اور وہ مٹکا جسمین شراب سرکہ بنتی ہی پاک ہوجاتا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر
ایک موزہ کا استر ٹاٹ کا ہو اور وہ موزہ پھٹکر اُسکے روزنون مین نجس پانی داخل ہوگیا پھر اُسنے موزہ کو
دھویا اور ہاتھ سے ملا اور پھر اُسکے اندر تین بار پانی بھرا اور پھینکا لیکن اُس ٹاٹ کو نچوڑ نہ سکا تو وہ موزہ پاک
ہوجاویگا یہ محیط مین لکھا ہی نوازل مین ہی کہ وہ ہر بار اتنی دیر تک چھوڑ دیا جاوے کہ اُس سے پانی ٹپکنا موقوف
ہوجاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی خراسانی موزہ جنکے چمڑے جو سوت سے اسطرح گٹھے ہوئے ہوتے ہین کہ تمام
موزہ کے چمڑے پر سوت چڑھا ہوتا ہی تو اگر اُسکے نیچے نجاست لگ جاوے تو وہ تین بار دھوئے جاوین اور
ہر بار خشک کیے جاوین اور بعض کا قول ہی کہ ہر بار اسقدر توقف کیا جاوے کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجاوے پھر دوسری
بار اور تیسری بار اسی طرح دھووے یہ اصح ہی اور اول مین احتیاط زیادہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی زمین اور درخت مین اگر

نجاست لگجاوے پھر اُسپر مینھہ برسے اور نجاست کا اثر باقی نرہے تو وہ پاک ہوجاوینگے اور اسی طرح لکڑی مین جب نجاست لگجاوے اور اُسپر مینھہ برسے تو وہ دُہلنے کے حکم مین ہی زمین اگر پیشاب سے نجس ہوجاوے اور اُسکے دُہونے کی حاجت ہو پس اگر زمین نرم ہی تو تین بار پانی بہانے سے پاک ہوجاویگی اور اگر سخت ہی تو فقہانے کہا ہی کہ پانی اُسپر ڈالین پھر ہاتھہ سے رگڑین پھر اون یا پاک کپڑے سے پونچھین اور اسی طرح تین بار عمل کرین تو پاک ہوجاویگی اور اگر اُسپر اتنا بہت پانی ڈالاجاوے کہ اُسکی نجاست متفرق ہوجاوے اور اُسکی بو اور رنگ باقی نرہے اور چھوڑدیجاوے تاکہ خشک ہوجاوے تو پاک ہوجاویگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی بوریا کو اگر نجاست لگجاوے اور وہ نجاست خشک ہو تو ضرور ہی کہ اُسکو ملکر نرم کرلین اور تر ہو اور بوریا نرکل کا ہو یا اسی کے مثل کسی اور چیز کا ہی تو وہ دھونے سے پاک ہوجاویگا اور کسی اور چیز کی حاجت نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور بلاخلاف پاک ہوجاویگا اسلیے کہ وہ نجاست کو جذب نہین کرتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر حصیر یا غیرہ کی چھال ہو تو دھووین اور ہر بار خشک کرین تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک پاک ہوجاویگا یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ اُسکی شرح مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہی اور بوریا اگر نجس پانی مین گرجاوے تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اور اسی کو مشائخ نے اختیار کیا ہی اُسکو تین بار دھووین اور ہر بار نچوڑین یا خشک کرین تو پاک ہوجاویگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی خلاصہ مین لکھا ہی۔ نجس برتن اگر کسی نہر مین ڈالاجاوے اور ایک رات چھوڑدیاجاوے تاکہ اُسپر جاری رہے تو پاک ہوجاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہی۔ کوزہ مین اگر شراب ہو تو تین بار اُسکے اندر پانی ڈالنے سے پاک ہوجاویگا اگر کوزہ کورا ہی تو ہر بار ایک ساعت تک توقف کرین اور یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی شراب کا مٹکا اگر پورانا اور مستعمل ہو تو تین بار کے دھونے سے پاک ہوجاتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی جب شراب کی بو اُسمین نہ رہے یہ تاتارخانیہ مین کبریٰ سے نقل کیا ہی۔ دباغت کیا ہوا چمڑا جب اُسکو نجاست لگے تو اگر وہ ایسا سخت ہی کہ اُسکی سختی کی وجہ سے اُسمین نجاست جذب نہین ہوتی تو ائمہ کے قول کے بموجب دھونے سے پاک ہوجاویگا اور اگر اُسمین نجاست جذب ہوسکتی ہی اور اُسکو نچوڑ سکتے ہون تو تین بار دھووین اور ہر بار نچوڑین تو پاک ہوگا اور اگر نہین نچوڑ سکتے تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب تین بار دھووین اور ہر بار خشک کرین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر کپڑے کا کوئی کنارہ نجس ہوجاوے اور اُسکو بھول گیا اور بغیر اسکے کہ سوچ کر گمان غالب کرے اُس کپڑے کے کسی کنارہ کو دھولیا تو اُس کپڑے کے پاک ہونے کا حکم کیا جاویگا یہی مختار ہی اگر اس کپڑے سے بہت سی نمازین پڑہین پھر ظاہر ہوگیا کہ دھویا اور طرف اور نجاست اور طرف تھی تو جسقدر نمازین اُس کپڑے سے پڑہین اُنکا پھیرنا واجب ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور احتیاط یہ ہی کہ سارا کپڑا دھولیوے اور اسی طرح نجاست اگر آستین مین لگی تھی اور یہ نہ یاد رہا کہ کونسی آستین تھی تو دونون کو دھولے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کپڑا نجس ہوجاوے اور تین بار اُسکا دھونا واجب ہوا اور اُسنے ایک دن ایکبار دھولیا اور ایک دن دوبار دھولیا تو جائز ہی اسلیے کہ مقصود حاصل ہوگیا یہ فتاوی قاضی خان کی فصل ما یقع فی بیر مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے پونچھنا ہی لوہا جسپر صیقل ہو اور وہ کھُدرا ہو جیسے تلوار اور چھری اور آئینہ اور مثل اُسکے اگر اُسپر نجاست پڑے اور اُسکے اندر جذب نہو تو جسطرح دھونے سے پاک ہوتا ہی اسیطرح پاک کپڑے سے پونچھنے سے بھی پاک ہوجاویگا یہ محیط مین لکھا ہی نجاست تر اور خشک مین اور جسم دار اور

سے جسم میں کچھ فرق نہیں یہ تبیین میں لکھا ہی اور یہی فتوی کے واسطے اختیار کیا گیا ہی یہ عتابیہ میں لکھا ہی اگر وہ گاڑھا ہو یا منقش ہو تو
پوچھنے سے پاک نہوگا یہ تبیین میں لکھا ہی اگر چھینٹے لگائے اور اس جگہ کو بھیگے ہوئے پاک کپڑے سے پوچھ لیا تو کافی ہی یہ سراجیہ
کہ وہ دہونے کا کام دیتا ہی یہ محیط میں لکھا ہی اور منجملہ انکے منا ہی منی کو منی اگر کپڑے کو لگجاوے تو اگر تر ہی تو دھونا واجب ہی اور
اگر کپڑے پر لگ کر خشک ہی تو بحکم استحسان کے مل کر جھاڑ ڈالنا کافی ہی یہ عتابیہ میں لکھا ہی اور یہی صحیح ہی کہ مرد اور عورت
کی منی میں کچھ فرق نہیں اور مل کر جھاڑ ڈالنے کے بعد اگر منی کا اثر باقی رہے تو کچھ نقصان نہیں جیسے دھونے کے بعد رہتا
ہی یہ زاہدی میں لکھا ہی اور اگر ذکر کا سر پیشاب سے بھی نجس ہو تو منی مل کر جھاڑنے سے پاک نہوگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہی۔
اگر منی بدن کو لگجاوے تو بغیر دھوئے پاک نہوگا خواہ منی تر ہو خواہ خشک یہی مروی ہی امام ابو حنیفہ رح سے یہ کافی میں اصل
سے نقل کیا ہی اور یہی فتاوی قاضی خان اور خلاصہ میں لکھا ہی۔ ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ اسکو جھاڑنے سے بھی پاک
ہوجاتا ہی اسلیے کہ بلوے اسمین اشد ہی یہ ہدایہ میں لکھا ہی اگر منی استر تک چھوٹ گئی تو بھی مل کر جھاڑ ڈالنا کافی ہی اور یہی
صحیح ہی یہ جوہرۃ النیرہ میں ہی۔ موزہ پر لگ کر منی خشک ہوگئی تو مل ڈالنا کافی ہی یہ کافی میں لکھا ہی منی کو جب کپڑے سے مل ڈالا
اور اسکا اثر جاتا رہا پھر اسپر پانی لگا تو اسمین دو روایتین ہین مختار یہ ہی کہ پھر نجاست نہین لوٹیگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔
اور منجملہ انکے ہی چھیلنا اور رگڑنا موزہ پر اگر نجاست لگجاوے اگر جسم دار نجاست ہی جیسے پاخانہ اور لید اور منی
تو اگر خشک ہو تو چھیلنے سے پاک ہوجاویگا اور اگر تر ہی تو ظاہر روایت مین بغیر دھوئے پاک نہوگا اور امام ابو یوسف رح
کے نزدیک جب اسکو بہت اچھی طرح پونچھے اسطور سے کہ کچھ اسکا اثر باقی نرہے تو پاک ہوجاویگا اور عموم بلوے
کی وجہ سے اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر نجاست جسم دار نہین جیسے شراب اور پیشاب تو جب
اسمین مٹی مل جاوے یا اوپر سے ڈالدی جاوے پھر اسکو پونچھین تو پاک ہوجاویگا یہی صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور
ضرورت کی وجہ سے اسی پر فتوی ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور فتاوی حجہ مین لکھا ہی کہ پوستین پر اگر جسم دار نجاست
لگجاوے اور خشک ہوجاوے تو رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہی جیسے کہ موزہ پاک ہوجاتا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور منجملہ
انکے خشک ہونا اور اسکا اثر دور ہونا ہی زمین خشک ہونے سے اور نجاست کا اثر دور ہونے سے نماز کے واسطے
پاک ہوجاتی ہی تیمم کے واسطے پاک نہین ہوتی یہ کافی مین لکھا ہی دھوپ سے خشک ہونے مین اور آگ سے خشک
ہونے مین اور ہوا لگے خشک ہونے مین اور سایہ مین خشک ہونے مین کچھ فرق نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی زمین کے
حکم مین وہ سب چیزین شامل ہین جو زمین مین قائم ہین جیسے کہ دیوارین اور درخت اور گھاس اور نرکل جب تک وہ زمین
مین لگے ہین پس اگر گھاس اور لکڑی اور بانس کٹ جاوین اور پھر انپر نجاست لگے تو بے دھوئے پاک نہونگے
یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ اینٹین اگر زمین مین بطور فرش بچھی ہوئی ہون تو انکا زمین کا حکم ہی خشک ہونے سے پاک
ہوجاتی ہین اور اگر زمین پر رکھی ہوئی ہون جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل ہوتی ہون تو دھونا ضرور ہی یہ محیط
مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی پتھر کا اور پکی اینٹ کا یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اگر اسکے بعد اینٹین اکھاڑی جاوین تو کیا پھر
نجس ہوجاتی ہین اسمین دو روایتین ہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی سنگریزے اگر زمین مین گڑے
ہوئے ہون تو حکم انکا وہی ہی جو زمین کا حکم ہی لیکن اگر زمین کے اوپر پڑے ہون تو پاک نہونگے یہ محیط مین لکھا
ہی اور یہی ہی منیۃ المصلی مین۔ اگر زمین خشک ہوکر پاک ہوجاوے اور پھر اسپر پانی پڑے تو اصح یہ ہی کہ نجاست

عو و نہین کرتی اور اگر پانی اُسپر چھڑک لین اور پھر اُسپر بیٹھین تو کچھ مضائقہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ انکے گوبر جلانا ہی اگر جلکر راکھ ہوجاوے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اُسکی طہارت کا حکم ہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی پاخانہ کا یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اگر بکری کا سر جو خون مین بھرا ہوا ہی جلایا جاوے اور خون اُس سے زائل ہوجاوے تو اُسکی طہارت کا حکم کیا جاویگا نجس مٹی سے اگر کوزہ یا ہانڈی بناوین پھر وہ پک جاوے تو پاک ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اینٹون کا جو نجس پانی سے بنائی جاوین پھر پکائی جاوین یہ فتاوی غرائب مین لکھا ہی اگر کسی عورت نے تنور گرم کیا پھر اُسکو ایسے کپڑے سے پونچھا جو نجاست مین بھیگا ہوا تھا پھر اُسمین روٹی پکائی اگر روٹی لگنے سے پہلے اُسکی تری آگ کی گرمی سے جل چکی تھی تو روٹی نجس نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر تنور گوبر سے یا لید سے گرم کیا جاوے تو اُسمین روٹی پکانا مکروہ ہوگا اور اگر اُسپر پانی چھڑک لیا جاوے تو کراہت باطل ہوجاویگی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور منجملہ انکے حالت بدل جانا ہی اگر شراب ایک نئے مٹکے مین ہو اور اُسکا سرکہ بنجاوے تو وہ بالاتفاق پاک ہوجاویگا یہ قنیہ مین لکھا ہی - شراب مین جو آٹا گوندھا جاوے وہ دھونے سے پاک نہین ہوتا اور اگر اُسمین سرکہ ڈالدین اور اُسکا اثر جاتا رہے تو وہ پاک ہوجاویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی کلچہ اگر شراب مین ڈالدیا جاوے پھر وہ شراب سرکہ بنجاوے تو صحیح یہ ہی کہ وہ کلچہ پاک ہوگا اگر اُسمین بو شراب کی باقی نرہے - اور یہی حکم پیاز کا ہی جب وہ شراب مین ڈالی جاوے اور شراب سرکہ بنجاوے اسلیے کہ اجزا شراب کے جو اُسمین ملے ہوئے تھے وہ سرکہ ہوگئے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - شراب اگر پانی مین پڑے یا پانی شراب مین پڑے پھر وہ سرکہ ہوجاوے تو پاک ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر شوربے مین شراب پڑجاوے پھر سرکہ پڑے اگر وہ شوربا ترشی مین سرکہ کے مانند ہوجاوے تو پاک ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - چوہا شراب مین گرجاوے اور پھٹ جانے سے قبل اُسکو نکال لین پھر وہ شراب سرکہ ہوجاوے تو اُسکو کھا لینے مین کچھ مضائقہ نہین اور اگر وہ شراب کے اندر پھٹ جاوے پھر نکالا جاوے پھر وہ شراب سرکہ بنے تو اُسکا کھانا حلال نہین - کتا اگر شیرہ کو چاٹے پھر اُسکی شراب بنے پھر سرکہ بنے تو اُسکا کھانا حلال نہین اسلیے کہ لعاب کتے کا اُسمین قائم ہی اور وہ سرکہ نہین ہوجاتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - یہی حکم ہی اس صورت مین جب پیشاب شراب مین گرجاوے پھر وہ سرکہ ہوجاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - نجس سرکہ اگر شراب مین ڈالا جاوے پھر وہ شراب سرکہ ہوجاوے تو نجس ہوگی اسلیے کہ وہ نجس سرکہ جو اُسمین ملا تھا وہ متغیر نہین ہوا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی سور اور گدھا اگر نمک سار مین گرجاوے اور نمک ہوجاوے یا کسی چہبچہ مین گرکر مٹی ہوجاوے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک پاک ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مٹکے مین شیرہ ہوا اور اُسکو جوش آوے اور سخت ہوجاوے اور اسپر جھاگ آوین اور اُسکا جوش موقوف ہوجاوے اور کم ہوجاوے پھر وہ سرکہ ہوجاوے اگر وہ سرکہ بہت دنون تک اُسمین چھوڑ دیا جاوے اور سرکہ کے بخارات مٹکے کے منھ تک پہونچین تو وہ مٹکا پاک ہوگا اور اسی طرح وہ کپڑا جسمین شراب لگی ہی اگر سرکہ سے دھویا جاوے تو پاک ہوجاویگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر نجس تیل صابون مین ڈالا جاوے تو اُسکے پاک ہونیکا فتوی دیا جاویگا اسلیے کہ اُسمین تغیر ہوگیا اور منجملہ اُنکے چمڑے کو دباغت سے اور جانور کے گوشت پوست کو ذبح سے اور کنوین کو پانی نکالنے سے پاک کرنا ہی اور یہ سب بتفصیل بیان ہوچکے

ہوچکی اور اسی سے ملتے ہوئے ہین یہ مسائل اگر کسی عضو پر نجاست لگ جائے اور اُسکو زبان سے چاٹ لے یہانتک
کہ اس نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہوجائیگا اور اسی طرح چھری اگر نجس ہوجائے اور اُسکو زبان سے چاٹ لے
یا اپنا تھوک لگا کر اُسکو پونچھ لے تو پاک ہوجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر کپڑے کو زبان سے چاٹے
یہان تک کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہوجائیگا یہ محیط مین لکھا ہی منھ بھر کے قے کی پھر وضو کیا اور کلی نکی یہانتک
کہ نماز پڑہی تو وہ نماز جائز ہوگی اسلیے کہ منھ تھوک سے پاک ہوجاتا ہی بچے نے ماں کے پستان پر قے کی پھر اُس پستان
کو بہت دفعہ چوسا تو وہ پاک ہوجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ دھنی ہوئی نجس روئی اگر دھنی جاوے اگر کل
یا نصف نجس تھی تو پاک نہوگی اور اگر تھوڑی سی نجس تھی جسمین یہ احتمال ہو کہ اسقدر دھنے مین نکل گئی ہوگی تو اُسکی طہارت
کا حکم کیا جاویگا۔ جیسے خرمن جو نجس ہوجاوے پھر کسان اور عامل کے درمیان مین تقسیم کیا جاوے تو اُسکی طہارت کا
حکم ہوتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ گیہون کو گدہون سے کھاون اور اُنکا پیشاب اور لید بعضے گیہون پر پڑے اور وہ
گیہون کہ جسپر نجاست پڑی اور گیہون کے ساتھ ملے ہوئے ہون تو فقہانے کہا ہی کہ اگر اُنمین سے تھوڑے نکال کر
دھوئے جاوین پھر سب ملا دیے جائین تو اُنکا کھانا جائز ہوجائیگا اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ تھوڑے سے گیہون
اُنمین سے نکال کر کسی کو ہبہ کر دیے یا صدقہ دیدیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ نجس رانگ پگھلانے سے پاک ہوجاتا ہی موم
پاک نہین ہوتا یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ چوہا اگر گھی مین مرجاوے تو اگر گھی جما ہوا ہو تو اُسکے پاس پاس کا گھی نکال کر پھینک دیا جاوے
اور باقی پاک ہی وہ کھایا جاوے اور اگر پتلا ہو تو اُسکو کھانا جائز نہین لیکن کھانے کے سوا اور طرح فائدہ لینا اُس سے
جیسے روشنی کرنا اور چمڑے کی دباغت کرنا جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر اس چمڑے کی دباغت کی جائے تو
اُسکے دھونے کا حکم کیا جائے پھر اگر وہ نچڑ سکے تو تین بار اسکو دھووین اور نچوڑین اور اگر نہ نچڑ سکے تو امام
ابو یوسف کے نزدیک تین بار دھووین اور ہر بار خشک کرین یہ بدائع مین لکھا ہی اور جمے ہوئے گھی کی حد یہ ہی
کہ اگر کسی طرف سے گھی نکالا جاوے تو اُسی وقت سب مل کر برابر نہوجائے اور اگر اُسی وقت برابر ہوجائے
تو وہ پتلا ہی یہ فتاوے غرائب مین لکھا ہی

دوسری فصل نجس چیزون کے بیان مین

نجس چیزین دو قسم ہین اول مغلظہ اور وہ بقدر درہم کے عفو ہین اور درہم کے اعتبار مین روایتین مختلف ہین صحیح یہ ہی کہ اگر جسم دار
نجاست ہو تو وزن کا اعتبار کرے اور وہ یہ ہی کہ وزن اُسکا درہم کبیر کے برابر ہو جو ایک مثقال ہوتا ہی اور جو نجاست
بے جسم کی ہو اُسمین ناپ کا اعتبار ہی اور وہ بقدر ہتیلی کی چوڑائی کے ہی یہ تبیین اور کافی اور اکثر فتاوے مین
لکھا ہی۔ اور مثقال کا وزن بیس قیراط کا ہی۔ اور شمس الائمہ سے یہ منقول ہی کہ ہر زمانہ مین اُسی زمانہ کے
درہم کا اعتبار کیا جائے اور صحیح وہی ہی جو اول بیان ہوا یہ سراج الوہاج مین ایضاح سے نقل کیا ہی۔ جو چیزین آدمی
کے بدن سے ایسی نکلتی ہین جنکے نکلنے سے وضو یا غسل واجب ہوتا ہی وہ مغلظہ ہین جیسے پاخانہ اور پیشاب اور
منی اور مذی اور ودی اور کچلہو اور پیپ اور قے جو منھ بھر کر آوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور یہی حکم ہی حیض اور نفاس
اور استحاضہ کے خون کا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور یہی حکم ہی بچے کے پیشاب کا لڑکا ہو یا لڑکی کھانا کھاتے ہون
یا نہ کھاتے ہون یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی۔ اور یہی حکم ہی شراب کا اور جاری خون کا اور مردار کا اور
جو جانور نہین کھائے جاتے اُنکے پیشاب کا اور لید کا اور بیل کے گوبر کا اور پاخانہ اور [illegible] کے گوہ کا اور بط

اور مرغابی کی بیٹ کا یہ سب بہ نجاست غلیظہ نجس ہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی درندے جانورون
اور بلی اور چوہے کے گوہ کا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ بلی یا چوہے کا پیشاب اگر کپڑے کو لگ جائے تو بعضون
نے کہا ہی کہ اگر قدر درہم سے زیادہ ہو تو کپڑا نجس ہو جاتا ہی اور یہی ظاہر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ سانپ
کا گوہ اور پیشاب نجس ہی بنجاست غلیظہ اور یہی حکم ہی جونک کے گوہ کا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور بڑی گلی اور ٹڈی
کا خون نجس ہی اگر بہتا ہوا ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ قدر درہم سے زیادہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز جائز نہوگی
یہ محیط مین لکھا ہی۔ دوسری نجاست مخففہ۔ اور وہ چوتھائی کپڑے سے کم معاف ہی یہ اکثر متون مین لکھا ہی چوتھائی
کپڑے کے حساب مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی اس طرف کی چوتھائی کا اعتبار ہی جہان نجاست لگی ہو جیسے دامن
اور آستین اور کلی۔ یہ حکم اس صورت مین ہی جب کپڑے پر نجاست لگی ہو۔ اور اگر بدن پر ہو تو اُس عضو کی چوتھائی کا
اعتبار ہی جسپر نجاست ہی جیسے ہاتھ اور پاؤن صاحب تحفہ اور محیط اور بدائع اور مجتبے اور سراج الوہاج نے اسی کو
صحیح کہا ہی۔ اور حقائق مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ گھوڑے اور حلال جانورون کا پیشاب اور جو
پرندجانورون کا گوشت نہین کھاتے اُنکی بیٹ بھی نجاست خفیفہ نجس ہی یہ کنز مین لکھا ہی۔ نجاست کے خفیف ہونیکا
حکم کپڑے مین جاری ہوتا ہی پانی مین جاری نہین ہوتا یہ کافی مین لکھا ہی۔ شہید کا خون جب تک بدن پر ہی پاک ہی اور
جب اُس سے جدا ہوگیا تو نجس ہی۔ ہر جانور کا پیٹ مثل اُسکے پیشاب کے ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ سوئی کے
سرے کے برابر جو پیشاب کی چھینٹین اُڑتی ہین وہ بسبب ضرورت کے معاف ہین اگرچہ تمام کپڑے پر پڑجاوین یہ
تبیین مین لکھا ہی۔ سوئی کے دوسری طرف کی برابر جو پیشاب کی چھینٹین ہون اُنکا بھی یہی حکم ہی یہ کافی اور تبیین مین لکھا
ہی یہ حکم جب ہی کہ جب وہ چھینٹین اُڑکر کپڑے یا بدن پر گرین لیکن اگر پانی مین گرین تو وہ نجس ہو جاویگا اور کچھ عفو نہوگا
اسلیے کہ بدن اور کپڑے اور مکان کی بہ نسبت پانی کی طہارت کی زیادہ تاکید ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر
پیشاب کی چھینٹین بڑے سوے کے سرے کی برابر اُڑین تو نماز منع ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اسی سے ملتے
ہوے یہ مسئلے ہین۔ سانپ کی کھال نجس ہی اگرچہ اُسکو ذبح کیا ہو اسلیے کہ وہ دباغت کو قبول نہین کرتا یہ ظہیریہ مین
لکھا ہی۔ سانپ کی کیچلی صحیح یہ ہی کہ پاک ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ سوتے ہوے آدمی کی رال پاک ہی برابر ہی کہ مُنھ سے
نکلی ہو یا معدہ سے آئی ہو نزدیک امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اور اسی پر فتوی ہی۔ مردے کے لعاب کو
بعضون نے نجس کہا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ ریشم کے کیڑون کا پانی اور اُنکی آنکھ اور بیٹ پاک ہی یہ قنیہ مین لکھا
ہی۔ جو جانور کھائے جاتے ہین جیسے کبوتر اور چڑیا اُنکی بیٹ ہمارے نزدیک پاک ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
اور صحیح یہ ہی کہ گدھیا کا دودھ پاک ہی یہ تبیین اور منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور وہ کھایا
نجاوے یہ نہایہ اور خلاصہ مین لکھا ہی۔ جانور کے ذبح کے بعد جو خون اُسکی رگون مین باقی رہتا ہی اگرچہ بہت سا
کپڑے کو لگ جائے تب بھی اس سے کپڑا خراب نہین ہوتا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اس خون
کا جو گوشت مین باقی رہجاتا ہی اسلیے کہ وہ خون جاری نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ جو جاری خون گوشت مین
لگ جاتا ہی وہ نجس ہی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی۔ جگر اور تلی کا خون نجس نہین یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہی۔ خون
مچھر کا اور پسو کا اور جون اور کتان کا پاک ہی اگرچہ بہت ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ مچھلی اور پانی مین

چھینے والے جانورون کا خون امام ابوحنیفہ اور امام محمدؒ کے نزدیک کپڑے کو پلید نہین کرتا یہ فتاوے قاضی خان
مین لکھا ہی - چوہے کی مینگنی اگر گیہون کی گون مین گرجاوے اور گیہون کے ساتھ پس جاوے یا تیل کے برتن
مین تو وہ آٹا اور تیل جب تک اُسکا مزہ نہ بدلے پلید نہوگا فقیہ ابو اللیث نے کہا ہی کہ ہم اسی قول کو لیتے ہین
اور مسائل ابوحفص مین ہی کہ چوہے کی مینگنی اگر ربّ مین یا سرکہ مین گرجاوے تو وہ خراب نہین ہوتا یہ محیط
مین لکھا ہی اگر کپڑے پر تیل نجس قدر درم سے کم لگے پھر وہ پھیل کر قدر درم سے زیادہ ہوجاوے تو بعض
کے نزدیک وہ نماز کا مانع ہی اور اسی کو لیا ہی اکثرون نے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی قول اختیار
کیا جاتا ہی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی - نجس کپڑا جو پاک کپڑے مین لپیٹا جاوے اور وہ تر ہو اور اُسکی تری یا
کپڑے مین ظاہر ہو لیکن پاک کپڑا اُس سے تر نہو جاوے کہ نچوڑنے مین رطوبت گرے یا قطرے ٹپکین
تو صحیح یہ ہی کہ وہ نجس نہوگا اور اسی طرح اگر پاک کپڑا ایک نجس کپڑے پر یا نجس زمین پر جو تر ہو بچھایا جاوے
اور نجاست کپڑے مین اثر کرے لیکن وہ اتنا تر نہوجاوے کہ نچوڑنے مین اس سے رطوبت گرے مگر نجاست
کی تری کی جگہ معلوم ہوتی ہو تو اصح یہ ہی کہ وہ نجس نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر تر پاؤن نجس زمین یا نجس بچھونے
پر رکھے تو وہ نجس نہوگا اور اگر خشک پاؤن نجس بچھونے پر رکھا جو تر ہو تو پاؤن اگر بھیگ گیا تو نجس ہوگیا
اور نمی کا اعتبار نہین یہی مختار ہی یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے لکھا ہی - گوبر مٹی مین ملا ہو اور اُس سے
چھت لیسی جاوے اور خشک ہوجاوے تو اُسپر بھیگا ہوا کپڑا رکھدینے سے نجس نہین ہوتا - سوکھا ہوا گوبر
یا نجس مٹی جب ہوا سے اُڑکر کپڑے پر پڑے تو جب تک اسمین نجاست کا اثر نظر نہ آوے نجس نہوگا یہ فتاوی
قاضی خان مین لکھا ہی - ہوا جو گندگیون پر گذر کر تر کپڑے کو لگ جاوے تو اگر اُسمین نجاست کی بو آنے لگے
تو نجس ہوجائیگا اور نجاستون کے بخارات لگنے سے نجس نہین ہوتا یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی نجاست
کا دھوان اگر کپڑے یا بدن کو لگے تو صحیح یہ ہی کہ وہ نجس نہین ہوتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر سرگین
کسی گھر مین جلایا جاوے اور اُسکا دھوان اور بخار چھت کی طرف کو چڑھے اور اُسکے روشن دان مین توا لگا ہی
اور وہان بستہ ہوجاوے اور پھر وہ پگھلے یا توے مین سے پسیو نکلے اور وہ کپڑے کو لگے تو بطور استحسان
کے یہ حکم ہی کہ جب تک اثر نجاست کا ظاہر نہوگا وہ کپڑا پلید نہوگا امام ابوبکر محمد بن الفضل نے اسی پر فتوی دیا ہی یہ
فتاوی غیاثیہ مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اصطبل کا جب وہ گرم ہوا اور اُسکے دھوان نکلنے کے سوراخ پر توا ہو یا جہان نجاست
جمع ہوتی ہی اسپر توا ہو اور پھر اُس توے مین پسیو آیا اور ٹپکنے لگا اور یہی حکم ہی حمام کا جب اُسمین نجاست
جلائی جاوے اور دیوارون اور روشندانون سے پسیو ٹپکنے لگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر پانی
سے استنجا کیا اور کپڑے سے نہ پونچھا پھر گوز آیا تو فقہا کا قول یہ ہی کہ اُسکا گرد اگرد نجس نہین ہوتا اور یہی حکم ہی اُس
صورت مین کہ استنجا نہین کیا لیکن پائجامہ پسینے یا پانی مین تر ہوگیا پھر گوز آیا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر سردی کے موسم
مین گھوڑے بندھنے کی جگہ مین جہان لید وغیرہ جلتی رہتی ہی داخل ہوا اور بدن اُسکا تر تھا یا کوئی تر چیز وہان
لے گیا اور اُسکی گرمی سے خشک ہوئی تو نجس نہوگی لیکن اگر اثر ظاہر ہوا مثلاً زردی پائجامہ پر یا جو تر چیز اصطبل
مین لے گیا تھا اُسپر خشکی ہونے کے بعد ظاہر ہوئی تو نجاست کا حکم ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص ایسے

بچھونے پر سویا جس پر منی لگ کر خشک ہوگئی تھی پھر اسکو پسینا آیا اور اس سے وہ بچھونا تر ہوگیا تو اگر اُسکے بچھونے
کی تری کا اثر اسکے بدن پر ظاہر نہین ہوا ہی نجس نہین ہوگا اور ظاہر ہوا تو نجس ہوجاویگا یہ فتاوے قاضی خان
مین لکھا ہی گدھے نے پانی مین پیشاب کیا اور اسکی کچھ چھینٹین کسی آدمی کے کپڑے پر پڑین تو وہ جواز صلوٰۃ کو مانع نہین
اگرچہ بہت ہون لیکن جب یقین ہوجاوے کہ وہ چھینٹین پیشاب کی تھین تو مانع ہونگی اور ایسے ہی اگر جہرکین پانی مین
پڑے اور اس سے چھینٹین اُڑین اور اگر کپڑے پر پڑین اگر انکا اثر کپڑے مین ظاہر ہوگیا تو کپڑا نجس ہوگا ورنہ نجس نہوگا
یہی مختار ہی اور اسی کو اخذ کیا ہی فقیہ ابو اللیث رحمہ نے برابر ہی کہ پانی جاری ہو یا نہو اور ابوبکر محمد ابن الفضل سے منقول
ہی کہ اگر گھوڑے کے پانون مین نجاست لگی ہو اور وہ پانی مین چلے اور اسکی چھینٹین سوار کے کپڑے پر پڑین تو
وہ نجس ہوجاویگا بند پانی ہو یا جاری اور پہلا قول اصح ہی بموجب قاعدہ کلیہ کے کہ یقین شک سے زائل نہین
ہوتا یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہی- پاخانہ کی مکھیان اگر کسی کپڑے پر بیٹھ جاوین تو وہ
نجس نہین ہوتا لیکن اگر وہ غالب ہون اور بہت ہون تو نجس ہوجاتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی-
کسی شخص کے پانون مین کیچڑ بھر گئی یا وہ مٹی مین چلا اور پانون نہ دھوئے اور نماز پڑھ لی تو اگر نجاست کا اثر
اسمین نہین ہی تو جائز ہی لیکن احتیاط یہ ہی کہ پانون دھولے یہ فتاوے قراخانی مین واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہی
پاک پانی مین اگر نجس مٹی ڈالے یا پاک مٹی مین نجس پانی ڈالا جاوے تو صحیح یہ ہی کہ گلاوہ نجس ہوگا یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی- اور اسی کو لیا ہی فقیہ ابو اللیث نے یہ خلاصہ مین لکھا ہی- نجس بھوسہ گلاوہ مین ڈالا جاوے اور وہ
بھوسہ قائم رہے اور نظر آتا ہو تو اگر بہت ہوگا تو نجس ہوگا ورنہ نجس نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی-
اور اگر خشک ہوجاویگا تو اُسکی طہارت کا حکم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی- کتا اگر کسی کے عضو یا کپڑے کو پکڑ لے تو جب تک اسمین
تری ظاہر نہوگی نجس نہوگا خوشی مین ہو کتا یا غصے مین ہو یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی- صیرفیہ مین ہی کہ یہی مختار ہی یہ منیۃ المصلی
کی شرح مین لکھا ہی جو ابراہیم حلبی کی تصنیف ہی- کتا اگر مسجد کے بوریے پر کھڑا سو جاوے اگر خشک ہی تو نجس ہوگا اور اگر تر
ہو اور نجاست کا اثر ظاہر ہو تو اب بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- ہاتھی کی ہڈی پاک ہی یہی صحیح
ہی یہ محیط مین لکھا ہی ہاتھی کا لعاب مثل چیتے اور شیر کے لعاب کے نجس ہی اگر اُسکی سونڈ سے کسی کپڑے پر اُسکا
لعاب گریگا تو نجس ہوجاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- جگال ہر جانور کا مثل اُسکے پاخانہ کے ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی- اونٹ یا بکری کی مینگنی مین اگر جو ہون تو دھو کر کھا لیے جاوین اور بیل کے گوبر مین ہون تو نہ کھائے
جاوین اسلیے کہ اسمین سختی نہین ہی- یہ ظہیریہ مین لکھا ہی- روٹی کے اندر سے چوہے کی مینگنی نکلی اگر مینگنی مین اُسکی
سختی موجود ہو تو مینگنی پھینک دے اور روٹی کھا لے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی سراج الوہاج
مین ہی دودھ دوہتے وقت اگر مینگنی دودھ کے برتن مین گر جاوے اور اسی وقت پھینک دے تو مضائقہ نہین اور
اگر مینگنی دودھ مین ٹوٹ جاوے تو نجس ہوجاویگا پھر پاک نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی- اگر کتے کے بالون سے
ازار بند بناوین تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر بکری کا پیشاب اور آدمی کا پیشاب کسی چیز پر لگے تو نجاست
خفیفہ نجاست غلیظہ کے تابع ہوجاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی **تیسری فصل استنجا کے بیان مین** استنجا
جائز ہی اُن چیزون سے جو پتھر کی طرح صاف کرنے والی ہین جیسے ڈھیلا اور ریتا اور لکڑی اور کپڑا اور چمڑہ اور

اسکے سوا ہے اور ایسی ہی چیزین اور صحیح قول کے بموجب اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ جو چیز نکلی ہی وہ عادت کے موافق
ہو یا عادت کے خلاف ہو یہان تک کہ اگر دونون راستون سے خون یا کچلہو نکلے توبھی پتھر سے طہارت
ہوجاتی ہی اسی طرح اگر استنجے کے مقام پر باہر سے کچھ نجاست لگ جائے توبھی پتھر وغیرہ سے استنجا کرلے سے
پاک ہوجاتا ہی پتھرون سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ بائین طرف زور دیکر بیٹھے اور قبلہ کی طرف سے اور ہوا اور
سورج اور چاند کی طرف سے بچ جاوے اور تین پتھر ساتھ لے پہلے پتھر کو آگے سے پیچھے کو لے جاوے اور دوسرے کو آگے
کو لاوے اور پھر تیسرے کو آگے سے پیچھے کو لے جاوے ابو جعفر نے کہا ہی کہ یہ حکم گرمی کے موسم کا ہی لیکن جاڑون مین پہلے
پتھر کو آگے لاوے اور دوسرے کو پیچھے کو لے جاوے اور پھر تیسرے کو آگے لاوے اور عورت ہمیشہ وہی
عمل کرے جو مرد جاڑون مین کرتا ہی پھر متاخرین کا اتفاق ہی کہ پتھر سے استنجا کرلینے کے بعد جو نجاست
باقی رہجاتی ہی پسینہ کے حق مین اُسکا کچھ اعتبار نہین یہان تک کہ اگر مقعد سے پسینہ نکل کر کپڑے یا بدن کو لگے
تو نجس نہین ہوتا اور اگر وہ تھوڑے پانی مین بیٹھ جاویگا تو نجس ہوجاویگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ ذخیرہ
مین لکھا ہی استنجا مین کوئی عدد مسنون نہین یہ تبیین مین لکھا ہی صاف ہوجانا شرط ہی یہان تک کہ ایک پتھر سے
صفائی حاصل ہوجاوے تو سنت ادا ہوگئی اور اگر تین پتھرون سے بھی صفائی حاصل نہو تو سنت ادا نہوگی یہ مضمرات
مین لکھا ہی اور مستحب ہی کہ پاک پتھر دائین طرف رکھے اور استنجا کیے ہوے بائین طرف رکھے اور نجس جانب اُنکی
نیچے کو کردے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر بغیر ستر کھولے ممکن ہو تو استنجا پانی سے افضل ہی اور اگر ستر
کھولنے کی حاجت پڑے تو پتھر سے استنجا کرے پانی سے نہ کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی
دونون کو جمع کرے یہ تبیین مین لکھا ہی بعض کا قول ہی کہ ہمارے زمانہ مین یہی سنت ہی اور بعض کا قول ہی کہ ہمیشہ سنت ہی
ہی اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پتھرون سے استنجا کرنا اُسی وقت جائز ہی جب
نجاست صرف مخرج ہی پر لگی ہو لیکن اگر مخرج سے متجاوز ہی تو سب کا اجماع اس بات پر ہی کہ مخرج سے
تجاوز کی ہوئی نجاست اگر درہم سے زیادہ ہو تو اُسکا پانی سے دھونا فرض ہی اور صرف پتھرون سے چھوڑانا کافی نہین ہی
اسی طرح اگر سپاری کے کنارون پر پیشاب قدر درہم سے زیادہ لگ جاوے تو اُسکا دھونا واجب ہی اور اگر وہ
نجاست جو مخرج سے متجاوز ہی قدر درہم سے کم ہی یا بقدر درہم ہی لیکن جب اُسکو مخرج کی نجاست کے ساتھ
ملاوین تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاوے پس اگر اُسکو پتھر سے دور کرلیا اور پانی سے نہ دھویا تو امام ابو حنیفہ رح
اور ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور مکروہ نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ زاد مین لکھا ہی اور جو نجاست
موضع استنجا پر قدر درہم سے زیادہ ہو اور ڈھیلون سے استنجا کرلیا اور پانی سے نہ دھویا تو شرح طحاوی مین لکھا
ہی کہ اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ اگر اُسکو تین پتھرون سے پونچھ لیا اور صاف کرلیا تو جائز ہی اور کہا
کہ یہی اصح ہی اور یہی کہا ہی فقیہ ابو اللیث نے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور اگر سپاری
کے کنارہ پر نجاست قدر درہم سے کم لگی ہو اور دوسری جگہ پر بھی نجاست قدر درہم سے کم ہو لیکن اگر دونون
کو جمع کرین تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاوے تو اُن دونون کو جمع کرینگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح
ہی یہ تجنیس مین لکھا ہی اور اگر مقعد کا مقام فراخ ہو اور نجاست اسمین قدر درہم سے زیادہ لگی ہو لیکن

مقعد سے متجاوز نہو تو ابو شجاع سے اور ایسا ہی طحاوی سے منقول ہی کہ پتھرون سے استنجا کافی ہی اور یہی زیادہ
مشابہ ہی امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول سے اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی
اور پیشاب کے استنجا کا قاعدہ یہ ہی کہ ذکر کو بائین ہاتھ سے پکڑے اور اُسکو دیوار پر یا پتھر پر یا ڈھیلے پر
جو زمین سے اُٹھا ہوا ہی رگڑے پتھر کو داہنے ہاتھ مین نہ لے اور اسی طرح ذکر داہنے ہاتھ مین اور پتھر کو بائین
ہاتھ مین نہ پکڑ لے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلے کو دونون ایڑیون مین پکڑ لے اور ذکر کو بائین ہاتھ مین پکڑ کر اسپر
رگڑے اور جو یہ بھی نہو سکے تو پتھر کو داہنے ہاتھ مین پکڑے اور اُسکو حرکت نہ دے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور
پاک کرنا اُسوقت تک واجب ہی جب تک دل مین یہ یقین ہو جائے کہ اور پیشاب نہ آویگا یہ ظہیریہ مین لکھا
ہی بعضون نے لکھا ہی کہ چند قدم چلکر استنجا کرے اور بعضون نے کہا ہی کہ زمین پر پانون مارے اور کھنکارے
اور داہنی ٹانگ کو بائین ٹانگ پر لپیٹے اور بلندی سے پستی کی طرف کو اُترے اور صحیح یہ ہی کہ لوگون کی طبیعتین مختلف
ہوتی ہین جب اُسکے دل مین اطمینان ہو جائے کہ جو نجاست سوراخ مین تھی وہ تمام ہو گئی تو استنجا ہو گیا یہ شرح
منیۃ المصلی مین جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اور مضمرات مین لکھا ہی اور اگر شیطان اُسکے دل مین بہت سے
وسوسے ڈالتا ہی تو اُسکی طرف التفات نہ کرے جیسے نماز مین لیسے وسوسون کی طرف التفات نہین ہوتا اور
پیشاب کے مقام پر پانی چھڑک لے یہان تک کہ اگر پھر وہان تری دیکھے تو پانی کی تری سمجھ لے یہ ظہیریہ مین
لکھا ہی اور پانی سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ اگر روزہ دار نہو تو پاخانہ کے مقام کو خوب ڈھیلا کر لے پھر بائین
ہاتھ سے استنجا کرے اور بیچ کی اُنگلی کو ابتدا ے استنجا مین اور انگلیون سے کچھ اونچا کر لے اور اُسکے موضع کو دھووے
پھر بنصر یعنے چھنگلیا کے پاس کی اُنگلی اُٹھا دے اور اُس سے موضع کو دھووے پھر چھنگلیا کو اُٹھا دے اور
پھر انگوٹھے کے پاس کی اُنگلی اُٹھا دے اور اسقدر دھووے کہ اُسکو پاکی کا یقین یا ظن غالب ہو جاوے
اور دھونے مین خوب زیادتی کرے اور اگر روزہ دار ہو تو زیادتی نہ کرے کچھ دھونے کی شمار معتبر نہین
اور اگر وسوسہ والا ہی تو اپنے لیے تین مرتبہ دھونے کی مقدار مقرر کر لے یہ تبیین مین لکھا ہی اور استنجا مین تین انگلیون
سے زیادہ نہ لگا دے اور انگلیون کی چوڑائی سے استنجا کرے سرون سے استنجا نہ کرے یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی اور پانی آہستگی سے ڈالے سختی سے نہ مارے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور نرمی سے ملے اور عامۂ مشائخ
نے کہا ہی کہ سب انگلیان اُٹھائے ہتیلی سے دھونا کافی ہوتا ہی اور عامۂ مشائخ نے کہا ہی کہ عورت
کشادہ ہو کر بیٹھے اور ہتیلی سے اوپر اوپر دھووے اور انگلی اندر داخل نہ کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور
یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین صیرفیہ سے نقل کیا ہی اور عورت مرد سے زیادہ کشادہ ہو کر بیٹھے یہ مضمرات مین لکھا
ہی صحیح یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک پاخانہ کے مقام کو اول دھووے پیشاب کے مقام کو بعد کو
دھووے اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک پیشاب کے مقام کو اول دھووے یہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہی اور انھین دونون کے قول کو غزنوی نے اختیار کیا ہی اور یہی اشبہ ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین
لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اور موضع استنجا کے پاک ہونے کے ساتھ ہی ہاتھ بھی پاک ہوتا ہی یہ سراجیہ مین لکھا
ہی اور استنجا کے بعد ہاتھ بھی دھو لے چاہیے کہ اول دھوتا ہی تاکہ خوب ستھرا ہو جاوے اور روایت مین ہی کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا کے بعد ہاتھ دھویا اور دیوار پر ملا یہ تبیین مین لکھا ہے جو گرمیون مین استنجا کرے وہ
اچھی طرح دھووے لیکن جاڑون مین اُس سے بھی زیادہ دھوئے تاکہ صفائی حاصل ہوجائے یہ اُس صورت مین
ہے جب کہ پانی ٹھنڈا ہوا اور اگر پانی گرم ہو تو جاڑے اور گرمی کا موسم برابر ہے لیکن گرم پانی مین ٹھنڈے پانی سے
ثواب کم ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے استحاضہ والی عورت کو پیشاب و پائخانہ کے سوا ہر نماز کے وقت مین اور استنجا
کرنا واجب ہے یہ سراجیہ مین لکھا ہے - اگر بایان ہاتھ شل ہوجائے اور اُس سے استنجا نہین کرتا تو اگر پانی ڈالنے والا
نہ ملے تو استنجا نہ کرے اور اگر جاری پانی پر قادر ہو تو داہنے ہاتھ سے کرلے یہ خلاصہ مین لکھا ہے - بیمار آدمی
کی اگر بی بی اور باندی نہو اور اُسکا بیٹا یا بھائی ہو اور وہ خود وضو نہین کرسکتا تو اُسکو اُسکا بیٹا یا بھائی وضو
کراوے مگر استنجا نہ کراوے کیونکہ وہ اُسکے ذکر کو نہین چھو سکتا اور استنجا اُس سے ساقط ہوجاویگا یہ محیط
مین لکھا ہے بیمار عورت کا اگر شوہر نہو اور وضو کرنے سے عاجز ہو اور اُسکی بیٹی یا بہن ہو تو اُسکو وضو کراوے اور استنجا
اُس سے ساقط ہوجائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے استنجا مین قبلہ کی طرف کو مُنھ کرنا اور پیٹھ کرنا مکروہ
ہے اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف کو بیٹھ گیا تو مستحب ہے کہ قبلہ کی طرف سے جسقدر پھر سکے پھر جاوے یہ
تبیین مین لکھا ہے ہمارے نزدیک بنے ہوے پائخانون اور جنگل مین اس حکم مین کچھ فرق نہین یہ شرح
وقایہ مین لکھا ہے - اور مکروہ ہے عورت کے واسطے کہ اپنے بچہ کو پیشاب اور پائخانہ پھرانے کے وقت قبلہ کی طرف
تھامے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور ہڈی اور گوبر اور لید اور طعام اور گوشت اور شیشہ اور ٹھیکرے
اور پتے اور بال سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے - یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر بائین ہاتھ مین کوئی
ایسا عذر ہے کہ استنجا نہین ہوسکتا تو بغیر کراہت داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے
نجس چیزون سے استنجا نہ کرے اور اسی طرح جس پتھر سے وہ خود یا کوئی اور شخص استنجا کرچکا ہے استنجا نہ کرے لیکن
اگر پتھر کے کئی کونے ہون اور ہر مرتبہ ایسے کونے سے استنجا کرے جس سے پہلے استنجا نہین کیا تھا
تو بغیر کراہت جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور کاغذ سے استنجا نکرے اگرچہ سپید ہو یہ مضمرات مین لکھا ہے اور پکی اینٹ
سے اور کوئلے سے اور قیمتی چیز سے جیسے ریشمی کپڑا استنجا کرنا مکروہ ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے استنجا پانچ قسم
ہے دو اُن مین سے واجب ہین ایک مخرج کا دھونا اُسوقت جب جنابت یا حیض یا نفاس کی وجہ سے غسل کرے تاکہ نجاست
اور بدن مین نہ پھیل جاوے دوسری جب نجاست مخرج سے متجاوز ہو خواہ تھوڑی ہو یا بہت امام محمدؒ کے نزدیک
واجب ہے اور اس مین زیادہ احتیاط ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک اگر نجاست قدر درہم سے
متجاوز ہو تو اسوقت دھونا واجب ہے اسلیے کہ جسقدر نجاست مخرج پر ہے وہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اُسکا کسی چیز سے پونچھ لینا
کافی ہے پس معتبر وہی نجاست ہے جو مخرج کے سوا ہے تیسری سنت اور وہ اُسوقت ہے جب نجاست مخرج سے نہ بڑھے
چوتھے مستحب اور وہ اُسوقت ہے جب پیشاب کیا اور پائخانہ نہ پھرا تو پیشاب کے مقام کو دھولے پانچوین بدعت اور وہ ریح
نکلنے سے استنجا کرنا ہے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے جب پائخانہ مین داخل ہونے کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ جن کپڑون سے نماز پڑھتا ہے
اُنکے سوا اور کپڑے پہنکر پائخانہ مین جاوے اگر ایسا کرسکتا ہو - اور جو یہ نہین ہوسکتا تو اپنے کپڑون کو نجاست اور مستعمل
پانی سے بچانے مین کوشش کرے اور سر ڈھک کر پائخانہ مین جاوے اگر انگوٹھی پر اللہ کا نام یا کچھ قرآن کھدا ہو

تو اسکو پہینکر پائخانہ مین داخل ہونا مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مستحب ہی کہ پائخانہ مین داخل ہوتے وقت یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی ای اللہ پناہ مانگتا ہون مین تیرے پاس پلیدی سے اور پلید چیزون سے اور پائخانہ مین داخل ہوتے وقت بایان پاؤن آگے بڑھا دے اور نکلے تو داہنا پاؤن پہلے بڑھا دے یہ تبیین مین لکھا ہی اور کھڑے ہونے کی حالت مین ستر نہ کھولے اور دونون پاؤن کو دور دور رکھے اور بائین طرف کو جھکا رہے اور بات نہ کرے اور اللہ کا ذکر نہ کرے اور چھینکنے والے کا اور سلام کا اور اذان کا جواب نہ دے اور اگر چھینک آوے تو دل مین الحمد للہ پڑھے زبان نہ ہلاوے اور بلا ضرورت اپنے ستر کو نہ دیکھے بول و براز کو نہ دیکھے اور نہ تھوکے نہ ناک چھنکے نہ کھنکارے نہ بہت ادھر ادھر دیکھے اور اپنے بدن سے کھیل نہ کرے اور آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاوے اور پیشاب پائخانہ پر بہت دیر تک نہ بیٹھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور جب پائخانہ سے نکلے تو یہ پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَخْرَجَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی مَا یَنْفَعُنِیْ یعنی حمد ہی اللہ کے لیے جسنے نکال دی وہ چیز جو مجکو ایذا دیتی تھی اور باقی رکھی وہ چیز جو مجکو فائدہ دیتی ہی جاری پانی یا بند پانی مین یا نہر یا کنوین یا حوض یا چشمہ کے کنارہ پر یا پھل دار درخت کے نیچے یا کھیتی مین یا ایسے سایہ مین جہان بیٹھنے کا آرام ملے اور مسجد کے برابر اور عیدگاہ کے برابر اور قبرون مین اور چوپایے جانورون اور مسلمان کے راستہ مین پیشاب کرنا اور پائخانہ پھرنا مکروہ ہی نیچی جگہ مین بیٹھکر اونچی جگہ کی طرف پیشاب کرنا مکروہ ہی اور چوہے اور سانپ اور چیونٹی کے سوراخ مین اور ہر سوراخ مین پیشاب کرنا مکروہ ہی کھڑے ہوکر اور لیٹ کر اور بلا عذر ننگا ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہی اگر عذر ہو تو مضائقہ نہین اگر پیشاب کرنے کا ارادہ کرے اور زمین سخت ہو تو پتھر سے اسکو کوٹ لے یا کچھ کھود دے تا چھینٹین اڑکر اسپر نہ پڑین۔ اور پیشاب کرکے اس جگہ مین وضو دنہانا مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

نماز کی کتاب

نماز فرض محکم ہی اسکے چھوڑنے کی گنجایش نہین اور اسکی فرضیت کا منکر کافر ہوتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی جو شخص کہ نماز کے وجوب کا منکر نہو لیکن جان بوجھ کر اسکو چھوڑتا ہی تو اسکو قتل نکرین بلکہ اسکو قید کرین جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے یہ شرح مجمع البحرین مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی۔ صرف نیت باندھنے کے لائق جو آخر وقت نماز کا ہوتا ہی ہمارے نزدیک وجوب نماز کا اسی سے متعلق ہی۔ یہان تک کہ اگر کافر مسلمان ہو یا لڑکا بالغ ہو یا مجنون کو افاقہ یا عورت حیض سے پاک ہو تو اگر نیت باندھنے کے لائق نماز کا وقت باقی ہی تو ہمارے نزدیک وہ نماز اسپر واجب ہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جسپر یہ عوارض مثلا جنون یا حیض آخر وقت مین پائے جاوین تو اس سے بالاجماع نماز کا فرض ساقط ہوجائیگا یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی۔ بچہ جنانے والی دائی کو اگر یہ خوف ہو کہ اگر وہ نماز مین مشغول ہوگی تو بچہ مرجائیگا تو اسکو نماز مین اسکے وقت سے تاخیر کرنا جائز ہی اور چور کے خوف سے اور اسی طرح کے اور سببون سے بھی تاخیر جائز ہی یہ خلاصہ مین بیان مواقیت کی چوتھی فصل مین لکھا ہی۔ اس کتاب مین بائیس باب ہین پہلا باب نماز کے وقتون کے بیان مین اور ان مسائل کے بیان مین جو اسکے میل مین ہین اس باب مین تین فصلین ہین پہلی فصل نماز کے وقتون کے بیان مین۔ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہی صبح صادق اس سپیدی کو کہتے ہین جو سورج کے نکلنے تک آسمان کے کنارہ پر پھیلی ہوتی ہی۔ صبح کا ذب کا

اعتبار نہیں اور صبح کاذب اُس سپیدی کو کہتے ہین جو صرف طول مین ظاہر ہوتی ہو پھر اُسکے بعد تاریکی آجاتی ہو صبح کاذب
سے نماز کا وقت داخل نہین ہوتا اور روزہ دار پر کھانا حرام نہین ہوتا یہ کافی مین لکھا ہو۔ مشائخ مین اختلاف
ہو کہ دوسری فجر کے شروع ہونے کا اعتبار ہو یا اُسکے پھیل جانے اور منتشر ہوجانے کا اعتبار ہو یہ محیط
مین لکھا ہو دوسرے قول مین زیادہ وسعت ہو اور اسی طرف اکثر علما مائل ہین یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہو اور زیادہ
احتیاط اسمین ہو کہ روزہ اور نماز عشا کے باب مین پہلے قول کا اعتبار کرے اور فجر کی نماز مین دوسرے
قول کا اعتبار کرے یہ شرح نقایہ مین لکھا ہو جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہو۔ وقت ظہر کا زوال سے شروع
ہوتا ہو جب تک سایہ دو مثل ہو سوا سایہ اصلی کے یہ کافی مین لکھا ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو
اور زوال اُسکو کہتے ہین کہ ہر شخص کا سایہ مشرق کی طرف بڑھنے لگے یہ کافی مین لکھا ہو۔ زوال اور سایہ اصلی کے
پہچاننے کا طریقہ یہ ہو کہ ایک سیدھی لکڑی برابر زمین مین گاڑ دین تو جب تک سایہ کم ہوتا رہتا ہو اُسوقت آفتاب
بلندی پر ہو اور جب سایہ بڑھنا شروع ہو تو معلوم ہوا کہ اب سورج ڈھلا اُسوقت اُس سایہ کے سرے پر ایک
نشانی بنا دین اس نشانی سے لکڑی تک جسقدر سایہ رہے وہ سایہ اصلی ہو پس جب بڑھے اور وہ زیادتی اصل
لکڑی سے دونی ہوجاوے سوا سایہ اصلی کے تو ظہر کا وقت امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک باقی نہ رہیگا یہ فتاوی
قاضی خان مین لکھا ہو اور یہی طریقہ صحیح ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو اور فقہا نے لکھا ہو کہ احتیاط اس مین ہو
کہ ظہر کی نماز سایہ کے ایک مثل ہونے سے پہلے پڑھ لے اور عصر کی نماز دو مثل ہونے کے وقت
پڑھے تاکہ دونون نمازین یقیناً اپنے وقت مین ادا ہون عصر کا وقت سایہ اصلی کے سوا کسی چیز کا سایہ
دو مثل ہوجانے کے وقت سے سورج کے غروب تک ہو یہ شرح مجمع مین لکھا ہو اور مغرب کا وقت سورج
کے غروب سے شفق کے غائب ہونے تک ہو شفق امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک سرخی کو
کہتے ہین اسی پر فتوے ہو یہ شرح وقایہ مین لکھا ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفق وہ سفیدی ہو جو سرخی
کے بعد ہوتی ہو یہ قدوری مین لکھا ہو اور اُن دونون کے قول مین لوگون کے لیے آسانی زیادہ ہو اور امام
ابوحنیفہ کے قول مین احتیاط زیادہ ہو اسلیے کہ نماز کے باب مین اصل یہ ہو کہ اسکا ہر رکن اور شرط اسی
چیز سے ثابت ہوتا ہو جو یقینی ہو یہ نہایہ مین اسرار سے اور مبسوط شیخ الاسلام سے نقل کیا ہو اور
عشا اور وتر کا وقت شفق کے چھپنے سے صبح تک ہو یہ کافی مین لکھا ہو وتر کو عشا سے پہلے نہ پڑھے کیونکہ ترتیب
واجب ہو نہ اسلیے کہ وتر کا وقت داخل نہین ہوتا یہان تک کہ اگر بھول کر وتر کو عشا سے پہلے پڑھ لیا یا دونون کو
پڑھ لیا پھر عشا کی نماز کا فساد معلوم ہوا نہ وتر کا تو وتر صحیح ہوجاویگی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف عشا کا اعادہ
کریگا اسلیے کہ ترتیب اس قسم کے عذر مین ساقط ہوجاتی ہو اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نہ ملے مثلاً وہ ایسے
شہر مین رہتا ہو جہان شفق کے غروب ہوتے ہی فجر کا طلوع ہوجاتا ہو یا شفق کے غائب ہونے سے
پہلے فجر کا طلوع ہوتا ہو اُسپر عشا اور وتر واجب نہونگے یہ تبیین مین لکھا ہو **دوسری فصل** وقتون
کی فضیلت کے بیان مین فجر کی نماز مین تاخیر مستحب ہو لیکن ایسی تاخیر نکرے کہ سورج کے نکلنے کا شک ہو
بلکہ اسقدر روشنی مین نماز پڑھے کہ اگر نماز کا فساد ظاہر ہو تو پھر اُسکو قرات مستحبہ کے ساتھ اپنے وقت مین ادا کرلے تبیین مین

لکھا ہی اور یہ حکم ہر زمانہ مین ہی لیکن نحر کے روز حج کرنے والون کے واسطے مزدلفہ مین اسکے خلاف ہی اسلیے
کہ وہان اندھیرے مین نماز پڑھنا افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہی - گرمیون مین ظہر کی نماز کی تاخیر کرنا اور جاڑے
مین جلدی کرنا مستحب ہی یہ کافی مین لکھا ہی خواہ اکیلا نماز پڑھتا ہو خواہ جماعت سے پڑھتا ہو یہ شرح مجمع مین
لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی عصر کی نماز مین ایسے وقت تک کہ سورج مین تغیر نہو ہر زمانہ مین تاخیر کرنا مستحب
ہی سورج کے گردہ کے تغیر کا اعتبار ہی دھوپ کے بدلنے کا اعتبار نہین پس جب سورج کا گردہ ایسا ہوجاوے
کہ اسکے دیکھنے سے آنکھ نہ چندھیاوے تو اسوقت سورج مین تغیر ہوگیا اور جب تک ایسا نہین تب تک تغیر نہین
یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر تغیر سے پہلے نماز شروع کی اور تغیر تک نماز دراز ہوگئی تو
مکروہ نہین یہ بحر الرائق مین غایۃ البیان سے لکھا ہی ہر زمانہ مین مغرب کی نماز کی تعجیل مستحب ہی یہ کافی مین لکھا ہی عشا
کی نماز مین تہائی رات تک تاخیر مستحب ہی اور وتر کی نماز مین جسکو جاگ جانے کا اعتماد ہو اسکو آخر شب تک تاخیر
مستحب ہی اور جسکو اعتماد نہو وہ سونے سے پہلے پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی اور ابر کے دن فجر کی نماز روشنی
مین پڑھے جیسے بغیر ابر کے پڑھتا ہی اور ظہر کی نماز مین تاخیر کرے تاکہ زوال سے پہلے نہ ہوجاوے اور عصر کی
نماز مین جلدی کرے تاکہ مکروہ وقت نہ آجاوے اور مغرب کی نماز مین تاخیر کرے تاکہ غروب سے
پہلے نہ واقع ہو اور عشا کی نماز مین جلدی کرے تاکہ بارش یا برف جماعت سے مانع نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
یہی حکم ہی سب زمانون مین - اور دو نمازون کو ایک وقت کسی عذر سے جمع نہ کرے نہ سفر مین نہ حضر مین سوا
عرفہ اور مزدلفہ کے یہ محیط مین لکھا ہی تیسری فصل اُن وقتون کے بیان مین جنمین نماز جائز نہین اور جنمین
مکروہ ہی - تین ساعتین ہین جنمین فرض نماز اور جنازہ کی نماز اور تلاوت کا سجدہ جائز نہین سورج کے طلوع
ہونے سے بلند ہوجانے تک اور سورج کے قائم ہوجانے سے زوال تک اور سورج کے سرخ ہونے سے
چھپنے تک مگر اُسوقت مین اسی دن کی عصر غروب کے وقت بھی ادا ہوجاتی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی شیخ
امام ابو بکر محمد بن الفضل نے کہا ہی کہ جب تک انسان سورج کا گردہ دیکھنے پر قادر ہی تب تک وہ طلوع کی حالت مین
ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی یہ حکم اسوقت ہی کہ جب جنازہ کی نماز اور تلاوت کا سجدہ ایسے وقت مین واجب ہوے ہون
کہ اُسوقت انکا کرنا مباح تھا اور پھر اُسوقت تک اُنکی تاخیر کی تو وہ اُسوقت مین قطعًا جائز نہین لیکن اگر ایسے وقت مین
واجب ہوے اور ایسے وقت انکو ادا کیا تو جائز ہی اسلیے کہ جیسا اُنکے وجوب مین نقصان تھا ویسا ہی انکی ادا مین
نقصان ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی کافی اور تبیین مین لکھا ہی لیکن سجدہ تلاوت مین تاخیر افضل ہی اور
جنازہ کی نماز مین تاخیر مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اور ان وقتون مین جو فرائض اور واجبات مثل وتر کے
اپنے وقتون سے فوت ہوگئے ہین انکی قضا بھی جائز نہین یہ مستصفی و کافی مین لکھا ہی - نفل نماز ان اوقات مین جائز
ہی مگر مکروہ ہی یہ کافی اور شرح طحاوی مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر سورج کے طلوع کے وقت یا غروب کے وقت
نفل شروع کی اور اسمین قہقہہ مارا تو اُسپر وضو کرنا لازم ہوگا اور اگر اُسی دن کے عصر کے سوا اور فرض نماز
ان وقتون مین پڑھی تو قہقہہ سے وضو نہین ٹوٹیگا یہ فتاوے قاضی خان کے نواقض وضو مین لکھا ہی اور
اس نماز کا توڑ دینا اور پھر وقت غیر مکروہ مین قضا بموجب ظاہر روایت کے واجب ہی اور اگر اُسکو تمام

کرلیا تو شروع کرنے سے جو لازم ہوا تھا اُسکے ذمہ سے اُتر گیا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور گنہگار رہا لیکن کچھ اور
اُسپر واجب نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر وقت مکروہ مین اُسکو قضا کیا تو جائز ہی مگر گنہگار رہتا ہی یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر یہ نذر کی تھی کہ وقت مکروہ مین نماز پڑھیگا تو اُسکا اُسوقت مین ادا کرنا صحیح ہوگا مگر
گنہگار ہوگا اور واجب ہی کہ وہ نماز اور وقت مین پڑھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اگر یہ نذر کی تھی کہ کسی وقت
مین نماز پڑھیگا یا یہ نذر کی کہ ان وقتون کے سوا کسی وقت مین نماز پڑھیگا تو اُس نماز کی ادا ان اوقات مین جائز
نہین یہی اوجہ ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی - تو وقت ایسے ہین کہ جنمین نوافل اور
جو اور نمازین اُنکے حکم مین ہین وہ مکروہ ہین فرائض مکروہ نہین یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہی ان وقتون مین
قضا اور جنازہ کی نماز اور تلاوت کا سجدہ جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی منجملہ اُنکے صبح کے طلوع ہونے
کے بعد نماز فجر سے قبل تک کا وقت ہی یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہی اُسوقت مین فجر کی سنتون کے
سوا نفل مکروہ ہین جو شخص آخر رات مین نفل پڑھتا ہو اور ایک رکعت پڑھنے کے بعد فجر طلوع ہوجائے
تو اُسکا تمام کرلینا افضل ہی اسلیے کہ فجر کے بعد نفل پڑھنا اُسنے اپنے قصد سے نہین کیا اور وہ نفل بموجب
اصح قول کے فجر کی سنتون کے قائم مقام نہین ہوسکتی یہ سراج الوہاج اور تبیین مین لکھا ہی اور اگر چار
رکعتین پڑھین تو جو دو رکعتین طلوع فجر کے بعد پڑھی ہین وہ فجر کی سنتون کے قائم مقام ہوجاوینگی یہی مختار ہی یہ خزانۃ
الفتاوے مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے نماز فجر کے بعد سورج کے نکلنے تک کا وقت ہی یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہی
اگر فجر کی سنتون مین فساد ہوگیا تھا پھر اُنکو فجر کی نماز کے بعد قضا کیا تو جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ
اُنکے عصر کی نماز کے بعد سورج کے متغیر ہونے سے پہلے تک کا وقت ہی یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہی اگر نفل نماز
مستحب وقت مین شروع کی پھر اُسکو توڑ دیا اور پھر عصر کی نماز کے بعد سورج کے چھپنے سے پہلے اُنکی
قضا پڑھی تو جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے سورج کے چھپنے کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے
کا وقت ہی اور نیز وہ وقت جب جمعہ کی اقامت ہوا اور وہ وقت جب جمعہ یا عیدین یا کسوف یا استسقا کا خطبہ
پڑھا جاتا ہو یہ نہایہ اور کفایہ مین لکھا ہی - جب حج یا نکاح کا خطبہ پڑھین اُسوقت نفل پڑھنا مکروہ ہی یہ منیۃ المصلے
مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی - اور جب امام جمعہ کے روز خطبہ کے واسطے نکلے اُسوقت نفل پڑھنا مکروہ ہی
یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی - اگر چار رکعتین جمعہ سے پہلے کی شروع کر دین پھر امام خطبہ کے واسطے نکلا چارون
رکعتین پوری کرے یہی صحیح ہی اور اسی طرف میل کیا صدر الشہید حسام الدین نے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی جب نماز
کی اقامت ہوجائے تو نفل پڑھنا مکروہ ہی لیکن اگر جماعت کے فوت ہونے کا خوف نہو تو فجر کی سنت پڑھنا
جائز ہی عیدین کی نماز سے پہلے گھر اور مسجد مین نفل پڑھنا مکروہ ہی اور بعد نماز عیدین کے مسجد مین نفل پڑھنا مکروہ ہی
نہ گھر مین اور عرفہ اور مزدلفہ مین جو نمازون کو جمع کرتے ہین اُن جمع کی نمازون کے درمیان مین نفل پڑھنا مکروہ ہی
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جب کسی نماز کا وقت تنگ ہوجائے تو اُسوقت کے فرض کے سوا اور
سب نمازین مکروہ ہین یہ شرح منیۃ المصلی مین جو امیر الحاج کی تصنیف ہی حاوی سے نقل کیا ہی پیشاب اور پاخانہ
کی حاجت کو روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہی - جب کھانا حاضر ہوا اور نفس اُسکی طرف شائق ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہی

اور جو وقت ایسا ہو کہ اسمین ایسے سبب پائے جاوینگے جنکی وجہ سے افعال صلوٰۃ کی طرف دل متوجہ نہوگا اور خشوع
مین خلل پڑیگا خواہ کوئی سا سبب ہو اُس وقت بھی نماز مکروہ ہی اور آدھی رات کے بعد عشا کی نماز مکروہ ہی
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

دوسرا باب اذان کے بیان مین اس باب مین دو فصلین ہین پہلی فصل اذان کے

طریقہ اور موذن کے احوال مین - فرض نمازون کے جماعت سے ادا کرنے کے لیے اذان دینا سنت ہی یہ فتاوی
قاضی خان مین لکھا ہی بعضون نے کہا ہی کہ واجب ہی اور صحیح یہ ہی کہ سنت موکدہ ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی مذہب
ہی عامہ مشائخ کا یہ محیط مین لکھا ہی اقامت بھی فقط فرضون کے لیے سنت ہونے مین مثل اذان کے
ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - پانچون فرض نمازون اور جمعہ کے سوا جو نمازین ہین جیسے سنتین اور وتر اور نوافل
اور تراویح اور عیدین انکے لیے اذان اور اقامت نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی طرح نذر کی نماز اور جنازہ
کی نماز اور استسقا اور چاشت کی نماز اور حوادث کی نمازون کے لیے اذان اور اقامت نہین یہ تبیین مین
لکھا ہی - کسوف اور خسوف کی نماز کا بھی یہی حکم ہی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی عورتون پر اذان اور اقامت
نہین اگر وہ جماعت سے پڑھین تو بغیر اذان و اقامت کے پڑھین اگر اذان و اقامت کہین تو نماز جائز
ہوجاویگی مگر گناہ ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اذان اور اقامت مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے جو اپنے گھر مین نماز
پڑھتا ہو مستحب ہی - غلامون پر اذان و اقامت نہین یہ تبیین مین لکھا ہی صبح کے سوا اور نمازون کے وقت
سے پہلے اذان بالاتفاق جائز نہین اور اسی طرح صبح کی اذان وقت سے پہلے کہنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین - اگر وقت سے پہلے اذان کہدین تو وقت مین پھر لوٹاوین یہ شرح
مجمع البحرین مین لکھا ہی جو ابن الملک کی تصنیف ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل
کیا ہی - اس بات پر سب کا اجماع ہی کہ اقامت وقت سے پہلے جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی موذن کی اقامت
کہنے سے ایک ساعت کے بعد امام آیا یا اقامت کے بعد لوگ فجر کی سنتین پڑھین تو اقامت
کا اعادہ واجب نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی اور اذان کہنے کی اہلیت اُس شخص مین ہی جو قبلہ کو اور نماز کے
وقتون کو پہچانتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور چاہیے کہ موذن عاقل اور صالح اور
متقی اور عالم بسنت ہو یہ نہایہ مین لکھا ہی اور لائق ہی کہ ہیبت والا ہو اور لوگون کے حال پر نگہبانی کرتا
ہو اور جو لوگ جماعت مین نہین آتے انپر زجر کرتا ہو یہ قنیہ مین لکھا ہی اور ہمیشہ اذان کہتا ہو یہ بدائع اور
تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور ثواب کے واسطے اذان کہتا ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور بہتر یہ ہی کہ وہی
امام نماز کا ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ مقیم ہی ہو مسافر نہو یہ کافی مین لکھا ہی - اگر
ایک شخص نے اذان کہی اور دوسرے نے اقامت کہدی اگر پہلا شخص غائب تھا تو بلا کراہت جائز ہی
اور اگر حاضر تھا اور اُسکو دوسرے کی اقامت کہنے سے ملال ہوتا ہی تو مکروہ ہی اور جو اُسپر راضی ہو تو
ہمارے نزدیک مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی - اگر لڑکا عاقل اذان دے تو ظاہر روایت بلا کراہت
صحیح ہی لیکن اذان بالغ کی افضل ہی اور جو لڑکا سمجھ والا نہو اُسکی اذان جائز نہین اور یہی اُسکا

اعادہ کرین اور یہی حکم ہی مجنون کا یہ نہایہ مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص نشہ کی حالت مین اذان دے تو مکروہ ہی اور اُسکا
لوٹانا مستحب ہی اگر عورت اذان دے تو مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ پھر اُسکو لوٹا وین یہ کافی مین لکھا ہی - فاسق
کی اذان مکروہ ہی مگر پھر نہ لوٹا دین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور جنب کی اذان اور اقامت مکروہ ہی باتفاق روایات
اور اشبہ یہ ہی کہ اذان کا اعادہ کرین اور اقامت کا اعادہ نہ کرین ظاہر روایت مین بے وضو کی اذان
مکروہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی بے وضو کی اقامت مکروہ ہی لیکن اعادہ نکرین
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر موذن بعد اذان کے مرتد ہوگیا تو اذان کا اعادہ ضرور نہین اور اگر اعادہ
کرین تو افضل ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر اذان دیتے مین مرتد ہوگیا تو اولے یہ ہی کہ کوئی اور شخص
اول سے اذان کہے اور اگر وہی تمام کرلے تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی بیٹھ کر اذان دینا
مکروہ ہی اور اگر خاص اپنے واسطے بیٹھ کر اذان کہے تو مضایقہ نہین مسافر نے اگر سواری پر اذان کہی
تو مکروہ نہین اقامت کے واسطے اترنا چاہیے یہ فتاوے قاضی خان اور خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر نہ اترا
اور سواری پر اقامت کہی تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی مسافر اگر سواری پر اذان شروع کرے اور
منھ اُسکا قبلہ کی جانب کو نہو تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان اور خلاصہ مین لکھا ہی حضر مین سواری پر اذان دینا
بموجب ظاہر روایت کے مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - لیکن اسکا اعادہ نہ کیا جاوے یہ خلاصہ
مین لکھا ہی غلام کی اور گانون مین رہنے والے کی اور جنگل مین رہنے والے کی اور ولد الزنا کی اور اندھے کی
اور اُس شخص کی جو بعض نمازون کی اذان دے اور بعض کی ندے مثلا دن کو بازار مین ہو اور رات
کو گھر ہو بلا کراہت اذان جائز ہی - لیکن کوئی اور اذان دے تو اولے ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر اندھے کے
ساتھ کوئی ایسا شخص ہی جو اُسکی نماز کے وقتون کی محافظت کرے تو اندھے اور اُن آنکھون والے کی
اذان برابر ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی فرض نماز بغیر اذان و اقامت مسجد مین پڑھنا مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی - اذان اور اقامت کا چھوڑنا اُس شخص کے لیے جو شہر مین نماز پڑھے اور اُس محلہ مین
اذان اور اقامت ہوگئی ہو مکروہ نہین اور اسمین فرق نہین کہ ایک شخص نماز پڑھے یا جماعت ہو یہ تبیین مین
لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ اذان اور اقامت سے نماز پڑھے یہ تمرتاشی مین لکھا ہی اور اگر اُس محلہ مین اذان
نہوئی ہو تو اذان اور اقامت کا چھوڑنا مکروہ ہی اور اکیلی اذان کا چھوڑ دینا مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی اگر
اقامت چھوڑ دی تو مکروہ ہی یہ تمرتاشی مین لکھا ہی مسافر کو اگرچہ اکیلا نماز پڑھتا ہو اذان اور اقامت
کا چھوڑنا مکروہ ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر فقط اقامت چھوڑ دی تو جائز ہی لیکن مکروہ ہی یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہی اگر اذان اور اقامت دونون کہے تو بہتر ہی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ اذان نہ کہی اور اقامت
کہی یہ مبسوط مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص گانون مین اپنے گھر مین اپنے گھر مین نماز پڑھے اگر اُس گانون مین ایسی مسجد
ہو کہ جسمین اذان اور اقامت ہوتی ہی تو حکم اُسکا وہی ہی جو شہر کے اندر گھر مین نماز پڑھنے والے کا ہوتا ہی اور اگر اُس
گانون مین ایسی مسجد نہین تو حکم اُسکا مسافر کا ہی یہ شمنی شرح نقایہ مین لکھا ہی اگر انگورون کے باغ مین یا کھیت
پر ہو تو اگر گانون یا شہر قریب ہی تو وہین کی اذان کافی ہی اور جو قریب نہین تو کافی نہین اور قریب کی

حد یہ ہی کہ وہان کی آواز آتی ہو یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی اگر وہ اذان دے لین تو اولے ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی
اگر جنگل مین جماعت سے نماز پڑہین اور اذان چھوڑ دین تو مکروہ نہین اور اقامت چھوڑ دین تو مکروہ ہی یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی اگر مسجد والون نے اذان دیکر جماعت کر لی تو پھر دوبارہ اذان اور جماعت اُس مسجد مین مکروہ
ہی اور اگر بعض مسجد والون نے اقامت اور جماعت سے نماز پڑہ لی اُسکے بعد موذن اور امام اور باقی جماعت
کے لوگ داخل ہوئے تو یہ جماعت مستحب ہوگی اور پہلی مکروہ یہ مضمرات مین لکھا ہی - اور اگر ایسے لوگون
نے جو اُس مسجد والے نہین کسی مسجد مین جماعت سے نماز پڑہ لی تو اُس مسجد والون کو اُس مسجد مین
دوبارہ جماعت کرنے مین مضایقہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - مسجد والون مین سے ایک گروہ نے
آہستہ اذان دی کہ اُنکے سوا کسی اور نے نہ سنا پھر اسی مسجد والون کا دوسرا گروہ آیا اور اُسکو
پہلے فریق کی خبر نہوئی پھر انھون نے چلا کر اذان دی پھر اسکے بعد پہلی اذان کا حال معلوم ہوا تو اُنکو چاہیے
کہ حسب دستور جماعت سے نماز پڑہین پہلی جماعت کا اعتبار نہین یہ فتاوے قاضی خان کی فصل اذان مین
لکھا ہی - کسی مسجد مین کوئی موذن اور امام مقرر نہین اور اسمین گروہ گروہ جماعت سے نماز پڑھتے ہین تو افضل
یہ ہی کہ ہر فریق علیحدہ اذان اور اقامت سے نماز پڑہے یہ فتاوے قاضی خان کی فصل مسجد مین لکھا ہی ایک گروہ
نے جماعت سے کسی وقت کی نماز پڑہی پھر ابھی وقت باقی تھا کہ اُنکو اُس نماز کے فساد کا حال معلوم ہوا اور
پھر اسی وقت اور اُسی مسجد مین اُسکو جماعت سے قضا کیا تو اذان و اقامت کا اعادہ نکرین اور اگر بعد وقت
کے قضا کیا تو چاہیے کہ اُس مسجد کے سوا کہین اور اذان اور اقامت سے قضا کرین یہ زاہدی
مین لکھا ہی - جس شخص کی نماز وقت نماز مین فوت ہو جاوے پھر اُسکے بعد وہ اُسکی قضا پڑھنا چاہے تو اُسکے
واسطے اذان اور اقامت کہے خواہ اکیلا ہو خواہ جماعت ہو یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر بہت سی نمازین
فوت ہو گئین تو پہلی کے لیے اذان اور اقامت کہے اور باقی مین مختار ہی چاہے اذان و اقامت دونون
کہے چاہے صرف اقامت کہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اور اگر ہر نماز کے واسطے اذان و اقامت کہے تو
بہتر ہی کہ قضا موافق طریقہ ادا کے ہو یہ کافی مین لکھا ہی - اور یہی مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی
اور اختیار اُس وقت مین ہی جب ایک ہی مجلس مین اُن سب نمازون کو قضا کرے اور اگر بہت سی مجلسون
مین قضا کرے تو اذان و اقامت دونون شرط ہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور علما ہمارے
نزدیک یہ ہی کہ ہر فرض کے لیے ادا پڑہے یا قضا اذان اور اقامت کہے برابر ہی کہ اکیلا پڑہے یا جماعت
سے لیکن جمعہ کے روز اگر شہر مین ظہر پڑہے تو اُسکا اذان و اقامت سے پڑھنا مکروہ ہی تبیین مین
لکھا ہی اور عرفہ اور مزدلفہ مین جو دو نمازون کو جمع کرے تو پہلی کے لیے اذان اور اقامت کہے اور دوسری
کے واسطے اقامت کہے اذان نہ کہے اگر موذن کو اذان یا اقامت مین غش آجاوے تو دوسرا
شخص اُسکو پھر سے کہے اسی طرح اگر وہ مرجاوے تب بھی یہی حکم ہی اور اُسکا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے کو
گیا تو دوسرا شخص از سر نو اذان کہے یا وہی جب لوٹ کر آوے تو از سر نو اذان کہے یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی - ہمارے مشائخ نے اللہ اُنپر رحم کرے یہ کہا ہی کہ اولے یہ ہی کہ اگر وضو ٹوٹ جاوے تو

اذان ہو یا اقامت انکو پورا کرے پھر وضو کے لیے جاوے اور یہ محیط مین لکھا ہی - اگر موذن اذان کے درمیان مین رک جاوے یا اقامت مین اور کوئی سکھانے والا نہین تو واجب ہی کہ از سر نو اذان کہے اور اسی طرح اذان یا اقامت کے درمیان مین گونگا ہوگیا اور تمام کرنے سے عاجز ہی تو دوسرا شخص از سر نو کہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر اذان کے درمیان ٹھہر گیا تو اگر اسقدر وقفہ کیا جو فاصلہ مین شمار ہوتا ہی تو اسکا اعادہ کرے اور اگر تھوڑا وقفہ کیا جیسے کھنکارنا اور کھانسنا تو اعادہ نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین تتمہ سے نقل کیا ہی - اذان مین بغیر عذر کھنکارنا مکروہ ہی اگر عذر سے کھنکارے تو مضائقہ نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اذان اور اقامت مین سلام کا جواب دینا مکروہ ہی اور اصح یہ ہی کہ اُسکے بعد بھی جواب دینا واجب نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی موذن کو اذان یا اقامت مین کلام کرنا یا چلنا نہ چاہیے اگر تھوڑا سا کلام کیا تو پھر شروع سے اذان کہنا لازم نہین اور جسوقت موذن اقامت مین قد قامت الصلوۃ تک پہونچے تو اُسکو اختیار ہی کہ اسی جگہ اُسکو تمام کرے یا نماز کی جگہ پر چلا جاوے یہ فتاوے قاضی خان اور محیط مین لکھا ہی دوسری

فصل اذان اور اقامت کے کلمات اور اُنکی کیفیت مین - اذان کے پندرہ کلمے ہین اور ہمارے نزدیک آخر اسکا لا الہ الا اللہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور وہ کلمات یہ ہین اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلوۃ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ یہ زاہدی مین لکھا ہی اور اقامت کے سترہ کلمے ہین پندرہ کلمے اذان کے اور دو کلمے قد قامت الصلوۃ دو بار یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - فجر کی اذان مین حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو بار زیادہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی - عربی کے سوا فارسی یا اور زبان مین اذان نہ دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی اظہر اور اصح ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اور سنت یہ ہی کہ اذان اور اقامت کو جہر سے کہے اور ان دونون مین آواز بلند کرے مگر اقامت اذان سے پست ہی یہ نہایہ اور بدائع مین لکھا ہی - اور چاہیے کہ مینار پر یا مسجد سے باہر اذان دے مسجد مین اذان نہ دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور سنت یہ ہی کہ بلند جگہ مین بلند آواز اذان دے تاکہ پڑوسی اچھی طرح سنین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور موذن کو طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی زمین پر اقامت کہے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور مسجد مین اقامت کہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اذان مین ترجیع نہین اور ترجیع اُسکو کہتے ہین کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ دو بار پست آواز سے کہے اور جب دوسری بار اشہد ان محمدا رسول اللہ پست آواز سے کہ چکے تو پھر بلند آواز سے اشہد ان لا الہ الا اللہ کو لوٹا دے اور شہادت کے دو کلمون کی تکرار کرے پس ہر کلمہ شہادت کا چار بار ہو جاویگا دو بار پست آواز سے دو بار بلند آواز سے یہ کفایہ مین لکھا ہی اذان رک رک کے اور اقامت بلا توقف کہے یہ طریقہ مستحب کا بیان ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر دونون کو رک رک کے کہتا جائے یا دونون کو بلا توقف کہے یا اقامت کو رک رک کے اور اذان کو بلا توقف کہے تو جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مکروہ ہی اور یہی حق ہی یہ فتح القدیر

مین لکھا ہی اور رک رک کے کہنا یون ہوتا ہی کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور کچھ ٹھہرے پھر دوسری بار ایسے ہی کہے
اور اسی طرح آخر اذان تک دو دو کلمون کے درمیان مین توقف کرے اور بلا توقف کے معنی ہین
ملانا اور جلدی کرنا یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے نقل کیا ہی۔ اذان اور اقامت مین ہر کلمہ پر وقف کا سکون
کرے لیکن اذان مین حقیقۃً سکون کرے اور اقامت مین نیت سکون کی کرلے یہ تبیین مین لکھا ہی اللہ اکبر کے
اول مین مد کرنا کفر ہی اور اُسکے آخر مین مد کرنا خطا ہے فاحش ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور موافق طریقہ مشروع
کے اذان اور اقامت کے کلمات مین ترتیب کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر اذان و اقامت مین
بعضے کلمون کو بعض پر مقدم کر دے مثلاً اشہد ان محمدا رسول اللہ کو اشہد ان لا الہ الا اللہ سے پہلے
کہدے تو افضل یہ ہی کہ جو اپنے وقت سے پہلے کر دیا اسکا شمار نہین یہانتک کہ اپنے وقت پر اپنی جگہ اُسکا اعادہ
کرے اور اگر اعادہ نکرے تو نماز جائز ہو جاویگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اذان اور اقامت کے کلمات کو بلا فصل پے در پے
کہے یہانتک کہ اگر اذان دی اور اُسکو یہ گمان ہو گیا کہ یہ اقامت ہی پھر فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا تو
افضل یہ ہی کہ اذان کا اعادہ کرے اور اقامت کو از سر نو کہے تا کہ بلا فصل ادا ہون اور اسی طرح اگر اقامت
شروع کی اور اسکو اذان کا گمان ہو گیا پھر بعد کو معلوم ہوا تو افضل یہ ہی کہ سر سے اقامت کہے یہ بدائع
مین اور فتاوی سراجیہ مین لکھا ہی اذان و اقامت مین قبلہ کی طرف منھ کرے اور اگر نہ کیا تو جائز ہی اور مکروہ ہی
یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور جب حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح پر پہونچے تو اپنا منھ داہنی طرف اور بائین طرف
کو پھیرے اور پاؤن اسی جگہ قائم رکھے برابر ہی کہ اکیلا نماز پڑھتا ہو یا جماعت سے پڑھتا ہو یہی صحیح ہی
یہانتک کہ فقہا نے کہا ہی کہ بچے کے لیے جو اذان دے تو انہین بھی چاہیے کہ ان دونون کلمون کے وقت
داہنی اور بائین طرف کو منھ پھیرے یہ محیط مین لکھا ہی اور طریقہ اسکا یہ ہی کہ حی علی الصلوۃ داہنی طرف کہے
اور حی علی الفلاح بائین طرف اور بعضون نے کہا ہی کہ حی علی الصلوۃ داہنی اور بائین دونون طرف کہے
اور اسی طرح حی علی الفلاح بھی دونون طرف کہے اور صحیح پہلا قول ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اگر اذان دینے
کا موضع وسیع ہو تو آنین پھرے تو بہتر ہی یہ بدائع مین لکھا ہی پس موذن مینذنہ مین حی علی الصلوۃ
حی علی الفلاح کے وقت پھرے اور داہنی طرف کے طاق سے سر نکال کر حی علی الصلوۃ دو بار کہے
پھر بائین طرف کے طاق سے سر نکال کر حی علی الفلاح دو بار کہے یہ اسوقت ہی کہ جب ایک جگہ کھڑے
ہو کر اذان کہنے مین پورا اعلام نہو یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی۔ اور اگر داہنی اور
بائین طرف منھ پھیرنے سے اعلام پورا ہو جاوے تو اسی پر اکتفا کرے اور پاؤن اپنی جگہ سے نہ ہٹاوے
یہ شاہان شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ تلحین مکروہ ہی تلحین ایسی راگنی کو کہتے ہین جس سے کلمات مین تغیر
آجاوے یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی لیکن ایسی خوش آوازی سے اذان کہنا جسمین
لحن نہو بہتر ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور یہی شرح وقایہ مین لکھا ہی اور دونون انگلیان دونون کانون مین رکھے
اور اگر نہ رکھے تو بہتر ہی اسواسطے کہ وہ سنت اصلی نہین وہ صرف اسواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ اعلام مین مبالغہ ہو اور
اگر دونون ہاتھ کانون پر رکھے تو بہتر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور انگلیان کانون مین رکھنا معمول اذان

مین ہی تاکہ آواز بلند ہو اقامت مین نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی - تثویب متاخرین کے نزدیک مغرب کے سوا ہر نماز مین
بہتر ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو ابو المکارم کی تصنیف ہی اور تثویب اُسکو کہتے ہین کہ موذن اذان اور اقامت
کے درمیان مین پھر اعلام کرے ہر شہر کی تثویب وہان کے دستور کے موافق ہوتی ہی یا کھنکارنے یا صلوۃ
صلوۃ یا قامت قامت کا لفظ کہنے سے تثویب اسلیے ہی کہ اچھی طرح سے اعلام ہوجائے اور یہ بات
جسطرح کا جہان دستور ہو اُس سے حاصل ہوجاتی ہی یہ کافی مین لکھا ہی - فجر کی اذان کے بعد اتنا ٹھہر
جتنی دیر مین بیس آیتین پڑھ سکے پھر تثویب کہے پھر اسی قدر بیٹھے پھر اقامت کہے یہ تبیین مین لکھا ہی اذان
اور اقامت مین یہ قدر ایسی دو رکعتون یا چار رکعتون کے فصل کرے جسمین ہر رکعت مین دس آیتین
پڑھ سکے یہ زاہدی مین لکھا ہی - اذان اور اقامت کو ملانا بالاتفاق مکروہ ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی
اور موذن کے لیے یہ اولے ہی کہ جس نماز سے پہلے سنتین یا نفل پڑھے جاتے ہین وہ اذان و اقامت
کے درمیان مین پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر نہ پڑھے تو اذان و اقامت کے درمیان مین بیٹھ جاوے
اگر مغرب کا وقت ہو تو بھی فقہا کا اتفاق ہی کہ اذان اور اقامت مین فصل ضرور ہی یہ عتابیہ مین لکھا ہی - مقدار فصل
مین اختلاف ہی امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مستحب یہ ہی کہ جتنی دیر مین تین چھوٹی آیتین یا ایک بڑی آیت
پڑھ سکے اتنی دیر چپکا کھڑا رہے پھر اقامت کہے اور امام محمد رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک
جتنی دیر دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھتے ہین اتنی دیر بیٹھ جاوے امام حلوائی رح نے لکھا ہی کہ
خلاف صرف اتنی بات مین ہی کہ کھڑا ہونا افضل ہی یا بیٹھنا یہان تک کہ اگر بیٹھ جاوے تو امام ابوحنیفہ رح
کے نزدیک جائز ہی مگر اُنکے نزدیک افضل یہ ہی کہ نہ بیٹھے اور اگر کھڑا رہے تو امام محمد رح اور امام ابویوسف رح
کے نزدیک جائز ہی لیکن اُنکے نزدیک افضل یہ ہی کہ بیٹھ جاوے یہ نہایہ مین لکھا ہی - اذان اور اقامت کے
درمیان مین دعا مانگنا مستحب ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - موذن آدمیون کا انتظار کرے اور جو ضعیف جلد
آنے والا ہی اُسکے لیے کھڑا رہے اور محلہ کے رئیس اور بڑے آدمی کا انتظار نہ کرے یہ معراج الدرایہ
مین لکھا ہی - چاہیے کہ اذان اول وقت مین کہے اور اقامت اوسط وقت مین کہے تاکہ وضو کرنے والا اپنے
وضو سے اور نماز پڑھنے والا اپنی نماز سے اور ضرورت والا قضاے حاجت سے فارغ ہوجاوے
یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی - جب کوئی شخص اقامت کے وقت داخل ہو تو اُسکو کھڑے ہوکر انتظار
کرنا مکروہ ہی بلکہ بیٹھ جاوے پھر موذن جب حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہی - اگر موذن
امام کے سوا کوئی اور ہو اور نمازی مع امام کے مسجد کے اندر ہون تو موذن جسوقت اقامت مین حی
علی الفلاح کہے اسی وقت ہمارے تینون علما کے نزدیک امام اور نمازی کھڑے ہوجاوین یہی
صحیح ہی اور امام مسجد سے باہر ہی تو اگر صفون کی طرف سے مسجد مین داخل ہوا تو جس صف سے وہ بڑھے
وہ صف کھڑی ہوجاوے اور اسی طرف مائل ہوئے ہین شمس الائمہ حلوائی اور سرخسی اور شیخ الاسلام
خواہرزادہ اور اگر امام مسجد مین سامنے سے آوے تو امام کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہوجاوین اور اگر
موذن اور امام ایک ہو تو اگر وہ اقامت مسجد کے اندر کہے تو جب تک اقامت سے فارغ نہ ہوے

تب تک نمازی کھڑے نہون اور وہ مسجد سے باہر اقامت کہے تو ہمارے مشائخ کا اتفاق ہی کہ جب تک امام مسجد مین داخل نہو تب تک نمازی کھڑے نہون اور امام قد قامت الصلوۃ سے کچھ پہلے تکبیر کہدے شیخ الامام شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اسی کے مسئیل مین موذن کو جواب دینے کے مسئلے اذان کے وقت سامعین کو جواب دینا واجب ہی اور جواب دینا یہ ہی کہ جو اذان کہتا ہی وہی یہ بھی کہے مگر حی علی الصلوۃ کے جواب مین وہی لفظ نہ کہے بلکہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے اور حی علی الفلاح کے جواب مین ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن کہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے غرائب مین لکھا ہی اور اسی طرح الصلوۃ خیر من النوم کے جواب مین سننے والا وہی لفظ نہ کہے بلکہ صدقت وبررت کہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اذان سنی اور وہ چل رہا ہی تو اوسے یہ اولیٰ ہی کہ ایک ساعت ٹھہرے اور اذان کا جواب دے یہ قنیہ مین لکھا ہی - اقامت کا جواب مستحب ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوۃ کہے تو سننے والا اقامہا اللہ وادامہا مادامت السموات والارض کہے اور باقی کلمات مین اسی طرح جواب دے جیسے اذان مین جواب دیتا ہی یہ فتاوی غرائب مین لکھا ہی - اور چاہیے کہ اذان واقامت کے درمیان مین سننے والا بات نہ کرے اور قرآن نہ پڑھے اور سوائے جواب دینے کے کوئی کام نہ کرے - اگر قرآن پڑھتا ہو تو اسکو چھوڑ کر اذان یا اقامت کے سننے اور جواب دینے مین مشغول ہو یہ بدائع مین لکھا ہی - اگر اقامت کے وقت دعا مین مشغول ہو تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر کسی مسجد کے کئی موذن ہون تو جب وہ آگے پیچھے آوین تو پہلے آیا اسی کا حق ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی

تیسرا باب نماز کی شرطون مین اور وہ ہمارے نزدیک سات ہین حدث سے طہارت اور نجاست سے طہارت اور ستر عورت اور قبلہ کی جانب منھ کرنا اور وقت اور نیت نماز اور تحریمہ یہ زاہدی مین لکھا ہی اس باب مین چار فصلین ہین پہلی فصل طہارت اور ستر عورت کے بیان مین - نمازی کو بدن اور کپڑے اور نماز کی جگہ کو نجاست سے پاک کرنا واجب ہی یہ زاہدی کے باب نجاست مین لکھا ہی یہ اسوقت ہی کہ جب نجاست اتنی لگی ہو کہ نماز کی مانع ہو اور اسکے دور کرنے مین اس سے بڑھ کر کوئی خرابی نہو یہانتک کہ اگر آدمیون کے سامنے بے ستر کھولے نجاست دور نہین کرسکتا تو اسی نجاست سے نماز پڑھ لے اور اگر نجاست دور کرنے کے واسطے لوگون کے سامنے ستر کھولدیا تو فاسق ہوگیا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - نجاست مین اوپر کے بدن کا اعتبار ہی یہانتک کہ اگر نجس سرمہ آنکھون مین لگایا تو آنکھون کا دھونا واجب نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر نجاست غلیظہ قدر درہم ہی تو اسکا دھونا فرض ہی اور اسکے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہی اور اگر بقدر درہم ہی تو اسکا دھونا واجب ہی اور نماز اسکے ساتھ جائز ہی اور اگر قدر درہم سے کم ہی تو اسکا دھونا سنت ہی اور اگر نجاست خفیفہ ہو تو وہ جب تک بہت نہو جواز صلوۃ کی مانع نہین یہ مضمرات مین لکھا ہی - ستر عورت نماز کے صحیح ہونے کے واسطے شرط ہی اگر اسپر قادر ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنون کے آگے تک ستر ہی اور

مرد کی ناف ہمارے تینون عالمون کے نزدیک ستر نہین اور گھٹنے ہمارے سب علما کے نزدیک ستر ہین یہ محیط
سرخسی مین لکھا ہی - آزاد عورت کا منھہ اور ہتھیلیون اور قدمون کے سوا تمام بدن ستر ہی یہ متون مین لکھا ہی عورت
کے بال جو سر پر ہین وہ ستر ہی اور جو لٹکے ہوئے ہین اُنمین دو روایتین ہین اصح یہ ہی کہ وہ ستر ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی
اور یہی صحیح ہی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث نے لیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی - باندی کا ستر
وہی ہی جو مرد کا ہی مگر اُسکا پیٹ اور پیٹھہ بھی ستر ہی اور اسی حکم مین سب طرح کی باندیان شامل ہین خواہ ام الولد ہو
ہو یا مکاتبہ ہو یہ تبیین مین لکھا ہی - اور مستسعاۃ بمنزلہ مکاتبہ کے ہی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ محیط مین
لکھا ہی خنثی مشکل اگر غلام ہی تو ستر اُسکا مثل ستر باندی کے ہی اور اگر آزاد ہی تو ہمارے فقہا یہ حکم کرتے ہین کہ سارا
بدن ڈھکے اگر اُسنے صرف ناف سے گھٹنون تک ڈھکا تو بعضون کا یہ قول ہی کہ اعادہ لازم ہی اور بعضون کے
نزدیک لازم نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - جو لڑکی قریب بلوغ ہی اور ننگی یا بغیر وضو نماز پڑھے
تو اعادہ کا حکم کیا جاوے اور بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھے تو استحساناً نماز اُسکی پوری ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
نماز مین اپنا ستر غیر شخصون سے چھپانا بالاجماع فرض ہی اور اپنے آپ سے چھپانا عامہ مشائخ کے نزدیک فرض
نہین یہ شاہان مین لکھا ہی پس اگر قمیص پہنکر بغیر ازار کے نماز پڑھے اور قمیص ایسا ہو کہ اگر اُسکے گریبان مین سے
دیکھے تو ستر نظر آوے تو عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور یہی صحیح ہی اور اگر اندھیرے گھر مین ننگا ہوکر
نماز پڑھی اور اُسکے پاس پاک کپڑا موجود ہی تو بالاجماع نماز جائز نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی باریک کپڑا جسمین
سے بدن نظر آتا ہو اُسمین نماز جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر اُسکے پاس قمیص ہو اور سوا اُسکے اور کوئی کپڑا نہ پہنے
اور کسی شخص کو سجدہ مین اُسکا ستر نہ معلوم ہوتا ہو لیکن اگر کوئی اُسکے نیچے سے دیکھے تو ستر نظر آوے اسمین کچھ مضائقہ
نہین تھوڑا سا کھل جانا معاف ہی اسواسطے کہ اسمین حرج ہی اور بہت مین حرج نہین اسواسطے عفو نہین - چوتھائی
اور اُس سے زیادہ بہت مین داخل ہی اور چوتھائی سے کم تھوڑے مین یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور صحیح
یہ ہی کہ ستر غلیظہ ہو یا خفیفہ اُسکا حساب چوتھائی سے ہی کیا جاتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - ایک عضو مین سے اگر چوتھائی
سے کم کھل جاوے تو معاف ہی اور اگر دو عضوون یا دو سے زیادہ عضوون مین سے کھلے تو اُسکو جمع کرین اگر
وہ سب ملکر اُن اعضا مین سے سب سے چھوٹے عضو کی چوتھائی ہو جاوے تو نماز جائز نہوگی یہ شرح
مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی ستر کے جمع کرنے مین حصون کا حساب مثلاً چھٹا حصہ یا نوان حصہ نہ ہوگا
بلکہ مقدار کا حساب ہوگا یہان تک کہ اگر کان کا نوان حصہ کھل جاوے اور پنڈلی کا نوان حصہ کھل جاوے
تو نماز منع ہوگی اسلیے کہ جو کچھ کھلا وہ کان کی چوتھائی کے برابر ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی - اگر نماز مین ستر
کھل گیا اور بلا توقف اسی وقت چھپا لیا تو بالاجماع اسکی نماز جائز ہی اور اگر اسی طرح ستر کھلے رکن ادا کیا تو
نماز اُسکی بالاجماع فاسد ہی اور اگر اسی طرح ستر کھلے ہوئے رکن ادا نکیا لیکن اسقدر ٹھہرا جسمین رکن ادا
ہوجاتا تو امام ابو یوسف کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی اور امام محمد رح کے نزدیک فاسد نہوگی اور امام
ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین کوئی تصریح منقول نہین یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی
باندی نے بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھی اور نماز کے اندر وہ آزاد ہو گئی اگر اسی وقت اوڑھنی نہ اوڑھی تو نماز

فاسد ہوگئی اور اگر عمل قلیل سے اوڑھ لی تو جائز ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - عمل قلیل یہ ہی کہ اُسکو ایک ہاتھ سے
پکڑے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - ذکر جدا ایک عضو ہی اور انثیین جدا اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی ہر ایک سرین
علیحدہ ستر ہی اور دُبر انہین تیسرا ستر جدا ہی یہی صحیح ہی یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن مالک کی تصنیف ہی اور یہی
تبیین مین لکھا ہی - اور گھٹنا ران کے آخر تک ایک عضو ہی یہان تک کہ اگر نماز پڑھی اور گھٹنے کھلے تھے اور ران
ڈھکی ہوئی تو نماز جائز ہوجاویگی یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اسی طرح عورت کا ٹخنہ مع پنڈلی کے ایک عضو ہی
یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی مرد کی ناف کے نیچے سے عانہ کی اُٹھی ہڈی تک چوگرد ایک
عضو ہی اگر اُسکا چوتھائی کھل جاویگا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی پیٹھ جدا ستر ہی اور اسی طرح پیٹ اور
اسی طرح سینہ یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے نقل کیا ہی - پہلو پیٹ کے ساتھ ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی عورت کی چھاتیان
اگر چھوٹی ہون اور اُبھرتی ہوئی ہون تو وہ سینہ مین شامل ہین اور اگر بڑی ہین تو وہ جدا عضو ہی یہ خلاصہ
مین لکھا ہی اور ہر ایک انمین سے جدا جدا ستر ہوگی اور یہی حکم ہی دونون کانون کا اگر ایک کان کی چوتھائی
کھل جاوے تو نماز فاسد ہوگی یہ زاہدی مین لکھا ہی جسکو کپڑا نہ ملے وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ
اشارہ سے کرے یا کھڑا ہوکر رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑھے اور اول افضل ہی یہ کافی مین لکھا ہی رات ہو یا دن
جنگل ہو یا گھر سب کا یہی حکم ہی یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور کپڑا ملنے سے مراد ہی اُسپر قادر
ہونا پس اگر کسی نے کپڑا اُسکے لیے مباح کردیا تو اصح یہ ہی کہ اُسکا استعمال اُسپر واجب ہی یہ جوہرہ نیرہ مین
لکھا ہی - ننگے آدمی کے سامنے اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ جسکے پاس لباس ہی تو اس سے مانگے تو اگر نہ دے
تو ننگا نماز پڑھ لے اور اگر نماز کے درمیان مین کپڑا ملے تو از سر نو نماز پڑھے یہ تاتارخانیہ مین سراجیہ
سے نقل کیا ہی - اور اگر کپڑا ملنے کی امید ہو تو نماز مین اُسوقت تاخیر کرے کہ جب تک فوت وقت کا خوف
نہو چاہیے اگر نماز پڑھنے کے لیے پاک جگہ نہ ملے مگر ملنے کی امید ہو تو اس صورت مین بھی اسی قدر تاخیر
کرے کہ وقت کے چلے جانے کا خوف نہو یہ قنیہ مین لکھا ہی - ننگے لوگ علیحدہ علیحدہ دور دور نماز
پڑھین اور اگر جماعت سے پڑھین تو امام بیچ مین ہو اور ہر شخص پاؤن اپنے قبلہ کی طرف کرے اور دونون ہاتھ
دونون رانون کے بیچ مین کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے یا بیٹھ کر رکوع اور سجدہ سے نماز پڑھے تو
جائز ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی - حجہ مین ہی کہ اگر ننگے کو کوئی بوریا یا بچھونا ملے تو اُس سے ستر ڈھک کے نماز
پڑھے ننگا نہ پڑھے یہی حکم ہی اُس صورت مین جب گھاس سے ستر ڈھک سکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی ننگا
اگر کسی گلابہ پر قادر ہو تو وہ اپنے ستر پر لگالے اگر جانتا ہو کہ وہ ٹھہرا رہیگا تو بغیر اُسکے نماز جائز نہین ہوگی اسیطرح
اگر پتے لپیٹنے پر قادر ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اگر صرف اسقدر کپڑا اسکو ملے کہ جس سے تھوڑا ستر
ڈھکے تو اسکا استعمال بالاتفاق واجب ہی مقام پیشاب پاخانہ ڈھک لے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اگر
صرف اسقدر مل سکتا ہی جس سے صرف ایک طرف ڈھکے تو بعضون نے کہا ہی کہ دُبر کو ڈھکے اس واسطے
کہ حالت رکوع مین اُسکے کھلنے مین زیادہ فحش ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ آگا ڈھکے اس واسطے کہ وہ
قبلہ کی طرف ہوتا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - ریشمی کپڑون مین مردون کی نماز جائز نہین عورتون کی

نماز جائز ہی اگر اُسکے سوا اور کپڑا نہ ملے تو اُسی سے پڑھ لے ننگا نہ پڑھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر کوئی عورت کھڑی ہو کر نماز پڑھتی ہی تو اتنا کھلتا ہی جس سے نماز جائز نہین اور بیٹھ کر پڑھتی ہی تو کچھ نہین کھلتا ہی تو اُسکو چاہیے کہ بیٹھ کر پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی اگر سجدہ کرنے مین عورت کا چوتھائی عضو ستر کھلتا ہو تو وہ سجدہ کو چھوڑ دے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ مرد تین کپڑے پہنکر نماز پڑھے ازار اور قمیص اور عمامہ اگر ایک کپڑے مین بدن ڈھک کر نماز پڑھے تو بلا کراہت نماز جائز ہی اور اگر صرف ازار مین پڑھے تو جائز ہی مگر مکروہ ہی عورت کے واسطے بھی مستحب یہ ہی کہ تین کپڑے قمیص اور ازار اور مقنعہ پہنکر نماز پڑھے اگر عورت دو کپڑون مین نماز پڑھے تو نماز جائز ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر ایک کپڑے کو لپیٹ کر نماز پڑھے تو نہین جائز ہوگی لیکن اگر اُسمین اُسکا تمام بدن اور ستر ڈھک جاویگا تو جائز ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر دو شخص ایک کپڑے مین نماز پڑھین ہر شخص اُسکے ایک کنارے سے ستر ڈھک لے تو جائز ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کپڑے کے ایک کنارے سے اپنا ستر ڈھکے اور دوسرا کنارہ کسی سوتے ہوے پر ڈالدے تو جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر عورت کو اسقدر کپڑا ملے کہ اُسکا بدن اور چوتھائی سر ڈھک سکے اور پھر وہ اپنا سر نہ ڈھکے تو جائز نہین اور جو چوتھائی سے کم سر ڈھکتا ہو اور نہ ڈھکے تو مضائقہ نہین لیکن ڈھکنا افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی ننگے کو صرف اتنا کپڑے کا ٹکڑا ملے کہ اعضاے ستر مین سے جو سب مین چھوٹا عضو ہی اُسکو ڈھک سکے اور پھر نہ ڈھکا تو نماز فاسد ہوگی ورنہ فاسد نہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہی - اگر پانی کے اندر نماز پڑھی اور پانی گدلا ہی تو نماز صحیح ہوگی اور اگر پانی صاف ہی جسمین سے ستر نظر آتا ہی تو صحیح نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

دوسری فصل ستر ڈھکنے والی چیزون کی طہارت مین

ایسا کپڑا ملا کہ چوتھائی پاک تھا اور ننگے نماز پڑھی تو جائز نہین اور اگر چوتھائی سے کم پاک تھا یا کل نجس تھا تو اختیار ہی کہ ننگا ہوکر بیٹھکر اشارون سے نماز پڑھے یا اس کپڑے سے کھڑا ہوکر رکوع اور سجدہ سے نماز پڑھے اور یہی افضل ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر مردار کی کھال ملی جسکی دباغت نہین ہوئی تھی اور سواے اُسکے اور کوئی ستر ڈھکنے والی چیز نہین ملتی تو اس کھال سے ستر ڈھکنا جائز نہین اور اس سے نماز جائز نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر اُسکے پاس دو کپڑے ہین اور ہر ایک مین قدر درہم سے زیادہ نجس ہی تو اگر اُسمین کوئی بقدر چوتھائی کپڑے کے نجس نہین تو اختیار ہی جس سے چاہے نماز پڑھے کیونکہ نماز کے مانع ہونے مین دونون برابر ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ جسمین کم نجاست ہو اُس سے نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر ایک مین بقدر چوتھائی کپڑے کے خون لگا ہو اور دوسرے مین چوتھائی سے کم ہو تو جسمین خون کم ہو اُس سے نماز پڑھے اور اُسکے برخلاف جائز نہین اور اگر ہر ایک مین نجاست بقدر چوتھائی کے ہو یا ایک مین زیادہ ہو لیکن بقدر پورے کے نہو اور دوسرے مین بقدر چوتھائی کے ہو تو جسمین چاہے نماز پڑھے اور افضل یہ ہی کہ اُسمین نماز پڑھے جسمین نجاست کم ہو اور اگر ایک کا چوتھائی پاک ہو اور دوسرا چوتھائی سے کم پاک ہو تو جسکا چوتھائی پاک ہی اُسمین نماز پڑھے اُسکے برخلاف جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کپڑے کے ایک جانب کو خون لگا ہو اور وہ اسقدر پاک ہو کہ اس سے تہبند باندھ سکین تو اگر تہ باندھیگا تو نماز جائز نہوگی اسلیے کہ وہ پاک کپڑے سے اپنا ستر ڈھکنے پر قادر ہی اور اسمین فرق نہین کیا گیا کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلتی ہو یا نہ ہلتی ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اس قسم کے مسائل مین اصل یہ ہی

کہ جو شخص دو بلاؤن مین مبتلا ہوا اور وہ دونون برابر ہون تو جسے چاہے اختیار کرے اور جو مختلف ہون تو
آسان کو اختیار کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر اُسکو پاک اور نجس کپڑے مین شبہ پڑ گیا تو ظن غالب
کرے اور نماز پڑھے اگرچہ غلبہ گمان مین نجس ہی آ گیا ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر اسکا گمان غالب ایک کپڑے
پر ہوا اور اس سے ظہر کی نماز پڑھی پھر گمان غالب دوسرے کپڑے پر ہو گیا اور اس سے عصر کی
نماز پڑھی تو عصر کی نماز فاسد ہوگی - اگر اُسکے پاس دو کپڑے ہون اور یہ نہین جانتا کہ نجاست کس مین ہی پھر ایک
کپڑے سے ظہر کی اور دوسرے سے عصر کی نماز پڑھی پھر اول کے کپڑے سے مغرب کی نماز پڑھی پھر دوسرے
کپڑے سے عشا پڑھی اسکے بعد ایک کپڑے مین نجاست قدر درہم سے زیادہ لگی ہوئی معلوم ہوئی لیکن یہ
نہین جانتا کہ اسمین پہلا کون ہی اور دوسرا کون تو ظہر اور مغرب جائز ہوگی اور عصر اور عشا فاسد ہوگی اور
یہی حکم ہی اس صورت مین کہ ظہر اول کپڑے مین تحری سے پڑھے اور عصر دوسرے مین اور مغرب اول
مین اور عشا دوسرے مین ذکر کیا اسکو امام سرخسی نے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - ایسے کپڑے مین نماز پڑھی کہ
اُسکے نزدیک وہ نجس تھا پھر نماز سے فارغ ہو کر معلوم ہوا کہ وہ پاک تھا تو نماز جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی -
اگر ننگے کے پاس ریشمی کپڑا ہو اور ٹاٹ کا کپڑا ہو جس مین نجاست قدر درہم سے زیادہ لگی ہی تو ریشمی
کپڑے سے نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی نماز پڑھنے والا اگر اپنے کپڑے پر قدر درہم سے
کم نجاست پاوے اور وقت مین گنجائش ہو تو افضل یہ ہی کہ کپڑا دھووے اور پھر نماز شروع کرے اور
اگر وہ جماعت اس سے فوت ہو جاوے اور کہین اور مل جاوے تب بھی یہی حکم ہی اور اگر یہ خوف ہو کہ
جماعت نہ ملیگی یا وقت جاتا رہے گا تو اسی طرح نماز پڑھتا رہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی یہ حکم اس صورت
مین ہی کہ جب وہ نماز مین ہو اور اگر وہ نماز مین نہین لیکن جماعت کے قریب پہونچ گیا اور جماعت والے
نماز مین ہین اور اُسکو خوف ہی کہ اگر دھووے گا تو جماعت فوت ہو جاویگی تو میرے نزدیک بہتر یہ ہی
کہ نماز مین داخل ہو جاوے اور اُسکو نہ دھووے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر اپنے کپڑے مین
نجاست مغلظہ قدر درہم سے زیادہ لگی دیکھے اور یہ معلوم نہین کہ کب لگی تھی تو بالاجماع یہ حکم ہی کہ کسی
نماز کا اعادہ نہ کرے یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی اور جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اگر امام کے کپڑے پر نجاست
قدر درہم سے کم لگی دیکھی پس اگر مذہب مقتدی کا یہ ہی کہ نجاست قلیلہ مانع صلوۃ نہین اور امام کا مذہب
یہ ہی کہ وہ مانع صلوۃ ہی اور امام نے بیخبری مین نماز تمام کر لی تو مقتدی کی نماز جائز ہوگی اور امام کی
نماز جائز نہوگی اور اگر مذہب ان دونون کا برخلاف ہی تو حکم بھی دونون کا برخلاف ہی یہ فتاوے قاضی خان
کے باب نجاسات مین لکھا ہی نصیر کا قول ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی
اگر نجاست موزون پر بھی لگی ہو اور کپڑے پر بھی لیکن اُنمین سے ہر ایک جدا جدا قدر درہم سے
کم ہی اور دونون جمع کیا دین تو قدر درہم سے زیادہ ہون تو ان دونون نجاستون کو جمع
کرینگے اور اس سے نماز جائز نہوگی اور یہی حکم ہی اس صورت مین جب کپڑے پر کئی جگہ نجاست لگی ہو
یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر اکہرے کپڑے مین نماز پڑھی جیسے قمیص وغیرہ ہوتا ہی اور اُسپر نجاست

قدر درہم سے کم لگی ہی مگر دوسری طرف کو پھوٹ نکلی اور اگر دونون طرف کی نجاست جمع کیجاوے تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاویگی تو فقہا کے قول کے بموجب مانع جواز صلوۃ نہین اور ایک کپڑے مین جو نجاست جدا جدا لگی ہوتی ہی اُسکا حکم اُسپر جاری نہوگا - اگر دو کپڑے والا مین نماز پڑہی اور ہر ایک مین نجاست قدر درہم سے کم لگی ہی مگر دونون کو جمع کرین تو قدر درہم سے زیادہ ہی تو جمع کرینگے اور وہ مانع جواز صلوۃ ہی - اگر دوتہ کا کپڑا پہنکر نماز پڑہی اور ایک تہ پر نجاست لگی اور دوسری تہ تک پھوٹ گئی تو امام ابویوسف رح کے نزدیک وہ ایک کپڑے کے حکم مین ہی اور جواز صلوۃ کی مانع نہین اور امام محمد رح کے قول کے بموجب مانع جواز صلوۃ ہی امام ابویوسف رح کے قول مین آسانی زیادہ ہی اور امام محمد رح کے قول مین احتیاط زیادہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکہا ہی اگر نماز مین اُسکے پاس ایسا درہم تھا کہ جسکی دونون طرفین نجس تھین تو مختار یہ ہی کہ وہ جواز صلوۃ کا مانع نہین یہ خلاصہ مین لکہا ہی اور یہی صحیح ہی اسواسطے کہ وہ کل ایک درہم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکہا ہی - اگر ناک رکہنے کی جگہ نجس ہو اور پیشانی رکہنے کی جگہ پاک ہو تو بلااختلاف نماز جائز ہی اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ ناک رکہنے کی جگہ پاک ہو اور پیشانی رکہنے کی جگہ نجس ہو اور ناک پر سجدہ کرلے تو بلااختلاف اسکی نماز جائز ہوگی اور اگر ناک اور پیشانی دونون کی جگہ نجس ہو تو زندویسی نے اپنی نظم مین یہ ذکر کیا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ناک پر سجدہ کرے پیشانی نہ پڑ نہ کرے اور نماز اُسکی جائز ہوگی اگرچہ پیشانی مین کوئی عذر نہو اور امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہوگی مگر اس صورت مین جائز ہوگی جب پیشانی مین کوئی عذر ہو یہ محیط مین لکہا ہی اور اگر ناک اور پیشانی دونون پر سجدہ کرے تو اصح یہ ہی کہ نماز اُسکی جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکہا ہی اگر نجاست مصلی کے دونون پاؤن کے نیچے ہو تو نماز جائز نہوگی یہ وجیز کردری مین لکہا ہی جو کردری کی تصنیف ہی اور اسمین کچھہ فرق نہین کہ دونون پاؤن کی تمام جگہ نجس ہو یا صرف انگلیون کی جگہ نجس ہو اگر ایک پاؤن کی جگہ پاک ہو اور دوسرے کی جگہ نجس ہو اور اُسنے دونون پاؤن رکھکر نماز پڑہی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ نماز اُسکی جائز نہوگی اور اگر وہ پاؤن رکہا جسکی جگہ پاک ہی اور دوسرا جسکی جگہ ناپاک ہی اُٹھالیا تو اُسکی نماز جائز ہوگی یہ محیط مین لکہا ہی اور اگر نجاست سجدہ مین اُسکے ہاتھون یا گھٹنون کے نیچے ہو تو ظاہر روایت کے بموجب نماز فاسد نہوگی اور ابواللیث نے یہ اختیار کیا ہی کہ نماز فاسد ہوگی اور اسی کو عیون مین صحیح کہا ہی یہ سراج الوہاج مین لکہا ہی پاک جگہ مین نماز پڑہی اور اسی جگہ پر سجدہ کیا لیکن سجدہ مین کپڑا اُسکا ایسی زمین پر پڑتا ہی جو نجس ہی اور خشک ہی یا نجس کپڑے پر پڑتا ہی تو نماز اُسکی جائز ہوگی یہ محیط مین لکہا ہی اگر نجاست پاؤن کے نیچے قدر درہم سے کم ہو اور اگر دونون جگہ کی جمع کیجاوے تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاوے تو جمع کرینگے اور مانع جواز صلوۃ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین کپڑے پر نجاست لگنے کی فصل مین لکہا ہی اور یہی مختار ہی یہ مضمرات مین لکہا ہی اور فتاوی عتابیہ مین ہی کہ اسی طرح سجدہ کی جگہ اور پاؤن کی جگہ کی نجاست جمع کیجاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکہا ہی اگر نمازی کے کپڑے مین نجاست قدر درہم سے کم ہو اور اُسکے دونون پاؤن کے نیچے بھی قدر درہم سے نجاست کم ہو لیکن دونون کو جمع کرین تو قدر درہم سے زیادہ ہوجاوے تو جمع نہ کرینگے یہ خلاصہ مین لکہا ہی - اگر نمازی پاک مکان مین کھڑا ہوا پھر نجس جگہ

چلا گیا پھر پہلی جگہ آگیا اگر نجاست پر اتنی دیر نہیں ٹھہرا جتنی دیر مین چھوٹا رکن ادا کرسکین تو نماز اُسکی جائز ہوگی اور جو اتنی دیر ٹھہرا تو نماز اسکی جائز نہوگی یہ فتاوے قاضی خان کے کپڑے اور مکان پر نجاست لگنے کی فصل مین لکھا ہی اگر نماز نجس جگہ مین شروع کی پھر پاک جگہ مین چلا گیا تو نماز شروع ہی نہین ہوئی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر جانور کی پیٹھ پر نماز پڑھی اور اُسکی زین پر نجاست مثل خون یا چربی کے قدر درہم سے زیادہ ہی تو نماز اسکی فاسد ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ نماز اُسکے لیے جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر لیسے فرش پر نماز پڑھی کہ اُسکے ایک طرف نجاست تھی اگر اُسکے دونون پانون اور سجدہ کی جگہ نجاست نہین تو نماز جائز ہی برابر ہو کہ فرش بڑا ہو یا ایسا چھوٹا کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف ہلتی ہو یہی مختار ہی یہ خلاصہ کی چوتھی فصل مین لکھا ہی جو سر کے مسح کے بیان مین ہی اور یہی حکم ہی کپڑے اور بوریا کا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور حجۃ مین ہی کہ فرش پر اگر نجاست لگے اور یہ نہین معلوم کہ کس جگہ لگی ہی تو اپنے دل مین غور کرے اور جس جگہ اُسکے دل مین پاکی کا اطمینان ہو وہین نماز پڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر مصلی کے استر یا میان تہ پر نجاست ہو تو نماز اسپر جائز ہوگی یہ حکم اسوقت ہی کہ ایک دوسرے پر سلا ہوا یا ٹکا ہوا نہو اور اگر سلا ہوا ہو یا ٹکا ہوا ہو تو بموجب امام محمد رح کے قول کے جائز ہی اسلیے کہ وہ سلنے کی وجہ سے ایک نہین ہوجاتا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی قول ابو یوسف رح کا احتیاط سے قریب ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر نجاست تر ہو اور کپڑا اوڑھکر نماز پڑھی اگر کپڑا ایسا ہی کہ عرض مین دو کپڑے مثل نہالی کے بن سکین تو بقول امام محمد رح کے جائز ہی اور اگر نہین بن سکتے تو جائز نہین اور اگر نجاست خشک ہو اور کپڑا اسقدر ہو جس سے کل ستر ڈھک سکے تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی فتاوی مین ہی کہ اگر کپڑے کی دوہری تہ کرلے اور اوپر کی تہ پاک ہو نیچے کی تہ پاک نہو تو جائز ہی یہ سراج الوہاج اور شرح منیہ مین جو امیر الحاج کی تصنیف ہی مبتغی سے نقل کیا ہی اگر نجاست پر کھڑا ہوا اور پاؤن مین جوتیان یا جرابین پہنے ہوئے ہو تو نماز جائز نہوگی تو محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر جوتیان نکالکر اُنپر کھڑا ہوجاوے تو اگر جوتیون کی اوپر جانب جہان پانون رکھتا ہی پاک ہی تو جائز ہی برابر ہی کہ نیچے کی جانب جو زمین سے ملتی ہی پاک ہو یا ناپاک۔ اینٹین اگر ایک طرف سے نجس ہون اور انکی دوسری جانب پر جو پاک ہی نماز پڑھے تو جائز ہی خواہ ان اینٹون کا زمین پر فرش ہو یا یونہی رکھی ہون یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر پکی سے کہ تختہ پر یا دروازہ پر یا موٹے بچھونے اور تکیے پر نماز پڑھی اور وہ اوپر سے پاک ہی نیچے سے نجس تو امام محمد رح کے نزدیک نماز جائز ہوگی شیخ ابو بکر الاسکاف اسی پر فتوے دیتے تھے اور یہی ترجیح کے لائق ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی نمدے کا یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اُس لکڑی کا جو موٹاپے مین سے چر سکے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر نجس زمین پر نماز پڑھنا چاہی اور اُسپر کچھ مٹی چھڑک دی تو اگر مٹی اتنی تھوڑی ہی کہ اگر اُسکو سونگھین تو نجاست کی بو آوے تو نماز جائز نہوگی اور اگر اتنی بہت ہی کہ اگر اُسکو سونگھین تو بو نہ آوے تو نماز جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر نجس کپڑا بچھاوے اور اُسپر مٹی بچھا کر نماز پڑھے تو جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر نجاست کی جگہ پر اپنی آستین بچھا کر اُسپر سجدہ کرے تو صحیح یہ ہی کہ جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر ایک جبہ پہنکر نماز پڑھی جسکے اندر کچھ بھرا ہوا تھا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُسکے اندر ایک چوہا مرا ہوا خشک ملا

اگر اُس جبہ مین کوئی روزن تھا یا پھٹا ہوا تھا تو تین دن کی نماز پھیرے اور اگر کوئی سوراخ پھٹا ہوا نہ تھا تو جتنی
نمازین اس جبہ سے پڑھی تھین وہ سب پھیرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اسی میل کے مسائل ہین
اگر نماز پڑھی اور اُسکی آستین مین گندا انڈا ہی جسکی زردی خون ہوگئی ہی تو نماز جائز ہوگی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین
جبکہ انڈے مین مرا ہوا بچہ ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی نصاب مین ہی کہ اگر کسی نے نماز پڑھی اور اُسکی
آستین مین ایک شیشہ ہی جسمین پیشاب ہی تو نماز جائز نہوگی خواہ وہ بھرا ہوا ہو یا نہو اسلیے کہ وہ بول اپنے
اصلی مقام پر نہین اور گندے انڈے کا حکم اسواسطے اسکے خلاف ہوا کہ اُسکی نجاست اپنی جگہ پر ہی اسی پر
فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر نماز پڑھی اور شہید اُسکے کاندھے پر ہی اور شہید کے کپڑون پر خون بہت
پڑا ہی تو نماز جائز ہوگی اور شہید کے کپڑے کاندھے پر ہون اور شہید نہو تو نماز جائز نہوگی کوئی شخص نماز مین
داخل ہوا اور اُسکی آستین مین ایک زندہ بچہ تھا جب نماز سے فارغ ہوا تو اُسکو مردہ پایا تو اگر گمان غالب یہ ہی کہ
نماز کے اندر مرا ہی تو نماز کا پھیرنا واجب ہوگا اور اگر یہ گمان غالب نہو شک ہو تو پھیرنا واجب نہوگا - اگر اکھڑے
ہوئے دانت کو پھر منھ مین رکھ لیا تو نماز جائز ہوگی اگرچہ قدر درہم سے زیادہ ہو ظاہر مذہب کے بموجب
ہمارے علما مین خلاف نہین اور یہی صحیح ہی کہ آدمی کے دانت پاک ہین یہ کافی مین لکھا ہی اگر نماز پڑھی اور اُسکی
گردن مین ایک پٹہ تھا جسمین کتے یا بھیڑیے کے دانت ہین تو نماز جائز ہی اگر نماز پڑھی اور اسکے پاس چوہا یا بلی
یا سانپ ہی تو نماز جائز ہوگی اور گنہگار ہوگا اور یہی حکم ہی اُن سب جانورون کے ہونے مین جنکے جھوٹے پانی
سے وضو جائز ہی اور اگر اُسکی آستین مین لومڑی ہو یا کتے یا سور کا بچہ ہو تو نماز جائز نہوگی اسلیے کہ پانی
اُنکا نجس ہوتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر نمازی کی گود مین آدمی کا بچہ آگیا جسمین خود سنبھلنے کی سکت نہین
آئی اور بچہ پر نجاست ایسی ہو جس سے نماز جائز نہین تو اگر وہ اسقدر نہین ٹھہرا کہ جتنی دیر مین وہ ایک رکن
ادا کرسکے تو نماز فاسد نہوگی اور اگر اتنی دیر ٹھہرا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر سکت رکھتا ہی تو نماز فاسد نہوگی اگرچہ
بہت دیر تک ٹھہرا رہے اور یہی حکم ہی نجس کبوتر کا اگر نمازی پر بیٹھ جاوے یہ خلاصہ اور فتح القدیر
مین لکھا ہی جنب اور محدث کو اگر نماز پڑھنے والا اٹھا لے تو نماز جائز ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
نو جگہ نماز مکروہ ہی راستہ مین اور اونٹون کے بندھنے کی جگہ مین گھوڑے پر جانورون کے ذبح ہونے کی
جگہ اور پاخانہ اور غسل خانہ اور حمام اور مقبرہ مین اور کعبہ کی چھت پر لیکن گھاس اور بوریا پر اور زمین
پر اور فرش پر نماز پڑھنے اور سجدہ کرنے مین مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر ایک
کپڑا مصلی کے سر پر لٹکا ہوا ہو اور جسوقت وہ کھڑا ہوتا ہی تو اُسکے کاندھے پر آجاتا ہی تو اگر ایک رکن
اسی طرح ادا کیا تو نماز فاسد ہوگی اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ نجس قبا اُسکے اوپر ڈال دین یہ
خلاصہ مین لکھا ہی اگر دوسرے شخص کے کپڑے مین نجاست قدر درہم سے زیادہ دیکھے تو اگر اُسکو یہ گمان ہی
کہ اُسکو خبر کریگا تو وہ نجاست کو دھو لیگا تو اُسکو خبر کردے اور اگر اُسکو یہ گمان ہی کہ وہ کچھ خیال نہ کریگا تو اُسکو
اختیار ہی کہ خبر نہ کرے اور امر معروف کا یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی امام سعدی حنفی نے کہا ہی کہ
امر معروف ہر صورت مین واجب ہی کچھ تفصیل نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی تیسری فصل قبلہ کی طرف منھ کرنے کے

بیان میں فرض او رنفل اور سجدۂ تلاوت اور جنازہ کی نماز بغیر قبلہ کی طرف منہہ کیے کسی کو جائز نہیں یہ سراج الوہاج
میں لکھا ہی فقہا کا اتفاق ہی کہ جو شخص مکہ میں ہی اسکے لیے قرار مین کعبہ ہی بس اسکو عین کعبہ کی طرف منہہ کرنا لازم ہی یہ
فتاوے قاضی خان میں لکھا ہی اور اسمین کچھہ فرق نہین کہ نماز پڑہنے والے اور کعبہ کے درمیان مین کوئی دیوار حائل
ہو یا نہو تبیین مین لکھا ہی یہان تک کہ مکہ والا اگر اپنے گہر مین نماز پڑہے تو اس طرح پڑہے کہ اگر دیوارین درمیان سے
دور ہوجائین تو کوئی جز خانہ کعبہ کا اسکے منہہ کے سامنے ہو یہ کافی مین لکھا ہی اگر حطیم کی طرف کو منہہ کرکے نماز پڑہے
تو جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور جو شخص مکہ سے خارج ہو تو قبلہ اسکا جہت کعبہ ہی یہی قول ہی عامہ مشائخ کا اور یہی صحیح ہی یہ
تبیین مین لکھا ہی اور جہت کعبہ کی دلیل سے معلوم ہوتی ہی اور دلیل شہرون اور قریون مین وہ محرابین ہین جو صحابہ اور
تابعین نے بنائی ہین پس ہمپر انکا اتباع واجب ہی اور اگر وہ نہون تو اس بستی کے لوگون سے پوچھے
اور دریاؤن اور جنگلون مین دلیل قبلہ کی ستارے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور خانہ کعبہ کی جگہہ
کی طرف کو منہہ کرنے کا اعتبار ہی عمارت کا اعتبار نہین فتاوے حجہ مین ہی کہ گہرے کنوون مین اور پہاڑون
اور اونچے بنیادون پر اور خانہ کعبہ کی چہت پر نماز جائز ہی اسواسطے کہ قبلہ ساتوین زمین سے ساتوین آسمان
تک مقابل مین کعبہ کے عرش تک ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر کعبہ کے اندر یا چہت پر نماز پڑہی تو جدہر کو منہہ
کرے جائز ہی اور اگر کعبہ کی دیوار پر نماز پڑہی تو اگر منہہ اسکا کعبہ کی چہت کی جانب کو ہی تو نماز جائز ہوگی اور جو نہین ہی
تو جائز نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی کوئی مریض صاحب فراش ہی اور قبلہ کی طرف کو منہہ نہین پہیر سکتا اور اسکے پاس
کوئی اور شخص بہی نہین جو اسکا منہہ پہیر دے تو جدہر کو وہ چاہے نماز پڑہ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر کوئی منہہ پہیرنے
والا ہی لیکن منہہ پہیرنا اسکو ضرر کرتا ہی تو بہی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور جس شخص کو قبلہ کی طرف کو منہہ کرنے مین
کچھہ خوف ہو تو جس جہت پر قادر ہی اسی طرف کو نماز پڑہ لے یہ ہدایہ مین لکھا ہی برابر ہی کہ دشمن سے خوف ہو یا درندہ سے
یا چور سے اسی طرح اگر دریا مین لکڑی پر ہو اور اسکو خوف ہو کہ قبلہ کی طرف کو پہریگا تو ڈوب جائیگا تو بہی یہی حکم ہی یہ
تبیین مین لکھا ہی اور اسی طرح فرض نماز عذر سے یا نفل بغیر عذر سواری پر پڑہے تو اسے جائز ہی کہ سواری کا منہہ
جدہر کو ہو نماز پڑہ لے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور جو شخص کشتی مین نماز پڑہے فرض یا نفل تو اسپر واجب ہی کہ
قبلہ کی طرف کو منہہ کرے اور یہ جائز نہین کہ جدہر کو رخ ہو ادہر کو پڑہ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر
کشتی گہومے اور وہ نماز پڑہتا ہو تو کشتی کے گہومتے ہی قبلہ کو متوجہ ہوجاوے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج
کی تصنیف ہی اگر قبلہ کا شبہہ پڑجاوے اور ایسا کوئی شخص اسکے سامنے نہین جس سے پوچھے تو اٹکل سے قبلہ
کی طرف مقرر کرکے نماز پڑہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر نماز پڑہنے کے بعد معلوم ہوا کہ اسکا گمان غلط تہا تو نماز
کو نہ پہیرے اور جو نماز مین ہی معلوم ہوا تو قبلہ کی طرف کو پہرجاوے اور باقی نماز اسی طرح پڑہ لے یہ زاہدی
مین لکھا ہی اور اگر اسکے سامنے کوئی ایسا شخص ہو جس سے پوچھ سکتا ہی اور وہ وہین کا رہنے والا ہو اور قبلہ کی
سمت کو جانتا ہو تو اٹکل سے نماز پڑہنا جائز نہین تبیین مین لکھا ہی اگر اسکے سامنے کوئی ایسا شخص ہی کہ اس
پوچھ سکتا ہی اور اس سے نہ پوچہا اور اٹکل سے نماز پڑہ لی تو اگر ٹہیک قبلہ کی جانب کو نماز پڑہی
تو جائز ہوگی ورنہ جائز نہوگی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور یہی ہی شرح طحاوی مین کسی شخص کے سامنے

ہونے کی حد یہ ہی کہ اگر اسکو چلا کر پکارے تو وہ سن لے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر قبلہ کا اسکو جنگل مین شبہہ پڑجاوے اور وہ اٹکل سے کسی طرف کو قبلہ سمجھے اور دو معتبر آدمی اسکو یہ خبر دین کہ قبلہ اور طرف ہی تو اگر وہ بھی دونون مسافر ہین تو اُنکے قول پر التفات نہ کرے اور اگر وہ اُسی جگہ کے رہنے والے ہون تو اگر اُنکا قول نہ مانیگا تو نماز جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اٹکل سے ایک سمت کو قبلہ تجویز کیا لیکن نماز دوسری طرف کو پڑھی تو اُس نماز کا اعادہ کرے اگرچہ وہ ٹھیک قبلہ کی طرف کو ہوگئی ہو یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اگر اُسنے کسی طرف کو نماز شروع کی اور اُسکو قبلہ مین شک نہ تھا پھر نماز مین اُسکو شک ہوگیا تو وہ اسی طرح نماز پڑھتا رہے لیکن جب اُسکو یقینا معلوم ہوجائے کہ وہ سمت غلط تھی تو اعادہ واجب ہی پس اگر نماز مین ہی معلوم ہوگیا کہ وہ خطا پر ہی تو ازسرنو نماز پڑھنا واجب ہی اور اگر ظاہر ہوگیا کہ اُسنے ٹھیک قبلہ کی طرف کو نماز پڑھی تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اسی کو پورا کرے اور ازسرنو نہ پڑھے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر کسی کو شک ہوا اور اٹکل سے کسی سمت کو مقرر نہ کیا اور بغیر اٹکل کے نماز پڑھ لی پس اگر نماز مین ہی شک زائل ہوگیا یعنے یہ معلوم ہوگیا کہ ٹھیک وہ قبلہ کی جانب ہی یا نہین تو ازسرنو نماز پڑھے اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد خطا معلوم ہوئی یا کچھ معلوم نہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر ظاہر ہوگیا کہ قبلہ کی طرف وہی ٹھیک تھی تو نماز جائز ہوگئی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اٹکل سے کسی طرف کو گمان غالب نہوا تو بعضون نے کہا ہی نماز مین تاخیر کرے اور بعضون نے کہا ہی چارون طرف کو پڑھے اور بعضون نے کہا ہی جدہر کو چاہے پڑھ لے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور ٹھیک یہ ہی کہ ادا کرے یہ مضمرات مین لکھا ہی پس اگر اُسنے کسی طرف کو نماز پڑھ لی تو اگر ظاہر ہوا کہ اُسنے ٹھیک قبلہ کی طرف کو پڑھی یا یہ ظاہر ہوا کہ اُسنے غلط پڑھی یا یہ ظاہر نہوا سب صورتون مین نماز جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر کسی شہر مین داخل ہوا اور وہان محرابین بنی ہوئی دیکھین تو اُنھین کی طرف کو نماز پڑھے اپنی اٹکل سے نماز نہ پڑھے اور اگر جنگل مین ہی اور آسمان صاف ہی اور ستارون سے وہ قبلہ کی سمت پہچان سکتا ہی تو اٹکل سے نماز نہ پڑھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کوئی شخص مسجد مین داخل ہوا اور اُسمین محراب نہین اور اُسکو قبلہ معلوم نہین اور اٹکل سے نماز پڑھ لی پھر ظاہر ہوا کہ اٹکل مین خطا ہوئی تو اعادہ واجب ہی اسلیے کہ وہ وہان کے رہنے والون سے پوچھنے پر قادر ہی اور اگر ظاہر ہوگیا کہ اُسنے ٹھیک قبلہ کی طرف کو نماز پڑھی تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر اُسنے پوچھا اور انھون نے نہ بتایا اور ویسی ہی نماز پڑھ لی تو جائز ہی اگرچہ اُسپر ظاہر ہوا کہ قبلہ کی سمت مین خطا ہوئی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی شخص نے مسجد مین اندھیری رات مین اٹکل سے نماز پڑھی پھر ظاہر ہوا کہ اُسنے قبلہ کی طرف کو نماز نہین پڑھی تو نماز جائز ہوگی اسلیے کہ اسپر یہ واجب نہین ہی کہ قبلہ پوچھنے کے لیے لوگون کے دروازے کوٹے اور اگر اٹکل سے نماز مین ایک رکعت پڑھی پھر اُسکی راے دوسری طرف کو بدل گئی اور دوسری رکعت دوسری طرف کو پڑھی پھر اُسکی راے دوسری طرف کو بدلی جسطرف کو پہلی رکعت پڑھی تھی تو اس صورت مین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ وہ پہلی طرف کو اپنی نماز تمام کرلے اور بعضون نے کہا ہی کہ ازسرنو پڑھے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی کسی شخص نے جنگل مین اٹکل سے نماز پڑھی اور اُسکے پیچھے ایک شخص نے بغیر اٹکل کے اقتدا کرلیا پس اگر امام نے ٹھیک قبلہ کی طرف کو پڑھی تو دونون کی نماز ہوگئی اور اگر امام کی راے غلط تھی تو امام کی نماز ہوگئی اور

مقتدی کی نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی کسی شخص کو مکہ مین قبلہ مین شبہہ پڑا اور مثلاً وہ قید تھا اور اُسکے سامنے کوئی ایسا شخص
بھی نہ تھا جس سے وہ پوچھے پھر اُسنے اٹکل سے نماز پڑھ لی پھر ظاہر ہوا کہ اٹکل مین خطا ہوئی تو امام محمد رح سے
روایت ہی کہ اُسپر اعادہ واجب نہین اور یہی روایت زیادہ قیاس کے موافق ہی یہی حکم ہی جب وہ مدینہ مین ہو یہ ظہیریہ مین
لکھا ہی اگر قبلہ مین شبہہ پڑگیا اور اٹکل سے اسنے ایک رکعت پڑھی پھر راے دوسری طرف کو بدلی اور دوسری رکعت
اُسنے دوسری طرف کو پڑھی اسی طرح چارون طرف کو چارون رکعتین پڑھین تو امام محمد رح سے یہ روایت ہی کہ جائز ہی یہ
فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر ایک رکعت اٹکل سے ایک طرف کو پڑھی پھر اسکی راے بدلی اور دوسری رکعت
دوسری طرف کو پڑھی پھر اُسکو یاد آیا کہ پہلی رکعت سے ایک سجدہ چھوٹ گیا ہی اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ نماز اُسکی
فاسد ہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہی ایک شخص نے اٹکل سے نماز کسی طرف کو شروع کی اور راے اُسکی غلط تھی اور اسکو یہ معلوم نہ تھا پھر
نماز مین معلوم ہوا تو وہ قبلہ کی طرف کو پھر گیا پھر ایک ایسا شخص آیا جسکو اُسکی پہلی حالت معلوم تھی اور نماز مین اسی طرف کو رخ کر کے
داخل ہوگیا تو اول شخص کی نماز جائز ہوگی اور داخل ہونے والے کی فاسد ہوگی اندھے نے ایک رکعت قبلہ کے سوا کسی اور
سمت کو پڑھ لی پھر ایک شخص نے آکر اُسے قبلہ کی طرف کو پھیر دیا اور اسکے پیچھے اقتدا کر لیا تو اگر اندھے کو نماز شروع
کرنے کے وقت کوئی ایسا شخص ملا تھا جس سے وہ قبلہ کی سمت پوچھ سکتا تھا مگر اُسنے نہ پوچھا تو امام اور مقتدی دونون کی
نماز فاسد ہی اور اگر ایسا شخص نہین ملا تھا تو امام کی نماز جائز ہوگی مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین
لکھا ہی اگر کسی گروہ کو قبلہ کا شبہہ پڑگیا اور رات اندھیری تھی اور وہ ایک گھر مین تھے اور کوئی سامنے اُنکے ایسا شخص
معتبر نہین جس سے پوچھین اور نہ وہان کوئی علامت ہی جس سے قبلہ معلوم ہو یا وہ جنگل مین تھے پھر سب نے
اپنی اپنی اٹکل سے قبلہ کی سمت مقرر کر کے نماز پڑھی اگر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی تو جائز ہی خواہ ٹھیک قبلہ کی طرف
کو پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو اور اگر جماعت سے نماز پڑھی تو بھی جائز ہی مگر اس شخص کی نماز جائز نہین جو امام سے آگے تھا اور
اُس شخص کی کہ جسکو نماز مین معلوم ہوگیا کہ امام کی سمت اس سے مخالف ہی اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ اسکو یہ گمان
تھا کہ وہ امام سے آگے ہی یا امام کی سمت کو نماز پڑھتا ہی اگر ایک گروہ نے جنگل مین اٹکل سے نماز پڑھی اور
انمین مسبوق اور لاحق بھی تھا جب امام نماز سے فارغ ہوا اور یہ دونون کھڑے ہو کر اپنی باقی نماز قضا کرنے لگے
اسوقت ظاہر ہوا کہ امام نے جدھر کو نماز پڑھی اسطرف کو قبلہ نہ تھا تو مسبوق اگر قبلہ کی طرف کو پھر گیا تو نماز
اُسکی جائز ہوگی لاحق کی نماز جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اٹکل سے قبلہ کو تجویز کرنا جیسے نماز کے لیے جائز ہی
ویسی ہی سجدہ تلاوت کے لیے جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اسی ذیل مین ہین کعبہ کے اندر
نماز پڑھنے کے مسئلے فرض نماز اور نفل کعبہ کے اندر پڑھنا صحیح ہی اگر خانہ کعبہ کے اندر جماعت سے
نماز پڑھین اور امام کے گرد ہوجاوین تو جسکی پیٹھ امام کی طرف کو ہوگی یا جسکا منھ امام کی پشت کی طرف کو ہوگا اُسکی
نماز جائز ہوگی اور جسکا منھ امام کے منھ کی طرف کو ہوگا اور امام کے اور اُسکے درمیان مین کوئی حجاب
نہ ہوگا اُسکی نماز بھی جائز ہوگی مگر مکروہ ہوگی اور جسکی پیٹھ امام کے منھ کی طرف ہو اُسکی نماز جائز نہوگی یہ جوہرۃ النیرہ
اور سراج الوہاج مین ہی اور جو شخص امام کے داہنے یا بائین جانب ہو اُسکی نماز جائز ہی بشرطیکہ وہ اُس دیوار
سے جسکی طرف کو امام کا منھ ہی بہ نسبت امام کے زیادہ قریب نہو یہ زاد مین ہی اور یہی ہی مبسوط مین جو امام سرخسی

سرخسی کی تصنیف ہی اگر امام نے مسجد حرام مین نماز پڑھی اور جماعت کے لوگ کعبہ کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے اور امام کے ساتھ نماز مین شریک ہوئے تو جو شخص بہ نسبت امام کے کعبہ سے زیادہ قریب ہوگا اگر وہ جانب امام مین نہین ہی تو اسکی نماز جائز ہوجاویگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر امام کعبہ کے اندر کھڑا ہوا اور مقتدی کعبہ کے باہر اُسکے گرد حلقے مین کھڑے ہوئے تو اگر دروازہ کھلا ہوا ہی تو جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کوئی عورت امام کے مقابل ہوا اور امام نے اُسکی امامت کی نیت کر لی تو اگر اُسنے بھی اسی طرف مُنھ کر لیا جدھر امام کا مُنھ ہی تو امام کی نماز فاسد ہوگی اور اگر دوسری طرف کو مُنھ کیا تو فاسد نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی جس شخص نے کعبہ کے اندر ایک رکعت ایک طرف کو اور دوسری رکعت دوسری طرف کو پڑھی تو جائز نہین اسلیے کہ جو سمت قبلہ کی یقینی تھی اس سے بلا ضرورت پھر گیا یہ بدائع مین لکھا ہی چوتھی فصل نیت کے بیان مین نیت نماز مین داخل ہونے کے ارادہ کو کہتے ہین اور شرط اسکی یہ ہی کہ دل مین جانتا ہو کہ کونسی نماز پڑھتا ہی اور کم سے کم اتنا ہو کہ اگر اُس سے پوچھین کہ کونسی نماز پڑھتا ہی تو بغیر سوچے فوراً جواب دیدے اور اگر بغیر تامل کے جواب نہین دے سکتا تو نماز جائز نہوگی زبان سے کہنے کا کچھ اعتبار نہین پس اگر زبان سے بھی اسلیے کہ لیا کہ دل کے ارادہ کے ساتھ جمع ہوجاوے تو بہتر ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور جو شخص حضور قلب سے عاجز ہی اسکو زبان سے کہدینا کافی ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور فقط نماز کی نیت کر لینا نفل اور سنت اور تراویح کے لیے کافی ہی یہی صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی ظاہر جواب ہی اور اسی کو عامہ مشائخ نے اختیار کیا یہ تبیین مین لکھا ہی تراویح کی سنت مین احتیاط یہ ہی کہ تراویح یا سنت وقت یا قیام لیل کی نیت کرے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور سنتون مین احتیاط یہ ہی کہ یہ نیت کرے کہ بمتابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتا ہون یہ ذخیرہ مین لکھا ہی واجب اور فرض نماز مین فقط نماز کی نیت سے بالاجماع جائز نہین ہوتین یہ غیاثیہ مین لکھا ہی دل مین یقین کرنا ضروری ہی پس یون کہے کہ مین آج کے دن کی ظہر کی یا آج کے دن کی عصر کی یا اسوقت کے فرض کی یا اسوقت کے ظہر کی نیت کرتا ہون یہ شرح مقدمہ ابو اللیث مین لکھا ہی صرف فرض نماز کی نیت کرنا کافی نہین اور اگر فرض وقت کی نیت کر لے تو جائز ہوگی مگر جمعہ مین جائز نہوگی اور اگر جمعہ کے دن کے سوا ظہر مین یہ نیت کرے تو کہا گیا ہی کہ جائز ہی اور یہی صحیح ہی اور فرض وقت کی نیت اسوقت جائز ہی جب وہ وقت مین نماز پڑھتا ہو لیکن اگر وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھی اور اسکو وقت کے نکل جانے کی خبر نہین اور فرض وقت کی نیت کی تو جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر آج کے دن ظہر کی نیت کی تو جائز ہی اگرچہ وقت نکل گیا ہو اور یہی تدبیر ہی اس شخص کے لیے جسکو خروج وقت مین شک ہو یہ تبیین مین لکھا ہی جنازہ کی نماز مین یہ نیت کرے نماز اللہ کے واسطے اور دعا میت کے واسطے ہی اور عیدین مین صلوۃ عید کی اور وتر مین صلوۃ وتر کی نیت کرے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور غیاثیہ مین ہی کہ وتر مین یہ نیت نہ کرے کہ وہ واجب ہی اسلیے کہ اسمین اختلاف ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی طرح نذر کی نماز مین اور طواف کی دونون رکعتون مین تعیین شرط ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی عدد رکعات کی نیت شرط نہین یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر پانچ رکعتون کی نیت کی اور چوتھی رکعت مین بیٹھ گیا تو جائز ہی اور پانچوین رکعت کی نیت لغو ہوجاوگی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو ابن امیر الحاج کی تصنیف ہی اور کعبہ کی طرف کو مُنھ کرنے کی شرط نہین یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی

قضا کی نماز مین بھی تعین شرط ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر بہت سی نمازین فوت ہوگئین اور انکی قضا پڑھنے مین مشغول ہو تو
ضرور ہی کہ ظہر اور عصر وغیرہ کی تعیین کرے اور یہ بھی نیت کرے کہ فلانے روز کی ظہر اور فلانے روز کی عصر پڑھتا ہی
یہ فتاوے قاضی خان اور ظہیریہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر آسانی چاہے تو یہ نیت کرے کہ پہلی ظہر جو اسپر ہی یہ
فتاوی قاضی خان اور ظہیریہ مین لکھا ہی اور یہی تبیین کے مسائل شتی مین لکھا ہی اگر نفل کی نماز شروع کرکے توڑ دی تو اسکی قضا
کا بھی تعین کرے اگر قضا مین ہفتہ کے روز کی نماز کی نیت کی تھی پھر معلوم ہوا کہ قضا اتوار کے روز کی تھی یا اسکے برعکس
تھا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور وقت کی نماز مین ایسی صورت ہو تو جائز ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی دل مین ظہر کی نیت
تھی اور اسکی زبان سے عصر نکل گیا تو جائز ہی یہ شرح مقدمہ ابو اللیث مین لکھا ہی اور یہی لکھا ہی قنیہ مین کسی شخص نے
فرض نماز شروع کی پھر اسکو یہ گمان ہوگیا کہ نفل پڑھتا ہون اور نفل کی نیت پر نماز تمام کرلی تو وہ نماز فرض ادا ہوئی اور
اگر اسکے برعکس ہوا تو جواب بھی برعکس ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر ظہر کی نماز شروع کی پھر نفل کی نماز
کی یا عصر کی نماز کی یا جنازہ کی نماز کی نیت کرلی اور تکبیر کہی تو پہلی نماز سے نکل گیا اور دوسری نماز شروع ہوگئی اور
اگر تکبیر نہ کہی صرف نیت کرے تو نماز سے نہین نکلتا یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے نقل کیا ہی اگر ظہر کی ایک رکعت
پڑھلی پھر ظہر کی نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو وہ نماز اسی طرح رہیگی اور وہ رکعت جائز ہوجاویگی یہ اسوقت ہی کہ جب
نیت صرف دل سے کرے لیکن اگر اسنے زبان سے بھی کہا کہ مین ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہون تو نماز ٹوٹ جاویگی اور وہ
رکعت جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر نفل نماز کی نیت سے تکبیر کہی پھر فرض نماز کی نیت سے تکبیر کہی تو فرض نماز
شروع ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جو شخص اکیلا نماز پڑھتا ہی اسکو تین چیزون کی نیت ضرور ہی اول یہ کہ اللہ کے
واسطے نماز پڑھتا ہی دوسری تعین اس بات کا کہ کونسی نماز ہی تیسری قبلہ کی نیت کرنا تاکہ سب کے نزدیک جائز ہوجاوے
یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور امام بھی وہی نیت کرے جو تنہا نماز پڑھنے والا نیت کرتا ہی امامت کی نیت کی کچھ ضرورت نہین
یہانتک کہ اگر اسنے یہ نیت کی کہ فلان شخص کی امامت نہین کرتا اور اس شخص نے اگر اسکے پیچھے اقتدا کرلی تو جائز
ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی عورتون کا امام بغیر نیت کے نہین ہوسکتا یہ محیط مین لکھا ہی اگر مقتدی ہی تو تنہا
نماز پڑھنے والے کی سی نیت کرے اور اسکے علاوہ نیت اقتدا کی بھی کرے اسواسطے کہ اقتدا بغیر نیت کے جائز
نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر یہ نیت کی کہ امام کی نماز شروع کرتا ہون یا امام کی نماز مین اسکا اقتدا کرتا ہون
تو جائز ہی اور یہی حکم ہی اس صورت مین اگر اسنے امام کے اقتدا کی نیت کی اور کچھ نیت نہ کی یہی اصح ہی یہ معراج الدرایہ
مین لکھا ہی اور اگر امام کی نماز یا امام کے فرض کی نیت کی تو کافی نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ جب امام
اللہ اکبر کہہ چکے اسوقت اقتدا کی نیت کرے تاکہ نماز مین امام کا اقتدا ہو اگر اسوقت اقتدا کی نیت کی کہ جب امام
امامت کی جگہ کھڑا ہوا تو عامہ علماء کے نزدیک جائز ہی اور شیخ امام زاہد اسمعیل اور حاکم عبدالرحمن کاتب اسی پر
فتوے دیتے تھے اور یہی اجود ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر اسنے امام کی نماز مین شروع کرنے کی نیت کی اور امام نے
ابھی تک نماز نہین شروع کی اور وہ اس بات کو جانتا ہی تو جب امام نماز شروع کریگا تب اسکی وہی نماز شروع
ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر امام کی نماز شروع کرنے کی نیت کی اور اسکو
یہ گمان ہی کہ امام نماز شروع کرچکا حالانکہ امام نے ابھی نماز شروع نہین کی تھی تو جائز نہوگا اور اسی کو اختیار کیا ہی

قاضی خان سے نے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اور اگر امام کا اقتدا کیا اور امام کی نماز
کی نیت کرلی اور یہ نہین جانتا کہ امام کس نماز مین ہی ظہر مین ہی یا جمعہ مین تو کوئی سی نماز ہو جائز ہو جائیگی اور اگر
صرف امام کی اقتدا کی نیت کی اور امام کی نماز کی نیت نہ کی اور اُسنے ظہر کی نیت کی اور امام جمعہ پڑھتا تھا تو نماز
جائز نہوگی اور اگر مقتدی سے اپنے واسطے آسانی چاہے تو یہ نیت کرے کہ امام کے پیچھے امام کی نماز پڑھتا ہون
یا یہ نیت کرے کہ امام کے ساتھ وہی نماز پڑھتا ہون جو امام پڑھتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر جمعہ کی نماز مین امام کے
اقتدا کی نیت کی اور ظہر اور جمعہ دونون کے ساتھ نیت کرلی تو بعضون نے اسکو جائز رکھکر نیت جمعہ کو بسبب اقتدا
کے ترجیح دی ہی اور اگر امام کے اقتدا کی نیت کی اور یہ اُسکو خیال نہین کہ وہ زید ہی یا عمرو ہی یا اُسکو یہ گمان ہی کہ وہ
زید ہی اور وہ عمرو تھا تو اقتدا صحیح ہوجائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر مقتدی کو امام نظر آتا تھا اور اُسنے
کہا کہ مین اس امام کا اقتدا کرتا ہون اور وہ عبد اللہ ہی یا امام نظر نہ آتا تھا اور اُسنے کہا کہ مین اس امام کی اقتدا
نیت کرتا ہون جو محراب مین کھڑا ہی اور وہ عبد اللہ ہی اور امام جعفر تھا تو نماز جائز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر یہ نیت
کی کہ مین زید کا اقتدا کرتا ہون اور امام عمرو تھا تو جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور جب جماعت بڑی ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ کسی کو امام معین
نہ کرے اور اسی طرح جنازہ کی نماز مین میت کو معین نہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی نمازی چھ طرح کے ہوتے ہین ایک وہ کہ فرضون اور
سنتون کو جانتا ہی اور فرض کے معنی یہ جانتا ہی کہ اسکے کرنے کا ثواب کا مستحق ہوگا اور نہ کرنے مین عذاب کے
لائق ہوگا اور سنت کے معنی یہ جانتا ہی کہ اسکے کرنے مین ثواب کا مستحق ہوگا اور چھوڑنے مین عذاب نہ کیا جائیگا اُسنے
صرف فجر یا ظہر کی نیت کی تو کافی ہی اور ظہر کی نیت بجاے فرض کی نیت کے ہوجائیگی دوسرے وہ شخص کہ یہ سب
جانتا ہی اور نماز فرض کی ارادہ فرض کا کرکے نیت باندھی لیکن اتنی بات نہین جانتا کہ اسوقت مین کتنے فرض اور
سنت ہین تو اُسکی نیت جائز ہی تیسرے وہ شخص کہ فرض کی نیت کرے اور فرض کے معنی نہین جانتا اُسکی نیت
جائز نہین چوتھے وہ شخص کہ یہ جانتا ہی کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہین اسمین کچھ فرض اور کچھ سنتین ہین اور
اسطرح اور لوگ نماز پڑھتے ہین وہ بھی نماز پڑھتا ہی اور فرض و نفل مین تمیز نہین کرتا تو جائز نہین پانچوین
وہ شخص جسکا یہ اعتقاد ہی کہ سب نمازین فرض ہین تو اسکی نماز جائز ہی چھٹے وہ شخص کہ جسکو یہ معلوم نہین
کہ اللہ تعالے نے اپنے بندون پر نماز فرض کی ہی لیکن وہ نماز کے وقتون مین نماز پڑھتا ہی تو نماز ادا نہوگی یہ
قنیہ مین لکھا ہی جو شخص فرض و نفل مین فرق نہین جانتا اور ہر نماز مین فرض کی نیت کرلیتا ہی تو اُسکے پیچھے ان نمازون
مین اقتدا جائز ہی جنکے پہلے سنتین نہین جیسے عصر اور مغرب اور عشا اور اُن نمازون مین جائز نہین جنکے پہلے سنتین ہین
جیسے فجر اور ظہر یہ فتاوے قاضی خان اور شرح منیۃ مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی ہمارے فقہا کا اجماع
ہی کہ افضل یہ ہی کہ نیت نماز شروع کرنے کے ساتھ ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور نیت جو تکبیر سے پہلے
ہو اگر اسکے بعد کوئی ایسا عمل نہ پایا جاوے جو اُسکو قطع کردے اور وہ عمل وہ ہی جو نماز کے لائق نہین تو ایسی نیت بھی
مثل اسی نیت کے ہی جو تکبیر کے ساتھ ہوتی ہی یہ کافی مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر نیت کی پھر وضو کیا اور مسجد
کی طرف چلا پھر تکبیر کہی اور اُسوقت دل مین نیت حاضر نہین تھی تو جائز ہی کہ جو نیت تکبیر کے بعد ہو اُسکا کچھ اعتبار
نہین یہ تبیین مین لکھا ہی یہ بات مضمون مین داخل نہین ہوتی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر نماز خالص اللہ کے واسطے

شروع کی پھر اُسکے دل مین ریا کا دخل ہوا تو اسکی نماز اسی طرح ہوگی جسطرح شروع کی تھی اور ریا اسکو کہتے ہین کہ اکیلا ہو تو نماز نہ پڑھے اور لوگون کے سامنے ہو تو دکھانے کے لیے نماز پڑھتا ہو لیکن جو شخص لوگون کے سامنے اچھی طرح نماز پڑھتا ہو اور اکیلے مین اچھی طرح نہین پڑھتا اسکو اصل نماز کا ثواب مل جاتا ہو اچھی طرح پڑھنے کا نہین ملتا یہ مضمرات کے باب النوافل مین عتابیہ سے نقل کیا ہو کوئی شخص مسجد مین ظہر کی نماز پڑھنے گیا اور امام کو قعدہ مین پایا اور یہ نہین معلوم کہ پہلا قعدہ ہو یا اخیر قعدہ ہو اور اُسنے یون نیت کی کہ اگر پہلا قعدہ ہو تو مین اقتدا کرتا ہون اور جو اخیر ہو تو اقتدا نہین کرتا تو اُسکی اقتدا صحیح نہوگی اگر اُسنے یہ نیت کی کہ اگر پہلا قعدہ ہو مین نے فرض مین اقتدا کی اور اخیر قعدہ ہو تو نفل مین تو فرض مین اقتدا صحیح نہوگی یہ قنیہ مین لکھا ہو اگر امام کو نماز مین پایا اور یہ نہین جانتا کہ فرض پڑھتا ہو یا تراویح اور اُسنے یون کہا کہ اگر عشا ہو تو مین اقتدا کرتا ہون اور تراویح ہو تو نہین کرتا تو وہ اقتدا صحیح نہوگی خواہ عشا پڑھتا ہو یا تراویح اور اگر یون کہا کہ عشا ہو تو اقتدا کرتا ہون اور تراویح ہو تو اقتدا کرتا ہون پھر ظاہر ہوا کہ تراویح تھی یا عشا تو اقتدا صحیح ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔

چوتھا باب نماز کی صفت مین اس باب مین پانچ فصلین ہین پہلی فصل نماز کے فرضون مین وہ یہ ہین منجملہ انکے تحریمہ ہو اور وہ شرط ہو ہمارے نزدیک اگر کسی شخص نے فرض نماز کے واسطے تحریمہ باندھا تو اسکو اختیار ہو کہ اس سے نفل بھی ادا کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہو لیکن مکروہ ہو اسلیے کہ فرض سے نکلنے کا جو طریقہ مشروع تھا وہ اُسنے چھوڑ دیا۔ ایک فرض کے تحریمہ پر دوسرے فرض کو بنا کرنا بالاجماع جائز نہین اسی طرح نفل کے تحریمہ پر فرض کو بنا کرنا جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اگر تکبیر تحریمہ کے وقت اسپر نجاست تھی اور اس سے فارغ ہوتے ہی اُسنے اسکو پھینک دیا یا ستر کھلا ہوا تھا اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی تھوڑے سے عمل سے ڈھک لیا یا زوال کے ظاہر ہونے سے پہلے تکبیر کہی اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی زوال ظاہر ہو گیا یا تکبیر کہتے وقت قبلہ سے پھرا ہوا تھا اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی قبلہ کو متوجہ ہو گیا تو نماز جائز ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اگر نماز کو سبحان اللہ لا الہ الا اللہ سے شروع کیا تو صحیح ہو لیکن اولی یہ ہو کہ تکبیر سے شروع کرے یہ تبیین مین لکھا ہو نماز بغیر تکبیر کے شروع کرنے مین مشائخ کا اختلاف ہو بعضون نے کہا ہو کہ مکروہ ہو اور یہی اصح ہو یہ ذخیرہ اور محیط اور ظہیریہ مین لکھا ہو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اصل یہ ہو کہ اللہ کے نامون مین سے جو نام صرف تعظیم کے واسطے ہین اُنسے نماز شروع کرنا جائز ہو جیسے اللہ اور الٰہ اور سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ یہ تبیین مین لکھا ہو اور اسی طرح الحمد للہ اور لا الٰہ غیرہ اور تبارک اللہ یہ محیط مین لکھا ہو اور اسی طرح اگر اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن اکبر کہا تو امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہو لیکن اگر اول اجل اور اعظم اور اکبر کہا اور اللہ کا نام ان صفات کے ساتھ نہ ملایا تو بالاجماع نماز شروع نہوگی یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہو اور اگر اللّٰہم کہا تو فقہا کے نزدیک نماز شروع ہوجاویگی یہ خلاصہ اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اور یہی اصح ہو یہ دونو محیطون مین لکھا ہو اور اگر نام کا ذکر کیا صفت کا ذکر نہ کیا مثلاً اللہ یا رحمن یا رب کہا اور اسپر اور کچھ نہ بڑھایا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نماز شروع ہوجاویگی یہ تبیین مین لکھا ہو اور یہی صحیح ہو پھر روایتون اور فقہا کا اختلاف ہو کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک انھین نامون کے ساتھ نماز شروع ہوتی ہو جو اللہ سے مختص ہین یا مختص اور مشترک دونون سے شروع ہوتی ہو جیسے رحیم اور کریم اور اظہر اور اصح یہ ہو کہ اللہ کے ہر اسم سے شروع ہوجاتی ہو

یہ کرخی نے ذکر کیا ہی اور مرغینانی کا یہی فتوی ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور اگر اللہم اغفرلی سے نماز شروع کی تو صحیح نہوگی اسلیے کہ اسمین خالص تعظیم نہین بلکہ بندہ کی حاجت بھی ملی ہوئی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر استغفر اللہ یا اعوذ باللہ یا انا للہ یا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یا ما شاء اللہ کان کہا تو نماز شروع نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر تعجب مین اللہ اکبر کہا اور اس سے تعظیم کا ارادہ نہ کیا یا موذن کے جواب کا ارادہ کیا تو جائز نہین اگرچہ نماز کی نیت کی ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو نماز شروع نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر آللہ اکبر الف استفہام کے ساتھ کہا تو بالاتفاق نماز شروع نہوگی یہ تاتارخانیہ مین صیرفیہ سے نقل کیا ہی اگر اللہ اکبر کاف فارسی سے کہا تو نماز شروع ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی اور نماز اُسی وقت شروع ہوگی کہ جب تکبیر کھڑے ہوکر کہے یا ایسی حالت مین کہے کہ بہ نسبت رکوع کے قیام سے قریب ہو یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر بیٹھ کر تکبیر کہی اور پھر کھڑا ہوا تو نماز شروع نہوگی نفل کی نماز قیام کی قدرت پر بھی بیٹھ کر شروع کرنا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک امام کے تحریمہ کے ساتھ تحریمہ باندھے اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک امام کے تحریمہ کے بعد تحریمہ باندھے اور فتوے انھین دونون کے قول کے اوپر ہی یہ معدن مین لکھا ہی بعض فقہا نے کہا ہی کہ جائز ہوجانے مین خلاف نہین اور یہی صحیح ہی بلکہ خلاف اس بات مین ہی کہ اولی کونسی صورت ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک امام کے تحریمہ کے ساتھ مقتدی کا تحریمہ اسطرح ہونا چاہیے جیسے انگلی کی حرکت کے ساتھ انگوٹھے کی حرکت ہوتی ہی اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جو امام کے تحریمہ کے بعد مقتدی کا تحریمہ ہی اسمین ایسی بعدیت مراد ہی کہ امام کے اللہ اکبر کے رے سے اپنے اللہ کے ہمزہ کو ملا دے یہ مصفی کے باب الخفیہ مین لکھا ہی۔ اگر مقتدی نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کا لفظ تو امام کے اللہ کہنے کے ساتھ مین واقع ہوا اور اکبر کا لفظ امام کے اکبر کہنے سے پہلے کہہ چکا تھا تو فقیہ ابوجعفر نے کہا کہ اصح یہ ہی کہ فقہا کے نزدیک نماز شروع نہوگی اور اسی طرح اگر امام کو رکوع مین پایا اور اللہ کا لفظ اُسنے قیام مین کہا اور اکبر کا لفظ رکوع مین جاکر کہا تو نماز شروع نہوگی اور فقہا کا اجماع ہی کہ اگر مقتدی اللہ کے لفظ سے امام سے پہلے فارغ ہوگیا تو اظہر روایات کے بموجب اُسکی نماز شروع نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر امام سے پہلے تکبیر کہہ لی تو صحیح یہ ہی کہ اگر امام کی اقتدا کی نیت کی ہی تو نماز شروع نہوگی اور اگر اقتدا کی نیت نہین کی تو اُسکی جدا نماز شروع ہوجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ تکبیر اولے کی فضیلت ملنے کے وقت مین اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ جسکو پہلی رکعت ملی اُسکو تکبیر شروع کی فضیلت مل گئی یہ مضمرات کے باب ابی یوسف مین لکھا ہی اگر امام کو رکوع مین پایا اور اُسنے کھڑے ہوکر تکبیر کہی مگر رکوع کی تکبیر کا ارادہ کیا تو نماز اُسکی جائز ہوگی اور نیت لغو ہوجاویگی اگر فارسی مین تکبیر کہی تو نماز جائز ہوجاویگی یہ متون مین لکھا ہی خواہ عربی مین کہہ سکتا ہو یا نہ کہہ سکتا ہو لیکن اگر عربی مین اچھی طرح کہہ سکتا ہو تو مکروہ ہی اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق اگر عربی مین اچھی طرح کہہ سکتا ہی تو جائز نہین یہ مجتبا مین لکھا ہی نماز کے سارے ذکرون مین جیسے تشہد اور قنوت اور دعا اور رکوع اور سجود کی تسبیح مین بھی خلاف جاری ہی اور جو حکم فارسی کا ہی وہی اُن سب زبانون کا ہی جو عربی نہین جیسے ترکی اور زنگی اور حبشی اور نبطی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور مبسوط مین ہی کہ گونگا اور ایسا بے پڑھا کہ اچھی طرح کچھ پڑھ نہین سکتا اُسکی نماز صرف نیت سے شروع ہوجاتی ہی

زبان کا ہلانا واجب نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ انکے قیام ہی اور وہ فرضون کی نماز اور وتر مین فرض ہی
یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہی اور تھوڑے سے ٹھہرنے سے جسکو قیام کہ سکتے ہین ادا ہو جاتا ہی
یہ کافی کی فصل قرات کے آخر مین لکھا ہی اور صورت قیام کی یہ ہی کہ اگر اپنے ہاتھ لٹکا دے تو گھٹنون تک نہ پہونچین بغیر
عذر ایک پانون پر کھڑا ہونا مکروہ ہی اور نماز جائز ہو جاتی ہی اور اگر عذر ہو تو مکروہ نہین یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج
الوہاج مین لکھا ہی اور منجملہ انکے قرات ہی امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ایک آیت کے پڑھنے سے اگرچہ چھوٹی
ہو قرات کا فرض ادا ہو جاتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور خلاصہ مین ہی کہ یہی اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی لیکن
جو شخص صرف اسی قدر پر اکتفا کرے وہ گنہگار ہوگا یہ وقایہ مین لکھا ہی پھر انکے نزدیک اگر وہ چھوٹی آیت پڑھی
جسمین بہت سے کلمے یا دو کلمے ہون جیسے ثم قتل کیف قدر اور ثم نظر تو نماز جائز ہی اسمین مشائخ کا اختلاف نہین
اور اگر ایسی آیت پڑھی جسمین ایک کلمہ ہی جیسے مدہامتان یا ایسی آیت پڑھی جو ایک ہی حرف ہی جیسے ص - ن - ق -
تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی یہ مصفی مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ نماز جائز نہوگی یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف
ہی اور یہی ظہیریہ اور سراج الوہاج اور فتح القدیر مین لکھا ہی - اگر بڑی آیت دو رکعتون مین پڑھی جیسے آیۃ الکرسی یا آیۃ
المداینۃ تھوڑی سی ایک رکعت مین پڑھی تھوڑی سی دوسری رکعت مین تو عامہ فقہا کا یہ قول ہی کہ جائز ہی یہ محیط مین لکھا
ہی اور یہی اصح ہی یہ کافی اور منیۃ المصلی مین لکھا ہی - قرات مین تصحیح حروف کی ضرور ہی اگر حروف زبان سے صحیح کہے اور خود
انکو نہ سنا تو جائز نہین یہی اختیار کیا ہی عامہ مشائخ نے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ نقایہ
مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی ذبح مین بسم اللہ پڑھنے کا اور قسم مین استثنا کا اور طلاق اور عتاق اور ایلا اور بیع کا - محل قرات
فرض دو رکعتین مین یہ محیط مین لکھا ہی خواہ دو رکعتون کا فرض ہو یا تین کا یا چار کا خواہ پہلی دو رکعتین ہون خواہ آخر کی دو
رکعتین خواہ پہلے دوگانہ مین کی ایک رکعت ہو اور آخر کے دوگانہ مین کی ایک رکعت ہو یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو
شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی - اگر ایک رکعت مین بھی قرات نہ کی یا صرف ایک رکعت مین قرات کی تو نماز فاسد ہوگی
یہ بھی شرح نقایہ مین لکھا ہی وتر اور نفل کی سب رکعتون مین قرات فرض ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر فارسی کی عبارت مین
قرات کی تو اصح یہ ہی کہ جائز نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی فارسی مین قرات امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک
بغیر عذر کے جائز نہین ہی اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے
نزدیک فارسی یا اور کسی زبان مین قرات جائز ہی اور یہی صحیح ہی اور روایت ہی کہ انھون نے صاحبین کے قول کی
طرف رجوع کیا ہی اور اسی پر اعتماد ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اسرار مین ہی کہ یہی اختیار کیا گیا ہی اور تحقیق مین ہی کہ
عامہ مشائخین کا یہی مختار ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی اور یہی
اصح ہی یہ مجمع البحرین مین لکھا ہی اور منجملہ انکے رکوع ہی اور مقدار واجب رکوع مین اسقدر ہی کہ اسکو رکوع کہ سکین
بعد اسکے کہ اسکی حد کو پہونچ جاوے اور حد رکوع کی یہ ہی کہ اگر اپنے ہاتھ بڑھا وے تو گھٹنون تک پہونچتے ہون سراج الوہاج
مین لکھا ہی اگر رکوع نہ کیا اور قیام سے سجدہ مین چلا گیا اور سنت کے خلاف اونٹ کی طرح گر پڑا تو ایسا
جھکنا بجاے رکوع کے کافی ہی - اگر کسی کبڑے کی پیٹھ رکوع کی حد تک جھکی ہوئی ہو تو رکوع کے لیے اپنے
سر سے اشارہ کرے یہ خلاصہ اور تجنیس مین لکھا ہی وقت رکوع کا قرات سے فارغ ہونے کے بعد ہی یہی اصح ہی یہ محیط مین

لکھا ہے اور منجملہ انکے سجدہ ہے دوسرا سجدہ بھی مثل پہلے سجدہ کے باجماع امت فرض ہے یہ زاہدی میں لکھا ہے
اور سنت کا پورا طریقہ یہ ہے کہ پیشانی اور ناک دونوں سجدہ میں لگاوے اور اگر صرف ایک لگاوے تو اگر عذر ہے
تو مکروہ نہیں اور بغیر عذر ہے تو اگر پیشانی لگائی اور ناک نہ لگائی تو بالاجماع جائز ہے اور مکروہ ہے اور اگر ناک
لگائی اور پیشانی نہ لگائی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف کے نزدیک
جائز نہیں اور اسی پر فتوی ہے اور اگر صرف رخسارہ یا ٹھوڑی لگائی تو جائز نہیں نہ حالت عذر میں نہ بغیر عذر اور
اگر پیشانی اور ناک میں عذر ہو تو اشارہ کرے سجدہ نہ کرے یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے صرف ناک پر اکتفا اسوقت
جائز ہے جب اسقدر ناک لگا دے جتنا کہ وہ سخت ہے اور اگر صرف وہ جگہ لگائی جو نرم ہے اور وہ ناک کا سرا ہے
تو جائز نہیں یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور اگر گھاس پر یا بھس یا روئی پر یا بچھونے پر یا برف پر سجدہ کیا تو
اگر پیشانی اور ناک اسکی ٹھہری اور سختی اسکی معلوم ہوئی تو جائز ہے اور نہ ٹھہری تو جائز نہیں اور اگر گاڑی پر سجدہ
کیا تو اگر وہ بیل کے اوپر ہے تو جائز نہیں اور زمین پر ہے تو جائز ہے جیسے تخت پر جائز ہے اور اگر عـزال پر جیسے
سواری میں کا ز... لٹکتے ہیں سجدہ کیا تو جائز ہے جیسے تخت پر جائز ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر گیہوں یا جو پر سجدہ
کیا تو جائز ہے اور اگر کنگنی یا جوار یا چینا یا چاولوں پر سجدہ کیا تو جائز نہیں اور اگر یہ اناج یا دھنکی ہوئی روئی
تھیلوں میں ہو تو جائز ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اگر کسی آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو اگر وہ بھی نماز میں ہے
تو جائز ہے اور اگر وہ نماز میں نہیں یا نماز میں ہے اور اسکے ساتھ جماعت میں نہیں تو جائز نہیں اگر اپنی ران پر
بلا عذر سجدہ کیا تو مختار یہی ہے کہ جائز نہیں اور اگر عذر سے کیا تو مختار یہ ہے کہ جائز ہے اگر اپنے دونوں گھٹنوں پر سجدہ
کیا تو عذر میں اور بغیر عذر دونوں صورتوں میں جائز نہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر زمین پر ہتھیلی رکھ کر اسپر
سجدہ کیا تو بموجب اصح قول کے جائز ہے یہ تبیین میں لکھا ہے اگر مردہ کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور اسپر نمدہ
پڑا ہوا ہے تو اگر مردہ کی سختی محسوس ہوتی ہے تو جائز نہیں اور نہیں معلوم ہوتی تو جائز ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے
اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے ایک یا دو کچی اینٹوں کے برابر بلند ہو تو جائز ہے اور اگر اس سے
زیادہ بلند ہو تو جائز نہیں یہ زاہدی میں لکھا ہے اینٹ کی حد چوتھائی ذراع ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے
تجنیس میں ہے کہ اگر سجدہ کی جگہ پر بہت سے کانٹے یا شیشے کے ٹکڑے ہوں اور وہاں سے سر اٹھا کر دوسری جگہ
رکھ دے تو جائز ہے اور یہ دوسرا سجدہ نہ ہوگا بلکہ کل ایک ہی سجدہ ہوگا یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اگر ہاتھوں
اور گھٹنوں کو نہ رکھے تو بالاجماع نماز جائز ہوگی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اگر سجدہ کیا اور دونوں پاؤں زمین
پر نہ رکھے تو جائز نہیں اور اگر ایک پاؤں رکھا تو بغیر عذر ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہے یہ شرح منیۃ المصلی
میں لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے پاؤں کا رکھنا انگلیوں کے رکھنے سے ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی انگلی ہو اگر
پاؤں کی پیٹھ رکھی اور انگلیاں نہ رکھیں بسبب تنگی جگہ کے تو اگر ایک پاؤں رکھ لیا ہے تو نماز جائز ہے جیسے
کھڑا ہونے والا ایک پاؤں پر نماز پڑھے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر سوتے میں سجدہ کیا تو سجدہ کا اعادہ
کرے اور رکوع یا سجدہ کے اندر سو گیا تو کسی کا اعادہ نہ کرے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر کسی بچہ کی گود میں
پیشانی رکھی تو اگر سختی اسکی پیشانی زمین پر ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں یہ تجنیس میں لکھا ہے اور یہی محیط میں لکھا ہے

اور منجملہ انکے قعدہ اخیرہ ہی بقدر تشہد یہ تبیین مین لکھا ہی۔ تشہد التحیات للہ سے عبدہ ورسولہ تک ہی یہی صحیح ہی یہانتک کہ اگر مقتدی امام کے فارغ ہونے سے پہلے فارغ ہوگیا اور کلام کیا تو نماز اسکی پوری ہوگئی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی قعدہ اخیر فرض اور نفل دونون نمازون مین فرض ہی اگر دو رکعتین پڑھین اور انکے آخر مین نہ بیٹھا اور اٹھ کھڑا ہوا اور چلا تو نماز فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اپنے اختیار سے نماز سے باہر نکلنا فرض نہین ہی یہی صحیح ہی یہ تبیین اور عینی شرح کنز اور اکثر کتابون مین لکھا ہی دوسری فصل نماز کے واجبون مین فرض قرأت کے ادا کرنے کے لیے پہلی دو رکعتون کا معین کرنا فرض نماز مین خواہ تین رکعت کی نماز ہو خواہ چار کی واجب ہی یہان تک کہ اگر چار رکعت والی نماز کے اخیر مین دو رکعتون مین قرأت پڑھی اول کی دو رکعتون مین نہ پڑھی یا پہلے دوگانہ مین سے ایک رکعت مین اور دوسرے دوگانہ مین سے ایک رکعت مین بھول کر قرأت پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور الحمد کا پڑھنا اور سورۃ یا اسکے قائم مقام چھوٹی تین آیتین یا بڑی ایک آیت پہلی دو رکعتون مین الحمد کے بعد پڑھنا واجب ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور نفل اور وتر کی سب رکعتون مین واجب ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور الحمد کو سورۃ سے اول پڑھنا واجب ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اگر پہلی یا دوسری رکعت مین الحمد بھول گیا اور سورۃ پڑھ لی پھر اسکو یاد آگیا تو پھر الحمد پڑھے اور سورۃ پڑھے یہی ہی ظاہر روایت یہ محیط مین لکھا ہی جس شخص نے عشا کی پہلی دو رکعتون مین سورۃ پڑھی اور الحمد نہ پڑھی تو اخیر کی دو رکعتون مین اسکا اعادہ نہ کرے اگر الحمد پڑھی اور اسپر زیادتی نہ کی تو اخیر کی دو رکعتون مین الحمد اور سورۃ پڑھے اور دونون کا جہر کرے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر پہلے دوگانہ مین کچھ نہ پڑھا تو دوسرے دوگانہ مین الحمد اور سورۃ پڑھ لے اور دونون کا جہر کرے اور سجدہ سہو کرلے یہ فتاوی قاضی خان کی فصل سجدہ سہو مین لکھا ہی واجب ہی کہ پہلی دو رکعتون مین الحمد ایک ہی بار پڑھے اس سے زیادہ نہ پڑھے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو فعل کہ ہر رکعت مین مکرر ہوتا ہی جیسے سجدہ یا تمام نماز مین مکرر ہوتا ہی جیسے کہ عدد رکعتون کے انمین ترتیب واجب ہی فرض نہین یہانتک کہ اگر پہلی رکعت مین سے ایک سجدہ بھول گیا اور اسکو آخر رکعت مین قضا کیا تو جائز ہی مسبوق جو امام کے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھتا ہی وہ ہمارے نزدیک اسکی پہلی رکعت ہی اگر ترتیب فرض ہوتی تو اسکی نماز ہوتی لیکن جو افعال ہر رکعت مین مکرر نہین جیسے کہ قیام اور رکوع یا تمام نماز مین مکرر نہین جیسے کہ قعدہ اخیرہ انمین ترتیب فرض ہی یہانتک کہ اگر قیام سے پہلے رکوع کرلیا یا رکوع سے پہلے سجدہ کرلیا تو جائز نہین اور اسی طرح اگر قعدہ مین بقدر تشہد بیٹھا پھر اسکو یاد آیا کہ ایک سجدہ یا اور کوئی رکن مثل اسکے رہگیا ہی تو قعدہ باطل ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی فقہا کا اجماع ہی کہ رکوع کے قومہ مین امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اعتدال واجب نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اسی طرح طمانیت جلسہ مین واجب نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور اعتدال رکوع مین اور سجدہ مین اور ہر فعل مین جو بنفسہ اصل رکن ہی کرخی نے ذکر کیا ہی کہ صاحبین کے قول کے بموجب واجب ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی۔ تعدیل ارکان اعضا کے ایسے سکون کو کہتے ہین کہ سب جوڑ انکے کم سے کم بقدر ایک تسبیح کے ٹھہر جادین یہ عینی شرح کنز اور نہر الفائق مین لکھا ہی پہلا قعدہ بقدر تشہد کے جسوقت چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز مین دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاوے واجب ہی یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی دونون قعدون مین تشہد واجب ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور تشہد یون پڑھے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین

اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ یہ زاہدی مین لکھا ہی یہ تشہد عبد اللہ بن مسعود کا ہی اور اسی کو
اختیار کرنا تشہد ابن عباس سے اولی ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور ضرور ہی کہ تشہد کے لفظون کے معنی کا اپنی طرف سے
ارادہ کرے گویا کہ وہ اللہ پر تحیہ بھیجتا ہی اور نبی پر اور اپنے نفس پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیجتا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی
سلام کا لفظ واجب ہی یہ کنز مین لکھا ہی وترمین قنوت پڑھنا اور عیدین کی تکبیرین واجب ہین یہی صحیح ہی انکے چھوڑنے
سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہی اور جہر کے مقام پر جہر اور اخفا کے مقام پر اخفا واجب ہوتا ہی فجر اور مغرب اور عشا
کی پہلی دو رکعتون مین اگر امام ہی تو جہر کرے اور اخیر کی رکعتون مین اخفا کرے یہ زاہدی مین لکھا ہی ظہر اور عصر مین
امام اخفا کرے اگرچہ عرفہ مین ہو جمعہ اور عیدین مین جہر کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اسی طرح تراویح اور وتر مین
اگر امام ہو تو جہر کرے اور اگر علیحدہ نماز پڑھتا ہی تو اگر نماز آہستہ پڑھنے کی ہی تو واجب ہی کہ آہستہ پڑھے
اور یہی صحیح ہی اور اگر نماز جہر کی ہی تو اسکو اختیار ہی اور جہر افضل ہی لیکن امام کی طرح بہت جہر نہ کرے اسلیے
کہ یہ دوسرے کو نہین سناتا یہ تبیین مین لکھا ہی امام چلانے مین بہت کوشش نہ کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی
اگر امام حاجت سے زیادہ جہر کریگا تو گنہگار ہوگا اسلیے کہ امام لوگون کے سنانے کے لیے جہر کرتا ہی تاکہ وہ اسکی
قرات مین فکر کرین اور انکو حضور قلب ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جو ذکر نماز کے لیے واجب ہوا ہی اسمین جہر
کرے جیسے نماز کے شروع کی تکبیر اور جو فرض نہین ہی بلکہ علامت کے واسطے مقرر ہی اسمین بھی جہر کرے جیسے
تکبیرات انتقال جھکتے اور اٹھتے وقت یہ حکم امام کے واسطے ہی اور اکیلا نماز پڑھنے والا اور مقتدی انمین جہر نہ کرین
اور اگر ذکر بعض نماز سے مختص ہی جیسے عیدین کی تکبیرین اسمین بھی جہر کرے عراقیون کے مذہب کے بموجب
قنوت مین بھی جہر کرے اور صاحب ہدایہ نے قنوت مین اخفا اختیار کیا ہی اور اسکے سوا جو کچھ پڑھا جاتا ہی جیسے تشہد
اور آمین اور تسبیحین انمین جہر نہ کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر رات کی نمازون مین سے کوئی نماز بھول کر چھوڑ دی
اور اسکو دن مین جماعت سے قضا کیا اور امام نے جہر نہ کیا تو اسپر سجدہ سہو لازم ہوگا اور اگر دن کی نماز رات مین
جماعت سے قضا کرے تو امام کو چاہیے اخفا کرے جہر نہ کرے اور اگر بھول کر جہر کیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا یہ فتاوی
قاضی خان مین سجود سہو کے بیان مین لکھا ہی تنہا شخص اگر جہر کی نماز کو قضا کرے تو اسکے جہر مین مشائخ کا اختلاف ہی
اصح یہ ہی کہ جہر افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی کافی مین ہی اور شمس الائمہ اور فخر الاسلام اور بہت سے متاخرین نے
اسی کو اختیار کیا ہی قاضی خان نے کہا ہی کہ یہی صحیح ہی اور ذخیرہ مین ہی کہ یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور خلاصہ مین اصل
سے نقل کیا ہی کہ کوئی شخص تنہا نماز پڑھتا تھا اور دوسرے شخص نے آکر اسوقت اقتدا کی کہ جب وہ پوری الحمد یا تھوڑی
الحمد پڑھ چکا تھا تو اب جہر کے ساتھ دوبارہ الحمد شروع کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی دن کی نفلون مین یقینًا اخفا کرے
رات کی نفلون مین اختیار ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی جہر اور اخفا کی حد مین اختلاف ہی ابو جعفر اور ابو بکر محمد بن الفضل نے کہا ہی
کہ کم سے کم جہر یہ ہی کہ دوسرے کو سنا دے اور کم سے کم اخفا یہ ہی کہ اپنے آپ کو سنا دے اسی پر اعتماد کیا جاتا ہی یہ محیط مین
لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ وقایہ اور نقایہ مین لکھا ہی اور اسی کو عامہ مشائخ نے اختیار کیا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور اگر ایسا پڑھے کہ
اسکے ہونٹھون سے اسطرح نکلے کہ اگر کوئی دوسرا شخص اسکے منھ کے قریب کان لیجاوے تو اسکے کان مین آواز ہو سمجھے
اور جو پڑھتا ہی اسکو نہ سمجھے یہ صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی تیسری فصل نماز کی سنتون اور اسکے آداب اور کیفیت کے بیان مین

نماز مین سنتین یہ ہین تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانا اور اُنگلیان کھولنا اور تکبیر مین امام کو جہر کرنا اور سبحانک اللھم
اور اعوذ اور بسم اللہ اور آمین آہستہ پڑھنا اور ناف کے نیچے داہنا ہاتھ بائین ہاتھ کے اوپر رکھنا اور رکوع
کی تکبیر اور رکوع کی تسبیح تین بار کہنا اور رکوع مین دونون گھٹنے ہاتھون سے پکڑنا اور انگلیان کھولنا اور سجدہ کی اور
سجدہ سے اُٹھنے کی تکبیر کہنا اور سجدہ سے اُٹھنا اور سجدہ مین تین بار تسبیح کہنا اور سجدہ مین دونون ہاتھ اور
دونون گھٹنے رکھنا اور بایان پانون بچھانا اور دایان کھڑا کرنا اور قومہ اور جلسہ یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور
اسی طرح طمانیت قومہ اور جلسہ مین بقدر تسبیح کے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی
اور درود اور دعا آداب نماز کے یہ ہین قیام مین سجدہ کی جگہ پر اور رکوع مین دونون پانون کی پیٹھ پر اور سجدہ
مین ناک کے سرے پر اور قعود مین اپنی گود پر اور پہلے سلام مین اپنے داہنے شانہ پر اور دوسرے
سلام مین بائین شانہ پر نظر رکھنا اور جمائی کے وقت منھ بند رکھنا اور تکبیر تحریمہ کے وقت دونون ہاتھ آستینون کے
باہر نکال لینا اور جہان تک ہوسکے کھانسی کو دفع کرنا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی کیفیت نماز کی یہ ہی جب نماز مین
داخل ہونے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہے اور دونون ہاتھ کانون تک اسطرح اُٹھاوے کہ دونون انگوٹھے
دونون کانون کی لَوون کے مقابل ہون اور انگلیون کے سرے کانون کے کنارون کے مقابل ہون یہ
تبیین مین لکھا ہی اور تکبیر کے وقت سر نہ جھکاوے فقیہ ابوجعفر نے کہا ہی کہ دونون ہاتھ اسطرح اُٹھاوے کہ ہتیلیان
قبلہ کی طرف ہون اور انگلیان جدا جدا ہون اور جب وہ اسقدر اُٹھ جاوین کہ انگوٹھے کانون کی لَوون کے
مقابل ہوجاوین اُسوقت تکبیر کہے شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہی کہ عامۂ مشائخ کا یہی قول ہی یہ محیط مین لکھا ہی
اور ہاتھ تکبیر کے پہلے اُٹھاوے یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اسی طرح قنوت اور عیدین کی تکبیرون مین
ہاتھ اُٹھاوے اور اُنکے سوا اور کسی تکبیر مین ہاتھ نہ اُٹھاوے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور اگر اُٹھائے
تو ہمارے نزدیک صحیح قول کے موافق نماز فاسد نہین ہوتی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور عورت اپنے
شانون تک ہاتھ اُٹھاوے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ اور تبیین مین لکھا ہی اور جسوقت ہاتھ اُٹھاوے تو انگلیون کو نہ
بالکل بند کرے نہ بالکل کھول دے بلکہ معمولی طور پر بند ہونے اور کھلنے کے درمیان مین رکھے یہ نہایہ مین
لکھا ہی اور یہی معتمد ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر ہاتھ نہ اُٹھائے اور تکبیر کہ چکا تو پھر نہ اُٹھاوے اور اگر تکبیر کہنے
کے درمیان مین یاد آجاوے تو اُٹھالے اور اگر مقام مسنون تک نہین اُٹھا سکتا تو جہانتک ممکن ہو وہان تک
اُٹھالے اگر ایک اُٹھا سکتا ہی اور ایک نہین اُٹھا سکتا تو ایک ہی اُٹھالے اور اگر کسی شخص کے ہاتھ طریقہ مسنون
سے اوپر ہی اُٹھتے ہین اور بغیر اسکے وہ ہاتھ نہین اُٹھا سکتا وہ اسی قدر اُٹھالے یہ تبیین مین لکھا ہی مبسوط
مین ہی کہ اگر اللہ کے الف کو مد کرے تو اس سے نماز شروع نہین ہوتی اور اگر قصداً مد کریگا تو کفر کا خوف ہی اسیطرح
اگر اکبر کے الف کو یا اُسکی بے کو مد کرے تو نماز شروع نہوگی اور اگر اللہ کی ہے کو مد کیا تو از روے لغت
کے خطا ہی اور یہی حکم ہی رے کی مد کا اللہ کے لام کا مد صحیح ہی اور ہے کی جزم خطا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر اللہ
اکبر مین اللہ یا اکبر کے ہمزہ کو مد کرے تو بسبب معنی شک کے نماز فاسد ہوگی اور اگر بے اور رے کے درمیان
مین ایک الف شامل کردے تو بعضون نے کہا ہی نماز فاسد ہوگی اور بعضون نے کہا ہی فاسد نہوگی

یہ نہایہ میں لکھا ہی اور تکبیر سے فارغ ہوتے ہی ناف کے نیچے داہنا ہاتھ اپنا بائین ہاتھ کے اوپر رکھے یہ محیط مین امام خواہرزادہ سے نقل کیا ہی اور یہی نہایہ مین لکھا ہی اور عورت اپنے ہاتھ چھاتی پر باندھے یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی جس قیام مین ذکر مسنون ہی اسمین ہاتھ باندھنا سنت ہی جیسے سبحانک اللھم اور قنوت اور جنازہ کی نماز اور جس قیام مین ذکر سنت نہین ہی جیسے عیدین کی تکبیرین وہان ہاتھ چھوڑنا سنت ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور شمس الائمہ سرخسی اور صدر الکبیر برہان الائمہ اور صدر الشہید حسام الدین اسی پر فتوے دیتے تھے یہ محیط مین لکھا ہی اور رکوع کے قومہ مین بالاتفاق ہاتھ چھوڑے اسلیے کہ ذکر سنت واسطے انتقال کے ہی نہ واسطے قومہ کے یہ شرح نقایہ مین ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی ہمارے اکثر مشائخ نے مستحب کہا ہی کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور پکڑنے کو جمع کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور مصفی مین ہی کہ یہی صحیح ہی یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین لکھا ہی اور طریقہ اسکا یہ ہی کہ داہنی ہتھیلی بائین ہاتھ کی پشت پر رکھے اور چھنگلیا اور انگوٹھے سے پہونچے کو پکڑ لے اور باقی انگلیان کلائی پر چھوڑ دے دونون پاؤن کے درمیان مین قیام کی حالت مین چار انگشت کا فرق چاہیے یہ خلاصہ مین لکھا ہی پھر پڑھے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک یہ ہدایہ مین لکھا ہی امام ہو یا مقتدی ہو یا تنہا نماز پڑھتا ہو سب کو یہی حکم ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جل ثناءک نہ اصل مین مذکور ہی نہ نوادر مین یہ محیط مین لکھا ہی

پس اسکو افضل مین گنکے نہ پڑھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین تحریمہ کے بعد نہ پڑھے اور نہ ثنا کے بعد پڑھے یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی اور اولی یہ ہی کہ تکبیر سے پہلے بھی اس سے نیت ملانے کے لیے نہ پڑھے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی پھر تعوذ پڑھے اور وہ یہ ہی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور سنت اسمین آہستہ پڑھنا ہی یہی مذہب ہی ہمارے علما کا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی تعوذ تابع قرات کا ہی ثنا کا تابع نہین امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اسلیے مسبوق جب اپنی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تو تعوذ پڑھے مقتدی نہ پڑھے اور عید کی تکبیرون کے بعد تعوذ پڑھے یہ ہدایہ مین اور اکثر متون مین لکھا ہی اور تعوذ نماز کے شروع کرتے وقت ہی پھر نہین پس اگر نماز شروع کر دی اور تعوذ کو بھول گیا یہان تک کہ الحمد پڑھ لی پھر اسکے بعد تعوذ نہ پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی تعوذ کے بعد آہستہ بسم اللہ پڑھے اور بسم اللہ قرآن کی ایک آیت ہی سورتون مین فصل کے واسطے اتری ہی یہ ظہیریہ مین مکروہات صلوۃ کے بیان مین لکھا ہی صرف بسم اللہ سے فرض قرات ادا نہین ہوتا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی بسم اللہ ہر رکعت کے اول مین پڑھے یہ امام ابو یوسف کا قول ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور حجہ مین ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی فاتحہ اور سورہ کے درمیان مین بسم اللہ نہ پڑھے یہ وقایہ اور نقایہ مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ بدائع اور جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی بسم اللہ الحمد کے بعد پڑھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جب الحمد سے فارغ ہو تو آمین کہے اور سنت آمین آہستہ کہنا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور تنہا نماز پڑھنے والا اور امام آمین برابر ہین اور مقتدی بھی اگر قرات سنتا ہو تو آمین کہے

یہ زاہدی مین لکھا ہی اور آمین مین دونون لغت ہین مد بھی اور قصر بھی اور اسکے معنی ہین قبول کر اور تشدید آمین کھلی ہوئی خطا ہی آمین اگر مد اور تشدید سے کہا تو نماز فاسد نہوگی اور اسی پر فتوی ہی اسلیے کہ وہ قرآن مین موجود ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر مقتدی امام سے آہستہ قرآت پڑھنے کی نماز مین جیسے ظہر اور عصر کی نماز مین ولا الضالین سن لے تو بعض مشائخ نے کہا ہی کہ آمین نہ کہے اور فقیہ ابوجعفر ہندوانی نے کہا ہی کہ آمین کہے یہ محیط مین لکھا ہی جمعہ اور عیدین کی نماز مین اگر مقتدی دوسرے مقتدیون کی آمین سن لے تو امام ظہیر الدین نے کہا ہی کہ آمین کہے یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے نقل کیا ہی - پھر الحمد کے ساتھ سورۃ یا تین آیتین ملا دے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اور بڑی آیت بھی تین آیت کے قائم مقام ہوجاتی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی جب قرات سے فارغ ہوجاوے تب رکوع کرے اور کھڑا ہوا ہو یہی صحیح مذہب ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جامع صغیر مین ہی کہ جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی طحاوی نے کہا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی ابتدا تکبیر کی جھکنے کے ساتھ ہو اور فراغت اُسوقت ہو جب پورا رکوع مین چلا جاوے یہ محیط مین لکھا ہی امام رکوع وغیرہ کی تکبیرون مین جہر کرے یہی ظاہر روایت ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اللہ اکبر کی رے کو جزم کرے یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اپنے ہاتھون سے دونون گھٹنون پر سہارا دے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور انگلیان کھول لے انگلیون کا کھولنا سوا اُسوقت کے اور انگلیون کا بند کرنا سوا حالت سجدہ کے اور کسی وقت مین مستحب نہین ہی اور ان دونون وقتون کے سوا اور سب وقتون مین انگلیون کو اپنی حالت پر رکھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور پیٹھ کو اس طرح بچھا دے کہ اگر پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھدین تو ٹھہر جاوے اور سر کو نہ جھکا وے نہ اُٹھا وے یعنی سر اُسکا سرین کی سیدھ مین ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور مکروہ ہی کہ اپنے گھٹنون کو کمان کی طرح جھکا دے عورت رکوع مین تھوڑا جھکے اور اپنے ہاتھون پر سہارا نہ دے اور انگلیون کو نہ کھولے بلکہ بند رکھے اور گھٹنون پر رکھے اور اپنے گھٹنون کو جھکائے رکھے اور بازو جسم سے علیحدہ نہ کرے یہ زاہدی مین لکھا ہی رکوع مین سبحان ربی العظیم تین بار پڑھے اور یہ کم سے کم ہی اگر تسبیح بالکل نہ پڑھے یا ایک بار پڑھے تو جائز ہی مگر مکروہ ہی جب رکوع طمانینت سے ہو لے تب سر اٹھا وے اگر طمانینت نہوئی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز ہوجاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی پھر اگر امام ہی تو بالاجماع یہ قول ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ پڑھے اور اگر مقتدی ہی تو بلاخلاف یہ قول ہی کہ ربنا لک الحمد پڑھے اور سمع اللہ نہ پڑھے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہی تو اصح یہ ہی کہ دونون کو پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی پر اعتماد ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اس روایت کے بموجب جسمین ان دونون کو جمع کرنا ہی یہ حکم ہی کہ اُٹھتے مین سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور جب سیدھا ہوجاوے تو ربنا لک الحمد کہے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی یوسف ابن محمد سے کسی نے پوچھا کہ کسی شخص نے رکوع سے اُٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہا تو کیا کرے انھون نے جواب دیا کہ جب سیدھا کھڑا ہوگیا تو سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے اور اسی طرح ہر ذکر کا حکم ہی جو حالت انتقال کے لیے ہی اُسکو اور محل مین ادا نکرے جیسے تکبیر جو قیام سے رکوع کی طرف جھکتے وقت کہتے ہین

یا رکوع سے سجدہ کی طرف جھکتے وقت کہتے ہین اور اسی طرح سجدہ مین جو تسبیح باقی رہجاوے وہ سر
اُٹھانے کے بعد نہ کہے بلکہ واجب ہی کہ ہر چیز مین اسکی جگہ کی رعایت کرے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی
سمع اللہ لمن حمدہ کی ہے کو جزم کرے اور حرکت ظاہر نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی پھر جب سیدھا کھڑا
ہوجائے تو تکبیر کہکر سجدہ مین جائے یہ ہدایہ مین لکھا ہی تکبیر جھکتے ہین کہے اور سجدہ مین سبحان ربی الاعلی تین بار پڑھے
اور یہ کم سے کم ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور رکوع اور سجدہ کی تسبیح کو تین بار سے زیادہ کرنا مستحب ہی لیکن طاق پر ختم کرے
یہ ہدایہ مین لکھا ہی کم سے کم تسبیح تین بار پڑھے اور اوسط پانچ بار اور اکمل سات بار یہ زاد مین لکھا ہی اگر امام ہو تو
زیادہ نہ کرے تاکہ قوم ملول نہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی فقہانے کہا ہی کہ جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اول زمین پر وہ
اعضا رکھے جو زمین سے قریب ہین بس پہلے گھٹنے رکھے پھر دونون ہاتھ رکھے پھر ناک رکھے پھر پیشانی رکھے
اور جب اُٹھنے کا ارادہ کرے تو اول پیشانی پھر ناک پھر دونون ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھاوے فقہانے
کہا ہی کہ یہ اسوقت ہی جب ننگے پاؤن ہو لیکن جب موزے پہنے ہوئے ہو تو اول گھٹنے نہین رکھ سکیگا تو دونون
ہاتھ گھٹنون سے پہلے رکھے اور داہنے کو بائین پر مقدم کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور سجدہ مین دونون
ہاتھ کانون کے مقابل مین رکھے اور انگلیون کو قبلہ کی طرف رکھے اور یہی حکم ہی پاؤن کی انگلیون کا اور
ہتھیلیون پر سہارا دے اور اپنے بازوون کو پہلو سے جدا رکھے اور بانہون کو نہ بچھاوے یہ خلاصہ
مین لکھا ہی اور پیٹ کو رانون سے جدا رکھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی عورت اپنے اعضا کو رکوع اور
سجود مین ملا ہوا رکھے جدا جدا نہ کرے اور سجدہ مین دونون پاؤن پر بیٹھے اور پیٹ کو رانون پر بچھاوے
یہ خلاصہ مین لکھا ہی باندی کا حکم مثل آزاد عورت کے ہی لیکن تحریمہ کے وقت ہاتھ مثل مرد کے
اُٹھاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پھر سر اُٹھاکر تکبیر کہے اور سنت اسمین یہ ہی کہ اگر سر اُٹھاکر
سیدھا بیٹھ جاوے اور اس جلسہ مین ہمارے نزدیک کوئی ذکر مسنون نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی
اگر سیدھا نہ بیٹھا اور دوسرا سجدہ کرلیا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک کافی ہی یہ ہدایہ مین
لکھا ہی سجدہ سے سر اُٹھانا رکن نہین ہی اور رکن انتقال ہینے سجدہ تمام کرکے اس سے باہر ہونا
اسواسطے کہ دوسرا سجدہ بغیر انتقال کے نہین ہوسکتا لیکن انتقال دوسرے سجدہ کی طرف کو بغیر سر اُٹھانے
کے ممکن نہین اسواسطے سر اُٹھانا لازم ہوا یہانتک کہ اگر انتقال بغیر سر اُٹھائے ممکن ہو مثلاً تکیہ پر سجدہ
کرے پھر وہ تکیہ نکال لیا گیا اور اُسوقت پیشانی اُسکی زمین پر لگ گئی تو کافی ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی سر
اُٹھانے کی مقدار مین اختلاف ہی امام ابوحنیفہ رح سے یہ مروی ہی کہ اگر قعود سے زیادہ قریب
ہی تو جائز ہی اور زمین سے زیادہ قریب ہی تو جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور امام
ابو یوسف رح سے یہ مروی ہی کہ جب اتنا سر اُٹھاوے کہ جسکو سجدہ سے سر اُٹھانے والا کہ سکین تو جائز ہی محیط مین ہی
کہ یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی پھر تکبیر کہے اور دوسرے سجدہ کے لیے جھکے اور دوسرے
سجدہ مین بھی پہلے سجدہ کی طرح تسبیح پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی پھر جب سجدہ سے فارغ ہو تو پنجون کے بل اُٹھے اور دونون
ہاتھ ٹیک کر نہ کھڑا ہو گھٹنون پر سہارا دے یہ محیط مین لکھا ہی اور جسکو کوئی عذر ہو اُسکو سہارا دینا ہمارے نزدیک مستحب ہی بہت سی

مشہور کتابون سے یہی ظاہر ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر بیٹھا اور دونون ہاتھ زمین پر ٹیکے جیسے کہ مذہب شافعی رح
کا ہی تو مضائقہ نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور دوسری رکعت مین بھی وہی کرے جو پہلی رکعت مین کیا ہی مگر سبحان اور
اعوذ نہ پڑھے یہ قدوری مین لکھا ہی اور جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اُٹھاوے تو
بایان پانون بچھا کر اسپر بیٹھے اور دایان پانون کھڑا کرے اور اُنگلیان قبلہ کی طرف متوجہ کرے اور دونون ہاتھ
رانون پر رکھ کر انگلیان پھیلا دے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور گھٹنون کو نہ پکڑے یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی
اور اگر عورت ہو تو بائین سرین پر بیٹھے اور دونون پانون داہنی طرف سے نکال دے یہ ہدایہ مین لکھا
ہی اور ابن مسعود کا تشہد پڑھے یہ کافی مین لکھا ہی اور اسپر کچھ اور زیادہ نہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
اور جب اشہدان لاالہ الا اللہ پر پہونچے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے - اشارہ کرنا ہی مختار ہی
یہ خلاصہ مین لکھا ہی اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین کبری سے نقل کیا ہی اور بہت سے مشایخ نے اشارہ کو
جائز نہین کیا اور منیۃ المفتی مین اُسے مکروہ کہا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی جب تشہد سے فارغ ہو تو کھڑا ہو جاوے یہ محیط
مین لکھا ہی - جلالی مین ہی کہ قعدہ سے بھی اسی طرح پنجون کے بل کھڑا ہو جسطرح سجدے سے کھڑا ہوتا ہی -
طحاوی نے کہا ہی اگر ہاتھ زمین پر ٹیک دے تو مضائقہ نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی اور اگر کھڑا ہو کر پھر دوسرا
دوگانہ اُسی طرح ادا کرے جسطرح پہلا دوگانہ مین قیام اور رکوع و سجود کر چکا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور دوسرے
دوگانہ مین صرف الحمد پڑھے یہ کافی مین لکھا ہی اور اُسپر زیادتی کرنا مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین اختیار شرح مختار
سے نقل کیا ہی اور اگر قرأت و تسبیح چھوڑ دے تو کچھ حرج نہین اور اگر بھول جاوے تو سجدہ سہو کا بھی نہین ہی
لیکن قرأت افضل ہی یہی سب روایتون مین صحیح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اسی پر اعتماد ہی یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط کی فصل قرأت مین لکھا ہی اور یہی صحیح اور ظاہر روایت ہی یہ بدائع مین لکھا ہی
اور سکوت مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور قعدہ اخیرہ مین بھی اسی طرح بیٹھے جیسے پہلے قعدہ مین بیٹھ چکا ہی یہ ہدایہ
مین لکھا ہی اور تشہد پڑھے پھر درود پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی - امام محمد رح سے درود کی کیفیت پوچھی تو اُنھون نے
کہا یون کہے - اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و
علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید - اور بعضون نے اللھم ارحم محمدا کہنا مکروہ
کہا ہی اور صحیح یہ ہی کہ مکروہ نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جب درود سے فارغ ہو تو اپنے واسطے اور مان باپ کے
واسطے اور سب مسلمان مردون اور عورتون کے واسطے مغفرت کی دعا مانگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اپنے واسطے
اور اپنے سوا اور مسلمانون کے واسطے دعا مانگے اور دعا مین صرف اپنی تخصیص نہ کرے اور یہی سنت ہی یہ تبیین مین
لکھا ہی مثلاً یون کہے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا ربنا عذاب النار یہ خلاصہ مین
لکھا ہی اور اسطرح دعا نہ مانگے جیسے آدمیون سے باتین کرتے ہین اور جسکا مانگنا آدمیون سے محال
نہین ہی جیسے یون کہنا کہ ای اللہ میرا فلانی عورت سے نکاح کرا دے یہ آدمیون سے کرنے کی باتین ہین
اور جن چیزون کا مانگنا آدمیون سے محال ہی مثلاً یون کہنا کہ اللھم اغفرلی ای اللہ میری مغفرت کر یہ باتین
آدمیون سے کرنے کی نہین ہین اور اللھم ارزقنی کہنا یعنی ای اللہ مجھکو رزق دے قسم اول مین شامل ہی یہ ہدایہ مین

لکھا ہی پس اس لفظ سے دعا جائز نہین یہی صحیح ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر اللہم ارزقنی مالاً عظیماً کہے یعنی
اے اللہ مجکو بہت سا مال دے تو نماز فاسد ہوجاویگی - اور اگر اللہم ارزقنی العلم والحج اور اسکے ہی مثل اور دعا مانگے
تو نماز فاسد نہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور ولوالجیہ مین ہی کہ چاہیے کہ ایسی دعا مانگے جو پہلے سے یاد ہو ایسا نہو کہ
اُسکی زبان پر ایسا کلام جاری نہوجائے کہ جو آدمیون سے کرنے کی باتین ہین تو نماز فاسد ہوجاویگی تاتارخانیہ
مین لکھا ہی اور جن چیزون کو ہمنے مفسد صلوٰۃ کہا ہی وہ اسی حالت مین مفسد ہین جب آخر صلوٰۃ مین بقدر
تشہد نہ بیٹھے اور جو بیٹھ گیا تو نماز اُسکی پوری ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ اُن دعاؤن کے جو حدیث سے
ثابت ہوئی ہین یہ دعا ہی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دو جو نماز مین پڑھا کرون تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ یون کہ اللہم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیرا وانہ لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک
وارحمنی انک انت الغفور الرحیم اور ابن مسعود جن کلمات سے دعا مانگتے تھے اُنمین سے یہ بھی ہی اللہم انی اسئلک
من الخیر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذبک من الشر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم یہ نہایہ مین لکھا ہی اور مستحب
ہی کہ نماز پڑھنے والا نماز کے اخیر مین جو دعائین ہین اُنکے بعد یہ پڑھے رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا
وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی پھر دو سلام
پھیرے ایک داہنی طرف دوسرا بائین طرف پہلے سلام مین اسقدر داہنی طرف کو مُنھ پھیرے کہ اسکے داہنے
رخسارہ کی سفیدی نظر آجاوے اور اسی قدر دوسری طرف کو مُنھ پھیرے قنیہ مین ہی کہ یہی اصح ہی یہ شرح
نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابوالمکارم کی تصنیف ہی اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے یہ محیط مین لکھا ہی مختار یہ
ہی کہ سلام الف اور لام کے ساتھ کہے اور اسی طرح تشہد مین الف لام کے ساتھ سلام کہے یہ ظہیریہ مین
لکھا ہی اور اس سلام مین ہمارے نزدیک وبرکاتہ نہ کہے اور سنت ہمارے نزدیک یہ ہی کہ دوسرا سلام
بنسبت پہلے سلام کے پست ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی بہتر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر صرف داہنی طرف کو سلام
پھیر کر کھڑا ہوگیا تو اگر ابھی تک باتین نہین کین اور مسجد سے باہر نہین نکلا تو بیٹھ کر دوسرا سلام پھیر دے یہ تاتارخانیہ
مین حجہ سے نقل کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ جب قبلہ کی طرف کو پیٹھ پھیر چکے تو پھر دوسرا سلام نہ پھیرے
یہ قنیہ مین لکھا ہی اور اگر بائین طرف کو سلام پھیر دیا تو جب تک کلام نہین کیا تب تک داہنے طرف کا سلام
پھیر دے اور بائین طرف کے سلام کا اعادہ نہ کرے اور اگر مُنھ کے سامنے کو سلام پھیرا ہی تو بائین طرف کو
سلام پھیر دے یہ تبیین مین لکھا ہی مقتدی کے سلام مین اختلاف ہی فقیہ ابوجعفر نے لکھا ہی کہ مختار یہ ہی کہ
مقتدی منتظر رہے اور جب امام داہنی طرف کو سلام پھیر چکے تب مقتدی داہنی طرف کو سلام پھیرے اور
جب امام بائین طرف کے طرف سلام سے فارغ ہو تب مقتدی بائین طرف کو سلام پھیرے یہ فتاوی قاضی
خان مین لکھا ہی اور جو محافظ فرشتے اور مسلمان اُسکی دونون طرف ہین اُنکی سلام مین نیت کرے یہ
زاہدی مین لکھا ہی اور ہمارے زمانہ مین عورتون کی اور اُن لوگون کی جو نماز مین شریک نہین نیت نہ کرے
یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور مقتدی ان لوگون کے ساتھ امام کی بھی نیت کرے پس اگر امام داہنی طرف ہو تو

اس طرف کے لوگون مین اور اگر بائین طرف ہو تو بائین طرف کے لوگون مین اسکی نیت کرے اور اگر امام سامنے
ہو تو امام ابو یوسف رحہ کے نزدیک داہنی جانب کے لوگون مین اسکی نیت کرے اور امام محمد رحہ کے نزدیک دونون
طرف امام کی نیت کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ رح سے یہ کافی مین لکھا ہی اور فتاوی مین ہی کہ یہی
صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو فرشتون کی نیت کرے اور کسی کی نیت نہ کرے اور ملائکہ کی نیت مین
کوئی عدد معین نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور جب امام ظہر اور مغرب اور عشا کا سلام پھیر چکے
تو پھر وہان بیٹھ کر توقف کرنا مکروہ ہی فورًا سنتون کے واسطے کھڑا ہو جاوے اور جہان فرض پڑھی ہون وہان سنتین
نہ پڑھے دا ہنے یا بائین یا پیچھے کو ہٹ جاوے اور اگر چاہے اپنے گھر جا کر سنتین پڑھے اور اگر مقتدی ہو یا اکیلا
نماز پڑھتا ہو تو اگر اپنی نماز کی جگہ بیٹھ کر دعا مانگتا رہے تو جائز ہی اور اسی طرح اگر سنتون کو اسی جگہ کھڑا ہو گیا یا پیچھے یا
ادھر ادھر کو ہٹ گیا تو جائز ہی اور سب صورتین برابر ہین اور جن نمازون کے بعد سنتین نہین ہین جیسے فجر اور عصر ان مین
اسی جگہ قبلہ کی طرف منھ کیے ہوئے بیٹھ کر توقف کرنا مکروہ ہی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام بدعت رکھا
ہی پھر اسکو اختیار ہی چاہے چلا جاوے اور چاہے اپنی محراب مین طلوع شمس تک بیٹھا رہے اور یہی افضل ہی
اور جماعت کی طرف منھ کرے اگر اسکے سامنے کوئی مسبوق نہو اور اگر ہو تو داہنے یا بائین طرف کو پھر جاوے
سردی اور گرمی کے موسم کا حکم ایک ہی سا ہی یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور حجہ مین ہی کہ جب امام ظہر اور مغرب اور عشا
سے فارغ ہو تو سنتین شروع کر دے اور بڑی بڑی دعاؤن مین مشغول نہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی چوتھی فصل قرأت
کے بیان مین اگر سفر مین اضطرار ہو مثلاً کوئی خوف ہو یا چلنے کی جلدی ہو تو سنت یہ ہی کہ الحمد کے ساتھ جونسی
صورت چاہے پڑھے اور اگر حضر مین اضطرار ہو اور وہ یہ ہی کہ وقت تنگ ہو یا اپنی جان یا مال کا خوف ہو تو
سنت یہ ہی کہ اسقدر پڑھے کہ جس سے وقت اور امن فوت نہو جاوے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور سفر مین حالت
اختیار ہو مثلاً وقت مین وسعت اور امن اور قرار ہی تو سنت یہ ہی کہ فجر کی نماز مین بروج یا مثل اسکے کوئی
اور سورت پڑھے تاکہ سنت قرأت کی رعایت اور رخصت سفر کی تخفیف دونون جمع ہو جاوین یہ شرح
منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اور ظہر مین بھی اسی قدر پڑھے اور عصر اور عشا مین
اس سے کم اور مغرب مین بہت چھوٹی سورتین پڑھے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور حضر مین سنت یہ ہی کہ فجر کی نماز کی
دونون رکعتون مین الحمد کے سوا چالیس یا پچاس آیتین پڑھے اور جامع صغیر مین لکھا ہی کہ ظہر مین بھی
مثل فجر کے پڑھے اصل مین ہی کہ یا اس سے کم پڑھے اور عصر اور عشا مین الحمد کے سوا بیس آیتین پڑھے
اور مغرب کی ہر رکعت مین چھوٹی سورۃ پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی اور فقہا نے یہ مستحسن کہا ہی کہ حضر مین فجر اور ظہر کی نماز
مین طوال مفصل پڑھے اور عصر اور عشا مین اوساط مفصل پڑھے اور مغرب مین چھوٹی سورتین پڑھے یہ وقایہ مین لکھا ہی
طوال مفصل سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتین ہین اور اوساط مفصل سورہ بروج سے لم یکن تک اور چھوٹی سورتین
لم یکن سے آخر تک یہ محیط اور وقایہ اور منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور تتمہ مین ہی کہ اگر مکروہ وقت مین عصر پڑھتا ہو تو بھی ٹھیک
یہ ہی کہ قرأت مسنون پوری پڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی وتر کی نماز مین الحمد کے سوا کوئی اور سورۃ معین نہین ہی
پس جو کچھ پڑھے بہتر ہی یہ محیط مین لکھا ہی لیکن نبی صلعم سے روایت ہی کہ آپ نے سبح اسم ربک الاعلی اور قل یا ایہا الکافرون

اور قل ہو اللہ احد ہی بس کبھی تو تبرکاً یہ سورتین پڑھے اور کبھی انکے سوا اور سورتین پڑھے تاکہ باقی قرآن کے چھوٹ
جانے سے بچ جاوے یہ تہذیب مین لکھا ہی -- اور قرات مستحبہ پر زیادتی نہ کرے اور نماز کو جماعت پر بھاری نہ کردے
لیکن پوری سنت اور مستحب قرات اداکرنے کے بعد تخفیف کا لحاظ چاہیے یہ مضمرات مین طحاوی سے نقل کیا ہی
اور فجر کی نماز مین پہلی رکعت مین بہ نسبت دوسری رکعت کے قرات طول کرنا بالاجماع مسنون ہی امام محمد رح نے کہا ہی کہ میرے
نزدیک بہتر یہ ہی کہ سب نمازون مین پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری رکعت کے دراز کرے اور اسی پر فتوی ہی یہ ہدایہ
اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور حجۃ مین ہی کہ فتوے کے واسطے یہی لیا گیا ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اسی طرح
خلاف جمعہ اور عیدین مین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور پھر مشائخ کا ایک اور بھی اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی
کہ دونون رکعتون مین فرق ایک ثلث اور دو ثلث کا ہو یعنی دو ثلث قرات پہلی رکعت مین پڑھے اور ایک ثلث
دوسری رکعت مین اور شرح طحاوی مین ہی کہ پہلی رکعت مین تیس آیتین پڑھے تو دوسری رکعت مین دس یا بیس
آیتین پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی یہ بیان اولویت کا تھا اور حکم یہ ہی کہ فرق اگر بہت ہو مثلاً پہلی رکعت مین ایک
یا دو سورہ پڑھے اور دوسری رکعت مین تین آیتین پڑھے تو مضائقہ نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور جامع صغیر کی
بعض شروح مین مذکور ہی کہ بلا خلاف دوسری رکعت کو پہلی رکعت پر بقدر تین آیتون کے یا اس سے زیادہ کے
طویل کرنا مکروہ ہی اور اگر اس سے کم طویل کرے تو مکروہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی مرغینانی نے کہا ہی کہ تطاویل
کا آیتون سے اسوقت حساب ہوتا ہی جب آیتین برابر ہون اور اگر آیتین بڑی چھوٹی ہون تو کلمات اور حروف
سے تطویل کا حساب کیا جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہی -- اور مکروہ ہی کہ کسی نماز کے واسطے کوئی سورہ مقرر کرلے
طحاوی اور اسبیجابی نے یہ کہا ہی کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ اس نماز مین اس سورہ کو اسطرح یقینی واجب سمجھے
کہ اسکے سوا اور سورہ کو ناجائز یا مکروہ سمجھے اور لیکن اگر آسانی کے واسطے کوئی سورہ مقرر کرلے یا جو سورہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہی اسکو تبرکاً پڑھا کرے تو اسمین کراہت نہین لیکن اسمین بھی شرط
یہ ہی کہ اسکے سوا کبھی کبھی اور سورہ بھی پڑھا کرے تاکہ کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ اسکے سوا اور کوئی سورہ جائز
نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ فرض کی ہر رکعت مین الحمد کے سوا ایک پوری سورۃ پڑھے اور
اگر عاجز ہو تو ایک سورۃ دو رکعتون مین تمام کرلے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر ایک سورہ مین سے کچھ ایک رکعت
مین پڑھا اور کچھ دوسری رکعت مین تو بعضون نے کہا ہی مکروہ ہی اور بعضون نے کہا ہی مکروہ نہین اور یہی صحیح ہی
یہ ظہیریہ مین لکھا ہی لیکن ایسا کرنا نہ چاہیے اور اگر کرے تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر ایک رکعت
مین ایک سورہ کے بیچ مین سے یا اخیر مین سے پڑھے اور دوسری رکعت مین دوسری سورہ کے درمیان یا اخیر
پڑھے تو ظاہر روایت کے بموجب ایسا کرنا چاہیے لیکن اگر کرے تو مضائقہ نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور حجۃ مین ہی کہ ایک رکعت
مین ایک سورہ کا آخر پڑھا اور دوسری رکعت مین کوئی چھوٹی سورہ پوری پڑھی مثلاً ایک رکعت مین آمن الرسول کا رکوع پڑھا اور دوسری
رکعت مین قل ہو اللہ احد پڑھی تو مکروہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی دونون رکعتون مین آخر سورہ پڑھنا اسی پوری چھوٹی
سورہ سے افضل ہی جس کی بہ نسبت آخر سورہ کا ٹکڑا آیتون مین زیادہ ہو اور اگر چھوٹی پوری سورہ اس آخر سورہ سے
آیتون مین زیادہ ہو تو سورہ قصیرہ کا پڑھنا افضل ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور اگر ایک طویل آیت جیسے آیت الکرسی یا

چھوٹی آیتین پڑھنا چاہے تو اُسکی اولویت مین بھی اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر تین آیتین ایک چھوٹی سورۃ کے
برابر ہوجائین تو اُنھین کا پڑھنا افضل ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر ایک رکعت مین ایسی دو سورتین پڑھے
کہ ان دونون کے درمیان ایک یا کئی سورہ کا فصل ہی تو مکروہ ہی اور اگر دو رکعتون مین دو سورتین پڑھے تو اگر
اُن دونون مین کئی سورہ کا فصل ہی تو مکروہ نہین اور اگر ایک سورہ کا فصل ہی تو بعضون نے کہا ہی مکروہ ہی اور
بعضون نے کہا ہی کہ اگر بڑی سورۃ کا فصل ہی تو مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی جیسے کہ دو چھوٹی سورۃ کے فصل
مین مکروہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کسی حالت مین مکروہ نہین اور اگر ایک رکعت مین ایک سورہ
پڑھی اور دوسری رکعت مین یا اُسی رکعت مین اس سے اوپر کی سورۃ پڑھی تو مکروہ ہی اسی طرح اگر ایک رکعت مین
ایک آیت پڑھی اور دوسری رکعت مین یا اسی رکعت مین اس سے اوپر کی آیت پڑھی تو مکروہ ہی اور اگر
ایک رکعت مین یا دو رکعتون مین دو آیتین ایسی پڑھین جنکے درمیان مین ایک یا کئی آیتون کا فصل ہی تو اُسکا
حکم وہی ہی جو سورتون کا حکم مذکور ہوچکا یہ محیط مین لکھا ہی یہ سارا بیان فرضون کا تھا سنتون مین مکروہ نہین
یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر ایک رکعت مین ایک سورہ پڑھے اور دوسری رکعت مین ایسی سورۃ پڑھی کہ ان دونون مین
ایک سورہ کا فصل ہی یا اس سے اوپر کی سورۃ پڑھی تو مختار یہ ہی کہ اسی طرح پڑھتا رہے چھوڑ دے یہ ذخیرہ
مین لکھا ہی۔ اگر ایک سورہ شروع کی اور ایک یا دو آیتین پڑھنے کے بعد دوسری سورۃ شروع کرنے کا ارادہ
کیا تو مکروہ ہی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ ایک آیت سے کم پڑھ چکا ہی اگرچہ ایک ہی حرف کم ہو اگر رکوع کے
واسطے تکبیر کہہ لی پھر اُسی قرات مین اور زیادتی کرنا چاہی تو اگر رکوع نہین کر لیا ہی تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین
لکھا ہی۔ اگر صرف الحمد پڑھی یا الحمد کے ساتھ ایک یا دو آیتین پڑھین تو یہ مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ جو شخص
نماز مین سارا قرآن تمام کرے وہ جب معوذتین سے یعنے سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
ایک رکعت مین پڑھ چکے تو دوسری رکعت مین الحمد کے بعد کچھ سورہ بقر مین سے پڑھے یہ خلاصہ مین
لکھا ہی اور حجۃ مین ہی کہ قرآن ساتون قرأت اور سب روایتون سے پڑھنا جائز ہی لیکن میرے نزدیک ٹھیک
ہی کہ عجیب قراتین امالون کے ساتھ اور جو غریب روایتون سے ثابت ہوئی ہین نہ پڑھے یہ تاتارخانیہ مین
لکھا ہی پانچوین فصل قاری کی لغزش کے بیان مین قاری کی لغزشون مین سے ہی
کہ ایک کلمہ کے ایک حرف کو دوسرے کلمہ کے حرف سے ملا دے اگر ایک کلمہ کا حرف دوسرے
کلمہ کے حرف سے ملا یا مثلاً ایاک نعبد اسطرح پڑھا کہ کاف نون سے مل گیا یا غیر المغضوب علیہم اسطرح
پڑھا کہ بے عین سے مل گیا یا سمع اللہ لمن حمدہ اسطرح پڑھا کہ اللہ کی ہے لام سے مل گئی تو صحیح یہ ہی کہ اگرچہ
عمداً پڑھے نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کا ذکر کرنا ہی ایک
حرف کی جگہ دوسرا حرف ذکر کیا مثلاً ان المسلمین کی جگہ ان المسلمون اور ان الظالمین کی جگہ ان الظالمون پڑھا
تو نماز فاسد نہوگی اور اگر معنی بدل گئے پس اگر وہ دونون ایسے حرف تھے کہ اُن مین آسانی سے جدائی
ممکن تھی جیسے کہ طا اور صاد پس اگر کسی نے طالحات کی جگہ صالحات پڑھ دیا تو سب کے نزدیک نماز
فاسد ہوجاویگی اور اگر وہ دونون حرف ایسے تھے کہ انہین بغیر مشقت فرق نہین ہوسکتا تھا جیسے کہ ظا اور ضاد

اور صاد اور سین اور طا اور تا - تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اکثر کا قول یہ ہی کہ نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی اور اکثر مشائخ نے اسی پر فتوے دیا ہی - امام ابو الحسن اور قاضی امام ابو عاصم نے کہا ہی
کہ اگر عمدًا ایسا کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر اتفاقًا اُسکی زبان سے نکل گیا یا انمین تمیز نہین جانتا تو فاسد نہوگی
اور یہی سب قولون مین ٹھیک اور مختار ہی یہ وجیز مین لکھا ہی جو کردری کی تصنیف ہی جو شخص حرفون کو اچھی طرح ادا
نہین کرسکتا تو چاہیے کہ کوشش کرے اور اسمین معذور نہوگا پس اگر بعض حروف مین اُسکی زبان جاری
نہین ہوتی تو اگر اُسکو کوئی ایسی آیت نملے جسمین یہ حرف نہون تو نماز اُسکی سب کے نزدیک جائز ہوگی مگر اُسکو
چاہیے کہ دوسرے کی امامت نکرے اور اگر اسکو کوئی ایسی آیت ملے کہ جسمین یہ حرف نہون اور اُسکو پڑھے
تو سب کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر وہی آیۃ پڑھے کہ جسمین یہ حروف ہین تو بعضون نے کہا ہی کہ نماز اُسکی جائز
نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے حرف کا حذف کردینا ہی اگر
حذف بطور ایجاز و ترخیم کے ہی تو اگر اُسکی شرطین موجود ہین مثلاً یون پڑھا ونادوا یا مال تو نماز فاسد نہوگی اور اگر
بطور ایجاز و ترخیم کے نہو پس اگر معنی نہین بدلتے مثلاً ولقد جاءہم رسلنا بالبینات پڑھا اور تے چھوڑدی تو نماز
فاسد نہوگی اور اگر معنی بدل جاوین مثلاً فمالہم لا یؤمنون کی جگہ فمالہم یؤمنون پڑھ دے تو عامہ مشائخ کے نزدیک نماز
فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی عتابیہ مین ہی کہ یہی اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور مثلاً وہم لا تظلمون افرایت کو لا تظلمون
فرایت پڑھا اور افرایت کا الف حذف کردیا اور تظلمون کے نون کو افرایت کی فے سے ملادیا یا یحسبون انہم
یحسنون صنعا کو یحسبون ہم یحسنون صنعا پڑھا لیوا انہم کا الف حذف کرکے دونون نونون کو ملادیا تو نماز
فاسد نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے زیادتی حرف کی اگر کوئی حرف بڑھا دیا تو اگر معنی نہین بدلتے مثلاً وانہ
عن المنکر کو وانہی عن المنکر پڑھا تو عامہ مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر
ہم الذین کفروا کو اسطرح پڑھا کہ ہم کے میم کو جزم کیا اور الذین کے الف محذوف کو ظاہر کیا تو نماز فاسد
نہوگی اور اسی طرح اگر ما خلق الذکر والانثی کو اسطرح پڑھا کہ الف محذوف کو اور لام مدغم کو ظاہر کیا تو نماز
فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر معنی بدل جاوین مثلاً زرابی کو زرابیب پڑھا یا مثانی کو مثاثین پڑھا
یا الذکر والانثی ان سعیکم لشتی مین وان سعیکم پڑھا اور واو بڑھا دیا - یا والقران الحکیم انک لمن المرسلین مین وانک لمن المرسلین پڑھا اور واو بڑھا دیا تو نماز فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ ایک کلمہ کو
چھوڑکر اُسکی جگہ دوسرا کلمہ پڑھا دے اگر ایک کلمہ کو چھوڑکر اُسکی عوض دوسرا کلمہ ایسا پڑھ دیا کہ معنی مین اُسکے
قریب ہی اور وہ قرآن مین دوسری جگہ موجود بھی ہی مثلاً علیم کی جگہ حکیم پڑھ دیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر وہ کلمہ
قرآن مین نہین لیکن معنی اُس سے قریب ہی مثلاً التوابین کی جگہ انیابین پڑھ دیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام
محمد رح سے یہ مروی ہی کہ نماز فاسد نہوگی اور امام ابو یوسف رح سے یہ روایت ہی کہ نماز فاسد ہوگی - اور
اگر یہ کلمہ قرآن مین نہو اور نہ دونون کلمے معنی مین قریب ہون تو اگر وہ کلمہ تسبیح یا تحمید یا ذکر کی قسم سے نہین ہی
تو بلاخلاف نماز فاسد ہوگی اور اگر قرآن مین ہی لیکن دونون کلمے معنی مین قریب نہین مثلاً انا کنا فاعلین مین
بجاے فاعلین کے غافلین پڑھا اور اسی طرح کوئی کلمہ بدل دیا جسکے اعتقاد سے کفر ہوجاتا ہی تو عامہ مشائخ

کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور امام ابو یوسف کا صحیح مذہب بھی یہی ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور اگر کسی چیز کی نسبت ایسی طرف کو کردی جسکی طرف کو وہ منسوب نہین تو اگر وہ چیز جسکی طرف کو نسبت کی ہو قرآن مین نہین مثلاً مریم ابنت غیلان پڑھا تو بلا خلاف نماز فاسد ہوگی اور اگر جسکی طرف کو نسبت کی ہو وہ قرآن مین ہو جیسے مریم ابنۃ لقمان یا موسی ابن عیسی پڑھا تو امام محمد رح کے نزدیک نماز فاسد نہوگی اور یہی مذہب ہو عامہ مشائخ کا اور اگر عیسی بن لقمان پڑھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر موسی ابن لقمان پڑھا تو نماز نہوگی اسلیے کہ عیسی کے باپ نہین اور موسی کے باپ ہی مگر اسکے نام مین خطا کی یہ وجیز مین لکھا ہی جو کردری کی تصنیف ہی اور منجملہ انکے زیادتی ایسے کلمہ کی ہی جو کسی کلمہ کے عوض مین نہو کلمہ زائدہ سے اگر معنی بدل جائین اور وہ کلمہ قرآن مین دوسری جگہ موجود ہو مثلاً الذین آمنوا باللہ ورسلہ کو الذین آمنوا وکفروا باللہ ورسلہ پڑھے یا موجود نہو مثلاً انما نملی لھم لیزدادوا اثما کو انما نملی لھم لیزدادوا اثما وجمالا پڑھے تو بلاخلاف نماز فاسد ہوگی اور اگر معنی نہ بدلے تو اگر وہ کلمہ قرآن مین اور جگہ ہو مثلاً ان اللہ کان بعبادہ خبیرا کو ان اللہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا پڑھے تو بالاجماع نماز فاسد نہوگی اور اگر وہ کلمہ قرآن مین موجود نہو مثلاً فیھما فاکھۃ ونخل ورمان کو فیھما فاکھۃ ونخل وتفاح ورمان پڑھے تو عامہ مشائخ کے نزدیک فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ انکے تکرار حرف یا کلمہ کی ہی اگر ایک حرف کو مکرر کیا پس اگر اسمین کسی ضعیف حرف کا اظہار ہوگیا مثلاً من یرتدد کو من یرتدد پڑھدیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر زیادتی حرف کی ہوئی مثلاً الحمد للہ کو تین لامون سے پڑھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر کلمہ کو مکرر کیا تو اگر معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہوگی اور اگر بدل گئے مثلاً رب رب العالمین یا مالک مالک یوم الدین پڑھا تو صحیح یہ ہی کہ نماز فاسد ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور منجملہ انکے آگے کے پیچھے اور پیچھے کے آگے کردینے مین غلطی کرنا ہی اگر ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے آگے کردیا یا پیچھے کردیا تو اگر معنی نہ بدلے مثلاً لھم فیھا زفیر وشہیق پڑھا اور شہیق کو مقدم کردیا تو نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر معنی بدل گئے مثلاً ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم کو ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم پڑھا تو اکثر مشائخ کا یہ قول ہی کہ نماز فاسد ہوجاویگی یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر دو کلمون کو دو کلمون پر مقدم کردیا پس اگر معنی بدل جاوین مثلاً انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم وخافون کو انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فخافوھم ولا تخافون پڑھا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر معنی نہ بدلین مثلاً یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کو یوم تسود وجوہ وتبیض وجوہ پڑھا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر ایک حرف کو دوسرے حرف پر مقدم کردیا تو اگر معنی بدل گئے مثلاً عفص کو بجاے عصف کے پڑھدیا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر معنی نہ بدلے مثلاً غثاء احوی کو غثاء اوحی پڑھدیا تو نماز فاسد نہوگی یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ انکے ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ ذکر کردینا ہی اگر آیت پر پورا وقف کرکے دوسری آیت پوری یا تھوڑی سی پڑھی تو نماز فاسد نہوگی مثلاً والعصر ان الانسان پڑھکر ان الابرار لفی نعیم پڑھدیا - یا سورہ والتین ہذا البلد الامین تک پڑھی پھر وقف کیا پھر لقد خلقنا الانسان فی کبد پڑھا یا ان الذین امنوا وعملوا الصالحات پڑھا پھر وقف کیا پھر اولئک ہم شر البریۃ پڑھدیا تو نماز فاسد نہوگی لیکن اگر وقف نکیا اور ملا دیا تو اگر معنی نہ بدلے مثلاً ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لھم جنات الفردوس کی جگہ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات فلھم جزاء الحسنی پڑھدیا تو نماز فاسد نہوگی لیکن اگر معنی بدلے مثلاً ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم شر البریۃ پڑھدیا

اور ان الذین کفروا من اہل الکتاب کو خلدین فیہا تک پڑھ کر اولئک ہم خیر البریہ پڑھ دیا تو تمام علماء کے نزدیک نماز فاسد
ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور منجملہ انکے وقف اور وصل اور ابتدا ہے جہان انکا موقع نہو اگر ایسی جگہ وقف
کیا جہان موضع وقف کا نہین یا ایسی جگہ سے ابتدا کی جہان سے ابتدا کا نہین تو اگر معنی مین بہت کھلا ہوا
تغیر نہین ہوا مثلاً ان الذین امنوا وعملوا الصالحات پڑھکر وقف کیا پھر اولئک ہم خیر البریہ سے ابتدا کی
تو ہمارے علماء کا اجماع اس بات پر ہے کہ نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر ایسی جگہ وصل کیا کہ جہان وصل کا
موقع نہ تھا مثلاً اصحاب النار پر وقف نہ کیا اور اسکو الذین یحملون العرش سے ملا دیا تو نماز فاسد نہوگی لیکن وہ بہت
بری بات ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر معنی مین بہت تغیر ہوگیا مثلاً شہد اللہ انہ لا الہ پڑھا اور پھر وقف کیا پھر الا ہو پڑھا
تو اکثر علماء کے نزدیک نماز فاسد نہوگی اور بعض کے نزدیک فاسد ہوجاویگی اور فتوے اسپر ہے کہ کسی صورت مین
نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اور قاضی امام سعید نجیب ابو بکر نے کہا ہے کہ جب قرأت سے فارغ ہوا اور رکوع کا
ارادہ کرے تو اگر قرأت کا ختم اللہ کی تعریف پر ہوا ہے تو اللہ اکبر کا اس سے ملانا اولی ہے اور اگر اللہ کی تعریف
پر ختم نہین ہوا مثلاً ان شانئک ہو الابتر پڑھا تو وہان اللہ اکبر اس سے جدا کرنا اولے ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے
اور منجملہ انکے غلطی اعراب کی ہے اگر اعراب مین ایسی غلطی کی جس سے معنی بدل نہ گئے مثلاً لا ترفعوا اصواتکم مین تے کو
پیش سے پڑھا تو نماز بالاجماع فاسد نہوگی اور اگر معنی مین بہت تغیر ہوا مثلاً وعصی آدم ربہ پڑھا آدم کو زبر اور
ربہ کو پیش سے پڑھا یا اسی قسم کی اور غلطی کی جسکے قصد کرنے مین کفر ہوجاتا ہے تو اگر بطور خطا کے پڑھا ہے تو متقدمین
کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی اور متاخرین مین اختلاف ہے محمد ابن مقاتل اور ابو نصر محمد بن سلام اور
ابو بکر بن سعید بلخی اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی اور ابو بکر محمد ابن الفضل اور شیخ امام زاہد شمس الائمہ حلوانی کا یہ قول ہے
کہ نماز فاسد نہوگی متقدمین کے قول مین احتیاط زیادہ ہے اسلیے کہ ایسے ارادہ مین کفر ہوجاتا ہے اور جسکے ارادہ مین
کفر ہو وہ منجملہ قرآن نہین اور متاخرین کے قول مین آسانی زیادہ ہے اسلیے کہ اکثر آدمی ایک اعراب کو
دوسرے اعراب سے تمیز نہین کرسکتے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور یہی اشبہ ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور یہی
فتوے ہے یہ عتابیہ مین لکھا ہے اور یہی ظہیریہ مین لکھا ہے اور منجملہ انکے یہ ہے کہ تشدید اور مد کو انکے مقامون سے
چھوڑ دے اگر ایاک نعبد وایاک نستعین مین تشدید چھوڑ دی یا الحمد للہ رب العالمین مین رب کو تشدید سے نہ پڑھا
تو مختار یہ ہے کہ نماز فاسد نہوگی اور ہر جگہ یہی حکم ہے مگر عامہ مشایخ کا مذہب یہ ہے کہ فاسد ہوگی اور مد چھوڑنے مین اگر
معنی نہین بدلتے مثلاً اولئک کو بغیر مد کے پڑھا یا انا اعطینک کا مد چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر معنی بدلجاوین
مثلاً سواء علیہم کو مد چھوڑ کر پڑھا یا دعا اور ندا مین مد نہ کیا تو مختار یہ ہے کہ نماز فاسد نہوگی جسطرح تشدید کے
چھوڑنے مین فاسد نہوتی تھی یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر ومن اظلم ممن کذب علی اللہ مین تشدید کی تو بعضون نے
کہا ہے نماز فاسد نہوگی اور اسی پر فتوے ہے یہ عتابیہ مین لکھا ہے اور منجملہ انکے ہے ادغام کو اسکے موقع سے چھوڑنا
اور ایسی جگہ ادا کرنا جہان اسکا موقع نہین اگر ایسے موقع پر ادغام کیا جہان کسی نے ادغام نہین کیا ہے اور
اس ادغام سے عبارت بگڑجاتی ہے اور کلمہ کے معنی سمجھ مین نہین آتے مثلاً قل الذین کفروا ستغلبون
مین غین کو لام مین ادغام کیا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر ایسی جگہ ادغام کیا جہان کسی نے ادغام نہین کیا ہے

مگر اس سے کلمہ کے معنی نہین بدلتے اور وہی سمجھ مین آتا ہی جو بغیر ادغام کے سمجھا جاتا تھا مثلاً قل سیروا پڑھا اور لام کو سین مین ادغام کردیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر ادغام اپنے موقع سے چھوڑ دیا مثلاً اینما تکونوا یدرککم الموت پڑھا اور ادغام چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہوگی اگرچہ عبارت بگڑ جائیگی یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ انکے امالہ کرنا ہی جہان اُسکا موقع نہین اگر بسم اللہ امالہ سے پڑھی یا مالک یوم الدین امالہ سے پڑھا اور اسی طرح بے موقع امالہ کیا تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ انکے وہ قرات پڑھنا ہی جو اُس قرآن مین نہین جسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہی بعض مشایخ نے کہا ہی کہ اگر ایسی قرات پڑھی جو اس مشہور قران مین نہین اور اُسکے معنی بھی اس ادا نہین ہوتے تو اگر وہ دعا یا ثنا نہین ہی تو بالاتفاق نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر اُس سے وہی معنی ادا ہوتے ہین تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے موافق نماز فاسد نہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی اور اس مسئلہ مین ٹھیک جواب یہ ہی کہ اگر مصحف ابن مسعود وغیرہ کی قرات پڑھی تو وہ نماز کی قرات مین شمار نہوگی لیکن اس سے نماز فاسد نہوگی یہان تک کہ اگر اُسکے ساتھ مشہور قرآن مین سے بھی اسقدر پڑھ لیا جس سے نماز جائز ہوجاتی ہی تو اس سے نماز جائز ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ انکے ہی کلمہ کو پورا نہ پڑھنا اگر ایک کلمہ کو تھوڑا سا پڑھا اور پورا نہ کیا یا اس سبب سے کہ سانس ٹوٹ گئی یا اس سبب سے کہ باقی کلمہ بھول گیا اور پھر یاد آیا تو پڑھ دیا مثلاً الحمد للہ پڑھنے کا ارادہ کیا اور آل کہکر سانس ٹوٹ گئی یا باقی بھول گیا پھر یاد آیا اور پھر حمد للہ پڑھا یا باقی یاد نہ آیا مثلاً یہ قصد کیا تھا کہ الحمد اور سورہ پڑھے پھر اُسکا پڑھنا بھول گیا اور پھر پڑھنے کا ارادہ کیا اور جب ال کہا تو اُسکو یہ خیال ہوا کہ مین پڑھ چکا ہون پس چھوڑ دیا اور رکوع کر دیا یا تھوڑا سا کلمہ پڑھا اُسکو چھوڑکر دوسرا کلمہ پڑھا پس ان سب اور ایسی ہی اور صورتون مین بعض مشایخ کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی اور شمس الائمہ حلوائی اسی پر فتوے دیتے تھے اور بعض مشایخ کا یہ قول ہی کہ اگر ایسے کلمہ کو تھوڑا سا پڑھا جسکے کل پڑھنے مین نماز فاسد ہوجاتی ہی تو اس تھوڑے پڑھنے مین بھی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر ایسے کلمہ کو تھوڑا سا پڑھا جسکے کل پڑھنے مین نماز فاسد نہوتی تو تھوڑا سا پڑھنے مین بھی نماز فاسد نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی جز و کلمہ کو حکم کل کلمہ کا ہی یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور بعض مشایخ کا یہ قول ہی کہ اگر اس جز و کلمہ کے بھی از روے لغت کچھ معنی صحیح ہوسکتے ہون اور فضول نہین ہوتا اور قرآن کے معنی بھی نہین بدلتے تو چاہیے کہ نماز فاسد نہو اور اگر اس جز و کلمہ کے کچھ معنی نہین اور فضول ہی یا فضول نہین ہی مگر اس سے قرآن کے معنی بدل جاتے ہین تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اکثر مشایخ کا مذہب یہ ہی کہ نماز فاسد نہین ہوتی اسلیے کہ یہ ایسی باتین ہین جنسے بچنا ممکن نہین پس انکا حکم اسی طرح ہوگا جیسے نماز مین کھنکارنے کا ہوتا ہی یہ ذخیرہ اور محیط مین لکھا ہی۔ اگر کلمہ کے بعض حروف کو پست پڑھا تو صحیح یہ ہی کہ نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ ایسی صورت اکثر واقع ہوجاتی ہی۔ یہ محیط مین لکھا ہی اگر قرآن کو نماز مین راگنی سے پڑھا تو اگر کلمہ بدل جاتا ہی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر صرف مد ولین کے حروف مین راگنی کی تو نماز فاسد نہوگی لیکن اگر بہت کھلی ہوئی راگنی ہوگی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر نماز کے علاوہ قرآن کو راگنی سے پڑھا تو اسمین مشایخ کا اختلاف ہی اور اکثر مشایخ نے اُسکو مکروہ بتایا ہی یہ [illegible] مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور اسکا سننا بھی مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ابو القاسم صفار

بخاری نے نقل کیا ہی کہ اگر نماز اسطرح کی ادا ہو کہ اسمین بعض وجہ جواز کی ہو اور بعض وجہ فساد کی ہو تو احتیاطاً
فساد کا حکم کرینگے لیکن قرأت کے مسئلون مین جواز کا حکم کرینگے اسلیے کہ اسکی غلطیون مین تمام لوگ مبتلا
ہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور منجملہ انکے اسد کے نامون مین تانیث داخل کرنا اگر کسی نے نماز مین
بل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام مین یاتیہم کو تاتیہم تے سے پڑھا تو محمد بن علی بن محمد الادیب
نے کہا ہی کہ نماز فاسد ہوگی اسلیے کہ اسد کے نامون مین تانیث داخل کرنا جائز نہین جسطرح اسد لا الہ الا ہو الحی
القیوم اور لم یلد ولم یولد اور اسی طرح اور صفات الٰہی مین تانیث داخل کرنا جائز نہین اور شیخ امام ابو بکر محمد بن
الفضل نے کہا ہی کہ نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ یہ نقل غیر اسد کا ہی بعض مشائخ نے اسی کو صحیح کہا ہی یہ محیط اور ذخیرہ مین
لکھا ہی فوائد مین ہی کہ اگر کسی نے نماز مین کلمہ مین ہوئی خطا کی پھر لوٹا کر صحیح پڑھا تو میرے نزدیک نماز اسکی جائز ہی اور یہی
حکم ہی اعراب کی غلطی کا اور اگر کسی نے پیش کی جگہ زبر پڑھا یا زبر کی جگہ پیش پڑھا یا پیش و زبر کی جگہ زیر پڑھا
تو اسکی نماز فاسد نہوگی۔

پانچوان باب امامت کے بیان مین - اور اسمین سات فصلین ہین پہلی فصل جماعت کے بیان مین

جماعت سنت موکدہ ہی یہ متون مین اور خلاصہ اور محیط سرخسی مین لکھا ہی - غایہ
مین ہی کہ ہمارے مشائخ نے اسکو واجب بتایا ہی مفید مین ہی کہ سنت اسکا اسواسطے نام رکھا ہی کہ اسکا
واجب ہونا سنت سے ثابت ہی بدائع مین ہی کہ ایسے مردون پر جو عاقل بالغ آزاد ہین اور بلا حرج جماعت پر
قادر ہین انپر جماعت واجب ہی - اگر جماعت فوت ہوجاوے تو ہمارے اصحاب کا بلا خلاف یہ قول ہی کہ
دوسری مسجد مین طلب اسکی واجب نہین لیکن اگر دوسری مسجد مین جماعت کے واسطے چلا جاوے تو بہتر ہی اور اگر
اپنے محلہ کی مسجد مین پڑھ لے تو بھی بہتر ہی قدوری نے ذکر کیا ہی کہ اپنے گھر کے لوگون کو جمع کرکے انکے ساتھ نماز
پڑھ لے اور شمس الائمہ نے کہا ہی کہ ہمارے زمانہ مین اولی یہ ہی کہ اگر اپنے محلہ کی مسجد کے اندر داخل نہین ہوا ہی
تو کہین اور جماعت تلاش کرے اور جو داخل ہوگیا ہی تو وہین نماز پڑھ لے - جماعت بہت سے عذرون
سے ساقط ہوجاتی ہی یہان تک کہ جماعت مریض اور لنگڑے اور اپاہج اور اس شخص پر جسکا داہنا ہاتھ
بایان پانون یا اسکے برعکس کٹے ہوے ہون یا فقط پانون کٹے ہوئے ہون یا فالج کی بیماری کی وجہ سے
چل نسکے یا بہت بڑھاپے کی وجہ سے عاجز ہو یا اندھا ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اسپر جماعت واجب
نہین اور صحیح یہ ہی کہ بارش اور کیچڑ اور بہت سردی اور بہت تاریکی مین بھی جماعت ساقط ہوجاتی ہی یہ تبیین مین
لکھا ہی اور اندھیری رات مین تیز ہوا سے بھی ساقط ہوجاتی ہی دن مین ہوا عذر نہین اسی طرح اگر پیشاب
و پائخانہ یا انمین سے ایک کی حاجت ہو تو جماعت ساقط ہوجاتی ہی یا اگر یہ خوف ہو کہ اگر نکلیگا تو اسکا قرضخواہ
اسکو قید کرلیگا یا سفر کا ارادہ کرتا ہی اور جماعت کھڑی ہوگئی اور اسکو خوف ہی کہ اگر جماعت سے نماز پڑھیگا
تو قافلہ چھوٹ جاویگا یا کسی بیمار کی خدمت کرتا ہی یا اپنے مال کے جاتے رہنے کا خوف ہی اور اسی طرح
جب کھانا حاضر ہو اور جماعت کھڑی ہو اور نفس اسکا کھانے کی طرف کو راغب ہو ایسے ہی جب غیر وقت
عشا مین کھانا حاضر ہو نفس مشتاق ہو تو سب صورتون مین جماعت ساقط ہوجاتی ہی یہ سراج الوہاج

مین لکھا ہی اگر محلہ کی مسجد مین امام اور جماعت کے لوگ معمولی مقرر ہین اور ان لوگون نے اسمین جماعت سے نماز
پڑھلی تو اذان کے ساتھ دوسری جماعت اسمین جائز نہین اور بغیر اذان کے پڑھین تو بالاجماع مباح ہی اور یہی حکم ہی راستہ
کی مسجد کا یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو خود مصنف کی لکھی ہی جمعہ کے سوا اور نمازون مین ایک آدمی سے جب زیادہ ہو
تو جماعت ہی اور اگرچہ اُسکے ساتھ ایک سمجھ والا لڑکا ہی ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہی - لوگون کو بلا بلا کر نفل کی نماز
جماعت سے پڑھنا مکروہ ہی اور صدر الشہید کی اصل مین ہی کہ اگر بغیر اذان و اقامت کے کسی گوشون مین جماعت سے
نماز پڑھلین تو مکروہ نہین شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ اگر امام کے سوا تین آدمی ہون تو بالاتفاق مکروہ نہین چار مین
مشایخ کا اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ مکروہ ہی کذا فی الخلاصہ - دوسری فصل اُس شخص کے بیان مین جسکو
امامت کا حق زیادہ ہی امامت کے واسطے سب مین زیادہ اولی وہ شخص ہی جو احکام نماز کے زیادہ جانتا ہو یہ
مضمرات مین لکھا ہی - اور یہی ظاہر ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - یہ حکم اس صورت پر ہی کہ جب وہ قرات بھی اسقدر جانتا ہو جس سے
قرات کی سنت ادا ہو جاسکے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اُسکے دین مین بھی کچھ طعن نہو یہ کفایہ اور نہایہ مین لکھا ہی اور
ظاہر گناہون سے بچتا ہو تو وہی مستحق ہی اگرچہ سوا اُسکے کوئی اور زیادہ پرہیزگار ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی زاہدی
مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص نماز کے علم مین کامل ہو لیکن سوا اسکے اور علوم نہ جانتا ہو وہ اولی ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی
اگر دو شخص نماز کے احکام برابر جاننے والے ہون تو انمین سے جو شخص زیادہ قاری ہو یعنی علم قرات زیادہ جانتا ہو
وقف کی جگہ وقف کرتا ہو اور وصل کی جگہ وصل اور تشدید کی جگہ تشدید اور تخفیف کی جگہ تخفیف وہ زیادہ مستحق ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی
اور اگر اسمین بھی برابر ہون تو جو زیادہ پرہیزگار ہو وہ اولی ہی اور جو اسمین بھی برابر ہون تو جو عمر مین زیادہ ہو وہ اولی ہی یہ ہدایہ
مین لکھا ہی اور اگر سن مین بھی برابر ہون تو جو خلق مین احسن ہو وہ اولی ہی اور اگر اسمین بھی برابر ہون تو جو حسب مین زیادہ ہی
وہ اولی ہی اور اگر اسمین بھی برابر ہون تو جو زیادہ خوشرو ہی وہ اولی ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور خوشروئی وہ مراد ہی جو رات مین
زیادہ نماز پڑھنے سے ہو - کذا فی الکافی اور اگر اس مین بھی برابر ہون تو جو سب سے زیادہ نسبی شرف والا ہو کذا
فی فتح القدیر پس جو شخص زیادہ کامل ہوگا وہی افضل ہی اسواسطے کہ مقصود کثرت جماعت ہی اور رغبت لوگون کی
ایسے شخص مین زیادہ ہوتی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر یہ ساری خصلتین دو شخصون مین جمع ہوجاوین تو ان دونون
مین قرعہ ڈالین یا قوم کے اختیار پر چھوڑ دین - اگر کسی گھر مین جماعت ہو اور مہمان ہون اور گھر والا ہو تو امامت
کے واسطے اولی ہی لیکن اگر انمین بادشاہ یا قاضی بھی ہو تو اگر گھر والا انمین سے کسی کو تعظیماً بڑھا دے تو افضل ہی
اور اگر انمین سے کوئی خود ہی بڑھ جاوے تو جائز ہی - اور اگر کسی گھر مین کرایہ دار بھی ہو اور مالک و مہمان بھی ہون تو
جماعت کی اجازت دینے کا حق کرایہ دار کو ہی اور اجازت اس سے طلب کرینگے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اسی طرح
اگر کسی نے مکان مستعار لیا ہو تو مستعار دینے والے سے مستعار لینے والا اولی ہی یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی - مسجد مین کوئی ایسا شخص داخل ہوا جو امامت کی صفات مین بنسبت امام محلہ کے زیادہ کامل ہی تو امام
محلہ کا اولی ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی - گونگا آدمی اگر گونگون کا امام ہو تو کل کی نماز جائز ہی - اور اگر ایسا شخص کسی امی کا
امام ہو یعنی اُسکو قرآن نہین آتا تو بعض مواضع مین یہ لکھا ہی کہ ہمارے علما کے نزدیک نماز جائز نہین اور
شیخ الاسلام نے کتاب الصلوۃ کی شرح مین لکھا ہی کہ گونگا اور امی اگر نماز پڑھنا چاہین تو امی امامت کے واسطے

اولی ہی اور امی اگر گونگے کی امامت کرے تو بالخلاف دونون کی نماز جائز ہو گی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور قنیۃ المنیہ
مین لکھا ہی کہ صرف جنابت سے تیمم کرنے والا اُس شخص سے اولی ہی جسنے حدث سے تیمم کیا ہو یہ نہر الفائق مین لکھا ہی
مسجد مین کچھ لوگ اندر رہے اور بعضے مین کچھ باہر اور موذن نے اقامت کہی اور باہر کے لوگون مین سے ایک شخص کھڑا
ہو کر باہر والون کا امام بنگیا اور اندر کے شخصون مین سے ایک شخص کھڑا ہو کر اندر والون کا امام ہو گیا تو جسنے پہلے نماز
شروع کردی اُسکی اور اُسکے مقتدیون کے حق مین کراہت نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی دو شخص فقہ اور نیکی مین برابر
ہین مگر ایک اُنمین کا قاری زیادہ ہی اور مسجد والون نے دوسرے کو امام بنا لیا تو بُرا کیا اور اگر بعضون نے زیادہ
قاری کو پسند کیا اور بعضون نے اسکے غیر کو تو اعتبار اکثر کا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر محلہ مین امامت
کے لائق ایک ہی شخص ہو تو اُسپر امامت لازم نہین ہی اور وہ امامت کے چھوڑنے مین گنہگار نہوگا یہ قنیہ
مین لکھا ہی تیسری فصل اُس شخص کے بیان مین جو امامت کے لائق ہو مرغینانی نے
کہا ہی کہ صاحب ہوا اور صاحب بدعت کے پیچھے نماز جائز ہی اور رافضی اور قدری اور جہمی اور مشبہ اور اُس شخص
کے پیچھے جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو نماز جائز نہین اور حاصل یہ ہی کہ اگر دین کی خرابی ایسی ہو کہ اُس
کا کفر نہوتا ہو تو کراہت کے ساتھ نماز جائز ہی ورنہ جائز نہین یہ تبیین اور خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ بدائع
مین لکھا ہی - اور جو شخص معراج کا منکر ہی تو اگر وہ مکہ سے بیت المقدس تک جانے کا منکر ہی تو کافر ہی اور اگر
بیت المقدس سے آگے معراج کا منکر ہی تو کافر نہین اور اگر مبتدع یا فاسق کے پیچھے نماز پڑھی تو جماعت کا ثواب
مل جاویگا لیکن اسقدر ثواب نہ ملیگا جو متقی کے پیچھے پڑھنے مین ملتا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر شافعی سے اقتدا
کیا تو صحیح ہی اگر امام مقامات خلاف سے بچتا ہو مثلاً سبیلین کے سوا اور کسی مقام سے کوئی نجس چیز نکلے جیسے قصد
کھلاوے تو وضو کرلے اور قبلہ سے بہت نہ پھرتا ہو یہ نہایہ اور کفایہ کے باب الوتر مین لکھا ہی اور آمین شک
نہین کہ اگر سورج کے چھپنے کے موقعون سے پھر گیا تو قبلہ سے بہت پھر گیا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور
متعصب نہو اور اپنے ایمان مین شک نرکھتا ہو - اور ایسے ٹھیرے پانی مین جو تھوڑا ہو وضو نہ کرے اور منی لگ جائے
تو اپنے کپڑے دھوتا ہو اور خشک منی کو کھرچ ڈالتا ہو اور وتر کو قطع نہ کرتا ہو اور قضا نمازون مین ترتیب کی رعایت
کرتا ہو اور چوتھائی سر کا مسح کرتا ہو یہ نہایہ اور کفایہ کے باب الوتر مین لکھا ہی اور تھوڑے پانی مین اگر نجاست
گر جائے تو اُس سے وضو نہ کرتا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور مستعمل پانی سے وضو نہ کرتا ہو یہ سراجیہ
مین لکھا ہی امام ہندوانی نے شیخ الاسلام معروف بخواہر زادہ سے نقل کیا ہی کہ اگر شافعی امام سے یہ چیزین نہ پائی
معلوم نہون تو اُس سے اقتدا کرنا جائز ہی اور مکروہ ہی یہ کفایہ اور نہایہ مین لکھا ہی اگر مقتدی سے کو امام مین
ایسی باتین معلوم ہون جنسے امام کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہی جیسے عورت یا ذکر کا چھونا اور امام کو اسکی خبر نہین
تو اکثر فقہا کے بموجب نماز اُسکی جائز ہوگی اور بعضون کے نزدیک جائز نہوگی پہلا قول جو اصح ہی اُسکی وجہ
یہ ہی کہ مقتدی کی رائے کے بموجب امام کی نماز جائز ہی اور اُسکے حق مین اپنی ہی رائے معتبر ہی
پس جواز کا قول معتبر ہوا یہ تبیین مین لکھا ہی فضلی رح نے کہا ہی کہ وتر مین حنفی کا اقتدا اُس شخص سے
صحیح ہی جسکی رائے بموجب مذہب امام محمد رح اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی

تیمم کرنے والا اگر وضو کرنے والے کی امامت کرے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہو کہ یہ خلاف اس صورت مین ہو جب وضو کرنے والون کے پاس پانی نہو اور اگر اُنکے پاس پانی ہو تو تیمم کرنے والا وضو کرنے والے کی امامت نہ کرے یہ نہایہ مین لکھا ہو جنازہ کی نماز مین وضو کرنے والون کو تیمم کرنے والے کی اقتدا کرنا بلاخلاف جائز ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اگر دو معذورون کا ایک سا عذر ہو تو ایک کو دوسرے سے اقتدا جائز ہو اور اگر مختلف ہون تو جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہو۔ پس جس شخص مین ریح پھرنے کا عذر ہو اسکا اقتدا اُس شخص سے جائز نہین جسکو سلس البول کا مرض ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اور اسی طرح جس شخص کو سلس البول کا مرض ہو وہ اُس شخص کے پیچھے نماز پڑھے جسکی ریح پھرتی ہو اور ایک زخم ہو جسکا خون نہ بند ہوتا ہو اسلیے کہ امام مین دو عذر ہین اور مقتدی مین ایک عذر یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو پاک شخص اُسکے پیچھے جسکو سلس البول کا مرض ہو نماز نہ پڑھے نہ پاک عورتین اُس عورت کے پیچھے نماز پڑھین جسکو استحاضہ کی بیماری ہو اور یہ حکم اس صورت مین ہو کہ جب وضو کرتے مین یا وضو کے بعد حدث ہوجاوے یہ زاہدی مین لکھا ہو اور جائز ہو اقتدا پاؤن دھونے والے کا اُس شخص کے پیچھے جو موزہ پر مسح کرتا ہو یا جبیرہ پر مسح کرتا ہو فصد کھلانے والے کو اگر خون نکلنے کا خوف نہو تو تندرستون کا امام ہونا جائز ہو جو شخص جانور پر سوار ہو اُسکو اُس شخص کا امام بننا جو اُسکے ساتھ جانور پر سوار ہو اور اشارہ سے نماز پڑھنے والے کو اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا اور ننگے کو ننگون کا امام بننا جائز ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور افضل یہ ہو کہ ننگے الگ الگ بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھین اور ایک دوسرے سے دور ہوجاوے اگر جماعت سے نماز پڑھین تو امام عورتون کی جماعت کی طرح بیچ مین کھڑا ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو اور امام اگر بڑھ جاوے تو جائز ہو یہ نہایہ مین لکھا ہو۔ جماعت سے اُنکی نماز مکروہ ہو یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہو کھڑے ہونے والے کا اقتدا اُس شخص کے پیچھے صحیح ہو جو بیٹھکر نماز پڑھتا ہو اور رکوع اور سجدہ کرتا ہو رکوع اور سجدہ کرنے والے کا اقتدا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے جائز نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو۔ کبڑا آدمی کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے کی امامت اسی طرح کر سکتا ہو جیسے بیٹھکر نماز پڑھنے والے کی امامت کر سکتا ہو یہ ذخیرہ اور خانیہ مین لکھا ہو۔ اور نظم مین ہو کہ اگر اُسکے قیام اور رکوع مین فرق ظاہر ہو تو بالاتفاق جائز ہو اور اگر ظاہر نہو تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہو اور اسی کو اکثر علما نے اختیار کیا ہو امام محمد رح کا خلاف ہو یہ کفایہ مین لکھا ہو اگر امام کا پاؤن ٹیڑھا ہو اور وہ تھوڑے پاؤن پر کھڑا ہو پورے پاؤن پر کھڑا نہو تو امامت اُسکی جائز ہو اور اگر دوسرا شخص امام ہو تو اولے ہو یہ تبیین مین لکھا ہو۔ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور اگرچہ وہ آخر کی دو رکعتون مین قرأت نہ پڑھتا ہو یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے نقل کیا ہو اگر ایک نفل پڑھنے والے نے ایک فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کیا پھر نماز توڑ دی پھر اسی فرض مین اُسکے پیچھے اقتدا کیا اور اُس نفل کی نماز توڑنے مین جو قضا لازم آئی تھی اُسکی نیت کی تو ہمارے نزدیک وہ جائز ہوگی کافی مین لکھا ہو ہر وقت مجنون رہنے والے کے پیچھے اور اس شخص کے پیچھے جو نشہ مین ہو اقتدا صحیح نہین اور اگر

اُسکو کبھی جنون ہوتا ہو اور کبھی افاقہ ہوتا ہو تو افاقہ کے زمانہ مین اُسکے پیچھے اقتدا صحیح ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو فقیہ نے کہا ہو کہ ظاہر روایت کے بموجب اسمین فرق نہین کہ اسکے افاقہ کا وقت معلوم ہو یا نہو پس وہ افاقہ کے زمانہ مین مثل صحیح کے ہو اور یہی قول ہمنے اختیار کیا ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ مقیم کا مسافر کے پیچھے اقتدا کرنا وقت مین ہو یا خارج وقت مین ہو صحیح ہو اسی طرح مسافر کا مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا وقت مین صحیح ہو نہ خارج وقت مین مقیم نے اگر دو رکعتین عصر کی پڑھین پھر سورج چھپ گیا پھر کسی مسافر نے اسی عصر کا اُسکے پیچھے اقتدا کیا تو صحیح ہو۔ اور جو شخص دو سنتین ظہر کی پڑھنا چاہتا ہو اُسکو اُس شخص کے پیچھے اقتدا کرنا جو چار سنتین ظہر سے پہلے پڑھتا ہو جائز ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ گانون والے اور اندھے اور غلام اور ولد الزنا اور فاسق کی امامت جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہو مگر مکروہ ہو یہ متون مین لکھا ہو۔ مرد کی امامت عورت کے واسطے جائز ہو بشرطیکہ امام اُسکی امامت کی نیت کرے اور خلوت نہو اور اگر امام خلوت مین ہو تو اگر ان سب کا یا بعض کا محرم ہو تو جائز ہو اور مکروہ ہو یہ نہایہ مین شرح طحاوی سے نقل کیا ہو۔ عورت کا اقتدا مرد کے پیچھے جمعہ کی نماز مین جائز ہو اگرچہ مرد نے اُسکی نیت نہ کی ہو اور اسی طرح عیدین کی نماز مین جائز ہو اور یہی اصح ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ مرد کو عورت کے پیچھے اقتدا جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہو۔ عورت کو عورتون کا کل نمازون خواہ وہ فرض ہو یا نفل امام بننا مکروہ ہو مگر جنازہ کی نماز مین مکروہ نہین یہ نہایہ مین لکھا ہو۔ اگر عورتین جماعت سے نماز پڑھین تو جو عورت امام ہو وہ درمیان مین کھڑی ہو لیکن اُسکے درمیان مین کھڑے ہونے سے بھی کراہت زائل نہین ہوتی اور اگر امام آگے بڑھ جاوے تو نماز فاسد نہین ہوتی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو۔ عورتون کو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا افضل ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ خنثی مشکل کو عورتون کی امامت اگر وہ آگے بڑھ جاوے تو جائز ہو اور اگر وہ درمیان مین کھڑا ہو اور مرد کے حکم مین ہو تو بسبب برابر ہو جانے کے نماز عورتون کی فاسد ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ خنثی مشکل کی امامت مردون کے واسطے اور اسی طرح خنثی مشکل کے لیے جائز نہین جو لڑکا قریب بلوغ ہو اُسکو اُسی طرح کے لڑکون کا امام بننا جائز ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو لڑکون کے پیچھے تراویح اور مطلق سنتون مین ائمہ بلخ کے قول کے بموجب اقتدا جائز ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور مختار یہ ہو کہ کسی نماز مین جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور یہی اصح ہو یہ محیط مین لکھا ہو اور یہی قول ہو اکثر فقہا کا اور یہی ظاہر روایت ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو گونگا قاری کے پیچھے اقتدا کرنے پر قادر ہو اور علیحدہ نماز پڑھے تو جائز ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو امی کو امیون کا امام بننا جائز ہو یہ سراجیہ مین لکھا ہو اگر امی ایک امی اور ایک ایسے شخص کا جو قرآن پڑھ سکتا ہو امام بنا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک سب کی نماز فاسد ہوگی اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک صرف قاری کی نماز فاسد ہوگی اور اگر وہ سب جدا جدا نماز پڑھین تو بعضون کا قول یہ ہو کہ اسمین بھی خلاف ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ نماز صحیح ہوگی یہی صحیح ہو یہ شرح مجمع البحرین مین لکھا ہو جو اسی کے مصنف کی ہو۔ اور اگر امی امام بنا اور اُسنے نماز شروع کر دی پھر قاری آیا تو بعض فقہا کا قول یہ ہو کہ نماز فاسد ہو جاویگی اور کرخی نے کہا ہو کہ فاسد نہوگی اگر ایک قاری نماز پڑھتا تھا اور امی آیا اور اُسکے پیچھے

اقتدا نہ کیا اور علیحدہ نماز پڑھ لی تو اسمین فقہا کا اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ نماز اسکی فاسد ہوگی قاری مسجد کے دروازہ پر ہو یا مسجد کے پڑوس مین ہو اور امی مسجد مین اکیلا نماز پڑھے تو بلاخلاف امی کی نماز جائز ہی اگر قاری اور نماز پڑھتا ہو اور امی دوسری نماز پڑھنا چاہتے تو بالاتفاق امی کو جائز ہی کہ علیحدہ نماز پڑھ لے اور قاری کے فارغ ہونے کا انتظار نہ کرے امام تمرتاشی نے لکھا ہی کہ امی پر واجب ہی کہ رات دن اس بات کی کوشش کرتا رہے کہ اسقدر قرآن سیکھ لے جس سے نماز جائز ہو جاتی ہی اگر وہ قصور کریگا تو عند اللہ معذور نہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہی قاری کا اقتدا امی اور گونگے کے پیچھے صحیح نہین اور اسی طرح امی کا اقتدا گونگے کے پیچھے اور کپڑا پہننے والے کا اقتدا ننگے کے پیچھے اور مسبوق کا اقتدا اپنی باقی نماز مین دوسرے مسبوق کے پیچھے صحیح نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی لاحق کا اقتدا لاحق کے پیچھے اور سواری سے اتر کر نماز پڑھنے والے کا اقتدا سوار کے پیچھے صحیح نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ ظہر کی نماز پڑھنے والے کا اقتدا عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اور آج کی ظہر پڑھنے والے کا اقتدا کل کی ظہر پڑھنے والے یا نماز جمعہ پڑھنے والے کے پیچھے اور جمعہ پڑھنے والے کا اقتدا ظہر پڑھنے والے کے پیچھے اور فرض پڑھنے والے کا اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہین اور نذر کی نماز پڑھنے والے کا اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہین لیکن اگر کسی نے دوسرے شخص کی نماز کی نذر کی ہو اور ایک انمین سے دوسرے کا اقتدا کرلے تو صحیح ہی اور نفل کی نماز توڑ کر پھر اسکے پڑھنے والے کا اقتدا ایک اسی طرح کے شخص کے پیچھے جسنے اپنی نفل توڑ دی ہو اور دوبارہ پڑھتا ہو صحیح نہین لیکن اگر وہ دونون ایک نفل مین شریک تھے اور دونون نے نماز توڑ دی اور پھر ایک نے دوسرے کا اقتدا کیا تو صحیح ہی۔ اگر دو شخصون نے یہ قسم کھائی کہ ہم نماز پڑھینگے اور پھر ایک نے دوسرے کا اقتدا کیا تو صحیح ہی۔ نذر کی نماز پڑھنے والے کا اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہین قسم کی نماز پڑھنے والے کا اقتدا نذر کی نماز والے کے پیچھے صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ننگا کچھ ننگون اور کچھ کپڑے پہننے والون کا امام ہوا تو امام کی اور ننگون کی نماز جائز ہوگی اور کپڑے پہننے والون کی بالاجماع جائز نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص تندرست ہی اور اسکا کپڑا نجس ہی اور وہ دھو نہین سکتا اسکا اقتدا ایسے شخص کے پیچھے جسکو ہر وقت حدث ہوتا رہتا ہی صحیح نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ توتلا جو بعض حرفون کے ادا کرنے پر قادر نہین اسکی امامت جائز نہین مگر اپنی طرح کے توتلون کا اسوقت امام بن سکتا ہی جب قوم مین کوئی ایسا شخص حاضر نہو جو ان حرفون کو ادا کرسکے اور اگر قوم مین ایسا شخص موجود ہو تو توتلے امام اور ساری قوم کی نماز فاسد ہوگی اور جو شخص بے محل وقف کرتا ہو اور محل وقف مین وقف نہ کرتا ہو اسکو امام نبنانا چاہیے اور اسی طرح جو شخص قرآن پڑھنے مین بہت کھنکارتا ہو اور جس شخص کو تمتمہ کی عادت ہو یعنی تے بغیر چند بار کے کہنے کے اس سے ادا نہوتی ہو یا جسمین فافاہ ہو یعنی فے بغیر چند بار کہنے کے اس سے ادا نہوتی ہو اسکو بھی امام نبنانا چاہیے اور جو شخص ایسا ہو کہ بغیر مشقت کے حرفون کو ادا نہین کرسکتا لیکن اسکو تمتمہ یا فافاہ نہین اور جب حرفون کو نکالتا ہی تو صحیح نکالتا ہی تو اسکی امامت مکروہ نہین یہ محیط زلۃ القاری کے بیان مین لکھا ہی قاری نے اگر امی کے پیچھے اقتدا کیا تو اسکی نماز شروع نہوگی یہانتک کہ اگر نفل نماز شروع کی اور توڑ دی تو اسکی قضا واجب نہوگی یہی صحیح ہی اور یہی حکم ہی اس صورت مین کہ اگر مرد عورت کے پیچھے

ف [illegible] طواف [illegible] ہی پس طواف [illegible] ایک [illegible] دوسرے سے جدا ہی تو نماز طواف مین اقتدا بھی جائز نہین لیکن [illegible] ۱۲ [illegible] اگر قاری [illegible] امی آیا [illegible] اقتدا [illegible] تنہا [illegible] صحیح [illegible] تاتارخانیہ [illegible] ۱۲ النہایہ

یا لڑکے کے پیچھے یا بے وضو یا جنب کے پیچھے نفل مین اقتدا کرے اور توڑ دے اور اصل اُن مسئلون مین یہ ہی کہ امام کا حال اگر مقتدیون کے حال کے برابر ہی یا زیادہ ہی تو کل کی نماز جائز ہی اور اگر امام کا حال مقتدیون کے حال سے کم ہی تو امام کی نماز جائز ہوجاویگی مقتدیون کی جائز نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی لیکن اگر امام امی ہی اور مقتدی قاری یا امام گونگا ہی اور مقتدی امی تو امام کی نماز بھی جائز نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور فقیہ ابو عبد اللہ جرجانی نے کہا ہی کہ اگر امی اور گونگے کو معلوم ہو کہ اُنکے پیچھے قاری ہی تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُنکی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر معلوم نہو تو نماز فاسد نہوگی جیسے قول ہی صاحبین کا اور ظاہر روایت مین معلوم ہونے اور نہ معلوم ہونے کی حالت مین کچھ فرق نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی دو شخصون نے ساتھ نماز شروع کی اور ہر ایک نے یہ نیت کی کہ مین دوسرے کا امام ہون تو دونون کی نماز پوری ہوجاویگی اور اگر ہر ایک نے یہ نیت کی کہ مین دوسرے کا مقتدی ہون تو دونون کی نماز نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص امام بنے اور اُسکے بدن پر جاندار کی تصویرین ہون تو کچھ مضائقہ نہین اسلیے کہ وہ تصویرین کپڑے ڈھانکنا مین چھپی ہین اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ اگر انگوٹھی پہنکر نماز پڑھی اور اُس مین چھوٹی سی تصویر ہی یا ایک ایسا درہم اُسکے پاس ہی جسمین تصویرین ہین تو نماز جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ تصویرین چھوٹی ہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - ایک شخص امامت کی صلاحیت رکھتا ہی اور اپنے محلہ کی مسجد مین امامت نہین کرتا اور رمضان مین دوسرے محلہ کی مسجد مین امامت کے واسطے جاتا ہی تو اُسکو چاہیے کہ اپنے محلہ سے عشا کا وقت داخل ہونے سے پہلے چلا جاوے اور اگر عشا کا وقت داخل ہونے کے بعد جاویگا تو اُسکے واسطے مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - فاسق اگر جمعہ کی نماز کی امامت کرتا ہو اور قوم اسکے منع کرنے سے عاجز ہی تو بعضون کا یہ قول ہی کہ جمعہ مین اسی کا اقتدا کرین اور جمعہ اسکی امامت کی وجہ سے نہ چھوڑین اور جمعہ کی نماز کے علاوہ اور نمازون مین اگر وہ امام بنتا ہو تو دوسری مسجد مین چلا جانا اور اسکے پیچھے اقتدا نہ کرنا جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر ایک شخص امامت کرتا ہو اور جماعت کے لوگ اس سے کارہ ہون تو اگر اُن لوگون کی کراہت اس وجہ سے ہی کہ اس شخص مین کوئی نقصان ہی یا اور شخصون مین امامت کا استحقاق اُس سے زیادہ ہی تو اُسکو امامت کرنا مکروہ ہی اور اگر وہی امامت کا زیادہ مستحق ہی تو مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی - اور نماز کو بہت دراز کرنا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام کو چاہیے کہ بعد قدر مسنون کے تطویل نہ کرے اور اہل جماعت کے حال کی رعایت کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے ایک جماعت کی امامت کی پھر اُسنے کہا مین مجوسی تھا تو وہ اسلام پر مجبور کیا جائیگا اور وہ قول اسکا مقبول نہوگا اور اُنکی نماز جائز ہوگی اور اُسکو سخت ماریں گے اور اسی طرح اگر اُسنے یہ کہا کہ مین نے مدت تک بے وضو نماز پڑھائی ہی اور وہ بے باک ہی تو اُسکا قول مقبول نہوگا اور اگر ایسا نہین ہی اور یہ احتمال ہی کہ وہ بطریق تورع اور احتیاط کے کہتا ہی تو نمازون کا اعادہ کرین اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ وہ کہے کہ میرے کپڑے مین نجاست تھی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جب یہ ظاہر ہو کہ امام کافر یا مجنون یا عورت یا خنثی یا امی تھا یا بغیر تحریمہ کے یا حدث کی حالت مین یا جنابت کی حالت مین نماز پڑھائی یہ تبیین مین لکھا ہی چوتھی فصل

ان چیزون کے بیان مین جو صحت اقتدا سے مانع ہین اور جو مانع نہین

تین چیزین اقتدا سے مانع ہین منجملہ اُنکے عام سڑک ہے جسپر گاڑیان اور لدے ہوے اونٹ گذرین
یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اگر امام اور مقتدی کے درمیان مین تنگ راستہ ہو جسمین گاڑیان اور لدے
ہوے جانور نہ گذرتے ہون وہ اقتدا سے مانع نہین اور اگر چوڑا راستہ ہو جسمین گاڑیان اور لدے ہوے
جانور گذرتے ہون وہ اقتدا سے مانع ہے یہ فتاوے قاضی خان اور خلاصہ مین لکھا ہے - یہ اسوقت ہے کہ جب
صفین راستہ پر ملی ہوئی نہون لیکن اگر صفین ملی ہوئی ہون تو اقتدا سے مانع نہین - سڑک پر ایک
آدمی کے کھڑے ہونے سے صفین نہین ملجاتی تین سے بالاتفاق ملجاتی ہین دو مین اختلاف ہے امام
ابو یوسف رح کے قول کے بموجب ملجاتی ہین اور امام محمد رح کے قول کے موافق نہین ملتی ہین یہ محیط مین
لکھا ہے - اگر امام راستہ مین کھڑا ہوا اور راستہ کی لمبائی مین لوگ اُسکے پیچھے صفین باندھین تو اگر امام اور اُسکے
پیچھے کی صف مین اسقدر فصل نہین کہ گاڑی گذرجاسکے تو نماز جائز ہوگی اور یہی حکم ہے پہلی صف اور دوسری
صف کے درمیان مین اسی طرح آخر صفوف تک یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے جنگل کے میدان مین اسقدر
فصل جسمین دو صفین آجاوین مانع اقتدا ہے اور عیدگاہ مین فاصلہ اگرچہ بقدر دو صفون یا زیادہ کے ہو مانع اقتدا
نہین اور جنازہ گاہ مین مشائخ کا اختلاف ہے نوازل مین اسکو بھی مسجد کے حکم مین بیان کیا ہے یہ خلاصہ
مین لکھا ہے اور منجملہ انکے بڑی نہر ہے جسپر بغیر کسی تدبیر یعنی پل وغیرہ کے عبور ممکن نہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے
پس اگر مقتدی اور امام کے درمیان ایک بڑی نہر ہو جسمین کشتیان اور ڈونگے چلتے ہون تو اقتدا سے
مانع ہے اور اگر چھوٹی ہے جسمین کشتیان نہین چلتین تو مانع اقتدا نہین یہی مختار ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ
جواہر اخلاطی مین لکھا ہے اور یہی حکم ہے اُس صورت مین کہ اگر نہر جامع مسجد کے اندر ہو یہ فتاوے قاضی خان مین
لکھا ہے اور اگر نہر پر پل ہو اور اُسپر صفین ملی ہون تو جو شخص نہر کے اس پار ہے اسکو اقتدا منع نہین اور تین آدمیون
کو بالاجماع حکم صف کا ہے ایک کو بالاجماع حکم صف کا نہین دو مین اختلاف ہے جیسے راستے کے بیان مین
مذکور ہوا اگر امام اور مقتدی کے درمیان مین پانی کا چشمہ یا حوض ہے اگر وہ اسقدر ہے کہ ایک طرف نجاست
گرنے سے دوسری جانب کو نجس ہو جاوے تو مانع اقتدا نہین اور اگر نجس نہین ہوتا تو مانع اقتدا ہے یہ محیط مین لکھا ہے
اور منجملہ انکے عورتون کی پوری صف ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے - اگر پوری صف عورتون کی امام کے پیچھے
ہو اور اُنکے پیچھے مردون کی صفین ہون تو ان سب صفون کی نماز استحساناً فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے
اگر کچھ لوگ مسجد مین سائبان کی چھت پر نماز پڑھتے ہون اور نیچے اُنکے اُنسے آگے عورتین ہین یا راستہ
ہو تو انکی نماز جائز نہوگی پس اگر تین عورتین ہین تو ظاہر روایت کے بموجب ہر صف کے تین شخصون کی نماز
آخر صفون تک فاسد ہوگی اور باقی لوگون کی نماز جائز ہوگی اور اگر عورتون کی پوری صف ہو تو سب کی
نماز فاسد ہوگی اور اگر جو لوگ سائبان کے اوپر ہین اُنکے نیچے اُنکے مقابل عورتین ہون تو جو لوگ اوپر
ہین انکی نماز جائز ہوگی یہ فتاوے قاضی خان کے مسائل شک مین لکھا ہے فوائد شیخ زاہد ابو الحسن
رستغفنی مین لکھا ہے کہ اگر مسجد مین بالاخانہ ہو اور بالاخانہ پر عورتون کی صفین ہون جنہون نے امام

اقتدا کیا ہو اور بالاخانہ کے نیچے مردوں کی صفیں ہوں تو جو لوگ عورتوں سے پیچھے ہونگے انکی نماز فاسد نہوگی امام
عورتوں اور مردوں کو نماز پڑھاتا ہی اور عورتوں کی صف مردوں کی صف کے برابر ہی تو ایک شخص جو عورتوں
اور مردوں کے درمیان میں ہی اسکی نماز فاسد ہوجاویگی اور وہ شخص مردوں اور عورتوں کے درمیان میں
مثل سترہ کے ہوجاویگا اسی طرح اگر مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان میں سترہ بقدر اس لکڑی کے
ہو جو اونٹ کے کجاوہ میں آخر پر لگی ہوتی ہی تو مردوں کے واسطے حجاب ہوجاویگی اور کسی کی نماز فاسد نہوگی
اگر درمیان سترہ میں بقدر ایک ہاتھ کے دیوار ہو تو وہ بھی سترہ ہوجاویگی اور اگر اس سے کم ہی تو سترہ نہوگی لیکن
اگر عورتیں اس دیوار سے اوپر ہوں اور وہ دیوار بقدر ایک ذراع کے ہو تو سترہ نہوگی اور اگر وہ دیوار بقدر
قد آدم ہوگی تو جو مرد نیچے ہیں انکے واسطے سترہ ہوگی اور جو دیوار پر ہیں انکے واسطے سترہ نہوگی یہ محیط
میں لکھا ہی۔ اگر امام اور مقتدی کے درمیان میں دیوار اسقدر ہو کہ مقتدی اگر امام تک پہونچنے کا قصد
کرے تو نہ پہونچے تو اقتدا صحیح نہوگا خواہ امام کا حال اسپر مشتبہ ہو یا نہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہی اور اگر دیوار چھوٹی
ہو اور مقتدی کو امام تک پہونچنے کی مانع نہو یا بڑی ہو اور اسمیں روزن ہو کہ امام تک پہونچ جانے کا مانع
نہیں تو اقتدا صحیح ہی اور یہی حکم ہی اس صورت میں کہ اگر سوراخ چھوٹا ہو اور امام تک پہونچنے کا مانع ہو لیکن بسبب
سننے کے یا دیکھنے کے امام کے حال میں شبہہ نہیں ہوتا ہی صحیح ہی لیکن اگر دیوار چھوٹی ہو اور امام تک
پہونچنے کی مانع ہو لیکن امام کا حال چھپا نہ رہے تو بعضوں نے کہا ہی اقتدا صحیح ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ محیط
میں لکھا ہی اگر دیوار میں دروازہ بستہ ہو تو بعضوں نے کہا ہی اقتدا صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ امام تک
پہونچنے کے لیے مانع ہی اور بعضوں نے کہا ہی صحیح ہی اسلیے کہ دروازہ پہونچنے کے لیے بنایا گیا ہی پس بند
ہونے کی حالت میں بھی کھلے ہوئے ہونے کا حکم ہوگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہی مسجد کے درمیان میں کنواں ہی تو اقتدا کا
مانع اقتدا نہیں یہ وجیز کردری میں لکھا ہی۔ اگر مسجد کے کنارہ پر اقتدا کیا اور امام محراب میں ہی تو جائز ہی یہ شرح
طحاوی میں لکھا ہی۔ اگر کسی کے مکان کی چھت مسجد سے ملی ہوئی ہو تو اسپر سے اقتدا جائز نہیں اگرچہ امام کا حال مشتبہ
نہوتا ہو یہ فتاوی قاضی خان اور خلاصہ میں لکھا ہی۔ اور یہی صحیح ہی لیکن اگر مسجد کی دیوار پر سے اقتدا کرے
تو صحیح ہی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہی اگر ایسی دیوار پر کھڑا ہو جو اسکے گھر اور مسجد کے درمیان میں ہی اور امام
کا حال مشتبہ نہیں ہوتا تو اقتدا صحیح ہی اور اگر اپنے چبوترہ پر کھڑا ہوا جو مسجد سے خارج ہی مگر مسجد سے ملا ہوا ہی
تو اگر صفیں ملی ہوئی ہیں تو اقتدا جائز ہی یہ خلاصہ میں لکھا ہی۔ مسجد کے پڑوس میں رہنے والا اپنے گھر میں
سے مسجد کے امام سے اقتدا کر سکتا ہی اگر اسکے اور مسجد کے درمیان میں کوئی عام راستہ نہو
اور اگر راستہ ہو مگر صفوں کی وجہ سے بند ہوگیا تب بھی جائز ہی یہ تاتارخانیہ میں حجہ سے نقل کیا ہی۔ اگر
مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد میں ہو اگر چھت پر دروازہ مسجد کی طرف کو ہو اور امام کا حال مشتبہ نہو تو
اقتدا صحیح ہی اور اگر امام کا حال اس سے مشتبہ ہو تو صحیح نہیں یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہی اور اگر چھت میں
دروازہ مسجد کی طرف کو نہو اور امام کا حال مشتبہ نہو تو بھی اقتدا صحیح ہی اور اسی طرح اگر مینارہ پر کھڑا ہو کر
امام مسجد سے اقتدا کی تو بھی جائز ہی یہ خلاصہ میں لکھا ہی پانچویں فصل امام اور مقتدی کے

مقام کے بیان مین اگر امام کے ساتھ ایک شخص ہو یا ایک لڑکا ہو جو نماز کو سمجھتا ہو تو اسکے داہنی طرف
کھڑا ہو یہی مختار ہی اور ظاہر روایت کے موجب امام کے پیچھے نہ کھڑا ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر بائین طرف کھڑا
ہو تب بھی جائز ہی لیکن بُرائی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر پیچھے کھڑا ہو تو جائز ہی اور امام محمد رح نے کراہت
کا ذکر صاف نہین کیا مشائخ فقہا کا اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی مکروہ ہی یہی صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر
امام کے ساتھ دو مقتدی ہون تو پیچھے کھڑے ہون اور اگر ایک مرد ایک لڑکا ہو تو بھی پیچھے کھڑے ہون اور
اگر ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد داہنی طرف اور عورت پیچھے کھڑی ہو اور اگر امام کے ساتھ دو مرد اور ایک
عورت ہو تو دونون مرد امام کے پیچھے کھڑے ہون اور عورت ان دونون کے پیچھے کھڑی ہو اور اگر امام کے
ساتھ دو مرد ہون اور امام اُن دونون کے بیچ مین کھڑا ہو تو نماز جائز ہوگی اور اگر دو مرد جنگل مین نماز پڑھتے
ہون ایک مقتدی ہو اور امام کی داہنی طرف کھڑا ہو اور تیسرا شخص آکر مقتدی کو شروع کی تکبیر کہنے سے پہلے
اپنی طرف کو کھینچے تو شیخ امام ابو بکر طرخان سے منقول ہی کہ مقتدی کی نماز کسی شخص کے کھینچنے سے فاسد نہوگی
قبل تکبیر کے کھینچے یا بعد تکبیر کے یہ محیط مین لکھا ہی۔ فتاوے عتابیہ مین ہی کہ یہی صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر
دو شخص جنگل مین نماز پڑھتے ہون اور ایک انمین سے دوسرے شخص کا امام ہو پھر ایک تیسرا شخص آکر انکی
نماز مین داخل ہوگیا اور امام اپنے موقع سجود سے اسقدر آگے بڑھگیا جسقدر فاصلہ صف اول اور امام مین ہوتا ہی
تو اُنکی نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ لڑکے اور خنثٰے اور عورتین اور قریب بلوغ لڑکیان جمع ہون
تو مرد امام کے قریب کھڑے ہون اور اُنکے پیچھے لڑکے اُنکے پیچھے خنثٰے اُنکے پیچھے عورتین پھر لڑکیان یہ شرح
طحاوی مین لکھا ہی۔ عورتون کو جماعت مین حاضر ہونا مکروہ ہی مگر بوڑھی عورت کو فجر اور مغرب اور عشا مین آنا مکروہ
نہین مگر اس زمانہ مین بسبب ظہور فساد کے فتوے اسپر ہی کہ کل نمازون مین آنا مکروہ ہی یہ کافی مین لکھا ہی
اور یہی مختار ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جماعت والون کو چاہیے کہ جب نماز کو کھڑے ہون تو برابر کھڑے ہون
اور درمیان کے فاصلہ بند کرلین اور مونڈھے سے مونڈھے برابر کرین اگر امام اُنکو اسکا حکم کرے تو مضائقہ
نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور امام کو چاہیے کہ وسط صف کے مقابل مین کھڑا ہو اُسکے داہنے اور بائین
کھڑا ہونا بسبب مخالفت سنت کے بُرا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام کے مقابلہ مین وہ شخص ہونا چاہیے جو جماعت
مین سب سے افضل ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی پہلی صف مین کھڑا ہونا دوسری سے اور دوسری مین کھڑا
ہونا تیسری سے افضل ہی اگر پہلی صف مین ایک آدمی کی جگہ خالی ہو اور دوسری مین نہو تو دوسری صف کو چیر کر
چلا جاوے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور مقتدی کے واسطے افضل وہ جگہ ہی جو امام سے قریب ہو اور اگر کئی مقام امام سے
قریب مین برابر ہون تو امام کے داہنی طرف کھڑا ہو یہی احسن ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ عورت کا مرد سے مقابل ہونا مرد کے
واسطے مفسد صلوٰۃ ہی اور اسکے لیے بہت سی شرطین ہین منجملہ اُنکے یہ ہی کہ مقابل ہونے والی عورت مشتہات
قابل جماع ہو عمر کا اعتبار نہین یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر ایسی لڑکی ہو کہ جسکی طرف رغبت نہوتی ہو اور
وہ نماز کو سمجھتی ہو اُسکے مقابل ہوجانے سے نماز فاسد نہین ہوتی یہ کافی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ نماز
ایسی ہو جسمین رکوع اور سجدہ کرتے ہین اگرچہ وہ دونون اشارہ سے ہی نماز پڑھتے ہون اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ وہ

دونون نماز مین از روے تحریمہ اور ادا کے شریک ہون تحریمہ مین شریک ہونے کے معنی یہ ہین کہ ان دونون
نے حقیقۃ امام کے تحریمہ پر تحریمہ کیا ہو اور ادا مین شریک ہونے کے معنی یہ ہین کہ جو نماز ادا کرین اُس مین اُن
دونون کے لیے ایک امام ہو تحقیقًا یا تقدیرًا اول سے آخر تک ایک امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا امام کے
تحریمہ پر تحریمہ باندھتا ہی اور اُسی کی ادا کے ساتھ نماز حقیقۃ ادا کرتا ہی اور لاحق تحریمہ امام کے تحریمہ پر حقیقۃ باندھتا ہی
اور جو نماز امام کے بعد قضا کرتا ہی اسمین وہ امام کے ادا کے ساتھ تقدیرًا ادا کرتا ہی اور مسبوق تحریمہ مین امام
کے ساتھ ہوتا ہی اور جو نماز بعد کو پڑھتا ہی اُسکی ادا مین جدا ہوتا ہی پس اگر عورت مرد کے ساتھ اُس نماز مین مقابل
ہوجائے جو امام کے بعد دونون ادا کرتے ہین تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ وہ
دونون ایک مکان مین ہون یہان تک کہ اگر مرد چبوترہ پر ہو اور عورت زمین پر اور چبوترہ بقدر قد آدم کے
ہو تو مرد کی نماز فاسد نہوگی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ دونون کے درمیان مین کچھ حائل نہو یہان تک
کہ اگر وہ دونون ایک مکان مین ہون زمین پر یا چبوترہ پر مگر ان دونون کے درمیان مین ستون ہو تو مرد
کی نماز فاسد نہوگی یہ کافی مین لکھا ہی اور کم سے کم یہ ہی کہ اگر ایک لکڑی اسقدر جیسے اونٹ کے کجاوہ کے آخر
مین ہوتی ہی اور اُنگلی کے برابر موٹی ہو تو اُسکے حائل ہونے سے نماز فاسد نہوگی اگر درمیان مین جگہ خالی
ہو تو وہ بھی حائل کے قائم مقام ہوجاویگی اور کم سے کم وہ جگہ اتنی ہونی چاہیے کہ جسمین ایک مرد کھڑا ہوسکتا ہو
یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ عورت اس قسم کی ہو کہ جسکی نماز صحیح ہوتی ہی اگر مجنونہ عورت مرد کے برابر
ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ کافی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ امام نے اُسکی یا عورتون کی امامت کی نیت
کی ہو اور امامت عورتون کی وقت شروع کے ہوتی ہی نہ بعد اُسکے اور عورتون کی امامت کی نیت صحیح ہونے کے
واسطے عورتون کا حاضر ہونا شرط نہین اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ پورے رکن مین برابر ہو یہان تک کہ اگر تکبیر
ایک صف مین کہے اور رکوع دوسری صف مین کرے اور سجدہ تیسری صف مین کرے تو ہر صف مین
سے جو شخص اُسکے داہنے اور بائین اور پیچھے ہوگا اُسکی نماز فاسد ہوگی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اُن دونون کی نماز
پڑھنے کی جہت ایک ہو یہان تک کہ اگر جہت مختلف ہوگی تو نماز فاسد نہوگی اور اختلاف جہت کا صرف دو صورتون
مین ہوتا ہی یا یہ کہ کعبہ کے اندر دونون نماز پڑھتے ہون یا اندھیری رات ہو اور ہر ایک اپنی رائے سے
قبلہ کی جہت مختلف مقرر کرلے اور عورت کے برابر ہونے کے مسئلہ مین پنڈلی اور ٹخنہ کا برابر ہونا موافق صحیح
قول کے معتبر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اس مسئلہ مین عورتون کا حکم سب عورتون کو شامل ہی خواہ اجنبیہ ہو خواہ محرم
ہو خواہ ایسی عورت ہو کہ جس سے جماع درست ہی خواہ ایسی چھوٹی لڑکی ہو جسکی طرف رغبت ہوتی ہی خواہ ایسی
بوڑھی عورت ہو جس سے مرد نفرت کرتے ہون یہ کفایہ مین لکھا ہی ایک عورت تین مردون کی نماز فاسد
کرتی ہی ایک اُس شخص کی جو اُسکے داہنے ہی ایک اُس شخص کی جو اُسکے بائین ہی اور ایک اُس شخص کی جو
اُسکے پیچھے ہی اُس سے زیادہ اور لوگون کی نماز فاسد نہین ہوتی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی
یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی دو عورتین چار مردون کی نماز فاسد کرتی ہین ایک اُسکی جو اُن دونون کے داہنے طرف ہی ایک
اُسکی جو بائین طرف ہو اور دو وہ شخص جو اُن دونون کے پیچھے اُنکے مقابل ہین اور اگر تین عورتین ہون

تو ایک اس شخص کی نماز فاسد ہوگی جو اُنکے داہنی طرف ہی اور ایک اُسکی جو اُنکے بائین طرف ہو اور تین مرد اُنکے پیچھے کے ہر صف مین سے آخر صفوف تک یہی ظاہر جواب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی خنثی مشکل کے برابر ہوجانے سے نماز فاسد نہین ہوتی یہ تاتارخانیہ کی فصل بیان مقام امام و ماموم مین لکھا ہی فصل اُن چیزون کے بیان مین کہ جنمین امام کی متابعت کرتے مین اور جنمین نہین کرتے اگر مقتدی تشہد مین شریک ہوا اور امام مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے کھڑا ہوگیا یا امام نے مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو مختار یہ ہی کہ مقتدی تشہد کو پورا کرے یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور اگر پورا نہ کرے تو جائز ہی اگر امام نے مقتدی کے تشہد کے فارغ ہونے سے پہلے کلام کر دیا تو مقتدی تشہد کو اس طرح پورا کرے جیسے سلام کی صورت مین پورا کرتا اور اگر امام نے مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونے سے پہلے عمداً حدث کیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی امام تشہد سے فارغ ہوکر پہلے قعدہ سے تیسری رکعت کو کھڑا ہوا اور مقتدیون مین سے کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول گیا تھا یہان تک کہ سب لوگ کھڑے ہوگئے تو جس شخص نے تشہد نہین پڑھا ہی اُسکو چاہیے کہ پھر لوٹے اور تشہد پڑھے پھر امام کے ساتھ ہوجاوے اگرچہ اُسکو رکعت کے فوت ہوجانے کا خوف ہو یہ کفایہ مین لکھا ہی اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی ابھی دعا سے جو بعد تشہد کے ہوتی ہی فارغ نہین ہوا یا ابھی مقتدی نے درود نہین پڑھا تو امام کے ساتھ سلام پھیر دے اگر امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اُٹھا لیا اور مقتدی نے ابھی تین مرتبہ تسبیح پوری نہین کی تو صحیح یہ ہی کہ امام کی متابعت کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر مقتدی نے امام کے رکوع یا سجدہ سے پہلے سر اُٹھا لیا تو چاہیے کہ پھر رکوع یا سجدہ مین چلا جاوے اور وہ دو رکوع یا دو سجدے نہین ہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر امام نے سجدہ بہت دیر تک کیا اور مقتدی نے اس گمان سے کہ شاید امام نے دوسرا سجدہ کیا سر اُٹھا لیا اور پھر دوسرے سجدہ مین چلا گیا تو اگر پہلے سجدہ کی نیت کرکے گیا یا کچھ نیت نہ کی یا دوسرے سجدہ اور امام کی متابعت کی نیت کی تو پہلا ہی سجدہ ہوگا اور اگر صرف دوسرے سجدہ کی نیت کی اور اُسکے ساتھ کچھ اور نیت نہ کی تو دوسرا سجدہ ہوگا پس اگر امام اس سجدہ مین اُسکے ساتھ شریک ہوجاوے تو جائز ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر مقتدی نے اپنا سر دوسرے سجدہ سے اُسوقت اُٹھا لیا کہ امام نے ابھی پیشانی زمین پر نہین رکھی تو جائز نہوگا اور اُس سجدہ کا اعادہ اُسپر واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کریگا تو نماز فاسد ہوگی یہ فتاوی قاضی خان اور خلاصہ مین لکھا ہی اگر مقتدی نے سجدہ دیر تک کیا اور امام نے دوسرا سجدہ کر دیا اُسوقت مقتدی نے پہلے سجدہ سے سر اُٹھایا اور یہ گمان ہوا کہ امام پہلے ہی سجدہ مین ہی پس دوبارہ سجدہ مین چلا گیا تو اُسکا دوسرا سجدہ واقع ہوجاویگا اگرچہ اُسنے پہلے ہی سجدہ کی نیت کی ہو اور کی نہ کی ہو کیونکہ وہ نیت اپنے محل مین نہوئی نہ باعتبار اُسکے فعل کے نہ باعتبار امام کے فعل کے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پانچ چیزین ہین کہ اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرے عید کی تکبیرین اور پہلا قعدہ اور تلاوت کا سجدہ اور سہو کا سجدہ اور قنوت اگر فوت رکوع کا خوف ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور اگر خوف نہو تو قنوت پڑھے پھر رکوع کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور چار چیزین ایسی ہین کہ اگر عمداً اُنکو امام ادا کرے تو مقتدی اُنمین متابعت نہ کرے اگر امام اپنی نماز مین عمداً کوئی سجدہ زیادہ کرے یا عید کی تکبیرون مین صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے زیادتی کرے یا جنازہ کی نماز مین پانچ تکبیرین کہے یا پانچوین رکعت کو

بھول کر کھڑا ہوجاوے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی پھر اگر امام پانچوین رکعت مین سجدہ کرنے سے پہلے بیٹھ گیا اور سلام
پھیر دیا تو مقتدی بھی اُسکے ساتھ سلام پھیرے اور اگر امام نے پانچوین رکعت کا سجدہ کرلیا تو مقتدی سلام پھیر دے
اور اگر امام نے چوتھی رکعت مین قعدہ نہ کیا اور پانچوین رکعت کو بھول کر کھڑا ہوگیا اور مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام
پھیر دیا پھر امام نے پانچوین رکعت مین سجدہ کیا تو سب کی نماز فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور نو چیزین ایسی
ہین کہ اگر امام اُنکو چھوڑ دے تو مقتدی ادا کرے تحریمہ کا رفع یدین اور ثنا اگر امام الحمد پڑھتا ہو اور اگر امام سورۃ پڑھتا
ہو تو امام محمد رح کے نزدیک مقتدی ثنا نہ پڑھے امام ابو یوسف رح کا آمین خلاف ہی اور امام رکوع یا سجدہ کی تکبیر
چھوڑ دے یا تسبیح اُن دونون مین چھوڑ دے یا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یا تشہد پڑھنا یا سلام یا تکبیرات تشریق چھوڑ دے
تو مقتدی اُنکو ادا کرے اور اگر سب رکعت مین رکوع اور سجود امام سے پہلے کیا تو ایک رکعت بلا قراۃ قضا کرے یہ وجیز
کردری مین لکھا ہی اگر مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا اور امام اُس سجدہ مین مل گیا تو جائز ہی لیکن مقتدی کو ایسا کرنا مکروہ
ہی یہ محیط مین صفت صلوۃ مین لکھا ہی ساتوین **فصل مسبوق اور لاحق کے بیان مین** مسبوق وہ ہی جسکی پہلی رکعت
امام کے ساتھ نہ ملے اور اُسکے واسطے بہت سے احکام ہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اگر وہ ایسی رکعت
کی قرأت مین شریک ہو جسمین امام جہر کرتا ہی تو ثنا نہ پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ تجنیس مین لکھا ہی اور یہی اصح
ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی برابر ہی کہ قریب ہو یا بعید ہو یا بہرے ہونے کی وجہ سے امام کی آواز نہ سنتا ہو یہ خلاصہ
مین لکھا ہی اور جب اپنی باقی نماز قضا کرنے کو کھڑا ہو تو ثنا اور اعوذ بھی پڑھے یہ فتاوے قاضی خان اور خلاصہ اور
ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر امام جہر نہ کرتا ہو تو اسی وقت ثنا پڑھ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر امام کو رکوع
یا سجدہ مین پایا تو دل مین غور کرے اگر غالب گمان یہ ہو کہ ثنا پڑھ کر رکوع یا سجدہ مین امام کے ساتھ مل جاویگا
تو کھڑے ہونے کی حالت مین ثنا پڑھے ورنہ امام کی متابعت کرے اور ثنا نہ پڑھے اور اگر امام کو رکوع
یا سجدہ مین نہ پاویگا تو ثنا نہ پڑھے اور اگر امام کو قعدہ مین پاوے تو ثنا نہ پڑھے بلکہ شروع کی تکبیر کہے
پھر اللہ اکبر کہکر بیٹھ جاوے یہ بحر الرائق کی صفت صلوۃ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اول امام کے ساتھ نماز پڑھے
اُسکے بعد جو نماز چھوٹ گئی ہو اُسکو قضا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر اپنی چھوٹی ہوئی نماز اول پڑھ لی پھر امام کے
ساتھ ہوا تو بعضون نے کہا ہی کہ نماز اُسکی فاسد ہوگی یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور جامع الفتاوے مین لکھا ہی
کہ بعض متاخرین کے نزدیک جائز ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اظہر قول فساد کا ہی یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ مقدار تشہد کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑا نہو جاوے لیکن چند صورتون
مین امام سے پہلے کھڑا ہوجانا جائز ہی اگر مسبوق نے موزہ پر مسح کیا ہو اور اُسکی مدت کے جاتے رہنے کا خوف
ہو یا معذور ہو اور وقت نماز کے نکل جانے کا خوف ہو یا مسبوق کو جمعہ مین عصر کا وقت داخل
ہوجانے کا خوف ہو یا عیدین کی نماز مین ظہر کا وقت داخل ہوجانے کا خوف ہو یا فجر کی
نماز مین سورج نکلنے کا خوف ہو یا اُسکو حدث آجانے کا خوف ہو تو جائز ہی کہ امام کے فارغ ہونے یا سجدہ سہو کا
انتظار نہ کرے لیکن اگر وقت کے نکلنے سے نماز فاسد ہونے کا خوف نہو تو امام کی متابعت کرے اور
اسی طرح اگر مسبوق کو یہ خوف ہو کہ اگر امام کے سلام کا انتظار کریگا تو آدمی اُسکے سامنے کو گذرینگے

تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے اپنی نماز پڑھنے کو کھڑا ہوجاوے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور ان
صورتون کے علاوہ بقدر تشہد کے بیٹھ کر کھڑا ہوگیا تو نماز صحیح ہوگی اور مکروہ تحریمی ہوگی یہ فتح القدیر
اور بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر مقدار تشہد سے پہلے اٹھ گیا تو نماز جائز نہوگی اور اگر مسبوق امام کے
سلام سے پہلے فارغ ہوگیا اور سلام مین امام کی متابعت کی تو بعضون نے کہا ہی کہ نماز فاسد ہوجاویگی اور
بعضون نے کہا ہی کہ فاسد نہوگی اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ اور فتح القدیر مین لکھا ہی اور منجملہ انکے یہ ہی کہ دونون
سلامون کے بعد بھی اپنی نماز پڑھنے کے واسطے کھڑا نہو بلکہ امام کے فارغ ہونے کا منتظر رہے یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی اور اُسوقت تک ٹھہرے کہ امام سنتون کے لیے اگر نماز کے بعد سنتین ہون کھڑا ہو یا اگر
سنتین نہون تو محراب سے پھر جاوے یا اپنی جگہ سے ہٹ جاوے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اگر امام پر
سجدہ سہو ہوتا تو وہ ادا کرلیتا یہ تمرتاشی باب صلوۃ العید مین لکھا ہی اور منجملہ انکے یہ ہی کہ تشہد
اخیر مین امام کی متابعت کرے اور جب تشہد پڑھ چکے تو اُسکے بعد کی دعائین نہ پڑھے اسمین اختلاف
ہی کہ پھر کیا کرے ابن شجاع سے منقول ہی کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ بار بار پڑھتا رہے یہی
مختار ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ مسبوق تشہد کو ایسا آہستہ آہستہ پڑھے کہ امام کے سلام کے
قریب فارغ ہو یہ وجیز کردری اور فتاوے قاضی خان اور خلاصہ اور فتح القدیر مین لکھا ہی اور منجملہ انکے
یہ ہی کہ اگر بھول کر امام کے ساتھ یا امام سے پہلے سلام پھیرے تو اسپر سجدہ سہو نہین آویگا اور اگر امام کے
بعد سلام پھیرے تو سجدہ سہو آویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اور اگر
امام کے ساتھ سلام یہ جانکر پھیرے کہ اُسکو بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو وہ عمداً سلام ہوا پس نماز
اُسکی فاسد ہوجاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیرا پھر اُسکو یہ گمان ہوا کہ اُس سے
نماز فاسد ہوگئی اور پھر اُسنے تکبیر کہکر از سر نو نماز شروع کرنے کی نیت کی تو پچھلی نماز سے خارج ہوگیا لیکن اگر
تنہا نماز پڑھنے والے کو شک ہوا اور تکبیر کہکر از سر نو نماز پڑھنے کی نیت کی تو خارج نہین ہوتا یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ انکے یہ ہی کہ مسبوق جو اپنی نماز پڑھتا ہی وہ قراءت کے حق مین
اُسکی پہلی نماز ہی اور تشہد کے حق مین اُسکی آخر نماز ہی یہان تک کہ اگر ایک رکعت مغرب کی ملی تھی تو دو رکعتون مین
قضا پڑھے اور انکے درمیان مین قعدہ کرے پس اُسکے تین قعدے ہوجاوینگے اور ان دونون مین الحمد
اور سورۃ پڑھے اور اگر اُن دونون مین سے ایک مین قراءت چھوڑ دی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر چار
رکعتون کی نماز مین سے ایک رکعت ملی تو اُسکو چاہیے کہ ایک رکعت اس طور پر قضا کرے کہ
جسمین الحمد اور سورۃ پڑھے پھر تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اسی طور پر قضا کرے اور تشہد نہ پڑھے اور
تیسری رکعت مین اُسکو اختیار ہی اور قراءت افضل ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر امام کے ساتھ دو رکعتین ملین
تو دو رکعت قراءت سے قضا کرے اور اگر ایک مین قراءت چھوڑ دیگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر امام نے
پہلے دوگانہ مین قراءت چھوڑ دی ہو اور دوسرے دوگانہ مین اُسکو قضا کرتا ہو اور اُسمین مسبوق شریک
ہوا تو جب اپنی نماز قضا کرے تو اُسمین بھی قراءت پڑھے یہان تک کہ اگر چھوڑیگا تو نماز فاسد ہوجاویگی

یہ ذخیرہ کردری میں لکھا ہی اور منجملہ انکے یہ ہی کہ مسبوق اپنی نماز پڑھنے میں علیحدہ نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہو مگر
چار مسئلون میں منفرد کے حکم میں نہیں اول یہ کہ نہ اسکو کسی کے ساتھ اقتدا جائز ہی نہ اسکے ساتھ کسی کو اقتدا جائز ہی تو اگر
مسبوق نے مسبوق سے اقتدا کیا تو امام کی نماز فاسد نہوگی مقتدی کی نماز فاسد ہوگی قرأت کرے یا نکرے
یہ بحر الرائق میں لکھا ہی اگر وہ مسبوقون میں سے ایک شخص یہ بھول گیا کہ اسکو کسقدر نماز قضا کرنا ہی لہذا دوسرے کو دیکھ
دیکھ کر قضا کی مگر اُسکا اقتدا نہ کیا تو نماز صحیح ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہی کہ اگر امام کو سہو کا گمان ہوا اور اُسنے
سجدہ سہو کا کیا اور مسبوق نے متابعت کی پھر معلوم ہوا کہ اُسپر سہو نہ تھا تو اسمین دو روایتین ہین اشہر
روایت یہ ہی کہ مسبوق کی نماز فاسد ہوگی اسلیئے کہ اُسنے جدا ہوجانیکے موقع مین اقتدا
کیا فقیہ ابو اللیث نے کہا ہی کہ ہمارے زمانہ مین فاسد نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر یہ معلوم نہوا تو فقہا
قول کے بموجب مسبوق کی نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی اور ابو حفص
کبیر اسی پر فتوے دیتے تھے اور اسی کو فقہا نے لیا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اگر امام پانچوین رکعت کو کھڑا
ہوگیا اور مسبوق نے متابعت کی تو اگر امام چوتھی رکعت مین بیٹھا تھا تو مسبوق کی نماز فاسد
ہوجاویگی اور اگر نہین بیٹھا تھا تو جب تک امام پانچوین رکعت کا سجدہ نہ کریگا تب تک فاسد نہوگی اور جب پانچوین
رکعت کا سجدہ کریگا تو کل کی نماز فاسد ہوجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی دوسرا اُنمین کا
یہ ہی کہ اگر مسبوق نے سرے سے نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیر کہی تو نماز اُسکی از سرِ نو
شروع ہوجاویگی اور پچھلی نماز قطع ہوجاویگی مگر منفرد نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیر کہے تو اُسکی پچھلی نماز
قطع نہین ہوتی تیسرا اُنمین کا یہ ہی کہ اگر مسبوق اپنی نماز قضا کرنیکے واسطے کھڑا ہوا اور امام پر دو سجدے
سہو کے مسبوق کے داخل ہونے سے پہلے کے تھے پس امام نے سجدہ سہو کا کیا تو مسبوق
کو چاہیے کہ جب تک رکعت کا سجدہ نہین کیا ہی تو پھر لوٹے اور اُسکے ساتھ سجدہ مین شریک ہوجاوے
اور اگر نہ لوٹا اور سجدہ کرلیا تو اسی طرح پڑھتا رہے مگر آخر نماز مین سجدہ سہو کا کرلے مگر منفرد کا یہ حال نہین اسلیئے
کہ اُسپر دوسرے کے سہو سے سجدہ نہین آتا چوتھا یہ کہ بالاتفاق یہ حکم ہی کہ مسبوق تشریق کی تکبیرین
کہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک منفرد پر تشریق کی تکبیرین واجب نہین یہ فتح القدیر اور بحر الرائق
مین لکھا ہی اور منجملہ انکے یہ ہی کہ سہو مین امام کی متابعت کرے اور سلام مین اور تکبیر مین اور لبیک
کہنے مین متابعت نہ کرے اگر سلام مین اور لبیک مین متابعت کی تو نماز فاسد ہوگی اور اگر تکبیر مین متابعت
کی اور وہ اپنے آپ کو مسبوق جانتا ہی تو اُسکی نماز فاسد نہوگی شمس الائمہ سرخسی اسی طرف مائل ہین
یہ ظہیریہ مین لکھا ہی تکبیر سے تکبیر تشریق مراد ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ انکے یہ ہی کہ اگر امام
کو سجدہ تلاوت یاد آوے اور اُسکے قضا کرنے کی طرف کو عود کرے تو اگر مسبوق نے اپنی رکعت
کا سجدہ نہین کیا ہی تو اُسکو چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرے اور اُسکے ساتھ سہو کا سجدہ کرے پھر اپنی
نماز قضا کرنے کے واسطے کھڑا ہو اور اگر وہ مقتدی نہ لوٹا تو اُسکی نماز فاسد ہوگی اور اگر اپنی نماز مین
رکعت کا سجدہ کرلینے کے بعد امام کی متابعت کی تو اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی اکثر یہی ایک روایت ہی اور اگر متابعت

نہ کی تب بھی اصل کی روایت کے بموجب فاسد ہوجاویگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور یہی بدایع اور تاتارخانیہ مین
طحاوی اور مضمرات اور شرح مبسوط سرخسی اور سراج الوہاج اور خلاصہ سے نقل کیا ہی اور اگر امام نے سجدہ
تلاوت کی طرف کو عود نکیا تو مسبوق کی نماز سب حالتون مین پوری ہوجاویگی اور جسقدر اُسکے ذمہ ہی وہی
ادا کریگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر امام کو نماز کا سجدہ یاد آیا اور پھر اُس سجدہ کی طرف کو عود کیا تو مسبوق
اُسکی متابعت کرے اور اگر متابعت نہ کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اس صورت مین مسبوق نے
اپنی نماز کی رکعت کا سجدہ کرلیا ہی تو سب روایتون کے بموجب اُسکی نماز فاسد ہوگی خواہ عود کرے یا نکرے اور
اصل اسمین یہ ہی کہ اگر وہ جدا ہونے کے موقع مین اقتدا کرے یا اقتدا کے موقع مین جدا ہوجاوے تو
اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی لاحق وہ ہی کہ اول کی نماز اُسکو امام کے ساتھ ملے اور
باقی نماز فوت ہوجاوے خواہ نیند کی وجہ سے یا حدث ہوجاوے یا ازدحام کی وجہ سے کھڑا رہے اور صلوٰۃ
خوف کا پہلا گروہ بھی لاحق ہی لاحق گویا امام کے پیچھے ہی قراءت نکریگا اور سہو کا سجدہ نہ کریگا یہ وجیز کردری مین
لکھا ہی اگر امام سہو کا سجدہ کرے تو لاحق اپنی باقی نماز کے ادا کرنے سے پہلے اُسکی متابعت نہ کرے مسبوق کا
حکم اسکے برخلاف ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی لاحق جب بعد وضو کے عود کرے تو اُسکو چاہیے کہ اول اُس نماز کے
قضا کرنے مین مشغول ہو جو امام اس سے پہلے پڑھ چکا بقدر قیام امام کے بغیر قراءت کھڑا رہے اور رکوع کرے
اور سجدہ کرے اور اگر امام سے کم یا زیادہ ہوجاوے تو مضائقہ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی کسی شخص
نے امام کے ساتھ تکبیر کہی پھر سوگیا یہانتک کہ امام نے ایک رکعت پڑھ لی تب وہ شخص ہوشیار ہوا تو
اگرچہ امام دوسری رکعت مین ہوگا مگر اُس شخص کو پہلی رکعت پڑھنی چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور
اگر پہلی رکعت کی قضا مین مشغول نہوا اور اول امام کی متابعت کی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد
اپنی باقی نماز قضا کی تو ہمارے نزدیک اُسکی نماز جائز ہوجاویگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی لاحق مسافر تھا اور
جو حصہ نماز امام کے ساتھ سے چھوٹ گئی تھی اُسکو قضا کرتا تھا اسی حالت مین اُسنے اقامت کی نیت کرلی
یا مسافر کو حدث ہوا اور وہ اپنے شہر مین داخل ہوگیا تو سفر کی نماز پوری کریگا امام زفر کا اسمین
خلاف ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُس عرصہ مین امام اپنی نماز سے فارغ ہوچکے اور اگر امام ابھی فارغ نہین ہوا تو
بالاتفاق چار رکعتین پڑھیگا یہ مصفی مین لکھا ہی امام نے اگر چار رکعتون کی نماز مین پہلا قعدہ بھول کر
چھوڑ دیا اور پیچھے اُسکے لاحق تھا مثلاً تھوڑی دیر سوکر پھر ہوشیار ہوا یا اُسکو حدث ہوگیا تھا اور وضو کے لیے
چلا گیا پھر آیا اس عرصہ مین امام نے کئی رکعتین پڑھ لین تو وہ قعدہ جو امام سے چھوٹ گیا تھا ہمارے نزدیک اُسمین
وہ بھی نہ بیٹھے امام زفر کے نزدیک بیٹھے مسبوق کا حکم اُسکے برخلاف ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی مسبوق کا حکم اپنی نماز
کے قضا کرنے مین چھ چیزون مین لاحق کے مخالف ہی عورت کے برابر ہوجانے مین اور قراءت مین اور سہو مین
اور قعدہ اولیٰ مین اگر امام چھوڑ دے اور سلام کی جگہ امام کے بیٹھنے مین اور اس بات مین کہ امام
مسافر ہوا اور اقامت کی نیت کرے اور مسبوق اپنی نماز مین رکعت کا سجدہ کرچکا ہو یہ ظہیریہ مین
لکھا ہی مسبوق دوسری رکعت مین شریک ہوا پھر سو گیا اور تین رکعتون مین برابر سوتا رہا پھر ہوشیار

ہوا تو اول وہ نماز قضا کرے جسمین سوگیا تھا اور اُس مین قرأت نکرے اور امام کی متابعت کے لیے قعدہ مین بیٹھے پھر کھڑا ہوا اور ایک رکعت قرأت سے پڑھے پھر بیٹھے اور نماز تمام کرے اور اگر دو رکعتون مین سوگیا تھا اور ایک ما رکعت مین اُسکو شک ہوگیا کہ امام کے ساتھ ملی تھی یا نہین تو جس رکعت مین شک ہی اُسکو آخر نماز مین تنہا کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اسکے متعلق مسائل یہ ہین کہ امام اور جماعت کے لوگون مین مخالفت ہو اگر امام مین اور جماعت والون مین مخالفت ہوئی جماعت والون نے کہا تو نے تین رکعتین پڑھین امام نے کہا مین نے چار رکعتین پڑھین اگر امام کو اپنے قول کا یقین ہو تو انکے قول سے نماز کا اعادہ نکرے اور اگر یقین نہو تو اعادہ کرے اور اگر قوم مین باہم اختلاف ہو بعضے کہین تین رکعتین پڑھی ہین اور بعضے کہین چار اور امام ایک فریق کے ساتھ ہو تو امام کا قول لیا جاویگا اگرچہ اسکے ساتھ ایک ہی شخص ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر امام کے ساتھ ایک شخص بھی نہو اور امام نماز کا اعادہ کرے اور اسکے پیچھے ساری جماعت اقتدا کرے تو انکا اقتدا صحیح ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر جماعت سے ایک شخص کو یقین ہو کہ تین رکعتین پڑھی ہین اور ایک شخص کو یقین ہوا کہ چار رکعتین پڑھی ہین اور امام اور قوم شک مین ہو تو امام اور قوم پر کچھ واجب نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور امام پر اعادہ بھی مستحب نہین اور اگر نقصان کا یقین ہو تو اعادہ ضرور ہی اگر امام کو یقین ہی کہ تین رکعتین پڑھی اور ایک شخص کو یقین ہی کہ پوری نماز پڑھ لی تو امام کو چاہیے کہ قوم کے ساتھ نماز کا اعادہ کرے اور جس شخص کو نماز پوری ہونے کا یقین ہی اُسپر اعادہ واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی اگر قوم مین سے ایک شخص کو نقصان کا یقین ہو اور سوا اسکے باقی قوم کو اور امام کو شک ہو تو اگر ابھی وقت نماز کا باقی ہی تو احتیاطاً نماز کا اعادہ کرین اور اگر اعادہ نکرین تو کچھ مضائقہ نہین لیکن اگر دو شخص عادل نماز کے نقصان کا یقین کرین اور اسکی خبر دین تو اعادہ لازم ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایک امام جماعت سے نماز پڑھا کر چلا گیا پھر اختلاف ہوا بعضون نے کہا ظہر کی نماز تھی بعضون نے کہا عصر کی تھی پس اگر ظہر کا وقت ہی تو وہ نماز ظہر کی ہوگی اور اگر عصر کا وقت ہی تو عصر کی اور اگر وقت مین بھی شک ہی تو دونون فریقون کی نماز جائز ہوجاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی

چھٹا باب نماز مین حدث ہوجانے کے بیان مین

نماز مین جس شخص کو حدث ہوجاوے وہ وضو کرکے اسی پر بنا کرے یہ کنز مین لکھا ہی عورت اور مرد نماز کے بنا کرنے کے حکم مین برابر ہین یہ محیط مین لکھا ہی جس رکن مین حدث ہوا ہی اُسکا اعتبار نہین اُسکا پھر اعادہ کرے یہ ہدایہ اور کافی مین لکھا ہی از سر نو نماز پڑھنا افضل ہی یہ متون مین لکھا ہی بعض مشایخ کے نزدیک سب کے واسطے یہی حکم ہی اور بعضون نے کہا ہی قطعاً یہ حکم منفرد کے لیے ہی اور امام اور مقتدی کے حق مین یہ حکم ہی کہ اگر دوسری جماعت انکو ملجاوے تو از سر نو نماز پڑھنا انکو بھی افضل ہی اور اگر دوسری جماعت نملیگی تو اُسی نماز پر بنا کرنا افضل ہی تاکہ فضیلت جماعت باقی رہے فتاوے مین اسی کو صحیح کہا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی بنا کے جائز ہونے کے لیے بہت سی شرطین ہین منجملہ انکے یہ ہی

کہ حدث وضو کا واجب کرنے والا ہوا اور ایسا نہو جو کبھی اتفاقاً ہوتا ہی اور وہ حدث سماوی ہو یعنے بندہ کا اُسمین یا اُسکے سبب مین کچھ اختیار نہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پس اگر نماز مین پیشاب یا پاخانہ یا ریح یا نکسیر کا عمداً حدث کیا تو اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی اور اُسپر بنا نہ کریگا اور اگر عمداً نہین کیا پس اگر حدث غسل کا واجب کرنیوالا ہی تب بھی یہی حکم ہی اور اگر حدث وضو کا واجب کرنے والا ہی تو اگر آدمی کے فعل سے ہی تب بھی یہی حکم ہی امام ابو یوسف رح کا اس مین خلاف ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اُسکو متنبہ کر بغیر قصد کے قے آگئی تو جبتک کلام نہین کیا ہی وضو کرکے بنا کرسکتا ہی اور اگر عمداً قے کی تو بنا نہین کرسکتا یہ محیط مین لکھا ہی اگر مصلی کو بغیر اُسکے فعل کے حدث ہوا مثلاً اُسکے کوئی گولی لگ گئی یا کسی آدمی نے پتھر یا ڈھیلا مارا اور سر پھٹ گیا یا کسی آدمی نے اُسکے زخم کو چھوا اور اُسمین سے خون نکلنے لگا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب بنا جائز نہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر چھت مین سے ڈھیلا یا تختہ گرا اور اُسکا سر پھٹ گیا تو اگر کسی کے گذرنے کے سبب سے وہ گرا تھا تو از سر نو نماز پڑھیگا امام ابو یوسف رح کا اسمین خلاف ہی اور اگر کسی کے گذرنے کی وجہ سے نہین گرا تھا تو بعض مشائخ نے کہا ہی کہ وہ بلا خلاف بنا کریگا اور بعض نے کہا ہی کہ اسمین اختلاف ہی اور یہی صحیح ہی اسی طرح اگر کسی درخت کے نیچے تھا اور اُسمین سے کوئی پھل گرا اور اُس سے زخم ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی اگر اُسکے پاؤن مین کانٹا لگ گیا یا سجدہ کرنے مین پیشانی مین کانٹا لگ گیا اور بغیر اُسکے قصد کے اُسمین سے خون نکلنے لگا تو اُسپر بنا نکریگا اور یہی حکم اس صورت مین کہ بھڑ نے اُسکے ڈنک مارا اور اُس سے خون نکلنے لگا اور اگر چھینکا اور اُسمین حدث ہوگیا یا کھنکارا اور اُسکی قوت سے ریح نکل گئی تو بعضون نے کہا ہی بنا نہ کریگا یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر عورت کی گدی بغیر اُسکے فعل کے گری اور وہ تر تھی تو سب کے قول کے بموجب وہ بنا کریگی اور اگر اُسکے ہلانے سے گری تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہ بنا کریگی اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک وہ بنا نہ کریگی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر کسی دنبل مین سے خون بہا تو اُسکو دھو دے اور وضو کرے اور بنا کرے اور اگر دنبل کو دبا لے سے خون بہے یا اُسکے گھٹنون مین دنبل تھا اور سجدہ مین جب اُسنے گھٹنے ٹیکے اُسمین زخم کا منہ کھل گیا تو یہ عمداً حدث کرنے کے حکم مین ہی اور ان صورتون مین اپنی نماز پر بنا نہین کرسکتا یہ محیط مین لکھا ہی اگر نماز مین بیہوش ہوگیا یا جنون ہوگیا یا قہقہہ مارا تو وضو کرے اور از سر نو نماز پڑھے اسی طرح اگر نماز مین سوگیا اور احتلام ہوگیا تو بنا نکرے اور اگر کسی عورت کی فرج کو دیکھا اور انزال ہوگیا تو بنا نہ کرے اگر نمازی کے کپڑے پر پیشاب کی چھینٹین قدر درہم سے زیادہ پڑین اور اُنکو جاکر دھویا تو ظاہر روایت کے بموجب اُسپر بنا نہ کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ حدث کے ساتھ ہی نماز سے پھر جاوے یہانتک کہ اگر ایک رکن حدث کی حالت مین ادا کیا یا اُس جگہ مقام ٹھہرا کہ ایک رکن ادا کرلیتا تو اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی اگر جانے مین قراءت پڑھی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور آنے مین پڑھیگا تو فاسد نہوگی اور بعضون نے کہا ہی حکم برعکس ہی اور صحیح یہ ہی کہ دونون مین فاسد ہوتی ہی اور تسبیح و تہلیل اصح قول کے بموجب بنا کو منع نہین کرتی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر امام کو رکوع مین حدث ہوا اور اُسنے سر اُٹھا کر سمع الله لمن حمده کہا یا سجدہ مین حدث ہوا اور سر اُٹھا کر الله اکبر کہا

اور کھنے میں نماز کے رکن ادا کرنے کا ارادہ کیا تو سب کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر ادائے رکن کا ارادہ نہیں کیا
تو امام ابوحنیفہ رح سے دو روایتیں ہیں یہ کافی میں لکھا ہی امام کو سجدہ میں حدث ہوا اور اُسنے اللہ اکبر
کہتے ہوئے سر اُٹھایا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر بلا تکبیر کے سر اُٹھایا تو نماز فاسد نہوگی پھر دوسرے
کو خلیفہ کر دے یہ وجیز کردری میں لکھا ہی اور اگر سوتے میں حدث ہوا پھر تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوا تو فوراً
بنا کرے اور اگر تھوڑی دیر بیداری میں توقف کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ معراج الدرایہ میں لکھا ہی اور
منجملہ اُنکے یہ ہی کہ بعد حدث کے کوئی ایسا فعل نکرے کہ اگر حدث نہوتا تو منافی صلوۃ کے ہوتا صرف
وہی افعال کرے جو اُسوقت ضروری یا ضروری امور کے ضروریات میں سے ہیں یا اُنکے توابع اور
تتمات میں سے ہیں یہانتک کہ اگر کسی کو حدث ہوا پھر اُسنے کلام کیا یا عمداً حدث کیا یا قہقہہ لگایا
یا کھایا یا پیا یا مثل اُسکے کوئی اور کام کیا تو بنا جائز نہوگی اور یہی حکم ہی اُس صورت میں کہ اگر مجنون ہوگیا یا بیہوش
ہوگیا یا جنابت ہوگئی یہ بدائع میں لکھا ہی یا کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف کو دیکھا اور انزال ہوگیا یہ شرح
طحاوی میں لکھا ہی اور اگر کسی برتن سے یا کنوئیں سے پانی لیا اور اُسکی حاجت ہی پھر وضو کیا تو بنا جائز ہی
اور اگر استنجا کیا پس اگر ستر کھولا تو بنا باطل ہوگئی یہ بدائع میں لکھا ہی مصلی کو حدث ہوا اور وضو کرنے
کے لیے گیا اور اُسکا ستر وضو میں کھل گیا یا اُسنے خود کھولا تو قاضی ابو علی نسفی نے کہا ہی کہ اگر بغیر اُسکے
چارہ نہ تھا تو نماز اُسکی فاسد نہوگی یہ نہایہ میں لکھا ہی اگر عورت وضو کے واسطے اپنی بانہیں کھولے تو اُسکی نماز
باطل ہو جاویگی یہی صحیح ہی جب وضو کرے تو تین تین بار اعضا کو دھووے اور پورے سر پر مسح کرے اور کلی
کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور تمام سنتیں وضو کی ادا کرے یہی اصح ہی یہ تبیین میں لکھا ہی لیکن اگر اُسنے
چار چار بار دھویا تو از سرنو نماز پڑھے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہی اگر حدث ہوا اور پانی دور ہی اور کنواں قریب ہی
تو پانی تک جانے اور کنوئیں سے پانی نکالنے میں جسمیں مشقت کم ہو اُسی کو اختیار کرے اور صحیح یہ ہی کہ
اگر کنوئیں سے پانی نکالے تو از سرنو نماز پڑھے یہ مضمرات میں لکھا ہی یہی مختار ہی یہ خلاصہ میں لکھا ہی نماز
پڑھتے میں حدث ہوا اور اُسکے گھر میں پانی ہی اور اُس سے وضو کیا اور حوض کا قصد کیا اور گھر اُسکا نسبت
حوض کے قریب تھا تو اگر حوض اور گھر میں دو صفوں سے کم فاصلہ تھا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر اُس سے
زیادہ تھا تو نماز فاسد ہو جاویگی اگر اُسکے گھر میں پانی تھا اور عادت اُسکی حوض سے وضو کرنے کی تھی اور گھر
کے پانی کو بھول گیا اور حوض پر جاکر وضو کیا تو اپنی نماز پر بنا کرے یہ خلاصہ میں لکھا ہی۔ اگر حوض پر وضو
کو جگہ مل گئی پھر وہاں سے دوسری جگہ کو ہٹ گیا تو اگر کسی عذر سے ہٹا مثلاً وہ پہلا مکان تنگ تھا تو بنا
کر سکتا ہی نہیں تو بنا نہیں کر سکتا یہ وجیز کردری میں لکھا ہی اگر وضو کیا اور اُسکو یاد آیا کہ میں نے سر پر مسح نہیں کیا
اور جاکر مسح کر آیا تو بنا جائز ہی اور اگر یاد نہ آیا یہانتک کہ نماز کو کھڑا ہوگیا پھر یاد آیا تو از سرنو نماز پڑھے یہ خلاصہ
میں لکھا ہی اگر اپنا کپڑا بھول گیا تھا اور لوٹ کر کپڑا اُٹھایا تو از سرنو نماز پڑھے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہی مصلی کو حدث
ہوا اور مسجد کے اندر برتن میں پانی تھا اُس سے وضو کیا اور پھر اپنی نماز کی جگہ تک برتن اُٹھا کر لے گیا
اگر ایک ہی ہاتھ سے اُٹھایا ہی تو بنا جائز ہی یہ محیط میں لکھا ہی مصلی کو حدث ہوا اور وضو کرنے کے لیے

اپنے گھر کو گیا دروازہ بند تھا اسکو کھولا پھر وضو کیا پس جب نکلے تو اگر چور کا خوف ہو تو دروازہ بند کر دے ورنہ بند نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اگر برتن کو پانی سے بھر کر دونون ہاتھون سے اُٹھایا تو بنا نہ کرے اور اگر ایک ہاتھ سے اٹھایا تو بنا جائز ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو اگر کوئی ایسی نجاست لگ گئی جس سے نماز جائز نہین اُسکو دھویا اگر وہ نجاست اسی حدث کی وجہ سے لگی تھی تو بنا کر سکتا ہو اور اگر کسی اور وجہ سے لگی تھی تو بنا نہین کر سکتا امام ابو یوسف رح کا اسمین خلاف ہو اگر کچھ نجاست کسی اور وجہ اور کچھ حدث کی وجہ سے لگی تھی تو بنا نہین کر سکتا اگرچہ دونون نجاستین ایک ہی جگہ ہون یہ تبیین مین لکھا ہو اگر اُسکے کپڑے پر نجاست لگ گئی اور اُس کپڑے کا نکالنا ممکن ہو اور دوسرا کپڑا مل گیا اور اسی وقت اُس کپڑے کو نکالدیا تو جائز ہو اور اگر اُس کپڑے کو نکالنا ممکن نہین مثلاً دوسرا کپڑا موجود نہین تو اگر اُسی کپڑے سے نماز کا کوئی جزو ادا کیا تو بالاجماع نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر اس سے نماز کا کوئی جزو ادا نہین کیا لیکن کچھ دیر ٹھہرا تو اگرچہ بہت دیر ٹھہرا ہو نماز فاسد نہوگی اور اگر اسی وقت اُس کپڑے کا نکال دینا ممکن ہو مثلاً دوسرا کپڑا مل گیا مگر اُسنے اُس کپڑے کو نہ نکالا اور اُس سے نماز کا کوئی جزو بھی ادا نہین کیا تو اسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح نے کہا ہو کہ نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہو اگر مصلی کو حدث ہوگیا اور وضو کرنے کے لیے گیا پھر عمداً اور حدث کر دیا تو بنا نہ کر سکے واسطے جائز نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور منجملہ اُنکے یہ ہو کہ اُس حدث سماوی کے بعد کوئی پہلا اور حدث ظاہر نہو تو بنا جائز ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اگر کوئی شخص موزون پر مسح کرکے نماز پڑھتا تھا اور اُسکو حدث ہوگیا اور وضو کے لیے گیا اور وضو کے درمیان مین مدت مسح کی تمام ہوگئی تو از سر نو نماز پڑھے یہی صحیح ہو جیسے کوئی تیمم سے نماز پڑھتا تھا اور حدث ہوگیا اور پھر تیمم کے واسطے گیا اور پانی مل گیا تو بنا نکرے اور یہی حکم ہو مستحاضہ عورت کا جب اسکو نماز مین حدث ہوجاوے اور وہ اُسکو دفع کرنے کے واسطے جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اسی طرح جبیرہ پر مسح کرنے والے کا اگر اسوقت زخم اچھا ہوجاوے یا کسی کا زخم بہتا تھا اور وقت نماز کا نکل گیا تو بنا جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو منجملہ اُنکے یہ ہو کہ اگر مقتدی ہو اور امام ابھی نماز سے فارغ نہین ہوا اور امام اور اُسکے درمیان مین کوئی ایسا حائل ہو کہ اُسکو اپنے وضو کی جگہ سے اقتدا جائز نہین تو اُسکے پاس پھر آوے اور امام اگر فارغ ہوچکا تو عود نہ کرے اور اگر عود کیا تو اسکی نماز کے فاسد ہونے مین اختلاف ہو اور اگر وہ اپنی جگہ سے اقتدا کر سکتا ہو اور کوئی مانع اقتدا کا نہین تو اسی جگہ سے اقتدا کرلے امام کے پاس نہ آوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اور اگر علیحدہ نماز پڑھتا تھا تو وضو کے بعد اُسکو اختیار ہو کہ وہین تمام کرے یا اپنے مصلی پر جاوے مصلی پر جانا افضل ہو یہ کافی مین لکھا ہو اور اگر امام کو حدث ہوا تھا اور وہ کسی دوسرے کو امام کرکے وضو کو گیا تھا اگر وہ امام نماز سے فارغ ہوچکا تو پہلا امام منفرد کے حکم مین ہو چاہے وہین نماز پڑھے چاہے مصلی پر آوے اور اگر ابھی فارغ نہین ہوا تو امام جماعت مین آوے اور اپنے خلیفہ کے پیچھے نماز تمام کرے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہو اور منجملہ اُنکے یہ ہو کہ اگر صاحب ترتیب کو یہ حدث سماوی ہووے تو اُسکو بعد حدث کے اپنی کسی نماز کا فوت ہوجانا نہ یاد آجاوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اور منجملہ اُنکے یہ ہو کہ

اگر امام کو حدث ہوا ہی تو کسی ایسے کو خلیفہ نکرے جو امامت کے لائق نہو پس اگر کسی عورت کو خلیفہ کر دیا تو از سر نو نماز پڑھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

فصل خلیفہ کرنے کے بیان مین

جن صورتون مین نماز کا بنا کرنا جائز ہی اُنہین امام کو چاہیے کہ کسی کو خلیفہ کرے اور جن صورتون مین بنا جائز نہین اُن صورتون مین خلیفہ نہین کر سکتا اور جس امام کو حدث ہوا ہی جو شخص ابتدا سے اُسکا امام بننے کی صلاحیت رکھتا تھا وہ اُسکا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت رکھتا ہی اور جو شخص ابتدا سے اُسکے امام بننے کی صلاحیت نہین رکھتا تھا وہ اُسکا خلیفہ بننے کی بھی صلاحیت نہین رکھتا یہ محیط مین ہی اور خلیفہ کرنے کی صورت یہ ہی کہ جھکا ہوا پیچھے کو ہٹے اور ناک پر ہاتھ رکھ لے تاکہ اورون کو یہ وہم ہو کہ نکسیر پھوٹی اور پہلی صف مین سے اشارہ سے کسی کو خلیفہ کر دے کلام سے نہ کرے جنگل مین جب تک صفون سے باہر نہین ہوا اور مسجد مین جب تک کہ مسجد سے باہر نہین نکلا خلیفہ کرنے کا اختیار رہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر امام کو حدث ہوا اور اُسنے کسی شخص کو خلیفہ کیا جو مسجد سے خارج تھا مگر وہان تک صفین مسجد کی صفون سے ملی ہوئی تھین تو اُسکا خلیفہ کرنا صحیح ہوگا اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک قوم کی نماز فاسد ہوگی اور امام کی نماز فاسد ہونے مین دو روایتین ہین اصح یہ ہی کہ فاسد ہو جاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اولے یہ ہی کہ امام مسبوق کو خلیفہ نہ کرے اور اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو اُسکو چاہیے کہ وہ قبول نہ کرے اور اگر وہ قبول کرے تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر مسبوق بڑھ گیا تو اُسکو چاہیے کہ جہان سے امام نے چھوڑا ہی وہان سے نماز شروع کرے اور جب سلام کے قریب پہونچے تو کسی ایسے شخص کو بڑھا دے جسکو پوری نماز ملی ہو وہ جماعت کے ساتھ سلام پھیر دے اگر مسبوق خلیفہ نے امام کی نماز تمام ہونے کے وقت قہقہہ لگایا یا عمداً حدث کیا یا کلام کیا یا مسجد سے خارج ہوا تو اُسکی نماز فاسد ہوگئی اور قوم کی نماز پوری ہی اور پہلا امام اگر نماز سے فارغ ہو چکا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی اور اگر فارغ نہین ہوا تو فاسد ہو جاویگی یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر امام سے رکوع چھوٹ گیا ہی تو خلیفہ کو اس طرح اشارہ بتا دے کہ اپنا ہاتھ گھٹنے پر رکھ دے اور اگر سجدہ چھوٹ گیا ہی تو پیشانی پر ہاتھ رکھ دے اگر قرأت چھوٹی ہی تو منہ پر ہاتھ رکھ دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر کوئی رکعت اُسپر باقی ہی تو ایک اُنگلی سے اشارہ کر دے اور اگر دو رکعتین باقی ہین تو دو اُنگلیون سے اشارہ کر دے اور اگر سجدۂ تلاوت باقی ہی تو پیشانی اور زبان پر اُنگلی رکھے اور اگر سجدہ سہو باقی ہی تو دل پر رکھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی یہ اُسوقت ہی کہ جب خلیفہ کو یہ باتین معلوم نہون اور اگر معلوم ہون تو کچھ حاجت نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی کسی شخص نے چار رکعتون کی نماز مین امام کا اقتدا کیا اور امام کو حدث ہو گیا اور اُسنے اُسی شخص کو بڑھا دیا اور مقتدی کو یہ معلوم نہین کہ امام نے کسقدر نماز پڑھی ہی اور کتنی اُسپر باقی ہی تو مقتدی کو چاہیے چار رکعتین پڑھے اور احتیاطاً ہر رکعت مین بیٹھ جاوے یہ فتاوے قاضی خان کی فصل مسبوق مین لکھا ہی اور اگر لاحق کو خلیفہ کیا تو خلیفہ کو چاہیے کہ قوم کو اشارہ کرے اور اپنی نماز ادا کرے پیچھے جماعت کی نماز تمام کرا دے اور اگر ایسا نہ کیا اور امام کی نماز پڑھنے لگا اور جب سلام کے

موقع پر پہونچا اور دوسرے کو سلام پھیرنے کے واسطے خلیفہ کر دیا تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ مضمرات مین
لکھا ہی اور جس امام کو حدث ہوا ہی اُسکی امامت اُسوقت تک قائم رہیگی جبتک مسجد سے خارج ہو یا کسی اور کو خلیفہ
کر دے اور وہ خلیفہ اُسکی جگہ آکھڑا ہوا اور امامت کی نیت کر لے یا قوم کسی اور کو خلیفہ کر دے اور اگر ان امور
مین سے ایک امر بھی نہوا اور امام نے مسجد کے کنارہ پر وضو کیا اور جماعت اُسکی منتظر رہی اور پھر امام
اپنی جگہ پر آیا اور اُنکے ساتھ نماز تمام کی تو جائز ہی اور اگر نہ امام نے کسی کو خلیفہ کیا نہ قوم نے یہانتک
کہ امام مسجد سے باہر نکل گیا تو قوم کی نماز فاسد ہوجاویگی اور امام وضو کر کے بنا کر لے اسلیے کہ وہ اپنی
ذات کے واسطے منفرد ہے حکم مین ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص بغیر کسی کے بڑھائے خود ہی
بڑھ گیا اور امام کے مسجد سے خارج ہونے سے پہلے امام کی جگہ کھڑا ہوگیا تو جائز ہی اور اگر اس شخص کے محراب
تک پہونچنے سے پہلے امام مسجد سے خارج ہوگیا اور اُسکے بعد وہ امام کی جگہ کھڑا ہوگیا تو اُس شخص کی اور قوم
کی نماز فاسد ہوگی اور امام کی نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر امام کے پیچھے ایک ہی شخص ہو اور
امام کو حدث ہو تو وہ شخص امامت کے لیے معین ہوگیا خواہ امام اسکو اپنی نیت مین معین کرے یا نکرے اگر امام
نے ایک شخص کو بڑھایا اور قوم نے دوسرے شخص کو بڑھایا تو امام وہی ہوگا جسکو امام نے بڑھایا ہی لیکن اگر
اسکے نیت کرنے سے پہلے قوم دوسرے شخص کے اقتدا کی نیت کر لے تو دوسرا شخص امام ہوجاویگا اور
اگر قوم سے ہر گروہ نے ایک ایک شخص کو بڑھایا تو جسکی طرف اکثر ہونگے وہی امام ہوگا اور اگر برابر ہون تو کل
کی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر دو شخص بڑھے تو جو شخص پہلے امام کی جگہ پر پہونچ گیا وہی امام ہی اور اگر بڑھنے
مین دونون برابر ہین اور بعضون نے ایک سے اقتدا کیا اور بعضون نے دوسرے سے تو جس سے
بہت لوگون نے اقتدا کیا ہی اسی کی نماز صحیح ہوگی اور جس سے کم لوگون نے اقتدا کیا ہی اُسکی نماز فاسد ہوگی
اور اگر دونون طرف آدمی برابر ہین تو کسی کی ترجیح ممکن نہوگی اور دونون کی نماز فاسد ہوجاویگی یہ تبیین مین لکھا ہی
اگر امام نے صفون کے آخر مین سے کسی کو خلیفہ کیا اور خود مسجد سے خارج ہوگیا تو اگر خلیفہ نے اُسی وقت
امامت کی نیت کر لی تو امام ہوجاویگا مگر جو شخص اُس سے آگے ہی اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی اور امام کی نماز
اور جو شخص خلیفہ کے داہنے اور بائین ہین اور جو پیچھے ہین اُنکی نماز فاسد نہوگی اور اگر اُسنے یہ نیت کی کہ جب
امام کی جگہ کھڑا ہونگا اُسوقت امام بنونگا اور امام قبل اس سے کہ خلیفہ اُسکی جگہ پہونچے امامت کی نیت کرے
مسجد سے خارج ہوگیا تو ان سب کی نماز فاسد ہوجاویگی خلیفہ اور قوم کی نماز جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہی
کہ امام کے مسجد سے خارج ہونے سے پہلے خلیفہ محراب مین پہونچے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر امام نے
کسی کو خلیفہ کیا اور خلیفہ نے کسی اور شخص کو خلیفہ کیا تو فضلی رح نے کہا ہی کہ اگر پہلا امام ابھی مسجد سے خارج
نہین ہوا اور خلیفہ امام کی جگہ نہین پہونچا اُس حالت مین کسی اور کو خلیفہ کر دیا تو جائز ہی اور ایسا ہوجائیگا گویا کہ وہ
خود بڑھا ہی یا پہلے امام نے اُسکو بڑھایا ہی ورنہ جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کسی کو حدث ہوا اور اُسکے
ساتھ کوئی اور نہ تھا اور وہ ابھی مسجد سے نہ نکلا تھا کہ کسی اور شخص نے آکر اُس سے اقتدا کر لیا پھر امام
مسجد سے نکلا تو ہمارے اصحاب کے نزدیک دوسرا شخص پہلے کا خلیفہ ہوجائیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر

قرأت مین رک گیا تو چاہیے کہ دوسرے کو خلیفہ کردے یہ حکم اُسوقت ہی کہ اسقدر قرات نہ کی ہو جس سے نماز جائز ہوجاتی ہی اور شرمندگی اور خوف کی وجہ سے قرأت سے بند ہوگیا ہو بھولا نہو لیکن اسقدر قرأت کرلی ہی جس سے نماز جائز ہوتی ہی تو خلیفہ نہ کرے بلکہ رکوع کردے اور اسی طرح نماز پڑھتا رہے اور اگر خلیفہ کریگا تو نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اسلیے کہ خلیفہ کی ضرورت نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر قرأت کرنا بالکل بھول گیا تو خلیفہ کرنا بالاجماع جائز نہین ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - ایک مسافر نے مسافر سے اقتدا کیا اور امام کو حدث ہوگیا اور اُسنے کسی مقیم کو خلیفہ کردیا تو مسافر مقتدی کو پوری نماز پڑھنا لازم نہوگی اور اگر مسافر کو خلیفہ کیا اور اُسنے اسوقت نیت اقامت کی کرلی تب بھی جماعت والے مسافرون کو پوری نماز پڑھنا لازم نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے ہوئے مین یہ مسئلے کسی کو حدث کا گمان ہوا اور مسجد سے خارج ہوگیا پھر معلوم ہوا کہ اُسکو حدث نہین ہوا تو از سرنو نماز پڑھے اور اگر مسجد سے خارج نہین ہوا ہی تو جسقدر باقی رہی ہی اسی کو پورا کرلے یہ ہدایہ مین لکھا ہی برخلاف اسکے اگر کسی کو یہ گمان ہوا کہ اُسنے بغیر وضو نماز شروع کردی یا موزون پر مسح کیا تھا اور گمان ہوا کہ مدت مسح کی گذر چکی یا تیمم کیے ہوے تھا اور دور سے ریتا دیکھکر اُسپر پانی کا گمان کرلیا یا صاحب ترتیب کو ظہر مین یہ گمان ہوا کہ مین نے فجر کی نماز نہین پڑھی یا کوئی داغ کپڑے پر دیکھا اور اُسکو نجاست سمجھ لیا اور نماز سے پھر گیا تو نماز فاسد ہوجائیگی اور گھر اور عیدگاہ اور جنازہ کی نماز پڑھنے کا مکان بمنزلہ مسجد کے ہین اور جنگل مین جہان تک صفون کی جگہ ہو مسجد کے حکم مین ہی اور اگر امام کو حدث ہوا اور آگے کو بڑھا اور اُسکے سامنے سترہ نہ تھا تو جسقدر صفون کی جگہ اسکے پیچھے ہی اسی قدر کا سامنا اعتبار کیا جائیگا اور اگر اسکے سامنے سترہ ہی تو وہین تک حد ہوگی تبیین مین لکھا ہی - اور اگر جنگل مین اکیلا نماز پڑھتا ہی تو سامنے اسکے جہان تک سجدہ کی جگہ ہی اور اسی قدر داہنے اور اُسی قدر بائین اور اسی قدر پیچھے مسجد کے حکم مین ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور عورت جب اپنی نماز پڑھنے کی جگہ سے اتری تو نماز اُسکی فاسد ہوگئی اسلیے کہ اُسکے مصلی کو اُسکے واسطے وہی حکم ہی جو مردون کو مسجد کا ہوتا ہی اسی واسطے وہ اپنے مصلی پر اعتکاف کرتی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر نماز پڑھنے والے کو یہ خوف ہوا کہ مجھے حدث ہوجائیگا اور وہ نماز سے پھر گیا پھر اُسکو حدث ہوا تو اُسپر بنا نہین کرسکتا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی جو صورتین آگے بیان ہوتی ہین اُنمین نماز باطل ہوجاتی ہی جسوقت صبح کی نماز مین سورج نکل آوے یا جمعہ کی نماز مین عصر کا وقت داخل ہوجاوے یا کسی نے زخم پر لکڑیان باندھی تھین زخم اچھا ہوکر وہ لکڑیان گرگئین یا کسی امی کو خلیفہ کردیا یا اشارہ سے نماز پڑھتا تھا اور اب رکوع اور سجدہ کی طاقت ہوگئی یا عذر والے کا عذر جاتا رہا یا موزون پر مسح کیا تھا اُسکی مدت گذر گئی اور پانی ملتا تھا اگر پانی نہ ملتا ہو تو نماز باطل نہوگی اور بعضون نے کہا ہی باطل ہوگی یا موزون پر مسح کیا تھا اور تھوڑے عمل سے موزے نکالے مثلاً موزے بہت ڈھیلے ہون اُسکے نکالنے مین بہت سے عمل کی حاجت نہین ہوتی اور اگر موزہ عمل کثیر سے نکالے تو بالاجماع نماز اُسکی پوری ہوگئی یا امی نماز پڑھتا تھا اور اُسکو کوئی سورۃ یاد آگئی یا کوئی شخص قرآن پڑھتا تھا اُس سے سیکھنے مین مشغول نہین ہوا صرف سُنکر یاد کرلی اور اگر حقیقت مین اُس سے سیکھا تو نماز تمام ہوجاویگی یہ اُسوقت ہی کہ امی اکیلا نماز

پڑھتا ہو یا ایسی صورت مین امامت کرتا ہو کہ اسکی امامت جائز ہی لیکن اگر قاری کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اکثر فقہا کے نزدیک نماز اسکی فاسد ہوجاویگی اور فقیہ ابو اللیث کے نزدیک فاسد نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی یا ننگے کو ایسا کپڑا مل گیا جس سے نماز جائز ہی یعنی اسمین ایسی نجاست نہین لگی ہی جو مانع صلوۃ ہو یا اسمین ایسی نجاست لگی ہی اور اسکے پاس ایسی چیز موجود ہی جس سے نجاست کو دور کرسکے یا اسکے پاس نجاست دور کرنے والی کوئی چیز نہین ہی لیکن چوتھائی کپڑا یا اس سے زیادہ پاک ہی اور اس سے ستر ڈھک سکتا ہی یا تیمم سے نماز پڑھتا تھا اور پانی کے استعمال پر قادر ہوگیا یا کسی نماز کا فوت ہونا یاد آیا اور ابھی ترتیب ساقط نہین ہوئی ہی یا اگر وضو کرکے تیمم کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور اس مقتدی نے پانی دیکھ لیا یا مقتدی تھا اور امام سے کوئی نماز فوت ہوگئی تھی اور امام صاحب ترتیب تھا اور مقتدی کو امام کی نماز کا فوت ہونا یاد آیا تو فقط مقتت ی کی نماز باطل ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی ان سب صورتون مین جو نماز باطل ہوتی ہی یہ نفل بھی نہین ہوسکتی مگر تین مسئلون مین ہوسکتی ہی اور وہ یہ ہین کہ نماز کا فوت ہونا یاد آیا یا سورج صبح کی نماز مین طلوع ہوگیا یا جمعہ کی نماز مین ظہر کا وقت نکل گیا تو وہ نفل ہوجاویگی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی روایات مشہورہ کے بموجب یہ بارہ مسئلے ہین اسپر بعض مسئلے اور بھی زیادہ کیے گئے ہین منجملہ انکے یہ ہی کہ نجس کپڑے سے نماز پڑھتا تھا اب کوئی ایسی چیز مل گئی جس سے نجاست دھوسکتا ہی اور منجملہ انکے یہ ہی کہ قضا نماز پڑھتا تھا اور زوال کا وقت داخل ہوگیا یا سورج غروب کی وجہ سے متغیر ہوگیا یا طلوع ہوگیا اور منجملہ انکے یہ ہی کہ باندی بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھتی تھی اور اسی حالت مین آزاد ہوگئی اور اسنے اسی وقت اپنا ستر نہین ڈھک لیا یہ سارے مسئلے ایسے ہین کہ اگر کسی کو ایک انمین سے ایسے وقت مین عارض ہو کہ بقدر تشہد کے بیٹھ چکا ہی یا سہو کے سجدہ مین عارض ہو تو اسکی نماز بھی باطل ہوجاویگی اور اگر وہ امام ہی تو اسکے مقتدیون کی نماز بھی باطل ہوجاویگی اور اگر سلام پھیر دیا اور اسپر سہو کا سجدہ باقی ہی اسوقت مین کوئی صورت ان صورتون مین سے اسپر عارض ہوئی تو اگر سجدہ کیا تو نماز باطل ہوگئی ورنہ باطل نہین اور اگر قوم نے امام کے بقدر تشہد کے بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے سلام پھیر دیا تھا پھر امام پر ان صورتون مین سے کوئی صورت عارض ہوئی تو امام کی نماز باطل ہوگی قوم کی نماز باطل نہوگی اور اسی طرح اگر امام نے سہو کا سجدہ کیا اور قوم نے سجدہ نہ کیا پھر امام پر انمین کی کوئی صورت عارض ہوئی تب بھی یہی حکم ہی تبیین مین لکھا ہی

ساتوان باب ان چیزون کے بیان مین جنسے نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہی - اور

اسمین دو فصلین ہین پہلی فصل - نماز کی فاسد کرنے والی چیزون کے بیان مین نماز کی فاسد کرنے والی دو قسم کی چیزین ہوتی ہین قول اور فعل پہلی قسم اقوال مین - اگر نماز مین بھول کر یا جانکر خطا سے یا ارادہ سے تھوڑا یا بہت کلام کیا خواہ وہ اپنی نماز کی اصلاح کے واسطے کیا مثلاً امام قعدہ کے موقع پر کھڑا ہوگیا اور مقتدی نے کہا بیٹھ جا یا قیام کے وقت بیٹھ گیا اور مقتدی نے کہا کھڑا ہوجا یا وہ کلام نماز کی اصلاح کے واسطے نہو اور جیسے لوگ آپسمین باتین کیا کرتے ہین ویسی باتین ہون تو ان سب صورتون مین ہمارے نزدیک از سرنو نماز پڑھیگا یہ محیط مین لکھا ہی یہ حکم اس صورت مین ہی کہ بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کلام کرے یہ فتاوے

قاضی خان مین لکھا ہی اور نیز یہ حکم اس صورت مین ہو کہ اس طرح کلام کرے کہ سنا جاوے اور اگر ایسا کلام کیا
کہ سنا نہین جاتا پس اگر وہ خود اُسکو سُنتا ہی تو نماز فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر خود نہین سنتا اور حروف
صحیح کہے تو نماز فاسد نہوگی یہ زاہدی مین لکھا ہی نوازل مین ہی کہ اگر نماز کے اندر سوتے مین کلام کیا تو نماز
فاسد ہوگی اور یہی مختار ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر عمدًا نماز کا سلام پھیرا تو نماز فاسد ہوجاتی ہی اور اگر عمدًا نہین
پھیرا اگر اُسکو یہ گمان ہوا تھا کہ نماز پوری ہوچکی تو نماز فاسد نہین ہوتی اور اگر نماز کو بھی بھول گیا تھا تو
نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر کسی شخص کو سلام کیا تو ہر صورت مین نماز فاسد ہوجاویگی یہ شرح ابو المکارم مین
لکھا ہی۔ مسبوق نے یہ جانکر سلام پھیرا کہ مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو وہ عمدًا سلام
ہوا اُسپر بنا جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور یہی فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی مسبوق نے
اگر امام کے ساتھ سلام پھیرا تو اگر اُسکو یہ یاد تھا کہ میری نماز بھی باقی ہی تو نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی
اور اگر بھول گیا تھا تو فاسد نہوگی اسواسطے کہ بھول کر سلام کہنا تحریمہ صلوۃ سے خارج نہین کرتا یہ شرح
طحاوی کے باب سجود سہو مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھی اور دو رکعتون کے بعد اسکو تراویح سمجھکر
سلام پھیر دیا یا ظہر کی نماز مین دو رکعتون کے بعد جمعہ کے گمان سے سلام پھیر دیا یا مقیم نے دو رکعتون کے
بعد اپنے آپ کو مسافر سمجھ کر سلام پھیر دیا تو از سر نو نماز پڑھے اور اگر دو رکعتون کے بعد اس گمان سے سلام پھیرا
کہ یہ چوتھی رکعت ہی تو وہ اسی طرح نماز پڑھتا رہے اور سہو کا سجدہ کرلے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی
اور ان مسائل مین ضابطہ کلیہ یہ ہی کہ سلام مین جو سہو ہوا اگر اصل صلوۃ مین سہو ہوا ہی تو نماز فاسد ہوجاویگی
اور اگر وصف صلوۃ مین سہو ہوا ہی تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط کی سترھوین فصل مین لکھا ہی جو سجود سہو کے
بیان مین ہی اگر بھول کر کسی کو سلام کرنے کا ارادہ کیا اور جب السلام کہا تو یہ یاد آیا کہ اُسکو نماز کی
حالت مین سلام کہنا جائز نہین پس خاموش ہوگیا تو نماز اُسکی فاسد ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر سلام کی نیت
سے مصافحہ کیا تو بھی نماز فاسد ہوگی کیونکہ حقیقت مین وہ بھی کلام ہی اشارہ سے بھی سلام کا جواب نہ دے
اور اگر اشارہ سے سلام کا جواب دیا یا نماز پڑھنے والے سے کسی نے کوئی چیز مانگی اور
اُسنے ہاتھ یا سر سے ہان یا نہین کا اشارہ کیا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی مگر مکروہ ہوگی
یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی۔ کسی شخص نے چھینکا اور نماز پڑھنے والے نے
یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ دونون محیط مین لکھا ہی اور اگر خود نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی
اور اُسنے خود اپنی طرف خطاب کرکے یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر نماز پڑھنے
مین چھینکا اور دوسرے نے یرحمک اللہ کہا اور مصلی نے آمین کہا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ منیۃ المصلی اور
محیط مین لکھا ہی اور اگر کسی شخص نے چھینکا اور مصلی نے الحمد للہ کہا تو نماز فاسد نہین ہوگی اسلیے کہ وہ جواب نہین
ہی اور جواب کا یا اُسکے سمجھانے کا ارادہ کیا تو صحیح یہ ہی کہ نماز فاسد ہوجاویگی یہ تمرتاشی مین لکھا ہی اور اگر نماز
پڑھنے مین چھینکا اور خود الحمد للہ کہا تو نماز فاسد نہوگی اور چاہیے کہ اپنے دل مین کہلے اور بہتر یہ ہی ساکت
رہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی جب اُسوقت الحمد للہ نہ کہا تو کیا نماز سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے

صحیح یہ ہی کہ کہے اور اگر مقتدی ہی تو فقہا کے قول کے بموجب الحمد للہ نہ کہے نہ آہستہ سے نہ آواز سے یہ
تمرتاشی مین لکھا ہی دو شخص نماز پڑھتے تھے انہین سے ایک نے چھینکا اور ایک شخص نے جو خارج نماز تھا
یرحمک اللہ کہا اور ان دونون نے آمین کہا تو چھینکنے والے کی نماز فاسد ہوجاویگی اور دوسرے کی
نماز فاسد نہوگی اسواسطے کہ یرحمک اللہ کہنے والے نے اسکے واسطے دعا نہین کی تھی یہ ظہیریہ اور فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی - فتاوے مین ہی کہ اگر ایک سے خطاب کرکے یرحمک اللہ کہا اور دوسرے شخص
نے آمین کہا تو آمین کہنے والے کی نماز فاسد نہوگی اسواسطے کہ اُسکے لیے دعا نہین کی تھی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی اگر قرآن پڑھا یا اللہ کا ذکر کیا اور اس سے کسی آدمی کو حکم کرنے یا منع کرنے کا ارادہ کیا تو نماز فاسد
ہوجاویگی اور اگر کوئی شخص نماز مین خلل ڈالتا ہی اُسکی تنبیہ کا ارادہ کیا تو فاسد نہوگی یہ تہذیب مین لکھا ہی اگر امام
سے کچھ غلطی ہوئی اور مقتدی نے سبحان اللہ کہدیا تو کچھ مضائقہ نہین لسلیے کہ اس سے اصلاح نماز کی مقصود
ہی اگر امام دو رکعتون کے بعد قعدہ کرے اور تیسری رکعت کو اُٹھے تو مقتدی کو سبحان اللہ نہ کہنا چاہیے اسلیے
کہ جب امام قیام سے قریب ہوگیا تو پھر اُسکو لوٹنا جائز نہین پس اسکا سبحان اللہ کہنا کچھ مفید نہوگا یہ بحر الرائق
مین بدائع سے نقل کیا ہی اگر اپنے امام کے سوا غیر کو لقمہ دیا تو نماز فاسد ہوجاویگی لیکن اگر تعلیم کا
ارادہ نہین کیا تلاوت کا ارادہ کیا تھا تو فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی ایک مرتبہ کے لقمہ دینے سے نماز
فاسد ہوجاتی ہی کئی بار ہونا شرط نہین یہی اصح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر غیر نماز پڑھنے والے نے
کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دیا اور اُسنے اُسکا لقمہ قبول کر لیا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی
اگر اپنے امام کو لقمہ دیا تو نماز فاسد نہوگی پھر بعض کا قول یہ ہی کہ اپنے امام کو لقمہ دے تو تلاوت کا
ارادہ کرے اور صحیح یہ ہی کہ اپنے امام کو لقمہ دینے کی نیت کرے قرأت کی نیت نہ کرے فقہا نے کہا ہی کہ
یہ حکم اسوقت ہی کہ جب امام ایسے وقت مین اٹک گیا کہ قرأت بقدر جواز صلوۃ نہین کی ہی یا قرأت کے بعد
اسکا اور کوئی اور آیۃ نہین شروع کر دی لیکن اگر اسقدر پڑھ لیا ہی جس سے نماز جائز ہوجاتی ہی یا دوسری
آیۃ شروع کر دی ہی اُسوقت مین لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوجاویگی اور صحیح یہ ہی کہ لقمہ دینے والے
کی نماز کسی حالت مین فاسد نہوگی اور صحیح قول کے بموجب امام اگر لقمہ قبول کرلے تو اُسکی بھی نماز فاسد نہوگی
یہ کافی مین لکھا ہی - اور مقتدی کو فوراً لقمہ دینا مکروہ ہی اسلیے کہ شاید امام کو اسی وقت یاد آجاوے پس مقتدی
کی بغیر حاجت کے امام کے پیچھے قرأت ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور امام کو بھی چاہیے کہ مقتدی پر
لقمہ دینے کی حاجت نہ ڈالے اسلیے کہ وہ اس صورت مین گویا اُسکے اوپر قرأت کی ضرورت ڈالتا ہی
اور مقتدی کی قرأت مکروہ ہی بلکہ اسقدر پڑھ لیا ہی جس سے نماز جائز ہوجاتی ہی تو رکوع کردے اور
دوسری آیۃ کی طرف نہ جاوے یہ کافی مین لکھا ہی ضرورت ڈالنے سے مراد یہ ہی کہ بار بار ایک آیۃ کو پڑھے
یا چپکا کھڑا ہوجاوے یہ نہایہ مین لکھا ہی امام رک گیا اور اُسکو ایسے شخص نے لقمہ دیا جو اُسکے ساتھ نماز مین
نہین ہی اور اسی وقت امام کو بھی یاد آگیا پس اگر امام نے اُسکے لقمہ کے تمام ہونے سے پہلے پڑھنا شروع
کر دیا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی ورنہ فاسد ہوجاویگی اسلیے کہ اُسکا یاد آنا اُسکے لقمہ دینے کی طرف منسوب ہوگا

اگر کوئی لڑکا قریب بلوغ لقمہ دے تو اسکا حکم وہی ہوگا جو بالغ کے لقمہ کا ہوتا ہی اگر مقتدی نے کسی ایسے شخص
سے سنا جو نماز مین نہین ہی اور سنکر اپنے امام کو لقمہ دیا تو ضرور ہی کہ سب کی نماز باطل ہو جاوے اسلیے کہ
خارج سے تلقین ہوئی یہ بحر الرائق مین قنیہ سے نقل کیا ہی اگر نماز پڑھنے مین کوئی خوشی کی خبر سنی اور الحمد للہ
کہا اور اسکے جواب کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر جواب کا ارادہ نہین کیا بلکہ اپنے نماز مین ہونے کی خبر
دینے کا ارادہ کیا تو بالاجماع نماز فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کوئی تعجب کی خبر سنی اور سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ
یا اللہ اکبر کہا تو اگر جواب کا ارادہ نہین کیا ہی تو سب کے نزدیک نماز فاسد نہوگی اور اگر جواب کا ارادہ کیا ہی تو امام
ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اسکو بچھو نے ڈنک مارا اور بسم اللہ
کہا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی فاسد
نہوگی اسلیے کہ یہ اس قسم کی بات نہین ہی جیسے آدمی آپس مین باتین کرتے ہین اور نصاب مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی - اگر چاند دیکھکر ربی و ربک اللہ کہا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی
اگر بخار یا کسی اور مرض کے دفع کرنے کے لیے کچھ قرآن لیکے اوپر پڑھا تو فقہا کے نزدیک نماز فاسد
ہو جاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی بیمار نے کھڑے ہوتے وقت یا جھکتے وقت مشقت یا درد کی وجہ سے بسم اللہ
کہا تو نماز فاسد نہوگی اور اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور صدر الشہید کی جامع صغیر مین ہی کہ انا للہ وانا
الیہ راجعون کہنے مین اگر جواب کا ارادہ کیا تو سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی اگر اللہم صل علی محمد یا
اللہ اکبر کہا اور جواب کا ارادہ نہین کیا تو بالاجماع نماز فاسد نہوگی اور اگر جواب کا ارادہ کیا تو بعضون نے کہا ہی
سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاویگی اور یہی ظاہر ہی - اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نماز مین درود پڑھا تو اگر دوسرے
کے جواب مین نہ تھا تو اسکی نماز فاسد نہوگی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنا اور اسکے جواب مین درود
پڑھا تو نماز اسکی فاسد ہو جاویگی اگر کسی شخص نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم پڑھا اور دوسرے شخص
نے نماز مین سنکر درود پڑھا تو اسکی نماز فاسد نہوگی اور اسی طرح اگر کسی شخص نے ایسی آیۃ پڑھی جس مین شیطان
کا ذکر تھا اور دوسرے شخص نے نماز مین سنکر لعنہ اللہ کہا تو اسکی نماز فاسد نہوگی اگر کسی شخص سے
پکار کر کہا کہ حاجتون کے پورا ہونے کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھو اور مسبوق نے سورۃ فاتحہ پڑھی
تو اسکی نماز فاسد ہو جاویگی اسی پر فتوی ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر ایسا شعر پڑھا کہ وہ بالکل قرآن مین موجود ہی جیسے
شاعر کا قول ہی ارایت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم یا جیسے یہ قول ہی ویخزہم وینصرکم
علیہم ٭ ویشف صدور قوم مؤمنین ٭ اور اس پڑھنے مین شعر پڑھنے کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ محیط
سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کوئی شعر یا خطبہ اپنے دل مین تصنیف کیا اور زبان سے نہ کہا تو نماز فاسد نہوگی لیکن برا کیا
یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اور فتاوی مین ہی کہ اگر نماز کے اندر سوچ کر کسی حدیث یا شعر یا خطبہ یا مسئلہ کو یاد کیا تو مکروہ ہی اور اسکی
نماز فاسد نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر نماز کے اندر نعم کا لفظ اسکی زبان سے نکلا پس اگر اسکی عادت تھی کہ یہ
لفظ اسکے کلام مین جاری ہوا کرتا ہی تو اسکی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر یہ عادت نہ تھی تو فاسد نہوگی اسلیے
کہ وہ منجملہ قرآن شمار ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر فارسی مین آرے کا لفظ کہا تو اسکا حکم بھی وہی ہی جو

نعم کا تھا اگر اُسکی یہ عادت تھی تو نماز فاسد ہوجاویگی ورنہ فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر نماز کے
اندر ایسی دعا مانگی جسکا سوال بندون سے محال ہی مثلاً عاقبت یا مغفرت یا رزق کی دعا مانگی یا اللھم ارزقنی الحج
یا اللھم اغفرلی کہا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر ایسی دعا مانگی کہ جسکا سوال بندون سے محال نہین ہی مثلاً اللھم اطعمنی یا
اللھم اقض دینی یا اللھم زوجنی کہا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر اللھم ارزقنی فلانۃ کہا تو صحیح یہ ہی کہ نماز فاسد ہوجاویگی
اسلیے کہ یہ لفظ بھی اُس قسم مین سے ہی کہ باہم لوگون کی گفتگو مین مستعمل ہوتا ہی اور اگر اغفرلی ولوالدی کہا تو نماز
فاسد نہوگی اسواسطے کہ وہ قرآن مین موجود ہی اور اگر اللھم اغفرلاخی کہا تو شیخ ابو الفضل بخاری سنے کہا ہی کہ نماز
فاسد ہوجاویگی اور صحیح یہ ہی کہ فاسد نہوگی اسلیے کہ وہ قرآن مین موجود ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر اللھم اغفرلامی یا اللھم
اغفرلعمی یا اللھم اغفرلخالی یا اللھم اغفرلزید کہا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر امام سنے کوئی
آیۃ رغبت ولانے یا ڈرلانے کے مضمون کی پڑھی اور مقتدی سنے کہا صدق اللہ وبلغت رسلہ تو برا کیا اور
نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی ظہیریہ مین لکھا ہی کوئی نماز پڑھنے والا جسوقت یا ایہا الذین
آمنوا پڑھتا ہی تو سر اُٹھاکر کہتا ہی لبیک سیدی تو بہتر یہ ہی کہ ایسا نہ کرے اور اگر کیا تو بعض فقہا سنے کہا ہی کہ نماز
اُسکی فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان کے اُن مسئلون مین مذکور ہی جو قرآن
سے متعلق ہین اگر حج کرنے والے سنے اپنی نماز کے اندر لبیک کہا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ تنا ... مین لکھا ہی اور اگر ایام تشریق مین اللہ اکبر کہا تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر نماز کے
اندر اذان کے کلمات بارادہ اذان کہے تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی
اگر نماز کے اندر اذان سنی اور جو موذن کہتا ہی وہی کہنے لگا اگر اذان کے جواب کا ارادہ کیا تو نماز فاسد
ہوجاویگی ورنہ فاسد نہوگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہین ہی تو بھی فاسد ہوجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر نماز
پڑھنے والے کے دل مین شیطان سنے کوئی وسوسہ ڈالا اور اُسنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا اگر یہ
وسوسہ منجملہ امور آخرت تھا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر منجملہ امور دنیا تھا تو فاسد ہوجاویگی یہ تمرتاشی مین لکھا ہی - اگر
نماز کے آخر مین تشہد کو بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا اور تشہد پڑھنا شروع کر دیا اور تھوڑا سا پڑھ کر تشہد
کے تمام ہونے سے پہلے سلام پھیر دیا تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اُسکی نماز فاسد
ہوجاویگی اسواسطے کہ پہلا قعدہ اُسکا تشہد کی طرف عود کرنے سے باطل ہوگیا پس جب تشہد پورا ہونے
سے پہلے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی اسواسطے کہ قعدۂ اخیر بقدر تشہد کے ادا نہین ہوا اور امام محمد رح نے
کہا ہی کہ نماز اُسکی فاسد نہوگی اسواسطے کہ پہلا قعدہ اُسکا قرأت تشہد کی طرف عود کرنے سے پورا باطل نہوگا اور صرف
اسی قدر باطل ہوگا جسقدر تشہد اُسنے پڑھا ہی یا کچھ بھی باطل نہوگا اسواسطے کہ قرأت تشہد کا محل قعدہ
ہی اور اُسکے باطل کرنے کی کوئی ضرورت نہین اور اسی پر فتوے ہی اسی وجہ سے مشائخ سے اس مسئلے
مین اختلاف ہوا ہی جسمین ائمہ سے کوئی روایت نہین اور وہ یہ ہی کہ الحمد اور سورہ پڑھنا بھول گیا اور
رکوع کر دیا اور رکوع مین یاد آیا پھر قرأت کے واسطے کھڑا ہوا پھر نادم ہوکر سجدہ مین چلا گیا اور رکوع کا اعادہ نہ کیا
بعضون سنے کہا ہی کہ نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اسلیے کہ جب وہ قرأت کے لیے کھڑا ہوا تو رکوع باطل ہوگیا پس جب کہ

رکوع کا اعادہ نہ کیا تو نماز باطل ہوگئی اور بعضون نے کہا ہی کہ سب رکوع باطل نہوگا یا کچھ باطل نہوگا اسواسطے کہ
رکوع کا باطل ہونا قرات کی وجہ سے تھا اور جب لُسنے قرأت نکی تو گویا اُسنے یہ فعل ہی نہین کیا یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی اور اگر نماز مین بلند آواز سے آہ آہ یا اُوہ اُوہ کہا یا رویا جس سے حروف پیدا ہوگئے پس اگر یہ جنت یا نار کے
ذکر سے تھا تو نماز اُسکی پوری ہوگئی اور اگر درد یا مصیبت سے تھا تو نماز اُسکی فاسد ہوگئی اور اگر اپنے گناہون کی کثرت
کا خیال کرکے آہ کی تو نماز قطع نہوگی اور اگر نماز مین ایسا رویا کہ صرف آنسو بہے اور آواز نہ نکلی تو نماز فاسد نہوگی
و اگر اَخ اَخ کہا تو اگر سنا نہ جاوے تو بالاجماع نماز فاسد نہوگی اور مکروہ ہوگی اسلیے کہ وہ کلام نہین ہی یہ محیط
سرخسی مین لکھا ہی - اگر اپنے سجدہ کی جگہ سے خاک کو پھونکا تو اگر وہ پھونکنا مثل سانس لینے کے تھا کہ
اُسکی آواز سنی نہین جاتی تھی تو نماز فاسد نہوگی لیکن عمدًا ایسا کرنا مکروہ ہی اور اگر اسطرح سننے مین آیا تھا کہ حروف
تہجی اسمین سے پیدا ہوتے تھے تو وہ بمنزلہ کلام کے ہی اور نماز اس سے قطع ہوجاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی
اگر جانور کو ہر کہکے یا کتے کو ہٹ کہکے ہٹا دیا تو نماز قطع ہوجاویگی اور اگر اس طرح ہٹایا کہ حروف تہجی نہین
پیدا ہوے تو نماز قطع نہوگی - کسی نے بلی کو اسطرح بلایا کہ اُسکی آواز مین حروف تہجی پیدا ہوگئے تو نماز
قطع ہوجاویگی اور اگر اسطرح بلایا کہ حروف تہجی نہ پیدا ہوے تو نماز قطع نہوگی اور جب بلی کو اس طرح بھگایا کہ حروف
تہجی پیدا ہوگئے تو نماز قطع ہوجاویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر بلا عذر کھنکارا اور اُسپر مجبور نہ تھا اور اُس سے
حروف حاصل ہوگئے تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اُس سے حروف ظاہر نہین ہوے
تو بالاتفاق نماز فاسد نہوگی لیکن یہ مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر عذر سے کھنکارا مثلا مجبور تھا تو
نماز فاسد نہوگی اسواسطے کہ اس سے بچ نہین سکتا اور اسی طرح آہ آہ کہنا اور اوہ اوہ کہنا اگر عذر سے
ہی مثلاً مریض ہی اپنے نفس مین طاقت نہین رکھتا تو اُسکا بھی یہی حکم ہی اور اُسوقت مین وہ مثل چھینک یا
ڈکار کے سمجھا جائیگا اور اگر چھینک لی یا ڈکار لی اور اس سے کلام پیدا ہوگیا تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی - اگر اپنی آواز درست کرنے کے لیے یا اپنی آواز کو اچھا بنانے کے لیے کھنکارا تو صحیح قول
کے بموجب نماز فاسد نہوگی اسی طرح اگر امام سے کوئی خطا ہوئی اور اُسکے بتانے کے واسطے
مقتدی کھنکارا تو نماز فاسد نہوگی اور غایۃ مین ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے نماز مین ہونے پر آگاہ کرنے کے
لیے کھنکارا تو نماز فاسد نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر قرآن مین دیکھ کر قرأت کی تو امام ابو حنیفہ رح کے
نزدیک اسکی نماز فاسد ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک فاسد نہوگی اور امام ابو حنیفہ رح کی دلیل یہ ہی کہ قرآن کا
اُٹھانا اور اُسکے ورق لوٹنا اور اُسپر نظر کرنا عمل کثیر ہی اور بغیر اسکے نماز ادا ہوسکتی ہی اور اس قول سے معلوم ہوا
کہ قرآن اسکے سامنے رحل پر رکھا ہوا اور وہ اُسکو اُٹھاتا نہو اور اُسکے ورق نہ لوٹتا ہو یا محراب مین لکھا ہوا ہو
اور اُس سے پڑھتا ہو تو نماز فاسد نہوگی دوسری دلیل امام ابو حنیفہ رح کی یہ ہی کہ قرآن سے لینا تعلم یعنی سیکھنا ہی
اور وہ اعمال صلوۃ مین سے نہین ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ خواہ قرآن کو اُٹھا دے یا نہ اُٹھا دے
ہر صورت مین نماز فاسد ہوجاتی ہی اور یہی صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی - اگر قرآن یاد ہی اور لکھے ہوے سے بغیر اُٹھائے
قرآن کے پڑھا تو نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ نہ قرآن اُٹھایا اور نہ اُس سے تلقین حاصل کی اور مختصر جامع

مین قرآن مین سے دیکھکر تھوڑے اور بہت پڑھنے مین فرق نہین کیا بعض مشائخ نے کہا ہی کہ اگر بقدر ایک
آیۃ کے پڑھا تو نماز فاسد ہوجاویگی ورنہ فاسد نہوگی اور بعض نے کہا ہی بمقدار سورۂ فاتحہ کے پڑھا تو فاسد
ہوگی اور اس سے کم پڑھا تو فاسد نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر نماز مین کسی لکھے ہوے پر نظر پڑی اور وہ آیۃ قرآن
کی تھی اور اسکو سمجھ لیا تو بلا خلاف نماز جائز ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور جامع صغیر حسامی مین ہی کہ اگر نماز کے اندر
کسی فقہ کی کتاب پر نظر پڑی اور اُسکو سمجھ لیا تو بالاجماع نماز فاسد نہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر محراب پر سوا
قرآن کے کچھ اور لکھا تھا اور اُسکو مصلی نے دیکھا اور تامل کیا اور سمجھا تو امام ابو یوسف رح کے قول کے
بموجب نماز فاسد نہوگی اور اسی کو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہی اور امام محمد رح کے قیاس کے بموجب نماز فاسد
ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ نماز اُسکی بالاجماع فاسد نہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر کوئی قصد کرکے سمجھے
یا بلا قصد سمجھے اس مین بموجب قول صحیح کے کچھ فرق نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر نماز کے اندر انجیل یا توریت
یا زبور مین سے کچھ پڑھا خواہ وہ قرآن اچھی طرح پڑھ سکتا ہو یا نہ پڑھ سکتا ہو تو نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی
یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی **دوسری قسم** اُن افعال کے بیان مین جنسے نماز فاسد ہوجاتی ہی
عمل کثیر سے نماز فاسد ہوجاتی ہی اور عمل قلیل سے فاسد نہین ہوتی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی قلیل اور کثیر مین کیا
فرق ہی اسمین تین قول ہین **اول** یہ ہی جس کام کی عادت دونون ہاتھون سے کرنے کی ہوتی ہی وہ عمل کثیر ہی
اگرچہ ایک ہاتھ سے ہی کرے جیسے عمامہ باندھنا اور کرتا پہننا اور پائجامہ باندھنا اور کمان سے تیر چھوڑنا اور
جس کام کی ایک ہاتھ سے کرنے کی عادت ہی وہ قلیل ہی اگرچہ دونون ہاتھون سے کرے جیسے کرتا اُتارنا
اور پائجامہ کھولنا اور ٹوپی اوڑھنا اور اُتارنا اور لگام اُتارنا یہ تبیین مین لکھا ہی اور جو کام ایک ہاتھ سے ہوتا ہی
وہ تھوڑا جبھی تک ہی کہ بار بار نہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی **دوسرا قول** یہ ہی کہ نماز پڑھنے والا
اپنی رائے مین قلیل سمجھے وہ قلیل ہی اور جسکو کثیر سمجھے وہ کثیر ہی اور یہ قول امام ابو حنیفہ رح کے قول سے بہت
قریب ہی **تیسرا قول** یہ ہی کہ اگر دور سے کوئی دیکھنے والا اسکو دیکھکر یقین کرے کہ یہ نماز مین نہین ہی تو
وہ عمل کثیر ہی اور اُس سے نماز فاسد ہوتی ہی اور اگر شک ہو تو مفسد نہین یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہی احسن ہی
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسی کو اکثر فقہا نے اختیار کیا ہی یہ فتاوے قاضی خان اور خلاصہ مین لکھا ہی
اگر تلوار گلے مین ڈالی یا نکالی تو اس سے نماز فاسد نہین ہوتی اور اسی طرح اگر اپنی چادر اوڑھی یا ہلکی چیز
اُٹھائی جسکو ایک ہاتھ سے اُٹھایا کرتے ہین یا کسی بچہ کو یا کپڑے کو اپنے کاندھے پر اُٹھایا تو
اُس سے نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر کوئی ایسی چیز اُٹھائی جسکے اُٹھانے
مین تکلیف اور دقت ہوتی ہی تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر جان کر یا بھول کر کھایا یا پیا تو نماز فاسد
ہوجاویگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر اُسکے دانتون مین کچھ کھانا تھا اور اُسکو نگل گیا اگر وہ چنے سے
کم تھا تو نماز فاسد نہوگی مکروہ ہوگی اور اگر چنے کے برابر ہوگا تو فاسد ہوگی یہ سراج الوہاج مین فتاوی سے
نقل کیا ہی اور یہی تبیین اور بدائع اور شرح طحاوی مین لکھا ہی اور بقالی نے ذکر کیا ہی کہ یہی اصح ہی یہ جوہرۂ نیرہ
مین لکھا ہی۔ اگر اُسکے دانتون مین سے خون نکلا اور اُسکو نگل گیا تو اگر تھوک اُسپر غالب تھا تو نماز فاسد نہوگی

یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے نصاب میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ کھایا یا پیا پھر نماز
شروع کردی اور اسکے منھ میں کچھ کھانے یا پینے کی چیز باقی رہگئی تھی اور اُس بقیہ کو کھالیا یا پی لیا تو اسکی نماز
فاسد نہوگی اور اسی پر فتوے ہے اسی طرح اگر اُسکے دانتوں میں کوئی چیز تھی اور نماز میں ہے اور وہ اُسکو
نگل گیا تو اگر چنے کے برابر ہو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف کا ہے
یہ مضمرات میں لکھا ہے اگر اُسکے دانتوں میں سے خون نکلا اور اُسکو نگل گیا تو اگر منھ بھر کر نہ تھا تو اس سے نماز فاسد نہیں
ہوتی یہ فتاوی قاضی خان اور خلاصہ اور محیط میں لکھا ہے اگر باہر سے ایک تل منھ میں لیا اور اُسکو نگل گیا تو نماز
فاسد ہوجاویگی اور یہی اصح ہے اور اگر کوئی چیز میٹھی کھائی اور نگل گیا پھر نماز میں داخل ہوا مگر اُسکی شیرینی منھ میں
موجود تھی اور اُسکو بھی نگل گیا تو نماز فاسد نہوگی اگر قند یا شکر منھ میں رکھی اور اُسکو چبایا نہیں لیکن نماز پڑھتے
میں اُسکی شیرینی حلق کے اندر جاتی ہے تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور یہی مختار ہے یہ ظہیریہ میں لکھا ہے اور
اگر بہت سا گوند چبایا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر چھالی کو چبایا اور وہ ٹوٹی نہیں تو اگر بہت
چبایا تو اس سبب سے نماز فاسد ہوجاویگی کہ وہ عمل کثیر ہے اور اگر اس میں سے کچھ ٹوٹ کر اُسکے حلق میں داخل
ہوگیا تو اگرچہ تھوڑا ہو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر اُسکو چبایا نہیں اور تھوک کے ساتھ حلق کے اندر چلی گئی تو
نماز فاسد نہوگی اور اگر اولا یا کوئی قطرہ یا برف کا ٹکڑا اُسکے منھ میں چلا گیا اور اسکو نگل گیا تو نماز فاسد ہوجاویگی
یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اگر نماز پڑھتے میں چراغ کی بتی اُٹھائی تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوے
قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر نماز پڑھتے میں چراغ میں بتی رکھدی تو نماز فاسد نہوگی اسواسطے کہ وہ عمل قلیل ہے یہ
سراج الوہاج میں فتاوی سے نقل کیا ہے۔ اگر منھ بھر کر قی کی تو وضو ٹوٹ جائیگا نماز فاسد ہوگی اور اگر منھ
بھرنے سے کم قی کی تو اُسکا وضو بھی نہیں ٹوٹیگا اور نماز بھی فاسد نہوگی اور اگر منھ بھر کر قی کی اور اُسکو نگل گیا
اور وہ اُسکو اُگل دینے پر قادر تھا تو نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اور اگر منھ بھر کر نہ تھی تو امام ابویوسف رح کے
قول کے بموجب نماز فاسد نہوگی امام محمد رح کے قول کے موافق فاسد ہوجاویگی اور زیادہ احتیاط امام محمد رح
کے قول میں ہے یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر عمداً قی کی تو اگر وہ قی منھ بھر کر نہ تھی تو اسکی
نماز فاسد نہوگی اور اگر منھ بھر کر تھی تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر نمازی قبلہ کی طرف کو چلا اگر مکان
لاحق نہیں ہے اور مسجد سے نہیں نکلا تو نماز فاسد نہوگی اور میدان میں جب تک صفوں سے نہ نکلا ہو تب تک
فاسد نہوگی یہ تبیین میں لکھا ہے اور اگر قبلہ کی طرف کو پیٹھ پھیردی تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ ظہیریہ میں لکھا ہے اگر نماز میں بقدر
ایک صف کے چلا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر بقدر دو صفوں کے ایک بار چلا تو نماز فاسد ہوجاویگی
اور اگر بقدر ایک صف کے ایک بار چلا اور کچھ ٹھیرا پھر بقدر ایک صف کے چلا تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوی
قاضی خان میں لکھا ہے رفع یدین سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر دونوں پاؤں پھیلا کر سواری کے گدھے کو ہانکا
تو نماز فاسد ہوگی اور اگر ایک پاؤں سے ہانکا تو نماز فاسد نہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور اگر ایک پاؤں ہلایا مگر
برابر ہلاتا نہ رہا تو فاسد نہوگی اور اگر دونوں پاؤں کو ہلایا تو نماز فاسد ہوجاویگی اس قول میں دونوں پاؤں کے عمل کو
دونوں ہاتھوں کے عمل پر اور ایک پاؤں کے عمل کو ایک ہاتھ کے عمل پر اعتبار کیا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ اگر دونوں پاؤں

تھوڑے ہلائے تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی یہی اوجہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر سینہ اپنا قبلہ کی طرف سے پھیر دیا
اور معذور نہین ہی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر مُنھ پھیرا سینہ نہ پھیرا تو نماز فاسد نہوگی یہ زاہدی مین لکھا ہی مگر یہ حکم
اُسی صورت مین ہی کہ فوراً مُنھ قبلہ کی طرف کو پھیرلے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر جانور پر سوار ہوا تو نماز فاسد
ہوجاویگی اسواسطے کہ وہ ایسا کام ہی کہ بغیر دونون ہاتھون کے پورا نہین ہوسکتا اور اگر جانور پر سے اُترا
تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر کوئی شخص نماز پڑھتا تھا اُسکو ایک شخص نے اُٹھا کر
ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دیا اگر وہ قبلہ کی طرف سے نہین پھرا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر اُسکو جانور
پر بٹھا دیا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر بلا عذر امام سے آگے بڑھ گیا تو نماز فاسد ہوگی یہ
فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور فتاوے فضلی مین ہی کہ کوئی شخص جنگل مین نماز پڑھ رہا ہی اور اپنی نماز
کی جگہ سے بقدر سجدہ کرلینے کی جگہ کے پیچھے کو ہٹ گیا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی اور اسی طرح مقدار سجود اُسکے پیچھے
اور داہنے اور بائین اعتبار کی جاتی ہی اور اُسکو حکم مسجد کا دیا جاتا ہی تو جب تک اتنی جگہ سے باہر نہین ہوا
مسجد سے باہر نہین ہوا۔ اس باب مین لکیر کھینچ لینے کا کچھ اعتبار نہین ہی یہان تک کہ اگر کوئی شخص اپنے
گرد لکیر کھینچ لے اور لکیر سے باہر نہوا اور مقدار سجود سے باہر ہوگیا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر
صف کے بیچ مین کچھ جگہ خالی تھی اور اسمین کوئی شخص داخل ہوا اور دوسرا شخص جگہ فراخ ہونے کے واسطے
آگے بڑھ گیا تو اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہی اور یہی قنیہ مین لکھا ہی۔ کوئی شخص
اپنے گھر مغرب کی نماز پڑھتا تھا اور ایک شخص نے آکر اُسکے پیچھے نفل کی نیت باندھ لی اور امام بھول کر چوتھی رکعت
کو کھڑا ہوا اور تیسری رکعت پر نہ بیٹھا اور مقتدی نے اُسکی متابعت کی تو فقہا نے کہا ہی کہ امام اور مقتدی دونو
کی نماز فاسد ہوجاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ نماز مین بچھو یا سانپ کے مارنے سے نماز
فاسد نہین ہوتی خواہ ایک ضرب مین مرے خواہ بہت سی ضربون مین یہی اظہر ہی اور مجمع النوازل مین لکھا ہی
کہ اگر یہ حادثہ مقتدی پر واقع ہوا اور جوتی ہاتھ مین لیکر اُسکی طرف جاوے تو اگرچہ امام سے آگے
بڑھ جاوے تو بھی نماز فاسد نہین ہوتی یہ خلاصہ مین لکھا ہی سب طرح کے سانپون کے مارنے کا یہی حکم
ہی یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور سانپ اور بچھو کا مارنا نماز مین اُسی وقت مباح ہی کہ جب اُسکے
سامنے آجاوے اور ایذا دینے کا خوف ہو اور اگر ایذا دینے کا خوف نہین ہی تو مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی
اگر پے درپے تین پتھر پھینکے یا جوئین مارین پے درپے تین بال اُکھاڑے یا آنکھون مین سرمہ لگایا تو نماز فاسد
ہوجاویگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی حجۃ مین لکھا ہی کہ بعض مشائخ نے کہا ہی کہ اگر کسی شخص نے پتھر اسطرح پھینکا کہ اپنے
ہاتھ کو پھیلا کر خوب طاقت سے کھینچا اور ہوا مین پتھر پھینکا تو ایک پتھر کے پھینکنے سے اُسکی نماز فاسد
ہوجاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور حسن سے روایت ہی کہ اگر کوئی جانور پر سوار ہوکر نماز پڑھتا تھا اور اُسکو تیز
کرنیکے لیے مارا تو نماز فاسد ہوجاویگی اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک بار یا دو بار کے مارنے مین نماز فاسد
نہوگی اور اگر ایک رکعت مین تین بار ماریگا یعنے پے در پے ماریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی
آدمی کو ایک ہاتھ یا کوڑے سے مارا تو نماز فاسد ہوجاویگی یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی اگر کسی جانور پر پتھر پھینکیگا

تو نماز فاسد نہوگی مگر مکروہ ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر ڈھیلے موزے کو نکالا تو نماز فاسد نہوگی یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی اگر موزہ پہنا تو نماز فاسد ہو جاویگی - اگر جانور کو لگام دی یا زین کھینچا یا اُسکا زین اُتارا تو نماز فاسد
ہو جاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر بقدر تین کلمون کے نماز مین لکھا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر اُس
سے کم لکھا تو فاسد نہوگی اور فتاوے مین ہی کہ تین کلمون کی مقدار مجموع النوازل مین لکھی ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی
اور اگر ہوا مین یا بدن پر کچھ لکھا جو ظاہر نہین ہوتا ہی تو اگرچہ بہت ہو نماز فاسد نہین ہوتی یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی اگر دروازہ بند کیا تو نماز فاسد نہوگی اور اگر بند دروازہ کھولا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی اگر کوئی عورت نماز پڑھتی تھی اور کسی بچہ نے اُسکی پستان کو چوسا اگر دودھ نکلا تو نماز فاسد ہو جاویگی ورنہ
فاسد نہوگی اسواسطے کہ جب دودھ نکلا تو وہ دودھ پلانا ہوا اور بغیر اسکے دودھ پلانا نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
اگر تین چسکیان لین تو بغیر دودھ نکلے بھی عورت کی نماز فاسد ہو جاویگی یہ فتاوی قاضی خان اور خلاصہ مین لکھا ہی
اگر کوئی عورت نماز پڑھتی تھی اور اُسکے شوہر نے اُسکی رانون مین مجامعت کی تو اگرچہ اُس سے کچھ رطوبت کا انزال
نہوا ہو تو اُسکی نماز فاسد ہو جاویگی اور اسی طرح اگر شہوت سے یا بغیر شہوت عورت کا بوسہ لیا یا شہوت سے
مساس کیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جاویگی لیکن اگر عورت نے مرد نماز پڑھنے والے کا بوسہ لیا اور اُسوقت
مرد کو اُسکی خواہش نہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی جس عورت کو طلاق رجعی دے چکا ہی اگر نماز کے اندر
شہوت سے اُسکی فرج کو دیکھا تو طلاق سے رجعت ہو جاویگی اور ایک روایت کے بموجب اسکی نماز فاسد
نہوگی یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر نماز پڑھنے مین اپنے سر یا داڑھی مین تیل ڈالا یا اپنے سر پر گلاب
لگایا تو نماز فاسد ہو جاویگی کہا گیا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب شیشی لیکر تیل سر پر ڈالا اور اگر تیل ہاتھ مین تھا
اور اُس سے اپنے سر پر یا داڑھی پر مسح کر لیا تو نماز فاسد نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر اپنی داڑھی
مین کنگھی کی تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر ایک رکن مین تین بار کھجلایا تو اُسکی نماز فاسد
ہو جاویگی یہ اُسوقت ہی کہ ہر بار ہاتھ اُٹھا لیوے اور اگر ہر بار ہاتھ نہ اُٹھاوے تو فاسد نہوگی اگر ایک بار کھجلایا
تو مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر نماز پڑھنے والے کے سجدہ کی جگہ مین ہوکر کوئی گذر گیا تو اُسکی نماز فاسد
نہوگی اور وہ گذرنے والا شخص گنہگار ہوگا اس مسئلہ مین فقہا نے بہت کلام کیا ہی کہ نماز پڑھنے والے کی کس جگہ
تک گذرنا مکروہ ہی اصح یہ ہی کہ نماز پڑھنے والے کی جگہ اُسکے پاؤن سے سجدہ کی جگہ تک مین گذرنا مکروہ ہی تبیین مین
لکھا ہی ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے مین اپنے سجدہ کی جگہ نظر ڈالے ہوئے ہو پھر گذرے اور گذرنے
والے پر اُسکی نظر نہ پڑے تو مکروہ نہین یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی یہی اصح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور یہی ٹھیک ہی
یہ نہایہ مین لکھا ہی یہ حکم جنگل کا ہی اور اگر مسجد مین ہی تو اگر نمازی اور گذرنے والے کے درمیان مین کوئی حائل ہی
کوئی آدمی یا ستون تو مکروہ نہین اور اگر اُسکے درمیان مین کوئی حائل نہین ہی اور مسجد چھوٹی ہی تو ہر جگہ سے
مکروہ ہی اور بڑی مسجد کو جنگل کا حکم ہی یہ کافی مین لکھا ہی اگر چبوترہ سے اوپر نماز پڑھتا ہی تو اگر سامنے گذرنے
والے کے اعضا نماز پڑھنے والے کے مقابل ہوتے ہین تو مکروہ ہی ورنہ مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر دو
شخص ملے ہوئے جاوین تو کراہت اُس شخص کے واسطے ہوگی جو نمازی سے قریب ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی فقہا

کہا ہی کہ جو شخص سوار ہوا ور نماز پڑھنے والے کے سامنے گذرنا چاہے پس حیلہ یہ ہی کہ جانور کی آڑ مین ہوکر
گذرجائے تو گنہگار نہوگا اسواسطے کہ جانور کی آڑ ہوجاویگی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اگر دو شخص گذرنا چاہین
تو ایک شخص نماز پڑھنے والے کے سامنے کھڑا ہوجاوے اور دوسرا شخص اُسکی آڑ مین ۔
گذرجاوے پھر وہ پہلا شخص یہی کرے اور اسی طرح دونون گذرجائین یہ قنیہ مین لکھا ہی اور جو شخص جنگل مین
نماز پڑھنا چاہتا ہی اُسکو چاہیئے کہ اپنے سامنے ایک سترہ کھڑا کرے جسکا طول ایک ذراع اور مُٹائی بقدر انگلی
کے ہو اور اُسکو اپنی داہنی یا بائین بھون کے سامنے کرے اور داہنی بھون کے سامنے کرنا افضل ہی یہ
تبیین مین لکھا ہی اور اگر لکڑی گاڑ نہ سکے تو اُسکو ڈالدے یہ کافی مین لکھا ہی اس مسئلہ کی ایک جماعت نے
منجملہ اُنکے قاضی خان نے بھی جامع صغیر کی شرح مین اُسکی تصحیح کی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور خلاصہ
مین ہی کہ یہی اصح ہی اور قنیہ مین ہی کہ یہی مختار ہی یہ شرح ابو المکارم مین لکھا ہی اور اُسکو سامنے رکھے تو لمبائی
مین رکھے چوڑائی مین نہ رکھے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اُسکے پاس کوئی لکڑی یا گاڑنے یا سامنے رکھنے کی
چیز نہ ہو تو عامہ مشائخ کا مذہب یہ ہی کہ خط نہ کھینچے اور یہ ایک روایت ہی امام محمد رح سے اور بعض مشائخ نے
کہا ہی کہ خط کھینچے اور امام محمد رح سے ایک روایت مین یہ بھی منقول ہی جن فقہا نے خط کھینچنے کو جائز کہا ہی کیفیت
خط مین اُنکا اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی طول مین خط کھینچے اور بعضون نے کہا ہی محراب کی صورت کا خط
کھینچے یہ محیط مین لکھا ہی ۔ اگر سامنے کسی کے گذرنے کا خوف نہو اور راستہ کی طرف کو نہو تو اگر سترہ
نہ کھڑا کرے تو کچھ مضائقہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہی ۔ امام کے سامنے جو سترہ ہی وہی جماعت کا سترہ ہی اگر
نماز پڑھنے والے کے سامنے سترہ نہین ہی اور اسکے سامنے کو کوئی شخص گذرے یا سترہ ہی اور نمازی اور
سترہ کے درمیان مین کوئی شخص گذرنا چاہے تو اُسکو اشارہ یا تسبیح سے روکے یعنے سبحان اللہ کہے
یہ ہدایہ مین لکھا ہی فقہا نے کہا ہی یہ مردون کے واسطے ہی اور عورتون کے واسطے حکم یہ ہی کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ
مارین اور طریقہ اُسکا یہ ہی کہ داہنے ہاتھ کی انگلیون کی پشت بائین ہاتھ کی ہتھیلیون پر مارے یہ بحر الرائق
مین غایۃ البیان سے نقل کیا ہی اشارہ اور تسبیح دونون کو جمع کرنا مکروہ ہی اور اشارہ سر سے کرے یا آنکھ سے
کرے یا ان دونون کے سوا کسی اور عضو سے کرے یہ کافی مین لکھا ہی اگر نماز مین رکوع یا سجدہ زیادہ کردیا
ظاہر روایت مین یہ مذکور ہی کہ نماز فاسد نہین ہوتی اور اسی طرح اگر دو سجدے یا زیادہ بڑھا دیے تو بھی نماز
فاسد نہین ہوتی اور یہی حکم اس صورت مین ہی کہ اگر دو رکوع بڑھا دے یا اس سے بھی زیادہ کردے اور اگر
نماز تمام کرنے سے پہلے ایک رکعت پوری زیادہ کردی تو اُسکی نماز فاسد ہوجاویگی اگر امام نے رکوع کیا
اور ایک سجدہ کیا اور جب ایک سجدہ کرکے سر اُٹھایا تو ایک اور شخص آکر نماز مین اُسکے ساتھ داخل ہوا اور
اُسنے رکوع کیا اور دو سجدے کیے تو اسکی نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطے کہ اُسنے پوری ایک رکعت بڑھادی
یعنے رکوع اور سجود اور اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور اُسنے
نئی تکبیر کہکر عصر یا نفل کی نماز شروع کردی تو پہلی نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اسواسطے کہ دوسری نماز مین اسکا شروع کرنا
صحیح ہوگیا اور وہ دوسری نماز نفل ہی اگر نفل کی نیت کی ہو یا عصر کی نیت صاحب ترتیب نے کی ہو اور اگر صاحب ترتیب

نہین ہو مثلاً بہت سی نمازون کے فوت ہونے یا وقت کی تنگی کے سبب سے ترتیب ساقط ہو گئی ہو تب بھی وہ پہلی
نماز سے نکل جاویگا اور اگر نفل پڑھتا ہو اور اُسنے نماز ہی مین فرض شروع کر دیے یا جمعہ پڑھتا تھا اور ظہر شروع
کر دی یا ظہر پڑھتا تھا اور جمعہ شروع کر دیا تو جس نماز مین تھا اُس سے باہر ہو جاویگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر ظہر کی ایک رکعت
پڑھی پھر اُسنے از سر نو نیت باندھ کر وہی ظہر کی نماز پڑھنا چاہی تو جتنی نماز ادا کر چکا ہو وہ فاسد نہوگی اور اس رکعت کا
نماز مین حساب ہوگا یہان تک کہ اگر باقی نماز مین جو پہلی رکعت کے حساب سے قعدہ اخیر کا موقع ہوگا اور
وہان نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی یہ اُسی وقت ہی جب دل سے نیت کی ہو اور اگر زبان
سے بھی کہدیا کہ مین ظہر کی نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہون تو وہ نماز باطل ہوجاویگی اور اُس رکعت کا حساب
نہوگا یہ کافی مین لکھا ہی اگر تنہا نماز شروع کی پھر اُس سے کسی اور شخص نے اقتدا کر لیا اور امام نے
اُسکے سبب سے دوبارہ نماز شروع کر دی تو دوسری بار شروع کرنے کا اعتبار نہوگا اسی پہلی بار کے
شروع کا اعتبار کیا جاویگا لیکن اگر داخل ہونے والی عورت ہی تو دوسرا شروع صحیح ہوجاویگا یہ نہایہ
مین لکھا ہی اور اگر ظہر کی نماز شروع کی پھر تکبیر کہکر کسی امام سے ظہر کی نماز مین اقتدا کی نیت کر لی تو پہلی نماز باطل
ہوجاویگی اور اگر اپنے گھر مین ظہر کی نماز پڑھی اور وہی نماز پھر جماعت سے پڑھی تو پہلی نماز باطل نہوگی یہ کافی
مین لکھا ہی - ظہر کی نماز کی چار رکعتین پڑھین جب سلام پھیرا تو یاد آیا کہ ایک سجدہ بھول گیا ہی پھر کھڑا ہوا
اور از سر نو نماز شروع کی اور چار رکعتین پڑھکر سلام پھیر دیا تو اسکی ظہر کی نماز فاسد ہوگئی اسواسطے کہ
دوبارہ ظہر مین داخل ہونے کی نیت اسکی لغو ہی پس جب اُسنے ایک رکعت اور پڑھ لی تو فرض نماز
کے فارغ ہونے سے پہلے فرض اور نفل کو ملا دیا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور یہی خلاصہ مین لکھا ہی
کوئی شخص مغرب کی دو رکعتین پڑھکر قعدہ مین بقدر تشہد بیٹھا اور اسکو یہ گمان ہوا کہ نماز پوری ہوگئی اور سلام
پھیر کر کھڑا ہو گیا اور تکبیر کہکر مغرب کی سنتون مین داخل ہونے کی نیت کی تو خواہ سنتون کا سجدہ کیا ہو یا نکیا
ہو مغرب کی نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطے کہ فرض نماز کے فارغ ہونے سے پہلے وہ نفل مین داخل
ہو گیا لیکن اگر مغرب کی دو رکعتون کے بعد سلام پھیر دیا پھر اُسکو یاد آگیا کہ نماز پوری نہین ہوئی اور اُسنے
یہ سمجھا کہ نماز فاسد ہوگئی اور از سر نو کر اُسنے دوبارہ اللہ اکبر کہا اور تین رکعتین پڑھین تو اگر ایک رکعت کے
بعد بقدر تشہد بیٹھ گیا تو مغرب کی پہلی نماز صحیح ہوگئی ورنہ صحیح نہوگی - اگر مغرب کی نماز شروع کی اور ایک
رکعت پڑھکر اُسکو یہ گمان ہوا کہ اُسنے شروع کی تکبیر نہین کہی تھی پھر نماز از سر نو شروع کی اور تین
رکعتین پڑھین تو نماز اسکی جائز ہی اور اگر دو رکعتین پڑھکر یہ گمان ہوا کہ اُسنے شروع کی تکبیر نہین کہی ہی اور
پھر از سر نو اُسنے نماز شروع کی اور تین رکعتین پڑھین تو نماز اسکی جائز نہوگی اور کتاب [illegible] مین
مذکور ہی کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اُسنے نماز شروع کرکے ایک رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا ہو اسلیے کہ
اس سے قعدہ اخیر چھوٹا اور فرض کے تمام ہونے سے پہلے نفل مین چلا گیا یہ خلاصہ مین لکھا ہی

دوسری فصل اُن چیزون کے بیان مین جو نماز مین مکروہ ہین اور جو مکروہ نہین

نماز پڑھنے والے کو اپنے کپڑے یا داڑھی یا بدن سے کھیل کرنا یا سجدہ مین جاتے وقت اپنے سامنے یا پیچھے

سے کپڑا اٹھانا مکروہ ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اگر کپڑے کو اسلیے جھٹکے کہ رکوع مین اُسکے بدن سے لپٹ نہ جاوے تو مضائقہ نہین اور اگر نماز کے فارغ ہونے کے بعد یا پہلے پیشانی سے مٹی یا تنکے پونچھے تو اگر اُسکو اُس سے ضرر تھا اور نماز مین خلل پڑتا تھا تو مضائقہ نہین اور اگر خلل نہین پڑتا تھا تو درمیان نماز مین مکروہ ہی اور تشہد اور سلام سے پہلے مکروہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اُسکا چھوڑنا افضل ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی نماز مین اپنی پیشانی سے پسینا پونچھنے مین مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اور جو کام مفید ہو نماز مین اُسکے کرنے سے کچھ مضائقہ نہین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہوا ہی کہ آپ نے پسینا پیشانی سے پونچھا ہی اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تھے تو کپڑے کو داہنے یا بائین جانب کو جھاڑتے تھے اور جو کام مفید نہین وہ نماز مین مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی نہایہ مین لکھا ہی- نماز کے اندر اگر ناک مین سے کچھ رطوبت نکلی تو اُسکے زمین پر ٹپکنے سے اُسکا پونچھ دینا اولی ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور آیتون کا یا سبحان اللہ کا ہاتھ سے گننا نماز مین مکروہ ہی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح سے منقول ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین بعضون نے کہا ہی کہ یہ خلاف صرف فرضون مین ہی اور نفلون مین بالاجماع جائز ہی اور بعضون کا قول ہی کہ خلاف نفلون مین ہی اور فرضون مین بالاجماع جائز نہین اور اظہر یہ ہی کہ سب مین خلاف ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کسی شخص کو گننے کی ضرورت پڑے تو اشارۃً گنے نہ ظاہر گنے اور جو شخص مجبور ہو وہ صاحبین کے قول پر عمل کرے یہ نہایہ مین لکھا ہی اور فقہا نے کہا ہی کہ اگر انگلیون کے سرے سے اشارہ کرے تو مکروہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور نماز سے باہر تسبیح کے گننے مین اختلاف ہی مستصفی مین ہی کہ صحیح قول کے بموجب نماز سے باہر مکروہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور سورتون کا گننا مکروہ ہی اسواسطے کہ وہ اعمال صلوۃ مین سے نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی- اور کنکریون کا ہٹانا مکروہ ہی لیکن اگر اُنکی وجہ سے سجدہ نہو سکے تو ایک یا دو بار صاف کر دینا مکروہ نہین اور ظاہر روایت مین یہ ہی کہ ایک بار صاف کرے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور میرے نزدیک اُسکا چھوڑنا بہتر ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور نماز کے اندر انگلیون مین انگلیان ڈالنا اور چٹکانا مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور انگلیان چٹکانا یہ ہی کہ انکو دباوے یا کھینچے تاکہ انمین سے آواز نکلے یہ نہایہ مین لکھا ہی نماز سے باہر انگلیان چٹکانے کو اکثر نے مکروہ بتلایا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور اپنے بالون کا جوڑا سر پر باندھنا مکروہ ہی اور وہ یہ ہی کہ بالون کو سر پر جمع کرکے کسی چیز سے باندھے کہ کھل نہ جاوین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اُسکی صورت مین فقہا کے تین قول ہین بعضون نے کہا ہی کہ سر کے بیچ مین بالون کو جمع کرکے باندھین اور بعضون نے کہا ہی کہ اُنکی لٹین سر کے گرد لپیٹے جیسے کہ عورتین کرتی ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ سر کے پیچھے بالون کو جمع کرکے کسی ڈورے یا دھجی سے باندھے اور یہ سب صورتین مکروہ ہین یہ بحر الرائق مین غایۃ البیان سے نقل کیا ہی نماز مین پہلو پر اپنا ہاتھ رکھنا مکروہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور نماز سے باہر بھی پہلو پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور داہنے بائین کو اسطرح دیکھنا کہ کچھ منھ قبلہ کی طرف سے پھر جاوے مکروہ ہی صرف گوشۂ چشم

سے دیکھنا جسمین منھ قبلہ کی طرف سے نہ پھرے مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو آسمان کی طرف
کو نظر اٹھانا مکروہ ہو یہ تبیین مین لکھا ہو تشہد مین اور دونون سجدون کے درمیان اقعا مکروہ ہو یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہو اور اقعا اسطرح کے بیٹھنے کو کہتے ہین کہ سرین اپنے زمین پر رکھے اور دونون گھٹنے
کھڑے کر دے یہی صحیح ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور یہی اصح ہو یہ کافی اور نہایہ مین مبسوط سے نقل کیا ہو اور بعضون
نے کہا ہو کہ اقعا کے معنی یہ ہین کہ اپنی ایڑیون پر بیٹھے اور بعضون نے کہا ہو کہ انگلیون کے اطراف
پر بیٹھے اور بعضون نے کہا ہو کہ اقعا ایسے بیٹھنے کو کہتے ہین کہ گھٹنے اپنے سینہ مین لگائے اور
بعضون نے کہا ہو کہ گھٹنے اپنے سینہ مین لگا کر دونون ہاتھ زمین پر ٹیکے اور یہ کتے کی نشست کے
مشابہ ہو یہ سب صورتین مکروہ ہین یہ زاہدی مین لکھا ہو ہاتھ سے سلام کا جواب دینا اور بلا عذر چارزانو بیٹھنا
مکروہ ہو یہ تبیین مین لکھا ہو دونون باہین زمین پر بچھانا اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے
وقت رفع یدین کرنا اور سدل ثوب مکروہ ہو یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہو اور سدل ثوب اسے کہتے ہین
کہ اپنے سر پر یا دونون مونڈھون پر کپڑا ڈال کر اسکے کنارہ ادھر ادھر کو چھوڑ دے اور اگر قبا کو
دونون مونڈھون پر ڈالے اور اپنے ہاتھ آستین مین نہ ڈالے تو یہ بھی سدل ہو یہ تبیین مین لکھا ہو برابر ہو
کہ قبا کے نیچے قمیص ہو یا نہو یہ نہایہ مین لکھا ہو خلاصہ اور نصاب الصلی مین ہو کہ اگر نماز پڑھنے والا شقہ
یا فرجی پہنے ہوئے ہو اور ہاتھ آستینون مین نہ ڈالے تو متاخرین کا اختلاف ہو اور مختار یہ ہو کہ وہ مکروہ
نہین ہو یہ مضمرات مین لکھا ہو اور فقہا نے کہا ہو کہ جو شخص قبا پہنکر نماز پڑھے اسکو چاہیے کہ دونون ہاتھ
آستینون مین ڈالے اور پٹکے سے باندھے تاکہ سدل نہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو۔
اور نماز سے باہر سدل کرنے مین فقہا کا اختلاف ہو قنیہ کے باب الکراہت مین ہو کہ مکروہ نہین یہ بحر الرائق
مین لکھا ہو اگر کسی کے پاس عمامہ موجود ہو تو سستی کی وجہ سے یا نماز کو ایک سہل کام سمجھ کر ننگے سر نماز پڑھے
تو مکروہ ہو اور اگر عاجزی اور خشوع کی وجہ سے ننگے سر پڑھے تو مکروہ نہین بلکہ بہتر ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو کسی شخص
کے پاس کرتہ موجود ہو اور وہ صرف پائجامہ پہنکر نماز پڑھے تو مکروہ ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اور فتاوی حجہ
مین ہو کہ برنس پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہو اور لڑائی مین اسکا پہننا مکروہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو آستین
کہنیون تک چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو اور کپڑے کو اسطرح پہننا کہ وہ لٹکے
اور سر سے پاؤن تک مثل جھول کے ہو جاوے اور کوئی جانب ایسی اٹھی ہوئی نہو جس سے ہاتھ
باہر نکلین مکروہ ہو یہ تبیین مین لکھا ہو اور کپڑے کو اسطرح پہننا کہ اسکو داہنی بغل کے نیچے لیکر دونون کنارے
اسکے بائین مونڈھے پر ڈالے یہ بھی مکروہ ہو اور عمامہ اسطرح باندھنا کہ درمیان مین سے کھلا ہوا
ہو مکروہ ہو یہ تبیین مین لکھا ہو اور امام ولوالجی نے کہا ہو کہ اسطرح کا عمامہ باندھنا نماز سے باہر بھی
مکروہ ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو۔ ذلیل کپڑون مین نماز پڑھنا مکروہ ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہو اور ناک
اور منھ ڈھک لینا اور نماز مین جمائی لینا مکروہ ہو اور اگر جمائی آوے تو جہانتک ہوسکے روکے
اگر غالب ہو تو اپنا ہاتھ یا آستین منھ پر رکھے یہ تبیین مین لکھا ہو جمائی مین منھ بند نہ کرنا مکروہ ہو

خزانۃ الفقہ میں لکھا ہے پھر جب ہاتھ منھ پر رکھے تو ہاتھ کی پیٹھ پر رکھے یہ بحر الرائق میں مختار النوازل
سے نقل کیا ہے اور اگر قیام میں جمائی آوے تو داہنے ہاتھ سے منھ بند کرے اور جو قیام میں نہ ہو تو بائیں
ہاتھ سے منھ بند کرے یہ زاہدی میں لکھا ہے اور انگڑائی لینا اور آنکھوں کا بند کرنا نماز میں مکروہ ہے پیشاب
یا پاخانہ کی حاجت میں نماز میں داخل ہونا مکروہ ہے اور اگر اسی حاجت کی وجہ سے نماز میں خلل پڑتا ہو
تو نماز کو قطع کردے بیچ کے واسطے یہی حکم ہے اور اگر اسی طرح پڑھتا رہے تو جائز ہے اور گنہگار ہوگا
اگر وقت ایسا تنگ ہوگیا ہو کہ اگر وضو کریگا تو وقت جاتا رہیگا تو اسی طرح نماز پڑھ لے اسواسطے کہ
کراہت کے ساتھ ادا کرنا بالکل قضا کرنے سے اولیٰ ہے اور نماز میں آستین یا پنکھے سے اپنے آپ کو ہوا کرنا
مکروہ ہے مگر جب تک زیادہ نہو نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی یہ تبیین میں لکھا ہے اور نماز میں قصداً کھانسنا
اور کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر مجبور ہو تو مکروہ نہیں یہ زاہدی میں لکھا ہے اور نماز میں تھوکنا اور رکوع اور سجود میں
طمانیت کو چھوڑنا یا رکوع اور سجدہ ایسا کرنا کہ پیٹھ نہ ٹھہرے مکروہ ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور اسی طرح
قومہ اور جلسہ میں طمانیت چھوڑنا مکروہ ہے یہ شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے جو امیر الحاج کی تصنیف ہے اور
اکیلے نماز پڑھنے والے کو جماعت کی صفوں کے درمیان میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اسلیے کہ قیام میں اور قعود میں
انکی مخالفت ہوگی اگر جماعت کی صف میں کچھ جگہ ہو تو مقتدی کو صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر صف میں جگہ
نہ ملے تو محمد بن شجاع اور حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت کی ہے کہ مکروہ نہیں پس اگر کسی
شخص کو جماعت میں سے اپنی طرف کھینچ کر اسکے ساتھ کھڑا ہو جاوے تو بہتر و اولیٰ ہے یہ محیط میں لکھا ہے
اور چاہیے کہ وہ شخص اس مسئلہ کو جانتا ہو تاکہ اپنی نماز نہ فاسد کرے یہ خزانۃ الفتاوی میں لکھا ہے اور حاوی
میں ہے کہ اگر قبریں مصلی کے اس طرف ہوں تو مکروہ نہیں اسلیے کہ اگر نماز پڑھنے والے اور قبر کے درمیان
میں اتنا فاصلہ ہو کہ اگر اتنی دور پر آدمی نمازی کے سامنے گذرے تو مکروہ نہو تو نماز میں کراہت نہیں ہوتی
پس اسی طرح یہاں بھی مکروہ نہوگی یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے نماز میں سامنے یا اوپر یا داہنے یا بائیں یا نمازی کے
کپڑے میں تصویریں ہوں تو نماز مکروہ ہے اور جو فرش پر تصویریں ہوں تو اسمیں دو روایتیں ہیں صحیح
یہ ہے کہ اگر تصویر پر سجدہ نہ کرتا ہو تو مکروہ نہیں یہ حکم اسوقت ہے کہ جب تصویریں بڑی بڑی ہوں کہ دیکھنے والے
کو بے تکلف نظر آویں یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر ایسی چھوٹی ہوں کہ دیکھنے والے
کو بغیر تامل کے نظر نہ آویں تو مکروہ نہیں اور اگر انکا سر کٹا ہوا ہو تو کسی حالت میں مضائقہ نہیں اور سر کٹنا
اسطرح ہوتا ہے کہ سر اسکا ڈورے سے سیدیں یا اسطرح چھپا دیں کہ ذرا اثر باقی نرہے اور اگر اسکے سر اور جسد کے درمیان
میں ڈورا ڈالدیں تو اسکا کچھ اعتبار نہیں اسواسطے کہ بعض جانوروں کے گلے میں طوق بھی ہوتا ہے اور سب سے
زیادہ مکروہ یہ ہے کہ وہ تصویریں نمازی کے سامنے ہوں پھر اسکے بعد یہ کہ اسکے سر پر ہوں پھر اسکے
بعد یہ کہ داہنی طرف ہوں پھر اسکے بعد یہ کہ بائیں طرف ہوں پھر اسکے بعد یہ کہ اسکے پیچھے ہوں یہ کافی میں
لکھا ہے اور اگر کوئی تکیہ اسکے سامنے کھڑا ہو اور اسمیں تصویر ہے تو مکروہ ہے اور اگر وہ تکیہ زمین پر پڑا
ہو تو مکروہ نہیں یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے غیر ذی روح کی تصویر مکروہ نہیں یہ نہایہ میں لکھا ہے فرضوں میں

ایک سورہ بار بار پڑھنا مکروہ ہی نفل مین اسکا کچھہ مضائقہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر ایک آیۃ کو
بار بار پڑھے تو اگر ایسی نفلون مین ہی کہ اکیلا پڑھتا ہی تو مکروہ نہین اور اگر فرض نماز مین ہی تو حالت اختیار مین
مکروہ ہی اور حالت عذر و نسیان مین مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی جمعہ کی نماز مین ایسی سورۃ پڑھنا جسمین سجدہ ہو
مکروہ ہی اور اسی طرح ان سب نمازون مین جنمین قرأت جہر سے نہین پڑھتے مکروہ ہی یہ خلاصہ کی سولھوین فصل
مین لکھا ہی جو سہو کے بیان مین ہی سجدہ کرتے وقت گھٹنون سے پہلے ہاتھ رکھنا اور سجدہ سے اٹھتے وقت
ہاتھون سے پہلے گھٹنون کا اٹھانا مکروہ ہی مگر جبکہ عذر ہو تو مکروہ نہین یہ منیۃ المصلی مین لکھا ہی مقتدی کے واسطے
یہ مکروہ ہی کہ رکوع یا سجدہ مین امام سے پہلے چلا جاوے یا امام سے پہلے سر اٹھاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا
ہی بسم اللہ اور آمین جہر سے کہنا اور قرأت کو رکوع کے اندر پورا کرنا اور جو ذکر حالت انتقال مین پڑھنے کے
ہین انکو انتقال پورا ہونے کے بعد پڑھنا اور فرضون مین بے عذر عصا پر سہارا دینا مکروہ ہی اصح قول کے
بموجب نفل مین مکروہ نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی بچہ کو لیکر نماز پڑھنا جائز ہی اور مکروہ ہی اور اگر کوئی شخص نگہبانی
کرنے والا اور خبر لینے والا نہین اور وہ روتا ہی تو مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی نماز مین کرتہ کا یا
ٹوپی کا اتارنا یا انکو پہننا اور موزہ کا نکالنا تھوڑے عمل سے مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر عمامہ اپنے سر سے
اٹھا کر زمین پر رکھا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھا تو نماز فاسد نہین ہوتی مگر مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
عمامہ کی کور پر سجدہ کرنا مکروہ ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور مکروہ اسوقت ہی کہ جب زمین کی سختی کے معلوم ہونے کا
مانع نہو اور اگر اس سے بھی مانع ہی تو ہرگز نماز ہی جائز نہوگی یہ برجندی مین لکھا ہی اگر اپنی آستین بچھا کر
اسپر سجدہ کرے اگر آستین اسواسطے بچھائی کہ منہہ کو خاک نہ لگے تو مکروہ ہی اور اگر اسواسطے بچھائی کہ
اسکے عمامہ کو اور کپڑون کو خاک نہ لگے تو مکروہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی کوئی شخص زمین پر نماز پڑھتا
ہی اور ایک کپڑا اسکے سامنے ڈال دیا وہ اسپر سجدہ کرتا ہی تاکہ زمین کی گرمی سے بچے تو مضائقہ نہین یہ ظہیریہ
مین لکھا ہی سجدہ مین پاؤن کو ڈھکنا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص تنہا نفل پڑھتا ہو تو اسکا مضائقہ نہین
اگر کوئی رحمت کی آیۃ پڑھے تو رحمت کی دعا مانگے اور دوزخ کی آیۃ پڑھے تو دوزخ سے پناہ مانگے اور مغفرت
کی دعا مانگے اور فرضون مین یہ مکروہ ہی اور امام اور مقتدی کو فرض اور نفل دونون مین مکروہ ہی یہ غنیۃ المصلی مین لکھا ہی
اور کبھی داہنی طرف اور کبھی بائین طرف کو جھک جانا بھی مکروہ ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور نماز مین کبھی ایک پاؤن پر زور ڈالنا
اور کبھی دوسرے پاؤن پر زور ڈالنا مکروہ ہی لیکن عذر ہو تو مکروہ نہین اور اسی طرح ایک پاؤن پر کھڑا ہونا بھی مکروہ ہی
یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کھڑے ہوتے وقت پاؤن آگے بڑھانا مکروہ ہی بیٹھتے وقت داہنے اعضا پر اور اٹھتے وقت
بائین اعضا پر زور دینا مستحب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور نماز مین کسی خوشبو دار چیز یا خوشبو کا سونگھنا مکروہ ہی یہ ذخیرہ
مین لکھا ہی اور سجدہ وغیرہ مین اپنے ہاتھ پاؤن کی انگلیان قبلہ کی طرف سے پھیرنا مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی اور اکیلے امام کا محراب مین کھڑا ہونا مکروہ ہی اور اگر محراب سے باہر کھڑا ہو اور سجدہ محراب مین کرے
تو مکروہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور امام کے پیچھے جگہ تنگ ہو اسوقت امام کے محراب مین کھڑے ہونیکا
مضائقہ نہین یہ فتاوی قاضی برہانیہ مین لکھا ہی صرف اکیلا امام چبوترہ پر ہو اور مقتدی نیچے ہون یا مقتدی چبوترہ

پڑھون اور اکیلا امام نیچے تو بموجب ظاہر روایت کے مکروہ ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر کچھ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہون تو اصح یہ ہی کہ مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی یہ حکم اُس چبوترہ کا ہی جو قد آدم بلند ہو اور اُس سے کم کا مضائقہ نہین یہ طحاوی مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ چبوترے کی بلندی اسقدر معتبر ہی کہ جس سے فرق ہو جائے اور بعضون نے سترہ کے قیاس پر ایک ذراع کا اعتبار کیا ہی اور اسی پر اعتماد ہی تبیین مین لکھا ہی۔ غایۃ البیان مین ہی کہ یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہی اسلیے کہ وہ اُسکی تعظیم کے خلاف ہی۔ کسی شخص کو مسجد مین اپنی نماز خاص کر لینے کے واسطے جگہ معین کرنا مکروہ ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ کسی آدمی کے مُنھ کی طرف کو نماز پڑھنا مکروہ ہی یہ معدن مین لکھا ہی اور اگر کسی آدمی کے مُنھ کی طرف کو نماز پڑھے اور ان دونون کے درمیان مین کوئی تیسرا شخص ہو اور اُسکی پیٹھ نماز پڑھنے والے کی طرف کو ہو تو مکروہ نہین یہ تمرتاشی مین لکھا ہی۔ نماز پڑھنے والے کی طرف کو مُنھ کرنا مکروہ ہی خواہ نماز پڑھنے والا پہلی صف مین یا اخیر صف مین ہو یہ منیہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص باتین کر رہا ہی اگرچہ وہ قریب ہی اُسکی پیٹھ کی طرف کو نماز پڑھنا مکروہ نہین ہی لیکن جب ایسی آوازین بلند کرین کہ نماز پڑھنے والے کو اپنی قرأت مین خلل پڑنے کا خوف ہو تو مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ایسی جگہ نماز پڑھنا جہان سامنے لوگ سو رہے ہون مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ نماز مین ایسے تنور کی طرف کو مُنھ کرنا جسمین آگ جل رہی ہو یا بھٹی کی طرف کو مُنھ کرنا جسمین آگ ہی مکروہ ہی اور اگر قندیل یا چراغ کی طرف کو مُنھ کیا تو مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی یہی اصح ہی یہ خزانۃ الفتاوے مین لکھا ہی اگر نماز پڑھنے مین سامنے یا سر کے اوپر قرآن یا تلوار یا اس قسم کی کوئی اور چیز لٹکتی ہو تو مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر امام رکوع مین ہو اور کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہو اور رکوع مین اسواسطے دیر کی کہ آنے والے کو رکوع مل جاوے تو اگر اُسنے آنے والے کو پہچان لیا تو مکروہ ہی اور نہین پہچانا تو بقدر ایک یا دو تسبیح کے دیر کرنے مین مضائقہ نہین یہ مختار الفتاوے مین لکھا ہی امام کا اس طور پر کھڑا ہونا کہ صف سے مقابلہ نہو مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی درہم یا دینار مُنھ مین رکھ کر نماز پڑھنا اگرچہ قرأت سے مانع نہو مکروہ ہی اپنے ہاتھ مین کوئی چیز تھام کر نماز پڑھنا مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر چکین سامنے ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی نماز مین بلا عذر چند قدم چلنا اور ہر قدم کے بعد کچھ ٹھہرنا مکروہ ہی اور اگر عذر سے ہو تو مکروہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی صف سے پیچھے کھڑا ہو کر شروع تکبیر کہے اور پھر بڑھ کر صف مین ملجاوے تو مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی بلا عذر رکوع مین گھٹنون پر اور سجدہ مین زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی امام کے پیچھے قرأت پڑھنا امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک مکروہ ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی سر کو اوندھا کرنا یا اونچا اُٹھانا اور رفع یدین مین دونون ہاتھ کانون سے اوپر اُٹھانا یا مونڈھون سے نیچے رکھنا اور پیٹ کو دونون رانون سے ملانا اور اقامت کے وقت بغیر امام کے آئے جماعت کا صفون مین کھڑا ہوجانا مکروہ ہی یہ خزانۃ الفقہ مین لکھا ہی۔ اور امام کا نماز مین اسقدر جلدی کرنا کہ مقتدی قدر مسنون کو پورا نکرسکے مکروہ ہی یہ منیہ مین لکھا ہی حجۃ مین ہی کہ نماز مین کھٹمل یا مچھر کا بلا ضرورت ہاتھ سے ہٹانا مکروہ ہی اور حاجت کے وقت عمل قلیل سے ہٹانا مکروہ

نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - نماز مین بغیر عذر عمل قلیل بھی مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر گلے مین کمان
یا ترکش ڈال کر نماز پڑھے تو مضائقہ نہین لیکن اگر انکی حرکت سے نماز مین خلل ہوتا ہو تو مکروہ ہی اور نماز ادا ہو جاویگی
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - کسی کی زمین غصب کر لی ہو اسمین نماز پڑھنا جائز ہی لیکن اُس ظلم کا عذاب ہوگا
لیکن جو عمل بندہ اور اللہ کے درمیان ہی اسکا ثواب ملیگا اور جو باہم بندون مین ہی اسکا عذاب ہوگا یہ
مختار الفتاوے مین لکھا ہی یہ جتنی مکروہات کی صورتین مذکور ہوئین ان سب مین نماز ادا ہو جاتی ہی اسلیے
کہ اسکے شرائط اور ارکان موجود ہین لیکن چاہیے کہ نماز کا اسطرح اعادہ کرین کہ کوئی کراہت کی وجہ نہو
جتنی نمازین کراہت کے ساتھ ادا کی جاوین سب کا یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگرچہ کراہت تحریمی ہو تو اعادہ
واجب ہی اور اگر تنزیہی ہو تو مستحب ہی اسواسطے کہ کراہت تحریمی واجب کے مرتبہ مین ہی یہ فتح القدیر
مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے ہوے یہ مسئلہ ہین نماز پڑھنے والے کو اگر اسکی مان یا باپ
پکارے تو جب تک نماز سے فارغ نہین ہوا جواب نہ دے لیکن اگر کسی سبب سے اس سے فریاد چاہے تو
جواب دے اسواسطے کہ نماز کا قطع کرنا بلاضرورت جائز نہین اسی طرح اگر کسی غیر شخص کو چھت سے گر پڑنے
یا آگ مین جل جانے کا یا پانی مین ڈوب جانے کا خوف ہو اور نماز پڑھنے والے سے فریاد کرے تو اُسپر
نماز کا قطع کر دینا واجب ہی - کوئی شخص نماز کو کھڑا ہوا اور اسکے پاس سے کسی شخص نے کوئی ایسی چیز چورائی
کہ جسکی قیمت ایک درہم تھی تو اسکو جائز ہی کہ نماز کو قطع کرکے چور کو ڈھونڈھے خواہ فرض نماز ہو خواہ نفل ہو
اسواسطے کہ درہم مال ہی کوئی عورت نماز پڑھتی تھی اور اسکی ہانڈی مین ابھان آیا تو اسکے درست کرنے کے
واسطے نماز کا قطع کرنا جائز ہی - مسافر کا جانور اگر بے موقع کسی طرف کو چلا گیا یا چرواہا کو اپنی بکریون مین
بھیڑیا کا خوف ہو یا کنوین کے قریب کسی اندھے کو دیکھے اور اسمین اسکے گر جانے کا خوف ہو تو نماز کو قطع
کر دے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر کوئی ذمی کافر آوے اور نماز پڑھنے والے سے کہے کہ مجھے مسلمان کر
تو اگرچہ فرض نماز ہو قطع کر دے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - صبح کے کھل جانے کے بعد سواے ذکر خیر کے اور طرح کے
کلام کرنا مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی دشمنی کے دفع ہونے کی نیت سے نماز پڑھنا نہ چاہیے یہ خلاصہ مین
لکھا ہی فصل مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز کے وقتون کے سوا اور اوقات مین مسجد
کا اسباب بچانے کے واسطے مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ نہین یہی صحیح ہی - مسجد کی چھت پر وطی کرنا یا بول و
براز کرنا مکروہ ہی اور اگر گھر مین کوئی جگہ نماز کے واسطے مقرر کر لی ہو تو اسکی چھت پر یہ کام کرنا مکروہ نہین عیدگاہ
مین اور جنازہ کی نماز پڑھنے کے مکان مین اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ اسکو مسجد کا حکم نہین لیکن اقتدا کے جائز
ہونے مین بسبب مکان واحد ہونے کے مثل مسجد کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور فناے مسجد کے لیے
مسجد کا حکم ہی یہان تک کہ اگر فناے مسجد مین کھڑا ہو کر امام سے اقتدا کرے اگرچہ صفین ملی ہوئی نہون اور مسجد
بھری ہوئی نہو تو بھی اقتدا صحیح ہی چنانچہ امام محمد رح نے باب الجمعہ مین اسطرف اشارہ کیا ہی اور کہا ہی کہ مسجد
کے طاقون اور دیوارون پر اقتدا صحیح ہی اگرچہ صفین ملی ہوئی نہون اور دار صیارفہ مین اقتدا جائز نہین
لیکن اگر صفین ملی ہوئی ہون تو اقتدا جائز ہی اور اسی قول کے بموجب جو چبوترہ مسجد کے دروازہ پر

ہوتے ہین ان پر سے بھی اقتدا جائز ہی اسواسطے کہ وہ منجملہ فناے مسجد کے اور مسجد سے ملے ہوے ہین
یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی چونے سے اور سونے کے پانی سے مسجد مین نقش کرنا مکروہ نہین یہ تبیین مین
لکھا ہی یہ اُسوقت ہی کہ جب اپنے مال سے کرے اور وقف سے متولی کو وہی کام جائز ہی جو اُسکی تعمیر سے
متعلق ہو اور جو نقش وغیرہ کی قسم سے ہو وہ جائز نہین یہانتک کہ اگر کریگا تو اسکا عوض دینا پڑیگا یہ ہدایہ مین
لکھا ہی اور اگر مسجد کا مال جمع ہو اور متولی کو یہ خوف ہو کہ ظالم اسکو تلف کر دینگے ایسے وقت مین مسجد کے
مال مین سے نقش کر دینا مضائقہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی مسجد کی محرابون اور دیوارون پر قرآن
لکھنا بہتر نہین اسواسطے کہ خوف ہی کہ کبھی وہ کتابت گرے اور پانون کے نیچے آوے جمع نسفی مین لکھا ہی
کہ اگر مصلے یا فرش پر اللہ کے نام لکھے ہون تو اُسکا بچھانا یا اور طرح استعمال کرنا مکروہ ہی اور اگر یہ خوف
ہو کہ دوسرا شخص اُسکا استعمال کرے گا تو دوسرے شخص کی ملک مین دینا بھی مکروہ ہی اور واجب
یہ ہی کہ اسکو کسی بلند جگہ پر رکھدے کہ اسپر کوئی چیز نہ رکھی جاوے تعویذون کو لکھکر دروازون پر لگانا
مکروہ ہی اسلیے کہ اسمین اہانت ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی مسجد کے اندر کلی کرنا اور وضو کرنا مکروہ ہی لیکن اگر
وہان اس کام کے واسطے کوئی جگہ بنی ہو جہان نماز نہ پڑھتے ہون تو جائز ہی مسجد کے اندر
برتن مین وضو کرنا جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی مسجد کی دیوارون پر اپنے سامنے کنکریون پر
اور بوریون پر اور بوریون کے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا مکروہ ہی اور اگر ضرورت ہو تو اپنے کپڑے مین
لے لے اور اگر ایسا کیا تو اُسکا اُٹھا ڈالنا اسکے ذمہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر اس امر پر مجبور ہی تو
بوریا کے نیچے تھوک وغیرہ ڈالنے سے بوریا کے اوپر ڈالنے مین برائی کم ہی اس واسطے کہ بوریا
حقیقت مین مسجد نہین ہی اور جو جگہ بوریون کے نیچے ہی وہ حقیقت مین مسجد ہی اور اگر اسمین بوریا نہون
تو زمین کے اندر دفن کر دے زمین کے اوپر نہ چھوڑے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر گیلی مٹی
مین چلا ہو تو اسکو مسجد کی دیوارون یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہی اور اگر مسجد کے بوریا سے پونچھے تو مضائقہ
نہین اور اولی یہ ہی کہ ایسا نہ کرے اور اگر مسجد کی مٹی سے پونچھے تو اگر مٹی اکٹھی ہی تو مضائقہ نہین اور اگر بکھری
ہوئی ہی تو مکروہ ہی اور یہی مختار ہی اور اگر ایسی لکڑی سے پونچھے جو مسجد مین لگی ہوئی ہو تو مضائقہ
نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مسجد کے اندر کنوان کھودنا نہین چاہیے اور اگر کنوان پہلے سے ہو تو اسکو
چھوڑ دین جیسے زمزم کا کنوان ہی اور مسجد مین درخت بونا مکروہ ہی اسلیے کہ اسمین کافرون کے عبادت
خانون سے مشابہت ہی اور نماز کی جگہ گھرتی ہی لیکن اگر اسمین مسجد کا فائدہ ہو مثلا اگر زمین مین بہت نمی ہو اور اسکے
ستون نہ ٹھہرتے ہون اور درخت بونے سے وہ نمی کم ہو جاوے تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان
مین لکھا ہی مسجد مین بوریون کے رکھنے کے واسطے کوئی مکان بنا لینا مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی
شہر پناہ کی دیوار پر جو مسجد بنائی جاوے تو فقہا نے کہا ہی کہ اسمین نماز پڑھنا چاہیے اسواسطے کہ وہ حق عوام
کا ہی لیکن اس مسئلے کے جواب مین یون تفصیل چاہیے کہ اگر وہ شہر غلبہ پاکر فتح کیا ہو اور امام کے اذن سے
وہ مسجد بنائی گئی ہو تو اسمین نماز جائز ہی اسواسطے کہ امام کو اختیار ہی کہ راستہ کو مسجد بنا دے پس شہر پناہ کی

دیوار کو مسجد بنا دینا بدرجہ اولے جائز ہوگا۔ کوئی شخص مسجد مین ہو کر چلا کرتا ہی اور اسی کو راستہ بنا لیا ہی اگر بغیر عذر ہی تو جائز نہین اور عذر ہی تو جائز ہی پھر جب اسمین سے گذرتا ہی تو ہر دن مین ایک مرتبہ اسمین نماز پڑھنا ضرور ہوگی نہ ہر مرتبہ درزی کو مسجد مین بیٹھکر سینا مکروہ ہی۔ لیکن اگر مسجد مین سے لڑکون کے نکالنے یا اسکی حفاظت کیلیے بیٹھے تو اسوقت مضائقہ نہین اسی طرح کاتب اگر اجرت پر لکھتا ہو تو مسجد مین لکھنا مکروہ ہی اور بغیر اجرت کے لکھتا ہو تو مکروہ نہین معلم جو اجرت پر لڑکون کو پڑھاتا ہی اگر مسجد مین لڑکون کو گرمی یا کسی اور ضرورت سے پڑھاوے تو مکروہ نہین اور نسخہ قاضی امام مین اور اقرار العیون مین معلم کا وہی حکم کیا ہی جو کاتب اور درزی کا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی کسی کے گھر کے اندر مسجد ہی اگر وہ گھر ایسا ہی جب وہ بند کیا جاتا ہی تو اس گھر کے لوگ مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتے ہین تب وہ مسجد جماعت ہی اسکو احکام مسجد کے ثابت ہونگے بیع اسمین حرام ہوگی اور جنب کا داخل ہونا حرام ہوگا یہ اسوقت ہی کہ جب اس گھر کے لوگ اس مسجد مین نمازیون کو جانے سے منع نہ کرتے ہون اور اگر ایسا گھر ہو کہ جب وہ بند کیا جاوے تو مسجد مین جماعت نہ ہوتی ہو اور جب اسکا دروازہ کھولا جاوے تو جماعت ہوتی ہو تو وہ اگرچہ لوگون کو اسمین نماز سے منع نہ کرتے ہون مسجد نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی مسجد کا چراغ کوئی گھر کو اٹھا نہ لے جاوے اور مسجد مین گھر سے لے جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی مسجد کا چراغ تہائی رات گئے تک مسجد مین روشن رکھنا مضائقہ نہین اور اس سے زیادہ نہ چھوڑا جاوے لیکن اگر وقف کرنے والے نے یہ شرط کی ہو یا اسکے وہان عادت ہو تو مضائقہ نہین یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی مسجد مین جو چیزین بوریا وغیرہ پڑی رہتی ہین اگر اسمین سے کچھ اسکے کپڑے مین لپٹ آیا تو اگر اسنے عمداً نہین کیا ہی تو پھر اسپر وہان پھیرنا واجب نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی جس شخص نے مسجد بنا لی اور اسکو اللہ کے واسطے کر دیا تو اسکی مرمت کا اور عمارت کا اور بوریا اور حصیر بچھانے کا اور قندیلون کا اور اذان اور اقامت اور امامت کا اگر اسکی لیاقت رکھتا ہو وہی مستحق ہی اور اگر اسمین لیاقت نہ ہو تو اسی کی تجویز سے اور شخص مقرر ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی بغیر نماز کے مسجد مین بیٹھنے مین مضائقہ نہین اور اگر اس سبب سے کوئی چیز وہان کی خراب ہو گئی تو قیمت دینا پڑیگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔

آٹھوان باب وتر کی نماز کے بیان مین وتر مین امام ابوحنیفہ رح سے تین روایتین ہین ایک روایت مین فرض ہی اور ایک روایت مین سنت مؤکدہ ہی اور ایک روایت مین واجب ہی اور یہی انکا آخر قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر وتر سنت تابع عشا ہوتا تو آخر رات تک اسکی تاخیر مکروہ ہوتی جیسے کہ عشا کی سنتون کی تاخیر اسوقت تک مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہو اسکو بیٹھکر وتر پڑھنا اور بلا عذر سواری پر وتر پڑھنا جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر بھولکر یا جانکر وتر کو چھوڑا تو اگرچہ بہت دن ہو جاوین اسکی قضا واجب ہی اور وہ بغیر نیت وتر کے جائز نہین یہ کفایہ مین لکھا ہی اور وتر کو قضا پڑھے تو قنوت پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی۔ وتر کی تین رکعتین پڑھے اور انکے درمیان مین سلام سے فصل نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور صحیح قول کے بموجب قنوت واجب ہی یہ جوہرۃ النیرہ

مین لکھا ہی تیسری رکعت مین جب قرارت سے فارغ ہو تو تکبیر کہے اور کانون تک دونون ہاتھ اُٹھاوے
اور تمام سال مین رکوع سے پہلے قنوت پڑھے اور قنوت مین مقدار قیام کی بقدر سورہ اذا السماء انشقت
کے کرے یہ محیط مین لکھا ہی اسمین اختلاف ہی کہ قنوت مین ہاتھ چھوڑے یا باندھے اور مختار یہ ہی کہ ہاتھ باندھے
یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی امام اور جماعت کے حق مین مختار یہ ہی کہ قنوت آہستہ پڑھین یہ نہایہ
مین لکھا ہی اور جو اکیلا وتر پڑھتا ہو وہ بھی آہستہ پڑھے یہی مختار ہی یہ مجمع البحرین کی شرح مین لکھا ہی جو
ابن ملک کی تصنیف ہی قنوت کی کوئی دعا مقرر نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اولے یہ ہی کہ اللھم انا نستعینک
پڑھے اور اسکے بعد اللھم اھدنا فی من ہدیت پڑھے اور جو قنوت اچھی طرح نہ پڑھ سکے وہ ربنا آتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا ربنا عذاب النار پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی۔ یا تین بار اللھم اغفر لنا پڑھے
ابو اللیث نے یہی اختیار کیا ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر قنوت کو بھول گیا اور رکوع مین یاد آئی تو صحیح یہ ہی
کہ رکوع مین قنوت نہ پڑھے اور پھر قیام کی طرف کو عود نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر قیام کیطرف
کو عود کیا اور قنوت پڑھی اور رکوع کا اعادہ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی لیکن جب رکوع
سے سر اُٹھایا اسوقت یاد آیا کہ قنوت بھول گیا ہی تو بالاتفاق یہ حکم ہی کہ جو بھول گیا ہی اسکے پڑھنے کی طرف
عود کرے یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر الحمد کے بعد قنوت پڑھکر رکوع کر دیا اور سورۃ چھوڑ دی اور رکوع
مین یاد آیا تو سر اُٹھاوے اور سورہ پڑھے اور قنوت اور رکوع کا اعادہ کرے اور سہو کا سجدہ کرے اور
اگر الحمد چھوڑ دی تھی تو الحمد کے ساتھ سورۃ کا بھی مع قنوت کے اعادہ کرے اور رکوع بھی دوبارہ کرے
اور اگر رکوع کا اعادہ نہ کیا تو جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ امام کو اگر وتر کے رکوع مین یاد آیا کہ اُسنے
قنوت نہین پڑھی تو اُسکو قیام کی طرف کو اعادہ نہین کرنا چاہیے اور با وجود اسکے اگر قیام کا اعادہ کیا اور قنوت
پڑھ لی تو رکوع کا اعادہ کرنا نہین چاہیے اگر اُسنے رکوع کا بھی اعادہ کر لیا اور جماعت کے لوگون نے پہلے
رکوع مین اُسکی متابعت نہین کی تھی دوسرے رکوع مین متابعت کی یا پہلے رکوع مین اُسکی متابعت کی تھی
اور دوسرے مین نہ کی تو اُنکی نماز فاسد نہ ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی قنوت مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود
نہ پڑھے ہمارے مشائخ نے یہی اختیار کیا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی وتر کی قنوت مین مقتدی امام کی متابعت کرے
اگر مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے امام نے رکوع کر دیا تو مقتدی متابعت کرے اگر امام نے
بغیر قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ قنوت نہین پڑھی تو اگر رکوع کے جاتے رہنے کا خوف
ہو تو رکوع کر دے اور اگر خوف نہ ہو تو قنوت پڑھے پھر رکوع کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی ناطفی نے
اپنی اجناس مین ذکر کیا ہی کہ اگر وتر کی نماز مین شک ہو کہ پہلی رکعت مین ہی یا دوسری یا تیسری مین تو جس
رکعت مین ہی اُسمین قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے پھر کھڑا ہوا اور دو رکعتین دو قعدون سے پڑھے
اور دونون مین احتیاطاً قنوت پڑھے اور دوسرا قول یہ ہی کہ کسی رکعت مین قنوت نہ پڑھے پہلا قول
اصح ہی اسلیے کہ قنوت واجب ہی اور جس چیز کے واجب ہونے اور بدعت ہونے مین شک ہوا اُسکو
احتیاطاً ادا کرنا چاہیے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور مسبوق کو چاہیے کہ امام کے ساتھ قنوت پڑھے

پھر نہ پڑھے یہ منیہ مین لکھا ہی جب امام کے ساتھ قنوت پڑھ لیا تو جب اپنی باقی نماز قضا کرے تو اُسمین قنوت
نہ پڑھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی سب کا یہی قول ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر تیسری رکعت کے رکوع
مین شریک ہوا اور امام کے ساتھ قنوت نہین پڑھی تو اپنی بقیہ نماز مین قنوت نہ پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی۔
وتر کے سوا کسی اور نماز مین قنوت نہ پڑھے یہ متون مین لکھا ہی۔ اگر وتر کسی ایسے شخص کے پیچھے پڑھے جو رکوع
کے بعد قومہ مین قنوت پڑھتا ہی اور مقتدی کا یہ مذہب نہین تو اُسمین اُسکی متابعت کرے یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی اگر امام نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھی تو مقتدی کو چاہیے کہ ساکت رہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور
چپکا کھڑا رہے یہی صحیح ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی۔

نوان باب نوافل کے بیان مین فجر کی نماز سے پہلے اور ظہر اور مغرب اور عشا کی نماز کے بعد دو رکعتین
سنت ہین اور ظہر اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعتین سنت ہین یہ متون مین لکھا ہی اور چار رکعتین
ہمارے نزدیک ایک سلام سے پڑھے اور اگر دو سلامون سے پڑھین تو سنتون مین شمار نہین ہونگی سب
سے زیادہ تاکید فجر کی دو رکعت سنتون کی ہی پھر مغرب کی سنت کی پھر اُن سنتون کی جو ظہر کے بعد ہین پھر
اُنکی جو بعد عشا کے ہین پھر اُنکی جو ظہر سے پہلے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی ہمارے مشایخ نے کہا کہ اگر کسی عالم سے
فتوون مین لوگ رجوع کیا کرتے ہون تو اُسکو سب سنتون کا چھوڑنا جائز ہی کیونکہ لوگون کو اُسکے فتوے
کی حاجت ہی مگر فجر کی سنت چھوڑنا جائز نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے فجر کی سنتین پڑھین اور اُسکو یہ
گمان تھا کہ ابھی رات باقی ہی پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہو گئی تھی تو قاضی علاء الدین محمود نسفی نے مختلفات کی
شرح مین لکھا ہی کہ اس مسئلہ مین کوئی روایت نہین اور متاخرین نے کہا ہی کہ وہ فجر کی سنتین ادا ہو گئین
اور شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے کتاب الصلوۃ کی شرح مین کہا ہی کہ ظاہر جواب یہ ہی کہ فجر کی سنتین
ادا ہو گئین اسلیے کہ ادا وقت مین واقع ہوئی یہ محیط مین لکھا ہی جس شخص کو کھڑے ہونے کی قدرت ہو
اُسکو فجر کی سنتین بیٹھکر پڑھنا جائز نہین اسی واسطے فقہا نے کہا ہی کہ فجر کی سنتین واجب کے قریب ہین یہ
تاتارخانیہ مین منافع سے نقل کیا ہی۔ فجر کی سنتون کو بلا عذر سواری پر پڑھنا جائز نہین یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی سنت یہ ہی کہ اُنمین پہلی رکعت مین سورہ کافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ پڑھے اور اُن سنتون
کو اول وقت مین اپنے گھر پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی فجر کے طلوع ہونے سے پہلے اُنکا ادا کرنا جائز نہین۔
اگر سنتون کے شروع ہوتے ہی فجر طلوع ہوئی تو جائز ہی اور اگر طلوع مین شک ہو تو جائز نہین اگر فجر
کے طلوع ہونے کے بعد دو مرتبہ سنتین پڑھین تو جو آخر مین پڑھین ہین وہی سنتون مین شمار ہونگی
اسواسطے کہ وہ فرض نماز سے قریب ہین اور اُنمین اور فرض نماز مین کوئی اور نماز فاصل نہین ہی اور
سنت فرض سے ملی ہونی چاہیے سنتین جب اپنے وقت مین فوت ہو جاوین تو اُنکو قضا نہ کرے مگر فجر
کی سنتین اگر فرض کے ساتھ فوت ہو جاوین تو اُنکو سورج کے نکلنے کے بعد زوال کے وقت تک
قضا کرے پھر ساقط ہو جاتی ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جو بغیر
فرض کے قضا ہون تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُنکو قضا نہ کرے امام محمد کے

نزدیک قضا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - ظہر سے پہلے چار رکعتین اگر فوت ہوجاوین شلاً امام کے ساتھ
جماعت مین شریک ہوگیا اور چار سنتین نہ پڑھین تو سب فقہا کا مذہب یہ ہی کہ فرضون سے فارغ ہونے
کے بعد جب تک ظہر کا وقت باقی ہی اُنکو پڑھ لے یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی حقائق مین ہی کہ امام ابوحنیفہ
رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ظہر کے بعد کی دو سنتون کو اُنپر مقدم کرے اور امام محمد نے کہا ہی کہ چار
سنتون کو دو سنتون کے اوپر مقدم کرے اور اسی پر فتوے ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی بعضون نے
کہا ہی کہ جب اکیلا نماز پڑھتا ہو تو فجر اور ظہر کی سنتون کو چھوڑ دینے مین مضائقہ نہین ہی اور بعضون نے
کہا ہی کہ کسی حالت مین چھوڑنا جائز نہین ہی اور اسی مین زیادہ احتیاط ہی کسی شخص نے سنتین چھوڑین
اور وہ سنتون کو حق نہین سمجھتا تو کافر ہوگیا اسواسطے کہ اُسنے اُنکو خفیف جانکر چھوڑا اور اگر اُنکو حق سمجھتا ہی تو
صحیح یہ ہی کہ گنہگار ہوتا ہی اسواسطے کہ سنتون کے چھوڑنے پر وعید وارد ہوا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر
ظہر سے پہلے چار سنتین پڑھین اور بیچ کے قعدہ مین نہ بیٹھا تو استحساناً جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی عصر سے
پہلے چار رکعتین اور عشا سے پہلے اور بعد چار چار رکعتین اور مغرب کے بعد چھ رکعتین مستحب ہین یہ کنز مین
لکھا ہی امام محمد کا قول ہی کہ اختیار ہی کہ عصر سے پہلے اور عشا سے بعد چار رکعتین پڑھے یا دو رکعتین پڑھے اور
افضل دونون مین چار چار رکعتین پڑھنا ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور منجملہ مستحب نمازون کے چاشت کی نماز ہی
کم سے کم اُسکی دو رکعتین ہین - اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتین وقت اُسکا سورج کے بلند ہونے
سے زوال تک ہی اور منجملہ اُنکے تحیۃ المسجد کی نماز ہی اور وہ دو رکعت ہین اور منجملہ اُنکے وضو کے
بعد دو رکعتین ہین اور منجملہ اُنکے استخارہ کی نماز ہی اور وہ دو رکعتین ہین اور منجملہ اُنکے صلوٰۃ الحاجت
ہی اور وہ دو رکعت ہین اور منجملہ اُنکے آخر شب کی نماز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی رسول اللہ صلے
علیہ وسلم کی تہجد کی انتہا آٹھ رکعتین تھین اور کم سے کم دو رکعتین یہ فتح القدیر مین مبسوط سے نقل کیا ہی
صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا قاعدہ ملتقط مین یہ لکھا ہی کہ شروع کی تکبیر کہکر ثنا یعنی سبحانک پڑھے پھر سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ مرتبہ پڑھے پھر اعوذ اور الحمد اور سورۃ پڑھے پھر وہی کلمات
دس بار پڑھے اور ہر رکوع مین دس بار پڑھے پھر ہر قیام مین دس بار پڑھے اور ہر سجدہ مین دس بار
پڑھے اور درمیان دونون سجدون کے دس بار پڑھے اور اُسکی چار رکعتین پڑھے ابن عباس رض سے پوچھا
گیا کہ تمکو اس نماز کی کوئی سورۃ بھی معلوم ہی اُنھون نے کہا الہاکم التکاثر اور والعصر اور قل یا ایہا الکافرون
اور قل ہو اللہ احد معلے نے کہا ہی کہ صلوٰۃ التسبیح ظہر سے پہلے پڑھے یہ مضمرات مین لکھا ہی بلا تخصیص نفل نماز
ہر وقت پڑھنا مستحب ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی دن کی نفلون مین ایک سلام سے چار رکعتون سے زیادہ
پڑھنا اور رات کی نوافل مین ایک سلام مین آٹھ رکعتون سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہی اور افضل دونون مین
چار رکعت ہین اسواسطے کہ اُسمین تحریمہ دیر تک باقی رہتا ہی پس اُنمین مشقت بھی زیادہ ہوگی اور فضیلت
بھی زیادہ ہوگی اسی واسطے اگر کوئی ایک سلام سے چار رکعتین پڑھنے کی نذر کرے تو دو سلام سے
چار رکعتین پڑھنے مین وہ نذر ادا نہ ہوگی اور اگر کوئی دو سلام سے چار رکعتین پڑھنے کی نذر کرے تو

ایک سلام سے چار رکعتین پڑھنے مین وہ نذر ادا ہو جاویگی یہ تبیین مین لکھا ہی سنتین اور نفل گھر مین پڑھنا افضل ہی کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نماز مرد کی گھر مین افضل ہی مگر فرض مسجد مین افضل ہی اسکے بعد اگر امام مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتا ہو تو مسجد کے دروازہ پر سنتین پڑھنا افضل ہی اسکے بعد اگر امام اندر کی مسجد مین نماز پڑھتا ہو تو باہر کی مسجد مین سنتین پڑھنا افضل ہی اور اگر امام باہر کی مسجد مین نماز پڑھتا ہو تو اندر سنتین پڑھنا افضل ہی اور اگر مسجد ایک ہو تو ستون کے پیچھے سنتین پڑھنا چاہیے اور صفون کے پیچھے بغیر کسی چیز کے حائل ہونے کے سنتین پڑھنا مکروہ ہی اور سب سے سخت مکروہ یہ ہی کہ جماعت کی صف مین مل کر سنتین پڑھے یہ ساری صورتین اسوقت ہین جب امام جماعت سے نماز پڑھتا ہو اور امام کی نماز شروع کرنے سے پہلے مسجد مین جہان چاہے نماز پڑھے اور جو سنتین کہ بعد فرض کے پڑھی جاتی ہین انکو مسجد مین اسی جگہہ پڑھنا چاہیے جہان فرض نماز پڑھے اور اولی یہ ہی کہ ایک قدم ہٹ جاوے اور امام کو اپنی جگہہ سے ضرور رہٹنا چاہیے یہ کافی مین لکھا ہی اور حلوائی نے ذکر کیا ہی کہ افضل یہ ہی کہ کل سنتین اپنے گھر مین پڑھے مگر تراویح مسجد مین پڑھے بعض فقہا نے کہا ہی کہ سنتین کبھی گھر پڑھا کرے اور صحیح یہ ہی کہ سب برابر ہین کسی جگہہ مین فضیلت زیادہ نہین لیکن افضل وہ ہی کہ جو ریا سے زیادہ دور ہو اور اخلاص اور خشوع کے ساتھ زیادہ ملی ہوئی ہو یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ ظہر سے پہلے اور جمعہ سے پہلے اور بعد جو چار رکعتین پڑھے انمین پہلے قعدہ مین درود نہ پڑھے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور جب تیسری رکعت کو کھڑا ہو تو سبحانک اللہم پڑھے اسکے علاوہ جب چار نفل پڑھے پہلے قعدہ مین درود پڑھے اور تیسری رکعت مین سبحانک اللہم پڑھے اور اگر فجر کی دو سنتین اور ظہر کی چار سنتین پڑھکر بیع و شرا یا کھانے پینے مین مشغول ہوا تو سنتون کا پھر اعادہ کرے لیکن ایک لقمہ کھانے یا ایک بار پینے سے سنت باطل نہین ہوتی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر فرض نماز کے بعد باتین کرین تو بعض فقہا نے کہا ہی کہ سنتین ساقط ہوجاتی ہین اور بعض نے کہا ہی کہ ساقط نہین ہوتین مگر ثواب کم ہوجاتا ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی نفل کی ہر رکعت مین الحمد اور سورہ پڑھے اگر ایک رکعت یا دو رکعتون مین قرارت چھوڑ دی تو وہ دوگانہ باطل ہوگیا یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر نفل کی نماز اس گمان سے شروع کی کہ وہ اسکے ذمہ ہی پھر ظاہر ہوا کہ اسکے ذمہ نہین ہی اور توڑ دی تو اسکے ذمہ اعادہ نہین ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی ہمارے اصحاب کا اتفاق ہی کہ اگر بلا قید نفل کی نیت کی یعنی دو یا چار رکعتون کی تخصیص نہ کی تو دو رکعتون سے زیادہ لازم نہین ہوتین اور جب چار رکعتون کی نیت کرے تو اس صورت مین اختلاف ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی چار نفلون کی نیت کرکے جو نماز شروع کرے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اسکی دو رکعتون کی نماز شروع ہوتی ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی جس شخص نے چار نفل پڑھی اور بیچ کے قعدہ کو عمداً نہین بیٹھا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک بطور استحسان کے اسکی نماز فاسد نہین ہوتی اور قیاس یہ ہی کہ فاسد ہوجاوے اور وہی قول امام محمد رح کا ہی اور اگر تین رکعت نفل پڑھی اور دو رکعتون کے بعد قعدہ نہ کیا تو اصح یہ ہی کہ اسکی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر چھ رکعتین یا آٹھ رکعتین ایک قعدہ سے پڑھین تو اسمین مشایخ کا اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ اسمین امام محمد رح کے

نزدیک قیاس کے بموجب نماز فاسد ہوجاویگی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک بطور استحسان کے نماز فاسد نہوگی امام الصفار نے اصل کے اپنے نسخہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نفل نماز کے پہلے قعدہ مین نہ بیٹھا اور تیسری رکعت کو کھڑا ہوگیا تو امام محمد رح کے قول کے بموجب پھر قعدہ کیطرف کو لوٹے اور قعدہ کرے اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول کے بموجب نہ لوٹے اور آخر مین سہو کا سجدہ کر لے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور ظہر سے پہلے چار رکعتون مین امام محمد رح کے نزدیک نفلون کا حکم ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسمین قیاس اور استحسان ہی اور استحسان یہ ہی کہ نماز فاسد نہین ہوتی یہی اختیار کیا گیا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ وتر مین امام محمد رح کے نزدیک نفلون کا حکم ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسمین بھی قیاس اور استحسان ہی اور استحسان یہ ہی کہ نماز وتر فاسد نہین ہوتی قیاس یہ ہی کہ فاسد ہوتی ہی اور یہی اختیار کیا گیا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر بغیر وضو کے یا نجس کپڑے مین نفل نماز شروع کر دی تو وہ اپنی نماز مین داخل ہی نہین ہوا پس جب اُسکا شروع صحیح نہوا تو اُسپر قضا بھی لازم نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہی اسکو اصح قول کے بموجب بلا کراہت بیٹھکر نفل نماز پڑھنا جائز ہی یہ شرح مجمع البحرین مین لکھا ہی جو ابن الملک کی تصنیف ہی جب نفل کی نماز کھڑے ہوکر شروع کر دی پھر بلا عذر بیٹھ جانے کا ارادہ کیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک بطور استحسان کے جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور جب کھڑے ہوکر نفل کی نماز شروع کر دی پھر تھک گیا تو اگر عصا یا دیوار پر تکیہ لگالے تو مضائقہ نہین یہ شرح جامع الصغیر مین لکھا ہی جو حسامی کی تصنیف ہی بلا عذر نفل نماز اشارہ سے جائز نہین اگر نفل نماز شروع کی پھر توڑ دی تو اگر اسطرح توڑی کہ تحریمہ سے بھی نکل گیا جیسے کہ حدث یا کلام کیا تو دوسری دو رکعتون کی بنا اسپر صحیح نہین اور اگر اسطرح فاسد کی کہ تحریمہ سے نہین نکلا مثلاً قرأت چھوڑ دی تو دوسری دو رکعتون کی بنا اُسپر جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر نفل یا فرض کی نماز بیٹھکر پڑھی اور وہ قیام پر قادر نہین ہی تو حالت قرأت مین اُسکو اختیار ہی کہ چاہے اسطرح بیٹھے کہ دونون ہاتھ دونون زانون کے گرد حلقہ کرے اور چاہے چار زانو بیٹھے یہ تاتارخانیہ مین شرح طحاوی سے نقل کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ اسطرح بیٹھے کہ جیسے تشہد کی حالت مین بیٹھتے ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر نفل نماز تھوڑی سی بیٹھکر پڑھی پھر کھڑا ہوگیا اور باقی کھڑے ہوکر پڑھی تو سب کے نزدیک جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور جو شخص نفل کی نماز بیٹھکر پڑھے اور جب رکوع کا ارادہ کرے تو کھڑے ہوکر رکوع کرے تو اُسکے واسطے افضل یہ ہی کہ کچھ قرأت بھی پڑھ لے اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا اور بغیر قرأت کے رکوع کر دیا تو جائز ہی اور اگر سیدھا کھڑا نہین ہوا اور رکوع کر دیا تو جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر چار رکعتون کی نیت کر کے قعدہ اولی کے بعد یا پہلے نماز توڑ دی تو دو رکعتون کی قضا کرے یہ کنز مین لکھا ہی اور ظہر کی سنتون کا بھی یہی حکم ہی اسواسطے کہ وہ بھی نفل ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ احتیاطاً چار رکعتون کی قضا کرے اسلیے کہ وہ سب بمنزلہ ایک نماز کے ہی یہ ہدایہ اور کافی مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور صاحب نصاب نے اس بات پر تصریح کی ہی کہ یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر نفل پڑھنے والا تیسری رکعت کو کھڑا

ہوگیا پھر یاد آیا کہ اُسنے قعدہ نہین کیا تو اُسکو چاہیے کہ عود کرے ظہر کی سنتون کا بھی یہی حکم ہے اور علے بزدوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عود نہ کرے اور اگر چار رکعتون کی نیت نہ کی اور تیسری کو کھڑا ہوگیا اور اُسکو یاد آیا کہ قعدہ نہین کیا ہے تو بالاجماع یہ حکم ہے کہ عود کرے اور اگر عود نہین کریگا تو نفل کی نماز فاسد ہوجاوے گی یہ برجندی مین لکھا ہے اگر چار نفلون کی نیت کی اور پہلے دوگانہ مین قعدہ کیا اور سلام پھیر دیا یا کلام کیا تو پھر کچھ اور لازم نہین ہے اور امام ابو یوسف رح سے یہ روایت ہے کہ اُسپر دو رکعتون کی قضا لازم ہے اگر چار نفلون کی نیت کی اور کسی رکعت مین قرأت نہ کی یا دوسرے دوگانہ مین سے صرف ایک رکعت مین قرأت کی تو امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک اُسپر پہلی دو رکعتون کی قضا لازم ہوگی اور اگر پہلی دو رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت کی اور کسی رکعت مین قرأت نہ کی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک چار رکعتون کی قضا کرے اور امام محمد رح کے نزدیک پہلی دو رکعتون کی قضا کرے اور اگر پہلی دو رکعتون مین قرأت کی اور کسی رکعت مین قرأت نہ کی یا پہلی دو رکعتون مین اور پچھلی دو رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت کی تو بالاجماع اُسپر پچھلی دو رکعتون کی قضا لازم ہوگی اور اگر دوسری دو رکعتون مین قرأت کی اور کسی مین قرأت نہ کی یا پچھلی دونون رکعتون مین اور پہلی دو رکعتون مین سے ایک رکعت قرأت کی تو بالاجماع اُسپر پہلی دو رکعتون کی قضا لازم ہے اور اصل اسمین یہ ہے کہ امام محمد رح کے نزدیک پہلی دو رکعتون مین یا پہلی دونون رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل ہوجاتا ہے اور جب بلا قرأت رکعت کا سجدہ کرلیا تو اُسکے اوپر بنا صحیح نہین اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک پہلے دوگانہ مین قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل نہین ہوتا اسواسطے کہ قرأت ایک رکن زائد ہے اسلیے کہ بعضی صورتون مین نماز بغیر قرأت بھی ہوجاتی ہے جیسے کہ امی اور گونگے اور مقتدی کی نماز لیکن قرأت چھوڑنے سے ادا فاسد ہوجاتی ہے تحریمہ باطل نہین ہوتا پس دوسرے دوگانہ مین نماز شروع کرنا صحیح ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک پہلی دونون رکعتون مین قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل ہوجاتا ہے اسلیے کہ قرأت کے واجب ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے پس اُسپر بنا صحیح نہ ہوگی اور پہلی دو رکعتون مین سے ایک رکعت مین قرأت چھوڑنے مین اختلاف ہے پس ہمنے قضا کے لازم ہونے مین اُسکے باطل ہونے کا حکم کیا اور دوسرے دوگانہ کے لازم ہوجانے مین احتیاطاً اُسکو باقی رکھا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ جو امام کے ساتھ نفل کی پہلی دو رکعتون مین داخل ہوا اور اُسنے امام کے دوسرے دوگانہ مین داخل ہونے سے پہلے کلام کردیا تو اُسپر صاحبین کے نزدیک صرف پہلی دو رکعتون کی قضا لازم ہوگی اور اگر امام کے دوسرے دوگانہ کے شروع کرنے کے بعد کلام کیا اور چار رکعتون مین قرأت کرلی تھی تو چار رکعت کی قضا کریگا اور اگر دوسرے دوگانہ مین اقتدا کیا تھا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو پہلی دو رکعتون کی قضا لازم آویگی اگر کسی نے نفلون کی نیت باندھکر ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اول نماز یا آخر مین اقتدا کیا پھر کلام کردیا تو چار رکعتون کی قضا کرے کسی شخص نے ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نفلون کی نیت سے اقتدا کیا پھر اُسکو یاد آیا کہ اُسنے ظہر کے فرض نہین پڑھے پھر اُسنے اُسکو قطع کرکے ظہر کی نماز کی از سر نو تکبیر کہی تو اُسپر قضا نہین ہے کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھتا تھا

اور دوسرے نے کہا کہ مین نے اپنے اوپر لازم کرلیا کہ اس شخص کے پیچھے یہی نفل پڑھون پھر اُسکو یاد آیا کہ اُسنے ظہر کی نماز نہین پڑھی تو اُسکے ساتھ ظہر کی نیت کر کے داخل ہوگیا تو وہ اُسکی ظہر کی نماز ہوجاوے گی اور کوئی قضا لازم نہ ہوگی کسی شخص نے چار نفل پڑھ کر پانچوین رکعت شروع کی اور ایک شخص نے پانچوین رکعت مین اُسکا اقتدا کیا پھر امام نے اپنی نماز کو فاسد کر دیا تو مقتدی چھ رکعتون کی قضا کرے اور اگر کسی شخص نے دو رکعتین پڑھی تھین اور اُسوقت کسی اور نے اُسکے پیچھے اقتدا کیا پھر مقتدی کی تکبیر چھوٹی اور وضو کرنے کو گیا پھر اُسکے بعد امام نے تین رکعتین پڑھین پھر مقتدی نے کلام کرلیا اور امام نے چھ رکعتون پر نماز تمام کر دی تو مقتدی چار رکعتون کی قضا کرے گا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔

اور اسی سے ملتے ہوے ہین یہ مسئلے اگر کسی نے سنتون کی نذر کی اور اُس نذر کو ادا کیا تو سنت ادا ہو گئی اور تاج الدین صاحب محیط نے یہ کہا ہے کہ اُسکی سنت ادا نہ ہوگی اسلیے کہ اُسکے التزام کے سبب سے وہ دوسری نماز ہوگئی پس قائم مقام سنت کے نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے کہا کہ مین نے اللہ کے واسطے نذر کی ہے کہ ایک دن نماز پڑھون تو اُسپر دو رکعتین لازم ہونگی یہ قنیہ مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے مہینہ بھر کے نمازون کی نذر کی تو مہینہ بھر کے جتنے فرض اور وتر ہین اُتنی نمازین اُسپر لازم ہونگی سنتین لازم نہ ہونگی لیکن اُسکو چاہیے کہ وتر اور مغرب کی نمازون کے بدلے چار چار رکعتین پڑھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ کسی شخص نے کہا کہ مین نے نذر کی ہے اللہ کے واسطے بغیر وضو دو رکعتین پڑھون تو اُسپر کچھ لازم نہو گا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر بغیر قرأت کے نماز کی نذر کی تو ہمارے تینون عالمون کے نزدیک قرأت سے اُسپر لازم ہوگی اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے اللہ کے واسطے نذر کی ہے کہ آدھی رکعت پڑھون یا ایک رکعت پڑھون تو اُسپر دو رکعتین لازم ہونگی یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور یہی مختار ہے اور اگر تین رکعتون کی نذر کی تو چار رکعتین لازم ہونگی اور اگر کسی نے ظہر کی نماز آٹھ رکعتون سے پڑھنے کی نذر کی تو اُسپر صرف ظہر کی چار رکعتین لازم ہونگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے کسی نے دو رکعتین پڑھنے کی نذر کی اور اُنکو بیٹھ کر ادا کیا تو جائز ہے اور سواری پر ادا کیا تو جائز نہین یہ سراجیہ مین لکھا ہے اگر کسی نے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی نذر کی تو کھڑے ہوکر اُسکو نماز پڑھنا واجب ہوگی اور کسی چیز پر سہارا دینا مکروہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر کسی نے کہا کہ اللہ کے لیے میرے ذمہ یہ ہے کہ آج دو رکعتین پڑھون اور نہ پڑھین تو اُن دونون رکعتون کو قضا کرے اور اگر اللہ کی قسم کھائی کہ آج دو رکعتین پڑھونگا اور نہ پڑھین تو قسم کا کفارہ دے اور قضا اُسپر لازم نہین اگر کسی نے نذر کی کہ مین مسجد حرام مین یا بیت المقدس مین نماز پڑھونگا اور کہین اور نماز پڑھی تو جائز ہے امام زفر کا اسمین خلاف ہے یہ سراجیہ مین لکھا ہے فصل

تراویح کے بیان مین اور وہ پانچ ترویحہ ہوتے ہین ہر ترویحہ مین چار رکعتین دو سلامون سے ہوتے ہین یہ سراجیہ مین لکھا ہے اور اگر جماعت کے ساتھ پانچ ترویحون پر زیادتی کرے تو ہمارے نزدیک مکروہ ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وقت اُسکا عشا کے بعد طلوع فجر تک وتر سے پہلے اور بعد ہے یہانتک کہ اگر ظاہر ہوگیا کہ عشا بغیر وضو پڑھی تھی اور تراویح اور وتر وضو سے

پڑھے تو عشا کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرے وتر کا اعادہ نہ کرے اسلیے کہ تراویح عشا کی تابع ہے یہ قول
امام ابوحنیفہ رح کا ہے اسلیے کہ وتر اپنے وقت مین عشا کا تابع نہین اور عشا کی نماز کا اُسپر مقدم کرنا ترتیب
کی وجہسے واجب ہے اور بھولنے کے عذر سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے پس اگر بھول کر وتر عشا سے پہلے
پڑھلی تو صحیح ہو جاوینگی اور تراویح اگر عشا سے پہلے پڑھلی تو صحیح نہوگی اسلیے کہ وقت تراویح کا
عشا کے ادا ہونے کے بعد ہے پس جو عشا سے پہلے ادا کیا اُسکا اعتبار نہوگا اور صاحبین کے نزدیک
تراویح کی طرح وتر بھی منجملہ عشا کی نماز کے ہین پس وقت اُنکا عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے
تو اسلیے اگر بھول کر بھی عشا کی نماز سے پہلے پڑھ لے تو تراویح کی طرح صاحبین کے نزدیک اُنکا
اعادہ واجب ہوگا حاصل یہ کہ وتر کے اعادہ مین اختلاف ہے اور عشا کی تراویح اور سنتون کے اعادہ مین
اگر وقت باقی ہو تو اتفاق ہے یہ تبیین مین لکھا ہے دو دو ترویحون کے درمیان مین بقدر ایک ترویحہ کے
بیٹھنا اسی قدر پانچوین ترویحہ اور وتر کے درمیان مین بیٹھنا مستحب ہے یہ کافی مین لکھا ہے اور یہی ہدایہ مین
لکھا ہے اور اگر امام سمجھے کہ پانچوین ترویحہ اور وتر کے درمیان بیٹھنا جماعت کے لوگون پر بھاری ہوگا تو نہ بیٹھے
یہ سراجیہ مین لکھا ہے پھر بیٹھنے کے وقت مین لوگون کو اختیار ہے چاہے تسبیح پڑھتے رہین چاہے خاموش بیٹھے
رہین اور مکہ کے لوگ سات مرتبہ طواف کر لیتے ہین اور دو رکعت نماز پڑھ لیتے ہین اور مدینہ کے لوگ چار
رکعتین اور پڑھ لیتے ہین یہ تبیین مین لکھا ہے پانچ سلامون کے بعد آرام لینا جمہور کے نزدیک مکروہ ہے
یہ کافی مین لکھا ہے یہی صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے تراویح مین تہائی رات تک یا آدھی رات تک تاخیر کرنا
مستحب ہے آدھی رات کے بعد اُسکے ادا کرنے مین اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ مکروہ نہین اور تراویح سنت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بعضون نے کہا ہے سنت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے پہلا قول اصح ہے یہ
جواہر اخلاطی مین لکھا ہے تراویح مردون اور عورتون سب کے لیے سنت ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے ہمارے
نزدیک اصل تراویح سنت ہے یہ حسن نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہے اور بعضون نے کہا ہے مستحب
ہے اور پہلا قول اصح ہے اور جماعت اُسمین سنت کفایہ ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہے۔ اگر تراویح بغیر جماعت کے پڑھین یا عورتین جدا جدا تراویح اپنے گھرون مین پڑھین تو تراویح
ادا ہو جائیگی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے اگر سارے مسجد والے تراویح کی جماعت چھوڑ دین تو انھون نے
بُرا کیا اور گنہگار ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر کوئی ایک شخص جماعت چھوڑ دے اور اپنے گھر مین
پڑھ لے تو اُسنے فضیلت چھوڑی اُسمین بُرائی اور ترک سنت نہین اگر کوئی شخص ایسا ہو جس سے لوگ
اقتدا کیا کرتے ہون اور اُسکے آنے سے جماعت مین زیادتی ہوگی اور نہ آنے سے جماعت مین کمی
ہوگی تو اُسکو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے یہ معراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر اپنے گھر مین جماعت سے نماز پڑھے
تو اُسمین مشایخ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ گھر مین جماعت کی فضیلت ہے اور مسجد مین دوسری فضیلت
بھی ہے پس اگر گھر مین جماعت سے نماز تراویح پڑھیگا تو جماعت سے ادا کرنے کی فضیلت مل جاویگی اور
دوسری فضیلت چھوٹیگی قاضی ابو علی نسفی نے یہی کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ تراویح کا جماعت سے پڑھنا

ادا کرنا افضل ہی اور یہی حکم ہی فرائض مین اور اگر فقیہ قاری ہو تو افضل اور احسن یہ ہی کہ اپنی قرأت سے تراویح پڑھے اور دوسرے کا اقتدا نہ کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی امام نے کہا ہی کہ اگر محلہ کی مسجد کا امام قرآن غلط پڑھتا ہو تو اپنی مسجد کے چھوڑ دینے اور دوسری جگہ تراویح کی جماعت تلاش کرنے مین مضائقہ نہین اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ جب دوسرا امام قرأت مین نرم اور آواز مین اچھا ہو اور اسی سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اُسکے محلہ کی مسجد مین ختم نہوتا ہو تو اُسکو اپنے محلہ کی مسجد چھوڑنا اور اور مسجدون مین ختم تلاش کرنا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی جماعت والون کو چاہیے کہ تراویح مین خوشخوان کو امام نہ بناوین بلکہ درست خوان کو امام بناوین اسلیے کہ امام جب اچھی آواز سے پڑھتا ہی تو حضور قلب اور غور و فکر مین خلل پڑتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی وتر جماعت سے فقط رمضان مین پڑھے اسی پر مسلمانون کا اجماع ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ رمضان مین وتر گھر مین پڑھنے سے جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہی یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ افضل یہ ہی کہ وتر اکیلا اپنے گھر مین پڑھے اور یہی مختار ہی یہ تبیین مین لکھا ہی کسی شخص کو تراویح کی جماعت گھر مین پڑھانے کے لیے اجرت دیکر مقرر کرنا مکروہ ہی اسواسطے کہ امام اجرت پر مقرر کرنا جائز نہین ہی اگر ایک مسجد مین دو مرتبہ تراویح کی جماعت پڑھے تو مکروہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کوئی امام دو مسجدون مین پوری پوری تراویح پڑھاتا ہی تو جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسی پر فتوی ہی مضمرات مین لکھا ہی اور مقتدی اگر دو مسجدون مین تراویح کی نماز پڑھے تو مضائقہ نہین اور چاہیے کہ دوسری مسجد مین وتر نہ پڑھے اور اگر کسی مسجد مین تراویح کی نماز ہو چکی پھر لوگون نے دوبارہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو چاہیے کہ جدا جدا پڑھین۔ اگر کسی شخص نے عشا اور تراویح اور وتر کی نماز اپنے گھر مین پڑھ لی پھر اور لوگون کو نیت امامت سے تراویح پڑھائی تو امام کے لیے مکروہ ہی اور جماعت کے لیے مکروہ نہین اور اگر پہلے امام کی نیت نہین کی تھی اور نماز شروع کر دی اور لوگون نے تراویح مین اُسکا اقتدا کر لیا تو کسی کے واسطے مکروہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی افضل یہ ہی کہ سب تراویح ایک امام پڑھاوے اور اگر دو امام پڑھاوین تو مستحب یہ ہی کہ ہر ایک امام ترویحہ پورا کرکے جدا ہو اور اگر ایک سلام پر اگر جدا ہو گیا تو صحیح قول کے بموجب یہ مستحب نہین ہی اور جب اسطرح دو اامون کے پیچھے تراویح جائز ہوئی تو یہ بھی جائز ہی کہ فرض ایک شخص پڑھاوے اور تراویح دوسرا شخص پڑھاوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرض اور وتر مین امامت کیا کرتے تھے اور ابی بن کعب تراویح مین امامت کیا کرتے تھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور سمجھ والے لڑکے کی امامت تراویح اور ایسی نفلون مین جنمین کچھ تخصیص نہ ہو بعضون کے نزدیک جائز ہی اور اکثر کے نزدیک جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر تراویح فوت ہو جاوین تو اُنکو قضا نہ کرے نہ جماعت سے نہ بغیر جماعت یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر یاد آوے کہ گذشتہ شب مین ایک دوگانہ فاسد ہو گیا تھا تو اگر اُسکو تراویح کی نیت سے قضا کرے تو مکروہ ہی اور اگر وتر پڑھنے کے بعد یہ یاد آیا کہ ایک سلام تراویح کا یعنی دو رکعتین رہ گئی ہین تو محمد بن الفضل نے کہا ہی کہ اُسکو جماعت سے نہ پڑھین اور صدر الشہید رحمہ نے کہا ہی کہ اُسکو

جماعت سے پڑھ لین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر امام نے ترویحہ کا سلام پھیرا اور بعض جماعت والون نے کہا تین رکعتین پڑھی ہین اور بعض نے کہا کہ دو رکعتین پڑھی ہین تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب امام اپنی راے پر کام کرے اور اگر امام کو کسی بات کا یقین نہ ہو تو اُسکا قول اختیار کرے جو اُسکے نزدیک سچا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر تسلیمون کی گنتی مین شک پڑے تو اُسمین مشایخ کا اختلاف ہی کہ اعادہ کرین یا نہ کرین یا جماعت سے اعادہ کرین یا جدا جدا اعادہ کرین اور صحیح یہ ہی کہ جدا جدا اعادہ کرین یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے عشا کی نماز علیحدہ پڑھی تھی تو اُسکو جائز ہی کہ تراویح امام کے ساتھ پڑھ لے اور اگر سب لوگون نے عشا کے فرض کی جماعت چھوڑ دی تو اُنکو تراویح جماعت سے پڑھنا جائز نہین ہی اگر کسی شخص نے تھوڑی سی تراویح ایک امام کے ساتھ پڑھی یا کچھ تراویح امام کے ساتھ نہ ملی یا کسی نے کچھ تراویح اور امام کے ساتھ پڑھی تھی تو اُسکو وتر اُس امام کے ساتھ پڑھنا جائز ہی یہی صحیح ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی جس شخص سے ایک ترویحہ یا دو ترویحے فوت ہو گئے تھے اور اگر اُنکے پڑھنے مین مشغول ہوتا ہی تو وتر کی جماعت چھوٹ جاویگی اُسکو چاہیے کہ اول وتر جماعت سے پڑھ لے پھر اول ترویحون کو پڑھے جو فوت ہو گئے تھے شیخ امام اُستاد ظہیر الدین اسی پر فتوے دیتے تھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص فرض نماز یا وتر یا نفل پڑھ رہا ہی تو اصح یہ ہی کہ اُسکے پیچھے تراویح کی نماز کا اقتدا صحیح نہین اسلیے کہ وہ مکروہ ہی اور عمل سلف کے مخالف ہی اور اگر کوئی شخص تراویح کا پہلا دوگانہ پڑھتا تھا اُسکے پیچھے کسی ایسے شخص نے اقتدا کیا جو دوسرا دوگانہ پڑھتا تھا تو صحیح یہ ہی کہ جائز ہی جسطرح یہ جائز ہی کہ کوئی شخص ظہر کی پہلی چار رکعتین پڑھتا تھا اُسکے پیچھے ایسے شخص نے اقتدا کیا جو ظہر کی اخیر دو رکعتین پڑھتا تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر عشا کے بعد کی سنتون کی نیت سے تراویح پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کیا تو جائز ہی اصح یہ ہی کہ تراویح کی نیت ہر دوگانہ مین ضرور نہین اسواسطے کہ وہ کل بمنزلہ ایک نماز کے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر تراویح امام کے ساتھ پڑھی اور ہر دوگانہ کے واسطے نئی نیت نہ کی تو جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر عشا کی نماز کا سلام نہ پھیرا اور تراویح کی اُسپر بنا کر لی تو صحیح یہ ہی کہ وہ صحیح نہ ہوگی اور یہ فعل مکروہ ہی اور اگر عشا کی سنتون مین تراویح کی بنا کی تو اصح یہ ہی کہ جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی تراویح مین ایک بار قرآن کا ختم سنت ہی قوم کی سستی کی وجہ سے اُسکو چھوڑ نہ دین یہ کافی مین لکھا ہی برخلاف اُسکے تشہد کے بعد کی دعاؤن کو اگر وہ جماعت کے لوگون کو دشوار معلوم ہون تو چھوڑ دینا جائز ہی لیکن درود نہ چھوڑے یہ نہایہ مین لکھا ہی دو بار ختم کرنے مین فضیلت ہی اور تین بار ختم کرنا افضل ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی افضل یہ ہی کہ تراویح کے سب دوگانون مین قرأت برابر پڑھے اگر کم و بیش پڑھے تو مضائقہ نہین اور ایک دوگانہ مین دوسری رکعت مین قرأت کو بڑھانا مستحب نہین ہی مثل اور تمام نمازون کے اور اگر پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت پر بڑھا وے تو مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دونون رکعتون مین قرأت برابر پڑھنا مستحب ہی اور امام محمد رح کے نزدیک پہلی رکعت مین بہ نسبت دوسری رکعت کے قرأت زیادہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی حسن نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ ہر رکعت مین دس آیتین یا مثل اُسکے پڑھے یہی صحیح ہی یہ

تبیین مین لکھا ہی قرات مین اور ارکان کے ادا کرنے مین جلدی کرنا مکروہ ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی جسقدر حروف
کو اچھی طرح ادا کریگا اُسی قدر بہتر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور ہمارے زمانہ مین افضل یہ ہی
کہ اسقدر پڑہے کہ قوم اپنی سستی کی وجہ سے بیزار نہ ہوجاوے اسواسطے کہ جماعت کا بہت ہونا قرأت
کے بہت ہونے سے افضل ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ہمارے زمانے کے واسطے علماء متاخرین یہ فتوی
دیتے تھے کہ ہر رکعت مین ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتین پڑہے تاکہ قوم بیزار نہ ہوجاوے اور مسجدین
خالی نہ پڑی رہین یہ احسن ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور امام کو چاہیے کہ جب ختم کا ارادہ کرے تو ستائیسوین
شب مین ختم کرے قرآن کے ختم مین جلدی کرکے اکیسوین تاریخ یا اُس سے پہلے ختم کردینا مکروہ ہی
اور منقول ہی کہ مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے تمام قرآن مین پانسو چالیس رکوع مقرر کیے ہین اور قرآنون مین
اسکی علامت بنادی ہی تاکہ قرآن ستائیسوین رات مین ختم ہوجاوے اور ملکون مین قرآنون مین دس دس
آیتون پر بھی علامت بنائی گئی تھی اور اُسکو رکوع مقرر کیا گیا تھا تاکہ تراویح کی ہر رکعت مین قرأت بقدر
مسنون پڑھی جاوے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر انیسوین یا اکیسوین شب مین قرآن ختم
ہوجاوے تو باقی مہینہ مین تراویح نہ چھوڑے اسلیے کہ تراویح سنت ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اصح یہ
ہی کہ تراویح کا چھوڑنا مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر تراویح کی قرأت مین غلطی ہوئی اور
کوئی سورہ یا آیت چھوڑ کر اُسکے بعد کی سورۃ یا آیت پڑھی تو مستحب یہ ہی کہ اُس چھوٹی ہوئی کو پڑہ کر پھر اُس
پڑھی ہوئی کو دوبارہ پڑہے تاکہ ترتیب کے موافق ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر ایک دوگانہ مین
کچھ قرآن پڑھا پھر وہ دوگانہ فاسد ہوگیا تو اُس دوگانہ کی قرأت شمار مین نہ آوے گی اور اُس قرأت کا اعادہ کرے
تاکہ ختم صحیح نماز مین ادا ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ قرأت بھی شمار مین آجاوے گی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی
بعضے شہرون مین لوگون نے ختم چھوڑ دیا ہی اسلیے کہ دین کے کامون مین سستی ہوگئی ہی پھر اُنمین سے
بعض نے یہ اختیار کیا ہی کہ تراویح کی ہر رکعت مین قل ہو اللہ احد پڑہتے ہین اور بعض نے یہ
اختیار کیا ہی کہ سورہ الم ترکیف سے آخر قرآن تک پڑہتے ہین اُن دونون قولون مین یہی قول بہتر ہی اسواسطے
کہ رکعتون کی گنتی کی بھول نہین پڑتی اور اُسکے یاد کرنے مین دل نہین بٹتا یہ تجنیس مین لکھا ہی اس بات پر سب کا
اتفاق ہی کہ بلا عذر تراویح کی نماز بیٹھ کر پڑھنا مستحب نہین ہی جواز مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی
کہ جائز ہی اور یہی صحیح ہی مگر ثواب اُسکا کھڑے ہوکر پڑھنے والے سے آدھا ہوتا ہی اگر امام عذر کی
وجہ سے یا بے عذر بیٹھکر تراویح پڑہے اور مقتدی کھڑے ہون تو بعض فقہا نے کہا ہی کہ سب کے نزدیک
نماز صحیح ہوگی یہی صحیح ہی اور جب کھڑے ہونے والے کا اقتدا بیٹھنے والے کے پیچھے صحیح ہوگیا تو اُسمین
اختلاف ہی کہ جماعت والون کے واسطے کیا مستحب ہی بعضون نے کہا ہی کہ بیٹھنا مستحب ہی تاکہ
مخالفت کی صورت نہ رہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی فتاوے مین ہی کہ اگر چار رکعتین ایک
سلام سے پڑھین اور دوسری رکعت مین قعدہ نہ کیا تو بطور استحسان کے نماز فاسد نہوگی
امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح سے [illegible] اور [illegible] امام محمد [illegible] ایک روایت یہی ہی

اور محمد بن الفضل نے کہا ہے کہ وہ چارون رکعتین بجاے ایک تسلیمہ یعنی ایک دوگانہ کے ہونگی یہی صحیح ہے اور یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور یہی فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے ابو بکر اسکاف سے کسی نے پوچھا کہ اگر کسی شخص نے تراویح کی دوسری رکعت مین قعدہ نہ کیا اور تیسری رکعت کو کھڑا ہوگیا تو اسکا کیا حکم ہے انھون نے جواب دیا کہ اگر اسکو قیام یاد آگیا تو اسکو چاہیے کہ لوٹے اور قعدہ کرے اور سلام پھیر دے اور اگر تیسری رکعت کے سجدہ کر لینے کے بعد یاد آیا تو ایک رکعت اور پڑھا وے اور یہ چارون رکعتین قائم مقام ایک تسلیمہ کے ہونگی اور اگر دوسری رکعت مین بقدر تشہد کے بیٹھ لیا ہے تو اسمین اختلاف ہے اکثر کا قول یہ ہے کہ دو تسلیمے ادا ہوجاوینگے یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اگر تراویح کے دس تسلیمے پڑھے اور ہر تسلیمہ مین تین رکعتین پڑھین اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو اسپر تراویح کی قضا آویگی اور کچھ نہ آویگا یہی قیاس ہے اور یہی قول امام محمد رح کا ہے اور یہی روایت امام ابو حنیفہ رح سے ہے اور استحسان کے طور پر امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس شخص کے قول کے بموجب جو اس نماز کو تراویح کے قائم مقام نہین کرتا تراویح کی قضا واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب تیسری رکعت کے سبب سے کچھ واجب نہ ہوگا خواہ بھول کر پڑھی ہو خواہ عمداً اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اگر بھول کر پڑھی ہے تو یہی حکم ہے اور اگر عمداً پڑھی ہے تو ہر تیسری رکعت کے بجاے دو رکعتین لازم ہونگی پس تراویح کے ساتھ بیس رکعتین اور پڑھے اور اس شخص کے قول کے بموجب جو انکو بجاے تراویح کے جائز سمجھ لیتا ہے امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر بھول کر پڑھی ہین تو کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر عمداً پڑھی ہین تو بیس رکعتین لازم ہونگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور یہی فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر تراویح کی چھ یا آٹھ یا دس رکعتین ایک سلام سے پڑھین اور دو رکعتون کے بعد بیٹھا تو اکثر کا قول یہ ہے کہ ہر دوگانہ کا ایک تسلیمہ ہوجاویگا یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر کل تراویح ایک سلام سے پڑھین تو اگر ہر دو رکعت کے بعد بیٹھا ہے تو سب تراویح ادا ہوجاوینگی اور اگر کسی دوگانہ مین نہین بیٹھا صرف اخیر ہی مین بیٹھا ہے تو وہ بطریق استحسان صحیح قول کے بموجب ایک تسلیمہ[۵] ادا ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور یہی فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور مقتدی کے واسطے یہ مکروہ ہے کہ بیٹھ کر تراویح پڑھے اور جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہوجاوے اسی طرح اگر نیند کا غلبہ ہو تو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے بلکہ علیحدہ ہوجاوے اور خوب ہوشیار ہوجاوے اسواسطے کہ نیند کے ساتھ نماز پڑھنے مین سستی اور غفلت ہوتی ہے اور قرآن مین غور و فکر کرنا چھوٹتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ کسی شخص نے تراویح کی نماز امام کے ساتھ شروع کی جب امام نے قعدہ کیا تو وہ سوگیا اس عرصہ مین امام نے سلام پھیر کر دوسرا دوگانہ بھی پڑھا اور تشہد کے واسطے قعدہ مین بیٹھا اسوقت وہ شخص ہوشیار ہوا اگر اسکو یہ معلوم ہوگیا تو سلام پھیر دے اور دوبارہ نیت باندھ کر امام کے ساتھ تشہد مین شریک ہوجاوے اور جسوقت امام سلام پھیرے تو کھڑا ہوکر دو رکعتین جلد پڑھ لے اور سلام پھیر لے پھر امام کے ساتھ تیسرے دوگانہ مین شریک ہوجاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہے

دسوان باب فرض مین شریک ہونے کے بیان مین اگر فجر یا مغرب کی نماز کی ایک
رکعت پڑھ چکا ہی اور جماعت شروع ہوئی تو اُس ایک رکعت کو توڑ دے اور جماعت مین شریک ہو جاوے
اور اگر دوسری رکعت مین ہی اور ابھی سجدہ نہین کیا ہی تو اُسکو بھی توڑ دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ
کر چکا ہی تو پھر نہ توڑے اور اُسکو پورا کرے اور پھر امام کے ساتھ مین شریک نہ ہووے اسواسطے کہ فجر کی نماز
کے بعد نفل مکروہ ہی اور مغرب مین یا تو نفلون کی طاق رکعتین ہونگی یا اگر چار رکعتین پڑھیگا تو امام کی مخالفت
ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہ سب بدعت ہی اور اگر امام کے ساتھ شریک ہوگیا تو چار رکعتین پوری کرے
اسلیے کہ سنت کی موافقت امام کی موافقت سے بڑھکر ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور اُسنے برا کیا یہ محیط سرخسی مین
لکھا ہی اور اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز اُسکی فاسد ہوگی اور اُسکو چاہیے کہ چار رکعتون کی قضا کرے اسواسطے
کہ وہ اقتدا کی وجہ سے اُسپر لازم ہو گئین یہ تمرتاشی مین لکھا ہی اور اگر اُس نفل پڑھنے والے نے مغرب کی نماز
مین اپنے امام کے پیچھے اقتدا کیا کہ جسنے تیسری رکعت مین قرأت نہین کی تو اگر مقتدی نے قرأت کر لی تو نماز
اُسکی جائز ہی اور اگر قرأت نہین کی تو بھی بتبعیت امام اُسکی نماز جائز ہوگئی یہ شیخ امام استاد خانی سے منقول
ہی اور اگر امام چوتھی رکعت کو تیسری رکعت سمجھ کر کھڑا ہوا اور مقتدی نے اُس چوتھی رکعت مین بھی متابعت
کی تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجاویگی خواہ امام تیسری رکعت مین بیٹھا ہو یا نہ بیٹھا ہو یہی مختار ہی اگرچہ امام کی
نماز نفل ہوگئی لیکن پہلے فرض تھی پھر فرض سے نفل کی طرف کو چلا گیا پس گویا اُسنے دو نمازین دو تحریمون
سے پڑھین تو اُس صورت مین مقتدی کی ایک نماز بغیر عذر حدث کے دو امامون کے پیچھے ہوگی اسلیے جائز نہین
اور اگر نفل نماز کسی نے شروع کی پھر جماعت قائم ہوئی تو مختار یہ ہی کہ اُسکو نہ توڑے خواہ رکعت کا سجدہ کیا ہو یا
نہ کیا ہو اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ نذر کی نماز یا قضا شروع کی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جس شخص نے ظہر کی نماز
کی ایک رکعت پڑھی تھی پھر جماعت قائم ہوئی تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے پھر امام کے ساتھ داخل ہوجاوے اور
اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہین کیا تو اُسکو توڑ دے اور امام کے ساتھ داخل ہوجاوے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی
یہان جماعت قائم ہونے سے امام کا نماز شروع کرنا مراد ہی موذن کا اقامت کہنا مراد نہین اور اگر موذن نے
اقامت شروع کی ہو اور کسی شخص نے پہلی رکعت کا سجدہ نہین کیا تو ہمارے اصحاب کا بلا خلاف یہ حکم ہی کہ دو
رکعتین پوری کرلے یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اگر دوسری جگہ جماعت قائم ہوئی مثلاً کوئی شخص گھر مین نماز پڑھتا تھا
اور مسجد مین جماعت قائم ہوئی یا مسجد مین نماز پڑھتا تھا اور دوسری مسجد مین جماعت قائم ہوئی تو نماز کسی حالت
مین نہ توڑے اگر ظہر کی تین رکعتین پڑھ چکا ہی اور جماعت قائم ہوئی تو اپنی نماز پوری کرکے نفل کی نیت سے اقتدا
کرے اور اگر تیسری رکعت مین ہی اور اُس رکعت کا ابھی سجدہ نہین کیا ہی تو نماز کو قطع کردے اور اسمین
اختیار ہی چاہے قعدہ کی طرف کو لوٹے اور سلام پھیر سے چاہے سلام نہ پھیرے اُسی طرح کھڑا ہوا تکبیر کہکر
امام کے ساتھ نماز شروع کرنے کی نیت کرلے اور قیام کی حالت مین سلام نہ پھیرے یہ تبیین مین لکھا ہی اصح
یہ ہی کہ دونون صورتون کا اختیار رہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اُسی طرح کھڑا ہوا
ایک سلام پھیر کر نماز توڑ دے اور یہی اصح ہی اسلیے کہ قعدہ نماز کے تمام ہونے کے لیے شرط تھا اور یہ نماز کا

تو پڑہنا ہی نماز کا تمام ہونا نہین اسواسطے کہ ظہر کی نماز دو رکعتون پر تمام نہین ہوتی اور ایک ہی سلام کافی ہی یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی آور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ عشا یا عصر کی نماز شروع کر دی ہو اور پھر اُسکی جماعت قائم ہوئی
لیکن ظہر کی نماز تمام کرنے کے بعد نفلون کی نیت سے نماز مین شریک نہو جس شخص کو ظہر کی ایک رکعت امام کے
ساتھ ملی تو اُسنے سب فقہا کے قول کے بموجب ظہر کی نماز جماعت سے نہین پڑہی لیکن سب فقہا کے نزدیک جماعت
کی فضیلت پالی اور اگر تین رکعتین امام کے ساتھ پائین تو بالاجماع ظہر کی نماز جماعت سے پڑہنے والا ہو گیا یہ
سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر نفل نماز شروع کی پھر فرض کی جماعت قائم ہوئی تو جو دوگانہ پڑہ رہا ہی اُسکو تمام کرے
اُسپر زیادتی نکرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر ظہر یا جمعہ سے پہلے کی سنتین پڑہتا تھا اور ظہر کی جماعت قائم ہوئی
یا جمعہ کا خطبہ شروع ہوا تو دو رکعتین پڑہکر نماز کو قطع کر دے یہ امام ابو یوسف رح سے مروی ہی اور بعضون نے
کہا ہی نماز کو پورا کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا
ہی جس شخص نے امام کو فجر کی نماز پڑہتے ہوئے پایا اور اُسنے فجر کی سنتین نہین پڑہی ہین تو اگر اُسے یہ خوف
ہو کہ ایک رکعت فوت ہو جاویگی اور دوسری امام کے ساتھ ملجاویگی تو وہ مسجد کے دروازے کے پاس سنتین
پڑہ لے پھر نماز مین داخل ہو اور اگر دونون رکعتون کے فوت ہونے کا خوف ہو تو سنتین نہ پڑہے اور امام
کے ساتھ داخل ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی کتاب مین یہ مذکور نہین کہ اگر اُسکو یہ خیال ہو کہ قعدہ ملجاویگا تو کیا کرے
اور کتاب مین جو یہ مذکور ہی کہ اگر اُسکو دونون رکعتون کے فوت ہونے کا خوف ہو تو ظاہر اُس سے یہ ہوتا ہی
کہ جبکہ یہ خوف ہو کہ کوئی رکعت نہ ملیگی صرف قعدہ ملیگا وہ سنتین نہ پڑہے اور امام کے ساتھ داخل ہو جاوے
اور فقیہ ابو جعفر سے منقول ہی کہ اگر قعدہ ملنے کی توقع ہو تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک
سنتین پڑہے اسواسطے کہ ان دونون کے نزدیک تشہد کا ملنا مثل رکعت کے ملنے کے ہی یہ کفایہ مین
لکھا ہی اُسکے سوا اور باقی سنتون کا یہ حکم ہی کہ اگر یہ سمجھے کہ امام کے رکوع کرنے سے پہلے تمام کر لونگا تو
مسجد سے باہر پڑہ لے اور اگر رکعت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو امام کے ساتھ نماز شروع کر دے
یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور یہ معلوم نہین کہ پہلے رکوع مین ہی یا دوسرے مین تو
سنتین چھوڑ دے اور امام کے ساتھ ہو جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی مسجد مین داخل ہوا اور
اُسمین اذان ہو چکی ہی تو بغیر نماز پڑہے وہان سے باہر ہونا مکروہ ہی لیکن وہ اگر کسی اور مسجد کا موذن یا
امام ہی اور اُسکے نہ ہونے سے جماعت متفرق ہو جاویگی تو اُسکے واسطے مسجد سے باہر ہو جانے مین
کچھ مضائقہ نہین یہ حکم اُس شخص کے لیے ہی جسنے ابھی تک وہ نماز نہ پڑہی ہو اور اگر ایکبار پڑہ چکا ہی تو عشا اور
ظہر کی نماز مین جب تک موذن نے اقامت نہین کہی ہی مسجد سے باہر چلا جانے مین مضائقہ نہین اور اگر
موذن نے اقامت شروع کر دی تو مسجد سے باہر نہ جاوے اور نفل کی نیت سے اُن نمازون کو پڑہے
اور عصر اور مغرب اور فجر کی نمازون مین یہ حکم ہی کہ مسجد سے باہر چلا جاوے اور اگر ٹھہرا رہا اور اُنکے ساتھ
داخل نہ ہوا تو مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکر کھڑا ہوا
اتنے مین امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو اُسکو وہ رکعت نہ ملی یہ ہدایہ مین لکھا ہی خواہ اتنی دیر مین رکوع مین

شریک ہوسکتا تھا یا نہو سکتا تھا دونون صورتون مین ایک حکم ہی اور اسی طرح اگر تکبیر کہکر نہ ٹھہرا اور جھک گیا لیکن اسکے رکوع مین جانے سے پہلے امام نے سر اٹھا لیا تو بھی اسکو وہ رکعت نہ ملی محبوبی نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص مسجد مین داخل ہوا اور امام رکوع مین ہی تو ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہی کہ اسکو چاہیے کہ تکبیر کہکر رکوع کرے پھر چل کر صف مین مل جاوے تاکہ رکوع فوت نہ ہو اور ہمارے نزدیک اگر پڑ دو پڑی تین قدم چلیگا تو نماز باطل ہوجاویگی ورنہ مکروہ ہوگی اور اکثر مشائخ کا قول یہ ہی کہ وہ تکبیر نہ کہے تاکہ نماز مین چلنا نہ پڑے جلابی نے ذکر کیا ہی کہ کسی شخص نے امام کو رکوع مین پایا اور کھڑے ہوکر تکبیر کہی اور اُسنے جھکنا شروع کیا اُسوقت امام نے اٹھنا شروع کیا تو اگر امام کے سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے اُسکے ساتھ شریک ہوگیا تو صحیح یہ ہی کہ اُس رکعت کا اعتبار ہوگا اگرچہ مشارکت بہت تھوڑی ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی فقہا کا اجماع ہی کہ اگر کسی شخص نے امام کو کھڑا ہوا پایا اور تکبیر کہی اور امام کے ساتھ رکوع نہ کیا یہان تک کہ امام رکوع کرچکا پھر رکوع کیا تو اسکو وہ رکعت مل گئی اور اس بات پر فقہا کا اجماع ہی کہ اگر کسی نے رکوع کے قومہ مین امام کا اقتدا کیا تو اسکو وہ رکعت نہ ملی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی جو شخص امام کو رکوع مین پاوے تو کھڑے ہوکر تحریمہ باندھے اور تکبیر کہے اور جو گمان غالب ہو کہ امام کے ساتھ رکوع مین شریک ہوجاویگا تو سبحانک اللھم بھی پڑھ لے اور اگر عید کی نماز ہو تو اسکی تکبیرین بھی کھڑا ہوکر کہہ لے اور اگر اسکو یہ خوف ہو کہ رکوع فوت ہوجائیگا تو رکوع کر دے اور رکوع مین بھی عید کی تکبیرین کہے یہ کافی کے باب صلوۃ العیدین مین لکھا ہی جو شخص امام کو رکوع مین پاوے اُسکو دونون تکبیرون کی حاجت نہین بعض فقہا کا اسمین خلاف ہی اور اگر اُس ایک تکبیر سے رکوع کی نیت کرلے اور نماز کے شروع کی نیت نہ کرے تو جائز ہی اور نیت اُسکی لغو ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر مقتدی نے سب رکعتون مین رکوع اور سجدہ امام سے پہلے کیا تو اُسپر یہ واجب ہی کہ ایک رکعت بغیر قرأت پڑھے اور اپنی نماز تمام کرے اور اگر رکوع امام کے ساتھ کیا ہی اور سجدہ اُس سے پہلے کیا ہی تو دو رکعتون کی قضا کرے اور اگر رکوع پہلے کیا ہی اور سجدہ ساتھ کیا ہی تو بغیر قرأت چار رکعتین اُسپر واجب ہونگی اور اگر رکوع امام کے بعد کیا ہی اور سجدہ بھی امام کے بعد کیا ہی تو اُسکی نماز جائز ہوجاویگی اور اگر امام کو رکوع اور سجدہ دونون کے آخر مین پایا ہی تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جو شخص کسی مسجد مین داخل ہوا اور اُسمین نماز ہوچکی ہی تو اگر وقت مین وسعت ہی تو فرض سے پہلے جسقدر چاہے نفل پڑھے تو کچھ مضائقہ نہین اور اگر وقت تنگ ہی تو نفلون کو چھوڑ دے بعضون نے کہا ہی کہ ظہر اور فجر کی سنتون کے سوا اور نفلون کا یہ حکم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اِسی کو شمس الائمہ سرخسی اور صاحب محیط اور قاضی خان اور تمرتاشی اور محبوبی نے اختیار کیا ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی اور یہی نہایہ مین لکھا ہی بعضون نے کہا ہی کہ سب کا یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صدر الاسلام نے اختیار کیا ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی اور اولے یہ ہی کہ ان سنتون کو کسی حالت مین نہ چھوڑے یہ ہدایہ مین لکھا ہی خواہ فرض جماعت سے پڑھی ہون یا نہ پڑھی ہون لیکن اگر فرض کا وقت جاتے رہنے کا خوف ہو تو چھوڑ دے یہ کفایہ مین لکھا ہی۔

گیارھوان باب چھوٹی ہوئی نمازون کی قضا کے بیان مین جو نماز وقت مین واجب ہو کر اُسوقت چھوٹ جاوے تو اُسکی قضا لازم ہی خواہ اُسکو جانکر چھوڑا ہو یا بھول کر چھوڑا ہو یا نیند کی وجہ سے چھوڑا ہو خواہ بہت سی نمازین چھوٹ گئی ہون خواہ تھوڑی سی چھوٹ گئی ہون مجنون پر حالت جنون مین اُن نمازون کی قضا واجب نہین جو عقل کی حالت مین اُس سے چھوٹی ہون اور اُسیطرح حالت عقل مین اُن نمازون کی قضا واجب نہین جو جنون کی حالت مین اُس سے چھوٹی ہون اور مرتد پر اُن نمازون کی قضا واجب نہین جو مرتد رہنے کی حالت مین اُس سے چھوٹی ہون اگر کوئی دار الحرب مین مسلمان ہوا اور ایک مدت تک اُسنے اسوجہ سے نماز نہ پڑھی کہ نماز کا واجب ہونا اُسکو معلوم نہ تھا تو اُسپر اُن نمازون کی قضا واجب نہو گی اگر کوئی شخص بے ہوش تھا یا ایسا مرض تھا کہ اشارہ سے بھی نماز نہین پڑھ سکتا تھا تو جو نمازین اُس حالت مین فوت ہوئی ہین اور وہ چھوٹی ہوئی نمازین ایک دن رات کی نمازون سے بڑھ گئی ہین تو اُنکی قضا واجب نہو گی قضا کا حکم یہ ہی کہ جس صفت سے نمازین فوت ہوئی ہی اُسی صفت کے ساتھ ادا کی جاوے لیکن عذر اور ضرورت کی حالت مین یہ حکم بدل جاتا ہی جس شخص کی حالت اقامت مین چار رکعت والی فرض قضا ہوئی ہین وہ سفر مین اُنکو چار رکعتون سے قضا کرے گا۔ اور اگر سفر مین قضا ہوئی ہین تو اقامت کی حالت مین اُنکو دو رکعتون سے قضا کرے گا۔ فرض کی قضا فرض ہی واجب کی واجب اور سنت کی سنت قضا کے واسطے کوئی وقت معین نہین بلکہ تین وقتون کے سوا تمام عمر اُسکا وقت ہی اور وہ تین وقت یہ ہین سورج کے طلوع ہونے کیوقت اور زوال ہوتے وقت اور غروب ہوتے وقت ان اوقات مین نماز جائز نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی کسی شخص نے نماز پڑھی پھر مرتد ہو گیا پھر اُسی نماز کے وقت کے اندر مسلمان ہو گیا تو اُسکو نماز کا اعادہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی کسی لڑکے نے عشا کی نماز پڑھی پھر سو گیا اور اُسکو احتلام ہوا اور فجر کے طلوع ہونے سے پہلے ہوشیار ہو گیا تو عشا کو قضا کریگا لڑکی کا حکم اسکے خلاف ہی پس اگر لڑکی فجر کے طلوع ہونے سے پہلے حیض کے ساتھ بالغ ہوئی تو عشا کی قضا اُسپر واجب نہو گی اسواسطے کہ جب واجب ہونے کی حالت مین حیض آجاتا ہی تو وجوب ساقط ہو جاتا ہی اور جب وجوب کے ساتھ حیض ہو تو بدرجہ اولے حیض مانع وجوب ہو گا اور اگر اپنی عمر کے حساب سے بالغ ہوئی تو عشا کی نماز اُسپر واجب ہو گی اور اگر لڑکا طلوع فجر سے پہلے ہوشیار نہوا تو بعضون نے کہا ہی کہ عشا کو قضا کریگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر چھوٹی ہوئی نمازون کو جماعت سے قضا کرے تو اگر جہری نمازون کو قضا کرتا ہی تو امام کو چاہیے کہ نماز مین جہر کرے اور اگر تنہا قضا پڑھتا ہی تو جہر اور مخافت مین اختیار ہی مگر جہر افضل ہی جیسے وقت مین تنہا نماز پڑھتا تھا اور اگر آہستہ قرأت پڑھنے کی نمازین ہین تو آہستہ پڑھنا واجب ہی اور امام کیواسطے بھی یہی حکم ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی وقت کی نماز اور چھوٹی ہوئی نمازین اور چند قضا نمازون مین ترتیب واجب ہی یہ کافی مین لکھا ہی یہان تک کہ وقت کی نماز قضا نماز کے ادا کرنے سے پہلے جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اسیطرح فرض اور وتر مین ترتیب واجب ہی یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی۔ اگر فجر کی نماز پڑھی اور اُسکو یاد تھا کہ وتر نہین پڑھے ہین تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک وہ نماز فاسد ہو گی۔ اگر نفل نماز مین کسی فرض یا واجب نماز کا فوت ہونا اُسکو یاد

آیا تو نفل فاسد نہو نگی اسلیے کہ ترتیب کا وجوب فرضون مین خلاف قیاس ثابت ہوا ہی اسلیے غیر فرض کو اسکے ساتھ
نہین لاسکتے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی فتاوی عتابیہ مین لکھا ہی کہ لڑکا جسوقت بالغ ہوا اور وقت مین نماز پڑھی
تو وہ صاحب ترتیب ہو جاتا ہی جیسے عورت جسوقت بالغ ہوئی اور خون صحیح دیکھا تو ایکبار کے حیض سے صاحب
عادت ہو جاتی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی لیکن نماز کے بعض اعمال مین ہمارے نزدیک باہم ترتیب فرض نہین
یہ محیط مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر کوئی شخص شروع سے امام کے ساتھ نماز مین شریک ہوا پھر اسکے پیچھے
سو گیا یا اسکو حدث ہو گیا اور امام آگے بڑھ گیا پھر ہوشیار ہوا یا پھر وضو کرکے نماز مین شریک ہوا تو اسپر
واجب ہی کہ اول وہ نماز پڑھے جو چھوٹ گئی ہی پھر امام کی متابعت کرے اور اگر امام کو نماز مین پایا پس اگر
اول امام کی متابعت کی پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی نماز کی قضا کی تو ہمارے تینون امامون کے
نزدیک جائز ہی اسی طرح جمعہ کی نماز مین اگر آدمیون کی کثرت کی وجہ سے پہلی رکعت امام کے ساتھ ادا نہ کرسکا
اور دوسری رکعت ادا کی پس دوسری رکعت پہلی رکعت کے ادا کرنے سے پہلے ادا ہوئی پھر امام کے
سلام پھیرنے کے بعد پہلی رکعت قضا کی تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ شرح طحاوی کی فصل ستر عورت مین
لکھا ہی۔ ترتیب بھولنے سے اور ان چیزون سے جو بھولنے کے حکم مین ہین ساقط ہو جاتی ہی یہ مضمرات
مین لکھا ہی اگر وقت کی نماز ادا کرنے کے بعد کوئی بھولی ہوئی نماز یاد آئی تو وقت کی نماز جائز ہو گئی یہ فتاوی
قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر ظہر کی نماز اس گمان پر پڑھی کہ وضو ہی اسکے بعد وضو کرکے عصر کی نماز پڑھی
پھر ظاہر ہوا کہ ظہر کی نماز بے وضو پڑھی تھی تو صرف ظہر کی نماز کا اعادہ کرے اسلیے کہ وہ ظہر کی نماز کے حق مین بھولنے
والے کے حکم مین ہی برخلاف اسکے اگر عرفہ کے روز مین ظہر کی نماز وضو کے گمان سے پڑھی پھر وضو
کرکے عصر کی نماز پڑھی پھر ظاہر ہوا کہ ظہر کی نماز بے وضو پڑھی تھی تو دونون نمازون کا اعادہ کرے
اسلیے کہ عصر کی نماز وہان ظہر کی تابع ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے ظہر کی نماز پڑھی اور اسکو یاد
ہی کہ فجر کی نماز نہین پڑھی ہی تو اسکی ظہر فاسد ہو جاوئیگی پھر فجر کی نماز قضا کی اور عصر کی نماز پڑھی اور اسکو
ظہر یاد ہی تو عصر جائز ہو گی اسلیے کہ عصر کے ادا کرتے وقت اس گمان مین کوئی نماز اسکے اوپر قضا نہین
ہی اور یہ گمان معتبر ہی یہ مبین مین لکھا ہی اور اگر ظہر مین یہ شک ہوا کہ اسنے فجر کی نماز پڑھی ہی یا نہین پڑھی
پس جب فارغ ہوا تو اسکو یقین ہوا کہ فجر کی نماز نہین پڑھی تو اول فجر کی نماز پڑھے پھر ظہر کی نماز کا اعادہ کرے
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جس شخص کو نماز کے اندر یاد آیا کہ اسپر کچھ نمازین قضا ہین فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ سے یہ منقول ہی
کہ ہمارے نزدیک اسکی نماز فاسد ہو جاویگی لیکن یاد آتے ہی نماز کو توڑ نہ دے بلکہ دو رکعتین پوری کرے
اور بعد اسکے نفل پڑھ سکتا ہی خواہ وہ قضا پر ادائی ہو یا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر جمعہ کی نماز پڑھنے والے
کو یاد آیا کہ اسپر فجر کی نماز باقی ہی تو اگر ایسی حالت ہی کہ اگر اس نماز کو قطع کرے اور فجر کی نماز مین مشغول
ہو تو جمعہ فوت ہو جاویگا لیکن وقت نہین فوت ہونے کا ہی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے
نزدیک جمعہ کو قطع کرے اور فجر کی نماز پڑھے پھر ظہر کی نماز پڑھے اور امام محمد رح کے نزدیک جمعہ کو اول
تمام کرے اور اگر ایسی حالت ہی کہ فجر کی نماز قضا کرنے کے بعد ہی جمعہ مل جاویگا تو بالاجماع یہ حکم ہی

کہ اول فجر کی نماز پڑھ لے اور اگر ایسی حالت ہو کہ اگر جمعہ کو قطع کر کے فجر کی نماز مین مشغول ہوگا تو وقت جاتا رہیگا تو بالاجماع یہ حکم ہو کہ اول جمعہ کو تمام کرے پھر فجر کی نماز قضا کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو وقت کی تنگی مین ترتیب ساقط ہو جاتی ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر تنگ وقت مین بھی قضا نماز کو مقدم کریگا تو نماز جائز ہوگی مگر گنہگار ہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہو۔ وقت کی تنگی اُسکو کہتے ہین کہ وقت اسقدر باقی نہ ہو کہ جسمین اُس وقت کی نماز اور قضا نماز دونون پڑھ سکے یہانتک کہ اگر اُسپر عشا کی نماز قضا باقی ہو اور وہ جانے کہ اگر مین عشا کی نماز کی قضا مین مشغول ہونگا اور پھر فجر کی نماز پڑھونگا تو قعدہ مین بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے سورج نکل آویگا تو فجر کی نماز وقت مین پڑھ لے اور عشا کی نماز سورج کے بلند ہونے کے بعد پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہو اور اگر وقت اتنا ہو کہ وقت کی نماز اور قضا کو افضل طور پر نہین پڑھ سکتا تو بھی ترتیب کی رعایت کرے مثلاً اتنا وقت ہو کہ اگر قضا پڑھے تو وقت کی نماز تخفیف کے ساتھ اور قرأت اور تمام ارکان مین کمی کے ساتھ ادا ہوگی تو ترتیب ضرور ہو اور صرف اسی قدر پر اکتفا کرے جس سے نماز جائز ہو جائے یہ تمرتاشی مین لکھا ہو اور وقت کی تنگی کا اعتبار نماز شروع کرتے وقت ہو پس اگر کسی کو وقت کی نماز شروع کرنے کے وقت قضا نماز یاد تھی اور اُسنے قرأت اتنی لمبی پڑھی کہ وقت تنگ ہو گیا تو اُسکی نماز جائز نہ ہوگی لیکن اگر اُسکو توڑ کر پھر شروع کرے تو جائز ہوگی اور اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز یاد نہ تھی پھر قرأت مین تطویل کی پھر وقت تنگ ہونے پر اُسکو قضا نماز یاد آگئی تو وہ نماز جائز ہوگئی اور اُس نماز کا قطع کرنا اُسپر لازم نہین یہ تبیین مین لکھا ہو حقیقت مین وقت تنگ ہونے کا اعتبار ہو نماز پڑھنے والے کے گمان کا اعتبار نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہو پس اگر کسی پر عشا کی نماز قضا تھی اور اُسکو گمان یہ ہوا کہ فجر کا وقت تنگ ہوگیا ہو اور اُسنے فجر کی نماز پڑھ لی پھر ظاہر ہوا کہ فجر کا وقت بہت باقی ہو تو یہ فجر کی نماز باطل ہو جاویگی اسکے بعد غور کرے کہ اگر وقت دونون نمازون کے لائق ہو تو دونون نمازین پڑھے ورنہ فجر کی نماز کا اعادہ کرے اور اُسکے بعد پھر غور کرے کہ وقت کسقدر باقی ہو اگر فجر کے وقت مین پھر وسعت ہو تو یہ نماز بھی باطل ہوگئی اور اسی طرح آخر وقت تک کیے جاوے اور اگر عشا کی نماز پڑھ لی اور فجر کا اعادہ نہ کیا اور قعدہ مین مقدار تشہد بیٹھنے سے پہلے سورج طلوع ہوگیا تو فجر کی نماز صحیح ہوگئی یہ تبیین مین لکھا ہو اسی طرح اگر ظہر کے آخر مین فجر کی نماز کی قضا یاد آئی اور اُسکو گمان یہ ہو کہ وقت مین دونون نمازون کی گنجایش نہین پھر ظہر کی نماز پڑھ لی اور اُسکے بعد بھی کچھ ظہر کا وقت باقی تھا پھر غور کرے اگر باقی وقت مین گنجایش ہو کہ فجر اور ظہر دونون پڑھ سکتا ہو تو ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو وہ فاسد ہوگئی اُسکو چاہیے کہ اول فجر کی نماز پڑھے پھر ظہر کا اعادہ کرے اور یہی حکم ہو اُس صورت مین کہ اگر وقت اسقدر باقی ہو کہ فجر کی نماز پڑھ کر ظہر کی ایک رکعت پڑھ سکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہو اور اگر چھوٹی ہوئی نمازین ایک سے زیادہ ہون اور وقت مین صرف اسقدر گنجایش ہو کہ اُس وقت کے فرض کے ساتھ چھوٹی ہوئی نمازون مین سے بعض پڑھ سکتا ہو سب نہین پڑھ سکتا تو جب تک بعض

نمازون کو نہ پڑھلے وقت کی نماز جائز نہ ہوگی پس اگر فجر کے وقت مین یاد آیا کہ عشا اور وتر کی نماز چھوٹ گئی
تھی اور وقت صرف پانچ رکعتون کا باقی ہی تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب اول وتر کی قضا پڑھے
پھر فجر کی نماز پڑھے پھر سورج کے طلوع ہونے کے بعد عشا کی قضا پڑھے اور اگر عصر کے
وقت مین یاد آیا کہ اُسنے فجر اور ظہر کی نماز نہین پڑھی اور وقت مین آٹھ رکعتون سے زیادہ کی گنجائش نہین
تو اُسکو چاہیے کہ اول ظہر کی قضا کرے پھر عصر کی پڑھے اور اگر وقت مین چھ رکعتون سے زیادہ کی
گنجائش نہو تو اُسکو چاہیے کہ اول فجر کی نماز پڑھے پھر عصر کی نماز پڑھے پھر ظہر کی نماز قضا کرے یہ فتاوے قاضی خان
مین لکھا ہی۔ عصر کے وقت مین امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک آخر وقت کا اعتبار ہی یہ
تبیین مین لکھا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط مین ذکر کیا ہی کہ اگر ظہر اور عصر کی نماز کا ادا کرنا سورج
کے متغیر ہونے سے پہلے ممکن ہو تو ترتیب کی رعایت واجب ہی اور اگر دونون نمازین سورج کے غروب
سے پہلے ادا نہین ہوسکتی تو اول عصر کی نماز کا ادا کرنا واجب ہی اور اگر ظہر کی نماز تغیر شمس سے پہلے ادا
نہین ہوسکتی اور عصر کی ساری نماز یا تھوڑی سورج متغیر ہونے کے بعد ہوجاوے گی تو ترتیب کی رعایت فرض
ہی مگر حسن ابن زیاد کے قول کے بموجب اول عصر کی نماز پڑھے اسلیے کہ سورج کے متغیر ہونے کے بعد
اُنکے نزدیک عصر کا وقت نہین رہتا یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اگر وقت مستحب صرف اسقدر باقی ہی جسمین ظہر کی
گنجائش نہین تو ترتیب بالاجماع ساقط ہوجاویگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر عصر کی نماز اول وقت مین شروع
کی اور اُسکو یہ معلوم نہین کہ اُسپر ظہر کی نماز باقی ہی اور عصر کی نماز اتنی دیر مین پڑھی کہ وقت رات کا داخل
ہوگیا پھر یاد آیا کہ اُسپر ظہر باقی ہی تو اُسکو چاہیے کہ اپنی نماز اُسیطرح پڑھتا رہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی
اور وقت کے تنگ ہوجانے سے جو ترتیب ساقط ہوجاتی ہی وہ اصح قول کے بموجب وقت کے نکلنے کے
بعد پھر نہین لوٹتی یہان تک کہ اگر وقت کی نماز کے پڑھنے کے درمیان مین وقت خارج ہوگیا تو اصح قول
کے بموجب وہ نماز فاسد نہ ہوگی اور اصح قول کے بموجب وہ نماز ادا ہوگی نہ قضا یہ زاہدی مین لکھا ہی اور
بھولنے کی صورت مین جب تک بھولا ہوا ہی تب تک ترتیب کا حکم ظاہر نہین ہوتا اور جب قضا نماز یاد آتی ہی تو
ترتیب لازم ہوجاتی ہی یہ تاتارخانیہ مین خلاصہ سے نقل کیا ہی جب قضا نمازین بہت سی ہوجاوین
تب ترتیب ساقط ہوجاتی ہی یہ صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور بہت ہوجانے کی حد یہ ہی کہ چھٹی
نماز کا وقت نکل کر چھ نمازین جمع ہوجاوین اور امام محمد رح سے یہ منقول ہی کہ چھٹی نماز کا وقت
داخل ہوجاوے پہلا قول صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی معتبر یہ ہی کہ قضا نماز کے بعد چھ وقت درمیان مین
آجاوین اور اگرچہ بعد اُنکے نمازین اپنے وقت مین ادا کرتا ہو اور بعضون نے یہ کہا ہی کہ چھ نمازین جمع
ہوجاوین اگرچہ متفرق ہون اور فائدہ اس اختلاف کا اس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ اگر تین نمازین
چھوٹین مثلاً ایک دن کی ظہر ایک دن کی عصر ایک دن کی مغرب اور یہ معلوم نہین کہ انمین کونسی
پہلی ہی تو پہلے قول کے بموجب ترتیب ساقط ہوجاویگی اسواسطے کہ قضا نمازون کے درمیان بہت
سے وقت آگئے اور دوسرے قول کے بموجب ترتیب ساقط نہ ہوگی اسواسطے کہ اس قول مین یہ نمازین

قضا جمع ہونا معتبر ہی تو اب اُسکو چاہیے کہ سات نمازین پڑھے اول ظہر پڑھے پھر عصر پڑھے پھر ظہر پڑھے پھر مغرب پڑھے پھر ظہر پڑھے پھر عصر پڑھے پھر ظہر پڑھے پہلا قول اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی مین آسانی زیادہ ہی دوسرا قول ابو بکر محمد بن الفضل نے اختیار کیا ہی اور اسمین احتیاط زیادہ ہی یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہی اور بہت سی نمازون کے چھوٹنے سے جسطرح ادا مین ترتیب ساقط ہو جاتی ہی اسی طرح قضا مین بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہی مثلاً کسی کی مہینہ بھر کی نمازین چھوٹ گئین اور اُسنے اسطرح قضا کین اول تیس نمازین فجر کی پڑھ لین پھر تیس نمازین ظہر کی پڑھ لین تو صحیح ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جب بہت سی نمازون کے چھوٹنے سے ترتیب ساقط ہو گئی پھر اسمین سے کچھ نمازین قضا پڑھ لین اور باقی نمازین چھ سے کم رہ گئین تو اصح قول کے بموجب ترتیب نہین عود کرتی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - شیخ امام زاہد ابو حفص کبیر نے کہا ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ محیط مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر ایک مہینہ کی نمازین چھوٹین پھر اُن سب کو قضا کیا مگر ایک نماز باقی رہ گئی اور باوجود اسکے یاد ہونے کے وقت کی نماز پڑھی تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - چھوٹی ہوئی نمازین دو قسم کی ہین ایک پرانی دوسری نئی پرانی قضا نمازون سے بالاتفاق ترتیب ساقط ہو جاتی ہی پرانی قضا نمازون مین مشائخ کا اختلاف ہی مثلاً کسی شخص سے مہینہ بھر کی نمازین برابر چھوٹین پھر ایک مدت تک اُسنے نماز پڑھی اور اُن نمازون کو قضا نہ کیا اسکے بعد پھر ایک نماز چھوٹی اسکے بعد باوجود اُس نئی قضا کے یاد ہونے کے اُسنے دوسری نماز پڑھی تو بعض فقہا کے نزدیک یہ دوسری نماز جائز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک جائز ہو جاویگی اور اسی پر فتوے ہی یہ کافی مین لکھا ہی - اگر قضا نماز یاد آوے اور اُسوقت باوجودیکہ قضا نماز پڑھنے پر قدرت رکھتا ہی اور نہ پڑھے تو اصل مین مذکور ہی کہ ایسا کرنا مکروہ ہی اسلیے کہ جسوقت قضا نماز یاد آئی وہی اُسکا وقت ہی اور تاخیر نماز کی اپنے وقت سے بالاتفاق مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اصل مین مذکور ہی کہ کسی شخص نے عصر کی نماز پڑھی اور اُسکو یاد تھا کہ ظہر کی نماز نہین پڑھی ہی تو وہ فاسد ہوگی لیکن آخر وقت مین پڑھی ہوگی تو فاسد نہ ہوگی - امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی فرضیت فاسد ہوتی ہی اصل نماز نہین باطل ہوتی اور امام محمد رح کے نزدیک اصل نماز بھی باطل ہو جاتی ہی اور یہ مسئلہ مشہور ہی پھر امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک فرضیت بفساد موقوف فاسد ہوتی ہی یعنی اگر کسی نے ظہر کی نماز قضا ہونے کے بعد چھ نمازین یا اُس سے زیادہ اور پڑھین اور ظہر کی قضا نہ پڑھی تو اب وہ عصر کی نماز جائز ہو جاویگی اور اُسکا اعادہ واجب نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قطعاً فاسد ہو جاتی ہی کسی حالت مین جائز نہین ہوتی اور اصل اس مسئلہ مین یہ ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قضا اور وقت کی نمازین ترتیب کی رعایت جسطرح کہ بہت سی نمازون کے چھوٹنے سے ساقط ہو جاتی ہی اسی طرح بہت سی ادا نمازون کے جمع ہونے سے بھی ساقط ہو جاتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی کسی شخص کی ایک نماز فاسد ہو گئی اور وہ بھول گیا کہ کونسی نماز تھی اور گمان غالب بھی کسی نماز پر نہین ہوتا تو ہمارے نزدیک ایک دن رات کی نمازون کا اعادہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی فقیہ ابو اللیث رح نے کہا ہی

کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے نقل کیا ہی۔ اسی طرح اگر دو نمازین دو دن کی قضا ہوئین اور
اب یاد نہین کہ کونسی نمازین تھین تو دونون کی نماز کا اعادہ کریگا اور علی ہذا القیاس اگر تین نمازین تین دن
کی یا پانچ نمازین پانچ دن کی اسی طرح بھول گیا تو بھی یہی حکم ہی اور ایک دن کی ظہر اور دوسرے دن
کی عصر قضا ہوئی اور یہ یاد نہین کہ کونسی اول قضا ہوئی تھی تو گمان غالب سے کسی کو اول مقرر کرے
اور اگر کسی طرف کو گمان غالب نہو تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک دونون کو قضا پڑھے اور جسکو اول پڑھا
ہی اُسکو دوبارہ پھر پڑھے اسلیے کہ بطریق احتیاط ترتیب کی رعایت ہوسکتی ہی اور احتیاط عبادات مین
واجب ہی اور امام محمد رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک جب گمان غالب سے کسی ایک کو اول مقرر کرنے سے عاجز
ہی تو ترتیب اُس سے ساقط ہوجاویگی پس دوبارہ ادا کرنا لازم نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پس اگر اول ظہر
کی نماز پڑھی پھر عصر کی نماز پڑھی پھر ظہر کی پڑھی تو افضل ہی اور اگر اول عصر کی نماز پڑھی پھر ظہر کی پڑھی پھر عصر
کی پڑھی تو بھی جائز ہی۔ عصر کی نماز پڑھنے والے کو اگر یہ یاد آیا کہ ایک سجدہ اُس سے چھوٹ گیا ہی اور یہ یاد نہین
کہ وہ ظہر کی نماز مین سے چھوٹا ہی یا عصر کی نماز جو پڑھ رہا ہی اُس مین سے چھوٹا ہی تو ایک طرف گمان غالب
کرے اگر کسی طرف گمان غالب نہو تو عصر کی نماز کو پورا کرکے اس احتمال کے سبب سے کہ شاید وہ
سجدہ اسی عصر سے چھوٹا ہو ایک سجدہ اور کرلے پھر ظہر کی نماز کا اعادہ کرے پھر عصر کی نماز دوبارہ
پڑھے اور اگر اعادہ نکرے تو کچھ حرج نہین یہ محیط مین لکھا ہی **مسائل متفرقہ** تتمہ مین لکھا ہی کہ میرے والد
سے کسی نے پوچھا کہ کسی شخص نے عصر کی نماز شروع کی پھر نماز کے درمیان مین سورج غروب ہوگیا پھر
اس عصر مین کسی شخص نے اُسکا اقتدا کیا تو یہ اقتدا صحیح ہوگا یا نہین تو اُسنے جواب دیا کہ اگر امام مقیم اور مقتدی
مسافر نہین ہی تو جائز نہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی شافعی مذہب والا اگر حنفی ہوجاوے اور اُسکی کچھ نمازین
شافعی مذہب مین ہونے کے زمانہ مین قضا ہوئین تھین پھر حنفی ہونے کے زمانہ مین اُسنے قضا کرنے کا
ارادہ کیا تو اُنکو امام ابوحنیفہ رح کے مذہب کے موافق پڑھنے یہ خلاصہ مین لکھا ہی کوئی شخص ہمیشہ صرف پو پھٹنے
تک اور وتر کی ایک رکعت جائز سمجھتا ہی اُسکے بعد کہ کہینون تک اور وتر کی تین رکعتین جائز سمجھنے
لگا تو جو نماز اُسی حالت مین پڑھ چکا ہی اُسکا اعادہ نکرے اور اگر اسطرح نماز اُسنے بغیر کسی سے پوچھے
صرف اپنی جہالت سے پڑھی تھی پھر کسی سے پوچھا اور اُسنے وتر کی تین رکعتون کا حکم کیا تو جسقدر روز
کی نمازین اسطرح پڑھی ہین اُنکا اعادہ کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور صیرفیہ مین ہی کہ کسی عورت سے
ایک نماز چھوٹ گئی پھر اُسکو حیض ہوا پھر پاک ہوئی اور باوجودیکہ اُسکو وہ قضا نماز یاد تھی اُسکو قضا نکیا اور
نماز پڑھی تو جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی کوئی حربی کافر دار الحرب مین مسلمان ہوا اور اُسکو شریعت
کا حکم نماز روزہ کا کچھ نہ معلوم ہوا پھر دار الاسلام مین داخل ہوا یا مر گیا تو اُسپر نماز روزہ کی بموجب قیاس
و استحسان کے کچھ قضا نہین اور بسبب مرنے کے اُسپر عذاب بھی نہین ہوگا اور اگر دار الاسلام مین مسلمان
ہوا اور شریعت کے احکام معلوم نہوسکے تو اُسپر بحکم استحسان کے قضا لازم ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا
ہی اور اگر پہلے شخص کو دار الحرب مین کسی نے احکام پہونچا دیے تو قضا لازم ہوگی اور حسن نے امام ابوحنیفہ رح

سے یہ روایت کی ہی کہ اُسکو دو مردون نے یا ایک مرد اور دو عورتون نے خبر نہین دی ہی تو قضا لازم نہوگی
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی عتابیہ مین ابو نصر رحمہ سے یہ روایت کی ہی کہ اگر کسی شخص سے کوئی نماز قضا نہین ہوئی
اور وہ بطور احتیاط کے اپنی عمر کی نمازین قضا کرتا ہی تو وہ اگر اپنی پچھلی نمازون مین نقصان یا کراہت
کی وجہ سے قضا کرتا ہی تو بہتر ہی اور اگر اسواسطے نہین کرتا تو قضا نہ کرے اور صحیح یہ ہی کہ جائز ہی مگر فجر اور عصر کی
نماز کے بعد نہ پڑھے اور سلف مین سے بہت لوگون نے بشبہہ فساد کی وجہ سے ایسا کیا ہی یہ مضمرات مین لکھا
ہی اور وہ شخص سب رکعتون مین الحمد سورہ کے ساتھ پڑھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور فتاویٰ مین ہی کہ کوئی
شخص نمازون کو قضا کرتا ہی تو وہ وتر کو بھی قضا کرے اور اگر اس بات کا یقین نہو کہ اُسپر کوئی وتر کی نماز
باقی ہی یا باقی نہین تو وہ تین رکعت مین قنوت پڑھے پھر بقدر تشہد قعدہ کرے پھر ایک رکعت اور پڑھ دے
پس اگر وتر باقی ہی تو ادا ہو گئی اور اگر باقی نہ تھی تو نفل کی چار رکعتین ہو گئین اور نفل کی نماز مین قنوت
پڑھنے سے کوئی نقصان نہین ہی اور حجتہ مین ہی کہ قضا نماز پڑھنا نفل پڑھنے سے اولیٰ ہی لیکن مشہور
سنتین اور چاشت کی نماز اور صلوٰۃ التسبیح اور وہ نمازین جنمین حدیثون مین خاص خاص سورتین اور
خاص خاص ذکر مروی ہین اُنکو نفل کی نیت سے پڑھے اور اُسکے سوا سب نمازین قضا کی نیت سے پڑھے
یہ مضمرات مین لکھا ہی قضا نمازین مسجد مین نہ پڑھے اپنے گھر پڑھے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اور اگر باپ
نے اپنے بیٹے کو حکم کیا کہ میری طرف سے کچھ دنون کی نمازین اور روزے قضا کر تو ہمارے نزدیک
جائز نہین[۱] یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص مرا اور اُسپر بہت سی نمازین قضا ہین اور اُسنے اپنی نمازون
کا کفارہ دینے کی وصیت کی تو اُسکو تہائی مال سے ہر نماز کے واسطے نصف صاع گیہون اور ہر وتر
کے واسطے بھی نصف صاع اور ہر روزہ کے واسطے نصف صاع دے اور اگر اُسنے کچھ ترکا نہین
چھوڑا تو اُسکے وارث نصف صاع گیہون قرض لین اور کسی مسکین کو دین پھر وہ مسکین اُسکے
بعض وارثون کو صدقہ دیدے پھر اس مسکین کو دین اور ایسے ہی سب کفارہ پورا کر لین یہ خلاصہ مین لکھا
ہی اور فتاویٰ حجتہ مین ہی کہ اگر اُسنے اپنے وارثون کے لیے وصیت نہین کی اور بعضے وارثون نے اپنی
طرف سے احسان کرنا چاہا تو جائز ہی اور ہر نماز سے نصف[۲] صاع گیہون دے اور نصف صاع کے شرعی
دو من ہوتے ہین اور اگر سب گیہون ایک ہی فقیر کو دیدے تو جائز ہی برخلاف اسکے قسم اور ظہار اور روزہ
کے کفارہ مین یہ جائز نہین۔ اور اگر پانچ نمازون سے نو من ایک فقیر کو دیے اور ایک من ایک فقیر کو
دیئے تو فقیہ نے یہ اختیار کیا ہی کہ چار نمازون سے جائز ہوگا پانچوین نماز سے جائز نہوگا تتمہ مین ہی کہ حسن بن علی
رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ مرض الموت مین کسی شخص کو اپنی نماز کیطرف سے صدقہ دینا جائز
ہی آپ نے فرمایا جائز نہین اور حمید دبری اور امام ابو یوسف رحمہ بن محمد سے سوال کیا کہ بہت ضعیف بوڑھے
پر اپنی زندگی مین نمازون کا صدقہ دینا واجب ہی جیسے کہ روزہ کا صدقہ دینا واجب ہی تو اُنھون نے کہا نہین
یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی فتاویٰ اہل سمرقند مین ہی کہ کسی شخص نے پانچ نمازین پڑھین بعد اُسکو معلوم ہوا کہ
اُنمین سے کسی ایک نماز مین پہلی دو رکعتون مین قرأت نہین کی ہی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کونسی نماز تھی تو

[۱] نصف صاع [illegible]

احتیاطاً فجر اور مغرب کا اعادہ کرے اور اگر یہ یاد آیا کہ صرف ایک رکعت مین قرأت چھوٹی ہی اور وہ نماز معلوم نہین تو فجر اور وتر کا اعادہ کرے اور اگر یہ یاد ہوا کہ دو رکعتون مین قرأت چھوٹی ہی تو فجر اور مغرب اور وتر کا اعادہ کرے اور اگر یہ یاد ہوا کہ چار رکعتون مین قرأت چھوٹی ہی تو ظہر اور عصر اور عشا کا اعادہ کرے اور وتر اور فجر اور مغرب کا اعادہ نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ جو شخص عمداً نماز ترک کرتا ہو تو اُسکو قتل نہ کرین یہ کافی کے باب قضاء الفوایت مین لکھا ہی۔

بارھوان باب سجدہ سہو کے بیان مین سجدہ سہو واجب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ سجدہ سہو اُسوقت واجب ہی کہ وقت مین اُسکی گنجایش ہو پس اگر کسی شخص پر صبح کی نماز سہو کا سجدہ تھا اور اُسنے ابھی سجدہ نہین کیا اور پہلے سلام کے بعد سورج طلوع ہوگیا تو سجدہ سہو اُس سے ساقط ہوگیا اور اسی طرح اگر کوئی شخص عصر کے بعد قضا پڑھتا تھا اور اُسمین سہو ہوا اور سجدہ کرنے سے پہلے آفتاب سرخ ہو گیا تو سجدہ سہو ساقط ہوگیا اور جن چیزون سے نماز کے بعد اور نماز کا بنا کرنا منع ہوجاتا ہی وہ چیزین اگر سلام کے بعد واقع ہون تو سجدہ سہو ساقط ہوجاتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور قنیہ مین ہی کہ اگر کسی فرض نماز مین سہو ہوا اور اُسپر نفل کی بنا کرے تو سجدہ سہو نہ کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی سجدہ سہو کا موقع بعد سلام کے ہی خواہ وہ سہواً نماز زیادتی کی وجہ سے ہو یا کمی کی اور اگر سلام سے پہلے سجدہ کرلے تو ہمارے نزدیک جائز ہی اصول کی روایت یہی ہی اور دو سلام پھیرے یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور ٹھیک یہ ہی کہ ایک سلام پھیرے جمہور کا قول یہی ہی اور اصل مین اسی کی طرف اشارہ کیا ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور داہنی طرف سلام پھیرے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور طریقہ اُسکا یہ ہی کہ پہلے سلام کے بعد اللہ اکبر کہے اور سجدہ کو جھک جاوے اور سجدہ مین تسبیح پڑھے پھر دوسرا سجدہ اسی طرح کرے پھر دوبارہ تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے یہ محیط مین لکھا ہی اور درود اور دعا سہو کے قعدہ مین پڑھے یہی صحیح ہی اور بعضون نے کہا ہی پہلے قعدہ مین پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی اور زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ دونون قعدون مین پڑھے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی سہو کا حکم فرض اور نفل مین برابر ہی یہ محیط مین لکھا ہی فتاوی مین ہی کہ سہو کے دونون سجدون کے بعد قعدہ کرنا نماز کا رکن نہین ہی اور اس قعدہ کا حکم سہو کے سجدون کے بعد اسواسطے ہوا ہی کہ نماز کا ختم قعدہ پر ہو اگر کسی نے وہ قعدہ چھوڑ دیا اور کھڑا ہوگیا اور چل دیا تو نماز اُسکی فاسد نہوگی طلوانی رحمہ نے یہی کہا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی والوالجیہ مین ہی کہ اصل یہ ہی کہ نماز مین جو افعال چھوٹ جاتے ہین وہ تین قسم ہین فرض اور سنت اور واجب پس اگر فرض چھوٹا ہی اور قضا مین اُسکا عوض ممکن ہی تو قضا کرے ورنہ نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر فعل سنت چھوٹا ہی تو نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ نماز کا قیام ارکان نماز سے ہی اور وہ ادا ہوگئے اور اُسپر سجدہ سہو کا جبر نہین کیا جاتا اور اگر واجب چھوٹا ہی تو اگر بھولے سے چھوٹا ہی تو سجدہ سہو کا جبر کیا جاویگا اور اگر جانکر چھوڑا ہی تو سجدہ سہو نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی پس بہت بڑی جماعت کا ظاہر کلام یہی ہی کہ اگر جانکر چھوڑے تو سجدہ سہو واجب نہین ہوتا بلکہ اُس نقصان کا عوض کرنے کے لیے نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور سجدہ سہو اتنی چیزون سے

واجب ہوتا ہی واجب کے چھوڑنے سے یا واجب مین تاخیر کرنے سے یا فرض مین تاخیر کرنے سے یا
فرض مقدم کر دینے سے یا فرض کو دوبارہ کرنے سے یا واجب کو بدل دینے سے مثلاً آہستہ پڑھنے کی نمازون
مین جہر کر دے اور درحقیقت وجوب سجدہ سہو کا ان سب صورتون مین بھی ترک واجب ہی سے ہی یہ کافی
مین لکھا ہی اعوذ اور بسم اللہ اور سبحانک اللہم اور جھکنے اور اٹھنے کی تکبیرین چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب
نہین ہوتا لیکن عید کی نماز کی دوسری رکعت مین رکوع کی تکبیر چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہی عیدین کی
نماز مین یا اور نمازون مین رفع یدین کے چھوڑنے سے سجدہ سہو واجب نہین ہوتا اگر بھولکر اول بائین طرف
کو سلام پھیر دیا تو سجدہ سہو واجب نہین ہوتا اگر بھولکر قومہ چھوڑ دیا اور رکوع سے سجدہ مین چلا گیا تو فتاوی
قاضی خان مین ہی کہ امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی نماز
کے واجب چند قسم ہین اور منجملہ انکے الحمد اور سورۃ کی قرات ہی اگر پہلی دونون رکعتون مین یا ایک مین
الحمد چھوڑ دی تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر بہت سی الحمد پڑھ لی اور تھوڑی سی بھول گیا تو سجدہ سہو واجب
نہین ہوگا اور اگر تھوڑی سی پڑھی بہت سی باقی رہی تو سجدہ سہو واجب ہوگا خواہ امام ہو خواہ تنہا نماز پڑھتا
ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر اخیر کی دونون رکعتون مین الحمد چھوڑی تو اگر فرض نماز پڑھتا
ہی تو سجدہ سہو واجب نہوگا اور اگر نفل یا وتر پڑھتا ہی تو واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر پہلی دونون
رکعتون مین الحمد مکرر پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہوگا برخلاف اسکے اگر سورۃ کے بعد دوبارہ الحمد پڑھے یا اخیر
کی دونون رکعتون مین الحمد دوبارہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر پہلی مرتبہ پوری الحمد
پڑھی تھی مگر ایک حرف باقی رہ گیا تھا یا بہت سی الحمد پڑھ لی تھی تھوڑی سی باقی رہ گئی تھی اور پھر اسی رکعت
مین بھولکر دوبارہ الحمد پڑھی تو وہ بمنزلہ دو مرتبہ پڑھنے کے ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر فقط الحمد پڑھی اور سورہ
چھوڑ دی تو اُسپر سجدہ سہو واجب ہوگا اسیطرح اگر الحمد کے ساتھ ایک چھوٹی آیت پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ
تبیین مین لکھا ہی۔ اگر الحمد کے ساتھ دو آیتین پڑھین پھر بھولکر رکوع مین چلا گیا اور رکوع مین یاد آیا تو پھر
قیام کا اعادہ کرے اور تین آیتین پوری کرے اور پھر سجدہ سہو واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر
الحمد سورہ کے بعد پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر اخیر کی دونون رکعتون مین الحمد
اور سورہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہی اصح ہی۔ اگر رکوع مین یا سجدہ یا تشہد مین قرات کی تو سجدہ سہو
واجب ہوگا یہ حکم اُسوقت مین ہی کہ اول قرات پڑھے پھر تشہد پڑھے اور اگر اول تشہد پڑھا اور پھر
قرات پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر دوسرے دوگانہ مین الحمد نہ پڑھی
تو ظاہر الروایت کے بموجب سجدہ سہو واجب نہ ہوگا یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے نقل کیا ہی۔ اور
اگر دوسرے دوگانہ مین کچھ قرآن نہ پڑھا اور تسبیح بھی نہ پڑھی تو امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت ہی
کہ اگر عمداً ایسا کیا تو بُرا کیا اور اگر بھولکر کیا تو اُسپر سجدہ سہو واجب ہوگا اور امام ابو یوسف رح اور
اور امام ابو حنیفہ رح سے دوسری روایت یہ ہی کہ اگر عمداً کیا تو بھی کچھ حرج نہین اور اگر بھولے سے کیا
تو بھی سجدہ سہو واجب نہین اور اسی روایت پر اعتماد ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اگر پہلی رکعت یا

دوسری رکعت مین الحمد بھول گیا اور تھوڑی سی سورۃ پڑھنے کے بعد یاد آیا تو سورۃ کو چھوڑ دے اور الحمد پڑھے پھر سورۃ پڑھے اور فقیہ ابو اللیث نے کہا ہی کہ اگر سورۃ کا ایک حرف بھی پڑھ چکا تھا تو اسپر سجدۃ سہو واجب ہوگا اور اسی طرح اگر پوری سورۃ پڑھنے کے بعد یا رکوع مین یا رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد یاد آیا تو الحمد پڑھے پھر سورۃ کا اعادہ کرے پھر سہو کا سجدہ کرے اور خلاصہ مین ہی کہ اگر بغیر سورۃ پڑھے رکوع کر دیا تو رکوع سے سر اُٹھا دے اور سورۃ پڑھے اور دوبارہ رکوع کرے اور سجدہ سہو اُسپر واجب ہوگا یہی صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر پہلی رکعت مین ایک سورۃ پڑھی اور دوسری رکعت مین اُس سے پہلے سورۃ پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی ولوالجیہ مین ہی کہ اگر نماز مین سجدہ کی آیت پڑھی اور اُسوقت سجدہ تلاوت کا کرنا بھول جاوے پھر اُسکو یاد آوے اور سجدہ تلاوت کا کرے تو سجدہ سہو واجب ہوگا اسلیے کہ سجدہ تلاوت کو آیۃ سجدہ کے ساتھ ملانا واجب ہی اور وہ اُس سے ترک ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ اُسپر سجدہ سہو واجب نہین اور پہلا قول اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر نماز مین ایک سورۃ پڑھنے کا ارادہ کیا اور بھولکر دوسری سورۃ پڑھ دی تو اُسپر سجدہ سہو واجب نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے پہلی دو رکعتون مین قرأت کا معین کرنا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے ترتیب کی رعایت اُن فعلون مین ہی جو مکرر ہوتے ہین اگر کسی رکعت مین ایک سجدہ چھوڑ دیا اور آخر نماز مین یاد آیا تو وہ سجدہ کر لیے اور سہو کا سجدہ بھی کرے اسلیے کہ اُس سجدہ مین ترتیب چھوٹ گئی اور اُس سے پہلے جتنے ارکان ادا کر چکا ہی اُنکا اعادہ اب واجب نہین اگر کسی نے قرأت سے پہلے رکوع کر لیا تو سجدہ سہو لازم نہ ہوگا اور اُس رکوع کا اعتبار نہین ہی قرأت کے بعد اُسکا اعادہ فرض ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے تعدیل ارکان ہی یعنی رکوع اور سجدہ اطمینان سے کرنا اور اُسکے چھوٹنے سے سجدہ سہو واجب ہونے مین اختلاف ہی اسلیے کہ اُسکے واجب یا سنت ہونے مین اختلاف ہی اور ٹھیک مذہب یہ ہی کہ واجب ہی اور اگر بھولکر اُسکو چھوڑ دے تو سجدہ سہو واجب ہوگا بدائع مین اسی کو صحیح بتایا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے پہلا قعدہ ہی پس اگر اُسکو چھوڑیگا تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے تشہد ہی اگر پہلے قعدہ یا دوسرے قعدہ مین تشہد نہ پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اسی طرح اگر کچھ تشہد پڑھا اور کچھ نہ پڑھا تو بھی سجدہ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی خواہ فرض مین ہو یا نفل مین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر قیام مین تشہد پڑھا تو اگر پہلی رکعت مین پڑھا ہی تو کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر دوسری رکعت مین پڑھا ہی تو اُسمین مشائخ کا اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ سجدہ سہو واجب نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر الحمد پڑھنے سے پہلے قیام مین تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر بعد اُسکے پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہی اصح ہی اسلیے کہ الحمد پڑھنے کے بعد سورۃ پڑھنے کا محل ہی اور جب اُسوقت تشہد پڑھا تو واجب مین تاخیر ہوئی اور الحمد سے قبل ثنا کا محل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اخیر کی دونون رکعتون مین قیام مین تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر تشہد کی جگہ الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر پہلے قعدہ مین دوبار تشہد پڑھا

تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اسی طرح اگر پہلے قعدہ مین تشہد پر زیادتی کرکے درود بھی پڑہا تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اسی پر فتوے ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اس زیادتی کی مقدار مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ اگر اللہم صل علے محمد پڑہا تو اسپر سجدہ سہو واجب ہو جائیگا اور بعضون نے کہا ہی جب تک وعلے آل محمد نہ پڑہیگا سجدہ سہو واجب نہوگا اور پہلا قول اصح ہی اور اگر دوسرے قعدہ مین دوبار تشہد پڑہا تو سجدہ سہو واجب نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر تشہد پڑہنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹے اور تشہد پڑہے اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول کے بموجب اسپر سجدہ سہو واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ گیا اور بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہوگیا تو اگر امام یا منفرد ہی تو سجدہ سہو واجب ہوگا قیام سے مراد ہی کھڑا ہوجانا یا قیام سے قریب ہوجانا اسلیے کہ وہ قعدہ کی طرف عود نہین کرسکتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر قعدہ کیطرف عود کریگا تو موافق صحیح قول کے نماز فاسد ہوجاویگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر قیام سے قریب نہین ہوا ہی تو بیٹھ جاوے اور اسپر سجدہ سہو واجب نہین یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ اور تبیین مین لکھا ہی اور اسکا اعتبار آدمی کے نیچے کے آدہے دھڑ سے ہوتا ہی اگر نیچے کا آدہا دھڑ سیدہا ہوگیا تو قیام سے قریب ہی ورنہ قریب نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور ایک روایت مین ہی کہ اگر کوئی شخص قعدہ کو بھولکر کھڑے ہونے کے ارادہ سے اپنے گھٹنون پر کھڑا ہوگیا اور پھر یاد آیا تو بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو واجب ہوگا پہلا قعدہ اور دوسرا اس حکم مین برابر ہین اور اسی پر اعتماد ہی اور اگر اپنے دونون سرین اٹھا لیے اور دونون گھٹنے زمین پر ہین اور اسوقت یاد آیا تو اسپر سجدہ نہین امام ابویوسف رح سے اسیطرح مروی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اسیطرح اگر رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی رکن کو دوبار کردیا یا کسی رکن کو اسکے موقع سے پہلے ادا کیا یا پیچھے کیا تو ان صورتون مین سہو کا سجدہ واجب ہوگا۔ اور قدوری مین ہی کہ اگر نماز مین کوئی ایسا فعل چھوڑا کہ جس فعل مین کوئی ذکر مقرر ہی تو اسپر سجدہ سہو واجب ہوگا اسواسطے کہ کسی فعل مین کوئی ذکر مقرر کیا گیا تو یہ اس بات کی نشانی ہی کہ وہ فعل فی نفسہ مقصود ہی پس اسکے چھوٹنے سے نماز مین نقصان آجاویگا پس اسکا عوض سجدہ سہو سے واجب ہی اور اگر ایسا فعل ہی کہ اسکے واسطے کوئی ذکر مقرر نہین کیا گیا تو اسکے واسطے سہو کا سجدہ نہین جیسے داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنا اور قومہ جو رکوع اور سجود کے درمیان مین ہی اور اگر نماز مین بقدر تشہد بیٹھ گیا پھر اسکو یہ شک ہوا کہ تین رکعتین پڑہی ہین یا چار اور اس تامل کیوجہ سے نماز مین دیر ہوئی پھر یقین ہوا کہ چار رکعتین پڑہی ہین تو نماز اسکی پوری ہی اور سجدہ سہو واجب ہی اور اگر ایک سلام پھیرنے کے بعد یہ شک ہوا تو سجدہ سہو نہین اور اگر نماز مین حدث ہوا اور وضو کرنے کے لیے گیا اور اسوقت یہ شک ہوا اور اس فکر کی وجہ سے وضو مین کچھ دیر ہوئی تو سجدہ سہو لازم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ انکے قنوت ہی اگر قنوت کو چھوڑیگا تو سجدہ سہو لازم ہوگا قنوت کا چھوڑنا اسوقت ثابت ہوتا ہی جب رکوع سے سر اٹھا لیا اور اگر وہ تکبیر چھوڑ دی جو قرأت کے بعد اور قنوت سے پہلے ہی تو سہو کا سجدہ کرے اسواسطے کہ وہ بمنزلہ عید کی تکبیرون کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور منجملہ انکے عیدین کی تکبیرین

ہین بدائع مین ہی کہ اگر تکبیرون کو چھوڑدیا یا کم کیا یا زیادہ کیا یا اُنکو دوسری جگہہ ادا کیا تو سہو کا سجدہ واجب ہوگا
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی کمی اور زیادتی تھوڑی اور بہت برابر ہی حسن نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی
ہی کہ اگر امام عید کی نماز مین ایک تکبیر بھی بھولا تو سہو کا سجدہ کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی کشف الاسرار
مین ہی کہ اگر امام تکبیرین بھول گیا اور اُسنے رکوع کر دیا تو پھر قیام کیطرف لوٹے برخلاف اسکے مسبوق
نے جو امام کو رکوع مین پایا تو وہ تکبیرین رکوع مین کہہ لے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر عید کی نماز مین
دوسرے رکوع کی تکبیر چھوڑی تو سجدہ سہو واجب ہوگا اسواسطے کہ وہ بھی عید کی تکبیرون کے ساتھ ملکر
واجب ہی مگر برخلاف اسکے پہلے رکوع کی تکبیر واجب نہین اسواسطے کہ وہ عید کی تکبیرون سے ملحق نہین ہی
تبیین مین لکھا ہی سہو جمعہ عیدین اور فرض و نفل مین ایکسا ہی مگر ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ جمعہ اور عیدین
مین سہو کا سجدہ نہ کرے تا کہ لوگ فتنہ مین نہ پڑجاوین یہ مضمرات مین محیط سے نقل کیا ہی اور منجملہ اُنکے
جہر اور آہستہ پڑھنا ہی اگر آہستہ پڑھنے کی جگہہ جہر کیا یا جہر کی جگہہ آہستہ پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اسمین
اختلاف ہی کہ جہر اور اخفا کسقدر پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا بعضون نے کہا ہی کہ جسقدر قرأت
سے نماز جائز ہوجاتی ہی اُن دونون صورتون مین اُسقدر کا اعتبار ہی یہی اصح ہی اور الحمد اور غیر الحمد
مین فرق نہین اور اکیلے نماز پڑھنے والے پر جہر یا اخفا سے سہو کا سجدہ واجب نہین ہوتا اسواسطے
کہ وہ دونون جماعت کے خصائص سے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر اعوذ یا بسم اللہ یا آمین مین جہر کیا تو سجدہ
سہو واجب نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی **فصل** امام کے سہو سے امام اور مقتدی سب پر سجدہ سہو
واجب ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور مقتدی کیواسطے یہ شرط نہین ہی کہ امام کے سہو کے وقت بھی نماز مین شریک ہو
پس اگر کوئی شخص امام کے بھولنے کے بعد نماز مین شریک ہوا تو امام کی متابعت سے اُسپر بھی سجدہ سہو
واجب ہوگا اور اگر کوئی شخص ایسے وقت مین شریک ہوا کہ امام ایک سجدہ سہو کا کرچکا ہی تو دوسرے سجدہ
مین اُسکی متابعت کرے اور پہلے سجدہ کو قضا نہ کرے اور اگر امام کے ساتھ ایسے وقت مین ملا کہ جب وہ سہو
کے دونون سجدہ کرچکا ہی تو اُن دونون کو قضا نہ کرے تبیین مین لکھا ہی مقتدی کے سہو سے سجدہ
واجب نہین ہوتا اور اگر امام نے سجدہ سہو نہ کیا تو مقتدی پر واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور مسبوق سجدہ
سہو مین امام کی متابعت کرے اسکے بعد اپنی بقیہ نماز کی قضا کرنے پر کھڑا ہو اور پھر اپنی نماز کے آخر مین
سجدہ سہو کا اعادہ نہ کرے لاحق نے جو امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا ہی اُسکا اعتبار نہین اور اپنی نماز کے
آخر مین اور سجدہ کرے مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرا رہے اسلیے کہ امام پر شاید سہو
ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مقتدی نے سہو کا سجدہ امام کے ساتھ نہین کیا اور اپنی نماز پڑھنے کو کھڑا
ہوگیا تو سہو کا سجدہ اُس سے ساقط نہوگا اور اپنی نماز کے آخر مین سجدہ کرے اور اگر امام نے سلام پھیرا
اور مسبوق کھڑا ہوگیا پھر امام کو یاد آیا کہ اُسپر سہو کا سجدہ ہی اور اُسنے سہو کا سجدہ کیا تو اگر مسبوق نے ابھی
تک اپنی رکعت کا سجدہ نہین کیا ہی تو اُسپر واجب ہی کہ اُس رکعت کو چھوڑ دے اور امام کی متابعت کیطرف کو
لوٹے پھر جب امام سلام پھیرے تو کھڑا ہو کر اپنی نماز قضا کرے اور قیام و قرأت اور رکوع جو پہلے کرچکا ہی

اُسکا کچھ اعتبار نہوگا اور اگر امام کی متابعت کی طرف کو نہ لوٹا اور اسی طرح اپنی نماز پڑھتا رہا تو اُسکی نماز جائز
ہوجاوے گی اور بحکم استحسان کے آخر مین سجدہ سہو کا کرلے اور اگر امام نے اُسوقت سجدہ کیا جب
مسبوق اپنی رکعت کا سجدہ کرچکا تھا تو امام کی متابعت کیطرف کو نہ لوٹے اور اگر امام کی متابعت کی تو
نماز فاسد ہوجاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر امام نے خوف کی نماز مین سہو کا سجدہ کیا اور دوسرے
گروہ نے امام کی متابعت کی تو پہلے گروہ کے لوگ جب اپنی نماز تمام کرچکین اُسوقت سہو کا سجدہ کرین یہ
بحر الرائق مین لکھا ہے لاحق کو جو اپنی نماز کے قضا کرنے مین سہو ہو تو اُسکا سجدہ نہ کرے اور مسبوق کو جو
اپنی نماز ادا کرنے مین سہو ہو تو اُسکا سجدہ سہو واجب ہوگا اگر امام نے سجدہ سہو کا کیا اور مسبوق نے
اُسکے ساتھ سجدہ نہ کیا اور اُسکو اپنی نماز کے ادا کرنے مین بھی سہو ہوا تو دو سجدے اُسکو دونون سہو ون سے
کافی ہین مقیم اگر مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو اُسکو سہو کے سجدہ مین حکم مسبوق کا ہے امام کو سہو ہوا پھر اُسکو
حدث ہوگیا اور اُسنے ایک مسبوق کو مقدم کردیا تو مسبوق اُس نماز کو تمام کرے مگر سلام نہ پھیرے اور کسی اور
ایسے شخص کو بڑھاوے جو اول سے نماز مین شریک ہے وہ شخص سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کرے اور
مسبوق اُسکے ساتھ سجدہ کرے اور اگر اُنمین کوئی شخص ایسا نہین جسنے اول سے نماز لی ہو تو سب لوگ
اپنی باقی نمازون کے قضا کرنے کے واسطے کھڑے ہوجاوین اور ہر شخص اپنی نماز کے آخر مین سہو کا
سجدہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے کسی شخص نے ظہر کی پانچ رکعتین پڑھین اور چوتھی رکعت مین بقدر
تشہد قعدہ کرلیا تھا تو اگر اُسکو پانچوین رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے یاد آگیا کہ وہ پانچوین رکعت مین
ہے تو قعدہ کیطرف کو عود کرے اور سلام پھیرے یہ محیط مین لکھا ہے اور سہو کا سجدہ کرے یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہے اور اگر اُسوقت یاد آیا کہ جب پانچوین رکعت کا سجدہ کرچکا ہے تو قعدہ کیطرف کو عود نکرے اور سلام نہ
پھیرے بلکہ ایک رکعت اور پڑھکر دوگانہ پورا کرلے پھر تشہد پڑھکر سلام پھیردے یہ محیط مین لکھا ہے اور بحکم
استحسان سہو کا سجدہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہی مختار ہے یہ کفایہ مین لکھا ہے پھر تشہد پڑھے اور سلام
پھیرے یہ محیط مین لکھا ہے اور یہ دونون رکعتین نفل ہونگی اور صحیح قول کے موجب ظہر کی سنتون کے
قائم مقام نہین ہوسکتین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے فقہا نے یہ کہا ہے کہ عصر کی نماز مین چھٹی رکعت نہ ملاوے
اور بعضون نے کہا ہے ملاوے اور یہی اصح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اسی پر اعتماد ہے اسواسطے کہ نفل عصر
کے بعد اپنے اختیار سے پڑھے تو مکروہ ہے اور جب اختیار سے نہو تو مکروہ نہین یہ فتاوے قاضی خان
مین لکھا ہے اور فجر کی نماز مین اگر دوسری رکعت مین بقدر تشہد قعدہ کیا اور پھر تیسری رکعت کو کھڑا ہوگیا
اور اُسکا سجدہ کرلیا تو چوتھی رکعت اُسمین نہ ملاوے یہ تبیین مین لکھا ہے اور تجنیس مین تصریح کی ہے کہ فتوے
ہشام کا اس روایت پر ہے کہ ایک رکعت اور ملانے مین صبح اور عصر مین کچھ فرق نہین اور صبح اور عصر
مین بھی رکعت ملانا مکروہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر فجر کی نماز مین دو رکعتون کے بعد بقدر تشہد
قعدہ نہین کیا تھا تو فرض اُسکے باطل ہوگئے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتون سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ
ہے برخلاف اسکے اگر عصر کی نماز مین چوتھی رکعت پر قعدہ نہ کیا اور پانچوین رکعت کو کھڑا ہوگیا اور اُسکا سجدہ

بھی کرلیا تو چھٹی رکعت ملالے اسواسطے کہ عصر سے پہلے نفل مکروہ نہین ہین اور اگر عصر کی نماز مین چوتھی رکعت مین نہین بیٹھا اور پانچوین رکعت کو کھڑا ہوگیا اور ابھی سجدہ نہین کیا تو قعدہ کیطرف کو عود کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور خلاصہ و خانیہ مین ہی کہ تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر ظہر کی نماز مین چوتھی رکعت مین قعدہ نہین کیا اور پانچوین رکعت کو کھڑا ہوگیا اور پانچوین رکعت کا سجدہ کرلیا تو ہمارے نزدیک اُسکی ظہر فاسد ہوگئی یہ محیط مین لکھا ہی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک فرض اُسکے نفل سے بدل گئے اور چھٹی رکعت اور ملالے اور اگر نہ ملاوے تو اُسپر کچھ واجب نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی پھر امام ابویوسف رح اور امام محمد رح مین یہ اختلاف ہی کہ اُسکی نماز کسوقت فاسد ہوتی ہی امام ابویوسف رح کا یہ قول ہی کہ جسوقت اُسنے سجدہ کیواسطے سر رکھا اُسیوقت نماز اُسکی فاسد ہوگئی اور امام محمد رح کا یہ قول ہی کہ جب سجدہ سے سر اُٹھا دیگا اُسوقت فاسد ہوگی وجہ اُسکی یہ ہی کہ امام ابویوسف رح کے نزدیک سر زمین پر رکھتے ہی سجدہ کا فرض ادا ہوجاتا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک سر رکھکر پھر اُٹھانے سے سجدہ کا فرض ادا ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی فخر الاسلام نے جامع صغیر مین لکھا ہی کہ فتوی کیواسطے قول امام محمد رح کا مختار ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور فائدہ اختلاف کا اُس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ اگر سجدہ مین حدث ہوا تو امام ابویوسف رح کے نزدیک اُس نماز کی درستی ممکن نہین اور امام محمد رح کے نزدیک ممکن ہی کہ چلا جاوے اور وضو کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور قعدہ کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ وہ سہو کا سجدہ نہ کرے یہ نہایہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص پر سجدہ سہو کا واجب ہی تو اگر وہ نماز کے قطع کرنے کیواسطے سلام پھیرے تو وہ سلام کے بعد بھی داخل صلوۃ رہتا ہی اگر اُسوقت سہو کا سجدہ کرے اور اگر سجدہ نہ کرے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک نماز مین داخل نہین اور یہی اصح ہی اور امام محمد رح اور زفر رح کے نزدیک وہ داخل صلوۃ ہی اگرچہ سجدہ سہو کا سجدہ نہ کرے پس بعد سلام کے اگر کسی شخص نے اُسکے ساتھ اقتدا کیا تو امام محمد رح کے نزدیک ہر صورت مین صحیح ہی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک وہ سجدہ سہو کا کرے تو صحیح ہی ورنہ صحیح نہین اور اگر اُسوقت قہقہہ مارا تو امام محمد رح کے نزدیک وضو ٹوٹ جائیگا اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک وضو نہ ٹوٹے گا اور نماز اُسکی بالاجماع پوری ہوگئی اور سجدہ سہو اُس سے ساقط ہوگیا اور اگر اُسوقت مسافر نے اقامت کی نیت کرلی تو امام محمد رح کے نزدیک اب اُسکے فرض چار رکعت ہوجائینگے اور نماز کے آخر مین سہو کا سجدہ کرے اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک فرض اُسکے چار نہونگے اور سجدہ سہو اُس سے ساقط ہوجائیگا کیونکہ اُسکا ایجاب موجب ابطال ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو ابوالمکارم کی تصنیف ہی کسی شخص نے دو رکعت نفل پڑھی اور اُنمین سہو ہوا اور سہو کا سجدہ کیا اُسکے بعد اور نماز اُسپر بنا نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر نماز بنا کرلی تو صحیح ہوجائیگی اسلیے کہ تحریمہ باقی ہی اور مختار یہ ہی کہ سجدہ سہو کا اعادہ کرے اگر مسافر نے سجدہ سہو کے بعد اقامت کی نیت کی تو اب چار رکعتین اُسپر لازم ہوجائینگی سجدہ سہو کا اعادہ کرے یہ تبیین مین لکھا ہی کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھی اور اُسمین سہو ہوا اور اُسی نماز مین آیت سجدہ پڑھی تھی اُسکا سجدہ بھی

نہین کیا اور ایک رکعت کا ایک سجدہ چھوڑ دیا پھر سلام پھیر دیا تو اس مسئلہ مین چار صورتین ہین یا تو سب فعل بھولے سے کیے یا سب عمداً کیے یا تلاوت کا سجدہ بھولکر چھوڑا اور نماز کا سجدہ جانکر چھوڑا یا نماز کا سجدہ بھولکر چھوڑا اور تلاوت کا جانکر چھوڑا پہلی صورت مین بالاتفاق اُسکی نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ یہ سلام سہواً ہی اور سہو سے سلام ہونے مین نماز کے اندر تحریمہ سے خارج نہین ہوتا اور دوسری اور تیسری صورت مین نماز اُسکی بالاتفاق فاسد ہوجاویگی اسلیے کہ عمداً سلام پھیرنے سے تحریمہ سے خارج ہوجاتا ہی اور چوتھی صورت مین ظاہر روایت کے بموجب نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہی اگر سہو کے سجدہ مین سہو ہوا تو سجدہ سہو واجب نہوگا اسلیے کہ یہ سلسلہ کبھی ختم نہوگا یہ تہذیب مین لکھا ہی اگر سجدہ سہو مین سہو ہوا تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر نماز مین بہت بار سہو ہوا تو دو سجدہ کافی ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر رات مین نفل نماز کی امامت کی تو اگر جانکر قرأت آہستہ پڑھی تو بُرا کیا اور جو بھولے سے پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی یتیمہ مین ہی کہ اگر تراویح اور وتر مین امام نے جہر نہ کیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر امام کو سہو ہوا پھر حدث ہوا اور اُسنے کسی شخص کو خلیفہ کردیا تو خلیفہ سلام کے بعد سہو کا سجدہ کرے اور اگر خلیفہ کو اپنی نماز مین بھی سہو ہوا تو وہ سجدہ سہو کے امام اور خلیفہ دونون کے سہو کو کافی ہین جیسے کہ امام کو دو مرتبہ کے سہو مین ہوتے ہین اور اگر پہلے امام کو سہو نہین ہوا تھا خلیفہ کو ہوا تو خلیفہ کے سہو سے پہلے امام پر بھی سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر پہلے امام کو خلیفہ کرنے کے بعد سہو ہوا تو اُس سے کچھ واجب نہین ہوتا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اصل مین ہی کہ چوتھی رکعت مین بقدر تشہد قعدہ کرکے بھولے سے سلام پھیر دیا اور تشہد نہین پڑھا تو اُسپر سہو واجب ہی کہ تشہد پڑھے پھر سلام پھیرے اور پھر سہو کا سجدہ کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے یہ محیط مین لکھا ہی اور اُسی سے ملتے ہوئے ہین **نماز مین شک پڑجانے کے مسئلے** جس شخص کو نماز مین شک ہوا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ تین رکعتین پڑھی ہین یا چار اور ایسا اتفاق اول ہی بار ہوا تھا تو ازسرنو نماز پڑھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پھر ازسرنو نماز پڑھنا اُس صورت مین ہوسکتا ہی کہ پہلی نماز سے خارج ہو اور یہ سلام سے ہوگا یا کلام سے یا کسی اور عمل سے جو نماز کے منافی ہین کیونکہ سلام پھیرنا اولیٰ ہی اور فقط نیت کرلینے کا کوئی فائدہ نہین کیونکہ اُس سے نماز سے خارج نہین ہوتا یہ تبیین مین لکھا ہی مشائخ کا اس بات مین اختلاف ہی کہ اول بار شک ہونے کے کیا معنی ہین بعض فقہا نے کہا ہی کہ بھولنا اُسکی عادت نہو یہ معنی نہین کہ کبھی اپنی عمر مین نہ ہوا ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکے معنی یہ ہین کہ اس نماز مین وہ پہلا سہو واقع ہوا ہی اور پہلا قول ٹھیک ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اکثر شک ہوتا ہی تو ظن غالب پر عمل کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر فکر کے بعد بھی کوئی جانب اُسکی اُسکے نزدیک غالب نہین ہوتی تو کمی کی جانب کو مقرر کرلے مثلاً اگر اُسکو یہ شک ہو کہ پہلی رکعت ہی یا دوسری تو پہلی رکعت مقرر کرے اور اگر یہ شک ہو کہ دوسری ہی یا تیسری تو دوسری مقرر کرے اور اگر یہ شک ہو کہ تیسری رکعت ہی یا چوتھی تو تیسری مقرر کرے لیکن جہان جہان قعدہ کا شک ہی اُن سب جگہ وہ قعدہ کرے خواہ وہ فرض ہو یا واجب تاکہ قعدہ کا فرض یا واجب ترک نہو اگر چار رکعتون کی نماز مین شک ہوا کہ پہلی رکعت مین ہی یا دوسری مین تو اُسکو پہلی رکعت مقرر کرلے اور اُسمین قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک

رکعت پڑہے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت اور پڑہے اور قعدہ کرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت
پڑہے کل چار قعدہ کرے تیسرا اور چوتھا قعدہ فرض ہے اور باقی واجب یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر کسی شخص کو
تشہد سے فارغ ہونے کے بعد سلام سے پہلے یا سلام سے بعد شک ہوا تو جواز کا حکم دیا جائیگا اور شک کا اعتبار
نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے کسی شخص کو شک ہوا کہ نماز پڑھی ہے یا نہین تو اگر وقت باقی ہے تو اُسپر نماز کا اعادہ واجب ہے اور
اگر وقت نکل گیا تو پھر کچھ واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہے اگر فجر کی نماز مین قیام کی حالت مین یہ شک ہوا کہ تیسری
رکعت ہے یا پہلی تو رکعت پوری نہ کرے بلکہ بقدر تشہد قعدہ کرے اور قیام کو چھوڑ دے پھر قیام کرکے دو رکعتین
پڑہے اور ہر رکعت مین الحمد اور سورۃ پڑہے پھر تشہد پڑہے پھر سہو کے دونون سجدے کرے اور اگر سجدہ کے
اندر شک ہوا پس اگر یہ شک ہوا کہ وہ پہلی رکعت ہے یا دوسری تو اُسیطرح نماز پڑھتا رہے خواہ پہلے سجدہ مین شک
ہو خواہ دوسرے مین اسلیے کہ اگر پہلی رکعت ہے تب تو اُسیطرح پڑھتا رہنا واجب ہے اور اگر دوسری رکعت ہے تو بھی اُسکی
تکمیل واجب ہے اور جب دوسرے سجدہ سے سر اُٹھالے تو بقدر تشہد قعدہ کرے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت
اور پڑہے اگر فجر کی نماز کے سجدہ مین شک ہوا کہ اُسنے دو رکعتین پڑھین ہین یا تین تو اگر پہلے سجدہ مین ہے تو اُسکو نماز
کا درست کرلینا ممکن ہے اسلیے کہ اُسنے دو رکعتین پڑھین ہین تو یہ دوسری رکعت ہے اُسکا تمام کرنا اُسپر واجب ہے پس نماز
جائز ہوگی اور اگر تیسری رکعت ہے تو بھی امام محمد رحمہ کے نزدیک اُسکی نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ جب اُسکو پہلے سجدہ مین یاد آگیا
تو وہ سجدہ کالعدم ہوگیا جیسے کہ پانچوین رکعت کے پہلے سجدہ مین حدث ہونے سے کالعدم ہو جاتا تھا اور یہ مسئلہ مسئلہ زہ
کہلاتا ہے اور اگر یہ شک دوسرے سجدہ مین ہوا تو نماز اُسکی فاسد ہوگئی اگر عصر کی نماز مین یہ شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا
تیسری پس اگر کسی صورت پر گمان غالب نہین ہے تو اگر قیام مین ہے تو فوراً بیٹھ جاوے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑہے اور
قعدہ کرے اور اگر قعدہ مین ہے اور یہی شک ہوا تو گمان غالب کرے تو اگر گمان غالب اُسکا یہ ہے کہ وہ دوسری رکعت ہے
تو اُسیطرح نماز پڑہے اور اگر یہ گمان غالب ہوا کہ وہ تیسری رکعت ہے تو اپنے قعدہ کو سوچے اگر اُسکو گمان غالب
یہ ہو کہ دو رکعتون کے بعد قعدہ نہین کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر کسی طرف گمان غالب نہوا تو بھی نماز فاسد ہوگی اور
اسیطرح اگر چار رکعتون کی نماز مین یہ شک ہوا کہ وہ چوتھی یا پانچوین ہے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر یہ شک ہوا کہ تیسری
یا پانچوین ہے تو اُسی طرح عمل کرے جیسے ہم فجر کی نماز کی بابت ذکر کرچکے ہین یعنی قعدہ کیطرف عود کرے پھر ایک رکعت
پڑہے اور تشہد پڑہے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑہے اور قعدہ کرے اور سہو کا سجدہ کرلے اگر وتر کی نماز مین حالت
قیام مین یہ شک ہوا کہ وہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اُس رکعت کو قنوت پڑھکر تمام کرے اور قعدہ کرے پھر
کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑہے اور اُسمین بھی قنوت پڑہے یہی مختار ہے یہان تک عبارت خلاصہ کی تھی اور اسکا سمجھ لینا
بھی ضرور ہے کہ شک کی سب صورتون مین سہو کا سجدہ واجب ہوتا ہے خواہ گمان غالب پر عمل کرے خواہ کمی کی
جانب کو اختیار کرے یہ بحر الرائق مین فتح القدیر سے نقل کیا ہے اور اگر نماز مین یہ شک ہوا کہ تین رکعتین پڑھین
ہین یا چار اور اُسمین بہت دیر تک فکر کرتا رہا پھر یہ یقین ہوگیا کہ اُسنے تین رکعتین پڑھی ہین پس اگر اس تفکر کیوجہ
سے کسی رکن کے ادا کرنے مین یہ نقصان ہے کہ نماز پڑھتا رہا اور فکر کرتا رہا تو اُسپر سجدہ سہو واجب نہوگا اور اگر اُسکا
تفکر بہت دیر تک رہا یہان تک کہ ایک رکعت مین یا سجدہ مین خلل پڑا یا رکوع و سجدہ مین تھا اور دیر تک اُسمین

سوچتا رہا اُسکے تفکر کی وجہ سے اُسکے حال مین تغیر ہوا تو بحکم استحسان سجدۂ سہو واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر نماز مین اُسکو یہ گمان غالب ہوا کہ اُسکو حدث ہوا ہی یا اُسنے مسح نہین کیا تھا پھر اُسکا یقین ہوا اور کچھ شک نہوا اُسکے بعد پھر اُسکو یہ یقین ہوا کہ اُسکو حدث نہین ہوا یا بیشک اُسنے مسح کرلیا ہی تو ابوبکر نے کہا ہی کہ اُسنے حدث یا مسح نہ کرنے کی یقین کی حالت مین کوئی رکن ادا کرلیا تھا تو پھر از سرنو نماز پڑھے ورنہ وہی نماز پڑھتا رہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر جانتا ہی کہ ایک رکن ادا ہو چکا پھر یہ شک ہوا کہ اُسنے شروع کی تکبیر کہی تھی یا نہ کہی تھی یا یہ شک ہوا کہ حدث ہوا ہی یا نہین یا یہ شک ہوا کہ کپڑے کو نجاست لگی ہی یا نہین یا یہ شک ہوا کہ سر کا مسح کیا ہی یا نہین تو اگر یہ شک اول ہی بار ہوا ہی تو از سر تو نماز پڑھے ورنہ نماز پڑھتا رہے اور اُسپر وضو کرنا یا کپڑا دھونا واجب نہ ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی فتاوے عتابیہ مین ہی کہ اگر نماز کے اندر یہ شک ہوا کہ مسافر ہی یا مقیم ہی تو چار رکعتین پڑھے اور احتیاطاً دوسری رکعت مین قعدہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی کوئی شخص امامت کرتا تھا اور جب دو رکعتین پڑھ چکا اور دوسری رکعت کا سجدہ کرچکا پھر اُسکو شک ہوا کہ پہلی رکعت ہی یا دوسری یا چوتھی یا تیسری تو اپنے مقتدیون کی طرف لحاظ کرے اگر وہ کھڑے ہوجائین تو کھڑا ہوجائے اور رہ جائین تو بیٹھ جائے اسپر اعتماد کرنے مین کچھ مضائقہ نہین اور اُسپر سہو نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر امام کو شک ہوا اور دو معتبر شخصون نے اُسکو خبر دی تو اُنکا قول اختیار کرے کوئی تنہا نماز پڑھتا تھا یا امام تھا اور جب اُسنے سلام پھیرا تو ایک معتبر شخص نے خبر دی کہ تو نے ظہر کی تین رکعتین پڑھی ہین تو فقہا نے کہا کہ اگر نماز پڑھنے والے نے اپنی راے مین چار رکعتین پڑھی ہین تو اُس خبر دینے والے کے قول کا کچھ اعتبار نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور ظہیریہ مین ہی کہ امام محمد رح بن حسن نے کہا ہی کہ مین ایک معتبر شخص کے خبر دینے سے ہر صورت مین نماز کا اعادہ کرلیتا ہون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر نماز پڑھنے والے کو خبر دینے والے مین شک ہوا کہ وہ سچا ہی یا جھوٹا تو امام محمد رح سے روایت ہی کہ وہ احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے اور اگر دو معتبر شخصون نے قول مین شک کیا تو بھی نماز کا اعادہ کرے اور اگر خبر دینے والا معتبر نہین تو اُسکے قول پر اعتبار نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔

تیرھوان باب سجدۂ تلاوت کے بیان مین

قرآن مین تلاوت کے چودہ سجدہ ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی ا سورہ اعراف کے آخر مین اس آیت پر ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ ولہ یسجدون ۲ سورہ رعد مین اس آیت پر وللہ یسجد من فی السماوات والارض طوعاً وکرہاً وظلالہم بالغدو والاصال ۳ اور سورہ نحل مین اس آیت پر وللہ یسجد ما فی السماوات وما فی الارض من دابۃ والملائکۃ وہم لا یستکبرون ۴ اور سورہ بنی اسرائیل مین اس آیت پر ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیہم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ۵ اور سورہ مریم مین اس آیت پر اذا تتلے علیہم آیات الرحمن خروا سجداً وبکیا ۶ سورہ حج مین اس آیت پر الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السماوات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب ومن یہن اللہ فما لہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء ۷ سورہ فرقان مین اس آیت پر واذا قیل لہم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادہم نفورا ۸ سورہ نمل مین اس آیت پر ویعلم

تخفون وما تعلنون ۹ سورہ الم تنزیل مین اس آیت پر انما یومن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بہا خروا سجدا وسبحوا بحمد ربہم وہم لا یستکبرون ۱۰ ص مین اس آیت پر فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب ۱۱ سورہ حم سجدہ مین لا یسامون کے لفظ پر ۱۲ والنجم مین فاسجدوا للہ واعبدوا کے لفظ پر ۱۳ سورہ اذا السماء انشقت مین اس آیت پر فما لہم لا یومنون واذا قرئ علیہم القرآن لا یسجدون ۱۴ سورہ اقرء مین اس آیت پر واسجد واقترب یہ عینی مین لکھا ہی ان مقامون پر پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہی خواہ قرآن سننے کا قصد کرے یا نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر کسی نے سجدہ کی آیۃ پڑھی تو اُسپر صرف ہونٹون کے ہلانے سے سجدہ واجب نہو گا اور اُسیوقت واجب ہو گا جب وہ صحیح حروف نکالے اور اُس سے ایک آواز پیدا ہو کہ جسکو مرد خود سن لے یا اور کوئی شخص جو اُسکے منھہ کے پاس کان لگا دے وہ سن لے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر سجدہ کی آیت پڑھی اور اُسکے آخر کا حرف نہ پڑھا تو سجدہ نہ کرے اور اگر صرف وہی حرف پڑھا جسپر سجدہ ہوتا ہی تو بھی سجدہ نہ کرے لیکن آدھی سے زیادہ آیت سجدہ کی حرف سجدہ کے ساتھ پڑھ لے تو سجدہ واجب ہو گا اور مختصر البحر مین ہی کہ اگر واسجد پڑھا اور خاموش ہو گیا اور واقترب نہ پڑھا تو سجدہ واجب ہو گا یہ تبیین مین لکھا ہی کسی شخص نے پوری آیت سجدہ کی ایک جماعت سے اسطرح سُنی کہ ایک ایک شخص سے ایک ایک حرف سُنا تو اُسپر سجدہ تلاوت واجب نہو گا اسلیے کہ اُسنے کسی تلاوت کرنے والے سے نہین سُنا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور سجدہ کے واجب ہونے مین اصل یہ ہی کہ جس شخص مین نماز واجب ہونے کی اہلیت ہو خواہ بطور ادا کے خواہ بطور قضا کے اُسمین اہلیت سجدہ تلاوت کے واجب ہونے کی بھی ہی ورنہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی حتی کہ اگر تلاوت کرنے والا کافر ہو یا مجنون یا طفل یا ایسی عورت جو حیض یا نفاس مین ہی یا اُس نے دس دن سے کم حیض یا چالیس دن سے کم نفاس سے طاہر ہو کر تلاوت کی تو سجدہ تلاوت لازم نہ ہو گا ایسے ہی سننے والے پر بھی لازم نہ ہو گا اور اگر اُنسے کوئی مسلمان عاقل بالغ سنے تو اُسپر سجدہ واجب ہوا اور اگر بے وضو یا جنب سجدہ کی آیت پڑھین یا سنین تو اُنپر بھی سجدہ واجب ہو گا اور مریض کا بھی یہی حکم ہی اگر کسی جانور سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ واجب نہ ہو گا یہی مختار ہی اور اگر سوتے ہوے سے سُنی تو صحیح یہ ہی کہ سجدہ واجب ہو گا اگر کسی نے گنبد کے اندر چلا کے آیت سجدہ پڑھی اور وہان سے وہ آواز گونج کر لوٹی اور وہ آواز کسی نے سنی تو اُسپر سجدہ واجب نہ ہو گا یہ خلاصہ مین لکھا ہی جو شخص سویا تھا اور اُسے خبر دیجاوے کہ اُسنے سوتے مین آیت سجدہ پڑھی تھی تو اُسپر سجدہ واجب ہو گا اور نصاب مین ہی کہ یہی اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر نشہ کی حالت مین کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو اُسپر اور اُسکے سننے والون پر سجدہ واجب ہو گا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی عورت نے اگر نماز مین آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہین کیا تھا کہ اُسکو حیض ہو گیا تو وہ سجدہ اُس سے ساقط ہو گیا یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے نفل کی نماز مین آیت سجدہ پڑھی اور اُسکا سجدہ کر لیا پھر اُسکی نماز فاسد ہو گئی اور اُسکی قضا واجب ہوئی تو سجدہ کا اعادہ لازم نہ ہو گا اسیطرح اگر کسی مسلمان نے آیت سجدہ پڑھی پھر معاذ اللہ وہ مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا تو اُسپر وہ سجدہ واجب نہ ہو گا قرآن کے لکھنے سے سجدہ واجب نہین ہوتا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر سجدہ کی آیت فارسی مین پڑھی تو پڑھنے والے پر اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گا خواہ سننے والا سمجھے یا نہ سمجھے یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب سننے والے کو خبر دیجائے کہ سجدہ کی آیت پڑھی ہی اور

صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر سننے والا جانتا ہی کہ وہ قرآن پڑھتا ہی تو سجدہ لازم ہوگا ورنہ لازم نہ ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ بالاجماع واجب ہوگا یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر عربی مین قرآن پڑھا تو ہر صورت مین سجدہ لازم ہوگا لیکن جب تک معلوم نہین ہی اُسوقت تک تاخیر کرنے مین معذور رہوگا اور اگر بہرے نے آیت سجدہ کی پڑھی اور خود اُسکو نہ سنا تو اُسپر سجدہ واجب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر بچے کرکے آیت سجدہ کی پڑھی تو سجدہ واجب نہوگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر امام سجدہ کی آیت پڑھے تو سجدہ کرے اور مقتدی بھی اُسکے ساتھ سجدہ کرین خواہ سنین یا نہ سنین خواہ جہر کی نماز مین ہو خواہ آہستہ کی نماز مین ہو مگر مستحب یہ ہی کہ آہستہ پڑھنے کی نماز مین سجدہ کی آیت نہ پڑھے اگر امام سے کسی اجنبی شخص نے آیت سجدہ سنی جو اُسکے ساتھ نماز مین نہین ہی اور بعد کو بھی نہین داخل ہوا اُسپر بھی سجدہ لازم ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی کسی شخص نے ایک امام سے آیت سجدہ سنی اور اُسکے سجدہ کرنے سے پہلے اُسکے ساتھ نماز مین شریک ہوگیا تو اُسکے ساتھ سجدہ کرے اور اگر اُسکے کرنے کے بعد نماز مین داخل ہوا تو سجدہ نہ کرے اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اُسی رکعت کے آخر مین شامل ہوجاوے لیکن اگر دوسری رکعت مین شامل ہوا تو نماز سے فارغ ہوکر سجدہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی نہایہ مین لکھا ہی اگر کسی مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو امام پر اور مقتدیون پر سجدہ واجب نہ ہوگا نہ نماز مین نہ بعد نماز کے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر نماز پڑھنے والے نے کسی غیر شخص سے آیت سجدہ کی سنی جو اُسکے ساتھ نماز مین شریک نہین ہی تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرے اور اگر نماز کے اندر سجدہ کیا تو کافی نہ ہوگا اور نماز اُسکی فاسد نہوگی یہ تہذیب مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب خود نماز پڑھنے والے نے جو آیت سجدہ غیر شخص سے سنی اور خود مقتدی نہ ہو اس آیت کو پہلے نہ پڑھ لیا ہو اور اگر پہلے خود بھی اُس آیت کو پڑھ چکا ہی پھر سنا پھر سجدہ کیا تو ظاہر روایت کے بموجب دوسرا سجدہ نہ کرے اور اگر اول سن چکا ہی پھر خود اُسکی تلاوت کی تو اُسمین دو روایتین ہین یہ سراج الوہاج مین اسپر یقین کیا ہی کہ دوسرا سجدہ نہ کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اگر سجدہ کی آیت نماز کے اندر پڑھی تو اگر وہ سورۃ کے بیچ مین ہی تو افضل یہ ہی کہ سجدہ کرے پھر کھڑا ہو اور سورہ ختم کرے اور رکوع کرے اور اگر سجدہ نہ کیا اور رکوع کیا اور اسی رکوع مین نیت سجدہ تلاوت کی کر لی تو از روے قیاس جائز ہی اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین اگر رکوع و سجدہ نہ کیا اور سورۃ تمام کرنے کے بعد رکوع کیا اور نیت سجدہ کی کی تو کافی نہین اور اس رکوع سے سجدہ تلاوت ساقط نہ ہوگا اور جب تک وہ نماز مین ہی اُس سجدہ کا ادا کرنا اُسپر واجب ہوگا شیخ امام خواہر زادہ نے کہا ہی کہ اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیتین پڑھ لین تو فوراً سجدہ کرنے کا حکم جاتا رہا اور رکوع قائم مقام سجدہ کا نہین ہوسکتا اور شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ جب تک تین آیتون سے زیادہ نہ پڑھے یہ حکم منقطع نہین ہوتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر آیت سجدہ آخر سورۃ مین ہی تو افضل یہ ہی کہ اُسکے عوض مین رکوع کردے اور اگر سجدہ کیا اور رکوع نہ کیا تو ضرور ہی سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد تھوڑی سورۃ اور پڑھے اور اگر سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد کچھ اور نہ پڑھا اور رکوع کردیا تو جائز ہی اور اگر رکوع نہ کیا اور سجدہ بھی نہ کیا اور نماز مین آگے کو چل دیا تو پھر رکوع سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا اور جب تک نماز مین ہی سجدہ ادا کرنا اُسپر

واجب ہوگا اور اگر سجدہ آخر سورۃ مین ہو اور بعد اُسکے دو یا تین آیتین ہون تو اُسکو اختیار ہی اسکا رکوع کرلے
اور چاہے سجدہ کرے اور اگر اُسکا رکوع کرے تو اگر سورۃ ختم کرکے رکوع کرے تو جائز ہی اور اگر اسکا سجدہ
کیا تو پھر کھڑا ہو کر سورۃ کو ختم کرے اور رکوع کرے اور اگر اُسکے ساتھ مین دوسری سورۃ بھی ملا دے تو افضل
ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر فوراً اُسکے واسطے علیحدہ رکوع یا سجدہ کیا تو پھر کھڑا ہووے اور مستحب یہ ہی کہ اُسکے
بعد بھی رکوع نہ کر دے بلکہ دو یا تین آیتین پڑھکر رکوع کرے یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی
تصنیف ہی اور اگر آیت سجدہ کی نماز مین پڑھی اور یہ ارادہ کیا کہ اُسکا رکوع کرے تو رکوع کرتے وقت اُسکی
نیت ضرور ہی اور اگر رکوع کرتے وقت اُسکی نیت نہ کی تو کافی نہین اور اگر رکوع کے اندر نیت کی تو اسمین
مشائخ کا اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ کافی ہی بعضون نے کہا ہی کافی نہین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اظہر یہ ہی
کہ کافی نہین یہ شرح ابو المکارم مین لکھا ہی اور بدائع مین ہی کہ اگر رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد نیت کی تو بالاجماع
کافی نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر امام نے رکوع کے اندر تلاوت کے بعد نیت کی اور مقتدی نے نیت نہ کی تو
وہ اُسکی طرف سے کافی نہوگا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کرے اور قعدہ کا اعادہ کرے اور
اگر قعدہ چھوڑ دیا تو نماز اُسکی فاسد ہو جاویگی یہ قنیہ مین لکھا ہی اس امر پر اجماع ہی کہ سجدہ تلاوت کا نماز کے
سجدہ سے ادا ہو جاتا ہی اگرچہ نیت تلاوت کے سجدہ کی نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی نماز پڑھنے والا اگر تلاوت
کا سجدہ اُسکے موقع پر بھول گیا پھر اُسکو رکوع یا سجدہ یا قعدہ مین یاد آیا تو اُسی وقت سجدہ کرلے پھر جس رکن
مین تھا اُسی رکن مین آجاوے اور از روے استحسان یہ حکم ہی کہ اُس رکن کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ
نہ کیا تو نماز اُسکی جائز ہوگی یہ ظہیریہ کی سہو کی فصل مین لکھا ہی امام نے آیت سجدہ کی پڑھی اور جماعت کے
کچھ لوگ مسجد کے صحن مین تھے امام نے سجدہ تلاوت مین جانے کے واسطے تکبیر کہی اور ان لوگون نے
جو صحن مین تھے یہ گمان کیا کہ رکوع کے واسطے تکبیر کہی ہی پس اُنھون نے رکوع کیا اور جب امام تکبیر کہکر سجدہ
سے اُٹھا تو ان لوگون نے یہ گمان کیا کہ امام رکوع سے اُٹھا پس اُنھون نے بھی رکوع سے تکبیر کہکر رکوع سے
سر اُٹھایا اگر پھر اور کچھ زیادتی نہین کی تو نماز اُنکی فاسد نہوگی نماز پڑھنے والے نے اگر کسی غیر شخص سے آیت
سجدہ کی سنی اور اس تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اگر اُسکی متابعت کا ارادہ کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی نماز
سے باہر مستحب یہ ہی کہ سننے والا تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کرے اور اُس سے پہلے سر نہ اُٹھاوے یہ خلاصہ
مین لکھا ہی مستحب ہی کہ تلاوت کرنے والا آگے بڑھ جاوے اور باقی لوگ اُسکے پیچھے صف باندھکر سجدہ کرین ابوبکر نے
ذکر کیا ہی کہ اس سجدہ مین عورت مرد کی امام ہوسکتی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اس سجدہ کے لیے تداخل کا بھی حکم ہی
پس تلاوت کرنے والا اگر پڑھتا بھی ہی اور سنتا بھی ہی تو دونون کے عوض ایک ہی سجدہ کافی ہی کئی سجدون کا
ایک سجدہ ہونے کیواسطے شرط یہ ہی کہ ایک ہی آیت اور ایک ہی مجلس ہو پس اگر مجلس مختلف ہو اور آیت ایک
ہو یا مجلس ایک ہو اور آیتین مختلف ہون تو کئی سجدون کے بدلے ایک سجدہ کافی نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر سننے
والے کی مجلس بدلی پڑھنے والے کی نہ بدلی تو سننے والے پر مکرر سجدہ واجب ہوگا اور اگر پڑھنے والے کی
مجلس بدلی سننے والے کی نہ بدلی تو پڑھنے والے پر مکرر سجدہ واجب ہوگا سننے والے پر اکثر مشائخ کے

قول کے بموجب مکرر سجدہ واجب نہ ہوگا اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ عتابیہ مین لکھا ہے اور بہت دیر تک ایک
حالت مین رہنے یا ایک لقمہ کھا لینے یا ایک مرتبہ پانی پی لینے یا کھڑا ہو جانے یا ایک دو قدم چلنے یا گھر یا مسجد
کے ایک کونے سے دوسرے کونے مین جانے سے مجلس ایک ہی رہتی ہے بدلتی نہین لیکن اگر گھر بڑا ہو جیسے
بادشاہ کا گھر تو مجلس بدل جاویگی اور اگر جامع مسجد مین ایک کونہ سے دوسرے کونے مین چلا گیا تو مکرر سجدہ
واجب نہ ہوگا اور اگر جامع مسجد مین ایک گھر سے دوسرے گھر مین گیا تو جہان تک مسجد کے امام کے ساتھ اقتدا
صحیح ہو سکتا ہے وہان تک ایک ہی مکان سمجھا جاویگا کشتی کے چلنے سے مجلس قطع نہین ہوتی اور سواری کے
جانور کے چلنے سے اگر اُسکا سوار نماز مین نہ ہو تو مجلس قطع ہو جاتی ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر تسبیح
یا تحلیل یا قرأت مین مشغول ہوا تو مجلس نہین بدلتی اور اگر آیت سجدہ کی پڑھی پھر جانور پر سوار ہوا پھر اُسکے چلنے
سے پہلے اُتر آیا تو مجلس قطع نہ ہوگی اور اگر آیت سجدہ کی پڑھی پھر سجدہ کیا پھر اُسکے بعد بہت سا قرآن پڑھا
پھر وہی آیت دوبارہ پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب نہ ہوگا اور اگر آیت سجدہ کی ایک جگہ پڑھی پھر کھڑا ہو کر جانور
پر سوار ہوا پھر اُس جانور کے چلنے سے پہلے اُس آیت کو دوبارہ پڑھا تو اُسپر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور وہ
سجدہ زمین پر کرے اور اگر جانور چلدیا پھر اُس آیت کی تلاوت کی تو دو سجدے واجب ہونگے اسی طرح اگر جانور
کے اوپر سوار ہو کر آیت سجدہ کی پڑھی اور اُسکے چلنے سے پہلے اُتر آیا پھر اُسکو دوبارہ پڑھا تو ایک ہی سجدہ
واجب ہوگا اور وہ سجدہ زمین پر کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے مجلس کے بدلنے کا اعتبار ہے اعراض کے بدلنے
کا اعتبار نہین یہان تک کہ اگر کسی نے کہا کہ دوبارہ نہ پڑھونگا پھر اُسی مجلس مین پڑھا تو ایک سجدہ کافی ہوگا
اور کپڑے کا تانا کرنے مین اور کسی چیز کو کود کود کر پاؤن سے کوٹنے مین اور زمین کے جوتنے مین سجدہ مکرر واجب
ہوگا یہ کافی مین لکھا ہے اور ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلے جانے مین بھی اصح یہ ہے کہ سجدہ واجب ہوگا یہ
مضمرات مین لکھا ہے اور اگر چلنے مین آیت سجدہ کی پڑھی تو ہر مرتبہ کے پڑھنے مین سجدہ واجب ہوگا اور اسیطرح
اگر دریا یا بڑی نہر کے اندر پانی مین تیرتا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی ایسے حوض یا چشمے مین پیرتا ہو جسکی حد معلوم
ہے تو بھی صحیح یہ ہے کہ سجدہ مکرر ہوگا۔ اگر چکی کے گرد چکی گھر مین آیت سجدہ کی پڑھی تو بھی صحیح یہ ہے کہ سجدہ مکرر ہوگا یہ
خلاصہ مین لکھا ہے اور اگر عمل کثیر کیا مثلاً بہت سا کھایا یا لیٹ کر سویا یا کچھ بیچا یا اسی طرح کا کچھ اور کام کیا تو ازروے
استحسان دوسرا سجدہ واجب ہوگا اسواسطے کہ ان کامون سے مجلس کا نام بدل جاتا ہے پس عرف کے موافق سجدہ
بھی اُسی کیطرف مضاف ہوگا مجلس بھی بدل جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے جو سجدہ نماز مین واجب ہوا ہے وہ نماز سے
باہر ادا نہ ہوگا یہ سراجیہ مین لکھا ہے اور یہی کافی مین لکھا ہے اور اُسکے چھوڑنے مین گنہگار ہوتا ہے یہ بحر الرائق مین لکھا
ہے یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ سجدہ سے پہلے نماز کو فاسد نہ کرے اور اگر سجدہ سے پہلے نماز کو فاسد کر دے تو سجدہ
کو نماز سے باہر ادا کرے اور اگر سجدہ کے بعد نماز کو فاسد کیا تو دوبارہ سجدہ نہ کرے یہ قنیہ مین لکھا ہے اور اگر
رکوع مین یا سجدہ مین قرآن پڑھا تو تلاوت کا سجدہ لازم نہ ہوگا۔ اور امام رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میرے نزدیک
سجدہ واجب ہوگا لیکن رکوع یا سجدہ کے اندر ادا ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر سجدہ کی آیت پڑھکر سجدہ کیا
پھر اُسی جگہ نماز شروع کر دی اور اُسمین بھی وہی آیت پڑھی تو اُسپر دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور اگر پہلا

سجدہ نہین کیا تھا تو ایک ہی سجدہ کافی ہی پہلا سجدہ ساقط ہو جائیگا اور اگر ایک رکعت مین آیت سجدہ کی پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اُسی رکعت مین اُسکا اعادہ کیا تو دوبارہ سجدہ واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر نماز کی پہلی رکعت مین آیت سجدہ کی پڑھی اور اُسکا سجدہ کر لیا اور پھر دوسری اور تیسری رکعت مین اُسکا اعادہ کیا تو اُسکا سجدہ واجب نہین یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر سجدہ کی آیت نماز مین پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر سلام پھیرنے کے بعد اُسی جگہ دوبارہ وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ بموجب ظاہر روایت کے کرے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی جب سلام کے بعد کلام کیا ہو اور اگر نماز مین آیت سجدہ کی پڑھی اور اُسکا سجدہ نہ کیا یہان تک کہ سلام پھیر دیا اُسکے بعد پھر وہی سجدہ کی آیت پڑھی تو ایک سجدہ کرے اور پہلا سجدہ اُس سے ساقط ہوگیا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی سجدہ کی آیت کسی رکعت مین پڑھی پھر حدث ہوگیا اور وضو کرنے کو چلا گیا پھر آیا اور کسی غیر سے اُسی سجدہ کی آیت کو سُنا تو اُسپر دو سجدہ واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر آیت سجدہ کی نماز مین پڑھی یا دوسرے سے سُنی اور اُسکا سجدہ کر لیا پھر حدث ہوا اور وضو کرکے اُسپر نماز بنا کی اور پھر اُسی کو کسی اور سے سُنا تو اُسپر دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور نماز سے خارج ہونے کے بعد سجدہ کرے بخلاف اسکے اگر سجدہ کی آیت نماز کے اندر پڑھی پھر حدث ہوا اور وضو کرکے اُسپر نماز بنا کی اور پھر وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر وقت مباح مین آیت سجدہ کی پڑھی اور وقت مکروہ مین سجدہ کیا تو جائز نہوگا اور اگر وقت مکروہ مین آیت سجدہ کی پڑھی اور انھین وقتون مین سجدہ کیا تو جائز ہوگا اور اگر سواری سے اُترکر آیت سجدہ کی پڑھی پھر اُسکو کچھ خوف پیدا ہوا اسوجہ سے سوار ہوگیا اور اُسی طرح سجدہ کیا تو خوف کی حالت مین جائز ہی امن کی حالت مین جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور تحریمہ کے سوا سجدہ تلاوت کی سب شرطین وہی ہین جو نماز کی شرطین ہین اور فرض اُسکا پیشانی زمین پر رکھنا ہی یا جو اُسکے قائم مقام ہو مثلاً رکوع یا مریض کے واسطے اشارہ یا سفر مین جانور پر سوار ہونا جو سجدہ زمین پر واجب ہوگا وہ جانور پر سوار ہوکر ادا نہوگا اور جو جانور پر سواری مین واجب ہوگا وہ زمین پر ادا ہو جاویگا اور جن چیزون سے نماز فاسد ہوتی ہی انھین چیزون سے یہ سجدہ بھی فاسد ہوجاتا ہی مثلاً عمداً حدث کرنے سے اور کلام سے اور قہقہہ سے اور اگر یہ چیزین سجدہ کے اندر واقع ہون تو اعادہ سجدہ کا واجب ہوگا جیسے نماز کے سجدہ کا حکم ہی مگر اتنا فرق ہی کہ اس سجدہ مین قہقہہ سے وضو نہین ٹوٹتا اور عورت کے برابر آجانے سے یہ سجدہ فاسد نہین ہوتا اگر سجدہ تلاوت مین سوگیا تو صحیح قول کے بموجب وضو نہ ٹوٹیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور سنت اسمین اول و آخر تکبیر کہنا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی یہی ظاہر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ اُٹھاوے اور سجدہ کرے پھر اللہ اکبر کہے اور سر اُٹھاوے تشہد اور سلام واجب نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی سجدہ مین تین بار سبحان ربی الاعلی پڑھے تین بار سے کم نہ کرے جس طرح فرض مین اس سے کمی نہین کیجاتی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر سجدہ مین کچھ نہ پڑھا تو بھی جائز ہی جیسے کہ فرض نماز کے سجدہ مین جائز ہوتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اللہ اکبر بلند آواز سے کہے اور مستحب یہ ہی کہ جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو جائے اور پھر سجدہ کرے اور سجدہ کرنے کے بعد پھر کھڑا ہو جاوے پھر بیٹھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی پھر جب

سجدہ کا ارادہ کرے تو اُسکی نیت دل سے کرے اور زبان سے کہے کہ اللہ کے واسطے سجدہ تلاوت کرتا ہون
اللہ اکبر یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور غیاثیہ مین ہی کہ ادا کرنا اُسکا فی الفور واجب نہین پس اگر اُسکو کسی وقت
مین ادا کریگا تو ادا ہی قضا نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی یہ حکم اُس سجدہ کا ہی جو نماز مین واجب نہوا ہو اور جو سجدہ نماز
مین واجب ہوا ہو اُسمین اگر تاخیر کی یہان تک کہ اگر اُسکے بعد بہت دیر تک قرأت کی تو قضا ہو جاویگا اور گنہگار ہوگا
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر قاری کے پاس ایسے لوگ ہون کہ سجدہ کرنے کی اُنکو عادت ہو اور وہ اپنے دل مین یہ سمجھے
کہ اُنپر سجدہ کرنا شاق نہوگا تو اُسکو چاہیے کہ جہر سے پڑھے اور اگر وہ لوگ بے وضو ہون یا اگر اُسکو یہ گمان ہو کہ وہ
سنینگے اور سجدہ نہ کرینگے یا اُنپر سجدہ کرنا شاق ہوگا تو چاہیے کہ آہستہ پڑھے خواہ نماز مین ہو خواہ نماز سے خارج ہو
یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہ مکروہ ہی کہ سورۃ پڑھے اور سجدہ کی آیت چھوڑ دے اور اگر صرف سجدہ کی آیت نماز سے
باہر پڑھے تو مکروہ نہین اور مستحب یہ ہی کہ اُسکے ساتھ ایک یا دو آیتین اور پڑھے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور
اگر اُسکے ساتھ کچھ اور نہ پڑھا تو کچھ نقصان نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے ہوے ہین سجدہ شکر
کے مسئلے سجدہ شکر کا امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اعتبار نہین اور وہ اُنکے نزدیک مکروہ ہی اُسپر ثواب نہین ملتا
اور اُسکا چھوڑنا اولی ہی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح نے کہا ہی کہ وہ عبادت ہی اور اُسپر ثواب ملتا ہی اور طریقہ
اُسکا اُن دونون کے نزدیک یہ ہی کہ جس شخص پر کوئی نعمت ظاہر ہو یا اللہ اُسکو فرزند دے یا مال دے یا کوئی گم شدہ
چیز اُسکو ملجاوے یا کوئی مصیبت اُس سے دور ہو یا اُسکے مریض کو شفا ہو یا کوئی شخص جو غائب ہو گیا تھا
آجاوے تو اُسکے لیے مستحب ہی کہ اللہ کے واسطے قبلہ کی طرف کو شکر کا سجدہ کرے اُسمین اللہ کی حمد اور تسبیح پڑھے
پھر دوسری تکبیر کہکر سر اُٹھاوے جیسے سجدہ تلاوت کا قاعدہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی حجۃ مین ہی کہ لوگون کو سجدہ
شکر سے منع نہ کرین اسلیے کہ اُسمین عاجزی اور عبادت ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی نماز کے
بعد اُن وقتون مین جنمین نفل پڑھنا مکروہ ہی سجدہ شکر بھی مکروہ ہی اور وقتون مین مکروہ نہین یہ قنیہ مین لکھا ہی بغیر
سبب سجدہ کرنا عبادت نہین اور مکروہ بھی نہین نماز کے بعد جو سجدہ کیا کرتے ہین وہ مکروہ ہی اسلیے کہ جاہل اُسکو سنت
یا واجب سمجھ لیتے ہین اور جس مباح کا یہ حال ہو وہ مکروہ ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی

چودھوان باب مریض کی نماز کے بیان مین جو مریض قیام سے عاجز ہی وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع
اور سجدہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی عاجز کے معنی مین اصح قول یہ ہی کہ اُسکے کھڑے ہونے سے ضرر ہوتا ہو اور
اسی پر فتوے ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اسیطرح جب کھڑے ہونے سے مرض کی زیادتی کا یا دیر مین صحت
ہونے کا یا دوران سر کا خوف ہو تب بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی یا کھڑے ہونے سے درد ہوتا ہو تب بھی
یہی حکم ہی اور اگر کچھ تھوڑی تکلیف ہوئی تو قیام کا چھوڑنا جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر تھوڑی دیر قیام پر قادر ہی
اور ساری نماز مین قادر نہین تو جسقدر کھڑا ہو سکتا ہی اُتنی دیر کھڑا ہونے کا حکم کیا جاویگا پس اگر اس بات پر قادر
ہی کہ کھڑے ہوکر تکبیر کہی اور قرأت کے واسطے قیام نہین کر سکتا یا تھوڑی سی قرأت کے واسطے بھی قیام کر سکتا ہی پوری
قرأت کے واسطے قیام نہین کر سکتا تو اُسکے لیے یہ حکم ہی کہ کھڑے ہوکر تکبیر کہے اور جسقدر کھڑے ہوکر پڑھ سکتا ہی
اُتنی دیر کھڑا ہوکر قرأت کرے پھر عاجز ہو تو بیٹھ جاوے شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ یہی مذہب صحیح ہی اور اگر اُسکو

چھوڑیگا تو مجھکو یہ خوف ہی کہ اُسکی نماز جائز نہو گی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر سہارا لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہی تو صحیح یہ ہی
کہ سہارا لگا کر کھڑا ہو کر نماز پڑھے اسکے سوا اور کچھ جائز نہین اسیطرح اگر عصا پر یا اپنے خادم پر سہارا لگا کر کھڑا
ہوسکتا ہی تو سہارے سے کھڑا ہو کر نماز پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی اگر مریض ایسا ہو کہ گھر مین نماز پڑھے تو قیام کرسکتا ہی
اور اگر نکلے تو قیام پر قادر نہین ہو گا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی مختار یہ ہی کہ اپنے گھر مین کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے اسی پر
فتویٰ ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی پھر مریض بیٹھ کر نماز پڑھے تو کسطرح بیٹھے اصح یہ ہی کہ جسطرح اُسپر آسان ہو اسیطرح
بیٹھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر سیدھا بیٹھنے پر قادر نہین اور کسی
دیوار پر یا آدمی پر سہارا لگا کر بیٹھنے پر قادر ہی تو اُسپر واجب ہی کہ اُسیطرح سہارے سے بیٹھکر نماز پڑھے یہ ذخیرہ مین لکھا
ہی لیٹ کر نماز پڑھنا اُسکو قول مختار کے بموجب جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر قیام اور رکوع اور سجود سے عاجز ہی اور بیٹھنے
پر قادر ہی تو بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھے اور سجدہ کو رکوع سے زیادہ نیچا کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی پس
اگر رکوع اور سجدہ برابر کریگا تو نماز صحیح نہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر رکوع و سجود سے عاجز ہی اور قیام پر قادر ہی
تو مستحب یہ ہی کہ بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ فتاوی
قاضی خان مین لکھا ہی اور اشارہ سے نماز پڑھنے والا سہو کا سجدہ بھی اشارہ سے کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور اشارہ
سے نماز پڑھنے والے کیطرف کوئی لکڑی یا تکیہ اُٹھا دینا مکروہ ہی اور اگر ایسا کیا جاوے تو اگر اُسکا سر سجدہ کیواسطے
بہ نسبت رکوع کے زیادہ جھکتا ہی تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی لیکن یہ فعل برا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر رکوع
اور سجدہ مین سر اُسکا نہ جھکتا ہو اور لکڑی اُسکی پیشانی پر لگا دیجاوے تو نماز جائز نہوگی یہی اصح ہی اور اگر تکیہ زمین
پر پڑا ہو اور اُسپر سجدہ کرتا ہو تو نماز جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر پیشانی پر زخم ہو اور اس وجہ سے پیشانی پر
سجدہ نہ کرسکے تو اُسکو اشارہ سے نماز جائز نہوگی اور اُسکو واجب ہی کہ ناک پر سجدہ کرے اور اگر ناک پر سجدہ نہ کیا
اور اشارہ سے نماز پڑھی تو جائز نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر بیٹھنے پر قادر نہین تو چت لیٹے اور دونون پاؤن
اپنے قبلہ کی طرف کو پھیلا دے اور اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرے اور چاہیے کہ اُسکے سر کے نیچے ایک تکیہ
رکھدین تاکہ وہ بیٹھنے والے کے مشابہ ہو جاوے اور رکوع اور سجدہ کا اشارہ اچھی طرح کرسکے اور اگر پہلو
پر لیٹے اور منھ قبلہ کی طرف کو کرکے اشارہ سے نماز پڑھے تو جائز ہی اور پہلی صورت اولیٰ ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور
اگر داہنی کروٹ کے لیٹنے پر قادر نہو تو بائین کروٹ پر لیٹے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منھ قبلہ کی طرف کو
کرے یہ تجنیس مین لکھا ہی اگر تندرست آدمی نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر اسکو کوئی ایسا مرض پیدا ہو گیا
کہ قیام نہین کرسکتا تو بیٹھکر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ کرے اور اگر رکوع اور سجود پر بھی قادر نہین ہی تو بیٹھکر
اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہین تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی جو شخص بیٹھکر
رکوع اور سجدہ سے نماز پڑھتا تھا پھر نماز کے اندر تندرست ہو گیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک
باقی نماز اپنی کھڑے ہو کر پڑھ لے اور اگر تھوڑی سی نماز اشارون سے پڑھی ہی پھر رکوع اور سجدہ پر قادر ہو گیا
تو بالاتفاق یہ حکم ہی کہ از سر نو نماز پڑھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب یہ قدرت اُسکو اشارہ سے
رکوع یا سجدہ کر لینے کے بعد حاصل ہو لیکن اگر نماز شروع کرنے کے بعد اور رکوع اور سجدہ کرنے سے پہلے

یہ قدرت حاصل ہوئی تو اُسی نماز کو تمام کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اور جب مریض سر سے اشارہ کرنے سے
بھی عاجز ہو تو ظاہر الروایت کے بموجب نماز کا فرض اُس سے ساقط ہوجاتا ہی آنکھون سے اور بھون سے
اشارہ کرنے کا کچھ اعتبار نہیں ہی پھر جب اُسکے مرض کو تخفیف ہوجاوے تو اُسپر ایسی نمازون کی قضا لازم ہونے
مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ اگر یہ حالت اُسکی ایک دن رات سے زیادہ ہوگئی تو قضا لازم نہوگی اور اگر
اُس سے کم ہو تو قضا لازم ہوگی جیسے کہ بیہوشی مین اور یہی اصح ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اسی پر فتوی
ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر اُسی مرض مین مرجاوے تو اُسپر وہ نمازین واجب نہین اور اُنکا فدیہ بھی لازم نہین ہوگا
یہ محیط مین لکھا ہی اگر چار رکعتین بیٹھ کر پڑھین جب چوتھی رکعت کے قعدہ مین بیٹھا تو تشہد پڑھنے سے پہلے اُسنے
قرات کی اور رکوع کیا تو بمنزلہ قیام کے ہوگیا اور اُسی طرح نماز پڑھتا رہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا
ہی اور حاوی مین ہی کہ سہو کا سجدہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر دوسری رکعت کے دوسرے سجدے
سے سر اُٹھا کر قیام کی نیت کی اور قرات نہ کی پھر یاد آگیا تو قعدہ کی طرف کو عود کرے اور تشہد پڑھے یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی - مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی جب چوتھی رکعت کے اخیر سجدہ سے سر اُٹھایا تو اُسکو یہ گمان
ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہی پھر اُسنے قرات کی اور اشارہ سے رکوع اور سجدہ کیا تو نماز اُسکی فاسد ہوگئی اور اگر تیسری
رکعت مین تھا اور اُسکو دوسری رکعت سمجھا اور قرات شروع کردی پھر معلوم ہوا کہ وہ تیسری رکعت پڑھ رہا ہی
تو تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ اُسی طرح قرات پڑھتا رہے اور نماز کے آخر مین سہو کا سجدہ کرلے یہ محیط مین
لکھا ہی - تجریدیہ مین ہی کہ مریض اپنی نماز مین قرات اور تسبیح اور تشہد اُسی طرح پڑھے جیسے تندرست پڑھتا ہی اور اگر ان
سب سے عاجز ہو تو چھوڑ دے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی تندرست اور مریض مین صرف ان چیزون مین فرق ہی جنمین
مریض عاجز ہی اور جنپر مریض قادر ہی اُنکا حکم اُسپر مثل تندرست کے ہی - اگر قبلہ کو پہچانتا ہو اور قبلہ کی طرف مُنھ کرنے
پر قادر نہین اور ایسا کوئی شخص نہین ملتا جو اُسکا مُنھ قبلہ کی طرف کو پھیر دے تو ظاہر الروایت کے بموجب اُسی طرح
نماز پڑھے اور اُس نماز کا پھر اعادہ نہ کرے اور اگر اُسکو کوئی ایسا شخص مل گیا جو اُسکا مُنھ قبلہ کی طرف کو پھیر دے
تو چاہیے کہ اُسکو حکم کرے کہ میرا مُنھ پھیر دے اگر اُسکو حکم نہ کیا اور قبلہ کے سوا کسی اور طرف کو نماز پڑھی تو جائز نہوگی
اور اگر مریض نجس بچھونے پر ہو تو اگر اُسکو پاک بچھونا نہین ملتا یا ملتا ہی لیکن کوئی ایسا شخص نہین جو اُسکا بچھونا بدل دے
تو نجس بچھونے پر نماز پڑھ لے اور اگر کوئی شخص ایسا ملے کہ اُسکا بچھونا پاک بدل دے تو چاہیے کہ اُسکو یہ حکم کرے اور
اگر حکم نہ کیا اور نجس بچھونے پر نماز پڑھی تو جائز نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی کسی مریض کے نیچے نجس کپڑے ہین تو اگر اُسکا
یہ حال ہی کہ جو بچھونا اُسکے نیچے بچھایا جاویگا وہ فوراً نجس ہوجائیگا تو اُسی حالت پر نماز پڑھے اور اگر دوسرا بچھونا نجس
نہوتا ہو لیکن بچھونا بدلنے مین اُسکو بہت تکلیف ہوگی تو نہ بدلین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر پانچ نمازون کے
وقت تک بیہوش رہا تو اُن نمازون کو قضا کرے اور جو اُس سے زیادہ ہو تو قضا نہ کرے اور جنون کا حکم مثل بیہوشی
کے ہی یہی صحیح ہی کثرت کا اعتبار امام محمد رح کے نزدیک اوقات سے کیا جاتا ہی اور یہی اصح ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ برابر
بیہوشی رہے اور اُس مدت مین کبھی افاقہ نہو اور اگر افاقہ ہوتا ہو پس اس بات پر غور کرے کہ اگر اُسکو ایک وقت معین
مین افاقہ ہوتا ہی مثلاً صبح کے وقت مرض کو تخفیف ہوجاتی ہی اور تھوڑی دیر افاقہ ہوجاتا ہی پھر اُسکے بعد وہ مرض

عود کرتا ہی اور وہ بیہوش ہوجاتا ہی تو اس افاقہ کا اعتبار کیا جائیگا اور اُس سے پہلے بیہوشی اگر ایک دن رات سے کم تھی تو حکم باطل ہوجاویگا اور اگر افاقہ کا وقت مقرر نہو لیکن کبھی یکایک افاقہ ہوجاتا ہی اور تندرستون کی سی باتین کرتا ہی پھر بیہوش ہوجاتا ہی تو اس افاقہ کا اعتبار نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کسی جانور یا آدمی کے خوف سے ایک دن رات سے زیادہ بیہوش رہا تو بالاجماع قضا اُس سے ساقط ہوجاویگی - اور اگر شراب پی اور ایک دن رات سے زیادہ بیہوشی رہی تو نماز ساقط نہوگی اور اگر بنگ یا اور کوئی دوا پی جس سے ایک دن رات سے زیادہ عقل درست نرہی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک نماز ساقط نہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر دن رات سے زیادہ سوگیا تو نماز قضا کرے - کوئی شخص ایسا ہی کہ رمضان مین روزے رکھے تو بیٹھکر نماز پڑھیگا اور اگر روزے نرکھے تو کھڑا ہوکر نماز پڑھ سکتا ہی تو اسکو چاہیے کہ روزے رکھے اور بیٹھکر نماز پڑھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر مریض وقت سے پہلے جانکر یا خطا سے اس خیال سے نماز پڑھ لے کہ پھر بیماری کیوجہ سے نماز نہ پڑھ سکیگا تو وہ نماز کافی نہوگی اور اسیطرح بغیر قرأت یا بغیر وضو نماز پڑھی تو بھی جائز نہوگی اور اگر قرأت سے عاجز ہی تو بغیر قرأت کے اشارہ سے نماز پڑھ لے - کسی شخص کا غلام بیمار ہو جو وضو پر قادر نہین تو مالک پر واجب ہی کہ اُسکو وضو کراوے اور اگر کسی کی عورت بیمار ہو تو اُسپر اُسکا وضو کرانا واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی - کوئی شخص ایسا ہو کہ نماز کے کسی خاص رکن پر بغیر حدث قادر نہو تو وہ رکن اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجاویگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی پس اگر کسی شخص کے زخم ہو اور اُسکی وجہ سے جب وہ سجدہ کرتا ہی تو وہ زخم بہنے لگتا ہی اور اُسکے سوا رکوع اور قیام اور قرأت پر قادر ہی تو اُسکو چاہیے کہ بیٹھکر نماز اشارون سے پڑھے اور اگر رکوع سے نماز پڑھی اور بیٹھکر سجدہ کا اشارہ کرلیا تو جائز ہی اور پہلی صورت افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھیگا تو اُسکو پیشاب جاری ہوجاویگا یا زخم بہنے لگیگا یا قرأت پر قادر نہوگا اور اگر بیٹھکر نماز پڑھیگا تو کوئی حرج نہوگا تو اُسکو چاہیے کہ بیٹھکر نماز پڑھے یہ سراجیہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص کو کھڑے ہونے مین دشمن کا خوف ہو یا اپنے خیمہ مین ہو کہ وہان کھڑا نہین ہوسکتا اور وہ باہر نکلے تو کیچڑ اور مینھ کی وجہ سے نماز نہین پڑھ سکتا تو چاہیے کہ بیٹھکر نماز پڑھ لے مریض کی نماز اگر فوت ہوگئی اور بحالت صحت مین اُسکی قضا کی تو ایسی نماز پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہین اور اگر جس حالت کی نماز فوت ہوگئی تھی اُسی حالت کی طرح پڑھی تو جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر مرض کی حالت مین اُن نمازون کو قضا کرے جو صحت مین فوت ہوئی تھین تو اُسی طرح پڑھے جیسے قادر ہی بیٹھکر یا اشارہ سے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اگر نماز پڑھنے والے نے کسی آدمی کو اپنے پاس اسواسطے بٹھا لیا کہ اگر رکوع و سجدہ بھولے تو اُسے خبر کردے تو اگر بغیر اسکے وہ نماز صحیح نہین پڑھ سکتا تو جائز ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور مریض کے واسطے یہ مستحب ہی کہ نماز مین اتنی تاخیر کرے کہ جمعہ کی نماز سے امام فارغ ہوجائے اور اگر اتنی تاخیر نہ کرے تو مکروہ ہی یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی

پندرھوان باب مسافر کی نماز کے بیان مین

کم سے کم مسافت جس سے احکام بدل جاتے ہین وہ ہی جو تین دن کے چلنے مین تمام ہو یہ تبیین مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ جوہرہ نیرہ اخلاطی مین لکھا ہی وہ احکام جو سفر سے بدل جاتے ہین یہ ہین نماز کا قصر روزہ نہ رکھنے کا مباح ہونا موزون کے مسح کی مدت کا تین دن تک

بڑھ جانا جمعہ اور عیدین اور قربانی کا وجوب ساقط ہوجانا اور عورت کو بغیر محرم کے باہر نکلنا حرام ہوجانا یہ عتابیہ
مین لکھا ہی یہ مسافت اوسط چال کی معتبر ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور وہ اونٹون اور پیادہ چلنے والون کی چال ہی
ان دنون مین جو سال مین سب سے چھوٹے دن ہوتے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور سفر مین صبح سے شام تک
کے چلنے کی شرط ہونے مین اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ وہ شرط نہین پس اگر ایک روز صبح سے زوال تک چلا اور
منزل پر پہونچ گیا اور وہان اُترا اور رات کو رہا پھر اسی طرح دوسرے اور تیسرے دن چلا تو مسافر ہوجاویگا
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اس مسئلہ مین فرسخون کے حساب کا اعتبار نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی زمین کی چال
کا دریا کی چال مین اور دریا کی چال کا زمین کی چال مین اعتبار نہین ہوتا بلکہ ہر مقام مین اُسی چال کا اعتبار ہوتا
ہی جو اُسکے حال کے لائق ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور مدت کا اعتبار اُس راستہ سے ہوتا ہی جس راستہ
سے وہ جاتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پس اگر کسی شہر کا قصد کیا اور اُسکے دو راستے ہین ایک تین دن رات کا
راستہ ہی اور دوسرا کم کا پس اگر دور کے راستے سے چلا تو ہمارے نزدیک مسافر ہوجاویگا یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی اور اگر قریب راستہ کی طرف سے چلیگا تو پوری نماز پڑھیگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر کسی جگہ
کے دو راستے ہین ایک پانی کا راستہ ہو جو تین دن مین تمام ہوتا ہو اور دوسرا خشکی کا راستہ ہو جو دو دن
مین تمام ہوتا ہو اگر پانی کے راستہ سے جاویگا تو نماز مین قصر کریگا اور خشکی کے راستہ مین قصر نہ کریگا اور اگر
خشکی کے راستے سے تین دن مین پہونچے اور دریا کے راستہ سے دو دن مین تو خشکی کے راستہ مین قصر کرے
دریا کے راستہ مین قصر نہ کرے اور دریا کے راستے مین تین دن ایسی حالت مین معتبر ہین کہ ہوا اعتدال کے
ساتھ ہو نہ بہت تیز ہو نہ ساکن ہو اسی طرح پہاڑ مین بھی وہین کی چال کے تین دن اعتبار کیے جاتے ہین اگرچہ ہموار
زمین مین وہ راستہ تین دن سے کم مین طی ہو اور اگر مسافت عادت کے بموجب تین دن کی چال کی تھی اور
کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوکر بہت گرم و تیز دو دن یا کم مین چل کر پہونچ گیا تو قصر کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین
لکھا ہی۔ چار رکعتون کی نماز مین مسافر پر دو رکعتین فرض ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی قصر ہمارے نزدیک واجب
ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی پس اگر چار رکعتین پڑھلین اور دوسری رکعت مین بقدر تشہد قعدہ کیا تو نماز جائز ہوجاویگی
اور اخیر کی دو رکعتین نفل ہونگی مگر اُسنے برا کیا اسلیے کہ سلام مین تاخیر ہوئی اور اگر دوسری رکعت مین بقدر
تشہد نہ بیٹھا تو نماز باطل ہوگئی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اسی طرح اگر پہلی دونون رکعتون مین یا ایک مین قرأت چھوڑ
دی تو ہمارے نزدیک نماز فاسد ہوجاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ سفر کا حکم ہر مسافر کے واسطے ہی طاعت
کے واسطے سفر کرنا اور معصیت کے واسطے سفر کرنا برابر ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اسیطرح سوار اور پیادہ
کا حکم برابر ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی سنتون مین قصر نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی بعض فقہا نے مسافر
کے واسطے سنتون کا چھوڑنا جائز لکھا ہی اور مختار یہ ہی کہ خوف کی حالت مین سنت نہ پڑھے اور قرار و امن کی
حالت مین پڑھے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی امام محمد رح نے کہا ہی کہ جب اپنے شہر سے باہر نکلجاوے اور
مکانات شہر کو پیچھے چھوڑ دے اُس وقت سے قصر کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور غیاثیہ مین ہی کہ یہی مختار ہی اور
اسی پر فتوی ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ شہر کی آبادی سے نکلجانے کا اعتبار ہی اور آبادی کا

اعتبار نہین لیکن اگر ایک یا کئی گانون شہر پناہ سے ملے ہوئے ہون تو اُنسے نکلجانا بھی معتبر ہوگا اور فنا شہر سے جو گانون ملا ہوا ہی اُس سے باہر نکلنے سے پہلے قصر کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور اسی طرح جب سفر سے اپنے شہر کی طرف لوٹے تو جبتک آبادی کے اندر داخل نہو جاوے تب تک پوری نماز نہ پڑھے اور جب تک شہر سے باہر نہو صرف نیت کرنے سے مسافر نہین ہوتا اور مقیم صرف نیت سے ہو جاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جسطرف سے شہر سے نکلتا ہی اُسطرف سے اُس شہر کے نکلنے کا اعتبار ہی پس اگر ایک طرف سے شہر سے باہر نکل گیا اور دوسری طرف کے شہر کے مکانات اُسکے محاذی ہین تو قصر کرین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر جسطرف سے نکلتا ہی اُسطرف کوئی ایسا محلہ ہو جو اب شہر سے جدا ہو گیا ہو اور پہلے ملا ہوا تھا تو جبتک اُس محلہ سے باہر نہو جاوے نماز کا قصر نہ کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور مسافر کو رخصت کا حکم اُسوقت حاصل ہوگا جب تین منزل کے سفر کا قصد کرے اور اگر اتنا قصد نہ کریگا تو اگرچہ تمام دنیا کے گرد پھر آویگا رخصت سفر کا حکم حاصل نہوگا مثلاً کسی بھاگے ہوئے یا قرضدار کا پیچھا کرے یا اور اسی طرح کا سفر کرے جسمین قصد تین دن کے سفر کا نہو تو رخصت سفر کی ثابت نہوگی اور اس قصد مین صرف گمان کا غلبہ کافی ہی یقین شرط نہین یعنی اگر گمان غالب ہو کہ تین دن کا سفر کرونگا تو قصر کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہ بھی معتبر ہی کہ وہ نیت کی اہلیت رکھتا ہو پس اگر ایک لڑکا اور ایک نصرانی دونون سفر کرین اور دو دن تک چلین پھر لڑکا بالغ ہو جاوے اور نصرانی مسلمان ہو جاوے تو لڑکا پوری نماز پڑھیگا اور جو نصرانی مسلمان ہو گیا ہی وہ نماز مین قصر کریگا یہ زاہدی مین لکھا ہی اور جب تک کسی گانون یا شہر مین پندرہ دن یا زیادہ کے ٹھہرنے کی نیت نہ کرے تب تک برابر حکم سفر کا رہیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم جب ہی کہ تین دن چل لے لیکن اگر تین دن نہ چلا اور لوٹنے کا ارادہ کیا یا اقامت کی نیت کی تو جنگل مین بھی مقیم ہو جائیگا اقامت کی نیت کا اثر پانچ شرطون سے ہوتا ہی اول یہ کہ چلنا موقوف کرے پس اگر نیت اقامت کی کی اور اسی طرح چلے جاتا ہی تو نیت صحیح نہین دوسرے یہ کہ جہان ٹھہرنے کی نیت کی وہ جگہ ٹھہرنے کے لائق ہو یہان تک کہ اگر جنگل مین یا دریا مین یا جزیرہ مین ٹھہرنے کی نیت کی تو صحیح نہین تیسرے یہ کہ ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی نیت کرے چوتھے یہ کہ برابر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پانچوین یہ کہ اُسکی رائے مستقل ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ اگر مسلمانون کا لشکر کسی جگہ قصد کرے اور اُنکے ساتھ سائبان اور چھوٹے اور بڑے ڈیرے ہون اور راستہ مین کہین جنگل مین اُتر کر ڈیرے کھڑے کرین اور وہان پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد کرین تو مقیم نہ ہونگے اسلیے کہ وہ سب سے چلنے کا سامان ہی مسکن نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی جنگل کے لوگ جو ہمیشہ ڈیرہ وغیرہ مین جنگل مین رہتے ہین اُنکی نیت کرنے سے مقیم ہو جانے مین فقہا کا اختلاف ہی امام ابو یوسف رح سے اسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین مقیم نہین ہوتے اور دوسری مین مقیم ہو جاتے ہین اسی پر فتوے ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو قصر کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر کسی شہر مین برسون اس ارادہ پر رہے کہ جب اُسکا کام ہو جاویگا چلا جاویگا اور پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کرے تو نماز قصر کی پڑھے یہ تہذیب مین لکھا ہی حج کو جانے والے لوگ جب بغداد مین پہونچین اور وہان ٹھہرنے کی نیت نہ کرین اور یہ ارادہ

کرین کہ بغیر قافلہ کے نہ جاوینگے جب قافلہ جاویگا تو جاوینگے اور یہ بات معلوم ہو کہ قافلہ اب سے پندرہ روز
مین یا زیادہ دنون مین جائیگا تو پوری چار رکعتین پڑھین قصر نہ کرین۔ اگر کوئی شخص دو مقامون مین پندرہ روز
ٹھہرنے کی نیت کرے تو اگر وہ دونون مقام مستقل جدا جدا ہون جیسے کہ اور منا اور کوفہ اور حیرہ تو وہ مقیم نہوگا
اور اگر ایک مقام دوسرے مقام کا تابع ہو یہان تک کہ وہان کے لوگون پر جمعہ نہ واجب ہوتا ہو تو مقیم ہوجائیگا
اور اگر دو قریون مین پندرہ روز اسطرح ٹھہرنے کی نیت کرے کہ دن مین ایک قریہ مین رہونگا اور رات کو
ایک قریہ مین تو جب وہ رات کے رہنے کے قریہ مین داخل ہوگا تو مقیم ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور پہلے
جو دن کے رہنے کے قریہ مین داخل ہوا تھا اُسکے داخل ہونے سے مقیم نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہو کتاب مناسک
مین ہو کہ حج کو جانے والے لوگ اگر ذی الحجہ کے پہلے عشرہ مین مکہ مین داخل ہون اور وہان آدھا مہینہ
ٹھہرنے کی نیت کرین تو صحیح نہین اسواسطے کہ حج مین عرفات کو ضرور جانا پڑیگا تو شرط پوری نہوگی کہا گیا ہو کہ
عیسی بن ابان کی فقہ سیکھنے کا سبب یہی مسئلہ ہوا اور اُسکی حکایت یہ ہو کہ وہ حدیث کی طلب مین مشغول تھے
اُنھون نے کہا ہو کہ مین ذی الحجہ کے پہلے عشرہ مین اپنے ایک رفیق کے ساتھ مکہ مین داخل ہوا اور وہان
مین نے ایک پورا مہینہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور نماز پوری پڑھنا شروع کردی بعض اصحاب ابوحنیفہ رح سے
میری ملاقات ہوئی اور اُسنے کہا کہ تمنے خطا کی اسلیے کہ تمکو منا اور عرفات کو جانا پڑیگا پھر جب مین منا سے لوٹا تو میرے
رفیق نے سفر کرنے کا ارادہ کیا اور مین نے بھی اُسکی رفاقت کا قصد کیا اور نماز کا قصر شروع کردیا پھر اُن
صاحب ابوحنیفہ رح سے میری ملاقات ہوئی اور اُسنے کہا کہ تمنے پھر خطا کی اسلیے کہ ابھی تم مکہ مین مقیم ہو جب تک وہان
باہر نہ نکلوگے مسافر نہوگے تب مین نے اپنے دل مین کہا کہ مین نے ایک مسئلہ مین دو جگہ خطا کی تب مین نے امام
محمد رح کی مجلس کی طرف کوچ کیا اور فقہ مین مشغول ہوا یہ بحر الرائق مین لکھا ہو۔ اگر دار الحرب مین کسی شہر کا یا دار الاسلام
مین باغیون کا محاصرہ ایسی جگہ کرین جہان شہر نہو اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرین تو بھی نماز مین قصر کرین اسلیے
کہ ایسے موقعون مین قرار بھی ہوتا ہو اور فرار بھی ہوتا ہو پس اگرچہ گھرون مین ہون تو بھی نیت کا اعتبار نہین یہ
تمرتاشی مین لکھا ہو اسیواسطے ہمارے اصحاب نے کہا ہو کہ اگر کوئی تاجر کسی شہر مین اپنی حاجت کیواسطے داخل ہو
اور وہ اپنی حاجت پوری کرنے کیواسطے پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرے تو مقیم نہوگا اسلیے کہ اُسکا حال یہ ہو کہ
جب اُسکی حاجت پوری ہوجائیگی تو چلا جائیگا اور اگر حاجت پوری نہوگی تو ٹھہریگا پس اُسکی نیت مضبوط نہین
ہو اور یہی مسئلہ بڑی دلیل ہو اُس شخص کے الزام کے لیے جو شخص یہ کہتا ہو کہ اگر کوئی شخص کسی قریب جگہ جانے کا
ارادہ کرے اور یہ چاہے کہ سفر کی رخصتین حاصل ہوجاوین تو اُسکا حیلہ یہ ہو کہ کسی دور جگہ کے سفر کی نیت کرے
اور یہ غلط ہو یہ معراج الدرایہ سے بحر الرائق مین لکھا ہو جو شخص دار الحرب مین امن چاہکر داخل ہوا اور موضع
اقامت مین اقامت کی نیت سے ٹھہرا تو اُسکی نیت صحیح ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اگر حربیون مین سے کوئی شخص دار الحرب
مین مسلمان ہوا اور حربیون کو اُسکے اسلام کی خبر ہوئی اور اُسکو قتل کرنے کے لیے تلاش کرنے لگے اور وہ
اُنکے خوف سے تین دن کے سفر کا ارادہ کرکے بھاگا تو وہ مسافر ہوگیا اگرچہ کسی جگہ ایک مہینہ تک یا اُس سے زیادہ
چھپا رہا ہو اسلیے کہ اب وہ اُنسے لڑنے والا ہوگیا اور یہی حکم ہو اُس شخص کیواسطے جو امن مانگکر دار الحرب مین داخل

ہوا اور پھر اُن لوگون نے اپنا عہد توڑکر اسکے قتل کا ارادہ کیا اور اگر اُنمین سے کوئی شخص دارالحرب کے کسی
شہرمین مقیم تھا اور جب وہان کے لوگون نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا تو اُسی شہرمین کہین چھپ گیا تو نماز پوری پڑہے
اسواسطے کہ وہ اس شہرمین مقیم تھا جب تک وہان سے باہر نہ نکلیگا مسافر نہوگا اور اسیطرح اگر دارالحرب مین سے
کسی ایک شہر کے لوگ مسلمان ہوگئے اور اہل حرب نے اُنسے لڑائی شروع کی اور وہ جو مسلمان ہوگئے مین
اپنے شہرمین ہون تو نماز پوری پڑھین اور اسی طرح اگر اہل حرب اُنکے شہر پر غالب ہوجاوین اور وہ مسلمان
ایک منزل چلنے کا قصد کرکے وہان سے نکلین تب بھی وہ نماز پوری پڑھینگے اور اگر تین دن کے سفر کا قصد کرکے
نکلین گے تو نماز مین قصر کرینگے اگر پھر اپنے شہرمین آوین اور اب مشرکین اُس شہرمین نہون تو نماز پوری کرینگے اور
اگر مشرکین اُنکے شہر پر غالب ہین اور وہان مقیم ہین پھر اُس شہرمین آوین اور اُسکو خالی کردین تو مسلمان اگر اُس شہر
مین اپنا گھر اور منزل بنالین اور وہان سے نکلنے کا قصد نہ کرین تو وہ دارالاسلام ہوگیا اُسمین پوری نماز پڑھین اور
اگر وہان گھر بنانے کا ارادہ نہو اور وہان ایک مہینہ ٹھہر کر دارالاسلام کیطرف آنیکا ارادہ ہو تو نماز کا قصر کرین یہ
محیط مین لکھا ہے اگر دارالحرب مین کوئی مسلمان قیدی ہو پھر یکایک اُنسے چھوٹ جاوے اور کسی غار وغیرہ مین پندرہ
روز ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو وہ مقیم نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے تجنیس مین ہے کہ اگر مسلمانون کا لشکر دارالحرب مین داخل
ہوا اور کسی شہر پر غالب ہوجاوین اور اُسکو اپنا گھر بنالین تو پوری نماز پڑھین اور اگر اُسکو اپنا گھر نہ بناوین لیکن ایک
مہینہ یا زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کرین تو نماز مین قصر کرین یہ بحرالرائق مین لکھا ہے۔ اور جو شخص دوسرے کا تابعدار ہو اور
اُسکی تابعداری اُسپر لازم ہو تو وہ اُسی کی اقامت سے مقیم ہوگا اور اُسی کے سفر کی نیت پر نکلنے سے مسافر ہوگا یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہے پس شہرمین امیر کی اقامت کی نیت کرنے سے فوج کا سپاہی جنگل مین مقیم ہوگا یہ کافی کے
نواقض وضو کے بیان مین لکھا ہے اصل اسمین یہ ہے کہ جو شخص اقامت اپنے اختیار سے کرسکتا ہے وہ اپنی نیت سے
مقیم ہوجاتا ہے اور جو شخص اقامت اپنے اختیار سے نہین کرتا وہ اپنی نیت سے مقیم نہین ہوتا یہانتک کہ عورت
اگر اپنے شوہر کے ساتھ اور غلام اپنے مالک کے ساتھ اور شاگرد اپنے اُستاد کے ساتھ اور نوکر اپنے آقا کے ساتھ
اور سپاہی اپنے امیر کے ساتھ سفر کرین تو ظاہر روایت کے بموجب وہ اپنی نیت سے مقیم نہونگے یہ محیط مین لکھا ہے عورت
اپنے شوہر کی تابعدار اُسوقت ہوتی ہے جب وہ اُسکا مہر معجل ادا کردے اور اگر نہ ادا کرے تو دخول سے پہلے
تابعدار نہوگی اور سپاہی اپنے امیر کا تابعدار اُسوقت ہوتا ہے کہ اُسکا کھانا امیر کے پاس سے ہو یہ تبیین مین لکھا ہے
لیکن اگر وہ اپنے مال سے کھانا کھاتا ہو تو اُسکو اپنی نیت کا اعتبار ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ جو شخص قرض کے بدلے قید
ہو اور اپنے قرضخواہ کی حوالات مین ہو تو اُسمین صاحب قرض کی نیت کا اعتبار ہے یہ اُسوقت ہے جب وہ قرضدار
اُس قرض کو ادا نہ کرسکتا ہو اور اگر ادا کرسکتا ہے تو قرضدار کی نیت کا اعتبار رہے اور اگر وہ یہ ارادہ کرلے کہ
اُسکا قرض ادا نہ کرونگا تو وہ مفلس کے حکم مین ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اگر کسی غلام کے سفرمین دو مالک ہون
ایک نے اقامت کی نیت کی دوسرے نے نکی پس اگر اُن دونون نے اُنکو نوبت بہ نوبت خدمت کے لیے مقرر کیا ہے
تو غلام مقیم کی خدمت کے روز پوری نماز پڑھے اور مسافر کی خدمت کے روز قصر کرے اور اگر نوبت خدمت
کی مقرر نہین ہے تو اُسکو چاہیے کہ اصل کے اعتبار سے چار رکعتین پڑھے اور دو رکعتون کے بعد احتیاطاً قعدہ

کرے یہ غیاثیہ مین لکھا ہی۔ اگر تابعدار کو اپنے اصل کی اقامت کا حال معلوم نہو تو بعضون نے کہا ہی کہ وہ مقیم ہو جاتا ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ مقیم نہین ہوتا اور یہی اصح ہی اسلیے کہ معلوم ہونے سے پہلے حکم لازم ہوجانے مین حرج
اور نقصان ہی اور وہ شریعت مین دفع کیا جاتا ہی غلام جب اپنے آقا کے ساتھ نکلے تو اُسکو چاہیے کہ اُس سے پوچھ
لے اگر نہ بتا دے تو پوری نماز پڑھے اور اگر چند روز چار رکعتین پڑھین اور دوسری رکعت مین قعدہ نہ کیا پھر اُسکے
مالک نے اُسکو خبر دی کہ مین جب سے نکلا ہون سفر کی نیت سے نکلا ہون تو اصح یہ ہی کہ وہ اُسکا اعادہ نہ کرے
اُسی سبب سے جسکو ہم بیان کر چکے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر غلام اپنے مالک کی امامت کرے اور اُس جماعت
مین اور بھی مسافر ہون اور ایک رکعت کے بعد مالک نے اقامت کی نیت کر لی تو اُسکی نیت اُس غلام کے
حق مین صحیح ہی اور امام محمد رح کے قول کے بموجب اور جماعت والون پر اُسکا حکم جاری نہوگا پس غلام کو چاہیے
کہ دو رکعتین پڑھے اور پھر مسافرون مین سے سلام پھیرنے کیواسطے کسی کو آگے بڑھا دے پھر غلام اور مالک
کھڑے ہو کر اپنی نماز تمام کرین اور ہر ایک اُنمین سے چار رکعتین پڑھے اور بعضون نے کہا ہی کہ مالک اپنی نیت
غلام کو اسطرح بتا دے کہ غلام کے مقابلہ مین کھڑا ہو جاوے پھر دو اُنگلیان کھڑی کرے اور اُنسے اشارہ کرے
پھر چار اُنگلیان کھڑی کرے اور اُن چار اُنگلیون سے اشارہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مسافر نماز مین وقت
نماز کے اندر نیت اقامت کی کرے تو پوری نماز پڑھے خواہ منفرد ہو خواہ مقتدی خواہ مسبوق خواہ مدرک اور اگر
لاحق ہو اور امام کے فارغ ہونے کے بعد اقامت کی نیت کی تو نماز پوری نہ پڑھے اور اگر امام کے فارغ
ہونے سے پہلے اقامت کی نیت کی تو اگر لاحق نے اقامت کی نیت کے بعد کلام کر لیا ہی اور وقت نماز ابھی باقی
ہی تو چار رکعتین پڑھے اور اگر وقت نکل گیا ہی تو دو رکعتین پڑھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر وقت نکل گیا ہی
اور وہ ابھی نماز مین ہی پھر اقامت کی نیت کی تو اس نماز مین فرض اُسکے چار رہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ مسافر
نے اگر سلام کے بعد اقامت کی نیت کی اور اُسپر سہو تھا تو اُس نماز مین اُسکی نیت صحیح نہو گی اسواسطے کہ
اُسنے نماز سے نکلنے کے بعد اقامت کی نیت کی ہی اور سجدۂ سہو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے
بموجب اُس سے ساقط ہو جائیگا اسلیے کہ اگر وہ سجدۂ سہو کی طرف عود کریگا تو فرض اُسکے چار ہو جائینگے اور سجدہ
نماز کے اندر واقع ہوگا اسلیے نماز باطل ہو جاویگی اور اگر سہو کا سجدہ کر لیا اور پھر اقامت کی تو نیت اُسکی صحیح ہی
اور نماز اُسکی چار رکعت ہو جاویگی خواہ ایک سجدہ کیا ہو یا دو سجدہ کیے ہون اور اگر سجدہ کے اندر اقامت کی نیت
کی تو بھی یہی حکم ہی اسلیے کہ جب اُسنے سجدہ کیا تو تحریمہ نماز پھر آگیا اور وہ صورت ہو گئی کہ گویا اُسنے اقامت کی نیت
نماز کے اندر کی ہی اگر کسی نماز کے اول وقت مین مسافر تھا اور وہ نماز اُسنے قصر سے پڑھ لی پھر اسی وقت مین
اقامت کی نیت کر لی تو اُس نماز کا فرض نہ بدلیگا اور اگر نماز ابھی پڑھی نہین یہان تک کہ نماز کے آخر وقت مین
اقامت کی نیت کی تو فرض اُسکی چار رکعت ہو جاوینگی اگرچہ وقت اسی قدر باقی ہو جسمین پوری نماز نہین پڑھ سکتا
تھوڑی پڑھ سکتا ہی اور اگر وقت کے گذرنے کے بعد اقامت کی نیت کی تو سفر کی نماز کی قضا پڑھیگا یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی کسی شخص نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اُسی وقت کے اندر سفر کیا پھر عصر کی نماز اپنے
وقت مین پڑھی پھر سفر کو سورج کے غروب ہونے سے پہلے ترک کر دیا پھر یاد آیا کہ اُسنے ظہر اور عصر کی

نماز بے وضو پڑھی تھی تو ظہر کی دو رکعتین پڑھے اور عصر کی چار رکعتین پڑھے اور اگر ظہر و عصر کی نماز ایسے
حال مین پڑھی کہ وہ مقیم تھا پھر آفتاب ڈوبنے سے پہلے سفر کیا پھر اُسکو یاد آیا کہ اُسنے ظہر اور عصر کو بے وضو
پڑھا ہی تو ظہر کی چار رکعت اور عصر کی دو رکعت قضا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی مسافر نے اور مسافرون
کی امامت کی اور امام کو حدث ہو گیا اور اُسنے کسی مسافر کو خلیفہ کر دیا اور اُسنے اقامت کی نیت کر لی تو مقتدیون کا
فرض نہ بدلیگا اور اگر پہلے امام نے اقامت کی نیت بعد حدث کے مسجد کے نکلنے سے پہلے کر لی تو اُسکی اور
تمام قوم کی فرض کی چار رکعتین ہو جاوینگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ کسی مسافر نے مسافر سے اقتدا کیا پھر امام کو
حدث ہوا اور اُسنے کسی مقیم کو خلیفہ کر دیا تو مقتدی کو پوری نماز پڑھنا لازم نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر
مسافر نے مقیم سے اقتدا کیا تو چار رکعتین پوری پڑھے اور اگر نماز کو فاسد کر دیا تو دو رکعتین پڑھے اور اگر
بہ نیت نفل اقتدا کیا پھر اُس نماز کو فاسد کر دیا تو چار رکعتین لازم آوینگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر امام مسافر
تھا اور مقتدی مقیم تھے تو امام دو رکعتین پڑھ کر سلام پھیر دے اور مقتدی اپنی نماز پوری کرین یہ ہدایہ مین لکھا ہی
اور وہ سب مسبوق کی طرح منفرد ہو گئے لیکن وہ اصح قول کے بموجب قرأت نہین پڑھینگے یہ تبیین مین لکھا
ہی۔ امام کے لیے مستحب یہ ہی کہ کہدے کہ اپنی نمازین پوری کر لو مین مسافر ہون یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ بادشاہ
اگر سفر کرے تو قصر کی نماز پڑھے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ جمعہ کے روز زوال سے پہلے اور بعد سفر کے واسطے
نکلنا مکروہ نہین ہی اور اگر وہ جانتا ہو کہ مین اپنے شہر سے جمعہ کا وقت گذر جانے کے بعد نکلونگا تو جمعہ کو
حاضر ہونا اُسکو واجب ہی اور جمعہ کے ادا کرنے سے پہلے نکلنا مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ عورت تین
دن یا زیادہ کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔ اور وہ لڑکا جو ابھی بالغ نہین ہی اور ایسے ہی وہ شخص جو خفیف العقل
ہو محرم نہین ہوتا اور بہت بوڑھا جسکی عقل درست ہو محرم ہی یہ محیط کے کتاب الاستحسان والکراہت مین لکھا ہی
جب مسافر اپنے شہر مین داخل ہو تو اگرچہ نیت اقامت کی نہ کرے مگر نماز پوری پڑھے خواہ وہان اپنے اختیار
سے آیا ہو خواہ کسی ضرورت سے آیا ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی عامہ مشائخ کا قول ہی کہ وطن تین قسم ہی
ایک وطن اصلی اور وہ اُسکے پیدا ہونے کی جگہ ہی یا وہ شہر جہان اُسکے اہل و عیال ہون دوسرا وطن سفر
اور اُسکا نام وطن اقامت ہی اور وہ وہ شہر ہی کہ جہان مسافر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لے
اور تیسرا وطن سکنہ اور وہ وہ شہر ہی جہان مسافر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے اور ہمارے مشائخ مین سے
محققین کا یہ قول ہی کہ وطن دو ہین ایک وطن اصلی دوسرے وطن اقامت وطن سکنہ کا اُنھون نے اعتبار نہین
کیا یہی صحیح ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی وطن اصلی وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہی جب اپنے پہلے شہر سے مع اپنی زوجہ کے منتقل ہو جاوے
اور اگر مع اپنی زوجہ کے منتقل نہوا اور دوسرے شہر مین دوسرا نکاح کر لیا تو پہلا وطن باطل نہوگا اور دونون مین پوری
نماز پڑھیگا اور وطن اصلی سفر کرنے اور وطن اقامت سے باطل نہین ہوتا وطن اقامت وطن اقامت سے اور سفر
کرنے سے اور وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر وطن اصلی سے مع اپنے اہل و عیال اور سامان کے
کسی شہر کو اُٹھ گیا لیکن پہلے شہر مین اُسکا گھر اور زمینین باقی ہین تو کہا گیا ہی کہ پہلا شہر اُسکا وطن باقی رہیگا امام محمدؒ نے
اپنی کتاب مین اسیطرف اشارہ کیا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی وطن اصلی کے لیے اول سفر ہونا شرط نہین ہی اسلیے کہ وہ بالاجماع وطن اصلی ہی

محیط مین لکھا ہی اور وطن اقامت کے مقرر کرنے سے پہلے سفر کی شرط ہونے مین دو روایتین ہین ایک یہ کہ وطن اقامت تین دن کے سفر کے بعد مقرر ہوتا ہی اور دوسرے یہ کہ وہ تین دن کے سفر سے پہلے بھی ہو جاتا ہی اگرچہ اُسکے اور اُسکے اہل وعیال کے درمیان مین تین دن کا فاصلہ نہو یہی ظاہر روایت ہی یہ بحر الرائق مین و شرح منیہ امیر الحاج مین ہی مسافر کو اگر چورون یا ڈاکو دنکا خوف ہوا در رفیقون کے آجانیکا بھی گمان نہو تو اُسکو نماز مین تاخیر کرنا جائز ہی اسلیے کہ وہ معذور ہی یہ فتاوی غرائب مین لکھا ہی **اور اسی بیان سے ملتے ہوئے ہین سواری پر اور کشتی مین نماز پڑھنے کے مسئلے** شہر سے باہر جانور پر سوار ہو کر نفل پڑھنا جائز ہی اور جدھر کو جانور جاتا ہو ادھر ہی کو اشارہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جانور کا جسطرف کو رخ ہی اگر اُسکی دوسری طرف کو نماز پڑھی تو جائز نہو گی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک شہر کے اندر جانور پر سوار ہو کر نماز پڑھنا جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ شہر سے باہر نکلنے کے بعد مسافر اور غیر مسافر برابر ہین یہان تک کہ اگر کوئی شخص اپنی زمینون کو جاتا ہو اور مسافر نہو تو اُسکو جانور پر نفل نماز پڑھنا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اس بات مین اختلاف ہی کہ شہر سے باہر نکلنے کی حد کیا ہی اور راجح یہ ہی کہ جو مسافر کے واسطے قصر کے جواز کی حد ہی وہی حکم اس مسئلہ مین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور سواری پر نماز پڑھنے کا قاعدہ یہ ہی کہ اشارون سے نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور حجۃ مین ہی کہ زین یا پالان پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور قرأت پڑھے اور رکوع اور سجدہ کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور سجدہ مین رکوع سے زیادہ جھکے مگر کسی چیز پر اپنا سر نہ رکھے خواہ جانور چلتا ہو یا کھڑا ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر کوئی چیز اُسکے پاس رکھی ہو اُسپر سجدہ کرے یا جانور کی زین پر سجدہ کرے یہ جائز نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جس جانور پر چاہے اشارہ سے نماز پڑھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور قبلہ کی طرف کو نماز شروع کرے یا قبلہ سے پیٹھ پھیرے ہوے نماز شروع کرے سب صورتون مین ہمارے نزدیک ایک حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور حجۃ مین ہی کہ یہی مختار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جدا جدا نماز پڑھین اگر جماعت سے نماز پڑھینگے تو امام کی نماز پوری ہو گی اور جماعت کی نماز فاسد ہو گی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جب جانور پر شہر سے باہر نماز پڑھتا ہو تو کیا اُسکو جانور کا ہانکنا جائز ہی تو شیخ الاسلام نے شرح السیر مین لکھا ہی کہ اس مسئلہ مین تفصیل ہی اگر جانور اپنے آپ چلتا ہو تو اُسکا ہانکنا جائز نہین اور اگر اپنے آپ نہ چلتا ہو اور اُسکو کوڑے سے ڈراوے یا مارے تو نماز فاسد نہین ہوتی اسلیے کہ وہ عمل قلیل ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی سنت مؤکدہ نفل کے حکم مین ہی جانور پر جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر نفل نماز جانور پر شہر سے باہر شروع کی پھر نماز سے فارغ ہونے سے پہلے شہر مین داخل ہو گیا تو اکثر کا مذہب یہ ہی کہ وہ سواری سے اُترکر نماز کو پوری کرے یہی اختیار کیا گیا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اگر نفل نماز زمین پر شروع کی اور سواری مین اُسکو تمام کیا تو جائز نہین اور اگر سواری پر شروع کی اور اُترکر تمام کیا تو جائز ہی یہ متون مین لکھا ہی - دو شخص ایک محمل مین سوار ہین اور نفل مین ایک دوسرے کا اقتدا کرے تو جائز ہی اور اسیطرح حالت ضرورت مین فرض مین بھی جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی خواہ اُس محمل کے ایک ہی جانب دونون ہون خواہ دو جانبون مین ہون اسلیے کہ اُن دونون مین کوئی ایسی چیز حائل نہین جو اقتدا کی

مانع ہوا اور اگر ہر ایک جدا جدا جانور پر سوار ہو تو مقتدی کی نماز جائز نہوگی اسواسطے کہ دونون جانورون کے درمیان مین راستہ چلتا ہوا ہی اور وہ صحبت اقتدا کا مانع ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ فرض نماز جانور پر جائز نہین مگر عذر سے جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اسی طرح واجب نمازین جیسے وتر و نذر کی نماز اور وہ نماز جو شروع کر کے فاسد کر دی اور جنازہ کی نماز اور جو آیہ سجدہ زمین پر پڑھی تھی اُسکا سجدہ تلاوت سواری پر جائز نہین مگر عذر مین جائز ہی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور منجملہ عذرون کے یہ ہی کہ جانور سے اُترنے مین اپنی جان پر یا کپڑون پر یا جانور پر یا چور یا درندہ یا دشمن کا خوف ہو یا جانور ایسا شریر ہو کہ اگر اُس پر سے اُترے تو بغیر دوسرے کی مدد کے چڑھ نہ سکیگا یا بہت بوڑھا ہو کہ ضعف کی وجہ سے خود نہین چڑھ سکتا اور دوسرا کوئی چڑھانے والا نہین یا تمام زمین مین کیچڑ ہو کہین خشک جگہ نماز کے واسطے نہو یہ محیط مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب کیچڑ اسقدر ہو کہ جسمین اُسکا منھ دھس جاوے اور اگر اسقدر نہو لیکن زمین تر ہو تو زمین پر نماز پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جب ان عذرون کی وجہ سے فرض نماز سواری پر پڑھے تو پھر جب اُترنا ممکن ہوگا تو نماز کا اعادہ لازم نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی معذور کو اگر جانور کا روکنا ممکن ہو تو جانور کو روک کر اشارون سے نماز پڑھے اور اگر نہ روکیگا تو نماز جائز نہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ گاڑی اگر ایک طرف سے جانور کے اوپر ہو اور وہ چلتی ہو یا نہ چلتی ہو تو اُسمین نماز پڑھنے کا وہی حکم ہی جو جانور پر نماز پڑھنے کا حکم ہی اور اگر کسی طرف سے جانور پر نہو تو وہ بمنزلہ تخت کے ہی اور اسی طرح اگر اپنے محمل کے نیچے ایک لکڑی گاڑے جس سے وہ زمین پر ٹھہر جاوے جانور پر نہو تو وہ بمنزلہ زمین کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی جانور پر اگر نجاست ہو تو کچھ حرج نہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر زین پر یا رکابون پر نجاست ہوگی تو مانع نماز ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر صرف رکابون پر ہی تو مانع نماز نہین اور اصح یہ ہی کہ نجاست خواہ زین پر ہو یا رکابون پر ہو کہین مانع نماز نہین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی کشتی مین نماز پڑھی تو مستحب یہ ہی کہ اگر قادر ہو تو فرض نماز کے واسطے کشتی سے باہر نکلے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کشتی چلتی ہو اور قیام پر قادر ہو اور پھر بیٹھکر نماز پڑھتا ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہی اور امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز نہین اور اگر کشتی بندھی ہوئی ہو چلتی نہو تو اُسمین بیٹھکر نماز پڑھنا بالاجماع جائز نہین یہ تہذیب مین لکھا ہی اگر کشتی مین کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور وہ بندھی ہوئی اور زمین پر ٹھہری ہوئی ہو تو جائز ہی اور اگر زمین پر ٹھہری ہوئی نہو اور اُس سے باہر نکلنا ممکن ہی تو نماز اُسمین جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر دریا کے اندر ٹھہری ہوئی ہی اور وہ ہلتی ہی تو اصح یہ ہی کہ اگر ہوا اسکو بہت ہلاتی ہی تو وہ چلتی ہوئی کے حکم مین ہی اور اگر تھوڑا ہلاتی ہی تو ٹھہری ہوئی کے حکم مین ہی یہ تمرتاشی مین لکھا ہی۔ اگر ایسی حالت ہو کہ اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھیگا تو دوران سر پیدا ہوگا تو کشتی مین بیٹھکر نماز پڑھنا بالاجماع جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی کشتی مین نماز شروع کرتے وقت قبلہ کو منھ کرنا لازم ہی یہ کافی کے باب صلوۃ المریض مین لکھا ہی اور جب کشتی گھومے تو نماز پڑھنے والا منھ اپنا قبلہ کو پھیرے اور اگر باوجود قدرت کے منھ نہ پھیریگا تو نماز جائز نہوگی۔ اگر کشتی مین اشارون سے نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ پر قادر ہی تو سب کے قول کے بموجب نماز جائز نہوگی یہ مضمرات کے باب صلوۃ المسافر مین لکھا ہی۔ اگر کشتی کے اندر اقامت کی نیت کرے تو مقیم نہوگا کشتی کے مالک اور ملاح کے لیے بھی یہی حکم ہی لیکن کشتی اگر اسکے شہر یا گاؤن سے قریب ہو

تو اُسوقت اصلی اقامت کی وجہ سے مقیم ہو جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی ولوالجیہ مین ہی کہ اگر مقیم نے حالت اقامت
مین کشتی مین نماز پڑھی جو دریا کے کنارے پر لگی ہوئی تھی پھر وہ کشتی ہوا کی وجہ سے چل نکلی اور وہ کشتی کے اندر نماز
پڑھتا ہی اور اُسوقت اُسنے سفر کی نیت کر لی تو امام ابویوسف رح کے نزدیک وہ مقیم کی طرح پوری نماز پڑھیگا اور
حجہ مین ہی کہ فتوی احتیاطاً امام ابویوسف رح کے قول پر ہی اور عتابیہ مین ہی کہ اگر مسافر نے کشتی کے اندر شہر سے باہر
نماز شروع کی اور اسی حالت مین کشتی چلتے چلتے شہر کے اندر داخل ہو گئی تو وہ پوری چار رکعتین پڑھیگا یہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہی جو شخص کشتی کے اندر ہو اُسکو اُس شخص سے جو دوسری کشتی مین نماز پڑھتا ہو اقتدا جائز نہین لیکن اگر
دونون کشتیان ملی ہوئی ہون تو اقتدا جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور نوازل مین ہی کہ اگر دونون ایسی پاس ہون
کہ بغیر دقت ایک سے دوسری مین کود سکتا ہی تو وہ دونون کشتیان ملی ہوئی کے حکم مین ہین اور دونون گروہ
کی نماز جائز ہو جاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جو شخص زمین پر کھڑا ہو وہ کشتی کے امام کے پیچھے اقتدا کرے
یا جو کشتی مین ہو وہ زمین والے امام کا اقتدا کرے تو اگر ان کے درمیان مین راستہ ہی یا کچھ نہر ہی تو اقتدا جائز
نہین ورنہ جائز ہی۔ اور اگر کشتی کے سائبان پر کھڑا ہو کر اُس امام سے اقتدا کیا جو کشتی مین ہی تو اُسکا اقتدا صحیح
ہی لیکن اگر امام سے آگے ہو گیا تو صحیح نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر نماز کے اندر کشتی کو باندھے تو از سر نو نماز پڑھے
اسلیے کہ وہ عمل کثیر ہی یہ محیط مین لکھا ہی

سولھوان[16] باب جمعہ کی نماز کے بیان مین

جمعہ کی نماز فرض عین ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی جمعہ کے
واجب ہونے کے لیے نماز پڑھنے والے مین چند شرطین ہونی چاہیین آزاد ہونا اور مرد ہونا اور مقیم ہونا اور
تندرست ہونا یہ کافی مین لکھا ہی اور چلنے پر قادر ہونا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور بینا ہونا یہ تمرتاشی مین لکھا ہی پس
غلام پر اور عورتون پر اور مسافر پر اور مریض پر جمعہ واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی لنگڑے پر بالاجماع جمعہ
واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر اُسکو کوئی اُٹھا کر لیجانے والا ہو تو بھی اُسپر جمعہ واجب نہین یہ زاہدی مین لکھا
ہی اور اندھے کا اگرچہ کوئی ہاتھ پکڑ کر لیجانے والا ہو تو بھی اُسپر جمعہ واجب نہین یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اور بہت
بوڑھا جو ضعیف ہو گیا ہی وہ مریض کے حکم مین ہی اُسپر بھی جمعہ واجب نہین اور اگر مینہ بہت برستا ہو یا کوئی شخص
بادشاہ ظالم کے خوف کی وجہ سے چھپا ہوا ہو تو جمعہ ساقط ہو جاتا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی مالک کو اختیار ہی کہ
غلام کو جمعہ اور جماعت عیدین مین جانے سے منع کرے اور مکاتب پر جمعہ واجب ہی اور اگر غلام تھوڑا آزاد
ہو گیا ہو اور باقی کے واسطے کوشش کرتا ہو تو اُسپر بھی جمعہ واجب ہی اور غلام ماذون اور اُس غلام پر جو روزانہ
کچھ ادا کرتا ہو جمعہ واجب نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اُس غلام مین جو جامع مسجد کے دروازہ پر
اپنے مالک کے جانور کی حفاظت کے واسطے ہو اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ اگر جانور کی حفاظت مین خلل نہ ہو تو
جمعہ پڑھے یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ آقا کو اختیار ہی کہ اپنے نوکر کو جمعہ مین جانے سے منع کرے یہ قول
امام ابوحفص رح کا ہی اور ابو علی دقاق نے کہا ہی کہ شہر کے اندر اُسکو منع کرنا جائز نہین لیکن اگر جامع مسجد
دور ہوگی تو اُسوقت اجرت ساقط ہو جاویگی جسقدر وہ جمعہ مین مشغول ہوا ہی اور اگر دور نہ ہوگی تو کچھ اجرت
ساقط نہوگی اور جو اجرت کم ہو گئی اُسکے مطالبہ کا اجیر کو اختیار نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور ظاہر متون سے دقاق

کا قول ثابت ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی جس شخص پر جمعہ واجب نہین ہی اگر وہ اُسکو ادا کریگا تو اُسوقت کا فرض
ادا ہوجاویگا یہ کنز مین لکھا ہی اور جمعہ کے ادا ہونے کی چند شرطین ہین جو نماز پڑھنے والے سے خارج ہین
منجملہ اُنکے مصر ہی یہ کافی مین لکھا ہی مصر ظاہر روایت کے بموجب وہ جگہ ہی جہان مفتی اور قاضی ہو جو حدود کو
قائم کرے اور احکام جاری کرے اور کم سے کم اُسکی آبادی منا کے برابر ہو یہ ظہیریہ اور فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی اور خلاصہ مین ہی کہ اسی پر اعتماد ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور حدود کے قائم کرنے کے یہ معنی ہین کہ
اُنپر قدرت ہو یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور جسطرح جمعہ کا ادا کرنا مصر مین جائز ہی اسی طرح اُسکا ادا کرنا فناے مصر
مین جائز ہی اور فناے مصر وہ مقام ہی جو مصر کی مصلحتون کے واسطے اُسکے متصل مقرر کیا جاوے اور جو شخص ایسی
جگہ مقیم ہو کہ اُسکے اور شہر کے درمیان مین تھوڑا سا فاصلہ ہوجاوے اور اُسمین کھیت اور چراگاہ ہون جیسے کہ
بخارا کا قلعہ ہی تو وہان کے لوگون کو جمعہ واجب نہوگا اگرچہ اذان کی آواز وہان تک پہونچتی ہو ایک میل یا کئی
میلون کے فاصلہ کا کچھ اعتبار نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی فقیہ ابوجعفر نے امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح سے
یہی روایت کی ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے اسی کو اختیار کیا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی گانون کا رہنے والا
آدمی جب شہر مین داخل ہو اور جمعہ کے دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو اُسپر جمعہ لازم ہوجاویگا کیونکہ اُس دن کے
واسطے وہ بھی اس شہر کے رہنے والون کے حکم مین ہی اور اگر یہ نیت کرے کہ اُسی دن جمعہ کا وقت داخل
ہونے سے پہلے یا بعد چلا جاویگا تو اُسپر جمعہ واجب نہین لیکن اگر جمعہ پڑھ لیگا تو اجر پاویگا یہ فتاوی قاضی خان
اور تجنیس اور محیط مین لکھا ہی اور گانون اور جنگلون کے رہنے والے جنپر جمعہ واجب نہین ہی اُنکو جائز ہی کہ جمعہ کے
دن ظہر کی نماز جماعت اور اذان اور اقامت سے پڑھین اور مسافر اگر جمعہ کے روز شہر مین نماز پڑھین تو جدا جدا
نماز پڑھین اور یہی حکم ہی شہر والون کے لیے اگر جمعہ اُنسے فوت ہوجاوے اور قیدیون اور مریضون کے لیے
اور جماعت سے نماز پڑھنا اُنکو مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور منا مین موسم حج مین خلیفہ یا امیر حجاز کو
جمعہ قائم کرنا جائز ہی امیر موسم کو جائز نہین یہ وقایہ مین لکھا ہی۔ خواہ امیر موسم مسافر ہو یا مقیم ہو لیکن اگر امیر عراق
یا امیر مکہ کی طرف سے اُسکو اذن ہو تو جائز ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر وہ مقیم ہو تو جائز ہی اور مسافر ہو تو جائز
نہین اور صحیح پہلا قول ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور اس موسم کے سوا اور دنون مین وہان جمعہ جائز نہین یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی۔ عرفات مین بالاتفاق جمعہ جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی ایک شہر مین جمعہ کئی مقامون مین ادا ہوسکتا
ہی اور یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہی اور یہی اصح ہی اور امام سرخسی نے کہا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کا
صحیح مذہب یہی ہی اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر جمعہ کے روز بارش بہت ہو تو لوگ
اگر جمعہ مین حاضر نہون تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی جس مقام مین جمعہ کے جائز ہونے مین شک ہو اسوجہ سے
کہ اُسکے مصر ہونے مین شک ہو یا اور کوئی وجہ ہو اور وہان کے لوگ جمعہ قائم کرین تو چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے
بعد چار رکعتین ظہر کی نیت سے پڑھ لین تاکہ اگر جمعہ اپنے موقع پر واقع نہو تو اُسوقت کا فرض یقیناً ادا
ہوجاوے یہ کافی مین لکھا ہی اور یہی محیط مین لکھا ہی پھر اُسکی نیت مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ یہ نیت کرے
کہ آخر ظہر جو میرے ذمہ ہی پڑھتا ہون اور یہی احسن ہی اور زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ یون کہے کہ نیت کرتا ہون آخر ظہر کی

جسکا وقت مین نے پایا اور نماز ابھی تک نہین پڑھی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور فتاوی آہو مین ہی کہ جمعہ کے بعد جو ہمارے
ملک مین چار رکعتین پڑھی جاتی ہین اُن چارون مین الحمد اور سورۃ پڑھنا چاہیے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور منجملہ
اُنکے سلطان ہی عادل ہو یا ظالم یہ تاتارخانیہ مین نصاب سے نقل کیا ہی یا وہ شخص جسکو سلطان نے حکم کیا ہی اور
وہ امیر ہی یا قاضی یا خطیب یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی یہان تک کہ جمعہ کا قائم کرنا بغیر حکم سلطان یا نائب سلطان
کے جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی شخص نے جمعہ کے روز بغیر اذن امام کے خطبہ پڑھا اور امام حاضر
ہی تو یہ جائز نہین لیکن اگر امام نے حکم کیا ہو تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر امیر بیمار ہوا اور اُسکا
کوتوال نماز پڑھاوے تو جائز نہین لیکن اُسکے اذن سے پڑھاوے تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے
نقل کیا ہی۔ غلام اگر کسی ضلع کا حاکم ہو جاوے اور جمعہ پڑھاوے تو جائز ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ جمعہ کی نماز ایسے
شخص کے پیچھے جو بطور تغلب حاکم ہو گیا ہو اور خلیفہ کی طرف سے اُسکے پاس فرمان نہ ہو اگر خصلت اُسکی مثل امرا
کے ہو اور اپنی رعیت پر احکام بطور ولایت جاری کرتا ہو تو جائز ہی۔ عورت اگر بادشاہ ہو تو جمعہ کے قائم کرنے
کے واسطے اُسکو حکم کرنا جائز ہی خود اُسکو جمعہ پڑھانا جائز نہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ صحیح ہمارے زمانہ مین یہ ہی
کہ صاحب شرط یعنی جو شحنہ اور والی اور قاضی کے نام سے مشہور ہوتا ہی جمعہ قائم نہ کرے کیونکہ اُنکو یہ اختیار
نہین ہوتا لیکن اگر یہ کام اُنکے ذمہ ہو اور اُنکے فرمان مین درج ہو تو جائز ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی کسی شہر کا والی
مر گیا ہو اور اُس مرے ہوئے کا خلیفہ یا صاحب شرط یا قاضی نماز پڑھاوے تو جائز ہی اور اگر وہان اُنمین سے کوئی
نہ ہو اور سب آدمی ایک شخص کو جمع ہو کر مقرر کرین اور وہ نماز پڑھاوے تو جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور اگر امام
سے اذن نہ لے سکین اور سب آدمی جمع ہو کر ایک شخص کو مقرر کر لین اور وہ جمعہ پڑھاوے تو جائز ہی یہ تہذیب
مین لکھا ہی۔ اگر خلیفہ مر گیا اور اُسکی طرف سے والی اور امیر مسلمانون کے انتظام کے واسطے مقرر تھے تو جب
تک وہ معزول نہ کیے جاوینگے اُسی طرح ولایت پر باقی رہینگے اور جمعہ قائم کرینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی امیر
کا خطبہ کے واسطے اذن دینا جمعہ کے واسطے اذن دینا ہی اور جمعہ کے واسطے اذن دینا خطبہ کے واسطے
اذن دینا ہی اگر امیر کسی کو یہ حکم دے کہ خطبہ پڑھ اور نماز نہ پڑھا تو اُسکو نماز پڑھانا جائز ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر
کوئی لڑکا یا نصرانی کسی شہر کا حاکم ہو جاوے پھر وہ نصرانی مسلمان ہو جاوے یا لڑکا بالغ ہو جاوے تو جب تک
خلیفہ کی طرف سے نیا حکم نہ ملے تب تک وہ جمعہ قائم نہین کر سکتے لیکن اگر پہلے ہی سے خلیفہ نے نصرانی کو بشرط
اسلام اور لڑکے کو بعد بلوغ جمعہ پڑھانے کی اجازت دیدی ہو تو نئے حکم کی حاجت نہین یہ تہذیب مین لکھا ہی۔
خلیفہ اگر سفر کرے اور گانون مین ہو تو وہان اُسکو جمعہ پڑھنا جائز نہین اور اگر اپنی ولایت کے کسی شہر مین گذرے
اور مسافر ہو تو جائز ہی اسلیے کہ غیرون کی نماز اُسکے اذن سے جائز ہوتی ہی پس اُسکی نماز بدرجہ اولے جائز
ہوگی۔ اگر امام نے کسی جگہ کو مصر مقرر کیا پھر وہان سے دشمن کے خوف یا اور کسی وجہ سے لوگ بھاگ
گئے پھر چند روز بعد وہان آ گئے تو جب تک نیا اذن امام کی طرف سے نہ ہوگا جمعہ قائم نہ کرینگے۔ اگر بادشاہ
کسی شہر والون کو جمعہ پڑھنے سے منع کرے تو وہ جمعہ نہ پڑھین فقیہ ابو جعفر رح نے کہا ہی کہ یہ حکم اُس وقت ہی
کہ جب بادشاہ کسی مصلحت کی وجہ سے یہ حکم کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آیندہ کو وہ شہر مصر نہ رہے لیکن اگر

دشمنی سے یا وہان کے لوگون کو ضرر پہونچانے کے واسطے یہ حکم کرے تو اُنکو اختیار ہو کہ کسی شخص پر اتفاق کرکے جمعہ پڑھ لیوین یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ امام جب معزول ہوجاوے تو اُسکو جب تک کہ کتبہ اُسکی معزولی کا نہ آجاوے یا دوسرا امیر اُسکے اوپر مقرر ہوکر نہ آوے اُسکو جمعہ پڑھانا جائز ہو اور جب کتبہ اُسکی معزولی کا آجاوے یا دوسرے امیر کا آجانا معلوم ہوجاوے تو جمعہ پڑھانا اُسکا باطل ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر امام نے جمعہ کی نماز شروع کردی پھر دوسرا والی یا امام مقرر کردیا تو وہ اُسی طرح نماز پڑھاتا رہے یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ جن شہرون کے والی کافر ہون وہان مسلمانون کو جمعہ قائم کرنا جائز ہو اور قاضی مسلمانون کی رضامندی سے مقرر ہوسکتا ہو اور وہان کے لوگون پر واجب ہو کہ مسلمان والی مقرر کرنے کی جستجو کرتے رہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہو اور منجملہ اُنکے ظہر کا وقت ہو۔ اگر جمعہ کی نماز کے اندر ظہر کا وقت خارج ہوجاوے تو جمعہ فاسد ہوجاویگا اور اگر بقدر تشہد قعدہ کرنے کے بعد وقت خارج ہوا تو بھی امام ابوحنیفہ رہ کے نزدیک یہی حکم ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ جمعہ پڑھنے والے کو جائز نہین کہ اُسپر ظہر کی نماز بنا کرے کیونکہ دونون نمازین مختلف ہین یہ تبیین مین لکھا ہو۔ مقتدی اگر جمعہ کی نماز مین سوجاوے اور وقت کے خارج ہونے کے بعد ہوشیار ہو تو نماز اُسکی فاسد ہوگئی اور اگر امام کے فارغ ہونے کے بعد ہوشیار ہوا اور وقت ابھی باقی ہو تو جمعہ پورا کرے یہ محیط مین لکھا ہو اور منجملہ اُنکے قبل نماز کے خطبہ ہو اگر بلاخطبہ کے جمعہ پڑھین یا وقت سے پہلے خطبہ پڑھ لین تو جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہو۔ خطبہ مین فرض بھی ہین اور سنتین بھی ہین۔ فرض خطبہ مین دو ہین اول وقت اور وہ زوال کے بعد اور نماز سے پہلے ہو پس اگر زوال سے پہلے یا نماز کے بعد خطبہ پڑھا تو جائز نہین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہو دوسرا فرض اللہ کا ذکر ہو یہ بحرالرائق مین لکھا ہو۔ اور الحمد یا لاالہ الا اللہ یا سبحان اللہ پڑھنا کافی ہو یہ متون مین لکھا ہو یہ اُسوقت ہو کہ جب خطبہ کے قصد سے پڑھین لیکن اگر چھینکا اور الحمد للہ یا سبحان اللہ پڑھا یا کسی چیز پر تعجب آنے کی وجہ سے لاالہ الا اللہ پڑھا تو بالاجماع خطبہ کا قائم مقام نہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو اگر تنہا خطبہ پڑھا یا عورتون کے سامنے پڑھا تو صحیح یہ ہو کہ جائز نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہو اور اگر ایک یا دو آدمیون کے سامنے خطبہ پڑھے اور تین آدمیون کے ساتھ نماز پڑھے تو جائز ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اگر خطبہ پڑھے اور سب لوگ سوتے ہین یا سب بہرے ہون تو جائز ہو یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہو اور سنتین خطبہ مین پندرہ ہین اول طہارت محدث اور جنب کو خطبہ پڑھنا مکروہ ہو دوسرے کھڑا ہونا یہ بحرالرائق مین لکھا ہو اگر بیٹھکر یا لیٹ کر خطبہ پڑھے تو جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو تیسرے قوم کی طرف متوجہ ہونا چوتھے خطبہ سے پہلے اپنے دل مین اعوذ باللہ پڑھ لینا پانچوین قوم کو خطبہ سنانا اور اگر نہ سناوے تو جائز ہو چھٹے الحمد للہ سے شروع کرنا ساتوین اللہ کی وہ تعریف کرنا جو اُسکے لائق ہو۔ آٹھوین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ پڑھنا۔ نوین نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا۔ دسوین وعظ اور نصیحت کا ذکر کرنا۔ گیارھوین قرآن پڑھنا اور اُسکا چھوڑنا بری بات ہو یہ بحرالرائق مین لکھا ہو اور خطبہ مین پڑھنے کی مقدار چھوٹی تین آیتین ہین یا بڑی ایک آیت یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو۔ بارھوین اللہ کی حمد و ثنا اور نبی علیہ السلام کے درود کا دوسرے خطبہ مین اعادہ کرنا۔ تیرھوین مسلمان مردون اور عورتون کے لیے دعا کی زیادتی کرنا۔ چودھوین خطبہ مین تخفیف کرنا کہ طوال مفصل مین

سے کسی سورۃ کے برابر رہے اس سے زیادتی مکروہ ہی پندرھوین دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھنا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - دونون خطبون مین بیٹھنے کی مقدار ظاہر روایت مین بقدر تین آیت کے پڑھنا ہے یہ سراج الوہاج مین فتاوے سے نقل کیا ہی شمس الائمہ سرخسی نے دونون خطبون مین بیٹھنے کی مقدار یہ بیان کی ہی کہ وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ مین اطمینان سے بیٹھ جاوے اور اُسکے سب اعضا اپنے مقام مین ٹھہر جاوین اُس سے زیادہ نہ کرے اور کھڑا ہو جاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی مختار وہی ہی جو شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ دونون خطبون کے درمیان مین جلسہ کا چھوڑنا برا ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی خطبہ سے پہلے بیٹھنا سنت ہی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی خطیب مین شرط یہ ہی کہ وہ جمعہ کی امامت کی لیاقت رکھتا ہو یہ زاہدی مین لکھا ہی اور سنت ہی کہ خطیب باقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھے اور مستحب ہی کہ خطیب اپنی آواز بلند کرے اور دوسرے خطبہ مین جہر بہ نسبت پہلے خطبہ کے کم ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور چاہیے کہ دوسرا خطبہ اسطرح شروع ہو الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ الخ اور خلفاء راشدین اور رسول اللہ کے دونون چچا کا ذکر مستحسن ہی اسی طرح برابر معمول چلا آتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - خطیب کے لیے خطبہ مین کلام کرنا مکروہ ہی لیکن امر معروف کرے تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - خطیب کے سوا اور شخص کو نماز پڑھانا نہ چاہیے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر امام کو خطبہ پڑھنے کے بعد حدث ہو گیا اور کسی اور شخص کو خلیفہ کیا تو اگر وہ شخص خطبہ مین حاضر تھا تو جائز ہی ورنہ جائز نہین اور اگر نماز مین داخل ہونے کے بعد حدث ہوا تو ہر شخص کو خلیفہ کرنا جائز ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی جسوقت امام خطبہ پڑھنے کے واسطے نکلے تو نماز نہ پڑھین نہ کلام کرین اور صاحبین کا قول یہ ہی کہ امام کے نکلنے کے بعد اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے اور ایسے ہی خطبہ تمام کرنے کے بعد اور نماز سے پہلے مضائقہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی خواہ ایسا کلام ہو جیسے آدمی آپسمین باتین کیا کرتے ہین خواہ سبحان اللہ پڑھنا یا چھینک یا سلام کا جواب دینا ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - لیکن فقہ کو سمجھنا اور فقہ کی کتابون پر نظر کرنا اور اُسکو لکھنا ہمارے بعض اصحابون کے نزدیک مکروہ ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر زبان سے کلام نہ کرے اور ہاتھ یا سر یا آنکھون سے اشارہ کرے مثلاً کسی کو برا کام کرتے دیکھا اور اُسکو ہاتھ سے منع کیا یا کوئی خبر سنی اور سر سے اشارہ کر دیا تو صحیح ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اُسوقت نبی علیہ السلام پر درود مکروہ ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اور خطبہ سننے مین جو شخص امام سے دور ہو وہ مثل قریب کے ہی اور اُسکے حق مین بھی خاموش رہنے کا حکم ہی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہی اور اسی مین زیادہ احتیاط ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ قرآن پڑھے اور بعضون نے کہا ہی کہ ساکت رہے اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جو نماز مین حرام ہی وہ خطبہ مین بھی حرام ہی یہانتک کہ جب امام خطبہ پڑھتا ہو تو کچھ کھانا یا پینا نہ چاہیے یہ خلاصہ مین لکھا ہی خطیب کی طرف کو منھ کرنا مستحب ہی یہ اُسوقت ہی کہ جب اُسکے سامنے ہو اور اگر اُسکے قریب یا داہنی یا بائین طرف ہو تو اُسکی طرف کو پھر کر سننے کو مستعد ہو کر بیٹھ جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور عامہ مشائخ کا یہ قول ہی کہ قوم پر اول سے آخر تک خطبہ سننا واجب ہی اور امام سے قریب ہونا بہ نسبت دور ہونے کے افضل ہی ہمارے مشائخ کا جواب صحیح یہی ہی یہ محیط مین لکھا ہی

اور امام سے قریب ہونے کے واسطے لوگون کی گردنین پھلانگ کر نہ جاوے اور ہمارے اصحاب مین سے فقیہ
ابوجعفر نے کہا ہی کہ جب تک امام نے خطبہ شروع نہین کیا تب تک پھلانگنا جائز ہی اور جب شروع کر دیا تو مکروہ ہی
اسواسطے کہ مسلمان کو چاہیے کہ جب تک امام نے خطبہ شروع نہین کیا آگے بڑھے اور محراب سے قریب ہو تاکہ پیچھے
سے آنے والون کے لیے گنجائش ہو اور امام سے قریب ہونے کی فضیلت حاصل کرے اور جب اول شخص نے
یہ نہ کیا تو اپنا مکان بلا عذر ضائع کیا پس جو شخص بعد کو آیا اُسکو اُس جگہ کے لینے کا اختیار ہی اور جو شخص امام کے
خطبہ پڑھنے مین آوے اُسکو چاہیے کہ مسجد مین اپنی جگہ پر بیٹھ جاوے اسواسطے کہ چلنا اور آگے بڑھنا حالت خطبہ مین
عمل ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی لیکن لوگون سے سوال کرنے کے واسطے پھلانگنا سب حالتون مین
بالاجماع مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور مختار یہ ہی کہ سائل اگر نماز پڑھنے والون کے سامنے نہ گذرتا ہو اور
لوگون کی گردنین نہ پھلانگتا ہو اور لوگون سے گڑگڑا کر نہ مانگتا ہو اور وہ چیز مانگتا ہو جسکا مانگنا ضرور ہی تو اُسکے
مانگنے اور دینے مین مضائقہ نہین اور اگر اس طریقہ کے موافق نہ ہو تو مسجد کے مانگنے والے کو دینا جائز نہین
یہ وجیز کردری مین لکھا ہی جب کوئی شخص خطبہ کے وقت حاضر ہو تو خواہ گھٹنے اُٹھا کر خواہ چار زانو جیسے چاہے
بیٹھ جاوے اسواسطے کہ خطبہ حقیقۃً اور عمل مین نماز نہین ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جسطرح نماز مین بیٹھتے ہین اُس
طرح بیٹھنا مستحب ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی- اگر کوئی شخص نفل پڑھتا ہو اور امام نے خطبہ شروع کر دیا تو
اگر اُسنے سجدہ نہین کیا ہی تو نماز کو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا تو دو رکعتون کے بعد نماز قطع کرے یہ قنیہ مین لکھا
ہی قوس پر یا عصا پر سہارا لگا کر خطبہ پڑھنا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی محیط مین لکھا ہی- اور جو شہر تلوار سے
فتح ہوئے ہین اُنمین خطیب تلوار گردن مین ڈال لے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے جماعت ہی اور
کم سے کم اُسمین امام کے سوا تین آدمی ہونے چاہیین یہ تبیین مین لکھا ہی یہ شرط نہین ہی کہ وہ سب لوگ خطبہ مین حاضر
ہون یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- اگر امام نے جمعہ کا خطبہ پڑھا اور لوگ بھاگ گئے اور پھر دوسرے لوگ آئے اور
اُنکے ساتھ جمعہ پڑھا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جماعت والون کے واسطے شرط یہ ہی کہ وہ امام ہونے کی
لیاقت رکھتے ہون اور اگر امام بننے کی لیاقت نہ رکھتے ہون مثلاً عورتین ہون یا لڑکے ہون تو جمعہ جائز نہوگا
یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اگر وہ غلام ہون یا مسافر ہون یا مریض ہون یا اُمّی ہون یا گونگے ہون تو جمعہ صحیح ہو جاویگا
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر امام نے جمعہ کی تکبیر کہی اور جماعت کے لوگ حاضر تھے مگر اُنھون نے امام کے
ساتھ نماز شروع نہ کی تو اصل مین مذکور ہی کہ اگر اُنھون نے امام کے رکوع کے سر اُٹھانے سے پہلے تکبیر کہہ لی
تو جمعہ صحیح ہی ورنہ از سر نو شروع کرے اور اُسمین کچھ خلاف مذکور نہین یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور اگر اُنھون نے امام
کے ساتھ تکبیر کہی پھر بھاگ گئے اور مسجد سے نکل گئے پھر امام کے رکوع سے سر اُٹھانے سے پہلے آ گئے اور
تکبیر کہہ لی تو جمعہ جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جب امام نے تکبیر کہی اور اُسکے ساتھ کچھ لوگ باوضو تھے مگر
اُنھون نے امام کے ساتھ تکبیر نہ کہی یہان تک کہ اُنکو حدث ہو گیا پھر وہ لوگ چلے گئے اور دوسرے لوگ
آ گئے تو بطور استحسان جمعہ جائز ہی اور اگر وہ اول سے ہی بے وضو تھے اور امام نے تکبیر کہہ دی پھر اور
لوگ آئے تو امام از سر نو تکبیر کہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی- اگر جماعت کے لوگ نماز شروع

کرنے کے بعد اور سجدہ کرنے سے پہلے بھاگ گئے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جمعہ صحیح نہوگا صاحبین رح کا اسمین خلاف ہی یہ تمرتاشی مین لکھا ہی اور اگر سجدہ کرنے کے بعد بھاگ گئے تو ہمارے تینون عالمون کے نزدیک جمعہ صحیح ہوئیگا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے اذن عام ہی اور وہ یہ ہی کہ مسجد کے دروازے کھول دیے جاوین اور سب لوگون کو آنے کی اجازت ہو اور اگر کچھ لوگ مسجد مین جمع ہو کر مسجد کے دروازے بند کرلین اور جمعہ پڑھین تو جائز نہین ہی اور علی ہذا اگر بادشاہ اپنے لوگون کے ساتھ اپنے گھر مین جمعہ پڑھنا چاہے اور دروازہ کھول دے اور اذن عام دیدے تو نماز جائز ہوگی خواہ اور لوگ آدین یا نہ آدین یہ محیط مین لکھا ہی لیکن مکروہ ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر سلطان گھر کا دروازہ نہ کھولے اور دربان بٹھاوے تو جمعہ جائز نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ مسافر اور غلام اور مریض کو جائز ہی کہ جمعہ کے امام ہین یہ قدوری مین لکھا ہی جس شخص کو کوئی عذر نہین ہی وہ اگر جمعہ سے پہلے ظہر پڑھ لیوے تو مکروہ ہی یہ کنز مین لکھا ہی اور مریض اور مسافر اور قیدیون کو امام کے جمعہ سے فارغ ہونے تک ظہر مین تاخیر کرنا مستحب ہی اگر تاخیر نہ کرین تو صحیح قول کے بموجب مکروہ ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اگر ظہر کی نماز پڑھ لی پھر جمعہ کی طلب مین چلا اگر امام کے ساتھ جمعہ مل گیا تو ظہر کی نماز باطل ہوگئی خواہ معذور ہو جیسے مسافر یا مریض یا غلام خواہ غیر معذور ہو اور اگر جمعہ نہ ملا تو دیکھا جاوے کہ جسوقت یہ گھر سے نکلا تھا اگر اُسی وقت امام فارغ ہو گیا تھا تو بالاجماع ظہر باطل نہوگی اور اگر اُسکے گھر سے نکلتے وقت امام نماز مین تھا اور اُسکے پہونچنے سے پہلے فارغ ہوگیا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسکی ظہر باطل ہوگئی صاحبین رح کا اسمین خلاف ہی اور اگر اپنے گھر سے جمعہ کے ارادہ سے نہین نکلا تو بالاجماع ظہر باطل نہوگی یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر جسوقت جمعہ کے ارادہ سے چلا اُسی وقت امام فارغ ہوا تو ظہر باطل نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر ظہر اپنے گھر مین پڑھ لی پھر جمعہ کی طرف متوجہ ہوا اور ابھی تک امام نے جمعہ نہین پڑھا لیکن دور ہونے کی وجہ سے اُسکو جمعہ کے ملنے کی توقع نہین تو فقہاے بلخ کے قول کے بموجب اُسکی ظہر باطل ہوجاویگی اور اگر جمعہ کی طرف متوجہ ہوا اور ابھی تک امام نے کسی عذر کیوجہ سے یا بغیر عذر نماز نہین پڑھی تو اُسکی ظہر کے باطل ہونے مین اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ باطل نہین ہوتی اگر جمعہ کی طرف متوجہ ہوا اور لوگون نے جمعہ شروع کر دیا تھا لیکن وہ جمعہ کے تمام ہونے سے پہلے کسی حادثہ کی وجہ سے نکل گئے تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ ظہر اُسکی باطل ہوجاویگی یہ کفایہ مین لکھا ہی جمعہ کیواسطے چلنے مین معتبر یہ ہی کہ اپنے گھر سے جدا ہوجاوے اور اس سے پہلے مختار قول کے بموجب ظہر باطل نہین ہوتی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر ظہر پڑھنے کے بعد مسجد مین بیٹھا ہو تو بالاتفاق یہ حکم ہی کہ جبتک امام کے ساتھ جمعہ نہ شروع کرے ظہر باطل نہین ہوتی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر مریض اپنے گھر ظہر پڑھنے کے بعد اپنے مرض مین تخفیف پاوے اور جمعہ کے لیے جاوے اور جمعہ پڑھے تو وہ ظہر اُسکی نفل ہوجاویگی یہ نہایہ مین لکھا ہی جو شخص جمعہ کے تشہد یا سجدہ سہو مین شریک ہو تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف کے نزدیک اُسکا جمعہ پورا ہوجاویگا اور شہر کے اندر معذورون کو مانند قیدی و مسافر کے اور غیر معذورون کو امام کے جمعہ سے فارغ ہونے سے پہلے ظہر کی جماعت مکروہ ہی اور جمعہ کے بعد شہر والون کو جو کسی سبب سے جمعہ مین حاضر نہین ہوئے تھے ظہر کی جماعت مکروہ ہی گانون والون کو اذان اور اقامت سے ظہر کی جماعت کرنا بلا کراہت جائز ہی اسکو قاضی خان وغیرہ نے ذکر کیا ہی یہ شرح مختصر الوقایہ مین لکھا ہی جو ابو المکارم

کی تصنیف ہی جمعہ کی اول اذان کے ساتھ بیع کو چھوڑنا اور جمعہ کیواسطے چلنا واجب ہی اور طحاوی نے کہا ہی کہ خطبہ کی اذان کیوقت جمعہ کیواسطے سعی کرنا واجب ہوتا ہی اور بیع مکروہ ہوتی ہی۔ حسن بن زیاد نے کہا ہی کہ معتبر وہ اذان ہی جو منارہ پر ہو اور اصح یہ ہی کہ جو اذان قبل زوال کے ہو اُسکا اعتبار نہین اور زوال کے بعد جو پہلے اذان ہو وہ معتبر ہی خواہ منبر کے سامنے ہو خواہ کہین اور ہو یہ کافی مین لکھا ہی اور جمعہ کیواسطے جلد چلنا اور مسجد کی طرف کو دوڑنا ہمارے نزدیک اور عامۂ فقہا کے نزدیک واجب نہین اور اُسکے مستحب ہونے مین اختلاف ہی اصح یہ ہی کہ اطمینان اور وقار کے ساتھ چلے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور جب خطیب منبر پر بیٹھے تو اُسکے سامنے اذان دیجاوے اور خطبہ کے تمام ہونے کے بعد اقامت کہی جاوے یہی طریقہ ہمیشہ سے معمول چلا آتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جمعہ کی نماز دو رکعتین ہین ہر رکعت مین الحمد اور جونسی سورت چاہے پڑھے اور دونون مین قرات کا جہر کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر تکبیر کہی اور لوگون کے ازدحام کے سبب سے زمین پر سجدہ نہ کرسکا تو لوگون کے کھڑا ہونے کا منتظر رہے پھر اگر کچھ جگہ پاوے تو سجدہ کرے اور اگر دوسرے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کرے تو جائز ہی اور اگر سجدہ کی جگہ مل گئی تھی پھر دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا تو جائز نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر لوگون کی کثرت کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکا اُسیطرح کھڑا رہا یہان تک کہ امام نے سلام پھیر دیا تو وہ لاحق کے حکم مین ہی اسیطرح بغیر قرأت کے نماز پڑھتا رہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز مین مسبوق ہو پھر اپنی نماز قضا کرنے کیواسطے کھڑا ہو تو اُسکو اختیار ہی کہ جہر سے قرات پڑھے یا آہستہ پڑھے جیسے تنہا نماز پڑھنے والے کا فجر کی نماز مین حکم ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جمعہ مین حاضر ہونے والے کے لیے مستحب ہی کہ تیل لگاوے اور اگر موجود ہی تو خوشبو ملے اور اگر میسر ہون تو اچھے کپڑے پہنے اور سفید کپڑے پہننا مستحب ہی اور پہلی صف مین بیٹھے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی

سترھوان باب عیدین کی نماز کے بیان مین

عیدین کی نماز واجب ہی یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی عید الفطر کے روز مردون کے لیے مستحب ہی کہ نہاوین اور مسواک کرین اور اچھے کپڑے پہنین یہ قنیہ مین لکھا ہی نئے ہون یا دھوئے ہوئے ہون یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور انگوٹھی پہننا اور خوشبو لگانا اور صبح سے اُٹھ کر عیدگاہ کو چلنا اور صدقہ فطر کا نماز سے پہلے ادا کرنا اور صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد مین پڑھنا اور پیادہ پا عیدگاہ کو جانا اور دوسرے راستہ سے لوٹنا مستحب ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اور جمعہ اور عیدین کو سوار ہوکر جانے مین مضائقہ نہین اور جسکو قدرت ہو پیادہ پا چلنا افضل ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور عید الفطر مین مستحب یہ ہی کہ عیدگاہ کے جانے سے پہلے تین یا پانچ یا سات چھوارے کھاوے یا اس سے کم کھاوے یا زیادہ مگر طاق ہون ورنہ اور جو چاہے شیرینی کھاوے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور اگر نماز سے پہلے کچھ نہ کھاوے تو گنہگار نہوگا اور اگر نماز سے بعد بھی عشا تک کچھ نہ کھاوے تو شائد کچھ خدا کا عتاب ہو اور عید اضحے کا حکم بھی مثل عید الفطر کے ہی مگر اُسمین عید کی نماز تک کچھ نہ کھاوے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور کبری مین ہی کہ عید اضحی کے دن نماز سے پہلے کھانے کے مکروہ ہونے مین دو روایتین مختار یہ ہی کہ مکروہ نہین لیکن مستحب یہ ہی کہ ایسا نہ کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ اُس روز سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھاوے جو اللہ تعالی کی ضیافت ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور عید کی نماز کے واسطے عیدگاہ کو جانا سنت ہی اگرچہ جامع مسجد مین بھی گنجائش ہو یہی مذہب ہی عامہ

مشائخ کا اور یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ عید کی نماز دو جگہ پڑھنا جائز ہی اور تین جگہ پڑھنا امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی عیدگاہ کو عید کے روز منبر نہ لیجاوین اور عیدگاہ مین منبر بنانے مین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ مکروہ نہین اور بعضون نے کہا کہ مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ مکروہ نہین یہ فتاوی غرائب مین لکھا ہی اور چاہیے کہ عیدگاہ کو اطمینان اور وقار کے ساتھ جاوین اور جن چیزون کا دیکھنا جائز نہین اُنسے آنکھین بند رکھین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور عید اضحی کے روز راستہ مین جہر سے تکبیر کہے اور مصلے مین پہونچکر ختم کر دے یہی اختیار کیا گیا ہی اور عید الفطر کے روز مختار مذہب امام ابو حنیفہ رح کا یہ ہی کہ جہر سے تکبیر نہ کہے اور یہی اختیار کیا گیا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور آہستہ تکبیر کہنا مستحب ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ جسپر جمعہ کی نماز واجب ہی اُسپر عید کی نماز بھی واجب ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور خطبہ کے سوا جو جمعہ کی شرطین ہین وہی عید کی شرطین ہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی لیکن خطبہ عید کی نماز مین بعد نماز کے سنت ہی اور بغیر خطبہ کے عید کی نماز جائز ہی اور اگر نماز سے پہلے خطبہ پڑھین تو جائز ہی اور مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر خطبہ پہلے پڑھین تو پھر نماز کا اعادہ نہ کرین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور عید کی نماز سے لوٹنے کے بعد گھر آکر چار رکعت پڑھنا مستحب ہی یہ زاد مین لکھا ہی۔ اگر عید کی نماز سے پہلے فجر کی نماز کی قضا پڑھے تو مضائقہ نہین اور اگر فجر کی نماز نہ پڑھی ہو تو عید کی نماز جائز ہو جائیگی اور پُرانی قضاؤن کا پڑھنا بھی عید سے پہلے جائز ہی لیکن بعد کو پڑھنا بہتر اور اولے ہی یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہی عیدین کی نماز کا وقت سورج کے سفید ہونے سے زوال تک ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور یہی تبیین مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ عید اضحے مین جلدی کیجاوے اور عید الفطر مین تاخیر کیجاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ امام دو رکعتین پڑھے اور شروع کی تکبیر کے پھر سبحانک اللہم پڑھے پھر تین بار تکبیر کہے پھر جہر سے قرات کرے پھر رکوع کی تکبیر کہے پھر جب دوسری رکعت کو کھڑا ہوا تو اول قرآت پڑھے پھر تین بار تکبیر کہے اور چوتھی تکبیر پر رکوع کر دے زائد تکبیرین عید کی نماز مین چھ ہین تین پہلی رکعت مین تین دوسری رکعت مین اور اصلی تکبیرین تین ہین ایک شروع کی دو رکوع کی پس دونون رکعتون مین نو تکبیرین ہوئین اور دونون قرأتون کو ملا دے یہ روایت ابن مسعود کی ہی اور اسی کو ہمارے اصحاب نے اخذ کیا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور زائد تکبیرون مین ہاتھ اُٹھا دے اور ایک تکبیر سے دوسری تکبیر تک بقدر تین تسبیح کے خاموش رہے یہ تبیین مین لکھا ہی اسی پر ہمارے مشائخ نے فتوی دیا ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہی۔ اور تکبیرون کے درمیان مین ہاتھ چھوڑ دے باندھے نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی پھر نماز کے بعد دو خطبے پڑھے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور ان دونون مین خفیف جلسہ کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور جب منبر پر چڑھے تو ہمارے مذہب کے بموجب بیٹھے نہین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور عید الفطر کے روز خطبہ مین تکبیر اور تسبیح اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ پہلے خطبہ مین بلے در پے نو تکبیرین پڑھے اور دوسری مین سات پڑھے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور خطبہ مین لوگون کو صدقہ فطر اور اُسکے احکام تعلیم کرے اور وہ پانچ ہین کس پر صدقہ واجب ہوتا ہی اور کسکے واسطے واجب ہوتا ہی اور کب واجب ہوتا ہی اور کسقدر واجب ہوتا ہی اور کس چیز سے واجب ہوتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور عید اضحی مین خطبہ تکبیر کہے

اور سبحان اللہ پڑھے اور وعظ کرے اور ذبح اور قربانی کے احکام سکھائے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اور تکبیرات تشریق سکھائے یہ زاد مین لکھا ہو جب امام خطبہ مین تکبیر پڑھے تو قوم بھی اُسکے ساتھ تکبیر پڑھے اور جب امام درود پڑھے تو سننے والے حکم کی تعمیل کے لیے اپنے دل مین درود پڑھیں اور خاموش رہنا سنت ہو یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے نقل کیا ہو اگر ایسے شخص کے پیچھے عیدین کی نماز مین اقتدا کیا جسکے نزدیک تکبیرون مین رفع یدین نہین ہو تو مقتدی رفع یدین کرین اسلیے کہ ایسی تھوڑی مخالفت سے متابعت مین خلل نہین ہوتا یہ غیاثیہ مین لکھا ہو امام ابوحنیفہ رح نے جامع مین لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص عید کی نماز مین امام کے ساتھ شامل ہوا اور اُس شخص مقتدی کی مختار تکبیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہو اور امام نے اُسکے سوا اور طرح تکبیر کہی تو امام کا اتباع کرے لیکن اگر امام ایسی تکبیر کہے کہ وہ فقہا مین سے کسی کا مذہب نہو تو اُسوقت متابعت نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہو لیکن یہ حکم اُسوقت ہو کہ امام کے قریب ہو اور تکبیرین اُس سے سنتا ہو اور اگر دور ہو اور مکبرون سے تکبیر سنتا ہو تو جسقدر سُنے سب ادا کرے اگرچہ صحابہؓ کے قول سے خارج ہو جاوے اسلیے کہ شاید مکبرین سے غلطی ہوئی ہو اور ممکن ہو کہ جو تکبیر اُسنے چھوڑ دی امام کی تکبیر وہی ہو یہ بدائع مین لکھا ہو امام محمد رح نے کبیر مین کہا ہو کہ اگر کوئی شخص عید کی نماز مین امام کے ساتھ پہلی رکعت مین اُسوقت داخل ہوا کہ امام ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذہب کے بموجب چھ تکبیرین کہہ چکا ہو اور قرأت پڑھ رہا ہو اور اُس شخص کے نزدیک مختار تکبیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہو تو اُس رکعت مین امام کی قرأت کی حالت مین اپنے مذہب کے بموجب تکبیر کہے اور دوسری رکعت مین امام کا اتباع کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اور اگر عید کی نماز مین مقتدی اُسوقت پہونچا جب امام رکوع مین ہو تو کھڑے ہو کر نماز کی شروع کی تکبیر کہے پس اگر کھڑے ہو کر عید کی تکبیرین کہنے کے بعد رکوع مل سکتا ہو تو اُسی طرح عمل کرے اور اپنے مذہب کے بموجب تکبیرین کہے اور اگر رکوع نہین مل سکتا تو رکوع کرے اور امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے مذہب کے بموجب تکبیرات مین مشغول ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور جب عید کی تکبیرین رکوع مین کہے تو اُنمین ہاتھ نہ اُٹھاوے یہ کافی مین لکھا ہو اور اگر یہ شخص پوری تکبیرین نہین کہہ چکا اور امام نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو وہ بھی سر اُٹھا لے اور امام کی متابعت کرے اور باقی تکبیرین اُس سے ساقط ہو جاوینگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور اگر امام کو قومہ مین پایا تو اُسوقت تکبیرین نہ کہے اسواسطے کہ وہ پہلی رکعت کو مع تکبیرون کے آخر مین ادا کریگا۔ اور لاحق امام کے مذہب کے بموجب تکبیر کہے مثلاً کسی شخص نے امام کے ساتھ نماز شروع کی اور سو گیا پھر بیدار ہوا تو امام کی راے کے موافق تکبیرین کہے اسواسطے کہ وہ امام کے پیچھے ہو اور برخلاف اسکے مسبوق اپنی نماز مین امام کا مقتدی نہین ہوتا یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر عید کی نماز مین اُسوقت شریک ہوا کہ امام تشہد پڑھ چکا ہو ابھی سلام نہین پھیرا یا سلام پھیر چکا ہو ابھی سہو کا سجدہ نہین کیا یا سہو کا سجدہ کر چکا ہو ابھی سلام نہین پھیرا تو وہ کھڑا ہو کر اپنی نماز پڑھے بعض مشائخ نے کہا ہو کہ یہ جو ذکر ہوا یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کا ہو اور امام محمد رح کے نزدیک اُسکو عید کی نماز نہین ملتی جیسے کہ اُنکے مذہب کے بموجب ایسی صورت مین جمعہ کی نماز نہین ملتی اور بعض فقہا نے کہا ہو کہ اس حکم مین خلاف نہین یہی صحیح ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ ینابیع مین ہو کہ عیدین کی نماز مین رکوع کی تکبیر واجبات مین سے ہو اسلیے کہ وہ منجملہ عید کی تکبیرون کے ہو اور عید کی تکبیرین واجب ہین اور

منافع مین ہی کہ اسی طرح شروع کی تکبیر مین لفظ اللہ اکبر کی رعایت واجب ہی یہان تک کہ اگر عید کی نماز مین شروع
کی تکبیر کے بدلے اللہ اجل یا اللہ اعظم کہا تو سجدہ سہو کا واجب ہوگا اور نمازوں مین یہ حکم نہین - اگر امام عید کی
تکبیرین بھول گیا اور قرأت شروع کردی تو وہ قرأت کے بعد تکبیرین کہلے یا رکوع مین سر اُٹھانے سے پہلے
کہلے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر کسی وجہ سے عید الفطر کی نماز اُس روز ادا نہ ہوئی مثلاً ابر کی وجہ سے چاند نظر
نہ آیا اور دوسرے روز امام کو زوال کے بعد خبر ہوئی یا زوال سے پہلے ایسے وقت خبر ہوئی کہ جسقدر وقت باقی
ہی اُسوقت مین لوگ جمع نہین ہوسکتے یا عید کی نماز جسوقت پڑھی اُسوقت ابر تھا اور پھر معلوم ہوا کہ زوال کے
بعد نماز پڑھی گئی تو دوسرے دن نماز پڑھ لین دوسرے دن کے بعد اگر امام نے جماعت سے نماز پڑھ لی
اور بعضے آدمیون سے چھوٹ گئی تو اب وہ اُس نماز کو نہ پڑھین خواہ وقت نکل گیا ہو یا نہ نکلا ہو یہ تبیین مین
لکھا ہی اور عید اضحے کی نماز مین عید کے روز کوئی عذر ہوگیا تو دوسرے اور تیسرے دن تک پڑھ سکتے ہین
اسکے بعد نہین پڑھ سکتے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - پھر عذر عید اضحے مین کراہت کے دور کرنے کے لیے
ہی یہان تک کہ اگر بلا عذر اسکے تیسرے دن تاخیر کرین تو نماز جائز ہو جائیگی لیکن برا ہی اور عید الفطر مین دوسرے
دن نماز صرف عذر کی وجہ سے جائز ہوتی ہی اور اگر بغیر عذر دوسرے دن تک نماز مین تاخیر کرے تو نماز
جائز نہ ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور دوسرے دن بھی نماز کا وقت وہی ہی جو پہلے روز تھا یہ تاتارخانیہ مین لکھا
ہی اگر امام نے عید الفطر کی نماز پڑھا دی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد زوال سے پہلے یہ بات معلوم
ہوئی کہ بے وضو نماز پڑھائی تھی تو نماز کا اعادہ کرین اور اگر زوال کے بعد معلوم ہوا تو دوسرے دن
نماز کا اعادہ کرین اور اگر دوسرے دن زوال کے بعد معلوم ہوا تو پھر وہ نماز نہ پڑھین اور اگر عید اضحی
مین ایسا ہوا اور عید اضحے کے روز زوال کے بعد معلوم ہوا اور لوگون نے قربانیان کرلین تو وہ قربانیان جائز
ہین اور دوسرے روز لوگ نماز کے واسطے نکلین اسی طرح اگر دوسرے روز معلوم ہو تو زوال سے پہلے پہلے نماز
کا اعادہ کرین اور اگر زوال ہوچکا تو اُسکے دوسرے روز زوال سے پہلے پہلے پڑھ لین اور اگر تیسرے دن
زوال کے بعد معلوم ہوا تو پھر نہ پڑھین اور اگر قربانی کے دن زوال سے پہلے پہلے ہی معلوم ہوگیا تو
سب آدمیون مین نماز کی منادی کردین اور جس شخص نے معلوم ہونے سے پہلے قربانی ذبح کرلی ہی اُسکی
قربانی جائز ہی اور معلوم ہونے کے بعد زوال تک قربانی جائز نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر
عید کی نماز کے وقت جنازہ بھی حاضر ہو تو عید کی نماز کو مقدم کرین اور عید کے خطبہ پر جنازہ کی نماز کو مقدم
کرینگے یہ قنیہ مین لکھا ہی اور عرفہ کے روز جو بعضے مقامون مین عرفات مین وقوف کرنے والون کی
مشابہت کے لیے لوگ جمع ہوتے ہین وہ کچھ چیز نہین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اسی سے ملتے ہوئے
ہین ایام تشریق کی تکبیرون کے مسئلے تشریق کی تکبیرون مین چار چیزون کا بیان ضرور ہی اول یہ
کہ عید کی تکبیرون کا کیا حکم ہی دوسرے یہ ہی کہ کیا پڑھین اور کیا پڑھین تیسرے یہ ہی کہ اُسکی شرطین کیا
ہین چوتھے یہ کہ اُسکا وقت کیا ہی حکم اُنکا یہ ہی کہ وہ واجب ہین اور قاعدہ اُنکے پڑھنے کا یہ ہی کہ ایکبار
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھین اور شرطین اُسکی یہ ہین کہ مقیم ہو اور شہر مین

ہو اور فرض نماز جماعت مستحبہ سے پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی آزاد ہونا اور سلطان امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
بموجب اصح قول کے شرط نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اول وقت اُنکا عرفہ کے روز فجر کی نماز کے
بعد سے ہی اور آخر وقت امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب ایام تشریق کے آخر روز
عصر کی نماز کے بعد تک ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور فتوے اور عمل سب شہرون مین اور سب زمانون مین انھین
دونون کے قول پر ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور چاہیے کہ سلام کے متصل ہی تکبیرین کہے یہان تک کہ اگر
کلام کیا یا عمداً حدث کیا تو تکبیرین ساقط ہوجاوینگی یہ تہذیب مین لکھا ہی اور وتر کے بعد اور عید کی نماز کے
بعد تکبیرین نہ کہے اور اگر کوئی شخص تشریق کے دنون مین کسی وقت کی نماز بھول جاوے اور اسکو اسی
سال کی تشریق کے دنون مین یاد آوے اور قضا پڑھے تو اُسکے ساتھ بھی تکبیر کہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر
تشریق کے دنون سے پہلے کی نمازین تشریق کے دنون مین پڑھے تو اُنکے بعد تکبیر نہ پڑھے اور اسی طرح
اگر ایام تشریق مین کوئی نماز قضا ہوگئی اور اُسکی تشریق کے سوا اور دنون مین قضا پڑھی یا سال آیندہ کی
تشریق کے دنون مین قضا پڑھی تو اُسکے بعد تکبیرین نہ کہے اور تشریق کی تکبیرین اقتدا کی وجہ سے عورت
اور مسافر پر بھی واجب ہوجاتی ہین عورت تکبیر آہستہ سے کہے مسبوق پر بھی تکبیرین واجب ہوتی ہین وہ اپنی نماز
پوری کرنے کے بعد تکبیرین کہے اگر امام نے تکبیرین چھوڑ دی ہین تو بھی مقتدی تکبیرین کہے اور مقتدی امام
کا اُسوقت تک انتظار کرے کہ امام سے کوئی ایسی حرکت واقع ہو کہ جس سے تکبیرین منقطع ہوجاوین اور
وہ امور وہ ہین کہ جنکے بعد نماز کی بنا جائز نہین رہتی جیسے مسجد سے نکل جانا اور عمداً حدث کرنا اور کلام کرنا
یہ تبیین مین لکھا ہی اگر امام کو سلام کے بعد تکبیر سے پہلے حدث ہوجاوے تو اصح یہ ہی کہ وہ تکبیر کہے طہارت
کے واسطے نہ جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی

اٹھارہوان باب سورج گہن کی نماز کے بیان مین

سورج گہن کی نماز سنت ہی یہ ذخیرہ مین
لکھا ہی بالاجماع یہ حکم ہی کہ وہ جماعت سے ادا کیجاے اور اُسکے ادا کرنے کی صورت مین اختلاف ہی
ہمارے علما نے کہا ہی کہ دو رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین ایک رکوع اور دو سجدہ کرے جیسے اور نماز
پڑھتا ہی اور جسقدر چاہے اسمین قرأت پڑھے یہ محیط مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ دونون مین قرأت طویل کرے
یہ کافی مین لکھا ہی اور نماز کے بعد آفتاب کے کھل جانے تک دعا مانگتا رہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور
قرأت مین تطویل کرنا دعا مین تخفیف کرنا یا دعا مین تطویل کرنا اور نماز مین تخفیف کرنا دونون جائز ہین اگر
ایک مین تخفیف کرے تو دوسرے مین تطویل کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اس نماز کو جماعت سے
وہی امام پڑھاوے جو جمعہ پڑھاتا ہی شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ اگر جمعہ و عیدین کا امام موجود نہ ہو تو
لوگ جدا جدا اپنی اپنی مسجدون مین نماز پڑھ لین لیکن اگر بڑے امام نے جو جمعہ و عیدین پڑھاتا ہو اُنکو
جماعت کی اجازت دیدی ہو تو اُسوقت جائز ہی کہ جماعت سے نماز پڑھین اور محلہ کا امام امامت کرے
سورج گہن کی نماز مین امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب قرأت جہر سے نہ کرین یہ محیط مین لکھا ہی اور
صحیح یہی قول ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اس نماز مین خطبہ نہین ہی اور ہمارا مذہب یہی ہی یہ محیط مین لکھا ہی نماز

عیدگاہ یا جامع مسجد مین پڑھے اگر گھر مین اور پڑھین تو جائز ہی اور پہلے دونون مقامون مین پڑھنا افضل ہی
اگر یہ نماز جدا جدا اپنے گھرون مین پڑھ لین تو جائز ہی اور اگر سب جمع ہو کر نماز نہ پڑھین صرف دعا مانگ لین تو بھی
جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی امام دعا کے واسطے منبر پر نہ چڑھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اس دعا مین امام
کو اختیار ہی کہ چاہے قبلہ کی طرف کو بیٹھ کر دعا مانگے خواہ کھڑا ہو کر دعا مانگے خواہ قوم کی طرف متوجہ ہو کر دعا
مانگے اور قوم کے لوگ آمین کہتے رہین شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ یہی بہتر ہی اگر اپنے عصا یا کمان پر سہارا
دیکر کھڑا ہو کر دعا مانگے تو یہ بھی بہتر ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر گہن کے وقت نماز نہ پڑھی یہان تک کہ آفتاب کھل
گیا تو پھر نماز نہ پڑھین اور اگر کچھ کھل گیا اور کچھ گہن مین ہی تو نماز شروع کرنا جائز ہی اور اگر گہن کی حالت مین
آفتاب پر ابر آگیا تو بھی نماز پڑھین اور اگر کسوف کی حالت مین غروب ہو گیا تو دعا موقوف کرین اور مغرب کی
نماز مین مشغول ہون اور کسوف کے ساتھ جنازہ بھی جمع ہو جاوے تو اول جنازہ کی نماز پڑھین اور اگر ایسے
وقت کسوف ہو کہ جن اوقات مین نماز پڑھنا منع ہی تو نماز نہ پڑھین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی **اسی سے ملتے
ہوے ہین چاند گہن کے مسئلے** چاند گہن مین دو رکعتین علیحدہ علیحدہ پڑھین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر
ہولناک یا دل پریشان کرنے والے امور حادث ہون مثلاً آندھی بہت سخت ہو یا بارش یا برف گرنا موقوف
نہ ہو یا آسمان سرخ ہو جاوے یا دن مین تاریکی ہو جاوے یا کوئی مرض عام ہو جاوے کذا فی السراجیہ یا
زلزلے یا صاعقہ پیدا ہون یا ستارے چھوٹنے لگین یا رات مین یکایک ہولناک روشنی ہو جاوے یا دشمن
کا خوف غالب ہو یا اس قسم کے اور حوادث پیدا ہون تو بھی اسی طرح دو رکعت نماز پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہی اور
بدائع مین ہی کہ اپنے اپنے گھرون مین نماز پڑھین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

انیسوان باب استسقا کی نماز کے بیان مین

امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہی کہ استسقا مین جماعت کے
ساتھ نماز سنت نہین ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اسمین خطبہ بھی نہین لیکن دعا اور استغفار ہی اور اگر جدا جدا نماز پڑھ لین
تو مضائقہ نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اسمین چادر لوٹانا بھی نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور
امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک امام نماز کے واسطے نکلے اور دو رکعت نماز پڑھاوے اور دونون مین جہر سے
قرأت کرے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ پہلی رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت مین
ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھے یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اور زمین پر بیٹھکر لوگون کی
طرف متوجہ ہو کر منبر پر نہ بیٹھے اور دونون خطبون کے درمیان مین جلسہ کرے اور اگر چاہے ایک ہی خطبہ پڑھے
اور اللہ کو پکارے اور تسبیح پڑھے اور مسلمان مردون اور عورتون کے واسطے مغفرت کی دعا مانگے اور اپنی
کمان پر سہارا دیے رہے اور جب تھوڑا سا خطبہ پڑھ چکے تو اپنی چادر کو لوٹا دے یہ مضمرات مین لکھا ہی چادر لوٹانے
کا قاعدہ یہ ہی کہ اگر وہ مربع ہو تو اوپر کی جانب نیچے اور نیچے کی جانب اوپر کرے اور اگر مدور ہو تو داہنی جانب
بائین طرف کر دے اور بائین جانب داہنی طرف کر دے لیکن قوم کے لوگ اپنی چادرون کو نہ لوٹا دین یہ کافی اور
محیط اور سراج الوہاج مین لکھا ہی اور تحفہ مین ہی کہ جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو جماعت والون کو پشت کرکے
قبلہ کیطرف کو متوجہ ہو پھر اپنی چادر لوٹا دے پھر کھڑا ہو کر استسقا کی دعا مین مشغول ہو اور جماعت کے لوگ خطبہ

اور دعا کے وقت قبلہ کیطرف منھ کیے بیٹھے رہیں پھر امام دعا مانگے اور مسلمانوں کیواسطے مغفرت طلب کرے اور سب لوگ ازسرنو توبہ کریں اور مغفرت طلب کریں پھر امام دعا کے وقت اگر دونوں ہاتھ اپنے آسمان کیطرف اُٹھاوے تو بہتر ہے اور اگر ہاتھ نہ اُٹھاوے انگشت شہادت سے اشارہ کرے تو بھی بہتر ہے اور اسیطرح اور لوگ بھی اپنے ہاتھ اُٹھاویں اسلیے کہ دعا میں ہاتھ پھیلانا سنت ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے اور استسقا کے خطبہ کے وقت سب لوگ خاموش رہیں یہ محیط میں لکھا ہے اور مستحب یہ ہے کہ امام برابر تین دن تک استسقا کی نماز کو جاوے یہ زاد میں لکھا ہے اس سے زیادہ منقول نہیں اور منبر نہ لیجاویں اور پیادہ پا جاویں اور پُرانے کپڑے پہنیں یا دھلے ہوئے یا پیوند لگے ہوئے اور اللہ کے سامنے انکسار اور عاجزی اور تواضع کرتے ہوئے اور سر دن کو جھکاتے ہوئے جاویں پھر ہر روز نکلنے سے پہلے صدقہ مقدم کریں پھر جاویں یہ ظہیریہ میں لکھا ہے اور تجرید میں ہے کہ اگر امام نہ نکلے تو اور لوگوں کے نکلنے کا حکم کرے اور اگر اُسکے بغیر اذن نکلیں تو جائز ہے مسلمانوں کے ساتھ ذمی نہ نکلیں یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اور اگر وہ اپنے آپ خرید و فروخت کے لیے یا اپنے معبدوں کو یا جنگل کو جاویں تو اُنکو منع نہ کریں یہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے اور استسقا وہاں ہوتا ہے جہاں تالاب اور نہریں اور ایسے کنویں نہوں جس سے پانی پییں اور جانوروں کو پلاویں اور کھیتوں کو پانی دیں یا ہوں مگر کافی نہوں اگر اُسکے پاس تالاب اور کنویں اور نہریں ہوں تو استسقا کی نماز کے واسطے نہ نکلیں اسلیے کہ وہ شدت ضرورت اور حاجت کے وقت ہوتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے

بیسواں باب صلوۃ الخوف کے بیان میں

اسمیں خلاف نہیں ہے کہ صلوۃ الخوف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشروع تھی اور بعد اُنکے امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب اُسکی مشروعیت اُسی طرح باقی ہے یہی صحیح ہے یہ زاد میں لکھا ہے جب بہت خوف ہو تو امام جماعت کے دو گروہ کرے ایک گروہ دشمن کیطرف متوجہ رہے اور ایک گروہ امام کے پیچھے ہو یہ قدوری میں لکھا ہے اور بہت خوف ہونے کی صورت یہ ہے کہ دشمن ایسا سامنے ہو کہ اُسکو دیکھتے ہوں اور یہ خوف ہو کہ اگر سب جماعت میں مشغول ہونگے تو دشمن حملہ کریگا یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے اور اگر کچھ سیاہی دیکھیں اور دشمن کا گمان کریں اور صلوۃ الخوف پڑھیں پھر اگر دشمن ظاہر ہوا تو وہ نماز جائز ہو گئی اور اگر اُسکے خلاف ظاہر ہوا تو جائز نہو گی لیکن اگر غلطی گمان کی اُسوقت معلوم ہوئی جب ایک گروہ اپنی نوبت پر نماز پڑھ کر پھرا لیکن ابھی صفوں سے باہر نہیں تو بحکم استحسان اُسی پر بنا کرنا جائز ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے یہ سارا حکم قوم کے واسطے ہے امام کی نماز ہر حالت میں جائز ہے اسلیے کہ اُسکے حق میں کوئی چیز مفسد صلوۃ نہیں یہ بحر الرائق میں ہے صلوۃ الخوف کی کیفیت یہ ہے کہ اگر امام اور قوم کے لوگ سب مسافر ہوں پس اگر قوم اُسکے پیچھے نماز پڑھنے میں جھگڑا نہ کرے تو امام کے واسطے افضل یہ ہے کہ قوم کے دو گروہ کرے اور ایک گروہ کو یہ حکم کرے کہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہوں اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے پھر جو گروہ دشمن کے مقابلہ میں ہے اُسمیں کسی شخص کو حکم کرے کہ امامت کرے اُس گروہ کو پوری نماز پڑھا دے اور اگر ہر فریق اسی امام کے ساتھ پڑھنا چاہے اور جھگڑا ہو تو قوم کے دو گروہ کرے ایک دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو اور ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلہ میں جاوے اور دوسرا گروہ جو دشمن کے مقابلہ میں ہے آوے اور امام اسی دیر تک بیٹھا ہوا اُنکا منتظر رہے پھر اُنکے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے

جماعت کے لوگ جو اُسکے پیچھے ہین اُسکے ساتھ سلام نہ پھیرین اور دشمن کے مقابلہ پر جاوین پھر پہلا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آوے اور ایک رکعت بغیر قرأت پڑھے اور جب ایک رکعت پڑھ چکے تو بقدر تشہد قعدہ کر کے سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابلہ پر جاوے پھر دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آوے اور رکعت قرأت کے ساتھ پڑھے اور اگر امام اور قوم دونون مقیم ہون اور نماز چار رکعتون کی ہو تو ایک گروہ دشمن کے مقابلہ پر کھڑا رہے اور امام دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھ کر بقدر تشہد قعدہ کرے پھر یہ گروہ دشمن کے مقابلہ پر چلا جاوے اور دوسرا گروہ جو دشمن کے مقابلہ پر ہے وہ آوے اور امام بیٹھا ہوا اُنکے آنے کا منتظر رہے پھر اُنکے ساتھ دو رکعتین پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور اُسکے ساتھ دوسرا گروہ سلام نہ پھیرے اور دشمن کے مقابلہ پر چلا جاوے پھر پہلے گروہ کے لوگ آوین اور بغیر قرأت دو رکعتین پڑھین اور سلام پھیر دین اور دشمن کے مقابلہ پر کھڑے ہو جاوین پھر دوسرا گروہ آوے اور دو رکعتین قرأت کے ساتھ پڑھین اور اگر امام مقیم ہو اور جماعت کے مسافر ہون یا بعضے مقیم ہون اور بعضے مسافر ہون تو حکم وہی ہے جو سب کے مقیم ہونے کی صورت مین ہوتا ہے اور اگر امام مسافر ہو اور قوم کے لوگ مقیم ہون تو ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر دشمن کے مقابلہ پر چلے جاوین پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سلام پھیر دے پھر پہلا گروہ آوے اور تین رکعتین بغیر قرأت پڑھین اسلیے کہ وہ اول سے نماز مین شریک تھے پھر جب وہ اپنی نماز پوری کر چکین تو دشمن کے مقابلہ پر چلے جاوین اور دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آوے اور وہ تین رکعتین پڑھین پہلی رکعت مین الحمد اور سورت پڑھین اسلیے کہ وہ مسبوق ہین اور اخیر کی دو رکعتون مین صرف الحمد پڑھین اور اگر امام مسافر ہو اور قوم کے لوگ بعضے مقیم ہون و بعضے مسافر تو امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر وہ دشمن کے مقابلہ پر چلے جاوین اور دوسرا گروہ آوے اور امام اُنکے ساتھ ایک رکعت پڑھے پس جو امام کے پیچھے مسافر تھا اُسکی نماز مین صرف ایک رکعت باقی ہے اور جو مقیم تھا اُسکی نماز مین تین رکعت باقی ہین پھر وہ دشمن کے مقابلہ پر چلے جاوین اور پہلا گروہ امام کے پاس آوے اور جو مسافر ہو وہ ایک رکعت بغیر قرأت پڑھے اسلیے کہ اسکو اول سے نماز ملی تھی اور جو مقیم ہو وہ ظاہر روایت کے بموجب تین رکعتین بغیر قرأت کے پڑھے اور جب پہلا گروہ اپنی نماز پوری کر چکے تو دشمن کے مقابلہ پر جاوے اور دوسرا گروہ اپنی نماز کی جگہ پر آوے اور جو اُنمین سے مسافر ہو وہ ایک رکعت قرأت کے ساتھ پڑھے اسلیے کہ وہ مسبوق ہے اور جو مقیم ہو وہ تین رکعتین پڑھے پہلی رکعت الحمد اور سورۃ کے ساتھ پڑھے اور اخیر کی دو رکعتین سب روایتون کے بموجب صرف الحمد سے پڑھے اور اسمین فرق نہین ہے کہ دشمن قبلہ کیطرف ہو یا اور طرف ہو یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ چلے گئے پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ چلے گئے پھر پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ چلے گئے پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور وہ چلے گئے تو سب کی نماز فاسد ہو گئی اور اصل اسمین یہ ہے کہ نماز سے ایسے وقت مین پھرنا کہ جب پھرنے کا موقع نہو مفسد صلوۃ ہے اور اُسکے موقع پر اُسکو چھوڑ دینا مفسد نہین پس اس قاعدے کے بموجب اگر قوم کے چار گروہ کرے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے تو پہلے اور تیسرے گروہ کی نماز فاسد ہو گئی اور دوسرے اور چوتھے گروہ کی نماز صحیح ہو گی اور اگر دوسرا گروہ لوٹکر تیسری اور چوتھی رکعت بغیر قرأت پڑھے پھر پہلی رکعت قرأت سے پڑھے پھر چوتھا گروہ آکر تین

رکعتین قرأت سے پڑھے تو ایک رکعت الحمد اور سورۃ سے پڑھین پھر قعدہ کرین پھر کھڑے ہون اور دوسری رکعت الحمد اور سورۃ سے پڑھین اور قعدہ نہ کرین پھر تیسری رکعت صرف الحمد سے پڑھین اور کچھ نہ پڑھین اور قعدہ کرین اور سلام پھیر دین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور جو شخص دوسرے فریق مین داخل ہو جاوے اُسکا حکم دوسرے فریق کا ہو جاویگا لیکن جب وہ اپنے ذمہ کی نماز سے فارغ ہو لیا ہے اور اُسکے بعد داخل ہوا تو دوسرے فریق کا حکم نہوگا پس اگر امام نے ظہر کی دو رکعتین پہلے گروہ کے ساتھ پڑھین اور وہ سب لوگ چلے گئے مگر ایک شخص سوتا رہ گیا یہاں تک باقی رہا کہ امام نے دوسرے گروہ کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ شخص چلا گیا اُسکی نماز پوری ہو گئی اسلیے کہ اگرچہ وہ دوسرے گروہ مین داخل ہوا لیکن اُنہین سے نہین ہو گیا کیونکہ اپنے ذمہ کی نماز سے فارغ ہو لیا تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور مغرب کی نماز مین پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور اگر غلطی سے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ چلے گئے اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعتین پڑھین تو سب کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ چلے گئے پھر دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ چلے گئے پھر پہلے گروہ کے ساتھ تیسری رکعت پڑھی تو پہلے گروہ کی نماز فاسد ہو گئی اور دوسرے گروہ کی نماز جائز ہو گئی اور وہ اپنی دو رکعتین پڑھین ایک بغیر قرأت کے پڑھین اور دوسری قرأت سے پڑھین اور اگر مغرب مین اُسکے تین گروہ بناوے اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے تو پہلے گروہ کی نماز فاسد ہو گئی اور دوسرے و تیسرے گروہ کی نماز جائز ہوگی اور دوسرا گروہ دو رکعتین قضا کرے اور دوسری رکعت بغیر قرأت کے پڑھے اور تیسرا گروہ دو رکعتین قرأت کے ساتھ پڑھے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے پھر خوف دشمن و درندہ سے برابر ہے اور خوف کی وجہ سے نماز مین قصر نہین ہوتا لیکن نماز مین چلنا جائز ہو جاتا ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے اور نماز کی حالت مین دشمن سے قتال نہ کرین اگر قتال کرینگے تو نماز باطل ہو جاوے گی اسلیے کہ قتال اعمال صلوۃ سے نہین ہے اور اسی طرح اگر کوئی اپنے پھرنے کی حالت مین گھوڑے پر سوار ہوگا تو بھی نماز فاسد ہو جاوے گی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے خواہ قبلہ کی طرف سے دشمن کی طرف کو پھرا ہو یا دشمن کی طرف سے قبلہ کی طرف کو پھرا ہو۔ دریا مین پیرتا ہوا اور پیادہ پا چلتا ہوا نماز نہ پڑھے یہ مضمرات مین لکھا ہے اگر دشمن کے خوف سے بھاگ کر پیادہ پا چل رہا ہو اور نماز کا وقت آ گیا اور نماز کے لیے ٹھہر نہین سکتا تو ہمارے نزدیک چلتا ہوا نماز نہ پڑھے بلکہ نماز مین تاخیر کرے۔ اگر صلوۃ الخوف مین سہو ہو تو دو سجدہ سہو کے واجب ہونگے یہ محیط مین لکھا ہے اگر خوف اور زیادہ سخت ہو تو سواری کی حالت مین جدا جدا نماز پڑھ لین اور رکوع اور سجود اشارہ سے کرین اور اگر قبلہ کی سمت کو رخ نہین کر سکتے تو جدھر کو چاہین نماز پڑھ لین یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور خوف کا سخت ہونا یہ ہے کہ دشمن اُترنے کی مہلت نہ دے اور لڑائی کے لیے اُنپر ہجوم کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور سوار ہو کر جماعت نماز نہ پڑھین لیکن اگر امام اور مقتدی دونون جانور پر سوار ہون تو اقتدا صحیح ہوگا اور اگر اشارہ سے نماز پڑھین پھر اُسی وقت مین خواہ خارج وقت عذر زائل ہو جاوے تو اُس نماز کا اعادہ واجب نہ ہوگا اور پیادہ اگر رکوع و سجود پر قادر نہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھ لے اور سوار اگر دشمن کے پیچھے جاتا ہو تو جانور پر نماز نہ پڑھے اور اگر دشمن اُسکے پیچھے آتا ہو تو جانور پر نماز پڑھ لینے مین

مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ جو شخص اُتر سکتا ہو وہ سواری پر نماز پڑھیگا تو ہمارے نزدیک اُسکی نماز
فاسد ہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر نماز کے اندر امن حاصل ہوگیا مثلاً دشمن چلا گیا تو صلوۃ الخوف کو پورا کرنا
جائز نہین اور جسقدر نماز باقی ہو اسکو امن کی نماز کی طرح پڑھین اور دشمن کے چلے جانے کے بعد
جسنے قبلہ کی طرف سے مُنھ پھیرا تو اُسکی نماز فاسد ہو جاوے گی اور اگر دشمن کے چلے جانے سے پہلے نماز
کے واسطے مُنھ پھیرا پھر دشمن چلا گیا تو اُسی پر نماز بنا کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی امام محمد رح نے زیادات
مین کہا ہی کہ امام نے ظہر کی نماز صلوۃ الخوف پڑھی اور سب مقیم تھے جب اُسنے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتین
پڑھ لین تو سب لوگ چلے گئے مگر ایک شخص نہ گیا تو اُسکی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ایسا فعل اُسکے لیے بہتر نہین ہی
اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت پڑھ چکا پھر اُسکو معلوم ہوا کہ یہ کام بُرا کیا اور تیسری رکعت کے بعد یا چوتھی
رکعت مین امام کے بقدر تشہد قعدہ کرنے سے پہلے چلا گیا تو اُسکی نماز صحیح ہی اگر امام کے بقدر تشہد قعدہ
کر لینے کے بعد اور سلام سے پہلے چلا گیا تو نماز اُسکی پوری ہو گئی۔ اگر امام نے جماعت کے ساتھ ظہر کی
نماز شروع کی اور وہ سب مسافر تھے جب ایک رکعت پڑھ لی تو دشمن سامنے آیا اور نماز پڑھنے والون مین
سے ایک گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوگیا اور ایک گروہ نے امام کے ساتھ باقی رہکر اپنی نماز پوری کی تو اُنکی
نماز ہو گئی جو گروہ امام کے ساتھ باقی تھا اُسکی نماز کا ادا ہو جانا تو ظاہر ہی اور جو گروہ چلا گیا اُسکی نماز اسواسطے
ہو گئی کہ چلا جانا اپنے موقع پر اور ضرورت کی وجہ سے ہوا اور اگر امام نے ظہر کی نماز جماعت سے شروع
کی اور وہ سب مقیم تھے پھر دشمن سامنے آیا اور نماز پڑھنے والون مین سے ایک گروہ دو رکعتین پڑھ لینے
کے بعد دشمن کے مقابلہ پر گیا تو اُسکی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایک رکعت کے بعد نماز سے پھر گئے تو نماز اُنکی فاسد
ہو جاوے گی اور اگر ظہر کی تین رکعتون کے بعد دشمن سامنے آیا اور ایک گروہ دشمن کے مقابلہ کو نماز چھوڑ کر
چلا گیا تو اُس مسئلہ کا کتاب مین ذکر نہین اور مشائخ کا اسمین اختلاف ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز اُنکی فاسد
نہ ہوگی اسلیے کہ نماز کے ایک جزو ادا ہونے کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک پہلے گروہ کے پھر جانے
کا وقت ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ خوف کی نماز جمعہ اور عیدین مین بھی جائز ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اگر عید کے روز
مصر مین امام دشمن کے مقابلہ مین ہو اور عید کی نماز صلوۃ الخوف پڑھنا چاہے تو قوم کے دو گروہ بناوے
اور ہر گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پس اگر امام کی راے موافق قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہو
تو پہلا گروہ پہلی رکعت مین متابعت کرے اور دوسرا گروہ دوسری رکعت مین اگرچہ دونون گروہون کا
مذہب عید کی نماز مین امام کے خلاف ہو لیکن اگر امام کا مذہب عید کی نماز مین ایسا ہو کہ یقیناً خطا ہو اور صحابہ
رض مین سے کسی کا وہ قول نہ ہو تو متابعت نکرین پس جب امام اپنی نماز سے فارغ ہوا اور دوسرا گروہ نماز
سے پھر جاوے اور پہلا گروہ آوے تو وہ اپنی دوسری رکعت بغیر قرأت پڑھین اور بقدر قرأت امام
کے یا اُس سے کم یا زیادہ کھڑے ہون پھر زائد تکبیرین کہین اور رکوع کرین جیسے کہ امام نے کیا اور جب
نماز تمام کر لین تو وہ چلے جاوین اور دوسرا گروہ آوے اور وہ اپنی پہلی رکعت قرأت سے پڑھین
پھر تکبیرین کہین زیادات اور جامع اور سیر کبیر کی روایت یہی ہی اور نوادر کی دو روایتون مین سے بھی ایک

ہی ہی اور یہی استحسان ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔

اکیسوان باب جنازہ کے بیان مین اور اسمین سات فصلین ہین پہلی فصل جانکنی والے کے

بیان مین جب کوئی جانکنی مین ہو تو داہنی کروٹ پر اسکا منھ قبلہ کی طرف کو پھیر دین اور یہی سنت ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم اسوقت ہی جب اسکو تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو اسی حالت پر چھوڑ دیا جاوے یہ زاہدی مین لکھا ہی جانکنی کی علامتین یہ ہین کہ دونون پانون سست ہو جاوین اور کھڑے نہ ہو سکین اور ناک ٹیڑھی ہو جاوے اور دونون کنپٹی بیٹھ جاوین اور خصیہ کی کھال کھنچ جاوے یہ تبیین مین لکھا ہی اور منھ کی کھال تن جاوے اور اسمین نرمی معلوم نہ ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اسوقت اسکو کلمہ شہادتین تلقین کرین اور طریقہ تلقین کا یہ ہی کہ غرغرہ سے پہلے حالت نزع مین اسکے پاس جہر سے اسطرح کہ وہ سنتا ہو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ پڑھنا شروع کرین اور اس سے یہ نہ کہین کہ تو پڑھ اور اسکے کہنے مین اس سے اصرار نہ کرین اسلیے کہ خوف یہ ہی کہ شاید وہ جھڑک نہ دے اور جب اسکو وہ ایکبار کہہ لے تو تلقین کرنے والا پھر اسکے سامنے نہ کہے لیکن اسکے بعد اگر وہ کچھ اور کلام اسکے سوا کرے تو پھر تلقین کرین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور یہ تلقین بالاجماع مستحب ہی اور ہمارے نزدیک ظاہر روایت کے بموجب موت کے بعد تلقین نہین یہ عینی شرح ہدایہ اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور ہم دونون تلقینون پر عمل کرتے ہین موت کے وقت بھی اور دفن کے وقت بھی یہ مضمرات مین ہی اور مستحب یہ ہی کہ تلقین کرنے والا ایسا شخص ہو کہ جسپر یہ تہمت نہ ہو کہ اسکو اسکے مرنے کی خوشی ہوتی ہی اور اسکے ساتھ نیک گمان رکھنے والا ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی فقہا نے کہا ہی کہ اگر شدت نزع مین کسی سے کفر کے کلمات سرزد ہون تو اسکے کفر کا حکم نہ کیا جاوے اور مسلمانون کے مردون کی طرح اسکے ساتھ عمل کیا جاوے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور نیک اور صالح لوگون کا حاضر ہونا اسوقت پسندیدہ ہی اور اسکے پاس سورہ یٰسین پڑھنا مستحب ہی یہ شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہی جو امیر الحاج کی تصنیف ہی اور اسکے پاس خوشبو رکھنا چاہیے یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ حیض والی عورت اور جنب کا اسکے پاس موت کے وقت بیٹھنے مین کچھ مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور جب وہ مر جاوے تو اسکی داڑھی باندھ دین اور آنکھین بند کرین اور آنکھین وہ شخص بند کرے جو اسکے عزیزون مین سب سے زیادہ اسپر مہربان ہو اور جسقدر ہو سکے آسانی سے آنکھین بند کرے اور داڑھی اسکی ایک چوڑی پٹی سے باندھین اور گرہ اسکے سر کے اوپر لگا دین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور آنکھین بند کرنے والا بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اللہم یسر علیہ امرہ وسہل علیہ ما بعدہ واسعدہ بلقائک واجعل ما خرج الیہ خیرا مما خرج عنہ پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسکے جوڑ بند ڈھیلے کر دے اور اسکی دونون بانہین اسکے بازوون کی طرف کو لیجاوے پھر ان دونون کو پھیلا دے پھر اسکے ہاتھون کی انگلیان ہتھیلیون کی طرف کو موڑ کر پھر سیدھی کر دے اور اسکی دونون رانین پیٹ کی طرف کو موڑ کر سیدھی کر دے اور دونون پنڈلیان رانون کی طرف کو موڑ کر سیدھی کر دے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ جن کپڑون مین وہ مرا ہی وہ کپڑے اتار لین اور تمام بدن ایک کپڑے سے ڈھک دین اور ایک بلند جگہ تخت یا پلنگ پر

رکھین تاکہ زمین کی نمی اُسکو پہونچکر بو نہ بدل جاوے اور اُسکے پیٹ پر کوئی لوہا یا تر مٹی رکھدین تاکہ نہ پھولے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مستحب ہی کہ اُسکے پڑوسیون اور دوستون کو خبر کردین تاکہ اُسپر نماز پڑھکر اور اُسکے واسطے دعا کرکے اُسکا حق ادا کرین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور بازارون مین آواز دینے کو بعضون نے مکروہ کہا ہی اور اصح یہ ہی کہ اسمین کچھ مضایقہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور مستحب ہی کہ اُسکا قرض ادا کرنے مین جلدی کرین اُسکو بری الذمہ کردین اور تجہیز و تکفین مین جلدی کرین تاخیر نہ کرین اور اگر کوئی یکایک مرگیا تو اُسکو اتنی دیر تک چھوڑدین کہ اُسکی موت کا یقین ہوجاوے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اُسکے پاس غسل کے وقت تک قرآن پڑھنا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر کوئی عورت مری اور بچہ اُسکے پیٹ مین تڑپتا ہو تو امام محمد رح نے کہا ہی کہ اُسکا پیٹ چیر کر بچہ کو نکال لین کیونکہ اسکے سوا اور کچھ نہین ہوسکتا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی

دوسری فصل غسل میت کے بیان مین

میت کا غسل زندون پر سنت اور اجماع امت کے نزدیک حق واجب ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی لیکن اگر بعضے اُسکو ادا کرین تو باقی لوگون سے ساقط ہوجاتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی واجب غسل ایکبار ہی اور تکرار اُسکی سنت ہی یہانتک کہ اگر ایک ہی بار کے غسل پر اکتفا کرین یا جاری پانی مین ایک غوطہ دیدین تو جائز ہی یہ بدائع مین لکھا ہی - جب غسل کا ارادہ کرین تو اُسکو ننگا کرلین یہی ہمارا مذہب ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور ایک تخت پر اُسکو رکھین جسکو میت کے رکھنے سے پہلے طاق مرتبہ خوشبو کی دھونی دے لی ہو اور طریقہ اُسکا یہ ہی کہ تخت کے گرد انگیٹھی کو ایکبار یا تین بار یا پانچ بار پھراوین اس سے زیادتی نہ کرین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور کیفیت اُسکے رکھنے کی ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک یہ ہی کہ اُسکو ایسا لمبا لٹاوین جیسے حالت مرض مین اشارہ سے نماز پڑھنے کے لیے لٹاتے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اسطرح لٹاوین جیسے قبر مین لٹاتے ہین اور اصح یہ ہی کہ جسطرح آسان ہو اُسطرح لٹاوین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور مستحب ہی کہ جہان میت کو غسل دیتے وہان پردہ کرلین سوائے غسل دینے والے اور اُسکے مددگار کے اور کوئی اُسکو نہ دیکھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اُسکا ستر ناف سے گھٹنے تک کسی کپڑے سے ڈھانک لین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور ظاہر مذہب یہ ہی کہ ستر غلیظ کو ڈھانک لین رانون کو نہ ڈھانکین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک استنجا بھی کرایا جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور طریقہ استنجا کا یہ ہی کہ دھونے والا اپنے دونون ہاتھون پر کپڑا لپیٹ لے پھر نجاست کے مقام کو دھووے اسلیے کہ جسطرح ستر کو دیکھنا حرام ہی اُسی طرح ستر کو چھونا بھی حرام ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور مرد غسل کے وقت مرد کی ران کو نہ دیکھے اسی طرح عورت عورت کی ران کو نہ دیکھے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی پھر نماز کا سا وضو کراوین (سوائے کلی وغیرہ کے) لیکن اگر بچہ ہو نماز نہ پڑھتا ہو تو وضو نہ کراوین یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی اور منہ دھونے سے شروع کرین ہاتھون سے نہ شروع کرین یہ محیط مین لکھا ہی اور داہنی طرف سے ابتدا کرین اسی لحاظ سے جیسے وہ اپنی زندگی مین دھوتا ہی اور کلی نہ کراوین اور ناک مین پانی بھی نہ ڈالین یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی اور بعضے علماء نے کہا ہی کہ غاسل اپنی اُنگلی پر باریک کپڑا لپیٹ کر اُسکے مُنہ مین داخل کرے اور اُسکے دانتون اور لبون اور مسوڑھون اور

تالو کو صاف کرے اور اُسکے دونون نتھنون مین بھی اُنگلی داخل کرے یہ ظہیریہ مین شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ
اس زمانہ مین لوگون کا اسی پر عمل ہی یہ محیط مین لکھا ہی سر کے مسح مین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اُسکے سر پر مسح کیا
جاوے اور پانون کے دھونے مین تاخیر نہ کیجاوے یہ تبیین مین لکھا ہی اور گرم پانی سے غسل دینا ہمارے نزدیک
افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور پانی کو بیری کے پتون مین یا اشنان مین جوش دیوین اور اگر وہ نہ ہو تو خالص پانی
کافی ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور سر اور داڑھی خطمی سے دھو دین اور جو وہ نہ ہو تو صابون یا مثل اُسکے اور کسی چیز
سے دھو وین کیونکہ صابون بھی وہی کام دیتا ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ اگر اُسکے سر پر بال ہون تو اُسکی زندگی کی حالت
کا لحاظ کیا جاتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور یہ چیزین اگر نہ ہون تو خالص پانی کافی ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی پھر اُسکو
بائین کروٹ پر لٹا دین اور بیری کے پتون مین جوش دیے ہوئے پانی سے نہلا وین یہان تک کہ یہ بات معلوم
ہو جاوے کہ پانی اُسکے بدن پر وہان تک پہونچ گیا جو تخت سے ملا ہوا ہی پھر اُسکو داہنی کروٹ پر لٹا وین اور
اسی طرح نہلا وین اسلیے کہ سنت یہ ہی کہ داہنی طرف سے نہلانا شروع کرین پھر اُسکو بٹھا وین اور سہارا
دیے رہین اور نرمی کے ساتھ اُسکے پیٹ پر ہاتھ پھیرین اسلیے کہ کفن ملوث نہ ہو جاوے اور اگر کچھ نکلے تو دھو
ڈالین اور اُسکے غسل اور وضو کا اعادہ نہ کرین پھر اُسکو کپڑے سے پونچھین تاکہ اُسکے کفن کے کپڑے نہ بھیگ
جاوین اور اُسکے بالون مین اور داڑھی مین کنگھی نہ کرین اور ناخن اور بال نہ تراشین اور مونچھین بھی نہ تراشین اور بغلون
کے بال نہ اُکھاڑین اور ناف کے نیچے کے بال نہ مونڈین اور جس حالت مین ہو اُسیطرح دفن کر دین یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی اور اگر اُسکا ناخن ٹوٹا ہوا ہو تو اُسکو جدا کر لینے مین مضائقہ نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اسمین
مضائقہ نہین کہ اُسکے چہرہ پر روئی رکھدین اور سوراخون مین یعنی پیشاب اور پاخانہ کے مقام اور دونون
کانون اور منھ مین روئی بھر دین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ مردہ اگر پانی مین ملے تو اُسکو نہلانا ضرور ہی اسواسطے کہ
نہلانے کا حکم آدمیون پر ہی اور اُسکے پانی مین پڑے ہونے سے آدمیون سے یہ حکم ادا نہین ہوا لیکن اگر
اُسی پانی سے نکالتے وقت غسل کی نیت سے ہلا لین تو پھر دوبارہ نہلانا ضرور نہین یہ تجنیس اور بدائع اور
محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مردہ سڑ گیا ہو کہ اُسکو چھو نہین سکتے تو اُسپر پانی بہا لینا کافی ہی یہ تاتارخانیہ مین
عتابیہ سے نقل کیا ہی۔ عورت کا حکم غسل مین وہی ہی جو مرد کا ہی عورت کے بال بیٹھ پر نچوڑین یہ تاتارخانیہ
مین شرح طحاوی سے نقل کیا ہی جس بچہ سے پیدا ہوتے وقت کوئی آواز یا حرکت ایسی پائی جاوے
جس سے اُسکی زندگی معلوم ہو تو اُسکا نام رکھین اور اُسکو غسل دین اور اُسکی نماز پڑھین اور اگر ایسا نہ ہو تو
اُسکو ایک کپڑے مین لپیٹ دین اور اُسپر نماز نہ پڑھین اور ایک روایت مین ہی جو ظاہر روایت نہین ہی کہ اُسکو
غسل دین اور یہی مختار ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر جنانے والی دائی اور ماں اُسکی زندگی کی نشانی کی گواہی
دین تو اُنکا قول مقبول ہوگا اور اُسپر نماز جائز ہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اگر حمل گر جاوے اور بچہ کے سب
اعضا پورے نہین بنے تھے تو باتفاق روایات یہ حکم ہی کہ اُسپر نماز نہ پڑھین اور مختار یہ ہی کہ اُسکو نہلا وین
اور کپڑون مین لپیٹ کر دفن کر دین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی مردہ کا نصف سے زیادہ
بدن مع سر کے ملے تو اُسکو غسل اور کفن دین اور نماز پڑھین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جب نصف سے

زیادہ بدن پر نماز پڑھ لی تو اُسکے بعد اگر باقی بدن بھی ملے تو اُسپر نماز نہ پڑھین یہ ایضاح مین لکھا ہی اور اگر
نصف بدن ملے اور اُسمین سر نہ ہو یا نصف بدن طول مین چرا ہوا ملے تو اُسکو غسل نہ دین اور نماز نہ پڑھین
اور ایک کپڑے مین لپیٹ کر دفن کر دین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جس شخص کا مسلمان یا کافر ہونا معلوم نہ ہو
پس اگر اُسپر کوئی مسلمان ہونے کی علامت ہو یا ایسے ملکون مین ہو جو مسلمانون کے ملک ہون تو اُسکو غسل
دین ورنہ نہ دین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اگر مسلمانون اور کافرون کے مردے ملجاوین یا مسلمانون اور کافرون
کے مقتول ملجاوین تو اگر مسلمان کسی علامت سے پہچانے جاتے ہون تو اُنپر نماز پڑھین اور مسلمانون کی
علامت ختنہ اور خضاب اور سیاہ کپڑے ہین اور اگر کوئی علامت نہو تو اگر اُسمین مسلمان زیادہ ہین تو سب پر نماز پڑھین اور
نماز اور دعا مین نیت مسلمانون کی کرین اور مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرین اور اگر زیادتی مشرکین کی ہو
تو کسی پر نماز نہ پڑھین اور غسل و کفن دین لیکن مسلمانون کے مردون کیطرح غسل و کفن نہ دین اور مشرکین کے
قبرستان مین دفن کرین اور اگر دونون برابر ہون تو بھی اُنپر نماز نہ پڑھین دفن مین مشایخ کا اختلاف ہی بعض کا
قول ہی کہ مشرکین کے قبرستان مین دفن کرین اور بعض کا قول ہی کہ مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرین اور
بعضون نے کہا ہی کہ اُنکے واسطے علیحدہ مقبرہ بنا دین یہ مضمرات مین لکھا ہی اگر کافرون کا کوئی بچہ اپنے ماں
باپ کے ساتھ یا اُسکے بعد قید ہوکر آوے پھر مرجاوے تو اُسکو غسل نہ دین لیکن اگر وہ سمجھ والا ہو اور اُسنے
اسلام کا اقرار کیا ہو یا اُسکے ماں باپ مین سے کوئی مسلمان ہوگیا ہو تو غسل دین اور دادا دادی کے مسلمان
ہونے کی صورت مین اختلاف ہی اور اگر صرف بچہ قید ہوکر آوے تو اُسکو غسل دین اور اُسپر نماز پڑھین یہ
زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص کشتی مین مرجاوے تو اُسکو غسل دین اور کفن دین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور
اُسپر نماز پڑھین اور کچھ بوجھ باندھکر دریا مین ڈالدین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ اور جو شخص بغاوت یا مار
ہونے کی وجہ سے قتل کیا جاوے تو اُسکو غسل نہ دین اور اُسپر نماز نہ پڑھین بعضون نے کہا ہی یہ حکم اُسوقت ہی
جب وہ لڑائی کے تمام ہونے سے پہلے قتل ہو لیکن اگر اُنمین سے کوئی شخص مسلمانون کے امام کے غالب ہونے
کے بعد قتل ہو تو اُسکو غسل دین اور نماز پڑھین اور یہ بہتر ہی بڑے بڑے مشایخ نے اسی کو اختیار کیا ہی اور جو شخص
گلا گھونٹ کر لوگون کو مار اکرتا ہو اُسکو غسل نہ دین اور اُسپر نماز نہ پڑھین اور ہمارے مشایخ نے نافرمانی کی وجہ
سے جو لوگ قتل ہوتے ہین اسی تفصیل کے بموجب اُنپر باغیون کا حکم کیا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور جو لوگ
شہر کے اندر رات کو ہتھیار باندھکر غارتگری کرین وہ بٹ مارون کے حکم مین ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ مردے کا
نہلانے والا چاہیے کہ باطہارت ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر نہلانے والا جنب یا حیض والی عورت یا
کافر ہو تو جائز ہی اور مکروہ ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اگر بے وضو ہو تو بالاتفاق مکروہ نہین یہ قنیہ مین
لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریب رشتہ دار ہو اور اگر وہ نہلانا نہ جانتا ہو تو
امین اور متقی آدمی غسل دے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ نہلانے والا ثقہ آدمی ہو کہ غسل اچھی طرح
ادا کرے اور اگر کوئی بری بات دیکھے تو اُسکو چھپا دے اور اچھی بات دیکھے تو اُسکو ظاہر کرے پس اگر کوئی
اچھی بات دیکھے جو اُسکو پسند ہو جیسے چہرہ کا نور یا خوشبو یا مثل اُسکے اور چیزین تو اُسکو مستحب ہی کہ لوگون سے

سامنے اُسکو بیان کرے اور اگر ایسی بات دیکھے جو بری معلوم ہو مثلاً مُنہ کا سیاہ ہوجانا یا بدبو یا صورت بدل جانا یا اعضا کا متغیر ہوجانا یا اس قسم کی اور چیزین تو ایک شخص کے سامنے بھی اُسکا کہنا جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اگر میت مبتدع ہو اور علانیہ مظہر بدعت ہو اور نہلانے والا اُسمین کوئی بری بات دیکھے تو اسکو لوگون کے سامنے بیان کرنے مین مضائقہ نہین تاکہ اور لوگ بدعت سے باز رہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ نہلانے والے کے پاس انگیٹھی مین خوشبو سلگتی ہو تاکہ میت سے کسی بدبو کی ظاہر ہونے کی وجہ سے نہلانے والا اور اُسکا مددگار سست نہوجائے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ میت کو بلا اجرت غسل دے اور اگر غاسل اجرت مانگے تو اگر وہان سوا اسکے کوئی اور بھی نہلانے والا ہی تو اجرت لینا جائز ہی ورنہ جائز نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور مرد مردون کو اور عورتین عورتون کو نہلاوین اور مرد عورتون کو اور عورتین مردون کو نہ نہلاوین اور اگر بچہ ایسا چھوٹا ہو کہ اُسکو خواہش نہوتی ہو تو جائز ہی کہ اُسکو عورتین نہلالین اور اسیطرح اگر لڑکی چھوٹی ہو جسپر خواہش نہوتی ہو تو جائز ہی کہ مرد اُسکو نہلالین اور جسکا عضو کٹا ہوا ہو یا خصی ہو وہ مرد کے حکم مین ہی اور عورت کیواسطے جائز ہی کہ اپنے شوہر کو غسل دے یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُسکے مرنے کے بعد کوئی ایسی حرکت اُسنے نکی ہو جس سے نکاح قطع ہوجاتا ہی جیسے اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کو بوسہ دینا اور اگر اُسکے مرنے کے بعد ایسا امر واقع ہوا تو غسل دینا جائز نہین لیکن مرد کسی حالت مین اپنی عورت کو غسل نہ دے یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت کو رجعی طلاق دی ہو اور وہ عدت مین ہو اور شوہر مرجاوے تو عورت کو غسل دینا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر عدت کے آخر مین اُسکے تمام ہونے سے پہلے مرا اور مرنے کے بعد عدت تمام ہوگئی تو بھی عورت کو غسل دینا جائز ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ جو شخص ایسا ہو کہ اُسکو اُس عورت کے ساتھ اگر وہ اُسوقت زندہ ہو تو بسبب نکاح کے وطی جائز ہو تو جائز ہی کہ عورت اُسکو غسل دے ورنہ جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے نقل کیا ہی اور یہودیہ اور نصرانیہ عورت اپنے شوہر کو غسل دینے مین مثل مسلمان عورت کے ہی لیکن یہ بہت برا ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی - اگر مرد عورت کو غسل دے تو اگر وہ اُسکا محرم ہی تو اُسکو ہاتھ لگادے اور اگر غیر شخص ہی تو اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور اُسکی باہون پر نظر پڑتے وقت اپنی آنکھین بند کرے اور اگر مرد اپنی عورت کو نہلادے تو بھی یہی حکم ہی مگر آنکھین بند کرنے کا حکم نہین اور جوان اور بوڑھی عورت مین کچھ فرق نہین اور اگر کسی کی ام ولد یا مدبرہ یا مکاتبہ یا باندی مرے تو مالک اُسکو غسل نہ دے اور اسی طرح وہ بھی مالک کو غسل نہ دین اگر کوئی شخص عورتون مین مرجاوے تو اُسکی محرم عورت یا زوجہ یا باندی اُسکو ہاتھ سے بغیر کپڑا لپیٹے تیمم کرادے اور عورتین کپڑا لپیٹکر تیمم کرادین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص سفر مین مرا اور اُسکے ساتھ عورتین اور کافر مرد تھا تو وہ عورتین اُس کافر مرد کو طریقہ غسل کا تعلیم کرین اور میت کے پاس تنہائی مین اُس کافر کو چھوڑ دین تاکہ وہ غسل دیوے اور اگر اُنکے ساتھ کوئی مرد نہ ہو اور ایک چھوٹی لڑکی ہو جسکو خواہش نہین ہوتی اور وہ اس لائق ہو کہ میت کو غسل دے سکے تو اُسکو غسل کا طریقہ سکھا دین اور میت کے پاس چھوڑ دین تاکہ غسل دے اور اگر عورت سفر مین مرگئی اور اُسکے ساتھ کافرہ عورت یا ایک لڑکا نابالغ جو ابھی حد شہوت کو نہین پہونچا تو وہی عمل کیا جاوے جو مردون کے حق مین مذکور ہوا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور خنثی مشکل اور قریب بلوغ لڑکا

نہ مرد کو نہلاوے نہ عورت کو اور نہ اُسکو مرد نہلاوے نہ عورت بلکہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اُسکو تیمم کرادین یہ زاہدی مین لکھا ہی
اگر کوئی کافر مرا اور ولی اُسکا مسلمان ہی تو اُسکو غسل دیوے اور کفن دیوے اور دفن کرے لیکن غسل اسطرح
دے جیسے نجس کپڑے کو دھوتے ہین اور ایک کپڑے مین لپیٹے اور ایک گڑھا کھود دے اور کفن اور قبر مین سنت
کی رعایت نہ کرے اور قبر مین اُسکو رکھے نہین بلکہ ڈالدے یہ ہدایہ مین لکھا ہی کافر باپ کا مسلمان بیٹا اگر مرجاوے تو
کافر باپ کو اُسکے نہلانے کا قابو نہ دینا چاہیے بلکہ مسلمان لوگ اپنے آپ یہ کار خیر پورا کرین کذا فی النہایہ۔ اگر کوئی
شخص سفر مین مرا اور وہان پاک پانی نہین ہی تو تیمم کرا کے اُسپر نماز پڑھین کذا فی المحیط۔ کوئی شخص مرا اور پانی نہ ملا
تو اُسکو تیمم کرادین اور نماز پڑھین پھر اگر پانی ملجاوے تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اُسکو غسل دیکر دوبارہ
نماز پڑھین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی **تیسری فصل کفن دینے کے بیان مین** کفن دینا فرض کفایہ
ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ مرد کا کفن سنت تہ بند ہی اور کفنی اور لپیٹنے کی چادر ہی اور وہ کفن کہ جسپر کفایت کرنا جائز ہی
وہ تہ بند اور لپیٹنے کی چادر ہی اور وقت ضرورت کے جسقدر ملجاوے وہی کفن ضرورت ہی یہ کنز مین لکھا ہی تہ بند
سر سے پانون تک اور کفنی گردن سے پانون تک اور چادر بھی سر سے پانون تک ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ کفن مین گریبان
اور کلی اور آستینین نہ لگاوین یہ کافی مین لکھا ہی ظاہر روایت کے بموجب کفن مین عمامہ نہین اور فتاوی مین ہی کہ
متاخرین نے عالم کے واسطے عمامہ کو مستحسن کہا ہی اور برخلاف اُسکی حالت حیات کے شملہ منھ پر رکھدین یہ جوہرہ
مین لکھا ہی عورت کا کفن سنت کفنی اور تہ بند اور اوڑھنی اور اوپر لپیٹنے کی چادر اور سینہ بند ہی اور وہ کفن کہ جسپر کفایت
کرنا جائز ہی وہ تہ بند اور اوپر لپیٹنے کی چادر اور اوڑھنی ہی یہ کنز مین لکھا ہی سینہ بند چھاتیون سے ناف تک ہونا چاہیے
یہ عینی شرح کنز اور تبیین مین لکھا ہی اور اولی یہ ہی کہ سینہ بند چھاتیون سے رانون تک ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی یہ
عورت کے واسطے دو کپڑے اور مرد کیواسطے صرف ایک کپڑے کا کفن دینا مکروہ ہی مگر ضرورت کے وقت جائز ہی یہ
عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور قریب بلوغ لڑکے کا حکم کفن مین مثل بالغ کے ہی اور قریب البلوغ لڑکی کا حکم مثل
بالغہ عورت کے ہی اور کم سے کم کفن چھوٹے لڑکے کا ایک کپڑا ہی اور چھوٹی لڑکی کے لیے دو کپڑے مین یہ تبیین مین
لکھا ہی۔ اور احتیاطاً خنثیٰ کو وہی کفن دیا جائے جو عورت کو دیا جاتا ہی لیکن اُسکے کفن مین ریشمی اور کسمی اور زعفرانی
رنگ کے کپڑے سے اجتناب کرین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی کفن مرد کو ایسے کپڑے کا دینا چاہیے جیسا کہ وہ عیدین
کے روز اپنی زندگی مین پہنکر نکلتا تھا اور عورت کو ایسا دینا چاہیے جیسے کپڑے پہنکر وہ اپنے ماں باپ کے گھر جایا کرتی
تھی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور برد اور کتان اور قصب اور عورتون کے لیے حریر اور ریشمی اور کسم کے رنگ اور
زعفران کے رنگ کا کفن دینا مضائقہ نہین مرد کے واسطے یہ مکروہ ہی اور بہتر یہ ہی کہ کفن کے کپڑے سفید ہون
یہ نہایہ مین لکھا ہی اور پرانا اور نیا کپڑا کفن مین برابر ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی مردون کو جس کپڑے کا زندگی
مین پہننا جائز ہی اُسکا کفن دینا بھی جائز ہی اور زندگی مین جسکا پہننا جائز نہین اُسکا کفن بھی جائز نہین یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہی۔ اگر مال بہت ہو وارث کم ہون تو کفن سنت دینا اولے ہی اور اگر اُسکے برخلاف ہو تو کفن کفایت
اولی ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر وارثون مین کفن دینے مین اختلاف ہو بعضے کہین دو کپڑون کا کفن دیا جاوے
اور بعضے کہین تین کپڑون کا تو تین کپڑون کا کفن دینا چاہیے اسلیے کہ وہ سنت ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور

کفن پہنانے کا قاعدہ یہ ہی کہ مرد کے واسطے اول اوپر لپیٹنے کی چادر بچھائی جاوے پھر اُسپر تہ بند بچھایا جاوے
پھر اُسپر مردہ رکھا جاوے اور کفنی پہنائی جاوے اور خوشبو اُسکے سر اور داڑھی اور تمام بدن پر لگائی جاوے
یہ محیط مین لکھا ہی سب خوشبوئین لگائین مگر مرد کے زعفران اور ورس نہ لگاوین یہ ایضاح مین لکھا ہی اور پیشانی
اور ناک اور دونون ہاتھون اور گھٹنون اور دونون قدمون پر کافور لگاوین پھر تہ بند کو بائین طرف سے اُسپر
لپیٹین پھر داہنی جانب سے لپیٹین اور اُوپر کی چادر بھی اسی طرح لپیٹین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کفن کھل
جانے کا خوف ہو تو کسی چیز سے باندھ دین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی عورت کو کفن دینے کا قاعدہ یہ ہی کہ اول
اُسکے واسطے اوپر کی چادر بچھاوین اور اُسپر تہ بند بچھاوین جیسے کہ ہمنے مرد کے واسطے بیان کیا پھر اُسپر میت کو
رکھین پھر کفنی پہناوین اور اُسکے بالون کی دو زلفین کر کے سینہ پر کفنی کے اوپر رکھدین اور اُسکے اوپر اوڑھنی
اُڑھا دین پھر تہ بند کو اور اوپر کی چادر کو لپیٹین جیسا ہمنے مرد کے واسطے بیان کیا پھر کفنون کے اوپر
چھاتیون پر سینہ بند باندھین یہ محیط مین لکھا ہی اور مردے کو پہنانے سے پہلے کفن کو طاق مرتبہ خوشبو
سے بسالین خواہ ایک مرتبہ یا تین مرتبہ خواہ پانچ مرتبہ اور اس سے زیادہ نہ کرین یہ عینی شرح کنز مین
لکھا ہی اور میت کو تین وقت خوشبو کی دھونی دین اور روح نکلتے وقت تاکہ بدبو دور ہو جاوے اور
نہلاتے اور کفن پہناتے وقت اور اُسکے بعد خوشبو کی دھونی نہ دین یہ تبیین مین لکھا ہی اور محرم اور غیر
محرم اسمین برابر ہی۔ خوشبو لگاوے اور اُسکا منھ اور سر ڈھکے اور باندی کو بھی اسی طرح خوشبو کی دھونی
دیجاوے جیسے آزاد عورت کو دیجاتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر میت کے پاس مال ہو تو کفن اُسکے مال مین سے
دیا جاوے اور کفن کو مقدار سنت تک قرض اور وصیت اور وراثت پر مقدم کیا جاوے یہ حکم اُس صورت مین
ہی کہ جب اُسکے مال سے غیر کا حق متعلق نہ ہو جیسے کہ رہن اور بیچی ہوئی چیز جسپر قبضہ نہ دیا ہو اور غلام جسنے کوئی
جنایت یعنی خطا کی ہو یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جس شخص کے پاس کچھ مال نہ ہو اُسکا کفن اُسپر واجب ہی جسپر اُسکا
نفقہ واجب ہی مگر امام محمد رح کے قول کے بموجب شوہر پر کفن دینا واجب نہین اور امام ابو یوسف رح کے
قول کے بموجب شوہر پر کفن دینا واجب ہی اگرچہ جورو مال بھی چھوڑے اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر شوہر مرا اور کچھ مال نہ چھوڑا اور بی بی اُسکی مالدار ہی اُسپر کفن دینا بالاجماع
واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کوئی ایسا شخص نہین ہی جسپر اُسکا نفقہ واجب ہو تو کفن اُسکو بیت المال
سے دیا جاوے اور اگر بیت المال نہو تو مسلمانون پر اُسکا کفن دینا واجب ہی اور اگر عاجز ہون تو اور لوگون
سے سوال کرین یہ زاہدی مین لکھا ہی اور عتابیہ مین ہی کہ اگر یہ بھی نہو تو اُسکو نہلا کر گھاس مین لپیٹ کر دفن کردین
اُسکی قبر پر نماز پڑھین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص کسی قوم کی مسجد مین مر جاوے اور کوئی شخص
اُسکے کفن کا اہتمام کر کے درہم جمع کرے اور اُسمین سے بچ رہے تو اگر وہ اُس شخص کو پہچانتا ہو جسکے درہم
بچ رہے تھے تو اُسکو پھیر دے اور اگر نہ پہچانتا ہو تو کسی دوسرے محتاج کے کفن مین صرف کردے اور یہ بھی
نہ کر سکے تو فقیرون کو صدقہ کر دے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر کسی کو کفن دیکر دفن کیا اور اُسکا
کفن چوری گیا تو اگر وہ تازہ دفن ہوا ہی تو اُسکے مال مین سے اُسکو دوبارہ کفن دین اور اگر مال تقسیم ہو گیا ہی

تو وارثون پر کفن دینا واجب ہی قرضخواہون اور وصیت والون پر کفن دینا واجب نہین اور اگر قرض سے کچھ ترکہ بچا
تو اگر قرضخواہون نے ابھی قرضہ پر قبضہ نہین کیا ہی تو اول کفن دیا جاوے اور اگر قبضہ کر لیا ہی تو اُنسے کچھ نہ پھیرا جاوے
اور اگر اسکا بدن بگڑ چکا ہی تو ایک کپڑے مین لپیٹ دینا کافی ہی اور اگر اسکو کسی درندہ جانور نے کھا لیا ہی اور کفن باقی
رہگیا تو ترکہ مین شامل ہوجاویگا اور اگر اُسکو کسی غیر شخص یا اُسکو کسی رشتہ دار نے اپنے مال سے کفن دیا تھا تو اُس کفن
دینے والے کیطرف لوٹ کر جائیگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی

چوتھی فصل جنازہ اُٹھانے کے بیان مین

سنت یہ ہی کہ چار مرد جنازہ اُٹھاوین یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی جسوقت پلنگ پر جنازہ
اُٹھاوین تو اُسکے چارون پایون کو پکڑین اسی طرح سنت وارد ہوئی ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی پھر جنازہ اُٹھانے
مین دو چیزین ہین ایک اصل سنت ایک کمال سنت اصل سنت یہ ہی کہ اُسکے چارون پایون کو باری باری پکڑے
اس طور سے کہ ہر جانب سے دس قدم چلے اور یہ سنت سب شخص ادا کر سکتے ہین اور کمال سنت یہ ہی کہ اُٹھانیوالا
اول اُسکے سرہانے کے داہنے پایہ کو پکڑے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور داہنے کاندھے پر اُسکو اُٹھاوے پھر پائنتی کے
داہنے پایہ کو داہنے کاندھے پر رکھے پھر سرہانے کے بائین پایہ کو بائین کاندھے پر رکھے پھر پائنتی کے بائین کاندھے
پر رکھے اور یہ سنت صرف ایک شخص سے ادا ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور پلنگ کو دو لکڑیون مین اسطرح اُٹھانا کہ
اُسکو دو شخص اُٹھاوین ایک سرہانے دوسرا پائنتی سے مکروہ ہی لیکن ضرورت ہو تو جائز ہی مثلاً جگہ تنگ ہو یا اس
قسم کی کوئی اور ضرورت ہو اور پلنگ کو ہاتھ مین پکڑے یا کاندھے پر رکھے تو کچھ مضائقہ نہین اور نصف کاندھے
پر اور نصف گردن کی جڑ پر رکھنا مکروہ ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اسبیجابی نے کہا ہی کہ دودھ پیتا بچہ یا وہ جسکا
دودھ چھوٹ گیا ہی یا اس سے کچھ زیادہ عمر کا ہو تو اگر وہ مر جاوے تو اگر ایک شخص اُسکو ہاتھون پر اُٹھاوے تو مضائقہ
نہین اور باری باری سے لوگ اُسکو ہاتھون پر اُٹھاوین اور اگر سوار ہو کر اُسکو اپنے ہاتھون پر اُٹھاوے تو بھی
مضائقہ نہین اور اگر بڑا ہو تو اُسکو جنازہ پر رکھین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور میت کو لیچلتے وقت جلد جلد چلین
مگر دوڑے نہین اور حد جلد چلنے کی یہ ہی کہ میت کو جنازہ پر حرکت نہ ہو یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جو لوگ میت کے
ساتھ ہون وہ اُسکے پیچھے چلین یہ افضل ہی اور آگے چلنا بھی جائز ہی مگر اُس سے دور ہو جاوین اور سب کا
آگے ہونا مکروہ اور میت کے داہنے بائین نہ چلے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جنازہ کو لے چلین تو سرہانا
آگے کرین یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ اگر جنازہ پڑوسی یا رشتہ دار کسی مشہور صالح شخص کا ہو تو اُسکے ساتھ جانا نفل
پڑھنے سے افضل ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی جنازہ کے ہمراہ سواری پر جانے مین کچھ مضائقہ نہین پیادہ چلنا
افضل ہی اور سوار ہو کر جنازہ سے آگے بڑھنا مکروہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور جنازہ کے ساتھ
اور میت کے گھر مین نوحہ کرنا اور چیخنا اور گریبان پھاڑنا مکروہ ہی اور بغیر آواز بلند کیے رونے مین کچھ مضائقہ
نہین اور صبر افضل ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جنازہ کے ساتھ انگیٹھی مین آگ اور شمع نہ ہو یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی عورتون کو جنازہ کے ساتھ جانا نہین چاہیے اور اگر جنازہ کے ساتھ نوحہ کرنے والی یا چیخنے والی
عورت ہو تو اُسکو منع کرین اور اگر نہ مانے تو جنازہ کے ساتھ جانے مین کچھ مضائقہ نہین اسواسطے کہ
جنازہ کے ساتھ جانا سنت ہی پس غیر کی بدعت کی وجہ سے اُسکو نہ چھوڑین اور جنازہ کے واسطے

کھڑا نہ ہوجاوے لیکن اُسوقت جب اُسکے ساتھ جانے کا ارادہ ہو یہ ایضاح مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر عیدگاہ مین ہو اور جنازہ آوے تو بعضون نے کہا ہی کہ زمین پر جنازہ رکھدینے سے پہلے اُسکو دیکھ کر کھڑے نہو جاوین یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - جو لوگ جنازہ کے ساتھ جاتے ہین اُنکو خاموش رہنا چاہیے اور ذکر اور قرات قرآن مین آواز بلند کرنا اُنکو مکروہ ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر اللہ کا ذکر کرنا چاہے تو دل مین ذکر کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور جب قبر کے پاس زمین پر جنازہ رکھدیا جاوے تو اُسوقت بیٹھ جانے مین مضائقہ نہین اور جنازہ کو گردنون سے اُتارنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ جب تک اُسپر مٹی نہ ڈالین تب تک نہ بیٹھین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جب نماز کے واسطے جنازہ اُتار دین تو قبلہ کے عرض مین رکھین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی جنازہ اُٹھانے کے لیے استنجا جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی

پانچوین فصل میت پر نماز پڑھنے کے بیان مین

جنازہ کی نماز پڑھنا فرض کفایہ ہی اگر بعض اُسکو ادا کرلین ایک شخص ہو یا جماعت مرد ہو یا عورت تو باقی لوگون سے ساقط ہوجاوے گا اور اگر کسی نے نماز نہ پڑھی تو سب لوگ گنہگار ہونگے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - جنازہ کی نماز صرف امام کی نماز سے ادا ہوجاتی ہی اسلیے کہ جنازہ کی نماز مین جماعت شرط نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی - شرط جنازہ کی نماز کی یہ ہی کہ میت مسلمان ہو اور اگر نہلانا ممکن ہو تو اُسکو نہلا لیا ہو اور نہلانا ممکن نہ ہو مثلاً غسل سے پہلے اُسکو دفن کردیا اور بغیر قبر کھودے اُسکو نکالنا ممکن نہین تو ضرورت کی وجہ سے اُسکی قبر پر نماز پڑھنا جائز ہی اور اگر بغیر غسل کے میت پر نماز پڑھی اور اُسکو اسی طرح دفن کردیا تو قبر پر دوبارہ نماز پڑھین کیونکہ پہلی نماز فاسد ہی یہ تبیین مین لکھا ہی میت کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جو مسلمان پیدا ہونے کے بعد مرا اُسپر نماز پڑھین بچہ ہو یا بڑا ہو مرد ہو یا عورت ہو آزاد ہو یا غلام ہو مگر باغیون اور راہزنون پر اور اسطرح کے اور لوگون پر نماز نہ پڑھین اگر کوئی بچہ پیدا ہوتے وقت مرگیا تو اگر نصف سے زیادہ خارج ہوگیا تھا تو اُسپر نماز پڑھین اور جو نصف سے کم خارج ہوا تھا تو اُسپر نماز نہ پڑھین اور اگر نصف خارج ہوا تھا تو کتاب مین اُسکا حکم مذکور نہین ہی اور نصف میت پر جو نماز پڑھنے کا حکم اول مذکور ہوچکا ہی اُسی پر اُسکا قیاس ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر دار الحرب مین کوئی لڑکا کسی مسلمان سپاہی کے قبضہ مین آجاوے اور وہین مرجاوے تو باعتبار اُسکے قابض کے اُسپر نماز پڑھینگے یہ محیط مین لکھا ہی امام ابو یوسف رح نے کہا ہی کہ جو شخص کسی کا مال لے لے اور اُسکے عوض مین قتل کیا جاوے تو اُسپر نماز نہ پڑھین یہ ایضاح مین لکھا ہی اور جو شخص اپنے ماں باپ مین سے کسی کو مار ڈالے تو اُسکی اہانت کے لیے اُسپر نماز نہ پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہی اور جو شخص غلطی سے اپنے آپ کو مار ڈالے مثلاً کسی دشمن کو تلوار سے مارنے کے لیے پکڑا اور غلطی سے وہ تلوار اُسی کے لگ گئی اور مرگیا تو اُسکو غسل دینگے اور نماز پڑھینگے یہ حکم بلاخلاف ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص عمداً اپنے آپ کو مار ڈالے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسپر نماز پڑھینگے یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اور جو شخص کسی حق مین ہتیار سے یا اور طرح قتل کیا جائے جیسے قود اور رجم مین تو اُسکو غسل دینگے اور اُسپر نماز پڑھینگے اور اُسکے ساتھ وہی سب معاملہ کرینگے جو مسلمان مُردون کے ساتھ کرتے ہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور امام جسکو سولی دے اُسکے حق مین امام ابو حنیفہ رح سے

اور روایتین مین ابو سلیمان نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہو کہ اسپر نماز نہ پڑھین یہ فتاوے قاضی خان مین
لکھا ہو - میت پر نماز پڑھانے مین اگر سلطان حاضر ہو تو اولے ہو اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو قاضی اولے ہو پھر
امام الحی پھر ولی یہی اکثر متون مین لکھا ہو اور حسن نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہو کہ سب مین بڑا امام یعنی
خلیفہ حاضر ہو تو اولے ہو اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو امام شہر کا اولے ہو اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو قاضی اولے ہو
اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو صاحب شرط اولے ہو اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو امام حی اولے ہو اور اگر وہ حاضر نہو تو قرابت
مین جو سب سے زیادہ قریب ہو وہ اولے ہو اسی روایت کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہو یہ کفایہ اور نہایہ اور
معراج الدرایہ اور عنایہ مین لکھا ہو - اولیا کی ترتیب موافق ترتیب عصبات کے ہو جو زیادہ قریب ہو وہ اولی
ہو لیکن باپ کا حکم اسکے خلاف ہو اسلیے کہ وہ بیٹے پر مقدم ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو کہا گیا ہو کہ یہ قول امام محمد
رح کا ہو اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بیٹا اولے ہو اور صحیح یہ ہو کہ سب کا قول یہی ہو یہ
تبیین مین لکھا ہو اور یہی غیاثیہ اور فتح القدیر مین لکھا ہو - عورتون اور بچون کا میت کی نماز مین کوئی حق نہین ہو
اور اقرب کے واسطے اختیار ہو کہ کسی دور کے رشتہ دار کو مقدم کر دے اور اگر زیادہ رشتہ دار کہین دور ہو
اور اسکے آنے تک نماز فوت ہو جاوے گی تو دور کا رشتہ دار اولے ہو اور اگر قریب کا رشتہ دار حاضر نہ ہو مگر
اپنے خط مین کسی غیر کے مقدم کرنے کا حکم دے تو دور کے رشتہ دار کو اختیار ہو کہ اسکو منع کرے اور شہر مین
جو مریض ہو وہ مثل تندرست کے ہو اسکو اختیار ہو جسکو چاہے مقدم کرے دور کے رشتہ دار کو منع کرنیکا اختیار
نہین اور اگر دو ولی درجہ مین برابر ہون تو عمر مین جو بڑا ہو وہ اولے ہو اور ان دونون مین سے یہ کسی کو اختیار
نہین کہ اپنے شریک کے سوا اور کسی کو مقدم کرین مگر اسکی اجازت سے غیر کو مقدم کرنا جائز ہو اور اگر ان دونون
مین سے ہر ایک نے جدا جدا شخص کو مقرر کیا تو بڑے نے جسکو مقدم کیا ہو وہ اولے ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو
کبرے مین ہو کہ میت نے اگر وصیت کی ہو کہ فلان شخص میری نماز پڑھاوے تو وہ وصیت باطل ہو اسی پر فتوی
ہو یہ مضمرات مین لکھا ہو - کوئی غلام مرا اور اسکے مالک اور باپ اور بیٹے مین نماز کی بابت جھگڑا ہوا اور اسکے باپ
اور بیٹے آزاد ہین تو مالک اسکی نماز پڑھانے مین اولے ہو یہ محیط مین لکھا ہو اسی پر فتوے ہو یہ مضمرات مین لکھا
ہو اور ہمارے نزدیک شوہر کو ولایت نہین ہو اسلیے کہ موت سے تعلق قطع ہو جاتا ہو یہ جامع صغیر مین لکھا ہے
جو قاضی خان کی تصنیف ہو اور اگر عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر اولے ہو پھر ہمسایہ بہ نسبت اجنبی کے اولے ہین
تبیین مین لکھا ہو - اگر کوئی عورت مری اور اسکا شوہر ہو اور اسی شوہر سے بیٹا عاقل بالغ ہو تو ولایت بیٹے کے
لیے ہو شوہر کے لیے نہین لیکن بیٹے کے لیے یہ مکروہ ہو کہ اپنے باپ پر مقدم ہو اور چاہیے کہ اپنے باپ کو مقدم
کرے اور اگر وہ بیٹا اس شوہر سے نہین ہو تو اسکے مقدم ہونے مین مضائقہ نہین اسلیے کہ وہی ولی ہو اور ماں
کے شوہر کی تعظیم اسپر واجب نہین یہ بدائع مین لکھا ہو میت پر صرف ایکبار نماز پڑھی جاوے اسلیے کہ جنازہ کی نماز
مین نفل مشروع نہین یہ ایضاح مین لکھا ہو اور اگر سب مین بڑے امام یا سلطان یا والی یا قاضی یا امام حی نے
نماز پڑھا دی تو ولی کو اعادہ کا اختیار نہین اسلیے کہ وہ لوگ اس سے اولے ہین اور اگر اسکے سوا کسی اور نے نماز
پڑھائی تو اسکو اعادہ کا اختیار رہی یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور اگر ولی نماز پڑھے تو اسکے بعد کسی کو نماز پڑھنا جائز نہین

ہی اور اگر سلطان نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو پڑھ سکتا ہی اسلیے کہ وہ اُسپر مقدم ہی اور اگر میت پر ولی نے نماز پڑھی اور اُسی مرتبہ کے میت کے اور بھی ولی ہین تو اُنکو نماز کے اعادہ کا اختیار نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ اگر ولی یا سلطان کے سوا کسی اور نے نماز پڑھائی تو ولی اگر چاہے تو اعادہ کر سکتا ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی کسی شخص نے جنازہ کی نماز پڑھی اور ولی اُسکے پیچھے ہی اور اُسکی نماز پر وہ راضی نہین تو اگر ولی نے اُسکی متابعت کر کے نماز پڑھ لی تو نماز جائز ہی اور ولی اعادہ نہین کر سکتا۔ اگر جنازہ کی نماز کا امام بے وضو تھا تو نماز کا اعادہ کرین اور اگر امام باوضو تھا اور مقتدی بے وضو تھے تو امام کی نماز صحیح ہوگی اور نماز کا اعادہ نہ کرین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر مریض بیٹھ کر جنازہ کی نماز پڑھاوے اور وہی ولی ہو اور جماعت کے لوگ اُسکے پیچھے کھڑے ہون تو جائز ہی۔ کوئی شخص سفر مین مرا پھر اُسکے رشتہ دار اُسکو وطن لیگئے پس اگر سلطان یا قاضی کے حکم سے اُسکی نماز پڑھ چکے تھے تو اُسکا اعادہ نہ کرینگے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر مغرب کی نماز کے وقت جنازہ حاضر ہو تو جنازہ کی نماز مغرب کی سنت پر مقدم کرینگے یہ قنیہ مین لکھا ہی۔ سوار ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی۔ جو شرطین اور نمازون کی ہین جیسے حقیقی و حکمی طہارت اور قبلہ کی طرف متوجہ ہونا اور ستر عورت اور نیت یہ سب جنازہ کی نماز کی بھی شرطین ہین یہ بدائع مین لکھا ہی پس امام اور قوم کو چاہیے کہ نیت کرین اور یون کہین کہ مین اللہ کی عبادت کے لیے اس فرض کے ادا کرنے کی نیت کرتا ہون اور کعبہ کی طرف متوجہ ہون اور اس امام کے پیچھے ہون اور اگر امام اپنے دل مین یہ نیت کرے کہ جنازہ کی نماز ادا کرتا ہی تو صحیح ہی اور اگر مقتدی یون کہے کہ اس امام کا اقتدا کرتا ہون تو جائز ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جنازہ کی نماز کی شرطون مین سے یہ ہی کہ میت حاضر ہو اور رکھی ہوئی ہو اور نماز پڑھنے والے کے سامنے ہو پس اگر میت غائب ہو یا کسی جانور پر ہو یا نماز پڑھنے والے کے پیچھے رکھی ہو تو نماز صحیح نہوگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ جن چیزون سے اور نمازین فاسد ہوتی ہین اُنسے جنازہ کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہی مگر عورت کے برابر ہونے سے فاسد نہین ہوتی یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ جب سات آدمی جماعت مین ہون تو تین صفین کرلین ایک آگے بڑھے اور تین اُسکے پیچھے ہون اور دو اُنکے پیچھے ہون اور ایک اُنکے پیچھے ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی امام کو چاہیے کہ میت عورت ہو یا مرد اُسکے سینہ کے مقابلہ مین کھڑا ہو میت کی نماز مین امام کے کھڑے ہونے کی جگہ یہی بہتر ہی اور اگر اور جگہ کھڑا ہو تو جائز ہی اور جنازہ کی نماز مین چار تکبیرین ہوتی ہین اگر ایک اُنہین سے چھوڑ دی تو جائز نہوگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اول شروع کی تکبیر کہے پھر سبحانک اللہم آخر تک پڑھے پھر دوسری تکبیر کہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر تکبیر کہے اور میت اور سب مسلمانون کیواسطے دعا پڑھے اور اسکے واسطے کوئی دعا مقرر نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللہم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اور اگر میت بچہ ہو تو امام ابوحنیفہ رح سے منقول ہی کہ یون پڑھے اللہم اجعلہ لنا فرطا اللہم اجعلہ لنا ذخرا واجرا اللہم اجعلہ لنا شافعا ومشفعا یہ اُسوقت ہی جب ان دعاؤن کو اچھی طرح پڑھ سکے اور اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جونسی دعا چاہے پڑھے پھر چوتھی تکبیر کہے اور دو سلام پھیرے چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام سے پہلے کوئی دعا نہین آئی ہے

شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضی خان کی تصنیف ہی اور یہی ظاہر مذہب ہی یہ کافی مین لکھا ہی تکبیر کے
سوا اور سب چیزین آہستہ پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہی اس نماز مین قرآن نہ پڑھے اور اگر الحمد کو دعا کی نیت سے
پڑھے تو مضائقہ نہین اور قرات کی نیت سے پڑھے تو جائز نہین اسواسطے کہ وہ محل دعا کا ہی قرات کا نہین یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی ظاہر روایت کے بموجب پہلی تکبیر کے سوا کبھی ہاتھ نہ اُٹھاوے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی
اور امام اور قوم اس حکم مین برابر ہین یہ کافی مین لکھا ہی اور دونون سلامون مین میت کی نیت نہ کرے بلکہ
پہلے سلام مین اُس شخص کی نیت کرے جو اُسکے داہنی طرف ہی اور دوسرے سلام مین اُس شخص کی نیت
کرے جو اُسکے بائین طرف ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی فتاوی قاضی خان اور ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر
امام پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی متابعت نہ کرے اور امام ابوحنیفہ رح سے یہ منقول ہی کہ وہ ٹھہرا رہے اور امام
کے ساتھ سلام پھیرے یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص آیا اور امام پہلی تکبیر کہہ چکا ہی اور یہ
اُسوقت حاضر نہ تھا تو انتظار کرے جب امام دوسری تکبیر کہے تو اُسکے ساتھ تکبیر کہکر نماز مین شریک ہو اور جب
امام فارغ ہو تو مسبوق جنازہ کے اُٹھنے سے پہلے وہ تکبیر کہہ لے جو اُس سے فوت ہو گئی ہی یہ قول امام ابوحنیفہ
رح اور امام محمد رح کا ہی اور اسی طرح اگر امام دو یا تین تکبیرین کہہ چکا ہی تب بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
اگر کوئی شخص آیا اور امام چار تکبیرین کہہ چکا ہی اور ابھی سلام نہین پھیرا ہی تو امام ابوحنیفہ رح سے ایک روایت یہ ہی
کہ وہ امام کے ساتھ داخل نہو اور اصح یہ ہی کہ داخل ہو اور اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی پھر جنازہ اُٹھنے
سے پہلے برابر تین تکبیرین کہہ لے دعا نہ پڑھے یہ خلاصہ اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر جنازہ اُٹھ
کر اُٹھ گیا اور ابھی کاندھون پر نہین رکھا گیا تو ظاہر الروایت مین ہی کہ تکبیرین نہ کہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر امام
کے ساتھ تھا اور غافل ہو گیا اور امام کے ساتھ تکبیر نہ کہی یا نیت کر رہا تھا اور اس وجہ سے تکبیر مین تاخیر ہو گئی تو
وہ تکبیر کہہ لے اور فقہا کے قول کے بموجب امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے اسلیے کہ وہ نماز کیواسطے مستعد
تھا پس بمنزلہ شریک نماز کے سمجھا جاویگا یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضی خان کی تصنیف ہی اور اگر امام
کے ساتھ پہلی تکبیر کہی اور دوسری اور تیسری نہ کہی تو وہ دونون تکبیرین کہہ لے پھر امام کے ساتھ تکبیر کہے یہ
فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر امام نے تین تکبیرون کے بعد بھولکر سلام پھیر دیا تو چوتھی تکبیر کہکر سلام پھیرے
یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر بہت سے جنازہ جمع ہو جاوین تو امام کو اختیار ہی کہ اگر چاہے ہر ایک کیواسطے جدا
نماز پڑھے اور اگر چاہے ایک نماز مین سب کی نیت کر لے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور ان جنازون کے
رکھنے مین بھی اُسکو اختیار ہی اگر چاہے تو طول مین اُنکی ایک صف بنا دے اور جو افضل ہی اُسکے پاس کھڑا ہو کر نماز
پڑھا دے اور اگر چاہے ایک کو بعد ایک کے قبلہ کیطرف رکھے اور ترتیب اُن جنازون کی بہ نسبت امام کے
اسیطرح ہو گی جسطرح زندگی مین امام کے پیچھے نماز مین اُنکی ترتیب ہوتی ہی یعنی افضل افضل ہو گا اور امام سے
قریب مردون کے جنازہ ہونگے پھر لڑکون کے پھر خنثون کے پھر عورتون پھر قریب بلوغ لڑکیون کے اور اگر
سب مرد ہون تو حسن نے امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت کی ہی کہ جو افضل ہی اور عمر مین زیادہ ہی اُسکا جنازہ
امام کے قریب ہو اور اگر غلام اور آزاد جمع ہون تو مشہور یہ ہی کہ ہر حال مین آزاد کو مقدم کرین یہ فتح القدیر

مین لکھا ہی - اگر امام ایک جنازہ کی نماز کی تکبیر کہہ چکا پھر دوسرا جنازہ آیا تو اُسیطرح نماز پڑھتا رہے اور دوسرے جنازہ پر از سر نو نماز پڑھے اور اگر جنازہ رکھنے کے بعد امام نے دوسری تکبیر کہی اور دونون جنازون پر نیت کی تو پہلے جنازہ کی تکبیر ہوگی دوسرے کی تکبیر نہوگی اور اگر دوسری تکبیر مین صرف دوسرے جنازہ کی نیت کی ہی تو وہ دوسرے جنازہ کی تکبیر ہوگی اور پہلے جنازہ کی نماز سے نکل گیا پس جب فارغ ہو تو پہلے جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر امام کو جنازہ کی نماز مین حدث ہوا اور کسی غیر کو مقدم کر دیا تو جائز ہی اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر میت کو نماز سے یا غسل سے پہلے دفن کر دیا تو تین دن تک اُسکی قبر پر نماز پڑھین اور صحیح یہ ہی کہ تین دن کی مقدار واجب نہین ہی بلکہ جب تک سمجھے کہ مردے کا جسم ابھی نہین پھٹا تب تک اُسپر نماز پڑھے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور جنازہ پر نماز عیدگاہ مین اور مکانون مین اور گھرون مین برابر ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور نماز جنازہ کی ایسی مسجد مین جسمین جماعت ہوتی ہو مکروہ ہی خواہ میت اور قوم مسجد مین ہو خواہ میت مسجد سے خارج ہو اور قوم مسجد مین ہو یا امام مع بعض قوم کے مسجد سے خارج ہو اور باقی قوم مسجد مین ہو یا میت مسجد مین ہو اور امام اور قوم خارج مسجد ہو یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور بارش وغیرہ کے عذر سے مسجد مین نماز پڑھنا مکروہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی - راستہ مین اور غیر لوگون کی زمین مین جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی لیکن جو مسجد کہ جنازہ کی نماز کیواسطے بنائی جاوے اُسمین نماز پڑھنا مکروہ نہین تبیین مین لکھا ہی اور چاہیے کہ جب تک جنازہ پر نماز نہ پڑھ لین تب تک نہ لوٹین اور بعد نماز پڑھنے کے دفن سے پہلے بغیر اذن اہل جنازہ کے نہ لوٹین اور بعد دفن بغیر اذن لوٹنے کا اختیار ہی یہ محیط مین لکھا ہی **چھٹی فصل قبر اور دفن اور میت کے ایک مکان سے دوسرے مکان مین لیجانے کے بیان مین** میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور سنت لحد ہی نہ شق یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور لحد اُسکو کہتے ہین کہ قبر پوری کھودی جاوے پھر اُسکے اندر قبلہ کی طرف گڑھا کھودا جاوے اور اُسمین مردہ رکھدیا جاوے یہ محیط مین لکھا ہی اور وہ مثل ایک سقف کر کے بنا دیا جاوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر زمین نرم ہو تو شق مین مضائقہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور شق اُسکو کہتے ہین کہ مثل نہر کے ایک گڑھا وسط قبر مین کھودا جاوے اور اُسکے دونون طرف کچی اینٹین یا اور کچھ لگا دین اور اُسمین میت رکھی جائے اور چھت بنا دیجائے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور چاہیے کہ قبر کی گہرائی میانہ قد والے آدمی کے سینہ تک ہو اور جسقدر زیادہ ہو وہ افضل ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ طول قبر کا موافق طول آدمی کے قد کے چاہیے اور عرض اُسکا بقدر نصف قد کے چاہیے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل سے روایت ہی کہ ہمارے شہرون مین زمین کی نرمی کی وجہ سے صندوق مین میت کو رکھنا جائز ہی اور اگر لوہے کا صندوق ہو تو بھی کچھ مضائقہ نہین لیکن اُسکے اندر مٹی بچھا دین اور اوپر کی جانب جو میت سے ملی ہوئی ہی اُسپر بھی مٹی لگا دین اور ہلکی کچی اینٹین میت کے داہنی اور بائین طرف رکھدین تاکہ بمنزلہ لحد کے ہو جاوین پکی اینٹین لحد مین لگانا اگر میت سے متصل ہون تو مکروہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی پانی سے بہاوے کے مکانون مین دفن کرنا مکروہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی جو آدمی قبر کے اندر داخل ہون طاق ہون یا جفت ہون برابر ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ وہ

لوگ تقوی والے اور امین اور صالح ہون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی عورت کو قبر مین داخل کرنے کے لیے رشتہ دار محرم اورون سے اولی ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اسی طرح رشتہ دار غیر محرم اجنبی سے اولی ہی اور اگر وہ بھی نہو تو اگر اجنبی لوگ اُسکو قبر مین رکھین تو مضائقہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - کوئی عورت قبر مین داخل نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی میت قبلہ کی طرف سے قبر مین اُتاری جاوے اور یہ اسطرح ہوگا کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی طرف رکھا جاوے اور اس میت کو اُٹھا کر لحد مین رکھدین تو اُسکو لینے والے لیتے وقت قبلہ رو ہونگے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی قبر مین رکھتے وقت بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہے یہ متون مین لکھا ہی قبر مین داہنی کروٹ پر قبلہ رو لٹایا جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور کفن کی گرہ کھول دیجاوین اور اُسپر کچی اینٹین اور نرکل بچھائے جاوین پکی اینٹین اور لکڑی نہ بچھائی جاوین - عورت کی قبر پر پردہ کیا جاوے مرد کی قبر پر نکیا جاوے اور اُسپر مٹی ڈال دیجاوے یہ متون مین لکھا ہی اور اسمین مضائقہ نہین کہ مٹی ہاتھون سے ڈالین یا اوزارون سے ڈالین یا اور جسطرح ممکن ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی جو مٹی قبر سے نکلی ہی اُس سے اور زیادہ بڑھانا مکروہ ہی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی جو لوگ میت کے دفن مین حاضر ہین اُنکے واسطے مستحب ہی کہ وہ سب اپنے دونون ہاتھون سے تین تین لپ مٹی قبر مین ڈالین اور میت کے سر کی طرف سے ڈالین اور پہلی مرتبہ مین منہا خلقناکم پڑھین اور دوسری مرتبہ مین وفیہا نعیدکم اور تیسری مرتبہ مین ومنہا نخرجکم تارۃ اُخری پڑھین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی رات کو دفن کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن یہ کام دن مین آسانی سے ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور قبر کو اونٹ کی کوہان کی صورت ایک بالشت اونچی بنائی جاوے اور چورس نکیجاوے اور نہ پکی کیجاوے اور اُسپر پانی چھڑک دینے مین مضائقہ نہین اور قبر پر کوئی عمارت بنانا اور بیٹھنا اور سونا اور اُسکو پھلانگنا اور اُسپر بول و براز کرنا یا معلوم ہونے کی کوئی علامت مثل کتابت وغیرہ کے بنانا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جب قبر خراب ہو جائے تو اُسوقت اُسکو مٹی سے لیپ دینے مین مضائقہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اگر کوئی شخص اپنے لیے قبر کھود رکھے تو کچھ مضائقہ نہین بلکہ اجر پاویگا یہ تاتارخانیہ مین ہی کسی شخص نے قبر کھودی تھی اور لوگون نے اُسمین دوسری میت کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اگر قبرستان وسیع ہی تو مکروہ ہی اور اگر قبرستان تنگ ہی تو جائز ہی لیکن جو پہلے شخص نے خرچ کیا ہی وہ دینا پڑیگا یہ مضمرات مین لکھا ہی - صالحین کے قبرستانون مین دفن کرنا افضل ہی اور مستحب یہ ہی کہ میت کے دفن سے فارغ ہوکر قبر کے پاس اسقدر بیٹھین جتنی دیر مین ایک اونٹ کو ذبح کرکے اُسکا گوشت تقسیم کرین اور قرآن پڑھتے رہین اور میت کیواسطے دعا کرتے رہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی قبرون کے پاس قرآن پڑھنا امام محمد رح کے نزدیک مکروہ نہین اور ہمارے مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہی اور مختار یہ ہی کہ میت کو اُس سے نفع ہوتا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی قبر پر مسجد وغیرہ بنانا مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - جو فعل کہ سنت سے ثابت نہین ہوا ہی اُسکو قبر کے پاس کرنا مکروہ ہی اور سنت سے قبر کی زیارت اور اُسکے پاس کھڑے ہوکر دعا کرنے کے سوا اور کچھ ثابت نہین ہوا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی دو یا تین شخص ایک قبر مین دفن نکیے جاوین لیکن حاجت کے وقت جائز ہی تو ایسی حالت مین مرد کو قبلہ کی طرف رکھین اُسکے پیچھے لڑکے کو اُسکے پیچھے خنثی کو اُسکے پیچھے عورت کو اور ایک دوسرے کے بیچ مین کچھ مٹی کی آڑ کر دین

یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر دونون مرد ہون تو لحد مین افضل کو مقدم کرین یہ محیط مین لکھا ہی یہ حکم اُس صورت
مین ہی جب دونون عورتین ہون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جب میت گل کر مٹی ہوجاوے تو اُس قبر مین اور شخص
کو دفن کرنا یا اُسپر کھیتی کرنا یا عمارت بنانا جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور قتیل اور میت کے لیے مستحب یہ ہی کہ جس جگہ
مرا ہی اُسی جگہ والون کے قبرستان مین دفن کرین اگر دفن سے پہلے ایک میل یا دو میل اُسسے لیجا دین تو مضائقہ
نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے وطن کے سوا دوسرے شہر مین مرے تو وہین اُسکو چھوڑ دینا
مستحب ہی اور اگر دوسرے شہر کو لیجا دین تو کچھ مضائقہ نہین دفن کے بعد مردے کو قبر سے نکالنا نہ چاہیے لیکن اُس
صورت مین کہ زمین غصب کی ہو یا اور کوئی بطور شفعہ کے اُسکو لے لے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر غیر کی
زمین مین بغیر اجازت مالک کی کسی میت کو دفن کر دین تو مالک کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو میت کے نکالنے کا
حکم کرے اور اگر چاہے تو زمین کو برابر کر کے اُسپر کھیتی کر لے یہ تجنیس مین لکھا ہی اگر میت کو قبلہ کی طرف کو نہین لٹایا
یا بائین طرف لٹایا یا جسطرف اُسکے پاؤن ہونے ادھر سر کر دیا اور مٹی ڈال چکے تو اب اُس قبر کو نہ کھودین اور اگر
ابھی صرف کچی اینٹین بچھائی ہین مٹی نہین ڈالی ہی تو ان اینٹون کو نکال کر سنت کے موجب میت کو لٹا دین یہ تبیین مین لکھا
ہی اگر قبر کے اندر کچھ مال رہگیا اور مٹی ڈالنے کے بعد معلوم ہوا تو قبر کو کھود دینگے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی-
فقہا نے کہا ہی کہ اگر مال ایک درہم کا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی- قبرستان سے لکڑی و گھاس کاٹنا مکروہ
ہی اگر خشک ہو تو مضائقہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی ہمارے نزدیک قبرستان مین جوتیان پہنکر چلنا مکروہ
نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اسی کے مثل مین ہین یہ مسئلے صاحب مصیبت کے لیے تعزیت
کرنا مستحب ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور حسن بن زیاد نے روایت کی ہی کہ جب اہل میت کو ایکبار تعزیت کر دی تو دوبارہ
اُسکی تعزیت کرنا نہین چاہیے یہ مضمرات مین لکھا ہی تعزیت کا وقت موت کے وقت سے تین دن تک ہی اور اُسکے
بعد مکروہ ہی لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا جس شخص کو تعزیت کرتے ہین غائب ہو تو کچھ مضائقہ نہین دفن کے پہلے
تعزیت کرنے سے دفن کے بعد تعزیت کرنا اولی ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب اہل مصیبت اُس صدمہ سے بیقرار
نہون اور اگر ایسی حالت ہو تو دفن سے پہلے تعزیت کرین اور مستحب یہ ہی کہ میت کے سب اقارب کو تعزیت کرے
بڑے ہون یا چھوٹے مرد ہون یا عورت لیکن اگر عورت جوان ہو تو صرف محرم لوگ اُسکی تعزیت کرین یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی اور مستحب ہی کہ جسکو تعزیت کرے اُس سے یون کہے غفر اللہ تعالی لمیتک وتجاوز عنه وتغمده برحمته ورزقک
الصبر علی مصیبته واجرک علی موته یہ مضمرات مین نقل کیا ہی اور سب سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت
ہی اور وہ یہ ہی کہ ان للہ ما اخذ وله ما اعطی وکل شیء عنده باجل مسمی اور اگر کافر کی تعزیت مسلمان کو دیوے تو
یون کہے اعظم اللہ اجرک واحسن عزاک اور اگر مسلمان کی تعزیت کافر کو دے تو یون کہے احسن اللہ عزاک وغفر
لمیتک اور یہ نہ کہے کہ اعظم اللہ اجرک اور اگر کافر کی تعزیت کافر کو دے تو یون کہے اخلف اللہ علیک ولا نقص
عددک یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مضائقہ نہین ہی کہ اہل مصیبت کسی گھر مین یا مسجد مین تین دن تک
بیٹھے رہین اور لوگ اُنکے پاس تعزیت کو آتے رہین اور گھر کے دروازہ پر بیٹھنا مکروہ ہی عجم کے شہرون مین جو
فرش بچھاتے ہین اور راستون مین کھڑے رہتے ہین وہ بہت بُری بات ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور خزانۃ الفتاوی

مین ہی کہ مصیبت مین تین روز تک بیٹھنا رخصت ہی اور چھوڑنا اُسکا احسن ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور بلند آواز سے نوحہ کرنا جائز نہین اور رقت قلب کے ساتھ رونے مین مضائقہ نہین اور مردون کے واسطے تعزیت کی وجہ سے سیاہ لباس پہننا اور کپڑے پھاڑنا مکروہ ہی عورتون کو سیاہ کپڑے پہننے مین مضائقہ نہین لیکن رخسارون اور ہاتھون کو سیاہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اور منھ نوچنا اور بال اکھاڑنا اور سر پر خاک ڈالنا اور رانین اور سینہ پیٹنا اور قبرون پر آگ جلانا جاہلیت کی رسمون مین سے ہی اور باطل اور فسق ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اہل میت کے واسطے کھانا تیار کرنے مین مضائقہ نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اہل میت کو تیسرے دن ضیافت کرنا جائز نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی ساتوین **فصل شہید کے بیان مین** شرح مین شہید اُسکو کہتے ہین جسکو اہل حرب یا باغی یا راہزن قتل کرین یا معرکہ مین زخمی مردہ ملے یا اُسکی آنکھ یا کان یا حلق سے خون جاری ہو یا اُسمین جلانے کا اثر ہو یا دشمنون نے گھوڑون پر سوار ہوکر یا گھوڑون کو ہانک کر اُسے ٹاپون سے روندا ہو یا اُسکو زخمی کیا ہو یا جانور کے ہاتھ یا پانون سے اُسکو کوٹا ہو یا اُسکے گھوڑے کو مار کر یا للکار کر بھگایا ہووے اور اس وجہ سے وہ قتل ہو گیا ہو یا نیزہ مار کر اُسے پانی یا آگ مین ڈالدیا ہو یا دیوار سے گرادیا ہو یا اُسپر دیوار گرادی ہو یا مسلمانون کے لشکر پر آگ پھینکی ہو یا ہوا اُس آگ کو مسلمانون کے لشکر کی طرف اُڑا لائی ہو یا دشمنون نے کسی لکڑی مین آگ لگا دی ہو اور اُسکا ایک سرا مسلمانون کی طرف ہو یا مسلمانون کے لشکر کی طرف پانی بہایا اور کوئی جل گیا یا کوئی مسلمان ڈوب گیا یا کسی مسلمان نے اُسکو بطور ظلم کے قتل کیا اور اُسکی دیت واجب نہ ہوئی یہ کافی مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر اُسکو ذمیون نے یا مستامنون نے قتل کیا تو یہی حکم ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر صلح کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو دیت واجب ہو تو شہادت ساقط نہ ہوگی اسواسطے کہ واجب قصاص تھا لیکن وہ صلح یا شبہہ کی وجہ سے ساقط ہو گیا یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص اپنی جان یا مال یا مسلمانون یا ذمیون کے بچانے مین قتل ہو خواہ کسی آلہ سے قتل ہو یا لوہے یا پتھر یا لکڑی سے وہ شہید ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر مسلمان کشتی مین ہون اور دشمن نے اُنپر آگ پھینکی اور وہ جل گئی یا وہ آگ دوسری کشتی مین پہونچی اور اُس کشتی مین بھی مسلمان تھے وہ بھی جل گئے تو کل شہید ہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ شہید کا حکم یہ ہی کہ اُسکو غسل نہ دین اور اُسپر نماز پڑھین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اُسی خون اور کپڑون مین دفن کر دیا جاوے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر شہید کے کپڑون مین نجاست لگی ہو تو اُسکو دھو لین یہ عتابیہ مین لکھا ہی اور جو چیزین کہ جنس کفن سے نہین اُسکے بدن سے نکال لی جاوین جیسے ہتھیار اور پوستین اور زرہ اور روئی دار کپڑے اور موزے اور ٹوپی اور پائجامہ امام محمد رح نے سیر کے سوا اور کسی کتاب مین پائجامہ کا ذکر نہین کیا اور شیخ ابو جعفر ہندوانی کا یہ قول ہی کہ بہتر یہ ہی کہ پائجامہ نہ نکالا جاوے اور بہت سے مشائخ نے اسی قول سے موافقت کی ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر کپڑے کم ہون تو بڑھا کر کفن پورا کر دیا جاوے اور اگر کفن سنت سے زیادہ ہون تو کم کر دیے جاوین یہ کافی مین لکھا ہی اور شہید کے خوشبو اسی طرح لگائی جاوے جیسے اور مردہ کے لگائی جاتی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر وہ جنب ہو یا لڑکا ہو یا مجنون ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسکو غسل بھی دین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اسی طرح

[حیض] یا نفاس والی عورت قتل ہوا اور وہ طاہر ہو چکی ہو اور خون بند ہو چکا ہو تو بھی غسل دین اور اگر خون بند ہوا بھی جو کچھ نظر آتا ہو اگر وہ حیض ہونے کے قابل ہو تو اصح یہ ہو کہ غسل دین یہ کافی مین لکھا ہو لیکن اگر ایک دن خون دیکھا تھا پھر قتل ہو گئی تو بالاجماع غسل نہ دین یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہو اور مرتث کو جسے جو [مثل] کہ کچھ زندہ رہنے کی وجہ سے شہادت کے حکم سے جدا ہو گیا غسل دین مثلاً کچھ کھایا یا پیا یا سویا یا دوا کی یا معرکہ سے اسکو زندہ اٹھا لائے لیکن اگر مقتل سے اسواسطے اٹھا لائے کہ اسکو گھوڑے نہ روندین تو یہ حکم نہین ہو اور اگر کسی سائبان یا خیمہ مین جگہ لی یا اتنی دیر تک زندہ رہا کہ ایک نماز کا وقت گذر گیا اور اسکے ہوش درست تھے تو وہ مرتث ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور یہی حکم اُس صورت مین ہو کہ وہ کچھ خرید و فروخت کرے یا بہت سی باتین کرے اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جب یہ امور لڑائی کے تمام ہونے کے بعد پائے جاوین اور اگر لڑائی کے تمام ہونے سے پہلے یہ باتین پائی جاوین تو مرتث نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہو اور اگر اُسنے کسی دنیاوی امر کی وصیت کی یا شہر مین قتل ہوا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ دھاردار سے بطور ظلم کے قتل ہوا ہو تو اسکو غسل دین یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہو اور اسی طرح اگر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا یا اپنی جگہ بدلی تو بھی یہی حکم ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور اگر کسی مشرک کا جانور چھوٹا اور اسپر کوئی سوار نہین ہو اور اُسنے کسی مسلمان کو روند ڈالا یا مسلمان نے مشرکون کی طرف تیر پھینکا اور وہ کسی مسلمان کے لگ گیا یا مسلمان کا گھوڑا مشرک کے گھوڑے کی وجہ سے بھاگا اور مسلمان کو گرا دیا یا مسلمان بھاگے اور کفار نے اُنکو آگ یا خندق کی طرف جانے پر مجبور کر دیا یا مسلمانون نے اپنے گرد کانٹے بچھائے تھے اور اُسپر چلنے سے مرگئے تو ان سب صورتون مین غسل دیا جاویگا امام ابو یوسف رح کا اسمین خلاف ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر مسلمان کے گھوڑے نے لڑائی کے وقت ٹھوکر کھا کر مسلمان کو گرا دیا اور قتل کر دیا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اگر مسلمانون کے جانورون نے مشرکین کے جھنڈے دیکھے اور اسوجہ سے کوئی جانور بھاگا اور مشرکین نے اسکو نہین بھگایا تھا اور اپنے سوار کو گرا دیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اسی طرح اگر مشرکین کسی شہر مین محصور ہو گئے اور مسلمان اس شہر کی شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور کسی کا پانون پھسل گیا اور گر کر مر گیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اسی طرح اگر مسلمان بھاگے اور کسی مسلمان کے جانور نے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور اُسکا مالک اسپر سوار تھا یا پیچھے ہانکتا تھا یا آگے سے کھینچتا تھا تو غسل دینگے اور اسی طرح اگر مسلمانون نے کسی دیوار مین سوراخ کیا اور اس وجہ سے وہ دیوار اُنپر گر پڑی تو بھی غسل دینگے الا بقول ابو یوسف رح یہ محیط مین لکھا ہو اور یہی حکم ہو اُس صورت مین کہ دشمن پر حملہ کیا اور اپنے گھوڑے سے گر گیا یہ بدائع مین لکھا ہو اور اگر دونون فریق کا سامنا ہوا تھا اور لڑائی نہوئی تھی تو اگر کوئی مردہ ملیگا تو اسکو غسل دینگے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ وہ لوہے سے بطور ظلم مارا گیا ہو تو غسل نہ دینگے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اور اگر معرکہ مین کوئی مرا ہوا ملا اور اسپر کوئی قتل کی نشانی نہ تھی مثلاً زخم یا گلا گھونٹنے یا ضرب یا خون نکلنے کا نشان نہ تھا تو وہ شہید نہوگا اور اسی طرح اگر خون ایسی طرف سے نکلا کہ بدون کسی اندرونی آفت بیماری کے اسطرف سے نکلتا ہو جیسے ناک اور ذکر اور دبر یا سر کی طرف سے خون اُتر کر منہ سے بہا تو بھی یہی حکم ہو یہ بدائع مین لکھا ہو

اور اصل اسمین یہ ہی کہ جو شخص اہل حرب یا باغیون یا راہزنون کی لڑائی مین اسطرح مقتول ہوا کہ دشمن نے اسکو قتل کیا یا سبب اُسکے قتل کا فعل دشمن ہوا تو وہ شہید ہوگا اور جو شخص اسطرح مقتول ہوا کہ اُسکے قتل کی دشمن کی طرف نسبت نہین ہی تو وہ شہید نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی

بائیسوان باب سجدون مین یہ مسئلے ایسے ہین جو کلیہ قاعدون کے بموجب مقرر ہوئے ہین منجملہ اُنکے یہ ہی کہ سجدہ اگر اپنے محل مین ادا ہو تو بغیر نیت کے ادا ہو جاتا ہی اور جب اپنے محل سے فوت ہو جاوے تو بغیر نیت کے صحیح نہین ہوتا اور سجدہ پر اپنے محل سے فوت ہو جانے کا حکم اُسوقت ہوتا ہی جب اُس سجدہ مین اور اُسکے محل مین ایک پوری رکعت کا فصل ہو جاوے اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اگر یہ شک ہو کہ رکعت چھوٹی ہی یا سجدہ چھوٹا ہی تو دونون کو ادا کرے تاکہ جو کچھ چھوٹا ہی بالیقین ادا ہو جاوے اور سجدہ کو رکعت پر مقدم کرے اور اگر رکعت کو سجدہ پر مقدم کیا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اگر کسی چیز مین یہ شک ہو کہ وہ واجب ہی یا بدعت تو احتیاطاً اسکو ادا کرے اور اگر یہ شک ہو کہ وہ سنت ہی یا بدعت تو چھوڑ دے اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اس بات پر غور کرے کہ جسقدر سجدے چھوٹے ہین اور جسقدر ادا ہوئے ہین اُنمین کم کونسے ہین اور اُنھین سے اعتبار کرے اسواسطے کہ کم سے اعتبار کرنے مین آسانی ہوتی ہی یہ محیط سرخسی اور ظہیریہ مین لکھا ہی کسی شخص نے فجر کی نماز پڑھی اور آخر نماز مین سلام سے پہلے یا سلام کے بعد یاد آیا کہ اس سے ایک سجدہ چھوٹ گیا ہی تو اُسپر واجب ہی کہ اُس سجدہ کو کرلے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کرے پس اگر معلوم ہو کہ پہلی رکعت کا سجدہ چھوٹا تھا اور غالب گمان یہی ہو تو قضا کی نیت کرے اور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ پہلی یا دوسری رکعت کا ہی اور غالب گمان سے کسی طرف کو ترجیح نہین دے سکتا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر معلوم ہو کہ دوسری رکعت کا سجدہ ہی تو قضا کی نیت نہ کرے اور اگر یہ یاد آیا کہ اُس سے دو سجدہ چھوٹے ہین تو اگر یہ جانتا ہی کہ وہ دو سجدے دو رکعتون مین چھوٹے ہین یا اخیر کی رکعت سے چھوٹے ہین تو واجب ہی کہ دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے پھر سہو کا سجدہ کرے اور اگر یہ جانتا ہی کہ دونون سجدے پہلی رکعت سے چھوٹے ہین تو اُسپر واجب ہی کہ ایک رکعت پڑھے اور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کسطرح چھوٹے ہین تو دو سجدے کرے اور پہلی رکعت کے دو سجدے قضا کرنے کی نیت کرے پھر ایک رکعت پڑھے اور جو شخص دوسرے رکوع مین ملا تو اُسکو یہ رکعت نہ ملی اسواسطے کہ دونون سجدے پہلی رکعت سے ملنے والے ہین یہ حکم ایک روایت کے بموجب ہی اور ایک روایت یہ ہی کہ دونون سجدے دوسرے رکوع سے ملتے ہین پس اس روایت کے بموجب اُسکو رکعت ملجاویگی اور اگر یہ معلوم نہین ہی کہ دونون رکعتون مین سے کونسی رکعت کے سجدے چھوٹے ہین تو اول دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام نہ پھیرے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کا سجدہ کرے اور اگر یاد آوے کہ اُس سے تین سجدے چھوٹے ہین تو ایک سجدہ کرے اور ایک رکعت پڑھے پھر تشہد پڑھے اور قضا کی نیت سجدہ مین نہ کرے اور اگر یہ یاد آوے کہ اُس سے چار سجدے چھوٹے ہین تو دو سجدے کرے اور وہ ایک روایت کے بموجب پہلے رکوع سے ملینگے اور دوسری روایت کے بموجب دوسرے رکوع سے ملینگے اور ایک رکعت اور پڑھے یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اگر مغرب کی نماز پڑھی اور ایک

سجدہ چھوٹ گیا تو وہ سجدہ کرلے اور اپنے اوپر جو واجب ہی اُسکی نیت کرے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے اور سہو کے دو سجدے کرے اگر مغرب کی نماز سے دو سجدے چھوٹے اور یہ نہین معلوم کہ دونون رکعتون سے چھوٹے ہین یا ایک رکعت سے چھوٹے ہین تو اپنی راے لگا وے اور اگر کسی طرف اُسکی راے نہ لگے تو احتیاط پر عمل کرے اور دو سجدے کرے اور اُن دونون مین اپنے اوپر جو واجب ہی اُسکی نیت کرے یا قضا کی نیت کرے اور اُسکے بعد تشہد پڑھے پھر ایک رکعت اور پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے پھر سہو کے دو سجدے کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے اور اگر تین سجدے چھوٹے ہین تو بھی اُسیطرح جیسے ہم بیان کر چکے ہین اپنی راے لگا وے اور اگر کسی طرف اُسکی راے نہ لگے تو تین سجدے کرے اور اُسکے بعد تھوڑی دیر بیٹھے یہ بیٹھنا واجب ہی اگر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہوجاویگی پھر کھڑا ہووے اور ایک رکعت پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے اور اگر چار سجدے چھوٹے اور یہ معلوم نہوا کہ کسطرح چھوٹے ہین دو رکعتون سے چھوٹے ہین یا تین سے تو دو سجدے کرے اور اُسکے بعد تھوڑی دیر بیٹھے یہ بیٹھنا واجب ہی پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر دوسری رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کے دو سجدے کرے اور اگر پانچ سجدے چھوٹے پس ایک سجدہ جو ادا ہوا ہی اُسکے ساتھ ایک سجدہ اور ملا دے تو رکعت پوری ہوجاویگی پھر ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر تیسری رکعت پڑھے اور تشہد پڑھے پھر سہو کے دو سجدے کرے شیخ الاسلام معروف بہ خواہر زادہ نے کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اُس سجدہ مین یہ نیت کرلی کہ یہ ایک سجدہ اُسی رکعت کا ہی جسمین سجدہ کرتا ہون تاکہ اُس رکوع سے نہ ملجاوے جو اُس رکعت کے بعد ادا کریگا لیکن اگر مطلقاً سجدہ کرلیا اور نیت نہ کی تو نماز فاسد ہوجاویگی اور چار رکعتون کی نماز کا وہی حکم ہی جو ایک یا دو یا تین سجدے چھوڑنے کی صورت مین دو یا تین رکعت والی نماز کا حکم ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر چار سجدے چھوڑے اور نہین معلوم کہ کسطرح چھوڑے تو چار سجدے کرے اور تھوڑی دیر بیٹھے یہ بیٹھنا واجب ہی اگر نہ بیٹھیگا تو نماز فاسد ہوجاویگی پھر ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے اور تشہد پڑھے پھر کھڑا ہو اور دوسری رکعت اور تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سہو کے دو سجدے کرے اور اگر پانچ سجدے چھوڑے تو تین سجدے کرے اور اُسکے بعد نہ بیٹھے اور پھر دو رکعتین پڑھے اور احتیاطاً ان دونون کے درمیان مین قعدہ کرے اور اگر چھ سجدے چھوڑے تو دو سجدے کرے پھر قعدہ نہ کرے پھر دو رکعتین پڑھے پھر قعدہ کرے پھر ایک رکعت پڑھے اور اگر سات سجدے چھوڑے تو ایک سجدہ کرے اور تین رکعتین پڑھے فقہا نے کہا ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اُس ایک سجدے مین اُسی رکعت کی نیت ہی جسمین وہ سجدہ کیا ہی اور اگر بغیر نیت کے بھولکر وہ سجدہ کرلیا ہی پھر یاد آیا تو دو سجدے کرے اور اُنمین سے ایک مین اپنے اوپر سجدہ واجب کی نیت کرے تاکہ ایک سجدہ پہلی رکعت سے ملجاوے اور دوسرا دوسری رکعت سے پس دونون رکعتین ادا ہوجاوینگی پھر جب تین رکعتین پڑھے تو تین مین سے دوسری رکعت کے بعد قعدہ کرے پھر چوتھی رکعت پڑھے تو اُسکی نماز جائز ہوجاویگی اور اگر آٹھ سجدے چھوڑے تو دو سجدے کرے اور تین رکعتین پڑھے اور اگر فجر کی نماز مین تین رکعتین پڑھ لین اور دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہین کیا یا قعدہ کیا اور ایک سجدہ چھوڑ دیا اور یہ نہین معلوم کہ کیونکر چھوڑا ہی تو نماز اُسکی فاسد ہوجاویگی اور اگر دو سجدے چھوڑے تو اُسمین دو قول ہین اور اصح یہ ہی کہ نماز

فاسد ہوجاویگی اور اگر تین سجدے چھوڑے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر چار سجدے چھوڑے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دو سجدے کرے پھر قعدہ کرے پھر ایک رکعت پڑھے اور اگر ظہر کی نماز کی پانچ رکعتین پڑھین اور ایک سجدہ چھوڑدیا تو نماز فاسد ہوگی اور اصح قول کے بموجب یہی حکم ہی اگر دو سجدے چھوڑے یا تین یا چار یا پانچ سجدے چھوڑے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر چھ سجدے چھوڑے تو نماز فاسد ہوگی اور وہ صورت ہوگی جیسے کہ ظہر کی نماز مین چار رکعتین پڑھین اور چار سجدے چھوڑدیے جیسا کہ اول بیان ہوچکا ہی اور اگر سات سجدے چھوڑدیے تو نماز فاسد نہوگی اور تین سجدے کرے اور دو رکعتین پڑھے اور اگر آٹھ سجدے چھوڑے تو دو سجدے کرے اور تین رکعتین پڑھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر نو سجدے چھوڑے تو ایک سجدہ کرے پھر ایک رکعت پڑھے پھر قعدہ کرے اور یہ قعدہ سنت ہی پھر دو رکعتین پڑھے اور قعدہ کرے یہ قعدہ واجب ہی۔ اور اگر دس سجدے چھوڑے تو دو سجدے کرے پھر تین رکعتین پڑھے اور سہو کا سجدہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر مغرب کی چار رکعتین پڑھین تو نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر دو سجدے چھوڑدیے تو اسمین دو قول ہین اور اسی طرح اگر تین یا چار سجدے چھوڑے تو بھی یہی صورت ہی اور اگر پانچ سجدے چھوڑے تو نماز فاسد نہوگی اور تین سجدے کرے اور ایک رکعت پڑھے اور اگر چھ سجدے چھوڑے تو دو سجدے کرے اور دو رکعتین پڑھے جیسے کہ مغرب کی تین رکعتین پڑھنے کی صورت مین حکم تھا اور دو سجدے کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی

زکوۃ کی کتاب

اور اسمین آٹھ باب ہین

پہلا باب زکوۃ کی تفسیر اور اُسکے حکم اور شرائط مین تفسیر زکوۃ کی یہ ہی کہ زکوۃ مالک کردینا مال کا ہی للہ کسی مسلمان فقیر کو جو ہاشمی اور اُسکا غلام نہو اس شرط پر کہ مالک کرنے والے سے اس مال کی منفعت بالکل منقطع ہوجاوے شریعت مین زکوۃ کے یہی معنی ہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ حکم زکوۃ کا یہ ہی کہ وہ فرض محکم ہی اور اُسکا منکر کافر ہی اور اُسکا مانع قتل کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور جب سال تمام ہوجاوے فوراً ادا کرنا واجب ہی بغیر عذر تاخیر کریگا تو گنہگار ہوگا اور رازیؒ کی روایت مین ادائے زکوۃ کا واجب ہونا بہ تاخیر ہی حتے کہ اگر مرتے وقت تک ادا نہ کی تو گنہگار ہوگا اور پہلا قول اصح ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی اور اُسکے ادا کرنے کی شرط یہ ہی کہ زکوۃ دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت کرے یا جو کچھ اُسکے ذمہ واجب ہی اُسکے اُتارنے کی نیت کرے یہ کنز مین لکھا ہی اگر یہ نیت کی کہ زکوۃ ادا کرتا ہی اور اسوقت کچھ ادا نہ کیا اور اُسکے بعد آخر سال تک تھوڑا تھوڑا دیتا رہا بدون اسکے کہ دل مین نیت حاضر ہو تو زکوۃ ادا نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر مال دیتے وقت ایسی حالت مین ہو کہ اگر اُس سے پوچھا جاتا کہ کسطرح مال دیتا ہی تو بلا فکر زکوۃ بتلا دیتا تو یہ بھی نیت ہی اور اگر یون کہ لیا کہ آخر سال تک جو کچھ دونگا وہ زکوۃ ہی تو یہ جائز نہین اگر زکوۃ کے ادا کرنے کے واسطے کوئی وکیل مقرر کیا تو وکیل کو مال دیتے وقت اگر نیت کرلی تو جائز ہی اور اگر اُسوقت نیت نہ کی بلکہ جب وکیل نے مال دیا اُسوقت نیت کی تو بھی جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی زکوۃ مین موکل

کی نیت کا اعتبار ہو وکیل کی نیت کا اعتبار نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہو زکوۃ کسی شخص کو حوالہ کی اور اُسکو
حکم کیا کہ فقیرون کو دیدے اور فقیرون کو دیتے وقت نیت نہ کی تو جائز ہو اور اگر زکوۃ فقیرون کے دینے
کے واسطے کسی ذمی کے حوالہ کی تو جائز ہو اسلیے کہ نیت حکم کرنے والے مین پائی گئی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو
اور اگر وکیل نے ابھی مال فقیرون کو نہین دیا اور موکل کی نیت بدل گئی جو نیت آخر مین قرار پائی اُسی سے
وہ مال ادا ہوگا مثلاً زکوۃ مین دینے کے لیے کچھ درہم وکیل کو دیے اور ابھی اُسنے فقیرون کو نہین دیے تھے
کہ حکم کرنے والے نے اُنکو اپنی نذر مین دینے کی نیت کر لی تو وہ نذر سے ادا ہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو
اور اگر یون کہا کہ اگر مین اس گھر مین داخل ہوا تو اللہ کے واسطے اپنے ذمہ یہ واجب کرتا ہون کہ یہ سو درہم صدقہ
دونگا پھر اس مکان مین داخل ہوا اور داخل ہوتے وقت یہ نیت کی کہ وہ سو درہم زکوۃ مین دیتا ہون تو زکوۃ
سے نہ ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اگر کسی پاس کسی کی امانت رکھی تھی اور وہ تلف ہوگئی اور اُسکا مالک
فقیر تھا اور اُسکے جھگڑے کا ارادہ رکھتا تھا اور اُسنے اُس امانت کی قیمت اسکو زکوۃ کی نیت سے دی تو
زکوۃ ادا نہ ہوگی یہ فتاوے قاضیخان کی فصل ادائے زکوۃ مین لکھا ہو اور اگر کچھ مال بغیر نیت کے فقیر کو دیدیا
اُسکے بعد اُسکو زکوۃ مین دینے کی نیت کر لی تو اگر وہ مال فقیر کے ہاتھ مین قائم ہو تو جائز ہو ورنہ جائز نہین یہ
معراج الدرایہ اور زاہدی اور بحر الرائق اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہو اگر کسی شخص نے ایک غیر شخص کے
مال سے اسی شخص کی طرف سے زکوۃ دیدی اسکے بعد مالک نے اجازت دی تو اگر مال فقیر کے ہاتھ مین قائم
تھا تو جائز ہو ورنہ جائز نہین یہ سراجیہ مین لکھا ہو جس شخص نے اپنا کل مال صدقہ کر دیا اور زکوۃ کی نیت نہ کی
تو زکوۃ کا فرض اُسکے ذمہ سے ساقط ہوگیا اور یہ حکم بطور استحسان کے ہو یہ زاہدی مین لکھا ہو خواہ وہ مال
دیتے وقت اُسنے صدقہ نفل کی نیت کی ہو یا کوئی نیت نہ کی ہو اور اگر سارا مال اپنا کسی فقیر کو دیا اور اُس
دینے مین نیت نذر یا کسی اور واجب کی کی تو جس سے نیت کی ہو اُس سے ادا ہوگا اور زکوۃ اسکے ذمہ
باقی رہیگی اور اگر تھوڑا سا مال فقیر کو دیدیا تو صرف اسقدر مال کی زکوۃ اُسکے ذمہ سے امام محمد رح کے نزدیک
ساقط ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہو امام ابو حنیفہ رح سے بھی ایسی ہی روایت ہو اور یہی اشبہ ہو یہ زاہدی مین لکھا ہو
اگر کسی فقیر پر قرض تھا اور وہ اُسکو معاف کر دیا تو اُس سے اتنے کی زکوۃ ساقط ہوگئی خواہ اُس معاف کرنے
مین زکوۃ کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اسلیے کہ وہ بمنزلہ ہلاک کے ہو اور اگر تھوڑا سا قرض معاف کیا تو صرف اسقدر
کی زکوۃ ساقط ہوجاویگی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے اور باقی کی زکوۃ ساقط نہ ہوگی اگرچہ اُسکے دینے مین
باقی کی زکوۃ دینے کی نیت کی ہو یہ تبیین مین لکھا ہو اور اگر وہ شخص جسپر قرض ہو غنی ہو اور وہ قرض اسکو
سال تمام ہونے کے بعد ہبہ کر دیا تو جامع کی روایت کے بموجب مقدار زکوۃ کا ضامن ہوگا اور یہی اصح ہو
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر کسی فقیر کو یہ حکم کیا کہ دوسرے شخص پر جو میرا قرض ہو وہ وصول کرلے اور یہ
اسمین نیت اُس مال کے زکوۃ کی کی جو اُسکے پاس ہو تو جائز ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اگر کسی فقیر کو قرض
اپنا ہبہ کر دیا اور اُس سے دوسرے قرض کے زکوۃ کی نیت کی جو اُسکا کسی اور شخص پر ہو یا اُس مال کے
زکوۃ کی نیت کی جو اُسکے پاس ہو تو جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہو اور نقد دینا نقد اور قرض کی زکوۃ سے

جائز ہی اور قرض لگا دینا نقد کی زکوۃ سے اور ایسے قرض کی زکوۃ سے جو وصول ہوجاویگا جائز نہین اور قرضہ کا لگا دینا
ایسے قرض کی زکوۃ سے جو وصول نہوگا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کوئی شخص زکوۃ واجب دینے کا ارادہ
کرے تو فقہا نے کہا ہی کہ افضل یہ ہی کہ اعلان و اظہار سے دے اور صدقہ نفل مین افضل یہ ہی کہ پوشیدہ دے
یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے کسی مسکین کو درہم ہبہ یا قرض کے نام سے دیے اور زکوۃ کی
نیت کی تو زکوۃ ادا ہوجاویگی اور یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین مبتغی اور قنیہ سے نقل کیا ہی اور زکوۃ کے واجب ہونے
کی چند شرطین ہین منجملہ اُنکے آزاد ہونا ہی پس غلام پر زکوۃ واجب نہین اگرچہ اُسکو تجارت کا اذن ہو اور یہی حکم مدبر[14]
اور ام ولد[15] اور مکاتب[16] کا ہی اور سعی کرنے والے کا حکم امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مثل مکاتب کے ہی یہ بدائع
مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے اسلام ہی پس کافر پر زکوۃ واجب نہین یہ بدائع مین لکھا ہی اور اسلام جیسے کہ واجب
ہونے کی شرط ہی ایسی ہی ہمارے نزدیک زکوۃ کے باقی رہنے کی شرط ہی پس اگر زکوۃ کے واجب ہونے کے
بعد مرتد ہوگیا تو زکوۃ ساقط ہوجاویگی جیسا مرجانے مین حکم ہی پس اگر کئی برس تک اسی طرح مرتد رہا تو اُسکے
اسلام کے بعد اُن برسون کے لیے اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی صیرفی نے کہا ہی کہ دار الحرب
مین کوئی مسلمان ہوجاوے اور کئی برس تک وہین رہے پھر دار الاسلام مین آوے تو امام کو اُن دنون کی زکوۃ
اُس سے لینے کا اختیار نہین ہی اسلیے کہ وہ اُسکی ولایت مین نہ تھا لیکن اگر وہ زکوۃ کا واجب ہونا اپنے اوپر
جانتا تھا تو زکوۃ اُسپر واجب ہوگی اور اُسکے ادا کرنے کا فتوی دیا جاویگا اور اگر نہین جانتا تھا تو زکوۃ اُسپر واجب
نہوگی اور اُسکے ادا کرنے کا فتوی نہ دیا جاویگا بخلاف اسکے اگر ذمی دار الاسلام مین مسلمان ہوا تو اُسپر زکوۃ واجب
ہوگی خواہ وجوب زکوۃ کا مسئلہ اُسکو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے عقل اور بلوغ
ہی پس لڑکے پر اور مجنون پر اگر تمام سال وہ مجنون رہے زکوۃ واجب نہین ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اگر نصاب
کے مالک ہونے کے بعد سال کے کسی حصہ مین اول مین یا اخیر مین بہت دنون یا تھوڑے دنون کو افاقہ
ہوگیا تو زکوۃ لازم ہوگی یہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی ظاہر روایت ہی یہ کافی مین لکھا ہی صدر الاسلام ابو الیسر
نے کہا ہی کہ یہی اصح ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو ابو المکارم کی تصنیف ہی یہ حکم جنون عرضی کا ہی جو بعد بلوغ کے
ہوا ہو اور لیکن اصلی جنون جو مجنون بالغ ہوا ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک افاقہ کے وقت سے ابتدا اسکے
سال کا اعتبار ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی ایسی ہی لڑکا اگر بالغ ہوا تو وقت بلوغ سے سال کے شروع ہونے کا
اعتبار ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جس شخص کو بیہوشی ہو اُسپر زکوۃ واجب ہوگی اگرچہ کامل ایک سال تک بیہوش رہے
یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مال کا نصاب ہونا ہی اور جو نصاب سے کم ہوگا اُسپر زکوۃ واجب نہوگی یہ
عینی شرح کنز مین لکھا ہی کسی شخص نے دو سو درہم پر ایک سال تمام ہونے کے بعد پانچ درہم زکوۃ کے ایک فقیر کو
دیے یا وکیل کو زکوۃ کے واسطے دیے پھر اُسکے درہمون مین کوئی درہم کھوٹا نکلا تو وہ پانچ درہم زکوۃ نہونگے
کیونکہ نصاب مین کمی ہوگئی اگر فقیر کو دے چکا ہی تو اُس سے واپس نہین لے سکتا اور اگر وکیل نے ابھی اُنکو صرف
نہین کیا ہی تو واپس لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ پوری ملک ہو اور پوری ملک
یہ ہی کہ ملک بھی ہو اور قبضہ بھی ہو اور اگر ملک ہو اور قبضہ نہ ہو جیسے کہ مہر قبضہ سے پہلے یا قبضہ ہو ملک نہ ہو

[14] وہ غلام جسکے مالک نے کہا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے
[15] ام ولد وہ باندی ہے جسکا بچہ اپنے مالک سے ہوا ہو یعنی اولاد جنی ہو
[16] مکاتب وہ غلام جسکو مالک نے یہ کہدیا ہو کہ اسقدر مال ادا کرے تو آزاد ہے

جیسے کہ ملک مکاتب [illegible] قرض کی تو اُسپر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور رسول لی ہوئی چیز قبضہ
سے پہلے بعضون سے کہا ہی نصاب نہین ہوتی اور صحیح یہ ہی کہ وہ نصاب ہوتی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مالک پر اُس
غلام کی بابت زکوٰۃ واجب نہین ہی جو اُسنے تجارت کے واسطے مقرر کیا تھا اور پھر وہ بھاگ گیا یہ شرح مجمع مین لکھا
ہی جو ابن مالک کی تصنیف ہی اور اگر شوہر نے اپنی زوجہ سے ہزار درم پر خلع کیا اور کئی برس تک اُسپر قبضہ نہ پایا
تو اُسپر زکوٰۃ واجب نہین ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر مال رہن ہی اور مرتہن کے قبضہ مین ہی تو راہن پر اُسکی
زکوٰۃ واجب نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جس غلام کو تجارت کی اجازت ہی اگر اُسپر اسقدر قرض ہی کہ اُسکے
کسب پر محیط ہی تو اُس غلام کی بابت بالاتفاق کسی پر زکوٰۃ واجب نہین ہی اور اگر اُسپر دین نہین ہی تو کسب اُسکا
مالک کی ملک ہوگا اور جب سال تمام ہوگا تو مالک پر اُسکی زکوٰۃ واجب ہوگی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی بعضون
نے کہا ہی کہ چاہیے کہ اُسکی کمائی لینے سے پہلے زکوٰۃ کا ادا کرنا لازم ہو اور صحیح یہ ہی کہ کمائی کے لینے سے پہلے
زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مسافر پر اپنی مال کی زکوٰۃ واجب ہی اسلیے کہ وہ بواسطہ
نائب کے اپنے مال کے تصرف پر قادر ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ مال اُسکا اصلی
حاجتون سے زائد ہو پس رہنے کے گھرون پر اور بدن کے کپڑون پر اور گھر کے استعمالی اسباب اور سواری
کے جانورون پر خدمت کے غلامون اور استعمال کے ہتھیارون پر زکوٰۃ نہین ہی اور اسی طرح اُس غلہ پر جو
اہل و عیال کے کھانے مین صرف ہوگا زکوٰۃ نہین ہی اور جو آرائش کے ظروف ہون بشرطیکہ چاندی سونے
کے نہون تو زکوٰۃ نہین ہی اور اسی طرح جواہرات اور موتی اور یاقوت اور بلخش اور زمرد وغیرہ پر اگر تجارت کے
لیے نہون تو زکوٰۃ نہین ہی اور اگر خرچ کرنے کے واسطے پیسے خریدے تو اُنپر بھی زکوٰۃ نہین ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین
لکھا ہی اور علمی کتابون پر اگر وہ اہل علم مین سے ہی اور پیشہ والون کے آلات پر زکوٰۃ نہین ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی - یہ حکم اُن آلات مین ہی جن آلات سے کام لیا جاتا ہی اور اُنکا اثر اُس چیز مین باقی نہین رہتا جسمین
اُنسے کام لیا جاتا ہی اور اگر اُن چیزون مین اثر باقی رہے مثلاً رنگریز نے کسم یا زعفران اسواسطے خریدی کہ
اُجرت لیکر لوگون کے کپڑے رنگیگا اور ایک سال گذرا تو اگر وہ بقدر نصاب ہی تو اُسپر زکوٰۃ واجب ہوگی
اور یہی حکم ہی اُن سب چیزون مین جنکو ایسے کام کرنے کے واسطے خریدے جسکا اثر اس چیز مین باقی رہے
جسمین اُس سے کام لیا جاتا ہی جیسے کہ کسی اور تیل چمڑے کی دباغت کے واسطے خریدے اور اُسپر سال
گذرے تو اُسپر زکوٰۃ واجب ہوگی - اور اگر اُس چیز کا معمول مین اثر باقی نہ رہے جیسے کہ صابون اور اشنان
تو اُسپر زکوٰۃ نہین ہی یہ کفایہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ وہ مال دین سے خالی ہو ہمارے اصحاب نے
کہا ہی کہ جس دین کا مطالبہ بندون کی طرف سے ہو وہ وجوب زکوٰۃ کا مانع ہی خواہ وہ دین بندون کا ہو جیسے
کہ قرض اور مول لی ہوئی چیز کی قیمت اور تلف کی ہوئی چیزون یا زخمی کرنے کا عوض اور وہ قرض نقد کی
قسم سے ہو یا کیلی یا وزنی چیزون سے ہو یا کپڑے ہون یا جانور ہو یا خلع کے عوض مین واجب ہوا ہو یا
عمداً قتل کرنے کے عوض مین صلح ہوئی ہو فی الحال دینا ہو یا کسی قدر مدت کے بعد دینا ہو خواہ اللہ کا قرض
ہو جیسے کہ دین زکوٰۃ پس اگر چرنے والے جانورون کی زکوٰۃ باقی ہو تو وہ ہمارے اصحاب کے قول کے

بموجب بلا خلاف وجوب زکوۃ کی مانع ہی خواہ وہ زکوۃ مال مین ہو مثلاً مال قائم ہو یا زکوۃ اسکے ذمہ ہو اور نصاب
ہلاک ہوچکا ہو - اور چاندی سونے اور تجارت کے مال کی زکوۃ اگر باقی ہو تو اُسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف
ہی امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک وہی حکم ہی جو چرنے والے جانورون کا حکم ہی اور اگر قرض زمین
کا خراج ہو تو وہ بھی بقدر قرض وجوب زکوۃ کا مانع ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب خراج موافق حق کے لیا
جاتا ہو اور غلہ حاصل ہونے کے بعد سال تمام ہوتا ہو اور اگر غلہ حاصل ہونے سے پہلے سال تمام ہوتا ہی
تو مانع زکوۃ نہین اور جو بغیر حق لیا جاتا ہی تو بھی مانع زکوۃ نہین جب تک کہ سال تمام ہونے سے پہلے نہ
لیا جاوے اگر عشری زمین مین غلہ پیدا ہوا اور اُسکو وہ ہلاک کر دے تو اُسکے مثل قرض اسکے ذمہ واجب
ہوجاویگا اور یہ امر دو رہون پر سال کے تمام ہونے سے پہلے واقع ہوا پھر دو رہون پر سال تمام ہوا تو اُسپر
زکوۃ واجب نہ ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اسی طرح مہر موجل ہو یا معجل مانع زکوۃ ہی اسلیے کہ اسکا مطالبہ
کیا جاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ظاہر مذہب کے بموجب یہی صحیح ہی بزدوی نے شرح جامع کبیر مین
ذکر کیا ہی کہ ہمارے مشائخ نے یہ کہا ہی کہ اگر کسی شخص پر مہر موجل اپنی عورت کے ہون اور اُسکے ادا کرنے
کا وہ ارادہ نہین رکھتا تو وہ مانع زکوۃ نہین اسلیے کہ عادت یون ہی کہ اُسکا مطالبہ نہین کیا جاتا اور یہ قول
بہتر ہی یہ جواہر الفتاوی مین لکھا ہی - بی بیون کے نفقے اگر قاضی کے مقرر کرنے یا آپسین کی رضامندی سے
دین ہو تو وجوب زکوۃ کے مانع نہین اور اگر قاضی کا حکم یا آپس کی رضامندی نہ ہو تو ساقط ہوجاتے ہین
اور اسی طرح رشتہ دارون کا نفقہ اگر قاضی اُنکا ادا کرنا تھوڑی مدت مین مقرر کرے مثلاً مہینہ سے کم مین
تو مانع وجوب زکوۃ ہی اور اگر مدت طویل ہو تو دین نہین ہوتا بلکہ ساقط ہوجاتا ہی یہ بدائع مین لکھا ہی یہ سب
حکم اُس صورت مین ہی کہ دین اُسکے ذمہ زکوۃ کے واجب ہونے سے پہلے ہوا اور اگر دین زکوۃ کے واجب
ہونے کے بعد ہوا تو زکوۃ ساقط نہ ہوگی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اور جو دین کہ سال کے اندر ہو تو عیون مین
لکھا ہی کہ امام محمد رح کے نزدیک وجوب زکوۃ کا مانع ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک مانع نہین یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی کسی شخص کے پاس تجارت کے لیے غلام ہی اور غلام پر قرض ہی تو بمقدار قرض غلام زکوۃ واجب
نہین کسی شخص کے دوسرے شخص پر ہزار درہم قرض ہین اور تیسرا شخص مقروض کے حکم سے یا بغیر حکم اُسکا ضامن
ہوا ہی اور اصل مقروض اور ضامن کے پاس ہزار ہزار درہم ہین اور اُن دونون کے مال پر ایک سال گذرا
ہو اُن دونون مین سے کسی پر زکوۃ واجب نہوگی - اگر کسی شخص نے ہزار درم کسی کے غصب کیے پھر دوسرے
شخص نے اُنکو غاصب سے غصب کر کے ہلاک کر دیا اور اُن دونون غاصبون کے پاس ہزار ہزار درہم ہین
اور اُنپر سال گذرا تو پہلے غاصب پر اُسکے ہزار درہم کی زکوۃ واجب ہوگی دوسرے پر نہوگی یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی کسی شخص کے پاس ہزار درہم ہین اور ہزار ہی درہم اُسپر قرض بھی ہین اور اُسکے پاس مکان ہی
اور خادم ہین جو تجارت کے لیے نہین اور سب کی قیمت دس ہزار درہم ہی تو اُسپر زکوۃ نہین اسواسطے کہ
قرض ان ہزار درہم کیطرف مصروف ہوگا جو اُسکے قبضہ مین ہین اور اُسکی حاجت سے زائد ہین اور قابل
نقل اور تصرف کے ہین اور گھر اور خادم اُسکی حاجت کی چیزین ہین اسلیے قرض اُنکی طرف مصروف نہوگا -

جو شخص [illegible] خادمون کا مالک ہو اُسپر صدقہ لینا حرام نہین ہوتا اسلیے کہ یہ چیزین اُسکی حاجت کو دفع نہین
کرتین بڑھ[illegible] ہین اور حسن بصری رح کے قول کے یہی معنی ہین جو اُنھون نے کہا ہی کہ دس ہزار درہم کے مالک
پر صدقہ لینا [illegible] ہوتا تھا جب اُنسے پوچھا گیا کہ یہ کسطرح ہو سکتا ہی تو اُنھون نے جواب دیا کہ کسی شخص کے پاس
گھر ہون او[illegible] خادم ہون اور ہتھیار ہون اور اُنکے بیچنے کی ممانعت ہو اور یہین سے ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ
اگر کوئی فقیہ اسقدر کتابون کا مالک ہو جسکی قیمت مال عظیم ہو اور اُسکو اُنکی حاجت ہو تو اُسکو صدقہ لینا حلال ہی لیکن
اگر حاجت سے زیادہ دوسو درہم کی مالیت کی چیزون کا مالک ہوا تو اُسکو صدقہ لینا حلال نہین یہ شرح مبسوط مین
لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی اور اگر کسی کتاب کے دو نسخے ہون اور بعضون نے کہا ہی کہ تین نسخے ہون تو
حاجت سے زیادہ ہین اور مختار پہلا قول ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جب دین ساقط ہو گیا مثلاً قرضخواہ نے
مقروض کو دین معاف کر دیا تو جسوقت سے دین ساقط ہوا ہی اُسوقت سے سال کے شروع ہونے کا حساب
ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک پہلے سال تام ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور یہی کافی
مین لکھا ہی اور جن قرضون کا مطالبہ بندون کیطرف سے نہین جیسے کہ اللہ تعالی کے قرض نذرون اور کفارون کے اور
صدقہ فطر اور وجوب حج وہ مانع زکوۃ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور لقطہ یعنی پڑی ہوئی چیز اُٹھانے کی ضمانت مانع
زکوۃ نہین۔ کسی شخص کے قبضہ مین کسی چیز کے نہ نکلنے کی ضمانت اُسپر حقدار پیدا ہونے سے پہلے مانع زکوۃ نہین
یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی فقہا نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص بکی ہوئی چیز پر قبضہ باقی رہنے کا ضامن ہوا اور پھر کوئی
اُسکا حقدار پیدا ہوا تو اگر سال کے اندر اُسکو حق لگیا تو مانع زکوۃ ہی اور اگر سال کے بعد ہوا تو مانع زکوۃ نہین
یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے پاس بہت سی نصابین ہون مثلاً اُسکے پاس درہم ہون اور دینار ہون اور
تجارت کا مال ہو اور چرنے والے جانور ہون اور اُسپر قرض بھی ہو تو اول درہم و دینار کی طرف کو قرض
مصروف ہوگا اور اگر اُن دونون سے قرض فاضل ہو تو تجارت کے مال کی طرف مصروف ہوگا اور اگر
اُس سے بھی فاضل ہو تو چرنے والے جانورون کی طرف مصروف ہوگا اور اگر چرنے والے جانور مختلف
جنسون کے ہون تو اُس جنس کی طرف مصروف ہوگا جسکی زکوۃ کم ہی اور اگر سب زکوۃ مین برابر ہون تو جسطرف
چاہے مصروف کرے یہ تبیین مین لکھا ہی یہ حکم اسوقت ہی کہ مصدق یعنے حاکم کی طرف سے صدقون کا وصول
کرنے والا حاضر ہو اور اگر وہ حاضر نہو تو مال کے مالک کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو قرض کو چرنے والے جانورون
کی طرف مصروف کرے اور درہمون کی زکوۃ دے اسواسطے کہ مالک کے حق مین دونون برابر ہین مصدق کے
حق مین برابر نہین اسلیے کہ مصدق کو یہی اختیار ہی کہ چرنے والون جانورون سے زکوۃ لے درہمون سے نہ لے
اسی واسطے وہ دین درہمون کی طرف مصروف کرتا ہی اور چرنے والے جانورون سے زکوۃ لیتا ہی یہ شرح
مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی کسی شخص کے پاس دوسو درہم ہون اور خدمت کا غلام ہو اور
وہ اُس غلام کے مثل مہر پر نکاح کرے اور کچھ گیہون اپنی حاجت کے واسطے قرض لے اور وہ سب چیزین
اُسکے پاس ایک سال تک باقی رہین تو زکوۃ واجب نہ ہوگی اسلیے کہ دین نقد اور مال فارغ کی طرف مصروف
ہوگا اور زفر رح نے کہا ہی کہ زکوۃ واجب ہوگی اسلیے کہ دین جنس کی طرف مصروف ہوگا یہ کافی مین

لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ نصاب بڑھنے والا ہو خواہ حقیقۃً بڑھنے والا ہو مثلاً توالد و تناسل سے یا تجارت سے یا حقیقۃً بڑھنے والا نہو لیکن بڑھنے والے کے حکم مین ہو اسطرح کہ اُسکے بڑھانے پر قادر ہو بایں طور کہ مال اُسکے یا اُسکے نائب کے قبضہ مین ہو اور بڑھنے والا مال دو قسم ہی ایک خلقی دوسری فعلی یہ تبیین مین لکھا ہی خلقی سونا اور چاندی ہی اسلیے کہ اُنکی ذات فائدہ پہونچانے اور اصلی حاجتون کے دفع کرنے کے لائق نہین ہی اُنمین زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ تجارت کی نیت کرے یا نہ کرے یا خرچ کی نیت کرے اور ان دونون کے سوا جو ہین وہ فعلی ہین اور اُنمین تجارت کی یا جانورون کے چرانے کی نیت سے بڑھنا معتبر ہی اور نیت تجارت و چرائی کی جبتک فعل تجارت و چرائی سے متصل نہو معتبر نہین ہی اور نیت تجارت کی کبھی تو صریح ہوتی ہی اور کبھی دلالۃً ہوتی ہی صریح یہ ہی کہ تجارت کے معاملہ کی نیت کرے اور مال تجارت کے واسطے ہو خواہ معاملہ خرید و فروخت کا ہو یا اجارہ کا ہو اور برابر ہی کہ اُسکے دام نقد ٹھہرے یا کچھ اسباب ٹھہرے اور دلالۃً یہ ہی کہ تجارت کے اسباب سے کوئی مال عین مول لے یا جو گھر تجارت کے واسطے ہی اُسکو کسی اسباب کے عوض مین کرایہ پر دیدے پس یہ مال عین واسباب مذکور تجارت کے واسطے ہوجاویگا اگرچہ وہ نیت نہ کرے لیکن بدائع مین مذکور ہی کہ تجارتی مال کے منافع کے بدلے مین جو مال لیتے ہین اُسمین اختلاف ہی اصل کی کتاب الزکوٰۃ مین مذکور ہی کہ اگر تجارت کی نیت نہ کرے تو بھی وہ تجارت کے لیے ہی اور جامع سے پایا جاتا ہی کہ نیت پر موقوف ہی پس اس مسئلہ مین دو روایتین ہوئین مشائخ بلخ جامع کی روایت کی تصحیح کرتے تھے اور اگر کسی چیز کا ایسے عقد سے مالک ہو جسمین مبادلہ نہین ہی جیسے کہ ہبہ اور وصیت اور صدقہ یا ایسے عقد سے مالک ہوا کہ جسمین مبادلہ ہی مگر مال کا مبادلہ نہین جیسے کہ مہر اور خلع کا عوض اور قتل عمد سے صلح اور آزاد کرنے کا عوض اُنمین تجارت کی نیت صحیح نہین ہی یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر کسی چیز کا وارث ہوا اور اُسمین تجارت کی نیت کرلی تو وہ تجارت کے واسطے عوض نہ ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر مورث کے مرنے کے بعد چرنے والے جانورون یا تجارت کے مال کا وارث ہوا اور وارثون نے تجارت کی یا جانورون کو چرانے کی نیت کرلی تو اُنپر زکوٰۃ واجب ہوگی اور بعض نے کہا ہی کہ واجب نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے تجارت کے واسطے ایک باندی لی پھر اُسکو خدمت مین رکھنے کی نیت کرلی تو زکوٰۃ اُس سے جاتی رہیگی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور مال کے بڑھنے والے ہونے مین شرط یہ ہی کہ اُسکے یا اُسکے نائب کے قبضہ مین ہو اور اگر اسکے بڑھانے پر قادر نہین ہی مثلاً قبضہ مین نہین تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جیسے ضمار کا مال یہ تبیین مین لکھا ہی اور ضمار اُس مال کو کہتے ہین کہ اصل اُسکی ملک مین باقی ہو لیکن اُسکے قبضہ سے ایسا نکل گیا ہو کہ غالباً اُسکے لوٹنے کی امید نہو یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ مال ضمار کے وہ قرض ہی جسکا مقروض نے انکار کردیا ہی اور نیز غصب کا مال ہی بشرطیکہ اُن دونون پر گواہ نہ ہون اور اگر اُن دونون پر گواہ ہون تو زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن چرنے والے جانورون کو اگر کوئی غصب کرے تو اگرچہ غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو بھی اُسکے مالک پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور منجملہ مال ضمار کے وہ مال ہی جو گم ہوگیا ہو یا بھاگ گیا ہو یا ظالمین نے لیا ہو یا دریا مین گرگیا ہو یا جنگل مین دفن ہو اور اُسکا موقع بھول گیا ہو اور اگر کسی محفوظ جگہ مین دفن ہو اگرچہ کسی غیر ہی کے گھر ہو تو اگر اُسکو بھول گیا تو منجملہ مال ضمار کے نہین ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر اپنی زمین یا باغ انگور مین دفن

ہی تو بعضون نے کہا ہی کہ زکوۃ واجب ہوگی اسلیے کہ اپنی ساری زمین کھود سکتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ واجب
نہ ہوگی اسلیے کہ ساری زمین کھودنا مشکل ہی برخلاف گھر اور احاطہ کے یہان تک کہ اگرچہ احاطہ بہت بڑا ہو تو وہ
مال نصاب نہ بنیگا اور اگر کسی پر قرض ہو اور وہ منکر ہو اور اُسکے گواہ بھی ہون لیکن عادل نہ ہون تو بعضون نے
کہا ہی کہ زکوۃ واجب نہ ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی اور جس قرض کا مقروض نے انکار کردیا
اور اُسپر گواہ بھی نہ تھے پھر چند سال کے بعد وہ قرض ثابت ہوگیا مثلاً مقروض نے لوگون کے سامنے اقرار کیا تو
زکوۃ واجب نہ ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر قاضی قرض سے واقف تھا تو گذشتہ ایام کی زکوۃ واجب ہوگی اور
جس قرض کا اقرار ہی اُسپر ہر صورت مین زکوۃ واجب ہوگی خواہ دولتمند پر ہو خواہ تنگدست پر ہو خواہ مفلس پر یہ کافی
مین لکھا ہی اگر قرض ایسے مفلس پر تھا کہ جسکو قاضی نے مفلس ٹھہرا دیا ہو پھر چند سال کے بعد وہ قرض وصول ہوگیا
تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک اُس شخص پر گذشتہ برسون کی زکوۃ واجب ہوگی یہ جامع صغیر مین لکھا
ہی جو قاضی خان کی تصنیف ہی۔ اگر مقروض پوشیدہ اقرار کرتا ہو اور لوگون کے سامنے انکار کرتا ہو تو وہ مال نصاب
نہ ہوگا اور اگر مقروض مقر تھا لیکن جب اُسکو قاضی کے سامنے لیگیا تب اُسنے انکار کیا پھر مدعی کی طرف سے گواہ
قائم ہوئے اور کچھ زمانہ گواہون کی تعدیل مین گذرا پھر گواہ عادل ثابت ہوئے تو جس روز سے قاضی کے سامنے
جھگڑا پیش کیا ہی گواہون کی تعدیل ثابت ہونے تک کی زکوۃ ساقط ہوجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی
اور اگر قرضدار بھاگ گیا اور مالک خود اُسکی تلاش کرنے یا اس کام کے لیے وکیل کرنے پر قادر ہی تو اُسپر زکوۃ
واجب ہوگی اور اگر قادر نہین تو زکوۃ واجب نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جن قرضون کا مقروضون کو اقرار ہو
امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُنکے تین مرتبہ ہین اول ضعیف اور وہ دین وہ ہی کہ جسکا بغیر اپنے فعل کے اور بغیر
عوض کسی شی کے مالک ہوگیا جیسے میراث یا اپنے فعل سے بغیر عوض کسی شی کے مالک ہوا جیسے وصیت یا اپنے
فعل سے بعوض ایسی چیز کے مالک ہوا جو مال نہین ہی جیسے مہر اور عوض خلع اور وہ مال جو قتل عمد کی صلح مین
حاصل ہوا اور دیت[1] اور عوض کتابت اِنمین امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک زکوۃ نہین ہی لیکن جب اُسپر قبضہ کرلے
اور بقدر نصاب ہو اور سال گذر جائے تو زکوۃ واجب ہوگی دوسرا درمیانی قرض ہی اور وہ قرض وہ ہی کہ ایسے
مال کے عوض مین واجب ہو جو تجارت کے واسطے نہ تھا جیسے کہ خدمت کے غلام اور خرچ کے کپڑے جب اُسکے
دوسو درہم پر قادر ہوجاویگا تو اصل کی روایت کے بموجب گذشتہ سالون کی زکوۃ دیگا تیسرے قوی اور وہ قرض وہ
ہی کہ تجارت کے مال کے عوض مین واجب ہو جب اُسکے چالیس درم پر قابض ہو تو گذشتہ ایام کی زکوۃ دے یہ
زاہدی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مال پر سال کا گذر جانا ہی زکوۃ مین قمری[2] سال کا اعتبار ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی اگر نصاب
سال کی دونون طرفون مین پوری ہو اور درمیان مین کم ہوگئی تھی تو زکوۃ ساقط نہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر تجارت
کے مال کو یا چاندی سونے کو اُسی جنس یا غیر جنس سے بدلا تو سال کا حکم منقطع نہوگا اور اگر چرنے والے جانورون کو اُنکی
جنس یا غیر جنس سے بدلا تو سال کا حکم منقطع ہوجاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے پاس مال بقدر نصاب تھا
اور درمیان سال مین اُسی جنس کا مال اور حاصل ہو تو اُسکو اپنے مال کے ساتھ ملاکر زکوۃ دے خواہ وہ مال اُس
پہلے مال کے بڑھنے سے حاصل ہوا ہو یا اور طرح حاصل ہوا ہو یا کسی طرح حاصل ہوا ہو تو اُسکو اپنے مال کے

[1] دیت یعنی خون کا عوض اور کتابت جو غلام سے ٹھہرا ہو [illegible] ۱۲

[2] قمری سال چاند سے جو شمار ہو [illegible] بعض نے اختلاف کیا ہے ۱۲

ساتھ ملادے برابر ہے کہ میراث سے حاصل ہوا ہو یا ہبہ سے یا اور طرح اور اگر ہر طرح غیر جنس ہو جیسے پہلے اونٹ تھے اور اب بکریاں حاصل ہوئین تو نہ ملادے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور اگر سال کے گذر جانے کے بعد مال حاصل ہو تو اسکو نہ ملادے اور بالاتفاق اسکے لیے از سر نو سال شروع ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور ہمارے نزدیک جو مال بعد کو حاصل ہوا ہے وہ اصل مال کے ساتھ اسوقت ملایا جاتا ہے کہ اصل مال پہلے سے بقدر نصاب ہو اور اگر اس سے کم ہو اور اگرچہ ایسی صورت ہو کہ جو مال بعد کو حاصل ہوا ہے اسکو اصل مال کے ساتھ ملانے سے نصاب پوری ہو جائیگی تو بھی نہ ملادینگے مگر اب پورے نصاب کا سال چلنا شروع ہو جائیگا یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اگر اسکے پاس چرنے والے جانور بقدر نصاب تھے اور اونپر سال گذر گیا اور زکوۃ دیدی پھر انکو درہمون کے عوض بیچا اور اسکے پاس درہم بھی بقدر نصاب تھے اور اونپر آدھا سال گذر اتھا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ان چرنے والے جانورون کی قیمت ان درہمون کے ساتھ نہ ملادے بلکہ انکے لیے نیا سال شروع کرے اور صاحبین رح کے نزدیک سب کو ملاکر زکوۃ دے اور یہ حکم اسوقت ہے جب چرنے والے جانورون کی قیمت علیحدہ بقدر نصاب ہو اور اگر تنہا نصاب نہ ہو تو بالاجماع ملادے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ جس اناج کا عشر دیچکا ہے اسکی قیمت کو جس غلام کا صدقہ فطر دیچکا ہے اسکی قیمت کے ساتھ بالاجماع ملادے اگر سال کے گذر جانے سے پہلے جانورون کو درہمون کے عوض یا جانورون کے عوض بیچے تو اسکی قیمت کو بالاجماع اسکی جنس کے ساتھ ملادے اسطرح سے کہ درہمون کو درہمون کے ساتھ ملادے اور جانورون کو جانورون کے ساتھ۔ اور اگر چرنے والے جانورون کو زکوۃ دینے کے بعد اپنے پاس سے چارہ کھلانا شروع کیا پھر انکو بیچا تو بالاجماع انکی قیمت ملادے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر کسی کے پاس زمین ہو اور اسکا خراج ادا کیا پھر اسکو بیچا تو اسکی قیمت کو اصل نصاب کے ساتھ ملادے یہ بدائع مین لکھا ہے امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہے کہ اگر درہمون کی زکوۃ دی پھر اسنے چرنے والا جانور خریدا اور اسکے پاس اس جنس کے چرنے والے جانور اور بھی ہین تو انکو نہ ملادے اسلیے کہ وہ ایسے مال کے عوض حاصل ہوا ہے جسکی زکوۃ ہو چکی۔ اگر اسکو ہزار درہم کسی نے ہبہ کیے اور انکے ذریعہ سے اسنے سال کے تمام ہونے سے پہلے ہزار درہم اور کمائے پھر ہبہ کرنے والے نے اپنی ہبہ سے رجوع کیا اور قاضی کے حکم کے بموجب وہ ہبہ پھر گیا تو اس فائدہ کے ہزار درہم ہین زکوۃ واجب نہ ہوگی جب تک انکی ملکیت پر سال تمام نہ ہوگا اسلیے کہ اصل جو ہزار درہم ہبہ ہوئے تھے انکا سال باطل ہو گیا تو فائدے کے ہزار درہم انکے تابع تھے انکا سال بھی باطل ہو گیا کسی شخص کے پاس دو سو درہم تھے اور انپر ایک دن کم تین سال گذرے پھر اسکو پانچ درہم اور حاصل ہوئے تو پہلے سال کے پانچ درہم ادا کریگا اور کچھ ادا نہین کریگا اسلیے کہ دوسرے اور تیسرے سال مین زکوۃ کے قرض سے نصاب مین کمی ہو گئی تھی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ کسی شخص کے پاس تجارت کی بکریاں دو سو درہم کی قیمت کی تھین اور سال کے تمام ہونے سے پہلے مر گئین اور اسنے انکی کھال نکالی اور چمڑون کی دباغت کی اور ان چمڑون کی قیمت بھی بقدر نصاب ہو گئی پھر اول بکریون کا سال تمام ہوا تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر کسی کے پاس انگور کا شیرہ تجارت کے واسطے تھا اور وہ سال کے تمام ہونے سے پہلے خمر بنگیا پھر سرکہ ہو گیا جسکی قیمت بقدر نصاب تھی پھر انگور کے

شیرہ کا سال تمام ہوا تو زکوۃ واجب نہ ہوگی فقہانے کہا ہی کہ پہلے مسئلہ مین اُون جو بکریون کی پیٹھ پر باقی تھی وہ قیمت
کی چیز تھی پس اُسکے باقی رہنے سے سال باقی رہا اور دوسرے مسئلہ مین کل مال ہلاک ہوگیا اسلیے سال کا حکم
باطل ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ نصاب کے مالک ہوجانے کے بعد وقت سے پہلے زکوۃ دیدینا
جائز ہی اور نصاب کے مالک ہونے سے پہلے زکوۃ دینا جائز نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ وقت سے پہلے زکوۃ
دیدینا تین شرطون سے جائز ہی اول یہ کہ زکوۃ دیتے وقت سال چل رہا ہو دوسرے یہ کہ جس نصاب کی زکوۃ
سال سے پہلے دیدی وہ آخر سال مین کامل نصاب باقی رہے تیسرے یہ کہ اس درمیان مین اصل نصاب
فوت نہ ہوجائے۔ پس اگر کسی کے پاس سونا یا چاندی یا تجارت کا مال دوسو درہم سے کم کا تھا اور اُسنے
اول سے زکوۃ دیدی اُسکے بعد نصاب پوری ہوئی یا کسی کے پاس دوسو درہم تھے یا تجارت کا مال دوسو
درہم کی قیمت کا تھا اور پانچ درہم زکوۃ کے اُسنے وقت سے پہلے دیدیے اور نصاب کم ہوگئی یہان تک
کہ اُس نصاب کی کمی مین ہی سال گذر گیا اول زکوۃ دیتے وقت نصاب کامل تھی پھر سب مال ہلاک ہوگیا
تو ان سب صورتون مین جو کچھ دیا ہی وہ صدقہ نفل ہوگا زکوۃ نہ ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور جسطرح
ایک نصاب کے مالک ہونے کے بعد وقت سے پہلے زکوۃ دینا جائز ہی اُسی طرح بہت سی نصابون
مین بھی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ پس اگر کسی کے پاس دوسو درہم تھے اور اُسنے ہزار کی
زکوۃ دیدی اُسکے بعد کچھ اور مال مل گیا یا نفع ہوا اور ہزار پورے ہوگئے اور جب سال تمام ہوا تو
اُسکے پاس ہزار درہم تھے تو اول زکوۃ دیدینا جائز ہی اور ہزار درہم کی زکوۃ اُسکے ذمہ سے ساقط
ہوگئی اور اگر اُس سال مین کچھ اور حاصل نہ ہوا اور سال کے تمام ہونے کے بعد اور مال ملا تو جو
اول دے چکا ہی وہ اُسکی زکوۃ نہ ہوگی اور جو اُس مال کے ملنے کے وقت سے سال تمام ہوا اُسکی زکوۃ
دینا واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ ایک سال سے زیادہ کی زکوۃ دیدینا بھی اول جائز ہی اسلیے
کہ سبب موجود ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر دو ہزار درہم کی زکوۃ اول دیدی اور اُسکے پاس صرف ہزار درہم
تھے اور یون کہا کہ اس سال کے تمام ہونے سے اول مجھے اور ہزار درہم حاصل ہوگئے تو یہ اُن
دونون ہزارون کی زکوۃ ہی اور اگر حاصل نہ ہوئے تو یہ اُسی ہزار کی دوسرے سال کی زکوۃ ہی تو جائز
ہوگا۔ کسی شخص کے پاس چارسو درہم تھے اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ اُسکے پاس پانچ سو درہم ہین اور پانچ سو
کی زکوۃ ادا کی اُسکے بعد معلوم ہوا تو اُسکو جائز ہی کہ اس زیادتی کو دوسرے سال کی زکوۃ مین محسوب
کرلے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی شخص کے پاس دو نصابین ہین ایک چاندی کی دوسری
سونے کی اور اُنمین سے ایک کی زکوۃ وقت سے پہلے دی تو وہ دونون سے ادا ہوگی اسلیے کہ جنس
کے ایک ہونے کے سبب سے تعین کا اعتبار نہین ہی اور جنس کے ایک ہونے کی دلیل یہ ہی کہ زکوۃ
کے حساب مین اُن دونون کو ملا لیا جاتا ہی۔ اور اگر ان دونون نصابون مین سے ایک نصاب ہلاک
ہوگئی تو اُس صورت مین دوسری نصاب معین ہوجاویگی اور وہ اسی کی زکوۃ ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی اور
اگر کوئی شخص مختلف جنس کے حیوانون کی بہت سی نصابون کا مالک ہوا اور اُنمین سے بعض کی زکوۃ اُسنے

وقت سے پہلے دیدی پھر جسکی زکوۃ دی تھی وہ مال ہلاک ہوگیا تو اور جو باقی ہین اُنکی طرف سے وہ زکوۃ ادا نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور اگر وقت سے پہلے کسی فقیر کو زکوۃ دی تھی اور سال تمام ہونے سے پہلے وہ فقیر مالدار ہوگیا یا مرگیا یا مرتد ہوگیا تو جو کچھ اُسکو زکوۃ دی ہو وہ جائز ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہو کہ جس شخص پر زکوۃ ہو جب وہ مرجائے تو زکوۃ اُسکی موت سے ساقط ہوجاتی ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔

دوسرا باب چرنے والے جانوروں کی زکوۃ مین اور اسمین پانچ فصلین ہین پہلی فصل

مقدمہ مین چرنے والے جانور نر ہون یا مادہ یا دونون ملے ہوئے ہون سب پر زکوۃ واجب ہو اور چرنے والے جانورون سے وہ جانور مراد ہین جو دودھ کی غرض سے یا بچے لینے کے لیے یا فربہ ہوکر بیش قیمت ہوجانے کے لیے جنگلون مین چرائے جاوین اور اگر اُنکو لادنے یا سواری کے لیے چراوین یا دودھ کے لیے اور نسل بڑھانے کے لیے نہ چراوین تو اُنپر زکوۃ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اسی طرح اگر گوشت کی غرض سے چراوین تو اُنپر بھی زکوۃ نہین اور اگر تجارت کیواسطے چراوین تو اُسمین تجارت کے مال کی زکوۃ ہوگی چرنے والے جانورون کے حساب سے نہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور اگر سال مین کچھ دنون چرایا اور کچھ دنون اپنے پاس سے چارہ کھلایا تو اگر نصف سے زیادہ سال مین چرایا ہو تو چرنے والون کا حکم ہوگا ورنہ نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر نصف سال چرایا ہو تو بھی وہ جانور چرنے والون کے حکم مین نہونگے اُنپر زکوۃ واجب نہوگی یہ تبیین مین لکھا ہو اور اگر وہ جانور تجارت کیواسطے تھے اور اُنکو چھ مہینے یا زیادہ دنون چرایا تو وہ چرنے والے کے حکم مین نہونگے لیکن اگر تجارت کی نیت موقوف کرکے اُنکو چرنے والے مین شامل کردے تو چرنے والے ہوجاوینگے جسطرح تجارت کے غلام کو اگر یہ ارادہ کیا کہ کئی برس تک خدمت مین رکھے پس اُس سے خدمت لینے کے زمانہ مین بھی وہ مال تجارتی ہو لیکن جب یہ نیت کرے کہ اُسکو تجارت کے مال سے نکالکر خدمت کیواسطے مقرر کرلے تو تجارتی مال نہ رہیگا یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اگر چرنے والے جانورون کے مالک نے یہ ارادہ کیا کہ اُن جانورون سے کام لے یا اُنکو چارہ کھلاوے لیکن ایسا کیا نہین اور سال گذر گیا تو اُنپر چرنے والے جانورون کی زکوۃ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر جانور تجارت کیواسطے مول لیے پھر اُنکو چرنے کو چھوڑدیا تو جسوقت سے اُنہین چرنے کو چھوڑا ہو اُسوقت سے سال کا اعتبار ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو **دوسری فصل اونٹون کی زکوۃ کے بیان مین** پانچ اونٹون سے کم پر زکوۃ نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور پچیس سے کم مین ہر پانچ اونٹون پر ایک بکری واجب ہوگی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہو اور بکری ایسی ہونی چاہیے جسکا ایک سال پورا ہوگیا اور دوسرا سال شروع ہوا ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو اور جب پچیس [۲۵] پورے ہوجاوین تو ایک ایسی اونٹنی واجب ہوگی جسکو دوسرا سال شروع ہوا ہو پینتیس [۳۵] تک یہی حکم ہو اور جب چھتیس [۳۶] پورے ہوجاوین تو ایک ایسی اونٹنی واجب ہوگی جسکو تیسرا سال شروع ہو پینتالیس [۴۵] تک یہی حکم ہو اور جب چھیالیس [۴۶] پورے ہوجاوین تو ایسی اونٹنی واجب ہوگی جسکو چوتھا سال شروع ہوا ہو ساٹھ تک یہی حکم ہو اور جب اکسٹھ [۶۱] ہوجاوین تو ایسی اونٹنی واجب ہوگی جسکو پانچوان سال شروع ہو پچھتر [۷۵] تک یہی حکم ہو اور جب چھہتر [۷۶] ہوجاوین تو ایسی دو اونٹنیان واجب ہونگی جنکو تیسرا سال شروع ہو

اور نوے تک یہی حکم ہی اور جب اکیا نوے ہوجاوین تو ایسی دو اونٹنیان واجب ہونگی جنکو چوتھا سال شروع ہو ایک سو بیس تک یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اسکے بعد ایک سو بیس پر جو زیادتی ہوگی اُنین پانچ پانچ اونٹون مین ایک ایک بکری ہوگی ایک سو پینتالیس تک یہی حکم ہی اور ایک سو پینتالیس مین دو ایسی اونٹنیان جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو اور ایک ایسی اونٹنی جسکو دوسرا سال شروع ہوا ہو واجب ہوگی اور جب پوری ڈیڑھ سو ہون تو ایسی تین اونٹنیان واجب ہونگی جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو پھر ڈیڑھ سو پر جو زیادتی ہوگی اُنین پانچ پانچ اونٹون مین ایک ایک بکری دیگا اور جب ایک سو پچھتر پوری ہوجاوینگی تو تین اونٹنیان ایسی دیگا جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو اور ایک اونٹنی ایسی دیگا جسکو دوسرا سال شروع ہوا ہو اور جب ایک سو چھیاسی پوری ہوجاوین تو تین اونٹنیان ایسی دے جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو اور ایک اونٹنی ایسی دے جسکو تیسرا سال شروع ہوا ہو اور جب ایک سو چھیانوے ہوجائین تو چار اونٹنیان ایسی دے جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو دو سو تک یہی حکم ہی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور دو سو مین اختیار ہی کہ چاہے ایسی چار اونٹنیان دے جنکو چوتھا سال شروع ہوا ہو ہر پچاس سے چوتھے سال کی ایک اونٹنی ہوگی اور چاہے پانچ اونٹنیان ایسی دے جنکو تیسرا سال شروع ہوا ہو تو ہر چالیس سے ایک تیسرے سال کی اونٹنی ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ پھر زکوۃ کا حساب ہمیشہ کے لیے از سر نو اسطرح شروع ہوگا جسطرح ڈیڑھ سو کے بعد شروع ہوتا ہی ہمارا یہی مذہب ہی اور بختی اور عربی اونٹون کا حکم برابر ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور کم سے کم عمر جسپر زکوۃ واجب ہوجاتی ہی امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے موافق چرنے والے اونٹون مین یہ ہی کہ دوسرا سال شروع ہوا ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور چھوٹا اور اندھا اونٹ گنتی[له] کے حساب مین آوے گا لیکن زکوۃ مین نہ لیا جاویگا اور اس اونٹنی کو جو اپنے بچہ کو پالتی ہو اور جو کھانے کے واسطے تیار کیا وے اور حاملہ اونٹنی کو اور نر اونٹ کو اور چرنے والون مین سے عمدہ اونٹون کو زکوۃ مین نہ لینگے درمیانی کو لینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر ایسا ہو کہ جس عمر کی اونٹنی زکوۃ مین واجب ہی ویسی موجود نہ ہو تو اُس سے اعلی دے اور زیادتی کو پھیر لے یا اُس سے کم مرتبہ کی دے اور باقی کو ادا کرے یا اُسکی قیمت دے لیکن پہلی صورت مین جو شخص کہ صدقہ لینے کے لیے مقرر ہی اُسکو اختیار ہی کہ وہ واجب سے زیادہ مرتبہ کی اونٹنی نہ لیوے بلکہ جس قسم کی اونٹنی واجب ہی اُس قسم کی طلب کرے یا قیمت مانگے اسلیے کہ وہ بیع ہی اور بیع مین جبر نہین اور دوسری صورت مین جبر کیا جاویگا حتے کہ اگر مالک نے مصدق و جانور کے درمیان روک ٹوک دور کردی تو مصدق اُسپر قابض شمار ہوگا اسلیے کہ وہ بیع نہین بلکہ زکوۃ کو بطور قیمت ادا کرتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی

تیسری فصل گاے بیل کی زکوۃ کے بیان مین

گاے بیلون سے کم مین صدقہ نہین ہی اور جب تیس گاے بیل چرنے والے ہون تو اُنمین ایک گاے یا بیل دے جسکو دوسرا سال شروع ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی پھر اُس سے زیادتی پر چالیس تک کچھ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور جب چالیس پوری ہوجاوین تو ایک ایسا بیل یا گاے دے جسکو تیسرا سال شروع ہوا اور جب چالیس سے زیادتی ہو تو اُس زیادتی مین اُسی کے حساب سے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک واجب ہوتا رہیگا ساٹھ تک یہی حکم ہی یعنی اگر ایک زیادہ ہوگا تو اُسپر تیسرے سال کی گاے یا بیل

[له] یعنی نصاب میں گنا جائیگا ۱۲

کا چالیسوان حصہ واجب ہوگا اور اگر دو زیادہ ہون تو بیسوان حصہ واجب ہوگا اصل کی روایت یہی ہے۔ اور جب ساٹھ ہو جاوینگے تو دو گائین یا دو بیل دوسرے برس کے واجب ہونگے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور ساٹھ کے بعد چالیس چالیس اور تیس تیس کا حساب کیا جاویگا اور ہر چالیس مین ایک گاے یا بیل تیسرے برس کا واجب ہوگا اور ہر تیس مین ایک گاے یا بیل دوسرے سال کا واجب ہوگا تو ستر مین ایک گاے یا بیل تیسرے سال کا اور ایک دوسرے سال کا اور اسی ۸۰ مین دو گاے یا بیل تیسرے سال کے اور نوے ۹۰ مین تین گاے یا بیل دوسرے سال کے اور سو مین ایک گاے یا بیل تیسرے سال کا اور دو گاے یا بیل دوسرے سال کے واجب ہونگے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر ایسا حساب ہو کہ تیسرے سال کے اور دوسرے سال کے گاے بیل دونون سے حساب صحیح ہو تو اُسکو دونون کا اختیار ہے مثلاً ایک سو بیس ۱۲۰ ہون تو اُسکو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو تین گاے یا بیل تیسرے سال کے دے اور اگر چاہے تو چار گاے یا بیل دوسرے سال کے دے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ بھینس و بھینسے کا حکم مثل گاے و بیل کے ہے اور جب دونون ملے ہوئے ہون تو نصاب پورا کرنے کے لیے دونون کو شامل کرنا واجب ہے پھر جو زیادہ ہون انھین کی زکوۃ سے لین اور جو زیادہ نہ ہون تو اسکے مین سے ادنی اور ادنے مین سے اعلی لے لین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور ینابیع مین ہے کہ نر و مادہ اس حکم مین برابر ہین اور فتاوے عتابیہ مین ہے کہ گاے و بیل مین نر مین دوسرے سال کا نر اور مادہ مین دوسرے سال کی مادہ افضل ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اور گاے بیل مین سے کم سے کم عمر جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب یہ ہے کہ دوسرا سال شروع ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے

چوتھی فصل بھیڑ و بکری کی زکوۃ مین بھیڑین اور بکریان جو چرنے والی ہون تو چالیس سے کم مین زکوۃ نہین اور جب چالیس چرنے والی ہون اور ایک سال گذر جاوے تو ایک بکری واجب ہوگی ایک سو بیس تک یہی حکم ہے۔ اور جب اُسپر ایک زیادہ ہو جاوے تو دو بکریان واجب ہین دو سو تک یہی حکم ہے اور جب اسپر زیادتی ہو تو تین بکریان واجب ہین اور جب چار سو پوری ہو جائین تو چار بکریان واجب ہونگی اُسکے بعد ہر سیکڑہ مین ایک ایک بکری ہوگی مکتوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مکتوب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مین یہی بیان وارد ہے اور اسی پر اجماع منعقد ہوا ہے اور بکریون مین کم سے کم عمر جسپر زکوۃ واجب ہوتی ہے پورا ایک سال ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور جو بکری اور ہرن سے ملاکر پیدا ہوا اُسمین ماں کا اعتبار ہے اگر ماں بکری ہوگی تو زکوۃ واجب ہوگی اور نصاب کے پورا کرنے مین اُسکا حساب ہوگا ورنہ نہ ہوگا اور اسی طرح جو جنگلی اور پالو گاے یا بیل کے ملانے سے پیدا ہوا اسکا بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

پانچوین فصل اُن جانورون کے بیان مین جنمین زکوۃ واجب نہین گھوڑون پر زکوۃ واجب نہین اور یہ قول صاحبین رح کا ہے اور فتوے کے لیے یہی مختار ہے لیکن اگر تجارت کے لیے ہون تو واجب ہے یہ کافی مین لکھا ہے پس جب گھوڑے تجارت کے لیے ہون تو حکم اُنکا تجارت کے مال کا ہے اگر اُنکی قیمت بقدر نصاب ہو تو زکوۃ واجب ہوگی خواہ وہ چرتے ہون یا اُنکو چارہ کھلایا جاتا ہو یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اور گدھے اور خچر اور چیتے اور تعلیم یافتہ کتون پر زکوۃ

اُسوقت واجب ہوگی جب تجارت کے واسطے ہونگے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور بکری اور اونٹ اور گاے کے
بچون پر امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک زکوۃ نہین ہی اور آخر قول اُنکا یہی ہی اور یہی قول امام محمد رح کا ہی اور اگر
اُنمین ایک بھی پوری عمر کا ہو تو سب اُنکے نصاب کے پورا ہوتے مین اُسکے تابع ہوجاوینگے مگر زکوۃ مین وہ
نردیے جاوینگے یہ ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر انتالیس بچے اور ایک پوری بکری ہو تو ایک درمیانی بکری واجب
ہوگی پس اگر وہی درمیانی بکری ہی یا اُس سے کم ہی تو لیجاویگی اور اگر سال کے بعد وہ ہلاک ہوجاوے
تو صاحبین رح کے نزدیک زکوۃ ساقط ہوجاویگی اور اسی طرح اگر پچاس اونٹ کے بچے اور ایک درمیانی
اونٹنی ہو تو زکوۃ مین وہی اونٹنی واجب ہوگی پھر اگر آدھے بچے ہلاک ہوجائین تو آدھی اونٹنی ساقط ہوجائیگی اور
آدھی باقی رہیگی یہ کافی مین لکھا ہی کسی بچہ کو زکوۃ مین لینا جائز نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ جو جانور کام کرتے
ہین یا اُنپر بوجھ لادا جاتا ہی یا چارہ کھلایا جاتا ہی اُنپر زکوۃ نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔

تیسرا باب سونے اور چاندی اور اسباب کی زکوۃ مین

اس باب مین دو فصلین ہین **پہلی فصل سونے اور چاندی کی زکوۃ کے بیان مین** دو سو درہم پر پانچ درہم واجب ہوتے ہین اور بیس مثقال سونے پر
آدھا مثقال واجب ہوتا ہی سکہ دار ہو یا بے سکہ بنا ہوا ہو یا بے بنا خواہ زیور ہو مردون یا عورتون کا گداختہ ہو یا ناگداختہ
یہ خلاصہ مین لکھا ہی چاندی سونے کی زکوۃ مین معتبر یہ ہی کہ جو زکوۃ مین دیا جاوے وہ وزن مین قدر واجب کے برابر ہو امام ابو حنیفہ رح
اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک قیمت کا اعتبار نہین پس اگر پانچ کھرے درہمون کے عوض پانچ کھوٹے درہم دیے
جنکی قیمت چار کھرے درہمون کے برابر تھی تو اُن دونون کے نزدیک جائز ہی اور مکروہ ہی اور اگر پانچ کھوٹے درہمون
کی عوض چار کھرے درہم دیے جنکی قیمت پانچ کھوٹے درہمون کے برابر ہی تو جائز نہین اگر کسی کے پاس چاندی
کی ابریق ہو جسکا وزن دو سو درہم کے برابر ہی اور اسکی بنوائی کی اجرت لگاکر تین سو درہم کی ہی تو اگر اُسکی زکوۃ
مین چاندی دے تو اُسکا چالیسوان حصہ دے اور اُسکا چالیسوان حصہ ایسی پانچ درہم چاندی ہوگی جسکی قیمت
ساڑھے سات درہم کے برابر ہو اور اگر ایسی پانچ درہم چاندی دے جسکی قیمت پانچ ہی درہم ہی تو جائز ہی اور اگر زکوۃ
مین دوسری جنس دے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور زکوۃ کے واجب ہونے مین بھی یہی
اعتبار کیا جاتا ہی کہ چاندی سونے کا وزن بقدر نصاب کے ہو بالاجماع قیمت کا اعتبار نہین پس اگر کسی کے پاس
چاندی کی ابریق ایسی ہو جسکا وزن ڈیڑھ سو درہم ہی اور قیمت دو سو درہم ہی تو اُسمین زکوۃ واجب نہین یہ عینی شرح
کنز مین لکھا ہی۔ اور ینابیع مین ہی کہ اگر گنتی مین دو سو درہم ہون اور وزن مین کم ہون تو اُنمین زکوۃ واجب نہین
اگرچہ کمی تھوڑی ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ سونے مین مثقالون کے وزن کا اعتبار ہوگا اور درہمون مین وزن
سبعہ کا اور وزن سبعہ اسکو کہتے ہین کہ دس درہم سات مثقال کے برابر ہون یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی
مثقال دینار کے برابر ہوتا ہی جسکے بیس قیراط ہوتے ہین اور درہم کے چودہ قیراط ہوتے ہین اور ایک قیراط
پانچ جو کا ہوتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر درہمون مین ملاوٹ ہو تو اگر چاندی غالب ہو تو خالص درہمون کا حکم ہوگا
اور اگر ملونی غالب ہو تو چاندی کا حکم ہوگا جیسے کھوٹے درہم ہوتے ہین تو اگر اُنکا رواج ہو اور تجارت کی نیت کی
ہو تو اُنکی قیمت کا اعتبار ہوگا اگر اُنکی قیمت کم مرتبہ کے درہمون کی ایسی نصاب کو پہونچے جسمین زکوۃ واجب ہوتی ہی

تو اُسمین بھی زکوٰۃ واجب ہوگی اور کم مرتبہ کے درہم وہ ہوتے ہین جنمین ملاوٹ ہو اور چاندی غالب ہو اور اُنکی قیمت ایسی نصاب کو نہ پہونچے تو اُنمین زکوٰۃ واجب نہین اور اگر انکا رواج نہو اور تجارت کی نیت بھی نہ کی ہو تو اُنمین زکوٰۃ نہین لیکن اگر وہ بہت ہون اور اُنمین جسقدر چاندی ہو وہ دوسو درہم کی ہو اور گلونے سے جدا ہو سکتی ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر جدا نہو سکتی ہو تو زکوٰۃ نہین یہ بہت سی کتابون مین لکھا ہے - ملاوٹ کے سونے کا بھی وہی حکم ہے جو ملاوٹ کی چاندی کا حکم ہے اور اگر ملاوٹ چاندی یا سونے کے برابر ہو تو اُسمین اختلاف ہے خانیہ اور خلاصہ مین یہ اختیار کیا ہے کہ احتیاطاً زکوٰۃ واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر چاندی یا سونا ملے ہوئے ہون تو اگر سونا بقدر نصاب ہے تو سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر چاندی بقدر نصاب ہے تو چاندی کی زکوٰۃ واجب ہوگی یہ حکم اُسوقت ہے جب چاندی غالب ہو اور اگر چاندی تھوڑی ہو تو کُل سونے کے حکم مین ہوگا اسلیے کہ اُسکی قیمت اعلیٰ ہے یہ تبیین مین لکھا ہے پیسے اگر تجارت کے لیے نہون تو اُنمین زکوٰۃ نہین اور اگر تجارت کے لیے ہون تو جب دوسو درہم کے ہونگے تو اُنمین زکوٰۃ واجب ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے - چاندی دوسو درہم اور سونے مین بیس مثقال سے زیادہ پر امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب اُسوقت تک زکوٰۃ نہین جب تک چاندی کی زیادتی چالیس درہم اور سونے کی زیادتی چار مثقال نہو پھر ہر چالیس درہم چاندی مین ایک درہم ہوگا اور ہر چار مثقال سونے مین دو قیراط واجب ہونگے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور مال کی قیمت چاندی سونے کے ساتھ اور سونے کو چاندی کے ساتھ قیمت کے حساب سے ملا دینگے یہ کنز مین لکھا ہے پس اگر کوئی سو درہم اور ایسے پانچ دینار کا مالک ہو جنکی قیمت سو درہم ہے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسپر زکوٰۃ واجب ہوگی صاحبین رح کا اُسمین خلاف ہے اور اگر سو درہم اور دس دینار ڈیڑھ سو درہم اور پانچ دینار یا پچاس درہم اور پندرہ دینار کا مالک ہو تو بالاجماع ملا دینگے یہ کافی مین لکھا ہے - اور اگر اُسکے پاس سو درہم اور دس دینار ہون جنکی قیمت سو درہم سے کم ہے تو صاحبین رح کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک واجب ہونے مین فقہا کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور اگر چاندی اور سونا دونون کی نصاب ہو اور سونا نصاب سے چار مثقال سے کچھ کم زیادہ ہو اور چاندی نصاب سے چالیس درہم سے کچھ کم زیادہ ہو تو ان دونون زیادتیون کو ملا دینگے تاکہ چالیس درہم چاندی یا چار مثقال سونا ہو جاوے یہ مضمرات مین لکھا ہے - اور اگر سونے اور چاندی کے نصاب کو اسواسطے ملا لیوے تاکہ کُل زکوٰۃ ایک جنس کی دے تو مضائقہ نہین ہے لیکن واجب یہ ہے کہ قیمت اسطرح لگائی جاوے جسمین از روے قدر و رواج کے فقیرون کا فائدہ زیادہ ہو اور ہر ایک مین سے چالیسوان حصہ دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

دوسری **فصل مال تجارت کی زکوٰۃ کے بیان مین** تجارتی مال کسی قسم کا ہو جب اُسکی قیمت چاندی سونے کی نصاب کے برابر ہوگی تو اُسمین زکوٰۃ واجب ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے - اور چاندی یا سونے کے سکون سے حساب لگایا جاوے یہ تبیین مین لکھا ہے - اگر ابتداے سال مین اُسکی قیمت ایسے دوسو درہمون کے برابر ہو جنمین چاندی غالب ہو تو زکوٰۃ کی نصاب کی قیمت کا حساب سال کے گذرنے کے بعد لگایا جاویگا یہ مضمرات مین لکھا ہے - تجارتی مال مین اختیار ہے کہ چاہے قیمت اُسکی درہمون سے لگاوے چاہے دینارون سے

سے لیکن اگر انمین سے ایک سے نصاب پوری نہوتی ہو تو ضرور ہو کہ اُس سے حساب کیا جاویگا جس سے مال پوری ہوتی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو۔ اگر کسی کے پاس دو سو قفیز گیہون تجارت کے واسطے ہون جنکی قیمت دو سو درہم ہو پھر سال تمام ہوا اور قیمت اُنکی زیادہ ہو گئی یا کم ہو گئی تو اگر زکوٰۃ مین گیہون دینا منظور ہین تو پانچ قفیز دیوے اور اگر قیمت دینا منظور ہو تو اُس قیمت کا حساب ہوگا جو زکوٰۃ کے واجب ہونے کے وقت تھی اسلیے کہ واجب ہو۔ کہ یا اصل شے زکوٰۃ مین دیجاوے یا اُسکی قیمت دیجاوے اور اسی واسطے صدقہ وصول کرنے والے پر اُسکے قبول کرنے مین جبر کیا جاویگا اور صاحبین رح کا مذہب یہ ہو کہ جس روز زکوٰۃ ادا کرتا ہو اُس روز کی قیمت کا اعتبار ہو اور یہی حکم ہو اُن سب چیزون کی زکوٰۃ کا جنکا حساب پیمانہ یا وزن یا گنتی سے ہوتا ہو اور اگر قیمت کی زیادتی اُنکی ذات مین ہو گئی مثلاً رطوبت خشک ہو گئی تو بالاجماع قیمت کا اعتبار اُس زمانہ سے کیا جاویگا جب زکوٰۃ واجب ہوئی اسلیے کہ سال کے بعد جو زیادتی ہو اُسکے ملانے کا حکم نہین ہو اور اگر ذات مین نقصان ہو گیا مثلاً بھیگ گئے تو زکوٰۃ ادا کرتے وقت جو قیمت ہو اُسکا اعتبار ہوگا یہ کافی مین لکھا ہو اور اسباب کا مالک قیمت ایسے شہر کے نرخ کے بموجب کرے جہان وہ مال موجود ہو اگر غلام تجارت کے لیے دوسرے شہر کو بھیجا اور سال گذرا تو اب اُسکی قیمت کا حساب اُسی شہر کے بموجب ہوگا اور اگر جنگل مین ہو تو اُس شہر کی قیمت کا حساب لگایا جاویگا جو وہان سے سب سے زیادہ قریب ہو یہ فتح القدیر مین فتاوی سے نقل کیا ہو اگر تجارت کے مال مختلف جنس کے ہون تو بعض کو بعض سے ملالینگے یاقوت مین اور موتیون مین اور جواہرات مین زکوٰۃ نہین ہو اگرچہ اُسکا زیور بنا ہوا ہو لیکن وہ تجارت کے واسطے ہون تو اُنمین بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو اگر کاسبے کی دیگچیان خریدین اور اُنکو کرایہ پر چلاتا ہو تو اُنپر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جسطرح کرایہ پر چلانے کے گھرون مین زکوٰۃ واجب نہین ہوتی اور اگر کسی کی زمین مین سے گیہون حاصل ہون جنکی قیمت بقدر نصاب ہو اور اُسنے یہ نیت کی کہ اُنکو روکے یا بیچے پھر ایک سال تک روکے تو اُنپر زکوٰۃ واجب نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اگر جانورون کا سوداگر جانورون کی خرید و فروخت کرتا ہو اور اُسنے اُنکے گلے مین ڈالنے کے گھونگرو یا گڈورین اور منہ پر ڈالنے کے برقعے خریدے پس اگر یہ چیزین اُن جانورون کے ساتھ بیچنے کی ہین تو اُنمین زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر جانورون کی حفاظت کیواسطے ہین تو اُنمین زکوٰۃ واجب نہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور اگر عطار شیشے خریدے تو اُسکا بھی یہی حکم ہو۔ اگر کسی نے غلہ بھرنے کی گونین اسواسطے خریدین کہ اُنھین کرایہ پر چلادے تو اُنپر زکوٰۃ واجب نہوگی اسلیے کہ وہ بیچنے کے لیے نہین خریدی ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو نان پز اگر لکڑی یا نمک روٹی پکانے کیواسطے خریدے تو اُسمین زکوٰۃ نہین ہو اور اگر روٹیون پر لگانے کیواسطے تل خریدے تو اُنپر زکوٰۃ واجب ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو مضارب نے اگر غلام خریدا اور اُسکے لیے کپڑے یا بوجھ اُٹھانے کا پلہ خریدکیا تو کل کی زکوٰۃ دیگا لیکن اگر مال کا مالک خرید کرتا تو کپڑے اور پلہ کی زکوٰۃ نہ دیتا اسلیے کہ اُسکو یہ اختیار ہو کہ تجارت کے سوا اور کام کے لیے خریدے یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر مضارب نے تجارت کے غلامون کے کھانے کیواسطے اناج خریدکیا اور اُسپر سال گذر گیا تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر مالک نے تجارت کے غلامون کے کھانے کیواسطے خریدا تو زکوٰۃ واجب نہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو جس مال مین زکوٰۃ واجب

ہوتی ہو اگر زکوۃ اُسکی اور جنس سے دے تو بالاجماع یہ حکم ہو کہ قدر واجب کی قیمت لگا دے اور اگر اُسی کی جنس سے
زکوۃ دے اور وہ اُن چیزون مین سے ہو جسمین ربا جاری ہین تو بھی یہی حکم ہو لیکن اگر وہ جنس ایسی ہو جسمین ربا جاری
ہوتا ہو تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کا یہ قول ہو کہ مقدار کا اعتبار ہوگا قیمت کا نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا
ہو۔ **متفرق مسائل** اگر کسی کو زکوۃ کے ادا کرنے مین شک ہوا اور یہ معلوم نہو کہ زکوۃ دی ہو یا نہین دی تو احتیاطاً
دوبارہ زکوۃ دے یہ محیط اور سراجیہ اور بحر الرائق مین واقعات سے نقل کیا ہو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح
کے نزدیک زکوۃ نصاب مین ہوتی ہو اس زیادتی مین نہین ہوتی جو معاف ہوتی ہو اور اگر وہ زیادتی جو معاف ہو
ہلاک ہوجاوے اور نصاب باقی رہے تو کل کی زکوۃ واجب رہیگی اسواسطے کہ وہ معافی نصاب کی تابع تھی اور اسی
واسطے امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہو کہ اگر کچھ مال ہلاک ہو تو وہ ہلاکی اُس زیادتی مین سمجھی جاویگی جو معاف تھی اُسکے
بعد اخیر کی نصاب مین پھر اُسکے بعد کی نصاب مین اور اسی طرح آخر تک حساب ہوگا اور اگر زکوۃ کے واجب ہونے
کے بعد مال ہلاک ہوگیا تو زکوۃ ساقط ہوجاویگی اور اگر تھوڑا سا مال ہلاک ہوگیا تو اُسقدر کی زکوۃ ساقط ہوگی یہ ہدایہ
مین لکھا ہو اور اگر نصاب کو خود ہلاک کردیا تو زکوۃ ساقط نہوگی یہ سراجیہ مین لکھا ہو اور تجارت کے ایک مال کو دوسرے
مال سے بدلنا ہلاک کرنا نہین ہو یہ حکم بلا خلاف ہو خواہ اسی جنس کے مال سے بدلے یا دوسری جنس کے مال سے
بدلے لیکن اگر اُس بدلنے مین اسقدر مال چھوڑ دیا کہ جسقدر مین لوگ دھوکا نہین کھا جاتے ہین تو جسقدر چھوڑا ہو
اُسکی زکوۃ کا ضامن ہوگا سال کے تمام ہونے کے بعد نصاب کا قرض دینا ہلاک کرنا نہین ہو اگرچہ قرضدار کے
پاس مال ڈوب جاوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اور اگر چرنے والے جانور کو کھانا پانی نہ دیا اور وہ ہلاک ہوگیا تو
بعضون نے کہا ہو کہ وہ ہلاک کرنا ہو زکوۃ کا ضامن ہوگا اور بعضون نے کہا ہو کہ ضامن نہ ہوگا اور اگر سال کے
تمام ہونے کے بعد نصاب کو اپنی ملک سے بغیر عوض نکالدیا مثلاً ہبہ کردیا یا ایسے عوض مین نکالدیا جو مال نہین ہو مثلاً
مہر مین دیدیا یا ایسے عوض مین دیا جو زکوۃ کا مال نہین ہو جیسے خدمت کے غلام تو وہ ہلاک کرنے والے کے حکم مین ہو اور
قدر زکوۃ کا ضامن ہوگا خواہ عوض اُسکے ہاتھ مین باقی رہے یا نہ رہے اور اگر ہبہ مین قاضی کے حکم سے رجوع
ہوگیا اور اُسپر قبضہ کرلیا تو ضمانت جاتی رہیگی اور اصح قول کے بموجب یہی حکم اُس صورت مین ہو جب رجوع بغیر
حکم قاضی کے ہو یہ زاہدی مین لکھا ہو۔ قوم بنی تغلب کے چرنے والے جانورون پر مسلمانون کے جانورون سے
دوچند زکوۃ لیجاویگی اور اُنکے فقیرون اور غلامون سے زکوۃ نہ لیجاویگی مگر جزیہ لیا جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو
بنی تغلب کے لڑکون پر چرنے والون کی زکوۃ نہین ہو اور اُنکی عورتون پر اسی قدر زکوۃ ہو جسقدر مردون پر ہو
یہ ہدایہ مین لکھا ہو۔ کتاب مین مذکور ہو کہ جو چیزین مجتمع ہون اُنکو زکوۃ مین جدا جدا نہ کرین اور جو جدا جدا ہون اُنکو
جمع نہ کرین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ پس اگر کسی کے پاس اسّی بکریان ہون تو اُنمین ایک بکری واجب
ہوگی اور اُنکو جدا جدا کرکے یون حساب نہ کرینگے کہ اگر وہ دو آدمیون کے پاس ہو تو دو بکریان واجب ہوتین اور
اگر دو شخصون کے پاس اسّی بکریان ہون تو دو بکریان واجب ہونگی اور اُنکو جمع کرکے یون حساب نہ کرینگے
کہ اگر ایک شخص کے پاس ہوتین تو ایک بکری واجب ہوتی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اگر جانورون مین دو شخص
شریک ہون تو اُنسے زکوۃ اُسی طرح لیجاویگی جیسے شریک نہ ہونے کی صورت مین لیجاتی ہیں اگر اُنمین سے

حصہ کا بقدر نصاب ہو تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ واجب نہ ہوگی خواہ شرکت اُن دونون کی اسطرح ہو کہ باہم ایک دوسرے کا وکیل ہو کفیل نہو یا اسطرح ہو کہ ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہو اور کفیل بھی ہو یا اسطرح شرکت ہو کہ دونون کو وہ مال ارث مین ملا ہو یا اور کسی طرح وہ دونون اُسکے مالک ہوگئے ہین خواہ وہ سب ایک چراگاہ مین ہون یا مختلف چراگاہون مین ہون پس اگر دونین سے ایک کا حصہ بقدر نصاب کے ہو اور دوسرے کا حصہ بقدر نصاب نہ ہو تو اُس شخص پر زکوۃ واجب ہوگی جسکا حصہ بقدر نصاب ہی دوسرے پر واجب نہ ہوگی اور اگر دو شریکون مین سے ایک ایسا ہی جسپر زکوۃ واجب ہوتی ہی اور دوسرا ایسا ہی جسپر زکوۃ واجب نہین ہوسکتی تو جس شخص پر زکوۃ واجب ہوسکتی ہی جب اُسکا حصہ بقدر نصاب ہوجاویگا تو اسی پر زکوۃ واجب ہوگی - اگر کسی شخص کے ساتھ اسی بکریون مین اسی آدمی اسطرح شریک ہین کہ ہر بکری آدھی اُسکی ہی اور آدھی کسی اور شخص کی اور اس طرح اُسکی کل چالیس بکریان ہوگئین تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اُسپر کچھ زکوۃ واجب نہ ہوگی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین کہ اسی طرح کوئی شخص ساٹھ آدمیون کے ساتھ ساٹھ گائے بیلون مین شریک ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور مال شرکت کی زکوۃ جو دونون شریکون سے لیجاوے اُسمین ہر شریک دوسرے شریک سے اپنے حصہ کے موافق پھیر لیگا پس اگر دو شخصون کی شرکت مین اکسٹھ اونٹ تھے ایک کے چھتیس اونٹ تھے اور دوسرے کے پچیس اور صدقہ لینے والے نے اُن دونون سے ایک دوسرے سال کی زکوۃ اور ایک تیسرے سال کی اونٹنی لے لی ہر شخص اپنے دوسرے شریک سے جسقدر اُسکے حصہ مین سے اُسکے شریک کی زکوۃ لی گئی ہی وہ پھیر لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - کسی شخص کے پاس چرنے والے جانور تھے اور صدقہ وصول کرنے والے نے جب اُس سے صدقہ وصول کرنے کا ارادہ کیا تو اُسنے کہا کہ یہ اونٹ میرے نہین ہین تو قسم کے ساتھ اُسکا قول قبول کیا جاوے گا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اگر امام نے زکوۃ طلب کی اور اُسنے نہ دی یہان تک کہ مال ہلاک ہوگیا تو وہ زکوۃ کا ضامن نہ ہوگا یہی صحیح ہی اور عامہ فقہا کا یہی مذہب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر خوارج خراج اور چرنے والے جانورون کا صدقہ لے لین تو دوبارہ نہ لیا جاویگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی - تحفہ مین ہی کہ اونٹون کی زکوۃ مین مادہ کا دینا واجب ہی نر کا دینا جائز نہین لیکن بطریق قیمت اگر نر دے تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - بکریون کی زکوۃ مین نر اور مادہ دونون لیے جاوینگے اسلیے کہ شاۃ دینے کا حکم ہی اور شاۃ کا لفظ دونون کو شامل ہی اور اونٹون کی زکوۃ مین خاص خاص نام ہین مثلاً بنت مخاض یعنی دوسرے سال کی اونٹنی اور بنت لبون یعنی تیسرے سال کی اونٹنی یہ لفظ نر پر صادق نہین آسکتے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - ہمارے نزدیک قیمت کا دینا زکوۃ اور کفارون مین اور صدقہ فطر اور عشر اور نذر مین جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر کوئی چار درمیانی بکریون کی قیمت مین تین موٹی بکریان دیدے یا دوسرے سال کی اونٹنی کی قیمت مین تیسرے سال کی اونٹنی کا کچھ حصہ دیدے تو جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر کسی شخص کے پاس دو سو قفیز گیہون ہون جنکی قیمت دو سو درہم ہوتی ہی تو اُسکے مالک کو اختیار ہی کہ اگر چاہے انھین گیہون مین سے پانچ قفیز گیہون ادا کرے اور اگر چاہے انکی قیمت ادا کرے یہ شرح طحاوی

مین لکھا ہی - اگر چرنے والے جانورون کو بیچے پس اگر اسوقت صدقہ وصول کرنے والا حاضر ہو تو اُسکو اختیار ہی کہ چاہے بائع سے زکوٰۃ واجب کی قیمت سے لے تو کُل کی بیع جائز ہوگی اور اگر چاہے تو اول بکے ہوئے جانورون مین سے زکوٰۃ کے جانور نکال لے تو اول جانورون کی بیع باطل ہوجاویگی جو اُسنے زکوٰۃ مین لے لیے اور اگر صدقہ وصول کرنے والا بیع کے وقت حاضر نہ تھا اور اُسوقت حاضر ہوا جب بیع کی مجلس متفرق ہوگئی تو اب وہ مشتری سے نہ لیگا اور بائع سے زکوٰۃ واجب کی قیمت سے لیگا - اور اگر کسی نے اناج بیچا جسمین عشر واجب ہی تو صدقہ لینے والے کو اختیار ہی کہ چاہے بائع سے لے چاہے مشتری سے لے خواہ بیع کی مجلس متفرق ہونے سے پہلے حاضر ہوا ہو خواہ بعد کو حاضر ہوا ہو یہ بحر الرائق اور شرح طحاوی مین لکھا ہی اگر کوئی شخص تین برس تک اپنی زمین اجارہ پر دے اور ہر برس کا اجارہ تین سو درہم ہون اور جب آٹھ مہینے گذر چکین تو وہ دو سو درہم کا مالک ہوجاوے تو اُسپر سال چلنا شروع ہوجاویگا اور اُسکے بعد جو سال تمام ہوگا تو اُسپر پانسو درہم کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اُسکے بعد جب پھر دوسرا سال آویگا تو آٹھ سو درہم کی زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن جسقدر زکوٰۃ وہ پانسو درہم کی واجب ہوئی تھی وہ کم ہوجاویگی کسی شخص کے پاس ہزار درہم تھے اور اُنکے سوا اور کچھ مال اُسکے پاس نہ تھا اور اُن ہزار درہم مین ایک گھر دس برس کے لیے کرایہ پر لیا اور ہر سال کے سو درہم ٹھہرے اور ہزار درہم دیدیے مگر اُس گھر مین سکونت نہ کی یہان تک کہ سب سال گذر گئے اور گھر مالک کے قبضہ مین رہا تو وہ مکان کا مالک پہلے سال مین نو سو درہم کی زکوٰۃ دیگا اور دوسرے سال مین آٹھ سو درہم کی مگر اسمین سے پہلے سال کی زکوٰۃ کم ہوجاوے گی پھر ہر سال مین ایک سو درہم اور جسقدر زکوٰۃ پچھلے سالون کی ہی وہ کم ہوتی رہیگی مستاجر پر پہلے اور دوسرے سال مین کچھ زکوٰۃ نہ ہوگی اسلیے کہ پہلے سال مین اُسکی نصاب مین کمی تھی اور دوسرے سال مین بھی نصاب پوری نہوئی تھی تیسرے سال مین تین سو درہم کی زکوٰۃ دیگا پھر ہر سال مین سو درہم بڑھتے جاوینگے مگر پچھلے سالون کی زکوٰۃ اُسکے ذمہ سے اُٹھ جاویگی - اگر کسی شخص نے اپنے گھر کو تجارت کی باندی کے عوض کرایہ کو دیا اور باندی کی قیمت ہزار درہم تھی اور مسئلہ کی سب صورتین وہی واقع ہوئین جو پہلے مذکور ہوچکین تو اُس مکان کے مالک پر زکوٰۃ نہ ہوگی اسلیے کہ باندی مین مستاجر کا حق قائم ہوگیا اور دوسرے کا حق قائم ہوجانا بمنزلہ مال کے ہلاک ہوجانے کے ہی اور مستاجر پر اُسی طرح زکوٰۃ واجب ہوگی جیسے کہ اول مذکور ہوچکا اور اگر اجرت مین کوئی کیلی یا وزنی غیر معین چیز ٹھہری تھی اور اُسکی قیمت مین کوئی دوسری چیز دیگئی تو وہ درہمون کے حکم مین ہی اور اگر وہی چیز دیگئی تو باندی کے حکم مین ہی اور اگر گھر کو مستاجر کے قبضہ مین دیدیا اور اجرت پر قبضہ نکیا تو حکم بدل جائیگا اور مستاجر کا حکم وہ ہوگا جو گھر کے مالک کا تھا اور گھر کے مالک کا وہ حکم ہوگا جو مستاجر کا تھا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - کسی شخص نے دو سو درہم کا قیمتی تجارت کا غلام دو سو درہم کو خریدا اور قیمت دیدی اور غلام پر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ سال گذر گیا اور غلام بائع کے پاس مرگیا تو بائع کو دو سو درہم کی زکوٰۃ دینا پڑیگی اور اسی قدر زکوٰۃ مشتری پر واجب ہوگی اور اگر غلام سو درہم کی مالیت تھا تو بائع پر دو سو درہم کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور مشتری پر زکوٰۃ نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - خدمت کا غلام ہزار درہم کو بیچا اور اُسکی قیمت پر ایک سال گذر گیا پھر کسی عیب کی وجہ سے قاضی کے حکم یا آپس کی رضامندی سے

غلام پھر گیا تو قیمت کی زکوۃ دیگا - اور اگر غلام تجارت کے مال کے عوض مین بیچا تھا اور ایک سال کے گذرنے
کے بعد عیب کی وجہ سے بحکم قاضی پھر گیا تو بائع اُس مال کی اور غلام کی زکوۃ نہ دیگا اور مشتری بھی مال کی زکوۃ
نہ دیگا اور اگر بغیر حکم قاضی کے پھرا ہے تو بائع مال کی زکوۃ دیگا اسلیے کہ اب وہ نئی بیع ہوئی اور اگر اس غلام سے
خدمت لینے کی نیت کر لی تو مال کی زکوۃ کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اُسنے اُسکو ہلاک کیا یہ کافی مین لکھا ہے - اگر کسی
شخص نے مال کی زکوۃ نہ دی یہان تک کہ بیمار ہو گیا تو وارثون سے پوشیدہ زکوۃ دے اور اگر اسکے پاس کچھ
مال نہین ہے اور زکوۃ دینے کے لیے قرض لینے کا ارادہ کرے تو اگر غالب گمان یہ ہے کہ اگر وہ قرض لیکر زکوۃ
ادا کریگا اور پھر اُس قرض کے ادا کرنے مین کوشش کریگا تو ادا کر سکیگا تو افضل یہ ہے کہ قرض لیوے پھر اگر
قرض لیکر زکوۃ ادا کی اور قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہوا یہان تک کہ مر گیا تو امید ہے کہ اللہ آخرت مین اُسکا قرض
ادا کریگا اور اگر اُسکا غالب گمان یہ ہو کہ اس قرض کو ادا نہ کر سکیگا تو افضل یہ ہے کہ قرض نہ لے اسلیے کہ صاحب
قرض کی خصومت اور زیادہ سخت ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے کسی شخص نے ایک عورت سے ہزار درہم مہر
پر نکاح کیا اور وہ اُسکو ادا کر دیے اور یہ بات اُسکو معلوم نہ تھی کہ وہ باندی ہے اور اسی طرح ایک سال گذر گیا
پھر معلوم ہوا کہ وہ باندی تھی اور بے اجازت مالک کے اُسنے نکاح کر لیا تھا اور اُسنے ہزار درہم شوہر کو واپس
کر دیے تو امام ابو یوسف رح سے یہ روایت ہے کہ اُن دونون مین سے کسی پر زکوۃ واجب نہ ہوگی اسی طرح اگر
کسی شخص نے دوسرے کی داڑھی مونڈ ڈالی اور قاضی نے اُسپر دیت کا حکم کیا اور دیت اُسنے ادا کی اور
ایک سال گذر گیا پھر اُسکی داڑھی جمی اور دیت واپس ہو گئی تو اُن دونون مین سے کسی پر زکوۃ واجب نہ ہوگی
اگر کسی شخص نے یہ اقرار کیا کہ دوسرے شخص کے ہزار درہم میرے اوپر قرض ہین اور وہ ہزار درہم دیدیے
پھر ایک سال گذرنے کے بعد اُن دونون مین یون قرار پایا کہ وہ قرض واقعی نہ تھا تو اُن دونون مین سے
کسی پر زکوۃ واجب نہ ہوگی - اگر کسی نے ہزار درہم دوسرے شخص کو ہبہ کیے اور اُسکو ادا کر دیے پھر سال
گذرنے کے بعد قاضی کے حکم سے یا بغیر حکم قاضی کے اُس ہبہ مین رجوع کیا اور ہزار درہم پھیر لیے تو اُن
دونون مین سے کسی پر زکوۃ واجب نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - کسی شخص پر دو سو درہم کی زکوۃ
واجب تھی اور اُسنے اپنے مال مین سے زکوۃ کے پانچ درہم جدا کر لیے پھر اُسکے پاس سے وہ پانچ درہم
ضائع ہو گئے تو اُسکے ذمہ سے زکوۃ ساقط نہ ہوگی اور اگر مال کے مالک نے پانچ درہم زکوۃ کے جدا
کیے تھے پھر وہ مر گیا تو وہ پانچ درہم اُس سے میراث مین رہینگے یہ تاتارخانیہ مین ظہیریہ سے نقل کیا ہے اگر
کسی عورت سے چالیس چرنے والی بکریون کے مہر پر نکاح کیا اور اُس عورت نے اُن بکریون پر قبضہ کر لیا
اور ایک سال گذر گیا پھر دخول سے پہلے طلاق دیدی تو جو نصف اُسکے پاس باقی رہینگی اُنکی زکوۃ دینا
پڑیگی یہ فتاوے قاضی خان کی فصل مال تجارت مین لکھا ہے - اگر کسی شخص پر زکوۃ واجب ہو اور وہ ادا نہ کرتا ہو
تو فقیر کو یہ حلال نہین ہے کہ بغیر اسکے خبر کیے ہوئے اُسکے مال مین سے لے لے اور اگر اسطرح فقیر نے
لے لیا تو اگر وہ مال قائم ہے تو مالک کو پھیر لینے کا اختیار ہے اور اگر ہلاک ہو گیا تو فقیر ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین
لکھا ہے - سلطان اگر خراج یا کچھ مال بطور مصادرہ کے لے اور صاحب مال اُسکے دینے مین زکوۃ کے

ادا کرنے کی نیت کرلے تو اُسکے ادا ہونے مین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ زکوٰۃ ساقط ہوجاویگی امام سرخسی نے کہا ہے
یہ مضمرات مین لکھا ہے کسی چیز کے عوض مین جو چیز لیجاوے اُسکا وہی حکم ہوگا جو اصل چیز کا تھا مثلاً ایک غلام کو
ایک غلام سے بدلا اور اُن دونون نے کچھ نیت نہ کی پس اگر اصل دونون غلام اُنکی تجارت کے واسطے تھے
تو اب بھی ہر شخص کا غلام تجارت کے واسطے ہوگا اور اگر پہلے دونون غلام خدمت کے واسطے تھے تو اب
بھی خدمت کے واسطے ہونگے اور اگر ایک کا غلام تجارت کے واسطے تھا اور ایک کا غلام خدمت کیواسطے
تھا تو تجارت کے بدلے کا غلام تجارت کے واسطے ہوگا اور خدمت کے بدلے کا غلام خدمت کے واسطے
ہوگا - اگر نصف سال گذرنے کے بعد ایک غلام کا دوسرے غلام سے بدلا کیا اور وہ دونون تجارت کے
واسطے تھے اور اُنمین سے ایک کی ملک ہزار درہم تھی اور دوسرے کی دو سو درہم اور اُن دونون کا سال تمام
ہوگیا پھر کم قیمت کے غلام مین کوئی عیب ظاہر ہوا جس سے اُسکی قیمت سو درہم اور کم ہوگئی تو دونون شخصون
مین سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اسلیے کہ سال کے دونون جانبون مین نصاب پوری نہین ہے اور جب
خریدنے کے بعد سال تمام ہوگا تو زیادہ قیمت کے غلام کا مالک زکوٰۃ دیگا اسلیے کہ ہزار درہم کی قیمت کا مال
اُسکے قبضہ مین سال بھر رہا اور دوسرا شخص زکوٰۃ نہ دیگا اسلیے کہ اُسکے پاس نصاب نہین ہے اور اگر عیب والا
غلام بغیر حکم قاضی کے رد ہوگیا تو رد کرنے والا زکوٰۃ نہ دیگا اگرچہ خریدنے کے بعد ایک سال گذر گیا ہو اور
جسکے پاس رد کیا وہ ہزار درہم کی زکوٰۃ دیگا اسلیے کہ اب نئی بیع ہے پس اُسنے اپنے مال کو ہلاک کیا اور اگر
قاضی کی قضا سے رد ہوا تو جسکو رد کیا ہے اُسکی زکوٰۃ دیگا اور اگر زیادہ قیمت کے غلام مین عیب ظاہر ہو جس سے
اُسکی قیمت خریدنے مین وقت سے آدھا سال گذرنے کے بعد بقدر دو سو درہم کے کم ہوجاوے اور
دوسرے مین کچھ عیب نہ ہو پھر قاضی کے حکم سے یا آپس کی رضامندی سے وہ رد کیا جاوے تو رد کرنے
والا جسکو رد کرتا ہے اُسکی زکوٰۃ دیگا اور جسکے پاس رد کرتا ہے وہ جسکو لیتا ہے اُسکی زکوٰۃ دیگا یہ کافی مین لکھا ہے دو
شخصون نے اپنے مال کی زکوٰۃ کسی تیسرے شخص کو اسواسطے دی کہ اُسکی طرف سے ادا کردے اور اُسنے
اُن دونون کے مال کو ملا دیا پھر فقیرون پر صدقہ کر دیا تو وکیل اُن زکوٰۃ کے دینے والون کے مال کا ضامن ہوگا
اور وہ صدقہ اُس وکیل کی طرف سے ادا ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر مالک نے زکوٰۃ کا مال اپنے
ہاتھ پر رکھا اور فقیرون نے اسکو لوٹ لیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر زکوٰۃ کا مال مالک کے ہاتھ سے گر گیا اور
کسی فقیر نے اُٹھا لیا اور پھر مالک اسپر راضی ہوگیا تو اگر مالک اُس مال کو پہچانتا ہے اور وہ مال قائم ہے تو زکوٰۃ
ادا ہوگئی یہ خلاصہ مین لکھا ہے

چوتھا باب اُس شخص کے بیان مین جو عاشر یعنی ٹیکس وصول کرنے والے پر گذرے

عاشر وہ شخص ہے کہ امام نے اُسکو صدقات کے وصول کرنے کے لیے راستہ پر مقرر کیا ہو اور وہ اسکے عوض مین
تاجرون کو چورون سے امن دیتا ہو عاشر جسطرح اُن مالون کا صدقہ لیگا جو ظاہر ہین اسی طرح اُن مالون کا
صدقہ بھی لیگا جو تاجر کے پاس چھپے ہوئے ہین یہ کافی مین لکھا ہے جو شخص عاشر مقرر ہو اُسمین شرط یہ ہے کہ وہ
آزاد ہو اور مسلمان ہو اور ہاشمی نہ ہو یہ بحر الرائق مین غایۃ سے نقل کیا ہے جب عاشر کے پاس کوئی مسلمان پہنچا

کا مال لیکر گذرے تو اُس سے زکوۃ کی شرطون کے ساتھ چالیسوان حصہ لے یعنی نصاب پوری ہو اور سال گذر گیا ہو اور اُسکو زکوۃ کے مصرف مین صرف کرے اور اگر کوئی ذمی اُسکے پاس گذرے تو اس سے بیسوان حصہ لے اور اُسکو جزیہ اور خراج کا مال سمجھے اور اُس ذمی سے اُسکی ذات کا جزیہ اس سال کا ساقط نہوگا اور ذمی سے ایک سال مین ایکبار سے زیادہ نہ لیوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور جو شخص عاشر کے پاس گذرا اور اُسکے پاس مال دو سو درہم سے کم کا تھا تو اُس سے کچھ نہ لیگا خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی ہو یا حربی ہو خواہ یہ معلوم ہو کہ اُسکے گھر مین اور بھی مال ہے خواہ نہ معلوم ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اگر عاشر کے پاس مال لیکر گذرا اور یون کہا کہ اسپر سال نہین گذرا ہے اور اُسکے پاس اُس جنس کا اور مال ایسا نہ تھا جسپر سال گذرا ہو یا یون کہا کہ مجھپر قرض کا بندون کی طرف سے مطالبہ ہے یا اُسنے یون کہا کہ مین نے سفر کو نکلنے سے پہلے صدقہ فقیرون کو دیدیا یا اُسنے یون کہا کہ مین نے دوسرے عاشر کو دیدیا اور قسم کھائی تو اگر اُس سال مین دوسرا عاشر ہے تو تصدیق کیجاویگی جامع صغیر مین یہ شرط نہین کی کہ وہ دوسرے عاشر کی سند دکھاوے یہی اصح ہے پس اگر اُس سال مین دوسرا عاشر نہ تھا تو اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور یہی حکم ہے اُس صورت مین اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے سفر کے نکلنے کے بعد فقیرون کو دیدیا ہے یہ کافی مین لکھا ہے اگر اُس عاشر کے نام کے خلاف سند دکھائی تو ظاہر روایت کے بموجب اُسکا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جاویگا اسلیے کہ سند شرط نہین ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اگر اُسنے قسم کھائی کہ دوسرے عاشر کو دیدیا ہے اور چند سال کے بعد اُسکا کذب ظاہر ہوا تو اُس سے لیا جاویگا یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے نقل کیا ہے جس قول مین مسلمان کی تصدیق کیجاتی ہے اُسمین ذمی کی بھی تصدیق کیجاتی ہے یہ کنز مین لکھا ہے لیکن کہین اسکے خلاف بھی ہوتا ہے اسلیے کہ ذمی سے جو کچھ لیا جاتا ہے وہ جزیہ ہے اور جزیہ کے دینے مین اگر وہ یون کہے کہ مین نے فقیرون کو دیدیا تو اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اسلیے کہ ذمی فقیرون مین اُسکا صرف کرنا جائز نہین اور مسلمانون کی مصلحتون مین جو اُسکا موقع ہے اُسکو صرف کرنے کا اختیار نہین اور چرنے والے جانورون کے صدقہ مین اگر یون کہا کہ مین نے شہر مین فقیرون کو دیدیا ہے تو تصدیق نہ کیجائیگی بلکہ دوبارہ لیا جاویگا اگرچہ پہلے اُسکا ادا کرنا امام کو بھی معلوم ہو اور زکوۃ وہی ہوگی جو دوسری بار دیا اور اول صدقہ نفل ہوجاویگا یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور جامع ابوالیسر مین یہ لکھا ہے کہ اگر اُسکے دینے کو امام نے جائز رکھا تو مضائقہ نہین اسلیے کہ اگر امام اول ہی یہ اجازت دیدے کہ فقیرون کو اپنے آپ صدقہ دیدیا کرو تو جائز ہوتا ہے اسیطرح اگر دینے کے بعد اُسنے اجازت دی تو جائز ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگرچہ نیوالے جانور یا نقد مال لیکر عاشر کے پاس گذرا اور یون کہا کہ یہ میرے نہین ہین تو اُسکی تصدیق کیجاویگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر کچھ مال لیکر عاشر کے پاس گذرا اور یون کہا کہ یہ مال تجارت کا نہین ہے تو اُسکا قول مانا جاویگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے - اور اگر دو سو درہم شراکت کے لیکر گذرا تو عشر نہ لیا جاویگا اور اسیطرح اگر مضاربت کا مال لیکر گذرا تو بھی نہ لیا جاویگا لیکن اگر اُس مال مین اتنا فائدہ ہو کہ اُسکا حصہ بقدر نصاب ہوجاوے تو اُس سے لیا جاویگا اسلیے کہ وہ اُسکا مالک ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اسیطرح اگر ایسا غلام کہ اُسکو تجارت کی اجازت ہے کچھ مال لیکر عاشر کے پاس گذرا تو اگر وہ مال مالک کا ہے تو عشر نہ لیا جاویگا اور اگر اُسکی کمائی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر اُسکا مالک اُسکے ساتھ ہے تو عشر لے لینگے لیکن اگر غلام پر اسقدر قرض ہو کہ اُسکے مال پر

محیط ہی تو نہ لینگے یہ کافی مین لکھا ہی - اگر ذمی خمر اور خنزیر لیکر عاشر کے پاس گذرے اور وہ مال تجارت کا ہو اور ان
دونون کی قیمت دو سو درہم یا اُس سے زیادہ ہو تو خمر کی قیمت کا عشر لینگے اور ظاہر روایت کے بموجب خنزیر کا
عشر نہ لینگے یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر مردار کے چمڑے عاشر کے پاس
لیکر گذرے تو امام محمد رح نے کچھ اسکا ذکر نہین کیا فقہا نے کہا ہی کہ عاشر کو چاہیے کہ انمین سے عشر لے یہ محیط مین
لکھا ہی حربی سے بھی دسوان حصہ لے لیکن اگر وہ ہمارے تاجرون سے اس سے زیادہ یا کم لیتے ہون تو انسے
بھی اسیقدر لے اور اگر وہ ہمسے کچھ نہ لیتے ہون تو ہم بھی اُسکے عوض مین اُنسے کچھ نہ لینگے اور اگر وہ مسلمانون کا سارا
مال لیتے ہون تو انکا بھی سارا مال لے لے لیکن اسقدر چھوڑ دے کہ وہ اپنے ملک مین پہونچ جاوے حربیون کے
مکاتب سے اور لڑکون سے کچھ نہ لے لیکن اگر وہ ہمارے لڑکون اور مکاتبون سے لیتے ہون تو انسے بھی لے
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - حربی کے کسی قول کی تصدیق نہ کیجاویگی لیکن اگر وہ باندیون کو اپنی ام ولد اور غلامون
کو اپنی اولاد بتا دے تو اُسکی تصدیق کرینگے اسلیے کہ نسب اور ام ولد ہونے مین اسکا اقرار صحیح ہی تو اس صورت
مین وہ باندی و غلام مال نہ رہینگے اور اگر اُسنے انکو مدبر بتایا تو تصدیق نہ کرینگے اسلیے کہ حربی کا مدبر کرنا صحیح
نہین ہوتا اگر حربی پچاس درہم لیکر گذرے تو اُس سے کچھ نہ لینگے لیکن اگر وہ ہمارے تاجرون سے اسقدر مین لیتے
ہون تو ہم بھی لینگے پھر عشر مین اگر یہ بات معلوم ہو کہ وہ ہمسے لیتے ہین یا نہین لیتے یا لینا معلوم ہو مگر یہ نہ معلوم ہو
کہ کسقدر لیتے ہین تو ہم انسے عشر لینگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر حربی عاشر کے پاس گذرے اور وہ اُس
سے عشر لے پھر دوبارہ گذرے تو اُس سال مین دوبارہ عشر نہ لے اور اگر اُس سے عشر لے لیا اور اُسکے
بعد وہ دار الحرب مین چلا گیا اور اُسی روز وہان سے پھر چلدیا تو اُس سے پھر عشر لینگے یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اگر حربی
عاشر کے پاس گذرے اور عاشر کو اُسکی خبر نہو یہان تک کہ وہ نکلجاوے اور دار الحرب مین داخل
ہو جاوے پھر وہان سے آوے تو اُس سے پہلا عشر نہین لینگے یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر مسلمان اور ذمی عاشر کے
پاس گذرین اور عاشر کو معلوم نہو پھر دوسرے سال مین معلوم ہو تو اُنسے عشر لے لے یہ محیط سرخسی اور
سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر عاشر کے پاس کوئی چالیس بکریان لیکر گذرے جنپر دو سال گذر چکے ہون تو
اول سال کی زکوۃ لیگا دوسرے سال کی زکوۃ نہ لیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - بنی تغلب کی قوم سے نصف عشر
لینگے اور جو کچھ اُنسے لیا جاتا ہی وہ جزیہ کے عوض مین ہی اور اگر بنی تغلب کا لڑکا یا عورت مال لیکر گذرے تو
لڑکے سے کچھ نہ لینگے اور عورت سے اُسیقدر لینگے جو مرد سے لیتے ہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر کوئی
خوارج کے عاشر کے پاس گذرا اور اُسنے عشر لے لیا پھر وہ اہل العدل کے عاشر کے پاس گذرا تو اُس
سے دوبارہ عشر لینگے لیکن اگر خوارج ہی کسی شہر پر غالب ہو جاوین اور وہان کے لوگون سے چرنے والے
جانورون کی زکوۃ لے لین تو پھر اُنپر کچھ واجب نہوگا یہ کافی مین لکھا ہی - اگر عاشر کے پاس ایسی چیز لیکر گذرا کہ
بہت جلد خراب ہو جاتی ہی جیسے کہ تازہ میوے اور تر کھجورین اور ترکاریان اور دودھ اور قیمت اُسکی بقدر
نصاب ہی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُس سے عشر نہ لینگے اور صاحبین رح کے نزدیک عشر لینگے یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی اور یہی محیط و کافی مین ہی - اگر چرنے والے جانور قدر نصاب سے کم لیکر عاشر کے پاس گذرے اور

اُسکے گھر اور چانور ہون جنکے ملانے سے نصاب پوری ہوجاتی ہو تو اُس سے بقدر واجب صدقہ لے اسواسطے
کہ کل مال تحت حمایت ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو

پانچوان باب کانون اور دفینون کی زکوۃ کے بیان مین

کان سے جو چیزین نکلتی ہین وہ تین قسم کی ہین ایک وہ چیزین جو آگ مین پگھل جاتی ہین دوسری بہتی ہوئی چیزین تیسری وہ چیزین جو نہ پگھلتی ہین نہ بہتی ہین جو چیزین پگھلنے والی ہوتی ہین جیسے سونا اور چاندی اور لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی انمین پانچوان حصہ واجب ہوتا ہو یہ تہذیب مین لکھا ہو خواہ اُسکو کوئی آزاد مرد نکالے خواہ غلام خواہ ذمی خواہ لڑکا خواہ عورت اور جو کچھ باقی رہے وہ نکالنے والے کا حق ہو اور حربی اور مستامن اگر بغیر اجازت امام کے نکالین تو اُنکو کچھ نہ ملیگا اور اگر امام کی اجازت سے نکالین تو جو شرط ٹھہر جائیگی وہ ملیگا خواہ عشری زمین مین نکلے خواہ خراجی زمین مین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اگر کسی دفینہ کی تلاش مین دو شخص محنت کرین اور ایک کو ملجاوے تو جسکو مل گیا اُسی کا حق ہو۔ اگر کوئی شخص کان کھودنے کا اجارہ لے تو جو کچھ اُسکو ملے وہ اُسی کا حق ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو۔ اور بہتی ہوئی چیزین جیسے کہ قیر اور نفط اور نمک اور جو چیزین پگھلتی نہین ہین اور نہ بہتی ہوئی ہین جیسے چونہ اور گچ اور جواہر اور یاقوت انمین کچھ زکوۃ واجب نہین ہو یہ تہذیب مین لکھا ہو۔ پارہ مین پانچوان حصہ واجب ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو کسی کے گھر مین یا اُسکی زمین مین اگر کان نکل آوے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسمین کچھ زکوۃ واجب نہین ہو صاحبین رح کے نزدیک واجب ہو یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اگر دار الاسلام مین کسی کو دفینہ ایسی زمین مین ملے جو کسی کی ملکیت نہین ہو جیسے جنگلون کے میدان پس اگر اُسمین اہل اسلام کا سکہ ہو مثلاً کلمہ شہادت لکھا ہوا ہو تو اُسکا وہی حکم ہو جو پڑی ہوئی چیز کے پانے کا حکم ہو اور اگر اُسمین جاہلیت کے سکہ ہین مثلاً درہمون پر صلیب یا بت کی تصویر بنی ہوئی ہو تو اُسمین پانچوان حصہ زکوۃ ہوگی اور باقی چار حصے پانے والے کے لیے ہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر سکہ مین شبہہ پڑے مثلاً اُسپر کوئی علامت نہو تو ظاہر مذہب کے بموجب وہ جاہلیت کے زمانہ کا سمجھا جاویگا یہ کافی مین لکھا ہو خواہ پانے والا لڑکا ہو یا بڑا آدمی ہو آزاد ہو یا غلام ہو مسلمان ہو یا ذمی ہو اور اگر حربی امن پاکر آیا ہو تو اُسے کچھ نہین ملیگا لیکن اگر حربی نے امام کی اجازت سے عمل کیا ہو اور شرط کر لی ہو اور کچھ ٹھہرا لیا ہو تو اُسکو وہ شرط پوری کرنا پڑیگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر مملوکہ زمین مین ملے تو فقہا کا اتفاق ہو کہ اُسمین پانچوان حصہ زکوۃ مین دینا واجب ہوگا چار حصہ جو باقی رہے اُنمین اختلاف ہو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کا یہ قول ہو کہ اُس ملک کے فتح ہونے کے وقت سب سے پہلے وہ زمین جس شخص کو امام کی طرف سے ملی تھی اسکا حق ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو اور فتاوے عتابیہ مین لکھا ہو کہ اگر سب سے پہلے وہ زمین ذمی کو ملی تھی تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر سب سے پہلا مالک اسکا معلوم نہ ہو اور نہ وارث معلوم ہون تو مسلمانون مین جو مالک اُسکے معلوم ہوتے ہین اُنمین جو پہلا مالک ہو اُسکو ملیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو یا اُسکے وارثون کو ملیگا یہ بحر الرائق مین بدائع اور شرح طحاوی سے نقل کیا ہو ورنہ بیت المال کا حق ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر کسی مسلمان کو دفینہ یا کان دار الحرب کی کسی ایسی زمین مین ملی جو کسی کی

ملک نہین ہی تو وہ پانے والے کا حق ہی اور اسمین خمس واجب نہین ہی اور اگر ایسی زمین مین ملا جو انہین سے کسی کی ملکیت تھی تو اگر امن پاکر انہین گیا تھا تو اُنکو واپس کر دے اور اگر واپس نہ کرے اور دار الاسلام کو لے آئے تو اسکی ملک ہوجاویگا لیکن حلال نہ ہوگا اور اگر بیچے تو بیع جائز ہوگی لیکن مشتری کے واسطے بھی حلال نہ ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور تدبیر اُسکی یہ ہی کہ تصدق کر دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور اگر بغیر امن کے گیا تھا تو وہ اُسکا حق ہی اُسمین خمس بھی واجب نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر دفینہ مین اسباب مثلاً ہتھیار اور آلات اور خانہ داری کا سامان اور نگینے اور کپڑے کی قسم ملے تو وہ بھی خزانہ کے حکم مین ہی اور اُسمین سے بھی خمس دیا جاویگا یہ تبیین مین لکھا ہی - دریا مین سے جو چیزین نکلین جیسے عنبر اور موتی اور مچھلی اُسمین کچھ زکوۃ نہین ہی یہ فتاوے قاضی خان اور خلاصہ مین لکھا ہی اگر دریا مین سے چاندی سونا ملے تو اُسمین بھی کچھ زکوۃ نہین ہی یہ تہذیب مین لکھا ہی پہاڑون مین جو فیروزہ ملے اُسمین بھی خمس نہین ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی -

چھٹا باب کھیتی اور پھلون کی زکوۃ مین

کھیتی اور پھلون کی زکوۃ فرض ہی اور سبب اُسکی فرضیت کا ایسی زمین ہوئی ہی جسکی پیداوار سے حقیقت مین فائدہ حاصل ہو خراج کا حکم اسکے خلاف ہی اسلیے کہ سبب اسکی فرضیت کا وہ زمین ہی کہ جسمین حقیقۃً فائدہ حاصل ہو یا تقدیراً فائدہ حاصل ہو مثلاً اسطرح کا فائدہ حاصل کرنے پر قادر ہو پس اگر قادر تھا اور کھیتی نہ کی تو خراج واجب ہوگا عشر واجب نہ ہوگا اگر کھیتی پر کوئی آفت آگئی تو کچھ زکوۃ اُسمین واجب نہ ہوگی رکن اُسکا مالک کر دینا ہی اور شرط اُسکے ادا کرنے کی وہی ہی جو زکوۃ مین مذکور ہوئی اور اُسکے واجب ہونے کی شرط دو قسم ہی پہلی یہ کہ اُسکی اہلیت ہو اور وہ مسلمان ہوتا ہی یہ شرط اُسکے شروع ہونے کی ہی اور بلا خلاف یہ حکم ہی کہ عشر سوا مسلمان کے اور کسی پر شروع نہین ہوتا اور اُسکے فرض ہونے کا علم شرط ہی اور عقل اور بلوغ وجوب عشر کے شرائط مین سے نہین ہین یہان تک کہ عشر لڑکے اور مجنون کی زمین مین بھی واجب ہوتا ہی اسلیے کہ وہ حقیقت مین زمین کی اجرت ہی اور اسی واسطے امام کو اختیار ہی کہ اسکو جبراً لے لے اور اس صورت مین زمین کے مالک کے ذمہ سے ساقط ہوجاویگا لیکن اُسکو ثواب نہ ملیگا اور جسپر عشر واجب ہی اگر وہ مرجاوے اور اناج موجود ہو تو اُسمین سے عشر لے لے زکوۃ کا یہ حکم نہین زمین کی ملکیت بھی عشر کے واجب ہونے مین شرط نہین ہی اسلیے کہ وقف کی زمین مین بھی عشر واجب ہوتا ہی اور غلام ماذون اور مکاتب کی زمین مین بھی واجب ہوتا ہی دوسری قسم وجوب کی شرط یہ ہی کہ عشر کے واجب ہونے کا محل پایا جاوے اور وہ یہ ہی کہ عشری زمین ہو خراج کی زمین مین جو پیداوار ظاہر ہوگی اُسمین عشر واجب نہ ہوگا اور نیز شرط یہ ہی کہ اُسمین پیداوار ہو اور وہ پیداوار اُس قسم کی ہو جسکی زراعت سے زمین کا فائدہ مقصود ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - پس لکڑی اور گھاس اور نرکل اور جھاؤ اور کھجور کے پٹھون مین عشر واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ اُن چیزون سے زمین مین فائدہ نہین ہوتا بلکہ زمین خراب ہوجاتی ہی اور اگر بید کے درختون اور گھاس اور نرکل اور کھجور کے پٹھون سے فائدہ حاصل کرتا ہو یا اُسمین چنار یا صنوبر یا اُس قسم کے اور درخت ہون اور اُنکو کاٹکر بیچتا ہو تو اُسمین عشر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی امام ابو حنیفہ رح کے

نزدیک جو چیزین زمین سے پیدا وار مین حاصل ہوتی ہین جیسے گیہون اور جو اور چنا اور چاول اور ہر طرح کے دانے اور ترکاریان اور سبزیان اور پھول اور خرما اور گنّے اور زیرہ اور خربزے اور ککڑی اور کھیرے اور بینگن اور کسم اور اس قسم کی چیزون مین خواہ اُنکے پھل باقی رہین یا نہ رہین تھوڑے ہون یا بہت ہون عشر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی خواہ اُنکو بارش کا پانی ملے یا نہر سے دیا جاوے ایک اونٹ کا بوجھ یعنے بقدر ساٹھ صاع کے ہون یا نہ ہون یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور السی کے پیڑون اور بیجون مین عشر واجب ہوتا ہی اسلیے کہ اُن دونون سے فائدہ مقصود ہوتا ہی یہ شرح مجمع مین لکھا ہی۔ اور اخروٹ اور بادام اور زیرہ اور دھنیا مین عشر واجب ہوتا ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ شہد جو عشری زمین مین پیدا ہو اُسمین بھی عشر واجب ہوتا ہی اگر کسی کی زمین مین جو اسکے درخت پر ترنجبین وغیرہ جمے اُسپر بھی عشر واجب ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی جو پھل ایسے درختون کے جمع کیے جاتے ہین جو کسی کی ملکیت نہین ہین جیسے پہاڑون کے درخت اُنمین عشر واجب ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی جو چیزین کہ زمین کی تابع ہوتی ہین جیسے کہ خرما کا درخت اور دوسرے درخت اور جو چیزین درخت سے نکلتی ہین جیسے گوند رال ولاکھ وغیرہ اُنمین عشر واجب نہین ہوتا اسلیے کہ اُن چیزون سے زمین کا محاصل مقصود نہین ہوتا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جو بیج کہ زراعت یا دوا کے سوا اور کسی کام مین نہین آتے جیسے کہ خربزہ کے بیج اور اجوائن اور کلونجی اُنمین بھی عشر واجب نہین یہ مضمرات مین لکھا ہی اور بھنگ اور صنوبر اور کپاس اور بینگن اور کندر اور کیلا اور انجیر مین عشر واجب نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اگر کسی کے گھر مین پھلدار درخت ہو تو اُسمین عشر واجب نہوگا یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی۔ اور جس زمین کو چرس اور رہٹ سے پانی دیا جاوے اُسمین نصف عشر واجب ہوگا اور اگر نہر سے بھی پانی دیا جاوے اور رہٹ سے بھی دیا جاوے تو اکثر سال یعنی نصف سال سے زیادہ سال مین جسطرح پانی دیا جائیگا اُسکا اعتبار ہوگا اور اگر دونون طرح برابر پانی دیا جاوے تو نصف عشر واجب ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور وقت عشر کے واجب ہونے کا امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک وہ ہی کہ جب کھیتی نکلے اور پھل ظاہر ہون یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر زراعت سے پہلے زمین کا عشر ادا کر دیا تو جائز نہین اور اگر بونے اور جمنے کے بعد ادا کیا تو جائز ہی اور اگر بونے کے بعد اور جمنے سے پہلے ادا کیا تو اظہر یہ ہی کہ جائز نہین۔ اگر پھلون کا عشر اول سے دیدیا تو اگر پھلون کے ظاہر ہونے کے بعد دیا ہی تو جائز ہی اور اس سے پہلے دیا ہی تو ظاہر روایت کے بموجب جائز نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر پیداوار بغیر فعل مالک کے ہلاک ہوجاوے تو عشر ساقط ہوجاویگا اور اگر تھوڑی سی ہلاک ہو تو اسقدر کا عشر ساقط ہوگا اور اگر مالک کے سوا کوئی اور شخص ہلاک کر دے تو مالک اُس سے ضمان لے اور اُسمین سے عشر ادا کرے اور اگر مالک خود اُسکو ہلاک کر دے تو عشر کا ضامن ہوگا اور وہ اُسکے ذمہ قرض ہوجاویگا اور یہ قرض مرتد ہونے سے اور بغیر وصیت کے مرجانے سے ساقط ہوجاویگا اگر تلف کر دیا ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر تغلبی کے پاس عشری زمین ہو تو اُس سے دوچند عشر لیا جاویگا اور اگر تغلبی سے کوئی ذمی مول لے لیوے تو اس زمین کا حکم وہی باقی رہیگا اور اگر تغلبی سے مسلمان مول لے لیوے یا تغلبی مسلمان ہوجاوے تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے

نزدیک اُس زمین پر وہی حکم رہیگا خواہ اصل مین ہی اُس زمین پر عشر دوچند مقرر ہوا ہو یا بعد کو دوچند ہو گیا ہو
اور اگر زمین مسلمان کی تھی اور اُسنے تغلبی کے سوا کسی اور ذمی کے ہاتھ بیچی اور اُستے اُس زمین پر قبضہ کرلیا تو
امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسپر خراج واجب ہوگا اگر پھر اُس سے کوئی مسلمان شفعہ سے لے یا بیع کے
فاسد ہو جانے سے پھر جاوے تو وہ زمین عشری ہو جاویگی جیسے اول تھی اور تغلبی کے لڑکے اور عورت کی
زمین پر وہی واجب ہوگا جو اُسکے مرد پر ہوتا ہے مجوسی کے گھر پر کچھ واجب نہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی
مسلمان اپنے گھر کو باغ بنا لے تو اُسکی اجرت کا حکم اُسکے پانی کے ساتھ ہوگا یعنی اگر اُسکو عشر کا پانی دیگا تو
وہ زمین عشری ہوگی اور اگر خراج کا پانی دیگا تو خراجی ہوگی اور اگر ذمی اپنے گھر کو باغ بنا وے تو کسی طرح پانی
دے اُسپر خراج واجب ہوگا اور اُسکے گھر پر کچھ واجب نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اسی طرح قبرستان پر کچھ
واجب نہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور اگر مسلمان یا ذمی ایک بار عشر کا پانی اور ایکبار خراج کا پانی دے
تو مسلمان سے نہ لیا جاویگا اور ذمی سے خراج لیا جاویگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے۔ عشر کا پانی اُن کنوون
کا پانی ہے جو عشری زمین مین کھودے جاوین یا اُن چشمون کا پانی ہے جو عشری زمین مین ظاہر ہون اور اسیطرح
بارش کا پانی اور بڑے دریاؤن کا پانی بھی عشری ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور نہرون کا پانی جو اہل عجم نے کھودی
ہین اور خراجی زمین کے کنوون کا پانی خراجی ہے اور دریاے سیحون اور دجلہ اور فرات کا پانی امام ابو حنیفہ
رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک خراجی ہے۔ اگر عشری زمین اجارہ پر دے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک
عشر مالک پر واجب ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک مستاجر پر واجب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اور اگر پیداوار
کٹنے سے پہلے ہلاک ہو جاوے تو مالک پر عشر واجب نہوگا اور اگر کٹنے کے بعد ہلاک ہو تو مالک سے ساقط نہوگا اور
صاحبین رح کے نزدیک کٹنے سے پہلے خواہ بعد کو ہلاک ہو اُسکے ساتھ مین عشر بھی ساقط ہو جاویگا یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی مسلمان سے زمین مانگ کر زراعت کی تو مانگنے والے پر عشر واجب ہوگا اور اگر کافر کو
مانگے دی تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک دینے والے پر عشر واجب ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک کافر پر
واجب ہوگا لیکن امام محمد رح کے نزدیک ایک عشر ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دو عشر ہونگے یہ محیط سرخسی مین
لکھا ہے۔ اور اگر کسی کی زمین مین پیداوار کی شراکت پر کوئی کھیتی کرے تو صاحبین کے قول کے بموجب ان دونون
پر اپنے اپنے حصہ کے موافق عشر واجب ہوگا اور امام کے قول پر مالک زمین پر ہوگا لیکن مالک کے حصہ کا
عین پیداوار مین ہوگا اور کاشتکار کے حصہ کا مالک کے ذمہ قرضہ ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور اگر وہ پیداوار
ہلاک ہو گئی تو صاحبین رح کے نزدیک اُن دونون سے عشر ساقط ہو جائیگا اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اگر کٹنے
سے پہلے ہلاک ہو گئی تو یہی حکم ہے اور اگر کٹنے کے بعد ہلاک ہوئی تو کاشتکار کے حصہ کا عشر مالک زمین کے ذمہ
سے ساقط نہوگا اور خود مالک کے حصہ کا عشر ساقط ہو جاویگا اور اگر پیداوار کے تیار ہونے کے بعد اور کٹنے سے
پہلے کوئی شخص اُسکو ہلاک کر دے یا چرا لے تو عشر واجب نہوگا لیکن جب ہلاک کرنے والے سے ضمان لینگے
تو زمین کے مالک پر اُس بدل مین سے عشر واجب ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک دونون پر عشر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہے۔ اگر عشری زمین کو کوئی غصب کرکے اُسمین کھیتی کرے تو اگر زراعت سے اُسمین کچھ نقصان نہو تو

زمین کے مالک پر عشر واجب نہوگا اور اگر زراعت سے اُسمین نقصان ہو تو زمین کے مالک پر عشر واجب ہوگا یہ
خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر عشری زمین جسمین زراعت تھی جو تیار ہو گئی تھی اُسکو مالک نے مع زراعت کے فروخت کیا
یا فقط زراعت بیچی تو بائع پر عشر ہوگا مشتری پر نہوگا اور اگر زمین بیچی اور زراعت ابھی صرف سبزی تھی تو اگر مشتری
نے اُسی وقت اُسکو جدا کر دیا تو بائع پر عشر واجب ہوگا اور اگر اُسکو باقی رکھا اور اُسپر قبضہ کیا تو مشتری پر عشر
واجب ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اگر عشری اناج کو بیچا تو صدقہ لینے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو عشر
اُسکا مشتری سے لے اگرچہ بیع کی مجلس متفرق ہو چکی ہو اور چاہے بائع سے لے اور اگر عشر کا اناج قیمت سے
زیادہ کو بیچا اور ابھی مشتری نے اُسپر قبضہ نہین کیا ہے تو صدقہ وصول کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے اُس اناج
مین سے عشر لیوے اور چاہے دامونکا عشر لے اور اگر بائع نے اُسکے بیچنے مین اسقدر دام کم کر دیے کہ جسقدر زمین
لوگ دھوکا نہین کہا جاتے تو اُسوقت صدقہ وصول کرنے والا اُس اناج مین سے دسوان حصہ لیگا اور اگر
اس اناج کو ہلاک کر دیا ہے تو اُس بائع سے اُس اناج کے مثل دوسرے اناج سے عشر لیگا لیکن اگر وہ
اُسکی قیمت مین سے بقدر قیمت عشر کے دیدے تو اناج مین سے نہ لیگا اور اگر مشتری نے اُسکو ہلاک کر دیا تو صدقہ
وصول کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے بائع سے ضمانت لے اور چاہے مشتری سے اُسکے غلہ کی مثل کی
ضمانت لے اسلیے کہ ان دونون نے اپنے حق کو تلف کیا ہے اور اگر انگور بیچے تو اُسکی قیمت مین سے عشر لیگا
اور اسیطرح اگر انگورون کا شیرہ نکالا اور اُسکو بیچا تو شیرہ کی قیمت کا عشر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا
ہے اور کام کرنے والون کی اجرت اور بیلون کا خرچ اور نہر کھودنے کا صرف اور محافظ کی تنخواہ اور سوا
اسکے اور خرچ محسوب نہونگے اور جسقدر پیداوار حاصل ہوتی ہے اُس سب مین سے عشر یا نصف عشر واجب
ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے جب تک عشر نہ ادا کرے تب تک اُس اناج کو نہ کھاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر عشر
کو جدا کرے تو باقی کا کھانا اُسکو حلال ہو جاویگا اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہے کہ جسقدر پھلون کو کھاویگا یا
اورون کو کھلاویگا اُسکے عشر کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

ساتوان باب مصرفون کے بیان مین۔

منجملہ اُنکے فقیر ہے اور فقیر وہ شخص ہے جسکے پاس تھوڑا سا مال
قدر نصاب سے کم ہو یا بقدر نصاب ہو لیکن بڑھنے والا نہو یا اُسکی حاجت سے زیادہ نہو پس اگر کوئی شخص بہت
سی نصابون کا مالک ہو اور وہ بڑھنے والی نہون تو اگر وہ اُسکی حاجت سے زیادہ نہین ہین تو فقیرون کے حکم
مین ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے فقیر جاہل کو صدقہ دینے سے فقیر عالم کو صدقہ دینا افضل ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے اور
منجملہ اُنکے مسکین ہین اور مسکین وہ شخص ہے جسکے پاس کچھ نہو اور اپنے کھانے کے لیے یا بدن ڈھکنے کے لیے
سوال کا محتاج ہے اور سوال اُسکو حلال ہو اور فقیر جو اول مذکور ہوا اسکا حکم اُسکے برخلاف ہے اسلیے کہ اُسکو
سوال حلال نہین اسلیے کہ سوال اُس شخص کو حلال نہین ہے جو اپنا بدن ڈھک لے اور ایک دن کی خوراک کا
مالک ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے عامل ہے جسکو امام نے صدقہ اور عشر کے وصول کرنے کے لیے
مقرر کیا ہو یہ کافی مین لکھا ہے اور اُسکو اسقدر دے کہ اُسکے اور اُسکے مددگارون کے اوسط خرچ کو آنے اور
جانے کی مدت تک جب تک مال باقی ہے کافی ہو لیکن اگر اسیقدر مین ساری زکوۃ کا مال صرف ہوا جاتا ہو تو

نصف سے زیادہ نہ دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوۃ خود جاکر امام کو دیدے تو
اسمین کچھ عامل کا حق نہین ہی یہ ینابیع مین لکھا ہی اور یہی محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر عامل ہاشمی ہو تو قرابت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگون کے میل کچیل کے شبہہ سے بچانے کے لیے اُس مال مین سے لینا حلال نہین ہی
اور عامل غنی ہو تو لینا حلال ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر عامل ہاشمی یہ کام کرے اور اُسکو اجرت اور مال مین
سے دیجاوے تو مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر عامل کے پاس مال ہلاک ہوجاوے یا ضائع ہوجاوے
تو اُسکا حق ساقط ہوجاویگا اور زکوۃ دینے والون کی زکوۃ ادا ہوگئی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - صدقہ وصول
کرنے والا اگر اپنے کام کا حق واجب ہونے سے پہلے لیلے تو جائز ہی اور افضل یہ ہی کہ نہ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور
منجملہ اُنکے غلامون کی گردنین آزاد کرنا ہی اور وہ غلام مکاتب ہین اُنکے آزاد ہونے مین مدد کرین یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی - مکاتب اگر غنی ہو تو اُسکو دینا جائز ہی خواہ اُسکا غنی ہونا معلوم ہو یا نہو یہ خلاصہ اور محیط سرخسی مین لکھا ہی
ہاشمی کے مکاتب غلام کو دینا جائز نہین اسلیئے کہ وہ ایک طرح سے ملک اُسکے مالک کی ہوگا اور شبہہ کو حقیقت کا
حکم ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے قرضدار ہی اور وہ وہ شخص ہی کہ جسپر قرض لازم ہو اور اپنے قرض
سے زیادہ کسی نصاب کا مالک نہو یا اور لوگون کے پاس اُسکا مال ہو لیکن وہ لے نسکے یہ تبیین مین لکھا ہی
فقیر کے دینے سے قرضدار کو دینا اولی ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے فی سبیل اللہ دینا ہی اور امام ابو یوسف
رح کے نزدیک وہ ان لوگون کو دینا ہی جو فقیری کی وجہ سے غازیون کے لشکر سے جدا ہین اور امام محمد رح کے نزدیک
ان لوگون کو دینا ہی جو فقیری کی وجہ سے حاجیون کے قافلہ سے علیحدہ ہوگئے صحیح قول امام ابو یوسف رح کا ہی
یہ مضمرات مین لکھا ہی منجملہ اُنکے مسافر ہین یعنی وہ مسافر جو اپنے مال سے جدا ہین یہ بدائع مین لکھا ہی بقدر حاجت
اُنکو زکوۃ کے مال سے لینا جائز ہی حاجت سے زیادہ لینا حلال نہین اسی حکم مین شامل ہی وہ شخص جو اپنے شہر مین
اپنے مال سے جدا ہوا اسواسطے کہ اعتبار حاجت کا ہی پھر اگر حاجت سے زیادہ اُنکے پاس کچھ بچ رہے تو مال
پر قادر ہونے کے بعد اُسکو صدقہ کردینا واجب نہین ہی جیسے کہ فقیر پر غنی ہونے کے بعد واجب نہین یہ تبیین مین
لکھا ہی - مسافرون کو صدقہ قبول کرنے سے قرض لینا اولی ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - زکوۃ کے صرف کرنے کی یہ
ساری صورتین ہین اور مالک کو اختیار ہی کہ انہین سے ہر قسم کے آدمی کو تھوڑا تھوڑا دے یا ایک ہی قسم کے
آدمیون کو دے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہ بھی اختیار ہی کہ ایک ہی شخص کو دے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جو کچھ دیتا ہی
اگر وہ بقدر نصاب نہین تو ایک شخص کو دینا افضل ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی اور ایک شخص کو دوسو درہم یا اُس
سے زیادہ دینا مکروہ ہی اور اگر دیدیے تو جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب فقیر قرضدار
نہو اور اگر قرضدار ہو تو اگر اُسکو اسقدر دیوے کہ اُسکے قرض کے ادا ہونے کے بعد اُسکے پاس کچھ باقی
نرہے یا دوسو درہم سے کم باقی رہے تو جائز ہی اور اگر اُسکے اہل وعیال بہت ہون تو اسقدر دینا جائز ہی کہ اگر
وہ سب اہل وعیال پر تقسیم کرے تو ہر ایک کو دوسو درہم سے کم پہونچے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اسقدر
دینا مستحب ہی کہ اُسدن سوال کی نہو یہ تبیین مین لکھا ہی - زکوۃ کا مال ذمیون مین صرف کرنا بالاتفاق جائز
نہین صدقہ نفلی مین سے اُنکو دینا بالاتفاق جائز ہی - صدقہ فطر اور نذر اور کفارہ مین اختلاف ہی امام ابو حنیفہ رح

اور امام محمدرح کے نزدیک جائز ہی لیکن مسلمانون کے فقیرون کو دینا مسلمانون کیواسطے بہتر ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی
حربی مستامن کو زکوۃ اور صدقہ واجبہ دینا بالاجماع جائز نہین صدقہ نفل مین سے دینا جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا
ہی۔ زکوۃ کے مال مین سے مسجد بنانا اور پل بنانا اور سقایہ بنانا اور رستے درست کرنا اور نہرین کھودنا اور حج وجہاد
کیواسطے دینا اور وہ سب صورتین جنمین مالک نہین کیا جاتا جائز نہین اور اُسمین سے میت کو کفن دینا اور اُسکا
قرض ادا کرنا بھی جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور آزاد کرنے کیواسطے غلام خریدنا بھی جائز نہین اور اپنی اصل کو
یعنی مان اور باپ یا اور اُنسے اوپر کے لوگ ہون اور فرع کو یعنی بیٹا بیٹی یا اور اُنسے نیچے کے لوگ ہون زکوۃ دینا جائز
نہین یہ کافی مین لکھا ہی جس بیٹے کے نسب سے انکار کیا یا جو اُسکے نطفہ سے زنا سے پیدا ہوا ہی اُسکو بھی دینا
جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اپنی بی بی کو بھی دینا جائز نہین اسلیے کہ بموجب عادت کے عورتین منافع مین شریک
ہوتی ہین اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک عورت کو بھی جائز نہین کہ اپنے شوہر کو زکوۃ دے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور
اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر اور اپنی ام ولد کو بھی زکوۃ نہ دے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اپنے معتق البعض
کو بھی زکوۃ نہ دے یعنی وہ غلام جسکے کل کا وہ مالک تھا پھر اُسمین سے ایک جزو شائع آزاد کر دیا یا اُس غلام کی
ملکیت مین اُسکے ساتھ کوئی اور شریک تھا اُس شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور جس شریک نے آزاد نہین
کیا ہی اُسنے اپنے حصہ کی قیمت کے لیے غلام سے کمائی کرا لینا اختیار کیا تو وہ اُس شریک کا مکاتب ہوا اور اگر اُسنے
آزاد کرنے والے شریک سے اپنے حصہ کا ڈانڈ لینا اختیار کیا یا زکوۃ دینے والا کوئی شخص اجنبی ہی تو اُسکو زکوۃ
دینا جائز ہی اسلیے کہ وہ بمنزلہ مکاتب کے مثل ہوگیا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جو شخص کسی مال کی ایک نصاب کا مالک
ہو مثلاً دینارون یا درہمون یا چرنے والے جانورون یا تجارت یا غیر تجارت کے مال کا جو تمام سال مین اُسکی حاجت
سے زائد ہو زکوۃ کا مال اُسکو دینا جائز نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی اور شرط یہ ہی کہ اُسکی اصلی حاجت سے زائد ہو اور
اصلی حاجت سے مراد رہنے کا گھر اور گھر کا اثاثہ اور کپڑے اور خادم اور سواری اور ہتھیار ہین اور اُسمین یہ
شرط نہین ہی کہ وہ بڑھنے والا مال ہو اسلیے کہ وہ زکوۃ کے واجب ہونے کی شرط ہی زکوۃ سے محروم ہونے
کی شرط نہین ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور جو شخص نصاب سے کم کا مالک ہو اگرچہ تندرست اور کمانے والا ہو اُسکو
زکوۃ دینا جائز ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی غنی کے غلام کو اگر مکاتب نہو تو زکوۃ دینا جائز نہین ہی یہ معراج الدرایہ
مین لکھا ہی غنی کے کمسن بیٹے کو بھی زکوۃ دینا جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر بڑا ہو اور فقیر ہو تو جائز ہی غنی
کی عورت اگر فقیر ہو تو اُسکو زکوۃ دینا جائز ہی اور اسی طرح بڑی بیٹی اگر باپ اُسکا غنی ہی تو اُسکو بھی زکوۃ کا مال
دینا جائز ہی اسلیے کہ مقدار نفقہ سے وہ غنی نہین ہوتی اور باپ اور خاوند کے غنی ہونے سے بیٹی اور بی بی
غنی نہین ہوتی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کسی دولتمند شخص کا باپ مفلس ہو اور اُسکو زکوۃ کا مال دین تو جائز ہی یہ
شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور زکوۃ کا مال اُس شخص کو دینا جائز ہی جسکو سوال حلال نہین ہی بشرطیکہ وہ پوری
نصاب کا مالک نہو اور اگر اُسکے پاس اسقدر کتابین ہون کہ جنکی قیمت بقدر دو سو درہم کے ہی مگر درس دینے
یا حفظ یا تصحیح کے لیے اُنکی حاجت ہی تو اُسکو زکوۃ دینا جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی خواہ وہ کتابین
فقہ کی ہون یا حدیث کی یا ادب کی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح اگر اُسکے پاس بہت سے

قرآن ہون اور اُنکی حاجت ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حاجت نہو اور دو سو درہم کا مال ہو تو اور دن کو زکوٰۃ کا مال
اُسے دینا اور اُسکو لینا جائز نہین اور اسی طرح اگر کسی کے پاس دکانین ہون یا ایک گھر کرایہ پر چلنے کا ہو جسکی
قیمت تین ہزار درہم ہین لیکن اُنکی آمدنی اُسکے اور اُسکے عیال کے خرچ کو کافی نہین تو امام محمد رح کے نزدیک
زکوٰۃ کا مال اُسکو دینا جائز ہی اور اگر اُسکے پاس زمین ہو جسکی قیمت تین ہزار درہم ہین لیکن اُسکی پیداوار اُسکو
اور اُسکے عیال کے خرچ کو کافی نہین تو اسمین اختلاف ہی محمد بن مقاتل نے کہا ہی کہ اُسکو زکوٰۃ کا مال لینا جائز
ہی اور اگر کسی کے پاس باغ دو سو درہم کا ہو تو فقہا نے کہا ہی کہ اگر اُس باغ مین گھر کی ضروریات مثل مطبخ اور
غسل خانہ وغیرہ کے نہون تو اُس شخص کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہین اسلیے کہ وہ بمنزلہ اُس شخص کے ہی جسکے پاس
اسباب وجواہر ہون اور جس شخص کا میعادی قرض لوگون کے اوپر ہو اور اُسکو اپنے خرچ کی ضرورت ہو تو اُسکو
زکوٰۃ کے مال مین سے اسقدر لینا جائز ہی جو میعاد کے پورے ہونے تک اُسکے خرچ کو کافی ہو اور اگر قرض کی
میعاد نہو تو اگر قرضدار محتاج ہی تو اصح قول کے بموجب اُسکو زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہی اسلیے کہ وہ بمنزلہ ابن السبیل کے ہی
اور اگر اُسکا قرضدار مالدار ہو اور قرض کا اقرار کرتا ہو تو اُسکو زکوٰۃ کا مال لینا جائز نہین اور اسیطرح اگر وہ قرضدار
انکار کرتا ہو اور قرض کے گواہ عادل ہون تو بھی یہی حکم ہی اور اگر قرض کے گواہ عادل نہون تو اُسکو اُسوقت
تک زکوٰۃ لینا جائز نہین جبتک وہ قاضی کے سامنے جھگڑا پیش نہ کرے اور قاضی قرضدار سے قسم نہ لے اور
جب اُس قرضدار سے قسم لیلے تو اُسکے بعد اُسکو زکوٰۃ لینا جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی کسی شخص کے
پاس رہنے کا گھر ہو اگرچہ کل مکان مین نہ رہتا ہو تو اُسکو زکوٰۃ لینا جائز ہی یہی صحیح ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ زکوٰۃ کا
مال بنی ہاشم کو نہ دے اور اُنسے مراد حضرت علی اور عباس اور جعفر اور عقیل اور حارث بن عبد المطلب رضی اللہ
عنہم کی اولاد ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اُنکے سوا جو بنی ہاشم ہین جیسے ابو لہب کی اولاد اُنکو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہی اسلیے
کہ اُنھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہین کی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی یہ حکم واجب صدقون کا ہی جیسے زکوٰۃ
اور نذر اور عشر اور کفارہ اور جو نفل صدقہ ہین اُنکا بنی ہاشم کو دینا جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور اسیطرح زکوٰۃ بنی ہاشم
کے غلامون کو بھی نہ دے یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی اور بنی ہاشم کے لوگ اگر فقیر ہون تو اُنکو دفینہ اور رکان کے مال کا
خمس دینا جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر وکیل زکوٰۃ کا مال اپنے بیٹے کو دے خواہ وہ بڑا ہو خواہ چھوٹا یا اپنی
بی بی کو دے بشرطیکہ یہ سب محتاج ہون تو جائز ہی اور وکیل خود کچھ نہ رکھ لے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص کے
صدقہ لینے کے لائق ہونے مین شک ہو یا غالب گمان اُسکا یہ ہو کہ وہ صدقہ لینے کے لائق ہی اور اُسکو صدقہ
دیدے یا اُس سے پوچھا اور پھر اُسکو دیا یا اُسکو فقیرون کی صف مین دیکھا اور صدقہ دیدیا اور پھر ظاہر ہوا کہ وہ صدقہ
لینے کے لائق تھا تو بالاجماع جائز ہی اور اسیطرح اگر اُسکا کچھ حال معلوم نہو تو بھی جائز ہی لیکن اگر ظاہر ہوا کہ وہ
غنی یا ہاشمی یا کافر یا ہاشمی کا غلام یا اُسکا باپ یا مان یا بیٹا یا بیٹی یا اپنی بی بی یا شوہر تھا تو جائز ہی اور زکوٰۃ امام ابو حنیفہ رح
اور امام محمد رح کے نزدیک ساقط ہو جاویگی اور اگر ظاہر ہوا کہ اُسکا غلام یا مدبر یا ام ولد یا مکاتب تھا تو جائز نہین اور
بالاجماع اُسکا اعادہ کرے اور اگر وہ اُسکا ایسا غلام ہی کہ کچھ آزاد ہو گیا اور باقی قیمت ادا کرنے کیواسطے کمائی
کر رہا ہی تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہی حکم ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی کو زکوٰۃ کا مال دیا اور یہ

اُسکو خیال نہوا کہ وہ مصرف زکوۃ کا ہی یا نہین تو زکوۃ اُسکی ادا ہو گئی لیکن اگر ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکوۃ کا نہین
ہی تو جائز نہین اور اگر زکوۃ دیتے وقت اُسکو شک تھا اور اُسنے اپنی رائے سے گمان غالب نہین کیا یا اُسنے
اپنی رائے سے غور کیا اور یہ نہ ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکوۃ ہی یا گمان غالب ہوا کہ وہ مصرف زکوۃ نہین تو زکوۃ
جائز نہو گی لیکن جب ظاہر ہو جاویگا کہ وہ مصرف زکوۃ تھا تو زکوۃ ادا ہو جائیگی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ زکوۃ کے مال
کو ایک شہر سے دوسرے شہر مین نقل کرنا مکروہ ہی لیکن اگر دوسرے شہر مین زکوۃ دینے والے کی قرابت کے
لوگ ہون یا دوسرے شہر کے لوگ اس شہر والون سے زیادہ محتاج ہین تو مکروہ نہین اور اگر یہ دونون صورتین
نہون اور پھر نقل کرے تو اگرچہ مکروہ ہوگا لیکن زکوۃ ادا ہو جاویگی اور زکوۃ کے مال کا نقل کرنا اُسوقت مین مکروہ
ہی کہ جب زکوۃ کا وقت آگیا ہو اور سال تمام ہو گیا ہو لیکن اگر وقت سے پہلے نقل کرے تو مضائقہ نہین۔ زکوۃ
اور صدقہ فطر اور نذر مین اولی یہ ہی کہ اول اپنے بھائی اور بہنون کو دے پھر اُنکی اولاد کو پھر چچاؤن اور پھوپھیون
کو پھر اُنکی اولاد کو پھر مامون اور خالاؤن کو پھر اُنکی اولاد کو پھر ذوی الارحام کو پھر پڑوسیون کو پھر اپنے خدمتی پیشہ
والون کو پھر اپنے شہر یا گانون والون کو دے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی زکوۃ مین جہان مال ہو وہ جگہ معتبر ہی یہانتک
کہ اگر مالک اور شہر مین ہو اور مال اور شہر مین تو جہان مال ہی وہان زکوۃ دے اور صدقہ فطر مین صدقہ دینے والے کے
مکان کا اعتبار ہی اور صحیح قول کے بموجب اُسکی چھوٹی اولاد اور غلامون کے مکان کا اعتبار نہین یہ تبیین مین
لکھا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی ہمارے زمانہ مین جو ظالم حاکم صدقہ اور عشر اور خراج اور
محصول اور مصادرہ لے لیتے ہین اصح یہ ہی کہ یہ سب مال والون کے ذمہ سے ساقط ہو جاتے ہین اُس صورت
مین کہ وہ دیتے وقت اُنکو صدقہ دینے کی نیت کر لین یہ تاتارخانیہ کی زکوۃ کی آٹھوین فصل مین لکھا ہی۔ اگر کسی فقیر
کا قرض اپنے مال کی زکوۃ سے ادا کیا تو اگر اُسکے حکم سے ادا کیا تو جائز ہی اور اگر بغیر حکم کے ادا کیا تو زکوۃ ادا نہو گی
اور قرض ساقط ہو جائیگا اگر زکوۃ کے بدلے کسی کو رہنے کے واسطے گھر دیدیا تو جائز نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی
اپنے قرابت کے لڑکون کو یا خوشخبری لانے والے کو یا نیا پھل لانے والے کو جو دیتا ہی اگر اُسمین زکوۃ دینے کی نیت
کر لے تو جائز ہی معلم جو اپنے خلیفہ یعنی نائب کو دیتا ہی اور اُسکی اجرت مقرر نہین کی ہی تو اگر اُسمین زکوۃ دینے کی
نیت کر لے اور خلیفہ ایسا ہو کہ اگر اُسکو نہ دیگا تو بھی لڑکون کو پڑھا دیگا تو جائز ہی اور اگر ایسا نہین تو جائز نہین اور
یہی حکم ہی اُسکا جو اپنے خادمون کو خواہ وہ عورتین ہون یا مرد ہون عید وغیرہ مین زکوۃ کی نیت سے دے یہ
معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ زکوۃ کا مال جب فقیر کو دے تو ادا کرنا اُسوقت تک پورا نہین ہوتا جب تک وہ فقیر
یا فقیر کی طرف سے کوئی ولی اُسپر قبضہ نہ کرے جیسے باپ اور وصی لڑکے اور مجنون کے مال پر قبضہ کرتے ہین یہ
خلاصہ مین لکھا ہی یا اُسکے عیال اور اقارب یا اجنبی آدمیون مین سے جو اُسکی خبر گیری کرتے ہین وہ قبضہ کر لین
اور جو لڑکا کسی کو پڑا ہوا ملا ہو اُسکی طرف سے اُسکا پانے والا قبضہ کرے اور اگر مجنون یا لڑکے بے سمجھ کو زکوۃ دی
اور اُسنے اپنے ماں باپ یا وصی کو دیدی تو فقہا نے کہا ہی کہ جائز نہین اور اگر کسی دکان پر زکوۃ کا مال رکھدیا اور
فقیر نے اُسپر قبضہ کر لیا تو جائز نہین۔ اگر زکوۃ کا مال چھوٹے لڑکے کے قبضہ مین دیدیا جو قریب بلوغ ہو تو جائز ہی
اور اسی طرح اگر ایسے لڑکے کو دیا جو قبضہ کر سکتا ہو مثلاً پھینک نہ دیگا اور کوئی اسکو دھوکا دیکر نہ لے لیگا

توبھی جائز ہی۔ اگر کم عقل فقیر کو دیا تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی **فصل** بیت المال کا مال چار قسم
کا ہوتا ہی اول چرنے والے جانورون کی زکوۃ اور عشر اور جو کچھ عاشر مسلمان تاجرون سے لیتا ہی جو اُسکے
پاس ہو کر گذرتے ہین ان سب کا مصرف وہی ہی جو ابھی ہم ذکر کر چکے دوسرے غنیمتون اور کانون اور گڑے
ہوئے مال کا پانچوان حصہ اور اُسکے مصرف اس زمانہ مین تین قسم کے لوگ ہین یتیم اور مسکین اور ابن السبیل تیسرے
خراج اور جزیہ اور وہ کپڑے حُلّہ جن پر بنو نجران سے صلح ہوئی ہی اور وہ دو چند صدقہ جو بنو تغلب سے لیا جاتا ہی اور
جو کچھ مال کہ عاشر حربیون سے جو امن پاکر ہمارے ملک مین آوین اور ذمی تاجرون سے لیتا ہی یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی۔ یہ سب لڑنے والون کے عطیہ مین اور حدود ملک کی محافظت مین اور وہین قلعون کے بنانے مین اور
مراد صد الطریق یعنے دار الاسلام کے راستون پر جو محافظت کی چوکیان اسلیے بنا دین کہ راہزنون سے امن ہو اور
پلون وغیرہ کی درستی مین صرف کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور بڑی نہرون کے کھودنے مین جو کسی کی ملک
نہین ہوتی صرف کرین جیسے جیحون اور فرات اور دجلہ یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اس سے مسافر خانے اور
مسجدین بنا دین اور پانی کو روکین اور جہان پانی کے روکنے سے نقصان پہونچنے کا خوف ہو اُسکی محافظت کرین اور
حکام اور اُنکے مددگار اور قاضیون اور مفتیون اور محتسبون کا روزینہ بھی اُسمین سے ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
اور معلمون اور طالب علمون کو بھی اُسمین سے دین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور جو شخص کہ امور مسلمین مین سے یا
اُن امور مین سے جنمین مومنین کی بہتری ہو کوئی خدمت کرتا ہو اُسپر صرف کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی چوتھے وہ مال جو
پڑا ہوا ملے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ یا ایسی میت کے ترکہ کا مال جسکا کوئی وارث نہو یا صرف شوہر یا بی بی
وارث ہو اور اس قسم کا مال مریضون کے خرچ اور اُنکی دواؤن مین بشرطیکہ وہ فقیر ہون اور اُن مُردون
کے کفن مین جنکے پاس کچھ مال نہو اور اُن بچون مین جو کہین پڑے ہوئے ملین اور اُنکی خطا کے جرمانے مین
اور اُس شخص کے نفقہ مین جو کسب سے عاجز ہو اور کوئی ایسا شخص نہو جسپر اُسکا نفقہ واجب ہو اور اسی قسم
کے اور کامون مین صرف کرین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ پس امام پر واجب ہی کہ چار بیت المال
بناوے اور ہر قسم کے مال کے واسطے جدا جدا گھر بناوے اسلیے کہ ہر قسم کے مال کا جدا جدا حکم ہی جو
اُس سے مختص ہی اور دوسرا مال اُسمین شریک نہین پس اگر کسی قسم کا مال بالکل نہ ہو تو امام کو جائز ہی کہ دوسری
قسم کے مال مین سے اُسکے مصارف کے واسطے قرض لے لے پس اگر صدقے کے بیت المال مین سے خراج
کے بیت المال کے واسطے قرض لیوے تو جب خراج وصول کرے وہ قرض ادا کرے لیکن اگر وہ
مال لڑنے والون کو دیا ہو جو فقیر ہون تو وہ قرض ادا نہ کرے اسلیے کہ اُنکا بیت المال کے صدقہ مین بھی حصہ
ہی پس وہ قرض نہ ہوگا اور اگر بیت المال کے خراج مین سے بیت المال کے صدقہ کے واسطے
قرض لے اور اُسکو فقیرون مین صرف کرے تو بھی وہ قرض نہ ہوگا اسلیے کہ خراج کے واسطے حکم اُس
مال کا ہی جو دشمنون سے بطور صلح یا غنیمت کے وصول ہو اور اسمین فقیرون کا بھی حق ہی اور اسلیے انکو نہین دیا جاتا
کہ صدقات کا مال اُنکو کافی ہو جاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور امام پر واجب ہی کہ حقدارون کے حقوق
اُنکو ادا کرے اور مال کو اُنسے روک نہ رکھے اور امام کو اور اُسکے مددگارون کو اُن مالون مین سے صرف

اسیقدر حلال ہی جو اُنکے اور اُنکے عیال کے خرچ کو کافی ہو اور اُس مال کے دفینے نہ بنا دین اور ان مالون مین سے جو بچ رہے اُسکو مسلمانون مین تقسیم کر دے اگر امام اسمین قصور کرینگے تو وبال اُسکا اُنکی گردنون پر ہوگا اور امام کو اور صدقہ وصول کرنے والے کو افضل یہ ہی کہ اپنا روزینہ آیندہ مہینے کا اول سے نہ لے بلکہ جو مہینہ شروع ہوتا ہی اُسکا لے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - ذمیون کا بیت المال مین کچھ حق نہین لیکن اگر امام کسی ذمی کو دیکھے کہ بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جائیگا تو اُسکو بیت المال مین سے کچھ دیدے اسلیے کہ وہ دار الاسلام کے لوگون مین سے ہی اُسکا زندہ رکھنا امام کے ذمہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جس شخص کا بیت المال مین کچھ حق ہو اُسکو اگر ایسا مال ملے جو بیت المال مین پہونچنا چاہیے تو اُسکو جائز ہی کہ ایمان داری کے ساتھ لے لے اور امام کو اپنے حکم مین اختیار ہی کہ اُسکو منع کرے یا دیدے یہ قنیہ مین لکھا ہی -

آٹھوان باب صدقہ فطر کے بیان مین صدقہ فطر اُس شخص پہ واجب ہی جو آزاد اور مسلمان اور ایسے نصاب کا مالک ہو جو اُسکی اصلی حاجتون سے زائد ہو یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور اُسکی نصاب مین یہ شرط نہین ہی کہ مال بڑھنے والا ہو اور اسی قسم کے نصاب سے قربانی اور اقارب کا نفقہ واجب ہوتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی صدقہ فطر چار قسم کی چیزون مین دینا واجب ہی گیہون اور جو اور خرما اور کشمش یہ خزانۃ المفتین اور شرح طحاوی مین لکھا ہی اور وہ گیہون مین سے نصف صاع ہی اور جو اور خرما مین سے ایک صاع اور گیہون اور جو کے آٹے اور اُنکے ستوون کو انہین کا حکم ہی روٹی صدقہ مین دینا جائز نہین لیکن قیمت کے اعتبار سے روٹی دینا جائز ہی یہی اصح ہی اور کشمش کے واسطے جامع صغیر مین یہ لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک نصف صاع دے اسواسطے کہ اُسکے تمام اجزا کھا لیے جاتے ہین اور ایک روایت مین امام ابو حنیفہ رح سے یہ منقول ہی کہ ایک صاع دے صاحبین رح کا قول بھی یہی ہی پھر بعضون کا قول یہ ہی کہ اُسکے ادا کرنے مین عین اس چیز کا اعتبار کرے اور زیادہ احتیاط اسمین ہی کہ قیمت کی رعایت کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی گیہون کے دینے سے اُسکا آٹا دینا اولے ہی اور آٹے سے نقد درہم دینا اولی ہی کیونکہ اُسمین حاجتین دفع ہوتی ہین انکے سوا اور اناجون کو صدقہ مین دینا جائز نہین مگر باعتبار قیمت کے دینا جائز ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ عین اس چیز کا دینے کا حکم نص سے ثابت ہی اُسکے دینے سے اُسکی قیمت کا دینا افضل ہی اسی پر فتوی ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر عمدہ گیہون کا چہارم صاع دے جسکی قیمت اور قسم کے گیہون کے نصف صاع کے برابر ہو یا ایک صاع جو کے بدلے نصف صاع جو عمدہ قسم کے دے تو کل صدقہ ادا نہوگا بلکہ اُسیقدر ادا ہوگا اور باقی کی تکمیل واجب ہی اور ایک صاع جو کے بدلے چہارم صاع گیہون دینا جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر نصف صاع جو اور نصف صاع خرما دے یا نصف صاع خرما اور ایک من گیہون دے یا نصف صاع جو اور چہارم گیہون دے تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی ایک صاع آٹھ رطل بغدادی کا ہوتا ہی اور رطل بغدادی بیس استار کا ہوتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور استار ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہی یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی اور گیہون نصف صاع اور دوسری چیزین ایک صاع اُس قول کے بموجب جو امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہی بحساب وزن کے معتبر ہی اسلیے کہ علماء کا جو یہ اختلاف ہی کہ ایک صاع کے کسقدر رطل ہوتے ہین یہی اختلاف

اس بات پر اجماع ہی کہ اُسمین وزن کا اعتبار ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - فطر کا صدقہ عید الفطر کے روز صبح صادق کے طلوع کے بعد واجب ہوتا ہی جو شخص اُس سے پہلے مرجاوے اُسپر صدقہ واجب نہوگا اور جو اُس سے پہلے پیدا ہوا یا مسلمان ہوا اُسپر واجب ہوگا اور جو شخص اُسکے بعد پیدا ہو یا مسلمان ہو اُسپر واجب نہوگا اور اگر فقیر اُس سے پہلے مالدار ہو جاوے تو اُسپر صدقہ فطر واجب ہوگا اور اگر غنی اُس سے پہلے فقیر ہو جاوے تو اُسپر صدقہ فطر واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جو شخص طلوع فجر کے بعد مرے اُسپر صدقہ واجب ہی اور اُسی طرح جو شخص روز عید کے بعد فقیر ہو جاوے اُسپر صدقہ واجب ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر عید الفطر کے روز سے پہلے صدقہ دیدین تو جائز ہی اور کچھ مدت کی مقدار کی تفصیل نہین ہی یہی صحیح ہی اور اگر عید الفطر کا دن گذر گیا اور صدقہ نہ دیا تو صدقہ ساقط نہوگا اور اُسکا دینا واجب رہیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر نصاب کے مالک ہونے سے پہلے صدقہ فطر دیدیا پھر نصاب کا مالک ہوا تو صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور تجنیس الملتقط مین ہی کہ جس شخص سے مہینہ بھر کے روزے بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ساقط ہو جاوین اُس سے صدقہ فطر ساقط نہین ہوتا یہ مضمرات مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ عید الفطر کے روز طلوع فجر کے بعد عیدگاہ کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور اُسکے ادا کرنے کا وقت عامہ مشائخ کے نزدیک تمام عمر ہی یہ بدائع مین لکھا ہی - صدقہ فطر اپنی طرف سے اور اپنے بچہ کیطرف سے جو صغیر ہو واجب ہوتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی - اور خفیف العقل اور مجنون بمنزلہ چھوٹے بچے کے ہین جنون اصلی ہو یا عارضی ہو یہی ظاہر مذہب ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر چھوٹے بچے یا مجنون کے پاس مال ہو تو اُسکا باپ یا اُسکا وصی یا اُنکا دادا یا اُسکا وصی صدقہ فطر اُنکی طرف سے اور اُنکے غلامون کیطرف سے اُنکے مال مین سے امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ادا کرے اور جو بچہ مان کے پیٹ مین ہو اُسکی طرف سے ادا نہ کرے اسلیے کہ اُسکی حیات معلوم نہین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک باپ پر واجب نہین ہی کہ اپنے چھوٹے بیٹے یا خفیف العقل بیٹے کے غلامون کیطرف سے اپنے مال مین سے صدقہ ادا کرے اور دادا پر یہ واجب نہین ہی کہ اُسکا مفلس بیٹا زندہ ہو تو اُسکی اولاد کیطرف سے صدقہ ادا کرے اور ظاہر روایت کے بموجب اُس صورت مین بھی کہ جب اُسکا مفلس بیٹا مرچکا ہو یہی حکم ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اور جو بچہ دو باپون کے درمیان مین ہو تو اُنمین سے ہر ایک پر اُسکا پورا صدقہ واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر اُنمین سے ایک مالدار اور ایک مفلس ہو یا ایک مرچکا ہو تو دوسرے پر پورا صدقہ واجب ہی اور اُن دونون مین سے کسی پر اُس بچہ کی مان کی طرف سے صدقہ واجب نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے اپنی چھوٹی لڑکی کا کسی کے ساتھ نکاح کردیا اور اُسکے حوالہ کردی پھر عید الفطر کا دن آیا تو باپ پر اُسکی طرف سے صدقہ فطر واجب نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اپنے غلامون کی طرف سے جو خدمت کے لیے ہون صدقہ دینا واجب ہی خواہ وہ مسلمان ہون یا کافر اور اپنے مدبرہ اور ام ولد کیطرف سے ہمارے نزدیک صدقہ واجب ہی اور جو غلام اجارہ پر دیا ہو اور جس غلام کو تجارت کا اذن دیا ہو اُنکی طرف سے بھی صدقہ واجب ہی اگرچہ غلام قرضہ مین مستغرق ہو اور اگر میت نے اپنے غلام کی خدمت کی کسی شخص کے لیے وصیت کی ہو تو اُسکا صدقہ فطر اُسکے مالک کے ذمہ ہی اور اسیطرح وہ غلام جو بطور عاریت یا بطور ودیعت

ہو اور وہ غلام جسنے عمداً یا خطاءً کسی کا جرم کیا ہو اُسکی طرف سے بھی صدقہ دینا واجب ہوگا اسواسطے کہ مالک کی
ملک اُس سے اُسوقت زائل ہوگی جسوقت وہ غلام کو اُس شخص کے حوالہ کردے جسکا وہ مجرم ہے اُس سے
قبل زائل نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے - غلام مرہون کی قیمت اگر قرض کے بعد بقدر نصاب فاضل ہو
تو اُسکی طرف سے بھی صدقہ واجب ہوگا اور اُسکے سبب سے اپنی طرف سے بھی صدقہ واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا
ہے - تجارت کے غلامون کیطرف سے ہمارے نزدیک صدقہ واجب نہین ماذون غلام کے غلامون کیطرف سے بھی
صدقہ واجب نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے - مکاتب کی طرف سے صدقہ نہ دے کیونکہ اُسکی ملکیت پوری نہین
اور مکاتب خود بھی اپنی طرف سے صدقہ نہ دے کیونکہ وہ فقیر ہے مالک اپنے مکاتب کے غلام کیطرف سے بھی صدقہ
نہ دے اور مکاتب بھی اُسکی طرف سے صدقہ نہ دے اور جو غلام تھوڑا سا آزاد ہوگیا ہو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
وہ مثل مکاتب کے ہے مالک پر اُسکی طرف سے صدقہ لازم نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک وہ مثل آزاد قرضدار
کے ہے اگر غنی ہوگا تو اُسپر صدقہ واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - جب مکاتب عاجز
ہوجاوے اور پھر اصلی غلام بنجاوے تو مالک پر پچھلے سالون کی زکوۃ واجب نہوگی اور اگر وہ خدمت کیواسطے تھا
تو صدقہ فطر واجب نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور جو ایک غلام یا بہت سے غلام دو آدمیون مین
مشترک ہون اُنکی طرف سے صدقہ فطر واجب نہین اور اگر کسی کا غلام بھاگ گیا ہو یا کافر قید کرلے گئے ہون یا کسی
نے اُسکو غصب کرلیا ہو اور انکار کرتا ہو تو مالک پر اُسکی طرف سے صدقہ واجب نہین اور ان غلامون مین
سے خود بھی کسی پر اپنا صدقہ واجب نہین ہے یہ تبیین مین لکھا ہے - اگر بھاگا ہوا غلام لوٹ آوے یا غصب کیا ہوا
غلام پھر ملجاوے اور عید الفطر کا دن گذر چکا ہو تو اُسکی طرف سے صدقہ فطر اُس گذرے ہوئے کا واجب
ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - اور اگر کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ بائع کو یا مشتری کو یا دونون کو خیار
ہے یا کسی غیر شخص کے واسطے خیار شرط کیا اور فطر کا دن مدت خیار مین گذر گیا تو اُسکا صدقہ فطر اس بات پر
موقوف ہوگا کہ اگر بیع تمام ہوگئی تو مشتری پر واجب ہوگا اور اگر بیع فسخ ہوگئی تو بائع پر واجب ہوگا اور اگر
مشتری نے خیار رویت یا عیب کی وجہ سے بائع کو پھیر دیا تو اگر قبضہ سے پہلے پھیرا تو صدقہ فطر اُس غلام کیطرف
سے بائع پر واجب ہوگا اور اگر صدقہ کے بعد پھیرا تو مشتری پر قبضہ واجب ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے اور اگر
اُسکو بطور بیع قطعی خریدا اور اُسپر قبضہ کرنے سے پہلے عید الفطر کا دن گذرا تو اگر مشتری نے قبضہ کیا تو اُسپر صدقہ
فطر واجب ہوگا اگر غلام قبضہ کرنے سے پہلے مرگیا تو اُن دونون مین سے کسی پر صدقہ واجب نہین یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہے اگر غلام بطور بیع فاسد بکا اور مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے فطر کا دن گذر چکا پھر مشتری نے اُسپر
قبضہ کرکے اُسکو آزاد کیا تو اُسکی طرف سے بائع پر صدقہ واجب ہوگا اور اگر فطر کے دن وہ مشتری کے قبضہ
مین تھا پھر بائع نے اُسکو واپس کرلیا یا بائع نے واپس نکیا اور مشتری نے آزاد کردیا تو صدقہ فطر مشتری کے
ذمہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے جس غلام کو تصدق کرنے کی نذر کی ہو اُسکی طرف سے صدقہ فطر واجب
ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے جس غلام کو مہر مین لگا دیا ہو اگر خاص اُس غلام کو مہر مین دیا ہو تو عورت پر اُسکی
طرف سے صدقہ واجب ہوگا خواہ عورت نے اُسپر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اسلیے کہ وہ عقد نکاح کے ساتھ اُسکی

مالک ہوگئی اور اگر دخول سے پہلے اُس عورت کو طلاق دیدی پھر فطر کا دن گذرا تو اگر اُس غلام پر قبضہ نہیں کیا تھا تو کسی پر صدقہ واجب نہوگا اور اگر قبضہ کرلیا تھا تو بھی اصح قول کے بموجب یہی حکم ہے یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ اور اگر مہر میں وہ غلام معین نہیں ہوا تھا تو بھی کسی پر صدقہ واجب نہوگا یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اور اگر کسی نے اپنے غلام سے یہ کہدیا تھا کہ جب فطر کا دن آوے تو تو آزاد ہے پھر فطر کا دن آیا تو غلام آزاد ہوجاویگا اور مالک پر اُسکی طرف سے صدقہ فطر اُسکے آزاد ہونے سے پہلے بلافصل واجب ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ اور فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے۔ اپنی بی بی کی طرف سے اور اُس اولاد کی طرف سے جسکی عمر بڑی ہو صدقہ فطر دے اگرچہ وہ اُسکی عیال میں ہوں اور اگر اُنکی طرف سے یا اپنی بی بی کی طرف سے بغیر اُنکے حکم کے صدقہ فطر ادا کیا تو بطور استحسان کے اُنکی طرف سے ادا ہوجاویگا یہ ہدایہ میں لکھا ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے جو لوگ اُسکی عیال میں نہوں اُنکی طرف سے صدقہ فطر دینا جائز نہیں لیکن اگر وہ حکم کریں تو دینا جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اپنے دادوں اور دادیوں اور ان لوگوں کی طرف سے جنکو بطور احسان کے نفقہ دیتا ہے صدقہ فطر واجب نہیں یہ تبیین میں لکھا ہے اور باپ اور ماں کی طرف سے بھی صدقہ فطر واجب نہیں اگرچہ وہ اُسکی عیال میں شامل ہوں اسلیے کہ اُسکو اُنپر ولایت حاصل نہیں ہوتی جسطرح بڑی اولاد کی طرف سے صدقہ واجب نہیں یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے۔ چھوٹے بھائیوں کی طرف سے اور دوسرے قرابت والوں کی طرف سے بھی صدقہ واجب نہیں اگرچہ وہ اُسکی عیال میں شامل ہوں یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے اور اصل اسمین یہ ہے کہ صدقہ فطر ولایت سے اور ذمہ داری سے متعلق ہے پس جس شخص کی ولایت اور ذمہ داری اور نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہے اُسکی طرف سے صدقہ فطر بھی اُسکے ذمہ واجب ہے ورنہ واجب نہیں یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ ہر شخص کا صدقہ فطر ایک مسکین کو دینا واجب ہے اگر دو یا زیادہ کو تقسیم کرے تو جائز نہیں اور ایک جماعت کا صدقہ فطر ایک مسکین کو دینا جائز ہے یہ تبیین میں لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص مرجاوے اور زکوۃ یا صدقہ فطر یا کفارہ یا نذر اُسکے ذمہ ہو تو ہمارے نزدیک اُسکے ترکہ سے نہ لینگے لیکن اگر اُسکے وارث بطور تبرع ادا کریں تو جائز ہے اور اگر نہ دیں تو اُنپر جبر نہ کیا جاویگا اور اگر اُس شخص نے اُسکی وصیت کردی ہو تو جائز ہے اور اُسکی وصیت تہائی مال میں سے جاری ہوگی یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے۔ اگر عورت کو اُسکے شوہر نے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم کیا اور اُسنے شوہر کے صدقہ فطر کے گیہوں کو اپنے صدقہ کے گیہوں میں بغیر اذن شوہر کے ملا کر کسی فقیر کو دیدیا تو اُس عورت کی طرف سے جائز ہوگا امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اُسکے شوہر کی طرف سے جائز نہوگا یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔ کسی شخص کی اولاد اور بی بی ہو اور اُسنے سب کی طرف سے صدقہ ادا کرنے کے لیے پیمانہ سے گیہوں ناپے تاکہ صدقہ فطر ادا کرے پھر اُنکو جمع کرکے سب کی نیت سے فقیر کو دیدیا تو سب کی طرف سے ادا ہوجاویگا مصرف اس صدقہ کا وہی ہے جو مصرف زکوۃ کا ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔

روزہ کی کتاب

اور اسمین سات باب ہیں۔

پہلا باب روزہ کی تعریف اور تقسیم اور سبب وجوب اور وقت اور شرط کے بیان مین - روزے کے
معنی یہ ہین کہ جو شخص اہلیت روزہ کی رکھتا ہو وہ بہ نیت عبادت صبح سے سورج کے غروب ہونے تک
کھانا اور پینا اور جماع چھوڑ دے یہ کافی مین لکھا ہی - اور روزہ کئی قسم ہی فرض اور واجب اور نفل فرض دو
قسم ہی ایک فرض معین جیسے رمضان اور ایک غیر معین جیسے کفارہ اور رمضان کی قضا کے روزے -
واجب روزہ دو قسم ہی ایک معین جیسے کہ خاص کسی دن روزہ رکھنے کی کوئی شخص نذر کرے اور ایک غیر معین
مثلاً روزہ رکھنے کی کوئی شخص نذر کرے اور نفل کی ایک ہی قسم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور سبب روزہ کے
واجب ہونے کے مختلف ہوتے ہین نذر کے روزہ مین سبب وجوب کا نذر ہوتی ہی اور کفارہ کے روزہ مین
سبب وجوب کا وہی امور ہوتے ہین جنکے سبب سے کفارہ لازم ہو جیسے قسم اور قتل اور قضا روزہ کے
واجب ہونے کا سبب وہی ہوتا ہی جو ادا روزہ کے واجب ہونے کا سبب ہوتا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی -
اور رمضان کے روزہ کے واجب ہونے کے سبب کی نسبت قاضی امام ابو زید اور فخر الاسلام اور صدر الاسلام
ابو الیسر نے یہ کہا ہی کہ سبب اُسکے واجب ہونے کا ہر دن کا وہ پہلا جزو ہوتا ہی جسکے اور جزو نہین نکل سکتے یہ
کشف الکبیر مین لکھا ہی اور غایۃ البیان مین کہا ہی کہ میرے نزدیک یہی حق ہی اور امام ہندی نے اسی کو صحیح کہا ہی یہ
نہر الفائق مین لکھا ہی - اگر کسی شخص کو رمضان کی پہلی شب مین افاقہ تھا اور صبح اُسکو جنون کی حالت مین ہوئی اور
مہینہ بھر تک برابر جنون رہا تو شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ اُسپر قضا واجب نہوگی یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا
ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر مہینہ کے درمیان کی رات مین افاقہ ہوگیا
اور صبح اُسکو جنون کی حالت مین ہوئی تو اُسپر قضا واجب نہوگی یہ محیط اور بحر الرائق مین لکھا ہی - اور افاقہ اُسوقت
سمجھا جاویگا کہ جب بالکل جنون کی علامتین دفع ہو جاوین اور اگر بعضی باتین ٹھیک کرنے لگا تو افاقہ
نہین ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی - روزہ کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے ہی جسوقت کہ اُسکی روشنی
آسمان کے کنارہ پھیلتی ہی سورج کے ڈوبنے تک اور اسمین اختلاف ہی کہ اعتبار صبح صادق کے شروع
ہونے کا ہی یا اُسکے روشن ہونے اور پھیل جانے کا ہی شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ پہلے قول مین احتیاط
زیادہ ہی اور دوسرے قول مین آسانی زیادہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اکثر علما اسیطرف مائل ہین یہ خزانۃ الفتاوی
کی کتاب الصلوۃ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے سحری کھائی اور اُسکو یہ گمان تھا کہ ابھی فجر طلوع نہین ہوئی اور
اصل مین فجر طلوع ہو چکی تھی یا روزہ افطار کیا اور اسکو یہ گمان تھا کہ سورج ڈوب گیا اور حقیقت مین نہین
ڈوبا تھا تو اُسپر قضا لازم ہوگی کفارہ واجب نہوگا اسلیے کہ اُسنے عمداً روزہ نہین توڑا یہ محیط سرخسی مین لکھا
ہی اگر فجر کے طلوع مین شک ہو تو افضل یہ ہی کہ کھانا چھوڑ دے اور اگر کھا لیا تو روزہ اُسکا پورا ہو جاوے گا
جبتک یہ یقین نہو کہ اُسنے فجر کے بعد کھایا ہی اور جب یقین ہو گیا تو روزہ کو قضا کرے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر
غالب گمان یہ ہی کہ اُسنے سحری ایسے وقت مین کھائی ہی کہ صبح صادق شروع ہو چکی تھی تو بموجب اسکے گمان غالب
کے قضا لازم آویگی اور اسی مین احتیاط ہی اور ظاہر روایت کے بموجب قضا لازم نہ آویگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور
یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب پھر کچھ ظاہر نہوا اور اگر ظاہر ہوگیا کہ فجر کے

شروع ہونے کے بعد کھانا کھایا ہی تو قضا واجب ہوگی کفارہ لازم نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر دو آدمی اس بات کی
گواہی دین کہ فجر شروع ہو چکی اور دو آدمی اس بات کی گواہی دین کہ فجر شروع نہین ہوئی پھر اُسنے کھانا کھالیا
پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہوگئی تھی تو بالاتفاق قضا اور کفارہ لازم ہوگا - اثبات کی شہادت قبول کیجاتی ہی نفی
کی شہادت اُسکے معارض نہین ہوتی جیسے کہ بندون کے حقوق کا حکم ہی اگر ایک شخص نے گواہی دی کہ فجر
طلوع ہوگئی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ فجر طلوع نہین ہوئی اور اُسنے کھانا کھالیا پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع
ہوچکی تھی تو کفارہ واجب نہ ہوگا اسواسطے کہ طلوع فجر پر ایک شخص کی شہادت پوری حجت نہین ہی یہ فتاوی
قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص سحری کھاتا تھا اور اُسکے پاس ایک جماعت نے آکر کہا کہ فجر طلوع ہوگئی تو اُس
شخص نے کہا کہ اس صورت مین مین روزہ دار نہین رہا اور مین بے روزہ دار بن گیا اور اُسکے بعد اُسنے
کھانا کھالیا پھر ظاہر ہوا کہ پہلی بار کھانا طلوع فجر سے پہلے تھا اور دوسری بار کھانا طلوع فجر کے بعد تھا تو حاکم
ابو محمد رحمہ نے کہا ہی کہ اگر ایک جماعت نے اُس سے آکر کہا اور اُنکی تصدیق کی تو اُسپر کفارہ واجب نہ ہوگا اور
اگر ایک شخص نے کہا تھا تو کفارہ واجب ہوگا خواہ وہ شخص عادل ہو یا غیر عادل اسواسطے کہ ایک شخص کی
شہادت اس قسم کی باتون مین قبول نہین ہوتی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا
کہ دیکھ فجر طلوع ہوئی یا نہین اور اُسنے دیکھا اور کہا کہ نہین طلوع ہوئی پھر اُسکے شوہر نے اُس سے جماعت
کی پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو بعض فقہا نے کہا ہی کہ اگر اُسکے قول کو سچ جانتا تھا اور وہ ثقہ تھی تو کفارہ
واجب نہ ہوگا اور صحیح یہ ہی کہ کسی صورت مین کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ فجر طلوع ہوگئی
ہی اور پھر اُسنے روزہ توڑا تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر سورج کے غروب
ہونے مین شک ہی تو روزہ کا افطار کرنا حلال نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر شک کی حالت مین کھالیا اور پھر
ظاہر نہین ہوا کہ حقیقت مین سورج ڈوب گیا تھا یا نہین تو اُسپر قضا لازم ہوگی اور کفارہ کے لازم ہونے مین
دو روایتین ہین یہ تبیین مین لکھا ہی - فقیہ ابو جعفر نے یہ اختیار کیا ہی کہ کفارہ لازم ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی
اور اگر پھر ظاہر ہوگیا کہ اُسنے غروب سے پہلے کھایا ہی تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اگر
کسی نے روزہ افطار کیا اور غالب گمان اُسکا یہ تھا کہ سورج غروب نہین ہوا تو اُسپر قضا اور کفارہ دونون
لازم ہونگے اسواسطے کہ دن کا ہونا تو پہلے سے ثابت تھا اور اُسکے ساتھ اُسکا گمان غالب بھی مل گیا تو بمنزلہ
یقین کے ہوگیا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی خواہ پھر یہ ظاہر ہوا کہ اُسنے غروب سے پہلے کھایا ہی خواہ
کچھ ظاہر نہ ہوا یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر دو شخصون نے یہ گواہی دی کہ سورج چھپ گیا اور دوسرے دو شخصون
نے یہ گواہی دی کہ نہین چھپا اور اُسنے روزہ افطار کرلیا پھر ظاہر ہوا کہ سورج نہین چھپا تو اُسپر قضا لازم
ہوگی بالاتفاق کفارہ لازم نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر اپنی اٹکل سے وقت کا اندازہ کرکے
سحری کھاوے تو اُس صورت مین جائز ہی کہ نہ خود فجر کو دیکھ سکتا ہی نہ اور کوئی شخص دیکھ کر اُسکو بتا سکتا ہی
اور شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ جو شخص گمان غالب پر سحری کھالے اور وہ شخص ایسا ہو کہ اس قسم کی
باتون مین اُسکی اٹکل صحیح ہوتی ہی تو مضائقہ نہین اور اُسکی اٹکل غلط ہوتی ہی تو تدبیر اُسکی یہ ہی کہ کھانا چھوڑدے

اگر شہر کے نقارہ کی آواز پر سحری کھانے کا ارادہ کیا تو اگر نقارہ کی آواز شہر کی سب طرفون سے آتی ہو تو مضائقہ نہین ہی اور اگر ایک ہی آواز آتی ہو اور یہ جانتا ہو کہ وہ نقارہ بجانے والا عادل ہی تو اُسپر اعتماد کر لے اور اگر اُسکا کچھ حال معلوم نہ ہو تو احتیاط کرے اور کھانا نہ کھاوے اور اگر مرغ کی آواز پر اعتماد کرنا چاہے تو ہمارے بعض مشائخ نے اسکا انکار کیا ہی اور بعض مشائخ کا یہ قول ہی کہ اگر بہت بار کے تجربہ سے ظاہر ہو گیا ہو کہ وہ مرغ ٹھیک وقت پر بولتا ہی تو مضائقہ نہین اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی کہ ظاہر روایت کے بموجب ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب یہ ہی کہ گمان غالب پر افطار کر لینا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ شرطین روزہ کی تین قسم ہین اول اُسکے واجب ہونے کی شرط اور وہ مسلمان اور عاقل اور بالغ ہونا ہی۔ دوسرے اُسکے ادا کے واجب ہونے کی شرط اور وہ تندرست اور مقیم ہونا ہی۔ تیسرے ادا کے صحیح ہونے کی شرط اور وہ نیت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا ہی یہ کافی اور نہایہ مین لکھا ہی۔ نیت سے مراد یہ ہی کہ دل مین جانتا ہو کہ روزہ رکھتا ہی یہ خلاصہ اور محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور سنت یہ ہی کہ زبان سے بھی کہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ ہمارے نزدیک رمضان مین ہر دن کے روزہ کے واسطے نیت کرنا ضرور ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ رمضان مین سحری کھانے سے نیت ہو جاتی ہی یہ نجم الدین نسفی نے ذکر کیا ہی۔ اسی طرح اگر اور روزہ کے لیے سحری کھاوے تو بھی نیت ہو جاتی ہی اور اگر سحری کھاتے وقت یہ ارادہ کیا کہ صبح کو روزہ نہ رکھونگا تو نیت نہ ہو گی۔ اگر رات سے روزہ کی نیت کی اور فجر کے طلوع ہونے سے پہلے نیت بدل دی تو سب روزون مین نیت بدل دینا صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر یہ کہا کہ خدا چاہے تو کل روزہ رکھونگا تو نیت صحیح ہو گئی یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر یہ نیت کی کہ اگر کل کہین دعوت مین بلایا گیا تو روزہ نہ رکھونگا اور اگر نہ بلایا گیا تو روزہ رکھونگا تو اس نیت سے وہ روزہ دار نہ ہو گا۔ اگر رمضان کے دن مین نہ روزہ کی نیت کی نہ بے روزہ رہنے کی اور وہ جانتا ہی کہ یہ دن رمضان کا ہی تو شمس الائمہ حلوائی نے بواسطہ فقیہ ابو جعفر رح کے ہمارے اصحاب سے ذکر کیا ہی کہ اُسکے روزہ دار ہو جانے مین دو روایتین ہین اور اظہر یہ ہی کہ وہ روزہ دار نہ ہو گا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر روزہ دار نے روزہ توڑنے کی نیت کر لی تھی لیکن اس نیت کے سوا اور کوئی فعل روزہ توڑنے کا اُس سے پایا نہین گیا تو روزہ اُسکا پورا ہو گا یہ ایضاح مین لکھا ہی جو کرمانی کی تصنیف ہی۔ نیت کرنے کا وقت ہر روز سورج ڈوبنے کے بعد ہی اُس سے پہلے نیت جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر سورج ڈوبنے سے پہلے یہ نیت کی کہ کل روزہ رکھونگا پھر سو گیا یا بیہوش ہو گیا یا غافل ہو گیا یہان تک کہ سورج دوسرے دن ڈھل گیا تو وہ نیت جائز نہ ہو گی اور اگر سورج ڈوبنے کے بعد نیت کی تھی تو جائز ہو گی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ رمضان اور نذر معین اور نفل کا روزہ اس دن کے روزہ کی نیت یا مطلق روزہ یا نفل کے روزہ کی نیت سے اگر رات سے لیکر آدھے دن سے پہلے تک کسی وقت نیت کر لے تو جائز ہی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی۔ اور قدوری نے یہ کہا ہی کہ رات اور زوال کے درمیان مین نیت کا وقت ہی اور صحیح پہلا قول ہی۔ مسافر اور مقیم اور تندرست اور بیمار مین کچھ فرق نہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ زوال سے پہلے نیت اُسی وقت صحیح ہوتی ہی جب فجر کے طلوع ہونے کے بعد کوئی فعل روزہ کے مخالف اُس سے ظاہر نہوا ہو اور اگر اُس سے

پہلے روزہ کے خلاف کوئی فعل اُس سے ظاہر ہوا مثلاً کھانا اور پینا اور جماع کرنا خواہ عمداً ہو یا بھول کر ہو تو اُسکے بعد نیت جائز نہ ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اگر دن مین نیت کرے تو یون نیت کرے کہ مین جب سے دن شروع ہوا ہی تبسے روزہ دار ہون - اور اگر یہ نیت کی کہ جب سے نیت کرتا ہون تب سے روزہ ہی تو روزہ دار ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور اگر رمضان کی کسی رات مین یا دن مین بیہوش ہوگیا تو اگر زوال سے پہلے افاقہ ہوگیا اور روزہ کی نیت کرلی تو جائز ہی مجنون کا بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر رمضان مین دن کے شروع ہونے کے وقت کوئی شخص مرتد ہوگیا اور پھر مسلمان ہوا اور زوال سے پہلے روزہ کی نیت کرلی تو وہ روزہ دار ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ جس چیز کی نیت دن مین کرنا جائز ہی تو اُسکی نیت رات سے کرلے یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور نیز افضل یہ ہی کہ نیت کو معین کرے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی - اگر رمضان مین کسی اور واجب روزہ کی نیت کی تو روزہ رمضان کا ہوگا - امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک اس حکم مین مسافر اور مقیم برابر ہین اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اگر مسافر رمضان مین دوسرے واجب کی نیت سے روزہ رکھے تو اُسی واجب کا روزہ ہوگا اور اگر نفل کی نیت کرے تو اسمین دو روایتین ہین یہ کافی مین لکھا ہی اصح یہ ہی کہ وہ رمضان کا روزہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور مریض کا روزہ صحیح یہ ہی کہ رمضان کا روزہ ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی - اور اگر مسافر اور مریض روزہ مین یہ تخصیص نہ کرین کہ روزہ رمضان کا ہی یا کسی اور طرح کا تو روزہ رمضان کا ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر خاص کسی دن روزہ رکھنے کی نذر کی تھی اور اُس دن کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا مثلاً رمضان کی قضا یا کفارہ کا تو روزہ اس واجب کا ہوگا اور نذر کی قضا لازم ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - قضا اور کفارہ مین شرط یہ ہی کہ رات سے نیت کرے اور نیت کو معین کرے یہ نقایہ مین لکھا ہی اور اس نذر کے روزہ کا بھی یہی حکم ہی جسمین خاص دن کی تخصیص نہین کی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جسکو کافر قید کرلے گئے ہین اُسپر اگر رمضان کا مہینہ مشتبہ ہو جاوے اور وہ اپنی اٹکل سے روزہ رکھے تو اگر وہ زمانہ بعد رمضان کے ہو اور ایام تشریق و عید نہون اور نیت روزہ کی رات سے کی ہو تو روزے ادا ہو جاوینگے اور اگر رمضان سے پہلے روزہ رکھے ہین تو فرض روزے ادا نہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اُن روزون مین قضا کی نیت شرط نہین یہی صحیح ہی اسلیے کہ اُسنے یہ نیت کی ہی کہ جو رمضان کے روزے مجھپر فرض ہین اُنکو ادا کرتا ہون یہ بدائع مین لکھا ہی پس اگر وہ روزے اُسکے شوال مین واقع ہوئے تو اگر اُس سال مین رمضان اور شوال دونون تیس دن کے مہینے تھے یا دونون اُنتیس دن کے تھے تو اُسپر ایک دن کی قضا لازم ہوگی اور اگر رمضان تیس دن کا تھا اور شوال اُنتیس دن کا تو دو دن کی قضا لازم ہوگی اور اگر رمضان اُنتیس دن کا تھا اور شوال تیس دن کا تو کسی دن کی قضا لازم نہ ہوگی اور اگر اُسکے روزے ذی الحجہ کے مہینہ مین واقع ہوئے تو اگر اُس سال مین رمضان اور ذی الحجہ دونون تیس دن کے یا دونون اُنتیس دن کے مہینے تھے تو اُسپر چار دن کی قضا لازم آویگی اور اگر رمضان اُنتیس دن کا تھا اور ذی الحجہ تیس دن کا تو تین دن کی قضا لازم ہوگی اور اگر رمضان تیس دن کا تھا اور ذی الحجہ اُنتیس دن کا تو پانچ دن کی قضا لازم

ہوگی اور اگر وہ روزہ اُسکے ذیقعدہ یا کسی اور مہینہ مین واقع ہوئے تو اگر رمضان اور وہ مہینہ تیس دن کا یا دونون انتیس دن کے تھے یا وہ مہینہ پورے تیس دن کا تھا تو کوئی قضا لازم نہوگی اور اگر رمضان کا مہینہ تیس دن کا اور دوسرا مہینہ انتیس دن کا ہو تو صرف ایک دن کی قضا لازم ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص دار الحرب مین تھا اور وہان اُسنے معلوم ہونے کی وجہ سے کئی سال کے روزے رمضان سے پہلے رکھے تو پہلے سال کے روزے بالاتفاق ادا ہونگے۔ اب اس امر مین بحث ہو کہ دوسرے سال کے روزے پہلے سال کی قضا اور تیسرے سال کے روزے دوسرے سال کی قضا ہوجاوینگے یا نہین تو فقیہ ابو جعفر رح نے کہا ہو کہ اگر اُسنے اُن دونون سالون مین یہ نیت کی کہ مین رمضان کے روزے رکھتا ہون تو ادا ہوجاوینگے اور اگر اسطرح نیت کی کہ دوسرے سال کے روزے رکھتا ہون تو ادا ہونگے اور یہی اصح ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اگر رمضان کے دو دن کی قضا واجب ہو تو یون نیت کرے کہ مین اس رمضان کے اس پہلے دن کا روزہ رکھتا ہون جسکی قضا مجھپر واجب ہو اور اگر پہلے دن کا تعین نہ کیا تو بھی جائز ہو اور یہی حکم ہو اُس صورت مین جب اُسپر دو رمضانون کے دو دن کی قضا واجب ہو یہی مختار ہو اور اگر اُسنے صرف قضا کی نیت کی اور کچھ نیت نہ کی تو بھی جائز ہو اگرچہ اُسنے دن کا تعین نہ کیا یہ خلاصہ مین لکھا ہو اگر رمضان مین کسی نے عمداً روزہ توڑا اور وہ فقیر ہو اس سبب سے اُسنے اکٹھے دن کے روزے قضا اور کفارہ کے رکھے اور قضا کے دن کی تخصیص نہین کی تو جائز ہو فقیہ ابو اللیث رح نے اسی طرح ذکر کیا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر دو مختلف چیزون کی نیت کی جو تاکید اور فرض ہونے مین برابر ہین اور ایک کو دوسرے پر کچھ ترجیح نہین تو وہ دونون باطل ہوجاوینگے اور اگر ایک کو دوسرے پر ترجیح ہو تو جسکو ترجیح ہو وہی ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو پس اگر کسی نے ایک روزہ مین قضاے رمضان اور نذر کی نیت کی تو بطور استحسان کے وہ روزہ رمضان کی قضا کا ہوگا۔ اور اگر نذر معین اور نفل کی نیت رات سے کی یا دن مین کی یا نذر معین اور کفارہ کی نیت رات مین کی تو بالاجماع وہ روزہ نذر معین سے واقع ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو۔ اور اگر قضاے رمضان اور کفارہ ظہار کی نیت کی تو وہ بطور استحسان کے قضا سے واقع ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور اگر قضاے بعض رمضان اور نفل کی نیت کی تو امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب رمضان کی قضا واقع ہوگی یہی روایت ہو امام ابو حنیفہ رح سے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور اگر کفارہ ظہار اور کفارہ قتل کی نیت کی یا قضاے رمضان اور کفارہ قتل کی نیت کی تو بالاتفاق روزہ نفل ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور اگر کفارہ اور نفل کی نیت کی تو بطور استحسان کے وہ روزہ کفارہ واجب سے ادا ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اگر عورت نے حیض مین روزہ کی نیت کی پھر فجر سے پہلے پاک ہوگئی تو اُسکا روزہ صحیح ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اگر روزہ مین قضا اور قسم کے کفارہ کی نیت کی تو اُن دونون مین سے کوئی روزہ نہین ہوگا امام ابو یوسف رح کے نزدیک تعارض کی وجہ سے اور امام محمد رح کے نزدیک منافی کی وجہ سے لیکن نفل ہوجاویگا یہ محیط مین لکھا ہو اگر طلوع فجر کے بعد قضا کے روزہ کی نیت کی تو قضا صحیح نہوگی لیکن نفل روزہ شروع ہوجاویگا اگر اُسکو توڑیگا تو قضا لازم آویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو

دوسرا باب چاند دیکھنے کے بیان مین شعبان کی انتیسوین تاریخ غروب کیوقت

لوگون پر چاند کا تلاش کرنا واجب ہی اگر چاند نظر آگیا تو روزہ رکھین اور اگر بادل ہو تو شعبان کے مہینہ کے تیس دن پورے کرین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اسی طرح شعبان کے مہینہ کی پوری گنتی معلوم ہونے کے لیے شعبان کا چاند بھی ڈھونڈھنا چاہیے - نجومیون سے جو لوگ سمجھ والی اور عادل ہون کیا اُنکے قول کا اعتبار لیا جاتا ہی صحیح یہ ہی کہ انکا قول قبول نہین کیا جاتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اور منجم کو خود بھی اپنے حساب پر عمل کرنا نہین چاہیے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی - چاند دیکھنے وقت اشارہ کرنا مکروہ ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر زوال سے پہلے یا زوال کے بعد چاند دیکھا تو نہ اُسکی وجہ سے روزہ رکھین نہ روزہ توڑین اور وہ آنے والی رات کا چاند ہی یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر آسمان پر ابر ہو تو ایک شخص کی گواہی رمضان کا چاند دیکھنے مین قبول ہوگی بشرطیکہ وہ عادل اور مسلمان اور عاقل اور بالغ ہو خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اور اسی طرح اگر ایک شخص کی گواہی دینے کی ایک شخص گواہی دے تو بھی مقبول ہوگی - اگر کسی شخص کو کسی پر زنا کی تہمت لگانے سے حد لگی ہو اور پھر اُسنے توبہ کی ہو تو اُسکی گواہی ظاہر روایت کے بموجب مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی جس شخص کا حال پوشیدہ ہی ظاہر یہ ہی کہ اُسکی شہادت مقبول نہ ہو حسن رح نے امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت کی ہی کہ اُسکی شہادت مقبول ہوگی یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور حلوائی نے اسی کو اختیار کیا ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو ابو المکارم کی تصنیف ہی غلام کی گواہی پر غلام کی گواہی رمضان کے چاند پر قبول کیجاویگی اور اسی طرح عورت کی گواہی عورت کی گواہی پر قبول کیجاویگی قریب بلوغ کے لڑکے کی گواہی قبول نہوگی اور اس گواہی مین شہادت کا لفظ اور دعوے اور حاکم کا حکم شرط نہین ہی - اگر کسی شخص نے حاکم کے پاس گواہی دی اور دوسرے شخص نے گواہی سنی اور ظاہر مین وہ گواہ عادل تھا تو سامع پر واجب ہی کہ روزہ رکھے حاکم کے حکم کی احتیاج نہین - چاند کی گواہی مین کیا مفصل کیفیت پوچھنا چاہیے - ابو بکر اسکاف نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص یون بیان کرے کہ مین نے شہر سے باہر جنگل یا کسی بستی مین چھٹنے ہوئے بادل مین سے چاند دیکھا تو وہ گواہی قبول کیجاویگی اور اگر امام یا قاضی تنہا چاند دیکھے تو اُسکو اختیار ہی کہ کسی اور شخص کو گواہی دینے کے واسطے تلاش کرے یا خود ہی لوگون کو روزہ کا حکم کردے - عید الفطر اور عید اضحی کے چاند کا حکم اسکے برخلاف ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر ایک عادل شخص رمضان کا چاند دیکھے تو اُسپر لازم ہی کہ اُس رات مین اُسکی گواہی دے آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت یہان تک کہ پردہ نشین باندی بغیر اجازت اپنے مالک کے نکل کر گواہی دے - فاسق اگر اکیلا چاند دیکھے تو گواہی دے اسواسطے کہ قاضی کبھی اُسکی گواہی قبول کر لیتا ہی لیکن قاضی کو چاہیے کہ اُسکی گواہی رد کرے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی یہ حکم شہر کے اندر کا ہی اور شہر سے باہر اگر ایک آدمی رمضان کا چاند دیکھے تو اُس گانون کی مسجد مین گواہی دے اور اگر وہ عادل ہو اور وہان کوئی حاکم نہ ہو جسکے سامنے گواہی دیجاوے تو لوگون کو چاہیے کہ اُسکے قول پر روزہ رکھین یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے تنہا رمضان کا چاند دیکھا اور اُسنے گواہی دی اور گواہی مقبول نہوئی تو اُسپر واجب ہی کہ روزہ رکھے اور اگر روزہ نہ رکھا تو قضا لازم آویگی کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر قاضی کے گواہی رد کرنے سے پہلے اُسنے روزہ توڑ دیا تو صحیح یہ ہی کہ اُسپر کفارہ واجب نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر فاسق نے گواہی دی اور امام نے اُسکو قبول کر لیا اور آدمیون کو روزہ کا حکم کیا اور اُس

شخص نے یا شہر کے لوگون مین سے کسی نے اُس روز روزہ توڑ دیا تو عامہ مشائخ نے کہا ہی کہ اُس
شخص پر کفارہ لازم آویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اور اگر اُس شخص کے تیس روزے پورے ہوگئے تو جب تک
امام روزہ افطار نہ کریگا یہ بھی افطار نہ کریگا یہ کافی مین لکھا ہی- اور اگر آسمان صاف ہو تو ایسی جماعت کثیر کی
گواہی قبول ہوگی جنکے خبر دینے سے یقین حاصل ہو جاوے- اور وہ امام کی راے پر موقوف ہی کچھ مقدار مقرر
نہین ہی یہی صحیح ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی- رمضان اور شوال اور ذی الحجہ کا چاند اس حکم مین برابر
ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی- طحاوی نے ذکر کیا ہی کہ ایک شخص کی گواہی اُسوقت مقبول ہوتی ہی جب
وہ شہر کے باہر سے آوے یا وہ کسی بلند جگہہ پر ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور طحاوی کے قول پر امام مرغینانی
اور صاحب اقضیہ اور صاحب فتاوے صغری نے اعتماد کیا ہی لیکن ظاہر روایت کے بموجب شہر کے
باہر سے آنے والے اور شہر کے اندر چاند دیکھنے والے مین کچھ فرق نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی
شوال کا چاند رمضان کی انتیسوین تاریخ کو ڈھونڈے اور اگر صرف ایک شخص دیکھے تو وہ روزہ نہ توڑے
اسلیے کہ عبادت مین احتیاط پر عمل ہوتا ہی اور اگر توڑ دیا تو قضا لازم آویگی کفارہ واجب نہ ہوگا یہ اختیار
شرح مختار مین لکھا ہی- کسی شخص نے عید کا چاند دیکھا اور گواہی دی لیکن اُسکی گواہی مقبول نہین ہوئی تو
اُسپر واجب ہی کہ روزہ رکھے اور اگر اُس دن روزہ توڑا تو اُسپر قضا لازم آویگی کفارہ نہ ہوگا یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر اُسنے اپنے کسی دوست کے سامنے گواہی دی اور اُسنے کچھ کھا لیا تو اگر اُسکے
قول کو سچ جانتا تھا تو بھی کفارہ لازم نہ ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- اگر اکیلے امام نے یا اکیلے قاضی نے
شوال کا چاند دیکھا تو عیدگاہ کی طرف نہ نکلے اور نہ لوگون کو نکلنے کا حکم دے اور نہ روزہ توڑے نہ پوشیدہ
نہ ظاہر یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی- اگر آسمان پر ابر ہو تو دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون سے کم کی
گواہی مقبول نہ ہوگی اور اُنکا آزاد ہونا اور شہادت کے لفظ ادا کرنا بھی شرط ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا
ہی اگر شوال کے چاند کی شہر سے باہر دو شخصون نے خبر دی اور آسمان پر ابر ہی اور وہان کوئی والی اور
قاضی نہین ہی اگر لوگ روزہ توڑ دین تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی لیکن اُن دونون کا عادل ہونا شرط
ہی یہ نقایہ مین لکھا ہی- دعوے شرط نہین- اور جس شخص کو قذف مین حد لگی ہو اگرچہ اُسنے توبہ کر لی ہو اُسکی
گواہی مقبول نہین اور اگر آسمان صاف ہو تو جب تک جماعت گواہی نہ دے تب تک مقبول نہین جیسے کہ
رمضان کے چاند کا حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور یہی کافی مین لکھا ہی- شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی
کہ اگر دوسری جگہہ سے آوین تو دو آدمیون کی گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی- اور ذی الحجہ کا حکم
ظاہر روایات کے بموجب مثل عید الفطر کے ہی یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی- اور یہی حکم اور مہینہ کے چاند کا
کا ہی کہ جب تک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین عادل اور آزاد جنکو حد نہ لگی ہو گواہی نہ دین تب تک
مقبول نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی- حسن رح نے امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت کی ہی کہ اگر ایک شخص
کی گواہی پر روزہ رکھ لیا اور تیس پورے کر لیے اور شوال کا چاند نہ دیکھا تو احتیاطاً روزہ نہ چھوڑے
اور امام محمد رح سے یہ روایت ہی کہ روزہ توڑ دین یہ تبیین مین لکھا ہی غایۃ البیان مین ہی کہ قول امام محمد رح

کا اصح ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ یہ اختلاف اسوقت ہی کہ چاند نہ دیکھین
اور آسمان صاف ہو اور اگر آسمان پر ابر ہو تو بلاخلاف روزہ توڑ دین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی یہی اشبہ ہی یہ
تبیین مین لکھا ہی اگر رمضان کے چاند پر دو شخصون نے گواہی دی اور آسمان پر بادل ہی اور قاضی نے
انکی گواہی قبول کر لی اور تیس روزے رکھے پھر شوال کا چاند نظر آیا تو اگر آسمان پر بادل ہی تو دوسرے
دن بالاتفاق روزہ افطار کرینگے اور اگر آسمان صاف ہی تو بھی صحیح قول کے بموجب روزہ افطار کرینگے
یہ محیط مین لکھا ہی اگر گواہون نے رمضان کی انتیسوین تاریخ یہ گواہی دی کہ ہمے تمہارے روزہ رکھنے
سے ایک دن پہلے چاند دیکھا تھا تو اگر وہ اسی شہر کے لوگ ہین تو امام انکی گواہی قبول نہ کرے کیونکہ انھون
نے واجب کو ترک کیا اور اگر کہین دور سے آئے ہین تو انکی گواہی جائز ہوگی اسلیے کہ انکے ذمہ تہمت نہین ہی
یہ خلاصہ مین لکھا ہی ظاہر روایت کے بموجب مطلعون کے اختلاف کا اعتبار نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی
فقیہ ابو اللیث رح کا اسی پر فتوے ہی اور شمس الائمہ حلوائی بھی اسی پر فتوے دیتے تھے اور انھون نے
کہا ہی کہ اہل مغرب کے رمضان کا چاند دیکھنے سے اہل مشرق پر روزہ واجب ہو جاتا ہی یہ خلاصہ
مین لکھا ہی اور جن لوگون نے بعد کو چاند دیکھا ہی اُن پر روزہ اس صورت مین واجب ہوگا جب اُن
لوگون کا چاند دیکھنا بطریق یقین ثابت ہو جاوے یہان تک کہ اگر ایک جماعت گواہی دے کہ کسی شہر
کے لوگون نے تم سے ایک دن پہلے چاند دیکھا ہی اور روزہ رکھا ہی اور یہ دن اُس حساب سے تیسوین
تاریخ ہی اور اُن لوگون کو چاند نظر نہین آیا تو دوسرے دن روزہ کا توڑنا مباح نہین ہی اور نہ اُس رات مین
تراویح کو چھوڑین اسلیے کہ اُس جماعت نے چاند دیکھنے کی گواہی نہین دی اور نہ غیرون کی گواہی پر
گواہی دی بلکہ غیرون کے دیکھنے کی حکایت بیان کی ہی اور اگر انھون نے یہ گواہی دی کہ فلانے
شہر کے قاضی کے پاس فلانی شب مین چاند دیکھنے کی دو آدمیون نے گواہی دی اور قاضی نے انکی
گواہی کے بموجب حکم کیا تو اس قاضی کو جائز ہی کہ انکی گواہی پر حکم کرے اسلیے کہ قاضی کی قضا حجت ہوئی
ہی اور اُن لوگون نے قاضی کی قضا کی گواہی دی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر کسی شہر کے لوگون نے رمضان
کا چاند نہین دیکھا اور روزے رکھنا شروع کیے تھے اور اٹھائیسوین روزہ کو شوال کا چاند دیکھا تو اگر
انھون نے شعبان کا چاند دیکھکر تیس دن پورے گن لیے تھے اور رمضان کا چاند نہین دیکھا تھا تو ایک دن
کی قضا کرینگے اور اگر انتیسوین روزہ کو شوال کا چاند دیکھا تھا تو کچھ قضا اُنپر لازم نہ آویگی اور اگر شعبان کے
چاند کے تیس دن پورے کیے تھے اور شعبان کا چاند نہین دیکھا تھا اور اُسکے بعد رمضان کے روزہ رکھے
تو دو دن کی قضا کرینگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شہر کے لوگون نے رمضان کا چاند دیکھکر انتیس روزے
رکھے اور اُنمین بعض مریض تھے اُنھون نے روزہ نہین رکھا تو اُنپر انتیس دن کی قضا لازم آویگی اور اگر
مریض کو شہر والون کا حال معلوم نہ ہوا تو وہ تیس دن کے روزے قضا کریگا تاکہ یقینًا واجب ادا ہو جاوے
یہ محیط مین لکھا ہی

تیسرا باب اُن چیزون کے بیان مین جو روزہ دار کو مکروہ ہین اور جو مکروہ نہین۔ گوند

چبانا روزہ دار کو مکروہ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی متون مین لکھا ہی ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ
اس مسئلہ مین یون تفصیل ہی کہ اگر بنے ہوئے گوند کی ڈلی نہو تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور اگر بنے ہوئے گوند کی
ڈلی ہو تو اگر وہ سیاہ ہی تو اس سے روزہ ٹوٹ جاویگا اور اگر سفید ہی تو نہ ٹوٹیگا لیکن کتاب مین اسکی تفصیل
نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ بلاضرورت کسی چیز کو چکھنا اور چبانا مکروہ ہی یہ کنز مین لکھا ہی اور چکھنے مین منجملہ عذر کے
یہ بھی ہی کہ کسی عورت کا شوہر یا مالک بدخو ہو اور اس سبب سے وہ شوربا چکھے اور چبانے کے عذر مین سے
یہ بھی ہی کہ کسی عورت کے پاس کوئی حیض والی یا نفاس والی عورت یا اور کوئی بے روزہ دار ایسا نہو کہ جو
اُسکے بیٹے کو کھانا چبا کر کھلا دے اور اسکو نرم پکا ہوا کھانا اور دودھ بھی نہین ملتا یہ نہر الفائق مین لکھا ہی
اور تجنیس مین مذکور ہی کہ چکھنا فرض روزہ مین مکروہ ہی نفل روزہ مین کچھ مضائقہ نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اور
روزہ دار کو مکروہ ہی کہ شہد یا تیل کو خریدتے وقت اچھا یا برا پہچاننے کے واسطے چکھے یہ فتاوے قاضی خان
مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اسکا خریدنا ضرور ہو اور دھوکے کا خوف ہو تو مضائقہ نہین یہ زاہدی
مین لکھا ہی روزہ دار کو استنجا کرنے مین مبالغہ مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ ناک مین پانی ڈالنے اور کلی
کرنے کے مبالغہ کا بھی یہی حکم ہی شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی مبالغہ سے یہ مراد ہی کہ منہ مین اکثر پانی لیے
اور منہ بھرے رہے اور یہ نہین کہ غرغرہ کرے یہ محیط مین ہی۔ اگر پانی مین روزہ دار کی ریح صادر ہو آواز
سے یا بغیر آواز کے تو روزہ فاسد نہوگا مگر مکروہ ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی امام ابوحنیفہ رح سے روایت
ہی کہ وضو کے سوا روزہ دار کو کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا مکروہ ہی اور نہانا شروع کرنا اور سر پر پانی ڈالنا
اور پانی کے اندر بیٹھنا اور تر کپڑے کو بدن پر لپیٹنا مکروہ ہی اور امام ابویوسف رح نے فرمایا کہ نہین مکروہ ہی اور
یہی اظہر ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور روزہ دار کے حق مین مکروہ ہی کہ منہ مین اپنا تھوک جمع کرکے اسکو نگل
جاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ مسواک کرنا خواہ تر ہو خواہ خشک صبح اور شام کے وقت ہمارے نزدیک مکروہ
نہین امام ابویوسف رح نے یہ کہا ہی کہ اگر مسواک پانی مین بھگی ہوئی ہو تو مکروہ ہی اور ظاہر روایت کے بموجب
اُسمین کچھ مضائقہ نہین اور اگر مسواک تر اور سبز ہو تو کسی کے نزدیک کچھ مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان
مین لکھا ہی۔ سرمہ لگانا اور مونچھون مین تیل لگانا مکروہ نہین یہ کنز مین لکھا ہی یہ حکم اسوقت ہی جب زینت کا
قصد نہو اور اگر زینت کا قصد ہو تو مکروہ ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اسمین فرق نہین ہی کہ روزہ دار ہو
یا بے روزہ دار ہو یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر ضعف کا خوف نہو تو پچھنے لگانے مین مضائقہ نہین لیکن ضعف
کا خوف ہو تو مکروہ ہی اور اسکو چاہیے کہ غروب کے وقت تک تاخیر کرے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی
کہ ایسے ضعف کے خوف مین مکروہ ہوگا کہ جسمین روزہ توڑنے کی ضرورت پڑے اور فصد کا بھی یہی حکم
ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ جس شخص کو جماع کر لینے یا انزال کا خوف نہو تو اسکو بوسہ لینے مین کچھ مضائقہ نہین اور
اگر خوف ہو تو مکروہ ہی اور ان سب صورتون مین مساس کا حکم مثل بوسہ کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور
ہونٹون کا چوسنا ہر صورت مین مکروہ ہی اور فرج کے سوا جماع اور مباشرت کرنا ظاہر روایت مین
مثل بوسہ کے ہی بعضون نے کہا ہی کہ مباشرت فاحشہ بھی مکروہ ہی اگرچہ خوف نہو یہی صحیح ہی

یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مباشرت فاحشہ اسکو کہتے ہین کہ دونون چپٹے ہوئے ہون اور ننگے ہون اور مرد کا ذکر عورت کی فرج کو لگے اور وہ بلاخلاف مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اپنے اوپر خوف نہو تو گلے لگانے مین مضائقہ نہین اور اگر بہت بوڑھا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر روزہ دار کو جنابت کی حالت مین صبح ہوئی یا دن مین احتلام ہوا تو روزہ مین مضرت نہین یہ محیط مین لکھا ہی - سحری کھانا مستحب ہی اور وقت اسکا آخر شب ہی فقیہ ابو اللیث رح نے کہا ہی کہ وہ اخیر کا چھٹا حصہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی سحری کھانے مین تاخیر مستحب ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اسقدر تاخیر کہ وقت مین شک ہو مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - افطار مین جلدی کرنا افضل ہی پس مستحب یہ ہی کہ نماز سے پہلے افطار کر لے اور سنت یہ ہی کہ افطار کے وقت یہ کہے

اللهم لک صمت وبک آمنت وعلیک توکلت وعلی رزقک افطرت وصوم غد من شهر رمضان نویت فاغفر لی ما قدمت وما اخرت

یہ معراج الدرایہ کی فصل متفرقات مین لکھا ہی شک کے دن کا روزہ یعنی جس دن مین یہ شک ہو کہ وہ رمضان کا دن ہی یا شعبان کا اگر اسمین رمضان کی یا کسی اور واجب کی نیت کرے تو مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور واجب کی نیت کرنے مین رمضان کی نیت کرنے سے کراہت کم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی پھر اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا تو دونون صورتون مین وہ رمضان کا روزہ ہوگا اور اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا تو پہلی صورت مین روزہ نفل ہوگا اور اگر اسکو توڑ دے تو قضا واجب نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور دوسری صورت مین جس واجب کی نیت کی ہی اسی سے ادا ہوگا یہی صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور دوسری صورت مین اگر یہ ظاہر نہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا یا رمضان کا تھا تو بلاخلاف یہ حکم ہی کہ جس واجب کی نیت کی ہی اُسکا وہ روزہ نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر نفل کی نیت کی تو صحیح یہ ہی کہ کچھ مضائقہ نہین پھر اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہوگا اور اگر ظاہر ہوا کہ شعبان کا دن تھا تو وہ نفل ہوگا اور اگر وہ روزہ توڑ دیا تو اُسپر قضا لازم ہوگی اسلیے کہ اُسنے التزام کے ساتھ شروع کیا تھا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر نیت مین بھی کوئی تعین نہین کیا تھا تو مکروہ ہی پھر اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا تو روزہ نفل ہوگا اور اگر رمضان کا تھا تو رمضان کا روزہ ادا ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر اصل نیت مین شک کیا یعنی یون نیت کی کہ اگر کل رمضان ہوگا تو روزہ رکھونگا اور شعبان ہوگا تو روزہ نہین رکھونگا تو اس صورت مین روزہ نہوگا اور اگر وصف نیت مین شک کیا یعنی یون نیت کی کہ اگر کل رمضان ہی تو رمضان کا روزہ ہی اور اگر شعبان ہی تو دوسرے کسی واجب کا روزہ ہی یا یون نیت کی کہ اگر کل دن رمضان کا ہی تو رمضان کا روزہ ہی اور اگر شعبان کا دن ہی تو نفل روزہ ہی تو بھی مکروہ ہی پھر اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا تو دونون صورتون مین وہ رمضان کا ہوگا اور اگر ظاہر ہوا کہ دن شعبان کا تھا تو پہلی صورت مین واجب ادا نہوگا اور دونون صورتون مین روزہ نفل ہوگا جسکے توڑنے سے قضا لازم نہ آویگی یہ تبیین مین لکھا ہی شک کا دن وہ ہی کہ تیسوین شب مین چاند نہ دیکھین اور آسمان پر ابر ہو یہ تبیین مین لکھا ہی یا ایک شخص چاند کی گواہی دے اور اُسکی گواہی قبول نکیجاوے یا دو فاسق گواہی دین اور اُنکی گواہی رد کر دی جاوے لیکن اگر آسمان صاف ہو اور کوئی شخص چاند نہ دیکھے تو وہ دن شک کا نہین ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی - علما کا اختلاف

ہو کہ شک کے روز روزہ رکھنا افضل ہو یا نہ رکھنا افضل ہو فقہا نے کہا ہو کہ اگر پورے شعبان کے روزے
رکھے ہین یا اتفاقاً وہ شک کا روزہ اُسدن واقع ہوا جسدن اُسکو روزہ رکھنے کی عادت تھی تو روزہ رکھنا
افضل ہو یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہو اور اسی طرح اگر شعبان کے آخر مین تین روزے رکھے تو بھی اُس
روزہ کا رکھنا افضل ہو یہ تبیین مین لکھا ہو اور اگر یہ صورتین نہ ہون تو اختلاف ہو مختار یہ ہو کہ خاص لوگون کے
واسطے نفل روزہ رکھنے کا فتوے دیا جاوے یہ تہذیب مین لکھا ہو اور عوام کو زوال سے پہلے تک کھانے
اور پینے اور جماع وغیرہ سے منع کیا جاوے اسلیے کہ احتمال ہو کہ شاید یہ دن رمضان کا ثابت ہو اور اُسکے
بعد روزہ نہین ہوتا یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہو اور یہی صحیح ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو اور عام و
خاص مین فرق یہ ہو کہ جو شخص شک کے دن روزہ رکھنے کی نیت جانتا ہو وہ خواص مین سے ہو ورنہ عوام مین
سے اور نیت کا طریقہ یہ ہو کہ جس شخص کو اُسدن روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو وہ نفل کی نیت کرلے اور
اُسکے دل مین یہ خیال نہ آوے کہ اگر کل کا دن رمضان کا ہوگا تو یہ روزہ رمضان کا ہو یہ معراج الدرایہ مین
لکھا ہو کسی شخص نے شک کے روز یہ قصد کیا تھا کہ زوال تک کوئی فعل منافی روزہ کے نہ کریگا پھر بھولکر کچھ
کھا لیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا اور روزہ کی نیت کی تو فتاوے مین مذکور ہو کہ یہ جائز نہین یہ ظہیریہ
کے باب النیت مین لکھا ہو۔ عیدین اور ایام تشریق مین روزہ رکھنا مکروہ ہو اور اگر اُسدن روزہ رکھ لیا تو
ہمارے نزدیک روزہ دار ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو۔ اور اگر ان دنون مین روزہ رکھا اور توڑ دیا
تو قضا لازم آویگی یہ کنز مین لکھا ہو۔ یہ حکم تینون امامون سے ظاہر روایت مین منقول ہو اور امام ابو حنیفہ رح اور
امام محمد رح سے یہ بھی منقول ہو کہ قضا لازم آویگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہو۔ شوال کے چھ روزے رکھنا امام
ابو حنیفہ رح کے نزدیک مکروہ ہو خواہ جدا جدا رکھے یا پے در پے رکھے اور امام ابو یوسف رح سے یہ روایت ہو کہ
پے در پے رکھنا مکروہ ہو متفرق رکھنا مکروہ نہین لیکن عامہ متاخرین کا یہ قول ہو کہ پے در پے رکھنے مین بھی مضائقہ
نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اور اصح یہ ہو کہ اُسمین کچھ مضائقہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ اور چھ روزے
جدا جدا ہر ہفتہ مین سے دو دن مستحب ہو یہ ظہیریہ کی اُس فصل مین لکھا ہو جسمین روزہ کے مکروہ اور مستحب ہونے
کے وقتون کا بیان ہو وصال کا روزہ مکروہ ہو اور وہ یہ ہو کہ تمام سال کے روزے رکھے اور جن دنون مین روزہ منع
ہو اسمین بھی افطار نہ کرے اور اگر ان دنون مین افطار کر لیا تو مختار یہ ہو کہ کچھ مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور
یہ بھی مکروہ ہو کہ کئی روز تک رات دن برابر روزے رکھے نہ دن مین افطار کرے نہ رات مین یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہو اور افضل یہ ہو کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہو سنیچر اور
اتوار کے دن روزہ رکھنے کی نسبت اگر اُس دن کی تعظیم کا اعتقاد نہ کرے تو شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہو کہ
کچھ مضائقہ نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ نوروز اور مہرگان کے دن اگر عمداً روزہ رکھا اور وہ دن اُسکے روزہ رکھنے
کی عادت کا نہو تو مکروہ ہو اور اُسدن کے روزہ رکھنے کی فضیلت مین یہ گفتگو ہو کہ اگر پہلے سے اُسدن روزہ رکھا کرتا
ہو تو افضل یہ ہو کہ روزہ رکھے ورنہ افضل یہ ہو کہ روزہ نہ رکھے اسلیے کہ اُسمین اُسدن کی تعظیم کی مشابہت ہو
اور وہ حرام ہو یہ ظہیریہ مین ہو اور یہی مختار ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو۔ خاموشی کا روزہ مکروہ ہو اور وہ یہ ہو کہ روزہ

رکھے اور کسی سے کلام نہ کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی عورت کو بغیر اپنے شوہر کے اذن کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہی لیکن اگر اُسکا شوہر مریض یا روزہ دار یا حج یا عمرہ کے احرام مین ہو تو مکروہ نہین اور غلام اور باندی کو بغیر اجازت اپنے مالک کے کسی حالت مین روزہ رکھنا جائز نہین اور یہی حکم ہی مدبر اور مدبرہ اور ام ولد کا اور اگر انمین سے کسی نے روزہ رکھ لیا تو شوہر کو اختیار ہی کہ روزہ توڑوا دے اور مالک کو اختیار ہی کہ غلام اور باندی کا روزہ توڑوا دے اور عورت اس روزہ کو اُسوقت قضا کرے جب شوہر اجازت دے یا شوہر سے جدا ہو جاوے اور غلام اُسوقت قضا کرے جب مالک اجازت دے یا آزاد ہو جاوے اور اگر شوہر مریض یا روزہ دار یا احرام مین ہو تو اُسکو یہ جائز نہین ہی کہ اپنی بی بی کو نفل روزہ سے منع کرے اور اگر منع کرے تو بھی نفل روزہ رکھنا جائز ہی غلام اور باندی کا یہ حکم نہین ہی اور مالک اُنکو ہر حالت مین روزہ سے منع کر سکتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ جو روزے کہ غلام پر اُسکے فعل سے واجب ہون اُن سب کا یہی حال ہی جیسے نفل روزے لیکن کفارہ ظہار کے روزہ کا یہ حکم نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ نوکر بغیر حکم اپنے آقا کے نفل روزہ نہ رکھے یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ جب روزہ کی وجہ سے اُسکی خدمت مین نقصان ہو اور اگر نقصان نہوتا ہو تو بغیر اجازت آقا کے اُسکو روزہ رکھ لینا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کسی شخص کی بیٹی اور ماں اور بہن کو بغیر اُسکی اجازت کے روزہ رکھنا جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ مسافر کو اگر روزہ سے ضعف ہو جاوے تو روزہ رکھنا مکروہ ہی اور اگر ایسا نہو تو روزہ رکھنا افضل ہی بشرطیکہ اُسکے سب یا اکثر رفیق بے روزہ نہون اور اگر اُسکے رفیق یا اکثر قافلہ بے روزہ ہی اور کھانا سب کا مشترک ہی تو روزہ نہ رکھنا افضل ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر مسافر روزہ دار ہو اور اپنے شہر مین یا اور کسی شہر مین داخل ہو اور اقامت کی نیت کرلے تو اُسکو روزہ توڑنا مکروہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی جس شخص پر رمضان کے روزہ کی قضا باقی ہو اُسکو نفل روزہ رکھنا مکروہ نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ چاندنی راتون کا یعنی تیرھوین چودھوین پندرھوین کا روزہ رکھنا مستحب ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا عامہ فقہا کے نزدیک مستحب ہی جیسے دوشنبہ و پنجشنبہ کا روزہ یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ جو مہینے حرمت کے ہین اُن مین پنجشنبہ اور جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھنا مستحب ہی۔ حرمت کے مہینے چار ہین ذیقعدہ و ذی الحجہ اور محرم اور رجب تین برابر ہین اور ایک علیحدہ ہی۔ ذی الحجہ کے مہینہ مین اول کے نو دنون کا روزہ رکھنا مستحب ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی عرفہ کے روز حاجیون کو اگر ضعف کا خوف ہو تو روزہ رکھنا مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اسی طرح ترویہ کے روز اسواسطے کہ افعال حج سے عاجز ہو جاویگا اور مستحب روزے بہت قسم ہین اول محرم کے روزے دوسرے رجب کے روزے اور عاشورہ کے دن کا روزہ یعنی دسوین تاریخ محرم کا نزدیک عامہ علما اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور سنت یہ ہی کہ عاشورہ کا روزہ نوین تاریخ کے ساتھ رکھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی صرف عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔

گرمیون مین دن بڑا ہونے اور گرمی کی وجہ سے روزہ رکھنا اوسط ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی

چوتھا باب اُن چیزون کے بیان مین جنسے روزہ فاسد ہوتا ہی اور جنسے فاسد نہین ہوتا

روزہ توڑنے والی چیزین دو قسم ہین **پہلی قسم** - وہ جنسے قضا لازم آتی ہی کفارہ لازم نہین آتا - اگر روزہ
دار کچھ بھولکر کھاوے پانی پیوے یا مجامعت کرے تو روزہ نہین ٹوٹتا اس حکم مین فرض و نفل مین کچھ فرق نہین ہی
یہ ہدایہ مین لکھا ہی - کوئی شخص کچھ کھا رہا ہی اور کسی نے کہا کہ تو روزہ دار ہی اور اُسے یاد نہین آیا تو صحیح یہ ہی کہ
روزہ اُسکا فاسد ہوجاویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کو کچھ بھولکر کھاتے ہوئے دیکھے تو
اگر اُسمین اتنی قوت دیکھے کہ رات تک روزہ تمام کرلیگا تو مختار یہ ہی کہ یاد نہ دلانا اُسکو مکروہ ہی - اور اگر روزہ
سے ضعیف ہوجاویگا مثلاً بہت بوڑھا ہو تو اگر خبر نہ کرے تو جائز ہی یہ ظہیریہ کے فصل اعذار مبیحہ مین لکھا ہی - اور
اگر کوئی زبردستی کرنے سے یا خطا کرنے سے کچھ کھالیوے تو قضا لازم آویگی کفارہ لازم نہوگا یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہی خطا اُسکو کہتے ہین کہ روزہ یاد ہو اور اُسکے توڑنے کا قصد نہو اور پھر وہ کچھ کھا پی لے
اور بھولنے والا اُسکے خلاف ہی یہ نہایہ اور بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کلی کی یا ناک مین پانی ڈالا اور پانی اندر چلا گیا
تو اگر روزہ اُسکو یاد تھا تو فاسد ہوگیا اور اُسپر قضا لازم آویگی اور جو یاد نہ تھا تو فاسد نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی
اور اسی پر اعتماد ہی اگر کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکا اور وہ اُسکے حلق مین جا پڑا تو اُسکا روزہ فاسد ہوگیا
اسلیے کہ وہ بمنزلہ خاطی کے ہی اور اسی طرح اگر نہایا اور اُسکے حلق مین پانی چلا گیا تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی سوتے مین اگر کوئی پانی پی لے تو اُسکا روزہ فاسد ہوجاویگا اور وہ بھولنے والے کے حکم مین نہین
ہی اسواسطے کہ سوتا ہوا یا بے ہوش اگر کسی جانور کو ذبح کرے تو اُس ذبیحہ کا کھانا حلال نہین اور جو شخص ذبح
کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا بھول جاوے تو اُسکا ذبیحہ جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر
کوئی شخص ایسی چیز نگل گیا جو بموجب عادت کے دوا یا غذا نہین ہی جیسے کہ پتھر یا مٹی تو کفارہ واجب نہین ہوتا
یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اگر سنگریزہ یا گٹھلی یا پتا یا ڈھیلا یا روئی یا تنکا یا کاغذ نگل گیا تو اُسپر قضا لازم آویگی
کفارہ نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر ہری جو ابھی پکی نہ ہو اور نہ بطور ترکاری کے پکائی ہو اُسکو نگل گیا تو کفارہ
نہین ہی - اور اگر تازہ اخروٹ نگل جاوے تو بھی یہی حکم ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور اگر خشک اخروٹ
یا خشک بادام نگلا تو بھی کفارہ نہین اور اگر انڈا مع چھلکے یا انار مع چھلکے کے نگل گیا تو بھی کفارہ نہین یہ خلاصہ
مین لکھا ہی پستہ اگر تازہ ہی تو بمنزلہ اخروٹ کے ہی اور اگر خشک ہو اور اُسکو چباوے اور اُسمین مغز ہی تو کفارہ
لازم آویگا اور اگر بغیر چبائے نگل گیا تو سب کے نزدیک کفارہ لازم نہین آتا اور اگر اُسکا سر پھٹا ہوا ہو تو بھی عامہ فقہا
کے نزدیک کفارہ لازم نہین آتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر خربزہ کا چھلکا نگل گیا تو اگر وہ خشک
ہی اور ایسی حالت مین ہی کہ اُس سے نفرت معلوم ہوتی ہی تو کفارہ لازم نہین آویگا اور اگر تازہ ہی اور ایسا
ہی کہ اُس سے نفرت نہین ہوتی تو کفارہ لازم آویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر چانول یا باجرہ کھالیا تو
کفارہ واجب نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - مسور اور ماش کے کھانے سے بھی کفارہ واجب نہین ہوتا یہ زاہدی
مین لکھا ہی - اگر ایسی مٹی کھالی جس سے سر دھویا کرتے ہین تو روزہ فاسد ہوجاویگا اور اگر اُس مٹی کے کھانے
کی اُس شخص کو عادت ہی تو قضا و کفارہ واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - دانتون کے درمیان مین جو کچھ رہ گیا ہو اگر
وہ تھوڑا ہی تو اُسکے کھانے سے روزہ فاسد نہین ہوتا اور اگر بہت ہی تو فاسد ہوجاتا ہی - چنے کے برابر

یا اُس سے زیادہ ہو تو بہت ہی اور اگر کم ہو تو تھوڑا ہی اور اگر اُسکو مُنھ مین سے ہاتھ مین لیکر پھر کھایا تو چاہیے کہ روزہ
فاسد ہو جاوے یہ کافی مین لکھا ہی اور اُسپر کفارہ واجب ہونے مین بہت سے قول ہین فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے
یہ کہا ہی کہ اصح یہ ہی کہ کفارہ واجب نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اُسکے دانتون مین کوئی تل رہگیا اور اُسکو نگل گیا
تو روزہ فاسد نہوگا اور اگر باہر سے لیکر تل نگلا تو روزہ فاسد ہوگا کفارہ کے واجب ہونے مین اختلاف
ہی مختار یہ ہی کہ اگر اُسکو بغیر چبانے نگلا ہی تو کفارہ واجب ہوگا یہ غیاثیہ اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور
یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر اُسکو چبایا تو روزہ فاسد نہین ہوگا لیکن اگر اُسکا مزا حلق مین معلوم
ہوا تو روزہ فاسد ہو جاویگا اور یہی بہت ٹھیک ہی اور ہر تھوڑی سی چیز چبانے مین یہی قاعدہ کلیہ ہی یہ فتح القدیر
مین لکھا ہی اگر گیہون کا دانہ چبایا تو روزہ فاسد نہوگا اسلیے کہ وہ مُنھ مین ہی فنا ہو جاتا ہی یہ فتاوی قاضی خان
مین لکھا ہی اگر کوئی لقمہ دوسرے کے کھلانے کے لیے چباتا تھا پھر اُسکو نگل گیا تو ظاہر یہ ہی کہ کفارہ نہوگا یہ
وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اگر سحری کا کوئی لقمہ اُسکے مُنھ مین باقی تھا اور سحر طلوع ہو گئی پھر اُسکو نگل گیا یا بھول کر
روٹی کا ٹکڑا کھانے کے واسطے لیا اور جب اُسکو چبا لیا تو یاد ہوا کہ روزہ دار ہی پھر باوجود یاد آنے کے وہ
نگل گیا تو بعضون نے کہا ہی کہ اگر مُنھ سے باہر نکالنے سے پہلے نگل گیا تو اُسپر کفارہ لازم آویگا اور اگر مُنھ سے
باہر نکالا اور پھر نگل گیا تو کفارہ لازم نہوگا یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر دوسرے کا تھوک
نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا کفارہ لازم نہوگا لیکن اُسکے محبوب کا تھوک ہی تو کفارہ لازم ہوگا اگر اپنا تھوک
ہاتھ مین لیکر پھر نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور کفارہ لازم نہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اگر کسی کے ہونٹھ باتین
کرتے وقت یا اور وقت تھوک مین تر ہو جاوین پھر اُسکو نگل جاوے تو ضرورت کی وجہ سے روزہ فاسد نہوگا
یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر اُسکے مُنھ سے رال ٹھوڑی تک بہی اور اُسکا تار مُنھ کے اندر کے لعاب سے ملا ہوا تھا
پھر وہ اُسکو مُنھ کے اندر لیجا کر نگل گیا تو روزہ نہین ٹوٹیگا اسلیے کہ اُسکا باہر نکلنا پورا نہین ہوا تھا اور اگر اُسکا تار
ٹوٹ گیا تھا تو اُسکا حکم برخلاف ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ حجۃ مین ہی کہ کسی شخص کو یہ بیماری ہی کہ اُسکے مُنھ سے پانی
نکلتا ہی اور پھر مُنھ مین داخل ہوتا ہی اور حلق مین چلا جاتا ہی تو اُسکا روزہ فاسد نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور
اگر مضمضہ یعنی کلی کے بعد کچھ تری باقی نہ رہی اور اُسکو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ نہ ٹوٹیگا اور اگر اُسکے
دماغ سے ناک پر رینٹھ آئی اور پھر اُسکو چڑھا گیا اور عمداً حلق مین لایا تو روزہ نہ ٹوٹیگا اسلیے کہ وہ بمنزلہ تھوک کے
ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے خون کھا لیا تو ظاہر روایت کے بموجب اُسپر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا
اسلیے کہ اس سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی خون اگر دانتون سے نکل کر حلق مین داخل ہو جاوے
تو اگر تھوک غالب ہی تو کچھ حرج نہین اور اگر خون غالب ہی تو روزہ فاسد ہو جاویگا اور اگر دونون برابر ہین
تو بھی بطور استحسان روزہ فاسد ہو جاویگا۔ کسی روزہ دار نے ابریشم کا کام کیا اور ریشم اُسکے مُنھ مین چلا گیا
اور اُسکا سبز یا زرد یا سرخ رنگ نکلکر تھوک مین مل گیا اور تھوک رنگین ہو گیا اور روزہ اُسکو نگل گیا اور روزہ
اُسکو یاد ہی تو روزہ فاسد ہو جاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اہلیلہ یعنی ہڑ کو چوسا اور تھوک اُسکے حلق مین داخل
ہو گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا جب تک اصل ہڑ داخل نہ ہو جاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر شکر چوسی اور پانی

اُسکا حلق مین داخل ہوا تو اُسپر کفارہ لازم آویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے- جس چیز کا کھانا مقصود نہین ہوتا اور
اُس سے بچ بھی نہین سکتا جیسے مکھی تو جب روزہ دار کے پیٹ مین پہونچ جاوے تو روزہ فاسد نہ ہوگا یہ
ایضاح کرمانی مین لکھا ہے- اگر کسی نے مکھی پکڑی اور اُسکو کھا گیا تو اُسپر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا یہ شرح
طحاوی مین لکھا ہے- اگر کسی کو جمائی آئی اور اُسنے اپنا سر اُٹھایا اور اُسکے حلق مین پانی کا قطرہ کسی پرنالہ سے
ٹپک گیا تو اُسکا روزہ فاسد ہوجاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے- اگر مینہ کا پانی یا برف کسی کے مُنھ مین
داخل ہوگیا تو اُسکا روزہ فاسد ہوجاویگا یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے- اگر کسی کے حلق مین پیسنے یا کوٹنے کا
غبار یا دوا کا مزا یا دھوان یا خاک کا غبار جو ہوا یا جانورون کے سم سے اُڑتا ہے داخل ہوا تو اُسکا روزہ نہین
ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے- اگر روزہ دار کے مُنھ مین آنسو داخل ہون تو اگر تھوڑے ہون جیسے کہ
ایک دو قطرے یا مثل اُسکے تو اُسکا روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر بہت ہون یہان تک کہ اُنکی نمکینی اپنے مُنھ
مین پاوے اور بہت سے جمع ہوجاوین پھر اُنکو نگلجاوے تو اُسکا روزہ فاسد ہوجاویگا اور اسی طرح اگر
چہرے کا پسینہ روزہ دار کے مُنھ مین داخل ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے- بدن کے مسامون سے
جو تیل اندر داخل ہوجاتا ہے اُس سے روزہ نہین ٹوٹتا یہ شرح مجمع مین لکھا ہے- جو شخص پانی سے نہایا اور
اُسکی سردی جسم کے اندر محسوس ہوئی تو اُس سے روزہ فاسد نہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہے- اگر آنکھ مین
کچھ دوا ٹپکائی تو ہمارے نزدیک اُس سے روزہ فاسد نہوگا اگرچہ اُسکا مزا حلق مین محسوس ہو- اگر کسی
کے تھوک مین سرمہ کا اثر یا رنگ ظاہر ہوا تو عامہ مشائخ کا یہ قول ہے کہ اُسکا روزہ فاسد نہوگا یہ ذخیرہ مین
لکھا ہے یہی اصح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے- اگر کسی کو قے ہوگئی یا اُسنے از خود مُنھ بھر کر یا اُس سے کم قے کی اور وہ آپ
سے لوٹ گئی یا اُسنے لوٹائی یا باہر نکلی تو اگر آپ سے قے لوٹائی یا اپنے ارادہ سے مُنھ بھر کر قے کی تو روزہ ٹوٹ
جائیگا اُسکے سوا اور کسی صورت مین نہین ٹوٹیگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہے- اور یہ سب حکم اُس وقت ہے کہ جب قے
مین کھانا یا پانی یا پت ہون اور اگر بلغم ہے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک روزہ نہین ٹوٹتا اور مُنھ بھر کر
ہو تو امام ابویوسف رح کا اسمین خلاف ہے اور یہ قول امام ابویوسف رح کا اُن دونون کے قول سے احسن ہے یہ
فتح القدیر مین لکھا ہے جس شخص نے تیل کا حقنہ لیا یا ناک مین تیل چڑھایا یا کان مین ٹپکایا تو اُسکا روزہ ٹوٹ جائیگا
اور کفارہ اُسپر واجب نہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر اُسکے بغیر فعل کے تیل اندر داخل ہوگیا تو بھی روزہ ٹوٹ
جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے- اگر کسی نے کان مین پانی ٹپکایا تو روزہ نہین ٹوٹیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہی
صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر اپنے پیشاب کے مقام مین کچھ ٹپکایا تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح
کے نزدیک روزہ نہین ٹوٹتا یہ محیط مین لکھا ہے برابر ہے کہ پانی ٹپکایا ہو یا تیل اور یہ اختلاف اُس صورت مین ہے
کہ وہ مثانہ تک پہونچ جاوے اور اگر مثانہ تک نہ پہونچا ہو اور ذکر کی ڈنڈی مین ہو تو بالاجماع روزہ نہین
ٹوٹیگا یہ تبیین مین لکھا ہے- اگر عورتین اپنے پیشاب کے مقام مین کچھ ٹپکا دین تو بلا خلاف روزہ ٹوٹ جائیگا
یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر پیٹ[1] یا سر مین اندر تک زخم ہو اور اُسمین دوا ڈالین تو اکثر مشائخ کا
یہ قول ہے کہ اگر دوا پیٹ یا دماغ کے اندر تک پہونچ گئی تو روزہ فاسد ہوجاویگا دوا کے اندر پہونچنے

[1] پیٹ مین جوف تک اور سر مین بھیجے تک

کا اعتبار ہی اُسکے تر یا خشک ہونے کا اعتبار نہیں یہان تک کہ اگر یہ معلوم ہوا کہ خشک دوا اندر پہونچگئی تو روزہ فاسد ہوجاویگا اور اگر یہ معلوم ہوا کہ تر دوا اندر نہیں پہونچی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا یہ عنابیہ مین لکھا ہی اور اگر ان دونون مین سے کچھ نہ معلوم ہوا اور دوا تر تھی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاویگا اسلیے کہ عادت یہی ہی کہ تر دوا اندر پہونچ جاتی ہی اور صاحبین رح کے نزدیک نہیں ٹوٹیگا اسلیے کہ اندر پہونچنا معلوم نہین ہوا اور شک مین روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر دوا خشک ہو تو بالاتفاق روزہ نہین ٹوٹےگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی کے نیزہ یا تیر لگا اور اُسکے پیٹ کے اندر ٹوٹ رہا تو روزہ فاسد ہوجاویگا اور اگر ایک کنارہ اسکا باہر رہا تو روزہ فاسد نہ ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے گوشت کی بوٹی کو ڈورے مین باندھ کر نگلا پھر اُسی وقت نکال لیا تو روزہ نہین ٹوٹیگا اور جو چھوڑ دیا تو ٹوٹ جاویگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کسی لکڑی کو نگل گیا اور سر اُسکا ہاتھ مین ہی اور پھر باہر نکال لیا تو روزہ نہین ٹوٹیگا اور اگر کل لکڑی کو نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے اپنے پیخانہ کے مقام مین اُنگلی داخل کی یا عورت نے اپنی فرج مین اُنگلی داخل کی تو روزہ نہین ٹوٹیگا یہی مختار ہی لیکن اگر وہ پانی یا تیل مین بھیگی ہوئی ہو تو پانی یا تیل کے اندر پہونچنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب روزہ یاد ہو اور یہ تنبیہ بہتر ہی اور ضرور ہی کہ اُسکو یاد رکھے اسواسطے کہ ان سب مسئلون مین روزہ اُسی وقت ٹوٹتا ہی کہ جب روزہ یاد ہو ورنہ نہین ٹوٹتا یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر کسی کی کانچ باہر نکل آوے اور وہ روزہ دار ہو تو اُسکو چاہیے کہ جب تک اُسکو کپڑے سے نہ پونچھ لے تب تک جگہ سے نہ اُٹھے تاکہ اُسکے اندر پانی داخل ہونے سے روزہ نہ ٹوٹ جاوے اور اسی واسطے فقہا نے کہا ہی کہ اگر روزہ دار ہو تو استنجا کرنے مین سانس نہ لے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر روزہ دار استنجا دیر تک کرے یہان تک کہ پانی حقنہ کے مقام تک پہونچ جاوے تو روزہ فاسد ہوجاویگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کسی کی زبردستی کی وجہ سے رمضان کے دن مین مجامعت کی تو قضا لازم آویگی کفارہ لازم نہ آویگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی اور اسی طرح اگر عورت نے زبردستی کی تو بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر فجر کے طلوع ہونے سے پہلے دخول کیا اور جب صبح کے طلوع ہونے کا خوف ہوا تو باہر نکال لیا اور انزال ہوگیا لیکن اُسوقت صبح ہوچکی تھی تو اُسپر قضا لازم نہ ہوگی اور اگر بھولکر جماع شروع کیا یا طلوع فجر سے پہلے دخول کیا پھر فجر طلوع ہوگئی یا بھولنے والے کو یاد آگیا تو اگر فوراً باہر نکال لیا تو صحیح روایت کے بموجب روزہ فاسد نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر اُسی حالت پر قائم رہا تو ظاہر روایت کے بموجب اُسپر قضا اور کفارہ دونون لازم آوینگے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کسی عورت کے منھ یا فرج کو شہوت سے باربار دیکھا یا ایک مرتبہ دیکھا اور انزال ہوگیا تو روزہ نہین ٹوٹیگا اور اسی طرح اگر خیال باندھنے سے انزال ہوگیا تو بھی روزہ نہین ٹوٹتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر اپنی عورت کے بوسے لیے اور انزال ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہی کفارہ لازم نہین آتا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور باندی اور لونڈون کے بوسے لینے مین بھی یہی حکم ہی۔ اور عورت اگر اپنے شوہر کے بوسے لے اور تری دیکھے تو روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر تری

نہ دیکھے اور لذت پاوے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور امام محمد رح کا اسمین خلاف ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے۔ اگر کسی جانور کے بوسے لیے اور انزال ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے اور مساس اور مباشرت اور مصافحہ اور معانقہ کا حکم مثل بوسے کے ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر عورت کو کپڑے کے اوپر سے مساس کیا اور انزال ہوگیا تو اگر اُسکے بدن کی حرارت معلوم ہوئی تو روزہ فاسد ہوجاویگا ورنہ فاسد نہوگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے۔ اگر عورت نے شوہر کا مساس کیا اور شوہر کو انزال ہوگیا تو روزہ فاسد نہوگا اور اگر شوہر نے عورت کو خود اس امر کی تکلیف دی تھی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی جانور کی فرج کو مساس کیا اور انزال ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور اگر جانور یا مردہ سے مجامعت کی یا فرج کے باہر مجامعت کی اور انزال نہین ہوا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر ان سب صورتون مین انزال ہوگیا تو قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ روزہ دار اگر اپنے ذکر کو ہلاوے اور انزال ہوجاوے تو قضا لازم ہوگی یہی مختار ہے اور عامہ مشائخ کا یہی قول ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور اگر اپنے ذکر کو اپنی عورت کے ہاتھ سے ہلواوے اور انزال ہوجاوے تو روزہ فاسد ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر سوتی ہوئی عورت یا مجنونہ عورت سے جسکا جنون عارضی ہو اور وہ حالت افاقہ مین روزہ کی نیت کرچکی ہو مجامعت کیجاوے تو تینون امامون کے نزدیک اُسکا روزہ ٹوٹ جاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر دو عورتین باہم مساحقہ کرین یعنی آپسمین مشغول ہون اور اُن دونون کو انزال ہوجاوے تو اُن دونون کا روزہ ٹوٹ جاوے گا ورنہ نہین ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور انزال کی صورت مین کفارہ نہ آویگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے دوسری قسم اُن چیزون کے بیان مین جنسے قضا اور کفارہ واجب ہوتا ہے جس شخص نے دونون راستون مین سے کسی راستہ مین عمداً مجامعت کی تو اُسپر قضا اور کفارہ لازم ہوگا اُن دونون مقامون کی مجامعت مین انزال شرط نہین ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر عورت تابعدار ہوگئی تو اُسکا بھی وہی حکم ہے اور اگر زبردستی سے مجبور تھی تو قضا واجب ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر ابتدا مین زبردستی سے مجبور تھی پھر رضامند ہوگئی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کسی لڑکے یا مجنون کو عورت نے اپنے اوپر قادر کرلیا اور اُسنے اُس عورت کے ساتھ زنا کیا تو بالاتفاق اُس عورت پر کفارہ واجب ہوگا یہ زاہدی مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے عمداً کوئی ایسی چیز کھائی جو غذا یا دوا ہوتی ہے تو کفارہ لازم ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہے جب وہ غذا یا دوا کے واسطے کھائے اور اگر اُن دونون کا ارادہ نہین کیا تو کفارہ لازم نہ ہوگا قضا واجب ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے۔ پس روزہ دار اگر روٹی یا کھانے یا پینے کی چیزین یا تیل یا دودھ کھاوے پیے یا ہڑ یا مشک یا زعفران یا کافور یا غالیہ کھاوے تو ہمارے نزدیک اُسپر قضا اور کفارہ لازم آوے گا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور اسی طرح اگر سرکہ یا کھٹا پانی یا کسی یا زعفران یا باقلہ یا خربزہ یا ککڑی یا کھیرا یا درخت انگور یا بارش یا برف یا اولہ کا عمداً پانی پیا تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر وہ مٹی کھائی جو دوا کے واسطے کھائی

جاتی ہی جیسے گل ارمنی یا وہ مٹی جسکو بھونکر کھاتے ہین یا جوار کا آٹا مسکہ مین ملا کر کھایا یا چھوٹا سا خربزہ نگلا تو بھی
یہی حکم ہی اور اسی طرح کچا گوشت یا کچی چربی کھائی تو بھی قول مختار کے بموجب یہی حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین
لکھا ہی اگر جو نگل گیا تو اگر بھونا ہوا تھا تو کفارہ لازم ہوگا اور جو بغیر بھونا تھا تو کفارہ لازم نہوگا اسواسطے کہ
بھونا ہوا کھانے کا دستور ہی اور بغیر بھونا ہوا کھانے کی عادت نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جوار کے آٹے مین
اگر مسکہ یا دہی ملا ہوا ہو تو اُسکے کھانے سے کفارہ واجب ہوگا اگر گیہون کھاوے تو بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ
مین لکھا ہی - اگر جوار کا درخت کھاوے تو زندویسی نے کہا ہی کہ میری راے یہ ہی کہ اُسپر کفارہ لازم ہوگا اسلیے
کہ اُسمین شیرینی ہوتی ہی اور اُس سے لذت حاصل ہوتی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر درخت کے پتے
کھاوے تو اگر وہ اس قسم کے ہین جنکو کھایا کرتے ہین جیسے انگور کے پتے جو ٹہرے ہوگئے ہون تو اُسپر
قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی سارے نباتات کا یہی حکم ہی اگر انگور کا دانہ کھایا اگر
اسکو چبایا تو قضا اور کفارہ لازم آویگا اور اگر اسکو اسی طرح نگل گیا تو اگر اُسپر پوست نہ تھا تو اُسپر قضا
اور کفارہ لازم ہوگا اور اگر پوست تھا تو عامہ علما کا مذہب یہ ہی کہ اُسپر قضا اور کفارہ لازم ہوگا ابو سہل
نے کہا ہی کہ کفارہ لازم نہوگا یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر تازہ بادام کو نگل گیا تو کفارہ لازم ہوگا یہ
محیط سرخسی مین ہی - اور اگر بادام یا اخروٹ تازہ یا خشک چبا کر نگل گیا تو کفارہ لازم ہوگا یہ معراج الدرایہ
مین لکھا ہی - نمک کھانے سے کفارہ لازم نہوگا لیکن اگر خالی نمک کھانے کی عادت ہی تو کفارہ لازم ہوگا
یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر نمک کھاویگا تو کفارہ واجب ہوگا یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی صدر الشہید رح نے
کہا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی اور اسی سے ملتے ہوئے
ہین یہ مسئلے اگر کسی نے بھولکر کچھ کھایا یا پیا یا مجامعت کی اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ اس سے میرا روزہ ٹوٹ گیا
پھر اُسنے عمداً کھا لیا تو اُسپر کفارہ واجب نہوگا اور اگر جانتا ہی کہ روزہ بھولنے سے نہین ٹوٹتا تو بھی امام
ابو حنیفہ رح کے نزدیک کفارہ لازم ہوگا یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر کسی کو قے آئی اور اُسکو یہ گمان
ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اُسنے کچھ کھایا تو اُسپر کفارہ واجب نہوگا اور اگر وہ یہ جانتا ہی کہ اُس سے روزہ
نہین ٹوٹتا تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اگر کسی کو احتلام ہوا اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ روزہ
ٹوٹ گیا اور اُسکے بعد عمداً کھا لیا تو اُسپر کفارہ واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر احتلام کا حکم معلوم ہی
تو کفارہ واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کسی نے پچھنے لگائے اور اُسکو گمان ہوا کہ اس سے روزہ ٹوٹ
جاتا ہی پھر عمداً کھا لیا تو اُسپر قضا اور کفارہ لازم ہوگا لیکن اگر کسی فقیہ نے اُسکو یہ فتوی دیا کہ روزہ ٹوٹ
گیا یا اُسکو حدیث پہونچی اور اُسپر اعتماد کیا تو کفارہ واجب نہوگا یہی حکم ہی امام محمد رح کے نزدیک اور امام
ابو یوسف رح کا قول اسکے خلاف ہی اور اگر حدیث کی تاویل معلوم ہی تو کفارہ واجب ہوگا یہ ہدایہ مین
لکھا ہی - اگر کسی نے سرمہ لگایا یا بدن پر یا مونچھون پر تیل ملا اور اُسکو گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر
عمداً کچھ کھا لیا تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا لیکن اگر وہ جاہل تھا اور کسی نے اسکو روزہ ٹوٹنے کا فتوی
دیدیا تو کفارہ واجب نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر مسافر اپنے شہر مین زوال سے پہلے

داخل ہوا اور وہان کچھ نہ کھایا اور روزہ کی نیت کر لی پھر عمداً مجامعت کی تو اسپر کفارہ واجب نہوگا - اسیطرح اگر مجنون کو زوال سے پہلے افاقہ ہوا اور اُسنے روزہ کی نیت کی پھر مجامعت کی تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر کسی نے صبح کے روزہ کی نیت نہین کی تھی پھر زوال سے پہلے نیت کی پھر کچھ کھالیا تو اسپر کفارہ واجب نہوگا یہ کشف الکبیر مین لکھا ہے - اور صحیح یہ ہے کہ اگر کسی نے روزہ توڑا پھر ایسا بیمار ہوا کہ روزہ نہین رکھ سکتا تو ہمارے نزدیک کفارہ ساقط ہوجاویگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے یہی اصح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے پس اصل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی دن کے آخر وقت مین یہ حالت ہو کہ اگر وہ حالت صبح کو ہوتی تو روزہ توڑنا اُسپر مباح ہوتا تو اُس سے کفارہ ساقط ہوجاویگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اگر مسواک کر کے یہ گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر عمداً کھالیا تو اُسپر قضا اور کفارہ واجب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر کسی کی غیبت کی اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے پھر اُسکے بعد عمداً کچھ کھالیا تو کفارہ واجب ہوگا اگرچہ کسی فقیہ سے فتوی لیا ہو یا کسی حدیث کی تاویل کی یہ بدائع مین لکھا ہے عامہ علما کا یہی قول ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے - اگر کسی عورت نے عمداً روزہ توڑ دیا پھر اُسکو اُسی روز حیض ہوا یا بیماری ہوئی تو روزہ قضا کریگی کفارہ واجب نہوگا اگر کسی نے روزہ توڑا اور پھر بیہوش ہوگیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اگر کسی نے اپنے آپ کو زخمی کیا اور ایسا حال ہوگیا کہ روزہ پر قادر نہین ہے تو بعضون نے کہا ہے کہ کفارہ ساقط نہوگا یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - اگر کسی جانور یا مردہ سے مجامعت کی اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اُسنے عمداً کچھ کھالیا تو اُسپر کفارہ آویگا بشرطیکہ اس مسئلہ کو جانتا ہو اور اگر جاہل ہوگا تو قضا لازم آویگی کفارہ لازم نہوگا - اور اگر کسی نے اپنی اُنگلی دبر مین داخل کی یا کوئی لڑی نگل گیا اور اُسکے ہاتھ سے نہین چھوٹی اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اُسکے بعد عمداً کچھ کھالیا تو بھی یہی حکم ہے - اگر کسی عورت کے حسن کو دیکھا اور اُسے گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا اُسکے بعد عمداً کچھ کھالیا تو اُسکا حکم مثل قے کے ہے - اگر ایسے مردار کو کھایا جسمین کیڑے پڑے تھے تو روزہ فاسد ہوجاویگا اور کفارہ لازم نہین آویگا اور اگر کیڑے نہ پڑے ہون تو قضا اور کفارہ دونون لازم ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے - اگر کسی شخص کو رمضان کے دن مین قتل کرنے کے واسطے لائے اور اُسنے کسی شخص سے پانی مانگا اور اُسنے پلا دیا پھر اُسکا خون معاف ہوگیا تو شیخ امام ظہیر الدین نے کہا ہے کہ اُسپر کفارہ واجب ہوگا - اگر کسی نے اپنی خوشی سے عمداً دن مین عورت سے مجامعت کی پھر اُسکو زبردستی بادشاہ نے سفر کو بھیجا تو ظاہر اصول کے بموجب کفارہ ساقط نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے -

پانچوان باب اُن عذرون کے بیان مین جنسے روزہ نہ رکھنا مباح ہوتا ہے

منجملہ اُنکے سفر ہے جو روزہ رکھنے کو مباح کرتا ہے - جس دن سفر شروع کر دیا وہ دن روزہ توڑنے کا عذر نہین ہے یہ غیاثیہ مین لکھا ہے پس اگر کسی نے دن مین سفر کیا تو اُسدن روزہ توڑنا جائز نہین اور اگر روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم نہوگا اور اگر روزہ توڑ کر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم آویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اگر کسی شخص نے صبح کے وقت عمداً کچھ کھالیا پھر بادشاہ نے زبردستی اُس سے سفر کرایا تو ظاہر روایت کے بموجب کفارہ ساقط نہوگا اور اگر اپنے اختیار سے سفر کیا تو باتفاق روایات کفارہ ساقط نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے - اگر رمضان مین

کسی نے سفر کیا پھر کوئی چیز بھول گیا تھا اُسکے لینے کو اپنے گھر کیطرف لوٹا اور اپنے گھر مین کچھ کھایا پھر سفر کو چلا گیا تو قیاس یہ ہی کہ اُسپر کفارہ واجب ہوگا اسلیے کہ اُسکا سفر موقوف ہوگیا تھا فقیہ نے کہا ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مرض ہی مریض کو اگر اپنی جان کے تلف ہونے کا یا کسی عضو کے بیکار ہوجانے کا خوف ہو تو بالاجماع یہ حکم ہی کہ روزہ توڑ دے اور اگر مرض کی زیادتی کا یا اُسکے دیر تک رہنے کا خوف ہو تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہی اور روزہ توڑنے کے بعد اُسپر قضا لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اس بات کو مریض اپنے اجتہاد سے پہچانے اور اجتہاد محض وہم کا نام نہین بلکہ غالب گمان حاصل ہو خواہ کسی علامت سے یا تجربہ سے یا ایسے مسلمان طبیب کے آگاہ کرنے سے جو کھلا ہوا فاسق نہو فتح القدیر مین لکھا ہی - اگر تندرست کو یہ خوف ہو کہ وہ روزہ رکھنے سے بیمار ہوجاویگا تو وہ مریض کے حکم مین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر کسی کو بخار کی باری کا دن ہو اور بخار کے ظاہر ہونے سے پہلے اُسنے کچھ کھالیا تو کچھ مضائقہ نہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اگر کسی کو تیسرے دن بخار آتا ہی اور اُسنے دورہ کے دن اس وہم پر روزہ توڑ ڈالا کہ بخار آویگا تو ضعف ہوجاویگا اور اُسکو بخار نہ آیا تو کفارہ لازم ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے حاملہ ہونا اور بچہ کو دودھ پلانا ہی - حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی جان یا بچہ کا خوف ہو تو روزہ توڑین اور قضا کرین کفارہ اُنپر لازم نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے حیض اور نفاس ہی - اگر کسی عورت کو حیض یا نفاس ہو تو روزہ نہ رکھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اگر کسی عورت کو حیض آنے کا گمان تھا اسوجہ سے اُسنے روزہ توڑ دیا اور اُس روز حیض نہ آیا تو اظہر یہ ہی کہ اُسپر کفارہ لازم آویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر رات مین حیض سے پاک ہوجاوے اور حیض پورے دس دن آیا ہی تو صبح کو روزہ رکھے اور اگر دس دن سے کم آیا ہی پس اگر اُسنے رات مین سے اتنا وقت پایا کہ غسل کرنے کے بعد بھی ہلکی سی ایک ساعت رات رہی ہو تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہانے سے فارغ ہونے کے ساتھ ہی فجر طلوع ہوئی تو روزہ نہ رکھے اسلیے کہ جب حیض دس دن سے کم ہو تو نہانے کی مدت منجملہ حیض کے ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے پیاس اور بھوک ہی اگر کسی کو روزہ مین بھوک یا پیاس کے سبب سے ہلاک ہوجانے کا یا عقل کے نقصان کا خوف ہو جیسے کہ باندی کام کرتے کرتے تھک کر روزے سے ہلاکت کا خوف کرے اور اسی طرح سے وہ شخص جسکو بادشاہ کا ہو کل گرمی کے موسم مین دربار کو لیجاوے اور اُسے ہلاک ہونے یا عقل کے نقصان کا خوف ہو تو روزہ توڑنا جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے بڑھاپا ہی - شیخ فانی اگر روزہ پر قادر نہو تو روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہی - بوڑھی عورت کا بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - شیخ فانی وہ شخص ہی جو ہر روز زیادہ ضعیف ہوتا جاوے یہانتک کہ مرجاوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور یہ اختیار ہی کہ چاہے فدیہ اول رمضان مین ایکبار دے اور چاہے کل فدیہ آخر رمضان مین دے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ پر قادر ہوگیا تو فدیہ کا حکم باطل ہوگا اور روزے اُسپر واجب ہونگے یہ نہایہ مین لکھا ہی - اور اگر قسم یا قتل کے کفارہ کے روزے تھے اور شیخ فانی ہونے کیوجہ سے اُنسے عاجز ہوگیا تو اُنکے بدلے کھانا کھلانا جائز نہین اور قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہی

کہ جو روزہ کہ خود اصل ہو اور کسی دوسرے کا عوض نہو اُسکے عوض مین جب روزہ رکھنے سے مایوس ہو تو کھانا دے سکتا ہے اور جو روزہ کہ دوسرے کا بدل ہو اور خود اصل نہو اسکی عوض مین کھانا نہین دے سکتا اگرچہ آیندہ روزہ رکھنے سے مایوس ہوگیا ہو مثلاً قسم کے کفارہ کے روزہ کے بدلے مین کھانا دینا جائز نہین اسلیے کہ وہ خود دوسرے کے بدل ہین اور کفارہ ظہار اور کفارہ رمضان مین اگر اپنی فقیری کیوجہ سے غلام آزاد کرنے سے اور بوڑھاپے کیوجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو اُسکے عوض مین ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلا سکتا ہے اسواسطے کہ یہ فدیہ روزہ کے عوض مین نص سے ثابت ہوا ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے - اگر رمضان کا روزہ مرض یا سفر کے عذر سے فوت ہوگیا اور وہ مرض یا سفر بھی باقی تھا کہ وہ مرگیا تو اُسپر قضا واجب نہین لیکن اگر اُسنے یہ وصیت کی ہو کہ روزہ کے عوض مین کھانا کھلایا جاوے تو وصیت صحیح ہے واجب نہین اور اُسکے تہائی مال مین سے کھانا کھلایا جاوے - اور اگر مریض اچھا ہوگیا یا مسافر سفر سے واپس آیا اور اسقدر وقت اُسکو ملا کہ جسقدر روزے فوت ہوئے تھے اُنکی قضا کر سکتا تھا تو اُسپر اُن سب کی قضا لازم ہوئیں اگر روزے نہین رکھے اور موت آگئی تو اُسپر واجب ہے کہ فدیہ کی وصیت کرے یہ بدائع مین لکھا ہے اور اُسکی طرف سے اُسکا ولی ہر روزہ کے عوض مین ایک مسکین کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوارے یا جو دیوے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر اُسنے وصیت نہین کی اور وارثون نے اُسپر احسان کرکے اپنی طرف سے فدیہ دیا تو بھی جائز ہے لیکن بغیر وصیت کے اُنپر واجب نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے - ولی اُسکی طرف سے روزہ نہین رکھ سکتا یہ تبیین مین لکھا ہے اگر مریض صحیح یا مسافر مقیم ہوا پھر وہ دونون مرگئے تو بقدر صحت اور اقامت اُنپر قضا لازم ہوگی بالاتفاق سب فقہا کا یہی قول ہے یہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اگر دوسرا رمضان آیا اور اُسنے پہلے رمضان کے روزہ قضا نہین کیے تو ادا روزون کو قضا پر مقدم کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے - ہمارے اصحاب مین سے رازی نے کہا ہے کہ نفل روزہ مین بغیر عذر افطار جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہے یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے یہی ظاہر روایت ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے - امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح سے مروی ہے کہ ضیافت بھی عذر ہے یہ کافی مین لکھا ہے فقہا نے کہا ہے کہ مذہب صحیح یہ ہے کہ اگر دعوت کرنے والا ایسا شخص ہو کہ صرف اُسکے حاضر ہونے سے راضی ہوجاویگا اور کھانا نہ کھانے کیوجہ سے اُسکو رنج نہوگا تو روزہ نہ توڑے اور اگر جانتا ہے کہ اُسکو کھانا نہ کھانے کیوجہ سے رنج ہوگا تو روزہ توڑ دے اور پھر قضا کرے شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہے کہ اس مسئلہ مین سب سے بہتر قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنے اوپر قضا رکھ لینے کا اعتماد ہو تو اپنے مسلمان بھائی کا رنج دور کرنے کیواسطے روزہ توڑ دے اور اگر اپنے اوپر قضا رکھنے کا اعتماد نہین ہے تو روزہ نہ توڑے اگرچہ روزہ نہ توڑنے مین مسلمان کو رنج ہوتا ہو اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب روزہ توڑنا زوال سے پہلے ہو اور زوال کے بعد کسی صورت مین روزہ نہ توڑے لیکن اگر اُسمین والدین کی نافرمانی ہوتی ہو تو توڑ دے یہ محیط مین لکھا ہے ضیافت میزبان اور مہمان دونون کے حق مین عذر ہے یہ شرح وقایہ مین لکھا ہے ضیافت واجب روزہ مین عذر نہین یہ ینابیع مین لکھا ہے - مجنون کو اگر رمضان کے کچھ حصہ مین افاقہ ہوگیا تو گذشتہ دنون کی قضا لازم آویگی اور اگر پورے مہینہ جنون رہا تو قضا لازم نہ آویگی اور ظاہر روایت مین اس جنون مین جو بلوغ کے بعد ہو اور اُسمین جو بلوغ سے پہلے ہو کچھ فرق نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر رمضان کے آخر روز مین زوال کے بعد افاقہ ہوا

تو قضا واجب نہوگی یہ کفایہ اور نہایہ مین لکھا ہی اگر تمام رمضان بیہوش رہا تو اُسکے روزہ قضا کریگا یہ حکم اجماعی
ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص کو سورج ڈوبنے کے بعد بیہوشی یا جنون ہوگیا اور کئی روز
تک یہ حال رہا تو اُس شب کے بعد جو دن آویگا اُسدن کا روزہ قضا نہ کرے اسلیے کہ اگر اسکو معلوم ہی کہ
اُس دن کے روزہ کی نیت کر لی تھی تو ظاہر ہی کہ وہ روزہ ہوگیا اور اگر یہ بات نہین معلوم تو ظاہر حال یہی ہی
کہ نیت کی ہوگی اور عمل ظاہر حال پر واجب ہی لیکن اگر مسافر ہو یا ایسا شخص ہو جسکو رمضان مین روزے
توڑنے کی عادت ہی تو اُسپر قضا واجب ہوگی اسلیے کہ ظاہر حال اُسکا نیت پر دلالت نہین کرتا یہ زاہدی مین
لکھا ہی غازی اگر جانتا ہو کہ وہ رمضان مین دشمن سے لڑیگا اور روزہ رکھنے مین اُسکو ضعف کا خوف ہو تو
اُسکو روزہ توڑنا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پھر اگر لڑائی کا اتفاق نہو تو اُسپر کفارہ واجب نہوگا اسلیے کہ لڑائی
مین قوت حاصل کرنے کیواسطے اول کھانا کھانے کی حاجت ہی مرض کا یہ حال نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اگر کوئی
پیشہ ور اپنے خرچ کا محتاج ہو اور وہ یہ جانتا ہو کہ وہ اپنے پیشہ مین مشغول ہوگا تو اُسکو ایسا ضرر ہوگا کہ روزہ
توڑنا جائز ہوجائیگا تو بیمار ہونے سے پہلے اُسکو روزہ توڑنا حرام ہی یہ قنیہ مین لکھا ہی

چھٹا باب نذر کے بیان مین اصل یہ ہی کہ نذر بغیر اُسکی شرطون کے صحیح نہین ہوتی پہلی شرط یہ ہی کہ جس
چیز کی نذر کرے اُسکی جنس سے شرعاً کوئی واجب ہو اسی واسطے عیادت مریض کی نذر صحیح نہین دوسری یہ
کہ وہ مقصود بالذات ہو وسیلہ نہو پس وضو اور سجدہ تلاوت کی نذر صحیح نہ ہوگی تیسری یہ کہ جس چیز کی نذر کرے
وہ فی الحال یا کسی اور وقت مین واجب نہ ہو پس اگر کوئی ظہر کی نماز یا اور کسی وقت کی نماز کی نذر کرے تو صحیح
نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی چوتھی یہ کہ جس چیز کی نذر کرے وہ اپنی ذات مین گناہ کا کام نہ ہو یہ بحر الرائق مین لکھا
ہی پس اگر کوئی یون کہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مین نے قربانی کے دن کے روزہ کی نذر کی تو اُسدن روزہ
نہ رکھے اور پھر قضا کرے اور یہ نذر صحیح ہی اسلیے کہ روزہ رکھنا بالذات مشروع ہی اور منع دوسری
وجہ سے ہوگیا اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت قبول نہ کی اور اگر اُسی دن روزہ رکھ لیا تو نذر کا واجب
ادا ہوگیا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور ایک شرط اور بھی ضرور ہی اور وہ یہ ہی کہ جس کی نذر کرے اُس کام کا ہونا
محال نہ ہو پس اگر کسی نے روز گذشتہ مین روزہ رکھنے کی نذر کی تو نذر صحیح نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی -
اور اگر کسی نے یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ جس روز فلان شخص آویگا اُس روز
روزہ رکھونگا پھر وہ شخص ایسے وقت مین آیا کہ جب وہ کھانا کھا چکا تھا یا نذر کرنے والی عورت تھی کہ اُسکو
حیض آگیا تھا تو امام محمد رحمہ کے قول کے بموجب اُسپر کچھ واجب نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور
یہی مختار ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی - اور اگر وہ زوال کے بعد آیا تو بھی امام محمد رحمہ کے قول کے بموجب کچھ
واجب نہین اور کسی اور امام سے اس مسئلہ مین کچھ روایت نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ
کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ جسدن فلان شخص آویگا اُسدن روزہ رکھون اور وہ رات میں آیا
تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر دن مین زوال سے پہلے آیا اور ابھی تک اُسنے کچھ نہین کھایا ہی تو روزہ رکھے
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ جسدن فلان شخص آویگا

اُسدن ہمیشہ روزہ رکھونگا پھر وہ شخص ایسے دن آیا کہ اُسنے کھانا کھا لیا تھا تو اُسدن کا روزہ اُسپر واجب نہوگا آیندہ اُسکے مثل کے ہر روز کا روزہ اُسکے ذمہ واجب ہوگا یہ سراج الوہاج و محیط مین لکھا ہے اور اگر کسی شخص نے اپنے اوپر یہ واجب کر لیا کہ جس روز فلان شخص آویگا اُس روز ہمیشہ روزہ رکھا کرونگا پھر دوسری نذر اُسنے یہ کی کہ جس روز فلان شخص کا قصور معاف ہوگا اُسدن ہمیشہ رکھا کرونگا پھر جسدن وہ شخص جسکے آنے کی نذر کی تھی آیا اُسی دن اُسکا قصور معاف ہوا جسکے قصور کے معاف ہونے کی نذر کی تھی تو اُسپر ہمیشہ صرف اُسی ایک دن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اس سے زیادہ اور کچھ واجب نہ ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک دن روزہ رکھون تو اُسپر ایک دن کا روزہ واجب ہے اور اُسکے ادا کرنے کے واسطے دن معین کرنے کا اُسکو اختیار ہے اس روزہ مین بالاجماع اسکو مہلت ہے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ آدھے دن کا روزہ واجب ہے تو نذر صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ دو دن یا تین دن یا دس دن کے روزے رکھون تو اُسی قدر اُسپر واجب ہونگے اور اُنکے ادا کرنے کا کوئی وقت معین کرلے اور اگر چاہے جدا جدا رکھے چاہے برابر رکھے لیکن اگر نذر مین برابر رکھنے کی نیت کی تھی تو برابر رکھنا لازم ہوگا پس اگر نذر مین برابر روزہ رکھنے کی نیت کی تھی اور ایک درمیان مین روزہ نہ رکھا یا اُن روزون کی مدت مین عورت کو حیض ہوگیا تو از سر نو روزے شروع کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر نذر مین متفرق روزے رکھنے کی نیت کی تھی اور برابر روزے رکھ لیے تو جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ برابر دس دن کے روزے رکھون پھر پندرہ دن کے روزے رکھے اور درمیان مین ایک دن روزہ نہ رکھا اور یہ معلوم نہین کہ روزہ رکھنے کا دن ان پانچ مین ہے یا دس مین تو اُسکو چاہیے کہ پانچ دن برابر روزے رکھے تاکہ ایک دہائی برابر روزون کی ہوجاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک دن اور ایک دن روزہ رکھون تو اُسپر ایک دن کا روزہ واجب ہے لیکن اگر وہ اس قول سے ہمیشہ روزہ رکھنے کی نیت کرے تو وہی واجب ہوگا اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ روزہ رکھون تو ایک دن کا روزہ واجب ہوگا اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ صوم ایام واجب ہین تو تین دن کے روزے واجب ہونگے لیکن اگر زیادہ کی نیت کی تو اُسی قدر واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے صوم ایام کثیرہ میرے ذمہ واجب ہین اور کچھ نیت نہین کی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسپر دس دن کے روزے واجب ہونگے اور صاحبین رح کے نزدیک سات دن کے روزے واجب ہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر یون کہے کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ صوم الایام واجب ہین اور کچھ نیت نہین کی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسپر دس دن کے اور صاحبین رح کے نزدیک سات دن کے روزے واجب ہونگے یہ سراجیہ مین لکھا ہے اور اگر یون کہا کہ دس اور کئی دن کے روزے واجب ہین تو تیرہ دن کے روزے

واجب ہونگے یہ فتح القدیر میں لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ اتنے اتنے دن روزے رکھون تو گیارہ دن کے روزے واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ اتنے اور اتنے دن کے روزے رکھون تو اکیس دن کے روزے واجب ہونگے یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہی کسی شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک جمعہ کا روزہ واجب ہی تو سات دن کے روزے واجب ہونگے لیکن اگر اس سے اُسنے خاص جمعہ کے دن کی نیت کی تھی تو اُسی ایک دن کا روزہ واجب ہوگا اور تعین اُسی کی راے پر ہی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ جمعون کے روزے رکھون تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک دس جمعہ کے روزے واجب ہونگے اور صاحبین رح کے نزدیک تمام عمر کے جمعون کے روزے واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ اس مہینہ کے جمعون کے روزے رکھونگا تو اُسپر اس مہینہ میں جتنے جمعہ ہونگے اُنکے روزے واجب ہونگے **ف** واضح ہو کہ جمع جمع ہی تو کثرت جمع کثرت دس ہی یا معہود اس مہینہ کے جمعہ لیے جاوین کیونکہ اول الف لام سے معہود لینا چاہیے جیسا کہ اصول الفقہ میں مقرر ہوا ہی یہی ارجح ہی (مولانا) شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہی کہ یہی اصح ہی یہ ظہیریہ میں لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ کیو اسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ پنجشنبہ کے دن روزہ رکھونگا تو اب جو سب سے پہلے پنجشنبہ آوے صرف اُس پنجشنبہ کا روزہ واجب ہوگا ہر پنجشنبہ کا روزہ واجب نہوگا لیکن اگر وہ اُسی طرح نیت کرے تو واجب ہوگا اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ روزہ رکھون سنیچر کے دن آٹھ روز تو اُسپر واجب ہوگا کہ دو سنیچر کو روزے رکھے اور اگر یون کہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ روزہ رکھون سنیچر کے دن سات روز تو سات سنیچر دن کے روزے واجب ہونگے اسلیے کہ سنیچر سات دن میں مکرر نہین ہوتا پس اُسکا کلام عدد پر محمول ہوگا برخلاف پہلی صورت کے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہی اگر یون نذر کی کہ پنجشنبہ آویگا روزہ رکھونگا اور ایک پنجشنبہ کو روزہ نہ رکھا تو اُسپر قضا لازم ہوگی یہ محیط میں لکھا ہی اور اگر قضا میں تاخیر کی یہان تک کہ شیخ فانی ہوگیا یا ہمیشہ کے روزون کی نذر کی تھی پھر اس سبب سے عاجز ہوگیا یا اپنی معاش میں مشغول ہوا اور اپنے پیشہ میں بہت محنت ہونے کی وجہ سے عاجز ہوگیا تو اُسکو جائز ہی کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے جیسا کہ اول مذکور ہوچکا ہی اور اگر اپنی تنگدستی کی وجہ سے اُسپر قادر نہو تو اللہ سے مغفرت مانگے کیونکہ وہ غفور رحیم ہی اور اگر موسم کی شدت مثلاً گرمی کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو جائز ہی کہ روزہ نہ رکھے اور سردی کے موسم کا منتظر رہے اور اُسوقت قضا روزے رکھے یہ فتح القدیر میں لکھا ہی یہ اُسوقت ہی کہ ہمیشہ کے روزون کی نذر نہ کی ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہی اور اگر یون کہنے کا ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ ایک دن کا روزہ رکھون اور اُسکی زبان سے یون نکل گیا کہ مہینہ بھر کے روزے رکھون تو مہینہ بھر کے روزے واجب ہونگے اسلیے کہ نذر کے حکم میں قصد اور بے قصد برابر ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ مہینہ بھر کے روزے واجب ہین تو تیس دن کے روزے واجب ہونگے اور جونسا مہینہ چاہے اُسکے ادا کرنے کے واسطے معین کرے لیکن نذر کے بعد ہی فوراً

ادا کرنا واجب نہین یہان تک کہ تاخیر کی وجہ سے گنہگار نہین ہوتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ اس مہینہ کے روزے رکھون تو اس مہینہ کے جتنے دن باقی ہین اُنکے روزے واجب ہونگے اور اگر پورے مہینے روزے رکھنے کی نیت کی تھی تو جو اُسنے نیت کی تھی واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ برابر ایک مہینہ کے روزے رکھونگا تو برابر روزے رکھنا اُسپر واجب ہونگے اگر برابر یا غیر برابر روزے رکھنے کی تفصیل نہین کی تو اُسکو اختیار ہی اور اگر ایک مہینہ معین کیا اور اُسمین ایک دن روزہ نہ رکھا تو اُسکی قضا کرے اور از سرنو روزے رکھنا نہ شروع کرے اور اگر اُس مہینہ کے کل دنون مین روزہ نہ رکھا تو قضا مین اُسکو اختیار ہی کہ جدا جدا روزے رکھے یا برابر رکھے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے روزے رکھون پھر چاندون کے حساب سے اُسکے روزے رکھے اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہر ایک تیس تیس دن کا مہینہ ہوا اور شوال انتیس دن کا تو اُسپر پانچ دن کے روزے اور واجب ہونگے دو روزے دونون عیدون کے اور تین ایام تشریق کے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ تین مہینے کے روزے رکھون اور شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ کو اُن روزون کے واسطے معین کیا اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ تیس تیس دن کے مہینے تھے اور شوال انتیس دن کا تو اُسپر چھ دن کے روزے قضا واجب ہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ مثل ماہ رمضان کے ایک مہینہ کے روزے رکھون تو اگر برابر روزہ رکھنے مین رمضان کی مثال دی ہی تو ایک مہینے کے برابر روزے رکھنا واجب ہی اور اگر عدد مین مثال دی ہی یا کچھ نیت نہین کی تو تیس دن کے روزے واجب ہونگے چاہے اُنکو جدا جدا ادا کرے چاہے پیہم ادا کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور نوازل مین ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر صرف واجب ہونے مین مثال دی تھی تو جدا جدا روزے رکھنا اُسکو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال کے روزے واجب ہین تو عید الفطر اور عید اضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے نہ رکھے اور پھر اُنکی قضا رکھے کذا فی الہدایہ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ عید الفطر سے پہلے یہ کہا ہی اور اگر شوال مین کہا تو عید الفطر کی قضا اُسپر لازم نہین اور اسی طرح اگر بعد ایام تشریق کے کہا تو عیدین اور ایام تشریق کی قضا واجب نہین یہ فتح القدیر مین غایۃ البیان سے نقل کیا ہی۔ اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک سال کے روزے واجب ہین اور سال معین نہ کیا تو چاند کے حساب سے ایک سال کے روزے رکھے اور اُسکے بعد پینتیس روزے اور قضا رکھے تیس رمضان کے اور دو عیدین اور تین ایام تشریق کے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ برابر ایک سال کے روزے رکھون تو وہ مثل اس قول کے ہونگے جیسے یون کہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ خاص اس سال کے روزے واجب ہین تو اُسپر

رمضان کی قضا واجب نہوگی اسواسطے کہ پورے سال مین رمضان بھی شامل ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو اور اگر عورت اپنے اوپر ایک سال معین کے روزے واجب کرے تو اُس سال کے روزے رکھنے کے بعد ایام حیض کے روزے قضا کرے اسواسطے کہ سال کبھی ایام حیض سے خالی ہوتا ہو پس پورے سال کا وجوب صحیح ہوگیا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ صوم دہر واجب ہو تو چھ مہینے کے روزے واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ صوم الدہر واجب ہین تو تمام عمر کے روزے واجب ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو جب روزہ کی نذر کو کسی شرط پر موقوف کیا تو اُس شرط کے موجود ہونے سے پہلے اُس نذر کا ادا کرنا بالاجماع جائز نہین اور اگر نذر کے روزون کے لیے کوئی مہینہ معین کیا اور اسوقت سے پہلے اُنکو ادا کر دیا مثلاً یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ واجب ہو کہ رجب کے روزے رکھون اور اسکے عوض مین ربیع الاول کے روزے رکھ لیے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہو اور یہی قول امام ابو حنیفہ رح کا ہو اور امام محمد رح کے قول کے بموجب جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہو اور اگر یون کہا کہ اگر میرا قصور معاف ہو جاویگا تو مین اسقدر روزے رکھونگا تو جب تک یون نہ کہے کہ یہ اللہ کے واسطے مین اپنے اوپر واجب کرتا ہون تب تک وہ روزے واجب نہونگے یہ حکم بموجب قیاس کے ہو اور استحسان یہ ہو کہ واجب ہونگے ۔ اور اگر نذر کو کسی چیز پر موقوف نہین کیا تو کسی طرح واجب نہ ہونگے نہ بموجب قیاس کے نہ بموجب استحسان کے یہ ظہیریہ مین لکھا ہو ۔ اگر کسی نے اپنے اوپر مہینہ بھر کے روزے واجب کر لیے پھر وہ مہینہ کے گذرنے سے پہلے مر گیا تو اُسپر مہینہ بھر کے روزے واجب ہونگے اور اُسپر لازم ہو کہ اُسکی وصیت کرے اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع گیہون دیے جاوین خواہ اُن روزون کے لیے مہینہ معین کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ مسئلہ باب اعتکاف مین مذکور ہو مریض نے اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے اوپر واجب ہو کہ ایک مہینہ کے روزے رکھون اور تندرست ہونے سے پہلے مر گیا تو اُسپر کچھ لازم نہین ہو اور اگر ایک دن کے واسطے تندرست ہوگیا تو اُسپر واجب ہو کہ مہینہ بھر کے روزون کے فدیہ کی وصیت کرے امام محمد رح نے کہا ہو کہ اُسپر اُتنے دنون کے فدیہ کی وصیت واجب ہوگی جتنے دنون تندرست رہا ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو ۔ اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہو کہ برابر دو دن کے روزے مہینہ کے اول اور آخر رکھون تو اُسپر واجب ہو کہ پندرھوین اور سولھوین تاریخ کے روزے رکھے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہو کہ رجب کے مہینے کے روزے رکھون پھر اُسنے کفارہ ظہار کے واسطے دو مہینے کے برابر روزے رکھے جنمین سے ایک رجب بھی تھا تو جائز ہو اور رجب کے مہینہ کی قضا اُسپر واجب ہوگی یہی اصح ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو

ساتوان باب اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف کی تفسیر اور اسکی تقسیم اور ارکان اور شروط اور آداب اور اُسکی صحیح بیان اور مفسدات اور مکروہات جاننا ضرور ہو تفسیر اعتکاف کی یہ ہو کہ وہ نیت اعتکاف کے ساتھ مسجد مین ٹھہرنا ہو یہ نہایہ مین لکھا ہو اور اُسکی تین قسمین ہین ایک واجب ہو اور وہ نذر کا اعتکاف ہو خواہ وہ نذر کسی شرط پر موقوف ہو یا نہ ہو اور دوسری سنت مؤکدہ اور وہ رمضان

کے اخیر عشرہ کا اعتکاف ہی تیسری مستحب اور وہ ان دونون قسمون کے سوا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی شرطین
اسکی بہت ہین منجملہ اُنکے نیت ہی پس اگر بغیر نیت کے اعتکاف کریگا تو بالاجماع جائز نہین یہ معراج الدرایہ
مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مسجد جماعت ہی پس جس مسجد مین اذان اور اقامت ہوتی ہو وہان اعتکاف جائز ہی یہی
صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور سب سے افضل یہ ہی کہ مسجد الحرام مین اعتکاف کرے پھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم مین پھر بیت المقدس پھر جامع مسجد پھر اُس مسجد مین جہان جماعت بڑی ہوتی ہو یہ تبیین مین لکھا ہی اور عورت
اپنے گھر مین جہان نماز پڑھنے کی جگہ ہی وہین اعتکاف کرے اور اسی جگہہ اعتکاف کرنا اُسکے حق مین ایسا ہی جیسے
مرد کے واسطے مسجد جماعت مین اعتکاف کرنا ہی وہان سے ضروری حاجات کے سوا اور وقت مین نہ نکلے
یہ شرح مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی۔ اور اگر مسجد جماعت مین اعتکاف کریگی تو بھی جائز ہی اور مکروہ
ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور پہلی صورت افضل ہی اور اُسکے واسطے محلہ کی مسجد مین بہ نسبت بڑی مسجد کے
افضل ہی اور یہ بھی جائز ہی کہ عورت اپنے گھر مین نماز کی جگہ کے سوا اور جگہہ اعتکاف کرے یہ تبیین مین لکھا ہی
اور اگر اُسکے گھر مین کوئی جگہہ نماز کی مقرر نہ ہو تو کسی جگہہ کو نماز کے واسطے مقرر کرلے اور وہین اعتکاف
کرے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے روزہ ہی اور وہ اعتکاف واجب مین بلا اختلاف بروایت واحدہ شرط
ہی اور ظاہر الروایۃ امام ابو حنیفہ رح یہ ہی کہ اعتکاف نفل مین روزہ شرط نہین ہی اور یہی قول صاحبین رح کا ہی
ظاہر مذہب کے بموجب کم سے کم مدت اعتکاف کی کوئی مقدار مقرر نہین یہانتک کہ اگر مسجد مین داخل ہوا اور یہ
نیت کرلی کہ جبتک مسجد سے باہر نکلون تبتک اعتکاف ہی تو صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر ایک رات کے
اعتکاف کی نذر کی یا اُسنے کسی ایسے دن کے اعتکاف کی نذر کی جسمین کچھ کھا چکا تو نذر صحیح نہ ہوگی اور اگر یون کہا
کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ مہینہ بھر تک بغیر روزہ کے اعتکاف کرون تو اُسپر واجب ہی کہ اعتکاف
کرے اور روزہ رکھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور نذر کے واسطے شرط یہ ہی کہ کسی طرح کا روزہ ہو یہ شرط نہین
کہ اعتکاف کے واسطے ہی روزہ رکھے یہانتک کہ اگر کسی نے رمضان کے اعتکاف کی نذر کی تو نذر صحیح ہی
یہ ذخیرہ مین لکھا ہی پس اگر اُس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اعتکاف نہ کیا تو اُسپر واجب ہی
کہ اُسکی قضا کے واسطے ایک اور مہینہ کا اعتکاف کرے اور اُسمین برابر روزے رکھے یہ محیط مین لکھا ہی اور
اگر اُسنے کسی دوسرے مہینہ مین اُس اعتکاف کو قضا نہ کیا یہانتک کہ دوسرا رمضان آگیا اور اُسمین اعتکاف
کیا تو وہ نذر ادا نہ ہوگی اسواسطے کہ روزے جو اپنے وقت سے فوت ہوئے تو اُسکے ذمہ واجب اور بالذات
مقصود ہوگئے اور جو چیز بالذات مقصود ہوتی ہی وہ غیر سے ادا نہین ہوتی یہانتک کہ اگر کسی مہینہ کے
اعتکاف کی نذر کی اور رمضان مین اعتکاف کیا تو جائز نہین اگر اعتکاف مین روزہ توڑ دیا پھر ایک مہینہ کے
روزے مع اعتکاف کے قضا کیے تو جائز ہی اسلیے کہ قضا مثل ادا کے واقع ہوئی یہ محیط سرخسی اور خلاصہ
مین لکھا ہی۔ اگر صبح کے وقت کسی شخص کا نفل روزہ تھا پھر کچھ وقت گذر جانے کے بعد اُسنے یہ کہا کہ اللہ
کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ آج کے روز کا اعتکاف کرون تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے
بموجب قیاس یہ ہی کہ اعتکاف صحیح نہین ہوگا اسواسطے کہ اعتکاف واجب بغیر روزہ واجب کے صحیح نہین

ف یعنے وہ جگہ جو اپنے گھر مین نماز پڑھنے کے واسطے مقرر کر رکھی ہو اور جسکو پاک و صاف رکھتی ہو ۱۲

ہوتا اور صبح کے وقت روزہ نفل تھا پس اب واجب نہین ہو سکتا یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے مسلمان
اور عاقل ہونا اور جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا ہی اسلیے کہ کافر عبادت کی اہلیت نہین رکھتا اور
مجنون نیت کی اہلیت نہین رکھتا اور جنابت اور حیض و نفاس کی حالت مین مسجد مین آنا منع ہی بالغ ہونا
اعتکاف صحیح کے واسطے شرط نہین ہی پس سمجھ دار لڑکے کا اعتکاف صحیح ہوگا اور مرد ہونا اور آزاد
ہونا بھی شرط نہین ہی پس عورت کا اعتکاف اگر اُسکا شوہر ہو تو باجازت شوہر اور غلام کا اعتکاف
باجازت مالک صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی پس اگر شوہر عورت کو اعتکاف کی اجازت دیچکا تو پھر اُسکے بعد
اُسکو منع کرنے کا اختیار نہین اور اگر منع کرے تو ممانعت صحیح نہین اور مالک اگر اجازت دینے کے بعد
پھر غلام کو اعتکاف سے منع کر دے تو وہ منع کرنا صحیح ہی اور مالک اسمین گنہگار ہوگا مکاتب
کو اختیار ہی کہ بغیر اجازت مالک کے اعتکاف کرے اور مالک کو اختیار نہین کہ اُسکو منع کرے یہ
فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر عورت نے اعتکاف کی نذر کی تو شوہر کو اختیار ہی کہ اُسکو منع کرے
اسی طرح اگر غلام اور باندی نے اعتکاف کی نذر کی تو مالک کو اختیار ہی کہ منع کرے یہ محیط مین لکھا
ہی اور جب عورت مرد کے نکاح سے بائن ہو اور غلام آزاد ہوجائے تو اُسوقت اُسکی قضا کرین فتح القدیر
مین لکھا ہی منتقی مین مذکور ہی کہ اگر شوہر نے اپنی عورت کو ایک مہینہ کے اعتکاف کی اجازت دی اور
عورت نے یہ ارادہ کیا کہ برابر ایک مہینہ کا اعتکاف کرے تو مرد کو اختیار ہی کہ اُسکو یون حکم کرے کہ
تھوڑے تھوڑے دنون کا اعتکاف کر اور اگر ایک معین مہینہ کے اعتکاف کی اجازت دی اور اُسنے
برابر ایک مہینہ کا اعتکاف کیا تو اب اُسکو منع کرنے کا اختیار نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی آداب
اعتکاف کے یہ ہین کہ نیک باتون کے سوا اور کلام نہ کرے اور رمضان کے اخیر عشرہ کے
اعتکاف کا التزام کرے اور اعتکاف کے واسطے افضل مسجد اختیار کرے جیسے مسجد حرام اور
مسجد جامع یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اعتکاف مین قرآن کی تلاوت اور حدیث اور علم اور تعلیم
اور سیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکر انبیا علیہم السلام اور تذکرہ صالحین اور امور دین کے لکھنے
کا شغل رکھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر ایسی باتین کرے کہ نہین کچھ گناہ نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہین یہ
شرح طحاوی مین لکھا ہی خوبیان اعتکاف کی بس ظاہر ہین اسلیے کہ اعتکاف کرنے والا قرب
الٰہی کی طلب مین اپنے آپکو بالکل اللہ کی بندگی کے سپرد کر دیتا ہی اور دنیا کے اشغال سے جو
بندہ کو اللہ کے قرب سے دور کرتے ہین اپنے آپکو دور کر دیتا ہی اور بالکل اوقات معتکف کے
نماز مین صرف ہوتے ہین اسلیے کہ یا تو حقیقۃً نماز مین ہوتا ہی یا نماز کے انتظار مین ہوتا ہی اسلیے کہ مقصد
اصلی اعتکاف کے مشروع ہونے سے یہ ہی کہ جماعتون کی نماز کا انتظار کرے اور اعتکاف کرنیوالا
اپنے آپکو اُن لوگون کے مشابہ کرتا ہی جنکے حق مین خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہی لا یعصون اللہ ما امرہم و
یفعلون ما یؤمرون یعنی نافرمانی نہین کرتے ہین اللہ کی جب جس بات کا حکم کیا ہی اُنکو اللہ نے اور کرتے ہین
وہی جو حکم کیے جاتے ہین اور اُن لوگون سے جنکے حق مین یہ ہی یسبحون اللیل والنہار وہم لا یسامون یعنی تسبیح

عورت کیواسطے ... اعتکاف کرنے ... [illegible]

پڑھتے ہیں رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے ہیں اور منجملہ اعتکاف کی خوبیوں کے یہ ہی کہ اسکے حق میں روزہ شرط ہی اور روزہ دار اللہ کا مہمان ہوتا ہی یہ نہایہ میں لکھا ہی۔ **مفسدات** اعتکاف کا بیان منجملہ اسکے مسجد سے باہر نکلنا ہی پس معتکف کو چاہیے کہ مسجد سے باہر نہ نکلے نہ رات میں نہ دن میں اگر عذر سے نکلے تو مضائقہ نہیں اور اگر بغیر عذر ایک ساعت کے واسطے نکلا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو گیا یہ محیط میں لکھا ہی خواہ عمداً نکلا ہو خواہ بھول کر نکلا ہو یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہی اور عورت اپنی گھر کی مسجد اعتکاف سے دوسری جگہ نہ اُٹھ جاوے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہی۔ اگر عورت مسجد میں معتکف تھی اور اسی حالت میں اسکو طلاق دی گئی تو اسکو چاہیے کہ اپنے گھر میں چلی آوے اور اسی اعتکاف پر بنا کرکے اپنے گھر میں معتکف ہو جاوے اور منجملہ عذروں کے پاخانہ اور پیشاب کے لیے اور جمعہ پڑھنے کے واسطے نکلنا ہی پس اگر پیشاب یا پاخانہ کے واسطے نکلے تو قضاء حاجت کے واسطے گھر میں داخل ہو تو مضائقہ نہیں اور وضو سے فارغ ہوتے ہی مسجد میں آجاوے اور اگر گھر میں ایک ساعت ٹھہرا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جاویگا یہ محیط میں لکھا ہی اور اگر مسجد کے قرب میں کسی دوست کا گھر ہو تو اسپر یہ ضرور نہیں کہ قضاء حاجت کے واسطے وہان جاوے گھر کو نہ آوے اور اگر اسکے دو گھر ہوں ایک قریب اور ایک بعید تو بعض فقہا کا یہ قول ہی کہ بعید مکان کو جانا جائز نہیں اگر وہان جاویگا تو اعتکاف باطل ہو جاویگا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہی اور جب کسی حاجت کے واسطے نکلے تو اسکو جائز ہی کہ آہستہ آہستہ چلے یہ نہایہ میں لکھا ہی اور یہی عتابیہ میں لکھا ہی کھانا اور پینا اور سونا اپنے اعتکاف کے مقام میں چاہیے اسلیے کہ یہ کام مسجد میں ہو سکتے ہیں پس باہر نکلنے کی ضرورت نہیں یہ ہدایہ میں لکھا ہی اور جمعہ کی نماز کے واسطے سورج کے زوال کیوقت نکلے یہ حکم اسوقت ہی کہ اسکے اعتکاف کی مسجد جامع مسجد سے اتنی دور ہو کہ اگر زوال کیوقت نکلے تو خطبہ اور جمعہ فوت نہو اور اگر فوت ہونے کا خوف ہو تو زوال کا انتظار کرے لیکن ایسے وقت نکلے کہ جامع مسجد میں پہونچکر چار رکعتیں خطبہ کی اذان سے پہلے پڑھ لے اور جمعہ کے بعد بقدر چار یا چھ رکعتوں کے وہان ٹھہرے یہ کافی میں لکھا ہی پس اگر ایک دن رات وہان ٹھہرا یا پھر وہیں اعتکاف پورا کیا تو اعتکاف فاسد نہوگا مگر مکروہ ہی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہی اگر مسجد سے کسی عذر کیوجہ سے نکلا مثلاً مسجد گر گئی یا زبردستی کسی نے نکالدیا اور اسیوقت دوسری مسجد میں داخل ہو گیا تو استحسان یہ ہی کہ اعتکاف فاسد نہوگا یہ بدائع میں لکھا ہی اور اسیطرح اگر اپنی جان یا مال کے خوف سے نکلے تو بھی یہی حکم ہی تبیین میں لکھا ہی اگر پیشاب یا پاخانہ کیواسطے نکلا تھا اور قرضخواہ نے اسکو ایک ساعت روک لیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو گیا صاحبین رح کے نزدیک فاسد نہیں ہوا امام سرخسی نے کہا ہی کہ صاحبین رح کا قول مسلمانوں پر زیادہ آسان ہی یہ خلاصہ میں لکھا ہی عیادت مریض کیواسطے بھی نہ نکلے یہ بحر الرائق میں لکھا ہی اگر جنازہ کیواسطے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جاویگا اور اگر جنازہ کی نماز کے واسطے نکلا تو بھی اعتکاف فاسد ہو جاویگا اگرچہ اسکے سوا اور کوئی نماز پڑھانے والا نہو اور اگر ڈوبتے یا جلتے کو بچانے کے واسطے نکلا تو بھی اعتکاف فاسد ہو جاویگا اور اگر جہاد کے واسطے جبکہ پکار سب کو عموماً ہوا گواہی ادا کرنے کے واسطے نکلا تو بھی اعتکاف فاسد ہوگا یہ تبیین میں لکھا ہی اگر بیماری کے عذر سے ایک ساعت باہر نکلا تو اعتکاف فاسد ہو گیا یہ ظہیریہ میں لکھا ہی

اور اگر نذر اور التزام کے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ عیادت مریض یا نماز جنازہ یا مجلس علم مین حاضر ہونے کے واسطے نکلیگا تو جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین حجۃ سے نقل کیا ہے۔ اگر اذان کے منارہ کے اوپر چڑھے تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ اعتکاف فاسد نہین ہوتا اگرچہ اُسکا دروازہ مسجد سے باہر ہو یہ بدائع مین لکھا ہے موذن اور غیر موذن اس حکم مین برابر ہین یہی صحیح ہے یہ خلاصہ اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر سر اپنا کسی اپنے گھر والے کی طرف کو نکالدے تاکہ وہ سر دھووے تو کچھ مضائقہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے یہ سب حکم اعتکاف واجب کے ہین لیکن اعتکاف نفل مین اگر عذر یا غیر عذر سے نکلے تو ظاہر روایت کے بموجب کچھ مضائقہ نہین تحفہ مین ہے کہ اگر مریض کی عیادت کو جاوے یا جنازہ مین حاضر ہو تو کچھ مضائقہ نہین یہ شرح نقایہ مین ہے جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہے اور منجملہ اُنکے جماع اور اُسکے لوازم ہین معتکف پر جماع حرام ہے اور اُسکے لوازم بھی حرام ہین جیسے مباشرت اور بوسہ اور مساس اور معانقہ اور وہ جماع جو فرج سے باہر باہر ہو رات دن اس حکم مین برابر ہین اور جماع عمداً ہو یا بھولکر ہو رات مین ہو یا دن مین ہو اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے خواہ انزال ہو یا نہو۔ اور لوازم جماع سے اگر انزال ہو تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور اگر انزال نہو تو فاسد نہین ہوتا یہ بدائع مین لکھا ہے اگر خیال باندھنے یا صورت دیکھنے سے انزال ہو گیا تو اعتکاف فاسد نہین ہوتا یہ تبیین مین ہے احتلام مین بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے پھر اگر اُسکو مسجد مین غسل اسطرح ممکن ہو کہ مسجد خراب نہو گی تو مضائقہ نہین ورنہ غسل کے واسطے مسجد سے باہر نکلے اور پھر مسجد مین آجاوے اگر مسجد کے اندر کسی برتن مین وضو کیا تو اُسکا بھی اسی طرح حکم ہے یہ بدائع اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے بیہوشی اور جنون ہے صرف بیہوشی اور جنون سے بالاتفاق اعتکاف فاسد نہین ہوتا جب تک کہ اُسکا پیہم ہونا منقطع نہو جاوے اور اگر کئی روز تک بیہوش رہا یا کئی روز تک جنون رہا تو اعتکاف فاسد ہوجاویگا اور اُسپر واجب ہے کہ جب اچھا ہو تو ازسرنو اعتکاف کرے اور اگر جنون کئی برس تک رہا پھر افاقہ ہوا تو اُسپر واجب ہے کہ اعتکاف کو قضا کرے یہ بدائع مین لکھا ہے اور اگر معتوہ ہو گیا پھر کئی برس بعد اُسکو افاقہ ہوا تو اُسپر قضا واجب ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے ممنوعات اعتکاف کے منجملہ ایک اُنمین سے وہ خاموشی ہے جسکو عبادت سمجھے وہ مکروہ ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر اُسکو عبادت نہ سمجھتا ہو تو مکروہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور زبان کے گناہون سے خاموش رہنا بہت بڑی عبادت ہے یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہے۔ گالی دینے اور لڑنے سے اعتکاف فاسد نہین ہوتا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اعتکاف مین اگر کوئی بھولکر کھالے تو کچھ حرج نہین اسواسطے کہ کھانا روزہ کی وجہ سے حرام ہے اعتکاف کی وجہ سے نہین یہ نہایہ مین لکھا ہے اور اصل اسمین یہ ہے کہ جو چیز اعتکاف کی وجہ سے منع ہو نہ روزہ کی وجہ سے تو اُسکو عمداً یا سہواً یا رات مین یا دن مین کرنا برابر ہے جیسے جماع اور مسجد سے باہر نکلنا اور جو چیزین روزہ کی وجہ سے منع ہین اُنمین عمداً اور سہواً اور رات اور دن کا حکم مختلف ہے جیسے کہ کھانا اور پینا یہ بدائع مین لکھا ہے اور معتکف اگر کھانا یا اور ضروری چیزین بیچے اور مول لے تو مضائقہ نہین اور اگر تجارت کا ارادہ کرے تو مکروہ ہے یہ فتاوے قاضی خان اور ذخیرہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور معتکف کو جائز ہے کہ نکاح کرے اور طلاق سے رجعت کرے یہ جوہرہ نیرہ مین لکھا ہے اور معتکف لباس پہنے اور خوشبو اور سر مین تیل لگاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اگر معتکف

رات مین کوئی نشہ کی چیز کھالے تو اعتکاف فاسد نہوگا اسلیے کہ وہ ممنوعات دین مین سے ہی نہ ممنوعات
اعتکاف مین سے جیسے کہ غیر کا مال کھانے سے اعتکاف فاسد نہین ہوتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی
اور جب اعتکاف واجب فاسد ہوجاوے تو اُسکی قضا واجب ہوگی اگر اعتکاف معین مہینہ کا تھا اور ایک
دن کا روزہ توڑ دیا تو اُسدن کی قضا کریگا اور اگر مہینہ معین نہین کیا تھا تو از سرنو اعتکاف کرے برابر ہی کہ اعتکاف
کو اپنے فعل سے بغیر عذر فاسد کیا ہو جیسے مسجد سے باہر ہوگیا یا جماع کیا یا دن مین کچھ کھا لیا یا عذر سے فاسد
کیا ہو جیسے کہ مرض کی وجہ سے مسجد سے باہر نکلنے کی حاجت ہوئی یا بغیر اُسکے فعل کے اعتکاف فاسد ہوگیا ہو
جیسے کہ حیض اور جنون اور کئی دن کی بیہوشی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے ہوئے ہین یہ مسائل
جب کوئی شخص اپنے اوپر اعتکاف کے واجب کرنے کا ارادہ کرے تو اُسکو چاہیے کہ زبان سے بھی کہے
صرف دل سے نیت کرنا اعتکاف کے واجب کرنے کو کافی نہین یہ شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی یہ نہایہ اور
خلاصہ مین لکھا ہی اور اس جگہ دو قاعدے کلیہ ہین ایک یہ کہ جب ایام کو لفظ جمع یا تثنیہ کے ساتھ ذکر کریگا تو اُسمین
راتین بھی شامل ہونگی اور اسی طرح لیالی یعنی راتون مین دن بھی شامل ہوجاوینگے یہ جب ہی کہ کچھ نیت نہ کی ہو
اور اگر خاص دنون یا خاص راتون کی نیت کی ہو تو نیت صحیح ہی اور دنون کی نیت مین دنون کا اعتکاف لازم
ہوگا نہ رات کا اور رات مین کچھ اُسپر واجب نہ ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر ایک دن کے اعتکاف کی نذر کی
تو اُسمین رات داخل نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی دوسرا قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ جب اعتکاف کے واجب ہونے مین
رات داخل نہین ہی تو اعتکاف کرنے والے کو اختیار رہی کہ اعتکاف کے کئی حصے کرے اور جب رات اور دن
دونون شامل ہین تو پیہم اعتکاف واجب ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی پس اگر کسی نے ایک معین یا غیر معین مہینے یا تیس
دن کے اعتکاف کی نذر کی تو پیہم اعتکاف واجب ہوگا اور جب مہینہ معین نہین ہی تو جس مہینے مین چاہے اعتکاف
کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور جب اعتکاف مین رات دن دونون شامل ہین تو ابتدا اعتکاف کی رات سے ہوگی
اسلیے کہ اصل یہ ہی کہ ہر رات اُس دن کی تابع ہوتی ہی جو اُسکے بعد ہوتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی پس اگر کسی نے یون کہا
کہ اللہ کے واسطے میرے اوپر واجب ہی کہ دو دن کا اعتکاف کرون تو مسجد مین سورج کے چھپنے سے پہلے
داخل ہو اور اُس رات اور اُسکے دن اور دوسری رات اور اُسکے دن مین مسجد مین ٹھہرا رہے پھر بعد سورج ڈوبنے
کے مسجد سے نکلے اسی طرح اگر بہت دنون کے اعتکاف کی نذر کی تو بھی سورج ڈوبنے سے پہلے داخل ہو
یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اگر عید کے دن کے اعتکاف کی نذر کی تو کسی دوسرے وقت مین قضا کرے
اور اگر قسم کی نیت کی تھی تو قسم کا کفارہ واجب ہوگا اور اگر اسی دن اعتکاف کیا تو اعتکاف ادا ہوجائیگا لیکن گنہگار
ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص اعتکاف کرے اور اُسکو اپنے اوپر واجب نہ کرے پھر مسجد سے نکل
آوے تو کچھ اُسپر لازم نہین ہوتا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر ایک دن یا ایک مہینہ معین کے اعتکاف کی نذر کی
اور اُس سے پہلے اعتکاف کرلیا یا مسجد حرام مین اعتکاف کی نذر کی اور کہین اور کرلیا تو جائز ہی یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی اور اگر گذشتہ مہینہ کے اعتکاف کی نذر کی تو اُسکی نذر صحیح نہ ہوگی یہ بحر الرائق کے باب النذر
باب الصوم مین لکھا ہی اگر کسی نے مہینہ بھر کے اعتکاف کی نذر کی پھر مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو اسپر کچھ لازم

نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اگر کسی نے ایک مہینہ کے اعتکاف کی نذر کی پھر مرگیا تو ہر دن کے عوض
مین نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوارے یا جَو اگر اُسنے وصیت کی ہو تو دیے جاوین یہ سراجیہ
مین لکھا ہے اور اُسپر واجب ہے کہ وصیت کرے یہ بدائع مین لکھا ہے اور اگر اُسنے وصیت نہین کی اور وارثون
نے اجازت دیدی تو جائز ہے اگر ایک مہینہ کے اعتکاف کی حالت مرض مین نذر کی اور وہ اچھا نہوا یہان تک
کہ مرگیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر ایک دن کے واسطے اچھا ہوا پھر مرگیا تو سارے مہینہ کے عوض
فدیہ دیا جاویگا یہ سراجیہ مین لکھا ہے **متفرق مسئلے** کسی شخص نے سنہ ۵۹۰ھ پانسونوے مین رمضان کے روزے
نہ رکھے اور اُسکی قضا کی نیت سے ایک مہینہ کے روزے رکھے اور وہ یون سمجھتا تھا کہ مجھسے سنہ ۵۹۱ھ پانسو اکیانوے
کے روزے چھوٹے ہین تو امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہے کہ جائز ہے اور اگر اُس ایک مہینہ کے قضا روزے
رکھنے مین یون نیت کی کہ مین رمضان سنہ ۵۹۱ھ پانسو اکیانوے کے روزے قضا کرتا ہون اور وہ یہ سمجھتا ہے
کہ اُسی سال کے روزے چھوٹے ہین تو امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہے کہ جائز نہ ہوگا یہ ظہیریہ کے باب النیۃ
مین لکھا ہے اور یہی فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - اگر کافر دار الحرب مین مسلمان ہوا اور رمضان کے
روزون کے واجب ہونے کا حکم اُسکو رمضان کے بعد معلوم ہوا تو اُسپر قضا واجب نہین اور اگر رمضان
کے درمیان مین معلوم ہوا تو جو مجنون کا حکم ہے وہی اُسکا حکم ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے - اگر دار الاسلام مین
مسلمان ہوا تو اُسکے اسلام سے جتنا رمضان گذرا ہے اُسکی قضا واجب ہوگی خواہ روزون کے واجب
ہونے کا حکم معلوم ہوا یا نہ ہو یہ فتاوے قاضی خان کی فصل رویۃ الہلال مین لکھا ہے اگر کوئی شخص زوال
سے پہلے مسلمان ہوا اور ابھی تک کچھ نہین کھایا ہے اور نفل روزہ رکھ لیا تو ظاہر روایت کے بموجب روزہ صحیح
نہ ہوگا اسلیے کہ صبح کے وقت اُسمین روزہ کی اہلیت نہ تھی اور روزہ تمام دن کا ایک ہوتا ہے اُسکے جدا جدا
ٹکڑے نہین ہوتے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر لڑکا زوال سے پہلے بالغ ہوا اور ابھی تک کچھ کھایا نہین ہے
اور نفل روزہ کی نیت کی تو صحیح قول کے بموجب روزہ جائز ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے رازی نے کہا
ہے کہ جب بچہ مین روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اُسکو روزہ کا حکم کیا جاوے ابو جعفر رح نے اُسمین مشائخ کا اختلاف
ذکر کیا ہے اور اصح یہ ہے کہ اُسکو حکم کیا جاوے اور یہ اُس صورت مین ہے کہ جب روزہ رکھنے سے اُسکے
بدن کا ضرر نہ ہو اور اگر ضرر ہو تو حکم نہ کیا جاوے اور جب حکم کیا اور اُسنے روزہ نہ رکھا تو اُسپر قضا واجب
نہین ہے - ابو حفص رح سے پوچھا گیا کہ دس برس کے بچہ کو روزہ نہ رکھنے پر مارین تو اُنھون نے جواب
دیا کہ اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ بمنزلہ نماز کے ہے یہ زاہدی مین لکھا ہے جس شخص کو رمضان کے
روزہ مین صبح کے وقت کوئی ایسا عذر تھا جو روزہ کے وجوب کا مانع تھا یا اُسکی وجہ سے روزہ نہ رکھنا
مباح تھا پھر وہ عذر زائل ہوگیا اور ایسا ہوگیا کہ اگر وہ حالت صبح کے وقت ہوتی تو روزہ واجب ہوتا مثلاً لڑکا جو دن
مین کسی وقت بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا یا مجنون کو افاقہ ہوا یا حیض والی عورت کو طہر ہوا یا مسافر اپنے گھر
آیا اور روزہ رکھنے کے لائق ہے تو اُسپر واجب ہے کہ جسقدر دن باقی ہے تب تک آپ کو سب باتون سے
باز رکھے جو روزہ مین منع ہین اور اسی طرح جسپر روزہ صبح کے وقت واجب ہوا اسلیے کہ وجوب کا

سبب اور روزہ کی اہلیت موجود تھی لیکن وہ روزہ دار نہین رہ سکتا مثلاً جانکر روزہ توڑدیا یا شک کے روز صبح کو
کچھ کھالیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رمضان کا دن تھا یا سحری کھاتے وقت یہ گمان تھا کہ فجر طلوع نہین ہوئی پھر
ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تو اُسپر واجب ہی کہ روزہ دارون کی مشابہت اختیار کرے اور جو چیزین روزہ
مین منع ہین اُنسے پرہیز کرے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا تھا کہ سورج چھپ گیا اور اُسنے کچھ
کھالیا پھر ظاہر ہوا کہ سورج نہین چھپا اور اسی طرح وہ جسنے بطور خطا یا کسی کی زبردستی سے روزہ توڑ دیا تو
اُسکا بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی بعض نے کہا کہ امساک یعنی جو چیزین روزہ مین منع ہین اُنکا چھوڑنا مستحب
ہی واجب نہین اور صحیح یہ ہی کہ واجب ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور فقہا کا اجماع ہی کہ حیض اور نفاس والی
عورت اور مریض و مسافر پر روزہ دارون کی مشابہت واجب نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ حیض والی عورت کے
لیے اس باب مین اختلاف ہی کہ وہ پوشیدہ کھاوے یا ظاہر کھاوے بعضون نے کہا ہی پوشیدہ کھاوے اور
بعضون نے کہا ہی ظاہر کھاوے اور مسافر و مریض کے واسطے بالاتفاق ظاہر کھانا جائز ہی یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی جس شخص نے نفل روزہ شروع کرکے توڑ دیا تو اُسکو قضا کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی خواہ اُسکے فعل
سے روزہ ٹوٹا ہو یا اُسکے فعل سے نہ ٹوٹا ہو یہان تک کہ اگر عورت نے نفل روزہ رکھا تھا پھر حیض ہو گیا تو
دو روایتین ہین اصح یہ ہی کہ قضا واجب ہوگی یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی مظنون روزہ توڑ دے تو اُسکی قضا
مین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہی اور مظنون سے یہ مراد ہی کہ کسی نے روزہ یا نماز اس گمان پر شروع کی
کہ اُسپر واجب ہی پھر ظاہر ہوا کہ وہ اُسپر واجب نہین اور اُسنے اُسکو جانکر توڑ دیا تو ہمارے اصحاب ثلثہ کا یہ
قول ہی کہ اُسپر قضا واجب نہوگی لیکن افضل یہ ہی کہ روزہ کو تمام کرے اور یہی خلاف ہی اُس صورت مین کہ کسی نے
کفارہ کا روزہ شروع کیا پھر اُس روزہ کے درمیان مین ہی وہ مالدار ہوگیا اور اُسنے اُس روزہ کو عمداً توڑ دیا
یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر طلوع فجر کے بعد قضا کی نیت کی تو وہ روزہ قضا کی طرف سے صحیح نہوگا اب آئین کلام
ہی کہ وہ نفل بھی ہو جاتا ہی یا نہین امام نسفی رحمہ نے کہا ہی کہ وہ نفل ہو جاتا ہی اور اگر توڑیگا تو قضا لازم آویگی یہ
خلاصہ مین لکھا ہی اور جس شخص نے تمام رمضان مین نہ روزہ رکھنے کی نیت کی نہ بے روزہ رہنے کی تو اُسپر
رمضان کی قضا لازم ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر رمضان کے سوا اور کوئی روزہ توڑ دیا تو اُسمین کفارہ لازم
نہین آتا یہ کنز مین لکھا ہی روزہ توڑنے اور ظہار کا کفارہ ایک سا ہی اور وہ یہ ہی کہ غلام آزاد کرے خواہ غلام
مسلمان ہو یا کافر اور اگر غلام آزاد کرنے پر قادر نہو تو برابر دو مہینے کے روزے رکھے اور اگر اُسپر بھی قادر
نہو تو ساٹھ مسکین کو کھانے دے ہر مسکین کو ایک صاع چھوارے یا جو یا نصف صاع گیہون سب کفارون
مین کفارہ دینے واسطے کے اُس حال کا اعتبار کیا جاتا ہی جو کفارہ کے ادا کرنے کے وقت ہو نہ اُس حال
کا جو کفارہ واجب ہونے کے وقت تھا پس اگر کفارہ ادا کرتے وقت کوئی مفلس ہی تو اُسکو روزے رکھنا
جائز ہین اگرچہ کفارہ واجب ہونے کے وقت وہ مالدار تھا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک سال کے
رمضان کے دنون مین کئی بار مجامعت کی اور کفارہ نہ دیا تو اُسپر ایک کفارہ واجب ہوگا اور جو مجامعت
کی اور کفارہ دیا پھر مجامعت کی تو ظاہر روایت کے بموجب دوسرا کفارہ واجب ہوگا یہ فتح القدیر

مین لکھا ہو اگر ایک دن کا روزہ توڑا اور غلام آزاد کردیا پھر دوسرے دن کا روزہ توڑا اور غلام آزاد کردیا پھر
تیسرے دن کا روزہ توڑا اور غلام آزاد کردیا پھر پہلا غلام کسی اور کی ملک ثابت ہوا تو اسپر کچھ واجب نہین اور
اگر دوسرے غلام کا یہ حال ہوا تو بھی کچھ واجب نہین اور اگر تیسرا غلام کسی اور کی ملک ثابت ہوا تو ایک غلام آزاد
کرنا واجب ہوگا اسواسطے کہ جو کفارہ پہلے دیا تھا وہ ما بعد کا عوض نہین ہوسکتا اور اگر تیسرے غلام آزاد شدہ کے
ساتھ دوسرا غلام بھی کسی اور کی ملک ثابت ہوا تو بھی دونون روزون کے عوض ایک ہی غلام آزاد کریگا اور
اگر ان دونون کے ساتھ پہلا غلام بھی کسی اور کی ملک ثابت ہو تو بھی ایک ہی کفارہ واجب ہو اور اگر پہلا غلام
اور تیسرا غلام کسی اور کی ملک ثابت ہوا تو صرف تیسرے دن کے عوض ایک غلام آزاد کریگا اور اگر دو رمضانون
مین مجامعت کی اور پہلے کا کفارہ نہین دیا ہو تو ظاہر روایت کے بموجب ہر جماع کے عوض کفارہ لازم ہوگا یہ بدائع
مین لکھا ہو اگر بادشاہ پر کفارہ لازم ہوا اور اسکے پاس مال حلال ہو اور کسی کا قرض نہین ہو تو غلام آزاد کرنے کا
فتوے دیا جاویگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہو - اگر رمضان کا مہینہ پنجشنبہ کے دن شروع ہوا اور عرفہ بھی پنجشنبہ
کے دن ہو تو وہ دن عرفہ کا ہوگا قربانی کا نہوگا اور اگر اسدن قربانی کریگا تو جائز نہ ہوگی اور اگر اسکو کوئی
قربانی کا دن سمجھے اور اس پر اعتماد کرے کہ حضرت علی رض نے یہ فرمایا ہو کہ تمہاری قربانی کا دن وہی ہو جو
تمہارے روزہ کا دن ہو تو اعتماد صحیح نہین اسلیے کہ ممکن ہو کہ حضرت علی رض نے یہ امر تنہا اسی سال کے
واسطے فرمایا ہو ہمیشہ کے واسطے نہ فرمایا ہو یہ فتاوے قاضی خان کی فصل رویت ہلال مین لکھا ہو - جو روزے
کہ فرض لازم ہوتے ہین وہ تیرہ قسم ہین سات قسم تو ایسے ہین جنکو برابر رکھنا واجب ہو اور وہ یہ ہین
رمضان اور کفارہ قتل اور کفارہ ظہار اور کفارہ قسم اور کفارہ روزہ رمضان اور نذر معین اور روزہ قسم
معین اور چھ روزے ایسے ہین جنکو برابر رکھنا واجب نہین اور وہ یہ ہین رمضان کی قضا تمتع کے روزے احرام
مین سر منڈانے کے کفارہ کے روزے احرام مین شکار کرنیکی جزا کے روزے اور ایسی نذر کے
روزے جسمین کوئی تعیین نکی ہو اور قسم کے روزے اگر اسطرح قسم کھائی ہو کہ واللہ مین مہینہ بھر کے روزے
رکھونگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اگرچہ رمضان کی قضا مین برابر رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہو مگر برابر رکھنا
مستحب ہو تاکہ جلد وہ روزے اسکے ذمہ سے ساقط ہوجاوین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - معلوم کرنا چاہیے
کہ لیلۃ القدر کو تلاش کرنا مستحب ہو اور وہ رات تمام سال کی راتون مین افضل ہو یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہو
امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت ہو کہ لیلۃ القدر رمضان مین ہوتی ہو اور یہ نہین معلوم کہ وہ کونسی رات ہو اور
آگے پیچھے ہوتی رہتی ہو اور صاحبین رح کا بھی یہی قول ہو مگر انکے نزدیک وہ ایک معین رات ہو آگے پیچھے نہین
ہوتی یہ نظم مین ہو اور اسکی شرح مین بھی منقول ہو اور یہ فتح القدیر کے باب الاعتکاف مین لکھا ہو یہانتک
کہ اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ تو لیلۃ القدر کی رات مین آزاد ہو تو اگر رمضان کے داخل ہونے
سے پہلے کہا ہو تو جب رمضان کے بعد شوال کا چاند آویگا تو وہ آزاد ہوجاویگا اور اگر رمضان کی ایک
رات گذرنے کے بعد کہا ہو تو وہ اسوقت تک آزاد نہوگا جب تک سال آیندہ کا رمضان گذر کر شوال کا چاند
نظر نہ آجاوے اسلیے کہ یہ احتمال ہو کہ شاید پہلے رمضان کی پہلی ہی رات مین لیلۃ القدر رہو چکی ہو اور دوسرے

سال کی اخیر تاریخ مین ہوا اور صاحبین رح کے نزدیک جب سال آیندہ کے رمضان کی ایک رات گذریگی
تو وہ آزاد ہوجاویگا یہ کافی مین لکھا ہے ملتقی البحار مین ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کا قول راجح ہے یہ معراج الدرایہ
مین لکھا ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے نذر جو اکثر عوام سے اسطرح واقع ہوتی ہے کہ بعض
صالحین کی قبرون پر جاتے ہین اور وہان کا پردہ اُٹھا کر یہ کہتے ہین کہ ای میرے فلانے سید اگر میری حاجت
پوری کردوگے تو تمھارے واسطے مثلاً اسقدر سونا ہے تو یہ نذر بالاجماع باطل ہے ہان اگر یون کہے یا اللہ مین
تیرے واسطے نذر کرتا ہون کہ اگر میرے بیمار کو شفا ہوجاوے یا مثل اسکے کوئی اور کام ہوجاوے تو
مین اُن فقیرون کو کھانا کھلاونگا جو سیدہ نفیسہ یا مثل اسکے کسی اور درگاہ پر ہین یا وہان کی مسجد کے واسطے
بوریا خریدونگا یا وہان کی روشنی کے واسطے تیل خریدونگا یا وہان کے خادمون کو درم دونگا اور اس قسم
کی چیزین جنمین فقیرون کا نفع اور اللہ کے واسطے نذر ہو اور شیخ کا ذکر صرف اسواسطے ہو کہ وہ مستحقون پر
نذر کے صرف کرنے کا محل ہے تو جائز ہے لیکن فقیرون کے سوا اورون کو اُسکا دینا حلال نہین اور اہل علم
کو اور شیخ کے خادمون کو بھی اُسکا لینا جائز نہین لیکن اگر کوئی فقیر ہو تو لے لے اور جب یہ معلوم ہوچکا تو جاننا
چاہیے کہ دراہم وغیرہ جو اولیا کی قبرون پر اُنسے تقرب حاصل کرنے کے واسطے لیجاتے ہین وہ بالاجماع
حرام ہے جبتک زندہ فقیرون پر اُنکے صرف کا ارادہ نہ کیا جاوے یہ حکم بالاتفاق ہے اور اس بلا مین بہت
لوگ مبتلا ہین یہ نہر الفائق اور بحر الرائق مین لکھا ہے۔ مجاہد نے اس بات کو مکروہ کہا ہے کہ کوئی شخص یون کہے کہ
رمضان آیا اور رمضان گیا اور کہا ہے کہ مجکو معلوم نہین شاید رمضان اللہ کے نامون مین سے کوئی نام ہو
لیکن یون کہنا چاہیے کہ ماہ رمضان آیا اور کہا گیا ہے کہ یہ مکروہ ہے اسلیے کہ امام محمد رح نے مجاہد کے قول کو رد
نہین کیا اور اصح یہ ہے کہ مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔

حج کی کتاب

اس کتاب مین سترہ باب ہین

پہلا باب حج کی تفسیر اور اُسکی فرضیت اور وقت اور شرائط اور ارکان اور اُسکے واجبون اور سنتون
اور آداب اور ممنوعات کے بیان مین تفسیر حج کی یہ ہے کہ حج نام اُن خاص فعلون کا ہے جو اول سے احرام
باندھکر طواف اور وقوف وقت معین مین کرتے ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہے فرضیت حج کا بیان یہ ہے کہ حج فرض محکم ہے
اور اُسکی فرضیت قطعی دلیلون سے ثابت ہوئی ہے یہان تک کہ اُسکا منکر کافر ہوتا ہے اور حج تمام عمر مین ایک مرتبہ
سے زیادہ واجب نہین ہوتا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور فوراً ادا کرنا اُسکا فرض ہوتا ہے یہی اصح ہے اور اگر اِمسال مین
حج کر سکتا ہے تو دوسرے سال تک تاخیر جائز نہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے اور اگر دوسرے سال تک تاخیر کی
اور اُسکے بعد حج ادا کیا تو ادا واقع ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور امام محمد رح کے نزدیک مہلت کے ساتھ
واجب ہے اور جلدی کرنا افضل ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور خلاف اس صورت مین ہے کہ جب اُسکو اپنی سلامتی

کا گمان غالب ہو اور اگر بڑھاپے یا مرض کی وجہ سے موت کا گمان غالب ہو تو بالاجماع وجوب کا وقت تنگ ہوجاتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور خلاف کا فائدہ گنہگار ہونے مین ظاہر ہوتا ہی یہانتک کہ جسپر حج واجب ہو اور وہ فوراً حج نہ کرے تو جو لوگ فوراً حج کے ادا کرنے کو واجب کہتے ہین اُنکے نزدیک وہ فاسق ہوگا اور اُسکی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر آخر عمر مین حج کر لیا تو بالاجماع گناہ باقی نہین رہتا اور اگر بغیر حج کیے مرگیا تو بالاجماع گنہگار ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور وقت حج کا مقرر مہینے ہین اور وہ یہ ہین شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے اگر حج کے اعمال مین سے کوئی عمل مثلاً طواف اور سعی حج کے مہینون سے پہلے کیا تو جائز نہین اور حج کے مہینون مین کیا تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ حج کے واجب ہونے کی شرطین یہ ہین منجملہ اُسکے اسلام ہی یہانتک اگر کوئی شخص کفر کے زمانہ مین اسقدر مال کا مالک ہوگیا جس سے حج واجب ہوجاتا ہی پھر فقیر ہوجانے کے بعد مسلمان ہوا تو اُس مالداری کی وجہ سے اُسپر حج واجب نہ ہوگا اور اگر کسی کو اسلام کی حالت مین استطاعت حاصل ہوتی اور اُسنے حج نہ کیا یہانتک کہ فقیر ہوگیا تو حج اُسکے ذمہ بطور قرض کے باقی رہیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے حج کیا پھر مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو اگر اُسکو استطاعت حاصل ہوگی تو دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے عقل ہی پس مجنون پر حج واجب نہین اور خفیف العقل مین اختلاف ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے بلوغ ہی پس لڑکے پر حج واجب نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر لڑکے نے بلوغ سے پہلے حج کیا تو حج فرض ادا نہ ہوگا حج نفل ہوگا اور اگر احرام باندھنے کے بعد اور وقوف عرفہ سے پہلے بالغ ہوگیا اور وہی احرام باقی رکھا تو حج نفل ہوگا اور اگر لبیک کی تجدید کی یا بالغ ہونے کے بعد ازسرنو احرام باندھا پھر عرفہ مین وقوف کیا تو بالاجماع حج فرض ادا ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اسی طرح اگر وقوف عرفہ سے پہلے مجنون کو افاقہ ہوا یا کافر مسلمان ہو تو ازسرنو احرام باندھے یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر لڑکا میقات سے بغیر احرام گذر گیا پھر مکہ مین اُسکو احتلام ہوا اور مکہ سے اُسنے احرام باندھا تو اُس سے حج فرض ادا ہوجاویگا اور بغیر احرام میقات سے گذرجانے کی وجہ سے اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے آزاد ہونا ہی پس غلام پر حج واجب نہین ہی اگرچہ مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو یا کچھ حصہ اُسکا آزاد ہوگیا ہو یا اُسکو حج کی اجازت ل گئی ہو اور اگرچہ مکہ مین ہو اسلیے کہ اُسکی کچھ ملک نہین ہوتی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر آزاد ہونے سے پہلے غلام نے اپنے مالک کے ساتھ حج کیا تو اُسکا حج فرض ادا نہ ہوگا اور اُسکو آزاد ہونے کے بعد پھر حج واجب ہوگا اور اگر حج کے راستہ مین احرام سے پہلے آزاد ہوگیا پھر اُسنے احرام باندھا اور حج کیا تو حج فرض ادا ہوجاویگا اور اگر آزاد ہونے سے پہلے احرام باندھا پھر آزاد ہونے کے بعد احرام کی تجدید کی تو حج فرض ادا نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے یہ ہی کہ توشہ اور سواری پر اسطرح قادر ہو کہ اُسکا مالک ہو یا بطور کرایہ لینے کے قابض ہو اور اگر مانگنے یا اُسکے مباح ہونے کی وجہ سے قادر ہی تو اُس سے حج واجب نہین ہوتا خواہ وہ اُس شخص نے مباح کی ہو جسکے احسان کا اعتبار نہین ہوتا جیسے ماں باپ اور اولاد یا اُنکے سوا اور اجنبی لوگون نے مباح کی ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے حج کرنے کے واسطے

مال دیا تو اسکا قبول کرنا واجب نہین خواہ وہ دینے والا ان لوگون مین سے ہو جنکے احسان کا اعتبار ہوتا ہی جیسے کہ اجنبی لوگ یا اُن لوگون مین سے ہو جنکے احسان کا اعتبار نہین ہوتا جیسے کہ ماں باپ اور اولاد یہ فتح القدیر مین لکھا ہی توشہ اور سواری کے مالک ہونے سے مراد یہ ہی کہ اسکے پاس اپنی حاجت سے زیادہ مال ہو یعنی رہنے کے مکان اور لباس اور خادم اور گھر کے اسباب کے سوا اسقدر سرمایہ ہو کہ سواری پر مکہ کو جاوے اور آوے پیادہ چلنے کا اعتبار نہین اور وہ اسکے قرض کے سوا ہو اور اپنے لوٹکر آنے کے وقت تک اس سرمایہ کے علاوہ اپنے عیال کا خرچ اور مرمت مکان وغیرہ کا صرف دے سکے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اسکے اور اسکے عیال کے نفقہ مین اوسط خرچ کا اعتبار کیا جاویگا کمی اور زیادتی کا اعتبار نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی عیال سے مراد وہ لوگ ہین جنکا نفقہ اسکے ذمہ لازم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی ظاہر روایت کے بموجب اسکے لوٹکر آنے کے بعد کے نفقہ کا اعتبار نہین کیا جاتا یہ تبیین مین لکھا ہی — ہر شخص کے حق مین ایسی سواری کا اعتبار کیا جاتا ہی جو اسکو پہونچا سکے پس کوئی شخص ایسی اونٹنی پر قادر ہوا جسپر وہ سفر کر سکتا ہی تو اسپر حج واجب ہی اور اگر وہ اچھا مالدار ہی تو حج اسوقت واجب ہوگا جب محمل کی ایک شق پر قادر ہو اگر دو سرا شخص ایک اونٹ پر اسطرح قادر ہو کہ ہر ایک باری باری سے سوار ہو یعنی ایک منزل ایک سوار ہو اور ایک منزل دوسرا یا ایک فرسخ ایک سوار ہو اور ایک فرسخ دوسرا تو اس سے حج کی استطاعت ثابت نہین ہوتی اور اگر اسقدر مال ملا کہ ایک منزل اونٹ کرایہ کرے اور ایک منزل پیادہ چلے تو وہ مالدار سمجھا جاویگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی ینابیع مین ہی کہ اہل مکہ اور اسکے گرد و نواح کے لوگون پر اگر انکے گھر سے مکہ تک تین دن سے کم کی راہ ہو تو اگر وہ پاؤن چلنے پر قادر ہین تو انپر حج واجب ہوگا اگرچہ سواری پر قادر نہون لیکن اسقدر خرچ کہ انکے اور انکے عیال کے کھانے کو انکے لوٹنے تک کافی ہو ضرور ہونا چاہیے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ فقیر اگر پیادہ چلکر حج کرے پھر مالدار ہو جاوے تو دوبارہ اسپر حج واجب نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر اسقدر مال ملے جس سے حج کر سکتا ہی اور نکاح کرنے کا بھی ارادہ ہو تو حج کرے نکاح نہ کرے اسلیے کہ حج ایک فرض ہی کہ اللہ نے اپنے بندون پر اسکو لازم کیا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اگر کسی کے پاس رہنے کا گھر اور خدمت کا غلام اور پہننے کے کپڑے اور حاجت کا اسباب ہو تو اس سے حج کی استطاعت ثابت نہین ہوتی تجرید مین ہی کہ اگر کسی کے پاس ایسا گھر ہی جسمین وہ نہین رہتا اور ایسا غلام ہی جس سے وہ خدمت نہین لیتا تو اسپر واجب ہی کہ انکو بیچے اور حج کرے اگر کسی کے پاس رہنے کا گھر اور کوئی اس قسم کی چیز نہو لیکن اسکے پاس اتنے درہم ہین کہ حج کر سکتا ہی اور رہنے کا گھر اور خادم اور اپنے نفقہ کا سامان بھی کر سکتا ہو تو اسپر حج واجب ہی اگر اسکو حج کے سوا کسی اور کام مین خرچ کریگا تو گنہگار ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے پاس ایسے کپڑے ہون جنکا استعمال نہین کرتا اور انکو بیچ کر انکی قیمت مین حج کر سکتا ہو تو اسپر واجب ہی کہ انکو بیچے اور حج کرے۔ اگر کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہی کہ اسمین سے تھوڑا اسکے رہنے کو کافی ہو تو اسکو حج کے واسطے اس زیادہ کا بیچنا لازم نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر کسی کے پاس رہنے کا مکان ہی اور یہ ہو سکتا ہی کہ اسکو بیچ کر اسکی قیمت مین ایک چھوٹا مکان بھی ملے اور حج بھی کر لے تو اسپر یہ لازم نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور ایسا کرے تو افضل ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی اور بالاتفاق یہ بھی واجب

نہین کہ حج کرنے کے واسطے اپنے رہنے کے مکان کو بیچ ڈالے اور آیندہ کرایہ کے مکان مین رہا کرے
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ فقہا نے کہا ہی کہ اگر کسی کے پاس فقہ کی کتابین ہون تو اگر وہ شخص فقیہ ہی اور اُنکے استعمال
کی اُسکو حاجت ہی تو اُنکی وجہ سے حج کی استطاعت ثابت نہو گی اور اگر وہ جاہل ہی تو حج کی استطاعت ثابت ہو گی
اور اگر طب اور نجوم کی کتابین ہین تو حج کی استطاعت ثابت ہو گی خواہ اُسکو اُنکے استعمال اور مطالعہ کی حاجت ہو
یا نہو یہ محیط مین لکھا ہی بعض علما نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص تاجر ہو اور تجارت پر ہی اُسکی گذر ہو اور وہ اسقدر مال کا
مالک ہوجاوے کہ حج کو جانے اور آنے مین کھانے اور سواری کا خرچ اور نکلنے کے وقت سے لوٹنے کے
وقت تک اولاد اور عیال کا خرچ دیکر اصل مال تجارت کا جس سے تجارت کرتا تھا باقی رہے تو اُسپر حج واجب
ہوگا ورنہ واجب نہوگا اور اگر وہ پیشہ ور ہی تو حج کے واجب ہونے کے واسطے یہ شرط ہی کہ اسقدر مال کا مالک
ہو کہ آنے جانے مین کھانے اور سواری کا خرچ اور نکلنے کے وقت سے لوٹنے کے وقت تک عیال کا
نفقہ دیکر اُسکے پیشہ کے اوزار اُسکے پاس باقی رہین تو حج واجب ہوگا اور اگر کوئی شخص مزروعہ زمین کا مالک
ہی تو اگر اُسکے پاس اسقدر زمین ہی کہ اگر اُسمین سے تھوڑی سی زمین بیچ ڈالے جو اُسکے جانے آنے مین کھانے
اور سواری کا خرچ اور اُسکے عیال و اولاد کے نفقہ کو کافی ہو اور باقی زمین اُسکے پاس اتنی بچ رہے جسکی
آمدنی سے وہ اپنی گذر کر سکے تو اُسپر حج فرض ہوگا ورنہ فرض نہ ہوگا اور اگر کوئی کسان ہل جوتنے والا ہی اور
وہ ایسے مال کا مالک ہوجاوے کہ جانے اور آنے کی سواری اور خوراک اور اُسکے جانے کے وقت سے
لوٹنے کے وقت تک عیال اور اولاد کے خرچ کو کافی ہو اور پھر اُسکے پاس کھیتی کے آلات مثل بیل وغیرہ
کے باقی رہجاوین تو اُسپر حج واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے
یہ ہی کہ حج کی فرضیت کا علم ہو۔ جو شخص کہ دار الاسلام مین ہی اُسکو صرف وہان کے موجود ہونے سے اُسکے علم کا
اعتبار کیا جاویگا خواہ وہ حج کی فرضیت جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اُسمین کچھ فرق نہین ہی کہ اُسنے حالت اسلام
مین ہی پرورش پائی ہو یا نہ پائی ہو پس حکماً وہ حج کی فرضیت کا عالم سمجھا جاویگا۔ اور جو شخص دار الحرب مین ہی
اُسکو اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین حج کی فرضیت کی خبر دین اگرچہ اُنکے عادل یا غیر عادل ہونے کا
حال پوشیدہ ہو یا ایک عادل شخص خبر دے تو اُسپر حج واجب ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک خبر دینے والے
کا عادل اور بالغ اور آزاد ہونا اس باب مین شرط نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُسکے بدن کی سلامتی ہی
یہان تک کہ لنگڑے اور اپاہج اور مفلوج اور اُس شخص پر جسکے پاؤن کٹے ہوئے ہون حج واجب نہین
بلکہ اُنپر یہ بھی نہین کہ اگر اُنکو سرمایہ حاصل ہو تو اوروں سے حج کرا دین اور نہ اُنپر بیماری مین حج کرانے کی وصیت
لازم ہی اور اسی طرح وہ بوڑھا جو سواری پر بیٹھ نہین سکتا اُسپر بھی حج واجب نہین ہی اور مریض کا بھی یہی
حکم ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی ظاہر مذہب امام ابو حنیفہ رح کا یہی ہی اور صاحبین رح سے بھی یہ روایت ہی اور
ظاہر روایت صاحبین سے یہ ہی کہ اُنپر حج واجب ہی پس اگر کسی اور سے حج کرا دین تو جب تک وہ عذر اُنمین
موجود ہی تب تک کافی ہی اور جب وہ عذر زائل ہوجاوے تو اُنکو اپنی ذات سے حج کا اعادہ واجب ہی اور
تحفہ سے بھی یہی ظاہر ہی کہ اُسنے اسی کو اختیار کیا ہی اسلیے کہ اُسنے صرف اسی کو بیان کیا ہی اور اسبیجابی کا بھی

یہی حال ہی اور محقق ابن ہمام نے فتح القدیر مین اسی کو تقویت دی ہی یہ بحرالرائق مین لکھا ہی اور قیدی اور
وہ شخص جو ایسے بادشاہ سے خائف ہو جو لوگون کو حج کے جانے سے منع کرتا ہی انھین لوگون سے ملحق ہی
اور اسی طرح انکو بھی اپنی طرف سے لوگون کو حج کرانا واجب نہین یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور اندھا اگر
سواری اور اپنی خوراک کے خرچ پر قادر ہو تو اگر کوئی اسکا ہاتھ پکڑکے چلنے والا اسکو نہ ملے تو فقہا کے
قول کے بموجب اسپر اپنی ذات سے حج کرنا لازم نہین اپنے مال سے حج کرانے مین اختلاف ہی امام ابوحنیفہ
رح کے نزدیک واجب نہین اور صاحبین رح کے نزدیک واجب ہی اور اگر کوئی ہاتھ پکڑکر لیجانے والا ملے تو بھی امام
ابوحنیفہ رح کے نزدیک اپنی ذات سے حج واجب نہین صاحبین رح کے نزدیک اسمین دو روایتین ہین یہ فتاوی
قاضی خان مین لکھا ہی اگر کوئی شخص سواری اور خوراک کے خرچ کا مالک تھا اور تندرست تھا اور اسنے
حج نہین کیا یہان تک کہ اپاہج یا مفلوج ہو گیا تو بلا خلاف یہ حکم ہی کہ اسکو اپنے مال سے حج کرانا لازم ہی
یہ محیط مین لکھا ہی اور یہ لوگ اگر تکلیف اٹھا کر اپنی ذات سے حج کرین تو حج انسے ساقط ہو جائیگا اور اگر تندرست
ہو جاوینگے تو دوبارہ حج انپر واجب نہو گا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور منجملہ اسکے راستہ کی امن ہی ابواللیث
رح نے کہا ہی کہ اگر راستہ مین سلامتی اکثر ہو تو حج واجب ہی اور اگر سلامتی نہ ہو تو حج واجب نہین اور اسی
پر اعتماد ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ کرمانی نے کہا ہی کہ دریا کے راستہ مین جہان سے سوار ہونے کی عادت
ہو اگر اکثر سلامتی ہو تو واجب ہی ورنہ واجب نہین اور یہی اصح ہی اور سیحون اور جیحون اور فرات اور نیل
یہ نہرین ہین دریا نہین ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور دجلہ کا بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا
ہی اور منجملہ اسکے یہ ہی کہ اگر مکہ تک تین دن کا راستہ ہو تو عورت کے واسطے کوئی محرم ہونا ضرور ہی خواہ
جوان عورت ہو خواہ بوڑھی عورت ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو بغیر محرم کے
حج کو جا سکتی ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور محرم شوہر ہو یا وہ شخص ہو جس سے قرابت یا دودھ کی شراکت یا
دامادی کے رشتہ کی وجہ سے ہمیشہ کے واسطے نکاح جائز نہ ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور یہ بھی شرط ہی کہ محرم
امین اور عاقل اور بالغ ہو آزاد ہو یا غلام کافر ہو یا مسلمان یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر
محرم مجوسی ہو اور وہ اپنے اعتقاد مین اسکے ساتھ نکاح کرنا جائز سمجھتا ہو تو اسکے ساتھ سفر نہ کرے یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی قریب بلوغ لڑکے کا حکم مثل بالغ کے ہی عورت کا غلام اسکے واسطے محرم نہین
یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی جس لڑکے کو ابھی احتلام نہین ہوتا اور جس مجنون کو افاقہ نہین ہوتا اسکا اعتبار نہین یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی عورت کو اپنے مال مین سے محرم کو بھی سواری اور خوراک دینا واجب ہی تاکہ وہ بھی
اسکے ساتھ حج کرے اور جب محرم موجود ہو تو عورت کو حج واجب کے واسطے نکلنا ضرور ہی۔ اگرچہ شوہر
اجازت نہ دے اور حج نفل کے واسطے بغیر اجازت شوہر کے نہ نکلے اور اگر عورت کا کوئی محرم نہ ہو تو
اسکو حج کے واسطے نکاح کرنا واجب نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی پھر اسمین اختلاف ہی کہ امام
ابوحنیفہ رح کے مذہب کے بموجب راستہ کی امن اور بدن کی سلامتی اور عورت کے واسطے محرم
کا موجود ہونا حج کے واجب ہونے کی شرط ہی یا ادا کی بعض فقہا نے کہا ہی کہ وجوب کی شرط ہی اور بعض

نے کہا ہو کہ ادا کی اور یہی صحیح ہی اور خلاف کا فائدہ اُس صورت مین ظاہر ہوتا ہو کہ حج سے پہلے مرجاوے تو پہلے قول کے بموجب حج کرانے کی وصیت لازم نہین اور دوسرے قول کے بموجب لازم ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ عورت عدت مین نہ ہو خواہ عدت شوہر کے مرنے کی ہو یا طلاق بائن کی یا طلاق رجعی کی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - پس عورت طلاق یا موت کی عدت کے درمیان مین حج کے واسطے نہ نکلے اور اسی طرح اگر عدت راستہ مین کسی شہر کے اندر واقع ہوئی اور وہان سے مکہ تک تین دن کی مسافت ہی تو جب تک عدت پوری نہ ہو جاوے تب تک اس شہر سے نہ نکلے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور اگر حج کو نکلنے کے بعد عدت واقع ہوئی اور عورت مسافر ہو تو اگر طلاق رجعی کی عدت ہی تو عورت اپنے شوہر سے جدا نہو اور شوہر کے واسطے افضل یہ ہی کہ رجعت کرے اور اگر طلاق بائن کی عدت ہی تو اجنبی کے حکم مین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - وجوب حج کی جو شرطین مذکور ہوئین جیسے خوراک اور سواری کا خرچ اُنکا اُسی حالت مین اعتبار ہی جب اسوقت موجود ہون جسوقت اُس شہر کے آدمی مکہ کو حج کرنے کے واسطے جاتے ہون یہان تک کہ اگر شروع سال مین حج کے مہینون سے پہلے سواری اور خوراک کے خرچ کا مالک ہوا اور ابھی اُسکے شہر کے لوگ مکہ کو نہین جاتے تو اُسکو اختیار ہی اُس مال کو جہان چاہے صرف کرے اور جب وہ مال صرف کرچکا پھر اُس شہر کے لوگ حج کے واسطے نکلے تو اُسپر حج واجب نہین لیکن اگر جسوقت شہر کے لوگ حج کو نکلتے ہون اُسوقت مال موجود ہو تو اُسکو حج کے سوا اور کام مین صرف کرنا جائز نہین اور اگر صرف کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اُسپر حج واجب ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اداے حج کے صحیح ہونے کے لیے تین شرطین ہین احرام اور مکان کعبہ اور وقت حج یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - رکن حج کے دو ہین وقوف عرفات اور طواف زیارت لیکن طواف کے مقابلہ مین وقوف زیادہ قوی ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی یہان تک کہ اگر وقوف سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو جاویگا اور طواف زیارت سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد نہوگا یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضی خان کی تصنیف ہی - واجب حج مین پانچ ہین صفا و مروہ کے درمیان مین سعی کرنا یعنی جلد چلنا اور مزدلفہ مین ٹھہرنا اور تینون جمرون مین کنکریان پھینکنا اور سر ہونڈانا یا بال کترانا اور طواف الصدر یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - حج کی سنتون مین طواف قدوم ہی اور اُسمین یا طواف فرض مین اکڑکر چلنا اور دونون سبز مناروں کے درمیان مین جلد چلنا ایام قربانی کی راتون مین سے کسی رات کو منٰی مین رہنا اور منٰی سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد عرفہ کو جانا اور مزدلفہ سے سورج کے نکلنے سے پہلے منٰی کو آنا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - مزدلفہ مین رات کو رہنا سنت ہی اور تینون جمرون مین ترتیب سنت ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی آداب حج کے یہ ہین کہ جب حج کے واسطے نکلنے کا ارادہ کرے تو فقہا نے کہا ہی کہ اول اپنا قرض ادا کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور کسی سمجھ والے آدمی سے اُسوقت مین سفر کرنے کا مشورہ کرے اصل حج مین مشورہ نہ کرے اسلیے کہ اُسکا خیر ہونا معلوم ہی اور اسی طرح اللہ سے بھی استخارہ کرے اور استخارہ سنت یہ ہی کہ دو رکعتین سورہ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھے اور جو دعا استخارہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہی اُسکو پڑھے اُسکے بعد توبہ کرے اور نیت خالص کرے اور جو چیز ظلم سے کسی کی

لی ہو اُسکو پھیرے اور اُسکے مالکوں سے معاف کرا دے اسی طرح اگر اور کسی کی خطا کی ہو معاف کرا دے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ عبادت مین جو کمی ہو اُسکی بھی قضا پھیرے اور اُس قصور پر نادم ہو اور آیندہ ایسا نہ کرنے کا ارادہ کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور ریا اور غرور اور فخر کو دور کرے اسی واسطے بعض علما رنے محمل مین سوار ہونا مکروہ لکھا ہی اور بعض نے کہا ہی کہ جب ان خیالات سے دور ہو تو مکروہ نہین اور مال حلال کے حاصل کرنے مین کوشش کرے اسلیے کہ حج بغیر مال حلال کے قبول نہین ہوتا لیکن فرض حج کا ادا ہو جاتا ہی اگرچہ مال غصب کا ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص حج کا ارادہ کرے اور اُسکے پاس مال مشتبہ ہو تو اُسکو چاہیے کہ قرض لیکر حج کرے اور اپنے مال سے قرض ادا کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور یہ بھی ضرور ہی کہ رفیق صالح اُسکے ساتھ ہو تاکہ اگر وہ کچھ بھول جائے تو وہ اُسکو یاد دلادے اور جب وہ کسی مصیبت سے بیقرار ہو تو اُسکو صبر دلاوے اور جب وہ عاجز ہو تو اُسکی مدد کرے رفیق اقربا کی بہ نسبت اجنبی ہونا اولے ہی تاکہ یگانگی کے قطع ہو جانے کا خوف نہ ہووے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور ینابیع مین ہی کہ اپنے عیال کے واسطے نفقہ چھوڑے اور اپنے نفس کو پاک کرکے نکلے اور راستہ مین تقوے اختیار کرے اور اللہ کا ذکر بہت کرے غصہ سے بچے اور لوگون کی بات پر تحمل بہت کرے اور بیفائدہ باتون کو چھوڑنے سے اطمینان اور وقار حاصل کرے یہ تاتارخانیہ مین تعلیم اعمال حج کے بیان مین لکھا ہی۔ کرایہ کی سواری کا یہ لحاظ کرے کہ کسقدر بوجھ اُٹھا سکتی ہی اُس سے زیادہ بوجھ اُسپر نہ رکھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اُس پر طاقت سے زیادہ لادنے سے پرہیز کرے اور جو معمولی اُسکا چارہ ہی بلا ضرورت اُسمین کمی نہ کرے اگرچہ سواری اُسکی ملک ہو حج کے سفر کو تجارت سے خالی کرنا احسن ہی اور اگر تجارت کرے تو صواب مین کمی نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی سامان سفر کو بہت جھگڑ جھگڑ کر نہ خریدے اور راستہ کے خرچ مین کسی کے ساتھ شریک نہ ہو اور اسطرح کرنا کہ ایک ایک روز ایک ایک رفیق سب کو کھانا کھلاوے زیادہ حلال ہی اور مستحب یہ ہی کہ بمتابعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پنجشنبہ کے روز گھر سے نکلے ورنہ مہینہ کے پہلے دوشنبہ کو گھر سے نکلے اور اپنے اہل و عیال اور بھائیون کو رخصت کرے اور اُنسے اپنی خطائین معاف کرا دے اور اُنسے اپنے واسطے دعا طلب کرے اور اُس کام کے واسطے اُنکے پاس جاوے جب یہ حج سے لوٹکر آوے تو وہ اُسکے پاس آوین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اسطرح سفر کرے جیسے کوئی دنیا سے سفر کرتا ہی اور گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعتین پڑھے اور اسی طرح جب حج سے لوٹکر آوے تو گھر پہونچنے کے بعد دو رکعتین پڑھے اور نکلتے وقت جو دوگانہ پڑھے اُسکے بعد یہ دعا پڑھے اللّٰہم بک انتشرت والیک توجہت وبک اعتصمت وعلیک توکلت اللّٰہم انت ثقتی و انت رجائی اللّٰہم اکفنی ما اہمنی وما لا اہتم بہ وما انت اعلم بہ منی عز جارک ولا الٰہ غیرک اللّٰہم زودنی التقوے واغفر لی ذنوبی ووجہنی الے الخیر اینما توجہت اللّٰہم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکاٰبۃ المنقلب والحور بعد الکور وسوء المنظر فی الاہل والمال اور جسوقت نکلے تو یہ کہے بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم توکلت علے اللہ اللّٰہم وفقنی لما تحب وترضے واحفظنی من الشیطان الرجیم

اور آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایکبار پڑھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہو
سوار ہو کر حج کو جانا افضل ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ متفرقات سراجیہ مین ہو نوازل مین ہو کہ اگر مکہ قریب ہو تو پیدل
جانا افضل ہو اور دور ہو تو سوار جانا افضل ہو یہ متفرقات تاتارخانیہ مین ہو۔ گدھے پر سوار ہو کر حج کو جانا مکروہ ہو۔
اونٹنی افضل ہو یہ فتاوی قاضی خان کے متفرقات مین لکھا ہو اور جب جانور پر سوار ہو تو یہ پڑھے بسم اللہ والحمد
للہ الذی ہدانا للاسلام وعلمنا القرآن ومن علینا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذی جعلنی فی خیر امۃ اخرجت للناس سبحان الذی
سخر لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون والحمد للہ رب العالمین یہ ظہیریہ مین لکھا ہو اور بہتر یہ ہو کہ جو حج کو جاوے وہ
اول حج کرے پھر مدینہ کو جاوے اور کبری مین ہو کہ اگر حج فرض نہو تو جسکو چاہے اول کرے اور باوجود اسکے
اگر حج فرض ہی ہو اور اول مدینہ کو چلا جاوے تو جائز ہو یہ تاتارخانیہ مین حج کی تیسری فصل مین لکھا ہو۔ جو چیزین حج
مین رکن ہین اُنکا کوئی بدل نہین ہو سکتا اور قربانی وغیرہ بھی اُنسے خلاصی نہین ہو سکتی لیکن جب اُنکو ادا کرے
تو ادا ہوتے ہین اور جو چیزین کہ واجب ہین اگر وہ چھوٹ جاوین تو اُنکا بدل ہو سکتا ہو اور جو چیزین کہ سنت اور
آداب ہین اُنکے چھوٹنے مین کچھ واجب نہین ہوتا لیکن برائی ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو جن چیزون
سے حج مین پرہیز کرتے ہین وہ دو قسم ہین ایک تو وہ کہ اپنی ذات مین کرے اور وہ چھ ہین جماع اور سر مونڈانا
اور ناخن تراشنے اور خوشبو لگانا اور سر اور منھ ڈھکنا اور سلے ہوئے کپڑے پہننا اور دوسری قسم وہ کہ
دوسری چیزون سے کرے اور وہ یہ ہین حل وحرم مین شکار کو چھیڑنا اور حرم کے درخت کاٹنا یہ جامع صغیر
مین لکھا ہو جو قاضی خان کی تصنیف ہو اور تحفہ مین اور سوا اسکے اور کتابون مین بھی یہی ہو یہ نہایہ مین لکھا ہو اور
اسی سے ملتے ہوئے ہین یہ مسئلے اگر والدین مین کوئی ناراض ہون تو حج کو جانا مکروہ ہو لیکن یہ حکم
اسوقت ہو کہ باپ بیٹے کی خدمت کا محتاج ہو اور اگر وہ اُسکی خدمت کا محتاج نہین ہو تو حج کے جانے مین
مضائقہ نہین اور اگر ماں باپ نہ ہون تو دادون اور دادیون کا بھی یہی حکم ہو یہ فتاوے قاضی خان کے
ملتقطات مین لکھا ہو سیر الکبیر مین مذکور ہو کہ اگر باپ کے ہلاک ہو جانے کا خوف نہ ہو تو حج کے واسطے نکلنے
مین مضائقہ نہین اور اسی طرح اگر اُسکی بی بی اور اولاد اور اُنکے سوا وہ لوگ جنکا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہو
اُسکے حج کے جانے سے ناراض ہون اور اُنکے ہلاک ہونے کا خوف نہین ہو تو حج کے واسطے نکلنے مین مضائقہ
نہین ہو۔ اور جو لوگ ایسے ہین کہ بر تقدیر اسکے حاضر رہنے کے بھی اُسپر اُنکا نفقہ لازم نہین ہوتا وہ اگر ناراض ہون تو
اگرچہ اُنکی ہلاکی کا خوف ہو تو بھی حج کے واسطے نکلنے مین مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہو فتاوے شیخ ابو اللیث مین
لکھا ہو کہ اگر کسی کا لڑکا امرد خوبصورت ہو تو باپ کو اختیار ہو کہ داڑھی نکلنے کے وقت تک اُسکو حج کے جانے
سے منع کرے ملتقط مین ہو کہ حج فرض ماں باپ کی اطاعت سے اولےٰ ہو اور ماں باپ کی اطاعت حج
نفل سے اولےٰ ہو۔ اور کبرے مین ہو اگر سفر خوفناک ہو جیسے دریا کا سفر تو بغیر اجازت ماں باپ کے
حج کو نہ نکلے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو جس شخص پر قرض ہو اُسکو جہاد اور حج کو جانا مکروہ ہو اگرچہ اُسکے پاس
اسقدر مال نہو کہ اپنے قرض کو ادا کرے لیکن قرضخواہون سے اجازت حاصل کر کے جانا جائز ہو۔ اگر قرض
کا کوئی کفیل ہو تو اگر وہ قرضدار کی اجازت سے کفیل ہوا ہو تو بغیر اُن دونون کی اجازت کے نہ نکلے اور

اگر بغیر اجازت قرضدار کے کفیل ہوا ہو تو جو شخص قرض کا مطالبہ کرتا ہو اُسکی بے اجازت نہ نکلے کفیل کی بے اجازت نکلنا جائز ہو یہ فتاوے قاضی خان کے مقطعات مین لکھا ہو

دوسرا باب میقات کے بیان مین

وہ میقات جنسے بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہین پانچ ہین اہل مدینہ کے واسطے ذو الحلیفہ اور اہل عراق کے واسطے ذات عرق اور اہل شام کے واسطے جحفہ اور اہل نجد کے واسطے قرن اور اہل یمن کے واسطے یلملم - میقات مقرر کرنے سے فائدہ یہ ہو کہ اُسکے آگے احرام مین تاخیر کرنا منع ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو اور اگر اُس سے پہلے احرام باندھ لے تو جائز ہو اور اگر احرام کے ممنوعات کے صادر ہونے کا خوف نہو تو وہی افضل ہو ورنہ میقات تک احرام مین تاخیر کرنا افضل ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو اور یہ سب میقات اُن ملک والون کے واسطے ہین جنکی وہ میقات ہین اور اُنکے سوا اور لوگ جو اُسطرف سے گذرین اُنکے واسطے احرام باندھنے کا وقت ہین یہ تبیین مین لکھا ہو - جو شخص بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھ جاوے پھر دوسرے میقات مین چلا جاوے اور وہان سے احرام باندھے تو جائز ہو لیکن اپنے میقات سے اُسکا احرام باندھنا افضل ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہو اور یہ حکم اُن لوگون کے واسطے ہو جو اہل مدینہ نہین ہین اسلیے کہ اہل مدینہ کو اپنے میقات سے خصوصیت زیادہ ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور جو شخص مکہ کو کسی ایسے راستہ سے جاوے جو عام راستہ نہین ہو تو وہ جب ان میقاتون مین سے کسی میقات کے مقابل ہو تو احرام باندھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو جو شخص دریا مین سفر کرے اُسکے احرام باندھنے کا وقت وہ ہو کہ جب کسی میقات کے مقابل ہو وہان سے بغیر احرام کے آگے نہ بڑھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - اور اگر دریا یا خشکی کا راستہ ایسا ہو جاوے کہ وہ دونون میقاتون مین ہو کر گذرے تو اُنمین سے جسکے مقابل ہونے کے وقت چاہے احرام باندھے اور جو میقات اور ہو اُسکے مقابل سے احرام باندھنا اولی ہو یہ تبیین مین لکھا ہو اور اگر راستہ اسطرح ہو کہ کسی میقات کا مقابلہ نہوتا ہو تو جب مکہ دو منزل رہے تو وہان سے احرام باندھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہو جس شخص کے اہل و عیال میقات مین ہون یا میقات اور حرم کے درمیان مین ہون اُنکا میقات حج اور عمرہ کیواسطے وہ مقام حل کا ہو جو میقات و حرم کے درمیان مین ہو اور اگر حرم تک احرام مین تاخیر کرین تو جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہو - مکہ والے حج کے واسطے احرام حرم سے باندھین اور عمرہ کے واسطے حل سے باندھین یہ کافی مین لکھا ہو پس جو شخص عمرہ کا ارادہ کرے وہ کسی جانب سے احرام باندھنے کے واسطے حل کو جاوے اور تنعیم سے احرام باندھنا افضل ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو آفاقی کو جائز نہین کہ بغیر احرام کے مکہ مین داخل ہو خواہ حج کی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر داخل ہو گیا تو اُسپر حج یا عمرہ لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اور جو شخص کہ میقات اور مکہ کے درمیان مین رہنے والا ہو جیسے بستانی تو اُسکو جائز ہو کہ اپنی ضرورتون کے واسطے مکہ مین بغیر احرام کے داخل ہو لیکن جب حج کا ارادہ کریگا تو بغیر احرام کے ادا نہوگا اور اسمین کچھ حرج نہین یہ کافی مین لکھا ہو - اسی طرح اگر مکہ کا رہنے والا لکڑیان یا گھاس لینے کو حل کی طرف کو جاوے پھر مکہ مین داخل ہو تو اُسکو بغیر احرام کے مکہ مین داخل ہونا جائز ہو اور آفاقی اگر اہل بستان مین شامل ہو جاوے تو اُسکا بھی یہی حکم ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو

تیسرا باب احرام کے بیان مین احرام کے واسطے ارکان بھی ہین اور شرطین بھی ہین رکن یہ ہی کہ اُس سے کوئی ایسا فعل پایا جاوے جو حج کے خصائص مین سے ہو اور وہ دو قسم ہی پہلی قسم قول ہی یعنی یون کہے لبیک اللھم لبیک لا شریک لک الخ اور یہ ایکبار کہنا شرط ہی اور اُس سے زیادہ سنت ہی اور اگر اسکو چھوڑیگا تو گنہگار ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر لبیک کی جگہ تسبیح یا تحمید یا تہلیل یا تمجید کے کلمے کہے یا اُسکے مثل اور ذکر اللہ کا کیا اور اُس سے احرام کی نیت کی تو احرام صحیح ہوجاویگا بالاجماع یہی حکم ہی خواہ وہ لبیک اچھی طرح کہہ سکتا ہو یا نہ کہہ سکتا ہو اسی طرح اگر لبیک دوسری زبان مین کہے تو بھی احرام ہوجاویگا خواہ وہ عربی مین اچھی طرح پڑھ سکتا ہو یا نہ پڑھ سکتا ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور عربی مین کہنا افضل ہی اور اگر صرف اللھم کہا اور اُسپر کچھ زیادہ نہین کیا تو جس شخص کا یہ قول ہی کہ اللھم کہنے سے نماز شروع ہوجاتی ہی اُسکے نزدیک احرام بھی شروع ہوجاتا ہی اور جس شخص کا یہ قول ہی کہ اُس سے نماز نہین شروع ہوتی تو اُسکے نزدیک احرام بھی نہین شروع ہوتا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی دوسری قسم خصائص حج مین سے فعل ہی اور وہ یہ ہی کہ بدنہ یعنی قربانی کے اونٹ یا گاے کے گلے مین پٹے ڈالے اور اُسکو ہانکتا ہوا حج کے ارادہ پر لے چلے تو احرام صحیح ہوجاتا ہی اگرچہ لبیک نہ کہی ہو خواہ وہ قربانی نفل کی ہو یا نذر کی ہو یا شکار وغیرہ کے عوض کی ہو اور اگر قربانی کسی شخص کے ساتھ بھیجی اور خود اُسکے ساتھ نہ گیا اُسکے بعد پھر اس طرف کو چلا تو جب تک قربانی سے مل نہ جاوے گا تب تک صاحب احرام نہ ہوگا لیکن اگر قربانی متعہ یا قران کی ہی تو قربانی کے ساتھ ملنے سے پہلے صرف اُس طرف کو متوجہ ہونے سے صاحب احرام ہوجاتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پس جس وقت اُسکے ساتھ مل جاویگا اور اُسکو ہانکیگا تو نیت اس عمل سے قرین ہوگئی جو احرام کے خصائص مین سے ہی پس اسی طرح صاحب احرام ہوگیا جیسے ابتدا مین قربانی کے ہانکنے سے ہوتا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر چند لوگ قربانی کے ایک اونٹ یا گاے مین شریک ہون اور وہ سب خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہین اور ایک شخص نے اُن سب کے حکم سے اُس قربانی کے گلے مین پٹہ ڈالا تو سب کا احرام ہوگیا اور اگر اُنکے بغیر حکم ڈالا تو صرف اس شخص کا احرام ہوگیا اور ون کا نہ ہوا پٹہ ڈالنے کی صورت یہ ہی کہ قربانی کے اونٹ یا گاے کی گردن مین نعل یا چمڑے کا ٹکڑا یا درخت کی چھال باندھ دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر قربانی کے اونٹ یا گاے پر جھول ڈالی یا بکری کے گلے مین پٹہ ڈالا اور اُن دونون سے احرام کی نیت کرکے اُنکو لیچلا تو صاحب احرام نہوگا اور اسی طرح اگر اونٹ یا گاے کو اشعار کیا اور اُس سے احرام کی نیت کی تو بھی سب کے نزدیک یہی حکم ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور تجلیل یعنی قربانی پر جھول ڈالنا اور پھر جھول تصدق کردینا مستحب ہی اور پٹہ ڈالنا جھول ڈالنے سے زیادہ بہتر ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی بدنہ اونٹ اور گاے کی قربانی کو کہتے ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اشعار یہ ہی کہ اونٹ یا گاے کی کوہان مین بائین جانب زخم لگا دے جس سے خون بہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ مکروہ ہی اور صاحبین رح کے نزدیک وہ بہتر ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور تجلیل یہ ہی کہ اونٹ یا گاے پر جھول ڈالے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی شرط احرام کی نیت ہی اگر لبیک بغیر احرام کی نیت کے کہے گا تو احرام نہ بندھے گا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور صرف نیت سے بھی احرام شروع

ہوگا جب تک لبیک یا اُسکے قائم مقام کوئی اور ذکر نہ کرے یا قربانی کو نہ ہانکے یا قربانی کے اونٹ یا گائے کے گلے میں پٹہ نڈالے یہ مضمرات میں لکھا ہے اور جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل کرے یا وضو کرے لیکن غسل کرنا افضل ہے اور یہ غسل ستھرائی کے واسطے ہے یہان تک کہ حیض والی عورت کو بھی اُس غسل کا حکم ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور یہ غسل نفاس والی عورت اور لڑکے کے حق مین بھی مستحب ہے۔ اور مستحب ہے کہ اپنے بدن کی پوری صفائی کرے ناخن اور مونچھین تراشے اور بغل اور زیرناف کے بال مونڈے اور اگر سر دون کو سر مونڈانے کی عادت ہو یا اُس دن سر منڈانے کا ارادہ کرے تو منڈا لے ورنہ بالون مین کنگھی کرے اور خطمی اور اشنان وغیرہ سے دھو کر غبار اور میل کو بالون سے اور جسم سے دور کرے اور مستحب ہے کہ جب احرام کا ارادہ کرے اور بی بی یا باندی ساتھ ہو اور کوئی مانع جماع کا نہو تو جماع کرے اسلیے کہ یہ بھی سنت ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور سلے ہوئے کپڑے اور موزے کو اُتارے اور دو کپڑے پہن لے ایک تہبند اور ایک چادر دونون نئے ہون یا دُھلے ہوئے ہون اور نئے ہونا افضل ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر صرف ایک کپڑا پہن لے جس سے اُسکا ستر ڈھک جاوے تو جائز ہے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے تہبند ناف سے گھٹنون تک ہے اور چادر پیٹھ اور کاندھون اور سینہ پر اوڑھکر ناف سے اوپر باندھے اور اگر دونون کونے اُسکے تہبند مین کھونس لے تو مضائقہ نہین اور اگر اُسکو کانٹے یا سوئی سے اٹکا دے یا اپنے اوپر ایک رسی باندھ لے تو برائی ہے اور کچھ واجب نہین ہوتا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور چادر کو داہنے ہاتھ کے نیچے سے داخل کرے اور بائین کاندھے پر ڈالے اور داہنے کاندھے کو کھلا ہوا چھوڑے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے اور تیل لگا دے اور جونسا تیل چاہے لگا دے خوشبو کا ہو یا بے خوشبو اور فقہا کا اجماع اس بات پر ہے کہ احرام سے پہلے ایسی خوشبو کی چیز لگانا جائز ہے جسکا جرم احرام کے بعد تک لگا نرہے اگرچہ خوشبو اُسکی احرام کے بعد تک باقی رہے اور ایسے ہی وہ گاڑھی خوشبودار چیز جو احرام کے بعد تک لگی رہے جیسے کہ مشک اور غالیہ ہمارے نزدیک ظاہر روایت کے بموجب مکروہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہے یہی صحیح ہے یہ محیط مین ہے کپڑے مین ایسی چیز خوشبودار لگانا جو احرام کے بعد تک لگی رہے کل کے قول کے بموجب جائز نہین یہ قول صاحبین رح کی ایک روایت کے بموجب ہے فقہا نے کہا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہے پھر دو رکعتین پڑھے اور دونون مین جو چاہے پڑھے اور اگر پہلی رکعت مین الحمد اور قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین الحمد اور قل ہو اللہ احد تبرکاً بفعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھے تو افضل ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اکثر علما قل یا ایہا الکافرون کو سورۃ سے فارغ ہو کر آیۃ ربنا لاتزغ قلوبنا آخر تک پڑھتے ہین اور قل ہو اللہ سے فارغ ہو کر ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیّٔ لنا من امرنا رشدا پڑھتے ہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے۔ اس نماز کو وقت مکروہ مین نہ پڑھے اور اگر صرف فرض نماز پڑھ لی تو بھی کافی ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے پھر جب نماز سے فارغ ہو تو اللہ سے آسانی کی دعا مانگے اور یہ دعا پڑھے اللّٰہم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی یہ محیط مین لکھا ہے پھر نماز کے بعد یا سوار ہونے کے بعد لبیک کہے اور ہمارے نزدیک لبیک نماز کے بعد افضل ہے یہ فتاوے قاضی خان

مین لکھا ہی اور اسطرح کہے لبیک اللہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد للہ والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک
ان النعمۃ کے الف کے زبر سے بھی روایت ہی اور زیر سے بھی روایت ہی اور زیر سے پڑھنا اصح ہی کرخی نے کہا
ہی کہ سب کلمات پڑھے اور اُنسے کم نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اُنسے اور زیادہ کرے تو بہتر ہی جیسے یون کہے
لبیک الٰہ الخلق لبیک غفار الذنوب لبیک وسعدیک والخیر کلہ بیدیک والرغبا الیک یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور کم کرنا
بالاتفاق مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین ہی پھر جب لبیک کہہ چکے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے جو نیکیون کے سکھانے
والے ہین اور جو دعا چاہے پڑھے لیکن درود پڑھتے وقت آواز پست کرے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور نمازون
کے بعد جسقدر ہو سکے لبیک کی کثرت کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی ظاہر روایت ہی طحاوی نے کہا ہی کہ فرض
نمازون کے بعد لبیک کہے قضا اور نفل کے بعد نہ کہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اسی طرح جب کسی سوار
سے ملے یا بلندی پر چڑھے یا پستی مین اُترے اور صبح کے وقت اور سوتے سے جاگنے کے وقت لبیک
کہے یہ محیط مین لکھا ہی اور جب سواری کو پھیرے اور سوار ہو اور سواری سے اُترے لبیک کہے یہ تبیین مین
لکھا ہی۔ اور ہمیشہ لبیک مین آواز بلند کرے مگر اتنی بلند نہ کرے کہ مشقت حاصل ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور
اسی سے ملتے ہوئے ہین یہ مسئلے اگر لبیک کہکر قران یا افراد کی نیت کرے تو جو نیت کی ہی اُسیکا
احرام ہوگا اگرچہ اُن دونون مین سے کسی کا ذکر احرام مین نہین کیا یہ ایضاح مین لکھا ہی۔ امام محمد رح سے مروی
ہی کہ جب کوئی شخص حج کے ارادہ پر سفر کو نکلے اور احرام باندھتے وقت اُسکی نیت حاضر نہ ہو تو وہ احرام
حج کا ہی پھر اُنسے پوچھا گیا کہ کوئی شخص سفر کو نکلا اور کچھ اُسکی نیت نہ تھی اور اُسنے احرام باندھا اور کچھ نیت
نہین کی تو اُنھون نے جواب دیا کہ جب تک خانہ کعبہ کا طواف نہین کیا ہی تب تک جسکی چاہے اُسکی نیت کر لے یہ
فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور جب ایک مرتبہ طواف کر لے گا تو احرام اُسکا عمرہ کا ہو جاوے گا یہ
محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر طواف نہین کیا یہان تک کہ مجامعت کر لی یا کوئی مانع پیش آگیا تو احرام اُسکا
عمرہ کا سمجھا جاوے گا اسواسطے کہ قضا واجب ہوگی پس ہم اُس چیز کو واجب سمجھینگے جو کم ہو اور یقینی ہو اور
وہ عمرہ ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور اُسپر حج فرض تھا اور اُسنے نہ فرض کی نیت
کی نہ نفل کی تو وہ حج فرض کا احرام ہوگا اور وہ فقط نیت کی نیت سے ادا ہو جاتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر
میقات مین یا غیر میقات مین دو حجون کا احرام باندھا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک
دونون حج لازم ہو جاتے ہین اور اسی طرح اگر میقات مین یا غیر میقات مین دو عمرون کا احرام باندھا تو
دونون لازم ہو جاوینگے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی کسی نے احرام باندھا اور نہ حج کی نیت کی نہ
عمرہ کی پھر دوبارہ حج کی نیت سے احرام باندھا تو پہلا احرام عمرہ کا ہوگا اور اگر دوسرا عمرہ کی نیت سے
باندھا تو پہلا احرام حج کا ہوگا اور اگر دوسرے احرام مین کچھ نیت نہین کی تو قران ہوگا اور اگر لبیک حج کی
کہی اور نیت عمرہ کی ہی یا لبیک عمرہ کی کہتا ہی اور نیت حج کی کرتا ہی تو جسکی نیت کرتا ہی اُسی کا احرام ہوگا اور
اگر لبیک حج کی کہتا ہی اور نیت عمرہ اور حج کی کرتا ہی تو قران ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کسی چیز
کا احرام باندھا اور اُسکو بھول گیا تو اُسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا اور اگر دو چیزون کا احرام باندھا تھا اور اُن

دونون کو بھول گیا تو بھی استحسان کے بموجب حج وعمرہ بطور قران لازم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر صرف حج کا احرام باندھا تو اُسی سال کے حج کا احرام ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر نذر اور نفل کا احرام باندھا تو نفل کا احرام ہوگا اور اگر فرض ونفل کا احرام باندھا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک نفل کا احرام ہوگا اور اصح قول کے بموجب امام ابویوسف رح کا بھی یہی قول ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی

چوتھا باب اُن افعال کے بیان مین جو بعد احرام کے ہوتے ہین

جب احرام باندھے تو جو چیزین منع ہین اُنسے بچے جیسے رفث اور فسوق اور جدال۔ رفث جماع کو کہتے ہین۔ اور فسوق نافرمانیون کو اور اللہ کی بندگی سے باہر نکلنے کو کہتے ہین۔ اور جدال اپنے رفیقون سے جھگڑا کرنے کو کہتے ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور کسی شکار کو نہ مارے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور شکار سے کچھ تعرض نہ کرے نہ اُسکو پکڑے نہ اُسکی طرف اشارہ کرے نہ کسی کو بتاوے اور نہ شکار کرنے مین کسی کی مدد کرے اور نہ سلا ہوا کپڑا پہنے نہ کرتا نہ قبا نہ پائجامہ نہ عمامہ نہ ٹوپی نہ موزہ لیکن اگر موزہ کو کعبین سے نیچے کاٹ لے تو جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور کعب سے مراد یہان وہ جوڑ ہی جو پانون کے وسط مین تسمہ کی گرہ لگانے کے مقام پر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور سر اور چہرہ کو نہ ڈھکے اور منھ اور ٹھوڑی اور رخسارہ کو بھی نہ ڈھکے اگر اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے تو مضائقہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جس طرح موزے نہین پہنتا اُسی طرح جرابین بھی نہ پہنے یہ محیط مین لکھا ہی۔ سلے ہوئے کپڑے کو پہننا اسی وقت حرام ہی جب موافق عادت کے پہنے یہان تک کہ اگر کرتا یا پائجامہ کو بطور تہبند باندھے یا قبا کو کاندھون پر ڈالکر اُس مین دونون مونڈھے داخل کرے ہاتھ نہ داخل کرے تو مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ صاحب احرام کو ہمیانی یا پٹکہ باندھنے مین کچھ مضائقہ نہین خواہ ہمیانی مین اُسکا خرچ ہو یا غیر کا ہو اور خواہ پٹکہ کو ریشم سے باندھے یا سیور سے یہ بدائع اور سراج الوہاج مین لکھا ہی طیلسان کو گھنڈی یا کانٹے سے نہ اٹکاوے اسواسطے کہ وہ سلے ہوئے کے مشابہ ہوجاویگی خز اور کتان کا باریک کپڑا پہننا مکروہ نہین بشرطیکہ سلے ہوئے نہ ہون یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ رنگین کپڑا نہ پہنے خواہ کسم کا رنگ ہو یا زعفران کا یا اور کسی چیز کا لیکن اگر ایسا دھلا ہوا کپڑا ہو کہ اُسمین نفض نہ ہو تو مضائقہ نہین ہی بعضون نے کہا ہی کہ نفض کے معنی یہ ہین کہ رنگ اُسکا بدن پر چھوٹتا ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ نفض کی معنی یہ ہین کہ اُسمین رنگ کی بو آتی ہو یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور سر اور بدن کے بال نہ مونڈے اور اس حکم مین استرہ سے بال مونڈنا یا نورہ سے بال گرانا یا دانتون سے یا اور کسی طرح بال اُکھاڑنا برابر ہی اور اپنی داڑھی نہ کترا وے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اپنے ناخن ذرا بھی نہ ترشاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی خوشبو کو ہاتھ سے بھی نہ چھوئے اگرچہ لگانے کا ارادہ نہ کرتا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور تیل نہ لگاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ مہندی سے خضاب نہ کرے اسواسطے کہ اُسمین خوشبو ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ جس سرمہ مین خوشبو نہ ہو اُسکے لگانے مین مضائقہ نہین ہی۔ حالت احرام مین اپنی عورت کا بوسہ نہ لے اور نہ شہوت سے مساس کرے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی اور نہ خطمی سے اپنا سر اور داڑھی دھووے اور نہ اپنا سر کھجلاوے اور اگر کھجلانے کی ضرورت ہو تو بہت آہستہ کھجلاوے تاکہ کوئی بال نہ گرے اور کوئی جون نہ مرے

یہ دونون باتین ممنوع ہین اور اگر اُسکے سر پر بال نہ ہون یا پھوڑے وغیرہ نہ ہون تو زور سے کھجلانے مین مضائقہ نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - مکان یا اونٹ کے کجاوہ کے سایہ تلے آجانے مین مضائقہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی - اگر خیمہ کا سایہ کرے تو بھی مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اور اگر کعبہ کے پردہ کے نیچے داخل ہوجاوے اور اُسمین چھپ جاوے لیکن وہ پردہ اُسکے سر اور مُنھ سے جدا ہو تو مضائقہ نہین اور اگر پردہ سر اور مُنھ پر پہونچے تو مکروہ ہی اسلیے کہ اُسمین سر اور مُنھ ڈھک جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور صاحب احرام کو پچھنے لگانے اور فصد لینے اور ٹوٹے ہوئے جوڑ کو باندھنے اور ختنہ کرنے مین مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اذخر کے سوا اور درخت حرم کے نہ کاٹے اور جو شخص احرام سے باہر ہو اُسکے لیے بھی یہی حکم ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی

پانچوان باب ادا ے حج کی کیفیت مین

مستحب ہی کہ مکہ مین داخل ہونے کیواسطے غسل کرے اور وہ حیض و نفاس والی کو مستحب ہی اور مکہ مین بلند راستہ کیطرف سے داخل ہو جسکو کدا کہتے ہین اور وہ مکہ کی بلند زمین کیطرف اونچی سڑک ہی اور حج کے واسطے رات مین داخل ہو یا دن مین کچھ حرج نہین عمرہ کے واسطے بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اور مستحب یہ ہی کہ دن مین داخل ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - جب مکہ مین داخل ہو تو اسباب رکھنے کے بعد اول مسجد مین جاوے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ وہان کو لبیک کہتا ہوا جاوے اور اُس دروازہ سے جاوے جسکو باب بنی شیبہ کہتے ہین اور اُدھر سے مسجد حرام مین عاجزی اور خشوع کے ساتھ لبیک کہتا ہوا اور اُس مقام کی عظمت اور جلال کا لحاظ کرتا ہوا داخل ہووے اور جو شخص مزاحم ہو اُسکے ساتھ نرمی سے پیش آوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور مسجد مین ننگے پانون داخل ہو لیکن اگر اُسکو ننگے پانون چلنا نقصان کرتا ہو تو کچھ نہین ہے یہ اختیار مین لکھا ہی اور داخل ہوتے وقت اول داہنا پانون بڑھاوے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ والحمد للہ والصلوۃ علی رسول اللہ اللھم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی فیھا اللھم انی اسئلک فی مقامی ہذا ان تصلی علی سیدنا محمد عبدک ورسولک وان ترحمنی وتقبل عثرتی وتغفر ذنوبی وتضع عنی وزری یہ تبیین مین لکھا ہی - اور جسوقت خانہ کعبہ کو دیکھے اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ کہے اور یون پڑھے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام اللھم زد بیتک ہذا تعظیما وتشریفا ومھابۃ وزد من تعظیمہ وتشریفہ من حجہ واعتمرہ تعظیما وتشریفا ومھابۃ یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اسکے سوا جو چاہے دعا پڑھے پھر حجر اسود سے ابتدا کرے اور کہین سے ابتدا نہ کرے لیکن اگر قوم نماز مین ہو تو نماز مین داخل ہوجاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور حجر اسود کی طرف کو رخ کرکے تکبیر کہے اور دونون ہاتھ اُٹھاوے جیسے نماز کی تکبیر کہتا ہی پھر دونون ہاتھ چھوڑدے یہ فتاوی قاضی خان اور بدائع اور دوسری کتابون مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ ہاتھ دونون مونڈھون تک اُٹھاوے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور حجر اسود کو بوسہ دے اور بوسہ دینے کا قاعدہ یہ ہی کہ دونون ہاتھ حجر اسود پر رکھے اور اُسکو چومے اگر بغیر کسی کی ایذا دینے کے ایسا ہوسکے تو کرے اور اُسکو بوسہ دیتے وقت یہ پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم اغفرلی ذنوبی وطھرلی قلبی واشرح لی صدری ویسرلی امری وعافنی فی من عافیت یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر بغیر کسی کی ایذا کے اُسکو بوسہ نہین دے سکتا تو اُسکو ہاتھ سے چھولے اور اپنے ہاتھ کو چوم لے اور اگر یہ بھی نہ کرسکے تو کوئی شاخ وغیرہ

ہاتھ مین لیکر اس پتھر کو لگا وے پھر اسکو چوم لے یہ کافی مین لکھا ہے اور اگر یہ کچھ نہ کر سکے تو اسکی طرف کو رخ کرے اور دونون ہاتھ اسطرح اٹھا وے کہ اندر کی جانب ہاتھون کی حجر اسود کیطرف کو ہو اور اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور درود پڑھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے حجر اسود کیطرف کو منہ کرنا مستحب ہے واجب نہین ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور ہتھیلیون کی اندر کی جانب آسمان کیطرف کو نہ کرے جیسے اور دعا مین کرتے ہین یہ نہایہ مین لکھا ہے اور یہ دعا پڑھے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہم اعطنی ایمانا وتصدیقا بکتابک ووفاء بعہدک واتباعا لسنۃ نبیک وسنت نبیک اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ آمنت باللہ وکفرت بالجبت والطاغوت یہ محیط مین لکھا ہے پھر اپنے داہنی طرف جدھر کعبہ کا دروازہ ہے وہان سے شروع کرے اور سات مرتبہ طواف کرے اور اس سے پہلے اضطباع کرلے یعنی اپنی چادر کو داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکالکر بائین کاندھے پر ڈال لے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اور چاہیے کہ طواف حجر اسود کے اس کنارہ سے شروع کرے جو رکن یمانی کی طرف ہے تاکہ تمام بدن اسکا حجر اسود کے سامنے کو گذر جاوے اور جو شخص کہ تمام بدن کے گذرنے کو شرط کرتا ہے اسکے خلاف سے بچ جاوے اور شرح اسکی یہ ہے کہ حجر اسود کی طرف کو رخ کرکے اسطرح کھڑا ہو کہ تمام حجر اسود داہنی طرف رہے پھر اسی کی طرف کو رخ کیے ہوئے چلے یہان تک کہ حجر اسود سے آگے بڑھ جاوے اور جب اس سے گذر جاوے تو پھر جاوے اور خانہ کعبہ کو اپنے بائین ہاتھ کیطرف کرلے اور یہ حکم صرف طواف شروع کرتے وقت ہے پھر نہین اور اگر بائین طرف سے طواف شروع کرے تو برائی کے ساتھ جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اضطباع کے معنی یہ ہین کہ چادر کا ایک کنارہ بائین کاندھے پر ڈالے اور پھر چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر دوسرا کنارہ بھی بائین کاندھے پر ڈالے داہنا کاندھا کھلا ہوا ہے اور بایان کاندھا چادر کے دونون کنارون سے ڈھکا ہوا ہو حجر اسود سے شروع کرکے پھر حجر اسود تک ایک مرتبہ طواف ہوتا ہے یہ کافی مین لکھا ہے حجر اسود سے طواف شروع کرنا ہمارے عامہ مشائخ کے نزدیک سنت ہے۔ اور اگر اور کہین سے طواف شروع کرے تو جائز ہے اور مکروہ ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور طواف حطیم کے باہر سے کرے یہان تک کہ اگر اس خالی جگہ مین داخل ہوا جو حطیم اور بیت اللہ کے درمیان مین ہے تو طواف جائز ہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور پھر طواف کا اعادہ کرے اور اگر پھر صرف حطیم کا طواف کرلے تو بھی جائز ہے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے اور جب طواف کرتا ہوا حجر اسود کے سامنے آوے تو اگر بغیر کسی کو ایذا دیے ہوے اسکو چوم سکے تو چومے اور اگر نہین ہو سکتا تو حجر اسود کیطرف کو رخ کرکے تکبیر اور تہلیل کہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور حجر اسود کے بوسہ دینے پر طواف ختم کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر حجر اسود کے بوسہ سے طواف شروع کیا اور اسی پر ختم کیا اور اسکے درمیان کے طوافون مین حجر اسود کا بوسہ چھوڑ دیا تو جائز ہے اور اگر سب طوافون مین چھوڑ دیا تو برا کیا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے ظاہر روایت کے بموجب رکن یمانی کو بھی بوسہ دینا بہتر ہے یہ کافی مین لکھا ہے اور اسکو بوسہ نہ دے تو کچھ حرج نہین اور رکن عراقی اور رکن شامی کو بوسہ نہ دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے پہلے تین دفعہ کے طوافون مین اکڑ کے چلے اور باقی طوافون مین اپنی ہیئت اصلی کے موافق چلے یہ کافی مین لکھا ہے۔ جس طواف کے بعد سعی ہے اسی مین اکڑ کے چلنے کا حکم ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اکڑ کر چلنے سے مراد یہ ہے کہ جلد جلد چلے اور اپنے دونون کاندھے

کو اسطرح ہلاوے جسطرح لڑنے والا سپاہی لڑائی کی دو صفون کے درمیان مین اپنا فخر ظاہر کرنے کے واسطے جھومتا ہی اور یہ اکڑنا حجر اسود سے شروع کر کے پھر حجر اسود تک چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر لوگون کے اژدحام کیوجہ سے یہ کیفیت ادا نہ کر سکے تو ٹھہر جاوے اور جب راستہ پاوے اُسکو ادا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر پہلی مرتبہ کے طواف مین اکڑ کر نہ چلا تو پھر اُسکے بعد دو طوافون مین اکڑ کر چلے اور طواف مین اکڑ کر نہ چلے اور اگر پہلے تین طوافون مین اکڑ کر چلنا بھول گیا تو باقی طوافون مین اکڑ کر نہ چلے اور اگر کل طوافون مین اکڑ کر چلا تو اُسپر کچھ لازم نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر اس طواف کے بعد سعی کرنا منظور نہین ہی اور طواف زیارت تک اُسکی تاخیر کرنا منظور ہی تو اس طواف مین اکڑ کر نہ چلے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اس طواف کا نام طواف قدوم اور طواف تحیت اور طواف لقا ہی اور یہ طواف اہل مکہ کے واسطے نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر صاحب احرام اول مکہ مین داخل نہوا اور اول عرفات کو چلا گیا اور وہان وقوف کیا تو طواف قدوم اُس سے ساقط ہو گیا یہ ہدایہ مین لکھا ہی جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم مین آوے اور وہان دو رکعتین پڑھے اور اگر لوگون کے اژدحام کی وجہ سے وہان نہ پڑھ سکے تو مسجد مین جہان جگہ پاوے وہان پڑھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر مسجد سے باہر پڑھے تو بھی جائز ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ یہ دونون رکعتین ہمارے نزدیک واجب ہین پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ احد پڑھے اگر ان دونون رکعتون کے بدلے فرض نماز پڑھ لے تو ہمارے نزدیک جائز نہین۔ نماز کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو کر دنیا اور دین کے کامون مین سے جسکی حاجت ہو اُسکی دعا مانگے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ طواف کی دونون رکعتین ایسے وقت مین پڑھے جسوقت مین نفل کا ادا کرنا مباح ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور مستحب ہی کہ دو رکعت پڑھنے کے بعد صفا کے جانے سے پہلے زمزم کے پاس آوے اور اُسکا پانی خوب پیٹ بھر کر پیے اور باقی پانی کنوین مین ڈالدے اور یہ دعا پڑھے اللّٰہم انی اسئلک رزقاً واسعاً وعلماً نافعاً وشفاءً من کل داءٍ پھر صفا کیطرف سے نکلنے سے پہلے ملتزم کیطرف آوے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جب صفا و مروہ مین سعی کرنے کا ارادہ کرے تو پھر حجر اسود کے پاس آوے اور اُسکو بوسہ دے یہ تبیین مین لکھا ہی اگر ممکن ہو تو بوسہ دے اور اگر نہو سکے تو حجر اسود کیطرف کو رخ کر کے تکبیر و تہلیل کہے اور اگر اس طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان مین سعی کرنے کا ارادہ نہین ہی تو طواف کی نماز کے بعد پھر حجر اسود کے پاس نہ جاوے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ جس طواف کے بعد سعی کرے اُسمین طواف کی نماز کے بعد حجر اسود کے بوسہ دینے کا اعادہ کرے اور جس طواف کے بعد سعی نہین ہی اُسمین حجر اسود کے بوسہ کا اعادہ نہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی پھر صفا کیطرف کو نکلے اور افضل یہ ہی کہ باب الصفا سے نکلے اور باب الصفا باب بنی مخزوم کو کہتے ہین اور اُدھر سے نکلنا ہمارے نزدیک سنت نہین ہی اگر اور طرف سے نکلے تو جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی باہر نکلتے وقت اول بایان پاؤن بڑھاوے یہ تبیین مین لکھا ہی اول صفا کی طرف جاوے اور اُسپر چڑھے اور صفا و مروہ پر چڑھنا سنت ہی اگر دونون پر نہ چڑھے تو مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسقدر چڑھے کہ بیت اللہ سامنے نظر آنے لگے اور بیت اللہ کی طرف رخ کرے اور دونون ہاتھ اُٹھاوے اور تین مرتبہ تکبیر کہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور ثنا اور درود پڑھے اور اللہ سے اپنی حاجتین مانگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ دعا کے وقت دونون ہاتھ آسمان کیطرف

کو اٹھاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پھر وہان سے مروہ کی طرف کو اترے اور اپنی معمولی چال سے چلے جب نیچے
کی زمین مین آوے تو جب سبز مینار کے پاس پہونچے تو اُسکے نیچے کی زمین مین جھپٹ کر چلے یہان تک کہ اُس سبز مینار
سے آگے بڑھ جاوے اور جب اُس سے آگے بڑھ جاوے تو اپنی اصلی چال چلے یہان تک کہ مروہ تک آوے
پھر اُسپر چڑھے اور قبلہ رخ کھڑا ہو اور الحمد للہ اور اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ اور ثنا اور درود پڑھے اور سب افعال
جو صفا پر کیے تھے یہان بھی کرے اور اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان مین سات مرتبہ آوے جاوے صفا
سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے اور نیچے کی زمین مین ہر مرتبہ سعی کرے یعنی جھپٹ کر چلے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
صفا سے مروہ تک سعی ایکبار اور اسی طرح مروہ سے صفا تک ایکبار ہوتی ہی یہی مختار ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور
یہی صحیح ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی- اور اگر سعی اُسکے برعکس کرے یعنی مروہ سے شروع کرے تو ہمارے
بعض اصحاب نے کہا ہی کہ اُسکا اعتبار کیا جاویگا لیکن مکروہ ہی اور صحیح یہ ہی کہ پہلی مرتبہ کا اعتبار نہ کیا جاویگا یہ ذخیرہ
مین لکھا ہی- اور سعی مین شرط یہ ہی کہ طواف کے بعد ہو یہان تک کہ اگر سعی کے بعد طواف کیا تو اگر مکہ مین ہی تو سعی کا
اعادہ کرے اور اگر احرام سے باہر ہو جانے کے بعد سعی کی تو بالاجماع جائز ہی اور اسی طرح حج کے مہینون کے
بعد بھی جائز ہی- اور حیض و جنابت صحت سعی کی مانع نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اور اصل اسمین یہ ہی کہ حج کے
احکام مین سے جو عبادت مسجد سے باہر ادا ہوتی ہی اُسمین طہارت شرط نہین ہی جیسے کہ سعی اور عرفہ اور مزدلفہ کا وقوف
اور جمرون مین کنکریان مارنا اور مثل اُسکے اور جو عبادت مسجد مین ہوتی ہی اُسمین طہارت شرط ہی اور طواف مسجد مین
ادا ہوتا ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی جو شخص حج جدا کرے وہ جب طواف قدوم کرے تو افضل یہ ہی کہ اُسکے بعد
سعی نہ کرے اور طواف زیارت کے بعد سعی کرے اور امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت ہی کہ اگر آٹھوین تاریخ یا
اس سے پہلے حج کا احرام باندھے تو افضل یہ ہی کہ منٰی کے آنے سے پہلے طواف اور سعی کرے لیکن اگر آٹھوین
تاریخ کے زوال کے بعد احرام باندھا تو یہ حکم نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص طواف یا سعی کرتا
ہی اور اُسوقت نماز کی اقامت ہوئی تو طواف اور سعی کو چھوڑ دے اور نماز پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے
بعد جسقدر طواف یا سعی باقی ہو وہ ادا کرے- اور اگر جنازہ کی نماز طیار ہوئی تو سعی کو چھوڑ کر نماز مین شریک ہو اور جب
فارغ ہو تو جسقدر سعی باقی ہی اُسکو ادا کرے یہ فتح القدیر مین ہی طواف اور سعی مین خرید و فروخت کی باتین کرنا مکروہ
ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جب سعی سے فارغ ہو تو مسجد مین داخل ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر مکہ مین احرام کی
حالت مین آٹھوین تاریخ تک ٹھہرے اور اس حالت مین بھی جو چیزین احرام مین منع ہین وہ اُسکو جائز نہین پس جبتک
مکہ مین ہی جب چاہے خانہ کعبہ کا طواف کرے اور ہر طواف سات مرتبہ کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی- لیکن
ان دنون مین جو طواف کرے اُسکے بعد سعی نہ کرے اور ہمیشہ سات مرتبہ کے طواف کے بعد دو رکعتین ایسے وقت
مین پڑھے جسمین نفل جائز ہون یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور ایک مرتبہ سات طواف کرکے بغیر طواف کی نماز کے امام
ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب دوسرا سات مرتبہ کا طواف نہ کرے خواہ جفت مرتبہ طواف کرکے چھوڑ دیا ہو خواہ طاق
مرتبہ یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی نفل طواف مسافرون کیواسطے نفل نماز سے افضل ہی اور اہل مکہ کیواسطے نفل نماز
افضل ہی یہ شرح طحاوی اور بحر الرائق مین لکھا ہی طواف کے وقت اللہ کا ذکر کرنا قرآن پڑھنے سے افضل ہی یہ سراجیہ مین

لکھا ہی - اور جب آٹھوین تاریخ سے ایک دن پہلے ہو تو اُس روز ایک خطبہ پڑھنا چاہیے جسمین لوگون کو منے کیطرف جانے اور عرفات مین نماز پڑھنے اور وقوف کے احکام سکھائے اور حج مین کل تین خطبہ مین پہلا خطبہ یہی ہی جسکا ہمنے ذکر کیا اور دوسرا خطبہ عرفہ کے دن عرفات مین اور تیسرا خطبہ گیارھوین تاریخ منے مین ہی پس ایک ایک دن کا فصل تینون خطبون مین کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی عرفہ کے خطبہ کے سوا جو دو خطبہ ہین وہ ایک ہی ایک ہی اُسکے درمیان مین نہ بیٹھے لیکن عرفہ کے دن کا خطبہ دو خطبہ ہین اُنکے درمیان مین بیٹھے اور کل خطبہ زوال کے بعد اور ظہر کی نماز کے بعد ہین لیکن عرفہ کے دن کا خطبہ زوال کے بعد اور ظہر کی نماز سے پہلے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی پھر آٹھوین تاریخ صبح کی نماز اور سورج کے نکلنے کے بعد سب لوگون کے ساتھ منے کو جاوے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر سورج کے نکلنے سے پہلے گیا تو جائز ہی اور بعد کو جانا اولی ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور ان سب حالتون مین مکہ مین ہو یا مسجد الحرام مین ہو یا اور کہین ہو لبیک نہ چھوڑے اور مکہ سے نکلتے وقت لبیک کہے اور جو دعا چاہے پڑھے اور لا الٰہ الا اللہ پڑھے یہ تبیین مین لکھا ہی - رات کو منے مین رہے اور وہین صبح کی نماز عرفہ کے روز اول وقت اندھیرے مین پڑھے پھر عرفات کیطرف متوجہ ہو اور اگر آٹھوین تاریخ ظہر کی نماز مکہ مین پڑھی پھر وہان سے نکلا تو رات کو منے مین رہا تو کچھ مضائقہ نہین اور رات کو مکہ مین رہا اور وہین عرفہ کے روز صبح کی نماز پڑھی پھر منے مین ہوتا ہوا عرفات کیطرف متوجہ ہوا تو بھی جائز ہی لیکن برا ہی اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوٹتی ہی اور اگر آٹھوین تاریخ جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منے کو جانا جائز ہی اسلیے کہ اسوقت مین جمعہ واجب نہین اور زوال کے بعد جمعہ واجب ہی اسلیے کہ جب تک جمعہ نہ پڑھ لے تب تک نہ نکلے یہ تبیین مین لکھا ہی جب عرفات مین پہونچے تو جہان چاہے وہان اترے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور پہاڑ کے قریب اترنا افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - راستہ مین نہ اترے تاکہ چلنے والون کو تکلیف نہو یہ محیط مین لکھا ہی اور جب سورج کو زوال ہو تو اگر چاہے غسل کرلے اور اسوقت امام منبر پر چڑھے پھر موذن اسی حالت مین اذان دے کہ امام منبر پر ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور یہی ظاہر مذہب ہی اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پھر اذان کے بعد کھڑے ہوکر دو خطبہ پڑھے اور اُن دونون کے درمیان جلسہ کرے جیسے کہ جمعہ کے خطبہ مین ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر بیٹھ کر خطبہ پڑھا تو جائز ہی لیکن کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہی اور اگر خطبہ نہ پڑھا یا زوال سے پہلے پڑھا تو جائز ہی اور برا کیا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اس خطبہ مین لوگون کو وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور عرفات سے مزدلفہ کو جانے اور قربانی کے دن جمرۃ العقبہ مین کنکریان مارنے اور قربانی اور سر مونڈانے اور طواف زیارت اور قربانی کے دوسرے دن تک کے سارے احکام سکھاوے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی پھر خطبہ کے بعد امام اُترے اور امام ظہر اور عصر کی نماز ظہر کیوقت مین ایک اذان اور دو اقامتون سے پڑھے اور ان دونون مین جہر نہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - ان دونون نمازون کے درمیان مین ظہر کی سنتون کے سوا اور نفل نہ پڑھے اور اگر نفل پڑھے تو مکروہ ہی اور ظاہر روایت کے بموجب عصر کی اذان کا اعادہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی اسی طرح اگر کسی اور عمل مین مشغول ہوا جیسے کھانے اور پینے مین تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - دونون نمازون کے جمع کرنے یعنی عصر کو اپنے وقت سے ظہر کے وقت مین ادا کرنے کے واسطے بہت سی شرطین ہین منجملہ اُنکے یہ ہو کہ عصر ظہر جائز کے بعد پڑھی جاوے یہ بدائع مین لکھا ہی پس اگر کسی نے ظہر زوال سے پہلے پڑھ لی اور اسوقت اُسکو یہ گمان

تھا کہ سورج ڈھل گیا اور اُسکے بعد عصر پڑھ لی تو استحساناً یہ حکم ہے کہ خطبہ اور دونون نمازون کا اعادہ کرے یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے وقت ہی اور وہ یہ ہی کہ عرفہ کا دن ہو۔ اور مکان ہی اور وہ یہ ہی کہ عرفات ہو یہ کفایہ مین لکھا ہی
اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ حج کا احرام ہو فقہانے کہا ہی کہ دونون نمازون کے ادا کرنے کے وقت حج کا احرام چاہیے
یہان تک کہ اگر ظہر کے ادا کرنے کے وقت عمرہ کا احرام ہو اور عصر کے ادا کرنے کے وقت حج کا احرام ہو تو دونون
نمازون کا جمع کرنا جائز نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور ایک روایت کے بموجب یہ ضرور ہی کہ حج کا احرام
زوال سے پہلے باندھ لیا ہو تاکہ احرام جمع کرنے کے وقت سے مقدم ہو اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ نماز سے
پہلے احرام باندھنا کافی ہی اسلیے کہ مقصود نماز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ
اُنکے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جماعت ہی صاحبین رح کے نزدیک جماعت شرط نہین پس جس شخص نے تنہا اپنے
سامان کے پاس ظہر کی نماز پڑھ لی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک وہ عصر کی نماز عصر کے وقت مین پڑھے اور
صاحبین رح کے نزدیک اکیلا نماز پڑھنے والا بھی جمع کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی صحیح امام ابوحنیفہ رح کا قول ہی یہ زاد
مین لکھا ہی اور اگر دونون نمازین امام کے ساتھ فوت ہوگئین یا دونون مین سے ایک فوت ہوئی تو امام ابوحنیفہ
رح کے قول کے بموجب عصر کو اپنے وقت مین پڑھے اور وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہین یہ شرح طحاوی مین
لکھا ہی۔ اور یہ کچھ ضرور نہین کہ ظہر کی ساری نماز جماعت سے ملی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پس اگر امام کے ساتھ دونون
نمازون مین سے ایک ایک رکعت یا تھوڑی نماز مل گئی تو بالاجماع جمع کرنا جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اگر مقتدی
امام کے پیچھے سے بھاگ گئے اور اُسنے دونون نمازین تنہا پڑھین تو جائز ہی اس حکم کو بغیر قید ذکر کر دیا ہی حالانکہ فضل
مسئلہ یون ہی کہ اگر مقتدی نماز شروع کرنے کے بعد بھاگ گئے تو بالاجماع جمع کرنا جائز ہی اور اگر نماز شروع کرنے سے
پہلے بھاگ گئے تو اُسمین اختلاف ہی بعض فقہا نے کہا ہی کہ صاحبین رح کے نزدیک جائز ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے
نزدیک جائز نہین اور بعض فقہا نے کہا ہی کہ سب کے نزدیک جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر امام کو ظہر کی نماز
مین حدث ہو گیا اور اُسنے کسی اور کو خلیفہ کر دیا تو خلیفہ دونون نمازون کو جمع کرے اور اگر امام اُسوقت آیا کہ خلیفہ
عصر سے فارغ ہو چکا تو امام عصر کی نماز عصر کے وقت مین پڑھے اور اُسکو دونون نمازون کا جمع کرنا جائز نہین یہ
تبیین مین لکھا ہی اگر امام کو خطبہ کے بعد حدث ہوا اور کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم کیا اور وہ شخص خطبہ مین حاضر
نہ تھا تو اسکو جائز ہی کہ دونون نمازون کے جمع کرنے مین امام بنے اور اگر امام نے کسی کو حکم نہین کیا لیکن کوئی شخص
اپنے آپ بڑھ گیا اور اُسنے دونون نمازین پڑھائین تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب جائز نہین اسلیے کہ اُنکے
نزدیک امام یا امام کا قائم مقام جمع بین الصلوتین کے جائز ہونے کے لیے شرط ہی اور اگر وہ آگے بڑھنے والا صاحب
حکومت تھا جیسے قاضی یا صاحب شرطہ یا سوا اسکے تو بالاجماع جائز ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور منجملہ اُنکے
یہ ہی کہ نماز پڑھانے والا وہ شخص ہو جو وہان سب مین بڑا سردار ہو یا اُسکا نائب ہو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ
شرط ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ پس اگر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی لیکن امام اعظم یا اُسکا نائب نہ تھا اور عصر کی
نماز امام اعظم کے ساتھ پڑھی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک عصر کی نماز جائز نہ ہوگی یہی قول صحیح ہی یہ بدائع
مین لکھا ہی۔ اور اگر بڑا امام یعنی خلیفہ مر گیا تو اُسکا نائب یا صاحب شرطہ دونون نمازون کو جمع کرے

اور اگر اسکا نائب یا صاحب شرط نہو تو ہر ایک نماز کو اُسکے وقتون مین پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہی جب امام عصر کی نماز سے فارغ ہو تو موقف کی طرف جاوے یہ محیط مین لکھا ہی عرفہ کی نیچی زمین کے سوا تمام عرفات کا میدان موقف ہی یہ کنز مین لکھا ہی جہان چاہے وقوف کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ وقوف مین دو چیزین شرط ہین ایک یہ کہ عرفات کی زمین ہو دوسرے یہ کہ عرفہ کا دن ہو۔ کھڑا ہونا اسمین نہ شرط ہی نہ واجب ہی یہان تک کہ اگر بیٹھا ہو تو جائز ہی۔ اور اسی طرح نیت بھی اُسمین شرط نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ قبلہ رو کھڑا ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور واجب یہ ہی کہ غروب تک وقوف کرے اور اُسکے لیے غسل کرنا اور دونون خطبہ اور دونون نمازون کو جمع کرنا اور اُن دونون کے بعد بہت جلد موقف کو جانا اور اُس روز روزہ نہ رکھنا اور اُسوقت باوضو ہونا اور سواری کے اوپر وقوف کرنا اور امام کے قریب وقوف کرنا اور دل کا حاضر ہونا اور جن باتون سے دعامین جی لگتا ہی اُن باتون سے خالی ہونا سنت ہی اور چاہیے کہ قافلون کے راستون مین وقوف نہ کرے تا کہ لوگون سے کشمکش نہو اور چاہیے کہ سیاہ پتھرون کے پاس وقوف کرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کا مقام ہی اور اگر وہان وقوف نہ کر سکے تو حتی الامکان اُسکے قریب ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور حیض والی عورت اور جنب اور اُس شخص کا وقوف جسنے دونون نمازین جمع نہین کین جائز ہی اور اُسپر کچھ لازم نہین آتا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ہاتھ کشادہ کرکے اُٹھاوے اور قبلہ کی طرف رخ کرے جیسے کہ کسی کو پکارنے والا اُسکی طرف ہاتھ اور منھ سے متوجہ ہوتا ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہے اور درود پڑھے اور دعا مانگے اور لوگون کو حج کے احکام سکھاوے اور دعا مانگنے مین کوشش کرے اور بار بار لبیک کہے یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اپنے واسطے اور مان باپ اور سب مسلمان مردون اور عورتون کے واسطے بہت سی استغفار پڑھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اسیطرح سورج کے غروب تک حضور قلب اور عاجزی کے ساتھ لبیک اور لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور ثنا اور درود پڑھتا رہے اور اپنی حاجتون کے واسطے دعا مانگے یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک وہان کے واسطے کوئی دعا مقرر نہین ہی جو چاہے دعا مانگے یہ بدائع مین لکھا ہی اور چاہیے کہ اکثر یہ دعا پڑھتا رہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شیء قدیر لا نعبد الا ایاہ ولا نعرف ربا سواہ اللہم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللہم اشرح لی صدری ویسر لی امری اللہم ہذا مقام المستجیر العائذ من النار اجرنی من النار بعفوک وادخلنی الجنۃ برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم اذ ہدیتنی الاسلام فلا تنزعہ عنی ولا تنزعنی عنہ حتی تقبضنی وانا علیہ یہ محیط مین لکھا ہی۔ سنت یہ ہی کہ دعا مین آواز پست کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ عرفہ مین وقوف کا وقت عرفہ کے دن کے سورج ڈھلنے سے قربانی کے پہلے دن کی فجر طلوع ہونے تک ہی پس جو شخص اتنے وقت مین وہان موجود ہو گیا خواہ اُسکو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو سوتا ہو یا جاگتا ہو یا افاقہ مین ہو یا جنون مین ہو یا بیہوش ہو خواہ وہان وقوف کرے یا گذرتا ہوا چلا جاوے وقوف نہ کرے اُسکو حج مل گیا پھر اُسکے بعد وہ فاسد نہین ہوتا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور جسنے اُسوقت کے سوا اور وقت مین وقوف کیا اُسکو حج نہین ملا لیکن اگر ذی الحجہ کے چاند مین شبہہ ہو گیا تھا اور لوگون نے ذیقعدہ کا مہینہ پورا تیس دن کا کیا تھا پھر ظاہر ہوا کہ جس روز وقوف کیا تھا وہ قربانی کا دن تھا تو استحسان یہ ہی کہ جائز ہی اور قیاساً جائز نہین۔ اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ جسدن وقوف کیا ہی وہ

آٹھوین تاریخ تھی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے- اور اگر قربانی کے پہلے دن کی فجر طلوع ہونے تک
عرفات مین نہ پہونچا تو حج فوت ہوگیا اور حج کے افعال اُس سے ساقط ہوجاوینگے اور حج کا احرام جو اُسنے باندھا تھا
وہ عمرہ کا احرام ہوجاویگا اُسکو چاہیے کہ عمرہ کے افعال پورے کرکے احرام سے باہر ہوجاوے اور سال آیندہ
مین حج کو قضا کرنا اُسپر واجب ہے- یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے- سب راتین اگلے دن کی تابع ہوتی ہین گذرے
ہوئے دن کی تابع نہین ہوتین لیکن حج کی راتین گذرے ہوئے دن کے حکم مین ہین اگلے دن کے حکم مین نہین
عرفہ کی رات آٹھوین تاریخ کے حکم مین ہے اسلیے کہ اُس رات مین عرفات مین وقوف جائز نہین جیسے کہ آٹھوین
تاریخ جائز نہین اور قربانی کے پہلے دن یعنے دسوین تاریخ کی رات عرفہ کے دن کی تابع ہے اسلیے کہ اس شب
مین وقوف عرفات مین جائز ہے جیسے کہ عرفہ کے دن مین جائز ہے- اور اسی طرح اس شب مین قربانی جائز نہین جیسے کہ
عرفہ کے دن مین جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے- اور جب سورج غروب ہوجاوے تو امام اور اُسکے ساتھ کے
سب آدمی اُسی ہیئت سے مزدلفہ مین آوین یہ ہدایہ مین لکھا ہے افضل یہ ہے کہ جسطرح موقف مین کھڑے تھے اُسی
ہیئت پر چلے آوین اور اگر کوئی جگہ خالی پاوے تو آگے بڑھ جاوے یہ تبیین مین لکھا ہے- اور چاہیے کہ امام کے ساتھ
ساتھ چلے اُس سے پہلے نہ جاوے لیکن اگر امام سورج کے غروب ہونے کے بعد تاخیر کرے تو لوگون کو چاہیے
کہ اُس سے پہلے چلدین اسلیے کہ وقت داخل ہوگیا یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے اور اس راستہ مین اللہ اکبر اور لا الٰہ
الا اللہ اور الحمد للہ پڑھتے جاوین اور بار بار لبیک کہین اور استغفار بہت پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہے- اور اگر لوگون کی
کشاکش کے خوف سے وقوف کے مقام سے سورج کے چھپنے سے پہلے چلدیا لیکن عرفہ کی حد سے سورج چھپنے
سے پہلے نہ نکلا تو مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہے- اور افضل یہ ہے کہ اُسی جگہ ٹھہرا رہے تاکہ افاضہ یعنی وقوف کے
مقام سے مزدلفہ کو چلنا وقت سے پہلے ادا نہو اسلیے کہ اُسمین سنت کی مخالفت ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر سورج
کے چھپنے اور امام کے چلدینے کے بعد ازدحام کے خوف سے تھوڑی دیر ٹھہرا تو مضائقہ نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے
اور اگر مغرب کی نماز سورج کے چھپنے کے بعد اور مزدلفہ مین آنے سے پہلے پڑھ لی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام
محمد رح کے نزدیک مزدلفہ مین آکر اُسکا اعادہ کرے اور اسی طرح اگر عشا کا وقت راستہ مین شروع ہوگیا اور عشا
کی نماز راستہ مین پڑھ لی تو مزدلفہ مین پہونچکر اُسکا بھی اعادہ کرے اور اگر ان دونون نمازون کے اعادہ کرنے
سے پہلے فجر کی نماز پڑھ لی تو سب کے قول کے بموجب وہ دونون نمازین جائز ہوگئین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے- اور
اگر مزدلفہ مین پہونچنے سے پہلے فجر کے طلوع ہونے کا خوف تھا اسلیے مغرب اور عشا کی نماز راستہ مین پڑھ لی تو
جائز ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر مزدلفہ مین پہونچکر عشا کی نماز مغرب سے پہلے پڑھ لی تو مغرب کی نماز پڑھے پھر عشا
کا اعادہ کرے اور اگر عشا کی نماز کا اعادہ نہین کیا اور صبح طلوع ہوگئی تو عشا کی نماز جائز ہوگئی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے
اور ادب یہ ہے کہ مزدلفہ کو پیادہ جاوے یہ تبیین مین لکھا ہے- جب مزدلفہ مین پہونچین تو جہان چاہین وہان اُترین راستہ
مین نہ اُترین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے- اور اُس پہاڑ کے قریب اُترنا جسکو قزح کہتے ہین افضل ہے یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہے- پھر جب عشا کا وقت داخل ہو تو موذن اذان اور اقامت کہے اور امام مغرب کی نماز عشا کے
وقت مین پڑھاوے پھر عشا کی نماز اُسی اذان و اقامت سے ہمارے تینون اصحاب کے قول کے بموجب پڑھاوے

یہ بدائع مین لکھا ہی اُن دونون نمازون کے درمیان مین نفل نہ پڑھے اور اگر نفل پڑھ لیے یا اور کسی کام مین مشغول ہوا تو اقامت کا اعادہ کرے ان دونون نمازون کے جمع کرنے کے لیے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جماعت شرط نہین ہی یہ کافی مین لکھا ہی جو شخص مغرب اور عشا کی نماز تنہا پڑھے اسکو جائز ہی برخلاف اسکے عرفہ مین ظہر اور عصر کی نماز کا جمع کرنا امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک بغیر جماعت کے جائز نہین اور افضل یہ ہی کہ مزدلفہ مین بھی امام جماعت پڑھاوے یہ ایضاح مین لکھا ہی۔ امام محبوبی رح نے ذکر کیا ہی کہ مزدلفہ مین نمازون کے جمع کرنے مین خطبہ اور سلطان اور جماعت اور احرام شرط نہین یہ کفایہ مین لکھا ہی اور جب عشا سے فارغ ہو تو رات کو وہین رہے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور چاہیے کہ اس تمام رات مین نماز اور تلاوت قرآن اور ذکر اور دعا اور عاجزی کے ساتھ جاگتا رہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر مزدلفہ مین رات کو نہ رہا اور طلوع فجر کے بعد وہان سے گذرتا ہوا چلا گیا تو اسپر کچھ واجب نہوگا لیکن ترک سنت کی قباحت ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ پھر جب فجر طلوع ہو جاوے تو امام فجر کی نماز اول وقت اندھیرے مین پڑھاوے پھر وقوف کرے اور لوگ اسکے ساتھ وقوف کرین یہ قدوری مین لکھا ہی۔ اور آدمی امام کے پیچھے یا جہان چاہین وقوف کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور افضل یہ ہی کہ لوگون کا وقوف امام کے پیچھے اُس پہاڑ پر ہو جسکو قزح کہتے ہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور الحمد للہ اور ثنا اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور لبیک اور درود پڑھے یہ زاد مین لکھا ہی اور دونون ہاتھ آسمان کی طرف کو اُٹھا کر اللہ سے اپنی حاجتون کی دعا کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ محسر کی نیچی زمین کے سوا کل مزدلفہ وقوف کی جگہ ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور جب محسر کے نشیب مین پہونچے تو اگر پیادہ ہی تو جلد چلے اور اگر سوار ہی تو ایک تیر بھر تک سواری کو تیز کرے یہ کرمانی نے ذکر کیا ہی اور اسپر اجماع ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی مزدلفہ مین وقوف کا وقت فجر کے طلوع ہونے سے خوب روشنی ہو جانے تک ہی اور جب سورج طلوع ہو گیا تو اُسکا وقت نکل گیا۔ اگر اسوقت مین مزدلفہ مین وقوف کیا یا گذرتا ہوا نکل گیا تو جائز ہی جیسے کہ عرفہ کے وقوف کا حکم تھا اور اگر اسوقت سے پہلے یا بعد وقوف کیا تو جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اگر فجر کے طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ کی حد سے نکل گیا تو وقوف کے چھوڑنے کی وجہ سے اسپر قربانی لازم ہوگی لیکن اگر اسمین کوئی علت یا مرض یا ضعف ہی اور اژدحام کے خوف سے رات مین ہی وہان سے چلا گیا تو مضائقہ نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جب بہت روشنی ہو جاوے تو سورج نکلنے سے پہلے وہان سے چلدین اور منی مین آوین یہ زاد مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ روشنی خوب ہو جانے سے مراد یہ ہی کہ سورج کے نکلنے مین صرف اتنی دیر ہو کہ دو رکعت پڑھ سکے اُسوقت وہان سے چلے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر امام سورج کے نکلنے کے بعد چلا یا لوگون کے فجر کی نماز پڑھنے سے پہلے چلا تو بُرا کیا اور اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور پھر جمرہ عقبہ مین زوال سے پہلے آوے اور وہان نیچی زمین مین پہونچکر سات کنکریان جیسے کہ ٹھیکریون کے کرے ہوتے ہین نیچے سے اوپر کو پھینکے اور ہر کنکری کے پھینکنے پر تکبیر کہے اور اُس روز جمرہ عقبہ کے سوا اور کسی جمرہ پر کنکریان نہ مارے اور وہان وقوف نہ کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر تکبیر کے بدلے تسبیح یا تہلیل کہی تو جائز ہی اور اسمین برائی نہین یہ بدائع مین لکھا ہی صحیح روایت کے بموجب پہلی کنکری پھینکنے سے لبیک موقوف کرے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی یہی حکم حج کرنیوالے و تمتع کرنیوالے اور قران کرنیوالے مین کچھ فرق نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور عمرہ کرنیوالا حجر اسود کو بوسہ

دینے کے بعد لبیک موقوف کرے - اور جس شخص سے حج فوت ہوگیا وہ جب عمرہ کے احرام سے باہر ہو اُسوقت لبیک موقوف
کرے یعنے جسوقت طواف شروع کرتا ہی - اور اگر وہ قارن تھا تو جب طواف ثانی شروع کرے اُسوقت سے لبیک موقوف
کرے اور جو کسی مانع کی وجہ سے حج نہ کرسکا وہ جب قربانی ذبح کرے اُسوقت سے لبیک موقوف کرے اور اگر حج کرنیوالے
نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکنے سے پہلے سر مونڈا لیا تو اُسیوقت سے لبیک موقوف کرے اور اگر کنکریاں پھینکیں اور سر مونڈا نے
اور ذبح سے پہلے خانہ کعبہ کی زیارت کرلی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اُسیوقت سے لبیک موقوف کردے
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پھر منی کو لوٹے اور اگر اُسکے ساتھ قربانی ہو تو اُسکو ذبح کرے اور اگر نہو تو فقط حج کرنیوالے کو
کچھ مضائقہ نہین ہی اور قران اور تمتع کرنیوالے کو قربانی ذبح کرنا ضرور ہی پھر سر مونڈا وے یا بال کترا وے اور سر مونڈانا
افضل ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی - اور یہ حکم اُسکے واسطے ہی جسکا کسی مانع کیوجہ سے حج ملتوی نہین ہوگیا اور جسپر کوئی
مانع پیش آیا اُسپر سر مونڈانا نہین ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - اور سر مونڈانے اور بال کترانے مین جو اختیار ہی یہ اُس صورت
مین ہی جب کوئی عذر نہو اور اگر سر مونڈانے مین کسی عارضہ کیوجہ سے کوئی عذر ہو تو اُسوقت بال ہی کتروانیکا حکم ہی اور اگر
بال کتروانے مین کوئی عذر ہی تو یہی حکم ہی کہ سر مونڈا وے مثلاً سر پر گوند لگا یا ہوا ور اس وجہ سے قینچی کام نہ دیتی ہو اور
اگر گوند چھٹا ویگا تو بال اسطرح ٹوٹینگے کہ مونڈانا ہوگا نہ کترنا اور صاحب احرام کو ان دونون صورتون کے سوا بال جدا کرنا
جائز نہین تو ایسی صورت مین یہی حکم ہی کہ بال مونڈا وے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور بال کترانے کا یہ حکم ہی کہ عورت اور
مرد اپنے بالون کے سرون سے بقدر چوتھائی سر کے یعنی بمقدار ایک اُنگلی کی درازی کے بال کترے یہ تبیین مین لکھا ہی -
اور بدائع مین ہی کہ فقہا نے کہا ہی کہ واجب ہی کہ بال کتروانے مین ایک اُنگلی کی مقدار سے کچھ زیادتی کرے اسلیے کہ
عادت یون ہی کہ سب بالون کے سرے برابر نہین ہوتے پس واجب ہی کہ ایک اُنگلی کی مقدار سے زیادتی کرے کہ یقیناً
کترنے مین ایک اُنگلی کی مقدار پوری ہوجاتے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اور سب سر مونڈانا افضل ہی کیونکہ اس مین
پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی یہ کافی مین لکھا ہی - سر مونڈانے کے لیے قربانی کے دن مقرر ہین اور افضل ان دنون
مین پہلا دن ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اور اگر سر مونڈانے کیوقت اُسکے سر پر بال نہون مثلاً اس سے
پہلے سر مونڈا چکا ہی یا اور کوئی سبب ہو تو اصل مین مذکور ہی کہ اُسترہ اپنے سر پر پھروا لے اسلیے کہ اگر اُسکے سر پر بال
ہوتے تو اُس حالت مین دو کام ہوتے اُسترہ پھیرنا اور بالون کا دور کرنا پس جس چیز سے عاجز ہوگیا وہ اُسکے ذمہ سے
ساقط ہوگئی اور جس چیز سے عاجز نہین ہوا وہ اُسکے ذمہ لازم ہی پھر مشایخ کا اُسترہ پھروانے مین اختلاف ہی کہ وہ واجب ہی
یا مستحب ہی اور راجح یہ ہی کہ واجب ہی یہ محیط مین لکھا ہی - امام محمد رح نے کہا ہی کہ اگر اُسکے سر پر زخم ہون جسکی وجہ سے
اُسترہ نہین پھروا سکتا اور کترنے کے لائق بال نہین ہین تو وہ اُسی طرح احرام سے باہر ہوگیا جیسے سر مونڈانے والے
باہر ہوتے ہین اسلیے کہ وہ سر مونڈانے اور بال کتروانے سے عاجز ہی پس وہ اُس سے ساقط ہوجاوینگے اور
بہتر یہ ہی کہ وہ احرام سے باہر ہونے مین قربانی کے دنون مین آخر وقت تک تاخیر کرے اور اگر تاخیر نہ کریگا تو کچھ اُسپر
واجب نہین ہی اور اگر اُسکے سر پر زخم نہون لیکن وہ کسی جنگل مین چلا گیا اور وہان نہ اُسترہ ہی نہ کوئی سر مونڈنے والا
ہی تو یہ عذر معتبر نہین اور بجز سر مونڈنے یا بال کترنے کے اور کچھ چارہ نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر
نورہ سے سر صاف کرلیا تو جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - سر مونڈانے مین سنت یہ ہی کہ مونڈنے والے

کی داہنی طرف سے ابتدا ہو نہ مونڈنے والے کی پس سر کے بائین طرف سے ابتدا کرنا چاہیے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور
مستحب ہے کہ بالون کو دفن کر دے اور سر مونڈاتے وقت اور سر مونڈانے کے بعد تکبیر کے ساتھ دعا مانگے اور اگر
بال پھینک دے تو مضائقہ نہین اور گھورے پر اور نہانے کی جگہ مین انکا ڈال دینا مکروہ ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور
مستحب ہے کہ سر مونڈانے کے بعد ناخن اور مونچھین تراشے اور زیر ناف کے بال مونڈے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ
مین لکھا ہے اور داڑھی ذرا نہ کترے اور اگر کترے تو کچھ اسپر واجب نہین ہوتا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ سر مونڈانے یا بال
کترانے کے بعد جو چیزین احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھین وہ سب حلال ہو جاوینگی مگر عورت سے وطی حلال نہوگی
یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور اسیطرح وطی کے اور جو لوازم ہین جیسے کہ مساس اور بوسہ وہ حلال نہ ہونگے یہ
سراج الوہاج مین لکھا ہے اور فرج سے باہر بھی جماع ہمارے نزدیک حلال نہین ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر سر
نہ مونڈایا یہان تک کہ خانہ کعبہ کا طواف کر لیا تو جبتک سر نہ مونڈاویگا کوئی چیز اسپر حلال نہ ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہے پھر اگر
ہو سکے تو اسی روز خانہ کعبہ کا طواف کرے اسکو طواف زیارت کہتے ہین یا دوسرے روز کرے یا تیسرے روز
کر لے اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے اور سات مرتبہ حطیم سے باہر باہر طواف کرے اور ہر طواف کے بعد دو رکعت
نماز پڑھے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور عورت پہلے ہی سر مونڈانے کی وجہ سے حلال ہوتی ہے نہ طواف
کرنے کی وجہ سے اور جب چار مرتبہ طواف کر چکے تو عورت حلال ہو جاویگی اسواسطے کہ فرض اسی قدر ہے اور جو
اس سے زیادہ ہے وہ واجب ہے کہ قربانی دینے سے پورا ہو جاتا ہے یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اگر کچھ طواف
نہ کیا تو عورت حلال نہوگی اگرچہ بہت برس گذر جاوین یہ حکم بالاجماع ہے۔ اور اگر بے وضو یا جنابت کی حالت مین
طواف زیارت کیا تو احرام سے باہر ہو گیا اور عورت حلال ہو گئی یہان تک کہ اگر اسکے ساتھ مجامعت کرے تو حج فاسد
نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اگر خانہ کعبہ کا الٹی طرف سے طواف کیا یعنی خانہ کعبہ کی بائین طرف سے
شروع کر کے سات مرتبہ طواف کیا تو احرام سے باہر ہو جانے مین اس طواف کا اعتبار ہوگا اور جبتک وہ
مکہ مین ہے اسپر اعادہ واجب ہے اور اگر ایسی حالت مین طواف کیا کہ اسکا ستر اسقدر کھلا ہوا تھا جس سے نماز جائز
نہین ہوتی تو طواف ادا ہو جاویگا اور اگر زیارت کا طواف ایسی حالت مین کیا کہ کل کپڑے نجس تھے تو ایسا طواف
کرنا اور ننگے طواف کرنا برابر ہے اور اگر اسقدر کپڑا پاک ہو جسمین ستر چھپ جاوے اور باقی نجس ہو تو طواف جائز ہوگا
اور کچھ اسپر واجب نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور طواف واجب مین اگر حطیم کے باہر سے طواف نہین کیا بلکہ اندر سے
کیا تو اگر مکہ مین موجود ہے تو سارے طواف کا اعادہ کرے تاکہ بموجب ترتیب کے ادا ہو اور اگر سارے طواف کا اعادہ
نہین کیا اور صرف حطیم کا طواف دوبارہ کر لیا تو ہمارے نزدیک جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اس طواف کا
نام طواف الزیارۃ اور طواف الرکن اور طواف یوم النحر ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور حجۃ مین ہے کہ اسکو
طواف الواجب بھی کہتے ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے پس اگر طواف قدوم کے بعد صفا و مروہ کے درمیان مین سعی
کر چکا ہے تو اس طواف مین اکڑ کر نہ چلے اور سعی نہ کرے ورنہ اکڑ کر چلے اور سعی کرے یہ کافی مین لکھا ہے اور افضل یہ
ہے کہ اکڑ کر چلنے اور سعی کی اسی طواف تک تاخیر کرے تاکہ وہ فرض کے ساتھ ہون نہ سنت کے ساتھ یہ بحر الرائق مین ہے
پھر منی کیطرف جاوے اور باقی ایام جمرون پر کنکریان پھینکنے کیواسطے وہان مقیم ہو۔ رات کو مکہ مین نہ رہے اور نہ راستہ

ہین یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی ایام منی مین منی کے سوا اور جگہ رات کو رہنا مکروہ ہی۔ یہ شرح طحاوی مین
لکھا ہی پس اگر عمداً رات کو کہین اور رہا تو ہمارے نزدیک اُسپر کچھ واجب نہین ہوتا یہ ہدایہ مین لکھا ہی خواہ وہ اہل
سقایت[له] یعنی حج والون کو پانی پلانے والا ہو یا نہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ ہمارے نزدیک قربانی کے دن خطبہ
نہین ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی جب قربانی کے دوسرے دن سورج کا زوال ہو تو تینون جمرون پر
کنکریان پھینکے اور اس جمرہ سے ابتدا کرے جو مسجد خیف کیطرف ہی اور وہان سات کنکریان پھینکے اور ہر کنکری پر تکبیر
کہے پھر اُس جمرہ پر کنکریان پھینکے جو اُسکے قریب ہی اور وہ درمیان کا جمرہ ہی اُسپر بھی سات کنکریان اسی طرح پھینکے
پھر جمرۂ عقبہ کے پاس آوے اور وہان نیچی زمین سے سات کنکریان پھینکے اور ہر کنکری پر تکبیر کہے جمرۂ عقبہ کے
پاس وقوف نہ کرے اور پہلے جمرہ اور درمیانی جمرہ کے پاس جہان لوگ وقوف کیا کرتے ہین وہان وقوف کرے یہ
کافی مین لکھا ہی۔ اور وقوف کی جگہ نیچی زمین کے اوپر کی جانب ہی یہ محیط مین لکھا ہی جب کنکریان مارنے کے بعد پھر
کنکریان مارنا ہو تو اُسکے بعد وقوف کرے۔ اور جن کنکریون کے مارنے کے بعد پھر کنکریان مارنا نہو تو اُنکے بعد وقوف
نہ کرے اسلیے کہ عبادت ختم ہو چکی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ اور دیر تک قیام اور عاجزی کرے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور
اللہ کی حمد اور ثنا اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور درود پڑھے اور اپنی حاجتون کے واسطے دعا مانگے اور دونون
مونڈھون تک ہاتھ اُٹھاوے اور دونون ہتیلیون کی جانب آسمان کی طرف کو کرے جیسے کہ دعا مین سنت ہی
اور حج کرنے والے کو چاہیے کہ وقوف کے مقامون مین سب مسلمانون کے واسطے مغفرت کی دعا مانگے
یہ کافی مین لکھا ہی اور جب اُسکا دوسرا دن ہو جو قربانی کا تیسرا دن ہی تو سورج کے زوال کیوقت اسی طرح
تینون جمرون پر کنکریان مارے پھر اگر چاہے تو اُسی دن سے چلا جاوے اور چوتھے دن اُسکی کنکریان مارنا
اُس سے ساقط ہو جاوینگی اور اگر اُس روز رات مین طلوع فجر تک وہین رہا تو جب تک زوال کے بعد تینون
جمرون پر کنکریان نہ مارے تب تک وہان سے نکلنا جائز نہین یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ کنکریان مارنے
کے مسئلون مین بہت سی باتونکا بیان ضرور ہی اول یہ ہی کہ کنکریان مارنے کے اوقات کونسے ہین اور اُسکے اوقات
تین ہین ایک دن قربانی کا اور تین دن ایام تشریق کے قربانی کے پہلے دن ہین کنکریان مارنے کے وقت تین قسم
ہین اول مکروہ دوسرے مسنون تیسرے مباح۔ فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے طلوع ہونے تک مکروہ وقت
ہی اور سورج کے طلوع ہونے سے زوال تک مسنون وقت ہی اور زوال کے بعد سے سورج کے چھپنے تک
مباح وقت ہی اور رات بھی مکروہ وقت ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور طلوع فجر سے پہلے کنکریون کا پھینکنا بالاتفاق
صحیح نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور دوسرے اور تیسرے دن کنکریان پھینکنے کا وقت زوال کے بعد سے دوسرے
دن سورج کے طلوع ہونے تک ہی زوال سے پہلے جائز نہین اور زوال کے بعد سے سورج کے چھپنے تک
وقت مسنون ہی اور غروب کے بعد طلوع فجر تک وقت مکروہ ہی ظاہر روایت مین اسی طرح مروی ہی۔ چوتھے روز
کنکریان پھینکنے کا وقت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے چھپنے تک ہی لیکن زوال
سے پہلا وقت مکروہ ہی اور اُسکے بعد مسنون ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی دوسرے یہ ہی کہ جو چیزین جنس زمین سے
ہین اُنکو پھینکنا جائز ہی لیکن یہ بھی شرط ہی کہ وہ ذلیل چیزین ہون اسی لیے فیروزہ اور یاقوت کو پھینکنا جائز نہین

[له] سقایت پانی پلانے کو کہتے ہین ۱۲

ہی یہ سراج الوہاج مین اور نہایہ اور عنایہ اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی پتھر اور ڈھیلا اور مٹی اور گیرو اور چونہ اور گندھک اور پہاڑی نمک اور سرمہ اور مٹھی بھر کر ریتا پھینکدینا جائز ہی لکڑی اور عنبر اور موتی اور سونے اور چاندی کا پھینکنا جائز نہین یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی تیسرے یہ جو چیزین پھینکتے ہین انکی مقدار کیا ہونا چاہیے ہمارا قول یہ ہی کہ چھوٹی کنکریان پھینکے جیسے ٹھیکری کے ٹکڑے ہوتے ہین یہ محیط مین لکھا ہی انکی مقدار مین اختلاف ہی مختار یہ ہی کہ باقلے کے دانہ کے برابر ہون اور اگر بڑا یا چھوٹا پتھر پھینک دے تو جائز ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی لیکن مستحب نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی چوتھے یہ کہ ہمارا قول یہ ہی کہ جو کنکریان پھینکے وہ دُھلی ہوئی ہونی چاہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر ایسی کنکریان پھینکین جو بالیقین نجس ہین تو مکروہ ہی اور جائز ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور مستحب یہ ہی کہ کنکریان مزدلفہ یا راستہ سے اُٹھاوے جمرہ کے پاس سے کنکریان اُٹھا کر نہ پھینکے اور اگر انھین کو پھینکدیا تو جائز ہی لیکن برائی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور ایک پتھر کو لیکر اُسکے ستر ٹکڑے توڑنا مکروہ ہی جیسے کہ آج کل اکثر لوگ کرتے ہین پانچوین یہ کہ کنکریان پھینکنے کی کیفیت مین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون کا یہ قول ہی کہ انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کی پورون سے کنکری اُٹھاوے جیسے کہ عقد انامل مین تیس کا عقد کرتے ہین اور پھر اُسکو پھینکے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور والوالجیہ مین لکھا ہی کہ یہی اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ فقہا نے کہا ہی کہ چاہیے کہ کنکریان پھینکنے والے سے کنکریان گرنے کی جگہ تک پانچ گز یا زیادہ کا فاصلہ ہو اور اصل مین مذکور ہی کہ اگر جمرہ کے پاس کھڑا ہو کر وہین کنکری رکھدی تو یہ جائز نہین اور اگر وہان ڈالدے تو جائز ہی لیکن بری بات ہی اسلیے کہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہی چھٹے یہ کہ جب کنکریان پھینکنے کے بعد پھر کنکریان پھینکنا ہو تو افضل ہی کہ کنکریان پھینکنے والا پیادہ ہو اور اگر اُسکے بعد پھر کنکریان پھینکنا نہو تو سوار ہو یہ متون مین لکھا ہی ساتوین یہ کہ کنکریان پھینکنے کا محل کیا ہی ہمارا قول یہ ہی کہ محل اُسکا تینون جمرے ہین پہلا جمرہ وہ ہی جو مسجد خیف کے پاس ہی اور جو اُسکے بعد ہی وہ درمیانی جمرہ ہی اور سب سے آخر جمرۂ عقبہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ آٹھوین یہ کہ کہان سے پھینکے ہمارا قول یہ ہی کہ نشیب کی زمین سے پھینکے یعنے نیچے سے اوپر کو پھینکے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اس زمین کی داہنی طرف کو پھینکے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر اُسکی بلندی پر سے پھینکے تو جائز ہی لیکن اگر کوئی عذر نہو تو جو اول مذکور ہوا وہ سنت ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور کنکریان پھینکنے مین جمرۃ العقبہ کیطرف کو منھ کرے اور منیٰ کو داہنی طرف اور کعبہ کو بائین طرف کرے اور اسطرح کھڑا ہو کہ کنکریون کے گرنے کی جگہ نظر آتی ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ نوین یہ کہ کنکریان کہان گرنا چاہین ہمارا قول یہ ہی کہ جمرہ پر یا اُسکے قریب گرنا چاہین اور اُس سے دور گرین تو جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کنکریان کسی آدمی کی پیٹھ یا کسی اونٹ کے کجاوہ پر گرین اور وہین ٹھہر گئین تو اُنکا اعادہ کرے۔ اور اگر اُس محل سے یا اُس آدمی کی پیٹھ سے اُسی سال مین گر گئین تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی دسوین یہ کہ کتنی کنکریان مارے ہمارا قول یہ ہی کہ ہر جمرہ پر سات کنکریان مارے اور ینابیع مین ہی کہ کنکری داہنے ہاتھ سے مارے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے ساتون کنکریان ایک مرتبہ پھینکدین تو وہ بمنزلہ ایک کنکری پھینکنے کے ہی۔ اور اُسپر واجب ہی کہ چھ کنکریان اور پھینکے اور ہر کنکری جدا جدا پھینکے اور اگر کسی نے سات سے زیادتی کی تو کچھ حرج نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ گیارھوین یہ کہ ہر کنکری پھینکنے پر تکبیر کہے یعنی یہ پڑھے بسم اللہ اللہ اکبر رغماً للشیطان وحزبہ اور یہ پڑھے اللھم اجعل حجی مبرورا وسعیی مشکورا وذنبی مغفورا یہ محیط مین لکھا ہی بارھوین یہ کہ پہلے دن صرف جمرۂ عقبہ پر کنکریان مارے اور کسی جمرہ پر نہ مارے اور باقی دنون مین اول پہلے جمرہ پر پھر درمیانی جمرہ پر پھر

جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مارے یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر دوسرے دن جمرۂ عقبہ سے ابتدا کی اور اول اُسپر کنکریاں پھینکیں پھر درمیانی جمرہ پر اور
اُسکے بعد اُس جمرہ پر جو مسجد کے پاس ہے پھینکیں تو اگر درمیانی اور آخر کے جمرہ کا اعادہ کرے تو بہتر ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے
اگر کسی نے دوسرے دن درمیانی اور تیسرے جمرہ پر کنکریاں پھینکیں اور پہلے پر نہ پھینکیں تو اگر اُسکے بعد پہلے جمرہ پر کنکریاں
پھینکے اور دوسرے اور تیسرے جمرہ پر کنکریاں پھینکنے کا اعادہ کرے تو بہتر ہے تاکہ ترتیب باقی رہے اور اگر صرف پہلے ہی
جمرہ پر کنکریاں پھینکے تو ہمارے نزدیک جائز ہے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اور اگر ہر جمرہ پر تین تین کنکریاں ماریں تو پہلے جمرہ پر چار
کنکریاں اور مارکر پورا کرے اور باقی دونوں جمروں پر پھر سات سات کنکریاں مارے اور اگر ہر جمرہ پر چار کنکریاں ماریں
تو اُسکے بعد ہر ایک جمرہ پر تین تین کنکریاں اور پھینکے اور اگر از سرنو کنکریاں پھینکے تو افضل ہے اور مناسک حسن میں ہے کہ اگر
پہلے جمرہ پر ایک کنکری ماری پھر درمیان کے جمرہ پر ایک کنکری ماری پھر آخر کے جمرہ پر ایک کنکری ماری پھر لوٹا اور ہر جمرہ پر
ایک ایک کنکری اسیطرح سات کنکریاں تک مارے تو پہلے جمرہ کی کنکریاں پوری ہوگئیں اور درمیانی جمرہ کی چار کنکریاں
ہوئیں تو اُسکو چاہیے کہ تین کنکریاں اور مارے اور جمرۂ عقبہ کی ایک کنکری ہوئی اُسپر چھ اور مارے یہ محیط میں لکھا ہے امام محمد رح
سے یہ روایت ہے کہ جب تینوں جمروں پر کنکریاں ماریکا اُسکے بعد اُسکے ہاتھ میں چار کنکریاں موجود تھیں اور یہ معلوم نہیں کہ یہ
کونسے جمرہ کی باقی رہ گئیں تو اُنکو پہلے جمرہ کی ٹھہرا کر پھینکے اور باقی دو جمروں پر از سرنو کنکریاں پھینکے اور اگر تین کنکریاں اُسکے
ہاتھ میں باقی ہوں تو ہر جمرہ پر ایک ایک کنکری پھینکے اور اسی طرح اگر ایک یا دو کنکری باقی ہو تو ہر جمرہ کی ایک ایک کنکری کا
اعادہ کرے اور یہ مکروہ ہے کہ اول اپنا اسباب مکہ کو بھیجے اور خود کنکریاں پھینکنے کے واسطے اقامت کرے یہ ہدایہ میں لکھا ہے پھر
محصب میں جاوے اور وہ ابطح ہے وہاں تھوڑی دیر اُترے اور راصح یہ ہے کہ وہاں اُترنا ہمارے نزدیک سنت ہے اور اُسکا
چھوڑنا برائی ہے پھر مکہ میں داخل ہو اور سات مرتبہ طواف صدر کرے اس طواف میں اکڑکر نہ چلے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اس
طواف کا نام طواف صدر اور طواف الوداع اور طواف الافاضہ اور طواف آخر عہد بالبیت اور طواف الواجب ہے یہ
تبیین میں لکھا ہے۔ اس طواف کے دو وقت ہیں ایک وقت جواز اور دوسرا وقت استحباب جواز کا وقت طواف زیارت
کے بعد سے شروع ہوتا ہے بشرطیکہ سفر کا ارادہ رکھتا ہو یہاں تک کہ اگر یہ طواف کیا اور پھر برس روز تک مکہ میں رہا
لیکن اقامت کی نیت نہیں کی اور نہ مکہ کو گھر بنایا تو طواف جائز ہوگا۔ آخر وقت جواز کا کچھ مقرر نہیں ہے جب تک مکہ میں مقیم ہے
تب تک اُسکا وقت ہے یہاں تک کہ اگر ایک سال مکہ میں ٹھہرا رہا اور اقامت کی نیت نہیں کی تو پھر بھی طواف کرنا جائز ہے
اور اس صورت میں بھی طواف ادا واقع ہوگا نہ قضا اور وقت استحباب یہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے اُسوقت طواف کرے
یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت ہے کہ اگر طواف کے بعد عشا تک ٹھہرا تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ دوبارہ طواف
کرے تاکہ چلتے وقت خانہ کعبہ سے رخصت ہو یہ بحر الرائق میں لکھا ہے اور اگر اس طواف میں قربانی کے دنوں سے
تاخیر کی تو بالاجماع اُسپر کچھ واجب نہیں ہوتا یہ بدائع میں لکھا ہے۔ طواف صدر حج کرنے والے پر جب وہ مکہ سے
نکلنے کا ارادہ کرے واجب ہوتا ہے۔ عمرہ کرنے والے اور اہل مکہ اور اہل میقات اور اُسکے بعد کے رہنے
والوں پر واجب نہیں یہ ایضاح میں لکھا ہے۔ اور حیض والی اور نفاس والی عورت اور اُس شخص پر جسکا حج
فوت ہوگیا ہو واجب نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر کوئی کوفہ کا رہنے والا افعال حج سے
فارغ ہوکر مکہ میں اپنا گھر بنا لے تو اُسپر طواف صدر واجب نہیں کیونکہ یہ اُسپر واجب ہے جو وہاں سے

ف طواف صدر اور وداع یعنی رخصت کا طواف

چلا جاوے نہ اُسپر جو وہان کے رہنے کا ارادہ کرے یہ حکم اُسوقت ہو کہ جب وہ نفر اول کے تمام ہونے سے پہلے
وہان سکونت کا ارادہ کرے اور نفر اول قربانی کے دن سے دو دن کے بعد تک ہو اور اگر اُسکے بعد وہان رہنے
کا ارادہ کیا تو طواف الصدر اُسپر واجب ہوگا اور سکونت اختیار کرنے سے باطل نہوگا یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور
امام محمد رح کا ہو یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہو جو صدر الشہید حسام الدین کی تصنیف ہو کسی کوفہ کے رہنے والے نے
حج کے بعد مکہ مین اپنا گھر بنا لیا پھر وہان سے نکلا تو اُسپر طواف الصدر واجب نہوگا اسواسطے کہ جب اُسکا وہان وطن
ہوگیا تو وہ مکہ والون مین شامل ہوگیا اور مکہ کا آدمی جب مکہ سے نکلے تو اُسپر طواف الصدر واجب نہین ہوتا پس یہی
حکم اُس شخص کا ہوگا - اگر کوئی حیض والی عورت مکہ سے باہر نکلنے سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی تو اُسپر طواف صدر
واجب ہوگا اور اگر مکہ کی آبادی سے اتنی دور نکل گئی جتنی دوری پر سفر کا اعتبار رہوتا ہو پھر پاک ہوئی تو طواف الصدر
کے واسطے اُسکو لوٹنا واجب نہین ہو اور اگر خون بند ہونے کے بعد ابھی اُسنے غسل نہین کیا اور کسی نماز کا وقت بھی نہین
گذر گیا اور اُسوقت وہ مکہ سے نکل گئی تو اُسکو لوٹنا واجب نہین اور اگر حیض کی حالت مین مکہ سے نکلی پھر اُسنے غسل کیا
پھر میقات سے باہر ہونے سے پہلے مکہ کی طرف کو لوٹی تو اُسپر طواف واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو جو شخص مکہ
سے بغیر طواف کے چلا گیا تو جب تک وہ میقات سے باہر نہین ہوا ہو طواف الصدر کے واسطے اُسکو لوٹنا چاہیے
اور اگر میقات سے گذر جانے کے بعد یاد آیا تو نہ لوٹے اور اگر لوٹے تو عمرہ کے ساتھ لوٹے اور اگر عمرہ کے ساتھ
لوٹا تو اول عمرہ کا طواف کرے اور جب عمرہ سے فارغ ہو تو طواف الصدر کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو شیخ
امام کرخی نے امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت کی ہو کہ جب طواف الصدر سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم مین آوے
اور وہان دو رکعتین پڑھے پھر زمزم پر آوے اور اُسکا پانی پیے یہ ظہیریہ مین لکھا ہو - اور طریقہ اُسکا یہ ہو کہ زمزم کا
پانی اپنے ہاتھ سے نکالے اور اُسکو قبلہ رو سیراب ہو کر کئی سانسون مین پیے اور ہر سانس پر نگاہ اُٹھاوے اور
خانہ کعبہ کو دیکھے اور اپنے منھ اور سر اور جسم پر لگاوے اور اگر ہو سکے تو اپنے اوپر بہا دے اور مستحب یہ ہو کہ جب
خانہ کعبہ مین آوے تو اول چوکھٹ کو بوسہ دے اور برہنہ پا بیت اللہ مین داخل ہو پھر ملتزم مین آوے یہ تبیین مین
لکھا ہو ملتزم سے مراد وہ جگہ ہو جو حجر اسود سے دروازہ تک ہو اُسپر اپنا سینہ اور منھ رکھے اور داہنا ہاتھ دروازہ
کی چوکھٹ کی طرف کو اُٹھاوے اور یون کہے اللہم لک بیتک الخ سائل ببابک یسئلک من فضلک و معروفک و یرجو رحمتک یہ ظہیریہ
مین لکھا ہو - اور تھوڑی دیر اُس سے لپٹا رہے اور روتا رہے یہ کافی مین لکھا ہو - اور اگر وہان سے قریب
ہو اور ہو سکے تو کعبہ کے پردون کو پکڑ لے ورنہ دونون ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر دیوار کو لگاوے اسطرح کہ دونون
ہاتھ کھڑے ہون یہ بحر الرائق مین لکھا ہو اور ہو سکے تو اپنا رخسارہ دیوار سے لگاوے یہ کافی مین لکھا ہو اور
اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ پڑھے اور حمد اور درود پڑھے اور اپنی حاجت کے واسطے دعا مانگے یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہو پھر حجر اسود کو بوسہ دے اور اللہ اکبر پڑھے اور اگر بیت اللہ کے اندر داخل ہو سکے تو
بہتر ہو ورنہ کچھ حرج نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو پھر کعبہ کو منھ کیے ہوئے پیچھے کو لوٹے روتا ہوا اور کعبہ کی جدائی پر
حسرت کرتا ہوا اسی طرح مسجد الحرام سے باہر نکلے یہ کافی مین لکھا ہو اور جب مکہ سے نکلے تو نیچی سڑک کی طرف سے
نکلے جو مکہ کی نیچی زمین مین ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہو - عورت ان سب حکمون مین مثل مرد کے ہو اتنا فرق ہو کہ عورت

اپنا سر نہ کھولے اور منہ کھولے اور اگر اپنے منہ پر کپڑا اسطرح ڈالے کہ منہ سے جدا ہو تو جائز ہی اور لبیک مین اپنی آواز بلند نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی بلکہ لبیک اسطرح کہے کہ وہ خود سنے غیر نہ سنے تمام علما کا اسی پر اجماع ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور عورت اکڑ کر نہ چلے اور دونون ستونون کے درمیان مین سعی نہ کرے لیکن بال کترا وے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور سلا ہوا کپڑا جو جی چاہے پہنے خواہ کرتی ہو خواہ قمیص خواہ اوڑھنی خواہ موزے خواہ دستانے لیکن ورس اور زعفران اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے لیکن وہ رنگت کا کپڑا دھل چکا ہو تو پہنے یہ کفایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر احرام والی عورت سلا ہوا کپڑا حریر وغیرہ اور زیور پہنے تو مضایقہ نہین اور اگر حجر اسود کے پاس مردون کا ہجوم ہو تو بوسہ نہ دے اور اگر وہ جگہ خالی ہو تو بوسہ دے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ حجۃ مین ہی کہ عورت پر صفا و مروہ پر چڑھنا واجب نہین لیکن اس صورت مین جب جگہ خالی ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور خنثی مشکل احتیاطًا ان سب باتون مین مثل عورت کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی

فصل متفرقات کے بیان مین

جو شخص بیہوش ہوجاوے اور اُسکی طرف سے اُسکے رفیق احرام باندھ لین تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک جائز نہین اور اگر کوئی کسی آدمی کو یہ حکم کرے کہ اگر وہ بے ہوش ہوجاوے یا سوجاوے تو اُسکی طرف سے احرام باندھ لے پس جسکو حکم کیا تھا اُسنے احرام باندھا تو بالاجماع صحیح ہی۔ اور اگر اُس شخص کو بیہوشی سے افاقہ ہوا یا نیند سے جاگے اور افعال حج کے ادا کرے تو جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر نائب جو کسی بیہوش کیطرف سے احرام باندھے تو اُسکو احرام کی حالت مین سلے ہوئے کپڑون سے بچنا واجب نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اسمین اختلاف ہی کہ اگر کسی کو افعال حج کے ادا کرنے کیوقت تک بیہوشی رہی تو کیا رفیقون پر یہ واجب ہی کہ اُسکو سب مقامون مین لیجاوین اور سعی اور وقوف کراوین یا اُسکو نہ لیجاوین بلکہ یہ سب رفیق ہی اسکی طرف سے کرلین فقہا کی ایک جماعت نے پہلے قول کو اختیار کیا ہی اور ایک نے دوسرے کو اور مبسوط مین دوسرے قول کو اصح کہا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر اسکی طرف سے اُس شخص نے جو اُسکے رفیقون مین سے نہین ہی احرام اور طواف کیا اور کنکریان پھینکین تو فقہا کا اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جائز نہین اور بعضون نے کہا ہی کہ جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ عیسی ابن ابان نے امام محمد رح سے یہ روایت کی ہی کہ کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور وہ تندرست تھا پھر وہ خفیف العقل ہوگیا اور اُسکے ساتھیون نے اُسکی طرف سے حج کے ارکان ادا کیے اور اُسکو وقوف کرایا اور برسون تک یہی حال رہا پھر اُسکو افاقہ ہوا تو حج فرض اُسکا ادا ہوگیا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص مکہ مین آیا اور وہ تندرست یا مریض تھا لیکن عقل درست تھی پھر دن مین تھوڑی دیر بیہوش ہوگیا اور اسی حالت مین اُسکے ساتھیون نے اُسکو اُٹھا کر طواف کرایا اور جب پورا یا تھوڑا طواف کر چکے تو اُسوقت اُسکو افاقہ ہوگیا اور بیہوشی اُسکی پورے دن نہین رہی تھی تو وہ طواف اُسکا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اسبیجابی نے کہا ہی کہ اگر کسی کو اُٹھا کر طواف کراوین تو اُٹھانے والے کا اور جسکو اُٹھایا ہی دونون کا طواف ہوجاویگا خواہ اُٹھانیوالے نے اپنی طرف سے طواف کی نیت کی ہو یا جسکو اُٹھایا ہی اُسکی طرف سے یا کچھ نیت نہ کی ہو یا اُٹھانے والا طواف عمرہ کا کرتا ہو اور جسکو اُٹھایا ہی وہ حج کے طواف مین ہو یا اُسکے برعکس ہو اور اگر اُٹھانے والا صاحب احرام نہین ہی تو جسکو اُٹھایا ہی اُسکا طواف اُسی چیز کی طرف سے ادا ہوجاویگا جسکا احرام باندھا تھا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور یہی شرح طحاوی

مین لکھا ہی - اگر کوئی مریض طواف کی طاقت نہین رکھتا اور وہ سوتا تھا اور اسی حالت مین اُسکے ساتھیون نے اسکو طواف کرایا تو اگر اُسنے اپنے ساتھیون کو یہ حکم نہین کیا تھا تو طواف اُسکا جائز نہوگا اور اگر اُنکو حکم کیا تھا اور پھر سویا تھا تو جائز ہوگا اور اسی طرح اگر اُسکو طواف مین داخل کرایا یا اُدھر کو متوجہ کرایا اُسوقت وہ سوگیا پھر اُسکو طواف کرایا تو جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی - کسی بیمار کو کنکریان پھینکنے کی طاقت نہین تو کنکریان اُسکے ہاتھ پر رکھدین اور اُسکے بعد وہ خود اُنھین پھینکدے یا کسی اور کو پھینکنے کا حکم کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے واسطے لوگون کو اجرت پر مقرر کر تاکہ مجکو اُٹھا کر طواف کراوین پھر وہ سوگیا اور جسکو حکم کیا تھا اُسنے فوراً حکم کو ادا نہ کیا بلکہ اور کام مین دیر تک مشغول رہا پھر اُسکے بعد کچھ لوگون کو اجرت پر مقرر کرکے لایا اور اُنھون نے اُس سوتے ہوے کو اُٹھا کر طواف کرایا تو حسن رحمہ نے کہا ہی کہ اگر وہ فوراً طواف کراتا تو جائز ہوتا لیکن جب بہت دیر کے بعد وہ سوگیا پھر اُسکو اُٹھا کر طواف کرایا اور وہ ویسی ہی سوتا رہا تو طواف جائز نہوگا لیکن اجرت لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر کچھ لوگون کو اجرت دی اور اُنھون نے طواف کی نیت کرکے ایک عورت کو اُٹھا کر طواف کرایا تو اُنکا اپنا طواف ادا ہوگیا اور اُنکی اجرت بھی لازم ہوگی اور عورت کا طواف بھی ادا ہوگیا اور اگر اُٹھانے والون نے قرضدار کے پکڑنے کی نیت کی تھی اور جسکو اُٹھایا وہ ہوشیار تھا اور اُسنے طواف کی نیت کی تو اُسکا طواف ادا ہوجاویگا اور اُٹھانے والون کا طواف نہ ہوا اور اگر وہ بیہوش ہی تو اُسکا طواف بھی ادا نہ ہوا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - جو طواف کہ طواف واجب کے وقت مین ادا ہو تو وہ اُسیکا طواف ہوگا اگرچہ اُسمین نفل کی یا کچھ اور نیت کی ہو پس حج کا احرام باندھنے والا اگر مکہ مین آکر نفل کی نیت سے طواف کرے تو طواف قدوم ادا ہوگا اور اگر عمرہ کا احرام باندھنے والا طواف کرے تو طواف عمرہ ہوگا - اور اگر قران کرنے والا طواف کرے تو پہلا طواف اُسکا عمرہ کا اور دوسرا طواف حج کا ہوگا اور اگر طواف زیارت کے وقت کسی اور نیت سے طواف کرے تو طواف زیارت ادا ہوگا لیکن طواف کی نیت ضرور ہی صرف پھر لینے کا اعتبار نہین یہانتک کہ اگر خانۂ کعبہ کا طواف اس غرض سے کیا کہ کسی قرضدار کو پکڑتا تھا یا دشمن سے بھاگتا تھا تو اُسکا اعتبار نہین لیکن وقوف عرفہ کا حکم اسکے خلاف ہی اسلیے کہ وہان کسی نیت سے جاوے وقوف ادا ہوجاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - لڑکا اگر خود احرام باندھے یا اُسکی طرف سے کوئی اور باندھے تو احرام صحیح ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور اصل مین ہی کہ لڑکے کو اگر باپ حج کراوے تو اُسکی طرف سے ارکان ادا کرے اور جمرون پر کنکریان مارے یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ جب لڑکے کو خود ان ارکان کے ادا کرنے کا تمیز نہو یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر جمرون پر کنکریان مارنا اور مزدلفہ کا وقوف چھوڑدے تو اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر لڑکا حج کے ارکان کو خود ادا کرنا چاہتا ہی تو خود تمام ارکان بالغون کی طرح ادا کرے اور اگر حج کے بعض اعمال ترک کردیے جیسے جمرون پر کنکریان مارنا یا مثل اُسکے تو اُسپر کچھ واجب نہوگا - باپ اگر اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے احرام باندھے اور اس سے وہ امور صادر ہون جو احرام مین منع ہین تو اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ محیط کے باب حج عن الغیر مین لکھا ہی - جو شخص لڑکون کی طرف سے احرام باندھے اُسکو چاہیے کہ اُن لڑکون سے کپڑے اُتار کر دو کپڑے یعنی تہبند اور چادر اُنکو پہنا دے اور جو چیزین احرام مین منع ہین اُنسے اُسکو بچا دے پھر اگر اُسنے کوئی ممنوع کام کرلیا تو نہ کچھ اُس لڑکے پر واجب ہوگا نہ اُسکے ولی پر اور اگر حج کو فاسد کردیا تو اُسپر

قضا لازم نہوگی۔ اور اگر اُسنے حرم مین کوئی شکار پکڑ لیا تو بھی کچھ لازم نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے اہل و عیال اور چھوٹے بچہ کے ساتھ مین حج کرے تو لازم ہو کہ چھوٹے بچہ کی طرف سے وہ شخص احرام باندھے جو قرابت مین اُس سے قریب ہو یہان تک کہ اگر بچہ کا باپ اور بھائی دونون ساتھ ہون تو باپ اُسکی طرف سے احرام باندھے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔

چھٹا باب عمرہ کے بیان مین

عمرہ شرع مین خانۂ کعبہ کی زیارت اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کو کہتے ہین جو احرام کے ساتھ ہوتی ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے عمرہ ہمارے نزدیک سنت ہے واجب نہین ایک سال مین کئی عمرے کرنا جائز ہے عمرہ تمام سال مین جائز ہے لیکن وہ قارن کے سوا ہر شخص پر سال کے پانچ دنون مین مکروہ ہے اور وہ عرفہ اور قربانی کا دن اور ایام تشریق ہین اظہر مذہب یہی ہے جو مذکور ہوا لیکن باوجود کراہت کے بھی اگر ان دنون مین عمرہ کر لیا تو صحیح ہوگا اور اُسکا احرام باقی رہیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے منتقی مین ہے کہ امالی مین بشر رحمہ نے ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے عمرہ کا احرام اول عشرہ مین باندھا اور مکہ مین ایام تشریق مین آیا تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ طواف مین اسقدر تاخیر کرے کہ تشریق کے دن گذر جاوین پھر طواف کرے اور اُسکو احرام کا توڑنا واجب نہین ہے اور اگر انھین دنون مین طواف کر لیا تو جائز ہے اور اُسپر قربانی واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہے۔ عمرہ کا رکن طواف ہے اور واجب عمرہ مین صفا و مروہ کے درمیان مین سعی کرنا اور سر مونڈانا یا بال کتروانا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے وقت حج کے سوا شرطین اُسکی وہی ہین جو حج کی شرطین ہین یہ بدائع مین لکھا ہے سنتین اور آداب عمرہ کے وہی ہین جو سعی سے فارغ ہونے تک حج کی سنتین اور آداب ہین اور منجملہ سات طوافون کے اکثر طواف سے پہلے اگر جماع کر لیا تو یہ عمرہ کا مفسد ہے یہ بحر الرائق باب فوات الحج مین بدائع سے نقل کیا ہے جو شخص فقط عمرہ کا احرام باندھے وہ میقات سے یا میقات کے قبل سے حج کے مہینون مین یا اُنکے سوا اور مہینون مین احرام باندھے اور لبیک کے وقت دل سے عمرہ کی نیت کرکے زبان سے بھی ذکر کرے اور یون کہے لبیک بالعمرۃ یا فقط دل سے قصد کرے زبان سے نہ کہے اور زبان سے ذکر کرنا افضل ہے یہ محیط مین لکھا ہے اور جو چیزین حج کے احرام مین منع ہین وہ عمرہ کے احرام مین بھی منع ہین اور عمرہ کے احرام مین طواف اور صفا و مروہ کے درمیان مین سعی اُسی طرح کرے جیسے کہ حج مین کرتے ہین اور جب طواف اور سعی کر چکے اور سر مونڈا لے تو عمرہ کے احرام سے باہر ہوگیا اور راجح روایت کے بموجب حجر اسود کو بوسہ دیکر لبیک موقوف کر دے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے

ساتوان باب قران اور تمتع کے بیان مین

قارن وہ شخص ہے جو حج اور عمرہ دونون کے احرامون کو جمع کرے خواہ میقات سے احرام باندھے خواہ اُسکے قبل سے خواہ حج کے مہینون مین احرام باندھے یا اُسکے قبل سے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے خواہ ان دونون کا احرام ساتھ باندھا یا حج کا احرام باندھکر پھر عمرہ کا احرام اُسمین ملا لیا یا عمرہ کا احرام باندھکر احرام حج ملا لیا لیکن اگر حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام اُسمین ملا لیا تو یہ فعل برا کیا یہ محیط مین لکھا ہے جب کوئی شخص قران کا ارادہ کرے تو اسیطرح احرام باندھے جیسے حج کرنیوالا باندھتا ہے یعنی وضو اور غسل کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور سلام کے بعد یون کہے اللھم انی ارید العمرۃ والحج پھر اس طرح لبیک کہے لبیک بعمرۃ و حجۃ معاً یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور لبیک کے وقت ان دونون کی دل سے نیت کرکے زبان سے بھی ذکر کرے یا فقط دل سے نیت کر لے زبان سے

نہ کہے اور زبان سے کہنا افضل ہے پس جب اسطرح لبیک کہہ چکا تو دونون کا احرام ہوگیا پس حج کے مہینون مین یا اس سے
پہلے عمرہ کرے اور اسی سال مین حج بھی کرے یہ محیط کے بیان تعلیم اعمال حج مین لکھا ہے اور یہ قارن اول افعال عمرہ
کے ادا کرے اُسکے بعد افعال حج کے ادا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے پس قارن کو چاہیے کہ اول سات مرتبہ
طواف قدوم کرے پھر سعی کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر حج اور عمرہ کے واسطے پے در پے دونون طواف کر لیے اور
اُن دونون کے درمیان مین سعی نہ کی اور پھر اُن دونون کے واسطے دو بار سعی کی تو جائز ہے لیکن بُرا کیا یہ تبیین مین
لکھا ہے۔ اگر قارن تین مرتبہ عمرہ کا طواف کرے پھر عمرہ کے واسطے سعی کرے پھر اسی طرح حج کا طواف کرے پھر عرفہ
مین وقوف کرے توجسقدر حج کا طواف کیا تھا وہ عمرہ کے طواف مین محسوب ہوگا اور یہ ایک مرتبہ اور طواف کرکے عمرہ
کا طواف تمام کرے اور دونون کی سعی کا اعادہ کرے حج کی سعی کا اعادہ واجب ہے اور عمرہ کی سعی کا اعادہ مستحب اس
حالت مین وہ شخص قارن ہوجاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر قارن نے اول حج کے واسطے طواف اور سعی کر لی پھر عمرہ
کے واسطے طواف اور سعی کی تو پہلا طواف وسعی عمرہ سے ادا ہونگے اور دوسرا حج سے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اگر
قارن نے عمرہ اور حج کے واسطے طواف کیا اور پھر حج کی نیت سے سعی کی تو وہ سعی عمرہ سے ادا ہوگی یہ محیط مین
لکھا ہے حج اور عمرہ کے درمیان مین سر نہ مونڈاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ جب قربانی کے روز جمرۂ عقبہ پر کنکریان مارے
تو قران کی قربانی ذبح کرے اور یہ قربانی بھی منجملہ مناسک حج کے ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ ہمارے
نزدیک سر مونڈانے سے احرام سے باہر ہوتا ہے نہ ذبح کرنے سے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر قارن قربانی کو اپنے ساتھ
ہانک کرے چلے تو افضل ہے پھر سر مونڈا دے یا بال کترا دے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ متمتع وہ شخص ہے
کہ عمرہ کے اعمال حج کے مہینون مین ادا کرے یا تین مرتبہ سے زیادہ طواف عمرہ کا حج کے مہینون مین کرے پھر
حج کا احرام باندھے اور اسی سال مین اپنے اہل وعیال مین المام صحیح سے پہلے حج کرے یہ فتاوے قاضی خان
مین لکھا ہے۔ خواہ پہلے احرام سے باہر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ تمتع مین یہ شرط نہین ہے کہ حج کے
مہینون مین عمرہ کا احرام موجود ہو بلکہ یہ شرط ہے کہ حج کے مہینون مین عمرہ یا اکثر طواف عمرہ کے ادا ہون پس اگر
تین مرتبہ رمضان مین طواف کیا پھر شوال آگیا اور باقی چار مرتبہ طواف شوال مین کیا پھر اُسی سال مین حج کیا تو وہ
متمتع ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اور اگر متمتع نے عمرہ کے اکثر طواف حج کے مہینون سے پہلے ادا کر لیے
اور اسی سال مین حج کیا تو متمتع نہوگا بلکہ اُسنے عمرہ اور حج جدا جدا کیا اور اُسپر قربانی واجب نہ ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا
ہے۔ اور تمتع مین یہ شرط نہین کہ جس سال مین عمرہ کا احرام باندھے اُسی سال مین حج بھی کرے بلکہ یہ شرط ہے کہ جس
سال مین عمرہ کیا ہے اُس سال مین حج کرے یہان تک کہ اگر رمضان مین احرام باندھا اور سال آیندہ کے شوال
تک اُسی طرح احرام باقی رکھا پھر عمرہ کا طواف سال آیندہ کیا اور پھر اُسی سال مین حج کیا تو وہ شخص متمتع ہوگا یہ بحر الرائق
مین لکھا ہے اور المام صحیح اُسکو کہتے ہین کہ اپنے اہل وعیال مین لوٹ کر آوے اور مکہ کو لوٹنا اُسپر واجب نہ ہو یہ محیط مین
لکھا ہے۔ اور المام صحیح اُس متمتع سے ہوسکتا ہے جو قربانی کو ہانک کر نہ لیجاوے لیکن اگر قربانی کو خود ہانک کر لے گیا تو المام
اُسکا فاسد ہے اور وہ تمتع کے صحیح ہونے کا مانع نہین ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر حج کے مہینون مین عمرہ
کیا پھر اُس سے باہر ہوگیا اور اپنے اہل وعیال مین لوٹ کر آیا پھر اُسی سال مین حج کیا تو تمتع نہوگا اور اگر حج کے

ع
الامام [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] عیال مین آنا

مہینون مین عمرہ کیا اور اُسکے تین پھیرے کر لیے اور احرام سے باہر ہو گیا اور اپنے اہل وعیال مین لوٹکر آیا پھر مکہ کو گیا اور
جسقدر عمرہ باقی ہی اُسکو قضا کیا اور احرام سے باہر ہو گیا اور اسی سال مین حج کیا تو وہ متمتع ہی۔ اور اگر چار مرتبہ طواف
کر لیا تھا پھر لوٹا باقی وہی صورتین ہین جو پہلے مسئلہ مین مذکور ہوئین تو متمتع نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر حج کے
مہینون مین عمرہ کیا اور احرام سے باہر ہونے سے پہلے اپنے اہل وعیال مین لوٹکر آیا اور احرام اسکا اسی طرح باقی
تھا پھر اسی احرام سے مکہ کو گیا اور عمرہ کو تمام کیا پھر اسی سال مین حج کیا تو بالاجماع متمتع ہوگا اور یہ صورت یون ہوسکتی ہی
کہ کسی نے عمرہ کا تین بار یا اس سے کم طواف کیا پھر احرام کی حالت مین اپنے اہل وعیال مین آیا اور اگر عمرہ کا طواف
نصف سے زیادہ مرتبہ یا کل کر چکا اور احرام سے باہر نہین ہوا اور اپنے اہل وعیال مین آگیا اور احرام اسی طرح
باقی تھا پھر لوٹا اور مکہ کو گیا اور باقی عمرہ پورا کیا اور اسی سال مین حج کیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول
کے بموجب متمتع ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک متمتع نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی متمتع دو قسم کے ہین ایک وہ جو قربانی کو ہانکتا چلے
دوسرے وہ جو قربانی کو نہ ہانکے جو متمتع کہ قربانی کو نہین ہانکتا اُسکی صفت یہ ہی کہ میقات سے ابتدا کر کے عمرہ کا احرام
باندھے اور مکہ مین داخل ہو اور عمرہ کے لیے طواف اور سعی کرے اور سر مونڈا وے یا بال کترا وے پس وہ عمرہ
سے باہر ہوجاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی میقات سے احرام باندھنا عمرہ اور تمتع کے لیے شرط نہین ہی یہان تک
کہ اگر اپنے گھر سے یا اور کہین سے احرام باندھے تو صحیح ہی اور متمتع ہوجاویگا اور اسی طرح عمرہ سے فارغ ہونے کے
بعد سر مونڈانا ضرور نہین ہی بلکہ اگر چاہے احرام سے باہر ہو اور اگر چاہے اسی طرح احرام مین باقی رہے یہان تک
کہ حج کا احرام باندھے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جب طواف شروع کرے اور حجر اسود کو بوسہ دے اُسوقت سے لبیک
چھوڑ دے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ پھر بغیر احرام کے مکہ مین رہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ مکہ مین رہنا شرط نہین ہی بلکہ
مراد یہ ہی کہ اگر اسی سال مین حج کے واسطے رہنا منظور ہی تو حج کے احرام کے وقت تک بغیر احرام کے رہے اور اگر
مکہ مین احرام کی حالت مین رہا تو جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ جب آٹھوین تاریخ ہو حج کا احرام مسجد سے
باندھے اور شرط یہ ہی کہ حرم سے باندھے مسجد سے باندھنا لازم نہین ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور مسجد سے باندھنا افضل
اور مکہ سے باندھنا افضل ہی بہ نسبت حرم کے اور مقامون کے جو مکہ کے سوا ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور آٹھوین تاریخ
احرام باندھنا بھی لازم نہین بلکہ اگر عرفہ کے دن احرام باندھے تو جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر آٹھوین تاریخ
سے پہلے احرام باندھے تو جائز ہی اور وہ افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جسقدر جلدی کرے وہ افضل ہی یہ جوہرۃ النیرہ
مین لکھا ہی۔ اور وہ سب افعال ادا کرے کہ جو فقط حج کرنے والا کرتا ہی مگر طواف تحیۃ نہ کرے اور طواف زیارت مین
اکڑکر چلے اور اُسکے بعد سعی کرے اور اگر اس متمتع نے حج کے احرام کے بعد طواف قدوم کیا اور سعی کی تو طواف
زیارت مین اکڑکر نہ چلے خواہ طواف قدوم مین اکڑکر چلا ہو یا نہ چلا ہو اور اسکے بعد سعی بھی نہ کرے یہ نہایہ اور فتح القدیر
مین لکھا ہی۔ اور متمتع پر جو اللہ نے یہ انعام کیا ہی کہ اُسکا حج اور عمرہ دونون جمع ہوئے اسکے شکر مین اسپر قربانی واجب
ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور جبتک قربانی ذبح نہ کرے تبتک سر نہ مونڈاوے۔ اور اگر تنگدست ہو اور
قربانی کی قیمت میسر نہ ہو تو ایام حج مین تین دن کے روزے رکھے اور یہ تینون روزے عمرہ کے احرام کے بعد عرفہ
کے دن تک رکھنا جائز ہین اس سے پہلے اور عرفہ کے بعد جائز نہین اور افضل یہ ہی کہ ساتوین اور آٹھوین اور

توین تاریخ روزہ رکھے تاکہ آخر روزہ عرفہ کے دن ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - اور اگر رات سے نیت نہ کریگا تو یہ روزہ جائز
نہوگا جیسے کہ اور سب کفارون کے روزون کا حکم ہی اور یہ اختیار ہی کہ اگر چاہے برابر روزہ رکھے چاہے جدا جدا رکھے
یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور جب اس سے فارغ ہوا اور سر مونڈانے کا دن آیا تب سر مونڈا وے یا بال کترا وے
پھر ہمارے نزدیک ایام تشریق گذر جانے کے بعد سات روزے رکھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر یہ روزہ حج سے
فارغ ہونے کے بعد مکہ مین رکھے تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ قدوری مین لکھا ہی - امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہی کہ
جسنے تین روزے نہین رکھے اُسپر سات روزے رکھنا واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر تین دن کے
روزے پورے ہونے سے پہلے یا اُسکے بعد ایام ذبح مین سر مونڈا سے یا احرام سے باہر ہونے سے پہلے قربانی
پر قادر ہوگیا تو اُسکے روزے باطل ہوجاوینگے اور بغیر قربانی کے احرام سے باہر نہوگا - اور اگر سر مونڈانے اور
احرام سے باہر ہونے کے بعد اور سات روزے رکھنے سے پہلے قربانی میسر ہوئی تو اُسکے روزے صحیح ہوگئے اور قربانی کا ذبح
کرنا اُسپر لازم نہین ہی اور اگر تین دن کے روزے رکھ لیے اور احرام سے باہر نہین ہوا یہان تک کہ ذبح کے دن گذر گئے
پھر قربانی میسر ہوئی تو روزے اُسکے جائز ہین اور کچھ اُسپر واجب نہین حسن رح نے امام ابوحنیفہ رح سے یہی روایت کی ہی
اور اگر تین دن کے روزے نہین رکھے تو اُسکے بعد اُسکو روزہ جائز نہین اور قربانی کے سوا اور کچھ اُسکو چارہ نہین
اور اگر قربانی نہ پائی اور احرام سے باہر ہوگیا تو اُسپر دو قربانیان واجب ہین ایک متعہ کی اور ایک قربانی سے پہلے
احرام سے باہر ہوجانے کی روزے چھوڑنے کی وجہ سے قربانی لازم نہ ہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اُسکے ادا سے
عاجز ہوا یا مرگیا اور وصیت کرگیا تو فدیہ جائز نہ ہوگا قربانی ہی اُسکی طرف لازم ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور اگر قربانی
موجود ہی اور پھر بھی اُسنے روزے رکھے تو اس بات کو دیکھینگے کہ اگر قربانی اُسکے پاس نحر کے دن تک باقی رہی تو وہ روزے
جائز نہونگے اور اگر اس سے پہلے ہلاک ہوگئی تو جائز ہونگے یہ تبیین مین لکھا ہی قربانی کے وجوب مین قارن کا بھی وہی حکم ہی
جو متمتع کا ہی یعنی اگر قربانی میسر ہو تو قربانی واجب ہی اور اگر اُسپر قادر نہ ہو تو روزے رکھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی متمتع اگر قربانی
ہانک کرکے چلنے کا ارادہ کرے تو احرام باندھے پھر قربانی کو ہانکے یہ قدوری مین لکھا ہی قربانی ہانک کرکے چلنے والا
اُس شخص سے افضل ہی جو قربانی ہانک کر نہ لے چلے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اور اگر قربانی ہانک کرکے چلا اور اُسکی
نیت تمتع کی تھی اور جب عمرہ سے فارغ ہوا تو اُسکا یہ قصد ہوا کہ تمتع نہ کرے تو اُسکو یہ اختیار ہی اور اپنی قربانی کو جو چاہے
کرے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - قران ان لوگون کے واسطے جو میقات کے باہر رہنے والے ہین تمتع سے
اور مفرد حج کرنے سے افضل ہی اور تمتع اُنکے حق مین اکیلا حج کرنے سے افضل ہی ظاہر روایت مین یہی مذکور ہی یہ
محیط مین لکھا ہی - اہل مکہ کے واسطے تمتع اور قران نہین اُنکے واسطے صرف حج ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اسی طرح میقات
والون اور میقات سے مکہ کی طرف رہنے والون کا بھی وہی حکم ہی جو اہل مکہ کا ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر مکی کوفہ
کو جاوے اور وہان سے آکر قران کرے تو اُسکا قران صحیح ہوگا اور اگر کوفہ کو جاوے اور عمرہ کا احرام باندھے اور
عمرہ کرے پھر حج کرے تو متمتع نہ ہوگا - اور اگر مکی کوفہ کو جاوے اور عمرہ کا احرام باندھے اور قربانی ہانک کرکے چلے
تو متمتع نہوگا اور قربانی ہانکنے کے ساتھ المام اُسکا صحیح ہوجاوے گا کوفہ مین رہنے والے کا حکم اُسکے خلاف ہی یہ
محیط مین لکھا ہی - اگر حج کے مہینون سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کو ادا کیا اور احرام سے باہر ہوگیا اور مکہ

مین مقیم ہوا پھر عمرہ کا احرام باندھا پھر اسی سال مین حج کیا تو متمتع نہوگا۔ پس اگر پہلے عمرہ سے فارغ ہوکر مکہ سے چلا گیا اور حج کے مہینون سے پہلے میقات سے باہر ہوگیا اور وہان سے عمرہ کا احرام حج کے مہینون مین باندھا اور اسی سال مین حج کیا تو متمتع ہوگا۔ اور اگر حج کے مہینون مین میقات سے باہر ہوگیا تو متمتع نہوگا لیکن اگر اپنے اہل وعیال مین چلا گیا پھر عمرہ کیا پھر اسی سال مین حج کیا تو متمتع ہوجاویگا یہ قول امام ابوحنیفہ رح کا ہے اور صاحبین رح کے نزدیک وہ دونون صورتون مین متمتع ہوگا خواہ حج کے مہینون مین پہلے میقات سے باہر ہو یا بعد یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی کوفی نے حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور مکہ یا بصرہ مین ٹھہرا اور اسی سال مین حج کیا تو متمتع ہوجاویگا یہ متون مین لکھا ہے۔ اور اگر حج کے مہینون مین عمرہ کیا پھر اسکو فاسد کردیا اور اسی فساد کی حالت مین پورا کیا اور اسی سال مین حج بھی کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ اور اگر فاسد عمرہ کی قضا کی اور اسی سال مین حج کیا تو اگر میقات کی طرف لوٹنے سے پہلے اسکی قضا کی تو فقہا کے قول کے بموجب متمتع نہوگا اور اگر میقات کی طرف لوٹنے کے بعد اسکی قضا کی تو متمتع ہوگا اور اگر فاسد عمرہ کی قضا کی اور کسی ایسے موقع مین چلا گیا جہان کے لوگ متعہ اور قران کرسکتے ہین پھر مکہ کو لوٹا اور فاسد عمرہ کو قضا کیا اور اسی سال مین حج کیا تو امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہے کہ وہ متمتع نہوگا لیکن اگر وہ اپنے اہل وعیال مین چلا جاوے پھر عمرہ کا احرام باندھ کر لوٹے تو متمتع ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ حج کے مہینون مین عمرہ کرے اور اسکو فاسد کردے اور اگر اُسنے حج کے مہینون سے پہلے عمرہ کیا اور پھر اسکو فاسد کردیا پھر اُسی فساد کی حالت مین پورا کیا اور میقات سے باہر نہین نکلا یہان تک کہ حج کے مہینے آگئے اور حج کے مہینہ مین عمرہ کو قضا کیا اور اسی سال مین حج کیا تو بالاجماع متمتع ہوگا۔ اور اگر اپنے اہل وعیال کے سوا کہین اور ایسے مقام مین گیا جہان کے لوگون کو قران اور تمتع جائز ہے پھر مکہ کو آیا اور حج کے مہینون مین عمرہ کو قضا کیا اور اسی سال مین حج کیا تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب اگر شوال کا چاند میقات سے باہر دیکھا تھا اور جب حج کے مہینے شروع ہوئے تو وہ تمتع کی اہلیت رکھتا تھا پھر مکہ کو آیا اور حج کے مہینون مین عمرہ کو قضا کیا اور اسی سال مین حج کیا تو متمتع ہوگا اور اگر شوال کا چاند میقات کے اندر دیکھا اور حج کے مہینے جب شروع ہوئے تو وہ تمتع کی اہلیت نہین رکھتا تھا اور توجہ کرنا اسکو جائز نہین تو تمتع جائز نہونے کا حکم اُسوقت تک نہ اُٹھیگا جبتک وہ اپنے اہل وعیال مین نہ آجاویگا۔ اور صاحبین رح کے نزدیک دونون صورتون مین متمتع ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور جس نے حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور اسی سال مین حج کیا اور ان دونون مین کسی کو فاسد کردیا تو اُسکے ارکان اسیطرح ادا کرتا رہے اور متعہ کی قربانی اُس سے ساقط ہوجاویگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر تمتع کیا اور قربانی کی تو وہ متعہ کی قربانی نہوگی یہ کنز مین لکھا ہے۔

آٹھوان باب حج کے گناہون کے بیان مین۔ اور اسمین پانچ فصلین ہین پہلی

فصل اُس چیز کے بیان مین جو خوشبو اور تیل لگانے سے واجب ہوتی ہے خوشبو سے مراد وہ چیز ہے جسمین اچھی بو آتی ہے اور عقلمند اسکو خوشبو مین شمار کرتے ہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جو چیزین بدن پہ لگائی جاتی ہین وہ تین قسم ہین ایک قسم وہ ہے جو نری خوشبو ہے اور خوشبو مین ہی گنی جاتی ہے جیسے کہ مشک اور کافور اور عنبر اور اسی طرح کی اور چیزین انکا استعمال کسی طرح سے کرے کفارہ واجب ہوگا یہان تک

فقہا نے کہا ہی کہ اگر اُن چیزون کو بطور دوا کے آنکھ مین لگایا تو کفارہ واجب ہوگا دوسری قسم وہ ہی جسکی ذات مین خوشبو نہین
اور نہ وہ خوشبو کے حکم مین ہی اور نہ کسی طرح خوشبو بنتی ہی جیسے چربی پس خواہ اُسکو کھاوے یا ملے یا پاؤن کی بوائی
مین بھرے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔ ایک قسم وہ ہی جو اپنی ذات سے خوشبو نہین ہی لیکن وہ خوشبو کی اصل ہی
اور خوشبو کے طور پر بھی کام مین آتی ہی اور دوا کے طور پر بھی استعمال کیجاتی ہی جیسے زیتون اور تل کا تیل تو
استعمال کا اعتبار ہوگا اگر اُسکو تیل لگانے کے طور پر استعمال کیا ہی تو خوشبو کا حکم ہوگا اور اگر کھانے مین
یا بوائی کے اندر بھرنے مین استعمال کیا ہی تو اُسکے واسطے خوشبو کا حکم نہ ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ خوشبو کے
منع ہونے کا حکم بدن اور ازار اور بچھونے مین برابر ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر بہت سی خوشبو کا
استعمال کیا تو قربانی واجب ہوگی اور اگر تھوڑی خوشبو کا استعمال کیا تو صدقہ واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔
قلیل اور کثیر کی حد مین مشائخ کا اختلاف ہی بعض مشائخ نے کثرت کا اعتبار بڑے عضو سے کیا ہی جیسے
ران اور پنڈلی اور بعض مشائخ نے کثرت کا اعتبار بڑے عضو کی چوتھائی سے کیا ہی اور شیخ امام ابوجعفر رح
نے قلت اور کثرت کا اعتبار اصل خوشبو سے کیا ہی یعنی اگر اصل مین خوشبو اسقدر ہو جسکو لوگ بہت سمجھتے ہین
جیسے دو چلو گلاب اور ایک چلو غالیہ اور مشک تو وہ کثیر ہی اور جسکو لوگ کثیر نہین سمجھتے وہ قلیل ہی اور صحیح یہ ہی کہ
ان دونون قولون مین موافقت کیجاوے اور یون کہا جاوے کہ اگر خوشبو تھوڑی ہو تو عضو سے اُسکا اعتبار
کیا جاویگا خوشبو کی ذات کا اعتبار نہ کیا جاویگا پس اگر اُسکو سارے عضو پر لگا دیگا تو کثیر ہوگی اور قربانی لازم
ہوگی اور تھوڑے عضو پر لگا دے گا تو صدقہ واجب ہوگا اور اگر اسمین خوشبو بہت آتی ہو تو خوشبو کی ذات کا
اعتبار ہی عضو کا اعتبار نہین پس اگر چوتھائی عضو پر لگا دیگا تو قربانی واجب ہوگی یہ محیط سرخسی اور تبیین مین لکھا
ہی یہ حکم بدن پر خوشبو لگانے کا تھا اور اگر کپڑے اور بچھونے پر خوشبو لگائی تو اُسمین بھی ہر حال مین قلت اور
کثرت کا اعتبار ہوگا اور قلیل اور کثیر مین فرق یہ ہی کہ جسکو عرف مین کثیر سمجھتے ہون وہ کثیر ہی جسکو قلیل سمجھتے ہون
وہ قلیل ہی اور اگر عرف مقرر نہ ہو تو خوشبو لگانے والا جسکو کثیر سمجھے وہ کثیر ہی اور جسکو قلیل سمجھے وہ قلیل ہی یہ نہر الفائق
مین لکھا ہی اور خوشبو کے اجزاء سب صورتون مین برابر ہین خواہ عمداً لگائی ہو خواہ بھول کر لگائی ہو یا اپنی خوشی سے
لگائی ہو یا کسی کی زبردستی سے لگائی ہو اور عورت اور مرد اس حکم مین برابر ہین یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر تمام
اعضاء پر خوشبو لگائی تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اسلیے کہ جنس ایک ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر ہر عضو پر جدا
جدا مجلس مین خوشبو لگائی تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک ہر عضو کے عوض کفارہ واجب
ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک اگر اول عضو کا کفارہ دے چکا تھا تو دوسرے عضو کے بدلے قربانی واجب
ہوگی اور اگر اول عضو کا کفارہ نہین دیا ہی تو ایک ہی قربانی کافی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر سر پر مہندی
سے خضاب کیا تو قربانی واجب ہوگی یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ وہ مہندی پتلی بہتی ہوئی ہو اور اگر گاڑھی سر پر لگائی
تو دو قربانیان واجب ہونگی ایک خوشبو ملنے کی دوسری سر ڈھکنے کی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر سر پر وسمہ سے خضاب کیا تو
کچھ واجب نہوگا اور امام ابویوسف رح سے یہ روایت ہی کہ اگر سر پر وسمہ کا خضاب درد سر کے علاج کیواسطے لگایا تو
اُسپر جزا لازم ہوگی اسلیے کہ اُس سے سر ڈھک جاتا ہی یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ سر اور داڑھی کو خطمی سے

نہ دھووے اور اگر دھویا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قربانی لازم ہوگی - اگر صاحب احرام اشنان سے نہاوے اور اسمین خوشبو نہو تو اگر وہ ایسی ہو کہ دیکھنے والا اسکو اشنان کہے تو اسپر صدقہ لازم ہوگا اور اگر دیکھنے والا اسکو خوشبو کہے تو قربانی لازم ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے - اور خوشبو ایک پورے عضو پر لگاوے تو قربانی لازم ہوگی خواہ خوشبو لگانے کا قصد کرے یا نہ کرے اور اگر اس سے کم لگاوے تو صدقہ واجب ہوگا اور اگر خوشبو کو چھوا اور وہ لگی نہین تو کچھ واجب نہوگا اور امام محمد رح سے یہ روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے خوشبو کا سرمہ ایک یا دو بار لگایا تو اسپر صدقہ واجب ہوگا اور اگر بہت بار لگایا تو قربانی واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور اگر خوشبو اعضا پر جدا جدا لگائی تو وہ سب جمع کیجاوے گی پس اگر وہ سب ایک عضو کامل کے برابر ہو تو اسپر قربانی واجب ہوگی ورنہ صدقہ واجب ہوگا اور اگر زخم مین ایسی دوا لگائی جسمین خوشبو تھی پھر ایک دوسرا زخم پیدا ہوا اور ان دونون زخمون مین ساتھ دوا لگائی پس جب تک پہلا زخم اچھا نہو جاویگا دوسرے زخم کا کفارہ اسپر واجب نہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر خوشبو کی چیز کسی کھانے مین پک گئی اور متغیر ہوگئی تو صاحب احرام پر اسکے کھانے سے کچھ واجب نہوگا خواہ اسمین خوشبو آتی ہو یا نہ آتی ہو یہ بدائع مین لکھا ہے - اور اگر خوشبو کی چیز کو کسی کھانے کی چیز مین بغیر پکانے ملا دیا تو اگر خوشبو کی چیز مغلوب ہے تو کچھ واجب نہوگا لیکن اگر خوشبو آتی ہوگی تو مکروہ ہے اور اگر خوشبو غالب ہو تو جزا واجب ہوگی - اور اگر خوشبو کی چیز کو پینے کی چیز مین ملایا تو اگر خوشبو غالب ہوگی تو قربانی لازم ہوگی ورنہ صدقہ لازم ہوگا لیکن اگر بہت بار پیے گا تو قربانی لازم ہوگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہے - اور اگر اصل خوشبو کی چیز بغیر کسی کھانے مین ملائے کھاوے تو اگر بہت ہے تو قربانی لازم ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے - اگر کسی ایسے گھر مین داخل ہوا جو خوشبو مین بسایا گیا تھا اور اسکے کپڑون مین خوشبو آنے لگی تو اسپر کچھ واجب نہوگا اسلیے کہ خود اسنے کوئی نفع نہین لیا لیکن اگر کپڑون کو بسایا اور اسمین خوشبو آنے لگی تو اگر بہت خوشبو آنے لگی تو قربانی واجب ہوگی اور اگر تھوڑی ہے تو صدقہ واجب ہوگا اسلیے کہ خود اس سے نفع لیا اور اگر کپڑون مین کچھ خوشبو نہ بسی تو کچھ واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اگر بدن پر تیل لگایا تو اگر خوشبو کا تیل ہے جیسے روغن بنفشہ اور خوشبو دار تیل تو اگر پورے عضو کو لگا دیگا تو قربانی واجب ہوگی اور اگر وہ تیل خوشبو دار نہین ہے جیسے زیتون اور تل کا تیل تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب قربانی لازم ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے - جب خوشبو لگانے کی وجہ سے جزا لازم ہو تو اسکا بدن یا کپڑے سے دور کرنا بھی لازم ہے اور اگر کفارہ دینے کے بعد اسکو دور نہ کیا تو دوسری قربانی کے واجب ہونے مین اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ اسکے باقی رہنے کی وجہ سے دوسری قربانی واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے - اور پھول اور خوشبو کی چیزین اور خوشبو دار پھولون کے سونگھنے سے کچھ لازم نہین ہوتا لیکن انکا سونگھنا مکروہ ہے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے - اور اگر مشک یا کافور یا عنبر اپنی ازار کے کنارہ مین باندھ لیا تو فدیہ لازم ہوگا اور اگر عود باندھا تو کچھ لازم نہوگا اگرچہ اسکی خوشبو آتی ہو - اگر عطار کی دکان یا ایسی جگہ بیٹھے جہان خوشبو کی دھونی دی گئی ہو کچھ مضائقہ نہین لیکن خوشبو سونگھنے کے واسطے وہان بیٹھنا مکروہ ہے صاحب احرام کو خبیص کھانے مین مضائقہ نہین خبیص ایک حلوا ہوتا ہے جسمین زعفران ڈالی جاتی ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی پھر وہ احرام کے بعد اسکے بدن مین دوسری جگہ منتقل ہوگئی تو بالاتفاق کچھ واجب نہوگا یہ

بحر الرائق مین لکھا ہے - دوسری فصل لباس کے بیان مین اگر صاحب احرام سلے ہوئے کپڑے عادت کے
بموجب ایک دن رات تک پہنے تو قربانی واجب ہوگی اور اگر اس سے کم پہنے تو صدقہ لازم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے
برابر ہے کہ بھول کر پہنے یا جانکر پہنے اور اس مسئلہ کا حکم جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اپنے اختیار سے پہنے یا کسی کی زبردستی
سے پہنے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے - اگر اپنے دونون مونڈھون مین قبا داخل کی اور دونون ہاتھ آستینون مین نہ ڈالے
تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا - اسی طرح اگر طیلسان پہنی اور اُسکی گھنڈیان نہ لگائین تو بھی یہی حکم ہے اور اگر قبا یا طیلسان
کی گھنڈیان ایک دن بھر لگائین تو قربانی لازم ہوگی اور اگر چادر یا ازار کو ایک دن بھر کسی رسی سے باندھا تو کچھ
واجب نہوگا لیکن مکروہ ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے - اگر صاحب احرام سلا ہو کپڑا کئی دن پہنے پس اگر اُسنے رات
دن مین کبھی نہ نکالا تو بالاجماع ایک قربانی کافی ہے اور اگر قربانی کرنے کے بعد پھر ایک پورے دن بھر پہنا تو
بالاجماع دوسری قربانی واجب ہوگی اسلیے کہ اسپر مداومت کرنا دوسرے لباس کے حکم مین ہے چنانچہ اگر کوئی
سلے ہوئے کپڑے پہنکر احرام باندھے اور احرام کے بعد پورے ایک دن اُسی کو پہنے رہے تو اسپر قربانی
لازم ہوتی ہے - اور اگر اسکو نکال لیا اور اُسکے چھوڑنے کا ارادہ کیا پھر پہنا تو اگر اول کا کفارہ دے چکا ہے تو
اسپر بالاجماع دوسرا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اول کا کفارہ نہین دیا ہے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح
کے قول کے بموجب اسپر دو کفارے لازم ہونگے - اور اگر اسکو دن مین پہنا ہو اور رات کو نکال لیتا ہو لیکن چھوڑنے
کے ارادہ سے نہ نکالتا ہو تو بالاجماع ایک ہی قربانی لازم ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر ایک دن کے کچھ
حصہ مین قمیص پہنی پھر اُسی دن پائجامہ پہنا پھر اُسی دن موزے پہنے اور ٹوپی اوڑھی تو ایک کفارہ واجب ہوگا
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اگر ایک دن بھر صاحب احرام اپنا سر یا منھ ڈھکے تو اسپر قربانی لازم ہوگی اور ایک
دن سے کم ڈھکے تو صدقہ لازم ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے - اسی طرح اگر ایک پوری رات سر یا منھ ڈھکا تو بھی
یہی حکم ہے خواہ جانکر ڈھکا ہو یا بھولکر یا سوتے مین ڈھکا ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے - اور اگر چوتھائی سر یا
اس سے زیادہ ایک دن ڈھکا تو اسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر اس سے کم ڈھکا تو صدقہ واجب ہوگا روایت
مشہور مین یہی مذکور ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اور بغیر بیماری کے سر یا منھ پر پٹی باندھنا مکروہ ہے اور اگر پورے دن
بھر پٹی باندھی تو صدقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے - اور اگر اپنے بدن پر دوسری جگہ پٹی باندھی تو اگرچہ
بہت ہو کچھ واجب نہوگا لیکن بغیر عذر ایسا کرنا مکروہ ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اگر صاحب احرام نے کوئی چیز اپنے سر
پر رکھی تو اگر وہ ایسی چیز ہے جس سے سر نہین ڈھکا کرتے جیسے طشت اور برتن اور گیہون کے ناپنے کا پیمانہ اور
مثل اُسکے اور چیزین تو اسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر کپڑے کی قسم سے ایسی چیزین ہین جنسے سر ڈھکتے ہین تو جزا
لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر صاحب احرام کسی احرام والے کو یا بے احرام والے کو سلا ہوا یا خوشبو لگا ہوا کپڑا
پہنا دے تو بالاجماع اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر صاحب احرام سلا ہوا کپڑا پہننے پر مضطر تھا
اور جہان ایک کپڑا پہننے کی ضرورت ہے وہان دو کپڑے پہنے تو اسپر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور وہ ضرورت کا
کفارہ ہے - مثلاً ایک قمیص کے پہننے پر مجبور تھا اور اُسنے دو قمیصین پہنین یا ایک قمیص اور ایک جبہ پہنا یا ایک ٹوپی کی ضرورت
تھی اور اُسنے ٹوپی کے ساتھ عمامہ بھی باندھا تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا - اور اگر دو کپڑے دو مختلف موقعون

پر پہنے جنمین سے ایک موضع ضرورت تھا اور ایک نہ تھا مثلاً اسکو عمامہ یا ٹوپی کی ضرورت تھی اور اُسنے اُن دونون کے ساتھ قمیص پہنی یا اور کسی طرح ایسا ہی کیا تو اُسپر دو کفارے لازم ہونگے ایک کفارہ ضرورت کا اور ایک اختیار کا اور اگر ضرورت کی وجہ سے کپڑا پہنتا تھا پھر وہ ضرورت جاتی رہی اور وہ اُسی طرح ایک یا دو دن تک پہنتا رہا پس جبتک ضرورت کے زائل ہونے مین شک ہے تبتک فقط کفارہ ضرورت کا واجب ہوگا اور جب ضرورت کے زائل ہوجانے کا یقین ہوگیا تو اُسپر دو کفارے لازم ہونگے ایک کفارہ ضرورت کا اور ایک کفارہ اختیار کا یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور اصل ان مسائل کے جنس مین یہ ہے کہ موضع ضرورت مین اگر زیادتی کرے تو وہ بھی گناہ نہین سمجھا جاتا بلکہ کل کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اور اگر موضع ضرورت کے سوا اور کہین زیادتی کرے تو وہ نیا گناہ سمجھا جاتا ہے یہ محیط اور دغیرہ مین لکھا ہے صاحب احرام اگر بیمار ہو یا اسکو بخار آوے اور اگر اسکو بعض وقت مین کپڑا پہننے کی ضرورت ہو اور بعض وقت نہ ہو تو جبتک وہ بیماری زائل ہوگی تبتک ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اس سے وہ بخار دفع ہوگیا اور دوبارہ بخار آیا یا وہ بیماری اُس سے زائل ہوگئی اور دوسری بیماری آگئی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اُسپر دو کفارے لازم ہونگے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر دشمن کا سامنا ہوا اور کپڑے پہننے کی حاجت ہوئی اور اُسنے کپڑے پہنے پھر دشمن چلا گیا اور اُسنے کپڑے اُتارے پھر دشمن لوٹا یا دشمن اپنی جگہ سے نہین گیا تھا اور دن مین ہتھیار باندھ کر اُس سے لڑتا تھا اور رات کو آرام کرتا تھا تو اُسپر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا جبتک یہ عذر زائل نہ ہوگا۔ اور ان مسائل مین اصل یہ ہے کہ دیکھا جاتا ہے کہ ضرورت کپڑا پہننے کی ایک ہے یا مختلف ہین صورت لباس کا اعتبار نہین ہوتا[1] یہ بدائع مین لکھا ہے۔ تیسری فصل۔ سر مونڈانے اور ناخن ترشوانے کے بیان مین۔ اور بغیر ضرورت سر مونڈایا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی قربانی کے سوا اور کسی چیز سے اسکا کفارہ نہین ہوسکتا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب حرم اور غیر حرم مین سر مونڈانا برابر ہے اور امام ابو یوسف رح سے یہ کہا ہے کہ اگر غیر حرم مین سر مونڈا دے گا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اگر چوتھائی یا تہائی سر مونڈایا تو بھی قربانی واجب ہوگی اور اگر چوتھائی سے کم سر مونڈایا تو صدقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر چوتھائی داڑھی یا اُس سے زیادہ مونڈائی تو قربانی واجب ہوگی اور اگر چوتھائی سے کم مونڈائی تو صدقہ واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر ساری گردن مونڈائی تو اُسپر قربانی واجب ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر ناف کے نیچے کے بال مونڈے یا بغلون کے بال مونڈے یا اُن دونون مقامون یا انمین سے ایک کے بال اُکھاڑے تو قربانی واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور اگر ایک بغل نصف سے زیادہ مونڈی تو صدقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر پچھنے لگانے کے مقام کو مونڈا تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب قربانی واجب ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے اور اگر مونچھون کے بال کترے تو یہ حساب کرینگے کہ جسقدر بال کترے ہین وہ چوتھائی داڑھی کا کونسا حصہ ہے پس اسی حساب کے بموجب اُسپر کھانا دینا واجب ہوگا مثلاً وہ چوتھائی داڑھی کے چہارم حصہ کے برابر تھے تو اُسپر بکری کی چوتھائی قیمت واجب ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر ایک پورے عضو کے بال مونڈے تو قربانی واجب

[1] یعنی ضرورت ہی کا اعتبار ہوگا ۱۲

ہوگی اور اگر عضو سے کم کے بال مونڈے تو صدقہ واجب ہوگا عضو سے مراد ران اور پنڈلی اور بغل ہے اور
داڑھی مراد نہیں یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر سر یا ناک یا داڑھی کے چند بال اکھاڑے تو ہر بال کے عوض ایک کف کھانا
واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ کوئی شخص اصلع ہو اور اسکے بال چوتھائی سر سے کم ہیں تو اسکے مونڈانے
میں اسپر صدقہ واجب ہوگا اور اگر چوتھائی سر کے برابر ہوں تو قربانی واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ میں
لکھا ہے اگر صاحب احرام روٹی پکاتا تھا اور اسکے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دیوے اور اگر صاحب احرام نے سر یا
داڑھی کو کھجلایا اور اس سے ایک بال ٹوٹ گیا تو صدقہ واجب ہوگا۔ یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اگر سر اور داڑھی
اور بغلوں اور کل بدن کے بال مونڈے پس اگر یہ سب ایک جگہ مونڈے تو ایک قربانی واجب ہوگی اور ہر جگہ کے
بال جدا جدا مقاموں میں مونڈے تو ہر ایک کے عوض قربانی واجب ہوگی یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف
کا ہے۔ اگر سر کے بال مونڈے اور اسکے عوض قربانی ذبح کی اور وہ ابھی تک اسی مقام میں ہے پھر داڑھی مونڈائی
تو اسپر دوسری قربانی لازم ہوگی اور اگر چوتھائی سر ایک مجلس میں اور چوتھائی سر دوسری مجلس میں اور پھر اسیطرح سے
دوسری مجلسوں میں چوتھائی چوتھائی سر مونڈا اگر کل سر چار مجلسوں میں مونڈایا تو جبتک اول کا کفارہ نہیں دیا ہے بالاتفاق
ایک ہی قربانی لازم ہوگی یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اگر کسی احرام والے یا بے احرام والے کا سر مونڈا اور وہ خود
بھی صاحب احرام تھا اسپر صدقہ واجب ہے خواہ اسکے حکم سے مونڈا ہو یا بغیر حکم اور اسنے خوشی سے سر مونڈایا
ہو یا کسی کی زبردستی سے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ اور اگر بے احرام والے نے کسی احرام والے
کا سر اسکے حکم سے یا بغیر حکم کے مونڈا تو احرام والے پر کفارہ واجب ہوگا اور وہ مونڈنے والے سے کچھ
نہ لیگا یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور سر مونڈنے والا جو صاحب احرام نہیں ہے اسپر صدقہ واجب ہوگا
یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ میں لکھا ہے اور اگر احرام والے نے کسی بے احرام والے کی مونچھیں کتریں یا ناخن تراشے
تو کچھ کھانا کھلاوے یہ ہدایہ میں لکھا ہے جس شخص نے سر مونڈانے میں تاخیر کی یہانتک کہ قربانی کے دن گذر گئے
تو اسپر قربانی لازم ہوگی۔ اسی طرح اگر قارن اور متمتع نے اگر ذبح میں تاخیر کی یہانتک کہ قربانی کے دن گذر گئے
تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ قارن نے اگر قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر مونڈایا تو امام ابوحنیفہ رح کے
نزدیک اسپر دو قربانیاں واجب ہونگی ایک ذبح سے پہلے سر مونڈانے کی اور دوسری قران کی یہ تبیین میں
لکھا ہے۔ صاحب احرام پر اپنے ناخن تراشنے جائز نہیں اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن بغیر ضرورت تراشے
تو اسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے ایک مجلس میں تراشے تو ایک قربانی
کافی ہے اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے تین ناخن تراشے تو صدقہ واجب ہوگا ہر ناخن کے بدلے نصف صاع
گیہوں دے لیکن اگر سب صدقوں کی قیمت ایک ایک قربانی کے برابر ہوجاوے تو کچھ کم کرلے اور اگر پانچ ناخن
ایک ہاتھ کے تراشے اور کفارہ نہ دیا پھر دوسرے ہاتھ کے ناخن تراشے تو اگر دونوں ہاتھوں کے ناخن ایک
مجلس میں تراشے تو ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر دو مجلسوں میں تراشے تو دو قربانیاں واجب ہونگی اور
اگر پانچ ناخن ایک ہاتھ کے ایک مجلس میں تراشے اور چوتھائی سر مونڈا اور کسی عضو پر خوشبو لگائی خواہ ایک
مجلس میں خواہ مختلف مجلسوں میں تو ہر ایک جنس کے بدلے علیحدہ قربانی واجب ہوگی اور اگر چار ناخن

مین پانچ ناخن متفرق تراشے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہر ناخن کے عوض نصف صاع
گیہون دے اور اسیطرح چارون ہاتھ پاؤن مین سے ہر ایک کے ناخن تراشے تو اسی طرح صدقہ واجب ہوگا اور
اگر سب ناخن سولہ ہونگے تو ہر ناخن کے عوض نصف صاع گیہون دیگا لیکن جب انکی قیمت قربانی کے برابر
ہوجاوے توجسقدر چاہے کم کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے صاحب احرام کا ناخن ٹوٹ کر لٹک رہا پھر اسکو
جدا کر لیا تو کچھ واجب نہوگا یہ کافی مین لکھا ہے بالون کے اکھاڑنے اور کاٹنے اور نورہ سے صاف کرنے اور
دانتون سے اکھاڑنے کا حکم مثل مونڈنے کے ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے یہ چند مسائل پہلی فصلون سے
متعلق ہین جو افعال ایسے ہین کہ انکو اپنے اختیار سے کرنے مین قربانی لازم آتی ہے جیسے سلے ہوئے کپڑے
پہننا اور بال مونڈنا اور خوشبو لگانا اور ناخن تراشنا تو ایسے افعال کو کسی بیماری یا ضرورت کی وجہ سے کریگا تو کفارہ
لازم ہوگا جو کفارہ چاہے اختیار کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور کفارے یہ ہین قربانی یا صدقہ یا روزہ اگر
قربانی اختیار کرے تو حرم مین ذبح کرے یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر حرم سے باہر ذبح کریگا تو قربانی ادا نہوگی
لیکن اگر چھ مسکینون کو اسکا گوشت صدقہ کر دے اور ہر مسکین کو اسقدر دے جسکی قیمت نصف صاع گیہون ہو تو
کفارہ ادا ہوجاویگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر روزہ اختیار کرے تو جہان چاہے وہان تین دن
کے روزے رکھے یہ محیط مین لکھا ہے چاہے برابر رکھے چاہے جدا جدا رکھے یہ شرح طحاوی مین
لکھا ہے اور اگر صدقہ اختیار کرے تو تین صاع گیہون چھ مسکینون کو دے ہر مسکین کو نصف صاع دے اور افضل
یہ ہے کہ حرم کے فقیرون کو صدقہ دے اور اگر باہر کے فقیرون کو دیا تو بھی جائز ہے اس صدقہ کا دوسرے کو مالک
کر دینا یا اسکو مباح کر دینا امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد رح کے نزدیک
مالک کر دینے کے سوا اور کچھ جائز نہین یہ ظہیریہ اور شرح طحاوی مین لکھا ہے چوتھی فصل جماع کے بیان مین
جماع جو فرج سے باہر ہو اور مساس اور شہوت سے بوسہ لینا اور عمرہ کو فاسد نہین کرتا انزال ہو یا نہو اسپر قربانی
واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اسی طرح اگر شہوت سے چپٹ جاوے یا کسی چوپائے جانور کے دخول
کر دے تو کچھ واجب نہوگا لیکن انزال ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی اور اسکا حج اور عمرہ فاسد نہوگا یہ شرح
طحاوی کے باب الحج والعمرہ مین لکھا ہے۔ اگر عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھا اور انزال ہوگیا تو کچھ واجب نہوگا
جیسے تصور کرنے مین انزال ہونے مین کچھ واجب نہین ہوتا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اسی طرح اگر بہت دیر تک دیکھتا
رہا یا بار بار دیکھا تو کچھ واجب نہین ہوتا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اسی طرح احتلام سے غسل کے سوا کچھ
واجب نہین ہوتا اور اگر ہاتھ کے عمل سے منی نکالنے کا ارادہ کیا اور انزال ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
قربانی لازم ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر مفرد حج کیا تھا اور وقوف عرفہ سے پہلے عورت سے مجامعت کی
اور مرد اور عورت دونون صاحب احرام تھے تو جس وقت دونون کے عضو ملے اور حشفہ چھپا تو دونون کا حج فاسد
ہوجاویگا اور ان دونون پر واجب ہے کہ اسیطرح سب حج کے افعال ادا کرین اور اس فاسد حج کو تمام کرین اور ان
دونون علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہے اس قربانی مین بکری کافی ہوتی ہے اور ان دونون پر واجب ہے کہ سال آیندہ مین
حج کو قضا کرین اور ان دونون پر عمرہ واجب نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر دطی بھولے سے یا جانکر یا

کسی کی زبردستی سے یا سوتے مین کی ہو تو سب کا حکم یہ برابر ہے اور لڑکے اور مجنون کی وطی کا بھی یہی حکم ہے یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہے۔ اور اگر شوہر ایسا لڑکا تھا کہ اُسکی طرح کے لڑکے مجامعت کر سکتے ہین تو عورت کا حج فاسد ہوگا اور
اُس لڑکے کا حج فاسد نہوگا اور عورت اگر ایسی چھوٹی تھی تو حکم برعکس ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اگر وقوف عرفہ
سے پہلے مجامعت کی اور اُسکے بعد پھر مجامعت کی تو اگر وہ دونون فعل ایک مجلس مین ہوئے تو ایک ہی قربانی واجب
ہوگی اور اگر دو مختلف مجلسون مین ہوئے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب انمین سے
ہر ایک پر دو قربانیان واجب ہونگی اور اگر بار بار مجامعت احرام کے توڑ دینے کے طور پر کی تو بھی ایک قربانی سے زیادہ
واجب نہوگا خواہ ایک مجلس مین ہو یا کئی مجلسون مین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر وقوف عرفہ کے بعد مجامعت
کی خواہ بھول کر کی ہو یا جانکر تو حج فاسد نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے اور انمین سے ہر ایک پر بدنہ یعنی اونٹ
یا گاے کی قربانی واجب ہوگی اور اگر بار بار مجامعت کی تو اگر مجلس ایک ہے تو ایک بدنہ کے سوا اور کچھ واجب نہوگا اور
اگر مجلسین دو ہین تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اول کے عوض بدنہ اور دوسری کے
عوض بکری واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر دوسرا جماع احرام توڑنے کے طور پر تھا تو اسکی قربانی
واجب نہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر سر مونڈانے کے بعد مجامعت کی تو ایک بکری ہی کی قربانی واجب ہوگی یہ کافی
مین لکھا ہے۔ اور اگر پورے طواف زیارت یا نصف سے زیادہ کے بعد مجامعت کی تو کچھ واجب نہوگا اور اگر تین مرتبہ
طواف کے بعد مجامعت کی تو بدنہ واجب ہوگا اور حج پورا ہوجاویگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر طواف زیارت
کے پہلے سر نہ مونڈایا اور سر مونڈانے سے پہلے مجامعت کی تو بکری کی قربانی واجب ہوگی یہ تبیین مین ہے اور اگر عمرہ مین
چار مرتبہ طواف کرنے سے پہلے مجامعت کی تو عمرہ فاسد ہوگیا اور اسیطرح اسکو تمام کرے اور دوبارہ قضا کرے
اور بکری کی قربانی اُسپر واجب ہوگی اور اگر چار طواف یا اس سے زیادہ کے بعد مجامعت کی تو اُسپر بکری کی قربانی
واجب ہوگی اور عمرہ فاسد نہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر عمرہ کرنیوالا دو مرتبہ یا کئی بار مجامعت کرے تو دوسری مجلس
کے عوض بکری کی قربانی واجب ہوگی اور اسیطرح اگر صفا و مروہ کے درمیان مین سعی سے فارغ ہونے کے بعد
مجامعت کی تو بھی یہی حکم ہے یہ ایضاح مین لکھا ہے یہ حکم اسوقت ہے کہ جب سر مونڈانے سے پہلے ہو اور اگر سر مونڈانے
کے بعد ہو تو کچھ واجب نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر قارن ہو اور عمرہ کے طواف سے پہلے مجامعت کرے تو
عمرہ اور حج فاسد ہوجاویگا اور قران دونون کے افعال اسیطرح ادا کرتا رہے اور سال آئندہ مین اُسپر حج اور عمرہ واجب
ہوگا اور قران کی قربانی اُس سے ساقط ہوجاویگی یہ محیط مین لکھا ہے اور اُسپر دو بکریون کی قربانی واجب ہے یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہے۔ اور اگر قارن نے عمرہ کا طواف کرنے کے بعد اور وقوف عرفہ سے پہلے مجامعت کی تو حج اسکا فاسد ہوجاویگا
اور عمرہ فاسد نہوگا اور اُسپر دو قربانیان واجب ہونگی اور سال آئندہ مین حج کی قضا کرے اور قران کی قربانی اُس سے
ساقط ہوجاویگی اور اسیطرح اگر عمرہ کے چار مرتبہ طواف کرنے کے بعد مجامعت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر وقوف عرفہ کے
بعد مجامعت کی تو عمرہ اور حج فاسد نہوگا و بعوض حج کے اونٹنی اور عمرہ کے بکری کی قربانی واجب ہوگی اور قران کی قربانی بھی
لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر پورے یا اکثر طواف زیارت کے بعد مجامعت کی تو کچھ واجب نہوگا لیکن اگر سر مونڈانے
یا بال کترانے سے پہلے طواف زیارت کیا تھا تو دو بکریون کی قربانی واجب ہوگی اسلیے کہ حج اور عمرہ دونون کا احرام ابھی

باقی ہو اور اگر ایک ہی مجلس مین دوبارہ مجامعت کی تو اُسپر قربانی کے سوا اور کچھ واجب نہین اور اگر دوسری مجلس مین مجامعت کی تو دو قربانیان اور واجب ہونگی اور اس قربانی مین دو بکریان کافی ہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو اور اگر متمتع تھا پس اگر قربانی کو خود ہانک کر نہین لے چلا تھا تو وہی حکم ہو جو صرف حج کرنیوالے اور صرف عمرہ کرنیوالے کا حکم بیان ہوا اور اگر قربانی خود ہانک کر لے چلا تھا تو متمتع اور قارن کا حکم بعض احکام مین برابر ہو اور وہ یہ ہین اگر عمرہ کے طواف سے یا وقوف عرفہ سے پہلے مجامعت کی تو تمتع کی قربانی اُس سے ساقط ہو جاویگی اور اگر وقوف عرفہ کے بعد مجامعت کی تو دو قربانیان واجب ہونگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ عورت اور مرد اس حکم مین برابر ہین۔ اگر عورت سے سوتے مین یا زبردستی مجامعت کی یا عورت سے لڑکے یا مجنون نے مجامعت کی تو بھی یہی حکم ہو۔ یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو پانچوین فصل طواف اور سعی اور اگر کر چلنے اور جمرون پر کنکریان مارنے کے گناہون کے بیان مین۔ اگر بے وضو طواف زیارت کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی اور جنابت کی حالت مین کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر نصف سے زیادہ طواف جنابت یا بے وضو ہونے کی حالت مین کیا تو بھی وہی حکم ہو جو کل کا ہو اور افضل یہ ہو کہ جب تک مکہ مین ہو طواف کا اعادہ کرے اور قربانی اُسپر واجب نہوگی اور اصح یہ ہو کہ بے وضو ہونے کی صورت مین اعادہ مستحب ہو اور جنابت کی حالت مین واجب ہو اور اگر بے وضو طواف کیا تھا اور پھر اُسکا اعادہ کیا تو اُسپر قربانی واجب نہوگی اگرچہ ایام نحر کے بعد اعادہ کیا ہو اور اگر جنابت کی حالت مین طواف کیا اور ایام نحر مین اُسکا اعادہ کیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر ایام نحر کے بعد اعادہ کیا تو تاخیر کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک قربانی واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہو۔ اور بدنہ اُس سے ساقط ہو جاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو اور اگر جنابت مین طواف کیا اور اپنے اہل و عیال مین چلا آیا تو واجب ہو کہ نیا احرام باندھ کر پھر لوٹے اور اگر نہ لوٹا اور بدنہ بھیجدیا تو کافی ہو لیکن لوٹنا افضل ہو اور اگر بے وضو طواف کیا اور اپنے اہل و عیال مین چلا گیا تو اگر لوٹا اور طواف کیا تو جائز ہو اور بکری کی قربانی بھیجدی تو افضل ہو یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اور جس شخص نے طواف زیارت مین سے تین بار یا اُس سے کم طواف چھوڑ دیا تو اُسپر بکری کی قربانی واجب ہو اور اگر اپنے اہل و عیال مین چلا آیا اور پھر طواف کے واسطے نہ لوٹا اور قربانی کے واسطے ایک بکری بھیجدی تو جائز ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہو۔ اور اگر طواف زیارت نصف سے کم بے وضو کیا تو اگر اپنے اہل و عیال مین چلا آیا تو اُسپر صدقہ واجب ہوگا ہر بار کے طواف کے عوض نصف صاع گیہون دے لیکن اگر اُسکی قیمت قربانی کی برابر ہو جاوے تو جسقدر چاہے کم کرے اور اگر طواف زیارت نصف سے کم جنابت کی حالت مین کیا اور اپنے اہل و عیال کی طرف کو لوٹا تو اُسپر قربانی واجب ہو اور بکری کی قربانی کافی ہو۔ اور اگر ابھی مکہ مین ہو اور طہارت کی حالت مین اُسکا اعادہ کر لیا تو جو قربانی واجب ہوئی تھی ساقط ہو جاویگی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اگر ایام نحر مین اُسکا اعادہ کیا تو قربانی ساقط ہوگی اور اگر اُسکے بعد اعادہ کیا تو ہر بار کے طواف کے عوض نصف صاع گیہون کا صدقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی کے باب الحج والعمرہ مین لکھا ہو اور اگر طواف زیارت مین کپڑے پر قدر درہم سے زیادہ نجاست لگی تھی تو کراہت کے ساتھ جائز ہو اور اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر طواف صدر بے وضو ہونے کی حالت مین کیا تو اُسپر صدقہ واجب ہوگا یہی اصح ہو اور اگر طواف زیارت نصف سے کم بے وضو کیا تو بھی سب روایتون کے بموجب صدقہ واجب ہوگا اور اعادہ سے بالاجماع ساقط ہو جاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو۔ اور اگر کل یا اکثر طواف صدر جنابت کی حالت مین کیا تو قربانی واجب ہوگی اور اگر اپنے

اہل وعیال مین چلا آیا ہو تو بکری کی قربانی کافی ہے اور اگر مکہ مین ہو اور اُسکا اعادہ کیا تو وہ قربانی ساقط ہو جاویگی اور تاخیر کی وجہ سے بالاتفاق کچھ اُسپر واجب نہوگا اور اگر نصف سے کم یہ طواف جنابت کی حالت مین کیا اور اپنے اہل وعیال مین چلا آیا تو ہر بار کے طواف کی عوض نصف صاع گیہون کا صدقہ اُسپر واجب ہوگا اور اگر وہ مکہ مین ہو اور اُسکا اعادہ کر لیا تو بالاجماع ساقط ہو جاویگا یہ شرح طحاوی کے باب الحج والعمرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر پورا یا اکثر طواف صدر چھوڑ دیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی اور اگر طواف صدر مین تین بار کا طواف چھوڑ دیا تو تین مسکینون کو کھانا دینا اُسپر واجب ہے ہر مسکین کو نصف صاع گیہون دے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر جنابت کی حالت مین طواف زیارت کیا اور اُسکا اعادہ اُسپر واجب ہوا تو اگر آخر ایام تشریق مین طہارت کی حالت مین طواف الصدر کیا تو طواف الصدر طواف الزیارت کے عوض مین واقع ہوگا اور طواف الصدر اُسکے ذمہ باقی رہیگا اور اُسکے چھوڑنے کی وجہ سے قربانی واجب ہوگی یہ حکم بلاخلاف ہے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک طواف الزیارت مین تاخیر کرنے کی وجہ سے ایک قربانی اور واجب ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر بے وضو طواف الزیارت کیا اور آخر ایام تشریق مین طواف الصدر با وضو کیا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی۔ یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اگر طواف الزیارت بے وضو کیا اور طواف الصدر جنابت کی حالت مین تو بالاتفاق اُسپر دو قربانیان واجب ہونگی ایک قربانی طواف الزیارت کی اور ایک قربانی طواف الصدر کی۔ اور اگر طواف الزیارت اور طواف الصدر دونون کو چھوڑ دیا تو اُسپر عورت ہمیشہ کے واسطے حرام ہوگی اور اُسپر واجب ہے کہ پھر لوٹے اور ان دونون طوافون کو ادا کرے اور طواف الزیارت کی تاخیر کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب قربانی واجب ہوگی طواف الصدر کی تاخیر کی وجہ سے کچھ واجب نہوگا اسلیے کہ اُسکا وقت مقرر نہین ہے اور اگر خاص طواف الزیارت کو چھوڑ دیا اور طواف الصدر کیا تو طواف الصدر بعوض طواف الزیارت کے واقع ہوگا اور طواف الصدر کے چھوڑنے کیوجہ سے اُسپر قربانی واجب ہوگی۔ اور اگر طواف زیارت مین سے نصف سے زیادہ چھوڑ دیا مثلاً فقط تین طواف کیے اور طواف الصدر پورا کیا اور سعی کی پھر اگر کر چلا تو اُسمین سے چار مرتبہ کا طواف طواف الزیارت مین شامل ہوگا اور امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب ایک قربانی طواف الزیارت کی تاخیر کی وجہ سے واجب ہوگی اور سب فقہا کے قول کے بموجب ایک قربانی طواف الصدر کے چار مرتبہ چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوگی۔ اور اگر طواف الزیارت مین سے تین مرتبہ کا طواف چھوڑ دیا تو ایک صدقہ تاخیر کی وجہ سے واجب ہوگا ایک طواف الزیارت مین سے تین بار طواف چھوڑنے کیوجہ سے واجب ہوگا۔ اور اگر طواف الزیارت اور طواف الصدر دونون مین سے چار چار مرتبہ کا طواف چھوڑ دیا تو کل طواف زیارت کا ہوگا اور وہ کل چھ مرتبہ طواف ہے اور ایک مرتبہ کا طواف الزیارت جو باقی رہا اُسکی وجہ سے قربانی لازم آویگی اور طواف الصدر کے چھوڑنے کی وجہ سے بھی قربانی لازم ہوگی اور اگر ان دونون مین سے ہر ایک مرتبہ چار بار طواف کیا تو طواف الزیارت کی جو کمی ہے وہ طواف الصدر مین سے پوری کیجاویگی اور ایک صدقہ طواف الزیارت کی تاخیر کی وجہ سے اور ایک صدقہ طواف الصدر کی کمی کی وجہ سے واجب ہوگا اور اگر طواف الزیارت چار مرتبہ کیا اور طواف الصدر نہ کیا تو ہمارے نزدیک حج اُسکا جائز ہوگا اور اُسپر دو بکریون کی قربانی واجب ہوگی ایک بکری طواف الزیارت کی کمی کی وجہ سے اور دوسری بکری طواف الصدر چھوڑنے کیوجہ سے اور یہ دونون قربانیان سال آیندہ مین بھیجے اور مکے مین ذبح

کیجاوین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اور اگر بے وضو طواف قدوم[۱] کیا تو اُسپر صدقہ واجب ہوگا اور اگر جنابت کی حالت مین طواف قدوم کیا تو اُسپر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور غایۃ البیان مین مذکور ہی کہ اگر بے وضو طواف قدوم کیا اور اسکے بعد سعی کی تو جائز ہی اور افضل یہ ہی کہ طواف زیارت کے بعد سعی اور اکٹر کر چلنے کا اعادہ کرے اور اگر جنابت کی حالت مین طواف قدوم کیا اور اسکے بعد سعی کی اور اکڑ کر چلا تو انکا اعتبار نہین ہی اور واجب ہی کہ طواف زیارت کے بعد سعی کرے اور اسمین اکڑ کر چلے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر بے وضو یا جنابت کی حالت مین عمرہ کا طواف کیا پس جبتک مکہ مین ہی طواف کا اعادہ کرے اور اگر اپنے اہل وعیال مین آگیا اور طواف کا اعادہ نہ کیا تو بے وضو طواف کرنے کی صورت مین قربانی لازم ہوگی اور جنابت کیحالت مین بھی بطور استحسان کے ایک بکری کافی ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اور جس شخص نے عمرہ کا طواف اور سعی بے وضو کی پس جبتک مکہ مین ہی اُن دونون کا اعادہ کرے اور جب اُن دونون کا اعادہ کریگا تو کچھ اُسپر واجب نہوگا اور اگر اعادہ سے پہلے اپنے اہل وعیال مین چلا آیا تو طہارت کے چھوڑنے کی وجہ سے اُسپر قربانی واجب ہوگی اور پھر مکہ کو لوٹنے کا حکم نہ کیا جاویگا اسلیے کہ رکن کے ادا کرنے سے وہ احرام سے باہر ہوگیا اور سعی کی وجہ سے کچھ اُسپر واجب نہوگا اور اگر طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اعادہ نہ کیا تو بھی صحیح قول کے بموجب یہی حکم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر طواف زیارت کی حالت مین اُسکا ستر کھلا ہوا تھا تو جبتک مکہ مین ہی اُسکا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کریگا تو قربانی واجب ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی - جو شخص صفا ومروہ کے درمیان مین سعی چھوڑدے اُسپر قربانی واجب ہوگی اور حج اُسکا پورا ہوگا یہ قدوری مین لکھا ہی - اور اگر جنابت یا حیض یا نفاس کیحالت مین سعی کی تو سعی اُسکی صحیح ہی - اور اگر احرام سے باہر ہونے اور مجامعت کرنے کے بعد یا حج کے مہینہ کے بعد سعی کرے تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر سواری پر طواف کیا یا اس طرح طواف کیا کہ کوئی اُسکو اُٹھائے ہوئے تھا اور صفا ومروہ کے درمیان مین سعی بھی انھین دونون صورتون مین سے کسی طرح کی تو اگر یہ فعل عذر سے تھا تو جائز ہی اور کچھ لازم نہوگا اور اگر بغیر عذر تھا تو جبتک مکہ مین ہی اسکا اعادہ کرے اور جب اپنے اہل وعیال مین چلا گیا تو ہمارے نزدیک وہ اُسکے واسطے قربانی کرے یہ محیط مین لکھا ہی جو شخص عرفات سے امام کے جانے سے پہلے اور غروب سے قبل چلا گیا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی اگر غروب کے بعد چلا گیا تو کچھ واجب نہوگا اور اگر غروب سے پہلے لوٹ آیا تو صحیح قول کے بموجب قربانی اُس سے ساقط ہوجاویگی اور اگر غروب کے بعد لوٹا تو ظاہر روایت کے بموجب ساقط نہوگی اسمین فرق نہین ہی کہ اپنے اختیار سے جاوے یا اونٹ کی شوخی کی وجہ سے چلا جاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - جو شخص مزدلفہ مین وقوف چھوڑدے اُسپر قربانی واجب ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اور اگر کل جمرون پر کنکریان مارنا چھوڑدے یا صرف ایک جمرہ پر کنکریان مارے یا یوم نحر کو صرف جمرۂ عقبہ پر کنکریان مارے تو اُسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر کچھ تھوڑی سی کنکریان مارنا چھوڑدے تو ہر کنکری کے عوض نصف صاع گیہون صدقہ دے لیکن جب اُسکی قیمت ایک بکری کے برابر ہوجاوے تو جسقدر چاہے کم کردے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی حج کے افعال مین سے جس فعل کے اُسکے موقع سے تاخیر کریگا تو بکری کی قربانی واجب ہوگی جیسے کہ کوئی شخص حرم سے نکلا اور اُسنے اپنا سر مونڈایا خواہ حج کے واسطے سر مونڈایا ہو یا عمرہ کیواسطے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک قربانی واجب ہوگی اور اگر

[۱] طواف قدوم وطواف الصدر ... وطواف الزیارت میں سعی کی ... اپنے موضع پر ...

قارن اور متمتع ذبح سے پہلے سر مونڈالین تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک دو قربانیان واجب ہونگی اور صاحبین رح کے نزدیک ایک قربانی واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے

نوان باب شکار کے بیان مین۔ شکار سے مراد وہ جانور ہے جو اصلی پیدایش مین وحشی ہو اور وہ دو قسم ہے ایک بری یعنی خشکی کے اور اُس سے مراد وہ جانور ہے جسکی پیدایش خشکی مین ہو اور دوسری بحری جسکی پیدایش پانی مین ہو اسواسطے کہ اصل اسمین پیدایش کی جگہ ہے اور اُسکے بعد خشکی یا پانی مین رہنا عارضی ہے۔ پس اُس سکونت سے اصل متغیر نہین ہوتی بری شکار صاحب احرام پر حرام ہے بحری حرام نہین یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر صاحب احرام شکار کو قتل کرے تو اُسپر جزا واجب ہوگی یہ متون مین لکھا ہے۔ اور اسمین جانکر اور بھولکر اور خطا سے مارنے والا برابر ہے خواہ یہ اول بار شکار کرنے والا ہو یا دوسری بار یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور ابتداءً ذبح کرنے والا اور اُسکا اعادہ کرنے والا برابر ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ شکار کسی کی ملک ہو یا مباح ہو دونون برابر ہین یہ محیط مین لکھا ہے اور جزا اُسکے شکار کی وہ قیمت ہوگی جو دو عادل شخص اُسی مکان مین اور اُسی زمانہ مین جسمین وہ قتل ہوا ہے تجویز کرین اسواسطے کہ مکان اور زمانہ کے بدلنے سے قیمت بدل جاتی ہے اور اگر ایسا جنگل ہو جہان شکار نہ بک سکتا ہو تو جو سب سے زیادہ قریب ایسا موضع ہو جہان شکار بک سکتا ہے وہان کی قیمت کا اعتبار کرینگے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور قیمت مین اُسکو اختیار ہے چاہے اس سے کوئی قربانی خریدکر ذبح کرے اگر قیمت اسقدر ہو اور اگر چاہے کھانا خریدکر تصدق کرے اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوارے یا جو دے اور اگر چاہے روزہ رکھے یہ کافی مین ہے پھر اگر اس نے روزہ رکھنا اختیار کیا تو مارے ہوئے شکار کی قیمت اناج سے اندازہ کیجاوے اور یہ شخص ہر آدھے صاع اناج کے عوض ایک روز روزہ رکھے اور اگر اناج مین سے نصف صاع سے کم بڑھا تو اُسکو اختیار ہے چاہے اسکے عوض روزہ رکھلے یا اتنا طعام خریدکر صدقہ کر دے یہ ایضاح مین لکھا ہے اور اگر اُسکی قیمت مسکین کے کھانے سے کم ہو تو یا اسیقدر کھانا دے یا ایک دن کا روزہ رکھے یہ کافی مین لکھا ہے اور اگر قربانی کا ذبح کرنا اختیار کرے تو حرم مین ذبح کرے اور اُسکا گوشت فقیرون کو تصدق کردے اور اگر کھانا دینا چاہے تو جہان چاہے دے اور یہی حکم روزہ کا ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر حرم سے باہر قربانی ذبح کی تو قربانی ادا نہوگی لیکن اگر ہر فقیر کو اسقدر گوشت دیا ہے جسکی قیمت نصف صاع گیہون کے برابر ہو تو کھانے کا صدقہ ادا ہو جاویگا اور اگر قیمت اس سے کم ہے تو اُسقدر اور دیکر اُسکو پورا کرے اور اگر قربانی کے ذبح کرنے کے بعد گوشت چوری گیا تو قربانی حرم مین ذبح کی تھی تو اُسپر بدل اُسکا واجب نہین اور اگر حرم سے باہر ذبح کی تو اُسکا بدل اُسپر واجب ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر قربانی اختیار کی اور جو قیمت اُسپر واجب ہوئی تھی وہ کچھ بچ رہی اور جسقدر بچ رہی ہے وہ قربانی کی قیمت کے برابر نہین ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اسمین سے ہر نصف صاع گیہون کی قیمت کے عوض مین روزہ رکھے اور اگر چاہے تو اُسکا کھانا فقیرون کو تصدق کردے اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہون دے اور اگر چاہے تھوڑے کے عوض روزہ رکھے اور تھوڑے کے عوض صدقہ دے اور اگر قیمت اُسکی دو قربانیون کے برابر ہو تو اُسکو اختیار ہے چاہے دو قربانیان ذبح کرے یا دونون کے عوض صدقہ دے یا دونون کے عوض روزے رکھے یا ایک قربانی ذبح کرے اور باقی کے عوض جونسا کفارہ چاہے ادا کرے یا ایک قربانی ذبح کرے اور باقی کے عوض کچھ روزے رکھے کچھ صدقہ دے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر صاحب

احرام حرم مین شکار کو قتل کرے تو اُسپر وہی واجب ہوگا جو حرم سے باہر شکار کے قتل کرنے سے واجب ہوتا اور حرم کیوجہ سے کچھ اور واجب نہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہے جو شخص احرام سے باہر ہو اگر وہ حرم مین شکار کو قتل کرے تو اُسکا حکم بھی وہی ہے جو صاحب احرام کا ہے لیکن روزے اُسکو کافی نہین ہین قارن اگر شکار کو قتل کرے تو اُسپر دو چند جزا لازم ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے جو شخص کسی ایسے شکار کو قتل کرے جسکا گوشت نہین کھایا جاتا جیسے درندہ جانور اور شل اُسکے تو اُسپر جزا لازم ہوگی اور وہ جزا ایک بکری کی قیمت سے زیادہ نہوگی۔ اور اگر درندہ جانور صاحب احرام پر حملہ کرے اور وہ اُسکو قتل کرے تو کچھ لازم نہوگا اور اسیطرح اگر شکار حملہ کرے تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ صاحب احرام اگر کسی کے تعلیم یافتہ باز کو قتل کرے تو تعلیم یافتہ باز کی قیمت اُسکے مالک کو دیوے اور غیر تعلیم یافتہ باز کی قیمت حق اللہ اُسپر واجب ہوگی جو شکار کسی کی ملک ہوا اور پلا ہوا اور تعلیم یافتہ ہو تو اُسکے قتل کرنے مین اسیطرح تعلیم یافتہ کی قیمت اُسکے مالک کو دینا پڑیگی اور غیر تعلیم یافتہ کی قیمت للہ واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر احرام سے باہر کوئی شخص کسی کے مملوک تعلیم یافتہ شکار کو حرم مین قتل کرے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی کے باب قتل الصید مین لکھا ہے۔ اگر صاحب احرام شکار کو زخمی کرے تو اگر وہ مرجاوے تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ اچھا ہوگیا اور کچھ اثر باقی نہ رہا تو ضامن نہوگا اور اگر کچھ اثر باقی رہا تو جسقدر اُسکی قیمت مین نقصان آگیا ہے اُسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ وہ مرگیا یا اچھا ہوگیا تو استحسان یہ ہے کہ تمام قیمت لازم ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر زخمی کرنے کے بعد اُسکو مردہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور سبب سے مرا ہے تو زخمی کرنے سے جو واجب ہوا تھا اُسیکا ضامن ہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی شکار کو زخمی کیا یا اُسکے بال اُکھاڑے یا کوئی عضو اُسکا کاٹا تو اس وجہ سے جو اُسکی قیمت مین نقصان ہوگیا ہے اُسکا ضامن ہوگا اور اگر کسی پرند جانور کا بازو اُکھاڑا یا کسی جانور کے پانون کاٹ ڈالے جسکی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بچا نہین سکتا تو پوری قیمت لازم ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اگر صاحب احرام کسی شکار کا انڈا توڑ دے تو اگر وہ گندا ہے تو کچھ واجب نہوگا اور اگر صحیح انڈا ہے تو ہمارے نزدیک اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہے۔ اگر شکار کا انڈا بھونا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط اور محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر کسی شکار کو زخمی کیا اور اُسکا کفارہ دیا پھر اُسکو قتل کیا تو دوسرا کفارہ دے اور اگر قتل کرنے سے پہلے کفارہ نہین دیا تھا تو قتل کا کفارہ اور زخمی کرنے کیوجہ سے جو نقصان آیا تھا وہ واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر اول شکار کو زخمی کرکے اُسکو بچنے کے قابل نہ رکھا اور پھر قتل کیا تو دوسری جزا اُسپر واجب ہوگی۔ وجیز مین لکھا ہے کہ اگر جزا کے ادا کرنے سے پہلے اُسکو قتل کیا تو دوسری جزا واجب نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے بے احرام والے نے حرم کے شکار کو زخمی کیا پھر اُسکے بالون یا بدن کیوجہ سے اُسکی قیمت بڑھ گئی اور وہ زخم کیوجہ سے مرگیا تو اُس زخمی ہونے کیوجہ سے جو نقصان ہوا ہے اُسکا ضامن ہوگا اور مرنے کے دن جو اُسکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور اگر زخمی کرنے کے بعد اُسکی قیمت بالون یا بدن کیوجہ سے گھٹ گئی اور وہ اُسی زخم کیوجہ سے مرگیا تو جو اُسکے زخمی ہونے کے دن اُسکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور اگر جزا ادا کرنے کے بعد اُسکی قیمت حرم مین بالون یا بدن کیوجہ سے بڑھ گئی پھر اُس زخم کیوجہ سے مرگیا تو اُس زیادتی کا ضامن ہوگا جیسے کفارہ دینے سے پہلے حکم تھا اگر صاحب احرام نے حرم سے باہر کسی شکار کو زخمی کیا پھر وہ احرام سے باہر ہوگیا اور شکار کی قیمت بالون یا بدن کیوجہ سے زیادہ ہوگئی تو زخمی کرنے کیوجہ سے جو نقصان ہوا تھا اور اُسکے علاوہ مرنے کے دن جو اُسکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور اگر قیمت زیادہ ہونے سے پہلے فدیہ دیدیا تو زیادتی کا ضامن نہوگا اور اگر ابھی تک وہ صاحب احرام ہو تو فدیہ دینے کے بعد بھی زیادتی کا ضامن

ہوگا اور اگر شکار اُسکے قبضہ مین ہو اور اُسکے زخمی کرنے کا فدیہ دیدیا پھر وہ مرگیا تو از سر نو اُس قیمت کا ضامن ہوگا جو مرنے
کے دن تھی - بے احرام والے نے حرم کے شکار کو زخمی کیا لیکن اُسمین بچنے کی قوت باقی ہے پھر کسی دوسرے احرام والے
نے اسیطرح اُسکو زخمی کیا اور اُن دونون زخمون سے وہ مرگیا تو اول شخص پر قیمت کا وہ نقصان واجب ہوگا جو تندرست
شکار کو زخمی کرنے سے قیمت کی کمی ہوگی اور دوسرے شخص پر وہ نقصان واجب ہوگا جو زخمی شکار کو پھر زخمی کرنے سے قیمت
مین کمی ہوگی اور پھر جو اُسکی قیمت باقی رہیگی تو اُن دونون پر نصف نصف واجب ہوگی اگر اول شخص نے اُسکا ہاتھ یا پاؤن
کاٹا اور اُسکو بچنے کی قوت سے باہر کردیا پھر دوسرے شخص نے اُسکا ہاتھ یا پاؤن کاٹا تو پہلا شخص اُسکی پوری قیمت کا ضامن
ہوگا خواہ وہ مرے یا نہ مرے اور دوسرا شخص اُس نقصان کا ضامن ہوگا جو اُسکے کاٹنے کیوجہ سے اُسکی قیمت مین کمی
ہوئی اور اگر وہ مرگیا تو دوسرے شخص پر اُسکی ایسی نصف قیمت واجب ہوگی جو دو زخمون کیحالت مین تھی اور اگر پہلے شخص کے
زخمی کرنے کے بعد اور دوسرے شخص کے زخمی کرنیکے بیچ مین اس مین زیادتی ہوگئی پھر مرا تو پہلا شخص اُس نقصان کا ضامن ہوگا
جو اُسکے زخمی کرنے کیوجہ سے اُسکی قیمت مین کمی ہوگئی اور قیمت کی زیادتی اُسکے ذمہ نہوگی اور اُسکے مرنے کے روز کی قیمت بھی
بحساب اُسکے زیادہ ہونے اور دوسرے کے زخم سے زخمی ہونے کے اُسپر واجب ہوگی اور دوسرا شخص اُس نقصان کا
ضامن ہوگا جو اُسکے زخمی کرنے کیوجہ سے اُسکی قیمت مین کمی ہوئی اور اس فدیہ مین جو اُسکی قیمت زیادہ ہوگئی ہے اُسکا حساب
کیا جاویگا اور اُسکے علاوہ اُسکی ایسی نصف قیمت بھی اُسپر لازم ہوگی جو اُسکے مرنے کے دن دو زخمون کی حالت مین ہو اور اگر
دوسرے شخص نے اسکو قتل کیا یا اُسکی آنکھ پھوڑی تو پہلے زخم کی حالت مین جو اُسکی قیمت تھی اُسکا ضامن ہوگا اور اگر پہلے شخص
نے ایسا زخمی کیا تھا جس سے وہ ہلاک نہوتا اور دوسرے شخص نے اُسکے ہاتھ یا پاؤن کاٹے اور اُن دونون کیوجہ سے وہ
مرگیا تو پہلا شخص اُس نقصان کا ضامن ہوگا جو تندرست شکار کو زخمی کرنے کیوجہ سے اُسکی قیمت مین کمی ہوئی اور اُسکے
علاوہ ایسی نصف قیمت کا ضامن ہوگا جو دو زخمون کیحالت مین اُسکی قیمت ہو اور دوسرا شخص اُس قیمت کا ضامن ہوگا
جو پہلے زخم کیحالت مین اُسکی قیمت تھی خواہ وہ مرے یا نہ مرے اگر وہ دونون شخص صاحب احرام تھے تو بھی یہی حکم ہے لیکن
قیمت دونون پر پوری پوری واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہے - اگر دو صاحب احرام حرم سے باہر یا حرم کے اندر شکار
کو قتل کرین تو ہر ایک شخص پر پوری جزا لازم ہوگی اسیطرح اگر ایک شکار قتل کرنے مین دس احرام والے شریک ہون تو
ہر ایک پر پوری جزا لازم ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے - اور اگر صاحب احرام کے ساتھ قتل کرنے مین کوئی لڑکا یا کافر
شریک تھا تو لڑکے اور کافر پر کچھ واجب نہوگا اور صاحب احرام پر پوری جزا لازم ہوگی - اگر دو بے احرام والے شخص
حرم مین کسی شکار کو ایک ضرب سے قتل کرین تو ہر شخص پر نصف قیمت واجب ہوگی اور اگر ایک جماعت ایک ضرب سے
قتل کرے تو جسقدر آدمی ہین اُسیقدر اُسکی قیمت کے حصے ہوکر ہر شخص پر ایک ایک حصہ واجب ہوگا اور اگر ایک
شخص نے ایک ضرب لگائی اُسکے بعد دوسرے شخص نے دوسری ضرب لگائی تو ہر شخص پر وہ واجب ہوگا جو اُسکی ضرب
کیوجہ سے اُسکی قیمت مین کمی ہوئی پھر ہر ایک شخص پر دو ضربون کی حالت مین جو اُسکی قیمت تھی اُسکا نصف واجب ہوگا اور
اگر بے احرام شخص کے ساتھ قتل کرنے مین ایک احرام والا شریک تھا تو صاحب احرام پوری قیمت اور بے احرام پر
نصف قیمت جو اُسکی دو ضربین لگنے کی حالت مین تھی واجب ہوگی - اگر بے احرام شخص نے حرم مین ایک شکار پکڑا اور
دوسرے بے احرام نے اُسکے ہاتھ مین اُسکو قتل کردیا تو ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی اور شکار کے پکڑنے والے

کو جو دینا پڑا ہو وہ قاتل سے پھیر لیگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو اور اگر ایک بے احرام شخص اور ایک قارن دونون
کسی شکار کو حرم مین قتل کرین تو بے احرام شخص پر نصف قیمت اور قارن پر دوچند قیمت واجب ہوگی اور اگر ایک
بے احرام شخص اور ایک مفرد حج کرنے والا اور ایک قارن تینون شخصون نے شریک ہوکر حرم کے شکار کو قتل کیا
تو بے احرام شخص پر تہائی قیمت واجب ہوگی اور فقط حج کرنے والے پر پوری قیمت اور قارن پر دوچند قیمت واجب
ہوگی اور یہی قیاس ان مسائل مین جاری ہوتا ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو۔ اور اگر اول بے احرام نے اسکے مارنے
مین ابتدا کی پھر مفرد حج کرنے والے نے اور اسکے بعد قارن نے اسکو مارا اور وہ جانور مر گیا تو بے احرام شخص
پر وہ نقصان واجب ہوگا جو تندرست شکار کے زخمی کرنے کی وجہ سے اسکی قیمت مین کمی ہو گئی اور اسکے علاوہ تین
زخمون کی حالت مین جو اسکی قیمت ہوگی اسکی تہائی اسپر واجب ہوگی اور فقط حج کرنے والے پر جو پہلے زخم کی
حالت مین اسکے دوسرے زخم لگانے سے قیمت مین کمی ہو گئی وہ واجب ہوگی اسکے علاوہ تین زخمون کی حالت
مین جو اسکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور قارن پر وہ نقصان واجب ہوگا جو دو زخمون کی حالت مین اسکے تیسرے
زخم لگانے سے اسکی قیمت مین کمی ہوئی اور اسکے علاوہ جو تینون زخمون کی حالت مین اسکی قیمت تھی وہ دوچند
واجب ہوگی اور اگر پہلے شخص نے شکار کا ہاتھ یا پانون کاٹا یا بازو توڑا اور دوسرے شخص نے دونون آنکھین پھوڑین
تو اول شخص پر تندرست شکار کی قیمت واجب ہوگی اور دوسرے شخص پر پہلے زخم کی حالت مین جو اسکی قیمت تھی واجب
ہوگی اور قارن پر دو زخمون کی حالت مین جو اسکی قیمت تھی دوچند واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہو اگر عمرہ
کے احرام مین کسی شکار کو ایسا زخمی کیا جس سے وہ ہلاک نہوگا پھر اس عمرہ کے احرام کے ساتھ حج کا احرام بھی ملا لیا اور
دوبارہ اسکو زخمی کیا اور ان سب زخمون کی وجہ سے وہ مر گیا تو عمرہ کی وجہ سے اس تندرست جانور کی قیمت اسپر واجب
ہوگی اور حج کی وجہ سے وہ قیمت واجب ہوگی جو پہلے زخم کی حالت مین تھی اور اگر وہ عمرہ کے احرام سے باہر ہو گیا اور پھر
حج کا احرام باندھا اور پھر دوبارہ اس شکار کو زخمی کیا تو عمرہ کی وجہ سے وہ قیمت لازم ہوگی جو دوسرے زخم کی حالت مین
اور حج کی وجہ سے وہ قیمت لازم ہوگی جو پہلے زخم کی حالت مین تھی اور اگر عمرہ کے احرام سے باہر ہوکر حج اور عمرہ کے
قران کا احرام باندھا اور پھر شکار کو زخمی کیا اور وہ مر گیا تو عمرہ کی وجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا جو دوسرے
زخم کی حالت مین اسکی قیمت تھی اور قران کی وجہ سے پہلے زخم کی حالت مین جو اسکی قیمت تھی وہ دوچند واجب ہوگی اور
اگر پہلا زخم ہلاک کرنے والا تھا مثلاً اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا اور باقی سب صورتین اسی طرح ہین تو عمرہ کی وجہ سے تندرست
جانور کی قیمت لازم ہوگی اور قران کی وجہ سے پہلے زخم کی حالت مین جو اسکی قیمت تھی وہ دوچند واجب ہوگی اور اگر
دوبارہ بھی اسکا ہاتھ کاٹا تھا تو پہلے زخم کی حالت مین جو واجب ہوا تھا وہی اس مرتبہ واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین
لکھا ہو۔ اگر فقط عمرہ کرنے والے نے کسی شکار کو زخمی کیا اور پھر کسی بے احرام شخص نے بھی اس شکار کو زخمی
کیا پھر فقط عمرہ کرنے والے نے اپنے عمرہ کے احرام مین حج کا احرام بھی ملا لیا اور پھر اسکو زخمی کیا اور ان سب
زخمون سے وہ شکار مر گیا تو عمرہ کی وجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا جو بے احرام شخص کے زخمی کرنے کی حالت
مین اسکی قیمت تھی اور حج کی وجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا جو سب زخمون کی حالت مین اسکی قیمت تھی اور
بے احرام شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا جو پہلے زخم کی حالت مین دوبارہ زخمی کرنے سے اسکی قیمت کم

ہوگئی اور اُسکے علاوہ تینون زخمون کی حالت مین جو قیمت ہو وہ نصف اُسپر واجب ہوگی اور اگر اُسکے زخمی کرنے کے
بعد عمرہ کے احرام سے باہر ہوگیا پھر بے احرام شخص نے اسکو زخمی کیا پھر پہلے شخص نے قران کیا اور اس حالت
مین اُسکو دوبارہ زخمی کیا اور وہ جانور مرگیا تو عمرہ کی وجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا جو اخیر کے دو زخمون کی
حالت مین اُسکی قیمت تھی اور قران کی وجہ سے پہلے زخم کی حالت مین جو اُسکی قیمت تھی وہ دوچند واجب ہوگی اور
اسی طرح بے احرام شخص کا بھی حکم بدل جاویگا اور اگر یہ سب زخم ہلاک کرنے والے تھے جیسے ہاتھ پانون کاٹنا اور
آنکھین پھوڑنا تو عمرہ کی وجہ سے تندرست جانور کی قیمت لازم ہوگی اور قران کی وجہ سے پہلے دو زخمون کی حالت
مین جو اُسکی قیمت تھی وہ دوچند واجب ہوگی اور بے احرام شخص پر پہلے زخمی ہونے کی حالت مین جو اُسکے دوبارہ
زخمی کرنے سے اُسکی قیمت مین کمی ہوئی وہ نقصان واجب ہوگا اور اُسکے علاوہ جو تینون زخمون کی حالت مین قیمت
ہو وہ نصف واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر کئی جانورون کو مارا تو اُسی طرح کئی جزائین واجب ہونگی لیکن اگر
اُس جانور کے مارنے مین احرام سے باہر ہونے یا احرام توڑنے کا ارادہ کیا ہے تو یہ حکم نہین ہے جیسا کہ اصل
مین مذکور ہے۔ صاحب احرام اگر بہت سے شکار احرام سے باہر ہونے یا احرام توڑنے کے ارادہ پر کرے تو ان سب
کی وجہ سے ایک ایک قربانی واجب ہوگی اسلیے کہ وہ احرام سے باہر ہونے کا ارادہ کرتا ہے احرام کی حالت مین
گناہ کا ارادہ نہین کرتا اور جلد احرام سے باہر ہوجانے مین ایک قربانی واجب ہوتی ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر کوئی
سبب پیدا کرنے سے شکار کا قتل کرنے والا قرار پایا پس اگر سبب پیدا کرنے مین حکم شرع سے تجاوز کرنے والا ہو
تو قیمت کا ضامن ہوگا ورنہ نہوگا پس اگر کسی نے کوئی جال لگایا اور اُسمین کوئی جانور پھنس کر مرگیا یا پانی کیواسطے
گڑھا کھودا اور اُسمین کوئی شکار گر کر مرگیا تو کچھ اُسپر واجب نہ ہوگا۔ اگر کسی صاحب احرام نے دوسرے شخص کی
خواہ وہ احرام والا ہو یا بے احرام شخص ہو کسی شکار کے مارنے مین مدد کی تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ بدائع مین
لکھا ہے جس طرح صاحب احرام پر شکار کا قتل کرنا حرام ہے اسی طرح شکار کو بتانا بھی حرام ہے اور شکار کے بتانے
سے بھی اسی قدر جزا لازم ہوگی جو قتل کرنے سے لازم ہوتی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور جس دلالت کی وجہ سے جزا لازم
ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جس شخص کو بتایا وہ پہلے سے اس شکار سے واقف نہو اور اُسکے بتانے کو سچ جانے اور
اگر اُسکے بتانے کو جھوٹ جانا اور پھر وہی شکار دوسرے شخص نے بتایا اور اُسکو سچ جانا تو جس شخص کے قول کو
جھوٹ جانا ہے اُسپر کچھ واجب نہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ جس شخص کو شکار بتایا ہے جب وہ شکار کو قتل کرے تو بتانیوالا
اُس وقت تک احرام مین ہو لیکن اگر بتانے والا احرام سے باہر ہوگیا پھر اُس شخص نے جسکو بتایا تھا قتل کیا تو
بتانے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا مگر گنہگار ہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ جس شخص کو شکار بتایا ہے وہ اُس شکار کو وہین پکڑے
جہان اُسنے بتایا تھا اور اگر وہ شکار اُس جگہ سے چلا گیا پھر دوسری جگہ اُسنے پکڑ کر قتل کیا تو بتانے والے پر کچھ
واجب نہ ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر کسی صاحب احرام نے کسی صاحب احرام کو شکار بتایا تو دونون
شخصون پر پوری جزا لازم ہوگی۔ اگر احرام والے نے کسی بے احرام شخص کو شکار بتایا اور اُسنے شکار کو قتل
کیا تو بتانے والے پر اُسکی قیمت لازم ہوگی اور بے احرام شخص پر کچھ لازم نہ ہوگا یہ محیط مین ہے کسی بے احرام شخص
نے احرام والے یا بے احرام شخص کو حرم کا شکار بتایا تو بتانے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا اور قاتل پر جزا لازم

ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کسی شکار کی طرف کو اشارہ کیا تو جس شخص کو اس نے اشارہ سے بتایا ہی اگر وہ اُسکے اشارہ
کرنے سے پہلے اُس شکار کو جانتا یا دیکھتا تھا تو اشارہ کرنے والے پر کچھ واجب نہوگا مگر یہ مکروہ ہی یہ بدائع مین لکھا ہی
اگر کوئی احرام والا شخص دوسرے احرام والے کو کوئی شکار بتا دے اور اُسکے قتل کا حکم کرے اور دوسرا شخص
تیسرے کو حکم کرے اور تیسرا شخص قتل کرے تو اُنمین سے ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی اور اگر احرام والے نے
کسی احرام والے کو شکار کی خبر کی لیکن اُسکو وہ شکار نظر نہ آیا پھر دوسرے احرام والے نے اس
شکار کی خبر دی اُسنے پہلے شخص کی بات کو نہ سچ جانا نہ جھوٹ پھر شکار کو تلاش کر کے اُسکو قتل کیا تو ہر شخص پر جزا لازم
ہوگی اگر کسی احرام والے نے کسی احرام والے کو کسی احرام والے کے پاس اسواسطے بھیجا کہ اُس سے کہہ کہ فلان
شخص یہ کہتا ہی کہ اس جگہ شکار ہی پس اُس شخص نے جا کر اُسکو قتل کیا تو اُس قاصد اور بھیجنے والے اور قاتل تینون
مین سے ہر شخص پر شکار کی قیمت واجب ہوگی اور جس شخص کے پاس پیغام بھیجا ہی اگر وہ پہلے سے اُس شکار کو دیکھتا
اور جانتا تھا تو قاتل کے سوا کسی پر کچھ واجب نہوگا اور قاتل پر جزا لازم ہوگی اگر احرام والے نے شکار کی طرف اشارہ
کر کے کسی شخص سے کہا کہ اس شکار کو گھونسلے مین سے پکڑ لے اور اشارہ کرنے والے کو ایک ہی شکار نظر آتا تھا
پس وہ شخص گیا اور اُسنے اس شکار کو پکڑا اور اُسکے ساتھ اور ایک شکار کو اُسی گھونسلے مین سے پکڑا تو حکم کرنیوالے
پر اُس شکار کی جزا لازم ہوگی جسکا اُسنے حکم کیا ہی اور دوسرے شکار کی وجہ سے اُسپر کچھ لازم نہوگا اگر کسی احرام والے
نے شکار کو کسی ایسے موقع پر دیکھا کہ تیر مارنے کے سوا اور کسی طرح اُسپر قابو نہین ہوسکتا اور ایک دوسرے احرام
والے نے اُسکو تیر کمان بتائی اور اُسکو دی اور اُسنے تیر سے اُسکو قتل کیا تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی
اگر کسی نے ایک احرام والے سے چھری مانگ کر ایک شکار کو قتل کیا تو احرام والے پر جزا لازم نہوگی لیکن یہ اُسکے
واسطے مکروہ ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب وہ شخص بغیر اُسکے چھری دینے کے بھی اُسکے ذبح پر قادر ہو اور اگر بغیر اُسکے
چھری دینے کے اُسکے ذبح پر قادر نہ تھا تو احرام والا قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی کئی احرام والے
مکہ مین کسی گھر مین اُترے اور اُس گھر مین چڑیان اور کبوتر تھے اور اُنمین سے تین شخصون نے چوتھے شخص کو دروازہ
بند کرنے کا حکم کیا اور اُسنے دروازہ بند کر دیا اور وہ سب منے کو چلے گئے اور جب وہ لوٹ کر آئے تو اُنھون نے دیکھا کہ
کچھ جانور پیاس کی وجہ سے مر گئے تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اگر کسی صاحب احرام
نے کوئی شکار پکڑا تو اُسپر واجب ہی کہ اُسکو چھوڑ دے خواہ اُسکے ہاتھ مین ہو یا پنجرہ مین اُسکے ساتھ ہو یا اُسکے گھر مین
ہو اور اگر کسی دوسرے احرام والے نے اُسکے ہاتھ سے چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر کچھ واجب نہوگا اسلیئے کہ
شکار کرنے والا شکار کا مالک نہین ہوا تھا اور اگر دوسرے شخص نے اُسکے ہاتھ مین قتل کر دیا تو اُن دونون مین سے
ہر شخص پر جزا لازم ہوگی اور ہمارے تینون اصحاب کے نزدیک پکڑنے والے کو اختیار ہی کہ قاتل سے وہ پھیر لے
جو اُسکو کفارہ مین دینا پڑا ہی اگر بے احرام شخص نے کوئی شکار پکڑا پھر اُس شکار کو ہاتھ مین پکڑے ہوئے تھا اور
اُسی حالت مین اُسنے احرام باندھا تو اُس شکار کو چھوڑ دینا اُسپر واجب ہی اور اگر اُسنے نہ چھوڑا اور وہ اُسکے ہاتھ مین
مر گیا تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور اُس چھوڑ دینے کی وجہ سے وہ شکار اُسکی ملک سے باہر نہین ہوتا
یہانتک کہ اگر اُس چھوڑنے کے بعد دوسرے شخص نے اُسکو پکڑ لیا تو یہ احرام سے باہر ہونے کے بعد اُسکو پھیر سکتا ہی یہ شرح مجمع

اسلئے کہ بھیجنے والے اور قاصد دونون کی جانب سے دلالت پائی گئی تھی ۱۲

مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی اور اگر کسی دوسرے شخص نے اسکے ہاتھ مین سے چھوڑا دیا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک چھوڑنے والا مالک کو قیمت دیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک قیمت کا ضامن نہوگا۔ اور اگر شکار پنجرہ مین اسکے ہاتھ یا اسکے گھر مین ہو تو ہمارے نزدیک اسکا چھوڑنا واجب نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ جو شخص شکار لیکر حرم مین داخل ہو تو وہ اگر درحقیقت اسکے ہاتھ مین ہی تو حرم مین اسکو چھوڑ دینا اسپر واجب ہی اور اگر درحقیقت اسکے ہاتھ مین نہین مثلاً اسباب مین ہی یا پنجرہ مین ہی تو اسپر چھوڑنا واجب نہین یہ کفایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر احرام باندھا اور اسکے ہاتھ مین پنجرہ کے اندر شکار ہی یا احرام باندھا اور پنجرہ مین شکار رہی اور حرم مین اسکو داخل نہین کیا تو ہمارے نزدیک اسکو چھوڑنا واجب نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص حرم مین باز لیکر داخل ہوا اور اسکو چھوڑ دیا اور اسنے حرم کے کسی کبوتر کو قتل کیا تو اسپر کچھ واجب نہوگا یہ محیط سرخسی کے باب قتل الصید مین لکھا ہی اگر کسی بے احرام شخص نے کسی بے احرام شخص کا شکار غصب کر لیا پھر غاصب نے احرام باندھا اور شکار اسکے ہاتھ مین تھا تو اسکو چھوڑ دینا اسکو لازم ہی اور اسکی قیمت مالک کو دیگا اور اگر مالک کو حوالہ کر دیا تو اسکے ذمہ سے بری ہوگیا مگر برا کیا اور اسپر جزا واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ازالۃ الامن عن الصید کی فصل مین لکھا ہی اگر حرم مین داخل ہونے کے بعد شکار بیچا تو اگر وہ شکار ابھی مشتری کے پاس باقی ہی تو اس بیع کا رد کرنا واجب ہوگا اور اگر مرگیا تو اسکی قیمت واجب ہوگی اسی طرح صاحب احرام شکار بیچے تو بھی یہی حکم ہی اور اسمین فرق نہین ہی کہ حرم کے اندر بیچے یا وہان سے نکالنے کے بعد حرم سے باہر بیچے اور اگر دو شخص جو بے احرام ہون حرم کے اندر شکار کی خرید و فروخت کرین اور وہ شکار حرم سے باہر ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جائز ہی امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین۔ اگر بے احرام شخص حرم کے شکار کو ذبح کرے تو اسکی قیمت کا صدقہ کرے روزہ رکھنا کافی نہین ہی اور اسکی جزا مین قربانی کرنے مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ جائز نہین اور ظاہر روایت کے بموجب جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی بے احرام شخص اگر حرم کا شکار ذبح کرے تو اسکا کھانا جائز نہین صاحب احرام اگر حرم سے باہر یا حرم کے اندر ذبح کرے تو وہ مردار ہوگا اور صاحب احرام پر جزا واجب ہوگی یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اگر صاحب احرام نے تیر سے کسی شکار کو قتل کیا یا کتے یا باز تعلیم یافتہ کو چھوڑا اور اسنے قتل کیا تو اسکا کھانا حلال نہین ہی اور اسپر جزا واجب ہوگی اور اگر صاحب احرام نے ایسے شکار مین سے کھایا جسکو خود ذبح کیا ہی تو اگر اسکی جزا اسکے ادا کرنے سے پہلے کھایا ہی تو جو کچھ کھایا ہی اسکا کفارہ بھی اسی مین داخل ہو جاویگا اور اسپر ایک ہی جزا لازم ہوگی اور اگر جزا اسکے ادا کرنے کے بعد کھایا ہی تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو کھایا ہی اسکی قیمت واجب ہوگی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ واجب نہین ہی اور اگر اس گوشت مین سے کسی بے احرام شخص یا کسی اور صاحب احرام نے کچھ کھایا تو توبہ اور استغفار کے سوا بالاجماع اسپر اور کچھ واجب نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اسمین مضائقہ نہین ہی کہ صاحب احرام اس شکار کا گوشت کھاوے جسکو کسی بے احرام شخص نے شکار کرکے ذبح کیا ہو یہ حکم اس وقت ہی کہ جب صاحب احرام نے وہ شکار اسکو نہ بتایا ہو اور اسکے ذبح کرنے یا شکار کرنے کا حکم نہ دیا ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر صاحب احرام نے کسی شکار کا انڈا توڑا اور اسکی جزا ادا کر دی پھر اسکو بھونکر کھا لیا تو اسپر کچھ لازم نہین ہی یہ غایۃ السروجی مین لکھا ہی۔ اگر ایسے شکار کے تیر مارا جو کچھ حرم کے اندر رہی اور کچھ باہر تو شکار کے پاؤن کا اعتبار ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر شکار کے پاؤن حرم مین

ہین اور سر حرم سے باہر ہی تو وہ حرم کا شکار ہی اور اگر اُس شکار کے پانون حرم سے باہر ہین اور سر حرم کے اندر ہی
تو وہ شکار حرم سے خارج ہی اور اگر کچھ پانون حرم کے اندر ہین اور کچھ باہر تو وہ احتیاطاً حرم کا شکار سمجھا جاویگا یہ
حکم اُسوقت ہی کہ جب وہ شکار کھڑا ہوا ہو اور اگر زمین پر لیٹا ہوا ہو تو اُسکے سر کا اعتبار ہی پانون کا اعتبار نہین پس اگر
اُسکا سر حرم مین ہو اور پانون حرم سے باہر ہون تو وہ حرم کا شکار ہی اور اگر سر حرم سے باہر ہو اور پانون حرم مین
ہون تو خارج حرم کا شکار ہی اور اگر شکار ایسے درخت پر ہو جسکی جڑ حرم مین ہو اور شاخین حرم سے باہر ہون اور
شکار شاخون کے اوپر ہی تو درخت کا اعتبار نہین ہی شکار کی جگہ کا اعتبار کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر تیر
مارنے والا اور وہ شکار جسکے تیر مارتا ہی ان دونون مین سے ایک حرم کے اندر ہو تو تیر مارنے والے پر جزا
لازم ہی اور اگر دونون حرم سے باہر ہین اور تیر حرم مین ہو کر نہین جاتا اور تیر پھینکنے والا صاحب احرام نہین تو کچھ
واجب نہین ہی اور باز یا کتے کو اگر چھوڑے تو بھی یہی حکم ہی۔ والوالجیہ مین ہی کہ اگر حرم سے باہر کسی شخص نے ایسے شکار
کے تیر مارا جو حرم سے باہر تھا اور وہ شکار زخمی ہونے کے بعد حرم مین داخل ہوا اور وہان مر گیا تو اُسپر جزا واجب
نہوگی اور اُسکا کھانا مکروہ ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر بے احرام شخص نے کسی شکار پر کتا چھوڑا جو حرم سے باہر ہی
اور کتا اُسکے پیچھے گیا اور حرم کے اندر اُسکو پکڑا تو چھوڑنے والے پر کچھ واجب نہوگا لیکن اُس شکار کو کھانا نہ چاہیے
اور اگر بے احرام شخص نے ایسے شکار پر تیر مارا جو حرم سے باہر تھا پھر شکار حرم مین داخل ہوگیا اور تیر اُسکے حرم
مین لگا تو اُسپر جزا واجب نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ خانیہ مین ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب جزا لازم ہوگی
یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر حرم کے اندر بھیڑیے پر کتا چھوڑا اور اُسنے کوئی شکار مار لیا یا بھیڑیے کے واسطے
جال لگایا اور اُسمین کوئی شکار پھنس گیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی کے بھگانے
سے کوئی جانور بھاگ کر کنوین مین گر گیا یا کسی اور چیز کی ٹکر لگی تو اُسپر جزا واجب ہوگی۔ اگر کوئی شخص سوار تھا یا جانور
کو ہانک کر یا آگے سے کھینچ کر لیے جاتا تھا اور اُس جانور نے اپنے ہاتھ یا پاؤن یا منھ سے کسی شکار کو مارا تو اُسپر جزا
واجب ہوگی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے حرم کی ہرنی کو حرم سے باہر نکالا اور اُسکے بچے پیدا ہوئے
پھر وہ ہرنی اور بچے مر گئے تو اُسپر اُن سب کی جزا واجب ہوگی اگر کوئی بے احرام شخص ہرنی کو حرم سے باہر نکال لیگیا
تو اُسپر اُسکا چھوڑ دینا واجب ہی اور جب تک وہ حرم مین نہ پہونچ جاوے وہ اُسکا ضامن ہی اور اگر حرم مین پہونچنے
سے پہلے اُسکے بچہ پیدا ہوا یا اُسکے بدن یا بالون مین زیادتی ہوئی اور اُسکے کفارہ دینے سے پہلے وہ مر گئی تو کل کا
ضامن ہوگا اور اگر کفارہ دینے کے بعد مری تو اصل کا ضامن ہوگا زیادتی کا ضامن نہوگا اور اگر اُسکو بیچ ڈالا
اور مشتری کے پاس اُسکے بچے پیدا ہوئے یا اُسکے بدن یا بالون مین زیادتی ہوئی پھر وہ ہرنی اور اُسکے بچے
سب مر گئے تو اگر بائع نے اُسکی جزا ابھی ادا نہین کی ہی تو کل کا ضامن ہوگا اور اگر جزا ادا کرنے کے بعد بچے
پیدا ہوئے یا زیادتی ہوئی تو اصل کا ضامن ہوگا بچہ اور زیادتی کا ضامن نہوگا یہ غایۃ السروجی مین لکھا ہی۔ اگر
کسی جون کو مارا تو چاہیے صدقہ کردے مثلاً ایک چنگل بھر اناج دیدے یہ حکم اُس وقت ہی کہ جون کو اپنے بدن یا
سر یا کپڑے سے پکڑا ہو اور اگر زمین پر سے پکڑ کر مارا تو کچھ واجب نہین اور جون کا مارنا اور زمین پر ڈال دینا برابر[ف]
ہی۔ اور اگر دو یا تین جوین مارین تو ایک چنگل بھر اناج دیدے اور اگر اس سے زیادتی کی تو نصف صاع

ف دونون صورتون مین صدقہ دینا ہوگا ۱۲

گیہون دے اور جسطرح جون کا مارنا جائز نہین ہی اسی طرح مارنے کے واسطے غیر کو دینا بھی جائز نہین اور اگر ایسا کریگا تو ضامن ہوگا اور اسی طرح یہ جائز نہین ہی کہ جون کو اشارہ سے بتا دے اور یہ بھی جائز نہین ہی کہ اپنے کپڑے دھوپ مین اس غرض سے ڈالے کہ جوین مر جاوین اور جو دان کے مارنے کی نیت سے کپڑون کو دھونا بھی جائز نہین ہی اور اگر کپڑے دھوپ مین ڈالے اور اس سے جوین مرین تو اگر بہت تھین تو نصف صاع گیہون واجب ہونگے اور اگر کپڑے خشک کرنے کے واسطے دھوپ مین ڈالے اور اس سے کچھ جوین وغیرہ مرگئین لیکن یہ اسکی نیت نہ تھی تو کچھ واجب نہوگا اور اگر صاحب احرام نے اپنے کپڑے کسی بے احرام شخص کو جوین مارنے کو دیے اور اسنے جوین مارین تو حکم کرنے والے پر جزا واجب ہوگی اور اگر اشارہ سے کسی کو جون بتلائی اور اسنے اسکو مارا تو جزا واجب ہوگی کتے اور بھیڑیے اور چیل اور کوے اور نجاست کھانے والے جانورون کے مارنے مین کچھ واجب نہین ہوتا۔ اور جو کوے غراب الزرع کہلاتے ہین یعنے کھیتی کھاتے ہین وہ شکار مین داخل ہین اور سانپ اور بچھو اور چوہے اور بھڑ اور چونٹی اور کنکھجورہ اور مکھی اور بھنگا اور پھپڑا اور پسو اور چیچڑی اور کچھوے کے مارنے مین کچھ واجب نہوگا اور زمین کے کیڑون کے مارنے مین بھی کچھ واجب نہوگا جیسے کہ سیہی اور خنفسا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اگر گوہ اور گرگٹ اور جھینگر کا بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور کلتارا اور لومڑی جو اکثر ایذا دینے مین ابتدا نہین کرتی ہی صاحب احرام کو اسکا قتل کرنا جائز ہی اس سے کچھ واجب نہین ہوتا یہ غایۃ السروجی مین لکھا ہی خشکی کے تمام شکار کو مارنا صاحب احرام کو منع ہی لیکن جو جانور ایذا دینے مین ابتدا کرتے ہون انکا مارنا جائز ہی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضی خان کی تصنیف ہی۔ صاحب احرام کو بکری اور گاے اور اونٹ اور مرغی اور پلی ہوئی بط کا ذبح کرنا جائز ہی یہ کنز مین لکھا ہی۔ حرم کے درخت چار قسم کے ہوتے ہین تین قسمین ایسی ہین کہ انکو کاٹنا اور انسے نفع لینا جائز ہی اور انسے جزا لازم نہین آتی اول درخت وہ ہین جنکو آدمیون نے بویا ہو اور وہ اس قسم سے ہون جنکو آدمی بویا کرتے ہون دوسرے ہر وہ درخت کہ جسکو آدمی نے بویا ہو اور وہ اس جنس سے نہون جنکو آدمی بویا کرتے ہین تیسرے وہ درخت جو خود جمے ہون اور وہ اس قسم سے ہون جنکو آدمی بویا کرتے ہون اور چوتھی قسم ایسی ہی جسکا کاٹنا اور اس سے نفع لینا حلال نہین اگر اسکو کوئی شخص کاٹیگا تو اسپر جزا لازم ہوگی اور وہ سب ایسے درخت ہین جو آپ سے جمے ہون اور اس جنس سے نہون جنکو آدمی بویا کرتے ہین اور اس قسم کے درخت خواہ کسی کے مملوک ہون یا نہون سب کا حکم برابر ہی یہان تک کہ فقہاے کہا ہی کہ اگر کسی شخص کی ملکیت زمین مین ام غیلان جمی اور اسکو کوئی شخص کاٹے تو وہ مالک کو قیمت دیگا اور حق اللہ بھی بقدر قیمت اسکو دینا واجب ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص حرم کا ایسا درخت کاٹے جو سبز ہو اور نشو و نما کی حالت مین ہو پس اگر وہ کاٹنے والا شریعت کے خطاب کے لائق ہو تو اس درخت کی قیمت سے کھانا خرید کر فقیرون پر صدقہ کر دے اور ہر مسکین کو جہان چاہے نصف صاع گیہون دے اور اگر چاہے اس سے قربانی خرید کر حرم مین ذبح کرے روزے اسمین جائز نہین ہین کاٹنے والا خواہ صاحب احرام ہو یا بے احرام یا قارن سب کا حکم برابر ہی پس جب اسکی قیمت ادا کر دے تو اس کٹے ہوئے درخت سے نفع لینا مکروہ ہی اور اگر اسکو بیچا تو بیع جائز ہی اور اسکی قیمت تصدق کرے اور حرم کے جو درخت خشک ہو گئے ہون اور

نشو ونما کی حد سے نکل گئے ہون اُنکے اُکھاڑنے مین اور اُنسے نفع حاصل کرنے مین مضایقہ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر درخت کاٹے تو اُسکی جڑ کا اعتبار ہی شاخون کا اعتبار نہین پس اگر درخت کی جڑ حرم مین ہو اور شاخین حرم سے باہر ہون تو وہ حرم کا درخت ہی اور اگر کچھ جڑ حرم مین اور کچھ حرم سے باہر ہو تو احتیاطاً حرم کا درخت ہوگا حرم کے درخت کے پتے لینے اُسوقت جائز ہونگے کہ اُس سے کچھ درخت کا نقصان نہوتا ہو اور اُسمین کچھ جزا لازم نہین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر حرم کا کوئی درخت اُکھاڑا اور اُسکی قیمت دیدی پھر اُسکو وہین بو دیا اور وہ جم گیا پھر دوبارہ اُکھاڑا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اسلیے کہ وہ جزا دینے سے اُسکا مالک ہوگیا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر حرم کا درخت کاٹنے مین دو احرام والے یا دو بے احرام شخص یا ایک احرام والا اور ایک بے احرام شخص شریک ہون تو اُن دونون پر قیمت واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر حرم کی ہری گھاس لی تو اُسپر قیمت واجب ہوگی سوکھی گھاس لینے مین کچھ مضایقہ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی حرم کی گھاس نہ چراوین اور نہ کاٹین مگر اذخر کا کاٹنا جائز ہی حرم کے اندر کمأت کے توڑ لینے مین کچھ مضایقہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی

دسوان باب میقات سے بغیر احرام کے گذر جانے کے بیان مین - جب میقات سے باہر رہنے والا شخص بغیر احرام کے مکہ مین داخل ہو جاوے اور اُسکا ارادہ حج اور عمرہ کا نہین ہی تو مکہ مین داخل ہونے کی وجہ سے اُسپر حج اور عمرہ واجب ہی پس اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے واسطے میقات کو نہ لوٹے تو حق میقات ترک ہونے کی وجہ سے اُسپر قربانی واجب ہی اور اگر میقات کو لوٹے اور وہان سے احرام باندھے تو اُسکی دو صورتین ہین کہ اگر اُس حج یا عمرہ کا احرام باندھا جو اُسپر لازم ہوا ہی تو بری الذمہ ہوگیا اور اگر حج فرض یا ایسے عمرہ کا احرام باندھا جو اُسپر واجب تھا تو اگر وہ اُسی سال باندھا تو مکہ مین بغیر احرام داخل ہونے کی وجہ سے جو اُسپر واجب ہوا تھا بحکم استحسان وہ بھی ادا ہو جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی اسی طرح اگر اُس سال مین وہ حج کیا جسکی نذر کی ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اگر سال بدل گیا اور باقی مسئلہ کی وہی صورت ہی جو مذکور ہوئی تو مکہ مین بغیر احرام کے داخل ہونے کی وجہ سے جو اُسپر ہوا تھا ادا نہوگا یہ محیط کے باب المیقات مین ہی اگر کوئی شخص حج اور عمرہ کے ارادہ پر جاتا تھا اور وہ میقات سے بغیر احرام کے گذر گیا تو پھر یا تو اُسنے میقات کے اندر احرام باندھا یا پھر میقات کو لوٹ کر آیا اور وہان سے احرام باندھا تو اگر میقات کے اندر احرام باندھا ہی تو اس بات پر غور کرینگے کہ اگر میقات کے آنے مین حج کے فوت ہونے کا خوف تھا تو حکم یہ ہی کہ اُسکو میقات کو آنا نہ چاہیے اور اُسی احرام سے سب ارکان ادا کرے اور اُسپر قربانی لازم ہوگی اور اگر حج کے فوت ہونیکا خوف نہین ہی تو اُسکو چاہیے کہ میقات تک آوے اور میقات تک آنے کی بھی دو صورتین ہین ایک یہ کہ بے احرام آوے اور ایک یہ کہ احرام باندھ کر آوے پس اگر بے احرام آیا اور میقات سے احرام باندھا تو قربانی اُس سے ساقط ہوگئی اور اگر میقات تک احرام باندھکر آیا تو امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہی کہ اگر وہ لبیک کہ چکا ہی تو قربانی اُس سے ساقط ہوگئی اور اگر لبیک نہین کہی ہی تو ساقط نہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک دونون صورتون مین ساقط ہو جاتی ہی اور جو شخص اپنے میقات سے بغیر احرام کے گذر جانے سے پھر ایک دوسرے میقات مین جو وہان سے زیادہ قریب ہی جا کر احرام باندھے تو جائز ہی اور کچھ اُسپر واجب نہوگا اور اگر کوئی شخص میقات سے گذرا اور وہ بستان بنی عامر کو جانے کا ارادہ کرتا ہی مکہ کو جانیکا ارادہ نہین

رکھتا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا- اگر کوئی شخص کوفہ کا میقات سے بغیر احرام کے گذر گیا اور اُسنے عمرہ کا احرام باندھا
پھر حج کا احرام باندھا تو اُسکی بہت سی صورتین ہین یا یہ کہ اول عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا یا یہ کہ اول حج
کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام حرم سے باندھا یا دونون کا قران کیا پس اگر اول عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام
باندھا یا دونون مین قران کیا تو استحساناً اُسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر اول حج کا احرام باندھا پھر عمرہ
کا احرام حرم سے باندھا تو اُسپر دو قربانیان واجب ہونگی ایک حج کا احرام میقات سے چھوڑ دینے کی وجہ سے
دوسرے عمرہ کا احرام خارج حرم سے چھوڑ دینے کی وجہ سے کوئی آدمی میقات سے گذرا اور اُسنے حج کا احرام
باندھا پھر اس حج کو فاسد کر دیا یا حج فوت ہوگیا پھر اُسکو قضا کیا تو جو قربانی میقات کی وجہ سے واجب
ہوئی تھی وہ ساقط ہوجاویگی اگر غلام میقات سے بغیر احرام کے گذرا پھر اُسکے مالک نے اُسکو احرام باندھنے کی
اجازت دی اور اُسنے احرام باندھا تو میقات سے بغیر احرام گذرنے کی قربانی اُسپر اُسوقت واجب ہوگی جب وہ
آزاد ہوگا- کافر مکہ مین داخل ہوا پھر وہ مسلمان ہوا پھر احرام باندھا تو اُسپر کچھ واجب نہین ہی اور اسی طرح سے
نابالغ لڑکا بغیر احرام کے میقات سے گذرا پھر اُسکو احتلام ہوا اور اُسنے احرام باندھا تو اُسکا بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی- اور اگر کوئی میقات سے بغیر احرام کے مکہ کے جانے کے ارادہ پر کئی بار گذرا تو ہر بار کے گذرنے
کی وجہ سے اُسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا پس اگر اسی سال مین اُسنے میقات تک آکر حج فرض یا اور حج کی نیت سے
احرام باندھا تو آخر مرتبہ کے گذرنے کی وجہ سے اُسپر جو واجب ہوا تھا وہ ساقط ہوجاویگا اور اس سے پہلے
گذرنے کی وجہ سے جو واجب ہوا تھا وہ ساقط نہوگا اسواسطے کہ آخر مرتبہ کے گذرنے سے جو پہلے گذرنے سے
واجب ہوا ہی وہ اُسکے ذمہ قرض ہوگیا پس جبتک اُسکی نیت معین نکریگا تب تک وہ ساقط نہوگا یہ شرح طحاوی کے باب
ذکر الحج والعمرہ مین لکھا ہی مکہ کا رہنے والا حرم سے حج کے ارادہ پر نکلا اور اُسنے احرام باندھا اور حرم کو نہ لوٹا یہانتک کہ عرفہ مین وقوف
کیا تو اُسپر بکری کی قربانی واجب ہوگی اور اگر حرم کے لوٹنے تک اعمال حج مین مشغول نہین ہوا تو اگر وہ لبیک کہتا ہوا حرم کو
لوٹا تو بلاخلاف قربانی اُس سے ساقط ہوجاویگی اور اگر بغیر لبیک کے لوٹا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک قربانی اُس سے ساقط
نہوگی صاحبین رح کا اسمین خلاف ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی- اگر مکہ والا حرم سے باہر کسی حاجت کو گیا پھر اُسنے حرم سے باہر حج
کا احرام بھی باندھ لیا اور عرفہ مین وقوف کیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور متمتع اگر عمرہ سے فارغ ہو کر حرم سے نکلا پھر اُسنے
خارج حرم سے حج کا احرام باندھا اور عرفہ مین وقوف کیا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر
وہ احرام کی حالت مین حرم کو لوٹا اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اگر وہ احرام کی حالت مین لبیک کہتا ہوا حرم
کو لوٹا تو اُس سے قربانی ساقط ہوجاویگی اور اگر حرم کو لوٹ کر وہان سے اُسنے پھر احرام باندھا تو بالاتفاق اُسپر کچھ
واجب نہوگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی

گیارھوان باب ایک احرام سے دوسرا احرام ملانے کے بیان مین

اس بات کا جاننا ضرور ہی کہ حج یا عمرہ کے دو احرامون کو جمع کرنا بدعت ہی لیکن اگر اُن دونون کو جمع کرے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام
ابو یوسف رح کے نزدیک دونون لازم ہوجاوینگے اور امام محمد رح کے نزدیک ایک لازم ہوگا لیکن امام
ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بھی اُن دونون مین سے ایک کا احرام توڑ دینا ضرور ہی پس اگر

حج کے دو احرامون کو جمع کیا تو جب پہلے سے فارغ ہو تو دوسرے کو دوسرے سال مین قضا کرے اور اگر عمرہ
کے دو احرامون کو جمع کیا تو دوسرے کو اسی سال مین ادا کرے اسواسطے کہ عمرہ کی تکرار ایک سال مین جائز ہے بخلاف
حج کے کہ اسکا یہ حکم نہین اور اسی طرح حج کے اعمال پر عمرہ کے اعمال کی بنا کرنا بدعت ہے لیکن عمرہ کے احرام پر حج کے
احرام کی بنا کرنا بدعت نہین پس اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور ایک بار اسکا طواف کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا تو
عمرہ کو توڑ دے یہ محیط مین لکھا ہے - اور اسکے توڑنے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی اور پھر عمرہ کی قضا لازم ہوگی یہ نہایہ
مین لکھا ہے - اور اگر کسی نے حج کا احرام باندھا پھر ایک بار حج کا طواف کرنے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا تو عمرہ
کو نہ توڑے یہ محیط مین لکھا ہے - امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہے کہ اگر مکہ کا رہنے والا عمرہ کا احرام باندھے اور اسکے واسطے
ایک بار طواف کرے پھر حج کا احرام باندھے تو حج کے احرام کو توڑ دے اور اسکے توڑنے کی وجہ سے قربانی
لازم ہوگی اور اسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا اور عمرہ کے
افعال مین سے کچھ ادا نہ کیا تو بالاتفاق یہ حکم ہے کہ عمرہ کے احرام کو توڑ دے یہ کافی مین لکھا ہے - پس اگر عمرہ کا چار مرتبہ طواف
کر لیا پھر حج کا احرام باندھا تو بلاخلاف یہ حکم ہے کہ حج کے احرام کو توڑے اور حج اور عمرہ جسکے احرام کو توڑیگا اسپر قربانی واجب
ہوگی لیکن عمرہ کا احرام توڑنے مین صرف عمرہ کی قضا لازم ہوگی اور حج کا احرام توڑنے مین حج کی قضا اور
عمرہ لازم ہوگا اور اگر احرام نہ توڑا اور ان دونون کو اسی طرح ادا کیا تو جائز ہے اور ان دونون کے جمع کرنے کی قربانی
اسپر لازم ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے - کوفہ والے نے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام باندھا تو دونون لازم ہونگے اور
اسکی وجہ سے وہ قارن ہوجاویگا لیکن اُسنے برا کیا پس اگر عرفات مین وقوف کیا اور افعال عمرہ کے ادا نہیے
تو عمرہ کا احرام ٹوٹ گیا اور اگر عرفات کی طرف متوجہ ہوا تو جبتک وہان وقوف نہ کریگا عمرہ نہ ٹوٹیگا پس اگر
حج کا طواف تحیہ کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا تو دونون لازم ہونگے اور اگر ان دونون کو اسی طرح ادا کیا تو جائز ہے
اور ان دونون کو جمع کرنے کی وجہ سے اُسپر قربانی لازم ہوگی اور یہ قربانی حج کی نہین بلکہ کفارہ کی ہے اور مستحب یہ ہے
کہ عمرہ کو توڑ دے یہ کافی مین لکھا ہے - اگر حج کا احرام باندھا اور اس سے فارغ ہوا پھر دوسرے حج کا احرام دسوین
تاریخ باندھا تو دوسرا حج لازم ہوگا پھر اگر دوسرے حج کے احرام باندھنے سے پہلے حج اول مین سر مونڈ لیا
تھا تو کچھ واجب نہوگا اور اگر ابھی تک سر نہین مونڈا تھا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی خواہ دوسرے احرام کے بعد
سر مونڈا دے یا نہ مونڈا دے یہ تبیین مین لکھا ہے جو شخص عمرہ سے فارغ ہوا لیکن ابھی تک اُسنے بال نہین کترائے
پھر اُسنے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اسپر وقت سے پہلے احرام باندھنے کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی
اور یہ قربانی کفارہ کی ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے - حج کرنے والا اگر دسوین تاریخ یا ایام تشریق مین عمرہ کا احرام باندھے
تو وہ عمرہ اُسکے ذمہ لازم ہوگا لیکن اس حالت مین اسکا توڑنا واجب ہے پس اگر اسکو توڑ دیا تو توڑنے کی وجہ سے
قربانی لازم ہوگی اور عمرہ بھی لازم ہوگا اور اگر نہ توڑا اور اسی طرح ادا کیا تو جائز ہے اور کفارہ کی قربانی
واجب ہوگی اور اگر حج مین سر مونڈا لیا پھر دوسرا احرام باندھا تو اُسکو نہ توڑے اصل مین یہی مذکور ہے اور بعض
مشائخ نے کہا ہے کہ اُسکو توڑ دے اور اگر کسی کا حج فوت ہوگیا پھر عمرہ کا احرام باندھا تو اُسکو توڑ دے اور
اگر حج کا احرام باندھا تو اُسکو بھی توڑ دے اور توڑنے کی وجہ سے اُسپر قربانی لازم ہوگی اور عمرہ کا احرام توڑنے سے عمرہ کی قضا

اور حج کا احرام توڑنے کی وجہ سے حج اور عمرہ کی قضا لازم ہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔

بارھوان باب احصار یعنی حج سے روکے جانے کے بیان مین۔ محصر وہ شخص ہے جسنے احرام باندھا پھر جسکا احرام باندھا تھا اُسکے ادا کرنے سے روکا گیا خواہ وہ رُکنا دشمن یا مرض یا قید ہوجانے یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے یا زخمی ہوجانے کی وجہ سے ہویا اور کوئی ایسا سبب ہو جو اُس چیز کے پورا کرنے سے جسکا احرام باندھا ہے حقیقۃً یا شرعًا مانع ہو یہ ہمارے اصحاب کا قول ہے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ مرض کی حد جس سے کہ احصار ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ اسکو چلنے اور سوار ہونے کی طاقت نرہے لیکن اگر فی الحال قدرت ہو لیکن پیادہ چلنے یا سواری پر چلنے سے مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو بھی یہی حکم ہے اور دشمن مین مسلمان اور کافر اور درندہ سب شامل ہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر کسی کے خرچ کے دام چوری گئے یا سواری کا جانور ہلاک ہوگیا اور وہ پیادہ چلنے پر قادر نہین ہے تو وہ محصر ہے اور اگر پیادہ چلنے پر قادر ہو تو محصر نہین۔ اگر کسی عورت نے حج کا احرام باندھا اور اُسکا شوہر نہین ہے اور کوئی محرم اُسکے ساتھ ہے پھر اُسکا محرم مرگیا یا کسی عورت نے حج کا احرام باندھا اور اُسکے ساتھ محرم نہین ہے لیکن اُسکے ساتھ اُسکا شوہر ہے پھر اسکا شوہر مرگیا تو وہ عورت محصرہ ہے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور اگر عورت کا محرم راستہ مین مرجاوے اور وہان سے مکہ تک تین دن یا اس سے زیادہ کا راستہ ہے تو وہ بمنزلہ محصر کے ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی عورت نے بغیر اجازت شوہر کے نفل حج کا احرام باندھا پھر اُسکے شوہر نے اُسکو حج کے جانے سے منع کردیا تو وہ بمنزلہ محصر ہے اور اسی طرح غلام اور باندی اگر حج کا احرام باندھین تو اُنکے مالکون کو جائز ہے کہ اُنکا احرام کھلوا دین اور وہ دونون محصر ہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر عورت نے حج فرض کا احرام باندھا اور اُسکے ساتھ شوہر یا محرم نہین ہے تو وہ محصرہ ہے اور اگر اُسکا محرم یا شوہر ہے اور جسوقت اس شہر کا قافلہ حج کو جاتا ہے اُسوقت اس عورت کو استطاعت حج کی بھی ہے تو وہ محصرہ نہین ہے اور اگر اُسکا شوہر ہے اور کوئی اور محرم اُسکے ساتھ نہین ہے اور شوہر نے اُسکو منع کیا تو وہ محصرہ ہے۔ کیا شوہر کو یہ اختیار ہے کہ عورت کو احرام سے باہر کراوے امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت ہے کہ شوہر کو یہ اختیار ہے۔ عامۂ علما کے نزدیک جس طرح حج سے احصار ہوتا ہے اسی طرح عمرہ سے بھی احصار ہوتا ہے۔ احصار کی حالت مین حکم یہ ہے کہ محصر قربانی کو بھیج دے یا اُسکی قیمت کو بھیج دے کہ اُسکی قربانی خرید کر ذبح کیا وے اور جب تک وہ ذبح نہو احرام سے باہر نہو عامہ علما کا یہی قول ہے اور اگر احرام کے وقت یہ شرط کی ہو کہ اگر احصار ہوا تو قربانی نہ کریگا یا یہ شرط نہ کی ہو دونون کا حکم برابر ہے اور واجب ہے کہ جسکے ہاتھ قربانی بھیجے اُس سے اُس قربانی کے ذبح کرنے کا ایک روز معین کرکے وعدہ لے پس وہ اس قربانی کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہوجاوے اُس سے پہلے احرام سے باہر نہو اور اگر قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے کوئی ایسا فعل کیا جو احرام مین جائز نہین تو اُسپر وہی واجب ہوگا جو صاحب احرام محصر نہونے کی صورت مین واجب ہوتا امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب احرام سے باہر ہونے کے لیے سر مونڈانا شرط نہین اور اگر سر مونڈلے تو بہتر ہے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ محصر کو اگر قربانی میسر نہو اور نہ اُسکی قیمت میسر ہو تو ہمارے نزدیک وہ روزہ رکھکر احرام سے باہر نہین ہوسکتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر قربانی ذبح کرنے کے وعدہ کے روز اس گمان پر احرام سے باہر ہوگیا کہ قربانی ذبح ہوچکی ہوگی پھر معلوم ہوا کہ قربانی اُس روز ذبح نہین ہوئی تو وہ اُسی طرح صاحب احرام رہیگا اور قبل وقت احرام سے باہر ہونے کی وجہ سے اُسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر اُسی وعدہ کے

روز قربانی ذبح ہوگئی تو بطور استحسان کے جائز ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی جب محصر قربانی دیکر احرام سے
باہر ہوگیا تو اگر فقط حج کا اُسنے احرام باندھا تھا تو سال آیندہ مین اُسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا - اور اگر فقط عمرہ کا احرام
باندھا تھا تو اُسکے عوض مین عمرہ لازم ہوگا اور اگر قارن تھا تو وہ دو قربانیون کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہوگا
اور سال آیندہ مین اسپر دو عمرے اور ایک حج واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر فقط حج کا احرام باندھا تھا اور اُسنے
دو قربانیان بھیجین تو وہ پہلی قربانی ذبح ہونے کے وقت احرام سے باہر ہوجاویگا اور دوسری قربانی نفل
ہوگی اور قارن دو قربانیون کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی - اور اگر قارن حج کے
احرام سے باہر ہونے کے واسطے ایک قربانی نہ بھیجے اور عمرہ کا احرام اسی طرح باقی رکھے تو ان دونون احرامون
مین سے ایک احرام سے بھی باہر نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اگر قارن نے دو قربانیان بھیجین اور حج اور عمرہ
کے واسطے جدا جدا قربانی معین نہ کی تو اسمین کچھ حرج نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اور اگر قارن مکہ مین داخل ہوا
اور اُسنے عمرہ اور حج کا طواف پورا کیا پھر وہان سے نکل کر اور عرفہ کے وقوف سے پہلے محصر ہوگیا تو وہ ایک
قربانی بھیج کر احرام سے باہر ہوجاوے اور حج کے عوض سال آیندہ مین اُسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا اور عمرہ کے
عوض عمرہ لازم نہوگا اور حرم سے باہر بال کترولنے کے عوض امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اُسپر
قربانی واجب ہی اور اگر محصر اُسی سال مین اپنا حج ادا کرلے تو اُسپر عمرہ واجب نہین یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین
لکھا ہی - اور اگر کسی نے احرام باندھا اور نہ حج کی نیت کی نہ عمرہ کی پھر وہ محصر ہوگیا تو ایک قربانی بھیج کر احرام سے باہر
ہوجاوے اور سال آیندہ مین استحساناً عمرہ لازم ہوگا اور اگر کسی چیز کا احرام باندھا اور اُسکو معین کیا پھر اُسکو بھول گیا
اور پھر محصر ہوگیا تو ایک قربانی بھیج کر احرام سے باہر ہوجاوے اور سال آیندہ مین اسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا یہ بدائع
مین لکھا ہی - اگر کسی نے دو حج یا دو عمرون کا احرام باندھا پھر محصر ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک دو قربانیون
کے بھیجنے سے اور صاحبین رح کے نزدیک ایک قربانی بھیج کر احرام سے باہر ہوجاویگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین
لکھا ہی - اگر کسی شخص نے دو عمرون کا احرام باندھا اور اُنکے ادا کرنے کے واسطے مکہ کی طرف چلا پھر اگر محصر ہوگیا تو
ایک عمرہ کے عوض اسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر ابھی نہین چلا تھا اور محصر ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
دو قربانیان واجب ہونگی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک اسپر دو عمرے واجب ہونگے امام
محمد رح کا اسمین خلاف ہی - کسی محصر نے قربانی بھیجی پھر احصار اس سے دور ہوگیا پس اگر وہ یہ جانتا ہی کہ قربانی اور حج
اُسکو مل جاویگا تو اُسکو چلنا واجب ہی اور اگر یہ جانتا ہی کہ دونون نہ ملینگے تو چلنا واجب نہین اور اگر یہ جانتا ہی
کہ قربانی مل جاویگی حج نہ ملیگا تو بھی چلنا واجب نہین اور اگر وہ یہ جانتا ہی کہ حج ملیگا قربانی نہ ملیگی تو قیاساً چلنا واجب
ہی و استحساناً واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر قربانی اُسکو مل گئی تو اُسکو جو چاہے کرے یہ محیط مین لکھا
ہی محصر نے اگر صرف حج کا احرام باندھا تھا پھر وہ احرام سے باہر ہوگیا پھر اس سے احصار زایل ہوگیا پھر اُسی سال
مین اُسنے حج کا احرام باندھا تو اسپر نیت قضا کی واجب نہین اور نہ عمرہ واجب ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی
کسی شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا تھا اور محصر ہوگیا پھر اُسنے احصار کی قربانی بھیجی پھر احصار زائل ہوگیا اور دوسرا
احصار پیدا ہوا پس اگر وہ یہ جانتا ہی کہ وہ قربانی تک پہنچ سکتا ہی اور اُسنے اُس قربانی کی دوسرے احصار کے واسطے

نیت کرلی توجائز ہی اور اُسکے سبب سے وہ احرام سے باہر ہوجاویگا اور اگر نیت نہ کی یہان تک کہ وہ قربانی ذبح ہوگئی توجائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے عرفہ مین وقوف کیا پھر اسکو کوئی امر مانع ہوا تو وہ محصر نہوگا اور جبکہ مکہ مین کوئی امر مانع پیش آیا اور وہ طواف اور وقوف نہین کرسکتا تو وہ محصر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی جصاص رح نے کہا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ بدایع مین لکھا ہی۔ اگر طواف اور وقوف مین سے صرف ایک پر قادر ہی تو محصر نہین اسلیے کہ اگر وہ وقوف پر قادر ہی تو حج پورا ہوگا اور اگر طواف پر قادر ہی تو جس شخص کا حج فوت ہوجاتا ہی وہ صرف طواف سے احرام سے باہر ہوجاتا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جس شخص کو وقوف عرفہ کے بعد کوئی امر مانع پیش آیا اور ایام تشریق اسی عذر کی حالت مین گذر گئے تو اسپر مزدلفہ کا وقوف چھوڑنے کی وجہ سے ایک قربانی اور جمرون پر کنکریان نہ مارنے کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی اور اُسکو چاہیے کہ طواف زیارت کرے اور اس طواف کی تاخیر کی وجہ سے بھی قربانی واجب ہوگی اور امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب سر مونڈانے کی تاخیر کی وجہ سے بھی ایک قربانی لازم ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک سر مونڈانے کی تاخیر اور طواف کی تاخیر کی وجہ سے کچھ واجب نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ احصار کی قربانی کو ہمارے نزدیک حرم کے سوا اور کہین ذبح کرنا جائز نہین اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک قربانی کے دن سے پہلے اور بعد اُسکو ذبح کرنا جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک قربانی کے دن سے پہلے ذبح کرنا جائز نہین ہی اور اس بات پر اجماع ہی کہ اگر عمرہ سے احصار ہوا تو حرم مین اُسکی قربانی ہر وقت جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

تیرھوان باب حج فوت ہوجانے کے بیان مین۔ جس شخص نے حج کا احرام باندھا خواہ وہ فرض ہو یا نذر یا نفل ہو اور خواہ وہ حج صحیح ہو یا فاسد ہو اور خواہ وہ فساد حج کے درمیان مین آگیا ہو یا ابتدا سے ہی فاسد ہو جیسے کہ مجامعت کی حالت مین احرام باندھا تھا یا عرفہ کا وقوف اُس سے چھوٹ گیا اور قربانی کے دن فجر طلوع ہوگئی پس اُس سے حج فوت ہوگیا تو ایسے شخص پر واجب ہی کہ طواف کرے اور سعی کرے اور احرام سے باہر ہو دے اور سال آیندہ مین حج کو قضا کرے قربانی اُسپر واجب نہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر جس شخص کا حج فوت ہوا وہ قارن تھا تو اُسکو چاہیے کہ اول عمرہ کا طواف اور سعی کرے پھر حج کے فوت ہوجانے کے عوض مین طواف و سعی کرلے اور سر مونڈا دے اور بال کترا دے قران کی قربانی اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاویگی اور جب وہ طواف شروع کرے جس سے احرام سے باہر ہوگا تو لبیک کو قطع کرے یہ بدایع مین لکھا ہی۔ اگر متمتع کا حج فوت ہوا اور وہ قربانی کو ہانک کرلے چلا تھا تو اُسکا تمتع باطل ہوگیا اور قربانی کو جو چاہے کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ ہمارے اصحاب کا اسمین اختلاف ہی کہ جس طواف سے حج کا فوت کرنے والا احرام سے باہر ہوتا ہی وہ حج کے احرام سے اُسپر واجب ہوتا ہی یا عمرہ کے احرام سے۔ امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا یہ قول ہی کہ حج کے احرام سے واجب ہوتا ہی اور امام ابویوسف رح کا یہ قول ہی کہ عمرہ کے احرام سے واجب ہوتا ہی اور حج کا احرام عمرہ کے احرام سے بدل جاتا ہی یہ بدایع مین لکھا ہی اور اس اختلاف کا فائدہ اُس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ اگر کسی شخص نے دوسرے حج کا احرام باندھا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک واجب ہی کہ وہ دوسرے حج کے احرام کو توڑ دے تاکہ دو حجون کا احرام جمع نہو اور امام ابویوسف رح کے نزدیک اُسے طرح

احرام کو باقی رکھے یہ محیط مین لکھا ہی - جس شخص کا حج فوت ہوجاوے اُسپر طواف الصدر واجب نہین یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی

چودھوان باب غیر کی طرف سے حج کرنے کے بیان مین - اصل اس باب مین یہ ہی کہ انسان کو جائز ہی کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کے واسطے کردے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا سوا اسکے کوئی اور عمل ہو جیسے حج اور قرآن کی قرأت اور ذکر اور انبیا علیہم السلام اور شہدا اور اولیا اور صالحین کے قبور کی زیارت اور مردون کو کفن دینا اور اسی طرح اور سارے نیک کامون کا یہی حکم ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اور عبادتین تین قسم کی ہوتی ہین ایک وہ کہ فقط مالی عبادت ہو جیسے کہ زکوۃ اور صدقۂ فطر اور دوسری یہ ہی کہ صرف بدنی ہو جیسے کہ نماز اور روزہ تیسری یہ کہ دونون سے مرکب ہو جیسے کہ حج اور پہلی صورت مین دونون حالتون مین نیابت جاری ہوتی ہی خواہ حالت اختیار ہو یا اضطرار ہو اور دوسری صورت مین نیابت جاری نہین ہوتی اور تیسری صورت مین عاجز ہونیکے وقت نیابت جاری ہوتی ہی یہ کافی مین لکھا ہی - اور حج مین نیابت جاری ہونیکی بہت سی شرطین ہین منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جس شخص کی طرف سے حج کیا جاوے وہ بذات خود ادا کرنے سے عاجز ہو اور اُسکے پاس مال ہو پس اگر خود ادا کرنے پر قادر ہو مثلاً تندرست صاحب مال ہو یا فقیر تندرست تو اُسکی طرف سے دوسرے کو حج کرنا جائز نہین ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ حج کرانے کے وقت سے مرنے تک وہ عجز باقی رہے یہ بدایع مین لکھا ہی - پس اگر کسی مریض نے اپنی طرف سے حج کرایا تو اگر وہ اسی مرض مین مرگیا تو جائز ہی اور اگر اچھا ہوگیا تو حج باطل ہوگیا اور اگر کسی قیدی نے اپنی طرف سے حج کرایا تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر کسی تندرست شخص نے اپنی طرف سے حج کرایا اسکے بعد وہ عاجز ہوگیا تو وہ حج اسکی طرف سے جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جس شخص کی طرف سے حج کیا جاوے اُسکا عاجز ہونا حج فرض مین شرط ہی حج نفل مین شرط نہین یہ کنز مین لکھا ہی پس حج نفل مین قادر ہونے کی صورت مین بھی نیابت جائز ہی اسلیے کہ نفل مین آسانی کی گئی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جسکی طرف سے حج کیا جاوے اُسنے حج کا حکم کیا ہو پس بغیر اُسکے حکم کے دوسرے کا حج اُسکی طرف سے جائز نہین لیکن وارث کا حج مورث کی طرف سے بغیر حکم کے بھی جائز ہی اور منجملہ اُنکے احرام کے وقت اُس شخص کے حج کی نیت کرنا جسکی طرف سے حج کرتا ہی اور افضل یہ ہی کہ یون کہے کہ لبیک عن فلان اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جسکو حج کا حکم کیا ہی وہ شخص حج کرانے والے کے مال سے حج کرے پس اگر حج کرنیوالا اپنے کو بطور احسان کے اُسکی طرف سے خرچ کرے تو اُسکی طرف سے جائز نہوگا جب تک اُسکے مال سے حج نہ کرے اور یہی حکم اس صورت مین ہی کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اُسکے مال سے حج کرایا جاوے پھر وہ شخص مرگیا اور اسکے وارثون نے اپنے مال سے اُسکی طرف سے حج کیا یہ بدایع مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے کسی شخص کو اسواسطے مال دیا کہ کسی میت کی طرف سے حج کرے اور اُس شخص نے اُس حج مین کچھ مال اپنی طرف سے بھی صرف کیا پس جو مال اُسکو دیا تھا اگر حج کے خرچ کے واسطے کافی تھا تو مخالفت نہوگی اور جسقدر اُسنے اپنے پاس سے خرچ کیا ہی اسمین استحسان یہ ہی کہ میت کے مال سے پھیر لے اور قیاس یہ ہی کہ نہ پھیرے اور اگر میت کا مال اسقدر نہ تھا کہ خرچ کو پورا ہوتا اور اُسنے اپنے مال مین سے خرچ کیا تو اس بات پر غور کرینگے کہ اگر اکثر خرچ میت کے مال سے ہوا ہی تو جائز ہی اور وہ حج میت کی طرف سے ادا ہوا ورنہ جائز نہین یہ حکم استحسانا ہی اور قیاس

یہ ہی کہ دونون صورتون مین جائز نہوا اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ سوار ہو کر حج کرے یہانتک کہ اگر کسی کو حج کا حکم
کیا اور اُسنے پیادہ پاچل کر حج کیا تو وہ اُس خرچ کا ضامن ہوگا اور اُسکی طرف سے سوار ہو کر حج کرے یہ بدائع مین
لکھا ہی اور صحیح مذہب یہ ہی کہ جو شخص غیر کی طرف سے حج کرتا ہی اُس شخص کا اصل حج غیر کی ہی طرف سے ادا
ہوتا ہی اور اُس حج کرنے والے کا فرض اس حج سے ادا نہین ہوتا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور افضل یہ ہی کہ جب
کوئی شخص یہ قصد کرے کہ کسی شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کے واسطے مقرر کرے تو ایسے شخص کو مقرر کرے
جو اپنی طرف سے حج کر چکا ہو اور باینہمہ اگر ایسے شخص کو مقرر کیا جسنے اپنی طرف سے حج فرض ادا نہین کیا ہی تو ہمارے
نزدیک جائز ہی اور حکم کرنے والے کے ذمہ سے حج ساقط ہوجاویگا یہ محیط مین لکھا ہی - اور کرمانی مین ہی کہ افضل یہ ہی
کہ ایسے شخص کو حج کرانے کے واسطے اپنی طرف سے مقرر کرے جو وہان کے راستہ اور افعال سے واقف ہو اور
آزاد اور عاقل اور بالغ ہو یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر کسی کی طرف عورت نے حج کیا یا غلام یا باندی نے
اپنے مالک کی اجازت سے حج کیا تو جائز ہی اور مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کسی شخص کو دو شخصون نے
اپنی اپنی طرف سے حج کے واسطے مقرر کیا اور اُسنے اُن دونون کی طرف سے ایک حج کا احرام باندھا پس یہ حج اُس
حج کرنے والے کے واسطے ہوگا اور اُن دونون مین سے کسی کی طرف سے نہوگا اور جو خرچ اُسنے لیا ہی اُسکا
ضامن ہوگا اور اسکے بعد وہ اُس حج کو اُن دونون مین سے کسی ایک کی طرف سے نہین کرسکتا اور برخلاف اسکے
اگر کسی نے اپنے مان باپ کی طرف سے حج کیا تو اُسکو اختیار ہی کہ انہین سے جسکی طرف سے چاہے اس حج کو مقرر
کردے اور اگر حج کرنے والے نے احرام مین دو شخصون مین سے کسی کو معین نہین کیا اور بلا تعیین کے حج ایک کی
طرف سے کیا پس اگر اسی طرح کی نیت سے اُسنے حج تمام کیا تو حج کرانے والون کے حکم کی مخالفت کی اور اگر تمام
ہونے سے پہلے ایک کو معین کیا تو امام ابو یوسف رح کا یہ قول ہی کہ اس صورت مین بھی وہ حج کرانے والے کے حکم
کا مخالف ہی اور حج اُسکی ذات کی طرف سے واقع ہوگا اور امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا یہ قول ہی کہ حج اُسکی طرف
سے واقع ہوگا جسکو معین کیا ہی اور برخلاف اسکے اگر احرام کی نیت کو مبہم کیا یعنے یہ نہ معین کیا کہ حج کا احرام باندھتا
ہی یا عمرہ کا تو پھر اُسکو اختیار ہی جسکو چاہے معین کردے یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو صاحب مجمع کی تصنیف ہی اور اگر کسی نے
احرام مین جسکی طرف سے حج کرتا ہی اُسکا کچھ ذکر ہی نہ کیا نہ معین ذکر کیا نہ مبہم تو کافی مین کہا ہی کہ اس مسئلہ مین مجتہدین سے
کوئی تصریح نہین ہی اور چاہیے کہ اس صورت مین بالاجماع اسکا معین کرنا صحیح ہو اسلیے کہ حج کرنے والے کے حکم کی مخالفت
نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص کسی کو اپنی طرف سے جدا جدا حج یا عمرہ کا حکم کرے اور وہ شخص دونون کو ملا کر
قران کرے تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب وہ شخص اُسکے حکم کا مخالف ہی خرچ کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسف رح
اور امام محمد رح کے قول کے بموجب بطور استحسان وہ قران حکم کرنے والے کی طرف سے ادا ہوجاویگا اور یہ خلاف اُس
صورت مین ہی کہ جب دو حکم کرنے والے کی طرف سے قران کرے اور اگر قران کے حج یا عمرہ مین سے کسی ایک مین
کسی اور شخص کی طرف سے یا اپنی طرف سے نیت کی تو بالاخلاف وہ مخالف ہی اور خرچ کا ضامن ہوگا اور اگر کسی شخص نے
کسی کو حج کا حکم کیا تھا اور اس نے اول عمرہ کیا پھر مکہ سے احرام باندھ کر حج کیا تو وہ سب کے قول کے بموجب مخالف
ہی یہ محیط مین لکھا ہی - خانیہ مین ہی کہ اس حج سے اُس حج کرنے والے کا حج فرض بھی ادا نہوگا یہ تاتارخانیہ مین

لکھا ہے - اور اگر کسی نے کسی کو عمرہ کا حکم کیا پھر اُسنے اول عمرہ کیا پھر اپنی طرف سے حج کیا تو وہ حکم کرنے والے
کا مخالف نہین ہے اور اگر اول حج کیا پھر عمرہ کیا تو وہ سب کے قول کے بموجب مخالف ہے یہ محیط مین لکھا ہے - اور اگر کسی
کو ایک شخص نے حج کا حکم اور دوسرے نے عمرہ کا حکم کیا اور ان دونون نے حج اور عمرہ کو جمع کرنے کا حکم نہین کیا
اور اس شخص نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تو ان دونون کا مال پھیریگا اور اگر اُن دونون نے جمع کرنے کا حکم کیا تھا
تو جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے جس شخص کو کسی نے حج کے واسطے مقرر کیا ہے وہ مکہ کو جانے اور آنے مین حکم
کرنے والے کے مال سے خرچ کرے یہ سراجیہ مین لکھا ہے - اور اگر کسی شخص کو حج کے واسطے اسطرح مقرر کیا کہ وہ
حج ادا کرکے مکہ مین مقیم ہو تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ حج کرکے لوٹے جس شخص کو حج کا حکم کیا تھا اگر وہ حج سے فارغ
ہو کر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے تو اپنے مال سے خرچ کرے اور اگر حکم کرنے والے کے مال مین سے
خرچ کریگا تو ضامن ہوگا[لہ] اور اگر بغیر نیت اقامت کے وہان چند روز تک مقیم رہا تو ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر
اُتنے دنون اقامت کی جتنے دنون وہان لوگون کو اقامت کی عادت ہے تو جسکی طرف سے حج کیا ہے اُسکے مال مین سے خرچ
کریگا اور اگر اس سے زیادہ اقامت کی تو اپنے مال مین سے خرچ کریگا اور یہ حکم پہلے زمانہ کا تھا اور ہمارے زمانہ مین ایک
ایک شخص کو بلکہ چھوٹی جماعت کو بھی بغیر قافلہ کے مکہ سے نکلنا ممکن نہین پس جبتک قافلہ کے نکلنے کا منتظر ہوگا تو خرچ اُسکا
حج کرانے والے کے مال سے ہوگا اور اسی طرح جسقدر بغداد مین مقیم ہوگا اُسکا خرچ بھی حج کرانے والے کے مال سے
ہوگا اور آنے جانے مین جو مدت گذریگی اسمین اعتماد قافلہ کے آنے جانے پر ہوگا اور اگر کسی نے پندرہ دن یا زیادہ
ٹھہرنے کی نیت کی اور خرچ اُسکا حکم کرنے والے کے مال سے ساقط ہوگیا پھر اُسکے بعد لوٹا تو اب پھر حکم
کرنے والے کے مال مین سے خرچ کریگا یا نہین تو قدوری نے مختصر الطحاوی کی شرح مین ذکر کیا ہے کہ امام محمد رح کے
قول کے بموجب پھر وہ حکم کرنے والے کے مال سے خرچ کریگا اور ظاہر روایت یہی ہے اور امام ابو یوسف رح کے
نزدیک اب پھر اسکو حکم کرنے والے کے مال مین سے خرچ کرنے کا اختیار نہین ہے یہ حکم اس صورت مین ہے کہ جب
مکہ مین گھر نہ بنا لیا ہو اور اگر مکہ مین گھر بنا لیا پھر لوٹا تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ اُسکا خرچ حکم کرنے والے کے مال مین
نہین یہ بدایع مین لکھا ہے - اور جس شخص کو حج کرنے کا حکم کیا ہے اگر وہ ایام حج سے پہلے چلا تو چاہیے کہ بغداد
یا کوفہ کے پہونچنے تک حکم کرنے والے کے مال مین سے خرچ کرے پھر حج کے زمانہ تک جسقدر ٹھہرے اسمین
اپنے مال سے خرچ کرے پھر جب وہان سے چلے تو میت کے مال مین سے خرچ کرے تاکہ راستہ مین میت
کے مال مین سے خرچ کرنا جو شرط ہے وہ ادا ہوجاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور اگر غیر کی طرف سے حج کرنیوالا
اپنے کامون مین ایسا مشغول ہوا کہ حج فوت ہوگیا تو مال کا ضامن ہوگا اور اگر اُسنے میت کی طرف سے سال
آیندہ مین اپنا مال خرچ کرکے حج کیا تو جائز ہے - اور اگر کسی آسمانی آفت سے حج فوت ہوگیا مثلاً اونٹ سے
گر گیا تو امام محمد رح کا یہ قول ہے کہ اس سے پہلے جو خرچ کر چکا ہے اُسکا ضامن نہوگا اور لوٹنے مین وہ خاص اپنے
مال مین سے صرف کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا ہے اگر وہ کسی دوسرے راستہ
کو جاوے اور اسمین خرچ زیادہ ہو تو اگر اس طرف سے بھی حج کرنیوالے جاتے ہین تو اسکو اختیار ہے یہ محیط سرخسی مین ہے

پندرھوان باب حج کی وصیت کے بیان مین جس شخص پر حج فرض ہو تو اگر وہ حج کے

لہ یعنی جو خرچ اُسنے ان ایام مین اُٹھایا وہ اسی کی ذات سے ہوا اگر حکم کرنے والے سے اجازت نہ حاصل کرلی ہو تو ضامن ہوگا ۱۲ +

ادا کرنے سے پہلے بغیر وصیت کے مرگیا تو بلا خلاف یہ حکم ہو کہ گنہگار ہوگا اور اگر وارث اُسکی طرف سے حج کرنا چاہے تو حج کرسکتا ہو اور امام ابوحنیفہ رح نے یہ ذکر کیا ہو کہ مجکو امید ہو کہ انشاء اللہ تعالی وہ حج اس میت کی طرف سے ادا ہوجاویگا اور اگر حج کی وصیت کرکے مرا تو حج اُسکے ذمہ سے ساقط نہوگا اور جب اُسکی طرف سے حج کیا جاویگا تو ہمارے نزدیک اگر دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی سب شرطین جمع ہونگی تو جائز ہو اور وہ شرطین یہین کہ حج کرنے والا اُسکی طرف سے حج کی نیت کرے اور وصیت کرنے والے کے مال مین سے کل یا اکثر خرچ کرے اور کوئی اور غیر شخص بطور احسان اپنی طرف سے مال نہ دیوے اور سوار ہوکر حج کو جاوے پیادہ نہ جاوے اور اُسکے تہائی مال مین سے صرف کرنے خواہ اُسنے وصیت مین تہائی کی قید لگائی ہو یعنی یون کہا ہو کہ میرے تہائی مال مین سے خرچ کرکے حج کرایا جاوے یا کوئی قید نہ لگائی ہو مثلا یہ وصیت کی ہو کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے یہ بدایع مین لکھا ہو اور اگر وصیت کرنے والے نے کوئی مقام نہین بیان کیا جہان سے حج کرایا جاوے تو ہمارے علماء کے نزدیک اُسکے وطن سے حج کرایا جاوے یہ حکم اُسوقت ہو جب اسکا تہائی مال وطن سے حج کرانے کو کافی ہو اور اگر اُسکا تہائی مال وطن سے حج کرانے کو کافی نہو تو اسقدر مال جہان سے حج کرانے کو کافی ہو وہان سے حج کرایا جاوے یہ محیط مین لکھا ہو اور اگر اسکا کوئی وطن نہو تو جہان وہ مرا ہو وہان سے حج کرایا جاوے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو اور اگر اُسکے کئی وطن ہون تو بلا اختلاف یہ حکم ہو کہ جو وطن اُسکا مکہ سے زیادہ قریب ہو وہان سے حج کرایا جاوے دور کے وطن سے حج نہ کرایا جاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اور اگر اُس نے وصیت مین بیان کردیا کہ فلان موضع سے حج کرایا جاوے اور وہ اُسکا وطن نہین تھا تو اُسکے تہائی مال مین سے وہین سے حج کرایا جاوے جہان سے اُسنے بیان کیا ہو خواہ وہ موضع مکہ سے قریب ہو یا بعید ہو حج کرنے والے کے پاس اگر میت کے مال مین سے حج کو جانے اور آنے کے صرف کے بعد کچھ بچ رہے تو وارثون کو پھیر دے اُسکو اسمین سے کچھ لینا جائز نہین ہو یہ بدایع مین لکھا ہو اور اگر میت کے تہائی مال مین سے اُسکے وطن سے حج ہوسکتا ہو اور وصی نے کسی اور جگہ سے حج کرایا جو اُسکا وطن نہین ہو تو اُس مال کا ضامن ہوگا اور وہ حج وصی کی طرف سے ہوگا اور میت کی طرف سے دوبارہ حج کراوے لیکن اگر وہ مقام جہان سے حج کرایا ہو میت کے وطن سے اسقدر قریب ہو کہ رات سے پہلے وہان جاکر واپس آسکین تو اس صورت مین وصی ضامن نہوگا اور اگر کسی مقام سے میت کی طرف سے حج کرایا اور وہان سے حج کرانے کے صرف کے بعد اُسکے تہائی مال مین سے کچھ بچ رہا اور یہ ظاہر ہوا کہ اسقدر مال مین اس سے زیادہ دور سے حج کرا سکتے تھے تو وصی مال کا ضامن ہوگا اور جہان سے اُتنے مال مین حج ہوسکتا ہو وہان سے حج کراوے لیکن اگر بہت تھوڑا بچا جو خوراک اور لباس کو کافی نہو تو وصیت کی مخالفت نہوگی اور جو مال فاضل ہو وہ وارثون کو پھیر دے یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ اگر کوئی شخص اپنے وطن سے نکلکر کسی ایسے شہر کو گیا جو مکہ سے زیادہ قریب تھا اور وہان مرگیا تو اگر وہ حج کے واسطے نہین گیا تھا کسی اور کام کو گیا تھا تو سب فقہا کے قول کے بموجب اسکی طرف سے حج اُسکے وطن سے کرایا جاوے گا اور اگر حج کے واسطے گیا تھا اور راستہ مین مرگیا اور اُسنے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو بھی امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب یہی حکم ہو اور

امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک جہان تک وہ پہونچ چکا ہی وہان سے حج کرایا جاوے یہ بدایع مین لکھا ہی - اور زاد مین ہی کہ صحیح امام ابو حنیفہ رح کا قول ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر کوئی حج کے واسطے نکلا اور راستہ مین کسی شہر مین ٹھہر گیا یہان تک کہ حج کا موسم گذر گیا اور دوسرا سال آگیا پھر وہ وہان مرگیا اور اُسنے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو سب فقہا کے قول کے بموجب اُسکے وطن سے حج کراوینگے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے اور جو شخص اُسکی طرف سے حج کیواسطے چلا وہ راستہ مین مرگیا تو اس میت کا جو باقی مال ہی اُسکی تہائی مین سے اُسکے گھر سے حج کرایا جاوے یہ قول امام ابو حنیفہ رح کا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اُسکا تہائی مال اُسکے گھر سے حج کرنے کو کافی ہو اور اگر کافی نہو تو استحسانًا یہ حکم ہی کہ جہانتک وہ پہونچ چکا ہی کسی وارث کو میت کی طرف سے حج کرایا جاوے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - کسی شخص نے اپنی طرف سے حج کی وصیت کی تھی اور وصی نے اُسکی طرف سے کسی شخص کو حج کے واسطے مقرر کیا اور جو خرچ اس حج کے لیے مقرر کیا تھا وہ اُسکے سفر کو نکلنے سے پہلے یا سفر کو نکلنے کے بعد راستہ مین یا اُسکو دینے سے پہلے وصی کے پاس سے تلف ہوگیا یا چوری گیا تو امام ابو حنیفہ رح کا یہ قول ہی کہ میت کے باقی مال کی تہائی سے حج کرایا جاوے یہ تمرتاشی اور تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے کئی حجون کی وصیت کی اور مال اُسکا صرف ایک حج کو کافی ہی دوسرے کو کافی نہین تو اُسکی طرف سے ایک حج کرایا جاویگا اور جو بچیگا وہ وارثون کو پھیر دینگے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اُسکے تہائی مال مین سے اسکی طرف سے حج کرایا جاوے اور اُسکے تہائی مال مین کئی حج ہوسکتے ہین پس اگر اُسنے یہ کہا ہی کہ احجوا عنی بثلث مالی حجۃ واحدۃ یعنی میرے تہائی مال مین سے ایک حج کرا دیجیو یا حجۃ کہا اور واحدۃ نہ کہا تو اسکی طرف سے ایک ہی حج کراوین اور اگر یون کہا کہ احجوا عنی بثلث مالی یعنی میرے تہائی مال مین حج کرائیو اور اس سے اور کچھ زیادہ نہ کہا تو جسقدر کہ اُسکا تہائی مال کافی ہوگا اسقدر حج کراوینگے اور وصی کو یہ اختیار ہی کہ اگر چاہے تو اُسکی طرف سے ایک سال مین کئی حج کرا دے اور اگر چاہے تو ہر سال مین ایک بار ایک شخص کو حج کے واسطے معین کرے اور پہلی صورت افضل ہی پس اگر وصی نے اُسکے تہائی مال مین سے کئی حج کرا لئے اور اُسکے تہائی مال مین سے تھوڑا باقی رہگیا جو اُسکے وطن سے حج کرانے کو کافی نہین ہی اور جو میقات سب سے زیادہ مکہ سے قریب ہی یا خاص مکہ سے یا اور اسی طرح کسی قریب جگہ سے حج کرانے کو کافی ہی تو وہین سے حج کرا دے اور باقی وارثون کو نہ پھیرے یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر اُسنے یہ وصیت کی کہ میرے تہائی مال مین سے ہر سال ایک حج کرایا جاوے تو اصل مین یہ مسئلہ مذکور نہین اور امام محمد رح سے یہ روایت ہی کہ یہ دوسری صورت کے مانند ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اگر میت نے وصی سے یہ کہا تھا کہ جو شخص میری طرف سے حج کرے اسکو مال دیجیو تو وصی کو یہ جائز نہین ہی کہ خود اُسکی طرف سے حج کرے اور اگر میت نے یہ وصیت کی تھی کہ میری طرف سے حج کیا جاوے اور اس سے زیادہ اور کچھ نہین کہا تھا تو وصی کو خود حج کرنے کا اختیار ہی پس اگر وصی خود میت کا وارث ہی یا اُسنے وارثون کو حج کرانے کے واسطے مال دیدیا ہی پس اگر سب وارثون نے اجازت دیدی اور وہ سب بالغ ہین تو جائز ہی اور اگر اُنھون نے اجازت نہ دی تو جائز نہین اگر اُسنے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مال مین سے حج کرایا جاوے اور وارث یا کسی اور شخص نے بطور تبرع اپنی طرف سے

حج کرایا تو جائز نہین اور اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی تھی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے پس اگر وارث نے اپنے مال سے اس غرض سے حج کرایا کہ میت کے مال سے اسکے عوض مین پھیر لیگا تو جائز ہی اور اسکو اختیار رہیگا کہ میت کے مال مین سے پھیر لیوے زکوٰۃ اور کفارہ کا بھی یہی حکم ہی اور اگر کسی اجنبی نے ایسا کیا تو جائز نہین اگر کسی نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے پس وارث نے اپنے مال سے حج کرایا اور یہ نیت نہ کی کہ میت کے مال مین سے پھیر لیگا تو میت کے واسطے حج فرض سے جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر میت نے یہ وصیت کی کہ اُسکی طرف سے حج کرنے والے کے پاس لوٹنے کے بعد جو کچھ مال میت کا بچ رہے وہ اُسی کا ہی تو یہ وصیت جائز ہی اور حج کرنے والے کو وہ فاضل مال وصیت کے سبب سے لینا حلال ہی یہی اصح ہی اگر میت نے یہ وصیت کی کہ سو درم مین اسکی طرف سے حج کرایا جاوے پس جہان سے سو درہم مین حج ہو سکتا ہی وہان سے حج کرایا جاوے اور اگر اُسکے مال کی تہائی مین سو درہم نہین نکلتے تو اسکے تہائی مال سے جہان سے حج ہو سکتا ہی وہان سے حج کرایا جاوے اور وصیت باطل نہوگی اور اگر میت نے وصیت مین سو درہم معین کر دیے کہ اُسنے حج کرایا جاوے اور انمین سے ایک درہم یا کچھ زیادہ تلف ہوگیا تو جو باقی ہی اُس سے حج کرایا جاوے اور وصیت باطل نہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر میت نے ہزار درہم کی ایک شخص کے واسطے اور ہزار درہم کی مساکین کے واسطے وصیت کی اور یہ وصیت کی کہ میری طرف سے ہزار درہم مین حج فرض کرایا جاوے اور اُسکا تہائی مال دو ہزار درم ہوتے ہین تو اُسکے تہائی مال کے تین حصہ کرکے اُن تینون پر تقسیم کرینگے اور اگر حج کے خرچ مین کچھ کمی ہوگی تو مساکین کے حصہ مین سے لینگے اور اگر کچھ بچ رہیگا تو وہ مساکین کو دینگے اور اگر کسی نے وصیت مین حج کرانے کے لیے ہزار درہم معین کر دیے جو حج مین مروج نہین ہین تو وصی کو اختیار رہیگا کہ اُنکے عوض مین وہ درہم بدل لے جو حج مین مروج ہون اور اگر چاہے تو اُنکی قیمت مین دینار دیدے اور اگر وصی نے کسی کو یہ حکم کیا کہ میت کی طرف سے اس سال مین حج کرے اور اسکو خرچ دیدیا اور اُسنے حج نہ کیا اور وہ سال گذر گیا اور سال آیندہ مین حج کیا تو جائز ہی اور نفقہ کا وہ ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ میت کی طرف سے حج کرنے والا اگر وقوف عرفہ کے بعد مر گیا تو میت کی طرف سے حج جائز ہوگیا اور اگر نہ مرا اور طواف زیارت سے پہلے لوٹ آیا تو اُس شخص کو عورت حرام ہی اُسکو چاہیے کہ بغیر احرام اپنے خرچ سے مکہ کو جاوے اور جو کچھ باقی رہ گیا ہی اسکو قضا کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر میت کی طرف سے حج کرنے والے نے وقوف سے پہلے جماع کرکے حج کو فاسد کر دیا تو جو کچھ اُسکے پاس مال باقی ہی اُسکو پھیر دے اور جو کچھ راستہ مین خرچ ہو چکا ہی اُسکا ضامن ہوگا اور وہ سال آیندہ مین اپنے مال سے حج اور عمرہ کرے اور اگر وقوف کے بعد مجامعت کی تو حج فاسد نہوگا اور خرچ کا ضامن نہوگا اور اُسکے اوپر اپنے مال مین سے قربانی واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ کسی نے یہ وصیت کی کہ فلان شخص میری طرف سے حج کرے اور وہ مر گیا تو امام محمد رح سے یہ روایت ہی کہ کوئی اور شخص اُسکی طرف سے حج کرے لیکن اگر یون وصیت کی تھی کہ فلان شخص کے سوا اور کوئی حج نہ کرے تو اور کوئی حج نہ کرے اگر وہ شخص جسکو حج کا حکم کیا تھا راستہ مین بیمار ہو گیا اور میت کی طرف سے حج کرنے کے واسطے کسی اور شخص کو معین کیا تو یہ جائز نہین لیکن اگر حکم کرنے والے نے اُسکو یہ اجازت دی تھی تو جائز ہی اور وصی کو چاہیے کہ جسکو میت کی طرف سے

حج کرنے کے واسطے مقرر کرے اسکو یہ اجازت دیدے کہ اگر بیمار ہوجاوے توکسی اور سے حج کرادے یہ
سراج الوہاج کی فصل الحج عن الغیر مین لکھا ہی - میت کی طرف سے حج کرنے والا اگر بیمار ہوگیا اور کل مال خرچ کردیا
تو وصی پر یہ واجب نہین ہی کہ اسکے لوٹنے کے واسطے اور مال نبھیجے اگر وصی نے حج کرنے والے سے یہ کہدیا تھا
کہ اگر مال تمام ہوجاوے تو میری طرف سے قرض لے لیجیو اُس قرض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہی تو یہ جائز ہی یہ محیط مین
لکھا ہی اور اگر میت کی طرف سے حج کرنے والے نے میقات سے یا اُسکے بعد سے احرام باندھا اور مال ضایع ہوگیا
پھر اپنے پاس سے خرچ کرکے حج کے ارکان ادا کیے اور لوٹ کر اپنے اہل وعیال مین آیا تو وصی سے وہ خرچ
نہ لیگا لیکن اگر قاضی حکم کریگا تو لیگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اور اگر حج کا مال مکہ مین یا اُسکے قریب
ضایع ہوگیا یا اسمین سے کچھ باقی نہ رہا اور حج کرنے والے نے اپنے مال مین سے صرف کیا تو میت کے مال مین
وہ دام لے لینے کا اسکو اختیار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا تھا اگر اُسنے کوئی خادم اپنی خدمت
کے لیے اجرت پر مقرر کیا تو اگر اُسکے مثل کے شخص اپنا کام خود کرلیتے ہین تو اُسکی اجرت اپنے مال مین سے دیگا اور
اگر اُسکے مثل کے لوگ اپنا کام خود نہین کرتے تو میت کے مال مین سے دیگا - اور جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا ہی
اسکو چاہیے کہ حمام مین داخل ہو اور وہان کے محافظون کو اجرت وغیرہ دے جسطرح حج کو جانے والے کرتے
ہین - وصی نے اگر کسی شخص کو درہم دیے کہ میت کی طرف سے حج کرے پھر اُسنے ارادہ کیا کہ وہ مال پھیر لے
تو جبتک اُسنے احرام نہین باندھا ہی وہ مال پھیر سکتا ہی پس جب اس سے وہ مال پھیر لیا اور اُس شخص نے
اپنے وطن کو لوٹنے کا خرچ مانگا تو اس بات پر غور کرینگے کہ اگر اس سے کوئی خیانت ظاہر ہوئی تھی اس وجہ
سے مال پھیرا تو وہ خاص اپنے مال مین سے خرچ کرے اور اگر اسکی رائے کے ضعیف ہونے یا احکام حج کے
ناواقف ہونے کی وجہ سے مال پھیرا تو خرچ میت کے مال سے ہوگا اور اگر نہ کوئی خیانت ظاہر ہوئی اور نہ اور کسی
قسم کا عیب تھا تو خرچ وصی کے مال مین سے ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر میت کی طرف سے حج کرنے والے نے
حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کیا تو خرچ کا ضامن ہوگا اور جبتک عمرہ مین مشغول ہی
اپنی طرف سے خرچ کریگا اور جب عمرہ سے فارغ ہوگا تو میت کے مال مین سے خرچ کریگا یہ غایۃ السروجی
شرح ہدایہ مین لکھا ہی

سولھوان باب ہدی کے بیان مین - اس باب مین کئی امور کا بیان ہی اول ہدی کی پہچان ہدی وہ چیز ہی کہ جو
حلال جانور حرم کو ہدیہ لیجاتے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور وہ ہدی اُسی وقت مین ہوتے ہین کہ جب بطور صراحت کے
اُنکو ہدی مقرر کرین یا بطور دلالت کے اور دلالت یا نیت سے ہوتی ہی یا مکہ کی طرف بدنہ کو ہانک کر لے چلنے سے
بطور استحسان ہوتی ہی اگرچہ نیت نہ کی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور ہدی تین قسم ہی اونٹ اور گاے و بیل
اور بھیڑ و بکری یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اور ہمارے نزدیک سب سے افضل اونٹ ہی پھر گاے و بیل پھر بھیڑ و بکری یہ
فتح القدیر مین لکھا ہی اور بدنہ خاص اونٹ اور گاے و بیل سے ہوتے ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - دوم - ہدی
مین کیا چیز جائز ہی اور کیا چیز جائز نہین - ہدی مین وہی چیزین جائز ہین جو قربانی مین جائز ہین اور بکری ہر چیز مین جائز ہی
مگر دو مقامون مین جائز نہین جس شخص نے زیارت کا طواف جنابت کی حالت مین کیا ہو اور جس نے وقوف کے بعد

حجامت کی ہو اُسکو بکری کی ہدی جائز نہین یہ ہدایہ مین ہی تیسری - ہدی مین کیا چیز سنت ہی اور کیا چیز مکروہ ہی
ہدی کے پٹہ ڈالنا سنت ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - نفل اور متعہ اور قران کی ہدی کے پٹہ ڈالین اور اسی طرح
جو ہدی نذر سے اپنے اوپر واجب کر لی ہو اُسکے پٹہ ڈالین احصار یا گناہون کی وجہ سے جو ہدی واجب ہوئی
اُسکے پٹہ نہ ڈالین اور اگر احصار یا گناہون کی ہدی کے پٹہ ڈالا تو جائز ہی اسمین کچھ مضائقہ نہین یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی بکری کے پٹہ ڈالنا ہمارے نزدیک سنت نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی چوتھی - ہدی کے ساتھ کیا کرنا جائز ہی
اور کیا کرنا جائز نہین - ہدی پر سواری نہ کرین لیکن بضرورت کی حالت مین جائز ہی اور اسپر بوجھ بھی نہ لادین
اسواسطے کہ ہدی کی تعظیم واجب ہی اور بوجھ لادنے اور سواری کرنے مین اُسکی ذلت ہی اور یہ امر تعظیم کے
خلاف ہی اسلیے حرام ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - اگر ہدی پر سواری کی یا اُسپر بوجھ لادا اور اس وجہ سے اُسمین
کچھ نقصان ہوگیا تو جسقدر کمی ہوگئی ہی وہ اُسکے ذمہ واجب ہی اور اس کمی کے عوض کو فقیرون پر تصدق
کردے اغنیا کو نہ دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اُسکا دودھ نہ دوہے اور اُسکے تھنون پر سرد پانی چھڑک دے
تاکہ دودھ اُترنا موقوف ہوجاوے یہ حکم اُسوقت ہی کہ ذبح کا مقام قریب ہو اور اگر ذبح کا مقام دور ہو اور
دودھ نہ دوہنا نقصان کرتا ہو تو اُسکا دودھ دوہے اور اُسکو صدقہ کردے اور اگر اُسکو اپنی حاجت مین صرف
کیا تو ویسا ہی دودھ یا اُسکی قیمت تصدق کرے یہ کافی مین لکھا ہی اور اسی طرح اگر اُسکو غنی کو دیدیا تو بھی یہی حکم ہی
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اور اگر ہدی کے بچہ پیدا ہوا تو اُسکو بھی تصدق کرے یا اُسکے ساتھ ذبح کرے
اور اگر اُسکو بیچ ڈالا تو اُسکی قیمت تصدق کرے یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر بچہ کو ہلاک کردیا تو اُسکی قیمت دینا
پڑیگی اور اگر اُسکے عوض مین کوئی اور ہدی مول لے لی تو بہتر ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی - اگر کوئی شخص ہدے
ہانک کرلے چلا اور وہ ہلاک ہوگئی پس اگر وہ نفل تھی تو اُسکے اوپر اور واجب نہین اور اگر واجب تھی تو اور اُسکی
جگہ قائم کرے اور اگر اسمین بہت عیب آگیا تو بھی اور ہدی قائم کرے اور اس عیب والی کو جو چاہے کرے
یہ کافی مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب وہ مالدار ہو اور اگر تنگدست ہی تو وہی عیب والی جائز ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی اگر بدنہ راستہ مین ہلاک ہوگیا پس اگر نفل تھا تو اُسکو ذبح کرے اور اُسکے نعل کو خون مین رنگکر
اُسکے کوہان کے ایک جانب بٹھاوین اور خود اسمین سے کچھ نہ کھاوے اور نہ کوئی غنی شخص کھاوے بلکہ
تصدق کردے اور یہی افضل ہی اس بات سے کہ اُسکا گوشت درندون کے لیے چھوڑ دے اور اگر وہ بدنہ واجب
تھا تو اور اُسکی جگہ قائم کرے اور اُسکو جو چاہے کرے یہ کافی مین لکھا ہی جب نفل کی ہدی حرم مین پہونچ جاوے
اور وہان قربانی کے دن سے پہلے معطوب ہوجاوے تو اگر اسمین کوئی نقصان آگیا ہو جسکی وجہ سے واجب ادا نہین
ہوسکتا تو اُسکو ذبح کرے اور اُسکا گوشت تصدق کرے اور اسمین سے خود نہ کھاوے اور اگر نقصان تھوڑا تھا اور
واجب کے ادا ہونے کا مانع نہین تو اُسکو ذبح کرے اور اُسکے گوشت کو تصدق کرے اور خود بھی کھاوے متع
کی ہدی کا حکم اُسکے خلاف ہی اسلیے کہ وہ اگر حرم مین قربانی کے دن سے پہلے معطوب ہوجاوے اور اُسکو
ذبح کرے تو کافی نہوگی اور اگر کسی کی ہدی چوری گئی اور اُسنے اُسی جگہ دوسری ہدی خریدی اور اُسکے
پٹہ ڈالا اور حرم کی طرف کو متوجہ کیا پھر پہلی ہدی مل گئی تو اگر ان دونون کو ذبح کرے تو افضل ہی اور اگر اول

کو ذبح کیا اور دوسری کو بیچ ڈالا تو جائز ہی اور اگر دوسری کو ذبح کیا اور پہلی کو بیچ ڈالا تو اگر دوسری کی قیمت اول کے
برابر ہی یا کچھ زیادہ ہی تو کچھ اُسپر واجب نہین اور اگر کم ہی تو جسقدر کمی ہی اُسکو بھی صدقہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی
نفل ہدی کو قربانی کے دن سے پہلے ذبح کرنا صحیح قول کے بموجب جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور قربانی کے
دن مین اسکو ذبح کرنا افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور تمتع اور قران کی ہدی کو قربانی کے دن کے سوا اور کسی روز ذبح
کرنا جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر اس سے پہلے ذبح کرے تو بالاجماع جائز نہین اور اگر اسکے بعد ذبح کرے
تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک تارک واجب ہوگا پس قربانی اُسپر لازم ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی باقی اور
قسمون کی ہدی جسوقت چاہے ذبح کرے اور ہدی کا ذبح کرنا حرم کے سوا اور کہین جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی
حرم اور غیر حرم کے مسکینون پر اسکو تصدق کرنا جائز ہی لیکن حرم کے مسکینون پر تصدق کرنا افضل ہی لیکن غیر حرم
کے مسکین اگر زیادہ محتاج ہون تو اُنکو دینا افضل ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی جس ہدی کا کھانا مالک کو جائز ہی اسکو
ذبح کے بعد تصدق کر دینا واجب نہین بلکہ تہائی کا تصدق کرنا مستحب ہی اور جسکا کھانا جائز نہین ہی اُسکا تصدق
کر دینا واجب ہی اور اگر ذبح کے بعد تلف ہو جاوے تو ہر طرح کی ہدی مین عوض اسکے اوپر واجب نہین ہی اور اگر ذبح
کے بعد وہ خود اسکو تلف کر دے تو اگر وہ اس قسم سے تھی جسکا تصدق کرنا واجب ہی تو اُسکی قیمت اُسکے ذمہ
واجب ہوگی اُسکو تصدق کرے اور اگر اُس قسم سے ہی جسکا تصدق کرنا واجب نہین تو اُسکے عوض مین کچھ واجب
نہوگا - ہدی کے گوشت کی بیع جائز ہی خواہ وہ اس قسم سے ہو جسکا گوشت کھانا اُسکو جائز ہی خواہ اُس قسم سے ہو
جسکا گوشت کھانا اُسکو جائز نہین بلکہ اُسکا گوشت صدقہ کر دینا واجب ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی ہدی کرنیوالے
کو مستحب ہی کہ نفل کی ہدی اگر حرم مین پہونچ گئی ہو تو اُسکا گوشت کھاوے اور تمتع اور قران کی ہدی کا یہی حکم ہی تبیین
مین لکھا ہی اور غنی کو بھی اُسکا گوشت کھلانا جائز ہی باقی جو اور قسم کی ہدی ہو اُسکا گوشت کھانا جائز نہین جیسے کفارہ
اور نذر اور احصار کی ہدی اور نفل کی وہ ہدی جو اپنے محل مین نہ پہونچی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی ہدی کو عرفات
مین لیجانا واجب نہین ہی اور اگر متعہ اور قران کی ہدی کو عرفات مین لے جاوے تو بہتر ہی اونٹ مین نحر افضل
ہی اور گاے و بیل اور بھیڑ و بکری مین ذبح افضل ہی - اونٹ کو کھڑا کرکے نحر کرین اور اگر لٹا کر نحر کرین تو جائز ہی
اور پہلی صورت افضل ہی اور گاے و بیل اور بھیڑ و بکری کو لٹا کر ذبح کرے کھڑا کرکے ذبح نہ کرے اور جمہور کے نزدیک
مستحب یہ ہی کہ ذبح کے وقت اُسکو قبلہ کی طرف متوجہ کرین اور اولے یہ ہی کہ ہدی کرنے والا اگر خود اچھی طرح
ذبح کر سکتا ہو تو خود ذبح کرے یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اُسکی جھول اور مہار تصدق کر دین اور گوشت بنانے والے
کی اجرت اُسمین سے نہ دین یہ کنز مین لکھا ہی - اگر اجرت کے علاوہ گوشت بنانے والے کو اُسمین سے کچھ بطور تصدق
کے دے تو اکثر کے نزدیک جائز ہی اور اگر گوشت بنانے کی اجرت مین کچھ دیگا تو اُسکا ضامن ہوگا یہ غایۃ السروجی شرح
ہدایہ مین لکھا ہی پانچوین ہدی کی نذر کا بیان اگر کسی نے یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ ہدی واجب ہی تو اگر
اُسنے ہدی کی تینون قسمون مین سے کسی کو معین کیا ہی تو وہی واجب ہوگی اور اگر کسی کو معین نہین کیا تو ہمارے
نزدیک بکری واجب ہوگی اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ بدنہ واجب ہی تو اگر اُسکی دونون قسمون
مین سے کسی کو معین کیا ہی تو وہی واجب ہوگا اور اگر کسی کو معین نہین کیا تو دونون قسمون مین سے جسکو چاہے

اختیار کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر بدنہ کو نذر سے واجب کیا تو اسکو جہان چاہے ذبح کرے لیکن اگر مکہ مین ذبح کرنے کی نیت کی تو مکہ کے سوا اور کہین ذبح کرنا جائز نہین یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہی اور امام ابو یوسف رح نے یہ کہا ہی کہ میری رائے یہ ہی کہ بدنہ مکہ ہی مین ذبح کرے اگر جزور کو نذر مین واجب کیا ہی تو اونٹون کو ذبح کرنا واجب ہوگا یہ بدایع مین لکھا ہی اگر ہدی کی نذر کی تو بالاتفاق اُسکا ذبح کرنا حرم سے مختص ہی اور اگر جزور کی نذر کی تو بالاتفاق غیر حرم مین جائز ہی یہ شرح مجمع البحرین مین لکھا ہی جو ابن ملک کی تصنیف ہی اور اگر کسی نے یون کہا کہ اللہ کیواسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ مین بکری کی ہدی کرون اور اونٹ کی ہدی کی تو جائز ہی جو ہدی نذر مین معین کی تھی اگر اُسکے مثل یا اُس سے افضل ہدی دی یا اُسکی قیمت تصدق کر دی تو جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی

سترھوان باب حج کی نذر کے بیان مین حج جیسے کہ ابتدائً اللہ تعالی کے واجب کرنے سے اُس شخص پر واجب ہوتا ہی جسمین وجوب حج کی شرطین جمع ہون اور وہ حجۃ الاسلام ہی اسی طرح کبھی اللہ تعالی کے واجب کرنے سے اُس شخص پر واجب ہوتا ہی جسمین سبب وجوب کا اُس بندہ کی طرف سے پایا جاتا ہی اور وہ یہ ہی کہ یون کہے کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ حج واجب ہی یا یون کہے کہ میرے ذمہ حج واجب ہی خواہ حج مین کوئی شرط لگا وے یا نہ لگا وے مثلاً یون کہے کہ اگر مین ایسا کرونگا تو اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ حج واجب ہی پس جب وہ شرط پائی جاوے تو اس نذر کا پورا کرنا لازم ہوگا ظاہر روایت مین امام ابوحنیفہ رح سے یہ مروی ہی کہ کفارہ اُسکے عوض مین کافی نہین ہوسکتا یہ بدایع مین لکھا ہی۔ اگر حج کو کسی شرط پر معلق کیا پھر ایک دوسری شرط پر معلق کیا اور دونون شرطین پائی گئین تو ایک حج کافی ہی یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ اگر دوسری قسم مین اُسنے یون کہا کہ میرے ذمہ یہی حج ہی یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے نذر کی یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ احرام ہی یا یون کہا کہ میرے ذمہ احرام حج کا ہی تو اُسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا اور اُسکو اختیار ہی جسکو چاہے معین کرے اور اسی طرح اگر کوئی ایسا لفظ کہا کہ جو احرام کے لازم ہونے پر دلالت کرتا ہی مثلاً یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا کعبہ تک یا مکہ تک پیادہ چلنا واجب ہی تو جائز ہی اور اُسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا یہ بدایع مین لکھا ہی اور یہی استحسان ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پس اگر حج یا عمرہ کو معین کیا تو پیادہ پا چل کر حج یا عمرہ کرنا واجب ہی اب اسمین بحث ہی کہ جب وہ پیادہ پا چل کر حج یا عمرہ کرے تو کہان سے پیادہ پا چلے اور کب پیادہ پا چلنا چھوڑے حج مین طواف زیارت کے بعد اور عمرہ مین طواف اور سعی کے بعد پیادہ پا چلنا چھوڑے اور پیادہ پا چلنے کی ابتدا مین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون کا یہ قول ہی کہ جہان سے احرام باندھے وہان سے پیادہ پا چلے اور بعضون کا یہ قول ہی کہ جب اپنے گھر سے نکلے تو وہین سے پیادہ پا چلے یہ محیط مین لکھا ہی یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اگر کل راستہ یا اکثر راستہ سوار ہو کر چلے تو قربانی دے اور اگر تھوڑا راستہ سوار ہو کر چلے تو اُسکے حساب کے بموجب اسی قدر حصہ قربانی کا واجب ہوگا اصل مین ہی کہ اُسکو اختیار ہی خواہ پیادہ چلے خواہ سوار ہو کر چلے فقہا نے کہا ہی کہ صحیح پہلا قول ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کسی نے یون کہا کہ میرے ذمہ حرم تک یا مسجد الحرام تک پیادہ پا چلنا واجب ہی تو صحیح نہین ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب اُسپر کچھ واجب نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک صحیح ہی اور اُسپر حج یا عمرہ لازم ہوگا اور اگر یون کہا کہ میرے ذمہ صفا و مروہ تک پیادہ پا چلنا واجب ہی تو سب کے

قول کے بموجب صحیح نہین اور اگر یون کہا کہ میرے اوپر بیت اللہ تک جانا یا بیت اللہ کی طرف نکلنا یا بیت اللہ کو سفر کرنا یا بیت اللہ مین آنا واجب ہی تو سب کے قول کے بموجب صحیح نہین اور اگر یون کہا کہ یہ بکری بیت اللہ یا کعبہ یا مکہ یا حرم یا مسجد الحرام یا صفا و مروہ تک ہدی ہی تو وہی حکم ہوگا جو اس کے کہنے کی صورت مین مذکور ہوا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ وغیرہ تک پیادہ پا چلنا واجب ہی اور جو اتفاق و اختلاف وہان تھا یہان بھی جاری ہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے اوپر حج فرض دو بار واجب ہی تو کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ اس سال مین دو حج واجب ہین تو اُسپر دو حج واجب ہونگے یا یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ اس سال مین دس حج واجب ہین تو اُسپر دس حج دس سال مین واجب ہونگے اور اگر کسی نے اپنے اوپر سو حج واجب کیے تو اسی طرح لازم ہونگے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ آدھا حج ہی تو امام محمد رح کا یہ قول ہی کہ اُسپر پورا حج لازم ہوگا اور اگر کسی نے حج کی ایک مین یہ شرط لگائی کہ مین ایسا حج کرونگا کہ نہ طواف زیارت کرونگا نہ وقوف عرفات کرونگا تو اُسپر پورا حج لازم ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کسی نے یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ تیس حج واجب ہین اور ایک سال مین تیس آدمیون سے حج کرایا پس اگر وہ حج کا وقت آنے سے پہلے مرگیا تو کل جائز ہوے اور اگر حج کے وقت مین وہ زندہ ہی اور حج پر قادر ہی تو انمین سے ایک باطل ہوگیا اور اسی طرح جب ایک سال آویگا ایک حج باطل ہوجاویگا یہ محیط مین لکھا ہی - اگر مریض نے یہ کہا کہ اگر اللہ تعالی مجھے اس مرض سے اچھا کرے تو میرے ذمہ حج واجب ہی پس اچھا ہوگیا تو اُسکے ذمہ حج لازم ہی اگرچہ اُسنے یہ نہ کہا کہ اللہ تعالے کے واسطے کیونکہ حج تو اللہ تعالے ہی کے واسطے ہوتا ہی اور اگر یون کہا کہ اگر مین اچھا ہوجاؤن تو میرے ذمہ حج ہی پس اچھا ہوا اور حج کیا تو اسی حج مین فرض ادا ہوگا اور حج فرض کے سوا اور کچھ نیت کی تو نیت اُسکی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی **متفرق مسئلے** اہل عرفہ نے کسی روز وقوف کیا اور ایک قوم نے یہ گواہی دی کہ انھون نے وقوف کے دن سے پہلے وقوف کیا ہی یعنے آٹھوین تاریخ وقوف کیا ہی تو انکا قول قبول ہوگا اور وقوف کا اعادہ واجب ہوگا اور اگر قوم نے یہ گواہی دی کہ انھون نے روز وقوف کے بعد وقوف کیا ہی یعنے دسوین تاریخ وقوف کیا ہی تو قبول نہ کیا جاویگا اور استحسان یہ ہی کہ وہ حج جائز ہوگا اور اگر آٹھوین تاریخ یہ گواہی دی کہ آج عرفہ کا دن ہی پس اگر امام یہ کرسکتا ہی کہ سب لوگون کے ساتھ یا اکثر کے ساتھ دن مین وقوف کرے تو انکی شہادت قیاسًا اور استحسانًا قبول ہوگی اور اگر آخر دن سے لیکر وقوف نہ کرینگے تو انکا حج فوت ہوجاویگا اور اگر امام لوگون کے ساتھ رات مین وقوف کرسکتا ہی دن مین نہین کرسکتا تو بھی استحسانًا یہی حکم ہی پس اگر وقوف نہ کیا تو حج فوت ہوجاویگا اور اگر اکثر لوگون کے ساتھ رات مین بھی وقوف نہین کرسکتا ہی تو انکی شہادت مقبول نہوگی اور استحسان یہ ہی کہ دوسرے دن وقوف کرنے کا حکم دے اور گواہون کا بھی وہی حال ہوگا جو اور لوگون کا ہی پس اگر اپنی راے سے وقوف کرینگے اور لوگون کے ساتھ وقوف نہ کرینگے تو انکا حج فوت ہوجاوے گا یہ تبیین مین لکھا ہی - اور اس صورت مین اُنپر واجب ہوگا کہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہون اور سال آئندہ مین حج کرین گواہون نے اگر ایسے وقت مین شہادت دی کہ وقوف عرفہ دن مین ممکن ہی تو دو عادل گواہون کی

گواہی مقبول ہوگی اور اگر ایسے وقت مین گواہی دی کہ وقوف عرفہ دن مین ممکن نہین رات مین کرنا پڑیگا تو اسمین
دو عادل گواہ بھی کافی نہین اسلیے کہ اُنکی گواہی کی وجہ سے وقوف دن کے عوض رات مین بدلتا ہی
پس اسمین وہی امر قبول کیا جاویگا جو خوب ثابت ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور حاصل یہ ہی کہ جو ایسا موقع ہو کہ اگر گواہی قبول
کرین تو سب کا حج فوت ہوتا ہی تو وہان امام گواہی قبول نہ کرے اگرچہ گواہ بہت سے ہون اور جو ایسا موقع
ہو کہ شہادت کے قبول کرنے سے بعض کا حج فوت ہوتا ہی بعض کا فوت نہین ہوتا تو شہادت قبول
کیجاویگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اگر عورت نے حج فرض کے سوا کسی اور حج کا احرام باندھا اور اُسکے
ساتھ محرم تھا پس اگر اُسکا شوہر نہین ہی تو اس حج کو ادا کرے یہ شرح طحاوی کے باب الفدیہ مین لکھا ہی
اگر اُسکا شوہر ہی اور شوہر نے اُسکو حج کی اجازت دی اور عورت نے حج کا احرام حج کے مہینون سے پہلے باندھا
تو شوہر کو احرام سے حلال کرا لینے کا اختیار ہی کہ اسکو احرام سے باہر کرا دے اور اگر حج کے مہینون مین احرام باندھا
تو اسکو اختیار نہین اور اگر اُسکا شہر اتنی دور ہی کہ وہان سے لوگ حج کے مہینون سے پہلے نکلتے ہین اور اُنکے نکلنے
کے وقت اس عورت نے احرام باندھا تو شوہر اس عورت کو احرام سے باہر نہین کرا سکتا اور اگر اس سے
پہلے عورت نے احرام باندھا ہی تو باہر کرا سکتا ہی لیکن اگر اُسنے احرام بہت تھوڑے دن پہلے باندھا تھا تو باہر
نہین کرا سکتا یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر بغیر اجازت شوہر کے عورت نے احرام باندھا تو شوہر کو اختیار ہی کہ اسکو
منع کرے اور بغیر ہدی کے اسکو احرام سے باہر کرا دے اور احرام سے باہر ہونا صرف اسی سے ثابت نہین
ہوجاتا کہ شوہر یون کہدے کہ مین نے تجکو احرام سے باہر کر دیا بلکہ کم سے کم کوئی فعل جو احرام مین منع ہی وہ اُسکے
ساتھ کرے مثلاً اُسکے ناخن ترشے یا بال کترے یا خوشبو لگا دے یا بوسہ لے یا معانقہ کرے پس ایسے
فعل سے وہ احرام سے باہر ہو جاویگی اور احصار کی ہدی اور سال آیندہ مین حج اور عمرہ کی قضا اُسپر لازم ہوگی
پس اگر اسکے بعد اسی سال مین شوہر نے اسکو احرام کی اجازت دیدی اور اُسنے احرام باندھا اور قضا کی نیت
کی یا نکی تو وہ حج قضا نہوگا اور اس حج کا مواخذہ جاتا رہیگا اور عمرہ اسپر واجب نہوگا اور پہلے احرام کے
توڑنے کی وجہ سے اُسپر قربانی لازم ہوگی اور اگر سال بدل گیا تو بغیر نیت کے وہ حج ساقط نہوگا اُسپر حج اور عمرہ
اور قربانی لازم ہوگی یہ شرح طحاوی کے باب الفدیہ مین لکھا ہی اور اگر عورت نے حج نفل کا احرام باندھا اُسکے
بعد نکاح کر لیا تو ہمارے نزدیک شوہر کو اختیار ہی کہ اُسکو احرام سے باہر کرا دے اور اگر حج فرض کا احرام
باندھا تو شوہر کو احرام سے باہر کرنے کا اختیار نہین ہی یہ حکم اس صورت مین ہی کہ اسکے ساتھ محرم ہو اور اگر اسکے
ساتھ محرم نہو تو اُسکو منع کرنے کا اختیار ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کسی نے اپنی زوجہ یا باندی سے بحالت احرام
مین بھی مجامعت کی اور اسکو احرام کا حال معلوم نہین تھا تو وہ حلال کرانے والا نہوگا مگر اُنکا حج فاسد ہوگیا اور
اگر اسکو معلوم تھا تو اُسنے احرام سے باہر کرایا اور اگر شوہر نے عورت کو احرام سے باہر کرایا پھر سال گذر جانے
کے بعد اجازت دی تو عورت پر حج اور عمرہ واجب ہی اور اگر مرد نے اسکو احرام سے باہر کرایا اور پھر اُسنے
احرام باندھ لیا پھر شوہر نے احرام سے باہر کرا دیا اور اُسنے احرام باندھ لیا اور اسی طرح کئی بار ہوا پھر اُس نے
اسی سال مین حج کیا تو سب مرتبہ احرام سے باہر ہونے کے بدلے وہ ایک حج کافی ہی اور اگر سال آیندہ مین حج

کیا تو ہر مرتبہ احرام سے باہر ہونے کے بدلے ایک عمرہ واجب ہوگا یہ فتح القدیر میں لکھا ہی غلام اور باندی
اگر بغیر اجازت مالک کے احرام باندھین تو مالک کو اختیار ہی کہ انکو منع کرے اور بغیر ہدی کے انکو احرام سے باہر
کرا دے اور انمین سے ہر ایک پر احصار کی ہدی اور حج اور عمرہ کی قضا آزاد ہونے کے بعد واجب ہوگی اور اگر
غلام اور باندی مالک کی اجازت دینے کے بعد محصر ہوگئے تو مالک کو چاہیے کہ اُنکی طرف سے ہدی بھیجے تاکہ وہ حرم
مین ذبح کیجاوے اور وہ احرام سے باہر ہون یہ شرح طحاوی کے باب الفدیہ مین لکھا ہی اور اگر غلام یا باندی کو
احرام کی اجازت دے چکا ہو تو پھر بھی مالک کو اختیار ہی کہ انکو احرام سے باہر کرا دے مگر مکروہ ہی اور جب مالک
اپنے غلام کو احرام سے باہر کرنے کا ارادہ کرے تو اسکے ساتھ کم سے کم کوئی ایسا فعل کرے جو احرام مین منع ہی مثلاً
ناخن ترشے یا بال کترے یا خوشبو لگا دے یا اور کوئی ایسا فعل کرے صرف منع کرنے یا یہ کہہ دینے سے کہ مین نے
تجکو احرام سے باہر کردیا وہ احرام سے باہر نہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر غلام یا باندی مالک کے
حکم سے احرام باندھے پھر مالک انکو بیچے تو بیع جائز ہی اور ہمارے نزدیک مشتری کو یہ اختیار ہی کہ انکو حج سے منع
کرے اور احرام سے باہر کرا دے یہ شرح طحاوی کے باب الفدیہ مین لکھا ہی - اسبیجابی نے ذکر کیا ہی کہ حج کرنے پر اور
عبادتون و معصیتون پر اجارہ لینا جائز نہین اور اگر حج کے لیے اجرت پر مقرر کیا اور حج کرانے والے نے اجرت دیدی
اور اُس نے میت کی طرف سے حج کیا تو میت کی طرف سے جائز ہوگا - اور اُسکو اجرت اسی قدر جائز ہوگی
جو راستہ کے جانے آنے مین اسکے کھانے اور پینے اور کپڑے اور سواری اور دیگر ضروری اخراجات
مین اوسط طور پر بغیر اسراف اور کمی کے صرف ہوا اور جو کچھ اُسکے پاس بچے وہ لوٹنے کے بعد وارثون کو
پھیر دے اور جو فاضل بچے اسکو خود لے لینا جائز نہین ہی لیکن اگر وارث بطور احسان کے حج کرنے والے
کے ملک مین چھوڑ دین تو وارثون کے مالک کر دینے سے اُسکو جائز ہو جاویگا یہ شرح طحاوی کے بعد
کتاب حج مین لکھا ہی جس شخص کو میت کی طرف سے حج کرنے کا حکم کیا گیا ہو اگر وہ راستہ مین سے
لوٹ آوے اور یون کہے کہ حج سے کوئی مانع پیش آگیا اور میت کا مال لوٹنے مین خرچ ہوگیا تو اُسکے
قول کی تصدیق نکرینگے اور وہ تمام خرچ کا ضامن ہوگا لیکن اگر کوئی امر ظاہر اسکے قول کی تصدیق کرتا
ہو تو اُسکی تصدیق کرینگے جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا تھا اگر اُسنے کہا کہ مین نے میت کی طرف سے حج کیا اور
وارثون نے یا وصی نے انکار کیا تو اُسکا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جاویگا لیکن اگر اُس شخص پر جسکو حکم کیا گیا تھا
میت کا کچھ قرض تھا اور میت نے یون کہا تھا کہ میری طرف سے اس مال مین حج کیجیو پس اُسنے اسکی موت کے
بعد حج کیا تو اُس پر واجب ہی کہ اپنے حج کرنے کے گواہ پیش کرے یہ محیط مین لکھا ہی - حرم کے پتھرون اور مٹی کو حرم
سے باہر لیجانے مین ہمارے نزدیک کچھ مضائقہ نہین اور اسی طرح خارج حرم کی مٹی حرم مین لیجانے مین کچھ مضائقہ
نہین - فقہا کا اجماع ہی کہ زمزم کا پانی حرم سے باہر لیجانا مباح ہی - کعبہ کے پردون سے کچھ نہ لے اور جو اُن مین
گر جاوے وہ فقیرون پر صرف کر دے پھر اگر اُنسے خرید لے تو مضائقہ نہین یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی
حرم کے درخت اراک اور دوسرے درختون کی مسواک بنانا جائز نہین اور کعبہ کی خوشبو تبرک کے لیے یا اور کسی غرض
سے لینا جائز نہین اور اگر کوئی اُسمین سے کچھ لے تو اُسکو اُسکا پھیر دینا واجب ہی اور اگر کوئی تبرک کا ارادہ کرے تو اپنے

پاس سے خوشبو لا کر کعبہ کو لگا وے پھر اسکو لے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی

خاتمہ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بیان مین۔ ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ زیارت قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی افضل مندوبات سے ہی اور مناسک فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ جس شخص کو استطاعت ہو اُسکے لیے قریب بواجب ہی اور حج اگر فرض ہی تو احسن یہ ہی کہ اول حج کرے پھر زیارت کو جاوے اور اگر نفل ہی تو اسکو اختیار ہی پس جب زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت کرے تو چاہیے کہ اُسکے ساتھ زیارت مسجد نبوی کی بھی نیت کرے اسلیے کہ وہ ایک ان تین مسجدون مین کی ہی کہ جنکے سوا اور کہین کو سفر نہین کیا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ لاتشد الرحال الالثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ہذا والمسجد الاقصی یعنے سفر کا سامان نہ باندھا جاوے مگر تین مسجدون کے لیے مسجد الحرام اور یہ میری مسجد اور مسجد اقصی جب زیارت کے واسطے متوجہ ہو تو جب تک راستہ مین رہے درود اور سلام بہت پڑھے یہ فتح القدیر مین ہی اور مکہ اور مدینہ کے راستہ مین جو مسجدین ہین ان مین نماز پڑھے اور وہ بیس مسجدین ہین کرمانی نے اپنی مناسک مین ذکر کیا ہی۔ جب مدینہ کے درخت نظر آنے لگین تو درود اور سلام مین اور زیادتی کرے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور جب مدینہ کی دیوارون کو دیکھے تو درود پڑھے اور یہ دعا پڑھے اللہم ہذا حرم نبیک فاجعلہ وقایۃ لے من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اور اگر ہو سکے تو مدینہ مین داخل ہونے سے پہلے بھی غسل کرے اور بعد کو بھی غسل کرے اور خوشبو لگاوے اور اچھے کپڑے پہنے اور عاجزی کرتا ہوا تسلی اور وقار کے ساتھ داخل ہو یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور یہ جو بعض آدمیون کا دستور ہی کہ مدینہ کے قریب اُترتے ہین اور وہان سے پیادہ پا چل کر مدینہ مین داخل ہوتے ہین یہ بہتر ہی اور جس چیز مین ادب اور تعظیم زیادہ ہو وہ بہتر ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جب مدینہ مین داخل ہو تو یہ پڑھے اللہم رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الریاح وما ذرین اسالک خیر ہذہ البلدۃ وخیر اہلہا وخیر ما فیہا واعوذ بک من شرہا ومن شر ما فیہا وشر اہلہا اللہم ہذا حرم رسولک فاجعل دخولے فیہ وقایۃ لے من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور جب مسجد مین داخل ہو تو وہی افعال کرے جو مسجدون کے داخل ہونے کے وقت سنت ہین یعنی اول داہنا پاؤن بڑھاوے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور یہ دعا پڑھے اللہم صل علی محمد وعلی ال محمد اللہم اغفر لے ذنوبی وافتح لے ابواب رحمتک اللہم اجعلنی الیوم من اوجہ من توجہ الیک واقرب من تقرب الیک وانجح من دعاک وابتغی مرضاتک یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی اور چاہیے کہ مسجد مین باب جبریل یا اور کسی دروازہ سے داخل ہو یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور منبر کے پاس دو رکعتین پڑھے اور اس طرح کھڑا ہو کہ منبر کا عمود داہنے مونڈھے کے سامنے ہو یہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہی اور وہ مقام درمیان قبر اور منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی اور اللہ تعالے نے جو یہ توفیق دی ہی اُسکے شکر مین اللہ تعالے کے واسطے سجدہ کرے اور جس دعا کو بہتر سمجھے پڑھے پھر کھڑا ہو وے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف متوجہ ہو اور سر مبارک کے قریب قبلہ رو کھڑا ہو وے پھر اس سے تین یا چار گز قریب ہو اس سے اور زیادہ قریب نہو اور تربت کی دیوار پر ہاتھ نہ رکھے اسواسطے کہ بہت ہیبت کی جگہ ہی اور عظمت انکی افضل ہی اور یا اس طرح کھڑا ہو جیسے نماز مین کھڑا ہوتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریم کا یون تصور کرے کہ گویا آپ لحد مین سوتے ہین اور اُسکے حال سے

واقف ہین اور اسکا کلام سنتے ہین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی پھر یون کہے السلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اشہد انک رسول اللہ قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ وجاہدت فی امر اللہ حتی قبض روحک حمیدا محمودا فجزاک اللہ عن صغیرنا وکبیرنا خیر الجزاء وصلی علیک افضل الصلوۃ وازکاہا واتم التحیۃ وانماہا اللہم اجعل نبینا یوم القیامۃ اقرب النبیین واسقنا من کاسہ وارزقنا من شفاعتہ واجعلنا من رفقائہ یوم القیامۃ اللہم لا تجعل ہذا آخر العہد بقبر نبینا علیہ السلام وارزقنا العود الیہ یا ذا الجلال والاکرام یہ محیط مین لکھا ہی اور نہ اپنی آواز بلند کرے اور نہ بہت پست بلکہ درمیانی کرے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور جس شخص نے وصیت کی ہو اسکا بھی سلام پہونچاوے اور یون کہے السلام علیک یا رسول اللہ فلان بن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع لہ ولجمیع المسلمین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے سامنے چہرۂ مبارک پاس قبلہ کو پیٹھ کرکے کھڑا ہو کر جتنا چاہے درود پڑھے پھر ایک ہاتھ جگہ سے ہٹکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے آوے اور یون کہے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار السلام علیک یا رفیقہ فی الاسفار السلام علیک یا امینہ علی الاسرار جزاک اللہ عنا افضل ما جزا اماما عن امۃ نبیہ ولقد خلفتہ باحسن خلف وسلکت طریقہ ومنہاجہ خیر مسلک قاتلت اہل الردۃ والبدع ومہدت الاسلام ووصلت الارحام ولم تزل قائما للحق ناصرا لاہلہ حتی اتاک الیقین والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہم امتنا علی حبہ ولا تخیب سعینا فی زیارتہ برحمتک یا کریم پھر وہان سے ہٹکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے سامنے ہو اور یون کہے السلام علیک یا امیر المومنین السلام علیک یا مظہر الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام جزاک اللہ عنا افضل الجزاء ورضی عمن استخلفک فقد نظرت للاسلام والمسلمین حیا ومیتا فکفلت الایتام ووصلت الارحام وقوی بک الاسلام وکنت للمسلمین اماما مرضیا وہادیا مہدیا جمعت شملہم واغنیت فقیرہم وجبرت کسرہم فالسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر وہان سے بقدر آدھ گز کے لوٹے اور یون کہے السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفیقیہ ووزیریہ ومشیریہ والمعاونین لہ علی القیام فی الدین والقائمین بعدہ بمصالح المسلمین جزاکما اللہ احسن جزاء جئناکما نتوسل بکما الی رسول اللہ لیشفع لنا ویسال ربنا ان یتقبل سعینا ویحیینا علی ملتہ ویمیتنا علیہا ویحشرنا فی زمرتہ پھر اپنے اور اپنے والدین کے واسطے اور جس شخص نے وصیت کی ہو اسکے واسطے اور سب مسلمانون کے واسطے دعا مانگے پھر پہلی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے کھڑا ہو اور یون کہے اللہم انک قلت وقولک الحق ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد جئناک سامعین قولک طائعین امرک مستشفعین بنبیک الیک اللہم ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین اور جو چاہے اسمین زیادہ کرے اور جو چاہے کم کردے اور اسکے سوا جو دعا یاد آوے اور توفیق الٰہی ہو پڑھے پھر اسطوانہ ابی لبابہ پر آوے جہان ابی لبابہ نے اپنے آپ کو باندھا تھا اور اللہ نے انکی دعا قبول کرلی تھی اور وہ درمیان قبر اور منبر کے ہی وہان دو رکعتین پڑھے اور اللہ کے سامنے توبہ کرے اور جو چاہے دعا مانگے پھر روضہ مین آوے اور وہ مثل حوض کے مربع ہی اور امام موضع اس زمانہ مین وہین نماز پڑھتا ہی وہان جسقدر ہو سکے نماز پڑھے اور دعا مانگے اور تسبیح اور ثنا اور استغفار بہت پڑھے پھر منبر کے پاس آوے اور اپنا ہاتھ اس انار کے مشابہ گرہ پر رکھے

جب خطبہ پڑھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مبارک ہاتھ رکھتے تھے تاکہ برکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
حاصل ہو اور درود پڑھے اور اللہ سے جو چاہے دعا مانگے اور اُسکی رحمت کے طفیل مین اُسکے غضب سے پناہ
مانگے پھر استوانہ حنانہ پر آوے اور وہ وہ ستون ہے جسمین اُس لکڑی کا بقیہ لگا ہوا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اسکو چھوڑ کر منبر پر خطبہ پڑھا تو اسمین سے رونے کی آواز نکلی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
منبر سے اُتر کر اُسکو بغل مین لیا تب اُسکو تسکین ہوئی- اور اس بات مین کوشش کرے کہ جب تک مدینہ مین رہے
شب بیداری کرے اور تلاوت قرآن و ذکر اللہ مین مشغول رہے اور منبر اور قبر کے پاس اور ان دونون کے
درمیان مین آہستہ اور جہر سے دعا مانگتا رہے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے- اور جب تک مدینہ مین رہے روزہ بہت
رکھے یہ محیط مین لکھا ہے- اور مستحب ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد بقیع کی طرف جاوے
اور وہان کے مزارات مشہورہ مثل امیر سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور بقیع مین حضرت عباس رضی اللہ عنہم
کے قبہ کی زیارت کرے اور اسی مین حسن بن علی اور زین العابدین اور اُنکے بیٹے محمد باقر اور اُنکے بیٹے جعفر صادق
رضی اللہ عنہم مدفون ہین اور وہین قبہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا اور قبہ ابراہیم ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے اور بی بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا اور بہت سے صحابہ اور
تابعین مدفون ہین اور بقیع مین مسجد فاطمہ رضی اللہ عنہا مین نماز پڑھے اور مستحب ہے کہ پنجشنبہ کے روز شہداء احد کی زیارت
کرے اور یون کہے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار سلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اور آیۃ الکرسی
اور سورۂ اخلاص پڑھے اور مستحب ہے کہ ہفتہ کے روز مسجد قبا مین آوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا مروی
وارد ہے- اور اسطرح دعا مانگے یا صریخ المستصرخین ویا غیاث المستغیثین ویا مفرج کرب المکروبین یا مجیب دعوۃ المضطرین
صل علی محمد و آلہ واکشف کربی وحزنی کما کشفت عن رسولک کربہ وحزنہ فی ہذا المقام یا حنان یا منان یا کثیر المعروف
ویا دائم الاحسان ویا ارحم الراحمین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے- فقہا نے کہا ہے کہ ان مقامات مین کوئی دعا معین
نہین ہے جو چاہے دعا مانگے جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے- اور مستحب ہے کہ جبتک مدینہ مین رہے
سب نمازین مسجد نبوی مین پڑھے اور جب اپنے شہر کو لوٹنے کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ مسجد سے دو رکعتین
پڑھکر رخصت ہو اور جو دعا بہتر سمجھے وہ پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آوے اور سلام کا اعادہ
کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے-

تمام شد جلد اول

خاتمۃ الطبع ازجانب کارپردازان مطبع

حمد بے حد اور ستائش لاتعد اس خالق جل و علی مالک بے ہمتا کی جسنے کمال فضل و رحمت اپنی سے ہدایت گمشتگان بحار
ضلالت کے واسطے اپنے حبیب خاص مطیع باختصاص احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور نعت بیشمار
اور ثناے وافرہ اس سید المرسلین شفیع المذنبین کی جو فور رافت و مزید شفقت سے بروز حشر بھی امتی امتی فرمائینگے گنہگاران
امت کو بخشائینگے۔ اور تحیات زاکیات اُن اصحاب کبار اور پیروان اخیار کی جنہون نے اطاعت رسول خدا اور اشاعت
دین ہدا مین اپنی جان و مال کو وقف کر دیا خصوصاً عمایدِ دین مبین اعنی چہار یار رسول مختار رضوان اللہ علیہم اجمعین اما بعد
رہ نوردان جادۂ شریعت اور منتسبان مذہب حقۂ اہل سنت و جماعت پر یہ امر اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے کہ فن فقہ مین
جیسی جامع کتاب اور ذخیرۂ مستند و انتخاب فتاوی عالمگیری ہو شاید کہ دوسری نہو۔ اور فی الحقیقت عہد دولت مہد
اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ اسلام مین باجتماع مشاہیر علما و صنادید فضلا بسرپرستی خود بادشاہ جو اہتمام اس کتاب مستطاب
کی تصنیف مین ہوا ہے وہ دوسری کتاب کی تصنیف مین کب ممکن ہو سکتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب زبان عربی مین ہے اور کم مایگان علم اسکے
فیض سے محروم تھے پس اہل زمانہ کو ناز کرنا اور مسلمانون کو ممنون احسان ہونا چاہیے کہ امیر کبیر رئیس با توقیر ملاذ المومنین معین المسلمین
صاحب مناقب الموفور منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم و مغفور نے اپنی دریا دلی سے اتنی بڑی کتاب ضخیم کا ترجمہ
بزبان اُردو چاہا اور جناب مستغنی عن الالقاب ملک العلما۔ سند الفضلا۔ میزان المعقول و المنقول۔ منقح اغصان الفروع
و الاصول۔ الادیب البارع المکرم۔ و الحسیب النسیب المعظم۔ امام المتکلمین۔ اسوۃ المتبحرین۔ المتفرد بالعلم الخفی و الجلی۔ مولانا مولوی
حکیم سید امیر علی صاحب دام ظلہ العالی بدوام الایام و اللیالی کے سپرد کیا۔ اور جناب مترجم صاحب ممدوح نے بھی نہایت عرق ریزی
اور جانفشانی سے اس خدمت ترجمہ کو باحسن الوجوہ انجام دیا۔ اور مزید بران باستقراے مسائل از متون و شروح و استخراج
از فتاوے معتبرات مثل قاضیخان وغیرہ کے مع شرائط تصحیح و تنقید وغیرہ و ذکر اکثر مسائل مفتی بہا اہل اسلام کے لیے بنظر افادۂ
صالحات آخرت مرتب فرمایا۔ اور اس ترجمہ کا نام فتاوی ہندیہ ترجمہ فتاوی عالمگیریہ رکھا۔ ازانجا کہ یہ ترجمہ نایاب
ہر دل عزیز تھا طبع بار اول کی صدہا جلدون مین سے کوئی جلد باقی نہ رہی شائقین باقتدون ہاتھ لیگئے اور خواہش جستجویان
اُسی طرح باقی رہی۔ لہذا حسب استدعا و قدردانان دیار و امصار بار دوم بنظر ثانی و اضافہ حواشی مفیدہ و مقابلہ اصل
عربی و صحت کامل حضرت مترجم ممدوح الصدر یہ پوری کتاب معرض طبع مین در آئی۔ چنانچہ منجملہ اجلاد فتاوے مذکورہ
جلد اول جسمین طہارات سے حج تک کا بیان ہے مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی اہتمام جناب معلی القاب
جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ مئی ۱۸۹۹ء مطابق ماہ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ
حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر رونق بزم درس و تدریس ہوئی فقط

نام کتاب	قیمت
نجاح الحج۔ مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ۔	۱۱/
تذکرۃ الجمعہ احکام جمعہ از مولوی عبد السلام۔	۹ پائی
تبیان۔ در حکم تمباکو و حقہ از ملا معین الدین۔	۹ پائی
بدائع منظوم۔ مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی رحمہ۔	۲/
نام حق۔ مشہور درسی از شیخ شرف الدین بخاری	۹ پائی
مائۃ مسائل۔ سو مسائل از مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ	۴/۳ پائی
شرح وقایہ فارسی۔ مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴/۶ پائی
مسلک المتقین مرغوب علمائے ولایت از مولوی الہ یار خان۔	[illegible]
فتاوی برہنہ۔ جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین۔	[illegible]
قدوری۔ ترجمہ مولانا ابو القاسم۔	/۶
شرح فارسی مختصر وقایہ۔ از عبد الرحمن جامی	/۱۵
کنز فارسی۔ نصیر الدین کرمانی محشی مع فرہنگ	/۹
مالا بد منہ۔ از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ۔	۵/۳ پائی
شرح مختصر وقایہ کور میری۔ از مولانا جلال الدین سمرقندی۔	[illegible]
رسالہ تنبیہ الانسان۔ در حلت و حرمت جانوران۔	۹ پائی
رسالہ قاضی قطب۔ ذکر ایمان و ارکان۔	۳ پائی
فقہ عربی	
ابو المکارم۔ شرح مختصر وقایہ از عبد اللہ بن محمد معروف	[illegible] پ
برجندی۔ شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد العلی	

نام کتاب	قیمت
برجندی معتبر شرح۔	[illegible]
جامع الرموز۔ شرح مختصر وقایہ از ملا شمس محمد قہستانی متداول۔	[illegible] پ
فتح القدیر۔ پیشانی پر ہدایہ اور تحت میں حاشیہ فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم بتفصیل ذیل۔	
کاغذ سفید گندہ۔	[illegible]
ایضاً کاغذ حنائی	[illegible]
ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات بشرح ذیل۔	[illegible] پ
۱۔ جلدین اولین عبادات	[illegible] پ
۲۔ جلدین آخرین معاملات۔	[illegible] پ
فتاوائے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در جلد کاغذ حنائی و سفید	[illegible]
ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد میں اس شرح ہدایہ پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہیں کاغذ سفید بتفصیل ذیل۔	[illegible] پ
ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر نکاح۔	[illegible] پ
ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔	[illegible] پ
فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل۔	[illegible]
ذخیرۃ العقبی۔ حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف۔	[illegible] پ

نام کتاب	قیمت
شرح وقایہ - از امام صدر الشریعہ جلی قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط صحیح کاغذ سفید و حنائی -	عـہ/ ۱۴ر پ
شرح وقایہ مُرد - مع دائرہ ہندسہ متوسط قلم -	۵ر ۷ پا
اشباہ والنظائر - مع شرح حموی معروف مستند متداول -	[illegible]
ملا مسکین - از موسع تا دعا با تحشی جدید -	عـہ ر پ
کنز الدقائق - محشی متداول درسی کتاب	۸/
مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق مشہور متداول -	عـہ/
عینی شرح کنز الدقائق - محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلد ہیں -	[illegible]
(۱) جلدین اولین عبادات ہیں -	[illegible]
(۲) جلدین آخرین معاملات ہیں -	[illegible]
در مختار - شرح تنویر الابصار معتبر فتاوے مولفہ محمد علاء الدین الحصکفی بن شیخ علی چار جلدین یکجائی یعنے جلد اول کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک - جلد دوم کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک جلد سوم کتاب البیوع سے کتاب الرجوع فی الہبۃ تک جلد چہارم کتاب الاجارۃ سے تا مسائل شتی	[illegible]
شرح الیاس - شرح مختصر وقایہ از شیخ محمد بن الیاس مکمل یکجائی -	[illegible]
مختصر وقایہ محشی - از امام صدر الشریعہ صحیح متداول -	۹/
عمدۃ البضاعۃ - فی مسائل الرضاعۃ	

نام کتاب	قیمت
از مولوی تراب علی مرحوم -	۹ پائی
قدوری محشی - تالیف امام ابو الحسن درسی متداول -	۸/
متفرقات دینیہ	
اہل السنۃ فارسی	
تحفہ اثنا عشریہ - مشہور در مناظرہ مذہبی فریقین مصنفہ حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد ابن شیخ ابو الفیض دہلوی -	[illegible]
تذکرۃ المعاد - از قاضی ثناء اللہ تلخیص بدور السافرہ سیوطی -	۲/
فتوح الحرمین - مع نقشہ مقامات متبرکہ از حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی کاغذ سفید -	۸ر پ
ظہیر الاسلام - از مفتی ظہیر الدین بلگرامی -	۶/
اسرار محبت - از ملا ظہیر الدین بلگرامی -	[illegible]
جواہر القرآن - از محمد بن اسامہ ترجمہ و خلاصہ آیات فرقان -	[illegible]
وصیت نامہ - مع رسالہ دانشمندی از مولانا ولی اللہ -	۳ پائی
مولود النبی - از مولوی پیر محمد جعفری -	ا/
دواء الشفاء - جدید شرح قصیدہ بردہ از مولوی نذیر خان بے نظیر	۴/
شرح قصیدہ بردہ - از [illegible] شاہ رضوی مطبوعہ ثمر ہند	[illegible]
مقالات الصوفیہ - از حضرت شاہ تراب قدس سرہ مطبوعہ نجیر -	[illegible]
ایضاً - حسب مرتب بالا جدید الطبع	۸/